تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد پنجم جسکا نام

اقبال نامہ اکبری ہے

اس جلد مین ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی عرش آشیانی کا بیان
اول سے آخر تک بالتفصیل لکھا ہے اور مین اسکے کل آئین و قوانین کا بھی بیان ہے

مصنفہ

خان بہادر شمس العلما مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی سابق پروفیسر
ورنیکولر سائنس اینڈ لٹریچر میور سنٹرل کالج الہ آباد

سنہ ۱۸۹۷ء

مطبع شمس المطابع دہلی مین باہتمام منشی محمد عطاء اللہ مطبوع ہوئی

اشتہار ۱۳۰۷ھ

کتب اخلاق مصنفہ خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی

اب ان کتابوں میں سچا سچا اچھا اچھا سیدھا سادہ بیان انسان کے عالم اخلاق کا ہے وہ یہ بتلاتا ہے کہ بشر کیا کیا کام کرتا ہے اور کیوں کرتا ہے اُسکے کرنے میں اسکی کیا نیت ہوتی ہے اپنی تلون مزاجی سے کاموں کے کیا کیا رنگ دکھاتا ہے اور اس نیرنگی سے کیا کیا تعجب انگیز بیہودہ حرکات کیسا کیسا ہنساتا ہے کیا کیا خیالات اور توہمات رکھتا ہے وہ سمجھاتا ہے کہ زمانہ انسان پر کیسا اپنا دباؤ ڈالتا ہے اور کیسے کیسے تغیر و انقلاب اوس کے کاموں میں پیدا کرتا ہے اور کتنے عرصہ تک اپنا اثر او سپر رکھتا ہے۔ اور انسان کی ایسی ذری ذری سی باتوں کی جیسے لباس۔ کھانا پینا۔ گفتگو نشست و برخاست خیالات و افعال میں تشریح کرتا ہے انسان کی زندگی کے سارے سانگ اور بہروپ بھر کے وہ تماشا کرتا ہے۔ وہ یہ تحقیق کرتا ہے کہ انسان کی زندگانی کیا ہے اور وہ کیا کر رہی ہے اور وہ کیا ہونی چاہیے۔

خلاصہ یہ ہے کہ وہ آئینہ کی طرح دکھاتا ہے کہ انسان کیا ہے اور کیا نہیں ہے پس جس طالب علم کو عالم اخلاق کی سیر کا شوق ہو وہ ان مضامین کو پڑھے جنکی تعداد الف لیلی کی کہانیوں سے بھی زیادہ ہے گو وہ الف لیلی کی داستانوں کی برابر پرلطف و دلکش و دلچسپ نہیں ہیں مگر خرد افزا اون سے زیادہ ضرور ہیں افسوس ہے کہ انسان اپنے عالم اخلاق کی سیر نہ کرے خصوصاً جبکہ وہ ایسی ارزان ہو کہ جیسا قیمت اور محصول ڈاک ذیل سے ہو سکتی ہو۔ ایک ہندوؤں دوسری مسلمانوں تیسری انگریزی طور سے تفصیل ان مضامین کی یہ ہے

تہذیب الاخلاق آریا ہندوؤں کی کتابوں سے	۱۳۸ مضامین	قیمت ۶ر	محصول ۸ر	صفحہ ۱۵۲
مکارم الاخلاق مسلمانوں کی کتابوں سے	۲۴۶ ″	۱۲ر ″	۱ر ″	۳۵۶ ″
محاسن الاخلاق انگریزی کتابوں سے	۲۲۵ / ۱۱۰۹ ″	[illegible] ″	۳ر / ۵ر ″	۲۲۰ / ۲۲۸

جلد پنجم

اقبال نامۂ اکبری

اس جلد میں ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کا بیان اول سے آخر تک ۱۰۰ صفحون مین لکھا ہے - اکبر نامہ اور آئین اکبری اور طبقات اکبری اور منتخبات التواریخ سے زیادہ تر حالات نقل کئے گئے ہیں اوسکی مذہبی تحقیقات مین دبستان المذاہب کی مدد لی گئی ہے منتخب اللباب خافی خان سے کچھہ مضامین نقل ہوئے ہیں - اس بادشاہ کے امرا کا حال ماثر الامرا سے زیادہ تر لکھا ہے بہت کم ایسی فارسی تاریخیں ہونگی جنکی ورق گردانی اس بادشاہ کے حال کے دریافت کرنے میں نہ کی گئی ہوگی - انگریزی تاریخوں میں جو کچھہ اوسکی بنست لکھا گیا ہے اکثر اوسکو نقل کیا ہے اس بادشاہ کے حالات اور واقعات کو ٹکڑے ٹکڑے سن و تاریخ کی قید کے سبب سے نہیں کیا ہے بلکہ ہر ایک واقعہ کا مسلسل بیان کیا ہے خواہ وہ کسی سنہ مین شروع اور کسی سنہ مین ختم ہوا ہو اکثر ہم نے سنہ ہجری کو اوپر اور سنہ جلوس کو نیچے لکھا ہے اور سنہ عیسوی کو اکثر نہیں لکھا اسلئے ہم نے سنہ الٰہی و سنہ ہجری و سنہ عیسوی کی فہرست نیچے لکھی ہے جس سے ایک سنہ کے معلوم ہونے سے دوسرا سنہ معلوم ہوجائے گا +

سال الٰہی	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	سال الٰہی	سنہ ہجری	سنہ عیسوی
۱	۲۸ ربیع الاول سنہ ۹۶۳ھ	۱۰ یا ۱۱ مارچ سنہ ۱۵۵۶ع	۲	۹ جمادی الاول سنہ ۹۶۴ھ	۱۰ یا ۱۱ مارچ سنہ ۱۵۵۷ع
۳	۲ جمادی الاول سنہ ۹۶۵ھ	،، سنہ ۱۵۵۸ع	۴	۲۰ جمادی الآخر سنہ ۹۶۶ھ	،، سنہ ۱۵۵۹ع
۵	۱۴ جمادی الآخر سنہ ۹۶۷ھ	،، سنہ ۱۵۶۰ع	۶	۲۴ ،، ،، سنہ ۹۶۸ھ	،، سنہ ۱۵۶۱ع
۷	۵ رجب سنہ ۹۶۹ھ	،، سنہ ۱۵۶۲ع	۸	۱۵ رجب سنہ ۹۷۰ھ	،، سنہ ۱۵۶۳ع
۹	۲۷ ،، ،، سنہ ۹۷۱ھ	،، سنہ ۱۵۶۴ع	۱۰	۸ شعبان سنہ ۹۷۲ھ	،، سنہ ۱۵۶۴ع
۱۱	۱۸ شعبان سنہ ۹۷۳ھ	،، سنہ ۱۵۶۶ع	۱۲	۲۹ ،، ،، سنہ ۹۷۴ھ	،، سنہ ۱۵۶۷ع

سنہ الٰہی	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	سنہ الٰہی	سنہ ہجری	سنہ عیسوی
۱۳	۱۱ رمضان ۹۷۵ھ	۱۰ یا ۱۱ مارچ ۱۵۶۸ء	۱۴	۲۲ رمضان ۹۷۶ھ	۱۰ یا ۱۱ مارچ ۱۵۶۹ء
۱۵	۲ شوال ۹۷۷ھ	″ ۱۵۷۰ء	۱۶	۱۴ شوال ۹۷۸ھ	″ ″ ۱۵۷۱ء
۱۷	۲۴ ″ ۹۷۹ھ	″ ۱۵۷۲ء	۱۸	۶ ذوالقعدہ ۹۸۰ھ	″ ″ ۱۵۷۳ء
۱۹	۱۷ ″ ۹۸۱ھ	″ ۱۵۷۴ء	۲۰	۲۷ ″ ۹۸۲ھ	″ ″ ۱۵۷۵ء
۲۱	۹ ذی الحجہ ۹۸۳ھ	″ ۱۵۷۶ء	۲۲	۲۰ ذی الحجہ ۹۸۴ھ	″ ۱۵۷۷ء
۲۳	۲ محرم ۹۸۶ھ	″ ۱۵۷۸ء	۲۴	۱۲ محرم ۹۸۷ھ	″ ۱۵۷۹ء
۲۵	۲۴ ″ ۹۸۸ھ	″ ۱۵۸۰ء	۲۶	۵ صفر ۹۸۹ھ	″ ۱۵۸۱ء
۲۷	۱۵ صفر ۹۹۰ھ	″ ۱۵۸۲ء	۲۸	۲۸ صفر ۹۹۱ھ	″ ۱۵۸۳ء
۲۹	۸ ربیع الاول ۹۹۲ھ	″ ۱۵۸۴ء	۳۰	۹ ربیع الاول ۹۹۳ھ	″ ۱۵۸۵ء
۳۱	۲۹ ″ ۹۹۴ھ	″ ۱۵۸۶ء	۳۲	۱۱ ربیع الثانی ۹۹۵ھ	″ ۱۵۸۷ء
۳۳	۲۲ ربیع الثانی ۹۹۶ھ	″ ۱۵۸۸ء	۳۴	۴ جمادی الاول ۹۹۷ھ	″ ۱۵۸۹ء
۳۵	۱۴ جمادی الاول ۹۹۸ھ	″ ۱۵۹۰ء	۳۶	۲۴ ″ ۹۹۹ھ	″ ۱۵۹۱ء
۳۷	۵ جمادی الاخری ۱۰۰۰ھ	″ ۱۵۹۲ء	۳۸	۱۷ جمادی الاخری ۱۰۰۱ھ	″ ۱۵۹۳ء
۳۹	۲۸ ″ ۱۰۰۲ھ	″ ۱۵۹۴ء	۴۰	۹ رجب ۱۰۰۳ھ	″ ۱۵۹۵ء
۴۱	۲۰ رجب ۱۰۰۴ھ	″ ۱۵۹۶ء	۴۲	۲ شعبان ۱۰۰۵ھ	″ ۱۵۹۷ء
۴۳	۱۳ شعبان ۱۰۰۶ھ	″ ۱۵۹۸ء	۴۴	۲۳ شعبان ۱۰۰۷ھ	″ ۱۵۹۹ء
۴۵	۴ رمضان ۱۰۰۸ھ	″ ۱۶۰۰ء	۴۶	۱۵ رمضان ۱۰۰۹ھ	″ ۱۶۰۱ء
۴۷	۲۶ ″ ۱۰۱۰ھ	″ ۱۶۰۲ء	۴۸	۶ شوال ۱۰۱۱ھ	″ ۱۶۰۳ء
۴۹	۱۷ شوال ۱۰۱۲ھ	″ ۱۶۰۴ء	۵۰	۲۸ ″ ۱۰۱۳ھ	″ ۱۶۰۵ء

صحت نامہ اقبال نامہ اکبری جلد پنجم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۳	جلد ششم	جلد چہارم	۹۱	۳	آیا	لایا
۲۱	۲۱	پانی پت سے	پانی پت	۹۴	۵	دمائم	ذمائم
۲۶	۱۷	فقیر خواجہ	خضر خواجہ	″	۱۱	لو	جو
۳۳	۱۶	قید ہونے	قید ہونیکا حال	۱۰۲	۱۴	پٹنہ	پنہ
۳۵	۲۰	پند ہار	بند ہار	۱۰۸	۲۰	دونون	دونو مین
۳۵	۱۳	نہین کرتا	کرتا	۱۱۲	۱۰	عادل خان	مقبول خان
۴۸	۱۷	منصب	کو منصب	۱۲۵	۱۳	سکے واپس	نے واپس
۴۹	۴	متوعہ	متنوعہ	۱۲۶	۱۵	کرین	کرے
۵۱	۸	سرزمین	سرزمین مین	۱۳۴	حاشیہ	دربار	دریا
۷۰	۲۲	مُطلبخ	مطبخ	۱۳۸	۶	کیا کیا	کہا۔کہا
۷۴	۱۳	نہ کسی	بکسبی	۱۳۵	۶	تارکی	تاریکی
۷۶	۷	سرکار ہند	سرکار ہندؤ	″	۱۲	فرمان پذری	فرمان پزیری
″	۱۲	مبادی سال	مبادی حال	۱۴۰	حاشیہ	سلطان مرزا	سلطان مراد
۸۰	۱	بیونات	بیوتات	۱۴۲	۱۱	جیلی	جعلی
۸۰	۳	دہلی	وہین	۱۴۲	۱۹	خواجہ حضری	خواجہ خضری
۸۵	حاشیہ	بانا۔بینی	یانا۔بیتی	۱۴۳	۱	خان سے	خان نے
۸۷	۱	ندویر کی بجائے ہر جگہ	قرندویر بناؤ	۱۵۹	۲۰	سقدار	شقدار
۸۷	۹	وہ اور	وہ	۱۷۱	۱۱	خان نے	خان
۸۸	۱۵	دوڑ سے	دوڑ مین	۱۷۴	۴	کی	نے
۸۹	۱	اسکے	اس کو	۱۷۵	۱۶	ستھے	وہ سبنے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۱	۳	ہوئے	ہوا
"	۳	کرجھار	کوجھار
۱۸۵	۱۵	جدا جد	جدا جدا
۱۸۹	۲۲	خان اعظم	خان اعظم کے
۱۹۰	۳	اور جیب لٹ سے کر	جیب لٹ نے چلا تو
۱۹۵	۱	ہوائے	ہوئے
۱۹۷	۱۳	لادی	دلادے
۱۹۸	۱۴	مباغ - دئے	مبلغ - دئے
۲۱۸	۱	داؤد بے	داؤد
۲۱۹	۲۲	ہرامر	ہر امیر
۲۲۱	۱۱	جقری	جفری
۲۲۲	۵	رخارت	زخارف
"	حاشیہ	نباری	نیازی
۲۲۹	۴	لے	ملے
۲۳۹	۱	بہرعلی	مہرعلی
۲۴۰	۱۲	جاسے	چاہیے
۲۴۷	۳	مقدمہ	مقدمۃ الجیش
۲۵۲	۸	یاتا رہے	پاتا ہے
"	۱۰	دادو	دارد
۲۵۳	۱۶	کتے بل	کتوں
۲۵۸	۲۲	لعض خال	بعض جا
۲۶۱	۴	غنہ	عنبر
۱۶۱	۱۴	اس میں	آپس میں
۲۹۳	۴	خیلا	خیل
۲۹۳	۱۰	منتہا ،	منتہاء
"	۱۱	رو وراہ	رودزارہیں
"	۲۰	دربار	دریا
۳۰۰	حاشیہ	طاہر ملاکس	طاہر
۳۰۳	۱۶	اپنی گروہ کے ساتھ بھاگیا	+
۳۰۹	۷	لیتے	لوٹتے
۳۱۱	۳	بیٹھ کو	بیٹھ کر
۳۱۵	۲۱	درپے ہوا	درپے ہوئے
۳۱۸	۱۷	اعتماد خان کو	اعتماد خاں پاس
۳۴۲	۲۲	استرسے	استرے سے
۳۵۰	۷	بادام	یا دام
۳۵۱	۲۱	دربار	دیار
۳۵۳	۱	کردیا	کردئے
۳۵۴	۱۳	اورنیٹل	اورینٹل
۳۵۷	۱۵	ابو الحسن	ابوالحسن
۳۵۹	۹	لکھی	لکھا
۳۶۱	۲۲	مارہ وار	مارواڑ میں
۳۶۴	۴	امیر	امبیر
۳۷۳	۹	مرتے	مرنے
۳۷۶	۱	ایسی	اسی

فہرست مضامین اقبالنامہ اکبری

اکبر کی تخت نشینی کے وقت ہندوستان کی کیا حالت تھی عنوا - ملک کا حال ۱ -
رعایا کا حال - ۲ - سپاہ کا حال ۳ - بادشاہ، مشیر و وزیر - قوانین عدالت ۴ -
ذکر بادشاہی ابوالمظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی - ۶ -
تمہید - ۶ - اکبر کا پیدا ہونا اور اوسکا بالک پن - ۷ - اکبر کا ختنہ - ۱۰ -
اکبر کا مکتب مین بٹھانا اور اوسکا نہ پڑہنا لکھنا اور کھیل کود مین مشغول رہنا - ۱۱ -
اکبر کی تخت نشینی اور بیرام خان کی وزارت ۹۶۳ھ ہجری سنہ جلوس - ۱۲ -
جلوس کے وقت ممالک محروسہ مین جو اعاظم امراء منتظم تھے - ۱۳ - ابوالمعالی کا
قید ہونا ۹۶۳ھ سنہ ۱ جلوس - ۱۳ - بادشاہ کا کابل سے بیگمات کا بلانا - سکندر شاہ
سور کو شکست دینا ۹۶۳ھ سنہ ۱ جلوس - ۱۴ - حاجی خان کا نارنول کا محاصرہ کرنا
۹۶۳ھ سنہ ۱ جلوس - ۱۵ - مرزا سلیمان کا کابل کو محاصرہ کرنا ۹۶۳ھ سنہ ۱ جلوس ۱۵ -
ہیمو بقال - ۱۷ - پانی پت کی لڑائی ہیمو سے ۹۶۴ھ سنہ ۱ جلوس - ۲۰ -
پانی پت کی لڑائی کا نتیجہ اعظم - ۲۴ - بادشاہ کا دہلی جانا اور امراء کو خطاب و
سپاہ کو انعام دینا ۹۶۳ھ - ۲۵ - میوات پر قبضہ - ۲۵ - ہیمو کے اہل و عیال
کی گرفتاری ۹۶۳ھ سنہ ۱ - ۲۶ - بادشاہ کا دہلی سے پنجاب جانا - ۲۶ - سکندر سور کے
فتنہ کا زور کرنا اور اوسکا تعاقب ۹۶۴ھ - ۲۸ - قلعہ مانکوٹ کا محاصرہ ۹۶۴ھ - ۲۸
نتھہ مل کا مارا جانا - ۲۹ - قندہار کے معاملات ۹۶۴ھ سنہ ۲ جلوس - ۳۰ -
کابل سے مریم مکانی اور بیگمات کا آنا ۹۶۴ھ سنہ ۲ جلوس - ۳۱ - سنبل مین
فتوحات ۹۶۴ھ - ۳۲ - سرونج کی فتح ۹۶۶ھ - ۳۲ - مرزا عبد اللہ مغل
کی دختر سے بادشاہ کا نکاح ۹۶۴ھ - ۳۳ -
بیرام خان کے ظلم و ستم - بادشاہ کے ساتھہ بے لطفی - ۳۴ -

مرزا تردی بیگ کا قتل ۹۶۳ھ 1556ع سنہ جلوس - ۳۳ - مصاحب بیگ کا قتل ۹۶۵ھ 1558ع - ۳۵ - خواجہ جلال الدین محمود مجوق کا قتل - ۳۵ - ناصر الملک پیر محمد خان کا معتمد ہونا ۹۶۶ھ 1559ع سنہ جلوس - ۳۶ - شیخ محمد خان کے ساتھ بیرام خان کی بدسلوکی ۹۶۷ھ 1559ع - ۳۸ - ماہم انگہ کے سبب سے بادشاہ اور بیرام خان کی بےلطفی - ۳۹

بادشاہ اور بیرام خان کی باہم ناراضی کا علانیہ اظہار و بادشاہ کی خود مختاری کا اشتہار ۵ سنہ جلوس ۹۶۷ھ 1560ع - ۴۱

بادشاہ کا دہلی مین آنا ۹۶۷ھ - ۴۱ - بادشاہ کا اپنے اختیارات کا اشتہار دینا ۹۶۷ھ
بیرام خان کا بیدار ہونا اور اپنا چارہ کار تلاش کرنا ۹۶۷ھ - ۴۵ - بادشاہ کا فرمان خانخانان کے نام - ۴۷ - ماہم انگہ - ۴۸ - دہلی سے بادشاہ کا بیرام خان کے فتنہ کے دفع کرنے کے لئے روانہ ہونا ۹۶۷ھ - ۴۹ - قصبہ جھجھر سے بادشاہ کا دہلی مین آنا اور لشکر کو بیرام خان کی راہ روکنے کے لیے بھیجنا ۹۶۷ھ - ۵۰ -
بیرام خان کی کھلی بغاوت و پنجاب مین آنا ۹۶۷ھ - ۵۱ - فرمان بادشاہ ۹۶۷ھ - ۵۱ -
بیرام خان سے لڑنے کے لئے خان اعظم شمس الدین محمد خان انگہ کا لشکر کے ساتھ بھیجنا ۹۶۷ھ - ۵۵ - بادشاہ کی فتح اور بیرام خان کی شکست ۹۶۷ھ - ۵۶ -
بادشاہ کا کوہ سوالک مین جانا اور بیرام خان کے کار کا تمام پانا ۹۶۷ھ - ۵۷ -
بیرام خان کا بادشاہ پاس آنا ۹۶۷ھ - ۵۸ - بادشاہ اور خانخانان کے معاملات مین مورخون کے بیانون کے اختلافات - ۵۹ - بیرام خان کی وفات جس نوع سے ابوالفضل نے لکھی ہے ۹۶۸ھ - ۶۲ -

بیرام خان اور شاہ کی رنجشون کے درمیان جو واقعات پیش آئے - ۶۴ -

شاہم کے ساتھ عشق و عاشقی علی قلی خان زمان - ۶۴ - شاہ قلی خان محرم کا جوگی ہونا - ۶۷ - جلال خان و مظفر خان کی عشق بازی - ۶۷ -

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۱۳	۱۷	کابجی چک	کابجی چک نے	۵۸۹	۱۱	لالہ	الالہ ا
″	۱۸	بیوی نے	بیوی سے	۵۹۷	۱۳	اٹاور	اٹاوہ
۴۱۵		مفتیوں کی جگہ نقطے	اڑ گئے ہیں	۵۹۸	۹	بادشاہ	بادشاہزادہ
۴۲۲	۱۴	دادگری	دادگری سے	۶۰۷	۱	اخیری	آخر
۴۲۶	حاشیہ	سورشں	شورشں	۶۱۲	۱۹	بادشاہ	بادشاہ کی
۴۳۱	۱	پر	پرہے	۶۲۰	۱۵	۲ ن	۱۰۱۲
۴۳۴	۸	پا	یا	۶۳۶	۱۹	شعین	شمعین
۴۴۵	۱	ارادہ تہا کہ جب	جب ارادہ کرتا	۶۴۰	۱۱	زعی	زرعی
″	″	سب	تو سب	۶۴۷	۲۱	سواہ	سواد
۴۵۱	۸	کسے رہا	کر رہا	۶۴۸	۳	نیال	خیال
۴۸۵	۱۶	بہینہ	بھیلسہ	″	۴	ربار	بار
۴۸۶	۹	یکو	کو	۶۵۱	۲	خط	خطبہ
۴۹۸	۹	روپیہ	روپئے کے	۶۵۲	۲۲	مغیرون	معبرون
۵۰۹	۵	برد	برید	۶۶۲	۱	پشت	پست
۵۱۶	۱۱	ستمایہ	وستمایہ	۶۶۹	۱۳	اس	دہل
۵۲۱	حاشیہ	ابرج	ایرج	۶۸۱	۲۱	آب ور	آب و
۵۴۱	۱۸	بھرنے	ٹھیرنے	۶۸۸	۸	بردا	بار بر دار
۵۴۸	۱۳	مین رنجور ہوا	رنجور رہا	۶۹۴	۱۰	دام ہوئے	دام
۵۵۲	۱۲	پونے	بوئے	۶۹۸	۲۰	جو	تو یہ
۵۵۴	۹	گفتار	کفتار	۶۹۹	حاشیہ	گشت	کشتک
۵۵۷	۷	کستل	کتل	۷۱۶	۵	کرتا ہے	کہتا ہے
۵۵۹	۱۲	لکھون	لکھے	۷۲۰	۱۸	آدمی ہون	آدمی کے ہون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۲۹	۸	لڑکے	لڑ گئے
۷۳۲	۹	اودہ پیر	اودہ سر
۷۳۵	۱	دہلی	ہی
۷۴۲	۴	نہوت	ہوت
۷۴۸	۱۵	تیز	تیز ہی
۷۵۷	۱۵	آمیز	آمیز سکہ
۷۶۸	۱	وہ	و
۷۷۴	۸	دیتے	رہتے
۷۷۸	۱	کے	نئے
۷۸۰		نمبر ۷۹۰ و ۸۰۰ کا نہیں لکھا	
۷۸۳	۲	کسی	کس
۷۸۵	۱۶	عادرت	عادت
۸۰۶	۹	چاہتے	چاہیئے
۸۱۹	۱	ونسے	ادستے
۸۲۱	۱۰	کا بیٹا	کے بیٹے
۸۲۲	۷	ہمیر	ضمیر
۸۲۵	۱۳	سکتا	یکتا
۸۴۷	۱۲	ممبر	منبر
۸۴۸	۱۰	کوشش	کشتش
۸۵۴	۱۳	سنہ ۹۹	سنہ ۹۰۹
۸۷۷	۱۷	پٹھات	پٹھان
۸۷۹	۱	سے	سے ہی
۸۸۵	۱۴	عبداللہ خان والی	عبدالصمد خان والی
۸۸۶	۳	آب انگو	آب انگور
۹۱۰	۱۶	مرکر	لڑکر
۹۲۵	۲	معیانی	میانی
۹۲۵	۱۴	عمایت	امارت
۹۳۳	۱۷	الفت	الف
۹۴۳	۱۳	اسمین	انگو
۹۷۶	۱۴	پہلے	پہلی
۹۸۸	۴	زبان	زبان زد
۹۹۳	۴	مین	مین عرضی
۹۹۷	۱۳	ماد انبار	باوا نباز
۱۰۰۶	۱۵	لرمانی	لڑائی
۱۰۱۱	۴	زور	اور
۱۰۱۲	۱۸	ٹرنیک	ٹرنک
۱۰۱۲	۳۱	دنول کانز	دیول گانو
۱۰۱۳	۸	پاس	وہ
۱۰۱۹	۱۵	پہلے سے	رہیں سے
۱۰۲۰	۲۳	کان طلا	کرم پلیہ طلا
۱۰۲۱	۱	مین	مین کا نین
۱۰۲۵	۲	عزنہ	غزنہ
۱۰۲۹	۷	نقابین	مین
+	+	+	+

ہست کاٹ مین ادہم خان کا بہیجنا -

نوجوان بادشاہ کی مشکلات اور اس کے اصول سلطنت - ۶۸ -

سلطنت کی حالت بیرام خان کے زمانہ تک - ۶۹ -

جو ممالک کہ سلطنت سے نکل گئے تھے ان کی فتح - ۷۲ -

قلعہ گوالیار کی فتح ۹۶۶ھ - ۷۲ - اصول فتوحات اکبری - مالوہ کی فتح پر لشکر کشی ۹۶۸ھ - ۷۴ - بادشاہ کا مالوہ جانا ۹۶۸ھ - ۷۶ - عبداللہ خان اوزبک کا مالوہ مین منتظم ہونا ۹۶۹ھ - ۸۰ - عبداللہ خان کا باغی ہونا - بادشاہ کا مالوہ جانا راہ مین ہاتھیوں کا شکار کھیلنا ۹۷۱ھ - ۸۰ -

ممالک شرقیہ کی فتوحات - ۸۲ -

جونپور میں خان زمان کی فتح ۹۶۸ھ - ۸۲ - بادشاہ کا ممالک شرقیہ مین جانا خان زمان خان کا قدمبوس ہونا ۹۶۸ھ - ۸۳ - قلعہ چنار گڈھ کا ہاتھ آنا ۹۶۹ھ - ۸۴ - خان زمان خان کا فتح پانا خان پٹھی پر - ۸۵ -

خان زمان علی قلی خان کی بغاوت دور کرنے کے لئے بادشاہ کے لشکر کا یورش کرنا اور اس یورش مین سوانح کا پیش آنا ۹۷۲ھ ہجری - ۸۶ -

اسکندر خان اوزبک کے پاس شرف خان کا جانا - ۸۶ - باغیون کی شورش ۹۷۲ھ - ۸۷ - بادشاہ کا اسکندر خان کو لکھنو سے بہگانا ۹۷۲ھ - ۸۸ - کڑہ مانک پور کی لڑائی ۹۷۲ھ - ۸۹ - حاجی محمد خان سیستانی کا سلیمان کررانی پاس بہیجنا ۹۷۲ھ - ۸۹ - خان زمان کا اطاعت اختیار کرنا ۹۷۲ھ - ۸۹ - لشکر بادشاہی کا بہادر خان سے شکست پانا ۹۷۳ھ - ۹۱ - علی قلی خان پر بادشاہ کا ایلغار ۹۷۳ھ - ۹۲ - جونپور کو بہادر خان کا تاراج کرنا - ۹۳ - بادشاہ کا مہم پنجاب و کابل سے فارغ ہوکر باغیون کی سزا کے لئے آگرہ آنا ۹۷۴ھ - ۹۵ - آگرہ سے

جونپور بادشاہ کا جانا اور فتح پانا اور خان زمان اور بہادر خان کا قتل ہونا ۹۷۴ھ - ۹۶
اسکندر خان کے سر پر جو سپاہ بسرکردگی محمد قلی برلاس بھیجی گئی تھی - ۹۹ - اسکندر کے
سر پر جو سپاہ بسرکردگی محمد قاسم برلاس بھیجی ۹۷۲ھ - ۱۰۰ - خواجہ عبد المجید خان کا
ولایت پنہ کا فتح کرنا ۹۷۱ھ - ۱۰۱ - خواجہ عبد المجید آصف خان کا ولایت گڈہ کٹنگہ کا
فتح کرنا ۹۷۱ھ - ۱۰۲ - مہدی قاسم خان کا ولایت گڈہ مین مقرر ہونا - ۱۰۸ - ملک
گکھرون پر بادشاہ کا فتح پانا ۹۷۱ھ - ۱۰۹ - جنگ پر ونکہ کہ بادشاہ خود آپ لڑا ۹۷۶ھ - ۱۱۱

کل معاملات و مہمات کابل جو اس بادشاہ کے عہد سلطنت میں واقع ہوئے - ۱۱۲ -

منعم خان کا کابل مین تعین ہونا ۹۶۸ھ - ۱۱۲ - کابل سے غنی خان کا نکالا جانا ۹۷۰ھ - ۱۱۳
ابو الفتح اور فضیل بیگ کا قتل ہونا ۹۷۰ھ - ۱۱۵ - منعم خان کا کابل کی طرف جانا اور شکست
پانا ۹۷۰ھ - ۱۱۶ - منعم خان کا حال - ۱۱۷ - ابو المعالی ۹۷۱ھ - ۱۱۷ - مرزا
اشرف حسین کی بغاوت اور ابو المعالی کی بغاوت ۹۷۱ھ - ۱۱۸ - ابو المعالی کا
کابل مین جانا اور سزا پانا ۹۷۱ھ - ۱۱۹ - کابل سے مرزا محمد حکیم کا بھاگنا اور بادشاہ سے
استمداد چاہنا - ۱۲۱ - مرزا سلیمان کا پھر کابل آنا اور مرزا محمد حکیم کا بھاگنا ۹۷۳ھ - ۱۲۴ -
مرزا محمد حکیم کی سرکشی ۹۷۴ھ - ۱۲۶ - بادشاہ کا اس فساد مٹانے کے لئے
پنجاب آنا - ۱۲۷ - مرزا سلیمان کا کابل سے بھاگنا - اور مرزا محمد حکیم کا پھر مسند حکومت پر
بیٹھنا ۹۷۴ھ - ۱۲۷ - مرزا محمد حکیم کا نور الدین و شادمان کو بھیجنا اور خود پنجاب مین
آنا ۹۸۵ھ - ۱۲۸ - بادشاہ کا پنجاب جانا - ۱۲۹ - خواجہ شاہ منصور دیوان کی عمر کا
تمام ہونا - ۱۳۰ - مرزا حکیم کا ناکام کابل جانا ۹۸۹ھ - ۱۳۲ - بادشاہ کا سفر دریا سندہ
کی طرف - ۱۳۲ - بالناتھ ٹلہ کی زیارت - ۱۳۴ - بادشاہ کا حکم مرزا کو سمجھانا اور شاہزادہ
مراد کا لشکر سمیت بھیجنا ۹۸۹ھ - ۱۳۴ - بادشاہ کے لشکر کا مرتب ہونا اور مرزا پاس
سپہ لشکر کو بھیجنا ۹۸۹ھ - ۱۳۶ - کابل کے سفر کے باب مین ارکان دولت کی رائین ۹۸۹ھ - ۱۳۷

قلعہ اٹک بنارس کی تعمیر ۹۸۹ھ - ۱۳۹ -

کابل کے واقعات - ۱۳۹ -

بادشاہ کا ایلغار کرکے کابل جانا ۹۸۹ھ - ۱۳۹ - سلطان مرزا کا فتح پانا اور مرزا حکیم کا شکست پانا - ۱۴۰ - مرزا حکیم کا گناہ بخشا جانا ۹۸۹ھ - ۱۴۴ - مرزا محمد حکیم کی وفات ۹۹۳ھ - ۱۴۵ - مرزا کے بیٹوں کا بادشاہ پاس آنا ۹۹۳ھ - ۱۴۶ -
ہندوستان کا بلستان کے تعلقات -

واقعات متفرقہ جو ۹۶۹ھ سے ۹۷۵ھ یعنے چھہ سال جلوسی مین واقع ہوئے - ۱۴۷ -

شاہ ایران کا خط ۹۶۹ھ - ۱۴۷ - بادشاہ کا اجمیر جانا ۹۶۹ھ - ۱۴۸ - مرزا شرف الدین حسین اور راجہ بہاری مل کے معاملات اور بادشاہ کا راجہ کی لڑکی سے بیاہ کرنا ۹۶۹ھ - ۱۴۹ - قلعہ میرٹھہ کی فتح ۹۶۹ھ - ۱۵۰ - شمس الدین محمد خان زمان انگہ کا بادشاہ پاس آنا ۹۶۹ھ - ۱۵۱ - ادہم خان کا انگہ خان کو مارنا ۹۶۹ھ - ۱۵۲ - ادہم خان کا مارا جانا اور ماہم انگہ کا مرنا ۹۶۹ھ - ۱۵۲ - منعم خان کا بھاگنا اور پکڑا جانا ۹۷۱ھ - ۱۵۳ -

بادشاہ کے تیر لگنا اور اور حالات - ۱۵۴ -

بادشاہ کے تیر لگنا ۹۷۱ھ - ۱۵۴ - خواجہ معظم کی بیوی کا قتل ہونا اور دیوانہ کچھ مرنا ۹۷۱ھ - ۱۵۵ - تھانیسر کے نہان مین گرز اور پوری کی لڑائی کا تماشا دیکھنا ۹۷۴ھ - ۱۵۷ - فتح خان کی استمالت کے لئے قلیج خان کا رہتاس بھیجنا ۹۷۴ھ - ۱۵۸ - بادشاہ کا قلیج خان کا دوبارہ فتح خان پاس بھیجنا ۹۷۳ھ - ۱۵۸ - حدود سامانہ مین شیر محمد کی تاخت وتاراج ۹۷۳ھ - ۱۵۹ - تیموری مرزاؤن کا فساد ۹۷۴ھ - ۱۶۰ - نگر چین کا بنانا ۹۷۴ھ - ۱۶۲ - قلعہ آگرہ کا بنیاد رکھنا - ۱۶۳ - بادشاہ کی خدمت مین غیر ملکو نسے سبطرح آدمیونکا آنا - ۱۶۳ - امراء کی بغاوتین ۹۷۲ھ - ۱۶۴ -

بیگانہ ملکونپر شہنشاہ اکبر کے متوجہ ہونے کا بیان - ۱۶۴ -

قلعہ چتور کے معاملات - ۱۶۵ -

قلعہ چتور کے فتح کرنے کے لئے بادشاہ کا جانا ۹۷۵ھ - ۱۶۶ - چتور کا محاصرہ - ۱۶۷ - قلعہ چتور کا بیان - ۱۷۴ - بند وقچیون کا قلعہ سے نکلنا - ۱۷۵ - بادشاہ کا پیادہ پا اجمیر جانا ۹۷۵ھ - ۱۷۶ - قلعہ رنتھنبور کی فتح ۹۷۶ھ - ۱۷۶ - قلعہ کالنجر کی فتح ۹۷۷ھ - ۱۷۷ -

قلعہ گجرات اور محمد سلطان کے فرزندونکی بغاوت - ۱۷۸ -

بادشاہ کا سفر دیار گجرات کی تسخیر کے لئے ۹۸۰ھ - ۱۷۹ - سروہی کے راجہ کا مطیع ہونا ۹۸۰ھ - ۱۸۱ - بادشاہ کا کھنبایت مین جانا اور دریاے شور کی سیر کرنا ۹۸۰ھ - ۱۸۳ - مرزاؤن سے بادشاہ کی لڑائی ۹۸۰ھ - ۱۸۴ - ابراہیم مرزا پر بادشاہ کا ایلغار کرنا اور لڑنا اور اوسکو شکست دینا ۹۸۰ھ - ۱۸۵ - سورت کی فتح ۹۸۰ھ - ۱۸۶ - قلعہ سورت - ۱۸۸ - بادشاہ پاس گوا سے پرتگیزون کا آنا ۹۸۰ھ - ۱۸۸ - مرزاؤن کا حال ۹۸۰ھ - ۱۸۹ - پٹن کی فتح ۹۸۰ھ - ۱۸۹ - بھرجی حاکم بگلانہ کا بادشاہ کی اطاعت کرنا ۹۸۰ھ - ۱۹۰ - شرف الدین حسین مرزا کا بادشاہ پاس آنا ۹۸۰ھ - ۱۹۱ - بادشاہ کا تہورانہ کام سے زخمی ہونا ۹۸۰ھ - ۱۹۱ - جھجھار خان حبشی کا مارا جانا - ۱۹۲ - بادشاہ کا احمد آباد مین آنا اور وہان سے آگرہ روانہ ہونا ۹۸۰ھ - ۱۹۲ -

ابراہیم حسین مرزا کا گرفتار ہونا - ۱۹۳ -

ابراہیم حسین مرزا کا گرفتار ہونا ۹۸۱ھ - ۱۹۳ - نگرکوٹ کا فتح ہونا اور راجہ بیربر کا نوکر ہونا ۹۸۱ھ - ۱۹۵ - بادشاہ کا دوبارہ گجرات جانا اور فتح و نصرت کے ساتھ مراجعت کرنا ۹۸۱ھ - ۱۹۹ - بادشاہ کی خوش اخلاقی - ۲۰۰ - بادشاہ کا خود احمد آباد مین آنا اور محمد حسین مرزا پر فتح پانا ۹۸۱ھ - ۲۰۲ - بادشاہ کا گجرات سے دارالخلافہ کو آنا ۹۸۱ھ - ۲۰۸ - بنگالہ مین سلیمان حاکم بنگالہ کا شہنشاہ اکبر کا خطبہ پڑہوانا ۹۸۰ھ - ۲۱۰ - سلیمان کا مرنا اور بنگالہ و بہار مین فساد برپا ہونا ۹۸۰ھ - ۲۱۲ - گور کہپور کے معاملات - ۲۱۳ -

لودی اور داؤد اور خانخانان کو جرخان کے معاملات ۔ ۲۱۴ ۔ لودی کا مارا جانا ۔ ۲۱۶
بادشاہ کا دار الخلافہ سے کشتیوں مین سوار ہوکر پٹنہ حاجی پور جانا ۹۸۲ھ ۔ ۲۱۹
قیسی خان نیازی کی شکست ۹۸۲ھ ۔ ۲۲۲ ۔ حاجی پور پر لشکرکشی ۔ ۲۲۲
داؤد کی صلح کے پیغام ۹۸۲ھ ۔ ۲۲۴ ۔ حاجی پور کی فتح ۹۸۲ھ ۔ ۲۲۳ ۔ قلعہ پٹنہ
کا بے جنگ ہاتھہ آنا ۔ ۲۲۴ ۔ سپاہ جو بنگالہ کو روانہ ہوئی اوسکی فتوحات ۹۸۲ھ ۔ ۲۲۵
داؤد کا شکست پانا ۹۸۲ھ ۔ ۲۲۷ ۔ منعم خان اور داؤد کی ملاقات ۹۸۲ھ ۔ ۲۳۲
گہوڑاگہاٹ کی شورش ۹۸۲ھ ۔ ۲۳۴ ۔ صوبہ بہار کی سوانح اور مظفر خان کی کارافزائی
بادشاہ کی یورش ۹۸۳ھ ۔ ۲۴۳ ۔ افغان اور مظفر خان کی لڑائیان ۹۸۳ھ ۔ ۲۴۲
ولایت نگرہ پر تصرف ۹۸۳ھ ۔ ۲۴۴ ۔ منعم خان کا مرنا اور خان جہان کا اوسکی جگہ مقرر ہونا
اور داؤد کا فتنہ برپا کرنا ۹۸۳ھ ۔ ۲۴۰ ۔ بہار کی سپاہ کا بنگالہ مین جانا ۹۸۴ھ ۔ ۲۴۳
داؤد کے ساتھہ لڑائیان اور اس کا مارا جانا ۹۸۴ھ ۔ ۲۴۴ ۔ شہباز خان اور راجہ
گجپتی ۹۸۴ھ ۔ ۲۴۷ ۔ قلعہ شیرگڈہ ورہتاس کا فتح ہونا ۹۸۴ھ ۔ ۲۴۸
خان جہان کی لشکرکشی سات گانو پر اور اوسکی عرضداشت ۹۸۴ھ ۔ ۲۴۹ ۔ خانجہان
کا مرنا اور اوسکی جگہہ مظفر خان کا مقرر ہونا ۹۸۶ھ ۔ ۲۵۰

امراء بہار و بنگالہ کی سرتابی اور اون کی سزا کے واسطے سپاہ کی روانگی ۔ ۲۵۱

تمہید ۔ ۲۵۱ ۔ امراء بہار کی سرکشی ۹۸۸ھ ۔ ۲۵۲ ۔ امراء بنگالہ کی سرتابی
۹۸۸ھ ۔ ۲۵۵ ۔ بہار و بنگال کے سرکشون کا بیان ۹۸۸ھ ۔ ۲۶۰ ۔ مظفر خان
کا مارا جانا ۹۸۸ھ ۔ ۲۶۲ ۔ بہار کے سرکشوں کا حال ۹۸۸ھ ۔ ۲۶۵ ۔ سرکشان
بنگالہ ۹۸۸ھ ۔ ۲۶۷ ۔ جونپور کا فساد ۹۸۸ھ ۔ ۲۶۷ ۔ لشکر شرقی کو مخالفون کا نوارہ
ہاتھہ لگنا ۹۸۸ھ ۔ ۲۶۸ ۔ شاہ منصور دیوان کا معزول ہونا ۹۸۸ھ ۔ ۲۶۹ ۔ سرکشون
اور بادشاہ کے لشکر کی لڑائی ۹۸۸ھ ۔ ۲۷۰ ۔ بنگالہ کا حال ۹۸۸ھ ۔ ۲۷۰

معصوم خان کابلی کا شبخون مارنا سنہ ۹۸۸ھ - ۲۷۱ - خان اعظم کے لشکر کا شاہی
لشکر سے ملنا سنہ ۹۸۸ھ - ۲۷۱ - سعادت علی خان کا مارا جانا سنہ ۹۸۸ھ - ۲۷۲ - صوبۂ
بہار کا انتظام و امراء شاہی مین باہمی رنجش سنہ ۹۸۸ھ - ۲۷۳ - شرف الدین حسین کا
مرنا سنہ ۹۸۸ھ - ۲۷۴ - نیابت خاں کا سزا پانا سنہ ۹۸۸ھ - ۲۷۴ - معصوم خان فرنخودی
کی بغاوت ۲۷۵ - بہادر لسبکی کا مارا جانا سنہ ۹۸۸ھ - ۲۷۶ - معصوم خان فرنخودی پر
شہباز خان کا دوبارہ فتح پانا سنہ ۹۸۹ھ - ۲۷۷ - قیا خان کا مارا جانا سنہ ۹۸۹ھ - ۲۷۸ -
عرب بہادر کی شکست سنہ ۹۸۹ھ - ۲۷۹ - معصوم خان فرنخودی کی تقصیرات کی
معافی سنہ ۹۸۹ھ - ۲۸۰ - بہادر کا مارا جانا سنہ ۹۸۹ھ - ۲۸۰ - شہباز خان کا سزا پانا
سنہ ۹۸۹ھ - ۲۸۱ - معصوم خان فرنخودی کا دوالادرگاہ مین آنا سنہ ۹۹۰ھ - ۲۸۱ -
جشن نوروزی سنہ ۹۹۰ھ - ۲۸۲ - خان اعظم مرزا کوکہ کو بنگالہ کی کشاکش کے لئے
بہیجنا سنہ ۹۹۰ھ - ۲۸۳ - نور محمد کا مارا جانا سنہ ۹۹۰ھ - ۲۸۴ - بنگالہ کا تیسری دفعہ
فتح ہونا سنہ ۹۹۱ھ - ۲۸۵ - شہباز خان کو بنگالہ بہیجنا سنہ ۹۹۱ھ - ۲۸۶ - وزیر خان
کا فتح اور قتلو سے لوحانی کا شکست پانا سنہ ۹۹۱ھ - ۲۸۸ - عرب بہادر کا شکست
پانا سنہ ۹۹۱ھ - ۲۸۹ - شہباز خان کا فتح پانا اور معصوم خان کابلی کا آوارہ ہونا
سنہ ۹۹۱ھ - ۲۹۰ - شہباز خان کا جدا ہونا اور بہاری کی شورش سنہ ۹۹۱ھ - ۲۹۱ -
مرزا بیگ قاقشال اور بنگالے کے آدمیون کا بادشاہ پاس آنا سنہ ۹۹۲ھ - ۲۹۲ -
ملک بہار کا حال اور ترسون خان کا مارا جانا سنہ ۹۹۲ھ - ۲۹۳ - قتلو کررانی کا مطیع
ہونا سنہ ۹۹۲ھ - ۲۹۵ - شہباز خان کا ملک بہاٹی سے ناکام پہرنا اور اوس کا
چارہ گری کرنا سنہ ۹۹۲ھ - ۲۹۵ - معصوم خان کابلی کا شکست پانا سنہ ۹۹۳ھ - ۲۹۸
دستم قاقشال کا ہزیمت پانا سنہ ۹۹۳ھ - ۲۹۹ - بادشاہی لشکر کی تفریق دو
گروہون میں ہونا سنہ ۹۹۳ھ - ۲۹۹ - معصوم خان کابلی کا ذلیل ہونا سنہ ۹۹۳ھ - ۳۰۰
ترخان دیوانہ وطاہر ترکش کا سزا پانا سنہ ۹۹۳ھ - ۳۰۰ - صادق خان کا بنگالہ میں

مقرر ہونا ۹۹۳ھ ۳۰ - ۳۰۱ - عیسیٰ زمیندار کا فرمان پذیر ہونا ۹۹۳ھ ۳۰ - ۳۰۱ -
امرائے کررانی کی شورش کا فرو ہونا ۹۹۴ھ ۳۰ - ۳۰۲ - دستم قاقشال کا مارا جانا
۹۹۳ھ ۳۰ - ۳۰۳ - صوبہ بنگالہ کا امن امان ۹۹۳ھ ۳۰ - ۳۰۳ - ملک کوکرہ ۹۹۴ھ ۳۰ - ۳۰۴ -
صوبہ بہار میں راجہ مانسنگہ کا انتظام ۹۹۸ھ ۳۵ - ۳۰۴ - صوبہ بہار میں راجہ
مانسنگہ کا انتظام ۹۹۸ھ ۳۵ - ۳۰۵ - اڈیسہ سے صلح کرکے بادشاہ کی سپاہ
کا واپس آنا ۹۹۸ھ ۳۵ - ۳۰۵ - سرتابان مشرقی کا مطیع ہونا ۱۰۰۱ھ ۳۸ - ۳۰۸ -
افغانون کا بے راہ ہونا ۱۰۰۱ھ ۳۸ - ۳۰۸ - لچھمی نراین کی فرمانپذیری ۱۰۰۵ھ ۴۱ - ۳۰۹ -
پات کنور کا شکست پانا اور درجن سنگہ کا مارا جانا ۱۰۰۵ھ ۴۱ - ۳۱۰ - عیسیٰ زمیندار
کا مارا جانا ۱۰۰۸ھ - ۳۱۱ - بنگالہ کے فتنہ اندوزوں کا سزا پانا ۱۰۰۹ھ ۴۵ - ۳۱۱ -
بنگالہ کی خوش خبریاں ۱۰۱۰ھ ۴۶ - ۳۱۱ - بنگالہ میں ایک فتح ۱۰۱۲ھ ۴۸ - ۳۱۲ - ساری
لڑائیون کا انجام اور نتیجہ - ۳۱۳ -

مہمات ومعاملات گجرات - ۳۱۴

مظفر حسین مرزا کی شورش افزائی ۹۸۵ھ ۲۲ - ۳۱۴ - وزیر خان اور راجہ ٹوڈرمل
کی شمشیر سے مظفر حسین کا شکست پانا ۹۸۵ھ ۲۲ - ۳۱۴ - دوبارہ مرزا حسین کا
شورش مچانا اور ناکام رہنا ۹۸۵ھ ۲۲ - ۳۱۶ - مظفر حسین مرزا کا گرفتار ہونا
۹۸۵ھ ۲۲ و ۹۸۶ھ ۲۳ - ۳۱۷ - اعتماد خاں گجراتی کا اعتبار بڑھانا ۹۸۸ھ ۲۵ - ۳۱۸ -
مرزا خان کا سورت سے ناکام پھرنا - ۳۱۸ - شورش گجرات ۹۹۱ھ ۲۸ - ۳۱۸ -
شیر خان فولادی کا ہزیمت پانا ۹۹۱ھ ۲۸ - ۳۲۲ - قطب الدین خان کا مارا جانا
اور قلعہ بروج دشمنون کے ہاتھ آنا ۹۹۱ھ ۲۸ - ۳۲۵ - سلطان مظفر گجراتی کا
شکست پانا ۹۹۲ھ ۲۸ - ۳۲۶ - مظفر خان گجراتی کا دوبارہ شکست پانا ۹۹۲ھ ۲۸ - ۳۲۸
سبد دولت کی آبرو کا جانا ۹۹۲ھ ۲۹ - ۳۳۰ - سلطان مظفر پر لشکر کشی کا
نتیجہ ۹۹۲ھ ۲۹ - ۳۳۰ - قلعہ بروج کی فتح ۹۹۲ھ ۲۹ - ۳۳۱ - سلطان مظفر کی بے آبروئی

تیسری دفعہ ۹۹۳ھ - ۳۴۱ - سلطان مظفر گجراتی کی شورش کا اوٹھنا ۹۹۳ھ - ۳۴۴
سلطان مظفر گجراتی کی حیلہ کاری تباہ ہونا ۹۹۴ھ - ۳۴۵ - کچھ کی شورش ۹۹۵ھ - ۳۴۶ -
خان اعظم مرزا کوکہ کا فتح پانا اور مظفر گجراتی کا بے آبرو ہونا ۹۹۹ھ - ۳۴۷ - جونہ گڈھ
مین امراء کا جانا ۹۹۹ھ - ۳۴۹ - جوناگڈہ و سومنات کی فتح اور ولایت سورت
پر غالب ہونا ۱۰۰۰ھ - ۳۴۰ - مظفر گجراتی کا گرفتار ہونا اور اپنے تئیں ہلاک کرنا ۱۰۰۱ھ - ۳۴۱

مہمات گجرات کا بیان طبقات اکبری اور کتابون سے گجرات میں خانخانان کے جانے تک - ۳۴۳ -

طبقات اکبری کے موافق مہمات گجرات کا بیان - ۳۴۳ - اہل ایشیا کا تقدیر و نجوم پر
اعتقاد - ۳۵۰ -

معاملات پرتگیزون کے ساتھ جو گوہ میں ہتے تھے - ۳۵۱

حاجی حبیب اللہ کا گوہ جانا اور آنا ۹۸۳ و ۹۸۵ھ - ۳۵۱ - بنادر فرنگ کی تسخیر کے
لئے بادشاہی لشکر کا نامزد ہونا ۹۸۷ھ - ۳۵۲

ہندو مسلمانون کی تاریخین - ۳۵۳ -

میوار کی تاریخ - ۳۵۹

تمہید - ۳۵۹ - میواڑ کی حدود اور سلطنت - ۳۶۱ - کھمان و سرسی - ۳۶۲ -
کرنا ور اہپ - ۳۶۴ - سلطان علاء الدین کا حملہ چیتوڑ پر - ۳۶۴ - اجی سی و ہمیر ۳۶۹
کیتنک سی - لکھا - موکل - ۳۷۰ - کومبھو - ۳۷۰ - رانا رائے مل - ۳۷۱ - رانا سنگا - ۳۷۱ -
رانا سنگا - ۳۷۳ - رانا سنگا کے بیٹے ۳۷۳ - رانا اودے سنگہ اور اکبر کا چیتوڑ کا
فتح کرنا - ۳۷۶ - اودے پور - ۳۷۹ - پرتاب سنگہ کا رانا ہونا - ۳۷۹ -

مارواڑ - ۳۸۰ -

وجہ التسمیہ مارواڑ - ۳۸۰ -

صوبہ اجمیر و راجپوتانہ و رانائے اودے پور کے معاملات - ۳۸۲

رانا اودے پور کی حکایت مسلمان بادشاہون سے لڑکی بیاہنے کی - ۳۸۳ - بادشاہ کا رانا
پر فوج بھیجنا ۹۸۳ھ - ۳۸۴ - بادشاہ کا گوگندہ جانا ۹۸۴ھ - ۳۹۶ - ایدر کی فتح ۹۸۴ھ - ۳۹۷
قطب الدین خان و راجہ بھگونت داس پر بادشاہ کا عتاب ۹۸۴ھ - ۳۹۷ - ایدر کی اور اوسکی
نواح کی فتح ۹۸۶ھ - ۳۹۸ - رانا کی استیصال کے لئے سپاہ کا بھیجنا - ۳۹۸ - قلعہ کوہلمیر کی فتح ۳۹۹ - شہباز خان کا شاہ
کی خدمت مین آنا ۹۸۶ھ - ۳۹۹ - اور دوبارہ بھیجا جانا ۹۸۶ھ - ۳۹۹ - کلہ سیسودیہ کا مارا جانا ۹۹۲ھ - ۴۰۱

قلعہ سوانہ و چندرسین پسر راجہ مالدیو کے معاملات و مہمات - ۴۰۱

چندرسین پسر راجہ مالدیو کی سرکشی اور اوسپر لشکر کشی ۹۸۰ھ - ۴۰۱ - قلعہ سوانہ کی فتح ۹۸۱ھ
جلال خان کا واقعہ - ۴۰۳ - قلعہ بوندی کی فتح ۹۸۵ھ - ۴۰۵ - دودا کا بادشاہ پاس سے
بھاگنا ۹۸۶ھ - ۴۰۷ - سروہی اور جالور کی طرف لشکر کا جانا اور کامیاب ہونا ۹۸۴ھ
اور سروہی اور ابوگدہ کا فتح ہونا - ۴۰۷

معاملات راجہ بدہ گدہ - ۴۰۸

راجہ بدہ گدہ کا شکست پانا ۹۸۵ھ - ۴۰۸ - بدہ گدہ کا بادشاہ پاس آنا ۹۸۶ھ - ۴۰۹
راجہ بدہ گدہ کا مالش پانا ۹۹۰ھ - ۴۱۰ - راجہ بدہ گدہ کا نیکا ہلٹنا ۱۰۰۲ھ - ۴۱۱

مہمات و معاملات کشمیر سنہ - ۴۱۳

تسخیر کشمیر کے لئے مرزا قرا بہادر برادر مرزا حیدر گورگان کو بھیجنا ۹۶۵ھ - ۴۱۳
قاضی حبیب کا مارا جانا اور اکبر کی سفارت ۹۸۶ھ - ۴۱۴ - یوسف خان کشمیری کا
بادشاہ پاس آنا ۹۸۶ھ - ۴۱۵ - یوسف خان کا کشمیر مین مرزبان ہونا ۹۸۶ھ - ۴۱۶
یوسف خان کی سرکشی اور بادشاہ کی لشکر کشی ۹۹۳ھ - ۴۱۷ - یوسف خان کا درگاہ
والا مین آنا ۹۹۴ھ - ۴۱۷ - تسخیر کشمیر کے لئے قاسم خان کا جانا ۹۹۴ھ - ۴۲۰
کشمیر کا فتح ہونا ۹۹۴ھ - ۴۲۰ - یعقوب کا شبخون مارنا اور ناکام رہنا ۹۹۴ھ - ۴۲۶
یعقوب کی شورش کا دبنا ۹۹۵ھ - ۴۲۶ - مرزا یوسف خان کا کشمیر کی پاسبانی
کے لئے جانا ۹۹۵ھ - ۴۲۷ - بادشاہ کا کشمیر جانا ۹۹۷ھ - ۴۲۹ - بادشاہ کا

دار الملک کشمیر میں آنا ۹۹۴ھ ۳۴ ـ ۴۳۳ ـ بادشاہ کے اغروق کا آنا ـ ۴۳۳ ـ بادشاہ کی
فراست کے لطیفے ـ ۴۳۳ ـ بادشاہ کا مرراج میں کشتی میں جانا ۹۹۴ھ ۳۴ ـ ۴۳۴ ـ بادشاہ
پاس یعقوب کے بھائی کا آنا ۹۹۴ھ ۳۴ ـ ۴۳۵ ـ بادشاہ کا کابل کی طرف جانا اور یعقوب کشمیری کا
بادشاہ پاس آنا ۹۹۴ھ ۳۴ ـ بار برداری کشمیر و سفر ۹۹۵ھ ۳۴ ـ ۴۳۵ ـ کشمیر کے کچھ گرا
سرکشوں کا سزا پانا یعقوب کا گرفتار ہونا ۹۹۵ھ ۳۵ ـ ۴۳۶ ـ بادشاہ کا دوسری دفعہ کشمیر کا
جانا ۱۰۰۰ھ ۳۷ ـ ۴۳۷ ـ شورش کشمیر ۱۰۰۰ھ ۳۷ ـ ۴۳۷ ـ قاضی علی کا مارا جانا اور حسین بیگ
کا بچ جانا ۱۰۰۱ھ ۳۷ ـ ۴۳۸ ـ کشمیر کی شورش کا مٹنا ۱۰۰۱ھ ۳۷ ـ ۴۳۹ ـ یادگار کل کا سر آنا
۱۰۰۱ھ ۳۷ ـ ۴۴۱ ـ فتوحات شاہی ۱۰۰۱ھ ۳۷ ـ ۴۴۲ ـ بادشاہ کا سری نگر آنا ـ ۴۴۲ ـ
زعفران زار کی سیر و دیوالی ـ ۴۴۳ ـ بادشاہ کی بازگشت ہندوستان کو ۱۰۰۱ھ ۳۷ ـ ۴۴۳

کشمیر کی سیر کو بادشاہ کا تیسری دفعہ جانا ۱۰۰۵ھ ۴۲ ـ ۴۴۴

جمیل کی شورش ـ ۴۴۵ ـ سری نگر کے پاس ایک شہر کا آباد کرنا ـ ۴۴۶ ـ انتظام کشمیر ۴۴۶
قحط ـ ۴۴۶ ـ بادشاہ کا سفر ـ ۴۴۷ ـ رزشی ـ ۴۴۷ ـ مئو و جمو کی سرکشیاں
۱۰۰۵ھ ۴۲ و ۱۰۰۱ھ ـ ۴۴۸ ـ کشمیر کی شورش کا مٹنا ۱۰۰۹ھ ۴۵ و مرزبان کشمیر کی سزا پانا
۱۰۱۳ھ ۴۹ ـ ۴۴۹ ـ

معاملات تبت ـ ۴۵۰

حاکم تبت کی بیٹی سے سلیم کا نکاح ہونا ۱۰۰۰ھ ۳۴ ـ ۴۵۰ ـ تبت میں ایلچیوں کا بھیجنا ۱۰۰۵ھ ۴۲ ـ ۴۵
علی راد کی شورش کا ہونا ۱۰۱۱ھ ۴۸ ـ ۴۵۱ ـ جمع کشمیر و زعفران کا محصول ۱۰۰۰ھ ۳۴ ـ ۴۵۱ ـ

بھکر اور ملک سندھ کے معاملات ۴۵۲

ٹھٹھہ کے ارغونیوں کا شکست پانا ۱۰۰۰ھ ۳۶ ـ ۴۵۵ ـ امرکوٹ کی فتح ۱۰۰۰ھ ۳۶ ـ ۴۵۷
رائے رائسنگہ کا ٹھٹھہ بھیجنا ۱۰۰۰ھ ۳۶ ـ ۴۵۸ ـ مرزا جانی بیگ کا شکست پانا ۱۰۰۰ھ ۳۶ ـ ۴۵۸
مرزا جانی بیگ کا صلح کرنا اور سیوستان کا سپرد کرنا ۱۰۰۰ھ ۳۷ ـ ۴۶۰ ـ مرزا جانی بیگ
کا اور خان خانان کا بادشاہ کی خدمت میں آنا ۱۰۰۰ھ ۳۷ ـ ۴۶۱ ـ مرزا جانی بیگ کے خاندان کا

بیان خطاب ترخان کا بیان - ۴۶۳ - مرزا جانی بیگ کا مرنا ۱۰۰۹ھ - ۴۶۳ - قلعہ بانڈھو کی
فتح ۱۰۰۵ھ - ۴۶۴ -

قندھار کے معاملات - ۴۶۵ -

قندھار کی فتح کے لئے لشکر کا بھیجنا ۹۹۹ھ - ۴۶۵ - رستم مرزا کا بادشاہ پاس آنا
۱۰۰۲ھ - ۴۶۷ - مظفر حسین مرزا کی معذرت ۱۰۰۳ھ - ۴۶۸ - اور شاہ بیگ کا قبضہ
قندھار پر اور زمین داور اور ملک گرم سیر کی فتح ۱۰۰۳ھ - ۴۶۸ - قلعہ سیوی کی فتح ۱۰۰۳ھ - ۴۶۹
بلوچستان کی تنبیہ ۱۰۰۴ھ - ۴۷۰ - آتوس کالس کا سر اٹھانا ۱۰۰۵ھ - ۴۷۰ -

معاملات و مہمات دکن - ۴۷۱ -

راجہ کچلی کا ایلچی آنا ۹۹۸ھ - ۴۷۱ - میر محسن رضوی مشہدی کا برسم رسالت دکن جانا
اور آنا ۹۹۸ھ - ۴۷۱ - وکیل بیجاپور ۹۹۸ھ - ۴۷۲ - وکیل گلکنڈہ ۹۹۸ھ - ۴۷۲
برہان الملک کا بادشاہ پاس آنا ۹۹۸ھ - ۴۷۲ - بادشاہ کا دکن میں سپاہ بھیجنا
۹۹۳ھ - ۴۷۳ - لشکر کی تاخت برار پر اور سرگذشتین ۹۹۴ھ - ۴۷۴ - برہان الملک کا
فتح دکن کے لئے بادشاہ کا بھیجنا ۹۹۵ھ - ۴۷۷ - برہان الملک کا دکن میں جانا اور
ناکام پھر آنا ۹۹۶ھ - ۴۷۷ - برہان الملک کا دکن پر چیرہ دست ہونا ۹۹۹ھ - ۴۷۸ -
بادشاہ کا شاہان دکن پاس ایلچیوں کا بھیجنا ۹۹۹ھ - ۴۸۰ - بادشاہ کا دکن کی فتح
کے ارادہ سے سلطان مراد کا مالوہ بھیجنا ۹۹۹ھ - ۴۸۲ - برہان الملک اور اس کے
جانشینوں کی سرگذشت ۱۰۰۳ھ - ۴۸۳ - سلطان دانیال کا برہان الملک کی مالش کے
واسطے دکن کو جانا ۱۰۰۳ھ - ۴۸۴ - راجہ علی خان کا بادشاہ کے لشکر سے ملنا ۱۰۰۳ھ ۴۸۵
بادشاہی سپاہ کا دکن آنا اور قلعہ احمد نگر کا محاصرہ کرنا ۱۰۰۳ھ - ۴۸۵ - سپاہ دکن کی
چیرہ دستی ۱۰۰۴ھ - ۴۸۸ - صادق خان کا فتح پانا ۱۰۰۵ھ - ۴۸۹ - بادشاہی سپاہ
کا فتح اور دکنیوں کا شکست پانا ۱۰۰۵ھ - ۴۸۹ - قلعہ کاویل کی فتح ۱۰۰۶ھ - ۴۹۱
بادشاہ کا احمد نگر کی فتح کے لئے چلنا ۱۰۰۸ھ - ۴۹۱ - برار کے قلعوں کی فتح ۱۰۰۷ھ ۴۹۱

ابو الفضل کا دکن جانا سنہ ۱۰۰۷ھ - ۴۹۳ - قلعہ کھیرہ و ناسک کی فتح و ابو الفضل سنہ ۱۰۰۷ھ ۴۹۴
شاہزادہ مراد کا مرنا سنہ ۱۰۰۷ھ ۴۹۴ - سپاہ دکن کا انتظام پانا سنہ ۱۰۰۷ھ - ۴۹۴ -
شاہزادہ دانیال کا دارائی دکن کے لئے مقرر ہونا سنہ ۱۰۰۷ھ و ابو الفضل - ۴۹۴ -
بیر کا فتح ہونا سنہ ۱۰۰۷ھ - ۴۹۵ - خزانہ کا گجرات سے آنا - ۴۹۸ - پادشاہ کا مالوہ میں
دکن کے ارادہ سے آنا سنہ ۱۰۰۸ھ - ۴۹۸ - بادشاہ کا آسیر کی فتح کے لئے جانا سنہ ۱۰۰۸ھ
ابو الفضل کا بادشاہ کی خدمت میں جانا سنہ ۱۰۰۸ھ ۵۰۱ - ناسک کا فتح ہونا ۵۰۳ - شاہزادہ
دانیال کی بیہودہ حرکات ۵۰۳ - قلعہ احمد نگر کی فتح سنہ ۱۰۰۹ھ - ۵۰۴ - مالی گڈھ کی فتح
سنہ ۱۰۰۹ھ - ۵۰۶ - بادشاہ پاس بہادر خان کا آنا سنہ ۱۰۰۹ھ - ۵۰۷ - قلعہ آسیر کا فتح ہونا
سنہ ۱۰۰۹ھ ۵۰۷ - والیان دکن پاس بادشاہ کا ایلچیوں کو بھیجنا سنہ ۱۰۰۹ھ - ۵۰۹ -
دکن میں فتنہ کا اوٹھنا سنہ ۱۰۰۹ھ ۵۰۹ - مرزا دانیال کا بادشاہ پاس آنا سنہ ۱۰۰۹ھ ۵۰۹
علی پسر ولی خان کا فساد اوٹھانا سنہ ۱۰۰۹ھ ۵۱۰ - پسر شاہ علی کے علاج کے لئے ابو الفضل کا روانہ ہونا
سنہ ۱۰۰۹ھ - ۵۱۰ - بادشاہ کی بازگشت دار الخلافہ آگرہ کی طرف سنہ ۱۰۱۰ھ - ۵۱۱
تلنگانہ کے معاملات و شیخ عبد الرحمن کا فتح پانا سنہ ۱۰۱۰ھ - ۵۱۲ - علی پسر شاہ علی کی لڑائی
سنہ ۱۰۱۰ھ - ۵۱۴ - راجو کی شورش سنہ ۱۰۱۰ھ - ۵۱۵ - ڈنکو زمیندار کے بیٹوں کا گرفتار
ہونا سنہ ۱۰۱۰ھ - ۵۱۵ - آگرہ میں بادشاہ کا آنا سنہ ۱۰۱۰ھ - ۵۱۶ - ابو الفضل و راجو کی
لڑائیاں سنہ ۱۰۱۰ھ ۵۱۶ - شورش تلنگانہ کی سوانح سنہ ۱۰۱۰ھ ۵۱۷ - راجو کی شکست
سنہ ۱۰۱۰ھ ۵۱۷ - راجو و عنبر کے معاملات سنہ ۱۰۱۰ھ - ۵۱۸ - فرہاد خان کا شبخون مارنا اور
ناکام پھرنا سنہ ۱۰۱۰ھ - ۵۱۹ - قلعہ انبہ جیو کا کی فتح و علی پسر شاہ علی کے معاملات سنہ ۱۰۱۰ھ
سپاہ کی بازگشت صلح کے ساتھہ - ۵۲۰ - شاہزادہ دانیال کی عرضداشتیں سنہ ۱۰۱۱ھ ۵۲۱
عنبر جیو کی شکست اور ایرج پسر خانخانان کی فتح سنہ ۱۰۱۱ھ - ۵۲۱ - ابو الفضل کا مارا جانا -
سنہ ۱۰۱۱ھ ۵۲۳ - شاہزادہ دانیال کی شادی عادل خان بیجاپوری کی بیٹی سے
اور شاہزادہ کا مرنا سنہ ۱۰۱۳ھ ۵۲۶ - خاتمہ مہمات دکن سنہ ۱۰۱۳ھ - ۵۲۷ -

شمال مشرقی افغانونکے ساتھہ لڑائیان تمہید - ۵۲۷

افغانون کے ساتھہ لڑائی ۹۹۳ھ ۵۳۴ - کنور مان سنگہ کی فتح ۹۹۴ھ ۵۳۴ -
ان قومون کا اور اونکے ملک کا حال جو الفنسٹن صاحب نے لکھا ہے - ۵۳۵ - ابوالفضل
کا بیان - ۵۳۷ - سپاہ کا یوسف زئی سے لڑنے کے لئے اور سواد اور بجور کی فتح
کرنے کے لئے روانہ ہونا ۹۹۴ھ - ۵۳۸ - سواد کو بیربر کا جانا ۹۹۴ھ - ۵۳۹
حکیم ابوالفتح کا جانا - ۵۳۹ - زین خان کا شکست پانا ۹۹۴ھ - ۵۴۰ - یوسف زئی
سے بادشاہ کی لڑائیان اور اور معاملات ۹۹۴ھ ۵۴۴ - کنور مان سنگہ کا زابلستان
بھیجنا ۹۹۴ھ - ۵۴۵ - توران کے ایلچی کا باریاب ہونا ۹۹۴ھ - ۵۴۶ -
بادشاہ کی مراجعت دارالخلافت فتح پور مین ۹۹۴ھ - ۵۴۶ - الوس یوسف زئی
کی دشواریان ۹۹۴ھ ۵۴۷ - ایلچی توران کا واپس بھیجنا ۹۹۴ھ ۵۴۷ - زین خان
کوکلتاش کا روشنائی افغانون کی مالش کے لئے جانا اور اونکا سزا پانا ۹۹۴ھ ۵۴۸
الوس غوریہ - ۵۵۰ - مطلب خان کی سرکردگی مین سپاہ کا روانہ ہونا اور جلالہ کا
شکست پانا ۹۹۵ھ - ۵۵۰ - بجور و سواد کی فتح کے لئے زین خان کوکہ کا بھیجنا
۹۹۶ھ - ۵۵۱ - روشنائیون کا آوارہ ہونا - ۵۵۲ - سواد کا فتح ہونا ۹۹۶ھ
کالو خان کا سزا پانا ۹۹۷ھ کی - ۵۵۳ - بادشاہ کا زابلستان مین جانا ۹۹۷ھ
بنیر کی فتح ۹۹۸ھ - ۵۵۴ - زین خان کوکلتاش کا درگاہ والا مین آنا
۹۹۵ھ - ۵۵۴ - قاسم خان کا روشنائی افغانون سے لڑنے کے لئے مقرر
ہونا ۱۰۰۷ھ - ۵۵۵ - زین خان کی فتوحات ۱۰۰۷ھ - ۵۵۵ - کنشان کا
فتح ہونا ۱۰۰۸ھ - ۵۵۷ - بادشاہی لشکر کا تیراہ مین آنا ۱۰۱۰ھ - ۵۵۸ -
جلالہ روشنائی کا مرنا ۱۰۰۹ھ - ۵۵۹ - الفنسٹن صاحب کا بیان ان مہمات
کی نسبت - ۵۵۹ -

معاملات بدخشان و توران و خراسان ۵۶۰

عبداللہ خان والی توران کا حال - ۵۶۱

بعض حوادث بدخشان

خانم کا آنا اور خرم بیگم اور ابراہیم کے درمیان نفاق ہونا سنہ ۹۹۲ھ ۵۶۳ - بدخشان کا سلسلۂ انتظام ٹوٹنا سنہ ۹۹۲ھ - ۵۶۳ - بدخشان کی اور پریشانیاں سنہ ۹۹۳ھ ۵۶۵ مرزا شاہرخ کو فتنہ اندوزوں کا دستاویز شورش بنانا سنہ ۹۹۳ھ ۵۶۵ - بادشاہ پاس مرزا شاہرخ کے ایلچیوں کا آنا سنہ ۹۹۵ھ ۵۶۷ - بدخشان کی شورش کا اور مرزا محمد حکیم کی یورش سنہ ۹۹۲ھ ۵۶۹ - سلیمان مرزا و شاہرخ مرزا کی ملاقات ہونا سنہ ۹۹۲ھ ۵۷۰ - مرزا شاہرخ کا بادشاہ پاس آنا سنہ ۹۹۳ھ ۵۷۴ - شہنشاہ اکبر پاس مرزا سلیمان کا آنا سنہ ۹۹۳ھ - ۵۷۶ - مرزا سلیمان کا مرنا سنہ ۹۹۷ھ اور بدخشان کے فسادوں کے نتائج - ۵۷۷ - زابلستان کی راہ کا امن و امان سنہ ۹۹۵ھ - ۵۷۷ - محمد زمان کی نمائش گری کرنی سنہ ۹۹۸ھ ۵۷۸ - محمد زمان کا عبدالمومن پسر عبداللہ خان فرمانروائے توران پر غالب ہونا سنہ ۹۹۸ھ - ۵۷۹ - ایلچی توران کا آنا سنہ ۹۹۸ھ ۵۷۹ قاسم خان اور محمد زمان کا مارا جانا سنہ ۱۰۰۰ھ - ۵۷۹ - بدخشان میں شہنشاہ کا خطبہ پڑھا جانا سنہ ۱۰۰۴ھ ۵۸۱

معاملات توران ۵۸۱

عبداللہ خان والی توران کا مرنا اور اوس کے بیٹے عبدالمومن کا جانشین ہونا سنہ ۱۰۰۶ھ بادشاہ کا ارادہ توران کی فتح کا و عبدالمومن سنہ ۱۰۰۶ھ ۵۸۲ - عبدالمومن فرمان فرمائے توران کا ایلچی آنا سنہ ۹۹۳ھ - ۵۸۳ -

شہنشاہ اکبر اور عبداللہ خان والی توران کے درمیان مراسلات اور سفیروں کا آنا جانا ۵۸۳

بادشاہ توران کا ایلچی بھیجنا سنہ ۱۰۰۱ھ - ۵۸۳ - بادشاہ کے نامے والی توران کے نام - ۵۸۴

دوسرا مکتوب نام فرمانرواے توران - ۵۸۸ - شہنشاہ ایران کے ساتھ مراسلت - ۵۹۱

شاہزادہ سلیم کی پیدائش و اوسکی ناہنجاریان

شاہزادہ سلیم کی ناہنجاریان ۵۹۳ - شاہزادہ کا الہ آباد میں آنا جانا - ۵۹۶ -
باپ بیٹون کا ملاپ سنہ ۱۰۱۱ ہجری - ۵۹۸ - شہزادہ کا ہمراہ کے لیے حکم ہونا اور اوسکا عذر
قبول ہونا - ۵۹۹ - شاہزادہ کی بدچلنیان اور بادشاہ کا قصد الہ آباد جانے کا
سنہ ۱۰۱۳ ہجری - ۶۰۰ - بادشاہ کا الہ آباد روانہ ہونا اور مریم مکانی کا انتقال شاہزادہ سلیم کا
بادشاہ پاس آنا - ۶۰۲ - ہاتھیون کی لڑائی سنہ ۱۰۱۴ ہجری - ۶۰۳ - بادشاہ کا بیمار ہونا
جانشینی کے واسطے سازشون کا ہونا اور موقوف ہونا سنہ ۱۰۱۴ ہجری - ۶۰۴ - بادشاہ
کی وفات سنہ ۱۰۱۴ ہجری ۶۰۵

انتظام سلطنت اکبری ۶۰۶

دفتر اول منزل آبادی ۶۱۳

(۱) آئین منزل آبادی ۶۱۴ - (۲) آئین خزانہ آبادی - ۶۱۵ (۳) آئین جواہر
(۴) آئین دار الضرب (ٹکسال) ۶۲۱ - (۷) سونے کے صاف کرنے کا آئین - ۶۲۱
(۱۰) آئین نقود شاہی ۶۲۱ (۱۱) سونے کے سکے ۶۲۱ -
(۱) چاندی کے سکے (۱۱) آئین درم و دینار - ۶۲۸ (۱۵) آئین شبستان
اقبال - ۶۳۱ - (۱۶) آئین منزل پورشون (سفرون) میں - ۶۳۲ -
(۱۷) آئین لشکر کے اوترنے کا - ۶۳۴ - (۱۸) آئین چراغ افروزی ۶۳۵
(۱۹) آئین شکوہ سلطنت - ۶۳۷ - (۲۰) آئین بادشاہ کی شاہی نگین ۳۹
(۲۱) فراشخانہ - ۶۳۹ - (۲۲) آئین آبدار خانہ - ۶۴۱ - (۲۳) آئین
مطبخ - ۶۴۲ - (۲۴) آئین مصالح - ۶۴۴ (۲۵) آئین نان - ۶۴۴ -
(۲۶) آئین صوفیانہ - ۶۴۴ - (۲۷) آئین اجناس - ۶۴۴ (۲۸) آئین
میوہ خانہ - ۶۴۴ - (۲۹) آئین پیدائش طعم (مزہ) ۶۴۵ (۳۰) آئین خوشبو خانہ

(۳۱) کرکراق و توشکخانہ - ۶۴۵ (۳۲) آئین شال ۶۴۶ - (۳۳) آئین رنگوں کا
و رنگوں کی پیدائش - ۶۴۶ (۳۴) آئین تصویرخانہ ۶۴۷ - خط - ۶۴۷
کتاب خانہ ۶۴۹ - ترجمہ کتب ۶۴۹ - اتھربن بید ۶۵۱ - مہابھارت و
رامائن - ۶۵۳ - تاریخ کشمیر - ۶۵۳ - جامع رشیدی - ۶۵۳ - تاریخ
الفی - ۶۵۴ نلدمن - ۶۵۴ - سنگا سن بتیسی - ۶۵۴ - گزیلر صاحب کا
بیان - ۶۵۵ - تشبیہ کشی - ۶۵۵ - (۳۵) آئین قورخانہ - ۶۵۷ (۳۶)
آئین توپ - ۶۵۸ - (۳۷) آئین بندوق - ۶۵۸ (۳۹) آئین برغو کرنے کا
یعنی بندوقوں کے صاف کرنیکا - ۶۵۹ (۴۰) بندوقوں کے درجے مقرر
ہونے کا - ۶۵۹ - (۴۱) ماہوارہ بندوقچی - ۶۵۹ - (۴۱) آئین فیلخانہ - ۶۵۹
(۴۲) آئین مراتب فیل - ۶۶۳ - (۴۳) آئین خوراک (۴۴) آئین خدمت گذاری
فیل - ۶۶۳ - (۴۵) آئین رخت - ۶۶۳ - (۴۶) آئین خاصہ فیلان - ۶۶۴
(۴۷) آئین پادشاہ و خاصہ سواری - ۶۶۴ (۴۸) آئین جرمانہ (۴۹) (۵۰) (۵۱)
(۵۲) (۵۳) آئین گھوڑون کے باب مین - ۶۶۵ - (۵۴) آئین بارگیر - ۶۶۷
(۵۵) آئین داغ - ۶۶۷ (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) آئین گھوڑونکے بابین ۶۶۷
(۶۰ - ۶۵) آئین اونٹوں کے - ۶۶۸ (۶۸) آئین گاؤ خانہ - ۶۶۹ -
استرخانہ - ۶۷۰ - آئین شبان روزی بادشاہ - ۶۷۰ - (۷۳) آئین دربار ۶۷۴
(۷۴) آئین کورنش و تسلیم - ۶۷۴ - آئین ایستاد و نشست ۶۷۵ - (۷۶)
آئین آدمیون کے دیکھنے کا - ۶۷۵ - آئین رہنمونی - ۶۷۶ - احکام دین الٰہی
(۷۸) (۸۳) آئین ہاتھی گھوڑے - اونٹ - گاؤ - استر (خچر) دیکھنے کا
باؤ گوشت - ۶۸۰ (۸۴) آئین جانورون کی کشتی کا اور اس پر شرطوں کے
مقرر ہونے کا - ۶۸۱ - (۸۵ - ۹۰) آئین درباب عمارت - ۶۸۱

دفتر دوم سپاہ آبادی ۶۸۲

(۱) سپاہ کی تقسیم - ۶۸۲ - آئین جانداران - ۶۸۴ - (۳) آئین منصبداران - ۶۸۶
(۴) آئین احدی - ۶۹۳ - (۵) آئین سوار - ۶۹۳ - (۶) پیادون کے آئین ۶۹۴
بندوقچی - ۶۹۴ - دربان - ۶۹۴ - خدمتیہ ۶۹۵ - میوڑہ - ۶۹۵ - شمشیرباز - ۶۹۵
پہلوان - ۶۹۶ - چیلہ - ۶۹۶ - کہار - ۶۹۷ - داخلی پیادے - ۶۹۷ (۷) جانورون
پر نقش پذیری یعنے داغ لگانے کا آئین (۸) داغ مکرر کا آئین - ۶۹۹ - (۹) آئین
کشک یعنی چوکی - ۶۹۹ - (۱۰) آئین واقعہ نویسی - ۷۰۲ - (۱۱) آئین اسنادسی ۷۰۳

فرمان ثبتی

(۱۲) آئین پایہ نگینہا - ۷۰۴ - (۱۳) فرمان بیاضی - ۷۰۴ - (۱۴) مواجب تنخواہ لینے
کا قاعدہ - ۷۰۴ (۱۵) آئین مساعدت - ۷۰۵ (۱۶) آئین انعام - ۷۰۶ (۱۷) آئین
خیرات - ۷۰۶ (۱۸) آئین وزن مقدس (تلادان) - ۷۰۶ - (۱۹) آئین سیورغال ۷۰۷
(۲۰) آئین گردون گردان - ۷۱۳ - (۲۱) آئین دہ سیری - ۷۱۴ - (۲۲) آئین
عشق آبادی - ۷۱۴ - (۲۳) آئین خوش منزل (زنانہ بازار) - ۷۱۵ - (۲۴) آئین کدخدائی ۷۱۶
(۲۵) آئین تعلیم - ۷۱۷ (۲۶) آئین سیر سحری - ۷۱۷ - (۲۷) آئین شکار - ۷۱۸
شیر کا شکار - ۷۲۳ - ہاتھیوں کا پکڑنا - ۷۲۳ - چیتہ کا شکار ۷۲۵ - چیتے کے
عجیب کام ۷۲۷ - سیاہ گوش - ۷۲۸ - آہو کا شکار آہو سے ۷۲۸ - شکار
نرگاؤمیش (بھینسے) ۷۳۱ - شکار پرندہ - ۷۳۱ - مرغابی - ۷۳۲ - دراج کا شکار ۷۳۳
بودنہ کا شکار - ۷۳۳ - لگر - ۷۳۳ - عوغائی - ۷۳۳ - غوک وعنکبوت - ۷۳۳
(۲۸) آئین نشاط بازی و چوگان بازی - ۷۳۳ - عشق بازی یعنی کبوتر بازی ۷۳۵
چوپڑ - ۷۴۳ - چندل مندل - ۷۴۴ -

دفتر سوم ملک آبادی

(۱) آئین تاریخ الٰہی - ۷۴۷ - (۲) آئین سپہ سالار - ۷۴۸ - (۳) آئین فوجدار ۷۵۰

(۴) آئین میر عدل و قاضی - ۷۴۱ - (۵) آئین کوتوال - ۷۴۱ - (۶) آئین
عمل گذار - ۷۴۴ - (۷) آئین بتکچی - ۷۴۷ - (۸) آئین خزانچی - ۷۴۹ -
(۹) آئین سوائے روزی - ۷۴۹ - (۱۰) آئین گز - ۷۵۶ - (۱۱) آئین طناب ۷۵۸
(۱۲) آئین بیگہ - ۷۵۸ - (۱۳) آئین زمین اسکے درجے و فرماندہی کا بارنج
یعنی (محصول) ۷۵۹ - (۱۴) آئین چچر - ۷۶۳ - (۱۵) آئین بنجر - ۷۶۳
(۱۶) آئین نوزدہ سالہ - ۷۶۳ - (۱۷) آئین دہ سالہ - ۷۶۳ -

بادشاہ کے باقی حالات ۷۶۷

بادشاہ کی بیویاں - ۷۶۷ - بادشاہ کے بیٹے - ۷۶۷ - بادشاہ کی بیٹیاں ۷۶۸
حلیہ شہنشاہ اکبر ۷۶۹ - بادشاہ کے قوائے جسمانی - ۷۷۱ - بادشاہ کا
کا علم - ۷۷۱ - دلاویز مقولات شہنشاہ اکبر - ۷۷۲ -

نصائح اکبری - ۷۹۶ -

شہنشاہ اکبر کی رشتہ مندیاں رجپوتوں کے ساتھ اور رجپوتوں کے مناصب ۷۹۸
مسلمان بادشاہوں اور راجپوت راجاؤں کے درمیان بیاہ ہونے کے
نتائج - ۸۰۱ -

بادشاہ کے شوق کی چیزیں ۸۰۲ -

ہاتھی اور اونٹ - ۸۰۲ - زبان کی تحقیقات - ۸۰۳ - تمباکو - ۸۰۵ - تفتیش
حال رعایا - ۸۰۷ - ہمدردی رعایا - ۸۰۸ -

شہنشاہ اکبر کے مذہبی خیالات ۸۰۸

شہنشاہ اکبر سے ابوالفضل کی دوسری ملاقات - ۸۰۹ - عبادت خانہ ومباحثہ
کا آغاز - ۸۱۱ - مباحثہ کا نتیجہ - ۸۱۲ - علماء پر ایک صدمہ عظیم کا واقع ہونا - ۸۱۴
حکیم ابوالفتح و حکیم ہمایون کا بادشاہ پاس آنا - ۸۱۶ - شریف آملی کا بادشاہ پاس
آنا - ۸۱۸ - علماء کی تکفیر وتضلیل - ۸۲۰ - حج کا حال - ۸۲۰ - بادشاہ کے
بے دین ہونے کے دلائل جو بدایونی نے لکھے ہیں - ۸۲۱ - عیسائی پادری - ۸۲۵

آفتاب پرستی - ۸۲۵ - آتش پرستی وہوم - ۸۲۶ - اکبر کی مخالفت اسلام - ۸۲۷
بادشاہ کا خطبہ پڑھنا - ۸۲۷ - کتابون کے خطبون مین نعت کا موقوف ہونا - ۸۲۸
بادشاہ کا مجتہد ہونا - ۸۲۸ - نوشتہ محضر - ۸۲۹ - بادشاہ کی ہنسی اجمیر مین
ننگے پانوٗن جانے پر - ۸۳۰ - قطب الدین خان و شہباز خان کا مقابلہ مذہب کے
باب مین - ۸۳۱ - تمغا و جزیہ و جونپور کے معاملات - ۸۳۲ - حاجی ابراہیم سرہندی
کا ایک جعلی کتاب کا پیش کرنا - ۸۳۳ - علماء و مشایخ پاس فرمانون کا جانا - ۸۳۳
بادشاہ کا امام مہدی بنانا - ۸۳۴ - بادشاہ کا مذہب کے باب مین کھل کھیلنا
سنہ ۹۹۰ھ - ۸۳۵ - شیعہ سنی - ۸۴۱ - قاضیون کی شراب نوشی - ۸۴۲ -
قدم رسول - ۸۴۲ - نماز پنجگانہ کا دربار مین موقوف ہونا - ۸۴۳ - میر فتح اللہ
شیرازی - ۸۴۳ - گوشت کی ممانعت و آفتاب پرستی - ۸۴۴ - جوگیون کی
ملاقات اور اور بدعات - ۸۴۵ - چیلہ و جھروکہ درشن - ۸۴۶ - بادشاہ کا اوتار ہونا
مثنوی ہزار شعاع و بادشاہ کا دین اختیار کرنا - ۸۴۷ - احکام دین الٰہی سنہ ۹۹۰ھ - ۸۵۰
صدر جہان سنہ ۹۹۲ھ - ۸۵۲ - دعا سنہ ۹۸۲ھ - ۸۵۶ - عبادت خانہ - ۸۵۶ - بادشاہ
کا مجتہد ہونا - ۸۶۰ - اشاعت دین الٰہی - ۸۶۵ - پرتگیزون نے جس طرح
دربار اکبری مین اپنا آنا لکھا ہے اور وہ اکثر انگریزی تاریخون مین نقل ہوتا ہے - ۸۶۶

امرائے دربار اکبری - ۸۷۲

ہشت ہزاری ۸۷۲ - ہفت ہزاری ۸۷۲ - پنج ہزاری ۸۷۲
امراء چار ہزاری و پانصدی ۸۹۹
چار ہزاری منصب دار ۹۰۰
منصب دار سہ ہزاری و پانصدی ۹۰۸
منصب داران سہ ہزاری ۹۰۹

منصب داران دو ہزار و پانصدی	۹۳۱
دو ہزاری منصب دار	۹۴۹
منصب دار ہزار پانصدی	۹۵۹
منصبداران یکہزاری دویست و پنجاہی	۹۶۰
منصب داران ہزاری	۹۶۰
منصب داران نہ صدی	۹۶۲
منصب داران ہشت صدی	۹۶۳
منصب داران ہفت صدی	۹۶۳
منصب داران شش صدی	۹۶۴
دانش اند وزان جاوید دولت	۹۶۶
ظاہر و باطن آشنا	۹۶۶
اہل باطن	۹۶۹
تقلید پیشہ و نقل پرست	۹۸۱
شعرائے عہد اکبری	۹۹۱
خواب ثلثنی سن	۹۹۷
سورج کی تعریف	۱۰۰۴
دوازدہ صوبون کا بیان	۱۰۰۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقبال نامۂ اکبری

اکبر کی تخت نشینی کے وقت ہندوستان کی کیا حالت تھی

چونکہ مسلمانوں کی سلطنت ہند کا زمانہ اکبر کے عہد دولت سے ایک ورہی طور کا شروع ہوتا ہے اور
ت اور سلطنتوں کے ساتھ بدلتی ہین اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
ت اکبر کے ہندوستان مین کیا ہو رہا تھا اس شہنشاہ
ت ہندوستان مین
داخل تھے وہ ملک جسکو ۱۵۵۶ع مین ممالک مغربی و
بہار
کچھ عرصہ تک یہ دعوی کرسکتے ہین کہ بنگال اور
ستان پر ایسے حملے ہوئے کہ دکن کے ہندو راجاؤن
سے کچھ تعلق نہ رکھا۔ تلنگانہ۔ کرناٹک کے راجہ خود مختار ہوگئے۔ دکن کی ر
ح جس سے تمکو معلوم ہوگا کہ دکن مین کون کون سی سلطنتین قائم ہوئین +
سلطنت دہلی کی کبھی مطیع نہین ہوئی۔ اس ملک مین
ے۔ اسکا طول وہانتک پانسو میل تھا اور
سو میل اور کہین چارسو میل تھا۔ مغربی
کو ترک کردیا تھا اور بعض ریاستین اسمین خود مختا

غایت مغربی حصص ہند مین مملکت گجرات مین ایک مسلمان افغان بادشاہ آزاد تھا ۳۱
وجہ ہمایون نے اُسے تاخت و تاراج کیا تھا۔ مگر ہندوستان سے اسکے خارج ہونے کی
بعد پھر یہ ملک آزاد ہوگیا اور پھر کسی نے اُسپر دست درازی نہین کی۔ اُس نے خود مالوہ پر
کامیابی کے ساتھ حملہ کیا اور اسمین زیادہ تر حصہ وہ شامل ہوگیا کہ جسکو اب سنٹرل انڈیا (ممالک
متوسطہ ہند) کہتے ہین۔ یہ مملکت اکبر کی تخت نشینی کے وقت آزاد تھی۔ یہی حال خاندیس کا تھا
یہی کیفیت راجپوتانہ کی تہی جسکا مفصل حال لکھتے ہین۔ جہاں رانا سنگا کا حال بابر کے عہد دولت
مین بیان ہو چکا ہے۔ رانا کو جو بابر نے شکست دی اسکا برا اثر میواڑ پر ہوا۔ اور جب ہمایونکو
شیر شاہ نے خارج کردیا تو راجاؤن کو شیر شاہ کی اطاعت کرنی پڑی مگر شیر شاہ کی وفات
کے بعد۔ سلطنت مین جو خرابیان پیدا ہوئین تو پھر ریاست میواڑ آزاد ہوگئی۔ وہ اکبر کی
[illegible] کی بڑی ریاستون مین سے گنی جاتی تھی اور اور راجپوتانہ کی ریاستونکا
[illegible] کے عظمت پاکئے سے پہلے ہمایون نے [illegible] نے اپنی سپاہ
[illegible] پانی پت کی لڑائی مین فتح پائی تو جے پور مین راجہ بہارا کا [illegible] حال
اس زمانہ مین جودھ پور کا راجہ جے پور کے راجہ پر [illegible]
مالدیو نے جیسی شیر شاہ کو تکالیف پہنچائین ایسی کسی اور [illegible]
[illegible] ہے لکھا ہے کہ ہندوستان سے جب ہمایون بھاگا ہے تو راجہ
[illegible] اپنے ملک مین اُسے پناہ نہین دی۔ جب شہنشاہ اکبر دہلی مین تخت نشین ہوا ہے تو یہ
بالکل آزاد تھا اور راجپوتانہ مین سب راجون سے زیادہ عظیم الشان جلیل القدر سمجھا جاتا تھا
جیسلمیر اور بیکانیر۔ ریگستان کے کنارہ کی ریاستین آزاد تھین۔ راجپوتانہ کی اور چھوٹی چھوٹی ریاستونکا
حال بھی ایسا ہی تھا [illegible] ملتان کا حال بھی راجپوتانہ کا سا تھا۔ میوات بگھیل کھنڈ
اور چھ۔ چندیری۔ نروار۔ بن ناؤ آگرہ کے قریب [illegible]
[illegible] سکے موافق کبھی زیادہ کبھی کم اطاعت کرتی تھی

[illegible] وہ اکثر صداقت [illegible]

اور خراج دیتے تھے +

بادشاہ سلطان ۔شہنشاہ ۔ جو چاہو کہو ۔ وہ فقط اُن امراء کا بادشاہ ہوتا تھا ۔جنکو وہ ضلاع
اور صوبون کی حکومت سپرد کرتا تھا ۔یہ امرا اپنے اپنے علاقون مین خود مختار بادشاہ ہوتے تھے ۔ بادشاہ اُن
اضلاع صوبون کے اندرونی انتظام مین دخل نہین دیتا تھا ۔ ہان اُن امراء کو جو نائب السلطنت ہوتے تھے بدلنیکا اختیار
رکھتا تھا ۔ یہ سب صوبے اصل مین نائب السلطنت کی ماتحتی مین آزاد ہوتے تھے ۔برائے نام بادشاہ کی اطاعت کرتے تھے
انگریزی مورخ لکھتے ہین کہ ہندوستان مین جو ممالک مسلمانون کے زیر حکومت تھے اُن مین سلطنت علی الاتصال نہین تھی بادشاہ
فقط اپنے دربار اور میدان جنگ مین حکمران ہوتا تھا ۔مگر انکا یہ کہنا بادشاہ کی نسبت درست ہے مسلمانون کی نسبت
صحیح نہین ہے اسلیے کہ وہ تو سلطنت کرتے ہی تھے خواہ بادشاہ کے زیر حکم ہون یا نہ ہون ـــــ
ہندوستان کا جو حصہ مسلمانون کے زیر حکومت تھا ۔اسکی آبادی مین سات آٹھوین حصے ہندو رہتے تھے اسلیے کہ یہ سب مسلمانون
کی حکمرانی پر راضی و خوش رہتے تھے وہ جزیہ دیتے تھے ۔مگر اپنے تمام مراسم مذہبی کے ادا کرنے مین آزاد تھے ۔کوئی
[illegible] بات مین نہ تھی ۔مسلمانون کی گورنمنٹ کے تمام کارخانون مین ہندوون کا عنصر بڑا قوی تھا ۔ اکثر
[illegible] مناصب عہدہ ہائے جلیلہ ایسے تھے کہ وہ عالی نسب ہندوون کے ساتھ مخصوص تھے وہ فقط صوبے کے نائب السلطنت
[illegible] زمانہ مین ہندو اپنے حصہ کے موافق بقدر تعلق مسلمانون کے مدد سپاہ سے کرتے تھے اور میدان
[illegible] کھیت تھے ـــــ

[illegible] سپاہ [illegible] کے [illegible] جہان ہوتی وہان اسکی ضرورت سمجھا وہان
وہ بھیجا [illegible] اسکے سوای اسکے ماتحت ایک اور سپاہ ہوتی جو اس مقامی سپاہ سے متعلق نہین [illegible]
سپاہ کہلاتی تھی اور خاص تعداد اسکی ہر صوبے مین رہتی تھی وہ خزانہ شاہی سے تنخواہ پاتی تھی اور کچھ فوج ایسی بھی
بادشاہون کی ہوتی تھی کہ اسکو گھوڑے اور وردی اور ساز و سامان بادشاہون کی سرکار سے ملتا تھا
مگر زیادہ تر سپاہ ایسی ہوتی تھی کہ وہ اپنے ہتھیار اور گھوڑے اپنے گھر سے لاتی اور چھوٹے بڑے گروہ ادکے سرداران
سمیت آتے ۔الگ الگ سپاہی نوکر نہین ہوتا تھا ـــــ
جب کسی صوبے مین شور و فساد برپا ہوتا تو بادشاہی سپاہ کمک کے لیے بھیجی جاتی تھی اور اس سپاہ کا ایک اعلے
افسر ہوتا تھا ۔اگر یہ سپاہ بہت ہوتی تو اسکا افسر صوبے کے حاکم کا ہمسر برابر سمجھا جاتا تھا وہ خاص بادشاہ کا

اپنے کامون کی جوابدہی کرتا —
کبھی کبھی ضرورت کے وقت بادشاہ صوبون کے حاکمون کے نام فراہمی سپاہ کا فرمان صادر کرتا ۔ صوبہ دار اپنے علاقہ کے زمیدارون سے مدد لیتا اور اپنے خاص صوبہ کی سپاہ سے مدد کرتا اور اگر خزانہ مین روپیہ ہوتا تو نئی بھرتی کرتا ۔

یورپ کے تمام شائستہ قومون کا اصول اعظم یہہ ہے کہ اول خدا ۔ پھر قانون ۔ بعدازان بادشاہ ۔ یہی اصول قدیم سے مسلمانون کے ہان چلا آتا ہی کہ اول خدا پھر شریعت (قانون) بعدازان بادشاہ یہ اصول مسلمہ ہے جسکے موافق امورات سلطنت کے احکام اور انتظام مین امام خلیفہ ۔ سلطان بادشاہ پابند قانون تھا اور وہ خود مختار شتر بے مہار نتھا ۔ شریعت کا پابند رہنا اوسکے فرائض منصبی مین تھا ہندوستان مین جن بادشاہون نے اپنے تئین مطلق العنان بنایا اور رعایا کی جان و مال و اسباب و آزادی کا خود اپنے تئین مختار بنایا ۔ تمام ملک کی زمین کا اپنے تئین مالک بنایا ۔ محصول و خراج کے گھٹانے بڑھانے اور مقرر اور موقوف کرنیکا اختیار لیا ۔ سپاہ کی پرورش اور جنگی اور ملکی منصبداروں و عہدہ دارون کے موقوف و بحال و مقرر کرنے کا ایسا اقتدار اپنے ہاتھ مین لیا کہ جس ادنی سے ادنی کو وہ چاہیں آسمان پر چڑھا دیں اور جس اعلی سے اعلی درجہ کے آدمی کو چاہیں گرا دیں جسکو چاہین رعایا مین سے سخت سی سخت سزا دین ۔ قید کر دین ۔ جرمانہ ۔ مصادرہ لیں ہاتھ پاؤن ناک کان کاٹ سر اڑا دین ۔ دار پر چڑھا دین ۔ اپنے غصہ مین یا کسی جرم کے شبہ مین جو جی مین آئے کر بیٹھین انہون نے اسلام کے مسائل مسلمہ کے خلاف کام کیا ۔ بہت ہی کم بادشاہ مسلمان ہندوستان مین ایسے ہوئے ہونگے جو ان اوپر کے اختیارات کو وہ کام مین لا سکے ہون اختیارات کے موافق عمل کرنے کے موانع بہت تھے ۔ مسلمان تھوڑے ہندو بہت تھے ۔ ہندوؤن مین بعض قومین بڑی شجاع و دلیر لڑنے والی موجود تھین جب اونکی مرضی کے خلاف کوئی کام ہوتا تو وہ تلوار لیکر سامنے کھڑی ہوتین ۔ سوای اسکے مسلمانون کی سلطنت کے ارث کا کوئی قانون نہ تھا ۔ اس لیئے بادشاہ کے مرنے پر لڑائی جھگڑا ایسا کھڑا ہوتا کہ بادشاہون کو اپنے اختیارات پر پورا عمل کرنے کا موقع نہین ملتا ۔ اور اگر وہ کسی کام مین اپنی مرضی کو کام لاتا تو جابجا بغاوتین برپا

۲ قانون – خود مختاری – وزراء – فوج – عدالت –

ہوجاتین اگر بادشاہ اپنے ارادے پر اصرار کرتا تھا تو یہ موانع ایسے پیش آتے تھے کہ اوسکو بڑی مشکل مین ڈالتے تھے مسلمانون کے ہان شریعت کے موافق رعایا ایسی آزاد ہوتی ہے کہ سوای شریعت کے احکام کے کسی حکم کی بادشاہ کے پابندی نہین ہوتی اور . . . . . . جب تک قانون شریعت اجازت نہ دے بادشاہ کو کسی رعایا پر کچھ اختیار نہ تھا جس قوم مین کہ ذاتی معاملات مین بادشاہ مدعی اور مدعاعلیہ ہوسکتا ہو اُس مین مشکل ہے کہ کوئی بادشاہ خود مختار شتر بیمہار ہو کہ جو جی مین آئے وہ کرے اور پھر جسکے ساتھ یہ موانع پیش ہون جو اوپر بیان ہوئے۔ جس بادشاہ نے اپنی خواہشات نفسانی اور ارادون کو بغیر پابندی شریعت ظاہر کیا وہ برباد ہوا۔ مہذب قومون مین مجلس شوری جسکو کونسل کہتے ہین ہوتی ہے اسکا ہونا مسلمانون کے ہان مذہباً واجب تھا کہ جو مہم پیش آئے اسمین صلاح و مشورہ سے اہتمام کیا جاوے اور اس مین جو بات ٹھہر جاوے اوسپر عزم تصمیم کیا جاوے اور خدا پر توکل کرکے اسکا آغاز کیا جاوے۔ ہندوستان مین بادشاہون کے ہان مجالس شوری تھین مگر مستشار مؤتمن کم ملتے تھے اس لیے ان مجالس کے نیک نتیجے بہ[illegible] نہین ہوتے تھے۔ بادشاہ کے ہان ایک وزیر اعظم ہوتا تھا اسکی حسن لیاقت پر اسکی کاربرداری [illegible]

[illegible]

[illegible] جدا جدا ہوتی تھین۔ مگر انکی خدمات کی حدود [illegible] بادشاہ خود [illegible] کرنے لگتا تھا۔ بادشاہ کے [illegible] آتے انکی عرضیان [illegible] حال کرتا جسکے سبب اوکی انصاف عدالت کا دور دور شہرہ ہوتا تھا اور خود اسکو اپنی رعایا کا حال طرح طرح کا معلوم ہوتا رہتا تھا۔

[illegible] ہون کی طرح مسلمانون کے ہان قانون شریعت کے ماتحت حکومت ہے۔ حکومت کے قانون شریعت نہ تھا انکے ہان قرآن و حدیث کے موافق علم فقہ مدون ہوا ہے جسمین وہ سارے اصول قوانین پائے جاتے ہین جنپر اس زمانہ مین مہذب قومون کو فخر و ناز ہے اکثر ایک عدالت دیوانی و قاضیون کی تھی۔ اسکا قانون صرف شریعت تھا وہ اس شریعت کے موافق [illegible]

مقدمات کرتے تھے۔ بہت سی کتابین فتوؤن کی ہین۔ جو مسلمانون کے عدالت کی نظائر او
فیصلجات کی کتابین انہی ہین جیسی کہ آجکل ہائی کورٹ عدالت کے نظائر کی کتابین . . . ہین۔
یہ قاضی دیوانی کے مقدمات فیصلہ کرتے جیسے وراثت۔ حقیت۔ ملکیت۔ نکاح۔ طلاق
وغیرہ۔ اور تمام مقدمات جو سلطنت کے امن و عافیت پر کچھ اثر نہین کرتے تھے مگر ایک اور عدالت پادشاہ
کارکنون کی تھی جسمین فوجداری کے مقدمات فیصلہ ہوتے تھے اس عدالت مین گو کبھی کبھی قاضی
ہی استفسار و استفتی کیا جاتا۔ مگر اسکے قوانین کی حدود معین نہ تھی۔ یہ کارکن بادشاہ کی طرف
مقرر ہوئے۔ غرض جو کچھ قانونی عمل کیا اُس سے رعایا رضامند اور خوش تھی اور تمام عدالتون کا انتظام
قابل اطمینان تھا۔ مسلمانون اور ہندوؤن کی اغراض ایسی شامل ہوگئین تھین کہ مسلمان جو یہان
آکر بسے تھے اور ہندو جو پہلے سے بستے تھے عدالت دونو کو ایک آنکھ سے دیکھتی تھی اور قانون
دونون کی یکسان حمایت کرتا تھا۔ جسمین مسلمانون کی شریعت اور اس ملک کا رسم و راہ دونو شامل
تھے۔ ملک ایسا سرسبز و شاداب آباد رہتا تھا کہ باوجودیکہ سلسلۂ جنگ جاری رہتا تھا اور اس کا تار
نہین ٹوٹتا تھا مگر رعایا سب خوشحال رہتی تھی +

ذکر بادشاہی ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی

دنیا مین اکبر جیسے بشر کمتر پیدا ہوئے ہین کہ ... اور جبارانہ جلت و
تعظیم و تکریم ہوئی ہو جو اولیاء کرام اور سلاطین عظام کی ہوتی ہے۔ قاعدہ ہے کہ جو دنیا مین والا رتبہ بزرگ
گذرے ہین ان کے پیدا ہونے سے پہلے انکی ولادت کی بشارات غیبی معرض تحریر مین آتی ہین گو یہ
پر مبنی نہین ہوتین مگر عقیدت انکو منواتی ہے۔ چنانچہ اکبر کے لئے بھی ایسی بشارات غیبی بیان کی جاتی
کہ وہ نور جو بے وسایۂ بشری و رابطۂ صلبی حضرت النقوا کے بطن مین ظاہر ہوا تھا وہ تا چند قرنون کی تہ
کے بعد اس اکبر کے عنصر پاک مین نمودار ہوا۔ قاچولی بہادر کے رویا جو ہم نے پہلے بیان کئے ہین کہ
سات ستارے دیکھے تھے اسکی تعبیر بھی مولود والا صفات کی ذات ہی سمجھی جاتی ہے بہت سی خواب
جو ان اور انا نے دیکھے کہ بغل مین ہماری ماہ آیا۔ کہیں ... ین پیشانی مین نور چمکا غرض
ایسے نورانی کرشمون سے اسی شہزادے سے مراد لی جاتی ہے جیسی بشارت کہ کسی قدسی صفات کی

ادت سے پہلے بیان ہوئی ہین وہ اس حمیدہ اوصاف کی نسبت بھی ذکر کی جاتی ہین - یہ حال قبل
از ولادت تھا - اور بعد رحلت ہندؤن نے اس قدرت الٰہی کو اپنے معبودون کی طرح پوجا
مسلمانون نے بھی اس کو ولی جانا - اب تک اسکی قبر مین یہ تصرف موجود ہو کہ قیصر ہند کا نائب السلطنت
ادو ومان فیاض زمان لارڈ نوتھ بروک جب اسکی قبر کی زیارت کو آیا تو اسنے اپنی جیب خاص سے
قبر پر دس ہزار روپیہ کا غلاف چڑھایا بس اس سے زیادہ کوئی معیار انسان کی عزت کا نہین ہے
یات اور وفات کے بعد خلائق کے عوام و خواص کا اور مخالف و موافق کا مقبول ہو - مہذب قومین
تعظیم و تکریم سے اس شہنشاہ اکبر کا نام لیتی ہین ایسی کسی اور ایشیائی بادشاہ کا نہین لیتین بالاتفاق
انگلستانی مورخ یہ کہتے ہین کہ اکبر ہی نے ہندوستان مین مسلمانون کی سلطنت کی جڑ جمائی - پہلے
[illegible] سلطنت کا حال اکاش بیل کا سا تھا کہ آندھی کے جھونکون مین ادھر سے ادھر اڑی پھرتی
ون کی سلطنت

سلطنت کی جڑ پکڑنے کے معنے یہ ہین کہ بادشاہ کی رعیت کے دل مین محبت ہو - اور زبان پر اسکے لئے برو [illegible]
ہو بعض انگریزی مورخون نے لکھا - کہ اکبر سلطنت ہند کا ہی نہین بلکہ ساری دنیا کا محسن تھا
ہمایون شہنشاہ کی سلطنت کے خاتمہ مین ہم نے بیان کیا کہ کس طرح مریم مکانی حمیدہ بانو بیگم
عشق مین ہمایون [illegible] نکاح کے پیچھے اور نہ ہو سکا - اس پیوند مبارک کا
بہ یہ ہوا کہ اول شب روز یکشنبہ ۱۹ ماہ رجب ۹۴۹ھ مین ۸ بجے ۲ منٹ پر شہزادہ والا گوہر [illegible]
کوٹ مین پیدا ہوا - اس شہر کا عرض خط استوا
باپ اس وقت امرکوٹ سے چار فرسخ پر دلکشا
بہت جلد جا کر باپ کو یہ مژدہ
نیاز کو خاکساری کے ساتھ خاک
یون مرتب ہوا - سطرلوں
[illegible]

تفاخر و معارج خلافت پر ارتفاع تبلایا۔ مولانا چاند پنڈت جوت گرامی۔ امیر فتح اللہ شیرازی
نے آٹھ زائچے بنائے۔ گو اس سبب سے کہ فلک الافلاک کی حرکت و سکون مین منجمون کا اختلاف ہے اس لیے
ان منجمون کے قانون مین اختلاف تھا مگر طالع کے سعید ہونے مین سبکا اتفاق تھا۔ یہ عجب اتفاق کی
بات ہے کہ جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند اور شہنشاہ اکبر کے زائچے ملتے جلتے ہین گو ایشیا مین اب تک ان جنم پتریون دنیا
کی قدر چلی جاتی ہے اور معلوم نہین کبتک چلی جائیگی۔ مگر فرنگستان مین تو وہ صرف ایک دل لگی
رہ گئی ہے۔ ان جنم پتریون کی تفصیل گو پڑھنے والون کو بڑی دلچسپ معلوم ہوگی مگر اسکا تاریخ مین
لکھنا بیہودہ سمجھا جاتا ہے۔ اسلیئے اسکو قلم انداز کرتا ہون۔ اکبرنامہ کی طرح چند صفحے سیاہ نہین کرتا۔
نام مین بھی اسکے بڑی لطیفہ سنجیان ہوئین ہین کہ ہمایون کو یہ نام خواب مین غیب سے بتلایا
گیا تھا۔ اکبر کے حروف کے عدد بھی آفتاب کے عدد کی برابر دو سو تئیس ۲۲۳ ہین۔ جب
اکبر جیسے مہر سے نور عالم آرا پیدا ہوا الہی ہی شہنشاہ والا کی
مین ایک اور لطیفہ نکالا ہے کہ ابجد کے اٹھائیس حروف مین سے
ایک عنصر سے منسوب کیا ہے۔ اکبر مین جو چار حروف ہین اکبر
و ر خاکی ہین جس مین کنایہ ہے کہ اس نام مین عناصر کا کمال
کہ جس مین ہوا اور نہ کوئی عنصر مکرر ہے۔ بس اس کا اعت

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ جب ہمایون مجبور ہو کر سندھ سے بھاگا اور قندھار کا قصد کیا اور شال مین وہ پہنچا تو اوسنے سنا کہ مرزا عسکری قندھار سے آتا ہے اسلیے یہان سے بھی جلدی فرار کرنا ضرور ہوا - میان بیوی تو چلنے کو تیار ہو گئے مگر مشکل بچے کی تھی - موسم نہایت سخت تھا - گھوڑی کی سواری تھی - جلدی کا سفر تھا - ایک برس کا بچہ کب ان مصائب کا متحمل ہو سکتا تھا یہ سمجھ کر کہ چچا اس ننھے بھتیجے سے کیا لڑیگا اور بدسلوکی کریگا مع بہرتل اور خرگاہ اور اسکے ملازمونکے انہین چھوڑ کر ہمایون روانہ ہوا - ایران کی سرحد پر وہ پہنچنے ہی کو تھا کہ مرزا عسکری ہمایون کے لشکر مین آیا - اسکو بھائی کے نکلجانے کا سخت افسوس ہوا - مگر وہ بھتیجے کو دیکھکر خوش ہوا اور بہت پیار کیا اور اپنے ساتھ ۱۱ رمضان سنہ ۹۵۰ھ کو قندھار لے گیا اور اپنی بیوی سلطان بیگم کو اسکی پرورش سپرد کی اور اپنے محل کے قریب اسکو ایک محل مین رکھا - ماہم آغا - جیجی انگہ دانگہ خان اتکہ اسکی خدمت مین رہتے تھے - اُس وقت اس بچے کی عمر ایک سال تین مہینے کی تھی +

ایک دن ماہم انگہ والدہ ادہم خان نے جو اکبر کی خدمت مین رہتی تھین مرزا عسکری سے عرض کیا کہ بزرگون کی رسم یہ ہے کہ فرزند پاؤن چلنا شروع کرتا ہے تو باپ یا دادا یا کوئی اور بزرگ جو موجود ہو اپنی [illegible] سر پر سے [illegible] پانوین مارتا ہے تو وہ نونہال زمین پر گر پڑتا ہے - اب اس شاہزادہ کا باپ یہان نہین ہے اب آپ باپ کی جگہ ہین اس شگون کو آپ بجا لائین مرزا نے اوسی وقت اپنی دستار اوتار کر اکبر کے پانوین ڈالی کہ وہ گر پڑا - انہین دنون مین تبرک و تیمن کے لیے حسن ابدال [illegible] کا سر مونڈن ہوا -

چچا کی قید مین یہ بھتیجا ایک سال تک رہا کہ اسکے باپ کے دن پھرے کہ وہ شاہ طہماسپ سے لشکر لیکر مغربی افغانستان مین داخل ہوا ــــ جب مرزا کامران کو کابل مین اسکی خبر ہوئی تو اوسنے کابل سے اپنے معتمد بھیجے کہ اکبر کو قندھار سے کابل مین لے آئین - جب قندھار مین مرزا عسکری پاس یہ معتمد آئے تو مرزا کے صلاح کار جمع ہوئے اور آپسمین صلاح مشورہ ہوا کہ شہزادہ کو کابل بھیجنا چاہیے یا نہین بعض نے یہ صلاح دی کہ ہمایون کا اقبال پھر چکا ہے اسکو

باپ پاس نہایت احترام اور اعزاز کے ساتھ بھیجنا چاہیئے اور اسکے ذریعہ سے استغفاء جرائم کرنا چاہیئے بعض نے کہا کہ مرزا کامران کی خاطر کو ہاتھ سے نہین دینا چاہیئے۔ مرزا عسکری نے ایسے جرم نہین کئے ہین کہ ہمایون کو اپنا منہ بھی دکھاسکے غرض یہ آخر بات سب کو پسند آئی۔ گو جاڑے کا موسم نہایت سخت تھا۔ اکبر کو اور اسکی بہن بخشی بانو بیگم کو مع انکے ملازمین کی کابل روانہ کیا۔ اس لحاظ سے کہ کوئی راہ مین اسکو نہ پہچانے۔ اکبر کو میرک اور اسکی بہن کو بیجیہ کہتے تھے۔ غرض راہ مین وہ پہچانا گیا مگر بخیر و عافیت کابل مین مع اپنے ملازمین کے پہونچا مرزا کامران نے بھتیجے کو اپنی پھوپھی خانزادہ بیگم کے حوالہ جس نے اوسکی پرورش مادرانہ کی یہ حال ہم نے شگرفنامہ مین بھی لکھا ہے۔ مرزا کامران ایک دن جشن کر رہا تھا اور اوس نے شاہزادہ اکبر کو بھی بلایا تھا۔ اتفاقاً مرزا کامران کے بیٹے مرزا ابراہیم کے لیے ایک نقارہ منقش شب برات کی تقریب کے سبب سے تیار ہوا تھا اسکے لینے کی طرف اکبر کو میلان ہوا مرزا کامران نے کہا کہ دونو شاہزادے کشتی لڑین جو پچھاڑ دے وہ نقارہ لے لے۔ ابراہیم عمر مین ایک برس اکبر سے بڑا تھا اور بظاہر قوی معلوم ہوتا تھا غرض دونو مین کشتی ہوئی۔ اکبر نے ابراہیم کو پچھاڑ دیا اور نقارہ لے لیا جس سے مرزا کامران رنجیدہ خاطر ہوا اور اوسکو اپنے لیئے بدشگونی سمجھا۔ کچھہ دنون کے بعد ہمایون نے کابل کو تسخیر کر لیا اور وہ اپنے نونہال کو دیکھہ کر نہال نہال ہوا رسم و عادت کے موافق اسکے ختنہ کی مراسم ادا کرنے کا ارادہ کیا۔ وائل بہار مین وہ ارتہ باغ مین کہ نہایت دلکش و دلکشا تھا آیا اور حکم دیا کہ بیگمات اپنے اپنے درجے کی موافق اس باغ کی آئین بندی کرین اور چارباغ کی آئین بندی امراء اور اعیان شہر کرین۔ غرض امراء نے بڑی دھوم دھام سے آئین بندی کی اور ارباب صنائع اور طوائف محترفہ نے آرایش دکان اور گرمی بازار مین نہایت مبالغہ کیا۔ بادشاہ پہان روز دن کو جشن کرتا کہ اس عرصہ مین حضرت مریم مکانی بھی تشریف لائین۔ بیگمات کا جمگھٹ لگا ائین اکبر نے اپنی مان کو پہچان لیا اور اوسکے گلے چمٹ گیا۔ رسم ختنہ ادا ہوئی۔ بادشاہ ریگ روان مین گیا اور وہان خوشی مین آخر امام قلی قورچی سے خود کشتی لڑا اور مرزا ہندال اور یادگار ناصر مرزا کو

آپس مین کشتی لڑوائی اور امرا کی جوڑین بند ہوا ہین۔

پھر ہمایون بدخشان کی تسخیر کو گیا کہ مرزا کامران نے کابل پر تسلط کر لیا اور شہزادہ اکبر پھر اسکی قید مین آیا۔ ہمایون نے بدخشان سے پھر آنکر کابل کا محاصرہ کیا اور مرزا کامران نے اکبر کو توپ کے برابر رکھا جسکا بیان مفصل ہم ہمایون کی سلطنت مین کر آئے ہین۔ غرض کابل پھر فتح ہوا۔ اور ہمایون نے اپنے بیٹے کو صحیح سالم دیکھا۔ اب اس سال کی ساتوین شوال کو اکبر کی عمر چار برس چار مہینے چار دن کی ہوئی تہی کہ رسم و عادت کے موافق بادشاہ نے اکبر کی مکتب نشینی کی رسم ادا کرنے کا ارادہ کیا۔ جب ساعت اس مکتب نشینی کی آئی تو اکبر کہین جا کر چھپ گیا ہر چند اسکی جستجو مین تگاپو کی مگر وہ ہاتھ نہ آیا ہر چند اسکی تعلیم مین کوشش کی گئی اور کئی معلم بدلے گئے مگر اس نے مکتب مین معلم سے کچھہ علم نہ حاصل کیا امی ہی رہا۔ جو استادون سے نہین بلکہ اپنی ہی طبع خداداد سے استعداد حاصل کی کہ جسکو ارباب حکمت و اصحاب صنعت و صاحبان علوم ظاہری و وازنان صنائع کلی و جزوی دیکھہ کر دنگ ہوتے تھے۔

پھر ہمایون کابل سے بدخشان گیا اور وہان سے کابل مین آیا اور یہان سے بلخ فتح کرنے گیا کہ مرزا کامران نے پھر اس سے دغا کی۔ ہمایون نے کابل کی حکومت اکبر کے سپرد کی جسکی عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی۔ اور محمد قاسم خان برلاس کو اسکا اتالیق مقرر کیا۔ مرزا کامران نے کابل پر قبضہ کر لیا اور اکبر پھر تیسری دفعہ چچا کے ہاتھ مین گرفتار رہا۔ مگر ہمایون نے کابل کو فتح کر لیا۔ اور بیٹا صحیح سالم اس پاس آگیا۔ اس فتح نمایان کے جلدو مین جو اوسنے انعام و جاگیرین تقسیم کین تو اوسنے اپنے بیٹے کو محروم نہین رکھا چرخ کے ضلع مین اوسکو جاگیر عطا کی اور حاجی محمد خان سیستانی کو اوسکا وزیر مقرر کیا۔ اب ہمایون کی مصیبت کا زمانہ ختم ہو چکا تھا۔ روز بروز بہتری ہوتی جاتی تھی۔ پھر ہمایون نے ولایت غزنین اکبر کو حوالہ کی اس وقت دس سال کی عمر تھی۔ ہمایون کو اکبر کی تربیت و تعلیم کا بڑا خیال تھا اسکو کھیل کود کا بڑا شوق تھا۔ ایک دفعہ ہمایون نے تنبیہ کے طور پر ایک منشور لکھا جسمین یہ حضرت نظامی کی بیت پیشانی پر لکھی ؎ غافل منشین نہ وقت بازی است + وقت ہنر است و کارسازی است + اول ملا زادہ عصام الدین سے درس لیا تھا۔ مگر اخوند صاحب کبوتربازی کے عشق مین گرفتار رہے۔ اس لیے وہ

معزول ہوئی۔ انکی جگہ مولانا بایزید مقرر ہوا۔ کئی ملاؤن کے نام کے قرعہ ڈالے گئے تو مولانا عبدالقادر کے نام قرعہ نکلا۔ وہ اوستاد مقرر ہوئے۔ رسوم و عادات کے موافق معلم مقرر ہوتے رہے مگر شاہزادہ اپنے کھیلون مین مصروف رہا۔ اول سرزمین کابل مین سب جانورون مین بزرگ تر شتر کو دیکھا اسکیے تماشون مین مصروف ہوا پھر اسپ تازی کا شوق ہوا۔ چوگان بازی مین کمال پیدا کیا پھر کبوتر بازی کی دھت ہوئی پھر سگ دوانی کی طرف میلان خاطر ہوا۔ ایک دن سفید سنگ مین کتون کے شکار مین کچھ آدمیون کو وہ پر مقرر کیا کہ وہ ہرنون کو گھیر کر بیابان مین لائین اور کچھ آدمیون کو شکاری کتے حوالہ کئے۔ مگر یہ شاہزادہ کو لڑکا سمجھ کر اپنے کھانے مین مشغول ہوئے۔ ہرن نکل گئے اور نہ پیر کتے نہ چھوڑے گئے تو وہ آدمیون پر خفا ہوا اور یہ حکم دیا کہ کتون کیطرح انکے گلے مین پٹا ڈال کر سارے لشکر مین پھرائین جب ہمایون نے یہ حال سنا تو وہ بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ عنقریب سلطنت عظیم پر وہ کامیاب ہوگا اسکی طبیعت مین سیاست شاہانہ اور ایجاد آئین کے اصول ہین + اکبر کی عمر بارہ سال آٹھ مہینے کی تھی کہ وہ ذی الحجہ سنہ ۹۶۱ھ مین باپ کے ساتھ ہندوستان کی یورش کے لیئے کابل سے روانہ ہوا۔ جب ہمایون پنجاب وغیرہ کو فتح کرکے سرہند مین پہونچا تو ایک لشکر کا حصہ اس شہزادہ کے نام پر مقرر ہوا۔ اس شہزادہ کو چیتے کے شکار کی لت یہین سے لگی دولی بیگ پدر خان جہان کو ماچھیواڑہ کی جنگ مین افغانون کا ایک چیتہ ہاتھ لگ گیا تھا اس نے اس پیکر بدیع و عجیب کو صیدگاہ اقبال کے شیر شکار کی پیشکش مین دیا یہ پہلی دفعہ تھی کہ اسنے چیتے کو دیکھا اس چیتے کا نگہبان دوندو تھا جسکو خطاب فتح خان کا ملا اور وہ قراولون مین نوکر تھا۔

ہم حضرت ہمایون کی تاریخ مین لکھ گئے ہین کہ جب سلطان سکندر شاہ سے شکست کھا کر کوہ سوالک کی طرف بھاگا تو بادشاہ نے ایک سپاہ اوسکے دفع کرنے کے لیے روانہ کی بیرام خان کو اس کا سپہ سالار بنایا اور اسکے ساتھ اکبر کو اسکا شاگرد بنا کر دشمن شکاری کی مشق کے لیئے ساتھ کر دیا پنجاب کے دامن کوہ مین یکایک ہمایون کے مرنے کی خبر آئی اکبر کو باپ سے بہت محبت تھی وہ اس خبر کو سنکر بہت رویا۔ اور باپ کی روح کے ثواب کے لیئے بہت صدقات دیے۔ اس وقت اکبر کو لیکر بیرام خان کلانور مین آیا۔ جمعہ کے دن ۲ ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ھ مطابق سنہ ۱۵۵۶ء کو بڑی دھوم دھام سے کلانور کے باغ مین تخت خلافت پر بیٹھا۔ یہ اسکی تخت نشینی کی تاریخین ہین ع جلوس خداوند عالم پناہ

کامبخش + اس وقت بادشاہ کی عمر تیرہ برس نو مہینے کی تھی اگرچہ اس عمر مین بھی عقل کی صفائی اور ذہن کی رسائی وہ رکھتا تھا کہ کبھی کسی کو اس سن مین نصیب ہوتی ہی مگر پھر بھی اسکی نازک عقل مین سلطنت کے بار اوٹھانے کی تاب و توان نہ تھی۔ تمام مالی و ملکی مہمات کا اختیار بیرام خان کے ہاتھ مین رہا اگر غور سے دیکھین تو بیرام خان خانخانان جیسا اتالیق و سپہ سالار اور وزیر شیر عقیدت شعار خیرخواہ بادشاہ کو نہ ملتا اور حل و عقد امور خلافت تمام لشکر کا انتظام اسکی رای وافی درایت اور کف کافی کفایت مین نہ دیا جاتا تو ہندوستان مین خاندان مغلیہ کا جمنا دشوار ہوتا کیونکہ عجب نہین کہ اسی سبب سے اوسکو خان بابا کہتا تھا

اس جلوس کے وقت ممالک محروسہ مین یہ عالم منتظم یہ تھے۔ مرزا سلیمان بدخشان مین آرایش و آسایش کے ساتھ حکمران مقرر تھا۔ کابل غزنین اور انکی تمام حدود مین ہوشمند و کاردان منعم خان منتظم تھا اور محمد حکیم مرزا مع مستورات کے اسکے پاس آسودہ حالی سے رہتا تھا۔ قندھار مع توابع و لواحق کے کہ بیرام خان کی جاگیر مین تھا وہ شاہ محمد قلاتی کے سپرد تھا دارالملک دہلی کے وادھون کا نام پہلے بیان کر چکے ہین دارالخلافہ آگرہ اور اسکے نواح اسکندر خان اوزبک کی حکومت سی رونق پاتے تھے سرکار سنبل کا انتظام علی قلی خان شیبانی کی تدبیر سی ہوتا تھا۔ سرکار کالپی مین عبداللہ خان اوزبک کی سرداری انتظام کرتی تھی۔ میوات مین تردی بیگ خان کے ملازم امن رکھتے تھے۔ بیانہ اور کول جلالی اور اوسکے حدود مین قیا خان لوازم خدمت بجا لاتا تھا بیانہ مین حیدر محمد خان بادشاہ کے احکام کو جاری کرتا تھا ان سب کے نام بادشاہ نے احکام بھیجے کہ وہ اپنی اپنی جاگیر مین برقرار رہین —

[illegible: side heading in left margin, perhaps جلوس کے وقت ممالک محروسہ میں ... انتظام]

ہم نے پہلے بیان کیا ہی کہ شاہ ابوالمعالی حسین تیز فہم و شجاع ہمایون کا بڑا لاڈلا تھا اور اسکو اپنی دانش کے بھروسے پر بیرام خان کی ہمسری کا خیال پیدا ہوا۔ بادشاہ کو لڑکا سمجھا کر نئی نئی شرارتین کرنے لگا۔ بادشاہ نے اپنے جلوس کے جشن مین اسکو بلایا تو وہ یہ چند عذر بد تر از گناہ اپنے نہ آنے کے درمیان لایا کہ ابھی مین ہمایون کی تعزیت سے فارغ نہین ہوا اگر آیا تو حضرت شہنشاہ کا سلوک میرے ساتھ کس طرح ہوگا مجلس مین کہان بیٹھونگا۔ امرا مجھ سے کس طرح پیش آئینگے جب ... مین مبالغہ کیا گیا تو وہ آیا۔ اور سو حجتین ساتھ لایا حضرت شہنشاہ کے داہنی طرف اتار بیٹھا ...

[illegible: side heading in left margin, perhaps ابوالمعالی کا قید ہونا]

وقت آیا تو دسترخوان بچھا۔ وہ بھی کھانا کھانے کے لیے بلایا گیا۔ جب وس نے ہاتھ دہونے کے لیے پھیلائے تو لک خان قوچین نے جو بڑا جابک دست قوی بازو تھا تیردستی کر کے پیچھے سے آنکر اس کے دونو ہاتھ پکڑ کے دستگیر کرلیا اور اور لوگون نے بھی اس خدمت مین اسکی ہمدستی کی۔ ابوالمعالی فرط حیرت سے سدبست و پا ہوا۔ آدمی جو اوسکے ساتھ تھے وہ خاندان شاہی کے نمک پرورده تھے ان سب نے اوسی چھوڑ دیا اور بادشاہ کا دامن پکڑا آئین.. سلطنت و قانون نصفت مین بند و زندان کو اس سبب سے مستحسن جانتے ہین کہ اسمین فتنہ انگیز امتحان کی کسوٹی پر کسے جاتے ہین اور بند سے پند پاتے ہین آدمی ایک طلسم بدیع نما اور معمای مشکل کشا ہے۔ ایک جرم کے ظہور سے اوسکو عدمخانہ مین نہین بھیجنا چاہیے اس لیے کہ اس عالی نہاد کی بنیاد کو سوای قدرت ایزدی کے کوئی تعمیر نہین کرسکتا اس لیے دانش پیشہ منظمون نے اس کاخ والا اساس کے ڈھانے کو مستحسن نہین جانا ع کہ نتوان سرکشتہ پیوند کرد ٭ مگر جس آدمی کی بدگوہری۔ بددرونی۔ شورانگیزی۔ فتنہ اندوزی بارہا تجربہ مین آگئی ہو اوسکو زندان مین بھیجنا کار آگاہون کا کام نہین ہے۔ اشرار کی نیستی مین کوشش کرنا جمہور انام کے ساتھ لطف کرنا ہے اسلیئے بیرام خان نے اس قیدی کا کام تمام کرنا چاہا تھا مگر اکبر نے رحم دلی کے سبب منع کیا اور کہا کہ یہ میری جلوس کا اول سال ہے اس کو سید کے خون سے آلودہ نہ کرو۔ اُس فتنہ انگیز کے پاؤن مین بیڑیان ڈالکر لاہور بھیجدیا۔ اور یہان اسکو پہلوان کلکز عسس لاہور کے سپرد کیا اوسنے بے پروائی سے یا بداندیشی سے اسکی نگاہداشت مین احتیاط نہ کی۔ وہ بندی خانہ سے بھاگ گیا۔ لاہور مین مرزا شاہ اور ایک جماعت نے پہلوان کلکز کو مقید کیا۔ پہلوان نے بعزتی کے خوف سے زہر کھاکر اپنے تئین زندان جسمانی سے خلاص کیا۔ منعم خان فرمانروای کابلستان نے خوش ہوکر ابوالمعالی کے بھائی میر ہاشم کو بہ لطائف الحیل طلب کرکے مقید کیا۔ اسکی جاگیر مین گھرود و غوربند ضحاک وغیرہ تھے

بادشاہ کو سلطان سکندر شاہ سور کا استیصال منظور تھا لیکن اسکو بیگمات بہت یاد آتی تھین اور بہت سے جان سپار ملازم ہندوستان مین تازہ آئے تھے وہ بھی اپنے بال بچون کو یاد کرتے تھے اور کابل جانے کا قصد رکھتے تھے اس لئے بادشاہ نے اپنے معتمد اولیای دولت کو کابل بھیجکر بیگمات اور تمام ملازمون کے اہل و عیال کو یہان لانے کو لئے بھیجا کہ ملازم یہان

ثابت قدم ہو کر اپنی ولایت کے جانے کا قصد نہ کرین۔ خود جلوس کے پانچوین دن کوہستان سوالک کے جسکو ہماچل بھی کہتے ہین کوچ کیا۔

بادشاہ قصبہ دھمری کے قریب آیا۔ پیر محمد خان آگے لشکر لیکر کوہستان سوالک کے حوالی مین غنیم پاس جا پہنچا۔ اور کچھ لڑکر سکندر شاہ کو شکست دی وہ جنگلون اور پہاڑون مین بھاگ گیا پادشاہی لشکر بادشاہ سے آن ملا۔ چونکہ برسات کا موسم آگیا تھا۔ بادشاہ قصبہ جالندھر مین آسایش خلایق کی خاطر سے آگیا اور یہان باغ مین مقیم رہا۔

حاجی خان کا نارنول کا محاصرہ کرنا سنہ ۹۶۳ھ ۱ جلوس

جب بادشاہ ہمایون کے مرنے کی خبر پھیلی تو حاجی خان نے جو شیر شاہ کے غلامون سے تھا اونے ایک جمعیت فراوان کو لیکر نارنول کا محاصرہ کیا۔ جہان کا مجنون خان قاقشال جاگیردار تھا وہ قلعہ مین متحصن ہوا۔ راجہ بہاری مل کچھواہہ حاجی خان کے ہمراہ تھا۔ جب اہل قلعہ کا قافیہ تنگ ہوا تو راجہ مذکور نے درمیان مین پڑکر صلح سے قلعہ لے لیا مجنون خان کو بادشاہ پاس بھیجدیا۔ آیندہ بیان ہوگا کہ اس راجہ کو شہنشاہ اکبر نے اپنی عنایات سے مہاراجہ بنا دیا۔ اور اسکے سارے بیٹون اور پوتون اور نواسون کو مراتب و مناصب ارجمند مرحمت کیے۔ اس وقت تردی بیگ دہلی مین حاکم تھا وہ حاجی خان کے سر پر گیا۔ نارنول کو اسکے ہاتھ سے چھٹایا۔ اور سرکشون کو تادیب و تنبیہ کرکے دار الملک دہلی کو واپس چلا آیا۔

مرزا سلیمان کا کابل کا محاصرہ کرنا سنہ ۹۶۳ھ ۱ جلوس

بادشاہ جالندھر مین تھا کہ اس پاس یہ خبر آئی کہ مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے بغاوت اختیار کی۔ بادشاہ نے کمک کا اہتمام کیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت ہمایون کی رحلت کی خبر کابل و بدخشان مین پھیلی تو مرزا سلیمان اور اس کے بیٹے ابراہیم نے کوہستان بدخشان سے لشکر جمع کرکے کابل پر دست اندازی شروع کی اسکے کئی سبب ہو سکتے ہین اول یہ کہ اہل بدخشان مین اخلاص کم نشان ہے۔ دوم مرزاؤن نے اپنی معاملہ نافہمی اور نادانی سے سوداگری کو چھوڑکر اپنے نقصان کا معاملہ اختیار کیا۔ سوم بدذاتی و بدمردی سے اپنا فائدہ اور دوسرون کے نقصان مین دیکھا۔ چہارم تیرہ باطن کوتہ اندیشون کے اغوا انکی نظر کج کو سوای اپنے نقد و سود کے کسی اور طرف نہین دیکھنے دیا۔ پنجم خرم بیگم نے مرزا کو

اگسا یا وہ مرزا کی کوچ (بیوہ منکوحہ) تھی اور مرزا نے اسی کو چاپلوسی سے اپنے ملکی و مالی مہمات کا مدار ٹھیرایا تھا۔ وہ مرزا ہندال کی تعزیت کے لیئے کابل میں آئی تھی۔ مگر حقیقت میں وہ مرزا سلیمان و مرزا ابراہیم سے رنجیدہ ہو کر اور حج کا بہانہ بنا کر یہاں آئی تھی اور رنجیدگی کا باعث یہ تھا کہ جب اس بیگم کو اپنی راے و تدبیر کے سبب بدخشانی مالی و ملکی کا اختیار حاصل ہوا اور اوس نے کسی گروہ پر نوازش اور کسی گروہ سے کاوش شروع کی تو حسد پیشہ لوگوں نے اپنی بدذاتی سے ناشائستہ باتیں اسکی نسبت کہنی شروع کیں اور اسکے چھوٹے بھائی حیدر بیگ کے ساتھ متہم کیا تو فورًا ابراہیم نے آزردہ ہو کر حیدر بیگ کو مار ڈالا۔ بیگم رنجیدہ ہو کر کابل میں آئی بعد ازاں مرزا کو بھی اس کام سے پشیمانی ہوئی اور اپنے آدمیوں کو بھیجکر اسکو بلا لیا۔ اس بیگم نے کابل کا ظاہری حال دیکھ کر مرزا سلیمان کو سمجھایا کہ ولایت کابل کا لے لینا نہایت آسان ہے۔ مگر ہمایون کے خوف سے مرزا چپکا رہا اور جب بادشاہ ہندوستان آیا تو کابل پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ منعم خان کو جب حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو اس نے میدان میں جنگ صف کرنا مناسب جانا۔ اسباب قلعہ داری کا مہیا کر کے قلعہ نشینی اختیار کی۔ قلعہ کابل کی شکست ریخت و برج بارہ کی مرمت کرائی۔ پہلے اس سے کہ مرزا کابل میں آئے اس نے بادشاہ کو اس حال کی عرضداشت لکھی مرزا کی نگاہ اپنی کثرت سپاہ اور بادشاہ کی قلت لشکر پر تھی اس لیئے وہ کوچ بر کوچ کرتا ہوا سال اول الہی میں کابل میں آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ مرزا کے آدمی قلعہ کے باہر سے حملہ کرتے اور بادشاہ کی سپاہ قلعہ کے اندر سے توپ تفنگ سے انکو پرے ہٹاتی۔

جب بادشاہ کے پاس منعم خان کی عرضداشت پہونچی تو اوس نے لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا۔ مگر ایک جماعت نے عرض کیا کہ آدمی جو بیگمات کو لینے گئے ہیں کمک کے لیئے کافی ہونگے۔ یہ گروہ اگرچہ لڑائی میں شریک نہیں ہوا۔ مگر ہندوستان سے بادشاہ کے لشکر آنے کی خبر نے متحصنوں کی دلنوازی اور مخالفوں کی خاطر شکنی کی۔ مرزا نے یہ تدبیر کی کہ قاضی خان بدخشی کو کہ اسکے مخصوصوں میں سے تھا اور علم و عقل میں ممتاز تھا۔ برسم رسالت منعم خان کے پاس بھیجا۔ منعم خان نے اسکے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ اسکو یقین ہوگیا کہ اہل حصار [illegible]

منعم خان کی تدبیر البتہ قابل ستایش ہی کہ باوجود کمال تنگی و بے سامانی کے ایسے دور بین ایلچی کو خلاف واقع کمال استعداد اور فراغی احوال کا یقین دلایا۔ بعد اسکے منعم خان نے فرستادہ کو واپس کیا اور یہ پیغام کہلا بھیجا کہ حصار کے اندر اس قدر آدمی ہین کہ مین باہر آن کر لڑ سکتا ہون مگر احتیاطاً نہین لڑتا۔ برسون کا سامان قلعہ داری اور آذوقہ موجود ہے۔ سوا اسکے ہندوستان کا لشکر مور و ملخ سی زیادہ چلا آتا ہی تو اپنے اندیشۂ ناصواب سے درگذر اور کافر نعمتی مین اپنے تئین خاص و عام مین انگشت نما نہ کر۔ مرزا کو یہ خیال تھا کہ قلعہ مین آذوقہ کم ہی اور یہان کے آدمی بادشاہ سے کہ لڑکا ہی بیوفائی کرینگے۔ مگر ایلچی کی زبانی یہ حال سنکر اسکو ناامیدی ہوئی۔ قاضی خان کو پھر قلعہ مین بھیجا اور ان شرائط پر صلح کی۔ اول اسکے نام کا خطبہ پڑھایا جاے دوم یہ کہ آب باران سی بدخشان تک اسکے متعلق ہو۔ منعم خان نے شرائط کو قبول کرلیا۔ اسکا خطبہ پڑھا اور یون اپنا پیچھا اُس سی چھٹایا۔ مرزا نے مقدم بیگ کو آب باران کا منتظم مقرر کیا۔ خود بدخشان چلا گیا۔

جب کابل کو مرزا سے نجات ہوئی تو بیگمات ہندوستان کو روانہ ہوئین اور بادشاہ کی خدمت مین آگئین۔ خردسال بادشاہ کو تخت نشینی کی ابتدا مین چند روز تک میدان جنگ مین صرف ایک ہی اپنا دشمن سکندر سور معلوم ہوتا تھا۔ جسکے برباد کرنے کے لیے بادشاہ نے اسی بھیجا تھا۔ پھر اس نے خود اسکے استیصال کے واسطے اپنا لشکر بھیجا تھا۔ پنجاب کا قبضہ مین رکھنا مقدم تھا پھر کابل مین ہنگامہ برپا ہونے کی خبر آئی۔ ہنوز بادشاہ کی خاطر جیسی کہ چاہیے مہمات سکندر سے فارغ نہین ہوئی اور کابل کی طرف نگران تھی کہ ۸ ذی الحجہ کو جالندھر مین اُس پاس خبر آئی کہ دار الملک دہلی کو ہیمو نے لیا۔ اسکا مجمل بیان یہ ہے کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ ہیمو نے ابراہیم کو کہ مدعی سلطنت تھا لڑائیان لڑکر شکست دی اور سب جگہ غالب آیا۔ سلطان محمد کو جسنے اپنے تئین سردار بنایا تھا شکست دیکر ملک عدم کو روانہ کیا۔ تاج خان کررانی اور رکن خان لوحانی کو جنگون مین ہزیمت دی۔ غرض بائیس لڑائیون مین سلطان عدلی شاہ کے مخالفون پر یہ یکتا بنیا فتحیاب ہوا اور لیکن انہی کامیابیون سی اسکے دل مین سلطنت کی ہوس پیدا ہوگئی۔ جب ہمایون نے ہندوستان کو فتح کیا تو وہ اور مشاغل مین مشغول تھا مگر جب شہنشاہ اکبر تخت پر بیٹھا تو شاہ عدلی کو چنار گڈھ مین

چھوڑا اور خود آگرہ کو بے محاصرہ و جنگ کے لیتا ہوا دہلی کی طرف متوجہ ہوا۔ آگرہ مین سکندر خان حاکم
تھا وہ جدا ہو کر بیتر آدمیون کے ساتھ دہلی مین آیا وہ ہیمو سے لڑ نہین سکتا تھا اس لئے قلعہ سے بھاگا۔ ہیمو کی
فوج نے تعاقب کر کے اوسکی فوج کے دو تین ہزار آدمی زخمی و قتل کئے کچھ بھاگے کچھ دریا مین ڈوبے۔ اور
اٹاوہ سے میاخان۔ کالپی سے عبد اللہ خان اوزبک اور بیانہ سے حیدر محمد خان دہلی مین آگئے۔ مصلاح وقت
دیکھ کر تمام سرکارون اور صوبون سے امرا دہلی مین مجتمع ہوئے۔ دہلی مین تردی بیگ ناظم تھا۔ اوسنے
سامان پیکار تیار کیا۔ اور جانفشانون کو مملکت کی سب طرفون سے اکٹھا کیا۔ علی قلی شیبانی کے سوا سب ہی
امرا اسمین شریک ہوئے۔ علی قلی کے شریک ہونے کا یہ سبب تھا کہ شادی خان نے جو شاہ عدلی کے امرا
بزرگ مین سے تھا اور سرکار سنبل کے اکثر پرگنے اسکے تصرف مین تھے اسکے دفع کرنے کے لیے وہ متوجہ ہوا تھا
اور اوسنے اپنے ملازمون محبت خان۔ لطیف خان۔ غیاث الدین کو اپنے سے پہلے بھیجا تھا کہ آب جب سے
گذر کر اسکے آنے کے منتظر رہین مگر یہ جماعت اپنی مردانگی کے نشہ مین ایسی مست تھی کہ تدبیر و احتیاط سے ہاتھ
اوٹھایا۔ ناگہان شادی خان نے اُنپر حملہ کیا۔ ان معاملہ نا فہمون نے بے ڈھنگی جنگ کی اور شکست پاکر
بھاگے لطیف خان مع ایک جماعت کے دریا مین ڈوب مرا۔ علی قلیخان نے اس سانحہ کی خبر سنکر بادشاہ کے
امرا کے ساتھ جو اسکی کمکی کے تھے مشورہ کر کے شائستہ آئین کے ساتھ شادی خان سے لڑنے کو
روانہ ہوا۔ جس روز کی صبح کو لڑنے کا اُس نے ارادہ کیا تھا اوسکی شب کو تردی بیگ کا نوشتہ
آیا کہ ہیمو چلا آتا ہے اسکے ساتھ ساز و سامان جنگ بہت ہے۔ مناسب وقت یہی ہے کہ اول اسکے
آشوب کو دور کرین۔ یہ امر سب مہمات مین اہم ہے فوراً یہان چلے آؤ۔ علی قلیخان نے اپنے
کام کو چھوڑا اور دہلی کی طرف چلا۔ پہلے اس سے کہ وہ دہلی پہونچے۔ پیر محمد شروانی اندیشہ ہا
شاہ ساتھ لیکر دہلی مین آیا۔ ہیمو کے پاس پچاس ہزار سوار۔ ہزار فیل۔ اکاون کمان۔
پانسو توپین تھین۔ اسکو اپنی کامیابیون کے سبب سے اپنی بزرگی پر گھمنڈ تھا۔ بادشاہ کو
لڑکا سمجھا تھا۔ سہ شنبہ غرہ شہر ذی حجہ ۹۶۳ھ کو ہیمو دہلی کے نزدیک آیا۔ اور تغلق آباد کے حوالی
مین اترا۔ تردی بیگ نے بھی دہلی مین ثبات قدمی کی۔ سب طرح کی مستحسن تدبیرین کین اور امراء
خوانین کو باہم جمع کر کے بزم مشورہ آراستہ کی۔ شیر مرد تو احتیاط کے سبب سے اور سست دل بیدلی کی

وجہ سے جنگ پر راضی نہ تھے وہ یہ کہتے تھے کہ ہمکو مناسب ہے کہ جب تک شاہنشاہ نہ آئے جسطرح
سے ہو سکے قلعہ کو استحکام دین اور شبخون کے مارنے کی گھات مین بیٹھے رہین ایک گروہ یہ کہتا تھا کہ
علی قلیخان اور اس حدود کے امرا کے آنے تک جنگ کو موقوف رکھنا چاہیئے۔ ایک گروہ بہادرون کا جنکو
معرکۂ رزم عشرت گاہ بزم سے زیادہ تر خوش معلوم ہوتی ہے کہتا تھا کہ کارزار کرنے مین زیادہ
توقف کرنا نہین چاہیئے ؎ زمانہ از ان کس تبترا کند + کہ او کار امروز فردا کند + آخر یہی
قرار پائی اور سب جنگ پر دل نہادہ ہوگئے۔ چہارشنبہ دوم ذی حجہ دونو طرف کی فوجین آراستہ ہوئین
قول نے تردی بیگ کی شہامت سے انتظام پایا اور اسی قول مین یہ امرا بھی شریک ہوئے
افضل خان و اشرف خان و مولانا پیر محمد شروانی کہ برسم وکالت بیرام خان کی جانب سے
انتظام مہام کے لیئے آیا تھا۔ یا اس شرارت کے ارادہ سے کہ تردی بیگ کے ہنگامہ آراستہ کو برہم
کرے اور بنے بنائے کام کو بگاڑے۔ حیدر محمد خان و قاسم مخلص حیدر بخشی و علی دوست خان
باربیگی اور ایک جماعت نے برانغار کو استحکام دیا تھا اور اسکندر خان اور ایک اور جماعت نے جرنغار
کو زینت دی تھی۔ عبداللہ اوزبک و قیا خان لعل خان اور ایک جماعت ہراول مین معرکہ آرائی
کرتی تھی۔ ہیمو کی جانب بھی سپاہ جیسی کہ نبرد کے لیئے آراستہ ہونی چاہیئے آراستہ تھی۔
طرفین کے بہادر کارزار مین جان لڑاتے تھے۔ تردی بیگ کے لشکر ہراول اور جرانغار نے اپنی مردانگی
سے غنیم کے ہراول اور برانغار کو اپنے آگے سے ہٹا دیا۔ اور بہت کچھ غنائم کو حاصل کیا۔ چار سو ہاتھی
چھین لیئے۔ حسین خان جلو انی کو کہ مخالف کے امرا عظام مین سے تھا قتل کیا . . . . . .
تین ہزار سے زیادہ مخالفون کے آدمی مارے۔ ہیمو نے سو ہاتھی منتخب کرکے ایک بہادر لشکر لیا اور حملہ
کرنے کا ارادہ کیا۔ پادشاہی لشکر کا ایک گروہ بھگوڑون کے پیچھے گیا اور ایک گروہ لوٹ پر جھک پڑا
تردی بیگ خان پاس تھوڑے آدمی تھے۔ وہ یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ کہ ہیمو نے اُس پر بہادرانہ حملہ کیا
اُسکے ساتھیون نے یاوری ہمین کی مولانا پیر محمد خان شروانی نے بھی اس لیئے کہ سپہ سالار تردی بیگ کو
شکست ہو فرار اختیار کیا۔ تردی بیگ نے بھی جان کو عزیز رکھکر بھاگنے سے عار نہ کیا۔ فتح کی صورت بگڑ گئی شکست
ہوئی۔ دانشورون کے اس تجربہ پر کسی نے نظر نہ کی کہ ان شیر دلون کی نسبت جو پیکار کی تلاش مین ہیں

انگریزندہ زیادہ زخمی ہو گیے ہین ۔ بہ نسبت ان جوانمردون کی جو حریص مرگ ہوتے ہین بیباک جنگ
کرتے ہین وہ لوگ جلد ہلاک ہوتے ہین کہ جان کو عزیز سمجھتے ہین اور موت سے بھاگتے ہین ۔ ہیمو نے تردی بیگ کا
تعاقب نہین کیا کہ وہ اسکے بھاگنے کو خداع عظیم جانتا تھا جو بہادر کہ ہیمو کے لشکر مغرور کے تعاقب مین گئی تھی
وہ بھی تردی بیگ کی راہ پر دوڑے ۔ ہیمو دارالملک دہلی مین داخل ہوا اور اپنا لشکر دہلی مین جمایا ۔ اور
راجہ بکرماجیت لقب رکھا ۔ اور ہندوستان سے مغلون کے بالکل استیصال کرنے کا عزم جزم کیا ۔ تردی بیگ
اور امرا ار یہ کر سکتے تھے کہ علی قلیخان شیبانی اور امرا و سردارون کو متفق کر کے شکست کا تدارک کرتے
یا حوالی دہلی مین رہ کر بادشاہ کی کمک کا انتظار کھینچتے ۔ مگر ان کامون مین سے کوئی کام نہ کیا ۔ سیدھے
سرہند کو بھاگے اور ملک کو دشمن کے لیئے خالی چھوڑ گئے جسکو اس نے بے تکلف لے لیا ۔ میرٹھ مین علی قلی شیبانی
کو یہ خبر ہوئی وہ تنہا ہیمو سے نہین لڑ سکتا تھا اس لیئے وہ بھی سرہند مین چلا آیا ۔ جب جالندھر مین بادشاہ
پاس اس حادثہ کی خبر پہنچی تو وہ سنکر گھبرایا اور کیون نہ گھبراتا آخر کم عمر تھا ۔ تمام امیرون کی آنکھون کے
سامنے ہمایون کا زمانہ آ گیا ۔ اور جب یہ اور سنا کہ ہیمو کے پاس لاکھ سپاہیون کی فوج اور ہزار ہاتھی ہین
اور یہان ساری کرامات بیس ہزار سپاہ ہے تو اور بھی جان نکل گئی سب امرا کہنے لگے کہ ایسی حالت مین
مقابلہ کرنا اپنی جان سے ہاتھ دھونے ہین ۔ بہتر ہے کہ جنت مکانی کی طرح کابل کو ہم سب جائین اور
وہان سے دوسرے سال سب سامان درست کر کے آئین اور ہیمو بدلہ لین ۔ جب اکبر نے یہ حال دیکھا کہ سوائے
پنجاب کے سارا ملک افغانون کے قبضہ مین چلا گیا ہے اور اب امیرون کے دل ہارنے سے پنجاب بھی ہاتھ سے
چلا تو وہ بڑا دلگیر ہوا اور بیرام خان کو خان بابا کہہ کے کہنے لگا کہ مین نے اپنے تمام ملکی و مالی مہمات کا مدار
آپ کی صلاح و مشورہ پر رکھا ہے جو کچھ صلاح دولت ہو وہ عمل مین لائین ۔ اور میری حکم پر موقوف
نہ رکھین ۔ خان بابا نے کہا کہ حضور کا سارا دربار میری دشمنون سے بھرا پڑا ہے بھلا میری کون سُنے گا
ورنہ اس معرکہ کا سنبھال لینا کون بڑی بات ہے ۔ اسپر اکبر نے ہمایون کی روح کی اور اپنے سر کی
قسم دی کہ آپ کسی دشمن سے نہ ڈرین اور یہ مصرعہ پڑھا ؎ دوست گر دوست بود ہر دو جہان
دشمن باش ۔ یہ سُنکر بیرام خان نے انجمن امرا جمع کی ۔ یہ مقولہ سچ ہے کہ ضرور نہین کہ مشورہ کارون
کے مجمع مین ہمیشہ دانائی ہو ۔ اکثرون نے بالاتفاق کہا کہ اس اجنبی ملک مین اپنی تئین ہاتھیون کے پانون تلے

کھلوانا اور اپنا گوشت چیل کوون کو کھلانا کیا عقل کی بات ہی- بہتر ہے کہ کابل چلین سال آیندہ مین آنکر ہیمو سے لڑین بھڑین- اسپر بیرام خان نے کہا کہ جس ملک کو دو دفعہ لاکھون جانین دیکر لیا ہو- اسکو نامردی سے چھوڑکر چلے جانا ڈوب مرنے کی جگہ ہے- بادشاہ تو ہنوز بچہ ہے اسپر کون الزام لگائیگا- مگر ہم سفید بالون پر روسیاہی کا وسمہ لگے گا- دہلی کو ہم نے دو دفعہ کھویا اور لیا- خواہ کچھہ ہی جانین جوکھون کیون نہ ہو اسکو لینا ضرور ہے اصل دہلی ہے- کابل اسکے آگے بے اصل ہے دہلی اگر پاس ہو تو کابل کا لے لینا کیا بات ہے- خاقان اکبر نے باوجود صغر سنی کے زبان سے فرمایا کہ ہان ہان وہی کرنا چاہیئے کہ خان بابا کہتا ہے- اب ہم کہان جائینگے بغیر لڑے بھڑے مرے مارے ہندوستان نہین چھوڑینگے- غرض اس نوعمر بادشاہ کی باتون نے کہنہ سال امیرون کے دلون پر ایسی تاثیر کی کہ انکی رگون مین شجاعت وغیرت کا خون جوش مین آیا اور سب تلوارین ٹیک کر کھڑے ہوگئے —

بیرام خان اور اکبر نے اسوقت ہندوستان کی سلطنت کے آگے کابل کی ریاست کو ہیچ جانا اوسکو معلوم تھا کہ ہیمو دہلی مین سلطنت جمانے کے لیے ضرور ہے کہ پنجاب کو فتح کریگا- اسلیئے اُنھون نے دہلی کے فتح کے لیئے پیش قدمی کی- سلطان سکندر کی طرف سے بادشاہ کی خاطر جمع نہ تھی اسلیئے خضر خواجہ خان کو کہ سلاطین مغل کی نسل سے تھا اور بابر بادشاہ کی دختر گلبدن بیگم سے اوسکا نکاح ہوا تھا- پنجاب کی پراگندگیون کے دور کرنے کے لیئے اور سکندر شاہ کے دفع کرنے کے واسطے متعین کیا- اور بادشاہ نے خود ہیمو کے قلع قمع کا قصد کیا- اس لیئے تردی بیگ خان اور اور امرا کے نام فرمان جاری کیا کہ وہ قصبہ تھانیسر مین استمالت اور انکی دلدہی بھی کی کہ ایسے واقعات کے پیش آنے سے بیدل نہین ہونا چاہیئے اور خود دسوین ذی حجہ یعنی عید قربان کے روز جالندھر سے چلا- ستلج سے عبور کرکے ۱۸ کو سہرند (سرہند) مین آیا- یہان علی قلی شیبانی اور امرا شکست یافتہ فرمان بھیجنے سے سرہند مین آگیئے اس وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ تردی بیگ کو بیرام خان نے مار ڈالا- اسکا حال ہم پیچھے لکھینگے اس عرصہ مین ہیمو دہلی مین اپنی لشکر آرائی کرتا رہا- اور سپاہ کو جمع کرتا رہا- جب اسکو خبر پہونچی کہ اکبر سرہند مین آگیا ہے تو اوسنے اپنے توپخانہ کو پانی پت سے بھیجا جو دہلی سے شمال مین تیئس کوس کے (۵۳) میل فاصلہ پر ہے- اور خود مع سوارون پیادون کے پیچھے جانے کا ارادہ کیا- مگر اکبر بھی پانی پت کی طرف سرہند سے چلا آتا تھا

احتیاطاً اس نے علی قلیخان شیبانی کو دس ہزار سوارون کے ساتھ پہلے روانہ کیا تھا۔ علی قلیخان پانی پت
مین آیا اور جب اسکو خبر ہوئی کہ ہیمو کا توپخانہ وہان آگیا ہے اور سپاہ بھی اوسکے ساتھ نہین ہے تو وہ
اوسپر چڑھ گیا اور توپ خانہ چھین لیا اسکے ساتھ جو آدمی تھے وہ بے جنگ بھاگ گئے۔ ہیمو کو اس
واقعہ سے بڑا افسوس ہوا۔ یہ توپین اس پاس ترکی سے آئین تھین اور روم کی غلط کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھین
اکبر اور بیرام روز پنجشنبہ دوم محرم ۹۶۴ھ مطابق ۵ نومبر ۱۵۵۶ء کو پانی پت کے میدانون مین آئے
تو اونہون نے دیکھا کہ ہیمو کی سپاہ انکی طرف حرکت کر رہی ہے۔

ہیمو نے اپنی سپاہ کو تین حصون مین تقسیم کیا تھا۔ دست راست کی سپاہ شادی خان کاکر کو اور
دست چپ کی اپنے بھائی رمن کو جو بڑا تیز چالاک بہادر تھا حوالہ کی اور تیسری حصہ کا اہتمام خود لیا۔ بابر
سپاہ کے مقابلہ مین پانچسو ہاتھی آئین جنگ کے موافق کھڑے کئے۔ یہ وہ ہاتھی تھے کہ ہندوستان کے پادشاہون
نے جمع کئے تھے۔ تیز پائی اور حرب دستی انکی مشہور تھی۔ وہ عمارات عالی کو اپنی ایک جنبش مین ویران
کرتے تھے۔ اپنی کھلاڑیون مین مضبوط درختون کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیتے تھے۔ میدان جنگ مین سوارون کو
گھوڑون سمیت سونڈ مین اوٹھا لیتے تھے وہ ہتھیارون سے سجے ہوئے تھے اونکی سونڈون پر شمشیر
اور حربے لگے ہوئے تھے۔ اونکی پیٹھ پر رعد انداز اور تخش افگن بیٹھے ہوئے تھے۔ رجپوت و افغان
تین ہزار سوار ہیمو کے ساتھ تھے۔ شیر شاہ و سلیم شاہ کے وقت کے بڑے بڑے بہادر اپنے
نامور ہاتھیون پر سوار تھے اور ہیمو خود اپنے ایک بھاری ہاتھی پر جسکا ہوائی نام تھا سوار تھا اوسنے
اول پادشاہ کے ہراول کے میسرہ پر حملہ کیا اور اسکو پراگندہ کر دیا۔ اسکے ہاتھیون سے پادشاہ کے میمنہ
اور میسرہ کے قدم اوکھڑے اور بعض بڑے بڑے نامور بہادر قتل ہوئے۔ مثل محمد قاسم خان
نیشاپوری حسین قلیخان و شاہ قلیخان محرم لعلخان بدخشی۔ پادشاہ کے لشکر نے جب دیکھا کہ انکے
گھوڑے ہاتھیون کے سامنے نہین کھڑے رہتے تو وہ پیادہ پا ہو کر تلوارین ہاتھ مین لیکر دشمن پر
چلے ہیمو کے افسر انکو روک نہ سکے وہ خود قلب سپاہ پر جسمین بیرام خان افسر تھا جھکا۔ اس جوانمرد جنگ
آزمودہ سپہ سالار کی سپاہ نے تیر اندازی کر کے سوارون کو گرا یا۔ علی قلیخان شیبانی کا لشکر ایسی جگہ متعین تھا
کہ وہان ہاتھیون کا گذر نہین ہو سکتا تھا اس نے پیچھے جا کر تیر اندازی اور تیغ زنی کی۔ ہیمو بھی حملے کرتا تھا

اور بادشاہ کے بڑے بڑے . . . بہادرون کو پست پاکرتا تھا اسکی طرف سے بھی بھگوانداس
جو بڑا زبردست بہادر تھا اور شادی خان دونو ہلاک ہوگئے - ناگاہ اس گیرودار میں ہیمو کے
ایک تیر ایسا لگا کہ اسکی آنکھ کو پھوڑ کر سر سے پار نکل گیا - اسکی سپاہ جو تگ و تاز کر رہی تھی جب اوسنے
دیکھا کہ دشمن کا تیر نشانہ پر لگا تو اوسکی ہمت شکستہ ہو گئی وہ پراگندہ ہوئی - اسی ہنگامہ میں شاہ
قلی خان محرم چند سپاہیون کے ساتھ اس ہاتھی کے پاس پہونچا کہ جس پر ہیمو سوار تھا مگر اسکو معلوم نہ تھا
کہ وہ اسپر سوار ہے - اسنے فیلبان کے مارنے کا قصد کیا کہ ہاتھی کو پکڑے - سو فیلبان بیچارہ اپنی
جان کے خوف کے مارے پکارا کہ ہیمو اسی ہاتھی پر سوار ہے - شاہ قلیخان نے فیلبان کو امان دی
اور انعام بادشاہی کا امیدوار کیا - اس ہاتھی کو اور چند ہاتھیون کے ساتھ لیکر میدان جنگ سے
جدا ہوا - بعض لکھتے ہین کہ ہیمو بیہوش تھا - ہاتھی کا فیلبان مارا گیا تھا بے سرا ہاتھی جنگل کو جاتا تھا کہ
شاہ قلی نے پکڑ لیا - جب ہیمو کے لشکر کو شکست ہوئی تو فیلبانون کو تیرون سے بادشاہ کا لشکر مارتا تھا
اور ہاتھی ہوا کی طرح بھاگتے تھے - اس لڑائی مین میدان جنگ مین پانچہزار آدمی ہیمو کے قتل
ہوئے اور جو بھاگ کر مارے گیے اونکا شمار معلوم نہین - پندرہ سو ہاتھی بادشاہ کے ہاتھ لگے اس عرصہ مین
شاہ قلیخان محرم ہیمو - کو باندھ کر بادشاہ کے روبرو لایا - ہرچند اُس سے باتین کین مگر اوسنے کسی بات
کا جواب نہ دیا - معلوم نہین کہ جانکر جواب نہین دیا یا اُسمین جواب دینے کی توانائی نہین تھی یا شرم کے مارے
بات کرنی پسند نہ کی - بیرام خان خانخانان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اس کافر کو تلوار سے قتل کیجے
تا کہ مہر طغرا مین اسم مبارک کے ساتھ غازی کا لفظ زیادہ کیا جائے اور ثواب اعظم حاصل ہو - مگر اس
رحمدل کم عمر بادشاہ نے فرمایا کہ مین اس بندھے ہوئے مردہ کافر کو مار کر غازی نہین بن سکتا - غرض
اس ثواب موہومہ کی امید مین بیرام خان نے ہیمو کا سر تلوار سے جدا کیا - پادشاہ نے اسکا سر کابل بھیجا
اور دھڑ دہلی کے دروازہ پر لگانے کے لیے بھیجدیا -

جہانگیر نے توزک جہانگیری مین اور ابو الفضل نے اکبرنامہ مین یہ ایک لطیفہ لکھا ہے کہ جب ہمایون دار السلطنت
دہلی مین اسکندر کی فتح کے بعد آیا ہے تو باپ کے اشارہ سے اکبر تصویر خانہ مین تصویر کی مشق کرتا تھا - سید علی
مصور اسکو اس بدیع صنعت کی گزرش بتلاتا تھا - ایک دن اوس نے آدمی کی تصویر بنائی جسمین اسکے سب عضو

بند بند جدا جدا بنائی - ایک شخص نے اکبر سے پوچھا حضور نے یہ کسکی تصویر بنائی ہے اس نے جواب دیا کہ ہیمو کی حال آنکہ اس وقت ہیمو کا نام ونشان بھی وہ نہین جانتا تھا جبوقت بیرام خان نے اصرار کیا کہ بادشاہ ہیمو کو اپنے ہاتھ سے قتل کریں تو اُس وقت اوسنے اس تصویر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ مین پہلے ہی ہیمو کے بند بند جدا کر چکا ہون —

ابوالفضل نے ایک اور لطیفہ لکھا ہے کہ جب بادشاہ جالندھر سے ہیمو کے استیصال کے لیئے چلا تو ایک دن میر آتش کو حکم دیا کہ مسرت خاطر اور آدمیون کے تماشے کے لیئے اقسام آتشبازی کو سرانجام دے اور ہیمو کی صورت کی آتشبازی بناکے آگ لگائی تھوڑی دیر مین یہ گلزار آتش تیار ہوا - ہیمو کی صورت بھی آئی جسمین آگ لگائی گئی اس بزم بازی مین اسنے پہلے ہی اپنے کشتنی بدخواہ کو سوختنی بنایا —

پانی پت کی لڑائی کا نتیجۂ عظیم

پانی پت مین تیس برس پہلے اکبر کے دادا بابر کو یہان فتح حاصل ہوئی تہی اور اس سے پہلے اس کے جد امجد امیر تیمور صاحبقران کو اسی میدان مین ظفر نمایان حاصل ہوئی تہی مگر نتیجہ ان دونو لڑائیون کا سوای اسکے نہ تھا کہ ایک فتح حاصل ہوئی - مگر اکبر کو جو یہ فتح حاصل ہوئی تو اسکا نتیجہ اعظم یہ پیدا ہوا کہ اسکے خاندان نے ساری ہندوستان مین دو سو برس تک بڑی شان کے ساتھ سلطنت کی - جب اسکا تنزل شروع ہوا کہ اسی پانی پت کے میدان مین شمال سے ایک حملہ آور نے آنکر اسی خاندان کے بادشاہ کو شکست دی اور بعد اسکے ایک بیگانہ قوم نے بحر اطلانٹک کے جزیرہ سے نکل کر اسکا کام تمام کیا قطع نظر اسکے اکبر کی اس فتح کو اسکے باپ دادا کی فتوح پانی پت پر اور طرح سے بھی فضیلت ہے - اس وقت ہیمو پاس وہ اسباب جمع تھا کہ ہندوستان کے فرمان فرمایون کو میسر نہ تھا - سپاہیان کارطلب کا ہجوم - مبارزان کارزار کی فراوانی - اسباب توپخانہ کی افزونی - فیلان زبردست کی کثرت - امراء افغان کو جسمین سے قدیم شاہی خاندان میلان تھا - ہیمو نے مناصب و اضافہ کا امیدوار کیا تھا اور خزانہ کا منہ کھول دیا تھا - بہت انعام دیئے اور سپاہ کی تسلی کی - اسکی سپاہ مین تیس ہزار افغان اور راجپوت تھے - شیر شاہ اور سلیم شاہ کے وقت کے بڑے بڑے بہادر اپنے ہاتھیون پر بیٹھے ہوئے تھے بادشاہ کی سپاہ مین

پادشاہ کا دہلی مین جانا اور امراء کو خطاب و سپاہ کو انعام دینا سنہ ۹۶۳ھ ——— میوات پر قبضہ

کُل دس ہزار آدمی تھے جنمین پانچ ہزار قابل نبرد تھے اس قلیل سپاہ پادشاہ نے ہیمو۔۔ کی کثیر سپاہ پر فتح پائی۔ امیر تیمور کو تو سلطان ابراہیم سے پانی پت کی لڑائی مین ۱۲۰ ہاتھی ہاتھ آئے شہنشاہ اکبر کو پندرہ سو۔ اور اسی پر اور غنائم کا قیاس کرنا چاہیئے۔ بڑا خزانہ اور جواہر خانہ ہاتھ لگا جو سپاہ کو تقسیم کیا۔ اور ہاتھی اور توپخانہ سرکار شاہی مین داخل ہوا۔ یہ لڑائی جمعہ کے دن صبح کو ۱۰ ماہ محرم سنہ ۹۶۴ کو موضع کھروندہ مین واقع ہوئی جو پانی پت کے پاس ہے اور پھر وہان ایک مشہور سرای بنائی گئی۔ بگرفت ہیمو را۔ اس فتح کی تاریخ ہوئی۔

اسی فتح کے روز سکندر خان اوزبک ہزیمت یافتون کے تعاقب کے لیئے اور دارالملک دہلی کی حراست کیو اسطے روانہ کیا اس لیئے کچھ شریر اور معطل آدمیون کو زمان زندگانی سے خلاصی دی اور ملک کی پراگندگی کا منتظم ہوا۔ دوسری روز پادشاہ ایکدن مین بغیر کسی مقام کے پانی پت سے دہلی مین آیا جہان اسکا دادا تیس برس پہلے آیا تھا اور بابا اس کو چھوڑکر بھاگا تھا۔ مگر اس طفل چہاردہ سالہ نے وہ اپنا کرشمہ دکھایا کہ اپنے باپ دادا پر سبقت لیگیا۔ دہلی مین ہر صنف و ہر طبقہ کے آدمیون نے شکر یہ ادا کیا۔ مجنون خان قاقشال نے راجہ بہاری مل کا اخلاص جو اُس نے نارنول کے محاصرہ مین مشاہدہ کیا تھا پادشاہ سے عرض کیا۔ پادشاہ نے اسکو طلب کیا۔ جس وقت کہ راجہ اور اُس کے اقربا پادشاہ سے خلعت رخصت لینے بارگاہ پادشاہی مین آئے تھے۔ پادشاہ مست ہاتھی پر سوار تھا شورش مستی مین ہاتھی جسطرف دوڑ جاتا تھا آدمی ہٹ جاتے تھے مگر جب راجپوتون کی طرف گیا تو وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے جیسے کھڑے تھے ویسے ہی کھڑے رہے۔ انکا اس طرح کھڑا رہنا اسکو بہت بھایا۔ راجہ سے اس نے فرمایا کہ ہم تجھ کو نہال کرینگے چنانچہ ایسا ہی اس نے کیا جسکا ذکر آگے آئیگا۔ فتح کی خوشی مین جشن ہونا شروع ہوا۔ انعام عام خزانے دئے گئے۔ جس جس گروہ نے کہ اس لڑائی مین ہمت دکھلائی تھی اُن پر طرح طرح کی نوازش کی گئی۔ شریف و وضیع خرد و بزرگ کو عطایا دئیگئیں انمین سے خان زمان خان کے خطاب سے علی قلی خان شیبانی سرفراز ہوا۔ اور سرکار سنبھل معہ میان دو آب کے کل پرگنات نے اس کو جاگیر مین دئیے گئے ان حدود کے انتظام کے واسطے اسکو رخصت کیا۔ عبداللہ خان اوزبک کو شجاعت خان کا خطاب ملا۔ سرکار کالپی اسکو مرحمت ہوئی۔ اسکندر خان کو خان عالم کا خطاب ملا۔ پیر محمد خان شروانی کو ناصر الملک کا خطاب عنایت ہوا۔ اور اُسکو اپنی خدمت مین رکھا۔ میان خان کو دارالخلافہ آگرہ کی حدود کا انتظام سپرد ہوا۔ غرض ہر ناحیہ کا ایک منتظم پادشاہ نے مقرر کیا۔

اس اثنا مین خبر آئی کہ شیر شاہ کے غلام حاجی خان نے الور اور تمام میوات مین فساد مچا رکھا ہے۔ پادشاہ نے مولانا پیر محمد ناصر الملک کو فوج دیکر اوسکی تادیب کے واسطے روانہ کیا ہے۔ حاجی فقط اس لشکر کی ہیبت سے بھاگ گیا

ساری میوات پر بادشاہ کا قبضہ ہوگیا۔ یہان کی حدود مین ایک قصبہ یونی یا چاری (ماچاری) نہایت مستحکم تھا۔ اس قصبہ مین ہیمو کا مال و اسباب اندوختہ کیا ہوا موجود تھا ۔ وہین اس کے اہل و عیال تھے۔ اس کا باپ اسی برس کا بوڑھا زندہ تھا۔ اس بڈھے نے بھی بادشاہ کے لشکر سے ایک کارزار کی جس مین وہ گرفتار ہوا۔ ناصر الملک اُس سے کہا کہ بڑے میان اب مسلمان ہوجاؤ۔ اُس نے کہا کہ حسنِ مذہب کی اطاعت مین میری اسی برس گذری ہون اس آخر وقت مین اُس شخص کو خانی اور نئی دین کی موافقت نہین کرسکتا اور فقط جان کے خوف سے بے سمجھے تمہارے طریقہ کو نہین اختیار کرسکتا اس جواب کا جواب لانا پیر محمد نے زبان تیغ سے دیا اور اوسکا سارا مال و اسباب اور اہل و عیال و بچاس ہاتھی ساتھ لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ حاجی خان جمیر کو اپنا امن سمجھا اور وہان چلا گیا یہان رانا کو جو اس رانا کا بیٹا تھا کہ بابر سے لڑا تھا طرح طرح سے تنگ کیا آخر کو ان دونون مین جمیر کے نواح مین ہنگامۂ کارزار گرم ہوا جسمین حاجی خان اور اوسکے وکیل مظفر خان نے کارہای نمایان دکھائے۔ رانا کی کثرت سپاہ جمیر اس کو بڑا گھمنڈ تھا کچھ کام نہ آئی اس نے شکست پائی اجمیر اور ناگور اور اسکے مضافات پر حاجی خان کا قبضہ ہوگیا وہ بڑا صاحب اقتدار ہوگیا۔ اسکے استیلا کی خبر سنکر محمد قاسم خان نیشاپوری و سید محمود بارھہ۔ شاہ قلیخان محرم اور ایک جماعت کو دفع کرنیکے لئے بادشاہ نے تعین کیا۔ اب دوآبہ تو دشمنون سے خالی ہوا میوات مطیع ہوا۔ زمینداروں کی تسلی و تشفی کے واسطے بادشاہ نے میواتیون سے ناتہ رشتہ کرنا شروع کیا۔

حسن خان میواتی کی چچازاد بھائی جمال خان کی دو لڑکیان تھین ایک کے ساتھ بادشاہ نے خود شادی کی اور دوسری کے ساتھ بیرم خان کی شادی کرائی۔ اس وقت یہ ناتہ رشتہ کرنا بھی انتظام ملکی کے حق مین اکسیر کا حکم رکھتا تھا۔ بادشاہ کا ارادہ تھا کہ ممالک شرقیہ ہندوستان کی طرف توجہ کرے کہ اس اثنا مین خبر آئی کہ نواحی لاہور مین نقیر خواجہ خان اور سکندر سور کے مابین لڑائی ہوئی اور خواجہ کو شکست ہوئی وہ لاہور مین آگیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ پیر محمد خان سے سلطان سکندر شکست پاکر جنگلون اور پہاڑون مین چلا گیا تھا اور خضر خواجہ خان سکندر شاہ کی مدافعت کے لیئے مقرر ہوا تھا وہ مع امرا و نظام کے جاکر لاہور مین رہتا تھا۔ جب یہ خبر آئی کہ ہیمو نے دہلی فتح کرلی تو بادشاہ دہلی کی طرف متوجہ ہوا۔ ملا عبداللہ سلطان پوری نے سکندر شاہ کو یہ مقدمات لکھ بھیجے کہ پہاڑون سے نکلو۔ پنجاب کو لے لو۔ یہ خوب موقع ہے۔ اس ملا کو افغانون نے تو شیخ الاسلام کا خطاب دیا تھا اور حضرت

ہیمو کے اہل و عیال کی گرفتاری سنہ ۹۶۴

بادشاہ کا دہلی سے پنجاب جانا

ہمایون نے اُسکو مخدوم الملک بنایا تھا۔ وہ ظاہر مین بادشاہ کی محبت کا دم بھرتا تھا اور دل مین افغانون سے الفت رکھتا تھا۔ اُس کے کہنے سے سلطان سکندر نے پنجاب کے کوہستانی زمینداروں کو اپنے ساتھ لیا۔ پنجاب سے روپیہ خوب وصول کیا۔ خضر خواجہ خان لاہور کو حاجی محمد خان شیبانی کو سپرد کر کے خود سکندر سے لڑنے گیا۔ دو ہزار منتخب سپاہی ساتھ لیکر موضع جنباری مین کہ لاہور سے دس کوس پر ہے سکندر کے لشکر کثیر سے جا بھڑا۔ مگر میدان جنگ مین اس کے آگے نہ ٹھیر سکا۔ شکست پا کر لاہور مین آیا۔ اسی اثناء مین ملا عبد اللہ کی روپیہ بازی کا حال حاجی محمد خان شیبانی کو معلوم ہو گیا تو اُسنے ملا کو شکنجہ مین دھرا اور زمین مین آدھا گاڑ کر ساری عمر کا جمع کیا ہوا روپیہ اوس سے اوگلوایا۔ غرض بُری تعذیب سے اسکی جان کو جسم سے نکالا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر پہنچی تو اوس نے بہت جلد سیالکوٹ اور اسکے حدود مین سکندر خان خان عالم کو خضر خواجہ کے اعتضاد کے لیے بھیجا۔ مگر پنجاب سے اُمرا جو یہاں ارد صادر ہوئے اونکی زبانی متواتر بادشاہ نے سُنا کہ سکندر خان سور نے بڑا لشکر جمع کیا ہے اور مانکوٹ کو اپنا مامن بنایا ہے۔ جہان وہ میدان مین شکست پاکر محفوظ رہ سکتا ہے فتح مذکور پانے سے اس کے ہمراہیون کی عزت بڑھ گئی ہے جب تک بادشاہ وہان نہ جائیگا یہ مشکل کام آسان نہین ہوگا اس لیے بادشاہ نے ممالک شرقیہ ہندوستان کی عزیمت موقوف کی۔ یورش پنجاب کا ارادہ مصمم کیا۔ بادشاہ کے آدمیون نے دیوان لسان الغیب مین فال دیکھی یہ بیت نکلی ؎ سکندر را نمی بخشید آبے ٭ بزور و زر میسر نیست این کار اس سے بادشاہ کے مخلصون کو ایک اعتضاد ہوا۔ بالغ نظر تو فال کو کب معتبر جانتے ہین مگر ایسی اوقات مین کہ خاطر مضطرب ہوتی ہے ایسے تفاولات پریشان دلون کو اطمینان دیکر خوش کرتے ہین بادشاہ کا تو اس مقولہ پر جو اسکی سلطنت کی جان ہے عمل تھا کہ جو کام کیا جائے وہ پورا کامل طور پر کیا جاے۔ غرض چہارم شہر صفر ۹۶۳ھ کو مہدی قاسم کو دہلی سپرد کی اور خود پنجاب کی طرف روانہ ہوا۔ منزل بمنزل آہستہ شکار کھیلتا ہوا چلا۔ ترک تاجیک فوج فوج اسکی خدمت مین چلے آتے تھے۔ خصوصاً کابل و قندہار و بدخشان سے جدید و قدیم ہوا خواہون کی جمع کثیر اسکی درگاہ مین آئی۔ جب جالندھر کی حدود مین بادشاہ آیا تو سکندر نے اس نواح مین فتنہ فساد برپا کر رکھا تھا وہ کوہ سوالک مین چلا گیا۔ بادشاہ کو اسکے فتنہ کا شانا منظور تھا اس نے راہ کی دشواری کی پروا نہ کی وہ سکندر کے پیچھے کوہ سوالک مین چلا گیا۔ یہان کا

یہان کا عالم ہی اور تھا وہ ہندوستان کے خودسرون اور گردن کشون کی گریزگاہ تھا ۔
قصبہ پرسوہدرہ مین پہنچا اور پھر قصبہ دھمری مین آیا۔ یہان جشن نوروزی تھا جس سے سال دوم الٰہی شروع
ہوا (سال الٰہی ہر جشن نوروز سے شروع ہوتا ہے) یہان بادشاہ پاس یہ خبر آئی کہ سلطان سکندر کوہ
سوالک مین سے نکل بھاگ آیا ہے کہ اسکا خیال یہ ہو کہ بادشاہی لشکر کو پہاڑون کی تنگ راہون کے چکرون مین لاکے
شکار کرے لیکن بادشاہ نے اس بات کی کچھ پروا نہ کی اور ناصر الملک کو بہادرون کی جماعت کثیر کے
ساتھ روانہ کیا کہ اس پہاڑ کے زمیندارون کو تاخت و تاراج کرے۔ اسنے تھوڑے عرصہ مین پہاڑ کے
بہت سے راجاؤن کی تنبیہ و تادیب کی اور سب کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ سکندر پاس جو کوہستانیون کی
جمعیت تھی وہ پریشان اور سب جنگ سے فرار ہوگئی۔ بادشاہ ان بھگوڑون کے پیچھے روانہ ہوا۔ قلعہ مانکوٹ
مین سکندر چلا گیا۔ مانکوٹ کا قلعہ جسکا استوار [illegible] ہے سلیم شاہ نے اس وقت کہ گکھرون کا
استیصال اسکو منظور تھا انکو قریب [illegible] بنایا ہے ایک پہاڑی کی چوٹی
پر ایک قلعہ سنگین [illegible] سے بنایا ہے [illegible] دیکھنے والے کو ایک ہی قلعہ معلوم دیتا ہے اصل وہ
کئی جدا جدا قلعہ بنائے ہیں ایسے مستحکم ہے کہ اوسکو [illegible] کہنا چاہئے اور اوسپر یہ مستحکم قلعہ بنائے
[illegible] دشمن کو اپنی بڑی [illegible] لشکر کا پہنچنا مشکل اور اگر پہونچ بھی جائے تو وہان
[illegible] والون کو زیردست بنانا بہت دشوار ہے میٹھا پانی وہان کثرت سے اور وقت جسقدر چاہئے
[illegible] میسر۔ ان قلاع عظیمہ کے بنانے سے سلیم شاہ کا اصلی مطلب تھا کہ جب ہمایون ہندوستان کو
آئے تو وہ لشکر پنجاب کے لئے اسے مقر امن بنائے اور لاہور جاکر وہان بسائے اور وہان
بڑا لشکر رکھ کر پنجاب کی حدود پر فرمان روائی کرے۔ اور لاہور کے خراب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ
شہر اقسام تجار و اصناف مردم کا مسکن تھا تھوڑی توجہ سے وہان لشکر عظیم اور اسکا ساز و سامان
وہان میسر ہو سکتا تھا اسکو خوف رہتا تھا کہ خاندان تیمور کا لشکر وہان استعداد فراوان
بہم نہ پہنچائے جسکا علاج کچھ نہو سکے مگر یہ ارادہ اسکی موت نے پورا نہ ہونے دیا ۔
جب شہنشاہ اکبر کو معلوم ہوا کہ اس قلعہ مین سکندر متحصن ہے تو اوس نے اس قلعہ کے محاصرہ کا
حکم دیا بادشاہ کی فوج نے قلعہ کو گھیر کر اپنے دائرہ کا مرکز بنا لیا اور آداب قلعہ گیری کے

موافق اپنے مورچل بنائے۔ پہلے ہی دن قلعہ سے افغان باہر نکلے تھے کہ ادہم خان نے انپر حملہ کرکے شکست دی۔
غرض ہر روز جنگ دست بدست سردار اور کار طلب بردست پادشاہ کے مورچون سے نکل کر پیشدستی مین دست بردی کرتے
تھے اور اہل قلعہ توپ و تفنگ کی مار سے کسی شخص کو قلعہ کے گرد نہ پھرنے دیتے تھے۔ محاصرہ کے لوازم بوجہ احسن سرانجام پائے تھے
اور مورچل اور سرکوب آگے بڑھتی جاتی تھے۔ ناصر الملک کا مورچہ سب سے آگے بڑھا ہوا تھا اسنے کارہائے نمایان کئے تھے۔
آٹھ مہینے تک لشکر شاہی او سپر چھولا کیا اور کچھ نہ کرسکا۔ سکندر خان کو یہ امید تھی کہ سلطان عدلی ضرور مشرق سے سازوسامان
مہیا کرکے دہلی اور آگرہ پر چھاپا ماریگا۔ پادشاہ کا لشکر اسطرف جائیگا یون قلعہ مان کوٹ بچ جائیگا۔ مگر جب اسنے سنا
کہ سلطان عدلی حاکم بنگالہ کے ساتھ لڑکر اس جہان سے گذر گیا۔ اور ہیمو بقال کا حال بھی یہی ہوا تو اسکو ناامیدی پر
ناامیدی ہوئی اور محصنان قلعہ پریشان خاطر و پراگندہ دل ہوئے۔ اسحالت یاس مین مجبور ہوکر نہایت عجز و انکسار کے
ساتھ اپنے کاروان معتمد بھیجکر التماس کی کہ پادشاہ سلامت اپنے معتمدون مین سے کسی کو قلعہ کے اندر بھیجے کہ میری خاطر جمع اور
کو تسلی پذیر کرکے مجھے لشکر پادشاہی کا ضمیمہ بنائے۔ پادشاہ نے اتگہ خان کو قلعہ کے اندر بھیجا اسکے سامنے سکندر نے خجالت سے
یہ اظہار کیا کہ مین عقل عاقبت اندیش نہین رکھتا تھا۔ کوتاہ بینی کی۔ میرا منہ نہین ہے کہ پادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہون
مین اپنے بیٹے کو بندگی کے لئے بھیجتا ہون اور امیدوار ہون کہ کوئی جگہ میرے لیئے نامزد ہو جائے۔ کہ مین وہان چند روز
رہ کر پھر پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہون مین خدا کی قسم کھاتا ہون کہ تا زندہ ام بندہ ام اس فرستادے نے
ملائمت کے ساتھ خدمت کی اور ناصر الملک کے لیئے جو خانخانان کی وکالت رکھتا تھا بلکہ رکن السلطنت تھا نقد و جنس
بھیجے اس لیئے مشارالیہ نے سکندر کی دولتخواہی سے اسکی التماس کا خلاصہ بیرام خان سے عرض کیا۔ بیرام خان
نے اسکو پادشاہ سے عرض کیا۔ پادشاہ نے اسکے لیئے خرید اور بہار جاگیر مین دئے اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو
امرا معتمد مین سے غازی خان کی ہمراہ بھیجدیا۔ اور پیشکش اور چند ہاتھی برگزیدہ اسکے پاس بھیجے۔ ۲۷ رمضان سنہ
کو قلعہ کی کنجیان اولیاء دولت کے سپرد ہوئین۔ وہ حصار کے زندان سے نکل کر خرید و بہار مین گیا۔ اور یہان سے
دو سال بعد جہان سے گیا۔ قلعہ مانکوٹ کی حراست ابوالقاسم برادر محمد قاسم موجی کو سپرد ہوئی۔ چھ مہینے کچھ دنون
بعد کوہ سوالک سے ۲ شوال کو پادشاہ لاہور مین آیا۔ یہان کے ایام توقف مین یہ سانحہ پیش آیا کہ سنگھ مل زمیندار
قتل ہوا۔ یہ زمیندار اپنی کم بختی سے سکندر شاہ کی ہمراہ ہوا۔ زمیندارون کی اکثر یہ دستور و رسم ہے
کہ وہ کسی کے ساتھ یکجہت نہین ہوتے سب طرف دیکھتے رہتے ہین جسجانب کو غالب و رشور افزا جانتے ہین

۹۶۴ھ ۱۵۵۷ء

اوسکی ہمراہ ہوتے ہین جب جنت آشیانی کا انتقال ہوا سکندر شاہ سور نے ہنگامہ برپا کیا تو یہ اُسکے ساتھ ہوگیا اور اسکے ہنگامہ کو آرایش دی - جب پادشاہ کے لشکر کو دیکھا کہ وہ قلعہ مانکوٹ کا محاصرہ کر رہا ہے اور اہل قلعہ پر بُری بنی ہوئی ہے تو زمیندارانہ حیلے بنا کر لشکر شاہی سے آن ملا - بیرام خان کو جب اس کے فساد برپا کرنے کی حقیقت معلوم ہوئی تو اسکو مار ڈالا اور اسکی بجاے اسکے بھائی بختمل کو مقرر کیا -

بہادر خان برادر زمان خان جسنے زمین داور مین فتنہ و فساد اوٹھایا تھا شرمندہ و سرافگندہ زمین داور سے آنکر پادشاہ کا زمین بوس ہوا - بیرام خان کی سفارش سے پادشاہ نے اس کے اعمال ناشائستہ کی سزا نہ دی - مگر اس سفارش سے اسکی نخوت اور بدکاری اور بڑھ گئی - عطوفت اصلی یہ ہی کہ آدمی کو بدکاری کی سزا دیکر اس طرح پر نصیحت کرے کہ پھر بدی کے گرد نہ پھرے - اس اجمال کی تفصیل یہ ہی کہ جب حضرت ہمایون نے ہندوستان کی طرف توجہ کی تو بیرام خان کی جاگیر مین قندھار مقرر تھا - وہ شاہ محمد قلاتی کے اہتمام سے آراستہ تھا - زمین داور بہادر خان کی داوری کے لیے تفویض ہوئی تھی جب ہندوستان میں ہمایون پادشاہ ہوگیا تو بہادر خان نے قندہار کے لینے کا ارادہ کیا - اول مکر و فریب سے چاہا کہ کام فتح کرکے قندھار کو اپنے تصرف مین کرلون مگر حرام نمکی سے کارکشائی نہوئی - اس سرگذشت کی شرح یہ ہے کہ بہادر خان نے اپنا رازبستہ فرخ حسین پسر خواجہ قاسم ہزارہ پر کھولا اور کئی مسلح آدمیون کو اس کے گھر مین جو شہر قندھار کے اندر تھا چھپایا اور ایک ان مقرر کیا کہ دروازہ کے نگہبانون کا کام تمام کرین - اور بہادر خان بھی دروازہ ماشورہ سے آئے اور باہم اتفاق کرکے شاہ محمد کو مار کر قندھار پر قبضہ کرلین مگر جس وقت یہ کام ہونے کو تھا جاسوسون نے اسکی خبر حارسان قلعہ کو پہنچا دی اُس وقت ان آدمیون کی گرفتاری کے لیے آدمی متعین ہوئے - سازش کرنیوالے سراسیمہ ہوکر دروازہ ماشورہ پر دوڑے - وہان دروازہ مقفل تھا قفل کو توڑ نہ سکے کچھ خندق مین گرے - کچھ دیوار سے اپنے پانو سر کے بل گرے کچھ بھاگ کر منافقون کے گھر مین چھپے جنکو تلاش کرکے شاہ محمد نے مار ڈالا - جب بہادر خان کا یہ داؤ نہ چلا تو وہ زمین داور مین آیا اور لشکر تیار کیا اور قندھار پر آکر لڑنا شروع کیا - شاہ محمد نے سوچا کہ ہندوستان کی کمک تو بہت دور ہے فرمان رواے ایران سے ملتجی ہوا کہ حضرت ہمایون نے یہ قرار دیا تھا کہ فتح ہندوستان کے بعد قندھار شاہ ایران کے ملازمون کو حوالہ کیا جائیگا اگر آپ سپاہ بھیجین تو ایک جماعت کو بھیجدین کہ وہ بہادر خان کا بھی

بہادر خان کے حالات سنہ ۹۶۱ سنہ ۲ جلوس

ج کرے اور قندہار بھی آن کر لے۔ شاہ ایران نے سیستان و فرہ و گرم سیر سے تین ہزار کمان بسرداری علی یار بیگ افشار بھیجدیئے۔ بہادر خان کو اس لشکر کی خبر نہ تھی اس کے سر پر یہ بلائی ناگہانی آئی تو وہ اس سے سخت لڑائی لڑا۔ دو دفعہ وہ گھوڑے سے گرا۔ آخر کو بھاگا زمین داور اور اس حدود مین ٹھیر نہین سکتا تھا۔ شرمندگی کا مارا بادشاہ کی خدمت مین مانکوٹ مین آیا اسکو پادشاہ نے ملتان . . جاگیر مین دیا اور محاصرہ مین ایک مورچل اسکے سپرد کیا اس نے کام خوب کیا۔ اسی طرح شاہ محمد قلاتی نے شاہ ایران سے کمک لیکر اور عہد و پیمان کر کے بہادر خان کو ہزیمت دی مگر وہ اپنے عہد و پیمان پر قائم نہ رہا۔ پہلے شاہ ایران نے اپنے بھائی سلطان حسین مرزا کو ایک لشکر کے ساتھ قندھار لینے کے لیئے بھیجا۔ شاہ محمد نے لوازم قلعداری مین سعی کی اور قلعہ کے محاصرہ مین امتداد ہوا۔ ایک دن بہادروں نے قلعہ سے نکل کے خلیفہ ساہو کے مورچہ پر حملہ کیا اسکو زخمی اور جمع کثیر کو قتل کیا۔ سلطان حسین مرزا سے کچھہ کام نہ بنا وہ قلعہ چھوڑ گیا۔ پادشاہ ایران نے اور لشکر بہت سا بھیجا کہ کسی نہ کسی طرح قلعہ فتح ہو۔ علی قلیخان نے اسکا بیڑا اوٹھایا تھا اوس نے قلعہ کے لے لینے مین سخت کوشش کی مگر تیر و بندوق نے اوسکو ملک عدم مین پہنچایا۔ ایران کے لشکر مین تفرقہ پڑا سلطان حسین مرزا جو سرآسیمہ قلعہ کے گرد بیٹھا تھا کہ اس اثنا مین شاہ محمد قلاتی نے پادشاہ پاس اپنی عرضداشت بھیجی اور حقیقت حال پر آگاہ کیا۔ پادشاہ نے جواب مین یہ حکم بھیجا کہ جنت آشیانی نے فتح ہندوستان کے بعد شاہ ایران . . . . . کو قندھار حوالہ کرنے کا وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا جائے اور تو ناحق ایران کی سپاہ سے لڑا اسکی عذر خواہی کر کے ہمارے پاس جلد آ۔ یہی کیا۔ سلطان حسین مرزا کو قلعہ حوالہ کیا اسنے۔

اسی محاصرہ کے اثناء مین یہ خوش خبری آئی کہ مریم مکانی مع اور بیگمات کے لاہور مین آگئین ہین اور پادشاہ کے اشارہ کی منتظر ہین۔ ہمنے پہلے لکھا ہے کہ پادشاہ نے انکے لینے کے واسطے اپنے معتمد بھیجے تھے مگر اس آنے مین کچھہ اس سبب سے توقف ہوا کہ کابل مین مرزا سلیمان کی شورش شروع ہوئی اور کچھہ اس وجہ سے کہ ہیمو کے ہنگامہ کی کابل مین بری خبرین اوڑ رہی تھین۔ کابل کے دہلی دروازہ پر ہیمو کا سر لٹکا تو سب طرح سے اطمینان ہوا۔ یہ بیگمات کابل سے روانہ ہوئین منعم خان بھی انکے ساتھ ہوا اور محمد قلیخان برلاس کو کابل سپرد کیا مگر جب وہ جلال آباد مین آیا تو اوسکو تردی بیگ کا حال معلوم ہوا کہ بیرم خان نے اوسے قتل کیا اس لیئے

وہ اُلٹا کابل گیا اور محمد قلیخان برلاس کو ہندوستان روانہ کیا۔ راہ مین بادشاہ کے دو اعیانی بہنون کا انتقال ہوا۔ بادشاہ ماہم انگہ کو جو اسکی آسایش گہوارہ سے آرایش تخت تک ہمیشہ ملازمت مین رہی تھی اور نیک خدمتین کرتی تھی - استقبال کے لیئے لاہور بھیجا۔ وہ لاہور جاکران بیگمات کو بادشاہ کے لشکر کی طرف لائی۔ بادشاہ بھی محاصرہ بیرام خان کو سپرد کرکے ایک منزل استقبال کو گیا۔ مریم مکانی نے اپنی نور بصر کو دیکھ کے آنکھون کو روشن کیا۔ بڑی خورمی و خوش دلی ہوئی۔ پھر بادشاہ لشکر مین آیا جہان استداد محاصرہ سے سپاہ دلتنگ ہو رہی تھی مگر بہت سی نئی سپاہ کے آنے سے اور اہل وعیال کے ہندوستان مین پہنچنے سے وہ تازہ دم ہو کے زیادہ قلعہ کشائی مین اہتمام کرنے لگے۔

خان زمان خان نے رکن خان لوحانی کو جو شاہ عدلی کے امراء بزرگ مین سے تھا شکست دی اور حدود سنبل مین گردن کشون کو لکھنؤ تک مطیع کیا۔ پھر حسن خان بچگوتی کو دفعہ کیا۔ اس سرگذشت کا مجمل بیان یہ ہو کہ ہندوستان کے مشہور زمیندارون مین سے حسن خان تھا اور وہ اپنی برادری اور خویشون اور بادشاہی نوکرون مین ممتاز تھا اور ہندوستان کے فرمانروایون کے عہد مین مستحکم مقامون مین رہ کر غارت و تباہ کرنے کے منصوبے باندھا کرتا تھا۔ جب بادشاہ قلعہ مانکوٹ کے محاصرہ مین مصروف ہوا تو وہ ایک لشکر گران جمع کرکے سنبل کو غارت و تباہ کرنے لگا اور جلال خان سور کو کہ افغانون کے بڑے سردارون مین تھا اپنا ساتھی بنا لیا۔ خان زمان کو جب اسکا حال معلوم ہوا تو یہان کے امراء بادشاہی کو ساتھ لیکر لکھنؤ سے باہر اس سے لڑا حسن خان پاس بیس ہزار سوار جنگی تھے۔ اور خان زمان خان پاس چار ہزار۔ مگر بادشاہ کی سپاہ کو فتح ہوئی۔ بہت غنیمت ہاتھ لگی اس نے دو ہاتھی جو بڑے نامی تھے وہ بادشاہ کی نذر مین بھیجے۔

۹۶۴ھ مین جب بادشاہ دارالخلافہ آگرہ مین تھا تو اوس نے سنا کہ افغانون کی ایک قوم ہو جسکو میانہ کہتے ہین اوس نے سرونج کی حدود مین فتنہ و فساد اوٹھا کے شورش و آشوب کا ارادہ رکھتی ہے بادشاہ نے کمال خان گکھر کو جو اس خدمت کی لیاقت رکھتا تھا بھیجا۔ اس نے جاکران افغانون کو ٹھیک بنا یا اور فتح و ظفر کے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین جلد آیا

مرزا عبداللہ مغل کی بیٹی سے کہ اصل نسل کی شریف تھی بادشاہ کا نکاح ہوا ــــ بیرام خان کو

سنبل مین فتنہ و فساد ۹۶۴ھ

مرزا عبداللہ مغل

اس نکاح مین تامل اس سبب سے تھا کہ اسکی بہن مرزا کامران کی بیوی تھی اس لیئے وہ اسکو
کامرانیہ سمجھا تھا- مگر ناصر الملک نے اسکو سمجھایا کہ ایسے کامون مین توقف نہایت ناخوش ہے-
اس سمجھانے سے بیرام خان نے بادشاہ کے نکاح کا اہتمام خود کیا- اور جشن شاہانہ مرتب کیا
ہم نے پہلے لکھا ہے کہ مانکوٹ فتح کرکے ۲ شوال کو لاہور مین بادشاہ آیا کہ پنجاب کا شائستہ انتظام کرے
وہ یہان چار مہینے چودہ روز رہا- ۱۵ صفر ۹۶۵ھ دار الملک دہلی کو روانہ ہوا- جب جالندہر
مین آیا تو ہمایون کی بھانجی سلیمہ سلطان بیگم سے بیرام خان کا انعقاد کیا- ہمایون نے یہ نسبت
ٹھیرائی تھی اور فرمایا تھا کہ ہندوستان کی فتح کے بعد یہ عقد نکاح ہوگا- اب بیرام خان نے
نکاح کی درخواست بادشاہ سے کی اسنے نکاح کردیا- ماہم انگہ نے اسکا سارا اہتمام کیا جمعہ ۲۵
جمادی الاخری بادشاہ دہلی مین دوبارہ آیا- خانخانان کے مہات و معاملات مالی و ملکی کا مالک
تھا اور آیندہ اور دو سال تک رہا- اب ہم وہ تمام حالات لکھتے ہین جس سے بیرام خان کا زوال آیا

مرزا عبدالرحمن مغل کی دختر سے بادشاہ کا نکاح ۱۸ جمادی الاول ۹۶۴ھ

بیرام خان کے ظلم وستم- بادشاہ کیساتھ بدلطفی

معلوم نہین کہ بیرام خان جیسے عاقل و دانشمند و فرزانہ کے دماغ مین اختیارات شاہانہ نے کیون فتور ڈالا
کہ وہ ایسا غرور مین آگیا کہ اپنے سامنے کسی کو نہین دیکھ سکتا- جس کسی کو دیکھتا کہ وہ میری ہمسری کا
دعوی رکھتا ہے اسکا سر تن پر نہ رکھتا- اب ہم ان امیرون کا حال لکھتے ہین جنکو اس نے قید کیا
یا کسی طرح ذلیل کیا یا مار ڈالا ابو المعالی کے قید ہونے ۹۶۳ھ مین پہلے ہم نے لکھا ہے- اب
تردی بیگ کے قتل کا بیان لکھتے ہین جسکے لکھنے کا وعدہ کیا تھا وہ بھی اسی سنہ کا واقع ہے-
تردی بیگ خان کو بیرام خان اپنا ہمسر سمجھکر ہمیشہ اسکی طرف سے اندیشہ مین رہتا تھا-
تردی بیگ بھی ہمیشہ لشکر شاہی کا سپہ آرا سمجھکر بیرام خان کے برباد کرنے کی تدابیر کے سوچ بچار مین وقت
فرصت کے انتظار مین رہتا تھا- ہر ایک نے تعصب مذہب جو دین برانداز ہی تھم دین سمجھکر ایک
دوسرے کو پائمال کرنے کا ضمیمہ بنا رکھا تھا اور فرصت کی تلاش مین رہتا تھا- باوجود اس مخالفت کے
جسکا منشاء نافہمیدگی و نادانی تھی وحسد تھا ایک دوسری کو کرو تیز ویرسے تو قان کہتا تھا

مرزا تردی بیگ کا قتل ۱۵ ربیع الاول ۹۶۳ھ ۱۵۵۶ء

توقان کے معنے ترکی زبان مین ہمزاد (برادر بزرگ) کے ہین تردی بیگ دہلی مین شکست کھاکر بادشاہ سے
سرہند مین ملا وہ اپنے نزدیک تو یہ سمجہا تھا کہ بھاگنے سے جان بچگئی۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ خندق سے نکل کر
کنوئین مین گرنا پڑیگا اور بیرام خان اسکی جان کے لیئے عزرائیل بنے گا۔ اس شکست سے مرزا کی وقعت مین
فرق آ گیا تھا۔ رقیب کو یہ موقع خوب ہاتھ آیا۔ اس نے مرزا سے دوستی اور محبت کو اور بڑھایا اور
مولانا پیر محمد خان شروانی کی سعی سے اپنے گھر مین بلایا اور طہارت کا بہانہ بناکے خود تو خرگاہ سے باہر گیا
اور مرزا کو یہان چھوڑ گیا۔ فرمان برون نے اُس کا کام تمام کیا اور مرزا کے رازدارون خواجہ سلطان
و میرعلی کو اور اسکے قریب کے قرابت دار خنجر بیگ کو پکڑکر قید کیا۔ پادشاہ اوس وقت شکار مین مصروف تھا
جب پادشاہ کو صورت واقعہ پر اطلاع ہوئی تو وہ ظاہر مین تو چین بجبین ہوا لیکن دل مین اوس نے کہا
کہ اسکا بدلہ خدا بیرام خان سے لیگا۔ جب پادشاہ شکار سے واپس آیا تو بیرام خان نے پیر محمد کی
زبانی عرض کرایا کہ مینے جو یہ دلیری کی کہ بغیر حضور کے حکم کے تردی بیگ کو قتل کیا تو اس مین سوائے
دولت خواہی درگاہ عالی کے کوئی امر اور نہ تھا۔ تردی بیگ نے دیدہ و دانستہ فریب و بدنیتی سے
فرار کے عار کو اختیار کیا اسکی بے اخلاصی اور نفاق سب پر ظاہر ہے کہ اول سی آخر تک اس سے جیسے
ناپسندیدہ حرکات صادر ہوئی ہین اگر ایسی تقصیرات کی سزا مین تغافل کیا جائے تو مہمات مین خلل پڑتا
ہے اس گستاخی سے کہ مین نے حضور سے اجازت نہین لی شرمندہ ہون۔ اس جرأت کا سبب یہی
ہے کہ مین جانتا تھا کہ حضور اپنی لطف و عطوفت کے سبب سے اس کے مارنے پر راضی نہین ہونگے اس صورت
مین اس ضروری کام سے حضور منع فرماتے پھر اسکے خلاف کرنا گستاخی کو اندازہ سے بڑھا دیتا۔ اور
امتثال امر موجب خلل ملک و فساد لشکر ہوتا۔ امید ہے کہ نظر عفو سے یہ میرا کام منظور ہوگا اور بددرون
عبرت پکڑکر تقصیر پر دلیر نہ ہون۔ پادشاہ نے بیرام خان کی معذرت کو قبول کرلیا اور اسکو بلاکر گلے
لگایا اور کہا کہ بار بار مین نے یہ کہا ہے کہ اختیار اختیار تمھارا ہے مگر خان خانان کی یہ جرأت پادشاہی
امرا اور مقربین کو خصوصاً ماہم انگہ کو نہایت ناگوار گذری اور وہ اس سے حسد کرنے لگے۔ فرشتہ
نے لکھا کہ ثقات سے یہ بات سنی گئی کہ اگر تردی بیگ کو بیرام خان نہ مارتا تو لشکر چغتائی کا انتظام نہ رہتا
پھر شیر شاہ کا زمانہ آگیا ہوتا یہ سچ ہے ؎ کسے راکہ دیدی تو در جنگ پشت * بکش گر عدو در مصافش نکشت

تاریخ بدایونی مین لکہا ہے کہ تردی بیگ کے نفاق کو خان زمان اور گواہون کی شہادت سے بیرام خان نے پادشاہ کی خاطرنشان کرکے ایک طرح کی اجازت اسکے قتل کے لیے حاصل کرلی ہی تو قتل کیا۔

مصاحب بیگ کا قتل ۹۶۵ھ —

مصاحب بیگ پسر خواجہ کلان جو پادشاہ کی خدمت مین قرب موروثی رکہتا تہا اور اپنے حقوق سابق کے ادعا کے سبب سے خانخانان کی اطاعت مین سر نہ جہکاتا تہا اور اسکی ساتھ کج ادائی کرتا تہا یہ وہ اچھا نہ کرتا تہا۔ خان خانان اسکا متحمل نہ ہوسکتا تہا اس نے مصاحب بیگ کے پانوٗن مین بیڑیان ڈال کر بیت اللہ بہیجنا چاہا۔ مگر ناصر الملک اُس کے قتل پر مصر ہوا۔ آخرکار یہ قرار پایا کہ کاغذ کے پرچہ پر ایک طرف قتل دوسری طرف نجات لکہا جائے اور وہ اوچھال کر پہینکا جاے۔ جو رُخ اوپر آئے وہ حکم تقدیر سمجہا جاے۔ اسکے موافق عمل کیا جائے۔ جب یہ کاغذ پہینکا گیا تو قتل اوپر آیا اسپر عمل ہوا۔ واہ کیا انصاف ہوا۔ ایک بے گناہ کی جان لینا لڑکون کا کہیل جو تی کی چٹ پٹ کرلے کا ہوگیا۔ اس سے بہی اور امراو ناراض ہوئے۔ پادشاہ کو بہی ناگوار گذرا ؎ خطرہاست در قرب شاہا ... بسے کہ باشاہ خویشی ندارد کسے ✢ —

خواجہ جلال الدین محمود بجوق کا قتل —

مصاحب بیگ کے بعد اس خواجہ کی موت آئی۔ وہ پادشاہ قلی تہا۔ مزاج کا بیباک تہا۔ کسیکی تواضع۔ بے تقریب خوشامد و چاپلوسی نہین کرتا تہا۔ بزرگان دُنیا اپنے کام کی رونق کے لیے سب کو اپنی درگاہ کا چاپلوس بنانا چاہتے ہین اس سبب سے اکثر امرا اُسکو دوست نہین رکھتے تھے ظرافت و مسخراپن اسکی عادت مین داخل تہا۔ یہ عیب بزرگون کے لیے سب سے بدتر ہے۔ سب سردارون ... کرتا تہا لباس ظرافت مین جسکو نادان خوش طبعی کہتے ہین دوراز کار باتین کرکے زندگی بسر کرتا تہا۔ کوئی شخص نہین بچا تہا کہ پہلو مین اسنے ظرافت کا خار نہ لگایا ہو۔ محمد قلی خان برلاس نے اسکو غزنین کی حکومت دی تہی۔ ارباب غرض کو موقع ملا کہ منعم خان کی خاطر کو اس سے برآشفتہ کیا۔ اس نے کسی انتقام دیرینہ کا فکر تازہ کیا۔ ہندوستان مین بیرام خان کی خاطر کو اُس نے برہمزدہ کیا اور اسکے قتل کے درپے ہوا۔ وہ دوربینی اور نیک ذاتی کہان ہی کہ اپنے صاحب کی دولت کو منظور رکھکر پیندہائے کارآمد کو اپنی اغراض نفسانی کے واسطے تیر انتقام کا ہدف نہ بنائین ورلینے سود وزیان پر نظر نہ کرکے ارباب استعداد کی آیندہ کار کا ملاحظہ کرین۔ اب خواجہ حیران تہا کہ کیا کرون ہندوستان مین خدیو زمان بے پروا —

بیرام خان کا استیلا - نہ ہندوستان مین آسکتا تھا - نہ کابل مین رہ سکتا تھا - بیوفائی کو وہ اپنا عار سمجھتا تھا کہ کسی اور پاس چلا جاتا - منعم خان نے اسکی تسلی کیواسطے آدمی بھیجے - عہد و پیمان کر کے اسکو بلایا اور مقید کیا - پھر اشارہ کر کے اسکی آنکھون مین نشتر لگوائے - مگر تقدیر سے ان نشترون سے اسکی آنکھون کی بینائی نہ گئی - وہ ہندوستان کو جاتا تھا کہ منعم خان نے آدمیون کو بھیجکر اسکو اور اسکے چھوٹے بھائی جلال الدین کو گرفتار کرایا اور قید خانہ مین مقید کیا - اور اس ولی نعمت خواہ بادشاہ کا خون اپنی غرض کے لیئے کیا - بیرم خان نے بھی اسکے قتل کا فرمان درست کر کے یہان سے بھیجدیا - بادشاہ نے اس بے گناہ کے انتقام کو منتقم حقیقی کے سپرد کیا -

فتنہ انداز - ناتوان بین - حسد پیشہ - بے سعادت - کہ حقیقت مین قضا سے دلتنگ اور خدا سے بجنگ ہوتے ہین اور کوتہ خردی سے اورون کی شادی سے اندوہگین ہوتے ہین اور اور آدمیونکی غمگینی اور اندوہ سے شادمانی کرتے ہین ایسے آدمیون نے بیرام خان کی خاطر کو پیر محمد خان سے متغیر کرا دیا - ناصر الملک فرط عقیدت و اخلاص سے دولتخواہی و کارکشائی کی مراسم بجالاتا اور مہمات ملکی و مالی کو سرانجام دیتا - نہ خدمت گزاری مین پین بجبین ہوتا - نہ دل مین کوئی گرہ ڈالتا - اپنی درستی اور راستی پر اعتقاد رکھتا - ضرور ایسا شخص مرجع خواص و عوام اور محل ازدحام طوائف انام ہمیشہ ہوتا ہے - اس سبب سے بے حوصلہ حسد آلودہ دل اُس سے خون ہوتا ہے - تیرہ رای افترا اور بہتان اسپر لگا کے کارشکنی کرتے ہین - بزرگون کی خاطر تو بسبب فزونی مشغلہ و عدم فرصت کے ان مکس طینتون کی تشنیع سے پریشان ہوتی ہے - پیر محمد خان خلق کا ملاذ و ملجا بن گیا - حسد پیشون کا خون جوش مین آیا - انہون نے سخن سازی اور فتنہ اندازی مین اہتمام کرنا شروع کیا - بیرام خان کے انحطاط کا زمانہ قریب تھا - اسکا پیمانۂ دولت عنقریب پر ہونیکو تھا - اس نے سررشتۂ تدبیر کو اپنی ان کا سر سامان ہی ہاتھ سے چھوڑ دیا اور اپنے تئین اہل حسد کے ہاتھ مین حوالہ کیا - ناصر الملک کی بلند ہمتی کے کامون سے وہ تو تہم مین پڑا - حسد پیشہ ان ناتوان بینون و غرض گویون کی حرف و حکایات سے اس نے اپنے مخلص کو جسکو اس نے خود معتبر کیا تھا بغیر کسی ایسے امر کے جس سے وہ مستوجب عزل ہوتا معزول کیا - تقریب اسکی یہ

احوال پیر محمد خان کا معتبر ہونا ۹۶۷ ۱۵۶۰ سنہ ۲ جلوس -

ہوئی کہ ناصر الملک بیمار رہوا۔ بیرام خان اسکی عیادت کو گیا۔" ترک نے جو دربان تھا
نادانستگی کے سبب سے بیرام خان سے کہا کہ مین آپکے آنے کی خبر کرتا ہون۔ یہ سنکر خانخانان
متغیر ہوا اور کہا سے بلے خود کردہ را درمان نہ باشد۔ ملا پیر محمد اس واقعہ سے واقف
ہوکر گھر سے باہر دروازہ پر آیا نہایت تواضع اور خجالت سے عذر خواہی کرنے لگا کہ دربان نے
حضور کو پہچانا نہین اسکے جواب مین بیرام خان نے کہا کہ آپنے تو مجھے پہچانا نہین آپ کا دربان
مجھے کیا پہچانتا وہ گھر مین آیا۔ کچھ آدمی اسکے ساتھ داخل ہوئے کچھ وہان ٹھیر کر تیوری پر
بل ڈالے ہوئے باہر آیا۔ ناصر الملک کے فکر مین لگا۔ یار لوگون کو موقع ہاتھ لگا۔ انھون نے
بہت باتین بنائین۔ خاصکر شیخ گدائی نے۔ چند روز بعد اپنے نوکرون کے ہاتھ ناصر الملک پر
بیرام خان نے پیغام بھیجا کہ تو طالب علمی اور فقیر کے لباس مین قندھار مین آیا تھا۔ چونکہ ادب
اخلاص مین تو اپنے تئین صادق دکھلاتا تھا اور ہمیشہ خدمات پسندیدہ بجا لاتا تھا۔ تجھ کو
مراتب و مناصب بزرگ پر سربلند کیا۔ ملائی کے پایہ سے سپہ آرائی کے درجہ پر پہنچایا مگر تو
تنک حوصلہ تھا کہ ایک ہی ساغر مین بدمست ہو گیا۔ ہم کو خطرہ ہے کہ تجھ سے مفاسد عظیمہ ظہور مین آئینگے
جسکا علاج دشوار ہوگا بہتر یہی ہے کہ پھر اپنے فقیری گدڑون مین گوشہ گزینی اختیار کرو۔
علم و نقارہ اور اسباب جاہ و جلال اور اپنے تجبر اور ترفع کے مواد حوالہ کرو اور اپنی اصلاح
مزاج مین مشغول ہو تاکہ اس کے بعد جو ہماری رائے مین آئے وہ ہم تیرے لیے تجویز کرین۔
پیر محمد ایک آزاد مرد تھا اس نے کچھ پروا نہ کی خوشی خوشی اسباب امارت واپس بھیجدیا
اور شگفتہ خاطر ہوکر عزلت اختیار کی۔ پھر بداندیشون کی کوشش سے بیرام خان نے اسکے ساتھ
ایک جماعت کو ہمراہ کرکے قلعہ بیانہ مین بھیجدیا۔ وہان اس نے بعض آدمیون کی معرفت جو
شرارت و خیریت مین متوسط الحال تھے سفر حجاز کی اجازت حاصل کی اور وہ گجرات کو روانہ ہوا
وہ رادھن پور مین پہنچا تھا کہ مرزا شرف الدین حسین وادہم خان کا خط پہنچا کہ جہان ہو وہین
ٹھیر جاؤ۔ آگے نہ جاؤ۔ دیکھو پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے وہ اولٹا پھر کر جہاز مین مقیم ہوا۔
جب بیرام خان کو یہ حال معلوم ہوا شاہ قلی خان محرم و حرم خان کو ایک جماعت کے

ساتھ بھیجا کہ اسکو گرفتار کرین۔ جب یہ جماعت وہان پہنچی تو طرفین مین جنگ ہوئی اتنے مین رات ہوگئی
پیر محمد خان چند آدمیون کے ساتھ بھاگ گیا۔ سارا مال اسباب وسکا دشمنون کے ہاتھ آیا۔

القصہ بیرام خان نے اپنی بے پروائی سے حسد پیشون کے اغوا سے اس مخلص کاردان کو ہاتھ سے کھویا
اور اپنے پانوئن مین آپ کلھاڑی ماری۔ پادشاہ اس قضیہ کو اغراض فاسدہ پر مبنی سمجھا اور اسکے بھی مکافات
ایزد کارساز کے سپرد ہ۔ بیرام خان پر اپنا ملال ظاہر نہین کیا۔ پیر محمد خان کے بعد بیرام خان نے حاجی محمد خان
شیبانی کو کہ قدیم نوکرون مین سے تھا منصب وکالت تفویض کیا۔ اگرچہ اس وکالت کا اطلاق اسپر کیا جاتا
تھا مگر معنے اسکے شیخ گدائی تھا۔ جو شیخ جمالی کنبوہ شاعر دہلوی کا صاحبزادہ تھا ہمایون کی شکست ثانی
کے بعد جب بیرام خان گجرات مین گیا تھا تو شیخ نے اوسکے ساتھ ان ایام غربت مین سلوک کیا تھا اسکے
عوض مین بیرام خان نے بھی شیخ کو ہندوستان کے تمام اکابر پر تقدیم دے کر منصب جلیل القدر صدارت
کا اسکو دیا تھا۔ اسکے گھر مجلس سماع مین جو بڑی پر تکلف دکان تذویر ہوتی تھی خانخانان اور خود شہنشاہ
جایا کرتے تھے۔ دُنیا عجب مرد افگن بادہ ہے اس نے شیخ کو بھی چت کیا۔ مساکین و ضعفاء کے ساتھ توجہ
کرنی چھوڑی۔ قدیم خاندانون کی اراضی معاش واو قاف پر قلم مارنا شروع کیا۔ تکبر کہ قدیم دولتون کا
بنیاد افگن ہی نو دولتون کا ذکر تو کیا ہی وہ اختیار کیا اور اپنی شیخی اور اپنے مربی کو پایہ والا سے نیچے
گرایا اس کا حال آگے پڑھو +

پادشاہ شکار کھیلنے گوالیار گیا وہان اس سے شکاریون نے عرض کیا کہ شیخ محمد غوث کے ہمراہ
سوداگر بہت گائین آگرہ مین لائے ہین پادشاہ نے حکم دیا کہ قیمت دیکر گائین سوداگرون سے
خریدی جائین۔ پھر لوگون نے کہا کہ شیخ محمد اور اسکے عزیزون پاس سوداگرون کی گایون سے بھی بہتر
گائین ہین۔ اگر مراجعت کے وقت اسکے گھر حضور تشریف فرما ہون تو وہ ان گایون کو حضور کی نذر
کریگا۔ آگرہ مین پادشاہ اُس کے گھر گیا۔ شیخ نے اس کے قدمون کو بیرام خان کی آفت کا حرز
جانا۔ اور کل اپنی گائین اور گجرات کے بہت سے تحفے تحائف پیش کش مین دیئے اور حلوے اور عطریات
حاضر کیئے۔ آخر مجلس مین پادشاہ سے شیخ نے پوچھا کہ آپ نے کسی کے ہاتھ پر بیعت بھی کی ہے پادشاہ
نے جواب دیا کہ نہین۔ شیخ نے اپنا ہاتھ دراز کرکے پادشاہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ ما دست شما را گرفتیم

شیخ محمد خان کے ساتھ بیرام خان کی بدسلوکی ۱۵۵۹ء ۶۷

اوس وقت بادشاہ نے مروت و حیا کے سبب سے کچھہ نہ کہا سکرا کے یہ مگر رات کو جب بزم جام و بادہ مرتب ہوئی تو گایون کے لینے پر اور شیخ کی درازدستی پر بڑے بڑے قہقہے اڑے سے بزیر دلق ملمع کمندہا دارند + درازدستی این کوتاہ آستینان بین + شیخ کا بڑا بھائی بہلول ڈھونڈھوگ تھا جسکا ذکر پہلے ہے کہ مرزا ہندال نے اسکا خون اپنی گردن پر لیا تھا۔ یہ دونو بھائی اگرچہ فضائل و کمالات سے عاری تھے مگر بعض اوقات پہاڑون مین جاکر ریاضات اور دعوات اسما کرتے تھے اور اسی کو اپنے جاہ و اعتبار کی دستاویز بناتے تھے۔ امرا و سادہ لوح زود فریب کے وساطت سے سلاطین کی صحبت مین جاتے تھے اور اپنی ولایت کی متاع بیچتے تھے۔ برادر کلان ساری عمر بادشاہ ہمایون کی خدمت مین رہا۔ جب شیرشاہ کا زمانہ آیا تو وہ ہمایون کے خاندان کا دولت خواہ مشہور تھا .. محمد غوث افغانون کے خوف سے گجرات چلا گیا۔ کہتے ہین کہ صحرا و جنگل مین بارہ برس تک بن پتی کھاکر زندگی بسر کی غرض وہ بڑا مشایخ ہند مشہور تھا۔ جب شہنشاہ اکبر کی سلطنت ہندوستان مین ہوئی تو دارالخلافہ آگرہ مین وہ خود مع عیال و اطفال کے آیا۔ شہنشاہ خود اسکے گھر گیا ہندوستانیون مین مین نفاق و حسد باہم لازمہ ذاتی ہے شیخ گدائی کو اپنی دکان پر اسکی دکان کھلنی گوارا نہ ہوئی سے بہ نزد خرد این سخن روشن است + کہ ہم پیشہ ہم پیشہ را دشمن است + شیخ گدائی بیرام خان کا نفس ناطقہ بن رہا تھا۔ اس نے اسکو ایسا بہکا دیا کہ وہ شیخ سے آشنا نہ ہوا بلکہ مجالس متعدد منعقد کرکے وہ رسالہ پڑھوایا جسمین شیخ نے معراج کا حال لکھا تھا کہ معراج مین مجالست و مکالمت خدا تعالیٰ کے ساتھ ہوئین اور اسی قسم کے عجیب و غریب دعوی سادہ لوحون کے دلون کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے کیے۔ یہ باتین عقلاً و نقلاً مذموم و ملوم تھین۔ اس سبب سے شیخ لعنت ملامت کے تیرون کا چاندماری بنا۔ وہ ان گستاخیون کا متحمل نہ بنا گوالیار مین جاکر گوشہ نشین ہوا۔ ۱۷ رمضان ۹۷۰ھ کو یہین انتقال کیا کہتے ہین ایک لاکھہ تنکہ اسکی تنخواہ مقرر ہوئی تھی +

شہنشاہ اکبر اپنے امرا کے قتل اور مقید اور ذلیل ہونے کو بیرام خان کے ہاتھ سے دیکھتا تھا اور اسکے مکافات کو خدا کے سپرد کرتا تھا مگر اس کا دل روز بروز اپنے اتالیق کی طرف سے ہٹتا جاتا تھا۔ آدمیون نے تو ان دونو مین بے لطفی کروائی ہی تھی ماہمیون نے اور بھی اس بے لطفی کو اپنی

بیھونوں کی حسن خدمات بذریعہ ادہم خان اور ماہم انگہ بیرام خان کی بے لطفی ۔

قدکی حد سے بڑھایا۔ ان ہاتھیون کا پہلا واقعہ یہ ہے کہ بادشاہ کو ہاتھیون کی کشتی کا بڑا شوق تھا۔ ایک دفعہ مانکوٹ کے محاصرہ کی دقتون مین بادشاہ ہاتھیون کی کشتی کا تماشا دیکھتا تھا دو ہاتھیون مین لڑائی بڑی دیر تک ہی اور یہ دونو ہاتھی لڑتے ہوئے خانخانان کے خیمہ کے پاس گئے اور لوگ کا ہجوم اور تماشائیون کا ازدحام عوام کا غوغا ہوا اس ہل چل مین کچہ خیمے اکھڑ گئے اس سے ابر خانخانان کو توحش ہوا۔ کوئی کہتا ہے کہ خیمہ گاہ کا بازار لٹ گیا۔ بیرم خان کو بادشاہ کی طرف سے وہم ہوا کہ شاید یہ کام بادشاہ کے اشارہ سے ہوا کہ میری جان جائے۔ بعض فتنہ انگیزون نے اسکی تصدیق کرکے اس کی پریشان خاطری کو اور بڑھایا کہتے ہین کہ خانخانان ان دنون کچہ بیمار تھا کئی دنبل نکل آئے تھے صدمہ جسمانی پر یہ آفت روحانی اور آئی اس لیئے اپنے محرمون کی معرفت ماہم انگہ کے پاس پیغام بھیجا کہ مین نے بادشاہ کی کوئی تقصیر نہین کی۔ دولتخواہی کے سوای کوئی امر ظہور مین نہین آیا۔ فتنہ سازون نے کس طرح کوئی میرا گناہ ثابت کیا جو اس بے عنایتی کا سبب ہوا کہ مست ہاتھیون کو میرے خیمہ مین گھسا دیا۔ ماہم انگہ نے اسکو ایسی باتین تسلی بخش لکھین کہ جس سی اسکی شورش خاطر کم ہو گئی۔ خافی خان لکھتا ہے کہ بادشاہ نے میر کبیر شمس الدین خان کو خانخانان کی تسلی کو واسطے بھیجا اور بہت قسمین کھاکر کہا کہ ہاتھی اس طرف اتفاقیہ چلے گئے تھے۔ فیلبانون کو بھیجدیا جو وہ چاہے ان کو سزا دی۔ بیرام خان کی جو کم بختی کے دن آئے ہوئے تھے اس نے ہاتھیون کو جو بادشاہ کی شوق کی چیز تھی خواہ مخواہ امیرون مین تقسیم کرکے فیلخانہ خالی کرنا شروع کیا جس سی بادشاہ آزردہ خاطر ہوا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ کا ہاتھی بدمست ہوکر فیلبان کے بس کا نہ رہا اس نے بیرم خان کے ہاتھی کو جا کر ایسا مارا کہ اوسکی آنتین نکل پڑین۔ بیرام خان نے غصہ مین آن کر فیلبان کو مار ڈالا یہ ادب و اخلاص سی بعید تھا۔ اسپر ارباب خبرت نے بڑی نفرین کی اور اس سی زیادہ عجیب واقعہ یہ ہے کہ بادشاہ کا ایک ہاتھی بدمست ہوکر دریای جمن مین چلا گیا وہان بیرام خان کشتی مین بیٹھا ہوا سیر کر رہا تھا۔ یہ ہاتھی کہ فیلبان کے بس مین نہین رہا تھا بیرم خان کی کشتی کی طرف لپکا۔ جس سی خانخانان پر حالت عجیب طاری ہوئی۔ پھر فیلبان فیل پر غالب ہوا اور بیرم خان کو اس حیوان کے آسیب سے بچایا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو باوجود بیگناہی کی

فیلبان کو باندھ کر بیرام خان کی دلجوئی و دلدہی کے لیئے اُس پاس بھیجدیا۔ بیرام خان نے کہ ادبار آگیا تھا اس فیلبان کو قتل کیا۔ کچھ خیال نہین کیا کہ یہ پادشاہ کا فیلبان ہے اور پادشاہ نے اپنی مردمی کے سبب سے اُسے بھیجا ہے۔ قطع نظر اس سے اُسنے یہ نجانا کہ بر مست چہ گرفت خصوصًا اس حیوان بدمست پر۔ یہ حیوان عظیم جب بدمست ہوتا ہی تو کسی کے بس کا نہین ہوتا +

پادشاہ اور بیرام خان کی باہم ناراضی کا علانیہ اظہار و پادشاہ کی خود مختاری کا اشتہار ۵ سنہ جلوس ۹۶۷ھ

بیرام خان کی مردانگی اور فرزانگی مین کسکو کلام ہے۔ پادشاہ کے ساتھ جو عقیدت اور اخلاص اُسکو تھا اسمین کون شبہ کرسکتا ہے مگر اسکی ادبار کا زمانہ جو آیا تو ایسی ناپسندیدہ حرکات اس سی سرزد ہونے لگین کہ پادشاہ بھی اسکی تندمزاجی اور خود مختاری سے عاجز ہوگیا۔ امراء چغتائیہ بھی اسکے تحکم کے متحمل نہ ہوئے۔ اُدہر بیرام خان۔ اور اسکے مصاحب ولی بیگ اور شیخ گدائی کنبوہ پادشاہ کے مخالف ہوئے اِدھر پادشاہ اور بعض اسکے مصاحب بیرام خان کے زوال کی تدبیر سوچنے لگے۔

خدا تعالیٰ کی حکمتین تو خدا ہی جانتا ہے مگر اسکی مصلحتین تھوڑی سی عاقل بھی پہچانتا ہے۔ یہ قدیم سے رسم چلی آتی ہے کہ جب کوئی شخص مدت دراز مین گرفتار ہوتا ہے تو اس سے پہلے چند امر ایسے صادر ہوتے ہین کہ انہین خدا تعالیٰ کی رضامندی نہین پائی جاتی۔ آدمی جب عالم اسباب مین اپنے جمال کا جلوہ دکھائے تو خرد کی کہ سب سے زیادہ بزرگ عطیہ الٰہی ہے پیروی کرکے ایسے کام کرے جسمی استرضاء الٰہی ہو اور ہرگز اسکو معطل و ہرزہ نہ کرے۔ اول ان آدمیون کو کہ شغلے بہت ہین یہ اہتمام کرنا چاہیے کہ اپنی صحبت مین خوشامدگویون کو کمتر دخل دے اگر زمانہ کی وضع کی دشوار کرے تو ناگزیر از روی بصیرت و بصارت ایک دو ملازمون اور آشناؤنکو لے کہ وہ خلوتون مین کلمہ حق کو سُناتے رہین سچی بات بہت تلخ ہوتی ہے اور اکثر طبیعتون کو ناگوار گذرتی ہے۔ خوشامدگویون کی کثرت ہوتی ہے اور ہر فرد ان مشغلہ کو طل کی اور صواب خطا کی تمیز کے لیئے فرصت کم ہوتی ہے اور بادہ کا مردانگی ہوش ربا

ہوتا ہے۔ ہزاروں کامرواؤن مین ایک ایسا ہوتا ہے کہ فراخ حوصلگی کے سبب سے مایۂ ہوش کو بجا رکھے۔ زمانہ گذشتہ کو دیکھیے کہ فرمانرواؤن کی بے توجہی سے خوشامدگویون نے کس قدر گھر اور خاندان خراب کیے ہین کارخانۂ انتظام عالم مین خوشامد ناگزیر ہے لیکن اس قدر کہ عقل کے نزدیک مستحسن ہو اور یہ اسپر منحصر ہے کہ اصول معاملات مین کوئی امر فروگذاشت نہ ہو اور عقل گرہ کشا کو یکبارگی ہاتھ سے نہ دے کہ خواہش و غضب کہ خرد کے فرمان بر ہونے چاہئین بے پروائی سے فرمان روا ہو جائین ؎

قطعہ

چاہ است و راہ و دیدہ بینا و آفتاب
تا آدمی نگاہ کند پیش پای خویش
چندین چراغ دارد و بیراہ میرود
بگذار تا بیفتد و بیند سزای خویش
دشمن بدشمن آن نپسندد کہ بیخرد
با نفس خود کند بمراد ہوای خویش

بیرام خان اپنے تئین معاملہ دانی و عقیدت و اخلاص بادشاہی مین یگانۂ روزگار جانتا تھا اور خوشامدگویون کے ہجوم نے یہ عقیدہ اپنی ذات کی نسبت پیدا کردیا تھا کہ بغیر اسکے ہندوستان کا انتظام نہین ہوسکتا اس لیے وہ تیرہ رای کوتاہ بین ہم صحبتون کی سبب سے بیراہ جاتا تھا۔ اور اور اپنے اعمال سے خجالت زدہ ہوتا تھا۔

ہمایون نے بیرام خان کو شہنشاہ اکبر کا اتالیق بنایا تھا یہ نوجوان سعادتمند اسکو اپنی محبت کے سبب سے خان بابا کہتا تھا اس سبب سے اسکی حرکات ناشائستہ بہت درگذر کرتا تھا۔ مگر جب یہ کام اندازہ سے باہر ہوگیا اور ولی بیگ و القادر شیخ گدائی کنبوہ کی خوشامدگوئی سے بیرام خان نے [illegible] خام پکانے شروع کیے۔ بادشاہ انپر مطلع ہوا تو اوس نے ایک جہت اخلاص پیشون مین ... کہ عقل و تدبیر و اخلاص مین یکتا تھی و ادھم خان و مرزا شرف الدین حسین و [illegible] آستان نشینون کی جماعت مین راز سربستہ کو کھولا کہ بیرام خان کو اور اس کے خوشامدگو اہل مجلس کو سزای لایق دے [illegible] ور خواب غفلت سے بیدار کرے [illegible] رخود اورنگ آرائی کرے اول یہ زمانہ مین ہوا جہان [illegible] شکار کو گیا تھا ہر نوجوان بادشاہ کے گرد ایسے آدمی ہوتے جنکو ہمیشہ یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر شاہانہ اختیارات سوا بادشاہ کے کسی اور کے ہاتھ مین

تو وہ بادشاہ کے اور انکے اپنے حق مین زہر ہونگے۔ ان آدمیون کے اس خیال کے وجوہ کی تحقیق کی ضرورت نہین اکثر وہ اپنی خودغرضی پر مبنی ہوتی ہین اور شاذونادر وہ بغیر اپنی کسی خودغرضی کے نوجوان بادشاہ کے خاص اخلاص کے سبب سے ہوتی ہین جسکو وہ چاہتے ہین کہ اپنے اختیارات شاہانہ کو جسکا وہ مستحق ہے کام مین لائے شہنشاہ اکبر کے پاس بھی ایسے آدمی تھے جنسے اسنے اپنا راز کہا۔ ان بادشاہ قلیون کا زمانہ بھی بیرام خان کے ہاتھ سے ایسا ہی تنگ تھا جیسا کہ خود بادشاہ کا تھا۔ اس وقت مین کہ بے اخلاصی کی باد سموم کا طوفان چل رہا تھا۔ تھوڑا سا اخلاص بھی بہت معلوم ہوتا۔ وہ اول اندیشۂ صواب مین اہتمام کرنے لگے۔ ماہم انگہ نے یہ راز سربستہ شہاب الدین احمد خان کو لکھا وہ دہلی کا حاکم تھا اور رائے و تدبیر و حق شناسی مین ممتاز تھا۔

بادشاہ کا دہلی مین آنا ۹۶۷ھ

اس کام کے ارادہ سے دارالخلافہ آگرہ سے ۲ جمادی الاخری ۹۶۷ھ کو بادشاہ نے کوچ کیا اور ظاہر یہ کیا کہ مین کول شکار کھیلنے جاتا ہون۔ دریای جمن سے عبور کیا تو مرزا ابوالقاسم پسر مرزا کامران کو اس شکار مین کہ صید مقصود ہاتھ لگے بلا لیا اسکی طرف ہمیشہ بیرام خان کو تعلق خاطر اور توجہ باطنی تھی اسکی مجلس مین بداندیش اسکو بادشاہ بنانے کی نظر سے دیکھتے تھے۔ یہ اسکا بلانا عقل دوربین کا کام تھا کہ کور باطنون کے ہاتھ مین عناد و فساد کا عصا نہ رہے۔

بادشاہ جلیسر مین آیا اور سکندرہ کی طرف کوچ کیا کہ محمد باقی بقلانی سے کہ ادھم خان کا خسر تھا ماہم انگہ نے بلا کر محرم راز کیا مگر اس فرومایہ نے اس خبر کو بیرام خان تک پہونچایا۔ مگر بیرام خان نے اسکی بات کو بے وقعت جان کر کچھ خیال نہ کیا۔ بادشاہ شکار کھیلتا ہوا کول مین آیا ماہم انگہ نے ارادہ کیا کہ بادشاہ کو دہلی لے چلون وہان بادشاہ کی والدہ مریم مکانی اور اسکا رشتہ دار شہاب الدین احمد بھی ہے وہان جو صلاح و مشورہ باہم ہو اوس پر عمل ہو۔ غرض یہ سوچ سمجھ کر اس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ دہلی مین حضور کی والدہ کی دشمنون کی طبیعت علیل ہے اور آپ کے دیدار کے لیئے بیتاب ہین یہ سنکر بادشاہ کو تاب نہ رہی وہ فوراً دہلی کو روانہ ہوا۔ خورجہ مین شہاب الدین احمد خان مع اپنی بھائیون

اور خویشون کے استقبال کے لیئے حاضر ہوا - ادہم انگہ اسکا داماد اور شہاب الدین احمد ایک سے دو ہوئے - بادشاہ - ۲۸ - جمادی الاخری سنہ ۹۶۷ کو دہلی مین آیا ماہم انگہ بادشاہ کو سمجہاتی تہی کہ بادشاہ بادشاہ نہین ساری بادشاہی اختیارات بیرام خان کے ہاتھ مین ہین - کوئی بادشاہ بغیر اختیار کے نہین ہوتا - یہان یہ غضب ہے کہ بادشاہ ہی بیرام خان کے اختیار مین ہی - ایک دن ماہم انگہ اور اسکے ہمدمون کی جماعت ترسان لرزان اشک ریزان بادشاہ سے عرض کرنے لگی کہ جسوقت بیرام خان کو معلوم ہو گیا کہ ہم دہلی مین حضور کو لے گیئے تو وہ ہمکو زندہ نہین چھوڑیگا پیسہ پر رکھ کر بوٹیان اڑائیگا - پھر بادشاہ بھی اسکا کچھ نہ کر سکے گا - اس سے بہتر ہے کہ حضور ہم کو حج جانے کی اجازت دین - یہان ہم حضور کی بہت خدمت کر چکے ہین اب ہان خدا کے گھر مین آپکے لیئے دعا مانگینگے - بادشاہ بھلا اس اپنی پیاری انا کی جدائی کو کب گوارا کر سکتا تھا - مگر خان بابا کے حقوق کو بھی یکلخت دل سے نہین مٹا سکتا تھا اور معزول نہین کر سکتا تھا اس لیئے اس نے بیرام خان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ مین دہلی مین اپنے ارادہ سے اپنی مان کی عیادت کو آیا ہون اسمین شہاب الدین احمد اور ادہم خان اور ماہم انگہ کا دخل کچھ نہین ہے - ان کو تمہاری طرف سے اندیشہ ہے - ایک استمالت کا خط لکھ بھیجو کہ خاطر انکی مطمئن ہو اس فرمان کا بھیجنا تھا کہ خانخانان کے دشمنون کی بن آئی اونہون نے اوپر اوپر جھوٹی سچی خبرین اوڑائین اور وقوعی اور غیر وقوعی باتون سے طرح طرح قسمین کھا کر اور شہادتین دیکر بادشاہ کی طبیعت کو خانخانان سے بالکل منحرف کیا - جب بیرم خان پاس بادشاہ کا فرمان پہونچا تو وہ بہت سٹ پٹایا - اوسکے جواب مین بہت معذرت قسم مغلظہ کے ساتھ کی اور اپنے دو دوستون اور حاجی محمد خان کے ساتھ قرآن شریف بھی بھیجا اور عرضداشت لکھی کہ خدا میرا منہ کالا کرے اگر کبھی مجھ خیر خواہ کے دل مین بادشاہ کے دلی نیک خواہون کی طرف سے بدی آئی ہو مگر اسکا کام بگڑ چکا تھا - بادشاہ نے نہ قسم کو نہ معذرت کو سنا نہ قرآن شریف کا خیال کیا بلکہ حاملان عریضہ کو بھی واپس جانے کی اجازت نہ دی - بادشاہ نے اپنی عقل سے اور مخلصون کی رہنمونی سے اپنے مخصوصون اور قدیمی متعلقین کو منشور بھیجدیئے کہ بیرام خان نے ہجوم مشاغل دنیوی کے سبب سے

راہ سدا سے دخل نا اختیار کیا اسلیئے وہ ہماری نظر سے گر گیا۔ ہم دہلی مین چلے آئے۔ جو شخص کہ ہم سے اخلاص رکھتا ہے یا معاملہ فہم ہے اور نجات اپنی چاہتا ہے اور اپنا مقصد حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس فرمان کے پہنچتے ہی ہماری خدمت مین حاضر ہو کہ ہر شخص کو مراتب والا اور منصب گرامی سے ہم سرافراز کرین۔ کہ یہ ہماری زمانہ اختیار کا آغاز ہے۔

شمس الدین خان اتگہ کو جو بھیرہ مین تھا لکھا کہ جب فرمان کے مضمون سے مطلع ہو تو لاہور پر آن کر متصرف ہو اور شہر کو میر خان محمد کلان کو سپرد کر کے بہت جلد ہمارے پاس حاضر ہو۔ اُس نے حکم کی تعمیل کی۔ اب منعم خان کو کابل مین بھی فرمان گیا۔

شمس الدین خان محمد اتگہ جب بادشاہ کی خدمت مین آیا تو اسکو بیرام خان کا علم و نقارہ و تمن توغ عنایت ہوا اور پنجاب کی حکومت و حراست تفویض ہوئی۔ تھوڑے زمانہ مین دور و نزدیک کے کان میں بیرام خان سے بادشاہ کے تغیر مزاج کا آوازہ پہنچ گیا تو تمام امیر و منصب دار بیرام خان کو چھوڑ چھوڑ کر بادشاہ کی خدمت مین آنے لگے۔ بادشاہ کی بھلائی کو تو کیا بُرائی کو بھی بیرام خان کی بھلائی سے اچھا جاننے لگے اسکی سخت گیری اور ناخدا ترسی کے آگے بادشاہ کی بُرائی کی کچھ اصل نہ سمجھتے تھے۔ سب سے اول اس سے قیا خان گنگ جدا ہوا۔ بادشاہ کی ناراضی کے آثار کے ظاہر ہوتے ہی کوئی پایہ کا آدمی بیرام خان کا طرفدار نہ رہا۔ بیرام خان گو بڑا عاقل تھا مگر ایسا غافل ہوا کہ دارالخلافۃ آگرہ سے دارالسلطنت دہلی تک بادشاہ شکار کھیلتا گیا اور یہ نہ سمجھا کہ وہ مجھی شکار کر رہا ہے میرے اقبال کو برعکس کر کے لاابقا بنا رہا ہے وہ اس فارغ دلی و آزاد خاطری سے اپنی استقلال کا دم مارتا تھا اور غرور کے نشہ مین مست ایسا تھا کہ اگر اس قسم کی باتین سنتا تو وہ باور نہ کرتا اگر انکے سچے ہونے کا خیال دل مین کچھ آتا تو اپنے پندار مین ایسا گرفتار تھا کہ انکی کچھ قعت نہین کرتا تھا۔ اب تک وہ بادشاہ کو لڑکا اور شاگرد اور اپنے تئین خان بابا اتالیق سمجھتا تھا۔ نہین جانتا تھا کہ شاگرد اسکا اُستاد ہو گیا ہے ع کس نیا موخت علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد بلکہ اسکا وہ آقا بنا چاہتا ہے۔

جسوقت کہ بادشاہ کے فرمان امرا پاس پہنچے اور نزدیک و دور خبر ہو گئی کہ بادشاہ بیرام خان سے ناراض ہو گیا تو اسکو یقین ہوا کہ اس بار بادشاہ کا شکار دوسری طرز پہ ہوا ہے کہ مجھے نظر سے گرا

خود کارخانہ سلطنت کے انتظام پر متوجہ ہوا ہے۔ اس نے مرزا قاسم خان کی خبر لوچھی مگر وہ یہان
کہان تھا پادشاہ پاس تھا۔ ناگزیر حیلہ و تدبیر کرنے لگا ــــــ پادشاہ کی خدمت مین محمد خان
و حاجی محمد خان سیستانی و خواجہ امین الدین محمود کو روانہ کیا کہ اسکی نہایت لوازم فروتنی و نیاز مندی کو
بجالائین اور تقصیرات کا عذر کرین اور حریف بازی سے کام بنائین۔ جب پادشاہ پاس یہ
لوگ آئے تو پادشاہ کی باتین وہ ہوش افزا سنین کہ نہایت شرمندہ و سرافگندہ ہوئے اور ان کی
جواب دہی مین اپنی مصلحت نہ سمجھی۔ پادشاہ نے انکو رخصت بھی نہ کیا۔ ان لوگون کے کھینے لینے اور
اپنے متعلقین کے متفرق ہونے سے بیرام خان سراسیمہ ہوا۔ سررشتۂ تدبیر اسکے ہاتھ سے نکل گیا۔ دل
مین بہت سی تدبیرین سوچین انہین اس تدبیر کو مقدم جانا کہ چل کر پادشاہ کے قدمون مین گرے
اور روئے پیٹے اس طرح اپنا علاج کرے۔ جب اس حقیقت حال کو ہوشمند خیر اندیشون نے پادشاہ کے
کانون مین پہنچایا تو ایک جماعت نے یہ رائے دی کہ خواہ کسی طرح بیرام خان آئے اوسکا آنا خدشۂ
فریب سے خالی نہین ہوگا۔ پہلے اس سے کہ وہ یہان دہلی مین آئے پادشاہ کو لاہور لے چلیئے اور اس کی
ملاقات پادشاہ سے نہ ہونے دیجیئے۔ ابھی جنگ ظاہری کا اسباب مہیا نہین ہے معلوم نہین ملاقات کے
بعد کیا صورت پیش آئے۔ اگر بیرام خان لاہور مین آئے تو کابل مین پادشاہ کو لیجائیے دوسری جماعت
کہتی تھی کہ کہین نہ جائیے خوب جنگ کیجئے۔ پادشاہ نے بھی ہیچ بچار کرکے نبرد و کارزار پر ابھی ارادے
کو موقوف رکھا۔ ترسون محمد خان و میر حبیب اللہ کو بھیجا کہ بیرام خان کو آنے سے منع کرین اور لکھ دین کہ
ایکی دفعہ اس سے مین نہین ملونگا خواہ کیسے ہی دوستی کے لباس مین وہ آئے۔ جب یہ تدبیر نہ چلی تو
بڑا اندوہ و اندیشہ ہوا۔ اگرچہ ولی بیگ و شیخ گدائی اسکو صلاح دیتے تھے کہ پہلے اس سے ہجوم عام
اپنا کام دلخواہ کر لینا چاہیئے لیکن کبھی اس نے یہ ارادہ نہین کیا کہ اپنے آقا کے فرزند پر تلوار اوٹھائے
اسکو شرم آتی تھی کہ جسکی ہوا خواہی کا اظہار زبان سے ساری عمر کیا ہو اب اس سے پیکار کیجئے اب تک
اسکو یہ خیال چلا جاتا تھا کہ بغیر اسکے ممالک ہندوستان کا انتظام نہین ہوگا اس لئے بہتر ہے کہ
دوستی کے لباس مین دشمنی کیجئے کہ دفعۃً بدنامی جاودانی کا داغ پیشانی پر نہ لگے کبھی اسکو یہ
سوجھتی تھی کہ مالوہ کی تسخیر کے لئیے بہادر خان کو بھیجا ہے اسکو خود لشکر لے جاکر فتح کیجئے اور

اور وہان آرام کرکے فرصت کار کی طلب مین رہیئے بعض اوقات اسکا اندیشہ یہ جولانیان کرتا تھا کہ دار الخلافہ آگرہ کو چھوڑیئے اور سنبل کی راہ علی قلیخان کو اپنے ساتھ متفق کیجیئے اور افغانون کے لک مین آخر چندروز رہیئے اسباب جمعیت وہان سرانجام دیجیئے کبھی تجرد کو اپنے ساتھ انتساب کرکے کہتا تھا کہ مدت سے میرا ارادہ تھا کہ ترک و تجرید کو اختیار کرکے باقی عمر کو اماکن شریفہ و عتبات علیہ مین بسر کیجیئے — اندنون مین پادشاہ خود انتظام ممالک مین مصروف ہوا ہے اس سے بہتر کیا توفیق ہوگی کہ اپنی نیت کو قوت سے فعل مین لاؤن اور پادشاہ سے اسکی درخواست کرون۔ اسنے اپنے اسی ارادہ کو مصلحت جانا اور بہادر خان کو جو مالوہ کی طرف متوجہ تھا اولٹا بلاکر پادشاہ پاس بھیجا کہ آہنگ تجرد اسکا سب کے نشان خاطر ہو جائے۔ ظاہر مین یہ حج کی نیت تھی مگر باطن مین کچھ اندیشے تھے۔ اول اسکندر خان کے بیٹے کو غازی خان کی ہمراہ رخصت کیا کہ وہان ممالک محروسہ مین شورش برپا کرے اور اطراف مین مکاتبات پنہانی بھیج کر خود الور گیا کہ وہان سے اہل و عیال کو لیکر پنجاب کی جانب جائے اگر کام تدبیر سے نہ بن پڑے تو ریاست کا سامان درست کرے کہ وقت منازعت کام آئے —

بادشاہ کا فرمان خانخانان کے نام

جب بیرام خان کے اس اندیشہ نادرست کی خبر پادشاہ کو ہوئی تو اوس نے یہ فرمان جو پند نامہ ہوش افزا ہے بیرام خان کو لکھا کہ تم نے ایک جماعت سے جو اس تمہاری رنجش و آزار کا سبب ہوئی ہے مشورہ کرکے مآل و حال کا ملاحظہ نہ کیا۔ اور انکے بہکانے سے ولایتون کے برہم کرنے کے درپے ہوئے۔ اسکندر کے بیٹے اور غازی خان کو روانہ کیا کہ ملک مین شورش مچائین مہدی قاسم خان کو مکتوب لکھکر اسکے دیوان مبارک کے ساتھ بھیجا کہ لاہور کی طرف ہم آتے ہین قلعہ کو نگاہداشت کرو اور کسی اور کو نہ دے دینا۔ تاتار خان پنج بھتیہ کو بھی پیغام دیا ہے اور اطراف و جوانب مین خبرین بھیجی ہین کہ ہر طرف سے خلل پیدا ہوا اور خود الور گئے ہو کہ وہان سے لاہور جاؤ۔ اگرچہ ہم کو یقین ہے کہ ان امور کی ابتدا تم سے خود نہین ہوئی — کسی اغوا اور ضلالت کی باعث ہوئی ہوگی جس سے مہمات کی نوبت یہانتک پہونچی ہے اب تم آپ ہی کہو کہ یہ کیا صورت ہے کہ تم نے چالیس برس تک اس اخلاص و ارادت کی اور طرح طرح کی عنایت و رعایت حاصل کرکے عزت و دولت کی

تمہارا سر پہونچے۔ تمہارا نام ہمارے دودمان عالیشان کے اکرام واحسان کے سبب سے اکثر
معمورۂ عالم مین کمال صدق واخلاص سے مشہور ہوا اس آخر عمر مین بغاوت کرتے ہو اپنے
خدا سے اس معاملہ مین نہین شرم کرتے باوجود اس رنجش و آزار و امور نامناسب نا ہموار کے ہم
اب تک تمہاری خاطر کو عزیز رکھتے ہین اور تمہاری خیریت چاہتے ہین ہماری اور تمہاری ملاقات
مین تاخیر و توقف واقع ہو گیا ہے۔ اگر تمہارے لئے ان حدود مین کوئی سرحد اور ولایت ہم
مقرر کرتے ہین تو اوراب غرض پھر اس طرح کی باتین کرینگے کہ جنسے تمہاری خاطر آزردہ ہو اس لئے
ہمارے نزدیک مناسب یہ ہے کہ جیسا تم نے عرضداشت مین درخواست کی ہے کہ حرمین شریفین
کے طواف کا ارادہ ہے پس اس نیت پر عازم جازم ہو کر متوجہ ہو۔ اپنے آدمی بھیجدو کہ جو کچھ
تمکو نذر کرنا ہو وہ آنکر سرہند و لاہور سے لے جائین اور تمہارے پاس پہنچا دیں جب حج کر کے
ہمارے پاس آئیگے تو ہم تم سے بہت اچھی طرح ملینگے اور جو تم چاہو گے اسمین ہم مضائقہ نہین کرینگے
اور تمہاری خدمات سابقہ کو ملاحظہ کر کے پیشتر سے بیشتر خاطر جوئی کرینگے۔ اب غرض کہنے سے
تم منحرف ہو کر بدنام نہ ہو۔ ہماری بدولت مقاصد دنیوی کی نہایت پر پہنچے ہو۔ ہماری ملالت سے
سعادت اخروی سے بھی بہرہ ور ہو۔ مگر بیرام خان نے اس فرمان پر کچھہ لحاظ نہین کیا۔ ماہم انگہ
اپنی عقل سے مہمات کا انتظام کرتی تھی۔ اس نے شہاب الدین احمد خان و خواجہ جہان کو اپنا
پیش دست بنایا تھا۔ جو امرا بادشاہی اس پاس آتے تھے انکو دلاسا دیتی تھی اور جمہور خلائق کی
دلدہی کا سامان کرتی تھی ۔ روز بروز اطراف مملکت سے امرا اور یکہ جوانان چلے آتے
تھے اسنے مصلحت ملکی اور معاملہ نافہم ظاہر پرستون کے لئے بہادر خان برادر علی قلیخان منصب بزرگ
وکالت کا بادشاہ سے دلا دیا اس پر فہم پیشہ معاملہ دان کام کی کنہ کو تو پہنچے نہین زبان درازی
کرنے لگے کہ اس وکالت کے مہم خطیر و امر عظیم کے واسطے وقوف کامل و تجربہ تام و دیانت وافر و حوصلہ
فراخ و کد فراوان درکار ہے اور ان صفات کے ساتھ کمال آزادگی بھی ہونی چاہئے کہ اپنے
سود و زیان سے درگذر کر کے اپنی ہمت اپنی صاحب کی مزید کار مین مصروف ہو۔ اگر اپنے ولی نعمت کا
کام اس شخص سے نکلتا ہو کہ جس نے اسکے باکو انا ہو تو اسکے رواج کار مین کوشش کرے خلوص کے ساتھ

اس کا طریقہ صلح کل ہو پادشاہ جو ہوتا ہے خدا اُسکو ہزارون آدمیون مین سے منتخب کرکے اہل عالم کو اسکے سپرد کرتا ہے طوائف متلونہ و طبقات ملل و نحل آکی رای رزین کے متفوض کرتا ہے اگر اس پادشاہ کا وکیل ایسے عدیو کا نشان نہ ہو تو نظام عالم کے سی ہو سکتا ہے۔ مذاہب مختلفہ و ادیان متنوعہ جنکے اختلاف و افتراق مین حکمت بالغہ الٰہی ہی کیسے رفاہیت پا سکتے ہین مگر نفس امر مین یہ بات آدمیون کی نافہمیدگی سے تھی کیونکہ یہ امر مستعار ظاہر بینون کی مصلحت پر مبنی تھا اور اس سے اس شورش کا دفع کرنا مقصود تھا کہ ترکان سادہ لوح کی ایک جماعت نے قیا خان گنگ و سلطان حسین جلایر و محمد امین دیوانہ کے ساتھ اتفاق کرکے شہاب الدین احمد خان و خواجہ جہان اور اس قسم کے آدمیون کا قصد کیا تھا۔ اس سبب سے پادشاہ نے ان فتنہ اندوزون کی آشوب کی آگ بجھانے کے لیے منصب وکالت بہادر خان کو دیدیا۔ قیا خان کو قدیم خدمات مستحسن کے سبب سے کھڑا ایچ اور اوسکی حدود دیدین۔ محمد امین دیوانہ بھاگ کر صحرا مین آوارہ ہوگیا جب ان بداندیشون کے ہنگامہ مین سنگ تفرقہ پڑا تو بہادر خان کو مالوہ جاگیر مین دیکر رخصت کیا۔ ان دنون مین بہادر خان پر رسم وکالت کا اطلاق ہوتا تھا مگر معنی اس منصب کے باہم انگہ پر صادق آتے تھے وہی وکالت کرتی تھی۔ اہل ظاہر پرست صورت کو کیا دیکھتا ہے اس کارِ شگرف مین خرد اور حوصلہ کی ضرورت ہے یہ دونو صفت ماہم انگہ پر ختم تھین ؎

ای بسا زن کہ بہ گام خرد مردانہ ۔۔

بیرام خان کی کوئی تدبیر درست نہ بیٹھتی تھی وہ سہ شنبہ ۱۲ رجب کو دار الخلافۂ آگرہ سے الور کی طرف چلا۔ راستہ مین بیانہ مین اوس نے شاہ ابو المعالی و محمد امین دیوانہ کو کہ فتنہ و فساد کے دور کرنے کے لیے قلعہ بیانہ مین مقید کئے گئے تھے چھوڑ دیا۔ ظاہر مین تو اُن سے یہ کہا کہ پادشاہ پاس جاؤ مگر باطن سے مقصود اصلی یہ تھا کہ فتنہ برپا کرین۔ جب پادشاہ کو بیرام خان کی آگرہ سے الور کی طرف روانہ ہونے کی اور وہان سے پنجاب کی طرف جانے کی خبر ہوئی تو پادشاہ کی یہ رای ہوئی کہ دار الملک دہلی سے چلکر حدود ناگور مین قیام کیجیے کہ بیرام خان کے اس حدود مین پاؤن نہ جمین اور اگر ممالک پنجاب مین جانے کا قصد کرے تو سر راہ روکا جاے۔ جمعہ ۲۱ رجب کو بادشاہ نے دہلی سے کوچ کیا۔ پھر احتیاطاً میر عبد اللطیف قزوینی کی معرفت یہ مواعظ اپنی طرف سے لکھکر بیرام خان کو سنائے کہ ای میرے

بادشاہ کا بیرام خان کی فتنہ انگیزی سے مطلع ہونا

۹۶۷ ہجری مطابق ۱۵۶۰

خان بابا تمہارے حقوق خدمت و حقائق عقیدت سب میرے دل میں منقش ہیں اور جہان میں وہ مشہور ہیں میں لڑکا تھا۔ لڑکپن کا مقتضا یہ تھا کہ میں سیر و شکار میں مصروف رہتا تھا۔ اور سارے مہمات سلطنت اور انتظام تم کو سپرد کر رکھا تھا جو اب تک تم نے چاہا وہ کیا۔ میں نے اسمیں کچھہ دخل نہیں دیا۔ اب میرا ارادہ ہے کہ خود کار و بار جہانبانی اور معدلت گستری کرون۔ اب تم جیسے خیر خواہ خردمند کو چاہیئے کہ اس بات کو عطیات الٰہی سے سمجھہ کر خدا کا شکر کرو اور کچھہ عرصہ کے لیئے مہمات دُنیا کے شغل سے دل اوٹھا کر حج کو جاؤ۔ خلا و ملا میں تم ہمیشہ سعادت حج کا شوق ظاہر کیا کرتے تھے۔ ہندوستان میں جسجگہ اور جسقدر چاہو جاگیر لے لو اور اسکے محاصل کو اپنے آدمیون کی معرفت اگھوا کے فصل بہ فصل سال بہ سال اپنی سرکار میں منگا لو۔

جب بادشاہ جھجر میں ۱۲ رجب کو آیا تو بیرام خان کی رہ گزر روکنے کے لئے خود اپنا جانا بادشاہ نے مناسب جانا۔ ادھم خان۔ شرف الدین حسین مرزا۔ پیر محمد خان۔ شاہ باغ خان و مجنون خان اور ایک جماعت کو ناگور کی طرف روانہ کیا کہ اگر بیرام خان واقع میں سفر حجاز کا قصد نہ کرے اور اس سفر کی شہرت دینے سے یہی غرض ہو کہ دھوکہ دیکر پنجاب چلا جاؤن اور وہان شورش برپا کرون تو اوسکو یہ لشکر سزا دے اور نہین تو اہتمام کر کے اُس کو ممالک محروسے باہر کردے ناگور اور اسکے حدود مرزا شرف الدین حسین کو حوالہ کیئے امراء عظام اس خدمت کے اہتمام میں آئین شائستہ کے ساتھ مصروف ہوئے اور خود بادشاہ چہارشنبہ ا شعبان کو دہلی میں آگیا۔ بیرام خان سرکار میوات میں تھا کہ بادشاہ کی فوج کے آنے کی خبر اسکے لشکر میں منتشر ہوئی دفعتہً اسکے ہنگامہ کی رونق دور ہوئی ہوا۔ ولی بیگ اور اسکے دو بیٹون حسین قلی بیگ و اسمعیل قلی بیگ کے کہ بیرام خان کے خویش تھے و شاہ قلیخان محرم و حسین خان اور چند اور آدمیون کے کوئی اُس پاس نہ رہا۔ ساری سپاہ اسکی فوج فوج بن کر بادشاہ پاس جانی شروع ہوئی۔

بادشاہ کا لشکر اُس کی طرف جب فوج فوج چلا تو اُس نے دیکھا کہ اب مجال توقف نہیں ہے۔ دل سے ریاست کا خیال دور کر کے ایک عرضداشت بھیجی کہ جسمین طرح طرح سے نیازمندی اور عذر خواہی کی اور جُدائی کا افسوس ظاہر کیا اور حرمین شریفین کی زیارت کے لیئے رخصت مانگی اور

چند فیل و تمن و توغ و علم و نقارہ و سائر ادوات امارت کو حسین قلی بیگ کے ہمراہ بھیجدیا اُمراء کو لکھدیا کہ آپ میری طرف کس لیئے تصدیع فرماتے ہین - میرا خود دل دنیا اور اسکے کاروبار سے سرد ہوگیا ہے - اسباب ریاست پادشاہ پاس بھیجدیا ہے - اُمراء اس دم مین آن کر پھر گیئے - حسین قلی دہلی مین پادشاہ پاس آیا اور خلق مین مشہور ہوگیا کہ بیرام خان حج کو گیا - شیخ گدائی پادشاہ کی خدمت مین آیا - اگرچہ لائق سزا تھا مگر پادشاہ نے اوسپر رحمت کی - اس عرصہ مین ناگاہ یہ شہرت افواہ ہوئی کہ بیرام خان پنجاب کے صوبہ کی طرف آیا نہین کہ ایک شورش برپا ہوئی نہین -

بیرام خان کی کھلی بغاوت پنجاب مین - سنہ ۹۶۷ھ

پادشاہ کی سپاہ کے بھیجنے کے سبب سے وہ ممالک محروسے نکل کر بیکانیر مین آیا - راے کلیان مل اور اوسکا بیٹا رای سنگھ جو اس سرزمین مین سب سے بڑا رتبہ رکھتے تھے وہ بیرام خان سے ملنے آئے - بیرام خان کو یہ مقام دلپذیر معلوم ہوا - وہ یہان چند روز رہا - پھر وہ یہان سے پنجاب کی طرف گیا اور پادشاہ سے کھلی بغاوت اختیار کی اور سرحد کے اُمراء کو لکھا کہ مین سفر حجاز پر متوجہ تھا لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ پادشاہ سے ایک جماعت نے جھوٹ موٹ کی باتین لگا کر مجھے آوارہ کیا ہے اور پادشاہ کا مزاج میری طرف سے متغیر کردیا ہے خصوصاً ماہم انگہ نے کہ وہ اپنے تئین مستقل سمجھتی ہے اور کہتی ہے کہ مین نے بیرام خان کو نکلوا دیا - اسلیئے مینے ارادہ کیا ہے کہ ایک دفعہ ان بدکرداروں کو سزا دیکر پادشاہ سے سفر مبارک کی تازہ رخصت لون - اور اس طرح اور مقدمات لکھ بھیجے اور خواجہ درویش اوزبک جو پنجاب کے امراء عظام مین سے تھا اس پاس مظفر علی بھیجا کہ اسکو لے آئے - جب پادشاہ کو یہ اخبار معلوم ہوئے تو اوسنے فرمان جو ایک نصیحت نامہ ہی بھیجا -

۲۰ فرمان پادشاہ - سنہ ۹۶۷ھ

خانخانان کو معلوم ہو - کہ ہمارے خاندان کے پروردہ نعمت اور تربیت کردہ عنایت ہو اور تمہارے حقوق خدمات ہماری درگاہ مین ثابت ہین - حضرت والد ماجد نے امر عظیم القدر ہماری اتالیقی کا تم کو اسلیئے سپرد کیا تھا کہ صدق نیت و اخلاص تمہارا دیکھا تھا - جب والد کا انتقال ہوا تو اخلاص اور دولتخواہی مین کمر صدق و جان سپاری باندھ کر مہمات وکالت کے تم متعہد ہوئے - ہم نے بھی خدمات کی شفقت اور نیک اندیشی تمہاری دیکھ کر حل و عقد رتق و فتق امور کو ایسا تمہارے قبضہ اقتدار مین چھوڑ دیا کہ اس سے زیادہ متصور نہین ہوسکتا - برا بھلا جو تمہارے دل مین آیا وہ تم نے کیا ہمنے

کچھ دخل نہیں دیا تم سے اس پانچ سال کے عرصہ میں چند امور ناشائستہ ایسے ظہور میں آئے کہ خاطر کبھو
کو تم سے نفور ہوا۔ اسکی مثال شیخ گدائی کی تربیت ہے۔ کہ تم نے باین ہمہ زیرکی و دانائی
جاہل و ناقابل باحسب و نسب آدمیون کو چھوڑ کر اپنی مصاحبت و آشنائی کے لیے اسکو انتخاب کیا
باوجودیکہ وہ منصب صدارت کا متعہد تھا و ظہور مینا شیر پر مہر کرتا تھا ہمنے اسکو تسلیم سے معاف کیا تھا۔
باوجود اسکی کمال جہل و نادانی کے محافل میں جمیع سادات صحیح النسب و علماء جلیل الحسب پر جنکے
ہم عظمت و شان و حالت کا ملاحظہ کرکے مراسم تعظیم و احترام بجا لاتے تھے۔ ہم نے اسکو تقدیم دی
باوجودیکہ وہ خاندان سادات کی محبت و دوستداری کی شیخیان ابا تھا۔ اس لئے عمداً اس فرقہ
کے بقیہ کی ذلالت و خواری کو تجویز کیا۔ تم نے اس اپنے تربیت کردہ کو جو دلون کا مردود اور نظرون کا
مطرود تھا اس طائفہ پر ترجیح دی۔ اور انکے بزرگون کی ارواح مقدسہ سے کسی طرح شرم و آزرم رکھی
اسکو اس مرتبہ پر پہنچایا کہ وہ سوار ہمارے سامنے آتا اور ہم اس سے مصافحہ کرتے تھے اپنے ماتحت نوکرون کو
جنکی حالت و لیاقت معلوم۔ خطاب سلطانی و خانی و علم و نقارہ معمور رہا گھر یا اور سیر حاصل ولایتون سے ممتاز
کیا اور حضرت جنت آشیانی (ہمایون) کے وقت کے خوانین سلاطین کے امراء معتمدون کو جنکی اصالت
و حالت و استحقاق سب پر روشن تھا کمال بے اعتباری کے ساتھ خشک و ٹیون سے محتاج
کیا۔ ان سبکے خون و ناموس کا قصد کیا۔ بابری ملازمون اور خدمتگارون کو جنہون نے برسون
امیدواری اور خدمت کی تھی اور وہ رعایت و عنایت کے مستحق تھے اونکے لیے اصل معیشت
بھی تجویز نہیں کی۔ وہ جماعت کہ شکار اور سواری میں میری ملازمت میں ہوتے تھے اور بڑا محنت و
مشقت سے خدمت کرتے تھے۔ انکے خون بیگنہ کے تم پیاسے تھے طرح طرح کی بے اعتدالیان
انکے ساتھ تم کرتے تھے۔ اور اگر اپنے نوکرون میں سو گناہ مثل قتل چوری۔ راہ زنی۔ تاراج اور طرح کا
فسق و فجور ظہور میں آتے تو سب معاف تھے اور اگر ہماری ملازمون میں سے کچھ ذرا قصور ہوتا یا کوئی جھوٹا بہتان
اونپر باندھ دیتا تو ان کے قتل و حبس و تاراج میں تاخیر نہ ہوتی۔ ہمارے خبر ہونے تک انکی بے آبروئی
ہوتی۔ اور طرح طرح کی انپر جفا ہوتی۔ بعضے آدمی نہایت کمینہ اور سفلے تمہاری خدمت میں رہتے تھے
اور خوشامد کرتے تھے۔ جیسے کہ شاہ قلی نارنجی۔ عبداللہ بہرلنگ ساربان۔ اور تم اپنی سادگی سے اس طائفہ کو

راست گو جان کر تربیت کرتے تھے۔ اور انکو تقویت دیتے تھے۔ شاہ قلی نے بے حیائی کرکے فرمان نہ سُنا۔
محمد طاہر نے ایسا جواب درشت دیا کہ وہ اسکا مستحق تھا کہ زبان اسکی کاٹی جاتی بلکہ قتل کیا جاتا۔ لنگر سا ربان نے
تمہاری حضور مین ایک جماعت کے روبرو ایسا درشت لفظ کہا کہ وہ بھی سیاست کا مستحق تھا۔ ولی بیگ کو تم خود جانتے
ہو کہ وہ قزلباش مین کیا عزت و اعتبار رکھتا تھا۔ بغیر کسی خدمت و اصالت و حالت کے اسکو تم نے اپنا داماد بناکر
اُمرا عظام سے بڑا بنا دیا۔ یہان تک کہ سید قلی مرزا بر کہ علو سیادت و انتساب سلطنت مین ممتاز تھا تقدیم
دی حسین قلی کو جسنے اب تک ایک مرغی پر بھی تیغ نہین لگایا تھا۔ اسکندر خان، عبد اللہ خان و بہادر خان کی
برابر تم نے رعایت کی اور آباد جاگیرین اسکو دین اور خوانین عظام کو ویران جاگیرین دیکر ناخوش کیا ان
دنون مین اکثر مجالس مین ایسی حرکات تم سے سرزد ہوئی تھین کہ وہ ہماری خاطر کی باعث رنجش و آزار ہوتی تھین
چونکہ ہمکو تمھاری خاطر عزیز تھی اور تم کو دولتخواہ اپنے خاندان کا ہم سمجھتے تھے اور تمہارے قول و فعل پر اعتماد رکھتے تھے
ان تمام ناہموار اعمال و کردار کو تم مین خیر خواہی و محض نیک اندیشی تصور کرتے تھے۔ دیدہ و دانستہ اپنے کرم حلیم سے
اُنسے درگذر کرتے تھے۔ ان دنون مین ہمکو معلوم ہوا کہ تم نے اس جماعت باغیہ کی باتون مین آکر یہ قصد کیا ہے کہ
سعدو دے چند کہ ہماری ہمراہ ہین ان کو علیحدہ کرکے ہم کو تنہا کردین۔ اس شرارت کے دفع کرنے کے لیئے دار الخلافت
آگرہ سے دار الملک دہلی کی طرف متوجہ ہوئے ہین اور تم کو لکھا کہ بعضے امور تم سے ایسے ظہور مین آئے ہین کہ ہم
نہین چاہتے کہ تم ہماری ملازمت کرو۔ اگرچہ تمنے ہم کو بہت آزار پہنچایا ہین مگر بدستور تمکو خان خانان جانتے ہین
اور کہتے ہین۔ تمہاری خاطر سے ہم نے سخت قسمین کھاکر کہا کہ ہم تمہارے جان و مال و ناموس کا قصد ذہن پر کھتے
ہین۔ ہم نے خود مہمات جہانبانی کو اپنے ہاتھ مین لیا ہے جو تم چاہتے ہو عرضداشت مین لکھ کر عرض کرو جو ہمارے
نزدیک مناسب ہوگا اسپر حکم دینگے۔ ہمکو یہ خیال تھا کہ جسوقت تم یہ خبر سنوگے کہ ہم خود مہمات سلطنت مین مشغول ہوئے
تو تم مسرور ہوگے اور تسلیم و رضا مین راسخ دم و ثابت قدم رہوگے۔ ہمارے خاندان کے حقوق نعمت
و تربیت کہ چالیس سال سے تمہارے ذمہ پر ہین اور تم نے سن المہد الی العہد اس ہی پرورش پائی ہے بالکل
فراموش خاطر کرکے اس جماعت مفسد و مفتن کے کہنے مین آگئے کہ وہ اپنی اغراض نفسانی کے سبب سے چاہتی ہین کہ
اہل بغاوت کے جریدہ مین تم کو لاوے اور اس آخر عمر مین سعادت اخروی سے محروم کرے۔ شقاوت ابدی
مین مبتلا کرے۔ چنانچہ اس نے اپنی کمال شیطنت اور خباثت و خود پسندی سے تم کو بے ادب کر دیا۔ و لہ

اسکندر کو تمنے پیغام دیا کہ مخالفت و منازعت کرے تتار خان نے ہم بھتیجہ پاس آدمی بھیجا کہ دامن کوہ مین آن کر دراز دستی و دست اندازی ان حدود مین کرے خود لاہور کا خیال کرکے چلے ہو کہ وہان جاکر فتنہ و فساد کی بنیاد قائم کرو اور مخالفت کا طریقہ اختیار کرو اور ممالک محروسہ کے اطراف مین خلل ڈال کر ہماری دودمان کے چراغ کو اپنے دم سرد سے ٹھنڈا کرو ۔ چراغے را کہ ایزد بر فروزد ٭ ہر آنکس تف کند ریشش بسوزد ٭ پردہ غرور و پندار نے تمہارے دیدۂ اعتبار کو کور کر دیا ہے ۔

ہمکو تمہارے اخلاص و اعتقاد پر کہ تمہارے چہرۂ احوال و جبہۂ اعمال سے واضح ہے اب تک ایسا اعتبار چلا آتا ہے کہ ایسی شرارتون کے کام کرنے تم سے دور معلوم ہوتے ہین اور ہمکو ان پر یقین نہین ہوتا اس لیے کہ تم ہماری خاندان کے پرورده نعمت و تربیت کرده ہو ۔ تم پر ہمارے حکم کی اطاعت واجب و لازم ہے ہم بر سبیل محبت فرماتے ہین کہ اپنے ان افعال و اعمال قبیحہ سے درگذر کرو اور اس جماعت مخذول العاقبت کو جسنے تمہاری دولت و عزت کو نقصان پہنچایا ہے اور وہ اپنی اغراض کے سبب سے باغی بنانا چاہتی ہے مقید کرکے ہماری پاس بھیجدو جیسے ہم نے اس پانچ سال مین تمہاری خاطر کی ہے کہ جو کچھہ تم نے کیا خواہ معقول یا نامعقول تمہاری صوابدید سے عدول نہین کیا اس لئے تمکو بھی چاہیئے کہ ہماری حکم کو سمعاً و طاعۃً انقیاد کرکے برخلاف نہ کرو ۔ جب تم اس حکم پر عمل کروگے ہمارا دل تم سے صاف ہو جائیگا اور تمہاری جرائم و تقصیرات کو بالکلیہ معاف کر دینگے ۔ جسوقت ہماری ملازمت کو چاہو گے اور وقت بھی اسکا اقتضا کریگا تو ہم تمکو بلائینگے کہ تمہارا حجاب رفع ہو ۔

اب تک ہم کو تمہاری خدمات ملحوظ و منظور ہین گو ان خدمات کی عوض مین بہی برابر رعایتین ہو چکی ہین ہم یہ نہین چاہتے کہ تمہارا نام کہ مدتون اخلاص و ارادت و انقیاد و اعتقاد کے ساتھہ امصار و بلاد مین مشہور تھا ۔ اب بغاوت و عناد و فساد کے ساتھہ منتشر ہو اور آخر عمر مین قراچہ قراجت کے زمرہ مین تمہارا حشر ہو تمہارے عبودیت کے حقوق کے سبب سے ہم نے تم کو آگاہ کیا ۔ زنہار کچھہ اور خیال نہ کرنا اور خوب یقین رکھو کہ اگر از روی جہل و کوتہ اندیشی کجبے راہ ہو گے اور نخوت و پندار سے اپنا دماغ پریشان کرکے اہل ادبار کی سلک مین آؤگے تو ہمارا لشکر تمہاری درپے ہو گا اور ہماری اقبال کا عنفوان اور تمہارے ادبار کا آغاز ہے اس لئے یقین ہوتا ہے کہ ہم کو فتح عظیم ہو اور تم شرمسار گرفتار ہو ۔ بدیولتی اس معنی پر استدلال

نہین کرنے دیتی کہ ان پانچ سال مین تم نے اپنے آدمیون کے ساتھ کیسی رعایت کی ہے وہ اس واقعہ کے دن کام آئین کوتہ اندیشی ونادانی کے سبب سے آدمی نہین جانتا کہ دولت عنایت الٰہی کے ساتھ ہے جسوقت یہ عنایت نہو تو کوئی ہیدولت کام مین نہین آتا۔ چنانچہ تم نے اپنی آنکھون سے دیکھ لیا کہ جن آدمیون کو تم فرزند و برادر کہتے تھے اور کبھی انکی جدائی کا گمان نہین کرتے تھے وہ امیر جدا ہوگئے اور جو رہ گئے ہین وہ بھی ایک ایک کرکے علحدہ ہوجائینگے اور ہماری درگاہ مین آجائینگے اور رفتہ رفتہ تمکو تنہا چھوڑ دینگے ایسی جگہہ سوای تسلیم و رضا کے کوئی اور چیز فائدہ نہین دیتی ؎ سر نیاز بباید نہاد و گردن طوع ✤ کہ ہر چہ حاکم عادل کند ہمہ داد ست

خانخانان اس دستورالعمل سعادت سے پند پذیر نہ ہوا بلکہ اور شورش پر زیادہ آمادہ ہوا۔ وہ بیکانیر سے پنجاب کیطرف متوجہ ہوا۔ جب قلعہ تبرھندہ مین پہنچا۔ یہ شیر محمد دیوانہ کی جاگیر مین تھا وہ اس کے مخصوصون مین سے تھا کوئی کہتا ہے کہ متبنیٰ تھا۔ اپنے بیٹے عبدالرحیم کو مع اہل و عیال و احمال و اثقال کے اس قلعہ مین شیر محمد کو حوالہ کیا اور خود وہان سے چلا۔ شیر محمد نے اپنے اصلی ولینعمت کے حق کو بہتر سمجہہ کر اس سے فرار کیا۔ اسکے تمام اسباب و اشیا پر کہ تبرھندہ مین چھوڑ گیا تھا متصرف ہوا اور اہل و عیال کو ملازمت مین لایا۔ بیرام خان نے جو درویش محمد اوزبک مظفر علی کو اپنے مال و عیال کی طلب مین شیر محمد پاس بھیجا تو اوس نے مقید کرکے پادشاہ پاس بھیجدیا اور پادشاہ کو اپنا صاحب حقیقی سمجہہ کر ولی نعمت مجازی کو چھوڑ دیا اور سچ مچ پادشاہ کا خیرخواہ بن گیا۔ جب بیرام خان تہارہ کے نزدیک پہنچا تو مرزا عبداللہ مغل نے قلعہ کو مضبوط کیا۔ ولی بیگ نے اوس سے لڑکر شکست پائی۔

پادشاہ دہلی مین تھا۔ جب اسکو معلوم ہوا کہ بیکانیر سے بیرام خان پنجاب کیطرف گیا تو پادشاہ نے اول لشکر شمس الدین محمد خان کو دیکر اس لئے بھیجا کہ خانخانان کو پنجاب مین نہ گھسنے دے اور پھر خود پادشاہ سامان یورش تیار کرکے پنجاب روانہ ہوا اور خواجہ عبدالمجید مخاطب بہ آصف خان کو دہلی سپرد کی اور اوسکو یہ نصیحتین کین کہ اپنے جاہ و خرد پر مغرور نہ ہونا۔ نعمت رسیدگی کا پاس ہمیشہ رکھکر اپنی سربلندی کو فروتنی پر منحصر سمجہنا اور اپنی مزد خدمت ہماری عنایت و تربیت کو سمجہنا۔ چشم و دل و دست و زبان کو آدمیون کے مال سے کوتاہ رکہنا۔

بیرام خان کی بغاوت کی شورش ہوئی تو مصلحت و احتیاط کے لیے حسین قلی بیگ کو قید کرکے ادھم خان

کو سپرد کیا اور اُسے کہدیا کہ اگر حسین قلی بیگ کو کوئی گزند پہنچی گی تو تجھ سے بازخواست ہوگی —
۔ بو ذی قعدہ کو دار الملک دہلی سے اس فتنہ کے دور کرنے کے لیے روانہ ہوا بادشاہ نے جو لشکر پہلے
روانہ کیا تھا وہ پرگنہ دکدار میں جو نواحی پرگنہ جالندھر میں ستلج و بیاہ کے درمیان واقع ہے پہونچا اور
گونا چور پر جو دکدار سے متعلق ہے بیرام خان کو جاکر اس نے روکا۔ بیرام خان جالندھر کے لینے میں
اہتمام کر رہا تھا کہ اتگہ خان کے لشکر کے آنے کی خبر سنی۔ وہ ان اتگہ خان کو کیا سمجھتا۔ اس سے لڑنے کو تیار ہوا
طرفین سے بہ آئین جنگ لشکر تیار ہوئے۔ بیرام خان پاس لشکر بہت نہیں تھا مگر کیفیت کے اعتبار سے زیادتی رکھتا
اور لشکر بادشاہی سے زیادہ اعتماد کے لائق تھا۔ بادشاہ کے لشکر میں سے اکثر نے اپنی بدنہادی و بدد لی
و دو زبانی سے بیرام خان کو نوشتے بھیجے تھے۔ غرض موضع گونا چور میں اوائل ذی الحجہ سنہ ۹۶۷ھ میں
طرفین سے کوشش دلیرانہ ظہور میں آئیں۔ بادشاہ کا لشکر اول بھاگا۔ دشمن کا لشکر اس کے پیچھے پڑا
اور بیرام خان خوش خوش جاتا تھا کہ اتگہ خان کی فوج ایک پشتہ کی پناہ میں کھڑی تھی کہ وہ اس کے سامنے
آئی۔ بیرام خان ہاتھیوں کو آگے لے کر اس کے مدافعت کے لیے کھڑا ہوا مگر آخر کار شکست پائی۔ بادشاہی لشکر
نے مخالف کی سپاہ کو پراگندہ کردیا۔ اسمعیل قلی خان کو زندہ گرفتار کیا۔ ولی بیگ زخمی ہو کر پکڑا گیا اور
اعیان مخالف گرفتار ہوئے۔ اور بہت غنیمت بادشاہ کے لشکر کے ہاتھ لگی۔ اتگہ خان نے بھگوڑوں کا دو
تک دوراندیشی کے سبب سے تعاقب نہیں کیا —
بادشاہ شکار کھیلتا ہوا نواحی سرہند میں تھا کہ خبرداروں نے اس فتح کی خبر سنائی۔ لوازم شکر و سپاس
وقوع میں آئے۔ مراسم نشاط و شادمانی کی تقدیم ہوئی۔ مہام سلطنت نے انتظام تازہ پایا۔ کوتہ
حوصلوں کو فراخی مشرب نصیب ہوئی۔ ہیچمدان سادہ لوحوں کو سر رشتہ دانش ہاتھ لگا۔ دولت نے
مغروروں کے ہاتھ سے خلاصی پائی۔ بادشاہ وقت کو ناحق شناسوں کی ستم شریکی سے نجات
ہوئی۔ خردمندوں کو افزائش دریافت نصیب ہوئی۔ دولت نے منہ دکھایا۔ اقبال نے چہرہ کشائی
کیا۔ عالم نے طراوت تازہ پائی۔ ۔۔۔ کو ۔۔۔ تازگی ہوئی۔ کور باطن حسد پیشہ خاکساری کے
گڑھے میں گرے۔ اور ادبار کی خاک انکے سر پر پڑی۔ انصاف پیدا اور عدالت آشکارا ہوئی — یہ
بادشاہ کے زمانہ اختیار کی فتح اول تھی۔ بادشاہ سرہند میں مقیم تھا کہ منعم خان حسب الحکم اور امراء کی

سنہ ۹۶۷ شکست یافتن بیرام خان

دوشنبہ ۱۸ ذالحجہ ۹۶۷ھ کو بادشاہ کی خدمت مین آیا اسکو منصب عالی و کالت اور خطاب خانخانی کا اور خلعت مرحمت ہوا اور شمس الدین اتگہ خان بہی یہین آیا اسکو خامہ داقو و خامہ غناحی بیرام خان اور اعظم خانی کا خطاب ملا وہ اپنی ساتھ مرزا ولی بیگ اور بڑے بڑے سردارون کو پاؤن مین زنجیر اور گلے مین طوق ڈال کر اور بہت سی غنائم لا یا تھا ۔ ولی بیگ نے زندان مین زندگانی سے نجات پائی ۔ اسکا سر ممالک شرقیہ مین عبرت کے لیئے بھیجا گیا مگر جب یہ سر پرگنہ اٹاوہ پہنچا تو یہان کے جاگیردار بہادر خان نے سر لیجانے والے کو مار ڈالا مگر یہ حال بادشاہ پر نہ کھلنے دیا +

یہان سے بادشاہ سہ شنبہ ۲۰ ذی الحجہ ۹۶۷ھ کو شکار کھیلتا ہوا لاہور مین گیا اور منعم خان نے یہان کا سارا اہتمام اتگہ خان کو حوالہ کیا اور جب بادشاہ کو یقین ہوا کہ تلواڑہ مین راجہ گنیش پاس بیرام خان ہے تو وہ سہ شنبہ ۱۰ محرم ۹۶۸ھ کو کوہ سوالک کی طرف چلا ۔ اس نواح مین تلواڑہ ایک جای مستحکم دریای بیاس کے کنارہ پر ہے بادشاہ نے یہ چاہا کہ ارباب غرض کی مکر و تزویر بغیر اس مہم کو خود انجام دے ۔ ماچھیواڑہ مین بادشاہ کا منتظر لشکر تھا کہ وہ یہان آیا اور منعم خان جسکو اس نواح کا انتظام سپرد تھا وہ بادشاہ پاس آیا ۔ حوالی سوالک مین اس لشکر نے تنگنا ہای کوہستان مین جا کر کوہی رایون اور راجاؤن کو شکست دی اور ملک کو تاخت و تاراج کیا اور جانبین سے بڑے بڑے حملے ہوئے خوب لڑائیان ہوئین ۔ بادشاہی لشکر مین سلطان حسین خان جلائر کہ ایک جوان بہت خوش قامت و متناسب الاعضا شجاع تھا لڑائی مین مارا گیا جب اسکا سر جدا کرکے بیرام خان پاس مبارکباد کہنے کو لوگ لائے تو اس نے اپنی آنکھون پر رومال رکھا اور اسکی حسن خدمات کو یاد کیا اور ہای ہای کر کے رونے لگا ۔ اور کہنے لگا کہ میری زندگی پر سو نفرین کہ جسکے لیئے میری شامت نفس کے سبب سے ایسے جوان ضائع ہون ۔ جب بیرام خان نے نواحی کوہستان مین بادشاہ کے خود آنے کا حال سنا تو عاقبت اندیشی یہ کی کہ جمال خان اپنے معتمد غلام کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجا جس نے بیرام خان کی طرف سے بادشاہ سے عرض کیا کہ مجھسے بعض امور بطریق اضطرار نہ بر سبیل اختیار سرزد ہوئے ہین جس سے مجھے نہایت ندامت ہے ۔ میرے قصور معاف ہون ۔ بادشاہ نے اپنے لطف و کرم سے

بادشاہ کا کوہ سوالک مین جانا اور بیرام خان کے کام کا انجام پانا ۹۶۷ھ

اسکی ساری تقصیرات معاف کردین اور اسکی تسلی خاطر کےلیئے مولانا عبداللہ سلطان پوری کو اور اپنے مقربون کے ساتھ بھیجا کہ اسکو مطمئن کرکے ہماری پاس لے آؤ۔ ان آدمیون سے بیرام خان کی تسلی نہ ہوئی اور اس نے کہا کہ مین اپنے کیئے سے خود خجل ہون اور ہر طرحکی سیاست کا مستحق ہون پادشاہ کے مکارم اخلاق سے خاطر جمع ہوئی مگر کل ارکان چغتائی اور امرا اولیاء دولت سے ہراسان ہون اگر منعم خان آن کر میری تسلی اور پیمان درست اور عہد مؤکد کرے تو مین پادشاہ کی۔ درگاہ مین سجدہ کرنیکو موجود ہون پادشاہ سے اجازت لیکر باقی عمر مکہ شریفہ مین گذارونگا اور اپنے گناہون کی تلافی کرونگا پادشاہ نے اس درخواست کو منظور کرلیا۔

بیرام خان کا پادشاہ کے پاس آنا سنہ ۹۶۸

جب پادشاہ حدود قصبہ حاجی پور مین آیا۔ جو دامن کوہ ستلج و بیاہ کے درمیان واقع ہی تو اوس نے منعم خان اور اُمراء کو بھیجا کہ بیرام خان کو ہماری عنایتون کا وعدہ کرکے مطمئن کرکے ہماری پاس لے آؤ جب یہ امراء تنگنائے وحشت مین کہ جہان بیرام خان نے پناہ لی تھی گئے تو زمینداروں کا ہجوم ہوا اور ممالک ہندوستان مین زمینداروں کی جمعیت کا جو قاعدہ مقررہ ہے اوسکے موافق لڑنے کو تیار تھے۔ تنگنا ہون کو طے کرکے یہ پادشاہی امراء اس قلعہ مین پہنچے جہان بیرام خان تھا۔ منعم خان کو دیکھتے ہی بیرام خان کا دل بحال ہوگیا کہ پادشاہ کا زبانی جو پیغام آیا تھا وہ بیان واقع تھا آگے بڑھ کر وہ آیا اور اُس سے ملا اور نہایت رقت کی منعم خان اسکی استمالت کرکے پادشاہ پاس لایا۔ بابا زنبور اور شاہ قلیخان محرم نے بیرام خان کا دامن پکڑکر بڑی گریہ و زاری کی کہ ہرگز نہ جا اس مین غدر و مکر ہے۔ ہر چند منعم خان نے انکو دلاسا دیا مگر سودمند نہ ہوا تو اوس نے انسے کہا کہ تم رات کو یہین مقیم ہوکر خبر کے منتظر رہو۔ جب خاطر جمع ہو تو ملازمت پر متوجہ ہونا۔ یہ خوف زدہ بیرام خان کو چھوڑکر چلے گئے اسکی ہمراہ نہ گئے۔ بیرام خان پادشاہ کی خدمت مین محرم سنہ ۹۶۸ مین آیا۔ رومال گردن مین ڈالے ہوئے سجدہ بجالایا اور پادشاہ کے قدمون پر سر رکھکر درد یاس شرم گناہ یا شوق عفو سے خوب چلا چلا کر رویا۔ پادشاہ نے اپنے ہاتھون سے اسکا سر اوٹھایا اور اپنے رومال سے اسکے آنسوؤن کو پونچھا پرسش احوال بزبان عذر پذیر سے فرمائی اور اس قانون کے موافق کہ ایام وکالت مین بیرام خان کی جگہ پادشاہ کے دست راست پر مقرر تھی وہان بٹھایا اور منعم خان کو اس کے پہلو مین جگہ دی اور

- اکبرنامہ جلد ۲

پادشاہ اور خانخانان کے معاملات مین مؤرخون کے بیانون کے اختلافات

اور امرا اور ارکان سلطنت و اعیان مملکت اپنی اپنی جگہہ بیٹھے۔ اور مرحمت اور مکرمت کی زبان سی اسقدر انبساط اور التفات فرمایا کہ گرد حجاب و غبار خجالت بیرام خان کی پیشانی سے زائل ہوگیا۔ مگر اصل بات یہ ہی مصرعہ اگر گناہ بہ بخشد شرمساری ہست ٭ پھر بادشاہ نے اوٹھکر اپنے ہاتھ سے خلعت فاخرہ مرحمت کیا اور خوشی خاطر سے اسکو سفر حجاز کی رخصت دی حزم دور اندیشی کی راہ سی ترسون محمد خان و حاجی محمد خان سیستانی کو ہمراہ کیا کہ ممالک محروسہ کی انتہا تک اسکی ساتھ جائین اور اسکو محفوظ مسالک سی باہر نکال دین۔ یہ دونو حدود ناگور سے واپس آگئے۔ کہتے ہین کہ بیرام خان نے حاجی محمد خان سیستانی سے شکایت کی کہ تو کل حقوق قدیم کو فراموش کر گیا اور تیری بیوفائی اور مخالفت سے جیسی کوفت مجھے پہونچی ہے ایسی کسی اور سے نہین پہنچی حاجی محمد خان نے جواب مین کہا کہ تمنے باوجود دعوی اخلاص و رفزونی تربیت حضرت جنت آشیانی اور مراحم اشفاق شاہنشاہی کے ہوکر تلوار ہاتھ مین لی اور اس سی جو کچھ ظہور مین آیا وہ آیا۔ میرا تمہاری ترک صحبت کرنا کیا دور تھا مین کیا کرتا۔ اس سی بیرام خان شرمندہ ہوا اور خاموش ہوگیا۔

ہم نے جو بادشاہ اور خانخانان کے درمیان رنجشون کے معاملات بیان کیئے ہین وہ بادشاہ ابو الفضل کے اکبرنامہ سے نقل کئے ہین جس سی یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیرم خان کی ذات سی بادشاہ کے دل مین عداوت کا خیال کبھی نہین آیا مگر اسکے ساتھ ایک جماعت شریرون کی تہی جسکی خوشامد گوئی سے خانخانان سی حرکات ناپسندیدہ سرزد ہوتی تھین اور بغاوت پر آمادہ کراتی تھین وہ انکو سزا دینی چاہتا تھا۔ ایک مورخ خصوصاً خافی خان اپنی تاریخ منتخب اللباب مین یہ لکھتا ہی کہ بیرام خان کے دل مین بادشاہ سی کبھی بغاوت کا خیال نہین آیا۔ ایک گروہ ایسے آدمیون کا بادشاہ کے ساتھ ہوگیا جو بیرام خان کی طرف سی حق ناحق باتین لگاکر بھڑکاتے تھے وہ اس بدکردار فرقہ کے کیفر کردار کے منصوبے مین رہتا تھا۔ بمجبوری اسکو بادشاہ سی لڑنا پڑا۔ جب بیرام خان نے بیت اللہ کی راہ لی تو جس منزل مین وہ پہنچا وہان کے زمیندار اور حاکم کہ اسکے دشمنون کے متوسل تھے تصدیع دیتے اسکو متواتر خبر پہنچی کہ بدخواہون کے اشارہ سے مخالفون کا ارادہ ہے کہ اسکو ہلاک کرین۔ اکثر ہمراہی اسکو چھوڑکر بھاگ گئے تو اس وسوسہ کے سبب سے سانگانیر سے کہ دار الخلافہ آگرہ سی تیس کوس ہے

اس نے مراجعت کی اور حج کے ارادہ کو فسخ کر کے دنیا کے ساتھ پھر دلبستگی کر لینے سے بڑی بدنامی اٹھائی اس عرصہ میں مولانا پیر محمد خان اپنے ہمدمون کی تحریر سے پھر بادشاہ کی خدمت میں آئے اور ازسرنو انکو خطاب عطا ہوا اور اضافہ منصب ہوا اور فیل و نقارہ ملا اور امیرون کی رفاقت کے ساتھ بیرام خان کی تنبیہ کے لیئے نامزد ہوا - بیرام خان جسنے دوبارہ بیت اللہ کے سفر کا ارادہ کیا تھا - مگر اس کی راہین ایسی رکی ہوئی تھین کہ وہ جا نہین سکتا تھا - برگشتگی ایام کے سبب وہ پنجاب کی طرف متوجہ ہوا کہ قندہار و مشہد مقدس کی راہ سے زیارت مرقد حضرت امام رضا و نجف اشرف کی کر کے عازم بیت اللہ ہو جب اس نے سنا کہ ملا پیر محمد اسکی تنبیہ کے لیئے مقرر ہوا ہے تو ناچار جان و آبرو کی محافظت کے لیئے اس نے سپاہ کی نگاہ داشت اور جمعیت مین کوشش کی اور قندہار جانے کے قصد سے پنجاب کی راہ اختیار کی جب پیر محمد سرہند کے قریب آیا تو اس نے بیرام خان کی شکایتین اور اسکی بغاوت کے ارادے ایسے شد و مد کی ساتھ بادشاہ کو لکھے کہ بادشاہ بیرام خان سے پہلے کی نسبت دہ گنا آزردہ خاطر ہو گیا - جب بیرام خان کے لیئے میدان ایسا تنگ ہوا تو بادشاہ کے لیئے اس نے یہ عرض کیا کہ میرے حاسدون کے عنایات آرزو کے موافق حضور کی تین پشت کی خدمت دیرینہ میری پامال تہمت کفران نعمت ہوئین اور میرے دشمنون نے رافضی کے خون کو حلال سمجھکر اسکا فتوی دیدیا مین اپنی جان کی محافظت کے واسطے جو سب مذہبون مین واجب ہے چاہتا ہون کہ چند آدمیون کی مدد و رفاقت سے اس بلا سے اپنے تئین نجات دون اور اس ہیئت سے کہ اہل غرض کے اظہار کے موافق مجھے اسباب بغاوت پر حضور آمادہ جانتے ہین تو اس خداوند کی خدمت مین حاضر ہونے کو اگر وہ نفس الامر مین بیت اللہ ہی کا ارادہ ہو کفر جانتا ہون - سارا عالم جانتا ہے کہ ہم ترکون کے خاندان مین نمک حرامی کبھی نہین ہوتی اسواسطے مین نے مشہد کی راہ اختیار کی ہی کر روضہ امام رضا و عتبات نجف اشرف و کربلا کے طواف کے بعد اپنے ولی نعمت کی بقاء عمر اور سلطنت کے لیئے ازسرنو کعبۃ اللہ کا احرام کرون - التماس یہ ہے کہ اگر بندہ کو حضور نمک حرام واجب القتل جانتے ہین تو کسی بے نام و نشان کو تعین کیجئے کہ بیرام کا سر کاٹ کے نیزہ پر لٹکائیے کہ حضور کے اور بدخواہون کو تنبیہ اور عبرت ہو - مصرعہ

گر قبول افتد زہے عزو شرف + اگر یہ نہین تو فوج کا سردار ہوا سے ملا سے خارجی (ملا
پیر محمد) کوئی اور مقرر ہو۔ یہ نمک حرام میرا نمک خوردہ ہے اور فدوی ہی کا اخراجی ہے۔
جب بادشاہ پاس یہ عرضداشت پہنچی تو اوس نے پیر محمد کو بلا لیا اور شمس الدین اتگہ کو بھیجدیا۔
جس سے اسکی لڑائی ہوئی۔ اور مورخون نے یہ لکھا ہے کہ بیرام خان کو شکست ہوئی مگر خافی خان نے
یہ لکھا ہی کہ اتگہ خان کو شکست ہوئی پھر بیرام خان نے اپنے ولی نعمت کی سپاہ سے لڑنا مناسب نہین جانا
کوہ سوالک مین چلا گیا اور بادشاہ اس شکست کی خبر سنکر لاہور مین آیا منعم خان جب کابل سے
آیا تو بیرام خان کی تنبیہ کے لیئے لکھی جنگل کیطرف متوجہ ہوا۔ جب کوہستان مین داخل ہوا تو
یہان کے زمیندار بیرام خان کی حمایت کے لیئے جمع ہوئے مگر بیرام خان نے دیکھا کہ ولی نعمت کے
ساتھ سوای اطاعت کے دونو صورتون مین مردود جہان ہونا ہے اس لیئے زمیندارون کو
قصد فساد سے منع کیا اور امان چاہی۔ وہ نو ہاتھ باندھ کر اور دستار گلے مین ڈال کر
بادشاہ کی خدمت مین آ کر قدمون مین گرا اور خوب رویا۔ بادشاہ نے اپنے دست مبارک
سے سر اوٹھایا اور دست شفقت سینہ پہ رکھ کے خلعت خاصہ مرحمت کیا۔ زبان سے فرمایا کہ حق
موروثی تیرا ہمپر ہے اگر ارادہ نوکری کا ہو تو سرکار کالپی و چندیری تیری اقطاع مین مقرر
کیجاتی ہے اور اگر ہماری مصاحبت کا شوق ہو تو اپنی مجلس مین مصاحب مقرر کرتا ہون۔ سب
طرح سے تیری غمخواری کرونگا۔ اگر بیت اللہ کا ارادہ ہے تو عزت و آبرو کے ساتھ روانہ
کرونگا۔ بیرام خان نے جواب مین عرض کیا کہ الحمد للہ جو انسان کی آرزو کی انتہا ہوتی ہے وہ
حضرت فردوس مکانی و جنت آشیانی اور حضور کی رکاب سعادت مین ظہور مین آئی۔ اب میری دل
کی مراد تھی کہ قدمبوسی کی سعادت از سر نو حاصل کر کے اور عفو جرائم کرا کے کعبۃ اللہ جاؤن وہ
حاصل ہوئی۔ مین نہین جانتا کہ اس نعمت کا شکر کہ تمنای دلی حاصل ہوئی کس زبان سے ادا کرون
اور کس طرح بجا لاؤن اور اس بیت کا مضمون پڑھا ؎

زانجا کہ لطف شامل خلق کریم تست　　جرم نہ کردہ عفو کن و ما جرا مپرس

امیدوار ہون کہ اپنے فضل بے پایان سے عفو جرائم کر کے بدرقہ فاتحہ بیت اللہ مرحمت فرمائین

پچاس ہزار روپئے اور لوازم سفر از روے لطف و کرم عنایت ہوئے اور وہ رخصت ہوا - بیرام خان
سنہ ۹۶۸ھ مین مع فرزندون و چند ہمراہیون کے روانہ ہوا - بندر کھنبائت متعلقہ احمد آباد مین آیا
یہان چند مقام کیئے - مبارک خان لوحانی جسکے باپ کو ایک جنگ مین بیرام خان نے اپنے ہاتھ سے مارا تھا
وہ دشمنون کی رہنمونی سے رفیق راہ ہوا اور فرصت کا منتظر رہا - ایک دن ایک زخم کاری سے بیرام خان
کا کام تمام کیا اور افغانون نے کہ اوسکے مددگار گوشۂ کنار مین تھے اسکے خیمہ و خانہ پر آن پڑے اور
لوٹ لیا وقت واپسین کوئی کہتا ہے کلمۂ شہادت جاری تھا اور کہتا تھا کہ صدشکر ولی نعمت کی
راہ مین سفر بیت اللہ مین درجہ شہادت پر پہنچا - شہید شد محمد بیرام - اسکی تاریخ ہوئی
مرزا عبدالرحیم اسکا چار سال کا لڑکا اور سلیمہ سلطان بیگم اور متعلق احمد آباد مین آگئے - یہان سے بادشاہ
نے انکو بلالیا سلیمہ سلطان بیگم سے کہ حسن و جمال مین کمال رکھتی تھی اور شاعرہ تھی اس سے بادشاہ نے
نکاح کیا +

بیرام خان کی وفات ابوالفضل کی تحریر سے ۹۶۸ھ

بعض مورخون کے نزدیک بیرام خان بغاوت اور نمک حرامی کی تہمت سے بری اور پاک تھا اور
بعض کے نزدیک وہ اہل بغی مین تھا - ابوالفضل نے بیرام خان کی وفات کا حال اس طرح لکھا ہے
بیرام خان اصل مین نیک ذات و خجستہ صفات تھا - مگر بدمصاحبی سے جو سب سے زیادہ بدتر آدمی
کے واسطے ہے اوس نے اول اپنے حسنات دیکھا پھر خوشامد کی افزونی سے مستی کا اضافہ
ہوا - قاعدہ ہے کہ جو شخص اپنی نیکیون اور ہنر پر نظر رکھتا ہے تو اوسکی پیش گاہ مین خوشامدیون کا
بازار گرم ہوتا ہے خوشامد کو بیان واقع سمجھکر خود پرست و خود آرا ہوجاتا ہے - بیرم خانکو
بھی یہ واقعہ پیش آیا کہ اورون کے عیوب دیکھنے مین ایسا مصروف ہوا کہ اپنے عیب کے دیکھنے مین
نہ مشغول ہوا اور بادشاہ کی صغرسنی عدم اشتغال مہمات ملکی کے پردہ مین بادشاہ کے حسن معنوی
کو نہ دیکھ سکا - خوشامدیون سے اسکا خانہ ایسا خراب نہین ہوا جیسا کہ راست کردار معاملہ
نافہم سے جو اسکے کوتاہ عقل دوست تھے - یہ اسکی بڑی سعادتمندی تھی کہ وہ بادشاہ کو راضی کرکے
اور خود خوش ہوکر عزت و ناموس اہل و عیال و اسباب و اموال کے ساتھ اماکنہ شریفہ کی بات
کو گیا وہ اول شہر گجرات مین پہنچا کہ پہلے نہروالہ مشہور تھا اوس نے چند روز آرام کے لیئے قیام کیا

ان ایام مین اس شہر کی ریاست خوشی خان فولادی سے تعلق رکھتی تھی اور طوائف افغان اسکے شر سیر شور افزا ے تھے انمین مبارک خان لوحانی بھی تھا کہ اسکا باپ جنگ ماچھیواڑہ مین بیرام خان کی امیری مین مارا گیا تھا۔ اس دیوانہ افغان نے انتقام کا ارادہ کیا اور بیرام خان کا قصد کیا۔ سوا اسکے سلیم شاہ پسر شیر شاہ کی کشمیری بیوی اور اس بیوی سے اسکی بیٹی دونو بیرام خان کی قافلہ کے ساتھ تھین اور اسکا حجاز کا قصد تھا اور یہ قرار پا گیا تھا کہ اس لڑکی سے پسر بیرام خان کی نسبت ہوگی اس سبب سے بھی افغانون مین شورش تھی۔ بیرام خان پٹن کے باغون اور مکانات کی سیر کیا کرتا تھا۔ ایکدن دلکش سیرگاہ کولاب بزرگ کے نشیمن مین کشتی پر بیٹھکر سیر کرنے گیا تھا۔ کشتی سے اوترکر سوار ہوتا تھا کہ مبارک خان اور چالیس اور افغان کولاب کے کنارہ پر بیرام خان کے مارنے کے قصد سے بیٹھے تھے یہ معلوم ہوتے تھے کہ اُس سے ملنے آئے ہیں بیرام خان نے اس جماعت کو طلب کیا جب مبارک خان گیا تو اسنے ایسا خنجر مارا کہ اسکے سینہ سے پار ہوگیا دوسرے افغانون نے تلوار مارکر بالکل کام تمام کیا۔ اس حال مین کلمہ اللہ اکبر اسکی زبان پر تھا یون اس نے درجہ شہادت پایا۔ اسکی حکومت مین ایک سادہ لوح سید نے اس کی مجلس مین اوٹھکر کہا تھا کہ نواب کی شہادت کی نسبت سے فاتحہ ہم پڑھتے ہین تو بیرام خان نے مسکراکر کہا تھا کہ مین شہادت چاہتا ہون مگر نہ اسقدر جلد اسکے ہمراہی متحیر و متوحش ہوکر کوئی کہین اور کوئی کہین ہو گئے۔ بیرام خان خاک و خون مین پڑا تھا کہ فقرا اور مساکین کی ایک جماعت نے اس کے قالب خونین کو شیخ حسام کے مقبرہ کے گرد خاک کے حوالہ کیا روز جمعہ ۱۴ جمادی الاولی ۹۶۸ھ کو یہ واقعہ پیش ہوا۔ تاریخ اس واقعہ کی یہ ہوئی۔

قطعہ

بیرام بطوف مکہ جو بربست احترام	در راہ شد از شہادتش کام تمام
در واقعہ ہاتفے پئے تاریخش	گفتا کہ شہید شد محمد بیرام

پھر وہ حسین قلی خان خان جہان کی سعی سے مشہد مقدس مین مدفون ہوا۔

اس حادثہ مین پٹن کے اوباشون و فتنہ پردازون نے بیرام خان کے لشکر پر دست دراز

کیا اور کوئی چیز نہین چھوڑی اس مرحوم مظلوم کے گھر مین اس حادثہ سے ایک آشوب عظیم ہوا محمد امین دیوانہ و بابا ی زنبور و خواجہ ملک عبدالرحیم کو بیرام خان کا خلف الصدق تھا اور اس وقت چار سال کا تھا اپنی والدہ اور بعض خدمتگارون کے ساتھ احمد آباد کو روانہ ہوئی۔ اس کے پیچھے بھی افغان پڑے۔ مگر یہ مصیبت زدہ لڑتے ہوئے احمد آباد مین پہونچ گئے۔ چار مہینے یہان توقف کیا محمد امین دیوانہ اور بعض خدمتگار عبدالرحیم کو لیکر بادشاہ پاس چلے۔ پہلے اس سے کہ وہ پہنچین بادشاہ نے بیرام خان کی وفات کی خبر سنکر عبدالرحیم کے بلانے کا فرمان لکھا تھا وہ حدود جالور مین انکو ملا۔ اس فرمان کا حاصل یہ تھا کہ عبدالرحیم ہمارے پاس آکر تربیت پاوے سنہ ٩٦٩ کے اوائل مین وہ بادشاہ پاس آگرہ مین آگیا باوجودیکہ بہت لوگون نے بدگوئی و بداندیشی کی مگر بادشاہ نے اوسکو تربیت کیا۔ لڑکپن مین اسکو مرزا خانی کا خطاب دیا پھر بتدریج و تربیت مدارج عالی پر پہنچایا اور پھر مرتبہ اعلیٰ خانخانی کا پایا

بیرم خان و بادشاہ کی رنجشون کے درمیان جو واقعات پیش آئے

ہم ہر واقعہ کو مسلسل بیان کرتے ہین جس سے وہ بخوبی سمجھ مین آئے۔ اسکو سنہ کی قید سے ہم حصے کرکے نہین بیان کرتے۔ جو واقعات بیچ مین چھوٹ جاتے ہین انکو اس واقعہ کے تمام و کمال بیان کے بعد لکھ دیتے ہین۔

شاہم سے عشق علی قلی خان زمان۔

علی قلی خان زمان کی عشق و عاشقی کی داستان بھی عجیب ہے۔ ہم اس داستان کے ناپاک بیان سے اپنی تاریخ کے اوراق کا ملوث کرنا اس سبب سے کرتے ہین کہ بعض چھوٹے چھوٹے واقعات بھی ایسے ہوتے ہین کہ انکے بیان کرنے سے تاریخ مین نتائج عظیم پیدا ہوتے ہین۔ یہ واقعہ ایسا ہی ہے۔ جنت آشیانی کے عہد مین شاہم بیگ ساربان ایک نوجوان سادہ رو تھا حسن صوری و جمال ظاہری مین اسکی شہرت تھی وہ بادشاہ کے قورچیون یعنی خواصون مین نوکر تھا حضرت جنت آشیانی کا منظور نظر تھا بعد واقعہ ناگزیر کے وہ بدستور شاہی قورچیون مین منسلک رہا علی قلی خان زمان جسکو اپنے شیعہ مذہب مین ایسا غلو تھا کہ معلوم ہوتا تھا تقیہ اسکے مذہب مین نہین ہے

گرویدہ و سپر عاشق ہوا۔ اُس نے شاہم بیگ کو جو جالندھر مین بادشاہ کے پاس تھا بلالیا۔ اس نے یہان آنکر ایسی حسن فروشی کا بازار ایسا گرم کیا کہ خان زمان کی عقل و ہوش کو خرید لیا۔ وہ اسکے ساتھ وہ سلوک کرتا جو سلاطین کے لیئے مخصوص ہی۔ اسکو مسند پر بٹھاتا اور اسکے آگے خود دست بستہ کھڑا ہوتا اور شاہم شاہم کہتا جو اس راز سے محرم تھے۔ اونہون نے مولانا پیر محمد کی معرفت بادشاہ کو اس امر سے اطلاع دی۔ بادشاہ نے خان زمان کو لکھا کہ آدمی زاد خوشامدگو بدذاتون کی صحبت سے اور فرمانبرداری آقا سے سلطان شہوت و غضب کا مغلوب ہوتا ہے اور طرح طرح کے بُرے کام کرتا ہے۔ اب تو اپنے کیئے سے پشیمان ہوکر اس کردار ناشائستہ کا تدارک نیکو خدمتی سے کر۔ اور شاہم بیگ کو ہمارے پاس بھیجدے۔ ہم تیرا قصور معاف کردینگے۔ اگر بیخبر دی اور بیشیری سے احکام پادشاہی سے نافرمانی کریگا تو تیری سزا تیرے بغل مین موجود ہے۔ علی قلی خان کو معشوق کا فراق طبیعت پر شاق تھا اس مین گفتگو شروع کی۔ بادشاہ نے سلطان حسین خان جلائیر کو قصبہ سندیلہ اس نظر سے عنایت کیا کہ وہ خان زمان خان کو زیادہ سرکش نہ ہونے دے خان زمان نے یہ قصبہ پہلے اسمٰعیل خان پھر ابراہیم خان اوزبک کو اپنی طرف سے جاگیر مین دیا تھا قاعدہ ہے کہ کسی جماعت کا سردار بدعملی و حرام نمکی سے موصوف ہوتا ہے تو اوسکے پیرو بھی ناگزیر بے بہرہ ہوتے ہین اس لیئے اسمٰعیل خان نے پرگنہ مذکور نہ دیا اور لڑنے کے لیئے کھڑا ہوا۔ سلطان حسین خان کو بادشاہ کی حمایت پر بھروسا تھا اُس نے بزور پرگنہ کو لے لیا اسمٰعیل خان علی قلی کے پٹھون مین گھس کر ایک لشکر کثیر اسپر چڑھالایا۔ سلطان حسین خان اُس سے لڑا اور فتحیاب ہوا۔ سب سے بدتر مرنا حرام نمکی مین مرنا ہے۔ سو ایک جماعت کثیر کا مرنا ایسا ہوا۔ علی قلی خان کا خود ارادہ ہوا کہ لشکر لیکر سلطان حسین خان کے روبرو جاے لیکن عقلمندون نے اس اندیشہ نادرست کی روسیاہی سے بازرکھا۔ وہ بھی نصیحت پذیر ہوکر اپنا چارہ کار کرنے لگا۔ ناصر الملک بھیہ اس کے احوال کی نکوہش کرتا اور اسکے سرپر لشکر بھیجنے کا اہتمام کرتا۔ بیرام خان کو علی قلیخان کی خاطر ایسی منظور تھی کہ اپنی بزرگ منشی سے اسکے ناہنجار کامونکو یہ سمجھاتا کہ وہ ہوئے ہی نہین۔ علی قلیخان کو گھر مین وہ نصیحتین کرتا مگر عشق کب اونکو سننے دیتا اور اپنے کام سے بازرکھنے دیتا تھا۔ اب مکر و حیلے کرنے لگا۔ اُس وقت ناصر الملک بالکل صاحب اختیار تھا

اور مہمات ملکی و مالی اسی کی رائے زرین کے حوالہ تھین - وہ اپنی نیک دلی سے بادشاہ کی خیرخواہی
کے لیئے بیرام خان کا پاس و لحاظ نہین کرتا تھا - اس کے پاس اپنے ایک معتمد نوکر برج علی کو بھیجا - اس نے
وہان جاکر اسی بیڈول باتین کہین کہ ناصر الملک نے اسے خوب پٹوایا اور پھر قلعہ دہلی کی برج سے گراکر
نیستی کی خندق مین گرایا اور اسکو اپنے نام کا مظہر بنایا - بیرام خان اس سے نہایت آزردہ ہوا اور
دل مین اسکے کینہ ناصر الملک کے ساتھ پیدا ہوا جسکا انتقام اس نے لیا - جسکا بیان پہلے ہم نے کیا -
بمجبوری علی قلیخان کو آخر بادشاہ کے حکم کی اطاعت کرنی پڑی - شاہم بیگ کو اپنے سے دور کرنا پڑا
وہ اس سے جدا ہو کر قصبہ سرہرپور مین گیا کہ عبدالرحمن پسر موید بیگ کی جاگیر مین تھا وہ عبدالرحمن
سے معشوقی کا علاقہ رکھتا تھا - اسکے گھر مین رہنے لگا - آرام جان کو یاد کیا -
آرام جان کا قصہ یہ ہے کہ وہ ایک کسبی تھی - علی قلی خان اس کوچہ گرد پر بھی عاشق تھا اور اس سے
نکاح کرلیا تھا - مگر بیباکی اور بے آزرمی سے اپنی مجلس خاص مین کہ شاہم بیگ جسمین ہوتا اور بزم شراب
ہوتی وہ اس عورت کو بلاتا - وہ گاتی اور سرمایۂ فساد و افساد ہوتی - شاہم بیگ کو اس سے تعلق خاطر
پیدا ہوا - علی قلی ہوا و ہوس کا مغلوب تھا - اس نے اپنی وسیع آمدنی کے تین حصے کیئے - ایک حصہ اپنے
خرچ مین لاتا اور دو حصے شاہم بیگ کو دیتا - یہان تک کہ اس آرام جان اپنی نکاحی بیوی کو . .
شاہم بیگ کے حوالہ کیا کچھ دنون اسکے ساتھ اوس نے مزے اڑائے - پھر جسطرح یہ عورت اسکو ہاتھ لگی
تھی اسی طرح اُس نے عبدالرحمن کے حوالہ کردی - اس نے اس سے نکاح کرلیا - شاہم بیگ اسکے یہان
مہمان تھا - عین مستی و بیہوشی مین وہ اس آرام جان کی یاد مین بے آرام ہوا - عبدالرحمن کو بھی علی قلیخان
سمجھا - مگر اسمین حمیت تھی اس نے اس درخواست کو نامنظور کیا - اسپر شاہم بیگ کو غصہ آیا اور تمام حقوق
آشنائی اور دوستی کو یکبارگی چھوڑا - جس رابطہ کی ہوا و ہوس پر بنا ہوتی ہے وہ اسی قدر ثبات رکھتا
ہے - شاہم بیگ نے شورش مین آکر عبدالرحمن بیگ کو باندھ لیا - موید بیگ برادر یا پدر عبدالرحمن بیگ
کو جب اس سرگذشت کی خبر ہوئی - وہ مسلح ہو کر شاہم بیگ پر چڑھ گیا - وہان اسکے آدمیون سے لڑائی ہوئی
جسمین شاہم بیگ کے ایک تیر لگا - جس سے اسکی جان نے پرواز کی - عبدالرحمن بیگ نے نجات پائی
وہ سیدھا بھاگ کر بادشاہ پاس آیا - اور مورد عنایات شاہی ہوا - جب یہ واقعہ علی قلیخان نے

شاہ قلی خان محرم کا جوگی ہونا +

جلال خان و مظفر خان کی عشق بازی -

سُنا تو اس نے عبدالرحمن خان بیگ کا تعاقب کیا مگر گنگا کے کنارہ تک آکر نا امید پھر گیا۔ شاہم بیگ کی لاش کو کولاب جونپور کے کنارہ پر دفن کیا اور قبر پر ایک عمارت عالیشان تعمیر کی۔

تجرد گزینی کا عجیب سانحہ ہے کہ قبول خان ناچنے کا فن خوب جانتا تھا اس سے شاہ قلیخان محرم تعلق خاطر رکھتا تھا۔ پادشاہ کو اپنے امراء و ملازمون کا یہ طور و طریقہ پسند نہ تھا خواہ اپین پاکبازی کیون نہ ہو۔ کیونکہ اسمین بھی ناخوشی ہوتی ہے جسکو اہل ہوش خوب جانتے ہین پادشاہ کو مطلق ایسے کام پسند نہ تھے۔ شاہ قلی اپنی طبیعت کا مغلوب تھا وہ اس کام سے باز نہین آتا تھا پادشاہ نے اس لڑکے کو اُس سے جدا کرکے اپنے پاسبانون کے حوالہ کیا۔ شاہ قلی نے اپنے گھربار کو آگ لگائی اور بھبوت بدن کو ملکر جوگی بن گیا۔ بیرام خان نے اسکے دلاسے کے لیے غزل کہی پھر وہ اپنے اس کام سے منفعل ہوا پادشاہ نے اوسکو بحال کردیا۔

پادشاہ پاک نہاد تھا۔ وہ جمیع خلایق کو خصوصًا اپنے مقربون کو چاہتا تھا کہ وہ عفت اختیار کرین وہ اپنے آدمیون کی اصلاح اطوار و اوضاع مین عطوفت پدری و رافت اتالیقی کرتا تھا اور ناشائستہ حرکت نہین کرنے دیتا تھا۔ اُسکو دلی نفرت اس عشقبازی سے تھی جسکا بیان ہوتا ہے پادشاہ نے جب سُنا کہ جلال خان۔ اسکے ندیمون مین سے ایک جوان صاحب حسن کے ساتھ بے اعتدالیان کرتا ہے تو اوسکو نہایت ناگوار ہوا۔ اُس نے اس معشوق کو جلال خان سے علیحدہ کرلیا تو وہ دیوانہ ہوگیا۔ اور رات کو اپنے معشوق کو ہمراہ لیکر راہ فرار اختیار کی۔ مرزا یوسف اور ایک جماعت کثیر اسکے تعاقب مین پادشاہ نے بھیجی وہ اس گرفتار ہوا و ہوس کو مع جوان کے مقید کرکے لائے۔ اسکے مناسب حال تادیب ہوئی کہ جلوخانہ مین مدتوں تک لکد کوب مین رہا۔ مگر پھر پادشاہ نے قصور معاف کردیا اور اپنا ندیم بنالیا۔ وہ اس ندیمی کے کام مین بے بدل تھا۔

مظفر خان پر یہ آفت آئی کہ سب کو حیرت ہوئی کہ اُس نے ایک سادہ رو قطب خان سے علاقہ خاطر ایسا پیدا کیا کہ عقل و ہوش اسکے گم ہوگئے۔ پادشاہ نے قطب خان کو طلب کرکے نگہبانون کے حوالہ کیا کہ مظفر خان کے فریب مین آکر بلای عظیم مین مبتلا نہ ہو۔ مظفر خان نے ناہی سے لباس فقیر پہنکر صحرا کی راہ لی۔ پادشاہ نے اسکی نادانی اور بے تمیزی پر نظر نہ کرکے پھر مہربانی کی کہ اسکا پایہ خدمت گا

اضلاع بنگال و بہار مین خاندان سور اور افغان فرمان روائی کرتے تھے۔ کل دکن اور مغربی ہندوستان کا بڑا حصہ اُسکی مُطیع سلطنت سے باہر تھے۔

اسمین شبہ نہین اپنے اتالیق بیرام کی پنج سالہ حکومت مین اکبر نے اس مسئلہ پہ خوب غور کر لیا تھی کہ ہندوستان پر کس طرح سلطنت کرنی چاہیئے کہ کل امرا، غربا اور رعیت رُوساء کے دلون کا پادشاہ مالک ہو جائے اور وہ اوسکو اپنے قوم کا پادشاہ سمجھنے لگین اس مسئلہ مین بڑی دشواریان تھین۔ سلاطین اسلام کی چارسو برس کی سلطنت مین کبھی یہ کوشش نہین کی گئی کہ ہندوستان مین جو مختلف قومین اور باشندے رہتے ہین انمین کیدلی پادشاہ کے ساتھ پیدا کی جائے۔ رعایا اور پادشاہ کی اغراض آپس مین وابستہ اور پیوستہ ہو جائین ہر پادشاہ اپنی قوت اور عظمت کے سبب سے اس مدت تک سلطنت کرتا رہا کہ کوئی قوی اس سے زیادہ پیدا ہوا بار بار خاندانون کے تغیر نے سلطنتون کے سریع الزوال ہونیکا اصول قائم کر دیا تھا ہر خاندان کی سلطنت زود زوال سمجھی جاتی تھی۔ بنگالہ سے گجرات تک ان خاندانون کی شاخین تھین جو سلطنت کی مُدعی تھین۔ انمین سے ہر ایک یہ جانتا تھا کہ ان مغلون کی سلطنت چندروزہ ہے ابھی کوئی نیا حملہ آور آئیگا اسکا کام تمام کر دیگا ہمایون نے سلطنت کے سریع الزوال ہونے کے اصول کو اور بھی قائم کر دیا تھا قنوج مین شکست پاکر جو وہ بھاگا تو مغلون کی سلطنت کا نشان کوئی باقی نہ تھا۔ یہان کی ساری سرزمین مین اس کی ایک شاخ کا بھی پتا نہ تھا۔

ان واقعات نفس الامری کو اکبر خوب جانتا تھا اور اپنے دل مین یہ سوال سوچتا تھا کہ مین کیا عمل کرون کہ امراء اور رؤساء و غربا و رعیت پرانی باتون کو بھول جائین میرا فتح کرنے سے یہ مقصد ہو کہ سبکو متحد کرون اور جب فتح کر لون تو وہ اصول قائم کرون کہ سب قسم کے آدمیون کو وہ مطبوع و مرغوب ہون جیسے انکو رؤساء پسند کرین ویسے ہی غربا پسند کرے اور دونو متفق ہو کر اسکو یہ سمجھین کہ وہ ہمارا مائی باپ ہی جو سب طرح سے ہماری محافظت کرتا ہے۔ وہ بیرلاگو ہم سے دور رہتا ہے مگر ہمکو یقین دلاتا ہے کہ ہمارے

قدیمی حقوق اور استحقاق سب قائم رہین گے انمین کچھہ خلل نہین واقع ہوگا۔ جو شخص سب سے زیادہ قابل و
لائق ہوگا وہ اسکے حق کو دیکھیگا خواہ وہ کسی مذہب کا کسی قوم کا کسی ذات کا ہوگا۔ وہ انہین
قوانین کو عمل مین لائیگا جس مین سب قسم کے آدمیون کے لیئے انصاف و عدل ہو۔ یہ اصول اکبر کے
دل مین تھے کہ مین قائم کرون۔ اکبر کا دل خدا نے پاک صاف بنایا تھا کہ وہ اسکے سبب سے ہمہ تن اس
مین مصروف ہوا کہ اس وسیع ملک کی سب قومون کو متحد کر دون اور خود انکا سرگروہ بنجاؤن۔
اس لیئے اس نے صلح کل کا مذہب اختیار کیا۔ شیعہ سُنی ہندو مسلمان یہود و نصارا سب اس کے نزدیک برابر
تھے۔ کوئی عمدہ عہدہ بڑے سے بڑا ایسا نہ تھا کہ جسپر ہندو ممتاز نہ تھے۔ مسلمانون کے ہر فرقے کے
آدمی بلحاظ لیاقت چھوٹے بڑے عہدے رکھتے تھے۔ اسکو مذہب نسل خاندان کا کچھہ خیال نہ تھا۔
اسکے ہان گورے کالے نہ تھے۔ اس صلح کل کے مذہب نے رعایا کو اس کی خیرخواہی مین متفق کرایا۔
بعض متعصب مصنفون نے اس پر یہ الزام لگایا کہ اُس نے اوصاف الٰہی کا دعویٰ کیا۔ ہان
یہ بات انکی اس معنی کر سچ ہے کہ اس زمانہ مین اور اس ملک مین جہان زور ہم معنی حق تھا وہ
خدا کا رسول ایسا پیدا ہوا کہ اوس نے خدا تعالیٰ کے اوصاف و قدرت کو اس پیرایہ مین یعنی
ظاہر کیا کہ ہندوستان کے آدمیون مین موانست۔ مسالمت مذہبی۔ عدل و رحم۔ سب کے حقوق
مساوات داخل کئے۔ جو منصوبے اُس نے باندھے تھے اونکی تکمیل کے لیئے ایک عرصہ دراز کی
ضرورت تھی مگر سردست اس نے استحکام سلطنت کے لیئے جو منصوبے ضروری تھے وہ اختیار کیئے
اول کل ہندوستان کی سلطنت ایک ہاتھ تلے اس طرح لائی جائے کہ کل رؤسا و رعیت
پر اقتدار اور انکے دل مین اسکا وقار ایسا پیدا ہو کہ وہ سب اُس کے دل و جان سے وفادار ہو جائیں
دوم جو ملک پہلی سلطنت کے قبضہ و تصرف سے باہر نکل گئے ہین اونکو دوبارہ حاصل کرے۔
سوم ملک کے نظم و نسق مین انقلابات عظیم سے خلل پڑ گئے ہین انکو درست کرے۔
اب آیندہ ہم شہنشاہ اکبر کی تاریخ کے دو حصے کرتے ہین۔ پہلے حصہ مین ممالک کی فتوح کا
بیان کرکے دوسرے حصہ مین اسکے انتظام و اخلاق وغیرہ کا بیان لکھین گے۔

جو ممالک کہ سلطنت سے نکل گئے تھے اُون کی فتح

جب بادشاہ قلعہ مان کوٹ کے محاصرہ مین مصروف تھا تو یہ واقع پیش آیا تھا کہ قلعہ گوالیار جو ہندوستان کے مشہور قلعون مین تھا۔ اور استحکام مین اپنی نظیر کمتر رکھتا تھا۔ وہ مبارز خان شاہ عدلی کے قبضہ مین تھا۔ بھیل خان (سہیل خان) جو سلیم شاہ کا غلام تھا وہ یہان قلعہ دار تھا۔ راجہ رام ساہ نے جسکے باپ دادا اس قلعہ کے حاکم تھے بہت سے راجپوتون کو ساتھ لیکر قلعہ کا محاصرہ کیا اور اہل قلعہ کو نہایت تنگ کیا۔ آگرہ سے قیا خان گوالیار کی طرف متوجہ ہوا۔ رام ساہ نے قلعہ کا پیچھا چھوڑا۔ اور قیا خان کے روبرو لڑنے کے لئے ہوا۔ مگر اسکو شکست ہوئی اور قیا خان نے قلعہ گوالیار کا محاصرہ کیا۔ یہ مضبوط قلعہ استواری و محکمی مین پہلے زمانہ کے فرزانون کا ایک کارنامہ اور قدیم کا آراگاہ ہونگا ایک ایسا اثر بدیع ہے کہ نیروی بازو سے اسکا تسخیر کرنا دشوار ہے جب [illegible] مین بادشاہ آگرہ مین آیا تو حبیب علیخان و مراد و علی سلطان اور ایک جماعت [illegible] قیا خان کی کمک کے لئے بھیجا۔ بھیل خان نے قلعہ داری کے اہتمام مین کسی بات کو اوٹھا نہین رکھا اسکے خیر خواہون نے اسے سمجھایا کہ اگرچہ قلعہ مستحکم ہے اور اسباب قلعہ داری مہیا ہے مگر بادشاہ کے لشکر سے مقابلہ مشکل ہے اسکی سمجھ مین بھی یہ بات آگئی۔ اس لئے ربیع الآخر [illegible] کو حاجی محمد خان سیستانی کو بلایا۔ اُس نے اسکی خاطر پریشان کو مطمئن کیا اور بادشاہ پاس لے آیا۔ اس نے قلعہ کی کنجیان اولیاء دولت کو سپرد کین وہ اسکے مقاصد کے ابواب کی مفتاح بنین۔

اکبر نے اپنی کل فتوحات مین جو اصول اختیار کیے اُنکو ابو الفضل اس طرح بیان کرتا ہے

بنی نوع آدم کے افراد کے ہر طبقہ کے لئے ایک عبادت لازم اور ایک طاعت واجب ہے سلاطین پر بھی یہ عبادت لازم ہے کہ وہ آسودگی رعایا کے اندیشہ مین رہین اپنی ساری ہمت خسروانہ کو زیر دستون و شکست پایون کی ترفیہ حال مین صرف کرین سوختگان کے سر پر سے ستمگارون و فتنہ سازون کا بھاری بوجھ اوٹھائین۔

فتح قلعہ گوالیار سنہ ۹۶۶ھ

اصول فتوحات اکبری

اوّل تدبیرات لائقہ کے ساتھ منہیان درست کردار اور نیک اندیش مقرر کرین اگر ایسا گروہ
دیر مین بہم پہونچے تو امراے مختلف کو جو آپسمین تعارف رکھتے ہون اپنی خرد دوربین کی نیرو سے تعین
کرے تاکہ اس طریقہ سے خلق کے چھوٹے بڑون کے حالات معلوم ہوتے رہین۔ دوم اپنے تفرس کی نظر
کو کام مین لائے۔ کہ وہ فروغ الٰہی رکہتا ہے اور لطف و قہر مین ملاحظہ درست کرے۔ سوم ہر روش سے
اپنی خرد والا کو نظر دوربین اور فراخ حوصلہ کی قوت کے ساتھ کام مین لائے۔ ارباب استعداد کو کہ
وہ مشرب اخلاص رکھتے ہون قوت و قدرت دے اور انکے اعتبار کے پایہ کو بڑھائے اور اپنے
اعتبار کی پاسبانی کرے اور اپنی بزرگی کے وقت مین خردی کی آنکھ سے نہ دیکھے۔ اور بے اخلاص
گروہ مین سے ہر یک کے ساتھ اُسکی حالت کے مناسب پیش آئے۔ اور ارباب فتنہ و فساد کو
کہ وہ شورش کہکے اپنی ہوا و ہوس سے افساد کو اصلاح جانتے ہین بعد از نصیحت مناسب وقت تادیب
کرے۔ اور فرمان دہان والا جسے کہ اپنے ملک کی معموری مین اپنی خصلت عالی کو مصروف رکھتے ہین
اسی طور سے اونکی ولایتون مین ہمت معدلت پژوہ کو مشغول رکھین تسخیر ملک اور جہان کشائی
کو اپنی بساط آگاہی پر مبنی کرین تاکہ روز بروز الٰہی ملکات کے نتائج سے عمر و دولت نشاط و فراخی
مملکت مین افزونی ہو۔ یہ سب صفات پادشاہ مین فطری ہین نہ کسبی۔ انگریزی مورخ انہین
اصول کو اپنے طرز پر اس طرح ادا کرتے ہین کہ اکبر نے اپنے دشمنون کو دوست بنانے کا طریقہ یہہ
اختیار کیا تھا کہ وہ انکو یقین دلا دیتا تھا کہ مین تم کو مایوس نہین کرونگا۔ بلکہ ان کو جاہ و منصب دونگا
اور عزت زیادہ کرونگا۔ اسکا مقصد اصلی یہ تھا کہ مین سب کو متحد کرون اپنے مغلوب تباہ شدون
پر ہمیشہ زیادہ سخاوت و فیاضی کرتا۔ بجای اسکے کہ انکی قوت و قدرت اس سے باہر علحدہ رہتی وہ
اسکو اپنی قوت مین شامل کرلیتا۔ جو مخالفین ابتدا مین اسکی مخالفت کرتے تو وہ ان کے دل
مین یہ بات بٹھا دیتا کہ میری فتح سے اور تمہاری اطاعت سے تمہاری عزت و جاہ مین
کچھہ بٹا نہین لگے گا۔ بلکہ اونکی اور ترقی ہو جائیگی۔ سب جگہ ان اصولون کو جو ابو الفضل نے
انگریزی مورخ بیان کرتے ہین اسکی ساری فتوحات اور تسخیر ممالک مین توضیح
تہ دیکھوگے +

مالوہ پر لشکر کشی ۹۶۸ھ

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ شیرشاہ نے اپنے عہد سلطنت مین مالوہ کی حکومت شجاعت خان کو سپرد کی تھی۔ یہ سردار خاص اسکی جیل کا تھا جب وہ مرگیا تو باز بہادر اُسکا بیٹا جانشین ہوا اب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ ممالک مالوہ مین باز بہادر کے ظلم سے رعایا پر بڑا ستم ہو رہا ہی تو بادشاہ نے یہ چاہا کہ وہان لشکر بھیجکر اس دیار کے طبقات خلائق کو آسیب حوادث سے بچائے اس لئی ۹۶۷ھ مین مالوہ کی فتح کے لیئے بہادر خان کو بھیجا تھا۔ مگر بیچ مین بیرم خان کا جھگڑا کھڑا ہوگیا۔ اِس لئی خانخانان نے اُسکے بیچہی سے اولٹا بلالیا۔ مگر اب پھر بادشاہ نے ۹۶۸ھ مین پہلے سے بہت زیادہ لشکر بڑے زور و شور کے ساتھ مالوہ کی فتح کے لیئے بھیجا۔ اور ادھم خان کو اسکا سپہ سالار مقرر کیا کہ جنوب کی جانب یورش کرے اور مالوہ کے ستم رسیدون کے زخمون کا مرہم بنے اور داد و دہش کرے۔ اگر والی مالوہ اپنی بیخبری کے خواب گران سی بیدار ہوکر اطاعت کرے اور اپنے ایام بیہوشی کا تدارک۔ تو اوسکو مراحم خسروانی کا امیدوار کرے۔ آستان بوسی کے لیئے بھیجدے۔ ہم اوسکی لیاقت کے موافق صلہ و انعام دین گے اگر وہ اطاعت و خدمت پر راضی نہ ہو تو اوسکو ایسی سزا دو کہ جس سے اورون کو عبرت ہو۔ یہ لشکر آئین شائستہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ نہ ایسا تند جاتا تھا کہ اُردو بازار اوسکے ساتھ چل سکے نہ ایسا سست چلتا تھا کہ کسی کو گمان اوسپر خویشتن داری کا ہو۔ بیت

رہرو آن نیست کہ گہ تند و گہ آہستہ رود + رہرو آن است کہ آہستہ و پیوستہ رود

جب یہ لشکر مالوہ کے قریب پہنچا تو باز بہادر کی مدہوشی و بدمستی تحقیق معلوم ہوئی۔ کہ وہ تغلب و تسلط کے ساتھ ہنگامہ حکومت کو گرم کر رہا ہے تو ترتیب صفوف و تزئین افواج و غارتہی طرح ہوئی باز بہادر ذاتی بیخردی و نادانی سے بے جوہر تھا۔ وہ مہمات ملکی پر توجہ نہ کرتا تھا۔ شراب جسکی حکیمون نے ایک قدر معین اور وقت مشخص قرار دیا ہے اور ترتیب ترکیب عنصری کے لحاظ سے اوس کی بعض طبائع و امزجہ کے ساتھ نسبت تجویز کی ہے وہ ہمیشہ رات دن اس سے اپنی ... اپنے غفلت کے اسباب کو بڑھاتا۔ اور نغمہ و اسباب طرب جنکو دانشمندو کے لیئے تجویز کیا ہے کہ کار و بار خلائق کے فرط مشاغل سے طبیعت کو فا...

طبیعت و انبساط حال کے لیئے توجہ کرے یہ مفسد مدبر اسکو مقصد عظمی سمجھکر اس مین ہمیشہ اوقات
گرامی کو جسکا بدل نہین ہے صرف کرتا۔ نخوت مستی و تحیر مستانہ مین اپنا زمانہ بسر کرتا اس سے
غافل تھا بیت درین مجلس جنان کن پردہ سازی ٭ کہ ناید شحنہ در شمشیر بازی ٭
سارنگ پور مین جہان اسکی غفلت سرای تہی جب لشکر پہنچا تو وہ اپنی مدہوشی سے قدرے بیدار
ہوا۔ خمار آلودہ سارنگ پور سے نکل کر تین کوس پر منزل کی اور لشکر جمع کرکے لڑنے کا ارادہ کیا۔
طرفین کے لشکرون مین دو تین کوس کا فاصلہ تھا۔ فریقین سے ہمیشہ دلاور لوازم نبرد کو بجا لاتے پادشاہ
کے لشکر نے نقد غلہ کی جسکو ہندی زبان مین بنجارہ کہتے ہین راہین بند کردین۔ ایکدن جنگ عظیم
ہوئی ادہم خان کو فتح ہوئی۔ باز بہادر بھاگ گیا۔ خاندیس کی طرف جاکر برہان پور مین آیا۔ اس کا
تمام مال اسباب و حرم خانہ جسمین اسکی سرمایۂ نشاط و پیرایۂ حیات پاتر ین دلولی زنان تہین ہاتھ آگئے
جب یہ لڑائی ہورہی تہی تو ہندوستان کی رسم کے موافق چند اپنے معتمد آدمی عورتون اور پاترون
کے سر پر مقرر کیئے تھے کہ اگر اوسکی شکست کی خبر تحقیق اونکو معلوم ہوجائے تو تمام عورتون اور پاترون
کو تیغ بیدریغ سے مار ڈالین کہ وہ بیگانون کے ہاتھ مین نہ پڑین۔ جب باز بہادر کی شکست کی خبر
ان دیو نژادون کو معلوم ہوئی تو اونہون نے ان پری پیکرون کا نقش ہستی آب تیغ سے
مٹا یا بعض کو زخمی کیا جنمین کچھ رمق حیات باقی تھی۔ ایک جماعت کی جان باقی تہی کہ پادشاہی
لشکر پہنچ گیا جس سے انکی جان بچگئی۔ ان عورتون کی سرد فتر روپ منی ایک نازنین پدمنی تھی
اسکا حسن عالم مین مشہور تھا۔ باز بہادر اوسپر عاشق تھا اور ہمیشہ ہندی اشعار اوسکے عشق مین کہتا
ایک بیدادگر نے چند زخم کاری لگائے تھے کہ لشکر آنے سے یہ طاؤس نیم بسمل نیمجان باہر نکلگیا
جب باز بہادر بھاگ گیا تو ادہم خان سراسیمہ و حیران سارنگ پور مین گیا کہ وہان دفائن خزائن
پر قبضہ کرے۔ و حرم خانہ و پاترون و گاینون پر متصرف ہو۔ جسکا نغمہ حسن و حسن نغمہ شہرۂ آفاق
تھا اور حسن کے ناز و کرشمے کی داستانین کوچہ و بازار مین بیان کیجاتی تہین ان سب چیزون پر
وہ قابض ہوا۔ اس روپ منی کی جستجو مین آدمی بھیجے۔ جب یہ خبر اوسکے کان مین پہنچی تو خون
وفا جوش مین آیا [illegible] ہل کا پیالہ وستکامی باز بہادر کا مردانہ پیا اپنی ناموس کو اپنے

ساتھ قبر مین لے گئی۔ بعض مورخ یہ لکھتے ہین کہ وہ ادہم خان کی قید مین آئی۔ جب اسکو یقین ہوگیا کہ منت سماجت سے اسکی عفت نہین بچ سکتی تو اس نے ادہم خان سے ایک وقت کا وعدہ کیا۔ اوسوقت وہ خوب بن سنور کر پلنگ پر لیٹی۔ زہر کا پیالہ پی لیا۔ ادہم خان جب پلنگ کے پاس آیا تو اُس نازنین کو بستر مرگ پر آرام کرتے ہوئے دیکھا۔

جب ادہم خان کو فتح ہوئی تو اسکو مستی لگی۔ پیر محمد خان اسکے واعظ بغرض تھے لیکن اس نے کچھ نصیحت نہ سُنی۔ جو ملک فتح ہوا تھا وہ اس طرح تقسیم ہوا کہ سارنگ پور اور چند پرگنے ادہم خان کو کہ اس مہم کا ظاہر سردار تھا۔ اور منڈو اور اُجین پیر محمد خان کو جو حقیقی سردار تھا۔ سرکار ہندیا قیا خان کو اور مندسور اور اوسکی حدود صادق خان کو ملی۔ ادہم خان جمیع شرائف و نفائس اشیا و دفائن و خزائن کو جو ایک زمانہ دراز کے جمع کئے ہوئے تھے اور مشہور پاتر و ں کامل سازندون کو لے کر عیش و عشرت مین مشغول ہوا۔ اور چند زنجیر فیل غنائم مین سے اور عرائض فتح بادشاہ پاس بھیجے۔

جب مالوہ مین ادہم خان کی فتح سے فساد پیدا ہوا تو بادشاہ نے اسکے احوال کی اصلاح اہم جانی اور وہان کا ارادہ مصمم کیا۔ بادشاہانہ حسن تدابیر اسے کہتے ہین کہ مبادی سال مین نظر سرکار کے خاتمہ پر ہو۔ اور نظر دوربین بدایت فکرت مین حسن خاتمت و نقش نہایت پر نظر کرے۔

بادشاہ یکشنبہ ۱۱ شعبان ۹۶۸ھ کو آگرہ سے مالوہ کی یورش دلکش کے لیئے چلا۔

جب بادشاہ قلعہ رنتھنبور پر پہنچا تو اس جگہ کے حاکم رای سرجن نے پیشکش لایق اپنے آدمیون کے ہاتھ بھیجی بادشاہ نے اس قلعہ کی تسخیر کا ارادہ نہین کیا۔ پھر وہ قلعہ گاگرون کے حوالی مین آیا۔ وہ بھی مالوہ کے مضبوط قلعون مین تھا۔ مگر معلوم ہوا کہ باز بہادر نے اپنے معتمدون مین سے کسی کے حوالہ یہ قلعہ کر رکھا ہے اور بادشاہ کے لشکر نے اسے فتح نہین کیا۔ بادشاہ نے اسکا محاصرہ لشکر سے کرایا کہ قلعہ دار نے قلعہ کی کنجیان حوالہ کردین اور بادشاہ کی خدمت مین چلا آیا۔ اور یہان سے بادشاہ سارنگپور کی طرف چلا۔ اتفاق زمانہ سارنگپور سے گاگرون کی تسخیر کے ارادہ سے ادہم خان آتا تھا اسکو بادشاہ کے آنے کی خبر نہ تھی۔ اسکی مان ماہم انگہ نے قاصد تیز رو بھیجا کہ اوسکو بادشاہ کے آنے کی خبر کردین مگر وہ بادشاہ کی تیز روی کو نہ پہونچ سکا۔ ادہم خان نے جب بادشاہ کو دفعۃً دیکھا

۹۶۸ھ مطابق ۱۵۶۱ء

تو بھچک رہ گیا - اسکی رکاب پر بوسہ دیا - پادشاہ نے اپنی ناراضی کا اظہار کچھ نہین کیا - سارنگ پور مین آیا - ادھم خان کے گھر مین اترا - ادھم خان - نفائس و لطائف پادشاہ کے سامنے لایا مگر پادشاہ اس سے خوش نہین ہوا - اس لئے کہ آئین اخلاص یہ ہے کہ غیبت صوری کے زمانہ مین حاضر معنوی روحانی ہوکر اپنے صاحب کے اکرام اور احترام مین اہتمام لازم جانے اور اپنی خواہش کو غنیمت کی رضا مین محو کردے مگر اخلاص نہ ہر سر مین ہوتا ہے نہ ہر دل مین - پادشاہ کی تربیت و عاطفت کے برابر تزویر و تلبیس کی دکان آراستہ کرنی کیا معاملہ گذاری ہے حساب دانی - سوداگری بھی اسکو نہ آئی - وہ بازیگری کی بساط پر نرد دغا کھیلتا تھا اور اپنا منہ کالا کرتا تھا - وہ ریا کے ساتھ پادشاہ کا تملق کرتا تھا اس سے پادشاہ خوش نہ ہوتا تھا - ہر کار اسکا پسندیدہ خاطر نہ ہوتا تھا - ابھی پادشاہ کے ایلچی نہین آئے تھے اسلئے وہ ادھم خان کے گھر کے کوٹھے پر رات کو سویا - یہ بے سعادت بدنیت اس کا مین منتظر فرصت تھا کہ شاید پادشاہ کی نظر اسکے حرم خانہ پر پڑے تو وہ اسکا بہانہ بنا کے پادشاہ کا کام تمام کرے - مگر پادشاہ کا دل اس ناپاک خیال سے خالی تھا وہ آرام سے رات بھر سویا - ادھم ادھم خان کو قدرت اور فرصت اپنے کام کے کرنے کی نہین ملی -

دوسرے روز ماہم انگہ آگئی - اب اوس نے پادشاہ کی ضیافت اور پیشکش کا سامان کیا اور ... سارا مال و اسباب اور تمام حرمین و پاترین جو ہاتھ لگا تھا وہ پادشاہ کی نذر مین دیا ... پادشاہ نے ادھم خان کو دیدیا - سارنگ پور مین پادشاہ چار روز رہا - ۲ رمضان ۹۶۸ھ کو آگرہ کو روانہ ہوا - ادھم خان نے پادشاہ کی پہلی منزل مین یہ شرارت کی کہ باز بہادر کی دو نادر جمیلہ حرمین کہ پادشاہ کی نذر کی تھین انکو بھگا کر لے گیا - جب پادشاہ کو خبر ہوئی تو اوس نے کوچ موقوف کیا اور انکی تلاش مین آدمی بھجوائے - دونو گرفتار ہو کر آئین - مگر ماہم انگہ نے یہ خیال کرکے کہ ان عورتون کی زبانی اسکے بیٹے کا بھانڈا پھوٹے گا دونو بیگناہون کو مار ڈالا کہ سر بریدہ آواز نہ کند - پادشاہ نے چشم پوشی کی - راہ مین پادشاہ نے ایک شیر کو اپنے ہاتھ سے شمشیر سے مارا - ۱۹ رمضان ۹۶۸ھ کو اپنے دار الخلافہ مین داخل ہوا - اب اس یورش مین ایک مہینہ سات روز لگے - چار روز سارنگ پور مین توقف ہوا - سولہ روز جاتے مین اور سترہ روز آنے مین صرف ہوئے

بادشاہ جب آگرہ مین آیا تو اوس نے ادھم خان کو اپنے پاس بلالیا اور اوسکی جگہ پیر محمد خان شروانی کو ریاست مالوہ مستقل طور پر عطا کی۔ اس طرح ماہم انگہ اپنے بیٹے کے آنے سے خوش ہوئی اور صوبہ مالوہ کی جمہور رعایا ادہم خان کے ستم سے نجات پاکر امن و امان مین کامروا ہوئی۔ پیر محمد خان کو ایک ستمگار کی شرکت سے خلاص ہوئی۔ باز بہادر حدود آواس مین جاکر اپنی جمعیت سرانجام کررہا تھا یہ خبر سنکر پیر محمد خان نے ایک فوج آراستہ کی اور اس طرف کی عزیمت کی۔ اس کو اپنی جمہور کا نشا رہتا۔ اسمین عقل و تدبیر پر شجاعت غالب تھی۔ وہ قلعہ بیجا گڈھ کی تسخیر پر متوجہ ہوا یہان باز بہادر کی طرف سے اعتماد خان قلعہ کا منتظم تھا۔ اسنے قلعہ کو مستحکم کیا۔ وہ بذاتہ رفعت و متانت مین مشہور تھا۔ محاصرہ مین امتداد ہوا۔ روز بہادرون نے اس قلعہ کے لئے کوشش کی۔ ایک دن سحر کو خسرو شاہ چند کمند لگاکر قلعہ کے اندر دوسو جوانون کو لے گیا۔ جب صبح ہوئی تو اہل قلعہ خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور لڑنے پر تیار۔ خوب لڑے۔ مگر آخرکار ناچار الامان کی فریاد کرتے ہوئے پریشان ہوئے۔ اعتماد خان ایک آدمی کو ہمراہ لے کر پیر محمد خان پاس امان کے لئے آتا تھا کہ ایک تیر اوسکے ایسا لگا کہ جان گئی اسکے ہمراہی نے جہانتک ہوسکا شمشیر بازی کی مردانگی سے جان دی کچھ آدمی تلوار سے بچے تھے کہ اونہون نے امان مانگ کر جان بچائی۔ پیر محمد خان نے چند روز یہان رہ کر قلعہ کا انتظام کیا۔ پھر سلطان پور مین گیا تھوڑی سی لڑائی سے اسکو ممالک محروسہ مین داخل کیا وہ قلعہ بیجا گڈھ مین واپس آیا یہان اسکو خبر لگی کہ میران مبارک شاہ والی خاندیس کے پاس باز بہادر پناہ گزین ہوا ہے۔ میران نے اسکے ساتھ اپنا لشکر کیا ہے۔ پیر محمد خان نے بہا زائد اسباب قلعہ مین چھوڑا۔ ہزار جوان ساتھ لئے اور یہ ارادہ کیا کہ ایلغار کرکے ناگاہ آسیر و برہان پور مین پہنچکر مخالفون کی جماعت کا کام تمام کرے۔ دریاے نربدہ سے گذر کر چالیس کوس ایکرات مین چلا۔ آسیر سے دو کوس ایک چھوٹا سا قلعہ تھا۔ اسکو ایک ساعت مین فتح کرلیا یہان نے قلعہ آسیر سے اس قلعہ کی محافظت کے لئے آدمی بھیجے تھے۔ اسوقت کہ پیر محمد خان قلعہ فتح کرکے خاندیس کے دارالحکومت برہان پور کی طرف جاتا تھا ناگاہ لشکر غنیم کے سپاہی دور سے دکھائی دیئے۔ پیر محمد خان نے خسرو شاہ اور یار علی بلوچ کو بھیجا کہ اس لشکر کو دفع کرے

اُنھون نے جاکر تھوڑے عرصہ مین اس جمعیت کو پریشان کر دیا اور اُلٹے چلے آئے۔ صبحکو وہ
بُرہان پور مین آگیا اور اس شہر عظیم کو غارت اور تاراج کیا بہت نقد و جنس اونھون کو ہاتھ آئے
میران قلعہ آسیر مین بیٹھا تھا۔ پیر محمد خان نے صلاح وقت دیکھکر معاودت کی کہ اس پاس خبر آئی
کہ باز بہادر خاندیس کے لشکر لئے ہوئے نزدیک آگیا ہے۔ وہ اس لشکر کو لیکر بیجا گڈھ مین لڑنے کو
گیا تھا مگر جب اس نے سُنا کہ پیر محمد خان کچھ آدمیون کے ساتھ آسیر و برہان پور کو تسخیر کرنے گیا
ہے تو وہ سوچ سمجھکر اس طرف آیا۔ ایسے وقت مین کہ مخالف کا لشکر غنیمت کے مال سے لدا ہوا متفرق
ہوکر اولٹا جاتا تھا۔ باز بہادر کے قریب آنیکی خبر لشکر مین پھیلی۔ پیر محمد خان نے اہل دانش کو بلا کر مشورہ
کیا۔ اکثر آدمیون نے متفق ہوکر کہا کہ اس وقت جنگ مناسب نہین ہے۔ لشکر نے بہت سفر کیا ہے
اور فتوحات حاصل کی ہین اور ہر شخص غنیمت سے گرانبار ہو رہا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ جنگ کو طرح دیکر
آب نربدہ سے اُترین۔ منڈو مین آرام کرین۔ اور تازہ اور سپاہ لے کر لڑنے پر متوجہ ہون
مگر پیر محمد خان نے یہ صلاح نہ مانی اور لڑنے پر متوجہ ہوا۔ ہمراہیون نے پہلو تہی کی۔ لوازم
ہمراہی بجا نہ لائے۔ تھوڑی سی لڑائی سے بھاگ گئے۔ پیر محمد خان کو یار علی بلوچ بعنف لے آیا کہ
اب توقف کی کیا جگہ ہے۔ وہ نربدہ کے کنارہ پر شام کو پہنچا۔ ہر چند لوگون نے سمجھایا کہ غنیم دور ہے
رات کو یہین آرام کرو۔ مگر اس نے یہ ارادہ کیا کہ دریا مین گھوڑے پر سوار ہوکر پار چلا جاؤن
سراسیمہ ہوکر دریاء نربدہ مین گھوڑے پر سوار ہوکر وہ چلا۔ دریا مین ایک قطار خچرون کی تیر کر
جاتی تھی کہ اُس کے گھوڑے کے پہلو سے وہ لگی گھوڑا بھی سوار کی عقل کی طرح اپنی جگہ سے بڑا
پیر محمد خان پانی مین گرا۔ جماعت اسکی نزدیک تھی اس نے بد دروُنی سے اسکے بچانے مین کوشش
نہین کی سو وہ ہاتھ پاؤن مار کر ہلاک ہوا۔ یار لوگون نے لطیفہ کے طور پر کہا کہ در آب فی النار شد
عرض ایسا مخلص کاروان جوان مرد عالی ہمت مفت جان سے گیا۔ بادشاہی امراء جو یہان
جاگیر دار تھے وہ اپنی جاگیرین چھوڑ چھوڑ کر بادشاہ پاس آئے اور باز بہادر کا مالوہ پر پھر تصرف
ہوگیا۔ بادشاہ نے عبداللہ اوزبک کو جو جان سپار بزرگ منش اور اس ملک سے خوب واقف
مالوہ کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ امور سیاست و دار و گیر اُس کے سپرد کئے اور خدا۔

بادشا[illegible] دہی کوکہ وزراے بیوتات مین ممتاز تھا اوسکی ہمراہ کیا کہ ولایت کا نظم ونسق اور جاگیرونکی تحقیق اور محال خالصہ کا تعین وہ کرے - خان کلان اسکو خطاب دیا اور حکم دیدیا کہ جب ملک فتح ہوجاے تو عبداللہ خان اوزبک یہی رہکر ملک کشائی کرے اور معین خان اس ملک کی رعایا اور دہقین اور تمام وضیع وشریف ساکنین کو استمالت وعواطف شاہی سے قوی دل کرے - [illegible] لت لشکر کے گذرنے سے جو تفرقہ پیدا ہوا ہے اسکی تلافی کرے اور صلاح دولت دیکھکر امرا [illegible] حسب لازمین مین جاگیرون کی تقسیم کرے - یہ سب کام کرکے ہمارے پاس چلا آئے - حکم عالی کی بموجب جب عبداللہ خان اوزبک یہان آیا سنہ ۹۶۹ کے اوائل مین وہ مالوہ کی تسخیر کے لئے متوجہ ہوا - باز بہادر اس لشکر کی روانگی کا حال سنکر بھاگ گیا وہ جانتا تھا کہ اس سے لڑنے کی مجھہ مین تاب نہین ہے - غرض نہ تلوار کی بجلی چمکی نہ تیرون کا مینہہ برسا ولایت مالوہ پر لشکر شاہی کا قبضہ ہوگیا بادشاہ کے لشکر نے باز بہادر کا تعاقب کرکے اسکا بہت لشکر مارا - باز بہادر مالوہ سے نکلکر مدتون دربدر پڑا پھرا - اول بھرجی زمیندار بگلانہ پاس گیا - پھر چنگیز خان پاس گیا - پھر شیر خان فولادی سے توسل ڈھونڈا یہان نظام الملک دکنی کا امیدوار ہوا - سب جگہ سے حیران پریشان ہوکر ہارا ہوا رانا اودے سنگہ سے چند دفعہ التجا کی - جب بادشاہ نے اسکی یہ خستہ حالی دیکھی تو حسن خان خزانچی کو بھیجکر اوسکو اپنے پاس سنہ ۹۷۸ مین بلالیا اور نوازشہاے خسروانہ سے سربلند ہوا سلاطین مالوہ کے پایہ تخت مندو مین عبداللہ خان اوزبک نے بطریق استقلال حکمرانی شروع کی - اس ملک کے بلاد اور قصبات وقریات امرا مین انکے رتبے کے موافق تقسیم ہوئے - اولیائے دولت نے حین وسارنگ پور اور محال جاگیر مین آرام لیا - معین خان انقسام جاگیر وانتظام ملکی کے بعد بادشاہ کی خدمت آیا -

بادشاہ اپنی سلطنت کے ذمے فرض وقت سمجھتا تھا کہ ہمیشہ ملک کے احوال سے اور اعیان و اکابر کے اوضاع سے خبردار رہے - اوران تنگ حوصلہ خود سرون کا اپنی تدبیر وراے سے علاج پہلے سے کرے کہ وہ کامیاب دولت ہوکر ملک مین فساد کرین - جب اس نے سنا کہ عبداللہ [illegible] سے کہ بادشاہ کا نمک پروردہ تھا مالوہ مین شورش برپا کر رہا ہے اور اپنی تنگظرفی دکھائی دیے -

سے پادشاہ سے کفران نعمت کرنے کو ہے تو یورش مالوہ کا قصد مصمم کیا اور ہاتھیون کے شکار کا بھی
ارادہ کیا۔ اس نے ۱۲ ذیقعدہ سنہ ۹۷۱ھ کو اسی موسم مین سفر کیا کہ ابر کے فیلان کج خرام نے مستی و مدہوشی
سے تمام زمین و زمان مین جوش و خروش کر رکھا تھا۔ ہر وقت مستی سے ٹپکتے تھے اور سیلاب وان کرکے نشیب و
فراز کو نہین جانتے تھے سرکشی اور گردن فرازی سے کجک برق کے فرمان پذیر نہین ہوتے تھے۔ پادشاہ نے
نرور سیپری کی طرف کوچ کیا۔ یہان ہاتھیون کا کھیت تھا۔ اہلی ہاتھیون سے وحشی ہاتھیون کو پکڑا۔
اسی طرح شکار کھیلتا ہوا مالوہ کی طرف اس برسات مین چلا کہ امتداد برق و باران و اشتداد خلاب
و سیلاب و فور گل ولاے لنرج سے اور گڑھون کی کثرت سے جو زمین مالوہ مین ہوتے ہین پادشاہ کے
لشکر کا چلنا دشوار تھا۔ گھوڑے دریائی گھوڑون کی طرح تیرتے تھے۔ شتر جہازون کی طرح طوفان
نوردی کرتے تھے۔ راہ مین اس قدر کیچڑ تھی کہ اوسمین گھوڑون کے پانون سینہ تک دھس جاتے تھے
اور سبک رفتار اونٹون کو اپنے بال بھی گران معلوم ہوتے تھے۔ جرثقیل سی بہزار دشواری حرکت کرتے تھے
اگرچہ منزلون مین مویشی کے لئے چارہ دانہ میسر نہین ہوتا تھا مگر سبزہ تر و تازہ راہ مین ایسا ملتا تھا کہ جانور
اس سے سیر ہو کر خوش رہتے تھے۔ پادشاہ منڈو مین آیا۔ اثناء راہ مین اشرف خان و اعتماد خان کو
پہلے سے روانہ کیا تھا کہ وہ عبداللہ خان اوزبک کو جو اپنے اعمال ناشائستہ سے متوہم خائف ہے
عنایات شاہی کی نوید سنا کر اس پاس لے آئین کہ وہ سرکش نہ ہو۔ پادشاہ سارنگ پور مین
اور یہان سے اُجین مین کہ پہلے ملوک مالوہ کا تختگاہ تھا آیا اور پھر دھار مین آیا۔ یہان کی ہوا
بڑی خوشگوار تھی۔ یہان عبداللہ خان کے پاس سے اشرف خان اور اعتماد خان آئے جنکی زبانی
معلوم ہوا کہ عبداللہ خان ان شرائط سے صلح کرنی چاہتا ہے کہ کوئی اسکو مالی و جانی ضرر نہ پہونچے اور
ولایت منڈو اس پاس بدستور سابق مفوض رہے بعض امرا اس پاس رہین۔ منعم خان خانخانان
کی سفارش سے ان شرائط کو پادشاہ نے منظور کر لیا۔ اور اعتماد خان اور دربار خان کے ہاتھ
عفو تقصیر اور اسکی ملتمسات کو منظوری کا پیغام بھیجدیا۔ عبداللہ خان اس سبب سے کہ خائن تھا خائف
تھا وہ منڈو سے بھاگ کر نوالی مین چلا گیا۔ پادشاہ نے اس کے تعاقب مین لشکر روانہ کیا اور خود
۲۶ ذی الحجہ سنہ ۹۷۱ھ کو نوالی مین آیا۔ اثناء راہ مین اعتماد خان اور دربار خان واپس آئے عبداللہ خان

حضور کی موعظت کو خدا لیعت سمجھا - پادشاہ نے ہراول سے لڑائی شروع کی - پادشاہ ایلغار کرکے اپنے
لشکر کی کمک کو گیا لڑائی مین ایسی جگہ پہنچا کہ تیر اوسکے سر پر گذرتے تھے - پادشاہ کی اس جنبش سے اوس کے
لشکر کو دشمن پر فتح عظیم ہوئی باوجودیکہ پادشاہی لشکر دشمن کے لشکر سے بہت کم تھا - اس نواح کے کل
زمینداروں اور رئیسون نے پادشاہ کی اطاعت اختیار کی - عبداللہ خان بھاگا - پادشاہی لشکر نے اس کے
پیچھے جاکر حملہ کیا - وہ اپنے بال بچون کو جنگل مین چھوڑ کر اور اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر بھاگ گیا - اور سرحد گجرات مین
پہنچا - پادشاہ ۱۰ محرم ۹۷۲ھ کو منڈو مین آیا اور تمام ممالک محروسہ مین فتحنامے بھیجے - ایک مہینے یہان توقف
کیا - یہان سنا کہ چنگیز خان حاکم گجرات کے پاس عبداللہ خان گیا ہے - پادشاہ نے اسکے نام فرمان منعم الملک
کے ہاتھ بھیجا کہ وہ عبداللہ خان کو باندھ کر ہمارے پاس بھیجدے یا اپنے ملک سے اس کو باہر نکال دے -
چنگیز خان نے اس فرمان کے جواب مین لکھا کہ مین بندہ پادشاہ ہون فرمان پذیری ناگزیر ہے حضرت
خطا پوش و عطا پاش ہین اگر اس مرتبہ اسکا گناہ بخش کر نوازش کرین تو اسکو حضور کی خدمت مین بھیجدون یہ
بندہ نوازی سے دور نہ ہوگا - اگر یہ التماس قبول نہ ہو تو مین اسکو اس ولایت سے دور نکال دونگا -
پادشاہ نے اس صوبہ کا ایسا عمدہ جدید انتظام کیا کہ تمام سردار اور رئیس اس سرزمین کے اس کے آگے سجدہ
کرتے تھے اور آخر محرم ۹۷۲ھ مین آگرہ کی طرف روانہ ہوا - قرا بہادر خان کو اور امرا کے ساتھ منڈو مین
مقرر کیا - راہ مین ہاتھیون کا شکار کھیلتا ہوا ۳ ربیع الاول ۹۷۲ھ کو دار الخلافہ آگرہ مین آیا - یہان منعم الملک
چنگیز خان کی عرضداشت مذکور اور پیشکش لایا ٭

ممالک شرقیہ کی فتوحات

ان چند برسون مین علی قلیخان خان زمان خان نے ممالک شرقیہ مین افغانون پر فتوحات عظیم حاصل
کین پہلے لکھ چکے ہین کہ حدود سنبل مین خان زمان منتظم مقرر ہوا تھا تو اوس نے لکھنو تک ملک پر قبضہ کر لیا
جب بیرام خان کا جھگڑا تمام ہوا تو افغانون نے جانا کہ ہم کو فرصت ہے انھون نے مبارز خان عدلی کے
بیٹے کو اپنا سردار بنایا - اور شیر خان اسکا نام رکھا اور سب نے متفق ہو کر یہ ارادہ کیا

لگائیے۔ خان زمان نے یہ خبر پاکر جونپور کے قلعہ کو مستحکم کیا۔ سوای اسکندر خان اوزبک کے اس نواح کے تمام سرداروں کو جمع کیا۔ افغانوں کا لشکر بڑا زور آور تھا۔ بیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیدل اور پانسو ہاتھی تھے۔ اس سے آگے جاکر لڑنا مصلحت وقت نہیں معلوم ہوتا تھا۔ افغان اپنا لشکر گران لیکر گومتی کے کنارہ پر جونپور کے پاس آگئے۔ یہ شہر اسی ندی کے کنارہ پر واقع ہے اور تیسرے روز ندی سے پار اُترے سپاہ کو لڑنے کے لئے مرتب کیا۔ خان زمان بھی لشکر آراستہ کرکے لایا۔ شائستہ آئین کے ساتھ لڑائی شروع ہوئی۔ خان زمان کے لشکر نے حسن خان بچکوتی کے لشکر کو تیروں کی مار سے بھگا دیا مگر شیر شاہ نے لشکر شاہی کو بھگا کر شہر کے کوچوں تک پہنچایا۔ پھر خان زمان نے اس لشکر کے پیچھے آکر تیروں کی بوچھاڑ سے دشمن کے لشکر کو پریشان کردیا اور بڑی فتح حاصل کی اور بہت سی غنیمت اور بہت سی ہاتھی اس کے ہاتھ آئے۔ اس فتح سے خان زمان کا ایسا مغز چلا کہ وہ بادشاہ کو ایک لڑکا سمجھا اور اسکی قوت و قدرت کو بے حقیقت جانا۔ ساری غنیمت کو خود ہی ہضم کرنا چاہا۔ گستاخ بیباک ایسا ہوگیا کہ بادشاہ کو خود گوشمالی کے لئے آنا پڑا۔ عقلمند جانتے ہین کہ جو شخص نیک ذاتی خیر اندیشی کے صفات سے موصوف ہوتا ہے اور اپنے احوال کے روزنامچہ کو مطالعہ کرتا ہے جب وہ مخالفون پر نصرت پاتا ہے اور کاردان معاون اُس پاس جمع ہوتے ہین اور اسباب دنیا میسر ہوتا ہے تو وہ نیازمند زیادہ ہوجاتا ہے اور اپنے ولینعمت کے شکر کے لوازم کو بجالاتا ہے اس شکر کا تتمہ حسن عقیدت اور لطف خدمت کو بناتا ہے اور مراسم یکجہتی کو بڑھاتا ہے اور خالق کے سامنے زیادہ ضراعت اور مخلوق سے بہت تواضع کرتا ہے اپنے صاحب کی بندگی و اخلاص مین زیادہ کوشش کرتا ہے اپنے نوکرون کی قدردانی کرکے ان کے ساتھ حسن سلوک زیادہ کرتا ہے لیکن جو ان سب کے خلاف کام کرتا ہے جو سوا صورت کے آدمیت سے بہرہ نہین رکھتا سوای نام کے اصالت اسکو نصیب نہین ہوتی۔ وہ تھوڑے سے اعتبار اور برآمد کار سے اپنے پایہ کو بھول جاتا ہے اول خدا کے ساتھ اسکا طریقہ کچھ اور ہوجاتا ہے دوم اپنے ولینعمت و صاحب کے ساتھ تجبر و ترفع کی طرز اختیار کرکے کچھ اور باتین دل مین سوچنے لگتا ہے سوم اپنے ہمراہیون اور ہم نشینون کے ساتھ اترانے لگتا ہے چہارم جمہور انام کے ساتھ ستم و عنف سے سلوک کرتا ہے وہ یہ جانتا ہے کہ مین اپنی بزرگی کا اسباب مرتب کرتا ہون۔ دانا جانتا ہے کہ

بادشاہ کا واسطے سرکوبی کے جانا خان زمان کا مغرور ہونا سنہ ۹۷۴

اپنے ادبار اور ہلاکت کے لئے معرکہ کررہا ہے۔ اس بیان کا مصداق علی قلیخان زمان کا حال ہے کہ ان دنون جو اوس نے شیرشاہ پسر سلطان عدلی کو لڑکر شکست دی تو اوسکا دماغ آسمان پر چڑھ گیا۔ قریب تھا کہ اوسکا بھانڈا پھوٹ جائے کہ بادشاہ کی عقل کامل کا یہ اقتضا ہوا کہ برسم شکار اس حدود کی طرف چلئے۔ اس نے زبان سے کہا کہ اگر اس بدسرشت کو سعادت سے کچھ بہرہ ہوگا تو خواب غفلت سے بیدار ہو کر ہماری قدمبوس کے لئے حاضر ہوگا ہم اس کی تقصیرات معاف کرکے موافقت کرینگے وہ ہمارا ہی لگایا ہوا درخت ہے بزرگون کی گزیدہ تر صفت یہی ہے کہ عذر کو قبول کرین اور گناہ بخشین کہ آدمی ہشیاری و مستی کی معجون مرکب ہی۔ اگر وہ ملازمت کے لئے نہ حاضر ہو تو پہلے اس سے کہ مرض مزمن ہو اور اوس کا معالجہ دشوار ہو اسکا کام تمام کیا جاے اور اس مرزبوم کو ستمگار کے ہاتھ سے خلاصی دی جائے۔ غرض پنجشنبہ ۹۶۸ سنہ کو وہ بلاد شرقیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ دارالخلافہ اگرہ کی حراست معین الدین احمد خان فرنخودی کو سپرد کی۔ جب حدود کالپی مین بادشاہ کا گذر ہوا۔ عبداللہ خان اوزبک کے گھر مین اترکر اسکی عزت کو بڑھایا۔ پھر یہان سے کڑہ گیا یہان شکار کھیلا تو خان زمان خان اور اوسکا بھائی بہادر خان خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور بادشاہ کی خدمت مین آئے۔ انکے بھلے دن کچھ باقی تھے۔ غنیمت کا سب مال و اسباب ورنامور ہاتھی بادشاہ کی پیشکش مین دیئے۔ بادشاہ نے انکی تقصیرات معاف کین اور فرمایا کہ پھلدار درختون کے کاٹنے سے جب آدمی ناخوش ہوتا ہے تو انسان کو کہ ایک برومند شجر ایزدی ہے قطع کرنے سے کیا ثمرہ ملتا ہوگا اس لئے ہم تمہاری خجالت و ضراعت کے سبب سے قصور معاف کرتے ہین۔ کڑہ مین بادشاہ میں وزرہا۔ یہان انتظام بخوبی کرکے اگرہ کو روانہ ہوا اور دس روز مین ۱۷ ذی الحجہ ۹۶۸ سنہ دارالخلافہ اگرہ مین داخل ہوا۔ اس سفر مین ایک مہینہ چودہ روز لگے۔ جانے مین چودہ روز آنے مین دس روز پھیر لے مین بیس روز۔

اس سفر مین چنارگڈھ اولیاء بادشاہی کے ہاتھ آیا۔ یہ ایک حصن حصین ہی کہ اور بادشاہون نے اسکو شمشیر اور لشکر و فزونی تدبیر سے تسخیر کیا ہے اس لئے کہ باہر کے آدمی تو اسکے ارتفاع و استحکام کے سبب سے اندر دخل نہین دیسکے اور اندر کے آدمیون کو باہر کے آدمیون کی ضرورت اس سبب سے نہین ہوتی کہ کھانے پینے کا سامان افراط سے موجود ہوتا ہے۔ مجمل بیان اس واقعہ کا یہ ہے کہ جب شیرشاہ

پر سلطان عدلی کو شکست ہوئی تو یہ قلعہ فتو کو جو اسکی خیل کے خواص مین تھا ہاتھ آگیا وہ اس
حصار کو اپنا مامن سمجھہ کر اس کا استحکام کرتا تھا۔ کہ بادشاہ نے خواجہ عبد المجید آصف خان
کو اس کی تسخیر کے لیئے . . . .
نامزد کیا مگر فتو کی یہ دانشمندی اور سعادتمندی ہی کہ وہ یہ سمجھا کہ افغانون کے ادبار کے دن آگئے ہین
لڑنے سی سوای ذلت کے کچھ اور نہین حاصل ہوگا۔ اس نے بادشاہ سے درخواست کی کہ شیخ محمد آئے اور
میرا ہاتھ پکڑکر حضور کے روبرو لیجائے۔ بادشاہ نے اسکی درخواست کو قبول کیا۔ شیخ محمد اسکو بادشاہ
کے سامنے لایا اس نے مرتبہ امارت اسکو مرحمت کیا۔

خان زمان با افغانان

فتح خان بٹنی اور اس کے بھائی حسن خان اور لمو خان اور ایک جماعت کثیر نے قلعہ رہتاس
مین ایک لشکر آراستہ کیا اور وہان سے آخر ولایت بہار اور بعض بعض محال پرگنہ خان زمان سی متعلق
تھین اپنے تصرف مین کرلیا اور سلیم شاہ کے بیٹے اواز خان کو اپنا سردار بنا کر شورش و فساد برپا کیا۔
اس فتنہ کے مٹانے کے لیئے خان زمان اور اس حدود کے امراء متوجہ ہوئے مگر افغانون کا لشکر
پرزور تھا۔ خان زمان نے لڑنے مین مصلحت نہ جانی۔ سون ندی کے کنارہ پر اندھیاری (اندھاری)
کے مقام پر قلعہ بنا کر اقامت کی۔ اندنون مین مولانا علاء الدین لاری و ملا عبد اللہ سلطان
پوری و شہاب الدین خان و وزیر خان بادشاہ کی طرف سے یہان اس لیئے آئے ہوئے تھے
کہ خان زمان کو نصائح ارجمند کرکے اسکا عقیدہ مستند بنائین اور سلیمان کررانی حاکم بنگالہ جو خان زمان سے
ملا تھا اور اس نے خطبہ شاہنشاہی پڑھوایا تھا اس پر بادشاہ کے الطاف کا اظہار کرین
اور اگر ہو سکے تو اوسکو بادشاہ پاس لائین۔ ان امیرون نے خان زمان کے قلعہ مین پہنچ کر
بادشاہ کی عنایت کی نوید اسکو پہنچائی۔ یہ سب خان زمان پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ افغانون نے
لشکر آراستہ کرکے اور فیلان مست کو لیکر خان زمان کے قلعہ پر حملہ کیا۔ خان زمان نے بھی لشکر
لے کر لڑنا شروع کیا۔ مگر افغانون نے خان زمان کو فوراً شکست دی اور اوسکا سارا لشکر بھاگ
گیا اور اوسکے منازل اور محل کو افغانون نے لوٹنا شروع کیا۔
خان زمان اپنے قلعہ کی دیوار کے نیچے کمین مین بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ کام کرے یا گوشہ گیری

کرے - حسن خان بہشتی ہاتھی پر سوار ایک جماعت کو لیکر روبرو آیا - خان زمان کے آدمی بھاگے تھوڑے آدمی مرنے کا ارادہ کرکے قلعہ کے ایک برج پر چڑھ گئے - وہان دیگ (توپ) لگی ہوئی تھی اس کو بھر کر افغانون کی فوج پر چلائی اسکے چھوٹتے ہی گولہ حسن خان کے ہاتھی پر لگا - جس سے ہاتھی مرگیا اور فوج بھاگی - یہ تائید ایزدی تھی کہ خان زمان کے لشکر مین کوہ پارہ ایک ہاتھی تھا جو مست ہو رہا تھا اور زنجیرون سے بندھا ہوا تھا - جبوقت کہ خان زمان کا لشکر بھاگا ہے - یہ افغان فیلون کو کھول کر لیگئے تھے اس ہاتھی نے اپنی بدمستی مین افغانون کے ایک ہاتھی کو مار ڈالا - جس سے وہ شور مچا کہ افغانون کے لشکر نے جانا کہ بادشاہی لشکر داخل ہوا اس خوف سے وہ بھاگنے لگا تو بادشاہی لشکر نے اسکا تعاقب کیا اور ایک فتح عظیم اسکو حاصل ہوئی اور بہت غنیمت اور ہاتھی ہاتھ آئے - خان زمان نے جونپور کو مراجعت کی اور زمانیہ سے بادشاہ کے امیرون کو جو آئے تھے واپس بھیجا -

خانزمان علی قلی خان کی بغاوت دور کرنے کے لئے بادشاہ کے لشکر کا یورش کرنا اور اس یورش مین سوانح کا پیش آنا سنہ ۹۷۲ ہجری

اسکندر خان اور بہادر خان کے پاس الہ آباد مین خانزمان کا جانا

اہل ہوش دنیا کو کہتے ہین کہ وہ شراب کا حکم رکھتی ہے مصرعہ کانچنان آنچنان تر می کند یعنی جیسا آدمی ہوتا ہے ویسا ہی اسکو بناتی ہے اگر آدمی سعادت مند ہے تو وہ اسباب دنیوی کو ہزار نیکیون کا سرمایہ بناتا ہے - اپنی سعادت کو بڑھاتا ہے - اپنی ذات کو آرائش دیتا ہے دین و دنیا دونو سنوارتا ہے - اگر وہ فطرت مین بدگوہر تیرہ درون وسیاہ بخت ہے تو ہمیشہ ذخائر دنیا کو ہزار وبال کا سرمایہ بناتا ہے - اپنی ترفع صدری سے خلق کو صد طرح کے آزار پہنچاتا ہے - روز بروز اسکا تاریک دل اور زیادہ سیاہ ہوتا جاتا ہے - نہ وہ قدر نعمت

جاتا ہے نہ اپنے ولینعمت کو پہچانتا ہے۔ اپنی حالت کے موافق مکر وتدبیر کرتا ہے۔ کبھی اپنی کام سے پردہ اوٹھا کر ظاہر و باطن مین بغاوت کرتا ہے۔ اس حال کا مصداق علی قلیخان کا احوال ہی جسکی تفصیل آگے لکھی جاتی ہے۔

جب بادشاہ نے سنا کہ اسکندر خان اوزبک سرکشی کا خیال رکھتا ہے تو وہ اغماض کرکے ہاتھی کا شکار کھیلنے چلا گیا۔ اور اسکندر خان پاس اس مضمون کا فرمان اشرف خان کے ہاتھ بھیجا کہ تم بغاوت کے خیال سے باز آؤ اور میرے پاس چلے آؤ مین تمہاری قصورون کو معاف کردونگا اسکندر خان کی جاگیر مین ملک اودھ تھا۔ جب یہان اشرف خان آیا تو اوسکی تعظیم کی۔ اور فرمان کی ظاہری فرمانبرداری کی۔ اور بادشاہ پاس جانے کے لئے مدتون تک ایسے حیلے کرتا رہا کہ اب سامان تیار ہو جائے تو چلتا ہون۔ مگر درپردہ وہ اور اہل نفاق کے ساتھ سازش رکھتا تھا اور کچھ اور ہی خیالات پکاتا تھا۔ آخرکار اُس نے اشرف خان سے کہا کہ ابراہیم خان نیازی آق سقال یعنی ریش سفید ہے۔ اور ہمسایہ مین رہتا ہے۔ ہم تم اُس سے چل کر ملین۔ اس ارادہ سے اودھ سے سرہرپور مین جو ابراہیم خان کی جاگیر تھی گئے۔ پھر وہان سے علی قلیخان پاس دوڑے گئے۔ جب ان جماعتون کا مجموعہ ہوا تو سب نے بغاوت کے اظہار مین جرأت کی آپس مین یہہ مشورہ ٹھیرا کہ بادشاہ تو بہت دور ہاتھی کے شکار مین مشغول ہے۔ ہم دو جوق ہو جائین۔ اسکندر خان اور ابراہیم خان لکھنو کی راہ قنوج پر دوڑے اور اسکے حدود مین خلل پیدا کرے اور علی قلیخان اوسکا بھائی بہادر خان مانک پور کی جانب سے مجنون قاقشال پر جو یہان کا جاگیردار ہے چڑھ جائین اور شرارت برپا کرین۔ اشرف خان کو بطور قیدیون کے رکھا۔ ابراہیم خان و سکندر خان لکھنو کی طرف اور علی قلیخان و بہادر خان کڑہ مانک پور کی طرف چلے گئے۔

جب ان حدود کے امراء سارے مثل شاہم خان جلائر شاہ بداغ خان و محمد امین وغیرہ نے ان نمک حرامون کے اتفاق کرنے کا اور فتنہ انگیزی برپا کرنے کا حال سنا تو انہون نے جمعیت کا سامان کرکے ان باغیون کو روکنا چاہا۔ ان امراء اور سکندر خان و ابراہیم خان کے

باغیون کی سرزنش ۹۷۳ھ

درمیان قصبہ نیمکار مین پیکار ہوئی - محمد امین دیوانہ نے بری طرح دشمن پر حملہ کیا۔ اسکے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی وہ اُس سے گرا اور قید ہوا - شاہم خان اور شاہداغ خان نے جب محمد امین کا حال یہ دیکھا تھا تو انکو چاہیئے تھا کہ وہ اسکا چارہ کار کرتے اور بہادری دکھاتے مگر وہ دشمن کی کثرت سپاہ کے خوف سے قلعہ نیمکار مین چلے گئے اور بادشاہ کو اس حال سے اطلاع دی۔ علی قلیخان اور بہادر خان مانکپور دوڑے گئے اور اس کی حدود مین تاخت و تاراج کرنے لگے کہ مجنون قاقشال مرد معرکہ دیدہ تجربہ کار تھا۔ صف جنگ کو مناسب نہ جانا قلعہ مانکپور مین متحصن ہوا۔ آصف خان پاس قاصد بھیجکر اسکو بلایا۔ آصف خان کو جب اطلاع ہوئی تو وہ ولایت گڈھہ کچھہ سپاہ سپرد کرکے بہت سپاہ لیکر کڑہ مین آیا۔ مجنون خان کو آصف خان کے آنے سے تقویت ہوئی وہ قلعہ مین سے اپنی سپاہ کو باہر علی قلیخان کی فوج سے لڑنے کے لئے بھیجنے لگا۔ ان دونو نے بادشاہ کو حقیقت ماجرا لکھہ بھیجی۔

بادشاہ شکار سے فارغ ہوکر آگرہ مین آگیا تھا کہ اوسکو متواتر عرائض سے اہل بغاوت کا حال معلوم ہوا تو اوس نے ارادہ کیا کہ باغیون کے خار دار درخت کو پہلے اس سے کہ وہ ہوا مین سربلند کرے اور جڑ کو قائم کرے اپنے طیش و غضب کی تند باد سے بیخ و بن سے اُکھیڑ کر پھینک دے اس لئے اُس نے لشکر کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ اسکے جمع ہونے سے پہلے منعم خان کو بہت سے بہادرونکے ساتھہ برسم مقدمہ بھیجا اور بعد اس کے خود اپنے چلنے کا سامان درست کیا۔ تھوڑے دنون مین بڑا لشکر تیار ہوا اور دو ہزار زنجیر فیل اسکی ہمراہ ہوئے۔

بادشاہ کا اسکندر خان کی سرکوبی کیلئے جانا سنہ ۹۷۳ھ

آگرہ ترسون خان کو حوالہ کرکے بادشاہ پنجشنبہ ۲۳ شوال ۹۷۳ھ کو دریائے جمن سے پار ہوا۔ گرمی کا موسم تھا رات کو سفر ہوتا تھا۔ منزل بمنزل چل کر قنوج کی سواد مین پہنچا۔ منعم خانخانان آگے بھیجا گیا تھا وہ یہان آملا۔ قیا خان بھی باغیون کے گروہ مین تھا خانخانان کی سفارش سے بادشاہ نے اوسکا قصور معاف کیا اور وہ بادشاہ پاس آگیا۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ سکندر خان لکھنؤ مین ہے بادشاہ آدھی رات کو گھوڑے پر سوار ہوکر بطور ایلغار ایک شبانہ روز مین لکھنؤ مین جا پہنچا یوسف محمد خان کو کلتاش و شجاعت اور کچھہ بہادرون کو ہراول بناکے بھیجا۔ اسکندر خان لشکر شاہی کے خوف سے لکھنؤ سے بھاگ گیا۔ بادشاہ نے یہان آرام لیا۔ لشکر اس کے پیچھے

روانہ کیا اسکے جو کوئی باغیون مین سے ہاتھ لگا اس نے آب شمشیر سے اسکے کاسۂ سر مین خاک بھری
اسکندر خان جان بچا کر علی قلیخان سے جا ملا۔ بادشاہ کے لشکر کے گھوڑے تھک گئے تھے اس لئے
اور زیادہ تعاقب نہین کیا۔ علی قلیخان اور بہادر خان جو مجنون خان اور آصف خان سے مقابلہ
کر رہے تھے یہ حال سنکر متزلزل ہوئے اور کڑہ سے جونپور چلے گئے اور بنہ و بار کو چھوڑ کر گذر
نرہن سے دریائے گنگ کو عبور کیا۔ دریا کے پار جا کر قلب میئون مین پناہ لی۔ بادشاہ جونپور مین آیا
راہ مین آصف خان مجنون خان اُس سے ملے۔ آصف خان نے جو گڈھہ کو فتح کیا تھا تو اپنی سپاہ
کو آراستہ کیا تھا اس سپاہ رزمخواہ کو جو پانچہزار تھی بادشاہ کو ملاحظہ کرایا جس سے بادشاہ بہت
خوش ہوا۔ بادشاہ جمعہ کے روز ۱۳ ذی الحجہ کو جونپور مین آیا۔ ان ممالک کی اصلاح مین مصروف
ہوا جو بے اعتدالی مفسدون کے ظلم سے وہ خراب ہو رہا تھا۔

بادشاہ نے علی قلی خان اور دیگر اہل عصیان کے تعاقب مین آصف خان کو بھیجا۔ اہل
بغاوت حاجی پور کے نزدیک و بیرونی قلب جگہہ مین مقیم ہوئے اور سلیمان کررانی جو بنگالہ
مین حکمران تھا اور فتح خان پٹنی اور اسکا بھائی حسن خان رہتاس مین ریاست رکھتا تھا۔ ان
افغانون سے علی قلیخان نے کمک مانگی یہ افغان استمداد پر مستعد ہو گئے۔ بادشاہ نے حاجی
محمد خان سیستانی کو سلیمان کررانی پاس بنگالہ بھیجا کہ وہ اسکو علی قلیخان کی معاضدت و مظاہرت سے
ڈرائے۔ حاجی محمد خان رہتاس پہنچا۔ خود سر افغانون کی ایک جماعت نے اسکو بنگالہ نہ جانے
دیا اور علی قلی پاس بھیجا جب وہ علی قلیخان کے پاس آیا تو اس سبب سے کہ وہ روابط اسکے [illegible]
تھا اور اس طمع سے کہ وہ اسکے موافق ہو جائے بہت عزت و حرمت سے پیش آیا۔ [illegible]
اسکو رکھا۔ حاجی محمد خان ہمیشہ اسکو سودمند نصیحتین کرتا رہتا تھا۔ افغان یہ سبب [illegible]
تخویف و تحذیر کے لیے اسکا رہنا بہت کام آیا کہ اسکی ہدایت سے باغی اطاعت کی راہ پر آئے
بادشاہ کے لشکر کی برابر علی قلیخان چلتا رہا مگر کچھہ اسکو فائدہ نہ ہوا اب اس نے اسکندر خان
اور بہادر خان کو ایک جماعت کے ساتھ ولایت سروار مین بھیجا کہ وہان لوٹ مچائین جب
بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو شاہ بداغ و سعید خان و قیا خان اور امرا کو بسرکردگی اسمٰعیل

معزالملک کو حکم ہوا کہ باغیوں کو سرراہ روکین کہ اس حدود مین جاکر وہ فتنہ برپا کرین۔ یہ لشکر خیرآباد تک دوڑ اگیا۔ پادشاہ علی قلیخان کا یہ علاج کرکے خاطر مطمئن کے ساتھ الہ آباد مین آیا۔ علی قلیخان نے اب مکر و تزویر کی راہ اختیار کی۔ سرو قد نامی عورت کو کہ جو پہلے جنت مکانی کی خدمت گارن تھی منعم خان پاس بھیجا اور اسکی معرفت منعم خان کو یاد دلایا کہ ہم تم بھی قدیمی دوست آشنا ہین اور پھر اور اپنے معتمد آدمیون کو بھیجکر اون سے یہ درخواست کی کہ صلح کرا دے۔ منعم خان نے کہ بنا عملہ کی صلاح سے دشمنون کے استیصال سے دست کشی کی تھی اس نے علی قلیخان کی ملتمس کو پادشاہ سے عرض کرکے سفارش کی اس نے قبول کی اور غیاث علی قزوینی کو بھیجا کہ وہ علی قلیخان کو مراحم خسروانی کا یقین دلا دے اور وہان کی صحبت کے اسرار پر واقف ہو کر ان کے وقائع پر پادشاہ کو مطلع کرے۔

منعم خان نے علی قلیخان کو لکھا کہ مناسب یہ ہے کہ ہم تم قاصد و پیغام بغیر ملکر عقیدت و خدمت کے استحکام مین اہتمام کرین ان دنون شہرت ہو رہی تھی کہ علی قلیخان کے قتل کے لئے عادل خان و جمال خان بلوچ مقرر ہوئے ہین اس لئے اسکو منعم خان پاس آنے مین توقف ہوا وہ بھی چاہتا تھا کہ معاملہ مصالحت بذریعہ مراسلت و مکاتبت انجام پائے۔ منعم خان اس بات کو نہین قبول کرتا تھا آخر کو یہ قرار پایا کہ دریا کے درمیان دونو مین ملاقات ہو ہر ایک کے ساتھ چند آدمی ہون یون ان دونو مین کشتی کے اندر ملاقات ہوئی اور گلے ملے۔ اگلی پچھلی محبت کی جھوٹی سچی باتین ہوئین پھر عہد و پیمان زبانی مقرر ہوئے۔ مرزا غیاث الدین علی نے پادشاہ سے سارا حال عرض کیا۔ اس نے خواجہ جہان کو علی قلیخان پاس اور زیادہ اطمینان کے لئے بھیجدیا۔ خواجہ نے علی قلیخان سے ملکر مجنون خان قاقشال دبابا خان اور بعض امراء کی اس سے آشتی کرا دی۔ اس باب مین بڑی گفتگو ہوئی کہ وہ پادشاہ کے پاس جائے اس نے کہا کہ مین نے پادشاہ کی ایسی ناسپاسی کی ہے کہ اس کے روبرو جانے کی دلیری یکبارگی نہین کرسکتا۔ اب مین اپنی والدہ کو اور ابراہیم خان کو جو ہماری ریش سفید ہے پادشاہ پاس بھیجتا ہون۔ پھر خود حاضر ہونگا۔

دوسرے روز علی قلیخان کی والدہ اور ابراہیم خان اور بعض اور امرا پیشکش کے لئے بڑے بڑے نامی ہاتھی لے کر پادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابراہیم خان کی گردن میں تیغ و کفن ڈال کر پادشاہ کے روبرو خانخانان لایا۔ پادشاہ نے قصور معاف کیا اور خانخانان سے یہ فرمایا کہ اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ یہ بدنصیب اپنے عہد کی وفا نہیں کرتے مگر تیری خاطر سے انکے قصور معاف کرتا ہون اور جاگیرین انکی بدستور برقرار رکھتا ہون۔ خانخانان اس عنایت شاہانہ سے بہت خوش ہوا۔ ابراہیم خان کی گردن سے تلوار اور کفن جدا کیا اس مژدہ عفو کو والدہ علی قلی کو سنوایا وہ محل میں بیٹھی گریہ وزاری کر رہی تھی اور نوید بخشایش کی منتظر تھی۔

(ف) لشکر پادشاہی کا بہادر خان سے شکست پانا سنہ ۹۷۲ھ

چند روز کے بعد پادشاہ پاس یہ خبر آئی کہ میر معز الملک و بہادر خان کی لڑائی ہوئی اس سرگذشت کی تفصیل یہ ہے کہ علی قلیخان نے سرکار سروار میں بہادر خان و سکندر کو بھیجا تھا کہ وہان شورش برپا کرین۔ ناگاہ پادشاہ کی سپاہ انکے مقابلہ کے لئے سامنے آئی تو انکے اوسان گئے جب وہ میدان میں تیغ کھینچے تو یہ مکر کیا کہ ظاہر میں میر معز الملک کو کہلا بھیجا کہ ہمارا کیا مقدور ہے کہ ہم پادشاہ کے لشکر کا مقابلہ کر سکین اب ہمارے جرائم کے معاف کرانے کا واسطہ نہین تو۔ ہم بڑے بڑے ہاتھی پادشاہ کی پیشکش کے لئے بھیجین۔ جب ہمارے گناہ پادشاہ معاف کر دے تو ہم خود اوسکی ملازمت مین حاضر ہون۔ میر معز الملک نے لکھا کہ تمہارے گناہ و جرائم اس قسم کے نہین ہین کہ وہ معاف کئے جائین وہ تو آب شمشیر سے دھوئے جائینگے۔ بہادر خان نے معز الملک کو لکھا کہ آؤ ہم تم بالمشافہ اس امر کا فیصلہ کرین اسکو معز الملک نے قبول کیا۔ دونون نے اپنے اپنے مقدمات پیش کئے مگر صلح نہوئی اور باتون مین کچھ زمانہ گذرا۔

جب پادشاہ کو اس سرگذشت کا حال معلوم ہوا تو اس نے لشکر خان و راجہ ٹوڈر مل کو حکم دیا کہ وہ اپنے آدمیون کے ساتھ لشکر سے جا ملین اگر صلاح حال جنگ میں دیکھین بعد لشکر کے ضمیمہ بنین اور اگر اس جماعت کی التماس کے قبول مین صلاح دیکھین تو ہمارے فضل و رحمت سے انکو مایوس نہ کرین۔ ان دو دولتخواہون نے جب مخالفون سے کہا کہ تم جو عقیدت و اخلاص زبانی ظاہر کرتے ہو اگر وہ سچا ہے تو عزم درست و خاطر مطمئن کے ساتھ پادشاہ کے آستانہ علیہ

وگرنہ حیلہ وبہانہ بنانا مردون کا کام نہین ہے۔ مگر زبان سے اُنکا دل موافق نہ تھا اسلئے مصالحت نہ ہوئی۔ نواحی خیرآباد مین مخالفون نے اپنے پاؤن جمائے۔ پادشاہ کے لشکر کو اسکی خبر نہ تھی کہ علی قلی کے قصور پادشاہ نے معاف کردئے ہین۔ راجہ اور لشکرخان نے جنگ کو قرار دیکر ترتیب صفوف وتسویہ افواج کیا۔ دوسری طرف بہی فوج آراستہ ہوکر کھڑی ہوئی۔ پادشاہ کے لشکر کو شکست فاحش ہوئی۔ کچھ امیر مخالف سے جا ملے۔ کچھ اپنے مال کی حفاظت مین لگے۔ کچھ نفاق ونمک حرامی کے سبب سے نہ لڑے۔ راجہ ٹوڈرمل وقیا خان واعتماد خان لشکر لیکر میدان مین کھڑی ہوئے مگر شکست یافتہ لشکر کو نہ لڑا سکے۔ غرض یہ پراگندہ سپاہ جمع ہوکر قنوج مین چلی آئی اور پادشاہ کو حقایق سرگذشت پر مطلع کیا۔

پادشاہ انکے عفو جرائم کر چکا تھا اسلئے اُس نے اس شکست کی کچھ پروا نہ کی۔ امرا کو طلب کیا اس جنگ کے سبب سے اہل نفاق کورنش سے محروم ہوئے اور اخلاص مند عنایات خاص کے ساتھ مخصوص ہوئے۔

جب پادشاہ نے منعم خان کی استدعا سے علی قلی خان کے جرائم معاف کئے تھے اور اوسکو اور بہادرخان کو جاگیر مکرمت کی تھی تو اسکی التماس کا قبول ہونا اس شرط پر مشروط تھا کہ پادشاہ کا لشکر جبتک انکی حدود مین ہے۔ خان زمان دریا سے عبور نہ کرے اور جب پادشاہ آگرہ مین داخل ہو تو اپنے وکیل پادشاہ کے پاس بھیجکر مناشیر جاگیر دفتر شاہی سے حاصل کرین اور اپنی جاگیرون پر متصرف ہون۔ مگر جب پادشاہ چنار اور بنارس کی سیر کو گیا تو علی قلیخان دریا سے عبور کرکے محمدآباد مین آیا اور اپنے آدمیون کو غازی پور اور جونپور روانہ کیا۔ پادشاہ شکار کہیلکر بنارس مین آیا کہ علی قلی نے خلاف شرط کام کیا کہ آب گنگ سے عبور کیا۔ خواجہ جہان مظفرخان وراجہ بھگونت داس کو آہستہ آہستہ منزل بمنزل روانہ کیا اور خود شب یکشنبہ رجب ۹۷۳ھ کو بطور یلغار کے روانہ ہوا۔ جعفرخان تکلو وقاسم علیخان کو غازی پور مین مقرر کیا۔ جب وہ قلعہ غازیپور کے دروازہ پر پہنچے تو ایک برج سے مخالفین کود کر علی قلی پاس دوڑے گئے اور اسکو مطلع کیا۔ وہ یہ خبر سنکر سراسیمہ ہوا اور کشتی مین سوار ہوکر دریا پار بھاگ گیا۔ پادشاہ دریاء جونپور (گومتی) سے

ہاتھی پر سوار ہوکر پار گیا اور آخر شب آرام کرکے سحر کو پھر سوار ہوا - کچھہ دن چڑھا تھا کہ اپنے لشکر سے ملا - علی قلیخان اپنا اسباب و خیمہ چھوڑکر بھاگ گیا تھا - خبر آئی کہ وہ آب سردار سے پار اترنے کو ہی - بادشاہ کا لشکر اُس کے پیچھے گیا - اشیار و اموال سے بھری ہوئی کشتیان اوس نے پکڑ لین اور ارسغان فتح اوسکو سمجھے - کہتے ہین کہ محمد خان بے خبر محمد آباد مین تھا - بادشاہ کا لشکر اسکو گرفتار کرلیتا - مگر منعم خان نے اپنے روئی کا کہلے اسکا گرفتار ہوتا نہ چاہا - اور یہ دغا کی کہ اول اُس نے اس رات کو اسپر حملہ نہین کیا کہ لشکر پہنچا تھا - دوم آدمی بھیجکر اوسکو بھگا دیا - جب بادشاہ مئو مین آیا تو اوسکو معلوم ہوا کہ بہادر خان جونپور مین آکر اپنی ماکو لے گیا اور اشرف خان کو معقید کرلیا - اسکا ارادہ ہے کہ بادشاہ کے لشکر سے لڑے - اسلئے بادشاہ آب سردار سے پار اُتر کر اپنے لشکر سے آن ملا - اس اجمال کی تفصیل یہ ہو کہ جب علی قلیخان کے تعاقب مین بادشاہ کی ایلغار کی خبر سکندر خان اور بہادر خان کو پہونچی اور انکو معلوم ہوا کہ والدہ علی قلیخان اشرف خان کے پاس گرفتار ہے اور اُس پاس چندان لشکر نہین ہے - جونپور کے قلعہ کا لے لینا نہایت آسان ہے تو وہ بہت جلد چلکر جونپور مین پہنچے - اشرف خان نے قلعہ داری کا سامان کچھہ تیار نہین کیا تھا وہ قلعہ کے دروازہ کو جلاکر اندر داخل ہوئے اور اشرف خان کو معقید کرلیا اور اپنی والدہ کو خلاص کرکے ہمراہ لیا - باوجودیکہ عمر بھر سے اسکی اور اسکے بھائی کی جاگیر مین جونپور تھا - اور اہل شہر سے بہت سے روابط اور انکی خدمات کے حقوق تھے مگر اس نے سب پر دست اندازی کرکے پائمال کیا اور انکو غریب بنا دیا - بہت سے تاجرون کو لوٹ کر بنارس مین وہ گیا اور یہان بھی کچھہ لوٹا مارا - پھر زمانیہ مین گیا - وہان خبر معلوم ہوئی کہ علی قلیخان کے تعاقب سے بادشاہی لشکر پھر آیا سکندر خان اور بہادر خان گذر نرمن سے دریاے گنگ سے پار اترے - بادشاہ جونپور مین آیا - اُس نے یہان اقامت کا ارادہ کیا کہ جب تک علی قلیخان دستگیر نہ ہو یہان سے وہ نہ جائے - جب علی قلیخان کو یہ حقیقت حال معلوم ہوئی تو اسنے مرزا میرک رضوی کہ اسکے خاص ہم نشینون مین تھا بادشاہ پاس بھیجا اور اپنے عجز و درماندگی کا اظہار کیا - اپنے شریکون مین سے ہر ایک کی تقصیر کا عذر کیا اور

جونپور کو بہادر خان کا تاراج کرنا -

منعم خان نے ہزار زبان سے چاپلوسی کی کہ وہ قصور معاف کرا وے۔ خانخانان بادشاہ کا مزاجدان تھا وہ خود اس امر عظیم پر جرأت نہین کر سکتا اس لئے اوس نے ارباب عزت کی ایک جماعت کو جسکی خدا پرستی کے سبب بادشاہ احترام کرتا تھا شریک کیا۔ اسنے بادشاہ کے روبرو بخشش و بخشایش کی داستانین بنائین بادشاہ نے ارباب بغی کے قصور معاف اس شرط سے کر دیئے کہ وہ اپنی متاع اعمال و دمائم افعال سے توبہ نصوح کرکے بادشاہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرین اور دولتخواہی اور جان سپاری مین ثابت قدم رہین۔ جب انکی توبہ کے آثار ایسے ظاہر ہونگے تو انکو جاگیرین بدستور سابق ملینگی۔ خانخانان اور اس جماعت نے بادشاہ کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ بادشاہ نے اپنے معتمدون کو علی قلی پاس بھیجا کہ اسکی ندامت کو توبہ سے استحکام دین بخشش و بخشایش کی نوید سے اطمینان بخشین۔ خود جونپور سے آگرہ کی طرف دوشنبہ ۱۱ شعبان ۹۷۲ھ کو مراجعت کی مظفرخان و منعم خان کڑہ مین گھر گئے کہ وہ آدمی جو علی قلیخان پاس گئے تھے واپس آئے۔

جب علی قلیخان پاس بادشاہ کے معتمد گئے اور اسکی تسلی کی تو اس نے دوام عبودیت کے لئے عہد قسم کے ساتھ کیا۔ پہلے بادشاہ بہادر خان کو بھائی کہا تھا اور علی قلیخان کو بہت دوست سمجھا تھا۔

جب سمجھانے والے واپس آئے تو مظفر خان و منعم خان کڑہ سے روانہ ہوئے مظفر خان کو منعم خان کی طرف سے توہم ہوا وہ بادشاہ پاس ایلغار کرکے پہلے آیا اور بزرگان مان کی دو روئی کا حال خوب بیان کرکے بادشاہ کی خاطر نشان کیا۔ جس سے مظفر خان کا پایۂ اعتبار بلند ہوا بعض امیرونکو جو بادشاہ نے سزا دی تو منعم خان بھی ہشیار ہوا۔ جس وقت بادشاہ مہمات پنجاب کی تنظیم سے فارغ ہو کر مراجعت کر رہا تھا تو منعم خان خانخانان کی عرائض دولتخواہانہ آگرہ سے بادشاہ پاس آئین کہ علی قلیخان و بہادر خان و اسکندر خان نے پھر خط بندگی سے سر نکالا ہے اور مرزا حکیم کے نام کا خطبہ پڑھوایا ہے۔ مرزا کو اپنے اغراض فاسد کیواسطے مصیبت مین ڈالتے ہین یہ نہین جانتے تھے کہ بادشاہی ایک عطیہ ہوتا ہے کہ جس کی ہزارون

پادشاہ کا مہم پنجاب و کابل سے فارغ ہوکر باغیون کی سزا کے لئے آگرہ آنا سنہ ۹۷۴ ۱۲

شرطین ہین جب تک وہ کسی مین فراہم نہین ہوتین وہ پادشاہی کے لائق نہین ہوتا محض نسب اور مال کا جمع ہونا۔ لشکر کا فراہم ہونا۔ پادشاہی کے لئے کافی نہین ہوتا۔ پادشاہ مین یہ صفات ہونی چاہیئے کہ والا فطرت عالی علوفت۔ فراخ حوصلہ۔ فراوان تحمل۔ دریافت بلند۔ وافی کرم۔ اصلی شجاعت۔ عدل وافر۔ نیت درست۔ جد عظیم۔ عمل شائستہ۔ فکر عمیق تغافل مستحسن لائق عذر پذیر ہو۔ یہ سب صفات قدیمی کتابون مین حکمائے لکھی ہین۔ سواے اسکے وہ اپنی خواہش ناشائستہ و غضب ناشائستہ کو دانش پر غالب کرے۔ صلح کل اسکا مذہب ہو طوائف انام و طبقات ملل پر قادر ہو۔ اور انکو ایک نظر تربیت و عاطفت سے دیکھے۔ یہ سب صفات شہنشاہی مین اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پادشاہی کسے کہتے ہین اور سلطنت کے معنے کیا ہین + غرض اس گروہ کی بغاوت پادشاہ کو ناگوار معلوم ہوئی اس لئے مرزا میرک رضوی کو جو علی قلیخان کی طرف سے آیا تھا۔ خان باقی خان کے سپرد کیا۔ اور خود دارالخلافہ کی طرف چلا کہ ارباب بغی و فساد کو سزا دے۔ پنجاب کا خود ہی انتظام کرکے فارغ ہوا۔ جب پادشاہ دلی مین آیا باقی خان کے پاس سے مرزا میرک رضوی بہاگ گیا

اور خانخانان نے تمام ممالک محروسہ کا حال سنایا۔ علی قلیخان و بہادر خان اور مخالفون کی عصیان کا طومار بڑھا۔ قاعدہ ہے جو مبداء فطرت مین بدنہاد ہوئے جوہر ہوتا ہے اسکو مرحمت و نصیحت سود مند نہین ہوتی بلکہ اسکو زیان پہنچاتی ہے۔ مدارا و موعظت کو ضعیف سمجھکر اور شورش زیادہ کرتا ہے۔ دانش منش بزرگون کو کوئی اور چارہ نہ تھا کہ بد درون بدکارونکا علاج حبس و ضرب کے سوا کچھ اور کرتے۔ جب یہ علاج بہی اُن خراب باطنون پر اثر نہ کرتا تو انکا عدمخانہ مین بھیجنا خلق کے حال پر بلکہ خود اونکے احوال پر رحم کرنا تھا۔ اشغال سلطنت کے متکفلون رمز سیاست کو نہ سمجھے اونہون نے اول ہی مرتبہ ان باغیون کا علاج نہ کرایا مدارا کرکے یہ فساد پھیلایا + علی قلیخان کو جب یہ خبر ہوئی کہ پادشاہ مرزا محمد حکیم کے فساد ثانی مین مصروف ہے جسکا بیان آگے آئیگا۔ تو اس وقت باغیون نے فرصت کو غنیمت گنا اور یہہ خیالات فاسد کرنے لگے کہ علی قلیخان اپنی جمعیت کے ساتھ راہ لکھنؤ سے گنگ کے کنارہ تک

تمام ولایت پر تصرف کرے - بہادر خان کڑہ و مانکپور مین آصف خان و مجنون خان کی برابر جائے - اسکندر خان و ابراہیم خان سرکار اودھ اور اسکے حدود پر متصرف ہو پس یہہ قرار دیکر وہ اُس سے جدا ہوئے سرکار قنوج مین شور و شر پیدا کرنے کے لئے علی قلیخان روانہ ہوا - ان حدود مین کوئی سردار ایسا نہ تھا کہ اسکے ساتھ جاگیردار یہان کے متفق ہو کر فتنہ انگیزو نکا مقابلہ کرتے - اس لئے یہ جاگیردار قنوج مین چلے گئے - جب علی قلیخان نے قنوج مین گرد حوادث اُڑائی تو مرزا یوسف خان یہان کا جاگیردار قلعہ شیر گڈھ مین متحصن ہوا - خلائق پریشان ہوئی اسنے عرائض متواتر بادشاہ پاس بھیجنی شروع کین -

آگرہ سے جونپور بادشاہ کا جانا اور فتح پانا اور خان زمان و بہادر خان کا قتل ہونا سنہ ٩٧٤

بادشاہ ایسا حق شناس تھا کہ رعیت کی آسودگی کو اپنی آسایش خیال کرتا تھا اور اپنی شادمانی خلائق کی رضا ہی سمجھتا تھا پس جو شخص ایسے بادشاہ کی فرمانبرداری نہین کرتا تھا وہ اپنی ہلاکت مین اہتمام کرتا تھا خصوصًا وہ شخص کہ اس خاندان کا پروردہ نعمت ہو - اور اسکے ذریعہ سے اسباب دنیوی اور بزرگی ظاہری فراہم کیا ہو - اس سے زیادہ کیا نامردی و نامردانگی و نامعاملہ فہمی ہوگی کہ اپنے اسباب بزرگی کو و نعمت سے سرکشی مین صرف کرے اسکی مثال علی قلی خان کا احوال ہے کہ جب بادشاہ نے آگرہ مین اسکی عصیان و طغیان کا حال سنا تو منعم خان خانخانان کو آگرہ اور اُس کے حدود کی حراست سپرد کی اور دو ہزار ہاتھی اپنے ساتھ لے جانے کے لئے منتخب کئے - قیا خان و مظفر خان - مرزا قلی قلیچ خان اور امراء کو حکم دیا کہ جلد جاکر مرزا یوسف کی معاونت کرین جو قنوج مین گھر رہا ہے سہ شنبہ ٢٦ شوال سنہ ٩٧٤ کو خود کوچ کیا -

جب بادشاہ قصبہ سکیتہ مین آیا تو علی قلیخان قنوج سے بھاگ کر اپنے بھائی بہادر خان پاس کڑہ چلا گیا وہ آصف خان اور مجنون خان کی برابر فتنہ انگیزی کرتا تھا - بادشاہ گنگا پار قصبہ بونیان مین آیا تو محمد قلی برلاس کو سردار بنا کر اور اسکے ساتھ نامور بہادر اور کارگذار دلاور کرکے ١٣ ذیقعدہ سنہ ٩٧٤ کو اسکندر خان سے لڑنے کے لئے بھیجا کہ وہ اودھ مین فتنہ برپا کر رہا تھا اور خود کڑہ مانکپور کی طرف چلا - جب رای بریلی مین آیا تو آصف خان - اور

مجنون خان کی عرائض آئین کہ علی قلیخان۔ اور اسکا بھائی گوالیار کی حدود مین گنگا سے پار ہو کر جانا چاہتے ہین۔ بمجرد اس خبر کے سُننے کے پادشاہ نے ایلغار کا ارادہ کیا۔ امرا جو پادشاہ پاس تھے معلوم نہین پست فطرتی سے یا کسالت سے یا تن پرستی سے یا اس لیئے کہ باغیونکا کام انجام پانے سے انکی خود فروشی کی کساد بازاری ہو اس ایلغار پر راضی نہوئے۔ مگر پادشاہ نے ۹ ذی القعد کو قصبہ مذکور سے ایلغار کیا۔ ایک رات اور آدھے دن مین وہ مانک پور مین آیا۔ محب علیخان یہان کا جاگیردار لوازم خدمت بجالایا۔ لشکر پادشاہ کے ساتھ بہت تھوڑا پہنچ سکا۔ آصف خان پادشاہ سے آملا۔ اسکو حکم ہوا کہ وہ اپنے لشکر مین جاے جو خان زمان کی برابر پڑا ہے۔ کچھہ دیر نہ ہوئی تھی کہ تھوڑا سویرہ کہ بڑا معتبر قاصد تیز رو تھا خبر لایا کہ علی قلیخان و بہادر خان گذر سنگرور مین گنگا کا پل باندھ کر اُتر گئے۔ پادشاہ نے اس خبر کے سنتے ہی راجہ بھگونت داس اور خواجہ جہان کو یہان لشکر مین چھوڑا اور خود اتوار کے دن گنگا سے ہاتھی پر بیٹھ کر پار اُترا۔ صرف گیارہ آدمی ساتھ تھے اور دو نامی ہاتھی تھے۔ رات کو پادشاہ نے آرام کیا۔ فتنہ گرونکا لشکر ایک کوس پر تھا۔ اس وقت مجنون خان اور آصف خان بھی آگئے۔ مجنون خان تو رات ہی کو حملہ کرنے کو کہتا تھا۔ مگر آصف خان نے کہا کہ دن مین آدمی شرم چشم اور آزرم رو کے سبب اچھی طرح کام کرتے ہین۔ پادشاہ کو یہ رای پسند آئی۔

علی قلیخان اور بہادر اپنی خود کامی مین ایسے مغرور تھے کہ رات بھر شرابین اُڑائین اور ناچ دیکھتے رہے اور بازی شطرنج کھیلتے رہے۔ عجب یہ ہے کہ ان ستون کے خیمہ مین ایک آدمی نے غل مچا کر کہا کہ پادشاہ دریا سے عبور کر کے بے شمار لشکر لیکر آگیا ہے مگر اونہون نے جانا کہ آصف خان اور مجنون خان کے لشکر کی خبر دیتا ہے۔

۱۰ ذی الحجہ مین جو پادشاہی فتح کا غرہ اور باغیون کی عمر کا سلخ تھا پادشاہ لڑنے کو تیار ہوا۔ اول پادشاہ ہاتھی پر سوار ہوا مگر ہوا گرم بہت تھی تو گھوڑے پر سوار ہوا۔ علی قلیخان اور بہادر خان بھی جنگ کے لئے تیار ہوئے۔ لڑائی ہوئی۔ باغیون کو شکست ہوئی۔ وہ ایسے بدحواس بھاگے کہ انکو آگا پیچھا کچھہ نہ دکھائی دیتا تھا۔ نہ تن کی خبر تھی نہ سر کی۔ بہادر خان کا گھوڑا

چراغ پا ہوا وہ زندہ گرفتار ہوا - علی قلیخان کے تیر پر تیر لگا وہ ہاتھی سے گرا - ایک فیلبان نے
اپنے ہاتھی کے پانوٗ سے کچل ڈالا - اسی فیلبان سے علی قلیخان نے کہا کہ مین بڑا آدمی ہون
اگر زندہ مجھے پادشاہ پاس لیجائیگا تو بڑا انعام پائیگا - مگر اسنے مکار سمجھ کر کچھ خیال نہ کیا - پادشاہ
علی قلیخان کا حال پوچھتا تھا کہ بہادر خان کو نظر بہادر پکڑ کر پادشاہ کے روبرو لایا اوسے پادشاہ نے کہا
کہ مین نے تیرا کیا کیا تھا جو یہ تلوار مجھ پر تو نے کھینچی - ندامت اور خجالت کے سبب سے اوسکو کچھ اور جواب
نہ آیا - سوا اوس کے کہ اس نے کہا کہ الحمد للہ اس آخری وقت مین اس پادشاہ کا دیدار نصیب ہوا
جسکی ذات گناہون کی عفو کرنے والی ہے - پادشاہ نہین چاہتا تھا کہ اسکو نیست کرے - مگر اولیاء
دولت نے بہت کہہ کر پادشاہ سے حکم دلایا کہ اوسکے تن کو سر سے تلوار نے ہلکا کیا - پادشاہ کو علی قلیخان
کے حال دریافت کرنے کی بڑی جستجو تھی - کوئی کہتا بھاگ گیا - کوئی کہتا کہ لڑائی مین مارا گیا -
جب اسکا فوجدار بابو خان آیا تو اوس نے کہا کہ اوسکو ہاتھی نے مار ڈالا - تو پادشاہ نے
حکم دیا کہ ان نمکحرام مغلون کا سر جو لائے - وہ ایک مہر طلا پائے - اور جو ہندوستانیون کا ایک
سر لائے وہ ایک روپیہ انعام پائے - عوام سرون کے پیچھے دوڑے - علی قلیخان کا بھی سر ایک شخص
لایا - اسکے خواجہ سرا نے اسے پہچانا اور بتایا کہ وہ ہمیشہ پان بائین دانتون سے کھاتا تھا دیکھو کہ اسطرف کے دانت اسکی
سیاہ رنگی ہیں اسکے پھٹنے سے یقین ہوا کہ یہ اسی کا سر ہے - پادشاہ نے خدا کا شکر ادا کیا اور اولیاء دولت
جنہون نے جان سپاری اور حق گذاری کی تھی - انکو ازدیاد مناصب اور اعتلائے مراتب سے
سرافراز کیا - فتحیابون کے ساتھ علی قلیخان و بہادر کے سرون کو آگرہ - دہلی - ملتان اور ممالک
محروسہ مین بھیجا - یہ فتح الہ باس کے پاس قصبہ سکراول مین ہوئی تھی - وہان ایک شہر آباد کر کے
اسکا نام فتحپور رکھا - پھر پادشاہ الہ باس گیا - راہ مین اور باغیون کے جرم عفو کرتا گیا بہادر خان
کی عورتین اور پاترین پادشاہ کے ہاتھ آئین بنارس مین پادشاہ گیا تو نادانی سے شہر کا دروازہ
لوگون نے بند کیا - اس لئے پادشاہ نے شہر کو کچھ لٹوایا تھا پھر منع کر دیا - شہاب خان کو جونپور
کی حراست کے لئے اور قلیج خان کو سرحد پر بھیجا بعضی اوزبک وہان تھے - بنارس
مین تین روز رہ کر پادشاہ جونپور مین آیا - یہان کی رعایا کہ بہت دنون سے لکد کوب تھی

آرہی تھی انکے حال پر عنایت کی پھر کڑہ مین وہ آیا۔ پادشاہ نے جاگیرداروں کو اپنی اپنی جاگیرون مین بھیجدیا۔ اور منعم خان خانخانان کو آگرہ سے بلایا۔ بعضے نامی باغی پکڑے آئے۔ وہ ہاتھیون کے پیرون تلے کچلے گئے۔ بعدازان سب باغیون کے معافی جرائم کا اشتہار دیدیا۔

آگرہ سے جب منعم خان کڑہ کے قریب پادشاہ پاس آگیا تو اوسکو تمام محال جاگیر علیقلی خان و بہادر خان اور جونپور و بنارس و غازی پور سے لیکر آب خوشاب تک تفویض ہوئے۔ خود پادشاہ آگرہ مین ۱۱ محرم ۹۷۵ھ کو آگیا۔ فتح اکبر مبارک۔ اسکی تاریخ ہوئی +

اسکندر خان کے سر پر جو سپاہ بسرکردگی محمد قلیخان برلاس بھیجی گئی تھی اوسکا احوال یہ ہے کہ وہ کوچ بکوچ یکشنبہ ۷ ذی الحجہ شہر اودھ کے میدان مین پہونچی۔ اس لشکر کے آنے سے اسکندر خان قلعہ اودھ مین متحصن ہوا۔ امراء نے اسکا محاصرہ کیا اور اپنے مورچل قائم کئے اور لڑنا شروع کیا۔ شہر کے پہلو مین ایک تل (ٹیلہ) بلند تھا۔ جسکا نام سرگ دواری تھا۔ اور وہ قلعہ و شہر دونو کا سرکوب تھا۔ اسکندر اپنے ہمراہیون کی ایک جماعت کو اس مقام پر لیگیا اور وہان توپ و بندوق سے لڑنا شروع کیا۔ اول اس مقام کو محمد قلیخان برلاس نے بڑی دلیری اور جوانمردی سے چھین لیا۔ جب اوزبک اس ٹیلہ سے نیچے گرے تو بڑے سراسیمہ ہوئے۔ اس اثناء مین پادشاہ کے لشکر کے فتح کی اور علیقلیخان اور بہادر کے قتل کی خبر اندر اور باہر مشہور ہوئی۔ جس سے اولیاء دولت کا استظہار ہوا اور اعدا کی کمر ٹوٹی۔ اسکندر خان نے اس خبر کو مخفی کیا۔ گو اسکا اشتہار ہو گیا تھا۔ اور امراء شاہی سے صلح کی گفتگو شروع کی اور اسمین رد و بدل ہوتی رہی۔ اسکندر نے متذبذب ہو کر اولیاء دولت کو حرف و حکایت مین لگایا اور خود رات کو قلعہ کے ایک دروازہ سے نکل کر کشتی مین بیٹھ دریا سے عبور کیا اور گرداب خطر سے نیم جان نکل گیا۔ جب اولیاء شاہی کو اسکے بھاگنے کی خبر ہوئی تو انہون نے شہر پر قبضہ کیا۔ اسکندر نے دریا مین اسقدر

اسکندر خان کے سر پر جو سپاہ بسرکردگی محمد قلیخان برلاس بھیجی گئی

کشتیان نہین چھوڑی تھین - اس لئے بادشاہی لشکر کو توان کشتیون کے جمع کرنے مین دو تین روز
کا توقف ہوا اس اثنا رمین اسکندر نے اہل و عیال کی طرف سے خاطر جمع کر کے پیغام بھیجا کہ مین
اپنے عہد پر قائم ہون —— راجہ ٹوڈرمل کی اور اس کی ملاقات کشتی مین ہوئی مگر اس ملاقات
کا نتیجہ نقش برآب اور گرہ برباد تھا - اولیاء دولت نے قسمین کھائین - اور لوازم استمالت کو بجالائے
مگر اسکندر اپنے قول پر نہ قائم رہا اور کہنے لگا کہ مجھہ سے ایسی تقصیرات سرزد ہوئی ہین کہ بادشاہ
کی درگاہ مین جانے کی دلیری نہین کر سکتا - مناسب یہ ہے کہ بوسیلہ استغفار جرائم کے میری
جاگیر کو بحال کرادو اور کوئی خدمت اس صوبے مین نامزد کراؤ - تاکہ نیک خدمتی کی دست آویز پر
بادشاہ کی سعادت ملازمت حاصل کرون - غرض یون ہی باتین بنا کر وہ گورکھپور چلا گیا
بادشاہ نے بھی یہ سمجھہ کر وہ ممالک محروسہ سے باہر چلا گیا اسکا کچھہ تعرض نہ کیا اور اس کی تمام
جاگیر محمد قلی برلاس کو عنایت کی -

اسکندر خان اوزبک سلیمان کررانی حاکم بنگالہ پاس گیا کچھہ دنون وہان وہ رہا - افغانون
نے اسکا اپنے پاس رکھنا مناسب نہ جانا اسکی گھات مین لگے کہ اسکندر خان نے منعم خان سے التجا
کی جو کچھہ مجھہ سے ہوا نادانستگی مین ہوا - مین اس سے خجل ہون - اگر اس عاصی کی درگاہ والا مین عفو تقصیرات
کرا دیجے تو اس دنیا مین میری زندگی ہو جائے اور زندگانی باقی بھی ہاتھ آئے - منعم خان نے اس کے
نوشتہ کو اپنی عرضداشت کے ساتھ بادشاہ کے سامنے پیش کیا - بادشاہ نے فرمان اس کے
امیدوار ہونے کا بھیجا یا وہ خود اور یوسف ولد سلیمان اوزبک کو ہمراہ لیکر ایلغار کر کے بادشاہ پاس
چلا آیا - افغانون کو خبر بھی نہ ہوئی - اسکی تقصیر معاف ہوئی - تھوڑے زمانہ مین ممالک شرقیہ مین کا
لکھنو اسکندر خان کو عنایت ہوئی -

سال دہم سنہ ۹۷۲ کے واقعات مین سے یہ ہے کہ بادشاہ نے حسن خان خزانچی کو ولایت
اڑیسہ مین کہ ہندوستان کے شرقی اور جنوبی سمت مین واقع ہے اور جس زمانہ سے کہ ہندوستان فتح
ہوا ہے کسی سلاطین اسلام کا پرتو بھی اس پر نہین پڑا اور ولایت اڑیسہ کے فرمان روا ہمیشہ باعتبار
اقتدار کے ممتاز رہے - خصوصاً راجہ مکند جو بالفعل یہان فرمان روائی کرتا تھا - افغانون کا

تسلط جب سے کہ بنگالہ پر ہوا تھا اُن کے دل مین اس ملک کے فتح کرنے کی تمنا تھی۔ لیکن یہ امید اونکی بر نہ آئی۔ اس لئے کہ اس کے گرد بڑے عقبات خطرناک اور پست و بلند پہاڑ اور جنگل سخت دشوار گذار تھے کہ پادشاہون کو اس مملکت پر دست تصرف پہنچانا مشکل تھا۔ اور اوس سرزمین مین لشکر لیجانا متعسر تھا۔ جو شخص ولایت بنگالہ سے بھاگ کر جگناتھ کے راجہ پاس چلا جاتا پھر والی بنگالہ کے ہاتھ نہ آتا۔ چنانچہ راجہ کی پناہ مین ابراہیم سور گیا راجہ نے اُسے مین کچھ ملک اسکو دیدیا۔ ہر چند سلیمان کررانی نے اوس پر تسلط پانے کے لئے سر پٹکا مگر کچھہ نہ کرسکا بلکہ اُس سے ڈرتا رہا۔ جب بادشاہ جونپور مین تھا تو اُس نے حسن خان خزانچی کو اور مہاپاتر کو جو فنون شاعری سے ماہر اور موسیقی مین بے مثل تھے یہان کے راجہ پاس بھیجا کہ وہ اطاعت اختیار کرے۔ راجہ نے ان دونون کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور بادشاہ کی بندگی اختیار کی اور عریضہ بھیجا کہ اگر سلیمان بادشاہ کی اطاعت نہ اختیار کرے اور علی قلیخان سے ارتباط پیدا کرے تو مین ابراہیم جو اسکا خصم و دعویدار سلطنت ہے ساتھ لیکر بنگالہ مین جاؤن اور سلیمان کے لئے وہ کار پردازی کرون کہ اور فتنہ انگیزون کو عبرت ہو۔ راجہ نے تین مہینے کے بعد حسن خان اور مہاپاتر کے ساتھ اپنا ایلچی اور ہاتھی پیشکش بھیجے۔

خواجہ عبد المجید خان کا ولایت پنہ کو فتح کرنا ۹۷۱ سنہ

خواجہ عبد المجید خان دیوان قوم کا تاجیک تھا۔ اہل قلم کے طبقہ مین داخل تھا۔ مگر قلم سے سیف پر ترقی کیا تھا اور سیف و قلم کا جامع اور طبل و علم کا صاحب ہوا تھا۔ خطاب آصف خانی رکھتا تھا۔ تیغ زنی مین ترک اسکا لوہا مانتے تھے۔ وہ کڑہ مین کہ ایک ولایت وسیع ہے جاگیر رکھتا تھا تو اوس نے اپنی کاردانی اور کارطلبی کے سبب سے خود یہ ارادہ کیا کہ وسیع مملکت پنہ کو اپنے تصرف مین لائے۔ رامچندر یہان کا راجہ تھا اور اوس کے باپ دادا یہان راج کرتے چلے آتے تھے۔ آصف خان نے اسکو نصائح ارجمند کے ساتھ یہ پیغام دیا کہ آپ کلاہ خودسری کو سر سے اوتاریئے اور حلقۂ عبودیت گوش اطاعت مین پہنیئے۔ ممالک محروسہ کے خراج گزارون مین آکر امن و امان سے کامیاب ہوجیئے۔ غازی خان سوری کو جو بادشاہ سے باغی ہوکر آپ سے ملا ہے بھیجدیجئے۔ مگر راجہ اس اطاعت و عبودیت کی درخواست سے اور زیادہ مغرور ہوگیا اور جنگ پر آمادہ ہوا۔ آصف خان شائستہ سامان کے ساتھ اس کے سر پر چڑھ گیا۔ راجہ نے بھی غازی خان سوری کو ساتھ لیا اور راجپوت و افغانون کا لشکر لیکر

لڑنے کو کھڑا ہوا۔ طرفین کے لشکروں نے جنگ مین جان لڑائی۔ بے اندازہ زد و گیر کے بعد آصف خان
غالب آیا۔ راجہ رامچند شکست پاکر قلعہ باندھو مین کہ یہان کے قلعوں مین سب سے زیادہ مستحکم ہی محصور ہوا
بہت غنیمت پادشاہ کے لشکر کے ہاتھ لگی اور نامورنا یاؤن کی استدعا اور استشفاع سے پادشاہ کا
فرمان صادر ہوا کہ راجہ رامچندر نے ہماری اطاعت اختیار کی اور وہ ہمارے پاس آنے کو ہے۔
اس لئے اس کے ملک پر کوئی تاخت نہ کرے۔ اس فرمان کے موافق آصف خان وہان سے
مراجعت کرکے اپنی جاگیر مین آگیا۔

خواجہ عبد المجید آصف خان نے اپنی حسن خدمت سے ولایت گڈھہ کو بڑے اہتمام
سے فتح کرلیا۔ ہندوستان مین ممالک وسیع ہین ان مین ایک ملک کو گونڈوانہ کہتے ہین جسمین قوم
گونڈ بستی ہے۔ اس قوم مین آدمیون کی تعداد کثیر ہے۔ اکثر وہ جنگلون مین رہتے ہین۔ یہین مواطن
اختیار کرکے اکل و مشارب مناکح مین سرگرم رہتے ہین۔ یہ قوم ہندوؤن کی رذیل قومون مین سے
ہے۔ ہندو اس قوم کو دین و دنیا کے قوانین اور آداب سے باہر جانتے ہین اور کمین ذات
سمجھتے ہین۔ اس ولایت کے مشرق مین رتن پور کی ولایت جہارکھنڈ مین سے ہے متصل ہے۔
اسکے مغرب کو اتصال رائسین سے ہے جو صوبہ مالوہ کے مضافات مین سے ہے اس کا طول ڈیڑھ
سو کوس ہی اسکے شمال مین ولایت پنہ ہے اور جنوب مین دیار دکن ہے عرض اسی کوس۔ اس ملک کو
ولایت گڈھہ کٹنگہ کہتے ہین۔ ایک مملکت وسیع ہے جسمین بڑے بڑے قلعے و حصن بلند واقع ہین۔
اور شہر و قصبات آباد ہین۔ ستر ہزار دہات اسمین بستے تھے سب شہرون مین بڑا شہر گڈھہ ہے اور
کٹنگہ ایک گانون کا نام ہے۔ ان دونون اسمون کے ساتھ ملکر یہ ملک موسوم ہوا ہے۔ اسکا
دار الحکومت قلعہ چوراگڈھہ ہے۔ پہلے زمانہ مین یہان راجہ ایک نہین ہوتا تھا۔ بلکہ بہت سے راجا و
راو راج کرتے تھے۔ اب بھی گو نظم و نسق سابق درہم و برہم ہوگیا ہے اتنے راجہ ہین۔ گڈھہ کا
راجا۔ کرولا کا راجہ۔ سریا کا راجہ۔ سلوانی کا راجہ۔ دانگی کا راجہ۔ کھتولا کا راجہ۔ گدہہ کا راجہ
مندلا کا راجہ۔ دیوہار کا راجہ۔ لانجی کا راجہ۔ سپاہ اس ملک مین زیادہ تر پیادہ پا
ہوتی ہے اور سوار کم۔۔ ہندوستان مین جب سے مسلمانون کی حکومت ہوئی تو انہون نے

ان راجاؤن کے مستحکم قلعون کے فتح کا ارادہ کیا ..... خیال تک نہین کیا۔ انھین دنون مین کہ آصف خان جاگیردار کڑہ ہوا ولایت پنہ کو فتح کیا۔ تو اس ملک مین رانی درگاؤتی راج کرتی تھی۔ شجاعت وسخاوت و تدبیر مین نامور تھی۔ اور اپنی صفات برگزیدہ کے سبب سے سارے ملک کو اپنی قلمرو مین رکھتی تھی۔ ۲۳ ہزار آباد موضع اسکے تصرف مین تھے۔ بارہ ہزار موضعون مین اسکے شقدار تحصیلدار رہتے تھے۔ اور باقی موضع آباد تھے جنکے راجہ سیان کے مطیع تھے۔ اسکا شوہر یہان کا راجہ دلپت تھا۔ جب وہ مرگیا تو اسکا بیٹا بیر نراین پانچ برس کا جانشین ہوا۔ اور رانی درگاؤتی نے راجہ اصارہ کاپتہ اور راجہ مان برہمن کو اپنے ساتھ شریک کرکے راج کے سارے کاروبار کا اہتمام اپنے ذمہ لیا جنہین وہی غالب رہی۔

لوازم شجاعت مین وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتی تھی۔ اپنی عقل دوراندیش سے عجیب عجیب کام کرتی تہی۔ باز بہادر سے بہت دفعہ بڑی بڑی لڑائیان لڑی اور ہر ایک حرب مین غالب رہی۔ بیس ہزار سوار و ایک ہزار ہاتھی اپنے پاس جمع کرلیے۔ سارے راجاؤن کے خزانے اسکے ہاتھ آئے تیر و بندوق خوب لگاتی تہی۔ ہمیشہ شکار کو جاتی تہی اور جانورون کو بندوق سے شکار کرتی تہی اسکی عادت تھی کہ جب وہ سنتی کہ کہین شیر آیا ہے تو جب تک اسکو بندوق سے نہ مارلیتی پانی نہ پیتی۔ غرض اسکی بزم اور رزم دونو کی داستانین ہندوستان مین بہت مشہور ہین۔ خوشامدگویون کے سبب سے اسکو اپنی ظاہری کامروائی پر غرور ہوگیا تھا۔

جب آصف خان نے پنہ کو فتح کیا تو درگاؤتی کو اپنے لشکر و شجاعت و عقل پر ایسا بھروسا تھا کہ وہ اپنے زبردست ہمسایہ سے ذرا خوف نہین کرتی تہی۔ آصف خان نے اس ہمسائگی کی حالت مین ملائمت و موانست کا طریقہ جاری رکھا۔ جاسوسون اور ہوشیار تاجرون کو بھیجکر اسکے مداخل و مخارج کا واقعی حال دریافت کرلیا کہ اس رانی کے پاس بہت خزانے اور دفینے ہین تو اس بلاد کی عروس کے ہم آغوش کرنے کا اور اس کے ساتھ کدخدا ہونے کا خیال وہ دل مین لایا۔ اوّل لہو و لعب کے طور پر اس شاہد کے خط و خال پر دست درازی شروع کی اور سرحد کے مواضع و قریات کو تاخت و تاراج کرنا آغاز کیا۔ اسی سال ۹۷۱ھ مین بادشاہ کے حکم سے دس ہزار

پیادے اور سوار لیکر گڈھہ کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور حدود کے جاگیرداروں محب علیخان و مراد خان
و وزیر خان و باباے قتقال وغیرہ اور ایک جماعت کثیر کو جمع کیا۔ رانی کامرانی کے ساتھ بے خبر
راج کر رہی تھی کہ اوسکو خبر لگی کہ لشکر شاہی دموہ مین آپہنچا۔ اسکی عملداری مین یہ بڑا شہر تھا۔ اس سے
اسکی کلول مین غلہ ... لگا۔ لشکر اسکا گردآوری کے لئے اور اپنے اہل و عیال کو کسی امن مین پہنچانے کے لئے متفرق
ہوا۔ رانی پاس پانچسو آدمی رہ گئے۔ اسپر بھی رانی اپنی جرأت پر اعتماد کرکے بادشاہ کے لشکر کے مقابل
لڑنے کھڑی ہوئی۔ غرور کا قاعدہ ہے کہ تہور پیدا کر دیتا ہے راجہ ادھار نے جو اشغال حکومت کا متکفل
تھا خیراندیشی سے رانی سے اپنے لشکر کے متفرق ہونے کا اور شاہی لشکر کے زیادہ ہونے کا حال بیان
کیا تو رانی نے جواب دیا کہ اس لشکر کا برہم زدہ ہونا تو تیری بیوقوفی کے سبب سے ہے۔ مین نے مدتون
اس دیار مین ریاست کی ہے۔ بھلا میری طبیعت مین بھاگنے کا خیال کب آسکتا ہے بیعزت جینے سے
باعزت مرنا خوشتر ہے۔ اگر بادشاہ دادگر یہان ہوتا تو مین اوس پاس جاتی۔ یہ لوگ میری
قدر کیا جانین یہی بہتر ہے کہ جوانمردانہ مر جاؤن۔ چار منزل وہ بادشاہ کے لشکر سے لڑائی چلی
تو دو ہزار آدمی اس پاس جمع ہوئے۔ آصف خان نے دموہ مین توقف کیا۔ اعیان دولت نے رانی سے
متفق ہوکر کہا کہ جنگ کرنا مستحسن ہے۔ مگر سررشتہ تدبیر کو ہاتھ سے دینا شجاعت و فرزانگی کا آئین
نہین ہے۔ چند روز مضبوط مقامون مین ٹھیر کر انتظار کرنا چاہیے کہ متفرق لشکر جمع ہو جائے۔
رانی یہ بات سنکر گڈھہ کے مغرب رویہ ایک درخت زار مین چلی گئی۔ شمال رویہ اسکے ایک اور درخت
زار تھا اسمین وہ آہستہ آہستہ روانہ ہوئی اور موضع نری مین کہ گڈھہ کے مشرق رویہ ہے پہنچی
وہان آدمیون کی درآمد و برآمد دشوار تھی۔ چارون طرف اسکے اونچے اونچے پہاڑ تھے۔ ندی گور
اسکے آگے تھی۔ ایک جانب اسکے دریاے نربدا بہتا تھا۔ نہایت تنگ ہولناک ایک گریوہ تھا جسکو دریا کے
جاکر طے کرنا پڑتا تھا تو اس موضع پر رسائی ہوتی تھی۔ آصف خان دموہ مین رانی کے آنے کی
خبر سنکر ٹھیرا۔ اسکو نہ معلوم ہوا کہ رانی کہان غائب ہوگئی یہ ملک ایسا تھا کہ اسمین کسی کا پتا لگانا
دشوار تھا۔ آخر وہ گڈھہ مین آیا۔ مواضع و قریات پر عمل دخل شروع کیا۔ رانی کی خبر پاکر اسکے
پیچھے گیا۔ اسکی رانی کو خبر ہوئی تو اوس نے اپنے لشکر کے سرداروں کو بلاکر مشورہ کیا کہ اگر کسی وجہ

جانا مصلحت ہو تو بتاؤ کہ لشکر کے جمع ہونے تک وہاں بسر کرون - میرے دل مین تو یہ
ارادہ ہے - کب تک درختون کی پناہ مین بسر کرونگی - میدان جنگ مین جاکر بسر کرون جسکا
جی چاہے میری ساتھ چلے ورنہ اپنی راہ لے میری طرف سے اوسکو اجازت ہے -
لڑائی مین ان دو صورتون کے سوا کہ مرنا ہے یا فتح پانی کوئی اور تیسری صورت نہین ہے -
آخر سب آدمیون نے اسکا ساتھ دیا - پانچ ہزار آدمی اس پاس جمع تھے - نظر محمد اور آق محمد
نے اور بہادرون کی جمع کثیر نے سر گریوہ کو نکلنے کی جگہ تھی بزور لے لیا - رانی سلاح
در بر مغفر بر سر ہاتھی پر سوار اپنے بہادرون کے ساتھ جنگ پر مستعد ہوئی - شائستہ
طور پر آہستہ آہستہ روانہ ہوئی - دلیرون اور دلاورون سے کہتی تھی آگے بہت تیز
نہ بڑھو - دشمن کو آگے آنے دو - غرض ایک جنگ عظیم ہوئی - بہت آدمی مارے گئے تین سو
مغل قید ہوئے - اور رانی نے غلبہ کرکے بھگوڑون کا تعاقب کیا - اور گریوہ سے باہر آئی -
دن ختم ہونے کو تھا - رانی نے پوچھا کہ کیا صلاح ہے - ہر شخص نے اپنی مردانگی کے موافق بات
کہی - رانی نے کہا کہ آج ہی کی رات شب خون مار کر دشمن کا کام تمام کرنا چاہیئے - اگر
یہ نہین منظور تو رات کو آرام کرکے صبح کو آمادۂ جنگ ہون - مگر اس مین یہ خوف ہے کہ اس
گریوہ کے سر پر آصف خان قبضہ کر لیگا - توپخانہ لگا دیگا - پھر آسان کام مشکل ہو جائیگا
کوئی اسکی صلاح سے متفق نہ ہوا - وہ رات کو ٹھیرے - رانی نے ماتم رسیدون کو پرسہ دیا
گھر آئی تو بعض اپنے دلی دوستون سے شبخون مارنے کے لیئے کہا - مگر کسی نے اسکا کہا
نہ مانا - صبح کو وہی ہوا جو اس نے کہا تھا - رانی ہاتھی پر سوار ہوئی اور ہاتھیون کو اپنے
اپنے مقام پر کھڑا کیا اور لڑنا شروع کیا - مردانہ حملے کیئے - عجیب کارنامے دکھائے - تیسرے
پہر تک ہنگامۂ جنگ گرم رہا - رانی کے بیٹے راجہ بیر ساہ نے تین دفعہ بادشاہ کے لشکر
کو بھگا دیا مگر آخر کو وہ زخمی ہوا - جب رانی کو بیٹے کا یہ حال معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ
اسکو میدان جنگ سے لیجا کر کسی امن مین بھیجدین - اس حکم کی تعمیل سے لشکر مین سے ایک
جماعت کثیر میدان جنگ سے نکل گئی اور لشکر مین فتور پڑا - تین سو آدمی اس پاس رہ گئے

مگر اسکے عزم مین کچہہ سستی نہین ہوئی اپنے بہادرون کو جنگ مین سرگرم کرکے اہتمام کرتی تہی کہ ناگاہ کمان کے قضا خانہ سے ایک تیر اسکی کنپٹی مین لگا۔ اس نے حرکت کرکے اس تیر کو زور سے کھینچکر نکال لیا مگر اسکا پیکان اندر رہا وہ نہ نکلا۔ دوسرا تیر آن کر گردن مین لگا اسکو بہی اپنی ہمت سے نکال لیا۔ مگر درد کی افراط سے غشی نے غلبہ پایا جب رفتہ رفتہ ہوش مین آئی تو ادھار کو کہ جو قوم کا بھیل تہا اور شجاعت اور پاسپاہی مین امتیاز رکھتا تہا اور اسکے آگے ہاتہی پر بیٹہا تہا اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ مین نے اس لئے تجہے تربیت کیا تہا کہ کسی دن کام آئے آج وہ دن ہے کہ جنگ مین مغلوب ہوئی ہون مبادا ناموس و ننگ مین مغلوب ہون اور مخالف کے ہاتہہ لگون۔ حق نمک ادا کر۔ اور اس خنجر آبدار سے میرا کام تمام کر۔ ادھار نے کہا کہ مجہہ مین کہان توانائی ہے کہ اس کام کو کرون۔ جس ہاتہہ نے عطیہ لئے ہون وہ ایسا کار دوراز کار کب کر سکتا ہے۔ مگر ہان مجہہ سے یہ ہوسکتا ہے کہ اس معرکہ جانگاہ سے باہر لیجاؤن۔ اس فیل باد رفتار پر مجہے بہروسہ ہے۔ جب ادھار کی نرم دلی کی یہ بات سنی تو اس نے دشنام اسکو دی کہ مجہے یہ عار تو گوارا کرتا ہے اور خنجر لے کر اپنا کام تمام کیا۔ مردانہ اس دنیا سے رخصت ہوئی اور اس کے وفادار دوستون نے بہی وفاداری کرکے اپنی نقد حیات کو اس کے کام مین صرف کیا۔ آصف خان کو ایک فتح بزرگ حاصل ہوئی ہزار ہاتہی اور بہت سا مال ہاتہہ آیا۔ ملک وسیع ممالک محروسہ مین داخل ہوا رانی کی مدت حکومت سولہ برس تہی۔

جب رانی کی حکومت رانی ٹھنڈی ہوئی۔ آصف خان نے دو مہینے کے بعد قلعہ چوراگڈھ کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ یہ قلعہ۔ دفائن۔ نفائس جواہر سے بہرا ہوا تہا۔ پہلے راجاؤن کے زمانہ دراز کی کمائی یہان اندوختہ تہی جسکو وہ اپنی سلامتی کا سبب سمجہتے تہے اب وہ ہلاکت کا سبب ہوئی۔ بادشاہ کی سپاہ نے ان خزانون کی طمع مین قلعہ کے فتح کرنے مین جان لڑا دی۔ رانی کا بیٹا کہ جنگگاہ سے یہان قلعہ مین آیا تہا کچہہ تہوڑا سا لڑا تہا کہ قلعہ فتح ہو گیا۔ اور راجہ مر گیا۔ بہوج کایتہ اور میان بہیکاری رومی کو ہندوستان کے راجاؤن کی رسم کے موافق جوہر (جیوہر) کی رسم کا مہتمم مقرر کیا۔ چوب و ہیزم و خس و روغن اور اس قسم کی چیزین جمع کین اور خواہی نخواہی عورتون کو اسمین دہکیل خاکستر کیا

جس کسی عورت نے اس مین تقاعد کیا اسکو بھوج نے مار ڈالا تعجب کی بات یہ ہے کہ جب یہ حرمن
کل سب خاکستر ہو گیا اور اسکو ٹٹولا تو دو آدمی زندہ نکلے۔ لکڑیان آپنر ایسی حائل ہوئین کہ آگ سے
بچا دیا۔ ایک انمین رانی کی بہن کملاوتی اور دوسرے پراگڈھ کے راجہ کی بیٹی تھی یہ دونو عورتین کہ
طوفان آتش سے زندہ بچین بادشاہ کی خدمت مین بھیجی گیئن۔

القصہ جب قلعہ فتح ہوا تو سونا چاندی۔ زر مسکوک و غیر مسکوک و مرصع آلات و جواہر و لآلی و
ہیاکل و تماثیل و اصنام مرصع مکلل۔ جانورون کی صورتین ساری سونے کی بنی ہوئین۔ اور اور نفائس
و اجناس بے حساب آصف خان اور اوسکے آدمیون کے ہاتھ آئے۔ کہتے ہین کہ آصف خان کے فقط
حصے مین سو دیگین اشرفیون کی سوا اور بہت اسباب کے ہاتھ آئین۔ جب آصف خان کو ایسی دولت
ہاتھ لگی کہ جس سے وہ صاحب خزاین و جواہر ہو گیا تو اسکا اعتبار بہت بڑھ گیا۔ مگر اُس کی عقل درست
نہ تھی۔ اس بادۂ ہوش ربا نے اوسکا حوصلہ ظاہر کر دیا کہ ان نفائس اجناس و شرائف جواہر مین سے
بادشاہ پاس کچھ نہ بھیجا۔ آئین نہ اخلاص تھا نہ انصاف۔ نہ یہ سمجھا کہ اس حرکت سے میرا دبار آیگا
ہزار ہاتھیون مین سے دو سو بادشاہ پاس بھیجے۔ باقی ہاتھیون کو ہضم کر گیا اور ساری دولت و جواہر
خاک پوش کیا۔ اور کرڑہ اور گدھہ مین تکیہ لگا کے حکومت کرنے لگا۔

جب بادشاہ تیسری دفعہ علی قلیخان زمان کی تادیب کے لئے جونپور کی جانب گیا ہے تو اوس نے
آصف خان کو بلایا۔ وہ بادشاہ سے آخر جونپور مین ملا۔ بادشاہ نے اوسکو سپاہ مین منصب ارجمند
و پایۂ عالی دیا۔ مگر خیانت گزین کو ہمیشہ خوف دامنگیر رہتا ہے وہ فتنہ اندوزون کی باتون مین
آکر گدھہ کو بھاگ گیا۔ اسنے اپنی کوتاہ خردی اور خست نفس و کفران نعمت کے سبب سے چوراگدھہ کے
خزانون کو چھپایا تھا۔ ہر چند اہلکاران سلطنت کو......وہ رشوت دیتا تھا۔ مگر ان بھوکا
پیٹ تو خاک سے بھی نہین بھرتا اس لئے یہ رشوت کام نہ آئی۔ یہ رشوت خوار ہمیشہ اس کو
رمز و ایما مین ایسی باتین سناتے رہتے تھے جس سے اسکو توہم رہتا۔ اندنون مین کہ انکہ لشکر
بادشاہ نے اُسے عنایت کیا تو بڑے بڑے آدمیون کو اُسپر حسد ہوا۔ تسویلات و تزویرات
مین کوشش کرنا انکا کام ہی ہوتا ہے۔ اسکے ناقص درک۔ معاملہ نافہم۔ فتنہ اندوز دوستون نے

ایک بات کی ہزار باتین دو وید بنائین کہ جنسے وہ بیدل ہوا۔ روز یکشنبہ ۲۰ صفر ۹۷۲
کو مع اپنے بھائی وزیر خان کے ولایت گڈھہ کی طرف چلا اور سب اسباب خیمہ مین چھوڑا۔ بادشاہ کو
جب یہ خبر ہوئی تو شجاعت خان کو مع اور بہادرون کے اسکے تعاقب مین بھیجا۔ گنگا کے کنارہ پر
اسکی آصف خان سے خوب بندوق چلی۔ مگر رات ہوگئی تھی اس لیے آصف خان گڈھہ کو بھاگ
گیا اور شجاعت خان اسکا تعاقب مشکل سمجھا وہ بادشاہ پاس چلا آیا۔

مہدی قاسم خان کا والی ولایت گڈھہ مقرر ہونا - آصف خان کا مغلوب و گرفتار ہونا -

جب بادشاہ آگرہ مین آیا تو اس نے آصف خان کی جونپور سے بھاگ جانے کے سبب سے
مہدی قاسم خان کو ملک گڈھہ کی حراست کے لیے متعین کیا کہ وہ جاکر وہان بندوبست کرے
اور آصف خان کو پکڑ کر بھیجدے۔ مہدی قاسم خان شائستہ آئین کے ساتھ لشکر لیکر چلا تھا
اور ہنوز گڈھہ مین نہ پہنچا تھا کہ آصف خان خبردار ہوکر تحسر و یاس کے ساتھ ولایت گڈھہ کو
چھوڑ کر وحشیون کی طرح جنگل کو چلا گیا۔ مہدی قاسم خان گڈھہ پر باستقلال متصرف ہوا اور
آصف خان کے پیچھے پڑا۔ علی قلیخان ہمیشہ اس تدبیر مین رہتا تھا کہ آصف خان کو اپنا رفیق بنائے
اسلیے اس حالت مین اسکو خطوط لکھے۔ وہ مع اپنے بھائی وزیر خان کے جونپور مین علی قلیخان سے جا ملا۔
مہدی قاسم نے ولایت گڈھہ کا انتظام کرلیا۔ جب علی قلیخان کی کمند خدیعت اور دام فریب
مین آصف خان پھنس گیا تو اسکو صحبت خوش نہ آئی۔ اور علی قلیخان کے تکبر بیجا اور ترفع بے معنی
سے وہ رسیدہ خاطر ہوا۔ علی قلیخان طمع سے اسکے اموال کی تاک مین لگا۔ آصف خان بھاگنے
کی فرصت پانے کا منتظر رہتا تھا۔ اس اثنا مین علی قلیخان نے آصف خان کو بہادر خان کے
ہمراہ بھیجا۔ وزیر خان کو اپنے پاس رکھا۔ وزیر خان نے حقیقت حال اپنے بھائی کو لکھی اور
دونون بھائیون نے مل کر ٹھیرالیا کہ کب فرار کرینگے۔ ایک رات بہادر خان سے آصف خان
نے جدا ہوکر کڑہ مانک پور کی راہ لی اور وزیر خان بھی اسی راہ پر جونپور سے بھاگا۔ بہادر خان
کو جب آصف خان کا حال معلوم ہوا تو اس نے تعاقب کیا اور قلعہ چیادہ پر اسے جا لیا۔ دونون
لڑائی ہوئی۔ آصف خان شکست پاکر گرفتار ہوا۔ بہادر خان نے اوسکو عماری دار فیل پر سوار کرکے
روانہ کیا۔ بہادر خان کے آدمی لوٹ مین لگے تھے کہ وزیر خان اور اسکا بیٹا بہادر خان آن

پہنچے۔ اور انہون نے مستعد ہو کر بہادر خان کے آدمیون کو پریشان کر دیا۔ بہادر خان نے حکم بھیجا کہ ہاتھی پر آصف خان کا کام تمام کرین۔ دو تین تلوارین اس کے لگین و تین انگلیان اسکی اوڑ گئین اور ناک پر زخم آیا کہ اسکے بھائی او بھتیجے نے ایسی بہادری کی کہ اسکو چھڑا لیا اس کارزار مین بہادر پسر وزیر خان نے بڑے کارنمایان کئے۔ یہ سب حدود کڑہ مین آ گئے آصف خان نے پادشاہ کی خیرخواہی کا سچے دل سے ارادہ کرکے اپنے بھائی وزیر خان کو مظفر خان پاس اسوقت بھیجا کہ پادشاہ پنجاب کو جاتا تھا مظفر خان نے پادشاہ سے عرض معروض کرکے اسکی تقصیرات کو معاف کرایا۔ اور آصف خان کے نام فرمان بھجوایا کہ وہ بالفعل حدود مانکپور مین مجنون خان قاقشال کے ساتھ رہے اور جب ہم آگرہ مین آئین تو وہ ہماری خدمت مین حاضر ہو +

پادشاہ کی نیت درست و اندیشہ راست سے مہمات ملکی و مالی مربوط ہوتے ہین جو بادشاہ صاحب اقبال ہوتے ہین وہ شوکت ظاہری او عظمت معنوی سے اپنے تئین بھول نہین جاتے وہ دلون کے آباد کرنے مین سعی کرتے ہین خرد و بزرگ کی رفاہیت مین اپنی ہمت لگاتے ہین۔ اور خدائی دولت مندی سے بقدر گنجایش مطابق اپنی نیت کے عمل کرکے اہل جہان کے پاسبان ہوتے ہین۔ ایزد دانا ایسے پادشاہون کے کام بناتا ہے اور دولت اور عظمت انکی بڑھاتا ہے اور انکے مخالفون کو دوستون سے آزار پہنچا کر اور اقسام نکبت اور انواع نکبت مین گرفتار کرکے معدوم کرتا ہے جنکا باطن دنیا کی ہوا و ہوس سے خراب ہوتا ہے انکے لئے برعکس خلاف نتیجے پیدا ہوتے ہین اسکا چراغ دولت شعلۂ خس کیطرح کم بقا۔ نہال اقبال اوسکا سایہ درخت کیطرح زود زوال ہوتا ہے اسکی تمثیل ہم آگے بیان کرتے ہین +

ملک گکھرون پر پادشاہ کا فتح پانا ۹۷۰ھ

گکھرون کا ملک دریاے سند اور دریاے بہت کے درمیان پہاڑون کے غارون گھاٹیون اور شعاب تلال کے درمیان واقع ہے۔ کوہ سوالک سے لیکر کشمیر کی حدود تک انہین کا ملک گنا جاتا ہے اس ملک مین ہمیشہ انہین کا تسلط رہا۔ گو سلاطین ہند نے لشکر گران اور استعداد فراوان سے مدتون تک اس ملک کی امنیت مین صرف کیا ہے اسکا حال پہلے بہت دفعہ لکھا گیا ہے +

مگر اس زمانہ سنہ ۹۷۰ھ مین پادشاہ کی حسب لخواہ یہ کام ہو گیا اور ملک اُس کے تصرف مین آگیا جسکا بیان آگے ہوتا ہے کہ قوم گکھر ہمیشہ سے خاندان تیموریہ کی دولتخواہی اور یکجہتی کا دم بھرتی تہی۔ اس لئے پادشاہ کی توجہ اس ملک کے تسخیر کیطرف نہ ہوتی تہی۔ سلطان آدم پادشاہ کی خدمت مین سنہ ۹۶۳ھ مین حاضر ہوا تھا اور اپنے ملک کی حکمرانی کا فرمان لکھا کر لے گیا تھا۔ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ سلطان آدم کا بھتیجا کمال خان کسی طرح سے گوالیار کے قیدیون مین سے بچا تھا اور حضرت جنت مکانی کی خدمات بجالاتا تھا اور خان زمان خان جسوقت عدلی پر سے لڑا تھا تو وہ سرکار لکھنؤ اور پرگنہ حسوہ اور فتحپور اور اور محال جاگیر مین رکھتا تھا حکم پادشاہی سے جمعیت شائستہ ہمراہ لیکر وہ شریک خدمت ہوا اور اس جنگ مردآزما مین اسّے کارنامے ظہور مین آئے۔ جب پادشاہ کو اسکا اچھا حال معلوم ہوا تو پادشاہ نے کمال عنایت سے فرمایا کہ جو اسکا مقصد ہو اپنا وہ عرض کرے ہم اوسی پورا کرینگے تو اوس نے عرض کیا کہ مجھپر میری حیثیت سے زیادہ حضرت شہنشاہ نے عاطفت فرمائی۔ اب وطن کے سبب یہ آرزو ہے کہ مجھے میرے باپ کا ملک ملجاوے۔ جب سے مین ناکام ہوا اور سلیم شاہ کی قید مین پڑا میرے ملک موروثی پر میرا چچا آدم متصرف ہوا۔ اس غم سے ہزارون غم میرے دل مین ہین۔ پہلے خاندان سور کی تاریخ مین ہم نے اس قوم اور سور افغانون کی معاملات بیان کر دیئے ہین۔

جب کمال خان نے اپنی ناکامی کو معروض کیا اور اپنے توطن قدیم کے لئے التماس کیا تو پادشاہ نے یہ حکم جاری کیا کہ گکھرون کی جو ولایت سارنگ خان کے تصرف مین تھی اور اب وہ سلطان آدم پاس ہے اسکے دو حصے کئے جائین اور ایک حصہ اسکو حوالہ کیا جاے دوسرے حصے پر کمال خان متصرف ہو۔ پنجاب کے جاگیردارون کو حکم ہوا کہ اگر سلطان آدم اس حکم سے سرتابی کرے تو اوس ولایت مین پنجاب سے افواج جا کر اسکی نافرمانی کا پاداش کر دے سر اسکی گود مین رکھے کہ اور وحشی سرشت صحراپرور ون کو عبرت ہو۔ کمال خان اپنے مقصد حاصل کرنے کے لئے پنجاب مین آیا۔ پادشاہ کے فرمان کے مطابق امراء عظام نے سلطان آدم سے حکم شاہی گذارش کیا۔ اس نے پادشاہ کے حکم کو نہ مانا اور

اور عذر بدتر از گناہ پیش کئے اور اپنے تسلط مستعار سے ہاتھ نہ اوٹھایا کہ کمال خان اپنے ملک موروثی پر کامیاب ہوتا۔ امراء نے فرط احتیاط سے پادشاہ سے یہ حال عرض کیا تو از سر نو حکم شاہی صادر ہوا کہ گو سلطان آدم نے اول مرتبہ رابطہ عبودیت کو توڑا مگر اس سبب سے کہ عنایت پادشاہی اسپر چلی جاتی ہے اگر اپنا آدھا ملک اپنے برادرزادہ کو دیدے تو آدھا ملک اس پاس رہنے دو۔ اگر وہ ایسا ہی اپنی نافرمانی پر ثابت قدم ہے تو اوسکی تادیب کے لئے کمال خان کو سارا ملک دلادو۔ سلطان آدم نے پھر سرکشی کی۔ افواج شاہی اوسکے سر پہ چڑھی۔ قصبہ ھیلان مین ایک جنگ عظیم ہوئی۔ گکھرون کی سرشت مین جرأت و جلادت داخل ہے۔ جدال و قتال واقع ہوا۔ مگر آخر کو پادشاہی لشکر کو فتح ہوئی۔ اور ان صحرائی وحشی نژادون کو ہزیمت ہوئی۔ سلطان آدم دستگیر ہوا اور اسکا بیٹا لشکری خان بھاگ کر کشمیر گیا۔ اور کچھ دنون گمنام رہا۔ تھوڑے دنون بعد وہ بھی اسیر ہوا۔ گکھرون کا تمام ملک پادشاہ کے قبضہ مین آیا۔ وہ کمال خان کو بالاستقلال دیا گیا۔ سلطان آدم اور اوسکا بیٹا اوسکے حوالہ ہوا۔ اس نے بیٹے کو تو وہان بھیجا جہان سے کوئی آ نہیں سکتا اور باپ جب تک مرا قید سے نہ چھوٹا۔ اگر وہ پادشاہ کے حکم کی اطاعت کرکے آدھے ملک پر قناعت کرتا تو کل ملک سے محروم نہ ہوتا۔ اس نافرمانی نے اسکو اور اسکے خانمان کو برباد کر دیا۔

جنگ پرگنہ بھکینہ میں بادشاہ خود جانا سنہ ۹۶۹

دار الخلافہ آگرہ سے تین کروہ پر ایک قصبہ سکیتہ تھا اسکے دہات کے باشندے بڑے سرکش خصوصاً پرگنہ بھکینہ کے آٹھ موضعون کے باشندے سرکشی۔ دزدی۔ آدم کشی۔ بے باکی۔ و بے اعتدالی مین اپنا جواب نہیں رکھتے تھے وہ خود کھوٹے تھے اور اونکے محال و مساکن قلب تھے۔ تھور جسکو نادان مردانگی کہتے ہین وہ انہین تھا۔ ہمیشہ حکام و عمال انکے بیداد کے ہاتھ سے فریاد کرتے تھے سنہ ۹۶۹ مین پادشاہ یہان شکار کھیلنے آیا تو ایک برہمن ھاپہ نامی فریادی آیا کہ یہان کے آدمیون نے میرے بیٹے کو مار ڈالا ہے اور اسکا اسباب لوٹ لیا ہے۔ اس مظلوم کی نالش سنکر اس فرقہ متمردہ کی تادیب کے لئے صبح کو خود پادشاہ گیا تو وہ سرکش بھاگ کر موضع پرونکہ مین پہنچے۔ یہان پادشاہ نے پہلے اپنے آدمی بھیجکر فہمایش کرائی کہ راہ راست اختیار کرین مگر اونہون نے نہ مانا اور

موضع کو مستحکم کرکے جنگ کے لئے کھڑے ہوئے۔ انکی جمعیت چار ہزار آدمیونکی تھی اور پادشاہ کے پاس دو ہزار آدمی تھے۔ طرفین مین ہنگامہ زد و خورد گرم ہوا۔ پادشاہ نے دیکھا کہ ہوا کی حدت سے اور آگ کی گرمی سے جوان موضع کے اطراف مین لگ رہی تھی۔ کچھ آدمی اس کے صدخون کے سایہ مین بیٹھے تھے۔ اسنے چشم پوشی کرکے پادشاہ خود لڑائی مین مصروف ہوا۔ پادشاہ نے دیکھا کہ ایک جیبہ پوش مقبل خان ایک کوٹھے پر ایک دشمن سے کشتی لڑ رہا ہے اور اسکو کوٹھے سے پھینکنا چاہتا ہے کہ دشمن کے اور آدمی آگئے اور اوسکا کام تمام کرنے کو ہین تو اوس نے ہاتھی لپکایا اور کوٹھے کے نیچے آنکر اپنے آدمیون کو اوپر چڑھایا۔ ایک آدمی خود پادشاہ کے اوپر سے چڑھا اور مقبل خان کو بچایا دشمن کا کام تمام کیا۔ سرکش ایک مضبوط حویلی مین تھے۔ پادشاہ نے خود جاکر اُس حویلی کی دیوارونکو ہاتھیون سے ڈھوایا اور ایک ہزار سرکشون کو قتل کرایا۔ پادشاہ کی سپر پر جو تون کے سات تیر لگے جنمین پانچ پانچ انگل اسکے اندر گھس گئے۔ اور دو باہر لٹکتے رہے۔ عادل خان نے پادشاہ کو پہچانا نہین اسکی یہ بہادری دیکھ کر کہا کہ تو اپنا نام بتا کہ مین پادشاہ سے تیری اس بہادری کا ذکر کرکے سفارش کرون۔ پادشاہ نے اپنی صورت اسکو دکھائی اور اسکا شکریہ ادا کیا۔ پہر ون باقی تہا کہ پادشاہ اس کام سے فارغ ہوا۔ اس سے سرکشون کو بڑی عبرت ہوئی۔

کل معاملات و مہمات کابل جو اوس پادشاہ کی عہد سلطنت مین واقع ہوئے

ہم اول کابل کا بیان وہانتک بیان کر چکے ہین کہ مرزا سلیمان کا خطبہ کابل مین منعم خان نے پڑھوایا اور مرزا سلیمان بدخشان چلا گیا اب آگے داستان سنو۔ جب پادشاہ نے منعم خان کو بلایا تو اسنے کابل اپنے پسر غنی خان کے سپرد کیا۔ حیدر محمد خان اختہ بیگی کو اسکا مساعد و معاون بنایا کہ حدود کابل کی مہمات کا انتظام دونو ملکر کرین۔ مگر دونو کوتہ حوصلہ اور طفل مشرب تھے آپسمین نہ بنی بگاڑ ہوا تو پادشاہ پاس دہلی مین غنی خان کی عرضداشت آئی جس سے معلوم ہوا کہ حیدر محمد آختہ بیگی ناراض ہے۔ پادشاہ نے منعم خان سے مشورہ لے کر حیدر محمد کو بلالیا۔ اور

منعم خان کو کابل مین بھیجنا اور ...

غنی خان کی اعانت اور کمک کے لئے بہت سے امیر اور ایک جماعت کثیر بسر کردگی ابوالفتح بھیجدی۔ یہ ابوالفتح منعم خان کا سگا بھتیجا اور فضیل بیگ کا بیٹا تھا۔ چند روز غنی خان اور ابوالفتح نے معاونت و موافقت سے کام کیا اور ملک مین امن و امان رہا۔

بادشاہ کو ہمیشہ کابل اور اسکے حدود کے انتظام کی اور وہان کے سوانح کے استخبار کی طرف توجہ رہتی تھی۔ اسنے سنا کہ ماہ چوچک بیگم والدہ مرزا محمد حکیم نے غنی خان کو اُسکی بے اعتدالیونکے سبب عشرت سرائے کابل سے باہر نکال دیا۔ بادشاہ نے منعم خان کو مرزا محمد حکیم کا اتالیق مقرر کرکے کابل کو رخصت کیا۔ اس سرگذشت کی تفصیل یہ ہے کہ اگرچہ فضیل بیگ آنکھون سے اندھا تھا۔ مگر گربزی و شرارت مین ہمہ تن چشم تھا اور اپنے بھتیجے غنی خان کی حکومت سے ہمیشہ پیچ و تاب کھاتا تھا۔ غنی خان اصل مین ہوشمندی و سعادتمندی سے بے نصیب تھا پھر اوسپر ریاست کی سرمستی نے اسے اور بھی پایۂ اعتدال سے گرا دیا تھا اور بدمصاحبی نے کہ آدمی زاد کی بدترین آفات ہے اور بھی اسکو شقاوت کے گڑھے مین دھکیلا تھا اس نے ماہ چوچک بیگم اور اسکی جماعت کو اپنے ساتھ متفق کیا۔ شہریور سنہ ۹ مین غنی خان ایک دن فالیز سیر زمہ کی طرف گیا تھا کہ اس نے شہر کو مستحکم کرکے قلعہ کے دروازے بند کردیے اور لشکر آراستہ کرکے ظاہر کردیا کہ غنی خان کو شہر مین آنے نہ دے وہ سیاہ سنگ کے پشتہ پر دروازہ کے سامنے آیا مگر کچھ نہ کرسکا اور پہلوان عیدی کوتوال کو ایلچی بنا کے بھیجا کہ مکر و تزویر سے کام چلائے اس نے جاکر غنی خان سے کہا کہ تو بادشاہ کے حکم سے یہان کی حکومت کے لئے نہین مقرر ہوا۔ تیری ستمگاری اور بے اعتدالی سے یہان کے آدمی تنگ آگئے ہین اس لئے مناسب یہ ہے کہ صحیح سلامت بادشاہ کی خدمت مین جائے اور وہان اپنے اطوار کو درست کرے اور بادشاہ کا فرمان یہان کی حکومت کے لئے لائے تو اوسپر عمل کیا جائے۔

اسی گفتگو مین غنی خان سے آدمی جدا ہونے شروع ہوئے۔ وہ ایک عرصہ تک پڑا رہا مگر شہر مین جانے کی کوئی صورت نہ ہوئی اور قریب تھا کہ گرفتار ہو جائے کہ حمزہ عرب اور میر مستغیث الدین نیشاپوری کی ہدایت سے وہ جلال آباد مین آگیا۔

حال غنی خان کا نکالا جانا سنہ ۹۷۰

اور شہر مین اوسکا تمام مال واسباب غارت ہوا - کابلیون کو یہ دلیری اس سبب سے ہوئی
کہ اسنے توکل خان قوچین سے بدسلوکی کی تھی جسکی سرگذشت یہ ہے کہ غنی خان کو جوانی
اور ریاست کی مستی نے شقی بنا دیا تھا وہ اپنا فائدہ اوروں کے نقصان مین دیکھتا تھا
ستیزہ کاری اور ہرزہ درائی مین اکثر رہتا تھا کسی کے پایۂ قدر کو جانتا نہ تھا - بدستانہ سلوک
کرتا تھا - توکل خان قوچین نامور دلاوروں اور جنت آشیانی کے مقربون مین سے تھا
اس سبب سے اسکو مع اسکے عزیزون کے گرفتار کرکے قید کردیا ؎ بد باتو نہ کرد ہر کہ
بدکرد + آن بدبیقین بجائے خود کرد + بعض ارباب صلاح نے بیچ مین پڑکر اسکو قید
سے خلاص کرایا توکل خان نے اس بے آبروئی کے سبب سے یہان کا رہنا چھوڑا ---
بابا خاتون کے موضع مین صبر کیے منتظر بیٹھا رہا - کہ کب موقع ملے کہ انتقام لون - اندنونمین
بلخ سے ایک قافلہ آیا تھا - اسکا اسباب انتخاب کرنے کے لئے غنی خان چار یکاران مین
کچھ تھوڑے آدمیون کو ساتھ لیکر آیا - یہان آنکر بزم بدمستی ترتیب دی اور ترانۂ خودسری
ساز کیا - توکل خان تو گاہ و بیگاہ انتظام کی گھات مین لگائے رہتا تھا - اسکو خوب
یہ موقع ہاتھ لگا - آدھی رات کو وہ غنی خان پر چڑھ گیا - وہ شراب پیئے خواب مین تھا
اسکو پکڑ لیا - اور زبانی سرزنش مین اپنی بھڑاس نکال کر دل کو ٹھنڈا کیا - یہ سمجھ کر کہ جب
حاکم کو گرفتار کرلیا تو شہر لے لینا کیا بڑی بات ہے - وہ لشکر لیکر شہر پر گیا - مگر ناکام رہا -
صلح اسطرح ہوگئی کہ کابل کا پانچوان حصہ سنار سے حد ضحاک تک اس پاس رہے اور
غنی خان خلاص ہو + **ابیات** درانديش اے حکیم از کار ایام + کہ پاداش
عملہا بی انجام + سلامت بائدت کس را میازار + ادب را در عوض تیراست بازار +
غنی خان نے کابل مین آنکر اپنی جگہ ابھی گرم نہین کی تھی کہ اُس نے عہد و پیمان کے
دفتر کو چھیپر پر رکھا اور جمعیت تمام کے ساتھ توکل خان سے انتقام لینے کے لئے اسکے
سر پر چڑھ گیا - توکل خان اس سے لڑ نہ سکا - کوئی لکھتا ہے کہ وہ پادشاہ پاس
ہندوستان بھاگا - کوئی کہتا ہے کہ وہ غنی خان سے لڑا اور اسکا سارا کنبا مارا گیا

غنی خان فتحیاب ہوکر کابل مین آیا تحکم و ترفع خود رائی و خود آرائی مین مصروف ہوا۔ اور سرکار محمد حکیم کو بے حقیقت سمجہہ کر اس کی پروا نہ کی۔ اس سبب سے مرزا کی آدمی اور کل اہل کابل اس سے تنگ دل ہوے۔ وہ فضیل بیگ اور اوسکی بیٹے ابوالفتح کے ساتھ شریک ہوکر اسکے دفع کے درپے ہوئے۔ غنی خان ایک دن فالیز پر گیا۔ تو خربوزہ خورش البفالیز کا یہ کو نہ سمجہا۔ رات کو وہین آرام کیا ابوالفتح بیگ و شہر کے نامورون نے مرزا محمد حکیم کو قلعہ کابل کے اہنین دروازہ پر لاکر نقارہ اور نفیر کا آوازہ بلند کیا اور ایک غلغلہ عظیم شہر والون نے مچایا۔ غنی خان یہ سنکر سراسیمہ ہوا۔ شہر کی طرف دوڑا۔ جب وسکے پاس آیا تو معلوم ہوا کہ ابواب موافقت مسدود اور مداخل مخالفت مفتوح۔ توپخانہ سے ایک گولہ بہی اسکے شامیانہ پر لگا۔ غرض یہ حال دیکھ وہ ہراسان حسرت و حرمان کا داغ دل کی آرزو اور ارمان کا درد لیکر اور خان و مان و حکومت کابل سے دل برکندہ ہوکر ہندوستان کو چلا۔ جانے کے بعد ماہ چوچک بیگم نے مرزا محمد حکیم کی وکالت فضیل بیگ کو دی۔ مگر وہ نابینا تھا اس لئے اسکا بیٹا ابوالفتح بیگ باپ کی نیابت مین مہمات معاملات فیصل کرتا تہا۔ باپ تو آنکہونکا اندہا تھا۔ مگر بیٹا عقل کا اندھا تھا۔ اس نے جاگیرین اندہا دھند تقسیم کین۔ بُری بُری جاگیرین سرکار مرزا کے ملازمون اور اچہی اچہی جاگیرین چن کر اپنے یگانون کے واسطے تجویز کین مرزا خضر خان کو کہ سرداران ہزارہ مین تہا غزنین آیا اور بابوس بیگ کو مقید کرکے اسکے حوالہ کیا۔ اسنے اس بیچارہ کا تمام اموال اور اسباب باقیماندہ لیکر اسکو مار ڈالا جس شخص کو نہ عقل صلاح بین ہو کہ اوسکی روشنی سے مسالک اعمال مین چلے۔ نہ دیدہ بینا ہو کہ اورون کے احوال کو دیکھ کر عبرت پکڑے۔ نہ مصاحب خیر اندیش و رہ بین ہو کہ اوسکے سخن پر اعتماد کرے تو وہ اس سراسطے مکافات مین اپنے کئے کی سزا پاتا ہے ابہی دو مہینے بہی نہ گذری تھی کہ مرزا کی والدہ اور قدیمی ملازم اس کی ستم کشی برداشت نہ کرسکے اونہون نے ایک دن دعوت مین اپنے خیمے مین بلایا اور

اسکو خوب شراب پلا کر مست کیا۔ جب نشہ کا زور ہوا اور وہ سو گیا تو اوسکو اس جماعت نے کہ خونریزی سے مخمور ہو رہی تھی مار ڈالا۔ سر کاٹ نیزہ پر لگایا۔ دھڑ کو پھینک دیا۔

جب ابو الفتح کی سرگذشت فضیل بیگ نے سُنی وہ سب اپنا اسباب لے لاد کر اپنے داماد مرزا سنجر پسر خضر خان پاس جانا چاہتا تھا کہ اہل کابل نے اوسے بھاگنے کی فرصت نہ دی۔ اور بیٹے پاس جلد پہنچا دیا۔ اس واقعہ کے بعد بیگم نے دلی بیگ کو وکیل سلطنت مقرر کیا۔ یہ بھی عقل کے پورے تھے اپنا لقب عادل شاہ رکھا۔ پادشاہ ہی اپنے تئیں کم سمجھا۔ جو خطاب پادشاہ دیتے ہیں وہ اس نے عطا کرنے شروع کئے۔ تھوڑے دنون مین بیگم نے اسکی نیت کے فساد کو سمجھ کر اسکو عدم آباد مین بھیجدیا۔ خود آپ کابل کا انتظام کرنا شروع کیا اور مصلحت وقت سمجھکر حیدر قاسم کوہ بر کو جسکے باپ دادا بابر و ہمایون کے وقت سے امیر چلے آتے تھے مرزا کا وکیل مقرر کیا۔

جب پادشاہ کو مہمات کابل کی پریشانیون پر علم ہوا تو اس نے مرزا محمد حکیم کا اتالیق منعم خان کو مقرر کیا کہ وہان جا کر اپنے بیٹے کا انتقام وہ لے اور کابلیون کے احوال کی پریشانیون کا تدارک کرے اوسکے ساتھ اور امراء بھی گئے۔ منعم خان دوڑا دوڑ جلال آباد مین آیا اور اپنے ہمراہیون کے ساتھ جینے کی بھی پروا نہ کی۔ ماہ چوچک بیگم نے جب سُنا کہ منعم خان آتا ہے تو وہ ڈری کہ معلوم نہین منعم اپنے برادر و پسر و برادرزادہ کے انتقام کے لئے کیا کیا ستم برپا کریگا۔ اسنے اپنے امراء سے مشورہ لے کر ایک سپاہ کو اور اسکے ساتھ مرزا محمد حکیم کو کابل سے روانہ کیا کہ لغمانات مین جا کر منعم خان سے لڑین۔ اس نے کہا کہ اگر مصاف مین ہم غالب ہوئے تو اس سے بہتر کیا ہے اور اگر مغلوب ہوئے تو پادشاہ پاس بھاگ جائینگے۔

منعم خان کا کابل کی طرف جانا اور شکست پانا ۹۷۰

وہ لغمانات مین منعم خان پہنچا تھا کہ اس پاس خبر آئی کہ عیدی سرمست جلال آباد مین آیا اور اوس نے قلعہ کو مستحکم کیا۔ دوسرے روز خانخانان نے جلال آباد کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اسی اثنا مین اس پاس خبر آئی کہ مرزا محمد حکیم اور لشکر کابل کا آپہونچا۔ چہار باغ کے

منعم خان کا حال سنہ ۹۷۰ — ابوالمعالی کا حال سنہ ۹۷۰

قریب مقام خواجہ رستم مین منعم خان اور لشکر کابل مین لڑائی ہوئی اور منعم خان کو شکست فاحش ہوئی۔ تیس لاکھ تنکہ کا اسباب اسکا غارت ہوا۔ گر سپاہ لوٹ پر نہ جھک پڑتی تو منعم خان بھی گرفتار ہو جاتا۔

اب منعم خان بکرام مین آیا۔ پادشاہ پاس اپنے حال کی عرضداشت بھیجکر درخواست کی کہ حج کی اجازت پائے۔ اور اگر یہ اجازت نہ ہو تو پنجاب مین جاگیر عنایت کیجیے۔ پادشاہ نے اسے لکھا کہ جو تمہاری پہلے جاگیر تھی وہ بدستور تمہارے لئے مقرر ہوئی۔ یہان ہمارے پاس چلے آؤ۔ وہ اواخر سنہ ۹۷۰ مین پادشاہ پاس چلا آیا۔ مگر نہایت شرمندہ و خجالت زدہ رہتا تھا

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ ابوالمعالی اپنے رنگ لہو و مکر و تزویر سے یا گھبا لون کی بدنیتی و گرسنہ چشمی سے اول سال جلوس مین لاہور سے کلکر کوتوال کی بند سے بھاگا تھا۔ باقی آیندہ حال اسکا بطریق اجمال لکھتے ہین۔ وہ کابل کی جہات سے بھی کچھ تعلق رکھتا ہے۔ یوسف کشمیری اسکا خدمتگار تھا۔ اسکے توسل سے وہ گکھرون کی ولایت مین گیا۔ کمال خان زمیندار نے اسے مقید کیا۔ حیلہ سازی کرکے یہان سے بھی بھاگا اور نوشہرہ مین کہ بھمبر اور راجوری کے درمیان ایک قصبہ ہے گیا۔ اندنون مین حاکم کشمیر غازی خان سے کشمیر مین شوریدہ خاطر ہو رہے تھے۔ یہان ابوالمعالی پاس آٹھ سات سو کشمیری اور تین سو مغل اور فراہم ہو گئے شمس ملک چارورہ اور خواجہ حاجی ملازمان جنت مکانی نے آ کر اور اسکے ہنگامہ کو رونق دیدی۔ دولتخان ملک حاکم کشمیر جسکو غازیخان مذکور نے کور کیا تھا کشمیر کے اور بڑے بڑے امیر اُس پاس مجتمع ہو گئے۔ اس جماعت کو لیکر وہ پٹن مین غازی خان سے لڑا۔ مگر ناکام رہا۔ آوارہ ہو کر پھر ہندوستان مین آیا۔ آشفتہ و پریشان تغیر وضع کرکے گانون گانون پھرتا ہوا دیپالپور مین آیا۔ جو بہادر خان کے برادر علیقلیخان کی جاگیر مین تھا۔ بہادر خان کے ایک نوکر توکل کے گھر مین چھپا پڑا رہا۔ توکل کی بیوی اپنے خاوند سے ناراض تھی اسنے بہادر خان سے جاکر کہدیا کہ ابوالمعالی میرے گھر مین چھپا ہوا ہے اور تیرے مارنے کا

ارادہ رکھتا ہے۔ بہادر خان نے فوراً آنکر ابو المعالی کو گرفتار کرلیا۔ اور مقید کرکے بیرام خان پاس بھجوادیا۔ اس نے اپنے بہنوئی ولی بیگ کو سپرد کیا کہ بکر کی راہ سے گجرات اسے بھیجے کہ وہان سے وہ حج کو جاے۔ شاہ ابو المعالی جب گجرات مین آیا تو یہان ایک خون کرکے دیپالپور مین علی قلیخان کے پاس بھاگا۔ اس نے پھر اسکو مقید کرکے بیرام خان پاس بھجوایا۔ بیرام خان نے بیانہ مین اسکو مقید کیا۔ مگر جب اسکے کام مین تذبذب واقع ہوا اور وہ الور گیا تو راہ مین بیانہ مین اُسے قید سے رہا کردیا۔ پھر وہ بادشاہ پاس آیا۔ بادشاہ نے اس کو حج کے لیے بھجوایا۔

سنہ ٩٧١ھ مین وہ حج سے فارغ ہوکر ہندوستان مین آیا۔ حاجی ہونے سے اور زیادہ پاجی ہوگیا۔ نہ وہ اپنے مرتبہ کی حد کو پہچانتا۔ نہ بادشاہ کے عفو کی قدر کرتا۔ نہ اخلاص گری دل مین رکھتا۔ نہ عقل معاملہ دان۔ وہ گجرات سے جالور مین آیا۔ مرزا شرف الدین حسین سے ملا وہ بادشاہ سے بگڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس مرزا کا حال سنو۔

مرزا شرف الدین حسین بڑا اشراف زادہ خواجہ احرار کی اولاد مین تھا۔ بادشاہ نے اس اشراف خاندانی کے سبب سے اپنی بہن بخشی بیگم کا نکاح اس سے کیا تھا وہ بڑا اعتبار اور امیر الامرا کا خطاب رکھتا تھا۔ اسکے لئے جاگیر سرکار ناگور اور اس کی حدود مقرر ہوئی تھی + معلوم نہین کہ مرزا کو کیا سودا ہوا کہ بادشاہ کی درگاہ سے صفر ٩٧٠ھ کو اجمیر و ناگور کی طرف بھاگ گیا۔ ششش صفر اسکی تاریخ ہوئی۔ بادشاہ کو اس حرکت پر بڑا تعجب ہوا۔ اسکا سبب بجز مالیخولیا کے کچھ اور نہ معلوم ہوا۔ بادشاہ نے حسین قلی بیگ پسر ولی بیگ ذو القدر کو ناگور مین بجاے مرزا کے مقرر کیا اور حکم دیا کہ اگر مرزا اپنے کردار ناہنجار سے باز آجاے تو اسکو ہمارے پاس بھیجدو اور اگر کافر نعمتی کرے تو اسکو ایسی سزا دو کہ اورون کو عبرت ہو۔ حسین قلی حاجی پور مین اہل و عیال کو چھوڑ کر ناگور اس طرح گیا کہ فتنہ پردازی کا منصوبہ مرزا کا نہ بن پڑا۔ وہ اجمیر مین اپنے معتمد ترخان دیوانہ کو حاکم مقرر کرکے جالور گیا جس نے اسپر قبضہ کیا تھا۔ جب بادشاہ کا لشکر اجمیر گیا تو اس دیوانہ نے عاقلانہ کام یہ کیا کہ

مرزا شرف حسین کی بغاوت اور اس مین ابو المعالی کی بغاوت
٩٧١

کہ قلعہ عہد و پیمان کرکے حسین قلی کو حوالہ کیا۔ حسین قلی نے قلعہ اپنے معتمد کو حوالہ کیا اور مرزا کا پیچھا کیا۔ اس کو ممالک محروسہ سے باہر نکالدیا +

جالور مین ابوالمعالی اور مرزا شرف حسین مین ملاقات ہوکر یہ عہد و پیمان ہوئے کہ ابوالمعالی تو کابل جائے اور وہان سے مرزا محمد حکیم کو لاکر ہندوستان کا بادشاہ بنائے اور یہان جسقدر ہوسکے بغاوت پر لوگون کو مرزا آمادہ کرے۔ ابوالمعالی مرزا کے تین سو آدمی لیکر حاجی پور کی طرف گیا۔ جہان حسین قلیخان اور اور امراء کے اہل و عیال تھے۔ مگر یہان پہلے بادشاہی لشکر آگیا تھا کچھہ کام اوسکا نہ بنا۔ مایوس ہوکر نارنول گیا۔ نارنول سے کچھہ خزانہ بادشاہ پاس جاتا تھا کہ ابوالمعالی نے اسے لوٹ لیا۔ اور شہر کو بھی غارت کیا۔ جب بادشاہی لشکر وہان بھیجا گیا۔ احمد بیگ و اسکندر بیگ نے نارنول سے بارہ (۱۲) کوس پر ابوالمعالی کے بھائی خانزادہ محمد کو گرفتار کیا۔ بادشاہی لشکر کے آنے کی خبر سنکر نارنول کو ابوالمعالی بھاگا۔ لشکر شاہی نے بھی اسکا پیچھا کیا۔ دھرسو کے مقام مین احمد بیگ و اسمٰعیل علی قلیخان کے آدمیون کو دو شتر بار زر ہاتھہ آئے۔ . . زردوست آدمیون مین ایسا نزاع ہوا جس سے ان کے صاحبون مین کچھہ گفتگو و رنجش ہوئی۔ اس سبب سے اسمٰعیل قلی دھرسو مین رہا اور احمد بیگ و اسکندر بیگ آگے ایک منزل گئے۔ بدخشیون اور ماوراءالنہریون نے بھی غدر مچایا۔ [illegible] ایک نمکحرام ان سے جدا ہوکر ابوالمعالی پاس گیا اور کیفیت حال پر مطلع کیا وہ ایک درخت زار مین کمین مین بیٹھا۔ جب احمد بیگ و اسکندر بیگ نکلے تو اس نے کمین سے نکل کر انپر حملہ کیا۔ جب ابوالمعالی کو بادشاہ کے لشکر کے آمد کی خبر ہوئی تو وہ بھاگ کر کابل کی طرف بے راہ چلا بادشاہ اوسوقت متھرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ اس نے ابوالمعالی کے تعاقب مین بداغ خان اور سردارون کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب تک ابوالمعالی ہاتھہ نہ آئے نگاپو سے وہ باز نہ آئین جب ابوالمعالی ملک سندھ مین پہنچا تو اوسنے ماہ چوچک بیگم والدہ مرزا محمد حکیم کو ایک عرضداشت بھیجی اور اسکی پیشانی پر یہ شعر لکھا ؎ ما برین در نہ پئے عزت و جاہ آمدہ ایم * از بد حادثہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم * بیگم نے بھی اس عرضداشت کے جواب مین یہ مصرع لکھا ہی ع کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

ابوالمعالی کا [illegible] ۹۷۱

اسکے اعزاز و احترام کے ساتھ کابل مین بلایا۔ بیگم کو بعض آدمیون نے یہ سمجھا دیا تھا۔
ترمذ کے سادات کرام مین سے ابوالمعالی ہے۔ بلوچستان و کاشغر کے سلاطین سے
وہ سلسلہ پیوند رکھتا ہے جب وہ یہان آجائیگا تو اسکو گران قدر بناکے اپنی بیٹی ہمشیرہ مرزا
محمد حکیم کی شادی اس سے کردینا جس سے سب اندیشے رفع ہو جائینگے اور سب طرف کے
کھٹکے اٹھ جائینگے + یہ بیگم بڑی لیاقت رکھتی تھی اور اپنے خاص وزیرون اور اہلکارون سے
جسقدر خائف رہتی تھی۔ ویسی بیگانہ دشمنون اور اجنبی غنیمون سے نہین ڈرتی تھی۔ مگر اسکے
اہلکارون نے ایسی پٹی پڑھائی کہ اسنے ابوالمعالی جیسے خبیث باطن کو کاروبار ریاست
سپرد کردیا۔ اوّل یہ بدباطن ایسی چالین چلا کہ جس سے بیگم کو کچھہ شبہ نہ رہا کہ یہ وزیر
بڑے کام کا ہاتھ آیا۔ اس نے اپنی بیٹی خیرالنسا بیگم کا نکاح اس سے کردیا۔ جب
ابوالمعالی کو گھر مین یہ اختیار ملا تو اس نے بیگم کو اور اوسکے بڑے بڑے ملازمون کو پوچھا
کہ تم کون ہو۔ اب شگون لیے قراحسہ خان اور شادمان جو بیگم سے پہلے سے رنجیدہ خاطر
ہوئے تھے ابوالمعالی سے جاکر ملے اور اسکو سمجھایا کہ بیگم جب تک قید حیات مین ہے تم کو امور
ملکی مین استقلال نہین ہوگا۔ فضیل بیگ و ابوالفتح اور شاہ بیگ کی طرح تم بھی جلد مارے
جاؤگے بہتر ہوگا کہ تم پیش دستی کرکے بیگم کا کام تمام کرو۔ مرزا محمد حکیم تو خردسال ہے
اوسکو جسطرح پر چاہوگے لگالوگے۔ ابوالمعالی کی سمجھہ مین یہ بات آگئی۔ اوس نے وسط شعبان ۹۷۰
مین بیگم کو عدم کا رستہ بتایا اوسوقت وکالت کا منصب شیتیتی حیدر قاسم رکھتا تھا۔
دوسرے دن اوسکو قتل کیا اور اوس کے بھائی محمد قاسم کو مقید کیا تو چند امیرون نے
متفق ہوکر ابوالمعالی کے قتل کا قصد کیا۔ مگر انکا بھانڈا پھوٹ گیا۔ ابوالمعالی کو سارا
حال معلوم ہوگیا تو ان امیرون سے لڑائی ہوئی۔ ابوالمعالی کا پلہ بھاری رہا۔ اس ہنگامے
مین محمد حیدر قاسم کے بھائی محمد قاسم کو قید سے رہائی ہوئی وہ بدخشان مین مرزا سلیمان
پاس گیا اور ابوالمعالی کی فتنہ انگیزی کا حال بیان کیا اور کابل چلنے پر اوسکو برانگیختہ
کیا۔ مرزا محمد حکیم نے باوجود خوردسالی کے اپنی والدہ کے واقعہ سے غمناک ہوکر دو خط

کابل سی مرزا محمد حکیم کا بھاگنا اور بدخشان سی استمداد چاہنا +

ہوکر دو لتخواہون کی تعلیم سے پوشیدہ اپنے آدمی مرزا سلیمان کے پاس بھیجے
اور اوسکے آنے کی اور انتقام کی چارہ جوئی کی استدعا کی —

مرزا سلیمان کو جب اس حال کی اطلاع ہوئی تو وہ کابل پر ادھار کھائے ہوئے
بیٹھا تھا فوراً خرم بیگم کو ساتھ لیکر کابل کو روانہ ہوا - ابو المعالی اپنی بیخبردی سے مرزا
محمد حکیم کو اپنے ساتھ متفق جانتا تھا - ادہر یہ اسکو اور کابلی لشکر کو لیکر آب غوربند کے
پل پر پہنچا اور ادہر مرزا سلیمان کا لشکر بھی یہان پل پر آیا دونون لشکرون مین
لڑائی ہوئی - کابلیونکو شکست ہوئی - مرزا محمد حکیم کو لوگ لشکر کا افسر بنا کے لیگئے
اور اس بہانہ سے مرزا سلیمان کے پاس لے آئے اب حقیقت حال سے ابو المعالی کو اطلاع
ہوئے تو انکھین کھلین اور بنی لڑنے سے دل برداشتہ ہوکر بھاگنے کی ٹھیرائی مگر دشمنون نے بھاگنے
نہ دیا اسکو پکڑ کے مرزا سلیمان کے پاس لائے انہون نے مرزا محمد حکیم پاس اسے بھیجدیا انہون نے عید رمضان ۹۷۱ھ کو اسے پھانسی دی

چو بد کردی مباش ایمن ز آفات + کہ واجب شد طبیعت را مکافات +

مرزا سلیمان مہمات کابل کی سرانجام کرنے مین اور مرزا محمد حکیم کی تربیت مین مصروف
ہوا - بدخشان سے اپنی لڑکی کو بلا کر مرزا سے نکاح کردیا - امید علی کو کہ اسکے امرا
معتمد مین تھا مرزا کا وکیل بنایا اور خود بدخشان چلا گیا - خرم بیگم بجد تھی کہ کابل کو
بدخشان مین مرزا سلیمان ملالے - مگر اس نے یہ بات نہ مانی اور کہا کہ اس کام کے جلد کرنے
مین نیک نامی نہین ہے کچھہ دنون بعد یہی صورت ہوجائیگی - بالفعل اس نے کابل پر
قبضہ رکھنے کی بسم اللہ یہ کی کہ ولایت کابل کا تین چوتھائی حصہ جو عمدہ تھا وہ بدخشانیونکو
جاگیر مین دیا اور ایک چوتھائی حصہ جو برا تھا وہ کابلیون کو جاگیر مین دیا —

مرزا سلیمان کو بڑا ارمان تھا کہ وہ کابل پر متصرف ہو - اور بدخشان کے کسی محال
مین مرزا محمد حکیم کو رکھے اس لئے وہ دوستی کے لباس مین دشمنی کا کام کرگیا کہ بدخشیون کو
کابل مین جاگیردار بنا کے خود بدخشان چلا گیا - جو کابلی عاقل تھے وہ کچھہ سمجھے کہ مرزا
سلیمان کا کیا اصل مقصد ہے مگر یہ مقصد انکے نزدیک ایسا مشکل تھا کہ اوسکے پورا

ہونے کا یقین انکو نہ تھا۔ مرزا سلیمان نے اس پر اکتفا نہین کیا کہ کابل مین جن
بدخشانیون کو جاگیر دار مقرر کر چکا تھا اونہین پر بس کرتا بلکہ اوسنے ذربدخشی عبدالرحمن بیگ
پسر توکل و زنگری بردی قوش بیگی کو ایک جماعت کے ساتھ داخل کیا تو پھر کابلیونکو
مرزا سلیمان کے ارادہ کا پورا حال کھلا وہ اسکے معالجہ کے درپے ہوئے۔ خواجہ حسن نقشبندی
و باقی قاقشال ہندوک بیگ و علی محمد اسپ اور بندہ علی میدانی مع تمام میدانیون خواجہ
خضریون کے و یار محمد آخوند و فیروز و خلیفہ عبداللہ نے بدخشانیون کے نکالنے کا عہد و اہتمام
کیا۔ حقیقت معاملہ مرزا محمد حکیم سے جواب سن تمیز کو پہنچ گیا تھا عرض کیا اور مرزا بھی تنگی
معاش و بدخشانیون کی بدسلوکی سے تنگ ہو گیا تھا۔ وہ بھی انکے نکالنے کے درپے ہوا
اوس نے ولایت غزنین جو مرزا سلیمان نے قراتیمم و ابن حسین کابلی کو دی تہی اوسنے انکو
بدل کر قاسم بیگ پروانچی کو دیدی اور جلال آباد اور اوسکے حدود نیلاب تک جو مرزا
سلیمان نے قاضی خان وغیرہ کو دیدی تہی وہ اوس سے لے کر خالصہ بنایا۔ غرض
یون بتدریج اس نے بدخشانیون کے تسلط کو اوٹھا کر انکو نکال دیا۔ اہل بدخشان یہان
سے ذلیل ہو کر مرزا سلیمان پاس گئے اور غازیخان نے ہندو کوہ مین مرزا سلیمان
سے ملاقات کر کے شرح و بسط کے ساتھ تمام حالات جو گذرے تھے عرض کئے مرزا
سلیمان جلدی سے کابل کیطرف متوجہ ہوا۔ جب اس کے آنے کی خبر مرزا محمد حکیم کو
ہوئی تو اوس نے کابل کے قلعہ کو باقی قاقشال اور اپنے تجربہ کار معتمدون کو سپرد
کیا اور خود اپنے ہوا خواہون کی جماعت کو ساتھ لے کر جلال آباد اور پشاور کی
طرف چلا۔ جب مرزا سلیمان کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ مرزا کے گرفتار کرنے کے لئے کابل
کو چھوڑ کر جلال آباد کی طرف چلدیا۔ مرزا جلدی سے پشاور مین نواحی قبیلہ حبیب
مین چلا آیا اسکو خاکی گلہ بان نے خبر دی کہ مرزا سلیمان جلال آباد مین آگیا اور یہان
حرم بیگم کو چھوڑ کر خود ان حدود کی طرف چلا ہے۔ مرزا نے آب سند سے عبور
کر کے ایک عرضداشت اپنے بھائی پاس بھیجی جسمین کابل کی سرگزشت اور اپنی تہیدستی

معروض کرکے ہر طرح کی استمداد اور استعانت چاہی۔ اور آپ سندساگر پر توقف
کیا۔ ان دنون مین ولایت پنجاب میر محمد خان برادر کلان اتگہ خان کو تفویض ہوئی
تھی۔ مرزا نے اپنے دیوان خواجہ بیگ محمود کو اس پاس بھیجکر امداد طلب کی
میر محمد خان اور امراء پنجاب نے قاضی عماد کے ساتھ مرزا کی خدمت مین بہت سے تحفے
تحائف ... بھیجے۔ مرزا سلیمان نے جب سنا کہ مرزا محمد حکیم آب سند سے پار چلا
گیا ہے تو وہ پشاور مین آن کر اور لوٹتا جلال آباد مین چلا گیا۔ اثنائے راہ مین ..
شنواری افغانون سے لڑائی ہوئی۔ بدخشانیون کا بازار لٹا۔ ہارون شنواری
جو سب مین بڑا سردار تھا وہ قتل ہوا۔ جلال آباد مین قنبر اور ایک جماعت کو
چھوڑ کر مرزا سلیمان کابل کیطرف متوجہ ہوا۔ اور آنکر کابل کا محاصرہ کر لیا۔
اہل قلعہ نے قلعہ داری مین اہتمام کیا۔ پادشاہ پاس نگرچین مین مرزا کی عرضداشت
پہونچی۔ پادشاہ نے قطب الدین خان کو مرزا کا اتالیق مقرر کیا اور میر محمد خان
کو حکم ہوا کہ پنجاب کا لشکر لیجا کر مرزا حکیم کو کابل مین مسند حکومت پر بٹھا دے۔
خزانہ عامرہ سے نقد وافی اور اسباب شوکت اور اجناس فراغت ساتھ لیجائے
حسب الحکم یہ سارا لشکر مرزا کے ساتھ گذرا اور اٹک بنارس سے گذر کر کابل کیطرف
چلا۔ مرزا پاس وہ اسباب سامان جمع ہوگیا کہ اسکے خواب خیال مین نہ تھا۔ جب
لشکر جلال آباد مین آیا تو قنبر پاس جسکو مرزا سلیمان نے یہان چھوڑا تھا نصیحت
کی گئی کہ قلعہ حوالہ کرے۔ مگر جب اس نے قلعہ نہ دیا تو اوسپر پادشاہی لشکر نے حملہ کیا
اور نردبانین لگا کر قلعہ کے اندر داخل ہوا۔ بدخشانیون نے اپنی قوت و
توانائی کے موافق دشمنون کی مدافعت کی۔ قنبر اور تین سو آدمی جو اسکی ہمراہ
تھے سب ہلاک ہوئے۔ صرف دو آدمی بچے جنہون نے مرزا سلیمان کو یہ ساری
بکٹ کہانی سنائی۔ ادھر مرزا سلیمان نے یہ حال سنا۔ ادھر پادشاہی لشکر
کی آمد آمد کی خبر ہوئی تو وہ کابل کا محاصرہ چھوڑ کر بدخشان بھاگ گیا۔ راہ مین

آب پردان پر ایک سیل مین اسکا اسباب پرنال ڈوب گیا - کابل مین مرزا محمد حکیم
آیا - لشکر شاہی کے افسرون نے اپنے وطن مین جاکر سیرین کین اور پہر ہندوستان کو
معاودت کی اور مرزا حکیم کی چہوٹی بہن سکینہ بانو بیگم لشکر کے ساتھ بھائی سے ملنے یہان
آئی - مہمات کابل کے انتظام کے واسطے خان کلان وہان آیا - مرزا محمد حکیم کی طبیعت مین
سعادت ذاتی نہ تہی - اس لئے نہ عقل مصلحت بین آمین ٹرہتی تہی - نہ اخلاص منار سعادت منش
ملازم اوسکو بہم پہونچتے تھے - جب حضرت شہنشاہی کی توجہ سے مہم کابل کا انتظام ہوگیا -
اور خواجہ کلان وہان کے مہام کا سربراہ ہوا تو کابل کے فتنہ پردازون نے اپنی بدخوئی
سے فتنہ انگیزی شروع کی - محمد حکیم باوجود حداثت سن کے عقل معاملہ رس سے بہرہ وافر
نہین رکھتا تھا - ہمیشہ واہی باتون پر دل لگاتا تھا - میر محمد خان درست اخلاص وتیز مزاج
تھا - ذراسی بات سے اسکا مزاج متغیر ہوجاتا تھا اور کام مین سختی کرنے لگتا تھا - اسلئے
مرزا اور کابلیون سے اسکی نہ بنتی - مرزا اگرچہ تبعیت کا اظہار ایک گونہ کرتا تھا مگر بڑے
بڑے کام وہ بغیر استصواب خان کلان کے کرتا تھا - چنانچہ اس نے اپنی بہن کا نکاح
خواجہ حسین نقشبندی سے کردیا جسکی پہلی شادی مان نے ابوالمعالی سے کی تہی نہ اسنے
حضرت شاہنشاہی سے استصواب لیا اور نہ خان کلان سے صلاح لی - جب خواجہ
اس نسبت عالی کا افتخار حاصل ہوا تو وہ مرزا کے گھر کا بندوبست کرنے لگا - اور جن کامون
سے اوسکو مناسبت نہ تھی انمین دخل دینے لگا اور مرزا کے اکثر آدمی ایسی حرکتین کرتے لگے
کہ خواجہ کلان کو ناگوار تہین اس لئے وہ وہان سے چلا آیا - میر محمد خان نے بہی کابل کو
سلام کیا اور بادشاہ اور مرزا کے گھر کا اور کابل کا حال شرح وبسط سے لکھ بھیجا ——
اب پہر کابل کا میدان خالی ہوا امراء شاہی مین سے وہان کوئی باقی نہین رہا - مرزا سلیمان
ہمیشہ کابل کی تاک مین لگا رہتا تھا - اب اوسنے دیکھا کہ کابل بادشاہی امراء سے خالی ہے
جسکے خوف سے بھاگا تھا وہ چوتھی دفعہ ۹۷۳ھ مین لشکر فراہم کرکے اور اپنی بیوی
حرم بیگم کو لیکر کابل کیجانب روانہ ہوا - جب مرزا محمد حکیم کو اسکے آنے کی خبر ہوئی

مرزا سلیمان کا چوتھی دفعہ کابل پر آنا ۹۷۳ھ

تو اوس نے قلعہ کابل معصوم کوکہ کو سپرد کیا وہ اسکے معتمدون مین مردانگی و فرزانگی مین ممتاز
تھا اور خود خواجہ حسن نقشبندی کو جو اسکا وکیل کل تھا ساتھ لیکر لشکر ورہ اور غوربند مین گیا
مرزا سلیمان نے کابل کا محاصرہ کیا۔ مگر اپنی کمند قدرت کو تسخیر قلعہ کے کنگرہ تک نہ پہنچنے مین کوتاہ
دیکھا اور مرزا کے حال سے اطلاع پائی کہ غوربند اور اوسکے نواح مین ہی تو حرم بیگم کی تلبیس سے
کام نکالنا چاہا۔ یہ بیگم غوربند کو روانہ ہوئی اور مرزا سلیمان کو حوالی کابل مین چھوڑا —
سخن سنج آدمیون کو مرزا حکیم پاس ایلچی بناکے بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ مین نے تجھہ کو ہمیشہ
سگے بیٹے سے زیادہ عزیز سمجھا۔ خصوصًا جب سے کہ میرے اور تیرے درمیان رشتہ ہوا
میرا دل چاہتا ہے کہ مجھہ مین اور تجھہ مین یکجہتی رہے۔ اس دفعہ میرے آنے کی کچھہ غرض سوا
اسکے نہین ہتی کہ تجھہ سے ملون۔ اور بنیاد ارتباط مستحکم کرون بیگم کے دم مین مرزا محمد حکیم آگیا۔
اور یہ قرار پایا کہ قراباغ مین کہ کابل سے بارہ کوس پر ہے وہ بیگم سے ملاقات
کرکے قواعد ارتباط کو مستحکم کرے۔ بیگم پاس اپنے معتمد بھیجے کہ عہد و شرط بغیر کسی مکر و فریب کے
قرار پائین جب یہ آدمی بیگم پاس آئے تو اوس نے سخت قسمین کھائین کہ کوئی فریب نہوگا
زبان اور دل ایک ہونگے۔ قول کے موافق عمل ہوگا۔ مرزا کے آدمیون کے واپس جاکر
اسکو قراباغ مین آنے پر برانگیختہ کیا کہ بیگم سے ملاقات کرکے عقد فرزندی اور عہد یگانگی
کمال وثوق کے ساتھہ باندھا جائے بیگم نے یہ سمجھہ کر کہ میرا فریب چل گیا مرزا سلیمان پاس
قاصد بھیجا کہ قراباغ مین مرزا سے ملاقات ٹھہری ہے تم قلعہ کے کنارہ پر پیادہ کو چھوڑ
کر تھوڑے آدمیون کے ساتھہ قراباغ کے حوالی مین چلے آؤ اور پشتہ کے پیچھے کمینگاہ مین
بیٹھے رہو۔ جب مرزا آئے تو اوسے دستگیر کرلو۔ مرزا سلیمان نے اس خبر کو سنکر محمد قلی شغالی
کو کابل کا محاصرہ حوالہ کرکے راتون رات قراباغ مین اس پشتہ کے پیچھے کمین مین بیٹھا
مرزا کو ہر چند باقی قاقشال نے سمجھایا کہ بیگم تمکو اس بہانہ سے مرزا کے پنجہ مین پھنسانا
اور جھوٹی قسمونکا جال ڈالکر دشمن کے کمند مین ڈالنا چاہتی ہے تم ہرگز نہ جاؤ
جاؤگے تو پچھتاؤگے۔ مگر مرزا حکیم نے کچھہ نہ سنا اور چند آدمیون کے ساتھہ قراباغ روانہ

ہوا اثنائے راہ مین ایک کابلی نے جو مرزا سلیمان کے لشکر کی ساتھ آیا تھا اسنے مرزا کے آدمیون سے کہا کہ مین رات کو مرزا سلیمان کے ساتھ آیا ہون اس پشتہ کی پناہ مین کمین گاہ مین مرزا کی امید مین بیٹھا ہے - جب مرزا نے یہ سنا تو اسکے کان کھڑے ہوئے - کابل کی طرف متوجہ ہوا - جب مرزا سلیمان کو اسکی خبر ہوئی تو اس نے مرزا کا تعاقب کیا اور اسکے چند آدمیون کو گرفتار کیا - خدا خدا کرکے باقی قاقشال اور اسکے بھائی مرزا کو دشمنون کے ہاتھ سے بچا کر غوربند مین لیگئے - خواجہ محمد حسن کا ارادہ ہوا کہ مرزا کو حاکم بلخ پاس لیجاے - مگر باقی قاقشال اس کو بادشاہ کے خدمت مین مشرف ہونے کے لئے آب نیلاب پر لے آیا اور مرزا سے بادشاہ کی خدمت مین عرضداشت بھجوائی - بادشاہ کو کابل کا حال پہلے سے معلوم ہو گیا تھا - اس لئے مرزا کے خال فریدون کو وہان جانے کے لئے حکم دیا تھا - کہ مرزا خورد سال و بے پرواہ ہے - وہ وہان جاکر اسکی مہمات کا منتظم ہوا اور اس کی محافظت کرے کہ فتنہ انگیز آدمی مرزا کی صحبت مین نہ آنے پائین - یہ مرزا فریدون ہان ہنوز پہنچا نہ تھا کہ مرزا سلیمان کابل مین آگیا اور یہ واقعہ پیش آیا - جب مرزا محمد حکیم کے ایلچی عرضداشت لائے تو اوس نے خوشخبر خان کو نقود اور اجناس وافی اور خلعت و اسپ خاصہ دیکر مرزا کے پاس بھیجا اور امیر پنجاب کو حکم دیا کہ کابل کی یورش کا سامان کرکے مرزا سلیمان کو دفع کرین - خوشخبر خان جب مرزا پاس گیا تو اوس نے بادشاہ کے فرمان کو آنکھون پر رکھا -

مرزا حکیم کی سرکشی ۹۷۴

خوشخبر خان سے پہلے فریدون مرزا محمد حکیم پاس آگیا تھا - اس نے مرزا کو یہ بہکایا کہ کابل مین جو نقصان ہوا ہے بہت آسانی سے اسکا معاوضہ یون مل سکتا ہے کہ پنجاب و لاہور پر قبضہ کر لیجیے اور خوشخبر خان کو گرفتار کیجیے - مرزا نے اپنی بیوقوفی سے فریدون کی وہ باتین مان لین - مگر اتنی بات عقل کی کی کہ خوشخبر خان کے قید کرنے پر راضی نہ ہوا اور اوسکو رخصت کر دیا - سلطان علی المخاطب لشکر خان اور حسن خان جو درگاہ شہنشاہ کے مردود تھے وہ اور فریدون کے ساتھ فساد اور افساد مین شریک ہو گئے -

غرض مرزا مین تو نہ عقل دوربین تھی نہ دل حقیقت گزین تھا وہ آب نیلاب سے گذر کر لاہور کی سمت مین آیا اور اسکے آدمیون نے بھیرہ مین دست اندازی کی جب امراء پنجاب کو یہ خبر ہوئی تو میر محمد خان حاکم پنجاب نے لاہور کے قلعہ کو مستحکم کیا اور صورت حال پر بادشاہ کو مطلع کیا۔

بادشاہ اس خبر کو سنکر آگ بگولا ہوا۔ مرزا محمد حکیم کو یہ خیال تھا کہ فریب و فسون سے امراء پنجاب میری جانب ہو جائینگے وہ لاہور مین مہدی قاسم کے باغ مین اوترا۔ دوسرے روز قلعہ کے کنارہ پر پہنچکر لشکر کی صف بندی کی۔ مگر قلعہ کی توپ و تفنگ اندازی نے کسی آدمی کو قلعہ کے پاس پھٹکنے نہ دیا۔ آگرہ کو منعم خانخانان کو اور دیوانی مظفر خان کو دیکر بادشاہ ۱۳ جمادی الاولی سنہ ۹۸۹ھ کو پنجاب کیطرف روانہ ہوا۔ دس روز مین دہلی مین آیا۔ یہان بزرگون کے مرقدونکی زیارت کی اور اونکے مجاورون اور معتکفون کو بہت کچھہ نذر کیا اور حضرت جنت آشیانی کے روضہ کی زیارت کی پنجاب کو روانہ ہوا۔ جب دریائے ستلج کے کنارہ پر پہنچا تو اوسکو معلوم ہوا کہ مرزا اُسکے آنے کی خبر سُنکر بھاگ گیا۔ اوسط رجب مین بادشاہ لاہور مین آیا۔ یہان سب امرا اور غربا کو خوشدل کیا۔ مرزا محمد حکیم بھاگ کر کابل گیا تو اوسکو مرزا سلیمان سے خالی پایا۔ اسکی سرگذشت اس طرح ہے کہ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ محمد قلی شغالی اور ایک جماعت کثیر کو قلعہ کابل کے محاصرہ مین چھوڑکر مرزا سلیمان مرزا حکیم کی گرفتاری کے لئے گیا تھا معصوم کوکہ نے محمد قلی کو شکست پر شکست دی اور بدخشانیون کا سارا اسباب چھین لیا محمد سلیمان مرزا کی دو بیٹیون کو محمد قلی ایک باغ کی چاردیواری مین چھوڑ گیا۔ کابلیون نے انکو گرفتار کرنا چاہا۔ مگر معصوم کوکہ نے انکو اس حرکت ناشائستہ سے باز رکھا مرزا حکیم کو مرزا سلیمان گرفتار نہ کرسکا تو کابل کے قلعہ کے محاصرہ مین مصروف ہوا۔ ادھر اہل قلعہ نے بدخشانیون کو اپنے بہادرانہ حملون سے تنگ کیا اودھر وبا نے بھی اس کے لشکر مین قدم رکھا اس لئے مرزا سلیمان نے صلح کرلی۔ اوّل بدخشان ہوی کو روانہ کیا اور پھر آپ چلا گیا + مرزا محمد حکیم کی ناہنجاریان بادشاہ سُنتا تھا مگر گوشمالی

نہین کرتا تھا وہ اکثر اپنے نوکرون سے کہا کرتا تھا کہ یہ مرزا والد ماجد کی نشانی ہے بیٹا اور پیدا ہو سکتا ہے مگر بھائی نہین پیدا ہو سکتا۔ مگر یہ بھائی بادہ پیمائی اور برنائی کی بدمستی اور خوشامد گویون کی دمسازی سے باز نہین آتا تھا۔ کوئی ناصح عاقل اس پاس ایسا نہین تھا کہ وہ اسکو بادشاہ کی بدسگالی سے باز رکھتا اور سمجھاتا کہ آتش بلند کو تھوڑا سا پانی نہین بجھا سکتا ناسور کہن کا مرہم خارش نہین بن سکتی۔ مرزا نے پہلے سالون مین چاہا تھا ... کہ ہندوستان کی عافیت گاہ مین حکومت کرے۔ اور پنجاب کا کابل پیرا [illegible] کرے۔

مرزا محمد حکیم کا نورالدین وشادمان کا بھیجنا اور خود پنجاب مین آنا ۹۸۸ھ ۲۵ -

مگر مرزا سلیمان اسکو بدخشان کی طرف لے گیا۔ اس چیرہ دستی سے وہ اور دلیر ہوا اور جب ہند مین ۹۸۸ھ مین پابشرقی مین شورش پیدا ہوئی تو یہان کے فتنہ پردازون نے اوسے بہکایا کہ ہمارا ارادہ ہے آپ کے نام کا خطبہ پڑھوائین اور سکہ چلائین کچھ اہل کابل نے اغوا کیا۔ اس نے [illegible] آذر ۹۸۸ھ مین حاجی نورالدین کو بھیجا کہ وہ آب سندھ اترا اس نواح مین مرزا یوسف خان اقطاع دار تھا اس نے ایک فوج کو بسرکردگی حسن بیگ روانہ کیا خاندان گکھڑ اور مجاہدین اسے راہ مین ملے۔ جلدی مین لشکر کمتر روانہ ہوا تھا اس لئے ارادہ یہ تھا کہ چندروز بعد لڑائی ہو لشکر جمع ہو جائے مگر لڑائی جلد ہو گئی اور بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی۔ ناگاہ ہرنون کا ریوڑ نظر آیا حسن بیگ کو شکار کا شوق بہت تھا وہ اسکے پیچھے دوڑا۔ ایک ہرن کو تیر مار کر زخمی کیا۔ اتفاقاً نورالدین بھی اسطرف سیر و تماشے کو آیا تھا۔ دونو آمنے سامنے آ گئے۔ ہرنون کے شکار سے آپسمین ایک دوسرے کے شکار کرنیکو آمادہ ہوئے ان دونون مین خوب آویزش ہوئی۔ دونو کوشش مردانہ کام مین لائے نورالدین زخمی ہو کر بھاگ گیا اسکے ساتھی کچھ اسیر ہوئے بہت سے ڈوب مرے۔ وہ خود حدود دیشاور مین مارا گیا۔ اس ہنگامہ مین یہ معلوم ہوا کہ مرزا یوسف خان نے سرحد پر دوربینی و حزم سگالی نہین کی بادشاہ نے اسے تھان سے بدل دیا اور کنور مان سنگھ کو حواشی سندھ کی حکومت سپرد کی۔ وہ اس ملک کے انتظام کے لئے سیالکوٹ سے روانہ

ارادہ کا پنجاب جانا ۔

ہوا دور اندیشی کے سبب سے ایک فوج بسرکردگی زین الدین علی آگے روانہ کی ۔ حدود
راولپنڈی مین ساحل سند پر شادمان کے پہنچنے کی خبر اس پاس آئی وہ جلد لڑنے
کو چلا ۔ نورالدین کے سانحہ سے مرزا اپنی غنودگی خرد سے واقف نہ ہوا ۔ اوس نے
شادمان کو بہت انبوہ کے ساتھ روانہ کیا ۔ مرزا اسکو اپنے لشکر کی سپر سمجھتا تھا ۔
ہودی کو وہ مغرور آب سندھ سے گذرا ۔ قلعہ نیلاب کے محاصرہ پر پانو جمائے زین الدین علی
اور کنور مان سنگھ اور گماشتون نے استحکام حصار مین ہمت و حوصلہ کو صرف کیا
تب کنور نزدیک آیا ۔ تو ابو خان ککھڑ کو ہراول اور اپنے بھائی سورج سنگھ کو التمش
بنایا ۔ مخالف بے خبر تھا نقارہ کی آواز سے بیدار ہوکر پیکار کے درپے ہوا میدان جنگ کو
رونق دی ناموس دوست ہستی دشمن آپس مین خوب لڑے ۔ اس جنگ مین راجہ
سورج سنگھ زخمی ہوا مگر شادمان نیست ہوا ۔ شادمان سلیمان بیگ اندجانی کا
بیٹا تھا ۔ اسکا دادا القمان بیگ جنت مکانی کا منظور نظر تھا ۔ اسکی مان مرزا کے گہوارہ
کی خدمت مین رہتی تھی اس نے مرزا ہی کے ساتھ نشو و نما پایا تھا ۔ پادشاہ نے یہ خبر سنکر
فرمایا کہ مرزا شادمان کے مرنے کی خبر سنکر بیتاب نہ ہندوستان کو آئیگا ۔ ہماری پنجاب
کی سفر کی بھی تیاری کرو ۔ پیش بینی و معاملہ شناسی کے سبب سے راے رایسنگھ و جگناتھ
و راجہ گوپال اور بہت سے اخلاص پیشہ امیرون کو بہت سے ہاتھیون کے ساتھ روانہ
کیا ۔ مرا سند پاس حکم بھیجا کہ اگر مرزا دریاے سند کے عبور کرنے کا ارادہ کرے
تو اوسکو سر راہ روکنا نہین مگر لڑائی مین توقف کرنا ۔ ہم خود عنقریب آن پہنچینگے اور جو ہمارے
دل مین ہے وہ ظہور پائیگا ۔ ۲۸ بہمن کو پادشاہ پاس خبر آئی کہ مرزا پنجاب کی طرف آیا
ہے ۔ پادشاہ کے اشارہ سے منجمون کی جماعت نے ساعت نیک بتانے کے لیے
مشورہ کیا ۔ پادشاہ کو دیار شرقی کی نگرانی کا اندیشہ تھا ۔ آسایش ملک و خلق کے
لئے پادشاہ نے یہ چاہا کہ سلطان سلیم کو امراء کے ساتھ دارالخلافہ مین چھوڑ جاے
اور خود پنجاب مین آئے مگر شاہزادہ نے مریم مکانی کے وسیلہ سے ہمراہ

جانے کی درخواست کی۔ پادشاہ نے اُس کی ملتمس کو قبول کیا اور مرزا دانیال کو دارالخلافہ
مین چھوڑا۔ دوم محرم سنہ ۹۸۹ھ کو اس ساعت مین کہ نجومون نے بتائی پنجاب کی طرف روانہ
ہوا تھا۔ حزم و احتیاط سے جنگ کا سامان کیا اور پنجشنبہ و جمعہ کے لشکدارون کو
تو اپنے پاس رکھا۔ اور شنبہ و چہارشنبہ کے امراء سے برانغار کو آرایش دی اور
دوشنبہ و سہ شنبہ کے امیرون کو جرانغار اور یکشنبہ کے مبارزون کو ہراول بنایا
۔ار کوتھانیسر مین پادشاہ آیا شیخ جلال سے ملا شیخ پیر خدا پرست تھا۔ اس لاکھ
کے آدمی اسکے معتقد تھے۔ پادشاہ کے اشارہ سے ابوالفضل نے شیخ سے پوچھا کہ
آپ کی ساری عمر نیکون کی صحبت مین گذری۔ روحانی مرض کا علاج آپ بتلائیے
کہ دل سراسیمہ کو اختلاف کے تفرقہ سے نجات ہو۔ اوّل شیخ نے آنکھون کے آنسوؤن سے
جواب دیا اور پھر یہ بیت زبان پر لایا ~ آہ ز استغنائے دلبر آہ آہ * کز تعظم
بست بر کونین راہ * سکندر ذوالقرنین ہمیشہ اپنی بزم سلطنت کے
۲ خاصون سے کہا کرتا تھا کہ ندیم اور بزلہ گو اور ہوتے ہین اور ارکان دولت و بزرگان
درگاہ اور ہوتے ہین۔ اوّل کا کام یہ ہے کہ کسی شاداب نکتہ اور نادر حکایت
سے گو چھوٹی ہو وہ شگفتگی پیدا کرتے ہین۔ چراغ طرب مین روغن ڈالتے ہین اور
خوشحالی کو گزند دل شکنی کی حالت مین برقرار کرتے ہین۔ عروس نشاط کو شگرف کاری
سے آراستہ رکھتے ہین۔ اور دوم بمنزلہ دست و بازو کے ہوتے ہین۔ سارا مقصد انکا
یہ ہوتا ہے کہ فساد عالم کا علاج کرین شکستہ کارون کا تریاک دردمندون کے زخم پر مرہم
مرہم بنین۔ زبان سے وہ بات کہین کہ پراگندگی زمانہ دور ہو۔ کار برآمدہ شدہ
فراہم ہو جہان مین آسودگی بڑھے۔ سنا زمانی امینی کے ساتھ ہو۔ وحشی ہوتے
خریدار اسکا نایاب ہو تو خموشی و نیک اندیشی سے چارہ کار کرین۔ بارگاہ دولت
کو جو آسیب پہونچتا ہے زیادہ تر اسکا سبب یہی ہوتا ہے کہ یہ دو نو گروہ اپنا کام
چھوڑ دیتے ہین اور ہمیشہ وہ اپنے کارپردازان دولت سے فرماتا کہ جو شخص

ندیمون اور کارپردازان دولت کا بیان

ہماری خوشنودی کے خیال سے راستی کو چھوڑتا ہے اور درست عیار نہین ہتا اور سپاہ و رعیت کو تنگ گیری سے ہماری کشش طلب کرتا ہے اُس سے تھوڑے دنون مین ہمارا دل پھر جاتا ہے اور ہماری سیاست سے وہ ٹھیک بنایا جاتا ہے۔ اس حال کا مصداق خواجہ منصور شاہ کی حالت ہے کہ وہ ہمیشہ جاہ طلبی و آزمندی سے محاسبات دیوانی مین خردہ گیری و سخت گیری کرتا۔ آدمیون کی غمخوارگی اسکے دل ہی مین نہین آتی تھی وہ اپنا گھر ہی بھرنا چاہتا تھا۔ یکدفعہ مین وہ ناستودہ کردار نیست ہو گیا جب کنوریان سنگہ نے شادمان کو کشتہ کیا تو اوسکی رخت گاہ مین سے چند پروانے مرزا محمد حکیم کے منشی کے ہاتھ کے لکھے ہوے برآمد ہوئے کنوریان سنگہ نے انکو بادشاہ پاس بھیجدیا۔ انمین سے ایک خواجہ کے نام تھا۔ جسکے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ نیک بہی و نیک اندیشی کی عرائض تمہاری پیہم پہنچین اس سے ہماری توجہ تمہاری حال پر زیادہ ہوئی۔ اب قریب اسکے نتائج سے تم متمتع ہوگے۔ پادشاہ نے اسکو بدکارون کی سازش سمجھکر خواجہ کے مُنہ پر کچھہ نہ کہا نواحی سنپت مین ملک مالی (ثانی) جو مرزا کے قدیمی نوکرون مین تھا بنہ و بار کے ساتھ درگاہ مین آیا۔ یہ شہرت ہوئی کہ مرزا نے اسکو اس لیئے بھیجا ہے کہ رنجش کو اپنا پیش رو بنائے اور جا پابوسی کے لوازم بجالائے — سادہ لوحون کو بہکا کر اپنے بس مین لائے اور بدکارون کو زیادہ تیز بنائے۔ دُور اندیشی و احتیاط گزینی سے اسکو تصرف سے باز رکھا تو خواجہ سے بہت سی باتین اسکی جاہ داری کی ظہور مین آئین طبقات اکبری مین یہ لکھا ہے کہ ملک مالی جو مرزا کا وزیر تھا اور جسکا لقب وزیر خان تہا۔ خواجہ کی منزل مین اوترا اور خواجہ کی معرفت وہ پادشاہ کی خدمت مین جانا چاہتا تہا۔ خواجہ نے پادشاہ سے اسکے ملنے کی تقریب کی پادشاہ نے خواجہ کو خلوت مین طلب کرکے اس نامہ کو اس سے پڑھوایا اوس نے ایسے جواب دیئے کہ جس سے بدگمانی اور زیادہ ہوئی پادشاہ نے اسکو اختلاط سے باز رکھا اور دوربینی کو کار فرمایا — ۱۹ ارکو ملک علی کو توال شہر کچھہ نوشتے پادشاہ کے

روبرو لایا - جسنے خواجہ کی تباہ سگالی تازہ ہوئی - ان نوشتون سی معلوم ہوا کہ فیروزپور
جو خواجہ کی جاگیر مین تھا وہان کی سپاہ مرزا سے یکتائی رکھتی ہے اور عنقریب اُس سی
ملنے کو ہی - اس سے پادشاہ کو غصہ آیا - اس نے حکم دیا کہ اگر خواجہ کسی راستی منش کو ضامن
دے تو بدستور زندان مین رہے ورنہ وہ ٹھکانے لگایا جاے - جس سے کوتہ اندیشون کی
گوشمالی ہو - اور بدگوہرون کی تنبیہ خواجہ نے جواب مین بیہودہ باتین بنائین مگر ضامن
اسکو میسر نہ ہوا - ناگزیر حکم سیاست ہوا - سرای کوٹ کچھوانہ مین درخت سے لٹکا کے
اسکو پھانسی دیگئی - اس سے لشکر کو بڑی خوشی ہوئی - حقیقت مین حسودان سخن ساز
اور بادسرایان غرض گذار نے اسکو یہ دن دکھایا - خواجہ جیسا امارہ نویس خردہ گیر نکتہ سنج
بار بردار شیوازبان مشخص کو کمتر پایا جاتا ہے - پادشاہ نے بارہا فرمایا کہ اسکے مرنے سے
حساب کے بازار کی رونق گئی اور سررشتہ محاسبہ ہاتھ سے نکل گیا - خواجہ کے حالات کو
طبقات اکبری مین یہ لکھا ہے کہ ملک علی نے قاصدون کو گذر لدھیانہ کی سرائے مین
ایک پیادہ ملا جسکے پاؤن سوجھ رہے تھے اس نے اُسنے کہا کہ مین خواجہ کی شقدار شرف بیگ
کا ملازم ہون میںنے یہ خطوط خواجہ پاس بھیجے ہین - میرے پاؤن کا حال دیکھتے ہو کیا
ہو رہا ہے - تم ان خطون کو لیکر جلد خواجہ پاس پہنچا دو - جب مہر توڑکر اُن خطون کو نکالا
تو انمین ایک عرضداشت شرف بیگ کی تھی جسمین پرگنہ فیروزپور کا حال لکھا تھا دوسرا
خط ایک شخص نے دوسرے شخص کے نام مضمون کا لکھا تھا کہ مین نے فریدون خان سے ملاقات
کی وہ مجھے مرزا محمد حکیم پاس لیگیا - باوجودیکہ اور سارے پرگنون مین اپنے عمال اسنے بھیجدیے
مین مگر ہمارے پرگنون مین نہین بھیجے ہمین معاف رکھا ہے - پادشاہ نے اسی خط کو شرف بیگ کا
خط خواجہ کے نام خیال کیا - خواجہ سے ارکان دولت ناراض تھے سب نے متفق ہوکر
اسکو پھانسی لگوائی -

ہندوستان مین کچھ شورش برپا تھی اور کچھ قرلون سے آشوب کی آتشکدہ بن رہا تھا
تو اس پار کے آدمیون نے اور کچھ کابل کے فتنہ پردازون نے اس آشفتہ رائے جوان مرزا

مرزا حکیم کا کابل سے آنا سنہ ۹۸۹

حرکات ناشائستہ سرزد کرائین اس لئے کچھہ سپاہ پہلے بہیجی کہ فتنہ برپا کرین مگروہ سپاہ سرنگون ہوئی۔ اب اسکو چاہیئے تھا کہ اپنے پندار سے باز رہتا مگر اسکے برخلاف وہ پیکار کر درپے ہوا۔ جب وہ دریاے سندھ سے پار اوترا تو اس نواح کے امرا فرمان شاہی کے کاربند ہوکر دار الملک لاہور مین جمع ہوکر قلعہ داری کے لئے آمادہ ہوئے۔ مرزا یوسف خان نے رہتاس کی پاسبانی کی۔ مرزا سے کوئی پادشاہ ناشناسا ہی جاکر نہین ملا۔ روشناسون کا توکیا ذکر ہے۔ وہ سپاہ سے ناکام رہا۔ رعیت کا دل اپنی طرف نہ دیکھا۔ ہر لحظہ ناامیدی اسکے اندوہ کو بڑھاتی تہی۔ مگر ہرزہ گویون کی جھوٹی باتین اسکا دل خوش کرتی تھین پریشان خیالی مین وہ اپنا وقت کاٹتا تھا۔ ہواکو ہاون مین کوٹتا تھا اور پانی کو چھلنی مین چھانتا تھا یہان تک کہ لاہور کے محاصرہ مین مشغول ہوا۔ شاہی مبارزون کی کنارہ کشی نے اسکے دل کو کچھہ دنون خوش رکھا۔ وہ انکے کارنامے بہت سن چکا تھا۔ اس وقت اسکا دل لڑائی پر نہین لگا تھا۔ اسکے ارادون کی یاوری کرتا تھا۔ پادشاہ کے نہ آنے کی خبر سننے سے اسکے دل کو تقویت ہوتی تہی۔ جب پادشاہ پنجاب کو دار الخلافہ سے چلا تو مرزا لاہور کے قریب بڑی شورش مچا رہا تھا۔ مہدی قاسم کے باغ مین بیس روز تک خوب شادمانی کرتا رہا اور شیخ چلی کے سے خیالات کرتا رہا۔ سعید خان وراجہ بھگونت داس وکنورمان سنگہ وسید حامد ومحمد زمان اور جاگیرداران نے قلعہ کو کسی قدر استحکام دیا تھا۔ وہ کارزار کے لئے آمادہ رہتے تھے پادشاہ کا حکم پیکار کے ہنگامہ برپا کرنے کا نہ تھا۔ بہادر اپنے مورچون مین ہوشیار رہتے تھے۔ عامہ بندیا وہ گویون کے اختلاط سے شہر کو باز رکہتے تھے۔ دروازے کھلے رکھتے تھے۔ مرزا کی طرف سے بارہا شبیر خواجہ ونادعلی وقربان علی ومرزا اسکندر جوشش مردانگی کرتے تہے۔ مگر منہ کی کھاتے تھے۔ مرزا اپنے کار کی ناروائی سے زیادہ آشفتہ ہورہا تھا کہ ناگاہ لشکر شاہنشاہی کے آنیکا آوازہ اسکے کان مین پہنچا۔ تو وہ حیران پریشان ہوکر آب راوی سے عبور کرکے کابل کو بھاگا۔ بہیرہ کے نواح مین دریاے بہت سے عبور کرنے مین کچھہ اسکے آدمی سیل فنا مین ڈوبے۔ اوسنے کھیب کی راہ سے آب سند کو عبور کیا اور اپنے گھر پہنچ گیا۔ جب پادشاہ نے اسکا یہ حال سنا تو اوسنے

حکم بھیجا کہ مرزا کے تعاقب سے ہمارا لشکر باز رہے مبادا دریاؤن کی شورش مین مرزا کی کشتی ڈوب جائے کہ پھر اس سلیم دل کا علاج کچھہ نہ ہو سکے۔ ہم غافل ہو کر کیا اسکی نقش ہستی کو اس طرح مٹانا چاہتے ہین امید ہے کہ وہ سعادت پذیر ہو۔ اور نیز میزان قدردانی مین بیٹے سے زیادہ بھائی ہوتا ہے۔

بادشاہ ۲۲۔ فروری کو سہرند مین پہنچا۔ ۲۶۔ حوالی ماچھیوارہ کی حوالی مین دریائے ستلج کا پل باندھ کے عبور کیا۔ امرائے پنجاب یہان آنکر ملازمت سے مشرف ہوئے۔

اب بادشاہ نے پنجاب سے ساحل سندھ کی طرف سفر کیا۔ یہان اسکا ارادہ ایک قلعہ بنانے کا تہا۔ کہ وہ سرکشون کو راہ پر لائے۔ اور بندگان خدمت گذار کی بزرگنمائی ہو۔ اسنے راہ مین نگرکوٹ کی سیر کا ارادہ کیا اور اس ارادہ سے ۱۷۔ کو کلانور مین آیا۔ دھم اردی بہشت کو ایک باغ کی بنیاد یہان رکھی۔ نندنہ مین شکار کھیلا۔ بالناتھ ٹلہ کی زیارت کے لئے متوجہ ہوا۔ یہ ایک بڑا اونچا پہاڑ رہتاس کے قریب ہے۔ وہ بالناتھ جوگی کا نیائش کدہ ہے۔ اسکو لوگ بزرگ سمجھتے ہین اور بہت آدمی یہان آتے ہین۔ ہندوستان مین طرح طرح سے آزادی کی راہ کھلی ہوئی ہے۔

ایک گروہ کا نام جوگی ہے۔ پاتنجل کے قانون پر چلتے ہین۔ فنا مین اپنی بقا جانتے ہین۔ بہت خلاف عادات انسے ظہور مین آتے ہین۔ اکثر انمین خرسندی و کم آزاری مین نامور ہین و عرصہ آگہی مین تیزرو ہین۔ بالناتھ اس گروہ کا سرآمد ہے۔ بادشاہ کو تو پژوہش آگہی منظور تھی ہر طائفہ اور ہر جانب مین متوجہ ہونے کو ایزدی پرستش جانتا تھا۔ اس سبب سے وہ ایزدپرستون کی خلوتگاہ مین جاتا تھا۔ اس جوگی کے بھی پاس گیا۔ یہان سے ۱۳۔ خرداد کو ساحل سندساگر پر پہنچا۔ یہان سے اسنے اپنی شیرین گفتار عقیدت گزینون کو مرزا پاس بھیجا کہ سخنان دلاویز اسکو سنائین ؎ توان ساخت دلہائے فولاد نرم + بہ نیروے پیوند گفتار گرم +

بادشاہ نے جو فرمان بھیجا اوسکا خلاصہ یہ تھا کہ ہر والا شکوہ باوجود توانائی اور قوت کے مالش سے باز رہ کر نصیحت کرتا ہے اسکا مطلب سوائے خیرسگالی اور خلوص کے کوئی امر اور نہین ہوتا۔

یادشاہ کا حکم مرزا کو سمجھانا اور شاہزادہ
پادشاہ کا سفر دربار سندھ کی طرف — بالناتھ ٹلہ کی زیارت — مراد کا لشکر سمیت بھیجا ۹۸۹ سنہ ۲۵

سعادت پذیر نیک اختر اپنی بیدانشی سے بیدار ہوکر شرمندہ چہرہ اور حق پذیر دل لیکر
اسکی انجمن مین آتے ہین اور ظاہری اور باطنی نیایش کرکے چارہ گری اپنی کرتے ہین اور
جو بدگوہر تیرہ رائے ہوتے ہین وہ حیلہ و بہانہ بناتے ہین اور بیہودہ حجتین گھڑتے ہین جنسے تباہ
ہوجاتے ہین۔ اے میرے بھائی تو مجھے بیٹے سے زیادہ پیارا ہے آگاہ ہو کہ اور سلاطین نژاد والا
تبار ہر سرزمین کے بزرگ میری عنایت سے بہرہ ور ہوے ہین تو میرا بھائی ہوکر کب تک
ناسپاس ہیگا اور پاجی ہمنشینون کی صحبت سے اپنا نقصان کریگا۔ ان کم طینتون کی باتون پر
کان نہ لگا۔ اور اندیشہ درست۔ دل پشیمان و اعتقاد شایستہ و خاطر امیدوار لیکر میرے
پاس چلا آ کہ آیندہ زندگی تیری عزت و آبرو سے بسر ہو۔ نیکنامی ہو۔ دنیا اور عقبی درست
ہو۔ اگر تو اپنی شرمندگی اور بدکاری کے سبب سے ہمارے پاس نہین آتا اور خوف کے مارے
ہماری خدمتگاری پر دل نہاد نہین ہوتا تو ہماری بخشش و بخشایش مشہور ہے۔ سب نزدیک و
دور کو اسکا یقین ہے۔ وہ پادشاہ ان نصائح کو افسانہ سمجھا اور اسکا جواب گفتار فروغ
مین لکھا۔ پھر پادشاہ نے اپنی محبت کے سبب سے مرزا کو اشارہ کیا کہ اگر دل و زبان دونون ایک
ہین اور وہمون کی زیادتی کے سبب سے چندروز تک ملازمت مین نہین آتا تو کسی اپنے
بیٹے کو اپنی بہن بخت نسا بیگم کے ساتھ روانہ کردے اور اگر یہ بھی منظور نہین ہے تو خواجہ
حسن نقشبندی کو اس سرزمین کے اعیان کے ساتھ بھیج کہ رسوم پیمان و سوگند کو بجا لائے جیسے
ہم اسکو جدا کرلین تو بخشایش دریا گست کو دست آویز بنائے مگر پیمانہ ہوش افزا
کو خوابیدہ بخت شوریدہ ایسے سنتی ہین ناچار پادشاہ نے حکم دیا کہ راجہ مان سنگھ
دلاوردن کو ساتھ لیکر آب سندھ سے گذر کر وہین جائے اور وہان کے سرکشون کو
نیکو خدمت بنائے۔ اور تیر کو شاہزادہ سلطان مراد کو بہت سے امرا کے ساتھ دریا
سے عبور کرکے ولایت پشاور کو روانہ کیا اور کہہ دیا کہ اگر مرزا بیدار ہوکر فرمان پذیری
اختیار کرے تو اوسکو بہت سی نوازشون کا امیدوار کرے۔ اور نہین کابلستان مین
دوڑ جائے۔ پھر پادشاہ نے فوجون کو اس طرح ترتیب دیا کہ قول کو خود زینت دی مرزا

یوسف خان ورائے رائسنگہ رائے درگا وگوجر خان وسورج سنگہ و مدن چوہان - و شیخ عبدالرحیم و بالنکارائے - و رامچند و ٹھاکرسین وسلیم خان دکاکر علی وسید محمد موجی وکرم اللہ کنبو و پرتھی راج ورامداس چوہان ومتھرا داس وسونول داس وکلہ کچھواہہ اسکرن وکھیرہ - و جرارہ بیگ وشیخ ولی جلال و میرحسن ورایک جماعت کثیر اس سپاہ مین افسر مقرر ہوئے جرانغار کی سپاہ ورایی سید حامد بخاری ومخصوص خان وسید مہدی قاسم وابوالقاسم نمکین وعرب وابوالقاسم وسید حسین وحسن قلی بیگ وعبداللہ بلوچ اور نامور جوانمردون کے سپرد ہوئی - برانغار کو قلیچ خان وبلال خان وشیخ جمال بختیار ونور ملیح و مرزا فولاد وجمال خان بلوچ وشیخ گلکھر و ملک درویش جالونہ و عالم لوحانی ومولانا الہداد امروہہ وشہباز خان لودی نے رونق دی ورراجہ مان سنگہ ولونکا خان وشیرویہ خان و مادھوسنگہ ومحمد بیگ تکلو ومان سنگہ درباری وجگمال سلہدار وبہادر خان قوردار وسرجن وپہلوان علی وسکت سنگہ وجگت رائے ورامچند وبھگوانداس وشیخ کبیر وجبار قلی و نقیب لواتہ اور ایک گروہ او ہراول کی آرایش مین مشغول ہوئے - پادشاہ نے بہرا ہتی عاطفت فطری و رافت ذاتی کے سبب نے احکیم پاس منشور حاجی حبیب کاسن کے ہاتھ بھیجا - یورش کا موسم نکلا جاتا تھا اور لشکر کثیر کو تنگنا ؤن مین کسی قدر دشواری تھی - اسکو لکھا کہ تجکو چاہیئے کہ فرمان پذیری کی طرزون مین سے کسی طرز کو قبول کرے تاکہ لشکر حدود بکرام سے واپس چلا جاے اور تیرا کام نیکنامی کے ساتھ ہو اور پشیمانی گزارش کی دستاویز سرانجام پائے + پادشاہ کو یہ خوف تھا کہ مبادا لشکر شاہی کے شکوہ و خوف سے مرزا فرصت جو بیگانون مین نہ چلا جاے - ورکارگذارون کو حکم ہوا کہ دریا کا پل بنائین انہون نے کشتیان جمع کرنے مین تگاپو کی اور کشکداران ہفت روز نے منازل دریائی کے بنانے مین سعی کی پادشاہ نے ارادہ کیا تھا کہ اگر مرزا فرمان نہ مانے تو خود جاے -

جن دنون مین پادشاہ ساحل دریای سندھ پر مقیم تھا - اور دریا سے پار زابلستان جانے کا قصد تھا تو اکثر لشکر کے مخصوص امرا اس یورش سے باز رکھنے مین کچھ نارسائی کے سبب سے ایک گروہ تنگ حوصلگی کی وجہ سے ایک طائفہ ولایت سردسیر کے خوف کے مارے ایک طبقہ تن پرستی و ہند دوستی کے سبب سے کچھ سفر کے نقصانون کی وجہ سے بعض مرزا کی ہوا خواہی کی وجہ سے داستانسرائی کرتے تھے -

مگر بادشاہ کیا اپنے ارادہ سے باز رہتا تھا۔ ابوالفضل کو حکم دیا کہ ان سب کا بیان اور وجوہ
کلیہ ہمارے سامنے پیش کرے۔ وہ جانتے ہیں یہ اس لئے کرتا تھا کہ عقل مصلحت میں مرزا کی یاوری
اور سعادت اندوزی دستگیری کرے مگر وہ اس دیر سے روز بروز زیادہ مغرور ہوتا
جاتا تھا۔ دشمنان از سخن نرم تو مغرور شدند + وقت باشد کہ زبان کار بود خوش
سخنی + بادشاہ اکثر کہا کرتا کہ جس عضو میں فساد ہو جائے تو عاقلوں نے اسکے قطع کرنے کا
آئین مقرر کیا ہے کہ اور اعضا میں گزند نہ پہنچے۔ اس طرح اگر افراد انسانی میں کسی کے جوہر سعادت
میں ایسا خلل پڑے کہ وہ اوروں کو پراگندہ کرے تو اسکا نقش ہستی صفحہ جہان سے مٹانا
چاہیئے۔ لیکن بادشاہ اپنی مہر و رافت کے سبب اسپر عمل نہین کرتا تھا۔ بادشاہ کو دریا سے
عبور کرنے مین یہ خوف تھا کہ کہین مرزا کی زندگی نہ ختم ہو جاے اسلئے اسمین توقف کرتا تھا
جب جاطفت اپنے اندازہ سے گذری اور . . . مدارا مداہنہ ہو گئی تو اسنے بحکم تیر کو دریا سے
عبور کیا اور جہان دریاے سندھ اور دریاے کابل ملتے ہین وہان فروکش ہوا اور اراردہ بزرگ اور
بہت سے پرتال کو سندھ کے کنارہ پر چھوڑا اور اس سرزمین کی حکومت قاسم خان کو سپرد
کی کہ یہان کے سرکشون کو مطلع کرے اور عمدہ پل بناے۔

مرزا مراد کو حاجی حبیب اللہ مرزا کی عرضداشت لایا جسمین مرزا نے کچھ پشیمانی و شرمندگی کا اظہار
اور فرمان پذیری کا پیمان سوگند کے ساتھ کیا تھا لیکن بادشاہ کے فرمان کو نہ مانا۔ اس لئے
اوسکی گفتار سچی نہ معلوم ہوئی۔ عذر اس وقت مقبول ہوتا ہے کہ گفتار و کردار ایک ہون ورنہ
دستان سرا فریب آرا زبان سے نمایش گری اور عمل مین بیکاری کرتے ہین۔ پہلے بہت سے
سادہ لوحون نے کارکرد اور گفتار کی ناشناسائی سے بہت نقصان اوٹھائے ہین۔
مدارا کے لئے شائستہ یہ ہے کہ گلشن سراے لسانی سے عملانہ نگارین تر نہ ہو تو کمتر بھی نہ
ورنہ گریزی وابلہ طرازی کو بازار مین لانا ہے۔ اس لئے بادشاہ نے اسکے عذر کو نہ مانا۔
اور شاہزادہ مراد کو بکرام سے آگے جانے کا حکم دیا اور خود بھی کوچ کر کے آب کابل کے کنارہ
پر پہنچا۔ خواجہ محمد علی اور ایک جماعت کو پھر مرزا پاس بھیجا کہ وہ کہان جاے۔۔ خود

بادشاہ دولت آباد مین آیا اس منزل مین ایک شاطر مرزا کی عرضداشت لایا جسمین کردار گذشتہ سے پشیمانی اور آیندہ پیمان نیکو خدمتی کو عرض کیا تھا۔ مگر بادشاہ نے اسے جھوٹھ سمجھکر نہ مانا۔ اور مجلس شورہ امرا کو بلاکر منعقد کی اور حکم دیا کہ ہر ایک اس عرضداشت کا جواب اپنی کارشناسی سے لکھے ــــ

اور ابو الفضل کو حکم دیا کہ ہر ایک کی صوابدید کو دل نشین کرکے عرض کرے۔ بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ ہر شخص نے وہی کیا جو پہلے کیا تھا۔ کسی کا ارادہ جانے کا نہ ہوتا تھا اسلئے سبنے اپنے اس مطلب کو کہ مرزا کی خطائین معاف ہون اور لشکر واپس مختلف زبانون سے ادا کیا۔ ابو الفضل نے کہا کہ جب شاہزادہ مرزا مراد کی سرکردگی مین ایک لشکر دوردست راہ پر روانہ کیا گیا ہے اور یہان سے منزل مقصود تک پہنچنا آٹھ سات روز کی راہ ہے مجرد گمنام فرستادون کی گفتار اور جھوٹے نوشتون پر اعتبار کرکے مراجعت کرنا سزاوار نہین ہی۔ ہندوستان مین بارش کا موسم ہے۔ حدود سند مین برسات کے ختم ہونے تک توقف کرنا پڑیگا۔ اگر کوچ کیا جائیگا تو بارش مین اسباب سپاہ گری کا نقصان ہوگا اور کچھہ فائدہ نہ ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ جو کام قریب الاختتام ہے . . . وہ پورا کیا جای بہرحال سزا یا بخشش بنا یان کی جاے۔ اس کہنے پر ابو الفضل سے اہل مشورہ ناراض ہوئے ایک سلامت روانے دوستانہ ابو الفضل سے یہ کہا کہ اگرچہ مین جانتا ہون کہ اس تیری صلاح سے شناسائی اور حق گوئی ظہور مین آئی ہے لیکن آشوب گاہ تعلق مین اہل زمانہ اور بارگاہ کے سلطنت کے چیرہ دستون کے ساتھہ سازش و موافقت ناگزیر ہے ابو الفضل نے جواب دیا کہ راز گوئی کی انجمن مین اور مشورہ کے صفوت کدہ مین جو وقت کے مناسب بات ہو اسکے چھپانے سے اور اسکے خلاف پر مائل ہونے سے ناخوشی پیدا ہوتی ہے اور دین و دنیا کا زیان ہوتا ہے۔ صورت گاہ زود زوال کے لئے جان فرسای معنوی ہونا کیون آدمی قبول کرے جو راہ فضول مین وارد نہین ہوتا اوسکے دامن پر گرد نہین بیٹھتی۔ مجھے جب تک بادشاہ پوچھیگا نہین مین کچھہ نہین کہونگا

اور صلاح کار اپنی صلاح گذارش کرین سب نے متفق ہوکر کہدیا کہ حکیم مرزا کی بخشائش کیجائے اور جھوٹ موٹ یہ بھی کہدیا کہ ابوالفضل کی بھی یہی رائے ہے۔ وہ اسوقت درد سر وغیرہ کے سبب سے موجود نہ تھا۔ بادشاہ اس صلح سے نہایت ناراض ہوا۔ ابوالفضل سے بھی خفا ہو گیا پھر جب ابوالفضل نے ساری حقیقت حال عرض کی تو خفگی جاتی رہی۔ غرض بادشاہ منزل بمنزل زابلستان مین چلا کورکھتری مین پہنچا۔ یہان ایک غار بڑا گہرا ہے کہ اوسکے اندر مرتاضان باستانی کے خلوتکدہ کی راہ ہے۔ راہ کی دشواری اور تاریکی اور پیچیدگی سے وہان رسائی مشکل ہے۔ مگر بادشاہ تنہا اسکے اندر گیا۔ پھر بادشاہ حصار بکرام مین آیا۔ یہان کے عوام اس ولایت کو پرشاور کہتے ہین اور اس شہر کا نام بھی یہی لیتے ہین۔ یہان کی حکومت یار علی ناظر کے سپرد ہوئی۔

انہین ایام کے سوانحہ مین سے ہے کہ ۱۵ خرداد کو انتہائے شرقی ممالک مین ایک قلعہ کی بنیاد رکھی اور اٹک بنارس اسکا نام رکھا اور خواجہ شمس الدین خانی کو اسکی تعمیر کا اہتمام سپرد کیا۔ تھوڑے دنون مین وہ بند ہو گیا۔ ہندوستان و کابلستان کے درمیان ایک عجیب برزخ بن گیا۔ گردنکشون کی فرمان پذیری کا سرمایہ ہوا۔ مایہ آرزومندون کی روزی کا دستاویز بنا۔ مالدارون کی بضاعت کا اطمینان ہوا۔ مسافرون کے لیے امینی کا مقر تھا

کابل کے واقعات

بادشاہ کی نیت مین یہ تھا کہ مرزا کسی طرح راہ پر آجائے۔ اسلیے وہ آہستہ جاتا تھا۔ اور ہر منزل مین چند مقام کرتا تھا۔ شاہزادہ مراد کو بھی حکم بھیجدیا تھا کہ رفتار مین سرعت نہ کرے۔ گو مرزا خوشامدگو بدگو برون کی ہمنشینی کے سبب سے کسی طرح بادشاہ پاس آنے پر راضی نہوتا تھا۔ ہرچند اسکی بہن نے چاہا کہ مین بادشاہ پاس جاکر ملاقات کرون مگر وہ اس پر راضی نہوا۔ کچھ گرانی سے خواجہ حسن بدخشان کی طرف چلا گیا۔ مرزا نے اپنی بنہ و بار کو مستحکم مقامات مین بھیجا اور قزاقی کے ارادہ پر آمادہ ہوا۔ جب اسکو معلوم ہوا کہ بادشاہ حدود بکرام مین مقیم ہے اور لشکر بسرکردگی شاہزادہ مراد آتا ہے تو اس نے کارزار کا ارادہ کیا۔ بادشاہ نے آپ جریدہ تیزروی کو اختیار کیا۔ سلطان سلیم کو لشکر عظیم کی نگہبانی سپرد کی۔ اور حکم دیا کہ لشکر منزل بمنزل آہستہ روانہ ہوا اور خود

اور خود گرم رفتار ہوا اور خیبر کے سخت گریوون کو طے کرکے حواشی دکہ مین دریا کے کنارہ کچھ
آرام کیا جلال آباد مین خان درویش خان و شمس الدین کروری کو لشکر کے آرام کے لئے متعین
کیا۔ بادشاہ پاس مرزا کی خبر روز آتی تہی کہ وہ کیا کرتا ہے بادشاہ باغ صفا مین تھا کہ کوئی
شخص مرزا کی خبر نہ لایا اور قراول بہی آدھی راہ سے پھر آئے۔ افغانون نے راہ بند کرکے انہین آگے
نہین جانے دیا جب بادشاہ گندمک مین آیا تو حاجی محمد احدی جسکو بادشاہ نے بلانے کے لئے
بھیجا تھا وہ خبر لایا کہ لشکر شاہی کو گزند پہنچی ہے۔ بادشاہ نے رازگوئی کی مجلس جمع کی۔ ہر ایک سے
پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ بعض نے کہا کہ جب تک لشکر آن کر ملے توقف کرنا چاہیئے بعض نے کہا
کہ ہم اتنے کم آدمی ہین کہ توقف کرنا مناسب نہین۔ واپس جاکر لشکر سے ملنا چاہئے بعض نے کہا کہ آگے
بڑھنا چاہیئے۔ بادشاہ کے خوف سے مخالف پراگندہ ہو جائینگے غرض شہریار اپنی شجاعت خداداد
اور خاطر ہمیشہ بہار کے سبب سے آگے بڑھا لشکر آراستہ کیا۔ قول مین خود رہا۔ اور برانغار مین زین خان
کوکلتاش۔ جرانغار مین مطلب خان تختہ بیگی واحدی ہراول مین نامزد ہوئی۔ پھر بادشاہ پاس فتح
کی خوشخبری آئی۔ مگر یہ عرضداشت کرم اللہ کمبو کی تہی اور قاصد افغان تہے اس لئے اسپر اطمینان
خاطر خواہ نہ ہوا۔ مگر جب بادشاہ سرخاب مین آیا تو شاہزادہ کی عرضداشت آئی جسمین فتح کا
بیان لکھا ہوا تھا۔

حکیم مرزا فرمایہ بدگوہرون کی دمسازی سے کہ خانہ برباد کرنے والی ہوتی ہے بادشاہ کی
فرمان پذیری کی راہ سے باہر نکل گیا اور ہندوستان کی شرقی دیار کی شورش سے بادشاہ
بر خلاف ہوگیا۔ مگر جب یہان ہندوستان مین آن کرنا کام اولٹا گیا تو کبھی وہ اپنے نصیبون کو
روتا کبھی اپنی کج گرائی پر ہنستا۔ کبھی اپنے اہل مجلس کو سرزنش کرتا۔ اس پریشانی مین تھا کہ بادشاہ
کی آمد آمد کا شہرہ ہوا۔ اب رای لودن نہ رای آویختن۔ نہ گوہر عقل کی صفائی تہی کہ بادشاہ
کی خدمت مین آتا۔ نہ اوسکے ہمراہیون مین ہوشمندی تہی کہ اسکے بیٹون مین سے کسی کو بادشاہ
کی خدمت مین لاتے اسکی ہمشیرہ اور خواجہ حسن دونو خوف کے مارے بدخشان کو چلے گئے
فریدون اور کچھ امرا کہ سرمایہ شورش تہے انکا کبھی یہ ارادہ ہوتا تھا کہ خیبر کے درہ کی

استواری کو اپنی پناہ بنائی۔ کبھی یہ ارادہ ہوتا تھا کہ بنگش کی راہ سے ہندوستان مین جاکر فساد مچایئے بعض کا یہ ارادہ تھا کہ حصار کابل کو استحکام دیکر کوہستان کی تنگنائی مین نزاویہ نشین ہون۔ مگر بادشاہ کے لشکر کی خبر سنکر سب بیدل وہان تھے کچھہ سامان نہین کرتے تھے کابل کی رعایا کو پسند نہ تھا کہ وہ اپنے شہر کے دروازون کو بند کرین کہ اپنے ولینعمت کو آنے نہ دین۔ مرزانے قلعہ کی کنجیان ارباب شہر کے حوالہ کین کہ بادشاہ کی نذر کرین اور خود فراباغ مین چلا گیا۔ ہر شخص نے اپنا اسباب دردورہ بھیجدیا۔ مرزا کو یہ خیال تھا کہ اگر بادشاہ کا لشکر زور کرے تو توران مین بھاگ جایئے اور نہین تو نہین کوہ صحرا نوردی کرے جس شخص کے اندر خود خرد نہ ہوا اور کوئی دوست تلخ گو نہ ہو تو وہ ہمیشہ ناکام رہتا ہے۔ مرزا غوربند کے کنارہ پر سراسیمہ و پریشان پڑا تھا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ یارون نے سجھایا کہ بادشاہ کا لشکر پشاور سے آگے قدم نہین بڑھائیگا۔ اسکے لشکر مین یکتا دلی نہین ہے۔ غرض اسکو ایسی پٹیان پڑھائین کہ وہ کارزار کے لئے سرگرم ہوا اسکے ساتھہ ان دوستون نے دشمنون کا کام کیا۔ مرزا نے فریدون کو بہت ہمراہیون کے ساتھہ بھیجا کہ آق سرا مین رہکر سپاہ و رعیت کے فراہم کرنے مین اہتمام کرے اسکے پیچھے خود بھی جاکر لڑنے کے لئے تیار ہوا۔ جب بادشاہ کا لشکر قریب آیا تو اسکا لشکر پراگندہ تھا مرزا نے ارادہ کیا کہ جب تک لشکر جمع ہو درہ سنجد مین ٹھیرے اور فریدون کمین گاہون مین ٹھیرکر بادشاہی لشکر کو گزند پہنچائے۔ حیدر علی کو کابل روانہ کیا کہ وہان سے فارغ ہوکر نبردگاہ مین آئے۔ جب بادشاہی سپاہ کمین گاہ سے گذری اور سید حامد بخاری و مخصوص خان کہ لشکر کے چنداول تھے۔ دور اندیشی کو چھوڑکر بہت آگے چلے گئے۔ سوای سید بہاءالدین اور چند اور امیرون کے کوئی پیچھے نہ رہا۔ ۱۸ ار امراد کو دشمنون نے بہرتال شاہی پر درازدستی کی اور بہت سا اسباب لوٹ کر وہ لے گئے۔ جب چنداول سپاہ کو خبر ہوئی تو وہ دوڑے گئے۔ دشمن بھاگ گئے اعدی نے جو بادشاہ کو ناخوش خبر سنائی تھی جسکا اوپر ذکر ہوا وہ یہی شورش تھی جسنے اسکو بڑی طرح بیان کیا۔ شیخ جمال بختیار ایک طائفہ کو ساتھہ لیکر یہ چاہتا تھا کہ جبارتو کی راہ سے اپنی منزلگاہ پر پہنچے۔ اگر غنیم وہ چارہ ہون تو اسپر دست برد کیجے۔ اس روز مرزا جبارتو مین آیا تھا۔

فریدون کے حال کا جویا تھا - ناگاہ ایک فوج کی دور سے سیاہی نظر آئی معلوم ہوا
کہ لشکر بادشاہی چلا آتا ہے - علی محمد اسپ کی سرکردگی مین مرزا کی سپاہ روانہ ہوئی شیخ
قالین پر مقیم تھا - اس نے جنگ گاہ کو خوب درست کیا - اس زد و خورد مین فریدون عقب سے آیا
غنیم یہ سمجھا کہ لشکر شاہی کمک کو آیا - وہ لڑائی چھوڑ کر دور کھڑا رہا - شیخ نے اوسکو بیگانہ لشکر
جانا اور اس طرف لڑنے لگا - طرفین سے دلاورون نے خوب دادِ مردانگی دکھائی بادشاہی لشکر
لڑتا بھڑتا خرد کابل مین شاہزادہ کے لشکر سے جا ملا - اوسی روز شگونہ قراول جان نثار
ہوا - اور کئی سردار بادشاہی کام آئے - اس سے دشمنون کی نخوت بڑھی - میر عبداللہ کے
ہاتھ لشکر کے لئے خزانہ جاتا تھا وہ بھی سب لٹ گیا - حکیم مرزا ایک بلندی پر جو لشکرگاہ
شاہی کے قریب تھی اترا - اس آویزش و تاراج سے اسکی سپاہ کا دل بڑھا - وہ سپاہ و
رعیت کے فراہم کرنے مین ایک رات دن لگا رہا - ایک قدیمی دستور یہان کے فتنہ اندازون
اور مکر اندیشون کا چلا آتا ہے وہ اپنے دشمن کے امراء و افسران کے نام جعلی خط بھیجتے ہین جن سے
معلوم ہو کہ وہ ہم سے سازش رکھتے ہین تاکہ انکی نسبت بدگمانی ہو - چنانچہ مرزا کے آدمیون نے
بھی ایک جعل گرفتہ کے ہاتھ خطوط قلیچ خان و مرزا یوسف خان و نورنگ خان و علی مراد خان
اور بعض اور امراء چغتائی کے نام بھیجے - اور انکے ساتھ یکجہتی کا بیان انہین کیا - مرزا یوسف خان
نے آشفتہ ہو کر ان خطون کو معرکہ مین پھاڑ کر پھینک دیا اور علی مراد نے جو خط لایا تھا اسکو
بھی مار ڈالا - مخالفون پر مرزا کی یہ تدبیر نہ چلی -

۳۰ - امرداد کی رات کو پہاڑ پر آگ روشن کرکے کابلیون نے شورش مچائی اور شبخون مارنے
کا قصد کیا - قزاق و امیر خان اسلام آبادی اور افضل تولکچی کو داہنی طرف سے
اور نور محمد و خواجہ خضری اور ہزارہ کے پیادون کو بائین طرف سے روانہ کیا کہ اندھیری
رات مین بادشاہ کے لشکر کو گزند پہنچائین - شاہی لشکر ہوشیار تھا آمادۂ پیکار ہوا

۲۰ - امرداد چہارشنبہ غرہ رجب کو مرزا تنگنا سے نکلا - نبردگاہ کو آراستہ کیا +
لڑائی شروع ہوئی ابھی ہراول کے سپاہی پورے نہ لڑے تھے کہ مرزا بھاگ گیا - فریدون

لشکر آیا۔ امراء ہراول مین سے توزک خان سے لڑکر اوسکو پسپا کیا ہے۔ نورم بیگ اور
مردان بیگ شیخ مبارک بادشاہی لشکر مین کام آگئے۔ مرزا کو اس سے دلیری ہوئی۔
جب لشکر مین شمشیرزنی خوب ہونے لگی تو زابلیون کو کچھ غلبہ ہوا اسوقت راجہ مان سنگھ نے
جنبش کی۔ اسطرح سے افسرون کو ہاتھیون پر بٹھا کر لشکر کو آراستہ کرکے لڑایا۔ اور
توپون کو چلایا کہ اس نے دشمنون کی دل شکنی کی۔ غرض اس ہراول سے کہ چند دلاور آہنی
حکم رکھتی تھی کابلیون کو شکست ہوئی۔ علی محمد اسپ ہرچند اور ہوا خواہ مرزا کے بھاگ گئے
انکا تعاقب اس سبب سے نہ ہوا کہ خبر مشہور تھی کہ مرزا عقب سے حملہ کریگا۔ یون یہ فتح
بزرگ آسانی سے حاصل ہوئی۔ اس بھاگنے مین دشمن کے بہت سپاہی کام آگئے۔ مرزا کے
آدمی شیخی بگھارا کرتے تھے کہ بادشاہ کے لشکر مین جتنے آدمی ایرانی تورانی ہین وہ بے جنگ
مرزا سے ملجائینگے۔ رجپوتون اور افغانون کو ہم مارینگے اور ہندی تو ادان کو گرفتار
کرلینگے۔ اس افسانہ طرازی سے غنودہ خرد مرزا کا خواب پندار زیادہ ہوگیا تھا بظاہر
باطن بھی وہ نہین سمجھتا تھا کہ ایرانیون اور تورانیون کا اخلاص بادشاہ کے ساتھ سچا تھا
راجپوتون کی بہادری اور ہندی شیخ زادونکی نادرہ کاری اور ہندوستانی زمیندارون
کی جوانمردی کے کارنامے پوشیدہ نہین تھے۔ مرزا محمد حکیم کا ارادہ تھا کہ تاخت کرکے مرجاوے
مگر علی محمد اسپ نے اس سے کہا کہ پہلے مجھے فراشخانہ نیستی مین بھیجئے پھر آپ تاخت وتاراج کیجئے۔ غرض لشکر
کہنہ سے بادشاہ جنگ گاہ سے باہر گیا پھر اپنے بیٹے کو ہمراہ لیکر غور بند مین پہنچا
شاہزادہ مراد اور مرزا کو سیاہ سنگ مین آیا اور جشن فتح آراستہ کیا۔ بادشاہ
سرخاب سے جگدلک کو جاتا تھا کہ اس فتح کی نوید شاہزادہ مراد نے اس پاس بھیجی
بادشاہ بھی سیاہ سنگ مین آیا۔ راجہ مان سنگھ اور شاہزادہ اسکی راہ مین ملے۔
ترک وتاجیک جوق جوق اس سرزمین مین بادشاہ کی کورنش بجالائے۔ یہان
چندروز رہ کر اس نے تمام سیرگاہین دیکھین اور ان مقامون کو ملاحظہ کیا جہان
وہ اپنی خردسالی مین جایا کرتا تھا۔ بادشاہ نے یہان رہ کر جاگیر مندرون سے

زخمون پر مرہم رکھو۔ جلال آباد کو ہاتھی روانہ کئے اور سید حامد و سید بہار الدین کو اسکے
ہمراہ کیا۔ انہین دنون مین بادشاہ کو معلوم ہوا کہ مرزا دیوانہ وار سراسیمہ غور بند مین
ہے اور اوسکو یہ خیال ہے کہ اگر لشکر شاہی اسکا جویا ہو تو قلندر بن کر توران چلا جاے
اس سے بادشاہ کو اندیشہ تھا کہ اگر ایسا ہوگا تو عبداللہ خان حاکم توران بادشاہ
کو دق کریگا۔ اس نے لطیف خواجہ و قاضی عبداللطیف کو اندرز گوئی کے لئے بھیجا کہ
الطاف شاہنشاہی اسکے دل نشین کرکے یہان لے آئین۔ ۲۹ رکو ارک کابل مین
بادشاہ آیا جشن عالی ترتیب دیا۔

بادشاہ ایسا خداشناس یزدان پرست تھا کہ جہان اور اہل جہان کی آرایش مین
بزم و رزم کے آراستہ کرنے مین دادار جان آفرین کی رضامندی کا طلب گار رہتا
وہ اپنے کامون کو خویشتن داری سے آلودہ نہ کرتا۔ وہ اپنی نیک نیتی سے دشمنونکو
دوست بنا لیتا۔ بڑے بڑے جرم انکا معاف کر دیتا اور ملکون کا دیدینا اس کے
آگے کوئی بڑی بات نہ تھی۔ ندامت گزینون کی پہلی ناہنجاریان اسکی مہربانی مین مخل نہ
ہوتی تھین۔ جب کسی کی پیشانی کی زبان پشیمانی کی گویائی کرتی تو فوراً قہر سے لطف پر وہ مائل
ہو جاتا۔ بعض جان نثار مخلصون کی رائے یہ تھی کہ وہ کسی آدمی کو کمین گاہ مین لگا کر حکیم مرزا کو
ٹھکانے لگائے۔ مگر اسکی راے یہ تھی کہ کیون اپنے نفس نیرنگ ساز کی خواہشون کی برآمد کے لئے
تائید ایزدی کی نیرو کو چھوڑے اور اپنی آسایش کے واسطے اپنے بھائی کی جانکاہی
مین کوشش کرے۔ اگر کوئی شخص اپنی نیک اندیشی سے ہمارے خلاف کام کرتا ہے تو
وہ عبادت کرتا ہے ورنہ بیمار نادانی ہے۔ نادانی کے رنجورون کو آزار دینا روا نہین ہے
جب بادشاہ کابل کے ملک مین تھا تو مرزا مر ہی گیا ہوتا مگر اس جانکاہی کی حالت مین
بادشاہ کے فرستادون نے بخشش و بخشایش کا مژدہ اسکو سنایا جس سے اسمین
جان سی آگئی۔ اوّل اسکو وہ خواب و خیال سمجھا پھر اسکو فریب کاری جانا مگر بار بار کہا جب
حقیقت حال پر اسکو اطلاع ہوئی تو اوس نے سعادت کا دروازہ [illegible]

۹۸۹

زاری کی اپنی نارسائی خرد و نامساعدی بخت و ہمراہیون کی بیوفائی اور اپنی شرمساری کی ..
داستان پڑھی اور کہا کہ مجھے اول بادشاہ کی آستان بوسی کرنی چاہیئے تھی اب میرا یہ حال ہے
کہ ہول دل ساتھ ہے۔ کس دل سے کس دست آویز سے بادشاہ کے حضور مین حاضر ہون۔ کیا
منہ دکھاؤن اور کیا آرزو لیجاؤن ہمشیرہ و خواجہ حسن سے ہر چند کہا کہ بادشاہ کے پاس جا کر
عذر خواہی کرین مگر میری بدنصیبی سے وہ بدخشان چلے گئے۔ اب بادشاہ کے پیغام روح
افزا سے میری جان مین جان آئی۔ امیدوار ہون کہ اس مرتبہ حاضری سے مجھے معاف رکھین
اپنے بیٹے کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجتا ہون۔ جب میری خاطر کو آرام ملے گا۔ تو مین بادشاہ
کی کورنش کے لئے حاضر ہونگا۔ اس مضمون کی عرضداشت لکھ کر علی محمد اسپ کے ہاتھ بھیجی۔ عزۃ
شہر یو لطیف خواجہ و قاضی عبد اللطیف نے بادشاہ سے مرزا کی پریشانی کا حال عرض کیا
بادشاہ کو وہ گران گذرا۔ حکم ہوا کہ ابھی بہادر پکڑ کر مرزا کو لے آئین کہ اتنے مین علی محمد اسپ بادشاہ
کی خدمت مین آیا۔ وہ اس خاندان کا قدیمی رفیق تھا اس نے ایسی باتین بنائین کہ بادشاہ نے
مرزا کا قصور معاف کیا۔ اور از سر نو زابلستان اسکو عنایت کیا۔ بادشاہ کے یہان رہنے سے
مرزا سراسیمہ ہوتا۔ اسلئے وہ ہندوستان کو رہ نورد ہوا۔ اور سلطان مراد اور امراء کو
حکم ہوا کہ منزل بمنزل براہ سپر ہون۔ اور خود جلال آباد کو جہان اُردوئے بزرگ تھا ایلغار فرمائی۔

مرزا محمد حکیم کی وفات ۹۹۳ھ بادشاہ فتحپور سیکری مین تھا اور پنجاب مین سیر و شکار کا ارادہ رکھتا تھا کہ اس پاس خبر
آئی کہ مرزا حکیم مرزبان کابل ۱۲ امرداد کو دنیا سے رخصت ہوا اور زابلستان مین شورش برپا
ہوئی۔ بادشاہ نے اس اپنے بھائی کے ساتھ بہت نیک سلوک کئے۔ جب اس نے ابتدا
مین ناسپاسی کی تو اسکو خردسال اور نادیدہ کار سمجھ کر کوئی گزند نہین پہنچائی اسکے ہمراہیون کو
جنہون نے اسکو دستاویز شورش بنایا تھا مناسب سزائین دین۔ جب اس نے ہندوستان
مین فتنہ پردازی کی اور بعد ازان لڑا بھی اسکی خطائین معاف کین اور کابلستان اسکو پھر عطا
کیا۔ لیکن پھر بھی اس بھائی نے بادشاہ کی رضاجوئی نہین کی۔ بدکرداری اور کج گرائی سے
باز نہ آیا۔ بادہ پیمائی مین گرفتار ہوا اور ایسی بیماریون کا چشمہ سار بنا۔ جنکا علاج دشوار تھا

ساغر زندگی اسکا لبریز ہوا۔ نابکار پاجیون کی صحبت سے اور احمق بد ذاتون کی دمسازی
سے اپنی نخل حیات کا ثمر چکھا نہ تھا۔ دولت دیکھی نہ گل مراد چنا۔ اس دنیا سے چلدیا۔ پادشاہ
کو بھائی کا غم ہوا اس کی اولاد کی پرورش کا خیال ہوا بعض کابلی اسکے بیٹون کو توران
مین لیجانا چاہتے تھے۔ اور اس سے اپنا کام نکالنا چاہتے تھے۔ سپاہ کو بھی توران جانے
کا خیال تھا۔ پادشاہ نے ولی بیگ و القدر و فتح اللہ کو بہت جلد کابل بھیجا کہ وہ ان بیم زدہ
گج گرا کابلیون کو اپنے ارادہ سے باز رکھین اور کنور مان سنگہ کو حکم ہوا کہ تھوڑا لشکر لیکر بہت جلد
کابل جاے۔ مرزا کے پس ماندون کو اور آدمیون کو جو ترک و تاجیک ہون ہمارے پاس لے آئے
فریدون مرزا یہ نہین چاہتا تھا کہ مرزا کے کم عمر بیٹے اور توزک پادشاہ کی خدمت مین جائین
اس فکر مین تھا کہ انکو ماوراءالنہر لے جائیے۔ کنور مان سنگہ آن پہونچا۔ شاہ بیگ پرشاور
سے کابل مین آگیا۔ ساحل سندھ سے دریا پار خواجہ شمس الدین اور بہادر لشکر لے کر پہلے سے چلے
پشاور مین لشکر جمع ہوگیا۔ خواجہ شمس الدین اسکو ساتھ لے کر چلا۔ کابلیون نے درہ خیبر کی راہ بند
کردی تھی اُسے کہول لیا۔ راہزن اور فتنہ اندوزون کو کونون مین بٹھا دیا۔ یہ لشکر جلال آباد
مین آیا۔ مرزا نے اپنی زندگی مین بخت النساء بیگم کے ساتھ اپنے بیٹے افراسیاب کو روانہ کیا تھا مرزا
شاہرخ کے بیٹون حسن وحسین کو پادشاہ کی خدمت مین بھیجا تھا۔ باپ کے مرنے کی خبر سنکر
افراسیاب تو کابل چلا گیا تھا۔ مگر باقی اور سب جلال آباد مین موجود تھے وہ لشکر سے ملے
۹ ۲ آبان ۹۹۳ھ کو مان سنگہ بتخاک مین تھا۔ مرزا کیقباد اور افراسیاب و نولشکر سمیت
کنور مان سنگہ سے ملے اور پادشاہ کی نوازش کے امیدوار ہوئے ہیچ کو وہ کابل مین آگئے
کشادہ دستی اور شیرین زبانی سے گروہا گروہ آدمیون کے دلون کو ہاتھ مین لائے۔
چہارم آذر کو کنور مان سنگہ نے ملک کی پاسبانی اپنے بیٹے جگت سنگہ و خواجہ شمس الدین کو
حوالہ کی۔ اور خود مرزا حکیم کے اطفال اور ملک کے سردارون کے ساتھ مراجعت کی
۲۵ کو قصبہ راولپنڈی مین پادشاہ پاس آیا۔ اوسوقت افراسیاب کی عمر چودہ برس کی
اور کیقباد کی عمر پندرہ برس کی تھی ان پر پادشاہ نے سب طرح کی عنایت کی۔

مرزا کے بیٹون کا دربار اکبری مین آنا ۹۹۴

فریدون کو جو فتنہ گری کا خوگر تھا اسکو زین خان کوکہ کے حوالہ کیا۔

مرزا کامران کے عہد سے ہندوستان کے بادشاہ سے کابلستان کا عجیب تعلق ہوگیا تھا کہ اگر ہندوستان پر کوئی مصیبت اور آفت آن پڑے تو کابلستان سے اسکو اعانت و استعانت کی کوئی امید نہ تھی اور اگر کابل مین زبردست حاکم ہو جائے تو اندیشہ تھا کہ وہ ہندوستان چھین لے۔ اگر وہان کوئی کم زور اور ضعیف حاکم ہو تو اس خوف سے اسکی امداد کرنی پڑتی تھی مبادا کوئی اور زبردست بادشاہ اس پر غلبہ تسلط کرے اور ہندوستان سے ڈانڈا ملائے جس سے ہمیشہ خطرہ رہے۔ ہمیشہ زبردست ہمسایہ خوفناک ہوتا ہے اور زبردست ہمسایہ کو کھائے بغیر چھوڑتا نہین۔ یہ تعلق ان دونو ملکو نمین برٹش گورنمنٹ مین بھی چلا آتا ہے۔

ہندوستان کابلستان کے تعلقات

واقعات متفرقہ جو سنہ ۹۶۹ سے سنہ ۹۷۵ یعنی چھ سال جلوسی مین واقع ہوئے۔

ایلچی ایران کا سنہ ۹۶۹

سنہ ۹۶۹ کا ایک واقعہ یہ ہے کہ بادشاہ پاس شاہ طہماسپ فرمان روائے ایران کا ایلچی آیا یہ ایک رسم قدیم چلی آتی ہے کہ بزرگان دانش منش دینی و دنیوی مہامن کی تحصیل کے لئے اور صوری و معنوی مقاصد کے حصول کے لئے اقبالمند بزرگون کے ساتھ اتحاد پیدا کرتے ہین اور ایک دلی و یک جہتی کی بنا کو مستحکم کرتے ہین اور اس طرز سے نظام دولت کو سرانجام دیتے ہین اس لئے شاہ طہماسپ نے اپنے چچا کے بیٹے سید بیگ بن معصوم بیگ کو ایلچی کے طرز پر یہان بھیجا کہ وہ حضرت جنت نشانی (ہمایون) کی تعزیت کرے اور جلوس شاہنشاہی کی تہنیت دے۔ وہ عربی عراقی گھوڑے اور نفائس و امتعہ و بدائع اشیا تحفہ کے طور پر ایک مکتوب کے ساتھ لایا جسکا مضمون یہ تھا کہ سب جانتے ہین کہ ہمارے اور بادشاہ غفران دستگاہ

دہمایون م کے ساتھ خصوصیت ذاتی اور بہایت رابطہ صوری ثابت و محقق تھا اور
ہم مین محبت و دوستی کا عہد اور یکجہتی و برادری کا عقد ہوا تھا۔ اس پادشاہ عالی
شان کے اعلاء شان کی طرف ہمیشہ ہماری توجہ رہی۔ اب اس محبت موروثی کی تجدید کی
جاتی ہے کہ جس سے مراسم مخالصت و موافقت کی تقدیم ہو۔ پادشاہ نے اس ایلچی کو دو
لاکھ روپئے دیکر رخصت کیا۔ اور مکتوب کا جواب باصواب لکھا۔
شہنشاہ نے آگرہ کے دارالخلافہ سے فتحپور کی طرف جانے کا قصد شکار کے ارادہ سے کیا
جب منڈھاکر گاؤن کے قریب آیا تو خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین قدس سرہ کے تفاخر
و مناقب قوالون نے اسکے روبرو گائے۔ خواجہ کے جلائل کمالات و خوارق عادات
بارہا اُسکی مجلس مین پہلے بھی مذکور ہوچکے تھے وہ ہمیشہ حق اور حقیت کا جویا رہتا تھا اور فرط طلب سے
وہ ملک تقدس کے مسافرون سے توسل اور استمداد ہمت چاہتا تھا۔ اس سبب سے خواجہ
کے مرقد کا شوق دل مین پیدا ہوا عین شکارگاہ مین صید معنوی کا عزم مصمم ہوا۔ چہارشنبہ
۸۔ جمادی الاولی ۹۶۹ھ کو چند ہمراہیون کے ساتھ اجمیر کی طرف روانہ ہوا۔ جب موضع
کلاولی مین وہ آیا تو چغتی خان نے عرض کیا کہ راجہ بہاری مل کچھواہہ رجپوتون کا بڑا راجہ ہے
وہ ہمیشہ حضور کے خاندان کا دولت خواہ رہا ہے وہ ایک مدت سے شرف الدین
حسین مرزا کی بدسلوکی سے پہاڑون مین متحصن ہے اگر ارشاد ہو تو اسکو بلالون۔ اس راجہ کے
ستم زدہ ہونے کی کیفیت یہ ہے کہ میوات اور اسکے حدود مرزا شرف الدین کو جاگیر مین
دی گئین تو مرزا نے یہ کہا کہ قصبہ انبیر پر قبضہ کرلون۔ یہ قصبہ ولایت مارواڑ مین راجہ بہاری مل
کے بزرگون کا دارالریاست تھا اس اثنا مین راجہ بہاری مل کے بڑے بھائی کے بیٹے
سوجا مل نے جو ریاست اپنی لینی چاہتا تھا مرزا سے مل کر لشکرکشی کرادی۔ مرزا پاس جمعیت
زیادہ نہ تھی اس طرح صلح کرلی کہ کچھ روپیہ راجہ نے مقرر کیا اور بہاری مل کے بیٹے جگن ناتھ
کو اور بھتیجون راج سنگہ پسر اسکرن اور کنگار پسر جگمال کو گرو کیا جسکو ہندی مین کہتے
ہین کہ اول لیا۔ اور اجمیر کی طرف مرزا چلا گیا اس سال مین اسکا ارادہ مصمم تھا کہ انکو

زیارت اجمیر ۹۶۹

فراہم کرکے اس خاندان کا نام و نشان باقی نہ رکھے۔
شہنشاہ اکبر نے جگنتھ خان کو اجازت دی کہ راجہ کو بلالے۔ جب وہ قصبہ دیوسہ مین آیا تو یہان کے آدمی فرار ہو گئے اسپر شہنشاہ نے ارشاد کیا کہ ہم تو سوا عنایت و رافت کے کوئی اور امر جمہور خلق کے ساتھ کرتے نہین۔ کوئی وجہ اس گروہ کے ملک کے ویران کرنے کی نہین ہو سکتی۔ مگر ان صحرانشین وحشیون نے جو مرزا اشرف حسین سے آزار کھینچا ہوا اسپر ہم کو قیاس کرکے وہ ہراسان ہوئے ہین۔ راجہ بہارمل کے بھائی روپسی کا بیٹا جے مل شہنشاہ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ روپسی اس قصبہ مین راجہ تھا۔ اسکو شہنشاہ نے بلایا وہ بھی آیا۔ دوسرے دن قصبہ سانگانیر مین جگنتھ خان راجہ بہاری مل کو لایا اور بساط بوس کرایا۔ راجہ نے اپنی بیٹی کی شہنشاہ سے بیاہ کرنے کی درخواست کی اس نے منظور فرمائی۔ اور اسکو اس بیاہ کی تیاری کے لیئے رخصت کردیا۔ قصبہ سانبھر مین جب شہنشاہ آیا تو مرزا شرف الدین حسین مرزا اس پاس آیا۔ شہنشاہ نے راجہ بہاری مل کی خاطرداری کے لیئے اس سے جگنّاتھ اور راج سنگھ و کنگار کو جو مرزا کے گروہ مین تھے مانگے۔ مرزا نے اسکو قبول کیا مگر وقت کو ٹالتا رہا۔ شہنشاہ اسکو سچا جان کر ان کے آنے کا مترصد رہا پھر شہنشاہ نے اجمیر مین جا کر حضرت خواجہ کے روضہ منورہ کی زیارت کی۔ اسکا ارادہ ہوا کہ دیار وطن کو معاودت کرون۔ اس لیئے شرف الدین حسین کو میرٹھا کی تسخیر کا حکم دیا اور اسکی کمک کے واسطے اور امرا مقرر کیئے۔ اور دارالخلافہ کو روانہ ہوا اور مرزا کو حکم دیا کہ گرفتہ کو حاضر کرے۔ سانبھر مین مرزا اُن آدمیون کو لایا۔ راجہ بہاری مل نے اپنی بیٹی کی شادی شہنشاہ سے بڑی دھوم دھام سے کی یہ پہلا ہی راجپوت راجہ ہے جس نے شہنشاہ کی اطاعت قبول کی اور اپنی بیٹی بیاہی۔ اس کے چار بھائی تھے۔ جنکے نام پورن مل روپسی۔ اسکرن۔ جگمل تھے۔ اس خاندان نے رتبہ والا پایا۔ اسکی اولاد کی خیرخواہی اور والاجاہی کا بیان اپنے اپنے موقع پر ہوگا۔ جب شہنشاہ رنتھنبور کے سواد مین آیا تو راجہ بہاری مل مع فرزندان اور خویشون کے خدمت شاہی مین آیا اور مان سنگھ خلف راجہ بھگونت داس خلعت

مرزا شرف الدین حسین اور راجہ بہاری مل کا معاملہ اور بادشاہ کا راجہ بہاری مل کی بیٹی سے بیاہ کرنا ۔ ۹۶۹

راجہ بہاری مل اول دفعہ شہنشاہ کی نظر عنایت سے سرافراز ہوا۔ راجہ یہین سے رخصت ہوا۔ اور راجہ بھگونت داس اور مان سنگھ اور معزز رجپوتون کو وہ اپنی ساتھ لیکر دارالخلافہ مین ۷ ورجمعہ ۲ جمادی الاخری ۹۶۹ھ کو داخل ہوا۔

اس زمانہ مین قلعہ میرٹھ (میرٹھا) مالدیو راجہ مارواڑ کے قبضہ مین تھا۔ ہندوستان کی رسم و اسم کے اعتبار سے یہ راجہ اور رایون اور راجاؤن مین مزید اعتبار اور وفور اقتدار مین امتیاز رکھتا تھا۔ اسنے اس قلعہ کو جگمال کو جو اُسکے بزرگ سرداران مین سے تھا حوالہ کیا تھا اور پانچسو چیدہ رجپوت اسکی کمک کے واسطے مقرر کر رکھے تھے جنکا سردار دیوداس تھا۔ وہ جرأت و ہمت مین اس گروہ مین پیشدست تھا۔ حکم شاہی کے مطابق شرف الدین حسین مرزا افواج کے ساتھ اس قصبہ مین آیا اور بے محابا ہو کر لشکر کو قلعہ کے نیچے لے آیا۔ ابھی سپاہیون نے اپنے چہرہ کی گرد نہ جہاڑی تھی۔ گھوڑے آب و آتش مین غرق تھے۔ چار سوارون نے جاکر قلعہ کے دروازہ پر تیر لگائے۔ رجپوتون نے انپر خشت و سنگ و تیر و تفنگ چلائے۔ دو سوارونکو مار رکھا۔ دو کو زخمی کرکے بھگا دیا۔ پھر مرزا شرف الدین نے آہستہ کام کرنا اور قلعہ گیری کا اسباب فراہم کرنا شروع کیا۔ شہر مین قیام کیا۔ قلعہ نشین روز لڑتے۔ قلعہ کے ایک برج کی تہ تک سُرنگ لگائی گئی اور بارود سے بھری گئی اور اُڑائی گئی۔ جس سے بُرج دُھنئے کی رُوئی کی طرح اُڑ گیا۔ حصار مین ایک جھبنیا سا پڑ گیا۔ بادشاہی لشکر اندر گھُسا۔ راجپوت جان سے ہاتھ دھو کر دن بھر خوب لڑتے رہے۔ رات کو دونون لشکر اپنے اپنے مورچون پر گئے۔ رجپوتون نے راتون رات قلعہ کے رخنون کو پھر کر مستحکم کر لیا۔ مگر آخر کار اہل قلعہ کا قافیہ ایسا تنگ ہوا کہ قلعہ انکے لئے زندان بن گیا۔ اہل قلعہ پناہ مانگتے تھے اور باہر جانا چاہتے تھے مگر مرزا راضی نہین ہوتا تھا۔ آخر کو یہ قرار پایا کہ اہل قلعہ تمام اسباب چھوڑ کر باہر چلے جائین۔ ملک گیری کے آداب مین داخل ہے کہ زنہاریون کا عجز قبول کیا جائے۔ اس لئے لشکر شاہی نے انکو راہ دی۔ جگمال تو باہر چلا گیا۔ دیوی داس نے مرنے کا ارادہ کیا۔ اور سارا اسباب اپنا جلا دیا۔ چار پانچ سو سوار لے کر لشکر شاہی کے روبرو آیا۔ ایک رجپوتون کی جماعت جنمین جی مل اور لون کرن داخل

میرٹھ ۹۷۰ھ

پادشاہی لشکر مین تھے۔ اور وہ اہل قلعہ سے قدیم نزاع رکھتے تھے اسلئے مرزا شرف الدین حسین سے کہا کہ ان آدمیون نے نقض عہد کیا کہ اپنے اسباب کو جلایا اور قرارداد یہ تھی کہ اسباب کو چھوڑکر باہر جائینگے جب وہ اپنے پیمان پر ثابت نہین رہے تو انکو سلامت جانے دینا ایسے حال مین کہ وہ مغلوب ہین دور اندیشی سے دور ہے۔ مرزا نے بھی یہ رای انکی پسند کی۔ لڑائی کی تیاری کی دیو داس بھی پھرکر پادشاہی لشکر سے ایسی مردانہ لڑائی لڑا کہ داستان رستم کو دکھایا۔ بلکہ اسکو بھلا دیا۔ آخر کار وہ گھوڑے سے گرا اور ایک گروہ نے اسکو پارہ پارہ کیا بعض یہ کہتے ہین کہ وہ زخمی ہوکر بھاگ گیا۔ پادشاہی لشکر فتحمند ہوا۔ اور تمام ولایت میرٹھ اور قلعہ میرٹھ اولیاے دولت کے قبضہ مین آئے۔ جو لوگ زندہ باقی رہے وہ مالدیو پاس چلے گئے۔ اس قلعہ نے میواڑ کے راجا اور شہنشاہ کے درمیان جھگڑا شروع کرادی۔

شمس الدین محمد خان اتکہ کا دربار شاہی میں آنا ۹۶۹ھ

اوائل ربیع الاول ۹۶۹ھ مین شمس الدین محمد خان اتکہ جسکو اعظم خان کا خطاب ملا تھا کابل سے شہنشاہ کی خدمت مین آیا۔ شہنشاہ نے اپنی عنایت سے معاملات مالی و ملکی کی تنظیم و تدبیر اور رعیت کی مہام کا انصرام اسکو سپرد کیا۔ ماہم انگہ حسن خدمات اور فزونی خرد و فراوانی عقیدت سے اپنے تئین وکیل السلطنت بالاستقلال سمجھتی تھی وہ اس بات سے آزردہ ہوئی منعم خان خانخانان کہ بطاہر وکیل ہوکر مسند وکالت کو آرایش دیتا تھا۔ وہ بھی آزردہ دل ہوا۔ وہ انصاف و فارغی خاطر نہ جانتے تھے کہ مشاغل دنیوی کہان ہین کہ ایسے شخص کو کہ مشاغل گیتی کا بوجھ اپنے سر پر اوٹھائے۔ اور اشغال مہمات کا متکفل ہو اسکو عظیم عطیات الٰہی جانکر شکر بجا لائین کہ اس زمانہ مین خان اعظم کو منعم خان ماہم انگہ امداد غیبی سے شمار کرتے۔ اور سچے دل سے آداب شکر بجا لاتے اور نہ اس سے افگار درون اور آزردہ دل ہوتے۔ انصاف کی پیشگاہ مین حقیقت کار یہ ہے۔ جب کوئی خدمت گذار کامون کو اچھی طرح کرے تو اس سے آزردہ ہونا بیراہہ جانا ہے۔ اور خواہش نفس کا مغلوب ہونا۔ بلکہ اپنے پانون سے آپ گرانا اور اپنے ہاتھ سے خراب کرنا ہے۔ ادہم خان چھوٹا بیٹا ماہم انگہ کا جسکی عقل درست نہتی جوانی مین مست و دولت مین مدہوش تھا۔ عہدہ سے معزول تھا ہمیشہ شمس الدین اتکہ پر حسد کرتا تھا۔ منعم خان خانخانان بھی اس بیماری سے دردمند تھا مگر وہ دور کی سوچتا تھا میٹھی چھری تھا۔

ادہم خان فتنہ و غدر پر تحریک کرتا تھا۔ شنبہ ۱۲ رمضان ۹۶۹ھ مین ایک عجیب امر یہ واقع ہوا
کہ دولتخانہ کے دیوان مین منعم خان و اتگہ خان و شہاب الدین احمد خان اور بڑے بڑے آدمی بیٹھے
ہوئے مہمات سلطنت مین مشغول تھے۔ کہ ادہم خان بے اعتدالانہ ایک جماعت کے ساتھ جو اس سے
زیادہ بے اعتدال تھی بارگاہ دولت مین آیا۔ حاضرین مجلس اسکی تعظیم کو سروقد کھڑے ہوئے مگر اتگہ خان نے
بھی نیم قدسے تعظیم کی سروقد تعظیم نہ دینے کا بہانہ بناکے خنجر کھینچکر اوسکی طرف دوڑگیا اور اپنے آدمیون کو کہا کہ
کیا دیکھتے ہو۔ ہاتھ صاف کرو۔ غرض اس بزرگ کو دولتخانہ کے صحن مین شہید کیا پھر اس بیباکی کو دیکھیے
کہ یہ خون کرکے بھاگا نہین۔ حرم سرا کیطرف متوجہ ہوا۔ دولتخانہ سے صفہ پر گیا جو چارون طرف سے
آدمی کے آدھے قد کی برابر اونچا تھا۔ تلوار ہاتھ مین تھی اندر جانے کا ارادہ تھا۔ حاضرین مجلس سے ایسی بیہوشی
چھائی کہ نہ اونہون نے اسے مارا نہ سب نے ملکر اوسکو پکڑا۔ نہ وہ اسکے سمجھے کہ تلوار ہاتھ مین لیکر کس ارادہ سے
وہ محلسرا کے اندر جاتا ہے۔ جب اس قتل سے غوغا مچا تو بادشاہ نے قصر کی دیوار سے جھانک کر حال
پوچھا۔ رفیق نے سارا ماجرا سنایا تعجب کرکے اس سے دوبارہ پوچھا تو اسنے لاش کو دکھایا۔ بادشاہ
غصہ مین بھر کر دوسرے دروازہ سے تلوار ہاتھ مین لیکر آیا۔ ادھم خان کو دیکھ کر کہا ای لاڈلے
تجھے تو نے میرے اتگہ کو کیون مارا۔ اس گستاخ نے بادشاہ کے دونو ہاتھ پکڑلئے۔ اور کہا کہ
آپ تفحص کیجئے عذر رسی فرمایئے۔ کچھ تلاش کیجئے۔ بادشاہ نے تلوار کو چھوڑکر دونون ہاتھ اپنے
چھڑائے اور اسکی تلوار کیطرف ہاتھ پھیلائے کہ اس اثنا مین وہ بھی اپنی تلوار کیطرف متوجہ ہوا
شہنشاہ نے ایک گھونسا اسکے منہ پر مارا کہ وہ گرا۔ اس گھونسہ کا نشان اسکے چہرہ پر گرز لگنے کا نشان معلوم
ہوتا تھا۔ فرحت خان و سنگرام وہان کھڑے تھے۔ انکو شہنشاہ نے غصہ سے کہا کہ کیا تماشہ
دیکھتے ہو اس دیوانہ کو باندھو۔ انہون نے اوسے باندھ لیا۔ حکم دیا کہ صفہ کے اوپر سے اوندھا منہ کرکے
نیچے پھینکو۔ لوگون نے اسکا ملاحظہ کرکے اس طرح پھینکا کہ اسکی پہچان باقی رہی تو بادشاہ نے پھر اسکو
اوپر گھسٹوا کر نیچے پھینکا تو جان نکل گئی۔ منعم خان خانخانان و شہاب الدین احمد خان بھی غضب
شاہنشاہی کے خوف کے مارے بھاگ گئے۔ یوسف محمد خان بزرگ اتگہ خان نے اپنے باپ کے واقعہ
کا حال سنا تو اتگہ خیل کو مسلح ساتھ لیا اور ادھم خان اور ماہم انگہ کی طرف متوجہ ہوا۔ مگر جب اس نے

یہان آنکر دیکھا کہ خود شہنشاہ نے انصاف کر دیا تو وہ پھر کچھہ نہ بولا۔ شہنشاہ نے حرم سرا مین جاکر ماہم انگہ سے کہہ دیا کہ ادھم نے ہمارے انگہ کو مارا ہم نے اسے مارا۔ وہ یہ سنکر بادشاہ کے ادب کے سبب ظاہر مین تو کوئی بات نہین مگر دل اُسکا زخم جانستان سے مجروح ہوا چہرہ کا رنگ فق ہو گیا بیٹے کو دیکھنا چاہتی تھی۔ مگر بادشاہ نے اسکی تسلی تشفی باتین کہہ کر روک لیا۔ اوسی روز بادشاہ نے دونو نعشین دہلی بھیجدین۔ ماہم انگہ پہلے سے بیمار تھی۔ اب بیٹے کی سوگواری مین اور زیادہ مریض ہوئی اور بیٹے کے چہلم کے دن شوال مین جان بحق ہو گئی۔ بادشاہ کو اپنی انگہ کا نہایت غم ہوا وہ رویا اور اسکا جنازہ دہلی روانہ کیا۔ کچھہ قدم خود بھی اسکے ساتھ گیا۔ ان ماں بیٹون کے مقبرہ پر ایک عمارت عالیشان تعمیر کرا دی جو ابتک تین سو برس گذرنے پر بادشاہ کی شان و شوکت نیک سیرت ہونے پر شہادت دیتی ہے ٭

آدمی زاد کی نہاد مین دو امر غریب ہین۔ اول طبیعت کہ نہ اس مین تمیز ہے نہ اسکی آنکھین ہین دوم عقل کہ دوربین کارشناس ہے۔ اکثر آدمی بے پروائی سے تباہ اندیشون مین گرفتار ہوکر خرد کو کہ کاربرما صلاح اندیش ہے معزول کرتا ہے اور طبیعت کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ اور نتیجہ اسکے لئے کہ دشمن سو فکر و تدبیر سے نہین کر سکتا۔ وہ بے فکری سے اپنے لئے آپ سامان کر لیتا ہے اسکی مثال خانخانان منعم خان کا حال ہے کہ بادشاہ نے اسکو کس اعزاز و احترام سے کابل سے بلایا اور منصب وکالت و حکومت کل عنایت کیا۔ ان نعمتون کی قدر اُس نے کچھہ نہ کی۔ اس خوف سے کہ واقعہ خان اعظم و ادھم خان مین وہ بھی اس آتش کی شعلہ فروزی مین متہم تھا اُسی روز بھاگ گیا۔ وہ اپنی نامعاملہ فہمی سے یہ سمجھتا تھا کہ بعد اس واقعہ کے اس خاندان کی کارگاہ حل و عقد اور جمیع مہمات ملکی و مالی کا بند و بست اسی کی اختیار و اقتدار مین بغیر کسی دوسرے آدمی کی شرکت کے ہوگا۔ مگر یہ بات بنی نہین تو اسکو یہ سودائے خام ہوا کہ بادشاہ کی درگاہ سے بھاگ کر کابل اپنے بیٹے غنی خان حاکم کابل پاس جائے۔ اس ارادہ سے دارالخلافہ سے بھاگ کر دامن کوہ کی راہ لی محمد قاسم میر بحر اسکے ساتھ تھا۔ جب بادشاہ نے سنا تو فرمایا کہ منعم خان کہین جانے کا نہین جلد آجائیگا۔ فرصت جو امیرون نے ہر چند بادشاہ سے تصریحاً و کنایتہً عرض کیا کہ اسکا اسباب و اموال ضبط کیا جائے مگر اس فراخ حوصلہ قدردان

منعم خان کا بھاگنا اور پھر آنا ۔ سنہ ۹۷۰ھ

بادشاہ نے فرمایا کہ اگر بالفرض وہ کابل میں چلا جائیگا تو وہ بھی ہمارا ملک ہے اس حال میں بھی وہ ہمارا ملازم ہے۔ وہ تنگدلی کے سبب سے بھاگا ہے یہ نہیں ہے کہ وہ ہمارا دولتخواہ نہیں ہے اگر وہ نہ آئیگا تو اوسکا مال و اسباب اس پاس ہم روانہ کر دینگے۔ کوئی شخص اس کے اسباب کو انگلی نہ لگائے چھہ روز کی آوارہ گردی کے بعد حوالی پرگنہ سوات میں منعم خان پہنچا۔ یہ پرگنہ میر محمد منشی کی جاگیر میں تھا اسکے نوکر قاسم علی سیستانی کو جو یہاں شقدار تھا خبر ہوئی۔ کہ دو شاہی میر جاتے ہیں اسنے جاکر دونو کو گرفتار کر لیا۔ سید محمود بارھہ نے منعم خان کو پہچان کر بڑی خاطرداری کی۔ اور بادشاہ پاس لے آیا جس نے سر پر تیغ سیاست چلانے کی جگہہ تاج ریاست رکھا وہی منصب وکالت اور خطاب خانخانی عنایت کیا

بادشاہ کے تیر لگنا اور اور حالات

۱۷ جمادی الاولی سنہ ۹۷۱ھ کو دہلی میں بادشاہ آیا تھا ۲۰ کو شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کے مزار منور پر زیارت کو گیا تھا۔ وہاں سے اولٹا اپنے خیمہ گاہ کو آتا تھا۔ ماہم انگہ کے مدرسہ کے قریب ایک کافر نعمت کھڑا تھا۔ اسنے بادشاہ کو نشانہ بنا کر تیر مارا وہ اسکے داہنے شانہ میں لگا اور ایک وجب اتر گیا۔ تیر کے لگنے سے اس خطاوار کو گرفتار کیا۔ بادشاہ کے خیرخواہوں نے عرض کیا کہ اول اسکے حال کی تشخیص کریں پھر اسکو خاک میں ملائیں مگر شہنشاہ نے فرمایا کہ فوراً اسکو نشانہ اجل بناؤ توقف میں یہ اندیشہ ہے کہ معلوم نہیں وہ ہمارے اخلاص مندوں میں سے کس کس کو متہم کرے۔ اسی وقت اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ بادشاہ نے اپنا تیر نہایت استقلال سے نکلوایا۔ گھوڑے پر سوار ہوکر گھر آیا تھوڑے دنوں میں زخم اچھا ہوا۔ اگرچہ بادشاہ نے اس نابکار کے تشخیص حال سے بمقتضائے دوربینی پردہ پوشی کی۔ مگر اس قدر مشخص ہوا کہ یہ شخص شرف الدین حسین کے باپ کے غلاموں میں تھا اور تعلق فولاد اسکا نام تھا۔ مرزا نے بادشاہ کے قتل کے لئے شاہ ابوالمعالی کے ساتھ اسکو کیا تھا۔ جب ہندوستان سے کابل کیطرف شاہ ابوالمعالی بھاگ گیا تو وہ اسی سبب سے یہاں پڑا رہا کہ بادشاہ کی جان نکالوں۔ بادشاہ کی کتیا کا نام مہوہ تھا اسنے بادشاہ کے زخمی ہونے کے غم میں سات روز تک نہ کچھ کھایا نہ پیا دیوانی ہو گئی۔

خواجہ معظم کی بیوی کا قتل ہونا اور دیوانہ ہو کر مرنا ۹۷۱ھ

کتا ہی کیا اپنی وفا دکھاتا ہے۔
سلطنت کے منصب والا کا یہ اقتضاء ہے کہ معاملات کی بازپرس میں دوست و دشمن خویش و بیگانہ کو منظور نظر نہ رکھو اور مظلوم کی داد دی اور ظالم سے مظالم کی عوض سزا دی اور دولت عظمی کے مخصوص اپنی خصوصیت کی نسبت سرمایہ ستم و ستیزہ نہ بنائے۔ اور اگر کوئی ناہنجاری اُن سے ظہور میں آئے تو راست کردار بے خوف و خطر اس مظلمہ کی اطلاع دیں۔ اور ستم رسیدوں کے عرض حوال میں دلیری کریں۔ اس وقت شہنشاہ نے اپنے میں ایسی خصلت کو خواجہ معظم کے معاملہ میں دکھایا۔ خواجہ معظم مریم مکانی کا برادر اخیافی (سوتیلا بھائی جسکا باپ جدا ہو) تھا وہ اس نسبت کے سبب سے بے اعتدالیاں کرتا تھا۔ بارہا جنت آشیانی (ہمایون) کے زمانہ میں حرکات ناشائستہ کر چکا تھا مگر بادشاہ اپنی بیوی کے خاطر سے چشم پوشی کرتا تھا۔ یورش بدخشان جس سال میں ہوئی ہے اُنہی خواجہ رشیدی دیوان جنت آشیانی کو مار کر کابل بھاگ گیا۔ مقربین شاہی نے اسکا قصور معاف کرایا۔ مگر پھر وہی اعمال ناپسندیدہ اس سے سرزد ہوئے جسکے سبب سے نکالا گیا۔ حجاز گیا۔ وہاں حج کر کے اپنی شرارتوں پر اور شرارتیں بڑھا کر ہندوستان میں آیا۔ ایک دفعہ دولتسرای شاہنشاہی میں اعیان اور ارکان سلطنت جمع تھے۔ مرزا عبداللہ مغل کو بے وجہ گھونسے مارے اور لاتیں جوتے لگائیں۔ دوسری دفعہ بیرام خان پر شمشیر کشی پیش آیا اور خنجر پر ہاتھ دوڑایا۔ پھر وہ خارج ہوا۔ گجرات میں گیا اپنی بدخوئی کے ہاتھ میں گرفتار تھا وہاں سے شہنشاہ پاس اوّل مرتبہ آگرہ میں آیا۔ اسکے ساتھ رعایت و عنایت کی گئی۔ بی بی فاطمہ جنت آشیانی کی اردو بیگنی تھی۔ اور شہنشاہ اکبر کے محل میں پایہ اعتبار رکھتی تھی۔ اسکی بیٹی آغا خواجہ کی بیوی تھی۔ ہمیشہ اسکی ناجنسی و بدخوئی کے سبب سے زندان بلا میں گرفتار رہتی تھی۔ اور طرح طرح کے آزار اوٹھاتی تھی۔ ایک دن مضطربانہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ استغاثہ پیش کیا کہ خواجہ اپنے پرگنہ کو جاتا ہے اور میری بیٹی کو ہمراہ لیجاتا ہے۔ اپنی بدخوئی اور بدگمانی سے بار بار وہ کہہ چکا ہے کہ میں

تیری بیٹی کو مار ڈالونگا۔ مگر یہان دار الخلافہ مین حضور کے خوف سے اس امر کا مرتکب نہین ہوتا
اب معلوم نہین ابھی جاگیر مین لیجا کر اسکا حال کیا کرے شہنشاہ نے اس قدیم الخدمت عورت کی گریہ
وزاری پر رحم فرما کر ارشاد کیا کہ اب مین شکار کو جاتا ہون۔ تیری خاطر سے مین خواجہ معظم کے
گھر کے طرف سے جاؤنگا۔ وہ برسر راہ مجھے سلام کرنے آئیگا مین اُسے سمجھا کر منع کردونگا
کہ وہ تیری لڑکی کو ساتھ نہ لیجاے۔ جب بادشاہ اسکے گھر کی طرف چلا تو اس نے رستم خان و
مقبول خان کو بھیجکر خواجہ کو اپنے آنے کی اطلاع دی۔ بادشاہ کا مطلب جو اس اطلاع سے تھا
وہ سمجھ گیا۔ اس نے جھنجلا کر بادشاہ کے آدمیون سے کہدیا کہ تم جا کر حضور سے کہدو کہ وہ نہین آتا۔ اور غصہ
مین لال بھبھوکا ہو کر اپنی حرم سراے مین گیا۔ وہان زہرہ آغا حمام مین نہا کر کپڑے پہن رہی تھی کہ اس
سفاک نے خنجر سے اسکا کام تمام کیا۔ روزن خانہ سے سر نکال کے جسجگہ رستم خان کھڑا تھا خون سے
بھرا ہوا خنجر ڈالدیا۔ اور چلایا کہ مین نے خون کیا خون کیا جا کر کہدو۔ رستم خان نے اس خنجر کو حضور
مین پیش کیا۔ یہ دیکھ کر شہنشاہ قہر و غضب مین بھر کر خواجہ کے گھر مین آیا۔ خواجہ بھی تلوار کے
قبضہ پر ہاتھ دھرے سامنے آیا شہنشاہ نے للکار کر کہا کہ یہ کیا وضع ہے کہ شمشیر کے قبضہ پر ہاتھ دھرا
ہے اگر تو نے اسکو ذرا حرکت دی تو تیرا سر اسی تلوار سے اُڑا دونگا۔ خواجہ کے ہاتھ پاؤن دبدبہ
شاہی سے پھول گئے۔ آدمیون نے اُسے مقید کر لیا۔ اُسکا ایک گجراتی غلام تلوار لئے خواجہ کے پیچھے کھڑا
ہوا تھا اوسکے تیور بگڑے ہوئے شہنشاہ نے دیکھ کر قتلق قدم خان سے فرمایا کہ بزن۔ یہ حکم ہوتے ہی
قدم نے اس صفائی سے اسکا سر اُڑایا کہ بن سر اکچھ دیر تک کھڑا رہا۔ اسکی گردن سے خون بہتا رہا۔
دیوانہ خواجہ سے پوچھا گیا کہ تو نے اس عاجزہ کو کس گناہ کے سبب سے مارا۔ تو یہ سفاک بیباک بیہودہ
بکواس کرنے لگا۔ لات گھونسون سے خاموش کیا گیا۔ پھر دریا پر اسکو لاتین مارتے ہوئے بال کھینچتے ہوئے لائے
اسکے لئے اور اسکے ملازمون کے واسطے جو اسکی بدمستی و آشفتہ دماغی مین ہمکاسہ تھے حکم ہوا کہ ہاتھ
اور گردن باندھ کر جمنا مین غوطے دیئے جائین۔ ہرچند خواجہ کو بہت غوطے دیئے گئے مگر وہ اپنی
سخت جانی سے ہرزہ گوئی سے باز نہ آیا۔ اور بزرگان دین کو گالیان دیتا رہا جس سے
جانتا تھا کہ بادشاہ کو سخت رنج ہوتا ہے۔ سب کو یقین تھا کہ ان غوطون مین موج فنا کی تھپیڑ و نمیں

تھانیسر کے نہان مین گر اور پوری کی لڑائی کا تماشا دیکھنا ۹۷۴ھ

مرجاویگا۔ مگر وہ سنگدلی اور سخت جانی سے زندہ رہا تو شہنشاہ نے اسکو مقبل خان کے حوالہ کیا اور قید کرکے قلعہ گوالیار بھیجدیا۔ یہان دیوانہ ہوکر قید مین مرگیا۔

تھانیسر مین ایک ایسا بڑا تالاب ہے جسکو چھوٹا دریا کہنا چاہیئے۔ وہان ایک فضاء وسیع ہے جسکو کورکھیت (کرکھیتر) کہتے ہین گرہن کے دن یہان ہندؤن کا بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ سونا۔ چاندی۔ جواہر۔ اقمشہ۔ امتعۂ نفیسہ ہر پوشیدہ پُن ہوتے ہین۔ زرکو یہان پانی مین ڈالتے ہین جس سے کہ گفتہ است نکوئی کن و درآب انداز۔ کا مضمون سمجھہ مین آتا ہے۔ اس سال مین بادشاہ کے آنے سے پہلے بہت سے سناسی یہان جمع ہوگئے تھے۔ اسکے دو گروہ تھے ایک کا نام گر تھا۔ دوسرے کا نام پوری۔ ایک جگہہ پر دونو کا جھگڑا ہوا۔ ہر ایک کہتا تھا کہ ہم وہان اُترینگے۔ ان لوگون کی تجرد گزینی اس وجہ سے نہین ہے کہ انکا دل دنیا سے سرد ہے۔ اگر نفس الامر مین تارک دنیا ہوتے تو ہمیشہ آزمند ہوکر شہوت و غصہ کے مغلوب و حرص و قہر کے مقہور نہین ہوتے۔ انمین نزاع کا باعث یہ تھا کہ تالاب کے کنارہ پر ایک مکان متعین تھا کہ وہان گروہ بیٹھکر دام گدائی بچھاتے تھے ہزارون ہندو اِن کو پُن دیتے تھے۔ ان دنون مین گروہ گر نے غلبہ کرکے پوریون کی جگہ چھین لی۔ یہ گرون سے لڑ نہین سکتے تھے کہ اپنی جگہہ اُن سے چھڑا لیتے انکے گروکیسو پوری نام قصد لبنایہ مین شہنشاہ کی خدمت مین دادخواہ آئے کہ ہماری جگہہ گرون نے زبردستی چھین لی ہے۔ اگرچہ ہم انکا مقابلہ نہین کرسکتے مگر ہمت کرکے ان سے لڑینگے اپنا خون خاک مین گرائینگے۔ یا اس قطعہ خاک کو ان سے لینگے۔ گرون کے گرو نے آنکر یہ عرض کیا کہ یہ جگہہ موروثی ہماری ہے پوریون نے چند مدت سے چھین لی ہے۔ اب ہم یہان آنکر بیٹھے ہین جبتک بدن جان کا تعلق ہے ہم کو اس مین سے تعلق ہے جب بادشاہ تھانیسر مین آیا تو انکے معرکہ مین گیا۔ دونو گروہ ایسے اپنے اپنے جوش مین بھرے ہوئے تھے کہ شہنشاہ نے ہرچند انکو سمجھایا کہ لڑو بھڑو نہین مگر اس سمجھانے سے اور زیادہ بگڑے تو بادشاہ نے انکو لڑنے کی اجازت دیدی۔ کہ وہ اپنے کیئے کی سزا پائین۔ اتفاقاً اُس دن ان سناسیون کا ہجوم بہت زیادہ آگیا تھا۔ جانبین سے صفین آراستہ ہوئین۔ اوّل ہر طرف سے ایک مرد لاف زن آگے آیا اور تلوار سے لڑا

پھر تیر و کمان سے - آپسمین خوب تیر باران ہوا - لوریون کے گروہ نے کرون پر تیر مارنے شروع کئے - پوری کم تھے اس لئے بادشاہ نے چند نفر کہ جنگ سنگ خوب جانتے تھے - اور پیچھا سے توران اور یہ چیرو نا ے ہندوستان کو اشارہ ہوا کہ پوریون کی کمک کرو - اس کمک شاہی سے پوریون کا پلہ بھاری ہوا - انہون نے کرون کے گروہ کو مار کر انکو پراگندہ کردیا - بادشاہ نے یہ تماشا دیکھکر اہی سپاہ سے ایسا انتظام کرادیا کہ پھر دگر فساد کچھ نہین ہوا - لاہور سے بادشاہ دہلی کو آتا تھا کہ راہ مین یہ واقعہ پیش آیا -

سال نہم جلوس ۹۷۲ھ کے واقعات مین سے ایک یہ ہے کہ صوبہ بہار مین ہندوستان کے قلاع والا ارتفاع مین سے ایک قلعہ رہتاس ہے جو ایک پہاڑ پر نہایت بلند ہے اور عرض و طول اسکا پانچ کوس سے زیادہ ہے - زمین ہموار سے اس قلعہ کی سطح کا ایک کوس کا ارتفاع ہے اس مین سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ باوجود اس بلندی کے اسمین جسجگہ چاہو دو دو گز نیچے کھودو تو میٹھا پانی نکل آتا ہے - اس قلعہ کی بنا کی ابتدا سے کسی فرمانروا نے سوا شیر شاہ کے اس پر استیلا نہین پایا - ہم آیندہ لکھینگے ... کہ شیر خان نے اسکو کس فریب سے لیا تھا - یہ قلعہ فتح خان بٹنی کے ہاتھ آیا - وہ شیر خان کے بڑے سرداروں مین تھا - اس قلعہ کی پشت گرمی سے وہ سلیمان کرانی حاکم بنگالہ سے خوشامد کرتا تھا اور دوربینی کے سبب شہنشاہ کے پاس بھی ہمیشہ عرضداشت بھیجتا رہتا تھا اور اسمین اپنی دولتخواہی کا اظہار کرتا تھا - جن دنون مین علی قلیخان کی بغاوت نے شہرت پائی تو بادشاہ نے قلیچ خان کو فتح خان پاس بھیجا کہ اوسکے احوال سے آگاہ ہو کہ اسکو اطاعت اور خدمت مین ایسا پختہ کرے کہ جب ہم جونپور مین آئین تو وہ وہان آجائے - قلیچ خان نے بہت جلد جا کر فتح خان کو اطاعت شاہی مین پختہ بنایا اور اوسکے چھوٹے بھائی حسن خان بٹنی کو دار الخلافہ مین بادشاہ کی خدمت مین لایا +

جب بادشاہ جونپور مین سال نہم ۹۷۳ھ مین آیا تو قلیچ خان کو بادشاہ نے دوبارہ فتح خان پاس اس نظر سے بھیجا کہ سلیمان حاکم بنگالہ نے قلعہ رہتاس پر فوج بھیج رکھی تھی کہ علی قلیخان کی مساعدت و معاضدت سے اسکو فتح کرلے - سلیمان کے لشکر نے علی قلیخان کے استظہار سے

قلعہ رہتاس کا حال ۹۷۲ھ +

دوبارہ فتح خان کی طرف قلیچ خان کا جانا ۹۷۳ھ

فتح خان کو تنگ کر رکھا تھا۔ مگر اس اثناء میں جب اس پاس خبر آئی کہ بادشاہی لشکر اس کے سر پر چلا آتا ہے تو اس نے محاصرہ سے ہاتھ اوٹھا کر قلعہ گیری کے دائرہ سے قدم باہر رکھا فتح خان دو روئی اور تزویر سے اپنا کام چلاتا تھا۔ جب سلیمان کے لشکر کی مزاحمت سے حوالی قلعہ خالی ہوا تو اوس نے ذخیرہ و آذوقہ کی گردآوری میں اہتمام کیا اور اپنے بھائی حسن خان پاس جسکو قلیج خان اپنی ہمراہ بادشاہ پاس لایا تہا مخفی پیغام بھیجا کہ آذوق و ذخیرہ کی طرف سے میرا دل بیفکر ہے تو جس طرح ہو سکے یہان قلعہ میں چلا آ۔ حسن خان کا علانیہ جانا تو دشوار تھا اس نے یہ بہانا بنایا کہ بادشاہ کسی خاص آدمی کو میری ہمراہ کر دے کہ وہان جا کر میں اپنے بھائی کو استمالت شاہی سے یہان لے آؤن کہ وہ قلعہ کی کنجیان حضور میں نذر دے۔ اس لئے بادشاہ نے یہ خدمت قلیج خان کی حوالہ کی وہ فتح خان پاس گیا۔ اسنے ظاہری ملائمت منافقانہ بہت کی اور جہوٹے وعدے کر کے وقت کو ٹالا۔ قلیج خان نے یہ حال دیکھ کر مراجعت کی۔ اور بادشاہ سے یہ سارا حال عرض کیا۔ بادشاہ نے اس قلعہ کی فتح کو ولایات شرقیہ کی فتح کے ساتھ موقوف رکھا

حدود سامانہ میں شیر محمد کی تاخت و تاراج ۹۷۳ھ

سال دہم جلوس ۹۷۳ھ کا ایک واقعہ یہ ہے کہ حدود سامانہ میں شیر محمد نے تاخت و تاراج کرنی شروع کی۔ خواجہ معظم کا خدمتگار وہ تھا۔ پھر بیرم خان پاس وہ آیا اس نے حسن صورت کی وجہ سے اپنا مقرب بنایا اور اوسکے اقبال کے زمانہ میں اس نے اعتبار پایا اسکے ادبار کے زمانہ میں وہ سامانہ گیا تھا۔ ان دنون میں کہ بادشاہ علی قلی کی بغاوت مٹانے کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے فساد برپا کیا۔ ملا نور محمد ترخان نے کہ ان حدود میں فوجدار تھا میر دوست محمد کو سامانہ میں مقرر کیا تھا۔ شیر محمد نے اسکو اپنی گھر مہمان بلایا اور اپنی مجلس میں ناگاہ ایک تیر اس کے سینہ میں لگایا اور کام تمام کیا۔ اس پرگنہ میں اس کا مال و اسباب جو تھا لے لیا اور پھر مالیر کیطرف گیا اس پرگنہ میں خالصہ کی مقدار کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور آدمی جمع کر کے ولایت محروسہ میں تاخت کرنے لگا۔ ملا نور الدین نے ایک جماعت کو ساتھ لیا اور موضع دہنوری میں کہ سامانہ کی حدود میں ہے پہنچا

شیر محمد اپنی عشرت مین مشغول تھا - ملا نورالدین فی الحقیقۃ کچہ نہ سمجھا - چند آدمیون کو لیکر مقابلہ کو آیا کہ اوسکے گھوڑے نے درخت کے تنہ سے ٹکر کھائی وہ گرا - پیادون کی جماعت نے اُسے قید کر لیا - ملا نے اُسے قتل کیا -

تیموری مرزاؤن کا فساد ۹۷۴ھ

سال یازدہم ۹۷۴ھ کے واقعات مین سے یہ واقعہ ہے کہ خاندان تیمور کے شہزادون نے غدر مچایا جسکی تفصیل یہ ہے ۔ محمد سلطان فرزند رشید سلطان اویس مرزا بن بایقرا بن منصور بن بایقرا بن عمر شیخ بن امیر تیمور تھا - والدہ محمد سلطان مرزا کی سلطان علی مرزا کی بیٹی تہی - اس مرزا نے اپنی فرمانروائی کے عہد مین محمد سلطان مرزا اپنے نواسے کو خود تربیت کیا تھا - جب وہ مر گیا اور خراسان مین تفرقہ عظیم برپا ہوا تو محمد سلطان مرزا حضر فردوس مکانی (بابر) کی خدمت مین آیا - جسنے اسپر بہت عنایت کی - اور جب جنت آشیانی (ہمایون) کی سلطنت ہوئی تو بدستور سابق اسپر مہربانی شاہی رہی - اسکے دو بیٹے تھے ایک الغ مرزا - اور دوسرا شاہ مرزا - یہ دونو بادشاہ کے ملازم رہے - انکے معاملات جو ہمایون کے ساتھ ہوئے وہ ہمایون کی سلطنت کے تاریخ مین بیان ہو چکے ہین - الغ مرزا کو اپنے اعمال کی مکافات لشکر ہزارہ کی تاخت مین ملی اسکے دو بیٹے تھے سکندر مرزا اور محمد سلطان مرزا الغ مرزا کے کشتہ ہونے کے بعد شہنشاہ ہمایون نے ان لڑکون کی تربیت کی اور اسکندر مرزا کو الغ مرزا کا اور محمد سلطان مرزا کو شاہ مرزا کا خطاب دیا جب شہنشاہ اکبر کی سلطنت ہوئی تو اسنے محمد سلطان مرزا کو مع بنا بر عنایت کے اپنی عنایت سے سرفراز کیا - محمد سلطان مرزا بہت بوڑھا ہو گیا تھا - اسکو سپاہ گری سے معاف رکھ کر پرگنہ اعظم پور کہ سرکار سنبل مین تھا خرچ معیشت کے لئے مرحمت کیا - کہ یہان آرام کر کے اشغال دعا مین مشغول ہوا بڑھاپے مین اسکے کئی بیٹے ہوئے - اوّل ابراہیم حسین مرزا - دوم محمد حسین مرزا سوم مسعود حسین مرزا چہارم عاقل حسین مرزا - شہنشاہ نے ان مرزاؤن مین سے ہر مرزا کو لائق جاگیریں سرکار سنبل مین دین - اکثر مہمات مین وہ بادشاہ کے ساتھ رہتے تھے - جب اس سے فارغ ہوتے تھے تو اپنی جاگیرون مین چلے جاتے تھے - ان دنون مین کہ بادشاہ مرزا حکیم کی شورش کے مٹانے کے لئے دارالخلافہ آگرہ سے پنجاب کو روانہ ہوا تو الغ مرزا اور شاہ مرزا اور ابراہیم حسین مرزا - و

محمد حسین مرزا نے علم بغاوت بلند کیا۔ اپنی ساتھ آدمیوں کو جمع کرکے ولایت سنبل اور اسکے نواح مین تاخت تاراج شروع کی۔ جب اس نواح کے سب جاگیردار اس سے لڑنے کے لئے کھڑے ہوے تو انمین انسے مقابلہ کرنے کی طاقت نہین تھی۔ اس لئے وہ خان زمان سکندر خان پاس چلے گئے مگران مجرو خودسرون کی اُن شورش طلب بدنہادون کے ساتھ صحبت نہ نبھی۔ کیونکہ انمین سے ہر ایک کو سرداری کا دعوی تھا۔ وہان سے پھر کر دوابہ مین آن کر اور رفا دمچا یا نمیکار (نمیکھار) مین گئے۔ کہ یہان کا جاگیردار بادشاہی خواہر زادہ حاجی خان سیستانی تھا وہ انکی مدافعت کے لئے کھڑا ہوا۔ مگر اس نے لڑکر شکست پائی اور ان شہزادون کو بہت اسباب رہا تھی زر نقد اور اشیاء ہاتھ لگے۔ اس طرح لوٹتے مارتے دہلی کی حدود مین آئے۔ تاتار خان دہلی کو مستحکم کرکے اور منعم خان آگرہ سے چلکر انکی مدافعت کے لئے آئے تو مالوہ کو خالی سمجھکر اسطرف چلے قصبہ سنپت مین میر معز الملک سے جو بادشاہ پاس پنجاب جاتا تھا دو چار ہوئے۔ اسکا اسباب لوٹ لیا منعم خان نے انکا تعاقب صلاح وقت نہ دیکھا وہ آگرہ چلا آیا۔ اس جماعت نے جاکر مالوہ کو قبضہ مین کر لیا۔

اوسوقت مالوہ مین محمد قلی برلاس حاکم تھا اور وہ بعض مہمات کی ضرورت کے سبب سے بادشاہ پاس گیا ہوا تھا۔ اسکے داماد خواجہ ہادی معروف بہ خواجہ کلان نے اجین کو مستحکم کیا۔ مگر اس کے جو ہمراہی تھے وہ ایسے ذلیل و رذیل تھے کہ وہ مرزاؤن سے جا ملے۔ خواجہ کی بساط مین جو کچھ تھا وہ اونہون نے لوٹ لیا۔ ھنڈیہ مین قدم خان برادر مقرب خان دکنی تھا۔ محمد حسین مرزا نے جاکر اسکا محاصرہ کیا۔ مقرب خان دکنی قلعہ سنتواس مین تھا۔ مہدی قاسم خان حج کو جاتا تھا اسکا بھانجا حسین خان اسکے ساتھ کچھ دور گیا تھا کہ وہ پھر کر سنتواس مین آیا تھا کہ مرزاؤن کا غوغا سنا تو اس نے بھی قلعہ سنتواس مین پناہ لی۔ ابراہیم حسین خان نے اسکا محاصرہ کیا۔ اس اثنا مین محمد حسین مرزا ھنڈیہ پر متصرف ہوا۔ قدم خان کو مارا۔ اسکے سر کو قلعہ سنتواس مین لائے تو مقرب خان کے ہاتھ پاؤن پھول گئے۔ وہ مرزا پاس آنکلا حسین خان بھی باہر آیا۔ مرزا نے ہر چند اسے نوکری کو کہا۔ مگر اس نے اسے قبول نہ کیا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو اس نے حکم دیا کہ محمد سلطان مرزا کو اعظم پور کے قلعہ بانیہ مین پہنچا دو۔

جب بادشاہ چتوڑ کے قلعہ کو خود گیا تو اوسنے سال دوازدہم ۹۷۵ھ مین شہاب الدین احمد خان کو اُن مرزاؤن کے مالوہ سے نکالنے کی خدمت حوالہ کی۔ شاہ بداغ خان مراد خان حاجی محمد خان سیستانی اور ایسے ہی اور امیرون کو مالوہ مین جاگیرین دے کر انکے ذمہ اس کام کو کیا۔ وہ قلعہ گاگرون سے رخصت ہو کر جلد اُجین مین پہنچے۔ مرزا پہلے اس سے کہ بادشاہی لشکر پہونچے گجرات بھاگ گئے جسکی تفصیل یہ ہے کہ الغ مرزا جو سب مین بڑا تھا وہ بادشاہی لشکر کی خبر سنکر ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا پاس اجین مین گیا۔ تاکہ سب بھائی متفق ہو کر اپنے لئے کوئی تدبیر نکالین۔ جب انکو یہ خبر ہوئی کہ لشکر شاہی قلعہ گاگرون کے قریب پہونچ گیا تو وہ سب منڈو مین آئے۔ بادشاہی لشکر کا خوف اُنپر ایسا طاری ہوا کہ انکے قدم یہان بھی نہ تھمے۔ وہ گجرات کی جانب بھاگے۔ اور چنگیز خان کا دامن پکڑا۔ وہ سلطان محمود گجراتی کا غلام تھا اور اب یہان فرمان روائی کرتا تھا۔ اب آگے ہم حال لکھینگے کہ گجرات کے فتح ہونیسے ان مرزاؤنکا کیا ستیاناس ملا +

نگرچین کا بسانا ۹۷۲ھ — قلعہ آگرہ کا بنانا

سال نہم ۹۷۲ھ کی سوانح مین سے نگر چین کا بسانا ہے۔ ایک موضع ککرالی تھا۔ اس کی زمین کی آب و ہوا دلکشا۔ اور زمین و صحرا کی طراوت بڑی دلکش تھی۔ اسمین اور دار الخلافہ مین ایک فرسنگ کا فرق تھا۔ بادشاہ نے اس حصار دولت افزا مین دلکش عمارت بنائین اور جان پرور باغ لگائے تھوڑے دنون مین چابکدست معمارون نے انکو تیار کر دیا۔ اور اعیان مملکت اور ارکان خلافت نے اپنے حسب حال یہان مکانات تعمیر کرائے اور باغ لگائے۔ بادشاہ نے اس جگہ کا نام نگر چین یعنے مکان آرامش و آسودگی رکھا۔ یہان بادشاہ چوگان بازی اور سیر و شکار سے دل اپنا خوش کیا کرتا تھا۔ نگر چین اس بادشاہی کے عہد مین بالکل ویران ہو کر بے نام و نشان ہو گیا

بادشاہ کبھی جاندارون کی حیات کے لئے زراعت و تخم ریزی و آبادی سے زمین کی اصلاح کرتا کہ اسباب امیری میسر ہون۔ کبھی حفظ اموال و اقوات و حراست نام و ناموس و افراد انسانی کی بقا کی نگہبانی کے لئے مستحکم قلعے بناتا کہ دولت صوری و معنوی کی مراد حاصل کرے ان دنون دار الخلافہ آگرہ مین کہ ہندوستان کا مرکز تھا۔ ملکی و مالی مصالح کے لئے

ایک ایسے قلعہ عالی کی تعمیر کا حکم دیا کہ وہ اس سلطنت کے لائق ہو۔ پہلے ایک قلعہ شہر کی شرقی سمت مین جمنا کے کنارہ پر تھا۔ حوادث روزگار کے اصطدام سے اسکے ارکان مین اختلال آگیا تھا۔ اسکو بالکل اوکھیڑ ڈالا۔ اور اسکی جگہ حصن حصین و حصار رنگین بنایا۔ بنیاد اسکی ایسی گہری کھودی کہ وہ پانی سے بھی نیچی گئی۔ احاطہ اسکا ڈیڑھ میل تھا۔ دیوار کا عرض تین گز بادشاہی اور ارتفاع مین ۲۰ گز تھا (۷۰ فیٹ) ہر روز تین چار ہزار معمار۔ چابکدست اور قوی بازو مزدور اور عملہ فعلہ بہت کام کرتا تھا۔ بنیاد سے کنگرہ تک وہ سنگ سرخ سے بنایا گیا۔ پتھرون کو آہنی حلقون سے ایسا ملایا تھا کہ اوسکے اندر بال برابر بھی درز نہ رہی۔ آٹھ سال مین یہ قلعہ مع کنگرون و فصیل و سنگ انداز و خندق تیار ہوا اور ۳۵ لاکھ روپیہ اس مین خرچ ہوا۔ قاسم خان میر بحر و بر اسکی تعمیر کا مہتمم تھا۔ وہ نہایت لائق و قابل افسر و انجنیر (میر عمارت) تھا۔ یہ قلعہ ابتک موجود ہے فرنگستانی سیاح اسکو دیکھ کر بہت تعریف کرتے ہین۔ اس زمانہ مین وہ حقیقت مین ایسا مستحکم نہین جیسا وہ بظاہر دکھائی دیتا ہے اس زمانہ کی سائنٹفک انجنیری آہین بہت نہین خرچ ہوئی۔ مگر پھر بھی وہ سارے شہر اور دریا پر اپنی فرمانروائی کی شان دکھاتا ہے۔ کہتے ہین کہ بادشاہ کا ارادہ فتحپور سیکری مین اپنے دار الخلافہ بنانے کا تھا۔ اور وہان قلعہ کی بنیاد کے نشان بھی ہین۔ مگر حضرت سلیم چشتی نے اُسے فرمایا کہ یہ مقام فقیر کے حوالہ کرو۔ اور اپنا قلعہ آگرہ مین بناؤ۔ فتحپور سیکری کی آب و ہوا خراب تھی۔ کوئی دریا وہان نہ تھا اسلئے یہان جمنا کے کنارہ پر جسمین کشتیان و جہاز چل سکتے ہین یہ قلعہ تعمیر کرایا۔ شاہجہان نے اور عمارت بنوا کے اسکو اور زیادہ رونق دلائی جسکا بیان اسکی سلطنت مین ہوگا۔

بادشاہ کا اقبال سال بسال و ماہ بماہ و ہفتہ بہفتہ و روز بروز بڑھتا جاتا تھا ملکون کی فتوح۔ ولایتون کی معموری۔ راہون کی امنی۔ اور نرخ اشیاء کی ارزانی نے ترک و تاجیک و سپاہی و سوداگر و ملا و درویش اور تمام اقسام کی خلق کو چارون طرف سے بادشاہ کی خدمت مین بلایا۔ سال ہشتم ۹۷۱ھ مین کاشغر سے خواجہ معین خاوند محمود آئے۔ یہ خواجہ عبداللہ معروف خواجگان خواجہ کی اولاد مین سے تھے۔ جب وہ حوالی آگرہ مین آئے تو۔ اکثر امرا انکے استقبال کو گئے۔ اور شہنشاہ نے بھی درویش نوازی کی ہر اسم کو ادا کیا وہ

پیشوائی کو گیا - مرزا شرف الدین حسین جنکا ذکر اوپر ہوا انہین کے صاحبزادہ تھے -

سال نہم ۹۷۱ھ مین سید اجل امیر مرتضیٰ جو علامہ جرجانی کی اولاد مین سے تھے - اور فنون معقول و منقول مین ید طولیٰ رکھتے تھے حرمین شریفین کا طواف کر کے بادشاہ پاس آئے - بادشاہ نے بھی انکے آنے کو مغتنم جانا -

امراء کی بغاوتین سات سال تک رہین - جب عبداللہ خان اوزبک

۱ مالوہ سے شکست پاکر گجرات بھاگا ہے تو اورا وزبک سرداروں کے دلون مین یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ نوجوان بادشاہ بابر کی اولاد ہے جو اوزبک کے خون کی پیاسی تھی وہ اپنے باپ دادا کا بغض ہم سے نکالیگا اور ہمکو ذلیل و خوار کریگا ۹۷۲ھ مین اکثر اوزبک سردار باغی ہوئے خانزمان اور آصف خان سکندر خان وغیرہ نے سرکشی اختیار کی - بادشاہ نے ان باغیون کی لڑائیون کا خاتمہ اس خوبی سے کیا کہ وہ اسکی عقل و دانش کا کارنامہ ہے - ان باغیون کی لڑائیون کی صورتین مختلف رہین — ان مین بادشاہ کی فتح اکثر رہی - مگر کبھی کبھی باغیون کو بھی فتح ہوئی - ان شکستون مین بادشاہ نے اپنی اطاعت سکھائی نہین بلکہ انہین کے فائدہ کے لئے انکو اپنا دوست بنایا - بعض باغیون نے اطاعت اختیار کر کے اپنی حالت پہلے سے بہتر کر لی - بعض نے اپنے قصور بار بار معاف کرائے - مگر اپنی شرارت سے باز نہ آئے - آخر کو بادشاہ نے اپنی ذاتی کوشش و سعی سے سب بغاوتون کو خاتمہ پر پہنچایا -

امراء کی بغاوتین ۹۷۲ھ

بیگانہ ملکوں پر شہنشاہ اکبر کے متوجہ ہونیکا بیان

اب تم نے دیکھ لیا کہ کن کن بادشاہی سردارون نے بغاوت کی اور ان سرکشون کے دفع کرنے مین بادشاہ کو کیا کیا دشوار یان پیش آئین ادھر ان اپنے سردارون سے کارزار کرتا اودھر شیر شاہ کے جانشینون سے برسرپیکار رہتا - اس نے اپنے بدخواہون کو خواہ اپنی زور اور قوت سے غارت غول کیا - خواہ اپنی عنایت و مروت سے خیر خواہ بنایا - وہ اپنی چھبیس برس کی عمر مین پختہ ہو گیا - تو اب اسکو فرصت ملی - کہ بیگانہ ملکون پر وہ متوجہ ہو - اول وہ جھوٹون کی

ملک پر متوجہ ہوا +

قلعہ چتوڑ کے معاملات

شہنشاہ اکبر ہمیشہ یہ چاہتا تھا کہ گردن افراز سرکشوں کو پائمال کرون۔ تمام ہندوستان کی وحدت انتظامی یعنی سب جگہ ایک ہی پادشاہی انتظام قائم کرون۔ آسودگی و آسایش خلق کو پہنچاؤن رعیت کے سکھ چین مین اپنی راحت سمجھون۔ جن فاسد دماغ گردن کشون کے دماغ مین سرداری کا مالیخولیا پیدا ہوتا تھا اُنکا معالجہ وہ خوب کرتا تھا۔ جب وہ اپنے دار الخلافہ مین پنجاب سے آیا تو اسکو محمد سلطان مرزا کے بیٹون کے فساد اوٹھانے کا حال معلوم ہوا جسکا علاج اس نے بخوبی کیا۔ اس کا آگے بیان آئیگا۔

مالوہ کو پادشاہ لشکر لئے جاتا تھا۔ جب وہ دھول پور مین آیا۔ رانا اُدے سنگھ کا بیٹا سکت سنگھ شہنشاہ کی ہمراہ تھا۔ اس سے پادشاہ نے خطاب کرکے فرمایا کہ ہند کے اکثر زمیندار اور بزرگ آکر آستانہ بوسی سے سرفراز ہوئے۔ مگر تمہارا رانا ہماری پائبوسی کو نہین آیا۔ اگر ہم ایلغار اسپر کرین تو ہماری خدمت تو کیا کریگا۔ پادشاہ نے یہ بات خوش طبعی سے اس سے کہی تھی کہ مالوہ کے فتنہ انداز غافل ہون کہ پادشاہ کا قصد اد ہر طرف ہی۔ مگر یہ راجہ کا لڑکا اس رمز کو نہین سمجھا۔ بلکہ اسنے یہ جانا کہ حقیقت مین پادشاہ میرے باپ کو سزا دینے جاتا ہے اسکو اپنی اس بدنامی کا خوف ہوا کہ لوگ کہینگے کہ وہ خود جاکر پادشاہ کو باپ پر چڑھا لایا ہے۔ ان وہمون کے سبب سے وہ بھاگ گیا۔ جنسی کی پھبتی ہوئی۔ مغربی ہندوستان کے حصہ اعظم مین رانا اودی سنگھ چتوڑ کا راجہ سب سے بڑا اور سب سے زیادہ قدیمی راجہ تھا۔ وہ اپنے خاندان کا افتخار اور کوہستان مستحکم اور متین قلعے ملک و مال رجپوتون کی سپاہ جان نثار۔ غرض ساری سامان دُنیا کے جن سے انسان کو نخوت ہوتی ہے رکھتا تھا۔ اسکا باپ سانگا بابر سے لڑا تھا۔ اس نے اپنے غرور اور خودداری کے سبب سے یہ نہ جانا کہ اکبر کون ہے۔

اب پادشاہ نے رانا سے لڑنے کا ارادہ مصمم کیا۔ اواسط ربیع الاول ۹۷۵ھ کو وہ اس کام کے لئے چلا۔ اول ولایت ہنداوہ مین قلعہ سیوی پور مین آیا۔ یہ رانا کا قلعہ آگرہ سے ۲۷۰ میل کے فاصلہ پر جنوب مغرب مین میواڑ کے تھا۔ رنتھنبور کے رائے سرجن ہاڈا کی سپاہ کے کچھ

آدمی اجین تھے۔ وہ پادشاہی لشکر کے قریب آنے سے بھاگ گئے۔ پادشاہ دو روز یہان ٹھہرا اور یہان کی نواح و حوالی سے آذوقہ کا سامان قلعہ مین فراہم کر کے نظر بہادر کو اسکی حراست سپرد کی۔ یہان سے چھہ کوس سفر کر کے وہ کوٹہ مین آیا۔ یہ بھی ان حدود مین ایک محکم جگہہ تھی۔ یہ ولایت شاہ محمد قندھاری کو سپرد ہوئی۔ پھر وہ مالوہ کی سرحد پر گاگرون مین آیا۔ کوٹہ کی طرح یہان بھی قیام کیا۔ یہان سے لشکر بسرکردگی شہاب الدین احمد خان مالوہ مین محمد سلطان مرزا کے بیٹون کی بغاوت کے دور کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ وہ پادشاہی لشکر کے آنے کی خبر سنکر اجین سے منڈو مین بھاگے۔ جب یہان بھی انکے کان مین پادشاہی لشکر کے نقارون کی آواز آنے لگی تو الغ مرزا کی جان نکل گئی اور باقی مرزا گجرات مین چنگیز خان پاس چلے گئے اسکے ساتھہ ہی پادشاہ نے آصف خان اور اسکے بھائی وزیر خان کو حکم دیا تھا کہ قلعہ مانڈل گڑھ فتح کرے۔ وہ رانا کے مستحکم قلعون مین سے تھا۔ اور راوت بلو سونگی یہان قلعہ دار تھا۔ اسنے سخت مقابلہ کیا۔ مگر پادشاہی لشکر نے اُسے فتح کر لیا۔

شہنشاہ اکبر پاس تین چار ہزار سوار تھے کہ وہ چتوڑ کی طرف چلا کہ شاید رانا لشکر کی کمی کا خیال کر کے پہاڑون مین سے میدان مین باہر آئے۔ اور اسکا کام آسانی سے تمام ہو جائے۔ مگر اودے سنگہ بہادر رانا سنگا کا نامرد وارث تھا۔ اُسمین یہ کہان جرأت تھی کہ وہ اپنی جان نثار سپاہ کے ساتھہ اکبر کی برابر مرد میدان ہوتا۔ وہ جانتا تھا کہ پادشاہ پاس قلعہ گیری کا سامان اس قدر کم ہے کہ وہ قلعون کی طرف متوجہ نہین ہوگا۔ اس گمان سے قلعہ چتوڑ کو مستحکم کر کے چند سال کا آذوقہ وہان جمع کیا۔ اور میرٹھا کے جوان مرد جےمل کو اسے حوالہ کیا اور پانچ ہزار راجپوت نامور موسس اس قلعہ مین متعین کئے اور اطراف و نواح کو ایسا ویران کیا کہ دشمنون کو صحرا مین گھاس کا پتا بھی نہ ملے اور خود تنگنا اور لی پربت مین دور چلا گیا کہ عافیت مین اس خوف سے رہے جو اسکے ملک پر چھا رہا ہے۔ پادشاہ نے یہ سوچا کہ رانا کے پیچھے پہاڑون مین سرگردان پھرنے سے قلعہ چتوڑ کا فتح کرنا بہتر ہوگا۔

سہ شنبہ ۱۹ ربیع الاول ۹۷۵ھ کو اس نے قلعہ چتوڑ کے سامنے خیمے ڈالدیئے۔ اسی روز

فتح قلعہ چتوڑ ۲۵ شعبان ۹۷۵ھ مطابق ۱۵۶۸ء

کالی گھٹاؤن نے پہاڑون کو گھیر لیا اور قلعہ پر تاریک نقاب ڈالدی۔ عواصف و ریاح کی
شدت نے اور بوارق و صواعق کے صدمات نے زمین و زمان کو متزلزل کیا۔ اور ابر اور رعد کے
شور نے کون و مکان مین جوش و خروش مچایا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ انسان کے معاملات مین
نیچر حصہ لینا چاہتا ہے۔ اور یہ شدید طوفان آیندہ طوفان کا چربہ اتار رہا ہے۔ ایک
سچا ہندو تو ان بادلون کی گرج کا ترجمان یہ ہوگا کہ وہ اندر کی آواز ہے اور یہ یقین کریگا
کہ چتوڑ کا محافظ دیوتا جو سورج ہے غصہ سے بول رہا ہے۔ اور رنج و الم کی پیشین گوئی کر
رہا ہے۔ غرض مسلمانون کو باد و باران کے طوفان سے اذیت ہوئی۔ ایک گھنٹہ
مین ہوا صاف ہوئی تو قلعہ دور سے نظر پڑا۔ دوسرے روز بادشاہ نے پہاڑ کے گرد دورہ
کیا۔ اور ارباب مساحت کو حکم دیا کہ وہ مساحت اور حساب صحیح کرین کہ اسکے موافق حملہ کی تیاری
اور سپاہ کی تقسیم ہو۔ دورہ کوہ دو کروہ اور مابین کوہ آمد و رفت خلائق کی راہ پانچ کروہ
پیمائش ہوئی۔ اسکی تسخیر کے لئے بخشیان عظام کو حکم ہوا کہ مورچونکی تقسیم کرین۔ جو بادشاہ کی

چتوڑ کا محاصرہ

ہمراہ سپاہ تھی اوسنے اپنے مورچے جمائے۔ اور جو سپاہ نئی آتی جاتی تھی وہ جدا اپنے
مورچل بناتی تھی۔ اس طور سے ایک مہینے مین قلعہ تمام دور کو لشکر شاہی نے گھیر لیا۔ اسی اثنا
مین بادشاہ نے اپنے امراء کو بھیجا کہ وہ پاس کے ملک کو تاخت و تاراج کرین اور اس حدود کے
سرکشون کی تادیب و تنبیہ کرین۔ شہر رامپورہ کے لئے آصف خان کو ایک جماعت امراء کے ساتھ متعین
کیا۔ اُس نے جاتے ہی تلوار کی کنجی سے فتح حاصل کی۔ لوگ بتاتے تھے کہ اودے پور و کوملیر کو بہیر
کی طرف رانا ہے۔ اس لئے وہان حسین قلیخان کو روانہ کیا کہ رانا کو گرفتار کرے۔ حسین قلیخان
شہر اودیپور مین جو رانا کی دارالایالت تھی آیا۔ یہان کے گردن کشون کو مار دھاڑا۔ اور
جہان رانا کے آدمیون کی گروہون کو دیکھا انکو تہ تیغ کیا۔ اور بہت کچھ لوٹ کا مال حاصل کیا
اور رانا کی جستجو مین تگاپو کی مگر اوسکا پتا نہ پایا تو بادشاہ نے اوسکو اپنے پاس بلالیا
اس عرصہ مین لشکر کے بہادر چتوڑ کے قلعہ پر حملہ آوری کرتے اور دلیری اور دلاوری کی
داد دیتے خاص کر عالم خان و عادل خان لیکن کچھ سود مند نہ ہوا۔ اہل رہین کا

ہاتھ آسمان پر کب پہنچتا ہے کہ اس قلعہ پر انکی دسترس ہوئی۔ اکبر نے بتاکید کرکے تیز جلو بہادرون
کو فرمایا کہ اس طرحکی تاخت کو شجاعت نہین کہتے ہین۔ بلکہ وہ تہور مین داخل ہے کہ ارباب دانش
اسکو اعتدال سے باہر جانتے ہین اور اخلاق ذمیمہ مین سے گنتے ہین۔ ان آدمیون کو تہور
نے ایسا مغلوب کر رکھا تھا کہ بادشاہ کی نصائح ہوش افزا کو نہ سنتے تھے اور ہمیشہ قلعہ کے گرد دوڑے
جاتے تھے۔ اور بہت سے مردان نبرد اپنے شجاعت کے چہرہ پر زخمون کا گلگونہ ملتے۔ اور
اس انجمن مردآزمائی مین شہادت کا خوش مزہ جام پیتے۔ اسلئے کہ یہ صفدر جو تیر و تفنگ پھینکتے
وہ برج و کنگرہ کی سطح کو چھیلتے ہوئے گذر جاتے اور کچھہ کام نہ کرتے۔ اور اُس طرف سے جو وہ
لگاتے تو گھوڑون اور آدمیون کا کام تمام کرتے اسواسطے بادشاہ نے ان سب باتون پر خیال
کرکے حملہ کی نہایت مناسب تدبیر یہ سوچی کہ وہ اپنی تمام سعی اور کوشش کو تین مورچلون
پر جمع کرے۔ اول مورچل لاکھوٹہ کے دروازہ کے محاذی۔ یہان کا اہتمام اسنے خود کیا
اور حسن خان چغتا اور راجہ پتر داس و قاضی علی بغدادی اور اختیار خان فوجدار و کبیر خان کو
اپنے ساتھ شریک کیا۔ اس طرف خارا تراش نقابون نے نقب لگانے مین بازوے ہمت کو
قوی کیا۔ دوسرا مورچل شجاعت خان و راجہ ٹوڈرمل و قاسم خان میر بر و بحر کو سپرد ہوا
اس مورچل مین ایک تیر کے فاصلہ سے عین بارش مین کمر کوہ سے جس کے قلہ پر قلعہ تھا ساباط
کی بنیاد رکھی گئی۔ مورچل سوم کا اہتمام خواجہ عبدالمجید آصف خان و وزیر خان و اورونکو
سپرد ہوا۔ بڑی بڑی توپون کو اپنی جگہہ سے یہان لانے مین کام کو طول ہوتا تھا اسلئے
بادشاہ نے خود یہین اپنے سامنے توپین ڈہلوائین۔ مگر اونہون نے کچھہ کام نہ دیا۔ بادشاہ کے
پاس ایک دیگ بزرگ (بڑی توپ) آئی جو آدھہ من (۱۹ سیر) کا گولہ پھینکتی تھی۔
جب اہل قلعہ کو اس حال پر جو انکے وہم و خیال مین نہین گذرتا تھا اطلاع ہوئی تو ہوش اُڑ گئے
کہ روز بروز انکے استیصال کا سامان زیادہ ہوتا جاتا ہے ناچار حیلہ و تزویر کے درپے ہوئے۔
ایکدفعہ سانڈا سلحدار کو اور دوسری دفعہ صاحب خان کو بھیجا کہ بادشاہ سے عرض کرین کہ وہ
بادشاہ کی اطاعت کرتے ہین اور ہر سال پیشکش دینے کا اقرار کرتے ہین۔ بعض اولیاء دولت

اس سخن کو سخن جان کر عرض کیا کہ اس قرارداد پر اس شغل کو چھوڑنا مین صلاح ہے لیکن سلطنت
کی غیرت نے اس بات کو نہ مانا۔ اور بادشاہ نے فرمایا کہ خلاصی جب ہی انکو ہوگی کہ رانا اپنے تئین حوالہ
کرے۔ بادشاہی آدمی ایسے بہ تنگ ہو رہے تھے۔ کہ اس مہلکہ سے نکلنے مین کوشش کرتے تھے مگر
کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا۔

فتح کے یقینی حاصل کرنے کے لئے اور اپنی سپاہ کے جان بچانے کے لئے بادشاہ نے ساباط بنانے کا
حکم دیا۔ یہ ساباط بیدار سلامت کوچے تھے جو قلعہ سے ایک تیر انداز کے فاصلہ سے شروع ہوئے تھے
اور وہ دو دیوارون کے بیچ مین تھے۔ اور یہ دیوارین اوٹھا کر قلعہ کے قریب اس طرح لگئے تھے
کہ ٹوکری کی بناوٹ کے بڑے بڑے سلین یعنی اسطوانہ کی شکل اندر سے خالی بنائے تھے
اور انکے اندر مٹی بھری تھی۔ انہین باہر سے بھینس کی کھالون سے منڈھا تھا۔ اور بیلدار انکو
اپنی سپر متحرک بناتے تھے۔ اور انکو آگے آگے لڑکاتے لیجاتے تھے اور انکی آڑ مین اپنا کام بناتے تھے
جب وہ قلعہ کی دیوار کے نیچے پہنچے تو وہان کوٹھیان ڈالین اور سیڑھیان بنا کے زمین کے
اندر نقبین لگائین جنمین بارود بھری گئی اور پھر وہ اڑائین گئین ان کامون کے کرنے
مین وقت اور روپیہ بہت صرف ہوا۔ باوجود احتیاطون کے جانین بہت تلف ہوئین
پانچ ہزار گلکار و نجار و سنگتراش و آہنگر و نقاب رات دن کام کرتے تھے۔ دشمن سے بحساب
اوسط ہر روز سو دو سو آدمیون کو اہل قلعہ کے جابکدست توپچی اڑا دیتے تھے۔ یہ سب کاریگر
اپنی خوشی سے آتے تھے۔ بادشاہ نے انکو بیگار مین پکڑنے کی ممانعت کر دی تھی۔ اور اس
کام کے عملہ فعلہ کو انعام دینے مین بادشاہ نے روپیہ کو ٹھیکری کر دیا تھا۔ اس لئے اس
خطرناک کام مین جو کاریگر مارے جاتے تھے انکی جگہ اور آجاتے تھے۔ اور ساباط آگے
بڑھتے چلے جاتے تھے مُردون پر کچھ خیال نہین کیا جاتا تھا ان کے جسم اینٹون کی جگہ دیوارون مین
چنے جاتے تھے۔ غرض باوجود ان سب موانع کے کام بہت ہوتا تھا۔ بادشاہ کے مورچل
خاص سے جو ساباط بنا تھا وہ ایسا وسیع تھا کہ دس سوار برابر برابر اوسکے اندر چلے جاتے
تھے اور بلند ایسا تھا کہ فیل نشین نیزہ کو ہاتھ مین لیکر اوسکے نیچے چلا جاتا تھا۔ ان تیاریون

تین ہیئتے صرف ہوئے - قلعہ کو دو جگہ سے مجوف کیا تھا - ایک مجوفہ مین ایک سو بیس من
بارود - اور دوسرے مجوفہ مین اسی من بارود بھری تھی - بادشاہ نے حکم دیدیا تھا کہ سپاہی
مسلح و مکمل مترصد رہین کہ سرنگ کے اڑتے ہی جب دیوار پھٹے تو وہ اوسمین سے قلعہ کے اندر جاکر
متصرف ہون - اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ ہر نقب مین جدا جدا فتیلے لگائے جائین اور الگ الگ وہ
اڑائی جائین - لیکن کبیر خان نے جو اس کام کا مہتمم تھا ایسی تدبیر کی کہ دونوں ایک ہی دفعہ ایک
شتابہ سے اڑائی جائین - نتیجہ سے یہ معلوم ہوا کہ شہنشاہ کی رائے درست تھی - چہارشنبہ ۱۵ رجمادی الآخری
۱۰۴۵ھ کو باروت مین آگ لگائی گئی - ایک برج بیخ و بنیاد سے اکھڑا اور اوسپر جو مخالف کی
سپاہ لڑ رہی تھی اوسکو ہوا مین لے اڑا - اور اوسکو پراگندہ و پریشان کر دیا - دیوار کے پھٹتے ہی اوسپر
بادشاہ کی سپاہ بے تشخیص ملاحظہ جھپٹی کہ قلعہ کے اندر جائے - کہ ناگاہ دوسرا مجوفہ اڑا - اس پر
وہ لشکر جو قلعہ کے اندر گھسنے کو تھا - اور دشمنون کا وہ گروہ جو اسکی مدافعت کے لئے آیا تھا -
دونوں اڑ گئے - جسموں سے انکی جانین جدا ہوئین - انکے اعضا کی پیوستگی مین گسستگی آئی - سنگ
فرسنگون پر جا کر گرے - پچاس کوس کے گرد مین اسکی ہیبت آواز گئی - جس سے لوگون کو تعجب ہوا
یہ خطا اس سبب سے ہوئی کہ ان دونوں مجوف جاؤن مین فتیلہ کو ایک ہی جگہ سے روشن کیا تھا
ایک جلد بارود مین جا لگا - اور دوسرا دیر مین پہنچا - چاہیئے یہ تھا جیسا کہ بادشاہ نے ارشاد کیا
تھا - کہ جدا جدا شتابے لگا کے الگ الگ سرنگین اڑائی جائین - بادشاہی دو ہزار آدمی مرے -
جنمین دو تین بادشاہ شناس تھے - سید جمال الدین پسر سید احمد سادات بارہ - میرک بہادر جوان
محمد صالح پسر میرک خان کولابی اور بعض اور نامور کام آئے - درباہ کوہ مین چالیس آدمی عافیت
کے لئے بیٹھے - ان پر قلعہ کے اینٹ پتھر ایسے گرے کہ وہ مرے کے مرے رہ گئے - دشمنون کے
بھی چالیس آدمی مرے - جب بادشاہی بہادرونکو یہ حال معلوم ہوا تو وہ اہل قلعہ سے لڑنے لگے
اہل قلعہ بھی ایک طرف لڑنے مین جان لڑاتے اور دوسری طرف اپنی شکستہ دیوار کی مرمت کرتے
تھوڑے عرصہ مین اُنہون نے اپنی دیوار پہلی سی عریض و بلند بنا لی - اُس روز آصف خان
مورچل کی سرنگ مین شتابہ لگایا گیا - مگر وہ خوب نہین اڑی - مخالفون کے صرف تین آدمی

ہی سے درے - پادشاہی لشکر کو اگرچہ کوئی آسیب نہین پہنچا - مگر اسنے کچھہ کام بھی نہین کیا
ان سُرنگون کے اڑنے نے پادشاہ کے لشکر کی ہمتین اہل قلعہ سے گرائی اور انکی نخوت بڑھائی
مگر پادشاہ کی توجہ پیشتر سے بیشتر ہوئی - پادشاہ نے لشکر کو سمجھایا کہ تیز دستی ایسے کامون مین
کچھہ کام نہین کرتی - صبر سے کام کو سرانجام دینا چاہیے - پادشاہ سامان کو قلعہ گیری کی
بہتر روش جانتا تھا - اسکے انتظام مین اہتمام زیادہ کرتا تھا - بارہا وہ ساباط مین قلعہ کے نزدیک
جاتا اور بندوق اندازی کرتا - ایکدن وہ حصار کے گرد پھرتا تھا - مورچل لاکھوڑہ کے
نزدیک آیا - پادشاہی لشکر بنا ہین بناکر لوازم محاصرہ کی تقدیم کرتے تھے - ایک دیوار کی
پناہ مین پادشاہ کھڑا ہوا اور دیوار کے روزن مین سے بندوق اندازی کرنے لگا - قلعہ مین
ایک قدر انداز کم خطا ایسا تھا کہ اہل لشکر نے اوسکی شکایت پادشاہ سے کی کہ اسنے مورچل مین
ایک آفت مچا رکھی ہے کہ ناگاہ اسی بندوقچی نے جلال خان کے سر کو تاک کر بندوق لگائی
گولی اسکے کان مین لگتی ہوئی چلی گئی - کچھہ بڑا آسیب نہین پہنچا - پادشاہ نے کہا کہ جلال خان
قدر انداز مجھے نظر نہین آتا - اگر وہ دکھائی دے تو تیرا انتقام لون - ابھی جلدی مین اس بندوقچی
کی بندوق سے انتقام لیتا ہون یہ کہکر اوسنے اپنی بندوق اسکی بندوق کی طرف ماری
اسکی گولی روزن سے نکل کر بندوقچی کے ایسی لگی کہ وہ مر گیا - اس وقت تو یقین نہین ہوا کہ بندوق اس
بندوقچی کے لگی - مگر اس کی بندوق کے نیچے ہونے سے یہ قیاس پیدا ہوتا تھا مگر احوال تحقیق کرنے سے
معلوم ہوا کہ اس بندوقچی کا نام اسماعیل تھا اور وہ پادشاہ کی اس گولی سے مر گیا - اسی طرح
اہل حصار کے نامدار پادشاہ کی گولیون سے فنا ہوتے تھے - چتوڑ ایک پہاڑی قلعہ کے نزدیک
اسکی جانب کے مورچل پر پادشاہ گیا - تمام کار مین خود اہتمام کرتا تھا - وہان گولے
گولیان آتے تھے وہ کچھہ پروا نہ کرتا تھا - الا آہستہ آہستہ وہان جاتا تھا - کہ ایک گولہ
ایسا آنکر پڑا کہ بیس آدمی اُس سے مر گئے - ایک دن خانعالم اسکے پاس کھڑا تھا کہ ایک گولی
آنکر اسکو لگی - اسکے جبہ سے گذر کر نیچے کے کپڑون مین آئی اور سینہ سے ٹھنڈی ہوگئی - ایسے
ہی مظفر خان کے ایک بندوق لگی اور خیر رہی - یہ سب باتین لوگ پادشاہ کے قدمون کی

برکت کے سبب سے مجہتی تھے - ہمت شاہنشاہی سے راجہ ٹوڈرمل اور قاسم خان میر بحر و بر نے مورچل کے کام کو بہت اچھی طرح انجام دیا - ساباط کے اوپر منازل و قلعہ و خواہ دلکشا بنائے گئے - انکے تمام ہونے سے پہلے دو رات اور ایکدن بادشاہ یہان اہتمام کرتا رہا - اسکی سپاہ نے قلعہ کشائی پر دل لگا رکھا تھا اور قلعہ کی دیوار کو وہ ویران کرتے تھے - دشمن بھی خوب لڑتے تھے - اور بادشاہ خود بندوق اندازی کی داد دیتا تھا اور سطح ساباط کے نشیمن مین مقام کرکے اپنے پُردل لیرون اور زنجیر گسل شیرونکا تماشا دیکھتا تھا ان ایک دن دو رات مین اسکی سپاہ لڑنے مین ایسی مصروف رہی کہ خواب و خور کا خیال کچھہ نہین کیا -
۲۵ شعبان صبح سہ شنبہ کو یہ قلعہ مفتوح ہوا - اس سانحہ کی شرح یہ ہی کہ شب گذشتہ سے قلعہ کے اطراف و جوانب سے لشکر نے ہجوم کرکے جنگ شروع کی اور کئی جگہہ دیوار مین رخنہ ڈالدیا - ساباط کے نزدیک بادشاہی سپاہ نے پیشدستی کرکے قلعہ کی دیوار استوار کو بہت گرا دیا اور جانفشانی اور جانستانی کی داد دی - آدھی رات گئی ہوگی کہ اہل قلعہ شگاف دیوار مین ہجوم کرکے ایک طرف جان کو فنا کرتے تھے اور دوسری طرف کرباس و پنبہ و روغن و ہیزم سے اس لئے پُر کرتے تھے کہ اگر بادشاہی سپاہ اسمین آئے تو اومین آگ لگا کر کسی کو نہ آنے دین اسی اثنا مین بادشاہ نے دیکھا کہ ایک شخص جیبہ ہزار میخی جو سرداری کی نشانی ہے پہنے ہوئے اس شگاف گاہ مین آنکر اہتمام کر رہا ہے مگر معلوم نہوا کہ کون ہی - بادشاہ نے اپنی خاص بندوق سنگرام کو لیکر اسکی طرف چھوڑا - شجاعت خان اور راجہ بھگونت داس سے کہا کہ مین سا دی و بکی کے سبب جیسے شکار کرنے کے وقت ظہور مین آئی ہی یقین کرتا ہون کہ میری گولی اس آدمی کے لگی ہوگی - خانجہان نے کہا کہ یہ شخص ہورات کو آنکر اہتمام کرتا ہے اگر پھر وہ نہ آئے تو غالباً اس آدمی کو بندوق لگی ہوگی اس واقعہ پر ایک ساعت گذری تھی - کہ جیار قلی دیوانہ خبر لایا کہ اس شگافگاہ مین مخالفون مین سے کوئی باقی نہین رہا ہی اسی حال مین قلعہ کے اندر کئی جگہہ آگ لگی ہوئی نظر آئی - امراء شاہی اس پر خیال کر رہی تھے کہ راجہ بھگونت داس نے معروض کیا کہ یہ آتش جیوہر (جوہر) ہی کہ ہندوستان کی رسم ہی کہ جب ایسی حالت پیش آتی ہی تو صندل و عود وغیرہ کا خرمن اپنی مکنت کے موافق جمع کرتے ہین اور طرح طرح کی خشک لکڑیان اور روغن ہیار رکھتے ہین حکم بردار سنگدل معتمدون کو عورات پر متعین کرتے ہین جو وقت شکست متیقن ہوتی ہی اور مرد

مارے جاتے ہین۔ تو یہ سنگدل ان بے گناہ عورتون کو آتشکدہ کی آگ مین ڈال کر خاکستر کرتے ہین (فارسی مین اسکو جوہر کہتے ہین۔ اور حقیقت مین وہ جوہر ہے یعنی جانون کا کھونیوالا) تحقیق ہو گیا کہ بادشاہ کی بندوق نے شیر دل جیمل کو ہلاک کیا۔ جس سے قلعہ کا کام تمام ہوا۔ یہ آگ بھی جوہر کی تھی۔ قوم سیسودیہ خاصان رانا کے خانہ پتا ہین۔ اور راٹھورون کے گھر مین۔ اور چوہانون کے گھر مین اسیسر داس کے اہتمام سے یہ جوہر ہوئے۔ تین سو عورتین انمین جلین۔

جیمل کے مرنے سے ہر راجپوت بیدل ہو گیا۔ جب اسکی لاش شہر کو چلی تو سب پر مایوسی چھا گئی قلعہ کی دیوار پر کوئی نہ ٹھیرا۔ جب عورتین جل چکین تو مردون نے زعفرانی لباس پہنا اور پان کا بیڑا کھایا کہ اب مار کر مرنا چاہیئے۔ جب صبح ہوئی تو اکبر شہنشاہ نے حکم قلعہ کے اندر جانیکا دیا اور آسمان شکوہ ہاتھی پر بیٹھا اور اپنی سپاہ کو قلعہ کے اندر لیگیا۔ کئی ہزار سپاہی ہمراہ تھے جنگی ہاتھیون نے بڑی بڑی کام کئے۔ اول فتح مین پچاس ہاتھی اور آخر مین تین سو ہاتھیون نے قلعہ کے اندر دشمنونکو پائمال کیا۔ یون تو ہر جگہہ کشتون کے پشتے لگے۔ مگر ان تین مقامون پر بڑی خونریزی ہوگئی رانا کے محل پر۔ مہادیو کے مندر پر۔ اور رامپورہ کے دروازہ پر۔ قلعہ کے ہر محلہ پر حملہ ہوا۔ ہر قدم پر خونریزی ہوئی۔ ہر بازار و گلی و ہر گھر ایک قلعہ تھا جسکو حملہ کر کے لیا۔ رات کے پچھلے پہر سے دن کے دو پہر تک لڑائی ہوتی رہی۔ راجپوت شیرون کی طرح لڑے۔ سورداس چوہان نے ایک ہاتھی کا دانت اپنے ایک ہاتھ مین پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے جمدھر مارا اور کہا کہ یہ میرا مجرا بادشاہ سے کہدینا۔ جب بادشاہ گوبند سیام کے مندر پاس آیا تو جسم لرزان ایک لڑکے کا جسکا نام پتا تھا۔ ہاتھی کے پانون تلے کچلا گیا۔ اگرچہ اس لڑکے کی عمر سولہ برس کی تھی۔ مگر وہ سورج دروازہ کا محافظ تھا۔ اس نے بڑے بڑے بہادری کے کام کئے۔

نو راستان پانچ انکی لڑکیان۔ دو چھوٹے لڑکے اور سپہ سالارون و بڑے بڑے راجپوتون کی بیویان جوہر مین جلین۔ اور اس قلعہ مین آٹھ ہزار جنگ جو راجپوت تھے۔ رعایا جو اس لڑائی مین انکے ساتھ تکیا کی اور خدمت گذاری مین کوئی کسر باقی نہین رکھی تھی۔ چالیس ہزار یا تیس ہزار سے زیادہ تھی قلعہ پہلے ۱۱ محرم ۷۰۳ھ کو سلطان علاؤالدین نے چھہ ماہ سات روز مین فتح کیا تھا سلطان سے رعایا لڑی

نہ تھی اس لئے اسکو امن دیا گیا تھا۔ مگر بادشاہی لشکر سے وہ خوب کلہ بکلہ لڑی۔ اسلئے قتل عام کا حکم ہوا اور ایک جماعت کثیر ابتر ہوئی

ہم قلعہ چتوڑ کے بیان جس طور سے رجپوت بیان کرتے ہین ہم آگے لکھینگے جس سے معلوم ہوگا کہ سلطان علاءالدین اور شہنشاہ اکبر کی آئین فتح مین کیا کیا کارنمایان کئے۔ زمانہ دراز سے یہ قلعہ میواڑ مین اپنی متانت مین مشہور ہے۔ اور تاریخ و افسانہ دونو اسکی متانت اور استواری کی تعریف کرتے ہین۔ ایک مسافر بوندی سے جنوب مغرب کو پھرتی دفعہ ندی بناس کی چکی پھیریون مین پھرتا ہوا اور بہت سے قلعون کے ڈھیر دیکھتا ہوا ایک سنیر ناکستان پر پہنچیگا۔ جو دریا بناس کے شرقی کنارہ پر کھڑا ہوا ہے۔ اسکو ستن چتوڑ کہتے ہین وہ ایک دائرہ کی شکل کا ہے جسکا محیط تین میل ہے۔ وہ ایک بڑا ستل ہے۔ جسکو ٹیٹا ن نے اپنے ہاتھون سے پہاڑ سے کھینچ لیا ہے۔ اسکا ارتفاع ۵۰۰ فیٹ ہے اور اسکا محیط قاعدہ پر قریب آٹھ میل کے ہے اسکو سب طرف سے خوفناک ڈھلان اور دندانہ دار کھنڈ اسکی حفاظت کرتے ہین صرف اسکے جنوبی رخ پر آدمی چڑھ سکتا ہے اس پہاڑ کی چوٹی پر قلعہ کا حصار ہے جسکی جابجا نیچر خود حفاظت کرتا ہے اور اسکے ضعیف مقامات جنوب مین ہین جنکو قلعہ بنانیوالون نے نیچر سے بھی زیادہ دہشت ناک متین کردیا ہے۔ حصارونکی دوہری فصیلین ہین جسکے باہر کی فصیل بلندی کوہ کے کنارہ پر ہے۔ اول تو پہاڑ ہی خود فصیل بنا ہوا ہے جسمین آدمی کا گذرنا دشوار ہے اور پھر اس مین جہان پانی کے چشمے یا کسی اور طرح کی بستی ہے۔ وہان بڑی بڑی اونچی دیوارین بنادی ہین اور ان پر برج اور کنگورے بنائے ہین۔ جنوبی سرے پر تنگ نصف چاند کی شکل کی پہاڑی ہے۔ جسکو چتوڑی کہتے ہین وہ قلعہ سے ۱۵۰ گز سے زیادہ فاصلہ پر نہ ہوگی۔ وہ چتوڑ سے ملی ہوئی ہے لیکن ستی نیچی ہے اسکو دانائی کے ساتھ قلعہ کے احاطہ سے باہر رکھا ہے مگر یہ ایک ضعیف مقام ہے جس سے حملہ آورونے فائدہ اوٹھایا ہے۔ اسکے بعد یہ مین قلعہ کی بلندی پر ایک رستہ پہاڑ مین کٹا ہوا بنا ہے جو اول شمال کیطرف جاتا ہے اور پھر پیچدار ہوکر اوپر جاتا ہے جسمین متواتر سات دروازے آتے ہین جنمین سے ہر ایک مین گذرنا پڑتا ہے۔ تو اسکی بلندی پر رسائی ہوتی ہے رامپول اور رامپور دروازے سب سے زیادہ اونچے ہین۔

کمان رس مین (یہ ایک کتاب ہے جسمین رانا کمان کی داستان لکھی ہے) لکھا ہے کہ میواڑ کے
چوراسی مضبوط قلعون مین چترکوٹ (چیتوڑ کا قلعہ) سب سے زیادہ مستحکم و متین ہے۔ وہ زمین کے
سطح سے اوپر نکلا ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمین نے اپنی پیشانی پر قشقہ لگایا ہے
کسی دشمن کا ہاتھ اُس تک نہین پہنچ سکتا۔ اور نہ وہان کے رئیس کو خوف کا خیال دل مین آتا ہی
اسکی چوٹی پر سے گنگا بہتی ہے۔ اسکی بلندی پر جانے کے رستے ایسے پیچدار ہین کہ اگر تم وہان
کسی طرح پہنچ بھی جاؤ تو پھر وہان سے آنے کی امید نہین۔ پہاڑ پر برج اسکی حفاظت کے لئے بنے
ہوئے ہین۔ انمین جو لوگ رہتے ہین وہ کبھی خواب مین بھی خوف سے نہین چونکتے۔ اسکے کوٹھارین
غلے بھرے ہوئے ہین۔ اسکے تالاب حوض و کنوئین بھرے اور چھلکتے رہتے ہین۔ رام چندر
یہان خود آ نکر بارہ برس رہے ہین۔ یہان چوراسی بازار ہین۔ لڑکون کے لئے مدارس
ہر قسم کی علم کی تعلیم کے لئے بنے ہوئے ہین۔ قوم بندر کی بہت نشی ہے اور اٹھارہ قسم کے
اہل حرفہ رہتے ہین۔ پھر اس کتاب مین قلعہ کے اندر اور گرد کے ہر ایک درخت اور جھاڑی
اور پھول کا حال لکھا ہے۔ سب قوم کے راجہ پھیلوت مین سوار اور پیادے بکثرت آنکی ہمراہ
ہین اور راجپوتون کی کل چھتیس قومین انکی باجگذار ہین۔ وہ چھتیس کلیان سنگھار ہین
ایک تعجب کی بات یہ ہے کہ بادشاہ کو اس قلعہ کے قدر انداز و کم خطا بندوقچیونکی تلاش تھی

بیوی بچیون کا قلعہ سے نکلنا۔

وہ اسطرح قلعہ سے نکل گئے کہ بادشاہی لشکر تو لوٹ مین مصروف تھا۔ اونہون نے بیوی
بچون کو اسیرون کی طرح مقید کیا۔ انکی مشکین بندہین۔ اور بچپن کھا او ہر او ہر آ دہر پہرہ دار ہتے
گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بادشاہی پیادہ قیدیون کو لئے جاتے ہین اس تدبیر سے ہزار
بندوقچی باہر چلے گئے۔ غرض یہ قلعہ ۲۵ شعبان ۹۷۵ھ کو فتح ہو گیا۔ اور یہان بادشاہ
نے قیام کیا۔ ا سہ شنبہ ۲۹ شعبان کو نقارہ مراجعت بلند آوازہ ہوا۔ خواجہ عبد المجید
آصف خان کو ساری سرکار مرحمت ہوئی۔ رانا نے اپنے تئین حوالہ نہین کیا۔ وہ کچھ دنون
چھپا رہا اور سب آفتون سے بچا رہا۔ اسکے پاس دو قلعے رنتھنبور اور کالنجر تھے۔ جنکی فتح کا ذکر آگی
آتا ہے +

جب قلعہ کے فتح کرنے کا بادشاہ نے ارادہ کیا تھا تو اوس نے یہ منت مانی تھی کہ اگر
فتح ہو گی تو مین پیادہ پا خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے روضہ کی زیارت کو اجمیر
مین جاؤنگا۔ جب یہ فتح ہوئی تو اوس نے لشکر کو حکم دیا کہ وہ سوار آئے مین خود پیادہ پا
جاؤنگا۔ لوئین چلتی تھین۔ ریت اڑتی تھی۔ اس مین ۷۔ ۲۹ شعبان سنہ ۹۷۵ھ کو پیادہ پا چلدیا
مگر جب اسطرح قصبہ منڈل مین آیا تو شگونہ قراول جو پہلے اجمیر روانہ کیا تھا وہان سے واپس آیا
اس نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ نے خواب مین آنحضرت پیادہ پا آنے سے منع کیا ہے کہ اس سے
آپ کو تکلیف و شرمندگی ہوتی ہے۔ تو وہ سوار ہوا۔ اور جب اجمیر ایک منزل رہا تو پھر پیادہ پا
چلا۔ اور ۷ رمضان سنہ ۹۷۵ھ کو روضہ کی زیارت کی اور دس روز قیام کیا پھر اجمیر سے
راہ مین شکار کھیلتا ہوا ۵ ارشوال سنہ ۹۷۵ھ کو آگرہ مین داخل ہوا۔
جب بادشاہ قلعہ چیتوڑ کو فتح کرکے آگرہ مین آیا تو اوسنے قلعہ رنتنبھور کی فتح کا ارادہ کیا۔
یہ قلعہ اجمیر سے ۱۱۵ میل ہے۔ اور وہ سردار اور فوج شاہی جو قلعہ چیتوڑ کو نہین گئی تھی وہ
اس قلعہ کی فتح کرنے کے لئے بسرکردگی اشرف خان روانہ کیے یہ لشکر تھوڑی دور چلا تھا کہ یہ خبر آئی
کہ ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا گجرات سے شکست پاکر مالوہ مین آگئے ہین اور اجین کو
لے لیا ہے۔ اس لئے بادشاہ نے اس لشکر کو مرزاؤن کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جسکا حال ہم
آیندہ لکھینگے۔ یون اس قلعہ کی تسخیر کے لئے سپاہ کی روانگی مین توقف ہوا۔
بادشاہ دوشنبہ غرہ رجب سنہ ۹۷۶ھ کو حصار رنتنبھور کی فتح کو دہلی سے روانہ ہوا اور سہ شنبہ ۲۱
شعبان کو قلعہ کے میدان مین آیا۔ یہ قلعہ کوہستان کے درمیان واقع ہے اس سبب سے اور
قلعون کو برہنہ کہتے ہین اور اسکو خوش پوش۔ اور اس قلعہ کا اصل نام رن تہ پور ہے
رن ایک بلند کوہچہ ہے جو قلعہ کا سرکوب ہے قلعہ اس کے نیچے واقعہ ہے اس لئے اسکو رن تہ پور
یعنی ایسا شہر کہ کوہ رن کے نیچے واقعہ ہے۔ وہ بہت بلند اور مستحکم ہے۔ ان دنون مین رای سرجن
اس قلعہ پر تسلط رکھتا تھا۔ اسنے سب طرح کے سامان سے اسکو تیار کیا۔ اور اول ہی سے لڑائی کا
ارادہ کیا تھا۔ بادشاہ نے اس قلعہ کے گرد پہاڑون کو دیکھ بھال کر گرداگرد مورچے بناکے

نذر ماننا بادشاہ کا پیادہ اجمیر جانا سنہ ۹۷۵ھ

واقعات سنہ ۹۷۶ھ فتح قلعہ رنتنبھور

اور ایسا محاصرہ کیا کہ اہل قلعہ کسی طرح آ جا نہین سکتے تھے۔ اہل قلعہ توپ اندازی اور آتشبازی مین گرم ہوئی۔ بادشاہ نے ساباط کہ دشمنون کے سرکوبی ن بنائی۔ قاسم خان میر بر و بحر و راجہ ٹوڈرمل نے اس کام کا اہتمام نہایت خوبی و شتابی سے کیا درہ رن مین جابکدست معمارون و سخت بازو خاراتراشون اور آہنگرون اور نجارون اور عملہ فعلہ عمارات نے ایک ایسا ساباط بنایا کہ وہ حصار کی بلندی کا دست گریبان ہوا۔ ایسی بڑی بڑی توپین جنکو دو سو جوڑیان بیلون کی کھینچتی تھین ہزار جر ثقیل سے بڑی مشکل سے ان پہاڑونکی نشیب و فراز اور مار پیچ راہون مین آہنین بازو کہارون اور سنگین دوش حمالون نے کوہ پر چڑھائین وہ توپین قلعہ کے ڈھانے کے لئے چلائین گئین جنکی گونج پہاڑون کے اندر کانون کے پردے پھاڑتی تھی جنکے گولے ہر دفعہ دیوار مین ایک رخنہ ڈالتے رہتے تھے۔ غرض اس آتش زنی سے سورجن کی آتش پندار ٹھنڈی ہوئی۔ سنے محاصرہ کی یہ کیفیت دیکھکر بادشاہ کی خدمت مین اپنے دو بیٹے اودے سنگہ و بھوج سنگہ بھیجے۔ انہون نے باپ کا جرم بادشاہ سے معاف کرایا۔ بادشاہ نے حسین قلیخان کو سورجن سنگہ کے پاس بھیجدیا۔ وہ اسکو سہ شنبہ سوم شوال کو قلعہ سے بادشاہ پاس لایا۔ اس نے قلعہ کی چاندی سونے کی کنجیان بادشاہ کی نذر کین اور تین روز کی اجازت مانگی کہ مین اپنا اسباب مال قلعہ سے باہر نکالکر قلعہ کو بندگان حضور کو سپرد کرونگا۔ بادشاہ نے اسے اجازت دیدی اور اوس نے تین روز بعد اپنا اسباب مال نکالکر قلعہ کو مع انبار و ان جمیع آلات و ادوات قلعہ داری کے بادشاہ کے حکم سے مہتر خان کو حوالہ کیا۔ وہ قلعہ کہ سلطان علاء الدین نے ایکسال مین فتح کیا تھا۔ بادشاہ نے ایک مہینہ مین فتح کرلیا۔ بادشاہ اجمیر مین درگاہ کی زیارت کرکے چہارشنبہ ۲۴ ذی قعدہ کو دار الخلافہ آگرہ مین آگیا۔

قلعہ کالنجر

یہ قلعہ کالنجر وہی ہے جسکی تسخیر مین شیرشاہ کی جان گئی تھی۔ وہ پہاڑ پر نہایت بلند و مضبوط قلعہ ہے اس قلعہ پر راجہ رامچند روائی ولایت پنہ متصرف تھا۔ جب فتنون کا ادبار آیا تو اوس نے اس قلعہ کو بجلی خان پسر خواندہ بہار خان سے نہایت گران قیمت نقد دیکر خریدا تھا اور اس پر اپنا قبضہ و تسلط جمایا تھا۔ جن دنون مین بادشاہ قلعہ رنتھنبور کی فتح کو گیا تھا تو اس نے

مجنون خان قاقشال اور شاہم خان جلائر کو اور امراء کو جو شرقی سمت میں جاگیرین رکھتے تھے حکم دیا تھا کہ قلعہ کالنجر کو فتح کریں ان بادشاہی امراء نے جاکر اسکا محاصرہ کیا اور کسی اہل قلعہ کو باہر نکلنے کے لئے جاے باقی نہین رکھی قلعہ چتوڑ اور رنتھنبور کی فتح کی شہرت نے یہان اہل قلعہ کا دل سرد کیا۔ راجہ رامچند نے امان طلب کی اور قلعہ بادشاہی ملازمون کے سپرد کردیا۔ بادشاہ پاس اس فتح کی خبر آگرہ مین چہارشنبہ ۲۹ ذی القعدہ ۹۷۶ھ مین آئی۔ مجنون خان قاقشال کو یہان کی قلعہ داری مرحمت ہوئی۔

فتح گجرات اور محمد سلطان کے فرزندون کی بغاوت

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ محمد سلطان کے فرزندون نے بغاوت اختیار کی اور مالوہ مین جاکر اپنے پاؤن جمائے۔ اور جب لشکر شاہی مالوہ مین آیا تو وہ گجرات مین بھاگ گئے سلطان محمود کی شہادت کے بعد اسکا غلام چنگیز خان قلعہ جانپانیر و سورت و بروچ پر مسلط ہوگیا تھا۔ اور اس وقت وہ احمدآباد پر قبضہ کرنے کا قصد رکھتا تھا۔ ایسے وقت مین مرزاؤن کے آنے کو مغتنم سمجھا۔ اور خوب جمعیت لیکر احمدآباد پر چڑھا۔ حوالی شہر مین معرکہ تیز گرم ہوا۔ اور اعتماد خان کو شکست دیکر احمدآباد پر متصرف ہوا۔ وہی یہان کا حکمران ہوا۔ مرزاؤن نے اس پیکار مین کارہاے نمایان دکھائے تھے۔ چنگیز خان نے ان پر مہربانی کرکے حوالی بروچ مین انکو جاگیرین دیدی تھین مگر یہ جاگیرین ان شاہزادون کی شاہ خرچی کے لئے کافی نہ تھین اسلئے اُنھون نے چنگیز خان کی اجازت بغیر اورون کی جاگیر پر قبضہ کرنا شروع کیا اور ناحق کے حق اپنے جتانے اور شیخیان بگھارنی شروع کین چنگیز خان نے اُنکے رفع کرنے کے لئے لشکر بھیجا۔ اس سے تاب مقابلہ نہ لاسکے۔ خاندیس مین بھاگے۔ وہان بھی دنگہ و فساد کرکے اجین مین مالوہ کے قصد سے آئے۔ مراد خان جاگیردار اجین اور مرزا عزیز اللہ دیوان سرکار مالوہ کو دو روز پہلے اہل فتنہ کا حال معلوم ہوگیا تھا اُنھون نے قلعہ اجین کی تاسیس و تعمیر کرلی تھی۔ جب بادشاہ کو اس فتنہ و فساد کی خبر آئی تو قلعہ

رنتھنبور کی تسخیر کے لئے جو سپاہ جاتی تھی اُسکو مالوہ مین بھیجکر اس فتنہ کا دفع کرنا مقدم جانا۔ حسب الحکم بادشاہی لشکر مالوہ کیطرف عنان تاب اور برسات کی شدت مین منزل پیما ہوا۔ بادشاہ نے قلیج خان و خواجہ غیاث الدین علی قزوینی کو اس لشکر کی کمک کے لئے اور بھیجدیا۔ جب سرونج مین لشکر شاہی آیا تو شہاب الدین احمد خان کہ یہان کا جاگیردار تھا۔ ان اُمراء سے سامان شائستہ کے ساتھ ملا۔ اور سارنگپور مین شاہ بداغ خان جو یہان کا حاکم تھا وہ بھی آنکر شریک ہوا مرزاؤن نے جب اس لشکر کا حال سُنا تو وہ منڈو کیطرف بھاگے مراد خان اور میر عزیز اللہ دیوان اور تمام اُمراء عظام نے انکا تعاقب کیا۔ مرزا سراسیمہ ہوکر دریاء نربدہ کے پار گئے۔ بہت سے آدمی انکے اس دریا مین ڈوب کر مر گئے۔ اس نواح مین جھجھار خان حبشی نے گجرات مین تفرقہ برپا کرکے چنگیز خان کو قتل کر ڈالا تھا۔ اسلئے مرزا گجرات کو اپنا مفر عظیم سمجھکر چلے گئے۔ بادشاہی لشکر نے آگے تعاقب نہین کیا۔ ان مرزاؤن نے گجرات کو حاکم سے خالی پایا۔ قلعہ چانپانیر و سورت کو بے جنگ و جدال لے لیا اور ابراہیم حسین قلعہ بروج مین پہنچا۔ رستم خان ترکی غلام جو چنگیز خان کا بہنوئی تھا اُس نے قلعہ کو مضبوط کیا اور اسمین متحصن ہوا۔ دو سال تک یہ مرزا قلعہ پر چھوٗلا کیا۔ مگر کچھہ نہ کرسکا۔ رستم خان ہمیشہ قلعہ سے نکلکر اون سے لڑتا اور اپنی رستمی دکھاتا تھا مگر جب کہ امداد اور اعانت سے ناامید تھا اس لئے صلح کرلی۔ فند و مکر سے ارباب شرارت نے اسکی جان تن کے حصار سے باہر نکال لی۔

یہ خدا پرست بادشاہ بغیر اپنی اغراض کے خلق کی آسودگی مین اپنی آسائش جانتا اور ہمیشہ اہم اور مہم مین تمیز کرتا۔ زمانہ کی پراگندگیون و پریشانیون کے دور کرنے مین توجہ کرتا۔ شہرونکی فتح اور ممالک کی تسخیر مین اوّل فکر و اندیشہ اسکو یہ ہوتا کہ زمانہ کے ستم رسیدون کی غمخواری اور غور رسی کرے اسیواسطے جس ملک مین فرمانروا ہشیار دل اور رعیت پروری کے ساتھ فرمانروائی کرتا باوجود اسباب تسخیر کے اس ملک کی طرف وہ نگاہ طمع نہین کرتا۔ اسکے دل مین یہ بات جمی ہوئی تھی کہ جسقدر ملک مین وسعت بڑھیگی تو ہندوستان مین سلطنتونکی کثرت ایک فرمان داد گری کی وحدت مین آئیگی۔ اور اسے عموم رعایا اور خصوص خلائق کا حال اچھا ہوگا۔

بادشاہ کا سفر [illegible] گجرات [illegible] ۹۸۰

اسلئے وہ اُن ہی ولایات پر توجہ کرتا کہ جو عدالت دوست فرمانرواؤن سے خالی ہوتین اور انکو اپنی معدلت کی روشنی سے روشن کرتا۔ رعایا کو حوادث کی تفسیدگی سے بچاکر اپنے سایۂ عاطفت مین لاتا۔ اور وحدت قہری کی وحدت آزادی کے ساتھ دلخواہ صورت پیدا کرتا۔ قدرت ایزدی نے طبقۂ انام کی . . . استعدادون مین تفاوت عظیم رکھا ہے۔ ایک طائفہ تو ایسا ہے کہ وہ پادشاہ کی خردمندی وخطر نشست و برخاست و بخشش و بخشایش و خلق کی خطاؤن کے اغماض نظر کو دیکھ کر اوسکو بزرگ جانتا ہے۔ اور یگانہ درگاہ الٰہی شمار کرتا ہے اور اسکی خدمت کو عبادت ایزدی جانتا ہے اور اپنے عقیدت و اخلاص کو بڑھاتا ہے۔ ایک گروہ ایسا ہے کہ وہ ان کامون کو نہین دیکھتا۔ بلکہ سطوت صوری اور افزائش ملاحظا ہری کو دیکھ کر پادشاہ کی بزرگی معنوی کا گرویدہ ہو کر کمند ارادت کو گلے مین ڈالتا ہے اور اپنے تئین مخلصان جان سپار کے زمرہ مین داخل کرتا ہے۔ لہذا اس زمانہ مین کہ ملک اہل شور انگیز مکس طینتون سے پاک ہوا اور فتنہ اندوزکو دل شکستی و ناکامی کے گڑھے مین گرے تو پادشاہ نے ملک گجرات کی طرف توجہ کی۔ وہان کی رعایا ہر حد سے زیادہ شمرزدہ ہو رہی تھی۔

سلطان محمود والی گجرات نے اپنی بے پروائی سے چرب زبان دشمنون کو دوست بنایا۔ اور اُس کے تیرہ درون ملازمون نے اپنے صاحب و منعم کے زیان مین اپنے فائدہ کو دیکھا تو اس دنیا سے وہ رخصت ہوا جسکا حال صوبہ گجرات کی تاریخ مین مفصل بیان ہوگا۔ اس ملک کے امرا نے خصوصاً سید مبارک اور اعتماد خان اور عماد الملک نے خودکامی اختیار کی۔ اور انہون نے سلطان احمد کے فرزندون مین سے کسی کو پیدا کر کے برائے نام اُسکو پادشاہ بنایا اور در پردہ خود حکمرانی کرنے لگے۔ اور جب پادشاہ سن شد کو پہنچا تو اُسکا بھی کام تمام کیا۔ اور اراذل مین سے کسی کا چھوٹا سا لڑکا لے لیا جسکا نام نتھو تھا۔ اور یہ مشہور کیا کہ وہ سلطان محمود کا بیٹا ہے اُسکو تخت پر بٹھایا اور مظفر شاہ اسکا لقب رکھا اور مملکت کو اس طرح آپسمین تقسیم کر لیا کہ گجرات کا دار الحکومت احمد آباد اور کنبایت اور اکثر حصہ اس ولایت کا اعتماد خان کے تصرف مین آیا۔ سرکار پٹن موسیٰ خان و شیر خان فولادی کے حصہ مین آئی اور سورت۔ بروچ۔ و بڑودہ و چانپانیر عماد الملک کے بیٹے چنگیز خان کے حصہ مین آئے

دندوقہ و دولقہ وغیرہ سید حامد نبیرہ سید مبارک کو ملے - جونہ گڈھ ولایت سورٹھ مین خان
غوری کے لئے معین ہوے - اعتماد خان اپنی گریزت سی اس طفلہ خرد سال کو اپنے پاس رکھتا تھا ان
بےسرے سرداروں مین آپس مین جھگڑا شروع ہوا چنگیز خان کہ جھجھار خان حبشی نے مارڈالا - اور شیر خان
فولادی کے ہاتھ سے ننوا احمد آباد سے بھاگ کر پٹن مین آیا - اور شیر خان فولادی نے احمد آباد پر لشکر کشی
کی - اعتماد خان احمد آباد مین متحصن ہوا - اور اسنے مرزاؤن سے التجا کی - ایک ہنگامہ شورش برپا
ہوا اور بازار فتنہ و فساد گرم ہوا - بادشاہ نے تسخیر گجرات کو اہم مہام مین جان کر اس شورش کے
اسباب کا انتظام کیا - اور شنبہ ۲۰ صفر ۹۸۰ھ کو دار الخلافہ مین فتحپور سے گجرات کے تسخیر کے ارادہ سے
سفر کیا - اور اجمیر مین پہنچکر بہت سے امیرونکو برسم منقلا گجرات کیطرف روانہ کیا اور خود دوشنبہ
۲۲ ربیع الثانی کو اجمیر سے سفر کیا کہ خود شکار کھیل کر خوش ہو - اور امراء جو آگے گئے ہین وہ
کارطلبی مین اپنا جوہر دکھائین اور گجرات کو جلد تصرف مین لا کر ستم رسیدہ رعایا کا تدارک کرین
جب بادشاہ ناگور سے دو منزل تھا کہ شاہزادہ سلیم کی ولادت کا مژدہ اس پاس پہنچا جسکا حال
ہم پیچھے بیان کرینگے - بادشاہ چہارشنبہ ۹ جمادی الاولی کو قصبہ ناگور مین آگیا -

سروہی کے راجہ کا مطیع ہونا ۹۸۰ھ ۱۶

امراء عظام جو پہلے سے بھیجے گئے تھے وہ قصبہ بھادراجن (بھارو راجن) مین کہ سروہی کے
نزدیک ہے ٹھیرے ہوئے تھے - سروہی کے راجہ رائے رایسنگھ دیوڑہ نے راجپوتون کو
برسم رسالت بھیجا - اور اطاعت کا دم بھرا - خان کلان ان راجپوتون مین سے ہر ایک کو پان
دے دے کر رخصت کرتا تھا کہ ایک راجپوت نے اس کے جمدھر مارا کہ تین انگل اس کے شانہ سے
نکلکر باہر آیا - اس راجپوت کو اور آدمیون نے مارڈالا جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو وہ یہان آیا
اسنے سروہی مین فوج کو بھیجا کہ یہانکے سرکشون کو ہلاک کرے - یہان کے آدمی شعاب جبال مین بھاگ
گئے - بہادر راجپوت اپنے معمول کے موافق مہادیو کے مندر پر جو سروہی سے ایک کوس پر تھا
خوب جان لڑا کر لڑے - یہ مر مٹے مگر ہٹے نہین -

بادشاہ نے رائے رایسنگھ کو حدود جودھپور اور سروہی مین مقرر کیا کہ اگر کوئی گروہ
باغیونکا گجرات سے نکل کر ممالک محروسہ مین فساد مچائے - تو اسکو جانے نہ دے - جب بادشاہ

گجرات کی حدود مین پہنچا تو یہان سے شاہ فخرالدین کو منشور دیکر اعتماد خان پاس بھیجا کہ
اوسکو سمجھا کر ہمارے پاس لے آئے - وہ ہمیشہ عرضداشتین بھیجا کرتا - اور پادشاہ کے پاس آنے
کی استدعا کرتا تھا - پادشاہ پاس خبر آئی کہ شیرخان فولادی نے حضور کے لشکر کے آمد کا
حال سُنکر احمدآباد کا محاصرہ چھوڑ دیا اور سورت اور جوناگڈھ کی طرف بھاگ گیا - اپنے بیٹون
محمدخان و بدرخان کو پٹن بھیجدیا کہ اہل عیال و اسباب کو وہان سے لیکر محکم مقامون مین پہنچاوین
اور اب وہ سب اپنا اسباب لیکر باپ پاس جاتے ہین اور ابراہیم حسین مرزا کہ اعتماد خان کی
کمک کو آیا تھا وہ بھی اپنے حال مین گھبرا جاتا ہے - اعتماد خان حضور کی خدمت مین آتا ہے -
پادشاہ نے راجہ مان سنگہ کو بھیجا کہ شیرخان کے بیٹون کو پکڑلائے ان لڑکون کی ساتھ کی جماعت
نے بھاگ کر تنگناؤن مین پناہ لی اور پادشاہ کی سپاہ نے اونکے اشیا و اسباب دستبرد
کی - پادشاہ غرہ رجب ۹۸۰ھ کو شہر پٹن مین کہ پہلے نہرواله شہر تھا آیا - یہان سے
احمدآباد کی طرف چلا - موضع جوتانہ مین اسنے آدمی بھیجکر نتو مظفرشاہ کو پکڑوایا اور
اوسکو کرم علی کے حوالہ کیا - گجرات کے عمدہ امرا میر ابوتراب - اعتماد خان - اختیارالملک
مشرقی - جھجھارخان حبشی و وجیہ الملک و مجاہدخان پادشاہ کی خدمت مین آئے ——
۱۴ رجب ۹۸۰ھ کو پادشاہ کا خطبہ پڑھا گیا - جب پادشاہ قصبہ کڑی مین پہنچا تو یہان امرا
گجرات کو بلاکر ... فرمایا کہ اس ملک کو ہم نے اعتماد خان کے سپرد کیا اور وہ جن میرون کو
کہیگا ہم چھوڑ دینگے - مناسب یہ ہے کہ ہر امیر اپنا ضامن دے تا کہ مراسم حزم و دوراندیشی
مین فتور نہ ہو - اور لوازم فتوت مین قصور نہ ہو - اعتماد خان کا ضامن میر ابوتراب ہوا
سب امیرون کا سوائے حبشیون کے اعتماد خان ضامن ہوا - پادشاہ نے فرمایا کہ حبشی حسب طور
کہ سلطان محمود کے غلام تھے - ہمارے غلام رہین گے انکو امرا عظام کے حوالہ کیا -

ہر ملک مین ہزارون رند و اوباش و مفسد آدمی رہتے ہین انہون نے شہرہ کیا کہ پادشاہ
نے حکم دیا ہے کہ گجراتیون کے لشکر کو خلق لوٹ لے - یہ سنتے ہی بدمعاش و باش لوگ انپر
جھکاٹ پڑے - پادشاہ نے خود آخر اسکا یہ بندوبست کیا کہ غارتگرون سے مال چھین کر

پادشاہ کا کنبایت مین جانا اور دریای شور کی سیر کرنا سنہ ۹۸۰

مالکون کو دلوایا۔ اور انکو فیلان مست سے پایمال کرایا۔ ۱۴ رجب کو پادشاہ احمد آباد مین آیا
مظلومون پر نوازش کی ظالمون کی گدازش کی۔ آرزومندون کا کام نکلا۔ نیازمندون کی
دعائین قبول ہوئین۔ جشن ہوا جسمین شادی پر شادی اور خرمی پر خرمی ہوئی۔ احمد آباد مصر
جامع ہی۔ تین سو اسی پورے یعنی محلے اوسمین آباد ہین۔ ہر محلہ بمنزلہ شہر کے ہے

جب گجرات مین امن امان ہو گیا۔ تو احمد آباد اور دریاء مہندری کی اس طرف کا ملک خان
اعظم مرزا کوکہ کو عنایت ہوا۔ اور جاپانیر و سورت اور اسکے حواشی و حوالی جنپر مرزا استیلا و متصرف
تھے۔ ان امراء گجرات کو عنایت کئے کہ ابھی تازہ مطیع ہوئے تھے۔ انکا سرگروہ اعتماد خان
گجراتی کو مقرر کیا۔ ان امراء قدیم و جدید نے اس مملکت کی مہمات کے انتظام کا عہد و
پیمان لیا۔ اور خود پادشاہ نے مرزاؤن کے استیصال کا کام اپنے ذمے لیا۔ اب پادشاہ کا
ارادہ ہوا کہ دریاء شور کی سیر کرکے دار الخلافہ کو مراجعت کرے۔ ۲۲ شعبان سنہ ۹۸۰ کو وہ
کنبایت کی طرف جو احمد آباد سے تیس کوس ہے چلا۔ امراء گجرات نے چندروز کی رخصت
لی کہ شہر مین جاکر اپنے کامون کا سرانجام کرین۔ پادشاہ نے ان خود آرایون کے ایتلاف کے
لئے حکیم عین الملک کو یہان چھوڑا۔

اثناء راہ مین پادشاہ نے سنا کہ اختیار الملک بھاگ گیا۔ اعتماد خان اور اور امراء
گجرات سرکش ہونے کو ہین۔ پادشاہ نے شہباز خان کو بھیجا کہ اس خائف و خائن گروہ کے
پاس چلا جائے اور اسکا علاج کرے۔ پادشاہ کنبایت مین آیا۔ روم و شام و ایران کے
تاجر اسکی خدمت مین آئے۔ انپر اس نے بہت مہربانی کی۔ پھر اس نے جہاز مین سوار ہو کر
سمندر کی سیر کی۔ اعتماد خان اور بعض اور امرائے گجرات کو شاہباز خان گرفتار کرکے
پادشاہ کے روبرو لایا۔ اونہون نے پیمان بندگی کو توڑا تھا۔ اسلئے اس جماعت مین سے ہر ایک کو
پادشاہ نے اپنے امراء کے حوالہ کیا۔ یہ جماعت گجراتی ایک معجون مرکب ہراس و فریب اور نادانی
کی تھی جسمین قدرے راستی و سادگی و فروتنی بھی تھی۔ انکا سرگروہ اعتماد خان بنا۔
جب ان امراء نے پادشاہ کی آمد سنی تو سررشتہ تدبیر انکے ہاتھ سے نکل گیا حیلہ اندازی

کرکے پادشاہ کے پابوس ہوئے مگر یہ سوچتے تھے کہ کسی طرح پھر ان کو اس ملک کی ایالت بدستور سابق ملجائے مگر وہ یہ جانتے تھے کہ جب تک پادشاہ اس ملک مین ہے حکومت ملنی دشوار ہے۔ اسلیئے انہون نے ارادہ کیا کہ الگ الگ ہوکر شورش برپا کیجیے۔ اختیار الملک تو فرصت پاکر بھاگ گیا اور اعتماد خان و اسکے ساتھ اور بھاگنے کو تھے کہ میر ابوتراب و حکیم عین الملک نے انکو باتین بناکر روکا کہ شاہباز خان پہنچ گیا وہ اختیار الملک کے پیچھے نہین پڑا کہ اعتماد خان وغیرہ ہاتھ تلے سے نکل جاینگے۔ اسی کو وہ پکڑکر پادشاہ کے پاس لایا اگر پادشاہ انکو پہلے سے قید کرلیتا تو خلقت پر پادشاہ کی خیر اندیشی اور بزرگ منشی ایسی ظاہر نہ ہوتی اب انکی گرفتاری کی وجوہ معقول تھی خلقت اس سے نہایت مسرور تھی۔

مرزاؤن سے پادشاہ کی لڑائی سنہ ۹۸۰

جب پادشاہ کو ان نامعقول امیرون کی مہم سے فراغت ملی تو اوس نے مرزاؤن کے استیصال پر کمر باندھی۔ یہ مرزا مالوہ سے بھاگ کر گجرات مین آئے تھے تو بڑودہ اور اسکے حدود مین مرزا ابراہیم حسن کا غلبہ اور سورت اور اسکے نواح مین محمد حسین مرزا کا تصرف اور جانپانیر اور اسکے مضافات مین شاہ مرزا کا تعلق تھا۔ پادشاہ نے بندر کھنبایت کا انتظام حسن خان خزانچی کو تفویض کیا۔ اور خود بڑودہ کیطرف روانہ ہوا۔ اور شاہباز خان قاسم خان و باز بہادر خان کو جانپانیر کو روانہ کیا کہ اس قلعہ کو دشمنون سے خلاص کرے خان اعظم مرزا کوکہ کو احمد آباد کی ایالت اور اس حدود کی حراست عنایت کی۔ ان سب امیرون کو پادشاہ کی رعیت پروری کے رموز و فراخی حوصلہ و دوستاری معدلت و دوام آگاہی و طبقات مردم کا حفظ مراتب و رعموم خلائق کی عرض ناموس کی حمایت و عاطفت عام و صلح کل خوب سمجھادیئے اور فرمایا کہ مجھے خیال ہے کہ جو ہم نے تم مین جوہر کاردانی سمجھہ رکھی ہین اس کا یقین تم دلادوگے۔ پادشاہ قصبہ بڑودہ مین آیا۔ دوسرے روز اس نے سُنا کہ مرزاؤن نے قلعہ سورت کو مستحکم کیا ہے اور وہ حدود جانپانیر مین جمع ہوئے ہین۔ پادشاہ نے خان عالم و سید محمود خان بارہہ و راجہ بھگونت سنگہ و مان سنگہ اور بعض امیرون کو ان مرزاؤن کی سرزنش کے لیئے روانہ کیا۔ آدھی رات کو پادشاہ کو خبر ہوئی کہ پادشاہ کے لشکر کی آمد کی خبر مرزا ابراہیم حسین نے سنکر قلعہ بروچ مین رستم خان رومی کو اس سبب سے مارڈالا کہ اسکا

ابراہیم مرزا پر بادشاہ کا ایلغار کرنا اور لڑنا اور اسکو شکست دینا ۹۸۰ھ۔

قصد بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونے کا تھا۔ پہلے تو بادشاہ نے امیرون کو اُن میرزاؤن سے
لڑنے کے لئے بھیجا تھا۔ مگر اب اسکا خود ارادہ انسے جاکر لڑنے کا ہوا۔

بادشاہ نے جو لشکر پہلے مرزاؤن کے لئے بھیجا تھا اوسکو اُلٹا بُلا لیا۔ اور اپنے ساتھ تھوڑا سا
لشکر اوسنے لیا۔ اسکو خوف تھا کہ ابراہیم حسین مرزا لشکر کی کثرت سُنکر کہین اور نہ چلا جائے
رات دو گھنٹے باقی تھی کہ بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ ملک اشرف گجراتی راہ بتانے کے لئے ساتھ
ہوا۔ مگر تیز روی مین راہ بھولا۔ اسلئے دشمن تک پہونچنے مین کچھہ توقف ہوا۔ دشمن بھاگ کر دریا
بیکانیر سے گذر کر قصبہ سرنال مین بہت سی جمعیت کے ساتھ چلا گیا۔ بادشاہ سے وہ چار کوس
پر تھا۔ بادشاہ نے اپنے ساتھیون سے مشورہ کیا۔ اُنہون نے یہ عرض کیا کہ لشکر ابھی آیا نہین
اور غنیم پاس جمعیت بہت ہے۔ دن کو لڑنا نہین چاہیئے رات کو شب خون مارنا چاہئے
بادشاہ نے کہا کہ مجھے شب خون پسند نہین۔ وہ تلبیس و تزویر کی صورت رکھتا ہے۔ یہی بہتر
ہے کہ دن کے کام کو رات پر نہ ٹالین۔ بادشاہ تیزروی کرکے قصبہ سرنال مین کہ ایک ٹیلے پر
واقع ہے پہنچا۔ اُس وقت بادشاہ کے ساتھ چالیس آدمی تھے کہ لڑنے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ کا
لشکر رستہ بھول گیا تھا۔ اسلئے اسکے آنے مین توقف ہوا غرض بادشاہ دو سو آدمیون کو ساتھ
لیکر لڑنے گیا۔ دریا مین گھوڑا ڈال کر پار اُترا۔ دریا کا کنارا ایسا ٹیڑھا بیڑا تھا کہ بادشاہ کا لشکر اس کنارہ
کی کجیون کے سبب سے۔۔۔ جدا جدا ہوگیا۔ ابراہیم مرزا لڑنے کھڑا ہوا۔ بادشاہ تھوڑے آدمیون کے ساتھ
دروازہ سرنال پر گیا تھا۔ کچھہ آدمیون نے اوسے روکا۔ ان سب کو مار ڈالا۔ جب وہ شہر مین آیا
تو معلوم ہوا کہ ابراہیم حسین دوسری طرف سے نکل کر لڑ رہا ہے۔ بادشاہ شہر سے نکل کر ہر طرف گیا
دوستون کی دلدہی اور دشمنون کی جان ستانی مین کوشش کی۔ بھوپت سنگہ برادر راجہ
بھگونت سنگہ اس لڑائی مین کام آیا۔ یہان زمینین کیکرون سے خارستان بن رہی تھین۔
دو سوار ہم پہلو نہین گذر سکتے تھے۔ ان تنگناؤن مین بادشاہ آہستہ آہستہ جاتا۔ راجہ بھگونت
اسکے ساتھ تھا۔ ہر طرف ہنگامہ جانفشانی اور جان ستانی گرم تھا۔ مخالفون مین سے تین آدمی
دلیر شہریار شیر دل کی طرف آئے۔ انمین سے ایک نے راجہ بھگونت سنگہ کے نیزہ مارا مگر وہ خالی گیا

راجہ نے اس کے برچھا ایسا مارا کہ اوسکا حال دگرگون ہوا۔ باقی دو آدمیون نے بادشاہ پر حملہ کیا۔ کانٹون کے جھاڑ جھنکار درمیان مین تھے۔ بادشاہ نے جب انکو دیکھا تو گھوڑے کو اس جھاڑی سے کُدایا تو وہ دونو ڈر کر بھاگ گئے۔ ابراہیم مرزا کا دل لڑائی سے ہار گیا۔ اور دفعۃً وہ سراسیمہ ہو کر بھاگ گیا۔ بادشاہی لشکر نے اسکا تعاقب کیا اور اوسکے بہت آدمیون کو مارا۔ بادشاہ نے سرنال مین آکر شکرانہ ادا کیا۔ اور چہارشنبہ ۱۸ شعبان کو اپنے لشکر سے آن ملا۔

بادشاہ نے شاہ قلیخان محرم و صادق کو بھیجا کہ قلعہ سورت کی حدود مین جاکر کسی اہل قلعہ کو باہر نہ جانے دین۔ مرزا کامران کی بیٹی گلرخ بیگم کو جو ابراہیم حسین مرزا اپنے بیٹے مظفر حسین مرزا کو نکال کر دکن مین چلی گئی۔ بادشاہی آدمی ہر چند اوسکے پیچھے پڑے مگر یہ فرزانہ عورت ایسی مردانہ گئی کہ کسی کے ہاتھ نہین آئی + بادشاہ کو تحقیق ہوگیا کہ مرزاؤن نے قلعہ سورت کو اپنی پناہ گاہ سمجھ کر مستحکم کیا ہے اور تمام فوج جمع کرکے اوسکی حراست ہم زبان کو سپرد کی۔ جو پہلے جنت آشیانی کے قورچیون مین تھا مگر باغی ہو کر ان مرزاؤن سے مل گیا تھا۔ بادشاہ نے جب اسکی تسخیر پر توجہ کی اور راجہ ٹوڈرمل کو بھیجا کہ اس حصن حصین کے مداخل و مخارج کو ملاحظہ کرکے اطلاع کرے کہ اسکی تسخیر آسان طور پر کیجائے۔ یہ امر قرار پاگیا تھا کہ بادشاہ خود اس قلعہ کو فتح کریگا۔ راجہ نے اس دشوار کار کو آسان بتلایا۔ اس نے اقبال شاہنشاہی پر نظر کی اگر زمانہ کے مزاج کا ملاحظہ کرتا تو عرض مطلب مین یہ جرأت نہ کرتا۔ اُس وقت ایک نیا وسیع ملک ہاتھ آیا تھا۔ جہاندارہ دارالملک سے دُور تھا۔ چند مہینے سے لشکر برابر سفر کر رہا تھا۔ واقعہ طلب شورا فزا ہر گوشہ مین پھر رہے تھے۔ کچھ اس دیار کے فتنہ اندوز تھے۔ کچھ دیار مشرق کے۔ مناسب نہ تھا کہ بادشاہ خود اس قلعہ کو فتح کرتا۔ مگر بادشاہ جانتا تھا کہ اگر مین خود اپنی ذات سے اس قلعہ کی فتح مین نہین مصروف ہونگا تو ان سرکشون کی جڑ نہین کٹےگی وہ پھر بحال ہو جائینگے۔ ناحق طول ہوگا۔ اس لئے اوسنے اس دشوار کار کو آسان اس طرح کیا کہ خود ادھر متوجہ ہوا۔ اس نے شاہم خان جلائر کو حکم دیا کہ فوج کو قلعہ جانپانیر پر لے جائے۔ قاسم خان میر بر و بحر کو جو وہان ہے یہان ساباط و نقب لگانے کے لئے بھیجدے۔ جب بادشاہ نے احمد آباد اور اس نواح کا سب طرح سے بندوبست

فتح سورت ۹۸۰

کردیا تو وہ جمعہ دوشنبہ ۷ رمضان ۱۰۰۹ھ کو حوالی قلعہ مین ایک کوس پر آن پہنچا اور اُس روز مداخل و مخارج کو دیکھکر مورچلون کو امرا مین تقسیم کیا۔ دو تین روز بعد دولتخانہ عالی ایسا قلعہ کے نزدیک آیا کہ وہان توپ و تفنگ کے گولی و گولیان آتی تھین۔ داروغہ فراشخانہ نے عرض کیا کہ یاس یہان ایک کولاب (تال) ہے جسکو بلاب کہتے ہین اگرچہ وہ دیوار قلعہ سے متصل ہے لیکن زمین کی پستی و بلندی اور بعض درخت ایسے حائل ہین کہ وہ توپ تفنگ کے مانع ہین۔ بادشاہ وہان اپنا دولت خانہ لے گیا غرض ایک مہینہ سترہ روز محاصرہ رہا۔ بادشاہ کے لشکر نے اہل قلعہ کا پانی کھینچنا بند کردیا۔ اور سرنگ لگانیوالون نے دیوار تک سُرنگون کو پہنچا دیا۔ دمدمے ایسے اونچے بنائے کہ اہل قلعہ کو تیر انداز کرنے لگے۔ توپ اندازون نے کار پردازی نمایان کی۔ بہت گولہ بارود خرچ کیا۔ اہل قلعہ کا آنا جانا بالکل بند کردیا تو اُنکا غرور ڈھا۔ ہمزبان نے اپنے خسر ملا نظام الدین لاری کو بادشاہ پاس بھیجا۔ اس زبان آور کاردان کی تقریر نے بادشاہ عجز دوست عاجز پرور پر تاثیر کی۔ اگرچہ امرا نے عرض کیا کہ اہل قلعہ مین جب تک قوت و طاقت جگہ مین تھی تمرد و عصیان کیا اور اب جو دیکھا کہ بادشاہ کی فتح آج کل مین ہونیوالی ہے تو امان مانگتے ہین۔ انکو امان دینے کی جگہ قتل کرنا چاہیئے۔ مگر بادشاہ نے فرمایا ؎ بدی را مکافات کردن بدی + برِ اہل صورت بود بخردی + بمعنی کسانے کہ بے بُردہ اند + بدی دیدہ و نیکوی کردہ اند + مولوی نظام لاری بادشاہ سے رخصت ہوا۔ اہل قلعہ کو مژدۂ امان سنا دیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ مولانا نظام الدین کے ساتھ قاسم علیخان و خواجہ دولت ناصر جائین اور ہمزبان اور تمام قلعہ کے آدمیون کو دلاسا دے۔ کر اپنے ہمراہ لائین۔ دیانت مند محرر جاکر تمام صامت و ناطق اموال قلعہ کو ضبط کرکے ہمارے سامنے پیش کرین۔ اور تمام آدمیونکی نام نویسی کرکے ہماری نظر سے گذارین۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ ہمزبان باوجودیکہ بادشاہ کو گالیان دینے مین بڑا زبان زور تھا اوسکی زبان کاٹی گئی بعض اور مفسد تادیب کے موکلون کو سپرد کئے گئے۔ یہ فتح ۲۳ شوال ۱۰۰۹ھ کو ہوئی تہی جسکی تاریخ ہمزبان داد قلعہ سورت ہوئی۔ دوسرے روز جو بادشاہ قلعہ کو دیکھنے گیا۔ وہان کی بڑی بڑی بھاری بھاری توپین نظر پڑین جنکو سلیمانی اس وجہ سے کہتے تھے کہ سلطان روم نے جس سال مین . . . .

کہ فرنگیون سے بنادر ہندوستان کے لے لینے کا ارادہ کیا تھا۔ تو اُس نے اُن توپون کو جوناگڈھ مین اپنے لشکر کے ساتھ جو جہازون مین آیا تھا بھیجا تھا۔ مگر کچھہ موانع ایسے عارض ہوئے کہ لشکر سے کچھہ کام نہو سکا تو توپون کو قلعہ جوناگڈھ مین وہ چھوڑ گیا اور خود اپنے ملک کو چلا گیا۔ سمندر کے کنارہ پر یہ توپین پڑی رہین۔ جب خداوند خان نے قلعہ سورت بنایا تو اُن توپون کو قلعہ پر لگایا۔ پادشاہ نے ان توپون کو دارالخلافہ آگرہ مین بھجوایا۔ اس قلعہ کی حکومت و حراست قلیچ خان کو سپرد ہوئی۔

سورت کے قلعہ کا حال یہ ہے کہ وہ چھوٹا سا ہے۔ مگر جدید قلعون مین نہایت متین و استوار ہے۔ لکھتے ہین کہ صفر آقا نام غلام سلطان محمود گجراتی مخاطب خداوند خان نے ۹۴۷ھ مین دریا تاپتی کے کنارہ پر اُسکو بنایا۔ جو سمندر سے ۲۰ میل ہے کہ فرنگیون کے حملون کو دفع کرے۔ جب تک یہ نہ بنا تھا فرنگی مسلمانون کے ساتھ ہر طرح کی شرارت کرتے تھے۔ جب قلعہ بن رہا تھا تو کئی دفعہ جہاز تیار کر کے حملہ کرنے کے لئے فرنگی آئے مگر کچھہ نہ کر سکے۔ خداوند خان نے ہوشیار معمارون کو جو اوسوقت مین دستیاب ہوئے بلا کر استحکام حصار مین اہتمام کیا۔ دقیقہ رس معمارون نے اسطرح قلعہ کو تعمیر کیا کہ قلعہ کی دو طرفین جو خشکی کے متصل تھین ایک خندق ۲۰ گز عریض ایسی گہری کھودی کہ پانی نکل آیا اور پانی کے اندر سے چونہ و خشت پختہ و سنگ سے وہ بنائی۔ پتھرون کو لوہے کے قلابون سے جوڑ کر انمین پارہ پلایا۔ کہ کوئی درز انمین باقی نہین رہی۔ کنگرے اور سنگ انداز نہایت ہیبت ناک بنائے۔ اور ہر برج پر چوکھنڈی بنائی جسکو اہل فرنگ پرتگیزون کا ایجاد بتاتے ہین۔ جب اہل فرنگ اس قلعہ کی تعمیر کو زور سے نہ روک سکے تو زر سے انکو روکنا چاہا اور بہت روپیہ پیش کیا کہ قلعہ نہ بنایا جائے مگر خداوند خان نے انکی اس درخواست کو نہ مانا اور قلعہ بنا لیا۔ جسکی دیوارین بیس بیس گز بلند تھین اور دو دیوارون کا آثار پانچ پانچ گز کا تھا۔ اور چارون طرف کی دیوارون کے آثار کی پندرہ گز تھی۔

بندر گوہ سے ایک جماعت نصاریٰ پادشاہ کی خدمت مین آئی۔ اصل مین اس گروہ کو اہل سورت نے اپنی حمایت کے لئے بلایا تھا کہ قلعہ ان کو سپرد کر کے آپ سلامت رہین جب اس گروہ نے پادشاہ کے سامان قلعہ گیری اور لشکر کو دیکھا تو اپنے تئین ایلچی بنا کر پادشاہ کی

۲۰ قلعہ سورت۔

[illegible] ۱۵۷۲ع — ۹۸۰ھ

بارگاہ مین آئی اور کورنش بجالائی اور اپنے ملک کی طرح طرح کی نفیس دستکاریان بادشاہ کو دکھائین
بادشاہ نے انمین سی ہر ایک کو اپنی عنایت سی مخصوص کیا اور پرتگال کے عجائب و غرائب کا اور وہان
کے اوضاع کا حال پوچھا غرض اس وحشی گروہ سے ایسی باتین کین کہ انکو موانست بادشاہ سے ہوگئی

مرزاؤن کا حال سنہ ۹۸۰ھ

محمد حسین مرزا و شاہ مرزا تو پٹن کی حدود مین شورش کے کمین مین بیٹھے تھی - ابراہیم مرزا
سرنال مین شکست پاکر ان مرزاؤن سی آ ملا - ابراہیم حسین مرزا کو جو شکست ہوئی تھی اسکے باب مین ان تینون بھائیون
مین گفتگو ہوئی - نکتہ گیری سے درشتی پر اور درشتی سے رنجش پر نوبت آئی جسکا انجام یہ ہوا کہ ابراہیم حسین
مرزا جو شمشیرزنی مین مشہور تھا - مگر دماغ عقل سے خالی رکھتا تھا اپنی بھائیون سے رنجیدہ ہو کر دارالخلافہ
آگرہ کیطرف چلا (طبقات اکبری مین اس رنجش کا ذکر نہین ہی اوسمین لکھا ہے کہ وہ بھائیون کی صلاح
سے گیا) ان دو بھائیون نے اسکی کچھہ پروا نہ کی - بادشاہ نے یہ حال سُنکر سید محمود خان بارھہ
اور شاہ قلیخان محرم و راجہ بھگونت سنگہ داس کو دارالخلافہ کی طرف تعین کیا کہ وہ ابراہیم مرزا کا
تعاقب کرین - اس تعاقب سی مرزا ابراہیم کی شورش نے تسکین پائی جسکا آگے بیان ہوگا -
محمد حسین مرزا و شاہ مرزا و فولادیون نے جو کوہستان مین پڑے پھرتے تھے پٹن ہی پر چڑہائی کی لیکن
سید احمد خان بارہ نے قلعہ کی حراست مین کمر ہمت چست کی - جب خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کو
اسکی خبر ہوئی تو اس نے سپاہ جمع کی اور مالوہ کا لشکر جو گجرات کو آتا تھا وہ بھی اس پاس آگیا شیخ
محمد بخاری کو بھی دولقہ سے خان اعظم نے بلالیا - خان اعظم اس لشکر کو لے کر پٹن کی طرف چلا
۱۸ رمضان سنہ ۹۸۰ھ کو حدود پٹن مین آیا - طرفین کے لشکر مرتب ہو کر لڑنے کے لئے میدان جنگ
مین آئے شیر خان فولادی نے حیلہ سازی سے خان اعظم پاس آدمی مصالحت کے لئے بھیجے
خان اعظم نے اسکا جواب دیا کہ اگر حرف صلح سچ ہے تو تم اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ جاؤ ہم تمہاری
جگھہ پر آجائین - ہمارے آئین مین پھرنا جائز نہین ہی - اس بات کو مخالفون نے نہ مانا - وہ
انکا صلح کا پیغام جھوٹا تھا -

جنگ پٹن سنہ ۹۸۰ھ

دونو طرف کی فوجین مرتب ہو کر میدان نبرد مین آئین - مرزاؤن کی ہراول کی فوج نے بادشاہی
ہراول کو شکست دی - اور خان اعظم دست راست پر قطب الدین محمد خان تھا - اسکو بھی

پریشان کیا۔ شاہ محمد اتکا زخمی ہو کر بھاگ گیا۔ جب فوج کے ان دو حصون نے شکست پائی تو وہ احمد آباد کی طرف بھاگے۔ قطب الدین احمد کا خیمہ گاہ اکھڑ گیا۔ شیخ محمد بخاری جاگیردار دولقہ مارا گیا۔ جب اعظم خان نے یہ حال معائنہ کیا تو اوس نے ارادہ کیا کہ خود اسکا انتقام لے اور جب لڑے کہ بداغ خان نے جو خود مرد معرکہ تھا ـــــ اعظم خان کی باگ اپنے ہاتھ سے پکڑکر پھیر لی اور جانے نہ دیا۔ غنیم کا لشکر لوٹ کی تلاش مین متفرق ہوا اور اُسکے غول مین تھوڑے آدمی رہ گئے۔ اعظم خان نے بداغ خان کے ساتھ اتفاق کرکے میدان جنگ مین آن کر غنیم کے قلب لشکر پر حملہ کرکے شکست دی اور بادشاہی لشکر کو فتح ہوگئی اور اس کے مخالف اطراف مین چلے گئے۔ شیر خان فولادی نہایت عجز و ناتوانی کے ساتھ امین خان حاکم جونہ گڈھ پاس گیا اور وہان آسایش سے رہا۔ اور محمد حسین مرزا اور اور امرا دکن کو گئے۔ یہ فتح ۱۸ رمضان ۹۸۰ کو ہوئی۔ ابوالفضل نے قطب الدین کو لکھا ہے کہ اوس نے حملہ کرکے فتح پائی۔ اعظم خان و امرائنے مرزاؤن کا تعاقب کیا۔ مگر بادشاہ نے اسکو اپنے پاس سورت مین بلایا۔ اور اور اُمرا کو تعاقب مین بھیجا۔ اعظم خان نے پٹن کا انتظام کرکے بدستور سابق سید احمد خان بارہ کو حوالہ کیا اور ۲ شوال کو سورت مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور تمام امرا او نوکرون کی جان سپاری کا فرداً فرداً بیان کیا۔ اثنا راہ مین قطب الدین محمد خان اور امرا کو محمود آباد مین بھیجا کہ اختیار الملک اور لشکر مفرور کی تنبیہ کرے وہ جنگلون کے حصار مین متحصن ہو رہا ہے۔ قصبہ محمود آباد مین قطب الدین خان پہنچا تو افواج کو بھیجکر اختیار الملک اور حبشیون کو جنگل سے نکال کر قلعون پر متصرف ہوا اور اپنے تھانے وہان بٹھائے اور قصبہ محمود آباد مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔

بگلانہ ایک ولایت ہے کہ جسکا طول سو کوس اور عرض تیس کوس ہے ہمیشہ دو ہزار سوار اور دس ہزار پیادے آمین رہتے ہین۔ جمع اسکی ساڑھے چھہ کروڑ دام ہے۔ اس ملک مین جو حاکم ہوتا ہے اسکو بھرجی کہتے ہین۔ سالہیر و مولھیر دو سنگین قلعے قلہ کوہ پر واقع ہین۔ دو بڑے شہر انتاپور اور جنتاپور اس مین ہین۔ یہ ملک گجرات اور دکن کے درمیان واقع ہے اس کے حاکمون کی یہ عادت ہمیشہ رہی کہ جس جانب کو غالب دیکھتے ہین اسکی ہر ایک طرح کی وہ اطاعت کرتے ہین

اس زمانہ مین کہ شہنشاہ نے گجرات کو فتح کیا تو بھرجی نے بادشاہ کی درگاہ مین حاضر ہوکر اور خدمات شائستہ بجالاکر سرخروئی حاصل کی۔

شرف الدین حسین جسکا پہلے حال بیان ہوا ہے کہ وہ بادشاہ سے باغی ہوگیا تھا وہ فولادیون سے ملگیا۔ اور جالور اُنکو دیدیا جسکو اس نے خود فتح کیا تھا۔ کچھ دلون پٹن مین رہکر چنگیز خان سے التجا کی پھر مرزاؤن سے ملگیا۔ اس وقت کہ حاکم خاندیس گجرات کی فتح مین ناکام رہا اسکا ہمراہ ہوا۔ پھر تباہ حال ہوکر محمد حسین مرزا سے ملا۔ جب مرزاؤن مین تفرقہ پڑا۔ تو دکن کو بھاگا۔ یہان کے زمیندار نے اسکو دولتخواہی بادشاہ کی نظر سے یا اپنے فوائد کی وجہ سے اُسے گرفتار کیا اور مال اسباب لوٹ لیا۔ ابراہیم حسین کی بیوی بھاگی تھی اسکی گرفتاری کے درپے یہ زمیندار ہوا۔ مگر ناکام رہا۔ مرزا کی دو برس کی لڑکی اسکو ہاتھ لگی۔ بادشاہ نے اس لڑکی اور اور قیدیون کو اپنے آدمی بھیجکر بلالیا۔ لڑکی کو محلسرا مین دیدیا۔ اور اس خواجہ زادہ کو ہاتھی سے کہ مست تھا ڈرایا اور پھر قید خانہ مین بھیجدیا۔

سال سترھم ۹۹۰ھ کا ایک سانحہ یہ ہے کہ بادشاہ کی مجلس مین ہندوستان کے شجاعون کا ذکر ہوتا تھا کہ وہ اپنی جان کی قدر کچھ نہین کرتے۔ چنانچہ بعضے راجپوت ایک برچھے کہ دو سنان رکھتا ہے لیکر کھڑے ہوتے ہین اور دو مردانہ ہمسر ور سے ان دونون سنانون (انیون) کے محاذی دوڑتے ہین کہ یہ سنان اُنکی پیٹھون سے گذر جاتے ہین یہ سنکر اس پہلوان الٰہی کے دل مین یہ آئی کہ شمشیر خاصہ کا قبضہ دیوار مین مضبوط گاڑا اور پھر تلوار کے سر پر سینہ رکھکر کہا کہ اگر راجپوت اس طور پر اپنی شجاعت ظاہر کرتے ہین تو ہم اس شمشیر پر حملہ کرتے ہین۔ سب دیکھنے والے یہ دیکھ کر سکتے کے عالم مین تھے کہ مانسنگہ نے دوڑکر ایسی سبکدستی کی کہ اس شمشیر کو دور پھینکدیا۔ بادشاہ کی گھائی مین کچھ زخم لگا۔ اور لوگ شمشیر کو دور لے گئے۔ بادشاہ نے غصہ ہوکر مان سنگہ کو زمین پر دے مارا اور گرانے لگا کہ سید مظفر نے بادشاہ کی زخمی انگلیونکو مروڑکر مانسنگہ کو چھڑایا جس سے زخم بڑھ گیا مگر تھوڑے دنون مین اچھا ہوگیا بعض نے لکھا ہے کہ اہل مجلس مین سے کسی نے شراب کے نشہ مین رجپوتون کی شجاعت کی تعریف

شرف الدین حسین مرزا کا بادشاہ سے باغی ہونا سنہ ۹۸۰ھ

بادشاہ کا زخمی ہونا سنہ ۹۸۰ھ

کی تھی + جب بادشاہ سورت سے چلکر بروچ مین آیا تو والدۂ چنگیز خان دادخواہ بادشاہ پاس آئی کہ اس جھجھار خان حبشی نے زمستی براہ دوستی میرے بیٹے کو بلاکر اسکا پیاغ زندگانی لبریز کیا - اگرچہ یہ بات مشہور تھی - مگر پھر بھی بادشاہ نے اس معاملہ کی خوب تشخیص و تحقیق کرائی - اور اسمین سوال و جواب ہوئے تو خوب جرح ہوئی - مدعی کا دعوی سب طرح سے سچ ثابت ہوا تو بادشاہ نے عدالت سے خاص و عام کے روبرو اس حبشی کو ہاتھی کے پانوان تلے مسلوایا - جس سے اس بیچاری بڑھیا کے دل مین ٹھنڈک پڑی جھجھار خان حبشی گجرات کے امراء بزرگ مین سے تھا - اور جمعیت اور قوت مین ممتاز تھا ایسے قوی دست کو سزا دینے سے بادشاہ کی عدالت کی شہرت ہوگئی -

۲ ذی القعدہ کو احمد آباد کے باہر بادشاہ کے خیمے لگے اور بادشاہ نے دس دن رہ کر یہان کا یہ انتظام کیا کہ اس سرزمین کو کہ ایک سلطنت کبریٰ تھی - خان اعظم کو تفویض کی اور سرکار پٹن خان کلان کو عنایت ہوئی - سرکار بروچ اور اسکی حدود قطب الدین خان عم خان اعظم کو دولقہ و دندوقہ سید حامد بخاری کو اور ایسے ہی اور محال اور امراء کو مرحمت ہوئین - اگرچہ خان کلان و قطب الدین محمد خان عم خان اعظم عمر مین بڑے تھے مگر بادشاہ کی نزدیک آئین سلطنت مین عدالت یہی ہے کہ مدار عنایت عقل پر ہے نہ سال پر ع بزرگی بعقل است نہ بسال + اور اعتماد فزونی اخلاص پر ہو نہ درازی عمر پر - دُوربینی عمدہ ہوتی ہے - نہ بزرگی جثہ - اہل جوہر معقول ہوتے ہین - نہ عظیم ہیکل محسوس - اساس فرمان دہی شمائل اخلاق پر موقوف ہے -

دوشنبہ ۱۰ ذی الحجہ ۹۸۰ھ کو بادشاہ آگرہ کو روانہ ہوا - جب سدھپور مین آیا تو خان اعظم کو یہ نصیحتین کہین کہ فزونی آگاہی - فراخی حوصلہ - آدمیون کی خطاؤن سے اغماض نظر - گناہگار کا عذر قبول کرنا - فصل خصومات مین غور عظیم کرنا - اور جان و انجان کو یکسان جاننا - اسکو اور امراء کو اپنی اپنی جاگیرون مین رخصت کیا - اور راجہ علی خان حاکم خاندیس جو آیا تھا وہ بھی رخصت ہوا - اور مظفر خان کو جو ایام محاصرہ سورت مین حاضر ہوا تھا اور اسکی

جھجھار خان حبشی کا مارا جانا -

بادشاہ کا احمد آباد مین آنا اور وہان سے آگرہ روانہ ہونا ۹۸۰ھ -

ناہمواریون کو پادشاہ نے معاف کردیا تھا۔ صوبہ مالوہ عنایت ہوا۔ مان سنگھ
وشاہ قلی خان محرم کو اور بعض بعض امراء کو حکم ہوا کہ ایدر کی طرف سے
ڈونگرپور اور اس کے حدود مین جائین اور پھر دارالخلافہ مین آئین +

ابراہیم حسین مرزا کا گرفتار ہونا

ابراہیم حسین مرزا کا گرفتار ہونا ۹۸۱ھ

۱۰ محرم کو اجمیر مین پادشاہ آیا اور زیارت سے مشرف ہوکر
اپنے دارالخلافہ فتحپور مین دوم صفر سنہ ۹۸۱ھ کو آگیا۔ اس سفر مین پادشاہ سروہی مین تھا کہ اس پاس
امراء پنجاب کی عرضداشت آئی کہ مرزا ابراہیم گرفتار ہوگیا اور مرگیا۔ اس اجمال کی تفصیل
یہ ہی کہ ہمنے پہلے لکھا تھا۔ کہ وہ ایدر سے اپنے بھائیون سے جدا ہوکر دارالخلافہ کی طرف
چلا ہے۔ اوس نے اپنے چھوٹے بھائی مسعود مرزا کو بھی ہمراہ لے لیا تھا۔ وہ گجرات سے ایلغار کرکے
میرٹھ (میرٹھا) کی نواح مین آیا۔ اور ایک قافلہ کو کہ گجرات سے آگرہ کو آتا تھا۔ اس قلعہ سی گیارہ کوس
پر لوٹ لیا اور ناگور مین آیا۔ فرخ خان پسر خان کلان جو پادشاہ کی طرف سی یہان حاکم
تھا وہ قلعہ مین متحصن ہوا۔ مرزا ابراہیم نے چند غریبون اور فقیرون کے گھر جو شہر سے باہر تھے
لوٹے اور نارنول گیا۔ رای رام سنگھ اور اور امراء جو پادشاہ نے گجرات کے جانے کے وقت
ہزار سوارون کے ساتھ جودھپور مین تعین کئے تھے۔ وہ ایلغار کرکے ناگور مین آئے اور فرخ خان
کو ساتھ لیا۔ اور مرزا کے تعاقب مین چلے موضع کھتولی مین کہ ناگور سے بیس کوس پر ہے رات کو
پہونچے۔ مرزا ہوشیار ہوکر بھاگنے کا انتظام کرتا تھا۔ ۲ رمضان سنہ ۹۸۰ھ کو لشکر کے آدمی ایک
بزرگ حوض پر افطار کو آئے۔ مرزا کچھہ تھوڑی دور گیا تھا۔ اُلٹا آیا۔ اور اُس نے اس سپاہ پر جو
اسکے تعاقب مین تھی حملہ کیا۔ اس جماعت نے ثبات قدمی کرکے اپنی حفاظت کی۔ مرزا نے
تین دفعہ اپنی سپاہ کے دو توپ بناکے دو طرف سے شاہی لشکر پر تیرون کا مینھ برسایا
جب دیکھا کہ کچھہ کام نہین نکلتا تو وہ بھاگ گیا۔ ایک توپ سپاہ کا رات کو اس سی جدا ہوگیا تھا
وہ اس نواح کے مواضع و قریات مین گرفتار ہوا۔ اکثر آدمی انکے مارے گئے۔ انمین سے

سو آدمی زندہ فرخ خان کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے - مرزا ابراہیم خان تین سو آدمیون
کو ساتھ لیکر چلا - اور راہ مین جو قصبات آئے اُنکو لوٹتا مارتا جمنا گنگا سے پار اُترکر پرگنہ
سرکار سنبل اعظم پور مین جو اسکی جاگیر مین تھا آیا - اوسکو یقین تھا کہ سرکار سنبل اور اس کا قلعہ
مثل کوہ کمایون جس کی خندق دریاے گنگ ہے ہاتھ آجائینگے - اور بہت جمعیت اس
پاس جمع ہو جائیگی - مگر یہ صورت نہ ہوئی - حسین خان و محمد قاسم خان کانٹ گولہ کے
جاگیردار اسکے رفع کرنے کے لئے مستعد ہوئے - پانچ چھ روز یہان رہکر پنجاب کی طرف
بھاگا - قصبہ پانی پت اور کرنال کو کہ سرراہ تھے غارت کرتا ہوا آگے چلا - راہ مین اوباش
واقعہ طلب بہت اس کے ساتھ ہوئے اور خلق خدا کو آزار پہنچانے لگے مرزا دیپالپور
مین آیا - تو اس نے سُنا کہ نگرکوٹ کے فتح مین جو امرا اور لشکر مصروف تھا وہ اس کے پیچھے
آتا ہے تو اس نے لاہور کا ارادہ ترک کیا - اور ملتان کی طرف چلا - جب لشکر شاہی تنبہ
کے قریب آیا - تو معلوم ہوا کہ مرزا کل اس قصبہ مین آیا تھا - اور آج مقیم ہے - ترتیب افواج مین
افسران سپاہ مشغول ہوئے - حسین قلی خان و اسماعیل قلی خان اور ایک اور جماعت قول بنی -
محب علیخان و مرزا یوسف خان برانغار مین مقرر ہوئے - خرم خان و دولت خان سہدی
و شاہ غازی خان تبریزی جرانغار مین قرار پائے - جعفر خان - فتو - اور بعض و رد لاوس
ہراول مقرر ہوئے - اس طرح انتظام کرکے روان ہوئے - اس روز ابراہیم حسین مرزا کچھ
آدمیون کے ساتھ شکار کو گیا ہوا تھا - مسعود مرزا نے جب لشکر شاہی کے آنے کا حال سُنا تو
خود جنگ کے لئے مستعد ہوا اور سپاہ کو بلایا اور فوج کے قریب گیا - اور لڑائی مین مشغول ہوا
مگر وہ گرفتار ہو گیا - اور بہت آدمی اوسکے مارے گئے - ابراہیم مرزا بہت تنگ ہو کر کے
بھاگا اور ملتان کے قریب آیا - بلوچون نے اسکی راہ روکی - دریاے گارا سے جو اس دریا
کا نام ہے جو بیاس اور ستلج کے ملنے سے بنتا ہے اُترنا چاہتا تھا - مگر رات تھی کشتیان
نہ تھین اوسکے کنارہ پر سو رہا - قوم جھیل نے جو مچھلیان بیچا کرتے تھے - اس پر شب خون مارا
مرزا کے ساتھ آدمی بعض مجروح و بعض مغلوب بے حال تھے وہ اس گروہ کو سلے کر لڑنے

کھڑا ہوا ہے ع صف مغلوب را ہوائے بسنداست * جھیل غالب ہوئی۔ مرزا کی گردن
مین سرکنڈے پیچھے ایسا تیر لگا کہ وہ منہ کی راہ سے نکل گیا۔ اب مرزا نے اپنا حال دگرگون
پایا تو وہ لباس بدل کر اپنے آدمیون سے جدا ہوا۔ اس کے دو ایک قدیمی غلام قلندرن
کا لباس پہنا کر باہر لیجانا چاہتے تھے۔ مگر مرزا کو ضعف اس قدر تھا کہ ناچار ایک روز
گوشہ نشین شیخ زکریا کے گھر مین مقام کرنا پڑا۔ شیخ نے بظاہر تو مرزا کے جراحت پر ملائمت کے
مرہم رکھے۔ مگر ملتان کے حاکم سعید خان کو خفیہ اطلاع دی ع۔ ہر کجا گوشہ نشینی است درو
مکرے ہست * سعید خان نے اپنے غلام دولت خان کو بھیجا۔ وہ مرزا کو مقید کر کے لے
آیا۔ بادشاہ کو اسکی اطلاع دی۔ بادشاہ نے قیدی کو اپنے پاس بلایا۔ مگر بادشاہ کے
پاس روانہ ہونے سے پہلے اس جہان کو روانہ ہوا۔ جب حسین قلیخان بادشاہ پاس فتحپور
سیکری ہی مین آیا مسعود حسین مرزا کو اور اسکے تین سو آدمیون کو قید کر کے اس طرح لایا کہ مرزا
کی آنکھین سی ہوئی تھین اور قیدیون کے منہ گائے کی کھالون مین جنکے سینگ الگ نہین کیے
گئے تھے لپیٹے ہوئے تھے * بدایونی لکھتا ہے انکے منہ گدھے۔ سور کی کھالون مین لپیٹے
ہوئے تھے * طبقات اکبری مین لکھا ہے کہ چرمہائے گاو در گلو انداختہ جسکے معنے یہ ہین۔ گلون
مین نیمی گائے کے چمڑے کے پڑے ہوئے تھے۔ غرض ان قیدیون کی ایک عجیب ہیئت تھی
بادشاہ نے دیکھتے ہی فوراً مسعود حسین کی آنکھین کھلوائین۔ اور چند سرغنون کو تو بری طرح مارا
باقی سب کو رہا کردیا۔ سو آدمی مرزاؤن کے ساتھ ایسے بھی تھے۔ کہ خانی کا خطاب رکھتے تھے۔
انکو حسین خان نے جو سنبل سے چلکر اس لڑائی مین شریک ہوا تھا۔ اپنے گھر جانے کی اجازت دی
اور اس نے حسین قلیخان سے کہہ دیا کہ بادشاہ کی اجازت نہین ہے کہ کوئی قیدی مارا جای
اس لئے مین نے ان قیدیون کو بادشاہ کے صدقہ مین چھوڑ دیا۔ اُسی روز سعید خان ابراہیم حسین
مرزا کو بادشاہ کے روبرو لایا۔ انہین دنون مین بادشاہ نے حسین قلی خان کو خان جہان کا
خطاب دیا *

اس سنہ کے واقعات مین سے ایک یہ ہے۔

ابوالفضل نے اکبرنامہ مین یہ لکھا ہے کہ راجہ جے چند راجہ نگرکوٹ بادشاہ کی خدمت مین تھا

اس نے اپنی تال اندیشی سے اپنے خرد سال بیٹے ہری چند کو راجہ گوبند چند جسوال کے حوالہ کیا تھا۔ اس زمانہ مین گوبند چند نے قلعہ مین آخر لوازم قلعہ داری کا اہتمام کیا۔ مگر تاریخ بدایونی مین اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا + پادشاہ کو ایام طفلی سے کل اصناف ہنود کی طرف رغبت دلی تھی۔ خاص کر برہمنون اور کبیون (شاعرون) کی طرف ایک برہمن کبی بربہداس نامی کالپی کا رہنے والا ہنود کی مداحی مین نامور۔ فہم و ادراک مین بلند پایہ پادشاہ کا ملازم ہوا۔ پادشاہ کی ہمزبانی سے اس نے مزاج مین دخل پیدا کیا۔ روز بروز اس کی تربیت سے منصب عالی پر پہنچا۔ شرف ندیمی سے مشرف ہوا۔ اول کب رائے (ملک الشعرا) کا خطاب ہوا۔ بعد ازان راجہ بیربر (یعنی بہادر نامور) کا خطاب ملا۔ راجہ جے چند حاکم نگرکوٹ سے پادشاہ کا مزاج برہم ہوا۔ جے چند کو مقید کیا۔ اور ولایت نگرکوٹ راجہ بیربر کو جاگیر مین عنایت کی۔ اور حسین قلیخان کو حکم ہوا کہ مرزا یوسف خان و جعفر خان و فتح خان چناری و مبارک خان گکھر و غازی خان اور امرائے پنجاب کو لیکر ہری چند سے نگرکوٹ لیکر راجہ بیربل کو دلادی۔ راجہ بیربر لاہور مین آیا۔ حسین قلیخان مع اور امراء پنجاب کے نگرکوٹ پر متوجہ ہوا۔ جب یہ سپاہ دمہری کے قریب پہنچی تو یہان کا ناظم چھوٹو نام جو جے چند کا رشتہ دار تھا اور اپنی قلعہ کی استواری پر مغرور تھا۔ خود تو ایک گوشہ مین چھپ گیا۔ اور اسنے وکلاء کو پیشکش دیکر بھیجا اور عرض کیا کہ مین خوف کے سبب سے خدمت مین حاضر نہین ہوا۔ مگر راہداری کا کفیل ہون حسین قلیخان نے وکلاء کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ اور ایک قریہ مین کہ سر راہ تھا اپنا تھانہ مقرر کیا اور آگے چلا +

جب قلعہ کوٹلہ مین پہنچا تو یہان مقام کیا۔ یہ قلعہ بہت بلند ہے۔ وہ پہلے گوالیار (پہاڑون مین ہی) کے راجہ رامچند سے متعلق تھا۔ مگر راجہ دھرم چند اور راجہ جے چند نے بزور اس سے چھین لیا تھا۔ راجہ جے چند کی طرف وہان جو افسر محافظ مقرر تھے انہون نے اس لشکر پر کہ لوٹنے گیا تھا تیر و تفنگ چلائے ...... جب حسین قلیخان خان جہان نے یہ حال سنا تو وہ گھوڑے پر سوار ہوکر اطراف قلعہ کو ملاحظہ کرنے گیا قلعہ کے محاذی اس نے ایک پہاڑ

دیکھا کہ وہ قلعہ کا سرکوب ہوسکتا تھا۔ اس پہاڑ پر نہایت مشقت سے توپین چڑھائین اور وہان سے انہین قلعہ پر چلایا۔ گولون سے قلعہ کی عمارات شق ہونی شروع ہوئین اور بہت سے آدمی اس کی دیوار کے نیچے دب کر مر گئے اور قلعہ مین بڑی کھلبلی پڑی۔ جب عصر کا وقت آیا تو حسین قلیخان اپنے خیمہ مین آیا۔ اور مورچے پر لشکر کو چھوڑ آیا۔ تو یون کچھ صدہو ن سے راجپوت جو قلعہ کے اندر تھے رات کو سب بھاگ گئے۔ جب صبح کو حسین قلیخان کو خبر ہوئی تو وہ ڈنکہ بجاتا ہوا قلعہ کے اندر گیا۔ اور راجہ گوالیار کو یہ قلعہ دیدیا۔ اسی کے باپ دادا کا وہ تھا۔ مگر یہان اپنا تھانہ بھی مقرر کیا۔

اب حسین قلیخان آگے چلا تو ایک جنگلستان ایسا آیا کہ درختون کی کثرت سے وہان مور و مار کا گذرنا مشکل تھا۔ ایک گروہ جنگل کو کاٹ کر راستہ بناتا تھا تو لشکر چلتا تھا متواتر کوچ کرکے اول رجب ۹۸۰ھ کو راجہ رامچندر کے باغ چوگان مین کہ نگرکوٹ کے قریب تھا پہنچا۔ لشکریون نے اپنے زور بازو و شجاعت سے پہلے ہی حملہ مین حصار بھول کو جو مہامائی کا مندر تھا لے لیا۔ یہان سوا پجاریون کے اور کوئی نہین رہ سکتا تھا۔ راجپوتون کی ایک جماعت جنہون نے اپنا مرنا ٹھان لیا تھا خوب بہادری سے لڑی اور مری۔ وہ برہمن جو ایک لمحہ اس بتخانہ سے جدا نہ ہوتے تھے اور چند سال سے اسکی خدمت کرتے تھے انہون نے بھی لڑکر اپنی جان اس بت پر سے قربان کی۔ اس ہنگامہ فساد مین بت خانہ کو دار الامن سمجھ کر ہندوؤن کی دوسو کالی گائین چلی آئی تھین بعض سادہ لوح ترکون نے ان کو ایسے وقت مین کہ تیر و تفنگ مینھ کی بوندیون کی طرح برس رہے تھے ذبح کیا اور انکے خون کو اپنے موزون مین بھر کر بتخانہ کی دیوارون اور چھتون پر پھینکا۔ نگرکوٹ کا شہر بند بیرونی ان کے قبضہ مین آگیا۔ انکی عمارات کو ڈھاکر لشکر کے اترنے کے لئے میدان صاف کیا۔ پھر قلعہ کے محاصرہ مین مصروف ہوئے۔ ساباط و سرکوب تیار کرکے چند بھاری توپین اس پہاڑ پر کہ قلعہ کے محاذی تھا چڑھائین۔ ہر روز چند توپین قلعہ اور راجہ کے مکانات پر ماری جاتین۔ اتفاقاً ایک دن کارفرمائے توپ خانہ نے اس

مکان پر توپ لگائی جسکو تحکم سمجھ کر راجہ وہان کھانا کھانے آیا تھا۔ اسّی آدمیون کے قریب اس مکان پر دب کر رہ گئے۔ انمین سے ایک بھوج دیو ولد راجہ تختمل راجہ مؤتھا۔ اوائل شوال سنہ ۹۸۰ھ مین خطوط سے معلوم ہوا کہ مرزا ابراہیم نے ملک مین شورش برپا کی ہی اس لئے بعض امراء کی یہ صلاح ہوئی کہ قلعہ کا صلح سے معاملہ طے کر کے اس کوہستان سے نکل کر مرزا کی شورافزائی کا علاج پہلے اس کے آنے سے کرنا چاہئیے بعض امیرون کی یہ رای تھی کہ بہت محنت اٹھاکر قلعہ کا کام اختتام کے قریب پہنچا ہے صلح نہین کرنی چاہئیے۔ امراء نے کہا کہ اس قلعہ کے لینے اور نہ لینے کے ضرر و نفع کی مقدار معلوم۔ مگر مرزا کی فتنہ افزائی کا ایک سانحہ عظیم ہے۔ خان جہان نے کہا کہ مین صلح اس شرط سے کرتا ہون کہ ہر ایک اہل مجلس بر صورت مجلس کو لکھ کر اپنی مہر کر دے۔ اگر اس محاصرہ کا اٹھا دینا بادشاہ کی مرضی کے خلاف ہو تو ہر یک جوابدہی اپنی آپ کرے۔ امراء نے خط لکھ دئیے اور صلح ان شرائط پر ٹھیری جس سی راجہ بہت خوش ہوا اوّل راجہ اپنی لڑکی بادشاہ سے بیاہنے کے لئے بھیجدے۔ دوم پیشکش لائق تیار کرے سوم اپنے معتبر آدمی جیسے فرزند و خویش ہین ہماری جمع خاطر کے لئے ہمراہ کرے کہ اگر شہریار کو یہ صلح نہ پسند ہو تو جب تک وہ قلعہ حوالہ کرے یہ آدمی گرو (اول) مین رہین چہارم یہ ولایت راجہ بیربر کو ملی ہے بہت سے مباغ اسکو دے۔ راجہ نے چارون شرطون کو قبول کر لیا۔ خان جہان نے پانچوین یہ شرط پیش کی راجہ گوپی چند آخر ملاقات کرے۔ راجہ کی تسلی کے واسطے مرزا یوسف خان کو قلعہ کے اندر بھیجا کہ وہ راجہ کے آنے تک ہین رہی۔ راجہ انکے ساتھ چلا آیا۔ خان جہان نے راجہ کو رخصت کیا۔ مگر راجہ نے کہا کہ اب تم غنیم سی لڑنے جاتے ہو مین تمہارے لشکر کے ساتھ چلتا ہون۔ طبقات اکبری مین لکھا ہی کہ اہل قلعہ نے پانچ من سونا بوزن اکبرشاہی اور اجناس قماش بادشاہ کی پیش کش کے لئے دے۔ راجہ جے چند کے محل کے سامنے ایک مسجد (پیش طاق) بنایا گیا روز جمعہ اواسط شوال سنہ ۹۸۰ھ مین ممبر پر حافظ محمد باقر نے بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھا خطیب نے بادشاہ کا نام جتنی دفعہ لیا اس کے سر پر سونا

نثار کیا گیا۔ سکہ جاری کیا گیا۔ اس لئے ملا حسین قتلیخان یہان سے روانہ ہوا +
بہت سے کام ایسے ہوتے ہین جو تنگدل حسد اندوزون کے لئے سرمایہ خوشدلی اور پراگندہ خاطر
نفاق اندیشون کے واسطے باعث نشاط۔ مگر حقیقت مین وہ افزائیش اقبال شاہنشاہی کی
مقدمہ اور آمال و آمانی کی کنجی اور فتنہ فساد کے دروازہ کا قفل اور مواد اخلاص کی افزونی اور
اہل نفاق کے لئے خمیر مایہ ہلاکت ہوتے ہین +

بادشاہ کا دوبارہ گجرات جانا اور فتح و نصرت کے ساتھ مراجعت کرنا سنہ ۹۸۱ھ ۔

اسی قبیل سے گجرات مین شورشون کا برپا ہونا اور بادشاہ کا انکے مٹانے کے لئے جانا
تھا۔ جس کی شرح یہ ہے کہ جب بادشاہ خان اعظم کوکہ کو گجرات کے سب اختیارات دیکر
دارالخلافہ کو روانہ ہوا۔ تو خان نے دیکھا کہ ایدر کی حدود مین رای نراین یہان کے زمیندار کو
شیر خان فولادی کے بیٹون کے ساتھ اختیارالملک متفق ہو کر فساد برپا کر رہا ہے تو اس نے مہمات
ملکی مین تاخیر کو مناسب سمجھا۔ وہ احمد آباد نہ گیا اور ایدر کی طرف روانہ ہوا۔ مرزا مقیم اس
نواح مین جاگیردار تھا وہ فتنہ اندوزون کے سامنے ٹھیر نہ سکا۔ خان سے آن ملا۔
خان اعظم اس گروہ کے استیصال مین مصروف تھا کہ محمد حسین مرزا نے تازہ فتنہ برپا کیا اسکی
تفصیل یہ ہے کہ محمد حسین مرزا کو دولت آباد دکن کی حدود کی طرف سے خبر پہنچی کہ سورت سے
بادشاہ اپنے دارالخلافہ کو روانہ ہوا۔ تو اس نے سورت کے لے لینے کا ارادہ کیا اور اس کے
حدود مین آکر شورش برپا کی۔ مگر قلیج خان نے اپنے قلعہ کو لڑائی کے لئے تیار کیا تو مرزا نے
اس کے لینے کا منصوبہ چھوڑ دیا۔ بروج مین آیا اور قطب الدین خان کے ملازمون سے دل کرا
لے لیا۔ اور وہان سے کھنبایت مین آیا۔ حسن خان یہان کا شقدار اس سے مقابلہ نہین
کر سکتا تھا وہ بھاگ کر احمد آباد چلا گیا۔ مرزا کو بے جنگ کھنبایت ہاتھ آگیا۔ خان اعظم نے سید
حامد و سید بہاؤالدین و شیخ محمد مونگیری کو قطب الدین خان کی مدد کو بھیجا۔ انہون نے
اختیارالملک اور وہ جماعت کہ پہاڑون کی تنگنائے مین چلے گئے تھے باہر آئے۔
خان اعظم نے ایک مستحکم جا اپنی پناہ گاہ بنائی تھی۔ مخالفون کا گروہ اس پر دست
اندازی نہین کر سکتا تھا۔ اب اس گروہ نے یہ ارادہ کیا کہ احمد آباد پر چڑھے۔ اگر

اگر اعظم خان اپنی پناہ گاہ سے باہر نکلے تو اس سے لڑے نہین احمد آباد پر قبضہ کیجئے۔
جب خان اعظم کو ان مخالفون کی احمد آباد کی طرف جانے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ
جلدی سے اس شہر مین آگیا۔ اسی رات کو محمد حسین مرزا کو کھنبایت مین شکست ہوئی
تو خان اعظم کے لشکر سے دور دور جاکر اختیار الملک و پسران شیر خان فولادی سے مرزا
ملا۔ اس شکست کا حال یہ ہے کہ خان اعظم کے ملازمون اور قطب الدین خان و سید حامد بخاری
اور نورنگ خان سے جو کھنبایت مین پہنچے ...... مرزا لڑا۔ باوجودیکہ اس پاس کم آدمی
تھے مگر بہت ہاتھ پاؤن مارے اور شکست پائی۔ سید بہاء الدین مارا گیا۔ امراء نے اس
فتح کو غنیمت جانا۔ اسکا تعاقب نہین کیا۔

خان اعظم نے احمد آباد مین آکر اسکے مداخل و مخارج کو مستحکم کیا۔ چند روز بعد مخالف بھی
احمد آباد مین آئے۔ دونو مین روز لڑائیان شروع ہوئین۔ اگرچہ پادشاہی لشکر اس قدر تھا کہ
اگر وہ صف آرا ہوتا تو فتح کرتا۔ مگر خان اعظم کو اپنے ملازمون اور قطب خان پر اعتماد نہ تھا۔
اس لئے وہ اس کام مین مبادرت نہین کرتا تھا۔ پادشاہ کی نصیحت اوسکو یاد تھی کہ اگر مخالف
جمع ہوکر ہنگامہ شورش گرم کرین تو جنگ مین نہایت حزم و احتیاط چاہیئے۔ ایک دن ..
فاضل بیگ خان نکل کر مخالفون سے لڑا اور زخمی ہوا جس سے وہ مر گیا اور سلطان خواجہ گھوڑے
سے گر کر خندق مین جا پڑا۔ اسکو رسیون سے نکالا۔ سب کی یہ رای ہوئی کہ ان مخالفون سے
لڑنا نہین چاہیئے۔ خان اعظم نے ایک عرضداشت تمام حال کی لکھ کر سلطان خواجہ کے ہاتھ
پادشاہ پاس بھیجی۔ پادشاہ کو اس عرضداشت سے جب سارا حال معلوم ہوا تو ارادہ ہوا
کہ ایلغار کرکے وہان جائے۔ لشکر شاہی ابھی ایک برس لڑکر گجرات سے آیا تھا اس نے اپنی جاگیرون
سے روپیہ نہین وصول کیا تھا۔ اس لئے پادشاہ نے خزانہ شاہی سے روپیہ انکو دیدیا اور
بہت سا لشکر کا سامان تیار کیا۔ پادشاہ جانتا تھا کہ سارا لشکر بھیڑ بنگاہ سمیت جلد نہین
جا سکتا۔ اس لئے اس نے دو ہزار کارآزمودہ منچلے بہادر چنے چنائے دلاور سپاہی ساتھ
لئے اور راستہ کے حاکمون کو حکم بھیجا کہ جتنی کوتل سانڈنیان ہون تیار کرکے اپنی انتخابی فوج کے

ساتھ سرراہ حاضر ہون - شجاعت خان - راجہ بھگونت سنگہ - سید محمود بارھہ - رائے
رائے سنگ کو پہلے سے روانہ کیا - مگر زبان سے یہ فرمایا کہ ہم سے پہلے سرکار پر کوئی نہین
پہنچے گا - دہلی کی حراست راجہ ٹوڈرمل اور امیرون کو سپرد کرکے ۲۴ ربیع الآخر ۹۸۱ھ
کو سوار ہوا - تین چار سو جان نثار اور نامی سردار اور منصب دار اس کے ساتھ تھے -
سانڈھنیون پر بیٹھ کوتل گھوڑا لگا نہ دن دیکھا نہ رات - جنگل اور پہاڑ کاٹ ساڑھے چار
سو میل سفر کو نو دن مین ختم کیا جسکو قافلہ دو تین ماہ مین طے کرتا ہے - پادشاہ کبھی گھوڑی
پر کبھی سانڈھنی پر سوار ہوتا کبھی گاڑی مین بیٹھتا - گاڑیبان سے وہ کہہ دیتا کہ خواہ
کیسا ہی تجھ کو آہستہ روی کے لئے لوگ کہین - مگر تو کچھ نہ سننا —— اپنے آرام کی
فکر اس سفر مین وہ نہین کرتا تھا - راہ مین جالور کی نواح مین ایک کاروان سے گھوڑے خرید
کے اپنے لشکر کو شائستہ طور پر مرتب کیا - راہ مین لشکر اس کے ساتھ جا بجا سے ہو گیا
یہان سے خود سو سوار لے کر چلا - جب وہ موضع مالینہ مین پہنچا تو معلوم ہوا کہ مخالف یہان قلعہ
کو مستحکم کرکے جنگ کے لئے تیار ہین - پادشاہ نے اپنے لشکر کو بھیجکر ان شخصون کو بھگایا اور مارا
وہ قلعہ مین داخل ہوئے - پادشاہ نے محتصر قلعہ کو اس لائق نہ جانا کہ خود اوسپر متوجہ ہوتا
بعد ازان مرزا یوسف خان اور قاسم خان لشکر لئے آتے تھے - اُنکو دیکھکر
اہل قلعہ بھاگ گئے - قلعہ فتح ہو گیا - پادشاہ جب احمد آباد سے تین کوس پر پہنچا تو -
آصف خان کو احمد آباد مین بھیجکر سب امراء کو بلایا -

پادشاہ کی خوش اخلاقی

جب پادشاہ کا لشکر غنیم کے قریب آیا تو یہ واقعہ عجیب پیش آیا کہ پادشاہ نے خود
جیبہ (زرہ و بکتر) پہنا اور اپنے خاص ملازمین کو جیبہ تقسیم کر رہا تھا کہ جیمل روپسی کو
دیکھا کہ وہ باپ کا جیبہ ایسا بھاری پہنے ہوئے کھڑا ہے کہ اُسکے بوجھ سے دبا جاتا ہی
پادشاہ نے دیا کرکے اُسکو خاص پہنا ہلکا پھلکا زرہ بکتر جیبہ خانہ سے منگا کر عنایت
کیا اور اسکا بھاری زرہ بکتر بال دیو کے پوتے کرن کو دیدیا اس پاس جیبہ نہ تھا جب
روپسی جیمل کے پاس گیا تو اُس نے اپنی زرہ بکتر کو . . . .

... پوچھا کہ کیا ہوا تو اُس نے تمام حال عرض کیا۔ روپسی اور مال دیو کے خاندان مین قدیم سے عداوت چلی آتی تھی۔ اس لیئے وہ ایسا خفا ہوا کہ اس نے بادشاہ پاس آدمی بھیجکر زرہ بکتر اپنا منگایا۔ اس گستاخی پر بادشاہ خفا نہین ہوا۔ بلکہ نہایت خوش اخلاقی سے جواب دیا کہ زرہ بکتر کے عوض مین ہمنے اپنا خاص زرہ بکتر دیدیا ہے۔ یہ جواب سُنکر روپسی نے اپنا زرہ بکتر اُتار کر پھینک دیا۔ اور کہا کہ اب ہم بغیر زرہ بکتر کے لڑینگے۔ بادشاہ نے اس معاملہ نافہم کو بجاے تادیب کرنے کے خود اپنا زرہ بکتر اُتار کر پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ مجکو یہ گوارا نہین کہ میرے سردار مجھسے زیادہ جان جوکھون مین پڑین۔ یہ مردمی نہین ہے کہ مین مسلح ہون اور وہ بے سلاح ہون۔ پیچھے بادشاہ سے روپسی کی طرف سے معذرت ہوئی کہ اس نے بھنگ کے نشہ مین یہ حرکت کی ہے۔ بادشاہ نے اسکی معذرت قبول کرلی

بادشاہ نے ۵ جمادی الاول سنہ ۹۸۱ کو لڑائی مین فیروزی پائی جسکی تفصیل یہ ہے کہ جب بادشاہ کا لشکر غنیم کے قریب آیا تو غنیم سامنے نہ آیا۔ بعض مقربین بادشاہ نے عرض کیا کہ شبخون مارنا چاہیئے بادشاہ نے کہا کہ اس مین خدعہ ہے ؎ شبخون بود دلیلِ بیدلان ازین ننگ دارند خیل یلان + بادشاہ نے نقارۂ جنگ بجایا۔ مخالفون کو اپنی کثرت پر غرور تھا محاصرہ تنگ کر رکھا تھا اور شیرخان فولادی کے آنے کے منتظر تھے۔ جب بادشاہ کا لشکر سابرمتی کی ندی پر آیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ فوج آئین کے ساتھ مرتب ہوکر دریا کو عبور کرے۔ امراء لشکر گجرات کے منتظر تھے کہ اس اثنا مین تین سو سوار گجراتیون کے جو مقام سرکیج سے پھرے تھے نمایان ہوئے۔ بادشاہ نے اپنے بندوقچیون کو حکم ان سے لڑنے کا دیا۔ سوار بھاگ کر اپنے مورچل مین چلے گئے۔ جب بادشاہ کے نقارہ اور کرنا کا آوازہ دشمن کے لشکر کے کان مین پہنچا تو محمد حسین مرزا سراسیمہ ہوکر برسم قراولی آیا۔ سبحان قلی ترک ورکئی اور بہادر اس دریا کے کنارہ پر کھڑے مخالف کا تفحص حال کر رہے تھے۔ مرزا نے بہ آواز بلند اس فوج کا حال استفسار کیا۔ سبحان قلی نے مرزا کے ڈرانے کو جواب دیا۔ اے بے خبر تجھے خبر نہین کہ یہ شاہی لشکر ہے اور یہ لشکر شہنشاہ ہے۔ کیا کھڑا پوچھتا ہے جا اپنی جماعت کو

رہبری کر۔ محمد حسین مرزانے کہا کہ اے برادر تو مجھے ڈراتا ہے اور اپنی طرف سے باتین بناتا ہے۔ چودھوان دن ہے کہ میرے جاسوسون نے ایک خبر دی ہے کہ پادشاہ فتحپور مین ہی۔ اس پر سبحان خان نے قہقہہ مارا۔ مرزانے کہا کہ اگر تو سچ کہتا ہے شہنشاہ یہان آیا ہے تو اسکے نشان کے ہاتھی کہان ہین جو اسکے ساتھ رہتے ہین۔ سبحان خان نے اسکا جواب دیا کہ پادشاہ کو نوان دن ہے کہ فتحپور سے چلا ہے۔ ہاتھیون کو کیا ہاتھ پر اُٹھا لاتا ہے تو مرزا کو یقین پادشاہ کے آنے کا ہوا اور وہ اپنے لشکر مین دوڑ گیا اور تسویہ صفوف مین مصروف ہوا۔ جب پادشاہ کو معلوم ہوا کہ غنیم اسکے آنے سے بے خبر تھا۔ تو اپنی مردانگی اور فتوت کے سبب لڑائی مین اتنا توقف کیا کہ اسکو خبر ہوجائے۔ نقارہ بجا کر اپنے آنے کی اسکو اطلاع کی کہ قراول خبر لائے کہ غنیم جیبہ پوشی وصف آرائی کر رہا ہے۔ حکم شاہی صادر ہوا کہ دریا سے عبور ہو۔ ہرچند امراو نے سمجھایا کہ خان کلان کے لشکر کو آنے دیجیئے۔ مگر اس نے اپنا گھوڑا دریا مین ڈال دیا۔ دریا پایاب تھا لشکر اُتر گیا۔

مرزانے ولی خان پسر جھجھار خان حبشی کو دست راست کی فوج کا سردار بنایا اور حبشیون اور گجراتیون کی ایک جماعت اسکے ساتھ کی محمد خان پسر شیر خان فولادی کو افغانون کی انبوہ کے ساتھ دست چپ سپرد کیا۔ شاہ مرزا بہت سے بدخشی وماوراالنہری کہ جنکے خود استخوان حرام نمکی سے پرورش پائے تھے اپنے ہمراہ لیے اور پادشاہ سے لڑنے کو تیار ہوا۔ بیس ہزار سپاہ کی رعیت اس کے ساتھ تھی۔ پادشاہ دریا سے ایک کوس پر بلندی پر بیٹھا لشکر کا تماشا دیکھ رہا تھا۔ کہ آصف خان نے آنکر عرض کی۔ مرزا کوکہ کو حضور کے آنے کی خبر نہین ہوئی۔ جب کوئی حضور کی تشریف آوری کی خبر دیتا تھا تو اسکو وہ ... حیلہ و تزویر اور تمام دو تنخواہون کے لطائف الحیل سمجھتا تھا جب اس کو قسمین دیکر خاطرنشان کیا کہ حضور تشریف لے آئے ہین تو اب وہ لشکر گجرات کو آراستہ کرکے آنے پر مستعد ہوا ہے۔ ابھی اس نے اپنی سرگذشت پوری نہین کی تھی کہ غنیم کا لشکر درختون مین سے نمودار ہوا۔ ہراول پادشاہی لڑنے گیا۔ مگر شکست پاکر اولٹا چلا آیا۔ پادشاہ نے راجہ

بھگونت داس سے کہا کہ اگرچہ غنیم کا لشکر بظاہر بہت ہے مگر عنایت ایزدی ہمارے
ساتھ زیادہ ہے۔ آؤ ہم تم یک دل و یک روے و یک راہ ہو کر اس فوج سے چلکر لڑین۔
جس لشکر کی بیرقین سرخ ہین وہ محمد حسین مرزا کا لشکر ہے اگر اسکا کام تمام کر دیا تو بیڑا
پار ہی۔ محمد حسین مرزا اپنے لشکر مین سب سے آگے بڑھ کر آتا تھا۔ شاہ قلی خان محرم و حسین خان نے
عرض کیا کہ تاخت کا وقت ہی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ عقل دوربین معاملہ دان ہمیشہ
واعظ و نگہبان و کار فرمائے آدمی زادگی ہے۔ ابھی پلہ دور کا ہے اور ہم بظاہر کم ہین
دور جا کر تاخت اور آویزش کرنے مین جمعیت لشکر مین پراگندگی ہو گی اور کوئی شایستہ
کام نہین ہو گا۔ جوہر مردانگی ظاہر نہ ہو گا اور مسلک احتیاط ہاتھ سے جائیگا مثال سے اسکی
توضیح کی کہ ہاتھ کی انگلیون کو باندھ کر گھونسہ مارئیے تو وہ زیادہ اثر کریگا اور کارگر ہو گا
بنسبت اسکے کہ پانچون انگلیون کو کھول کر مارئیے۔ وہ دانستہ آہستہ آہستہ بہ دلی و
مردانگی سے خرامان خرامان چلا۔ اپنے لشکر کو مدارج خرد سکھاتا۔ مراتب دلیری بتلاتا۔
جس سے وہ یک دل سے ہزار دل ہوتے انکا اخلاص بڑھتا۔ معاملہ دانی رونق پاتی۔
بادشاہ کی فوج دشمن کے نزدیک ہوئی۔ مگر اس مین نظم و نسق نہ رہا۔ برانغار کی فوج شکست
پاکر الٹی پھری۔ جب مخالف بہت نزدیک ہوا تو اسپر تاخت کی۔ اللہ اکبر کے غلغلہ کا اور
سورن کے زمزمہ کا شور ہوا چپقلش عظیم ہوئی۔ ایک دو تلوار رون کے ہاتھون کی رد و بدل
مین بادشاہ کے دست راست کی فوج کو غنیم نے پس پا کیا۔ محمد حسین مرزا نے بادشاہ کی
جانب چپ کی سپاہ کو مار ہٹایا۔ وہ یہ جانکر کہ کھیت میرے ہاتھ آیا کچھ آگے گیا تھا کہ بادشاہ
کی فوج قول نے مرزا کے جرانغار و برانغار کو مار کر تباہ کر دیا جسکی تفصیل آگے ہوتی ہے۔
مانسنگہ درباری اور رگھو داس کچھواہہ و محمد وفا و کرن نبیرہ مالدیو نے بڑی بڑی
جوانمردیان کین۔ رگھو داس کی جان گئی اور محمد وفا زخمی ہوا۔ اس زد و خورد مین ایک
جوانمرد نے بادشاہ پر شمشیر کا ہاتھ چلایا جو اوسکے گھوڑے پر پڑا اس [illegible]
پایا ہوا۔ مگر اس [illegible] شہریار نے گھوڑے کو سنبھال کر شمشیر زن کو برچھا مارا کہ اسکے

اندر بیٹھ گیا۔ جب اس کو کھینچا تو سنان اس کی ٹوٹ گئی کہ دوسرے آدمی نے آن کر بادشاہ کی ران مین تلوار ماری مگر بادشاہ بچ گیا۔ ایک اور آدمی نے آنکر نیزہ مارا۔ مگر جیپلہ گوجر نے برچھے سے اُسکو مار ڈالا۔ اُسی وقت قول بادشاہی دردمند ہو کر بادشاہ سے نزدیک ہوئی۔ اس فوج مین میر بخشی نے اپنی بدذاتی و بیخبردی سے بادشاہ کی خبر ناخوش اُڑا دی تھی۔ بادشاہ نے جب اس قول کی فوج مین جا کر اپنی آواز اُسکو سنائی تو اسکی جان مین جان آئی۔ اور دشمن کے دفعہ کرنے مین وہ متوجہ ہوئی۔ سید محمود خان بارہہ اور رای رای سنگہ و فرحت خان قول سے جدا ہو کر لڑے اور فتح پائی۔ بادشاہ آہستہ آہستہ احمد آباد کی طرف جاتا تھا اور مرزا کوکہ اور لشکر گجرات کے دیر لگانے کا سبب پوچھتا تھا کہ مغل کلاؤت نے آنکر کہا کہ سیف خان کوکلتاش مارا گیا۔ بادشاہ اسکے مرنے کے افسوس مین تھا کہ مژدہ فتح پہنچا کہ محمد حسین مرزا گرفتار ہوا۔ قول شاہی سے لڑنے مین اسکے چہرہ پر زخم لگا تھا وہ بھاگا جاتا تھا کہ گھوڑا اُسکا ببولون کے کانٹون سے گرا۔ گدا علی جو یکہ بادشاہی تھا وہ اس پاس گیا اس سے کہا کہ تو آ مین تجھے بچا لونگا۔ اسنے قبول کیا۔ اس کو اپنے آگے گھوڑے پر بٹھا کر بادشاہ پاس لے چلا۔ خان کلان کا ملازم ساتھ ہو لیا۔ جب وہ حضور والا مین آیا تو دونو مین سے ہر ایک نے دعوی کیا کہ مین نے مرزا کو پکڑا ہے۔ بادشاہ نے مرزا سے پوچھا کہ تم بتاؤ کس نے تم کو پکڑا ہے تو اُس نے جواب دیا کہ مجھے کسی نے نہین پکڑا۔ حضور کے نمک نے گرفتار کیا ہے۔ بادشاہ نے مرزا کے ہاتھ جو پیچھے بندھے ہوئے تھے کھلوا کر رای سنگہ درباری کے حوالہ کئے۔ شاہ مدد کوکہ مرزا کا کوکہ تھا بادشاہ کے روبرو لائے اسکو بادشاہ نے اپنے نیزہ سے مار ڈالا اسنے سرنال کی لڑائی مین بھوپت برادر راجہ بھگونت داس کو مارا تھا +

محمد حسین مرزا نے رای سنگہ درباری سے پانی مانگا۔ فرحت خان چیلہ اُس کے سر پر دو ہتڑ ماری کہ ایسے شور انگیز بدخواہ دولت کو پانی پلانا کس آئین مین درست ہے۔ بادشاہ نے جب ان کا شور سنا تو فرحت خان پر اعتراض کیا اور آب خاصہ طلب کر کے اسکو پلا کر اپنی عنایت سے سیراب کیا۔ ابر رحمت برسایا۔ برق مہربانی چمکائی۔ حوصلہ کار و نزبازار دکھایا۔ قدردانی کی

آرائش پدید کی۔ جرم بخشی و مجرم نوازی کا رتبہ بلند کیا۔ اپنی والا فطرتی و فتوت و اہلیت مردانگی کی داد دی۔

ابھی بادشاہ پاس کوکہ مرزا نہین آیا تھا کہ بادشاہ آگے بڑھا جاتا تھا۔ اُس نے رای رائسنگھ کو حکم دیا کہ محمد حسین مرزا کو ہاتھی پر ڈال کر ساتھ لے چلو۔ اس وقت اکثر آدمی بادشاہ کے استراحت کے لئے گوشون مین چلے گئے تھے۔ سو آدمیون کے قریب بادشاہ کے پاس تھی کہ سامنے سے ایک فوج نمودار ہوئی جس مین پانچہزار آدمیون سے زیادہ معلوم ہوتی تھے بعض یہ سمجھے کہ فوج گجرات مرزا کوکہ کی ہے۔ بعض نے کہا کہ شاہ مرزا کا لشکر ہے۔ جو محمود آباد کو ابتداء جنگ مین بھاگ گیا تھا۔ کچھ دیر کے بعد معلوم ہوا کہ اختیار الملک اس لشکر کو لئے چلا آتا ہے۔ بادشاہ کا لشکر اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کے سبب سے ڈرا نقارہ جنگ کا حکم ہوا۔ مگر نقارچی کے خوف کے مارے ایسے ہوش اُڑے ہوئے تھے کہ اوسے بادشاہ کا حکم سُنائی نہین دیا۔ برچھے سے ہوشیار کیا گیا۔ تو اوسنے نقارہ پر چوب لگائی شجاعت خان اور راجہ بھگونت سنگہ نے آگے بڑھکر مخالفون پر تیر چلائے۔ اس ہنگامہ مین بادشاہ کے حکم سے محمد حسین مرزا کا سر جدا کیا گیا۔ یہ فوج کہ پر شکوہ معلوم ہوتی تھی جتنی لشکر شاہی کے قریب آتی جاتی تھی۔ پراگندہ ہوتی جاتی تھی اختیار الملک کچھ آدمیون کو ساتھ لے کر اس سے جدا ہوا کہ مہلکہ سے نکل جائے۔ کہ خار پست زقوم کے صدمہ سے زین سے زمین پر گرا۔ سہراب ترکمان جو بادشاہی یکون مین تھا۔ اسکے پیچھے جا تا تھا۔ اسکا سر تن سے جدا کیا۔ یہ لشکر احمد آباد کا محاصرہ کر رہا تھا۔ جب اس نے سُنا کہ بادشاہ آتا ہے اور محمد حسین مرزا گرفتار ہو گیا ہے تو وہ حواس باختہ ہو کر گریزان ہوا۔ اختیار الملک دو ہزار آدمیون کے ساتھ بادشاہ کے لشکر کی دست راست کی طرف سے اور فوج کلان فیلان آراستہ کے ساتھ بائین طرف سے بھاگ گئی۔ بادشاہ کو فتح حاصل ہوئی۔ تو دان مین بادشاہ نے وہ کام کیا۔ جو برسون مین ہوتا ہے میدان جنگ مین دشمنون کے بارہ سو آدمی مارے گئے۔ اور زخمی جو ادھر اُدھر بھاگے انہین پانچسو جنگلون مین مرگئے۔ اور

پانچو یجان نکل گئے۔ غرض ان مرزاؤن کا حال یہ ہوا کہ ابراہیم حسین مرزا تو سعید خان کی قید
مین ہلاک ہوا محمد حسین مرزا اس لڑائی مین تلوار سے قتل ہوا۔ شاہ مرزا کہین بھاگ گیا۔ بادشاہ
کی طرف سو آدمی مارے گئے جنمین نامور آدمی یہ تھے۔ سیف خان کوکہ۔ سہراب خالہ زادہ
صادق خان و راگھو داس و عمر علی جلائرہ۔

جب بادشاہ کو اختیار الملک سے فراغت ہوئی کچھہ دن باقی تھا کہ ایک فوج آراستہ
نمودار ہوئی۔ قریب تھا کہ لشکر شاہی سے ایک مٹ بھیڑ ہو کہ شیخ محمود غزنوی نے اطلاع دی
کہ مرزا کوکہ کا لشکر آتا ہے۔ بادشاہ اس سے خوش ہوا اور کوکہ مرزا پر ایسی عنایت شفقت
کی جیسی کہ باپ بیٹے پر کرتا ہے۔ اختیار الملک کا سر بادشاہ پاس سہراب لایا۔ بادشاہ سجدہ
شکر مین جبہ سا ہوا۔ عبرت عوام کے لئے اس نے باغیون کے سرون کا منار بنایا۔
کوئی لکھتا ہے کہ آخر روز مین بادشاہ احمد آباد مین آیا۔ منازل سلاطین گجرات مین گیا
اور فتح نامے تیز رو قاصدون کے ہاتھ چارون طرف روانہ کئے اور اپنے جان نثار مخلصون
کو انعام اکرام دیا۔ اپنے دار الخلافہ آگرہ کی طرف مراجعت کا عزم مصمم کیا۔ مرزا کوکہ نے بعض
ارباب عمائم اور اصحاب گوشہ نشین کا شکوہ کیا کہ وہ ان فتنہ اندوزون کے ہمراہ تھے
انمین سے ایک شیخ وجیہ الدین کہ علم معقول و منقول مین متصف تھے اور آداب قناعت و عزلت
و اصلاح نفس مین اشتغال رکھتے تھے۔ انہون نے حرام خورون کا مال اپنے گھر مین بہت کچھ جمع
کر رکھا تھا۔ جب شیخ سے پوچھا کہ آپ کو ان امور سے کیا مناسبت تھی۔ مولوی نے عرض کیا کہ
آشنائی اور آنکھون کی شرم اسکا سبب ہوئی۔ کہ مین نے اپنے گھرون مین سے ایک گھر
انکو دیدیا۔ وہ سچا معلوم ہوتا تھا اس لئے بادشاہ نے چھوڑ دیا۔ میر غیاث الدین قزوینی کے
فرزندون کے گھر مین سے اختیار الملک کے اموال برآمد ہوئے۔ انکو بھی بادشاہ کی
دور بینی اور غریب پروری سے نجات ہوئی۔ شیخ مظفر خویش شیخ عبد النبی کہ صدر
گجرات تھے اور رشوت ستانی کے سبب سے مرزا نے ان کے سر پر جوتیان لگوائین
تھین ان کو بھی بادشاہ نے معاف کر دیا بہت مخالفون کی زخمی بادشاہ کے روبرو آئے انکو بھی نجات دی

احمدآباد مین پادشاہ اعتماد خان گجراتی کے مکانات مین اترا ہوا تھا کہ شجاعت خان
نے منعم خانخانان کی نسبت کلمات ناشائستہ زبان سے نکالے اور مجلس معلی کا ادب مرعی
نہ رکھا اور دولت شاہی کے اس تورہ کا لحاظ نہین کیا کہ وہ حافظ حدود اور مراتب ہے
اس بے ادب کی تادیب ضرور تھی۔ اسکو قاسم خان کے حوالہ کیا کہ اس کو خانخانان
پاس لے جائے۔ اسکا جو جی چاہے وہ اسکا حال کرے۔ قطب الدین خان اور نورنگ خان
کو بروچ کی طرف بھیجا کہ شاہ مرزا اس طرف بھاگا ہے اسکا علاج کرے۔ راجہ بھگونت
داس۔ اور شاہ قلی خان محرم اور لشکر خان کو رخصت کیا کہ وہ ایدر کی راہ سے رانا
کی ولایت مین جائین اور ان حدود کے سارے گردن کشون کو تابع بنائین اور جو سرکشی
کرے اسکی تنبیہ تادیب شائستہ کرکے خواب غفلت سے بیدار کرین۔ شہر پٹن کی حکومت
بدستور خان کلان کو عنایت ہوئی۔ دندوقہ و دولقہ اور بعض اور محال وزیر خان کو
مرحمت ہوئے +

گیارہ روز مین مملکت گجرات کی مہمات سے پادشاہ نے الفراغ پایا یکشنبہ ۱۲
جمادی الاولی سنہ ۹۸۱ھ کو دارالخلافہ کے قصد سے چلا۔ محمودآباد مین اول منزل ہوئی مرزا
کوکہ کو رخصت کیا۔ خواجہ غیاث الدین علی قزوینی کو گجرات کی بخشیگری عنایت کی کہ وہ
باستصواب مرزا کوکہ کے اپنے کام کو رونق دیا کرے اور آصف خان کا خطاب دیا ۔
چار دن بعد جب ست پور مین پادشاہ آیا تو معلوم ہوا کہ راجہ بھگونت داس جو ایدر
کی راہ سے بھیجا گیا تھا اس نے قصبہ ہنگر مین شیر خان فولادی کے غلام راولیا نے قلعہ کو
استحکام دیکر لڑنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر وہ لڑا نہین۔ جوگیون کے لباس مین قلعہ سے بھاگا
جاتا تھا کہ گرفتار ہوگیا۔ پادشاہ اجمیر مین آیا اور شرائط زیارت روضہ خواجہ معین کی
بجا لایا۔ اور حکم دیا کہ لشکر آہستہ آہستہ چلے اور خود بطور یلغار دارالخلافہ کو روانہ ہوا
بکر مین آیا تھا کہ راجہ تودرمل جسکو دارالخلافہ سے بلایا تھا وہ یہان آیا۔ اسکو جمع گجرات
کی تحقیقات اور بعض مہمات کی تنقیح کے لئے گجرات روانہ کیا۔ کہ بمقتضاء وفور کاردانی

پادشاہ کا گجرات سے دارالخلافہ کو آنا ۹۸۱ ۱۲

عدالت و نصفت کے موافق بغیر اغراض بشری و دواعی طمع منافع مقرر کرے اور اسکی نقل
پادشاہ پاس بھیجے کہ متصدیان کارگاہ سلطنت اسکے موافق سپاہ و رعیت کے ساتھ عمل
کریں - ۸ جمادی الآخری کو پادشاہ دارالخلافہ میں داخل ہوا - تینتالیس دن آگرے جانے
میں لگے - پادشاہ کے کارہاے عظیم میں سب سے بڑا کام مہم گجرات کا انصرام دینا سمجھا جاتا ہے
سپاہ جو ایدر کی طرف بھیجی گئی تھی اس نے قلعہ بدھ نگر پر قبضہ کیا - ایدر کا زمیندار نرائن داس تھا
وہ خدمات شائستہ بجالایا ہو پیشکش پادشاہ کے لئے روانہ کی - گوگندہ میں جہاں رانا رہتا تھا
اس نے پادشاہ پاس نہ حاضر ہونے کے بہت سے عذر کئے - اور راجہ بھگونت داس کو اپنا
شفیع بنایا - اور چھوٹا بیٹا ساتھ کیا - اور عرض کیا کہ میں خود خوف کے مارے نہیں حاضر ہوتا
یہ خوف دور کرکے حاضر ہونگا - کچھ دنوں بعد راجہ ٹوڈرمل جو گجرات کی جمع مقرر کرکے پادشاہ
پاس آتا تھا تو اس سے بھی رانا نے یہی عذر پیش کیا - پادشاہ نے مظفر خان کو [illegible]
کیا - جب اسے داغ سپاہ کا سخن درمیان آیا تو وہ حقیقت معاملہ [illegible]
بتانے لگا - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آقا اور نوکر [illegible] پادشاہ [illegible]
تھا - دون ہمت زر پرست ملازم جو عقل و اخلاص سے کچھ فروغ نہیں [illegible]
نقصان میں اپنا فائدہ سمجھتے ہیں - بہت بے انصافی و بے تمیزی و [illegible] عمل میں آتی
ہے - اس سبب سے نوکر تھوڑی سی ناملائمی میں بیوفا ہو کر دوسرا صاحب قبول کر لیتا ہے
اور تبدل رائے سے اپنی بیوفائی کی برائی پر خیال نہیں کرتا - آقا و سردار بھی [illegible]
جمع مال میں کوشش کرتے ہیں - ناموس کی بقا کا خیال نہیں کرتے - کچھ نوکروں کو دیتے ہیں اور
ناموس کی عوض میں درہم و دینار جمع کرتے ہیں اس لئے پادشاہ نے ارادہ کیا کہ معاملا
قانون داغ اور ممالک محروسہ کا خالصہ بنانا - اعیان دولت کا پایہ مقرر کرنا - اور
جمعیت و خدمت و اخلاص و بے غرضی و کارطلبی کی رعایت کرنی اور رواتب و وظائف
و ادرارات مقرر کرنا یہ سب کام اپنی خرد دوربین سے عدالت کے موافق مقرر کرے
اس کا ذکر راجہ ٹوڈرمل سے بھی کیا تو اس نے یہی عرض کیا کہ یہ اندیشہ [illegible]

لیکن ظن غالب یہ ہے کہ منعم خان و مظفر خان اس معاملہ پر راضی نہ ہون۔ بادشاہ نے جب
باتیں مظفر خان سے کہین ادس نے خودآرائی اور معاملہ ناشناسی سے اس آئین کے رواج مین تامل کیا
اسلئے اکبر بادشاہ کی نظر عاطفت سے گر گیا۔ اکبر کا دوسرا بڑا کام یہ تھا کہ اوسنے بنگالہ و بہار کو فتح کیا +
جب مبارز خان عرف شاہ عدلی فرمانروائی دہلی و بادشاہی کا مدعی تھا تو تاج خان
کررانی اپنے بھائیون سمیت بہار مین آیا۔ محمد خان حاکم بنگالہ کے عہد مین شورش برپا کرتا رہا
اور بہادر شاہ کے زمانہ مین گریزت و نفاق کو رواج دیتا رہا۔ جب بہادر شاہ نے
موت مرگیا۔ اور اسکے بھائی جلال الدین نے بہار و بنگال کی ریاست کا دعوی کیا
تو ان دونو بھائیون تاج خان و جلال الدین مین کبھی مخالفت سے کبھی موافقت سے
بسر ہوتی تھی۔ بہت سے واقعات کے بعد جلال خان مرگیا۔ اور تاج خان ریاست
بنگالہ اور بہار کا مالک ہوگیا اور یہ بھی تھوڑے دنون مین ملک عدم کو روانہ ہوا۔
اسکا چھوٹا بھائی سلیمان کررانی بنگالہ و بہار اور اُس کے حدود پر مستقل حاکم ہوا۔ خانزمان
سے دوستی پیدا کر کے اپنے تئین مستقل کر لیا۔ بے سرے افغان سب اسکے گرد جمع ہوگئے
اس نے خزانے اور ہاتھی بہت سے جمع کئے۔ جب خانزمان اپنی بدافعالی کی سزا
مین گرفتار ہوا اور شہنشاہ اکبر نے منعم خان خانخانان کو جونپور اور اوسکے نواح
کی حکومت حوالہ کی جسکا حال پہلے بیان ہو چکا ہے۔ زمانیہ جسکو خان زمان نے آباد
کیا تھا اُس مین خان زمان کی طرف سے اسد اللہ خان حاکم تھا۔ جب خانزمان
مرگیا تو اسد اللہ خان نے سلیمان پاس آدمی بھیجکر ایک حاکم طلب کیا کہ زمانیہ اس کو
سپرد کر کے نمک حرام بنے۔ مگر خانخانان کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اسنے
آدمی بھیجکر اسد اللہ خان کو سمجھایا وہ نصیحت پذیر ہوا اور خانخانان کے گماشتہ قاسم
مشکی کو زمانیہ سپرد کر کے خود خانخانان پاس چلا آیا۔ افغانون کا لشکر جو زمانیہ کے
خیال سے آیا تھا وہ بے بہرہ پھر گیا۔ لودی کہ عقل و تدبیر مین افغانون کے اندر
ممتاز تھا وہ سون ندی کے کنارہ پر سلیمان شاہ کا وکیل مطلق تھا اس نے

فرمانروائی افغانان کررانی در بنگالہ و بہار شروع ۹۷۱

یہ دیکھکر کہ خانخانان صلاح جو اور مصالحہ طلب ہو اس سے دوستی پیدا کرلی اور اس طرح افواج شاہی کے صدمات سے اپنے ملک کو ایمن کرلیا۔ اسکے اور منعم خان کے درمیان تحف و ہدایا و رسل و رسائل بھیجے جاتے تھے جس سے رابطہ رسمی کو ہر ایک طرح کا استحکام ہوتا تھا جبوقت کہ بادشاہ قلعہ چتوڑ کی فتح کو روانہ ہوا تو راجہ اڈیسہ اور ابراہیم کے استیصال کے درپے سلیمان تھا منعم خانخانان سے اسکو اطمینان نہ تھا۔ اسلئے وہ لودی کے وسیلہ سے سلسلہ یکجہتی کا محرک ہوا کہ اس سے خاطر جمع ہو۔ دوستانہ خط وکتابت کے بعد یہ امر قرار پایا کہ منعم خانخانان اسکی ملاقات کو آئے۔ خانخانان یہ سوچا کہ سلیمان سے ملنے سے ظاہری انتظام ہوجاویگا اگرچہ دوربین خیرخواہ اس اندیشہ ناصواب کے مانع ہوئے۔ مگر وہ سو چنے چنے امیر ہمراہ لیکر پٹنہ چلا۔ راہ ہی میں لودی نے آکر تعظیم واحترام کی رسم کو ادا کیا۔ بعد ازان سلیمان کا بڑا بیٹا بایزید آیا۔ جب پٹنہ پانچ چھہ کوس رہا تو سلیمان استقبال کو آیا۔ اول خانخانان نے سلیمان کو اپنی منزل میں بلاکر جشن کیا۔ دوسرے روز سلیمان نے خانخانان کی مہمانی کی اور منبر پر شہنشاہ اکبر کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ چلایا اور لائق پیشکشیں دیں۔ اسکے اعیان میں سے ایک جماعت نے شورش انگیز ہوکر یہ چاہا کہ منعم خان کو گرفتار کرلیجیے لیکن لودی نے سمجھایا کہ اس شہنشاہ کے خانخانان کو گرفتار کرنے سے کیا فائدہ اٹھاؤگے۔ جو ہر سکین کو تربیت کرکے خانخانان بنا سکتا ہے۔ سوا اس کے ابراہیم شاہ ہمارا مخالف کمین میں بیٹھا ہوا ہے سلیمان نے تو لودی کا کہا مان لیا۔ مگر اور افغان غل مچاتے رہے۔ منعم خان یہ خبر سنکر بلطائف الحیل اپنے لشکر سے جدا ہوا۔ اور لودی کی صلاح سے جریدہ چلا۔ بہت دور جاچکا تھا۔ کہ افغانون کو خبر ہوئی۔ مگر اب وہ کیا کرسکتے تھے ناچار ملائمت اختیار کرنی پڑی۔ بایزید و لودی جریدہ خانخانان کے روبرو آئے۔ اعزاز و اکرام کرکے واپس گئے۔ خانخانان گنگا سے دو تین منزل چلا تھا کہ قلعہ چتوڑ کی فتح کی خبر اس پاس آئی۔ جس سے اولیاء دولت کو تقویت ہوئی۔ اور سلیمان و جمعی کے ساتھ بنگالہ میں آیا۔ اور اپنے مہمات کے انصرام میں مشغول ہوا۔ ملک اڈیسہ کو جسمین جگنناتھ کا مندر ہے اوس نے فریب سے لے لیا۔ اور وہان کی

ابنے کو بدعہدی کرکے مار ڈالا۔ اور ابراہیم کو جسکی عقل درست تھی نہ نصیبہ بلند تھا۔ اور
سرگردان ہوکر راجہ اڈلیسہ پاس گیا تھا اور سروری کا اندیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ اسکو
قسم اور تزویر سے اس نے ہاتھ تلے لاکر بعد ہم خانہ کو نہ صحت کیا۔ سلیمان کررانی اڈیسہ و بنگالہ
و بہار کا مستقل فرمانروا ہوگیا۔ اس نے یہ عمل مناافقانہ جاری رکھا کہ ہمیشہ عرائض اور پیشکش بادشاہ
پاس بھیجا تھا اس سبب اسکے نفاق دلی کا پردہ فاش نہین ہوتا تھا۔ وہ سنہ ۹۸۰ھ مین مرگیا۔
اوسوقت بادشاہ خود مہم گجرات مین مصروف تھا منعم خانخانان کو حکم بھیجا کہ وہ بہار و بنگالہ
و اڈیسہ کو تسخیر کرے۔ سلیمان کا بڑا بیٹا بایزید باپ کا جانشین ہوا۔ اسکی بیخردی کا نتیجہ یہ ہوا
سرتابی ہوئی اسنے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ باپ مغرور سرکشون کو اپنی مدارا سے مطیع رکھتا
تھا۔ اس نے اوسے چھوڑ دیا۔ خودرائی سے تنگ گیری اور کینہ کشی اختیار کی اور اپنے باپ کے
اعیان کا ذلیل کرنا اپنا پیشہ بنایا۔ عماد اسکے چچازاد بھائی کا بیٹا ہانسو تھا وہ اس کا
داماد بھی تھا۔ اور یکجہتی اور دوستی بہی اسکے ساتھ رکھتا تھا۔ اس کی بدسلوکی سے رنجیدہ
ہوا۔ اس عہد کے فتنہ جولون نے اسکو ملک کی طمع دلائی اور اسکو سمجھایا کہ بایزید کو ٹھکانے
لگا دے۔ اس بدبخت نے ان سب نسبتون کو جو اس کے ساتھ تھین چھپیر پر رکھا اور بایزید کو
مار ڈالا۔ یہ شہنشاہ اکبر کی اقبالمندی تھی کہ یہ کام وہ ہوا کہ اسکے اولیاء دولت ہزار تگاپو
کرتے تو نہ ہوتا۔ لودی جو اس ملک کا نفس ناطقہ تھا اسنے اس دیار کے اعیان سے اتفاق
کرکے سلیمان کے چھوٹے بیٹے کو بادشاہ بنایا اور ہانسو کو قید کرکے قتل کیا۔ گوجر خان
نے جو اس ملک کی شمشیر تھا برخلاف لودی کی رائے کے بایزید کے بیٹے کو صوبہ
بہار کا فرمانروا بنایا۔ بنگالہ سے لودی بہت سا لشکر لے کر بہار کے قصد سے چلا اور
منعم خانخانان کی بے توجہی . . . . . . اور لودی کے فسون و فسانہ نے گوجر خان کو مطیع بنایا۔
اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب سلیمان کے مرنے کی شہرت ہوئی تو منعم خانخانان
چنار گڈھ سے صوبہ بہار کی طرف متوجہ ہوا اسنے تنگری قلی و فرخ برخلیق و باینده
محمد تغلق سنگ کشو... ... کو ... بھیجا اور طالبی اور مرزا علی اور ندیم بیگ

پیشنہ بھیجا۔ گوجر خان مین ان سے لڑنے کی قوت نہ تھی۔ اس نے تحفے و ہدیے بھیج کر یکجہتی کا دم بھرا۔ اور یہ قرار دیا کہ بادشاہ کے ملازمون مین داخل ہوتا ہون اور بنگالہ کی فتح مین شائستہ خدمات بجالاؤنگا۔ میری ملتمس یہ ہی کہ بادشاہ کے ملازمون کے زمرہ مین داخل کرکے گورکھپور میرے اہل وعیال کی جاگیر مین دیا جاوے اور صوبہ بہار امراء شاہی اپنی جاگیر مین لے لین۔ یا یہ کہ سرکار حاجی پور اور بہار اس سال مجھے دیدین کہ مین اسکا حاصل نقد سرکار اعلی مین داخل کرون۔ اور دوسرے سال مجھے بنگالہ مین جاگیر دیدین منعم خانخانان نے اس کی درخواست قبول کی اور یہ ارادہ کیا کہ گورکھپور اس کو دیدے۔ اس اثناء مین لودی کہ اس دیار کی روباہ تھی حقیقت حال سے واقف ہوکر ہاشم خان سے کہ ہمیشہ دورنگی رکھتا تھا۔ اتفاق کرکے اس مہم کو اپنے درہم برہم کردیا۔ گوجر خان جب خانخانان سے مایوس ہوا تو وہ لودی سے جاکر ملا۔ لودی کو یقین تھا کہ افغان خراب ہونگے باوجود یکہ وہ داؤد سے مخالفت رکھتا تھا۔ اس نے خانخانان کے ساتھ صلح کا ڈول ڈالا۔ اس نے التفات اور آشنائی قدیم کو یاد دلایا۔ جو سلیمان کیساتھ خانخانان رکھتا تھا۔ اور یہ قرارداد ہوا کہ دو لاکھ روپیہ نقد اور ایک لاکھ روپیہ کا قماش پیشکش لیکر افواج بادشاہی ابھی چلی جاوے منعم خان نے پیشکش لیکر مراجعت کی۔

اندنون مین خبر آئی کہ گورکھپور کو یوسف محمد نے لے لیا اور فساد مچایا۔ اس سرگزشت کی شرح یہ ہے کہ یوسف محمد پسر سلیمان اورنگ کو منعم خان بادشاہ پاس لے گیا تھا۔ بادشاہ نے نصیحت پذیری اور اصلاح مندی کے واسطے دارالخلافہ آگرہ مین مقید کیا تھا جب بادشاہ نے مہم گجرات کے لئے سفر کیا تو یہ بندی خانہ آگرہ سے کسی طرح نکل بھاگا اور آدمیون کو جمع کرکے گورکھپور کو پایندہ محمد سگ کش سے لے لیا۔ جب خانخانان کو یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے اس فتنہ کے دُور کرنے کے لئے خان محمد بہسودی اور پایندہ محمد سگ کش اور تنگری قلی کو بھیجا اور خود بھی قصبہ محمد آباد سے محمد قلیخان برلاس اور مجنون خان قاقشال وغیرہ امیرون کے ساتھ روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں...

قاقشال سب قاقشالون کو ہمراہ لیکر خانخانان کے لشکر سے بھاگ گیا۔ اسکے بھاگنے کا سبب یہ تھا کہ یار لوگون نے جھوٹی خبر اڑا دی تھی کہ ہم گجرات مین بابا خان و جباری خان وغیرہ شہباز خان کو مار کر مرزاؤن کے ساتھ مل گئے ہین۔ اس سبب سے مجنون خان قاقشال کی گرفتاری کا حکم بادشاہ نے بھیجدیا ہے۔ منعم خان نے ہرچند اسکو تسلی دی مگر اس نے نہ مانا جب اُس پاس بابا خان و جباری خان کے خط گئے جنمین عنایات شاہی کا بیان لکھا ہوا تھا تو اس کی خاطر جمع ہوئی۔ منعم خان گورکھپور کو فتح کر کے واپس آیا تو مجنون خان اسکے لشکر مین خجل ہو کر آیا۔ خان خانان نے اسکی دلجوئی کی۔ اس اثنا مین داؤد لشکر گران لیکر جونپور پر متوجہ ہوا۔ اپنے سے آگے لودی کو منتخب لشکر اور ہاتھیون کے ساتھ روانہ کیا۔ اس نے زمانیہ پر قبضہ کیا۔ بعض کہتے ہین کہ اسکو ویران کیا۔ محمد قاسم خان مہردار امان لیکر نکل آیا۔ خانخانان نے بھی سزاول بھیجکر امراء کو چارون طرف سے جمع کیا۔ محمد قلیخان برلاس و مجنون خان و قیا خان و راجہ گجپتی اور ایک جمع کثیر کو آگے روانہ کیا اور خود آہستہ آہستہ چلا۔ خانخانان نے لسان الغیب مین فال دیکھی تو یہ شعر نکلا ؎

اے پادشہ خوبان داد از غم تنہائی + دل بے تو بجان آمد وقت است کہ باز آئی

اس غزل کو اپنے عریضہ مین ملفوف کر کے درگاہ والا مین بھیجا۔ لودی نے زمانیہ کو لیکر پانچ چھہ ہزار سپاہ لبدلری یوسف محمد گنگا پار بھیجے۔ یہ یوسف محمد گورکھپور سے بھاگ کر افغانون سے مل گیا تھا۔ مرزا حسین خان و راجہ گجپتی وغیرہ ملازمان شاہی اس لشکر سے لڑے اور اسکو شکست دی اور بہت آدمی مارے۔ اسکے بعد محمد قلیخان برلاس اور امراء بھی آگئے۔ لودی نے سیاہ آب (کالی ندی) اور آب گنگ کے درمیان قلعہ بنایا اور بھاری لشکر لیکر اس مین ہو بیٹھا ہر روز اسکے اور بادشاہی لشکرون مین لڑائی ہوتی۔ اگرچہ بادشاہی لشکر دل کہاد ہو کر لڑتا مگر غنیم پاس لشکر و فیل و توپخانہ بہت تھا۔ بادشاہ سورت کے قلعہ کی فتح مین مصروف تھا اس لئے منعم خان صلح چاہتا تھا۔ لودی اس کو قبول نہین کرتا تھا۔ امراء شاہی کا عجب حال تھا۔ نہ رائے جنگ کردن نہ روے برگشتن کہ ناگاہ یہ واقعہ پیش آیا کہ داؤد شاہ بنگالہ سے مونگیر مین آیا۔ یہان یوسف خان کو مار ڈالا۔ وہ اس کے چچازاد بھائی تاج خان کا بیٹا

لودی اور داود اور خانخانان کی جنگ

۹۸۱ھ

تھا۔ اسکی طرف سے اسکو یہ اندیشہ تھا کہ لودی اسکو بلند پایہ کرےگا۔ لودی تاج خان کا نوکر تھا اور اپنی بیٹی کو اس لڑکے کے ساتھ نامزد کر چکا تھا۔ داؤد سے لودی کے بداندیشون نے جو کچھ کہا اسکو سچ جانا۔ جب لودی کو یہ خبر ہوئی تو وہ داؤد سے برگشتہ ہوگیا۔ اور منعم خان سے بڑی نیازمندی کے ساتھ مصالحت کا طالب ہوا۔ اور لائق پیشکش درگاہ والا مین بھیجین داؤد نے جب لودی کے برگشتہ ہونے کی اور اس کے آنے کی خبر سنی تو سراسیمہ ہو کر گڈھی کو مضبوط کیا۔ اور سپاہیون مین باپ کا خزانہ تقسیم کیا۔ لودی۔ جلال خان سدھوری اور کالا پہاڑ راجو پھر گئے۔ جب اسکی جمعیت مین تفرقہ پڑا۔ ناگزیر لودی جو داؤد کے قصد سے جاتا تھا وہ قلعہ رہتاس مین متحصن ہوا منعم خان سے استمداد چاہی۔ صریح لکھا کہ مین درگاہ والا کا ملازم ہون اور جلد آپ سے ملونگا اور آپ کے وسیلہ سے بادشاہ کی پابوسی سے مشرف ہونگا۔ منعم خان نے ہاشم خان و تنگری قلی وغیرہ کو کمک کے لئے بھیجا۔ بادشاہ کی آمد کا مترصد تھا۔ بادشاہ جب گجرات کی مہمات سے فارغ ہو کر دارالخلافہ مین آیا تو وہ ممالک شرقیہ کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوا کہ مغرور گردن کشون کو ان حدود سے نکالے۔ نوارہ کا عملہ و انتظام پرمانند خویش راجہ ٹوڈرمل سے متعلق تھا۔ اس نوارہ مین جنگی کشتیان ہوتی تھین۔ جنمین توپ خانہ ہوتا تھا۔ پرمانند اور لشکر خان میر بخشی کو نوارہ کے ساتھ روانہ کیا۔ اور ان حدود کے امرا کیا راور جاگیرداروں کے نام حکم بھیجا کہ یکجہتی اور اتفاق کو اپنا رو یہ بنا کر منعم خان خانخانان کی صلاح سے باہر نہ جانا۔ اگرچہ بادشاہ نے بہت سا لشکر ان مہمات کے لئے نامزد کیا۔ مگر سب آدمیون کی یہ حالت نہین ہوئی کہ مراسم خدمت کو غائبانہ حاضرانہ کی برابر بجا لائین۔ اکثر ضعیف اعتقاد اور سوداگر طبیعت ہوتے ہین کہ خدمت بے بہا اور تردد بے مجرا کو اکارت جانتے ہین۔ اور منفعت نقد پر مرتے ہین۔ راجہ ٹوڈرمل کو کہ امانت و دیانت وعنایت ومحرمیت مین امتیاز رکھتا تھا۔ بادشاہ نے مقرر کیا کہ وہ آدمیون کے حاضر کرنے مین اور لشکر کی شان دیکھنے مین اہتمام کرے۔ زر بندہ گروہ اسکو جاسوس خدمت سمجھ کر کاہلی اور فتنہ اندوزی کی طرف مائل نہ ہون ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

بندگان اخلاص مند کے شعار کے موافق وہ خدمت آرا ہون اور ہماری غیبت مین جیسی چالاکی
ایسی کرین جیسی ہماری حاضری مین ـ منعم خانخانان تربنی کے کنارہ پر جہان گنگا جمنا دسر سونی
ملتے ہین پہنچا تھا کہ راجہ ٹوڈرمل آخر اس سے ملگیا ـ ان پاس تھوڑے عرصہ مین لشکر گران جمع
ہوگیا ـ لشکر شاہی کی ترتیب اس طرح ہوئی کہ قول سپاہ نے خانخانان کی شمشیر و تدبیر سے احکام
پایا اور جرانغار کا ناظم محمد قلیخان برلاس مقرر ہوا ـ ہراولی مین خان عالم کا طلب ہوا کچھ لشکر شاہی
دریا سے پار گیا ـ تو وہ اتنے وہ افغانون کا بھاگ گیا ـ جو اس قلعہ مین تھا کہ افغانون نے ابھی
بنایا تھا ـ اسی اثناء مین تنگری قلی خان کی تحریر آئی کہ داؤد خان سے لودی مل گیا اور ہم کو
رخصت کیا ـ اور اب وہ برسر پرخاش ہے ـ قتلو خان و گوجر خان کے دمون مین لودی آگیا
داؤد نے اسکو پیغام دیا کہ تو بجائے سلیمان کے ہے ـ اگر اس خاندان کی محبت کے سبب سے
تو مجھہ سے خفا ہوگیا ہے ـ حق دولت تو نے ادا کیا اور مین اس سے ناخوش نہین ہوا اور
تجھہ ہی سے جمیع امور مین مجھے استظہار ہے ـ اس وقت سے کہ لشکر والا شکوہ سر پہ آیا ہے ـ تو ہمہ تن
خبر اندیش رہا ہے ـ غنیمت پیکار کے لئے چست کر لشکر و خزانہ و توپ خانہ تیری ہمراہ کرتا ہون
غرض گوجر خان کے وسیلہ سے داؤد اور لودی مین صلح ہوگئی ـ اور داؤد نے لودی کو اپنے سے
پہلے لڑنے کو بھیجا ـ لودی نے لشکر شاہی کے روبرو قلعہ بنایا اور جنگ ستیزہ سے پیش آیا دریائے
سون کے کنارہ پر لڑائیان کشتیون پر ہوتی تھین ـ ایک دفعہ لعل خان نے تیز دستی کرکے مخالفون
کی چودہ کشتیان چھین لین ـ آخر مین لعل خان کا بیٹا جان دیدینے سے سرخرو ہوا ـ دشمن بہت ہلاک
ہوئے ـ اسی زمانہ مین لودی کا مارا جانا مشہور ہوا ـ
اس قضیہ کی حقیقت اکبرنامہ مین یہ لکھی ہے کہ لودی مطمئن خاطر ہوکر ہنگامہ نبرد کو گرم رکھتا تھا
کہ داؤد اسکے بعد یہان آیا ـ جلال خان کدھوریہ کے گھر مین اترا اور آدمی بھیجا کہ لودی اور اسکے
وکیل کالو اور بھول کو بلا لائے ـ ان سے بعض باتون کا مشورہ کرنا ہے ـ لودی دلجمعی کے ساتھ
بھول کے ساتھ آیا ـ کالو ساتھ نہ آیا ـ اس نے کہا کہ مجھے اس کام مین خیر نہین معلوم ہوتی ـ
داؤد اول لودی کے لوازم تعظیم بجا لایا ـ اور پھر خود چلا گیا ـ قتلو اور ایک اور جماعت آئی لودی کو

لودی کا مارا جانا

گرفتار کرنے لگے کہ اس کے ملازم نے قتلو کے ایک تلوار ماری مگر لوگون نے اس نوکر کو مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ لودی کو مقید کر لیا۔ افغانون مین ایک شورش برپا ہوئی سب اعیان نے اس کے مارنے پر اتفاق کیا۔ داؤد نے اس سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہیے۔ لودی نے کہا کہ میری عزت وناموس مین دست درازی نہ کرنی چاہیے۔ کوتہ اندیشیون کے اغواسے اس بلا مین پڑا ہون صلاح حال یہی ہے کہ خلوت کدہ عدم مین آرام کرون۔ ان احمقون نے اسکو اور پھول کو مہانخانہ عدم مین بھیجدیا۔ یہ بھی شہنشاہ اکبر کی اقبالمندی تھی کہ لودی افغان جس کو ہزار تدبیر سے دور کرنا دشوار تھا وہ مخالفون کے ہاتھ سے دنیا سے اوٹھ گیا۔ اسمعیل لودی کو کہ بہت ہی چھوٹا تھا منعم خان پاس لائے۔

طبقات اکبری مین اس واقعہ کو یون تحریر کیا ہے کہ لودی نے جلال خان کروری کو بھیجکر داؤد سے صلح کر لی۔ مگر داؤد ایک لونڈا باش تھا۔ اور سلطنت کے کامون سے محض ناآشنا۔ اودھر قتلو خان نے جس پاس مدتون سے ولایت جگناتھ تھی پھکایا۔ اودھر سریدھر بنگالی نے اسکو اکسایا خود وہ عقل کا پورا ہی تھا۔ لودی کو کہ امیرالامرا اور مدارالملک تھا گرفتار کرکے مقید کر لیا۔ اور سریدھر بنگالی کو حوالہ کیا۔ لودی نے قید ہی خانے مین قتلو اور سری دھر کو بلایا اور انکی زبانی داؤد کو پیغام بھیجا کہ اگر تو اپنے ملک کی اصلاح میرے مارنے مین سمجھتا ہی تو مار ڈال۔ اگرچہ میرے مارنے کے بعد تو بہت پشیمان ہوگا۔ تجھے ہمیشہ خیرخواہانہ نصیحت کرتا رہتا ہون۔ اب بھی یہ نصیحت کرتا ہون کہ مجھے مار کر تو بے تحاشا مغلون سے لڑ تجھے فتح ہوگی ع ہرگز منت بہ تیغ را بدل نیست + اور اگر تو یہ کام نہین کریگا تو مغل تجھ پر چڑھ آئینگے اور تو انکو نہ ہٹا سکے گا مغلون کی مصالحت پر مت بھولنا وہ اپنے وقت پر کبھی نہین چھوڑتے ہین۔ افغانون کا ادبار آچکا تھا۔ خدا انکا زوال چاہتا تھا۔ اور شہنشاہ کے عدل وانصاف کا آفتاب ستمزدون پر چمکانا منظور الٰہی تھا۔ داؤد نے یہ قرار دیا کہ لودی کو مار ڈالنا چاہیے۔ کہ میری حکومت بالاستقلال خاطر جمعی کے ساتھ ہو۔ لودی سے قتلو وسری دھر عداوت رکھتے تھے جانتے تھے کہ اگر لودی زندہ نہ رہیگا تو انکو وکالت اور وزارت ملجائیگی۔ ان کو یہ موقع خوب ملا۔ بغرض

بناوٹ سے داؤد سے اُنہون نے لودی کے قتل کے مقدمات خوب گھڑے۔ داؤد بسبادۂ ارغوانی مین مست اور جوانی مین مغرور تھا۔ اس نے داؤد کو قتل کروادیا۔ ہاتھیون اور خزانون اور سب چیزون پر قبضہ کرلیا۔ وہ حماقت اور نادانی سے بیہوش تھا۔ دفع غنیم کی طرف اصلا متوجہ نہ ہوا اور اس صلح ناتمام پر کہ لودی نے کی تھی اعتماد کرکے کچھ پروانہ کی۔ لودی اپنے حسن تدبیر و اصابت رای و جدت فہم سے مملکت بنگالہ کو آشوب سے بچاتا تھا آسکے قتل کرنے کا داؤد کو دلی افسوس تھا۔ باوجودیکہ اس پاس اتنا لشکر اور سامان جنگ تھا۔ مگر بغیر اس کے کہ شمشیر میان سے نکالے۔ یا تیر کمان مین لگائے۔ پٹنہ مین آن کر متحصن ہوا۔ اور اس کی مرمت کرکے مورچے جمائے۔ خانخانان ان حالات کو سنکر خوش ہوا اور دریا وسون سے شائستہ آئین سے پار اُترا۔ مراسم احتیاط کے برتنے سے آسان کام مشکل ہوگیا۔ افغانون کا لشکر ایسا متفرق ہوگیا تھا کہ اگر لشکر بادشاہی ہمت کرکے تیز دستی کرتا تو آسانی سے کام انجام پاتا۔ چابکی و چستی کی جگہ تاخیر کی۔ لشکر تمام زرہ و بگتر پہن کر سوار ہوتا۔ راجہ تو ڈرمل آگے جاتا۔ لشکر کے اوترنے کی جگہ تجویز کرتا اور اس زمین کو آدمیون مین تقسیم کرتا۔ وہ جلدی سے قلعہ بناتے گھری خندق کھودتے۔ غرض پٹنہ تک یہی حزم و احتیاط جاری رہین۔ افواج شاہی نے یہان آکر مورچلون کو قسمت کیا اور محاصرہ کرلیا +

برسات شروع ہونے کو تھی کہ منعم خان خانان کی متواتر عرضیان بادشاہ پاس آئین کہ حصار پٹنہ کے محاصرہ پر مدت گذر گئی ہے۔ قلعہ کے ایک جانب دریا ہے۔ قلعہ کے اندر آذوقہ خوب پہنچتا رہتا ہے۔ انکے پاس سامان قلعہ داری دلخواہ ہے۔ لشکر و توپخانہ خزانہ اور ہاتھی بہت ہین۔ ابر و باران کے موسم کے آنے نے اور آب و باد کی طوفان خیزی نے لشکر شاہی کو متزلزل اور مضطرب کر رکھا ہے۔ اگر حضور تشریف لائین تو یہ مشکل آسان ہوجائے۔ اکبر علیخان اور اسکے بیٹے نے بہادرانہ لڑکر جان دی۔ عالم خان نے پنج پہاڑی پر گرم روی کرکے بڑے بڑے ہاتھی اور غنائم حاصل کئے۔ حسن خان پنی اس زمانہ کے

نہایت شجاع اور دلیرون مین تھا۔ وہ مخالفون کے لشکر سے جدا ہوکر بادشاہی لشکر مین آگیا تھا۔ منعم خان نے اوسکو عواطف شاہی سے ستمال کیا۔ اور سرکار سارن اسکی جاگیر مقرر کی۔ وہ اولیاء دولت کی دلجمعی اور اپنے گرمی ہنگامہ کے لئے ہمیشہ دشمنون کے استیصال کے لئے دلنشین باتین کیا کرتا تھا۔ اُس نے یہ دو کام بتائے۔ جن سے یہ عقدہ مشکل نہایت آسانی سے حل ہوجائیگا۔ اوّل دریاء پن پن (یہ دریا پٹنہ سے ۶۰ میل پر مشرق مین گنگا کی داہین کنارہ پر ہے) کا بند توڑ دینا چاہیئے۔ کہ اس موسم مین جو پانی ہر روز بڑھتا جاتا ہے وہ گنگا مین جاملے گا اور نہین تو قلعہ کے چارون طرف پانی کھڑا ہوجائیگا جس سے محاصرین پر کام دشوار ہوجائیگا۔ دوم تدبیر کی کارفرمائی اور تیز دستی کے زور سے حاجی پور کو غنیم کے ہاتھ سے نکالنا چاہیئے کہ قلعہ مین آذوق اس شہر سے پہنچتا ہے۔ منعم خانخانان نے حاجی پور کی تسخیر کے لئے خان عالم کو حکم دیا مگر اس نے عذر کیا کہ جس شہنشاہ کے حکم سے ہراول مین افسر مقرر ہوا۔ اس لئے یہ معاملہ التوا مین پڑگیا۔ مجنون خان بند توڑنے کے لئے مقرر ہوا۔ اس نے راتون رات جاکر اس کام کو بخوبی سرانجام دیا سلیمان اور بانگلی غنیم کے امراء کبار اس رات کو خواب غفلت مین سوتے تھے۔ شرمندگی کے مارے گھوڑا گھاٹ کو وہ چلے گئے۔

یورش دوم از دار الخلافہ در کشتیون بطرف پٹنہ و حاجی پور سنہ ۹۸۲ھ

جب محاصرہ کو امتداد ہوا اور منعم خان کی یہ عرائض آئین تو بادشاہ نے خود یورش کا ارادہ کیا۔ اور بڑی بڑی کشتیون کے تیار کرنے کا حکم دیا اور یہ قرار دیا کہ حضرت شہنشاہ اور شاہزادے اور بعض بیگمات اور بساط رزم و بزم کے مقرب تو کشتیون مین جائین اور باقی لشکر خشکی کی راہ سے روانہ ہو۔ سب طرف لشکر بہت جلد جمع ہوگیا اسباب یورش مین کشتیان عجیب و غریب تھین۔ انمین طرح طرح کے منازل دلکشا اور مناظر فرح بخش بنائے گئے اور وہ باغ اور چمن جنکا زمین پر لگنا مشکل تھا وہ لگائے گئے ان خانہائے آبی (کشتی) کے سر پر ایک جانور کی شکل بنائی گئی کہ جسکو دیکھکر لوگ حیران ہوتے تھے۔ ایک بڑی کشتی کارخانہ کے واسطے تھی ہر امر کے لئے حسب مراتب

کشتی مین منزل تیار کی گئی اس لشکر کی سربراہی مرزا یوسف خان رضوی کو سپرد ہوئی
ابوالفضل لکھتا ہے کہ سلطنت کرنے والون کا اور فرمان دہان دادگری کی آئین کا
اقتضا یہ ہے کہ فرمان پذیرون کو تو قناعت اسپر کرنی چاہئیے جو ان پاس ہو کہ وہ
ان چیزون کی گرد آوری مین جو انکے ہاتھ مین نہین ہین پراگندہ دل نہ ہون۔ اسی طرح فرمانروایان
انصاف گزین معدلت دوست کو لازم فطرت اور فرض وقت ہے کہ جن مملکتون کو
تصرف مین رکھتے ہین اکتفا نہ کرین۔ اور ملکون کی تسخیر مین دل لگانے کو عبادت جانین
اس مین منصف دانش پرورون نے زمانہ کی مزاج شناسی کرکے یہ نکتہ بیان کیا ہی
کہ معمورہ عالم نے عالی فطرتون کی بے توجہی سے انقسام پایا ہے ایک فراخ حوصلہ
کاروان دادگری کو قرار ہو تو اختلاف کا غبار نہ پیدا ہوا اور اہل جہان کو آسائش ہو
اس سبب سے شہنشاہ اکبر اور ملکون کے تسخیر کی فکر کرتا تھا۔ اس مضمون کا ماحصل انگریزی مورخ
اس طرح بیان کرتے ہین کہ اکبر کی یہ رای تھی کہ جب تک سارے ہندوستان کا ایک
بادشاہ نہ ہو اس مین امن و امان نہین رہ سکتا۔ اسی اصول کو برٹش گورنمنٹ نے اختیار
کرکے کل ہندوستان پر اپنی فرمان روائی جمائی ہے۔ انکے مدبرون کی بھی یہ رائے تھی
کہ جبتک ہندوستان مین پیرے مونٹ پور یعنی ایک قوت سب پر غالب ہو ہندوستان
مین امن و امان نہین قائم رہ سکتا۔ بادشاہ نے جب سامان یورش تیار کیا تو شہاب الدین احمد وکیل
دیوان خالصہ کو آگرہ تفویض کیا۔ اور سہ شنبہ ۹ صفر سنہ ۹۸۲ کو مع شاہزادون اور
بیگمات کے کشتی مین بیٹھا۔ ساختہ از حکمت کارآگہان + خانہ گردندہ بگرداب جہان
تا درہ حکم خدائے حکیم + خانہ روان خانگیانش مقیم + اہل سفر را ہمہ بروی گزار +
ہمراہ او ساکن وادو سفر + ایک کشتی مین ایک منزل مین ایک ہاتھی نامی
بال سندر مع دو ہتنیون کے سوار تھا اور ایک دوسری منزل مین فیل سمن۔ یہ عجیب تماشا
تھا کہ دریا مین طرح طرح کی کشتیان چل رہی ہین ان کے اونچے اونچے بادبان لگے ہوئے
ہین انکے نقش و نگار و پوششین طرفہ نگار بہار دکھا رہی ہین۔ دریا کی موجون کا تلاطم ہر

ہوا شدت سے چل رہی یا گھنگھور گھٹائین اوٹھ رہی ہین۔ موسلا دھار مینھ برس رہا ہے۔ بجلی کوندتی چمکتی کڑکڑاتی ہے۔ بادل گرجتے ہین۔ قصبۂ ٹاوہ کے قریب جمنا کی طغیانی نے چند کشتیان ڈبودین قصبۂ کالپی مین ایک دن توقف کیا۔ ایک برہمن کو اس قصور مین کہ اس نے دختر کو زوجہ بنایا تھا پھانسی دی۔ گو بعض نے یہ صلاح دی کہ برہمن کو مارنا نہین چاہئیے۔ جس سے معلوم ہو کہ ہندؤن کے مذہب مین ایسی نامعقول حرکتین ہوئی ہین جسکے سبب سے مسلمانون کو ان سے نفرت ہو۔ الہ باس پہنچنے تک گیارہ کشتیان غرق ہوئین۔ نقارخانہ کو بھی آسیب پہنچا۔ مگر سب کشتیان سلامت باہر نکل آئین۔ جب بادشاہ چنارگڈھ مین پہنچا تو دریا کے چڑھاؤ اور ہوا کی شدت کو دیکھ کر اکثر... آدمیون نے خشکی کی راہ اختیار کی۔ مگر بادشاہ بے خوف و خطر کشتی مین سوار چلا۔ بنارس مین تین روز توقف کیا۔ ہر روز کشتی سے اوتر کر بادشاہ شکار بھی کھیلتا تھا۔ جونپور مین بادشاہ تھا۔ بادشاہ نے دلگی سے عوام کی شوریدگی خاطر کے دور کرنے کے لئے سید میر عبدالکریم جفری سے اس یورش کے استخراج احوال کے لئے فرمایا تو اسنے علم جفر کے آئین ضوابط کی موافق مفردات حروف سے استنباط کرکے اس بیت کو ترتیب و تالیف کیا ؎

برزودی اکبر از بخت ہمایون + برد ملک از کف داؤد بیرون

احمقون نے یہ واقعہ دستاویز تسکین بنایا۔ جب بادشاہ آگرہ مین تھا تو میر جفر دان نے یہ حکم لگایا تھا ؎ گرچہ بادشاہ کے جرار بیحد و شمار + لیک بافتح و نصرت در قدوم شہریار

جب بادشاہ جونپور مین واپس آیا تو اس نے فال جفر یہ نکالی ؎

مژدۂ فتح بناگاہ رسد + سر داؤد بدرگاہ رسد

کہتے ہین یہ علم اہل بیت کا حصہ ہے اور اس کی تحصیل کے لئے چند شرائط موقوف علیہ ہین غرض یہ بات اہل شیعہ نے گھڑ رکھی ہین۔ جفر کی فالین بھی مثل اور فالون کے جعلی اور اختراعی ہین۔ جس کسی کو تھوڑی سی بھی توجہ عقل ہو تو مثل انکی فالین ایجاد کر سکتا ہے۔ علم جفر کی بابت عارف جامی کے اس قول کو یاد رکھنا چاہیے ؎

چند حرفے نوشتہ پہلوئے ہم		وز عدد زیر شان نہادہ رقم	

بستہ با خود تخیلے باطل	یکسر از حلیہ خرد عاطل
مر مرا وقت اہل دل را دق	چیست این جعفر جعفر صادق
جعفر صادق از تو بیزار است	صادقان راز کاذبان عار است
طرفہ تر آنکہ این جاہ و جلال	کہ ندارند در زمانہ مثال
بخرد گرچہ در جہان سمرند	این ز عارف ازان خران بترند
این جواہر کہ فاضلان سفتند	وان معارف کہ عارفان گفتند
ہمہ در گوش شان باد است	طبع شان را اجتناب شان داد است

پادشاہ کی کشتیون نے جب گذر چونسہ پر لنگر ڈالے تو اس فتح کا مژدہ اسکو پہنچا کہ افغان بسرکردگی عیسی خان نیازی قیا خان کے مورچل پر حملہ آور ہوا اور جنگ عظیم ہوئی۔ عیسی خان کارزار کرنے اور کارسرکرنے مین مشہور تھا۔ مورچل سے شاہی لشکر نکل کر لڑا۔ اور راجہ توڈرمل اسکی کمک کو آیا تو لشکرخان کے غلام کے ہاتھ سے عیسی خان مارا گیا اور فتح ہوئی پادشاہ اس فتح سے بہت خوش ہوا اور شاہزادون کو یہ مژدہ سنا کر انکے دل سے فکر دور کیا۔ غرض شہنشاہ ایسے پرشور موسم مین کہ ہمیشہ مینھ برستا اور سیل سیلابون کا زور تھا۔ بچہارشنبہ ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۹۸۲ کو پٹنہ کے قریب آیا منعم خانخانان نے اس کے آنے کی خوشی مین آتشبازی اور توپون کی دھوان دھون کی دھوم دھام کی کہ مخالفون کو خوف پیدا ہوا۔ دوسرے روز پادشاہ نے قلعہ کے اطراف کا معائنہ کیا حاجی پور قلعہ کے محاذی تھا اور ان دونون شہرون کے درمیان گنگا کا دو کوس کا پاٹ تھا اور بڑے زور شور سے بہتا تھا۔ اس کی فتح کو قلعہ کے فتح ہونے کے لئے ضروری جانا۔ دوسرے روز مرزا علی علم شاہی اور شمس الدین بخاری اور راجہ گجپتی اور سپاہ کو عالم خان کی سرکردگی مین بھیجا۔ وہ کشتیون مین سوار ہوا۔ اور توپ خانہ ساتھ لے کر روانہ ہوئی انہین دنون مین داؤد کا ایلچی پادشاہ پاس آیا۔ خانخانان نے خالدین خان کو داؤد پاس بھیجکر یہ نصیحتین کی بھیجین۔ کہ الہی سرشتہ کار تیرے ہاتھ مین ہے اپنی روزنامچہ کو پڑھ

عیسیٰ خان نیازی کی شکست سنہ ۹۸۲ ۱۹ + پادشاہ کی حاجی پور پر لشکرکشی

بادشاہ کے اقبال پر نظر کر۔ اپنے اوپر رحم کر۔ اور جانداروں کے خون اور آدمیون کے مال و ناموس کی ویرانی کا سبب نہ ہو۔ دنیا کی مستی کا بھی ایک اندازہ ہوتا ہے۔ کس لئے تو ہوش مین نہین آتا۔ اور بادشاہ کے فتراک کا وابستہ نہین ہوتا۔ داؤد خان نے بہت تامل کرکے۔ خالدین کے ساتھ اپنے اعیان مین سے ایک شخص کو بھیجا اور بہت سی نیازمندی کی باتین بنائین کہ مین سروری اپنے لیئے نہین چاہتا۔ لودی نے مجھے اس پندار مین ڈالا۔ اور وہ اپنی سزا کردار کو پہنچا۔ مین اب اطاعت شاہنشاہی کے لیئے تیار ہون۔ کچھ جگہ مجھے ملجائے۔ اس کو مین سرمایہ سعادت جانونگا۔ خردسالی اور مستی شباب کے سبب سے مجھ سے خطائین ظہور مین آئین۔ جبتک مین انکی تلافی خدمات شائستہ سے نہین کرونگا۔ آستان بوس نہین ہوسکتا۔

بادشاہ اسکے دل کی باتون کو خوب سمجھا اور یہ جواب دیا کہ ہم ظل اللہ ہین۔ اندک پذیر اور بسیار بخش ہین۔ اگر داؤد سچا ہے تو ہمارے پاس چلا آئے۔ سارا دبار اسکا ہم دور کردینگے وگرنہ ان تین باتون مین سے ایک بات قبول کرے کہ ہزارون آدمیون کی جان و نان تلف نہ ہون۔ اول ایک آدمی اپنا ہمارے لشکر مین اور ہم اپنا ایک آدمی اسکے لشکر مین بھیجین کہ وہ نبردگاہ مین لشکر مین سے کسی آدمی کو نہ جانے دے۔ پھر مین اور تو دونو آخر جس ہتھیار سے تو کہے لڑین۔ جو کوئی فیروزمند ہو اُسکا ملک ہو۔ اگر یہ بڑی ہمت نہ ہو تو تو اور مین ایک ایک اپنے سردار کو لڑنے کے لیئے بھیجین کہ انمین سے جسے نصرت ہو اُسی کے لشکر کی ظفر سمجھی جائے اور اگر کوئی شیر مرد ایسا اُس پاس نہ ہو تو ہاتھیون کو انتخاب کرکے لڑائین۔ جو غالب ہو۔ اُسی کی فتح ہو۔ بادشاہ کی یہ باتین سنکر اُس افغان کی ہوش اُڑے۔ کسی بات پر راضی نہ ہوا بادشاہ پنج پہاڑی پر ہاتھی پر سوار ہو کر گیا۔ یہ پنج پہاڑی پانچ گنبد اینٹ کی ٹھوس قدیمی زمانہ کے بنی ہوئی ہین اور ایسی بلند ہین کہ پہاڑیان معلوم ہوتی ہین۔ یہان بادشاہ پر افغانو نے توپین چلائین۔ مگر وہ محفوظ رہا۔

بادشاہ شاہم خان کے مورچل مین گیا یہان سے حاجی پور نظر آتا تھا۔ بادشاہ کے لشکر اور افغانون کے لشکر مین لڑائی شروع ہوئی۔ لڑائی ترازو تھی۔ بادشاہ نے چند اپنی

جنگی کشتیان کمک کو بھیجین - قلعہ نشینون نے بھی اپنے جنگی جہاز لڑنے کو انسے بھیجے لڑائی
ہوئی - بادشاہی لشکر نے انکو بھگا دیا - حاجی پور کی فتح ہونے کا حال یہ ہے کہ یہ مہم عالم خان کی
سپرد ہوئی تھی - وہ کشتیون مین سوار ہوکر ردبانون کی ہدایت سے اوپر کی طرف چلا
اور رات کو اس طرح کہ غنیم کو خبر نہ ہوئی اُس نہر مین پہنچا کہ دریاء گنگ سے جدا ہوتی ہے
اور حاجی پور تک جاتی ہے - قلعہ نشینون نے بھی کشتیون مین بیٹھکر مبازرت پر مبادرت
کی - اول لشکرون کے درمیان کشتیون ہی مین ضرب زنی - بندوق بازی ہوئی غالبًا
معلوم ہوتا تھا کہ افغانون کو فتح ہو - مگر پھر غراب شاہنشاہی نے جو اپنا زور ڈالا تو
دشمن سامنے نہ ٹھیر سکے - بادشاہ کی کشتیان چڑھاؤ پر مشکل سے جاتی تھین اس لئے
مخالفون کا کام انجام کو نہ پہنچا سکین - پھر یہ دریا نوردگند ک نہر ہی مین جاکر حاجی پور کی
طرف مڑے - قلعہ کے اوپر سے اُن پر توپون کے گولے برسنے لگے - مگر وہ کشتیون سے
اُترکر گھوڑون پر سوار ہوئے - فتح خان پسر عادلخان و ابراہیم خان اللہ دیا سروانی
کوچہ بند ہوکر سرگرم پیکار ہوئے - فتح خان مردآزمائی کرکے مارا گیا بعض باشندون نے
شہر مین آگ لگاکر لوٹنا شروع کیا - بادشاہی لشکر کو قلعہ ہاتھ آیا - راجہ گجپتی و مرزا علی بیگ
اور سید شمس الدین بخاری اور اس کے بیٹون نے خان عالم کی ہمسایہ مین خدمات نمایان کین

جب حاجی پور فتح ہوا اور داؤد خان پاس پیغام شاہی بکا او پر مذکور ہوا پہنچا
تو غفلت سے ہوش مین آیا - اب اسکی تدبیر مین نہ نور تھا نہ ضمیر مین فروغ وہ قلعہ سے
نکل کر کشتیون مین سوار ہوکر بھاگ گیا - گوجر خان جو اس گروہ کا سر مشیر تھا ہاتھیون
اور سپاہیون کو لیکر خشکی کی راہ سے بھاگا - اب انکے ایسے ہوش اُڑے اور اوسان گئے کہ
کشتی مین بیٹھنے والون نے قلت اور کثرت پر کچھہ خیال نہین کیا - آدمیون کے زیادہ
بیٹھنے سے کچھہ کشتیان ڈوب گئین نشیب سمجھے نہ فراز کو نہ کشتی کو نہ دریا کو - خندق
اتنے جاندار مرے کہ وہ بھر گئی - دریا مین بھی بہت آدمی غرق ہوئے - قلعہ پٹنہ لوٹن
بے جنگ ہاتھ آگیا - بادشاہ قلعہ کے اندر گیا اور سیاہ کھوا اُو دکے تعاقب مین بھیج

فتح پٹنہ و حاجی پور [illegible]

بطور ایلغار کے روانہ کیا۔ مگر دشمن ایسے گریزپا تھے کہ یہ لشکر اس تک نہ پہنچ سکا۔ اس فتح مین دو سو چھپن ہاتھی ہاتھ لگے اور بہت سی غنیمت حاصل ہوئی۔ دشمنون کے آدمی جو دریا گنگ اور پن پن اور نہر مین ڈوبے تھے انکی لاشین نکال کر انکی کمر مین سے اشرفیون کی ہمیانیان پادشاہی لشکر نے نکالین حسین خان پسر سلطان عدلی ہاتھ آیا اوسکو خان خانان نے قتل کرایا۔ اس فتح کی تاریخ یہ ہوئی ع ملک سلیمان زداؤد رفت ۹۸۲ + اب بعض امیرون کی راے یہ تھی کہ برسات مین بہار کے مخالفون کو نیست و نابود کرنا چاہیے اور بعد برسات کے بنگالہ کو تسخیر کرنا چاہیے۔ بعض کی رای یہ تھی کہ ابھی بنگالہ پر لشکر کشی نہ کرنی چاہیے۔ پادشاہ نے اس دوسری راے کو پسند کیا۔ وہ خود اس مہم پر جاتا۔ لیکن عقلمندون کے اس قول کو جانتا تھا کہ جس خدمت کو ادنے امیر سرانجام دے سکتے ہون وہ طبقہ اوسط کو سپرد کرنی نہین چاہیے اور جس خدمت کو کہ طائفہ اوسط سرانجام دے سکے وہ نوئینان بزرگ کو حوالہ نہین کرنی چاہیے اور جو کام اس گروہ والا سے صورت اتمام پائے۔ فرزندون اور خویشون کو نہ دینا چاہیے اور جو مقاصد اس گروہ سے سرانجام پا سکین اسکو خود پادشاہ کو نہین کرنا چاہیے اس لئے اسنے بنگالہ کی فتح کا اہتمام منعم خانخانان کے سپرد کیا۔ اور بیس ہزار لشکر اور بہت اسباب ملک گیری کا اسکو حوالہ کیا اور آسانی کار کے لئے حدود بہار مین اسکی جاگیر مقرر کی۔ جونپور کو خالصہ بنایا۔ اسکی وزارت رضوی خان کو سپرد ہوئی۔ راجہ ٹوڈرمل کو علم و نقارہ مرحمت ہوا اور لشکر کے ساتھ بھیجا۔ غرض حسن خدمات کے جلدو مین اکو بزرگ منصب اور سیر حاصل جاگیرین عطا کین خود جونپور کی طرف روانہ ہوا اس شہر مین آنکر اس نے مقام کیا کہ بہار کے مفسدون کو تنبیہ کرے۔ قاسم خان جسکو کالو کہتے تھے اور محمود خان اور افغانون کی ایک اور جماعت نے حدود بہار مین فساد مچایا۔ میرزادہ علی خان و شاہ غازیخان تبریزی اور جاگیردارون نے بہار کے تمام مفسدون کو برباد کردیا۔

پادشاہ نے جو سپاہ بنگالہ کی فتح کے لئے بھیجی تھی اسکی فتوحات کی

تفصیل یہ ہی کہ اس نے قصبہ سورج گڈھ کو فتح کیا۔ یہان سے افغانون کو بھگایا پھر
قصبہ منگیر پر تصرف کیا راجہ سنگرام زمیندار گورکھپور اور پورن مل راجہ کیدھور اور اس
نواح کے بہت زمینداروں نے اطاعت اختیار کی۔ خانخانان اس موسم باران مین لشکر گران
دریا کی و خشکی کی راہ سے اپنی کاردانی کے سبب نہایت شائستہ طریقہ سے لے گیا۔
اور فیروز مندی مین اہتمام کیا۔ بھاگل پور اور کہیل گانو کھل گانو مین افغان ٹھیر رہے تھے وہ جنگ نا کر کے بھاگ
آیا۔ جب موضع کونہ مین لشکر شاہی پہنچا تو یہان تحقیق معلوم ہوا کہ اسماعیل خان سلحد جس کو
داؤد نے خانخانان کا خطاب دیا تھا اسنے گڈھی کے حصن حصین کو بڑے اہتمام سے استحکام
دیا ہے۔ بڑی مشکل یہ آکر پڑی کہ بادشاہ کے لشکرگاہ سے گڈھی تک پانی ہی پانی بھرا ہوا تھا
لشکر کا گذر نہین ہوسکتا۔ گڈھی کو دروازہ بنگالہ کہتے ہین۔ اسکے ایک طرف بڑے اونچے
اونچے پہاڑ ہین۔ جنپر پیادہ کا چڑھنا دشوار ہے۔ سوار تو کیا چڑھے گا۔ اس طرف گنگا
مین بہت سے دریا ملے ہین اور وہ بہت زور سے بہتے ہین۔ اس مرحلہ مین مجلس شورہ
منعقد ہوئی اور یہ قرار پایا کہ پہین اس عقدہ کی کشائش کا طلبگار ہونا چاہیئے۔ اس نواح
کے زمینداروں نے بتلایا کہ ولایت تیلی ارہ (تیلی یا تیلی) .. مین ایک پوشیدہ راہ ہے جسمین
باربردار چوپایہ تو نہین جاسکتا مگر تیز سوار جاسکتے ہین۔ پس اس راہ سے گڈھی کی فتح کا
ارادہ کیا۔ مجنون خان قاقشال اور قیا خان دونو الگ الگ لشکر لیکر اس طرف روانہ ہوئے یہان
دونو فوجون کے آنے سے گڈھی مین غنیم ایسا ڈرا کہ وہ بے لڑے بھاگ گیا۔ اس طرح گڈھی
جو لڑنے سے بھی کمتر ہاتھ آتی ہے بہ آسانی ہاتھ آگئی۔ گڈھی کے فتح ہونے سے داؤد بھاگا
ٹانڈہ پہ دریاے گنگ کے دو شقین ہوگئی ہین۔ ایک شعبہ ساتگام کو جاکر ملک اڈیسہ پر منتہی ہوتا
ہے اور دوسرا محمود آباد و فتح آباد وستارگانو و چٹ گانو کو جاتا ہے۔ داؤد دریا کی راہ سے
ساتگام کی طرف بھاگا۔ کالا پہاڑ و سلیمان و بابو منگلی گھوڑا گھاٹ کو بھاگے منعم خان ٹانڈہ
مین کہ مرکز بنگالہ ہے پہنچا۔ اور راجہ ٹوڈرمل بھی یہان آیا۔ انتظام ایسا کیا کہ سب جگہ
بنگالہ مین انتظام ہوجاے۔ چارون طرف سپاہ بھیجی محمد قلیخان برلاس کو ساتگام کی

طرف بھیجا کہ وہ داؤد کو سامان جنگ کرنے کی فرصت نہ دے۔ اور مجنون خان قاقشال کو گھوڑے گھاٹ کی طرف روانہ کیا کہ اس طرف کے فساد کو مٹائے۔ اور مراد خان کو فتح آباد و بنگلہ کی طرف روانہ کیا کہ اسمین امن قائم کرے۔ اعتماد خان کو سارگانوین بھیجا کہ ظالمون کے ہاتھ سے اس ملک کو چھٹائے۔

جنید کررانی کہ درگاہ شاہی سے فرار ہوا تھا اور داؤد کا چچازاد بھائی تھا۔ گجرات اور دکن سے مایوس ہو کر جھارکھنڈ مین فتنہ اندوزی اور شرانگیزی کی گھات مین بیٹھا۔ راجہ تو ڈرمل نے جاکر اس فساد کو مٹایا۔ قاقشال جب گھوڑا گھاٹ مین آئے تو سلیمان منگلی کہ یہان کا جاگیردار تھا۔ اور امراء افاغنہ مین شجاعت مین ممتاز تھا جمعیت کر کے دشمن کی ممانعت و مدافعت کے لئے آیا۔ سخت محاربہ ہوا۔ مجنون خان کو فتح ہوئی۔ سلیمان منگلی مارا گیا سب اہل و عیال اسکے اسیر و دستگیر ہوئے۔ قاقشالون کو . . . بہت غنیمت ہاتھ لگی۔ سلیمان منگلی کی لڑکی سے مجنون خان نے اپنے بیٹے جباری کا نکاح کیا اور . . کام لائق کو قاقشالون نے آپس مین تقسیم کر لیا۔ یہ سارا حال خانخانان کو لکھ بھیجا یہ سیر آباد ملک اولیاء دولت کے تصرف مین آیا جنید جھارکھنڈ سے پہاڑون مین جاکر چھپ گیا اور . . . فوج شاہی پھر کر بردوان مین آئی۔

اس زمانہ مین محمود خان پسر سکندر خان و محمد خان اور جنید اور خود سرون نے قصبہ سلیم پور مین شورش برپا کی۔ راجہ تو ڈرمل نے شائستہ فوج بھیجکر معرکہ جنگ آراستہ کیا اور اس گروہ کو پھر خاک مین ملایا۔ پسر سکندر خان بھاگ گیا جنید نے پہاڑون سے نکل کر شورش برپا کی راجہ تو ڈرمل نے اس طرف توجہ کی جنید جھارکھنڈ سے داؤد پاس گیا تھا۔ خودسری اور زیادہ طلبی کے سبب سے اس سے صحبت نہ تھی وہان بغاوت کی اور نظر بہادر و ابوالقاسم نمکین اور امراء آگے آگے لشکر سے جاتے تھے۔ وہ اس سے دور دور رہے مگر جنید نے انپر حملہ کیا۔ راجہ تو ڈرمل نے لشکر شاہی کو شکست سے بچایا۔ جنید تاب مقاومت نہ لا یا جھارکھنڈ کی جانب بھاگا۔ اس کا فتنہ بھی فرو ہوا۔

یا محمد اعظم فراول سولہیر کے نزدیک آیا اور تاخت و تاراج کی اور اسباب و اموال بہت تصرف مین لایا۔ اور ایار شیر سے نامور ہاتھی کو اس نے لے لیا۔ ہر چند منعم خان نے اسے طلب کیا۔ مگر اس نے معذرت کر کے نہ بھیجا اور جھار کھنڈ کی حدود مین جا کر مال جمع کیا۔ اور یہان سے شہر بلگھنہ تک لوٹتا مارتا جنگل لونی و کنکر مین جہان افغان اپنا بنہ و بار رکھتے تھے پہنچا۔ وہان دست برد کر کے خوب مال مارے۔ اسکی نیت مین یہ تھا کہ جھارکھنڈ سے بھاگ کر بادشاہ پاس چلا جاؤن اور اپنا جمع کیا ہوا مال مامن مین پہنچاؤن۔ جب وہ تارہ مین آیا تو بہوت چوہان کی رہنمائی سے جنید نے اس پر شب خون مارا اور سارا اسکا اندوختہ اور مال سوداگری اور اس قافلہ بزرگ کا اسباب لوٹ لیا۔ چوروں پر مور پڑے تو وہ لشکر شاہی مین راجہ توڈرمل پاس آیا۔

محمد قلیخان برلاس ہوشمندانہ داؤد کی طرف مرحلہ پیما ہوا۔ جب ساتگام ہلس کچ س رہا تو داؤد بھاگ کر اڈیسہ مین چلا گیا۔ لشکر شاہی بندر ساتگام مین آیا اس نواح کا انتظام کیا۔ مسرعان راست گو نے اطلاع دی کہ سرعمری کہ داؤد کا نفس ناطقہ ہے نفائس خزانہ کو چھتر مین لیئے جاتا ہے۔ محمد قلیخان نے ہر چند سرعت کی کہ اس کو لوٹے۔ مگر سودمند نہ ہوئی۔ دشمن اپنی سبک پائی سے مامن مین پہنچ گیا۔ اس لشکر کے تمام اعیان کی راے یہ تھی کہ انہی حدود میں آسائش سے رہیں۔ اس اثنا مین راجہ توڈرمل اس فوج سے آن ملا۔ اس نے اوڈیسہ کے فتح کرنے اور داؤد کے استیصال کے لیئے لشکر کو سختی سے ہمت افزا اور اخلاص طراز باتین سمجھائین اور اپنی دانش اور بردباری سے محمد قلیخان برلاس کو چلنے پر آمادہ کیا۔ مگر جب قصبہ مندل پور مین لشکر آیا تو محمد قلیخان کا آخر وقت آگیا۔ پان کھانے سے ایسی حرارت ہوئی کہ وہ بالکل سرد ہو گیا۔ کوئی اور سبب مرنے کا نہین علوم ہوا ایک خواجہ سرا غلام کی بد اندیشی پر لوگون ۔۔۔۔ کو گمان ہوا۔ اس سانحہ ناگزیر سے لشکر مین بے انتظامی ہوئی زمانہ کے واقعہ طلبون کا بازار گرم ہوا۔ اکثر آدمیون نے قیا خان کو جو خانخانان سے رنجیدہ رہتا تھا سردار بنا کے یہ ارادہ کیا کہ جھارکھنڈ سے

پادشاہ پاس چلے جائین - جنید کے دفعہ کرنے کو دست آویز کورنش بنائین - راجہ تودرمل اپنے عقل و اخلاص کو بہت کام مین لایا مگر وہ سود مند نہ ہوا - خانخانان پاس آدمی بھیج کر روپیہ منگایا - اور ان زربندون کو بقدر آرامش روپیہ دیا منعم خان و شاہم خان و خواجہ عبداللہ اس لشکر سے آ کر ملے تو کچھہ انتظام ہوگیا - داؤد کے استیصال کے واسطے یہ لشکر ناخوش راہ نورد ہوا -

داؤد جو اقصای ہندوستان مین بھاگ گیا تھا - جب اس نے سُنا کہ پادشاہ کے لشکر مین اختلاف ہے اور جہان خان نے جو اسکی طرف اڑیسہ مین ریاست رکھتا ہے اس کی دلدہی کی تو اس نے لڑنے کے ارادہ سے بغاوت کی - امراء شاہی بردوان سے نکل کر مدارن کی راہ سے کوچ بکوچ چھتوہ مین آئے مگر اعیان لشکر کی پیشانی سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ لڑنے سے دل چُراتے ہین - راجہ نے دور بینی کرکے یہ خیال کیا کہ لشکر کا حال یہی رہا تو لڑائی کے دن کہ عقیدت اور شجاعت کی جوشش کا زمانہ ہوتا ہے - کام کیونکر چلے گا - اس لئے اس نے خانخانان کو لکھا کہ اگر آپ اس لشکر سے ملجائینگے تو لشکر کی بددلی کم ہو جائیگی - خانخانان پاس پادشاہ کا حکم بھی آیا تھا کہ دیدہ وری اور دوربینی سے مہم کی زبونی کو آسان نہ شمار کرنا - داؤد کے استیصال کی یہی ہمت کرنا تاکہ ایک ہی دفعہ مین اس ملک کے رہنے والے اسکی شورش سے آسودہ ہو جائین - پادشاہ کے حکم کے موافق وہ چھتوہ مین لشکر شاہی سے آملا - داؤد بہت سا لشکر لیکر ہرپور مین آیا - جو بنگالے اور اڑیسہ کا برزخ ہے - اس نے مداخل کا استحکام کیا - پادشاہ کے لشکر مین بہت سے اعیان لشکر اور عموماً سپاہی کو بھی حوصلہ و پستی فطرت و ناشناسائی کار و بداندیشی باطن اور کاہلی سے اپنی خدمتا پر دل نہادہ نہین ہوتے تھے اور سب یہ چاہتے تھے کہ صلح ہو جاے - خانخانان نے کارآگاہون کی انجمن جمع کرکے اول اقبال شاہنشاہی کا دفتر کھول کر دلدہی اور جگر بخشی مین استادی کی اور بعد ازان اس عقدہ مشکل نما کی کشایش مین اور ناموس اور دولت کی پاسبانی مین سخن سرا ہوا - ہر ایک سے

اپنی شناسائی و مردانگی کے اندازہ اور عقیدتمندی فراخی حوصلہ کے مقدار کے موافق جواب دیا۔ بعض نے صلح کو جنگ پر مقدم رکھکر سلامت جوئی کی۔ بعض نے محاربت کو مصالحت پر ترجیح دیکر جوہر مردانگی کو دکھایا۔ بعض نے جنگ کو پسند کیا۔ مگر راہون کی صعوبت کے سبب سے تامل کیا۔ بعض نے اپنی شجاعت کے سبب سے مشکل اور آسان کو یکسان سمجھکر پیکار کا شوق ظاہر کیا۔ غرض راجہ تو ڈرمل کی سعی اور منعم خان کی ثبات پائی سے لڑائی کی ٹھیری۔ مگر راہ اور تلاش کی روبرو جانے سے کام مشکل ہوتا تھا۔ الیاس خان لنگاہ اس ملک کی راہون سے خوب واقف تھا۔ اس نے ایک آسان رستہ بتلایا۔ اور کارطلب ملازمون نے اس رستہ کو صاف کرکے آسان گذار بنایا۔ اس راہ سے چستی و چالاکی سے لشکر ملک اڑیسہ مین آیا۔ داؤد کی ساری تدبیرین جو استحکام راہ کے لئے تھین وہ بیکار تھین وہ پھر کر پیکار پر آمادہ ہوا اور مقام نکرہی مین دونون لشکرون کا آمنا سامنا ہوا۔ طرفین سے دلاورون اور نام آورون مین تلوار چلنے لگی۔ جمعہ ۲۰ ذی قعدہ ۹۸۲ھ کو داؤد کو شکست ہوئی جسکی تفصیل یہ ہے کہ منعم خان نے لشکر اس طرح مرتب کیا کہ قول کا انتظام خود لیا۔ لشکر خان و ہاشم خان و محسن خان کو اپنا شریک بنایا۔ شجاعت خان و خان زادہ خان سے التمش کو رونق دی (التمش ایک ترکی لفظ ہے جسکے معنے ساٹھ کے ہین مگر اس فوج کو کہتے ہین جو ہراول اور سپہ سالار لشکر کے درمیان ہوتی ہے۔) فوج ہراول خان عالم کو اور برانغار شاہم خان جلائر اور جرانغار اشرف خان و راجہ تو ڈرمل کو سپرد کی۔ سپاہ مخالف مین۔ قلب لشکر مین داؤد اور میمنہ مین سکندر برادر خان جہان اور میسرہ مین اسمٰعیل خان اور مقدمہ مین گوجر خان منتظم تھے۔ خان عالم اپنی نوجوانی سے میدان جنگ مین سب سے آگے بڑھکر تلوار چلاتا تھا وہ ابھی بہت آگے بڑھ گیا۔ خانخانان نے درشت گوئی کرکے اسکو واپس بلایا۔ ابھی بادشاہی لشکر مین انتظام نہین ہوا تھا کہ گوجر خان لیے سب باتیز رو ہاتھیون کو آگے اور سپاہ کو پیچھے کرکے لڑنے آیا۔ ان ہاتھیون کے دانتون اور سر و گردن مین درندے جانورون کی سیاہ اور ڈراؤنے پوست لگادئے تھے جس سے انکی شکل عجیب ہوگئی تھی۔ بادشاہ کے ہراول کے گھوڑے

ان کے سامنے نہ ٹھیرے اور شکست ہوئی۔ شاہم خان کا گھوڑا تلوار کے زخم سے جراغ پا ہوا۔ وہ زین سی زمین پر گرا۔ پھر وہ گھوڑے پر سوار ہوکر لڑا۔ مگر ایک ہاتھی نے اوس کو زمین پر دے پٹکا اور زمین کا پیوند بنا دیا۔ جب ناظم فوج کا یہ حال ہوا تو گوجرخان نے اس کی ساری فوج کو مار کر ہٹا دیا اور التمش پر جھکا۔ اسکے سردار خان زادہ محمد خان کو ملک بقا کا مسافر بنایا۔ اس سپاہ کو بھی اپنی جگہہ سے مار کر ہٹایا۔ قول پر متوجہ ہوا۔ اور اوس میں ہل چل ڈالدی۔ منعم خانخانان لشکر کی دلدہی کرتا تھا۔ اسکے خود تین زخم لگے لشکر اور حاجی خان سیستانی اور ہاشم بھی زخمی ہوئے۔ منعم خان ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ اگرچہ سر کا زخم اچھا ہوگیا مگر بینائی میں فرق آگیا۔ گردن کے زخم نے اندمال پایا۔ مگر پیچھے مڑکر نہیں دیکھ سکتا کندھے کے زخم سے ہاتھ سر تک نہیں پہنچ سکتا۔ غرض گوجرخان نے پادشاہی لشکر کا خستہ حال کیا اور اوسکو بالکل تاراج کیا۔ اور پکار پکار کر اپنے لشکر کی دلدہی اس طرح کرنے لگا کہ میں نے منعم خان کو زخمی کیا اب امتداد جنگ کس لئے ہے کوشش کرو اور کام ختم کرو۔ اب اسکا لشکر لوٹ پر جھک پڑا اور پریشان ہوگیا کہ اس اثنا میں میا خان اور اسکا بیٹا جو بھاگ گئے تھے پھر کر مرنے پر تیار ہوئے اور خواجہ عبداللہ اور اور سردار آپس میں مل کر آئے فتنہ راجپوی آوردند۔ یہ لشکر شاہی لڑ رہا تھا کہ ایک تیر گوجرخان کے ایسا لگا کہ وہ سفیر مرگ ناگہانی ہوا اسکے مرتے ہی اس کے ہمسر اور ہم بازو دل شکستہ ہوکر بھاگے۔ منعم خان بھی جو تین کوس بھاگ کر چلا گیا تھا الٹا میدان جنگ میں آکر لڑنے لگا۔ راجہ ٹوڈرمل اور داؤد کے لشکروں میں لڑائی ہوئی۔ ایک شخص نے راجہ کو منعم خان اور عالم خان کی خبر ناخوش سنائی تو راجہ نے مستقل ہوکر یہ کہا کہ شاہنشاہی اقبال ہمارا یاور ہے۔ اگر ایک مرگیا دوسرا زخمی ہوا تو اس سے لشکر شاہی کو کچھ گزند نہیں پہنچا عنقریب فتح ہوتی ہے شاہم خان بھی شکست پاکر آتا تھا اسکو سید شمس الدین نے تلخ و شیریں باتیں کہہ کر آمادہ جنگ کیا۔ غرض پادشاہ کے لشکر شکست یافتہ نے پھر ہنگامہ کارزار خوب گرم کیا۔ اور داؤد کو بھگا دیا اس کے لشکر کو پریشان کر دیا۔ بہت آدمیوں کا کشت و خون

تین روز تک ہوا اور خون سے صحرا لالہ زار بنا۔ رزم کی بزم مین بہت سے دلیر ایسے مست پڑے تھے کہ کبھی ہوشیار نہ ہوئے لشکر شاہی کو بہت غنیمت ہاتھ لگی۔ خانخانان کو نا امیدی کے بعد ارجمندی حاصل ہوئی۔ اس کے زخم نصرت کے مرہم سے بھر گئے۔ اگرچہ بنگالہ پہلے بھی بادشاہ کے تصرف مین آگیا تھا مگر حقیقت مین آجکے روز سے سمجھنا چاہیئے کہ یہ وسیع ملک فتح ہوا۔ منعم خان اسیرون کے جمع کرنے مین غصے کو کام مین لایا اور انکو قتل کیا اور ان کے سرون کے آٹھ مینارا و نچے اونچے بنائے۔ لشکر خان نے جو لڑائی مین زخمی ہوا تھا اس کی بے پروائی سے نقاہت اُس پر غالب ہوئی اس نے قالب خالی کیا۔ یار محمد ار غون جسکا پہلے حال لکھا ہے کہ فیل اباپر اسکو ہاتھ لگا تھا جسکو منعم خان نے طلب کیا وہ اس نے نہ دیا تھا اور اپنی نیکو کاری کو خود رائی سے برباد کیا تھا اس لڑائی مین بھی اس نے بعض ملازمون سے غنائم کے چھیننے مین زیادتی کی۔ اس گروہ نے اپنی داد طلب کی۔ منعم خان کے دل مین پہلے ہی اس سے کینہ تھا اس کو ایسا پٹوایا کہ اس کا دم نکل گیا۔ اس پر یہ ظلم ہوا۔

منعم خان نے داؤد کے تعاقب مین شاہم خان جلائر اور راجہ تو ڈرمل کو بھیجا جب وہ قصبہ بھدرک مین پہنچا تو اس کو معلوم ہوا کہ جب داؤد بھاگا جاتا تھا تو جہان خان مدارا دلدہی کر کے اس کو کٹک مین لے گیا جو اس دیار مین بڑا مضبوط قلعہ ہے اس ملک کے آدمی اسکے گرد جمع ہوئے اور ان لوگون کو یہ خیال تھا کہ اگر بادشاہی لشکر ادھر آئے تو اس سے میدان رزم گرم کیجئے اور جو شکست پہلے ناگہانی ہو گئی ہے اسکا عوض لیجیے اس خبر کو سنکر لشکر شاہی مین سراسیمگی پھیلی ہر چند راجہ تو ڈرمل نے لشکر کو تسلی و تسکین دی مگر کارگر نہ ہوئی اس لئے راجہ نے خانخانان کو لکھا کہ اگر یہ سپاہ لڑائی مین کام نہ کریگی تو بڑی دشواری پیش آئیگی اس لئے آپ اس کام کا اہتمام اپنے ذمہ لازم جانین بے توقف یہان تشریف لائیے خانخانان کے زخم باوجودیکہ بھرے تھے مگر وہ سنگاسن مین بیٹھ کر اس شہر مین آیا۔ کچھ اپنی بخشش و بخشایش کچھ غصہ کی نگاہ سے لشکر کو جنگ پر آمادہ کیا جس سے حصار حصین مین افغانون کو لغزش ہوئی۔ نہ سامان قلعہ داری تھا

منعم خان اور داؤد کی ملاقات ۹۸۲ھ

نہ اسباب بیکار نہ جائے گریز۔ داؤد کو متواتر شکستین ہو چکی تھین گوجر خان اسکا وزیر مارا گیا تھا۔ اس لئے اس نے مکرو فریب سے عجز و زاری کے ساتھ صلح کی درخواست کی فتو و شیخ نظام کو بھیجا۔ یہ فریب کار و جادو منش لشکر منصور کے سردارون کو زر و سخن سے صلح پر لائے۔ ان کمبخت سردارون نے داستان مصالحت کو غنیمت جانا اور اس کو اپنے مزید اعتبار کا ذریعہ جانا راجہ تو ڈرمل حقیقت کار سے آگاہ تھا اس لئے بہت ہاتھ پانوٴن مارے کہ صلح نہ ہو مگر غرضمندون نے اس کی ایک نہ سُنی داؤد کے پیغام کا خلاصہ یہ تھا کہ مسلمانون کا تباہ کرنا اچھا نہین ہے۔ بندون اور نوکرون کی طرح پادشاہ کی خدمتگاری کے لئے بندہ حاضر ہے۔ مگر التماس یہ ہے کہ مملکت وسیع ہوگا اس مین کچھ جگہ مجھ بھی مل جائے کہ اوقات گذاری اپنی جماعت کے ساتھ ہو جائے مین اس پر قانع ہو کر کبھی سرکشی نہین کرونگا۔ امراء نے ان شرائط کو خانخانان سے عرض کیا۔ اس نے امراء کی ملتمس کو اس شرائط سے منظور کیا کہ داؤد میرے پاس آئے اور میرے پاس اپنے عہد و پیمان کو سوگند سے موکد کرے۔ داؤد نے اس شرط کو قبول کیا۔ ابو الفضل نے لکھا ہے کہ خانخانان نے ہاشم خان کو بھیجکر شرائط صلح کی تنقیح کرائی۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اول داؤد پادشاہ کی نوکری تسلیم کرے اور نامور ہاتھی اور پیشکش درگاہ والا مین بھیجے اور کچھ دنون کے بعد خدمات پسندیدہ کرکے پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور بالفعل اپنے معتمد خویشون مین کسی کو درگاہ والا مین بھیجدے داؤد نے شرائط منظور کرلین۔ غرہ محرم ۹۸۳ھ کو داؤد مع اپنے امراء کے خانخانان کے خیمہ مین آیا۔ اسکا استقبال اور اعزاز و احترام کیا گیا۔ داؤد نے کمر سے تلوار کھولکر خانخانان کے آگے رکھدی جسکے معنے یہ تھے کہ مینے سپہ گری کو چھوڑا اور اپنے تئین پادشاہ کے حوالہ کیا۔ جو پادشاہ کا دل چاہے اسکے ساتھ سلوک کرے طبقات اکبری مین لکھا ہے کہ اس نے یہ کہا کہ آپ جیسے عزیزون کو زخم پہنچا ہے اس لئے مین سپاہ گری سے بیزار ہون۔ خانخانان نے تلوار لے کر اپنے خواص کو

سپہر دکی اور داؤد کا ہاتھ پکڑکر اپنے برابر بٹھایا۔ دونو نے کھانا پرتکلف ساتھ بیٹھ کر کھایا غرض عہد وپیمان قسم کے ساتھ ہوئے صلح نامہ لکھا گیا۔ بعد اسکے خانخانان نے پادشاہ کی طرف سے ایک خلعت وشمشیر وکمر مرصع اسکو پہنایا۔ داؤد نے اپنی فروتنی دکھانے کے لئے دارالخلافہ کی طرف سجدہ کیا۔ اس دیار کے نفائس امتعہ وشرائف اسباب ورنامور ہاتھی اور بہت سا خزانہ پیشکش کے طور پر دیا۔ شیخ محمد پسر بایزید کو جو اسکا بھتیجا تھا۔ پادشاہ کی خدمت کے لئے ہمراہ کیا۔ غرض اس روز خوب جشن ہوا اور جب وہ رخصت ہوا تو بعض محال اڈیسہ اس کو تیول مین دے گئے۔ راجہ تو ڈرمل اس صلح کو پسند نہین کرتا تھا۔ اس نے نہ اس صلحنامہ پر دستخط کئے نہ وہ اس مجلس مین حاضر ہوا وہ فکرمند ہی رہا۔

گھوڑاگھاٹ کی سوانح شورش کا حال یہ ہی کہ جب خانخانان کٹک کو روانہ ہوا تو جلال الدین سور کی اولاد کالا پہاڑ و بابو منگلی نے زمینداروں کے ساتھ اتفاق کرکے شورش برپا کرکے قاقشالون پر گرے۔ قاقشال کچھ لڑے مگر ذلیل ہوکر وہان سے نکالے گئے اور گھوڑاگھاٹ کی ولایت پر افغان متصرف ہوئے اور قاقشال کے پیچھے پیچھے جھاڑ کر پڑے کہین انکا پانو جمنے نہ دیا وہ حوالی ٹانڈہ مین رہے خانخانان جلد غنیم کے روبرو آیا۔ دریائے گنگ کے دو شعبے ہوتے ہین وہان ایک پل باندھا اور دوسرے پل کے باندھنے کی تیاری تہی کہ غنیم کے پیر اکھڑے اور بھاگے۔ خانخانان حدود ٹانڈہ تک آیا۔ یہان سے لشکر کو بسرکردگی مجنون خان ولایت گھوڑاگھاٹ مین بھیجا اس نے اس ملک کو فتنہ پردازون سے خالی کرکے لے لیا۔ مخالف پریشان ہوکر جنگلون مین ناپدید ہوئے۔

پادشاہ کو قلعہ رہتاس کی تسخیر منظور تہی۔ یہ قلعہ متانت مین بے نظیر تھا۔ اس کے اوپر بہت سے دہات آباد تھے وہان زراعت ہوتی تہی جس سے قلعہ کے نگہبانون کو کافی آذوقہ ملتا تھا۔ خوش گوار چشمے اس مین جاری رہتے تھے۔ باوجودیکہ وہ پہاڑ پر تھا مگر اس مین پانی تھوڑی دور پر کاوش سے نکل آتا تھا۔ اس قلعہ کو ہیبت خان کررانی اور اسکے بیٹے بہادر خان استحکام دے کر خواب غفلت مین پڑے سوتے تھے کہ پادشاہ نے

اس خدمت پر فرحت خان کو نامزد کیا اور مظفر خان کو ہمراہ کیا اور بڑے بڑے امیرون کو لکھا کہ اس کی کمک کرین۔ مظفر خان نے اپنے اندوختہ سے لشکر کا سامان درست کیا۔ جونڈہ اور سہسرام کو کہ بادشاہ نے اب تک کسی کو جاگیر مین نہین دی تھے۔ اپنی شجاعت سے اُن پر قبضہ کیا اور اپنا سامان مہیا کیا۔ بہادر خان پسر ہیبت خان قلعہ رُہتاس سے نکل کر شورا فزا ہوا مظفر خان نے تیز دستی کر کے اسکے مال و منال اور ہاتھی چھین لئے۔ اس زمانہ مین اور امراء قلعہ رُہتاس کے محاصرہ مین مصروف ہوئے۔ کچھہ عرصہ گذرا تھا کہ بادشاہ کا فرمان مظفر خان پاس آیا کہ اگر وہ اور ملازمون کے ساتھ اتفاق کر کے قلعہ کے تسخیر کی میعاد مقرر کر سکے تو اس کام مین مصروف ہو۔ اور اگر اسکا تعہد نہ کر سکے اور اس کی تسخیر مین زمانہ دراز لگے تو صوبہ بہار کے تمام متمردون کی سزا مین تگاپو کر کے ہمارے پاس چلا آئے جو سرکش تجھہ سے التجا کرے اوسکو بخشش و بخشائش سے سربلند کرے اور جو نہ کرے تو اسکو ایسی مالش دے کہ اورون کو عبرت ہو۔ مظفر خان نے اس فرمان کی جواب مین عرض کیا کہ قلعہ گیری کا اسباب لشکر مین موجود نہین ہی اس لئے مین کوئی تعہد نہین کر سکتا۔ مناسب یہی ہے کہ اس عرصۂ دلکشا کو ناسپاسون کے خار و خس سے پاک کرون۔ بعد ازان وہ لشکر کو لے کر اس خدمت پر مستعد ہوا۔ بادشاہ جو لشکر چھوڑ گیا تھا اوسکو ساتھ لیا محسن خان و آغا ق و عرب بہادر جو منعم خان کی جاگیر کا اہتمام رکھتے تھے اس کے ساتھ شریک ہوئے اور انہون نے شائستہ کام کئے اور سارے صوبے مین متمردون کو تتر بتر کر دیا۔ ابراہیم پور سے آدم خان بٹنی اور بہر کان (بہرکان) سے دریا خان کاشی بے جنگ بھاگ کر جھارکھنڈے مین چلے گئے

جب اس ملک مین کوئی کام باقی نہین رہا تو منعم خان کے گماشتون کو مظفر خان کی روز بہی پر حسد ہوا اس لئے بے آزرمی سے اوسے رخصت کیا اس کی جاگیر کوئی معین نہ تھی اس لئے جونڈہ اور سہسرام کو معاودت کی۔ خداداد برلاس اور خواجہ

شمس الدین نے اس کی رفاقت کی۔ اثناء راہ میں اُسے معلوم ہوا کہ ان دونوں قصبوں
پر اہل ہتاس نے قبضہ کر لیا ہے۔ اپنی شمشیر و تدبیر سے ان قصبوں کو دشمنوں سے چھین لیا کچھ
اپنے اندوختہ سے کچھ ادھر ادھر کی لوٹ مار سے اپنا کام چلایا کہ ناگاہ بہار میں شورش
برپا ہوئی اور اس ملک کے ناظموں نے مظفر خان کو بلایا۔ اس نے اُنکے پہلے سلوک پر
نظر نہ کی۔ وہاں دوڑ کر خدمات شائستہ بجا لایا جسکی تفصیل یہ ہے کہ خان خانان نے بھیر
کہ ولایت بہار اور جھارکھنڈ کے درمیان میں ہے عرب بہادر کو منتظم مقرر کیا تھا۔ حدود جھارکھنڈ
سے حاجی خان و غازی خان دو بھائی افغانوں کو ساتھ لیکر نکلے اور قلعہ بھیر پر قبضہ
کر لیا اور اہل قلعہ کو شربت واپسیں پلایا۔ عرب بہادر بھاگ گیا۔ اس صوبہ کے امراء جمع
ہو کر شورش کے مٹانے کے درپے ہوئے۔ افغان کوہستان کی تنگناؤں میں چلے گئے
امراء نے انکی برابر جا کر توقف کیا۔ اب نہ اُلٹے جانے کو نہ آگے بڑھنے کو مصلحت سمجھتے
تھے۔ ایک دن افغانوں نے گروہ میں راجہ بھگونت داس کے ملازم تین سو راجپوت
اور انکے سوا اور جوان مردانہ وار گھس گئے یہ احمقانہ کام انکا سرسبز نہ ہوا۔ ہزیمت
اٹھائی۔ تین بڑے سردار اور سو آدمی اس لڑائی میں کام آئے اس واقعہ سے امراء
کے استقلال میں بھی خلل آیا۔ ناگزیر اپنے پہلے ناہموار سلوک سے شرمگین ہو کر کاردانوں
کو بھیجا اور مظفر خان سے استمداد چاہی۔ یہ عالی ہمت لشکر کو لے کر آموجود ہوا اعیان
لشکر کی عزیمتوں میں منعم خان کی تحریر کے سبب سے فتور آگیا تھا۔ اس تحریر کا خلاصہ
تھا کہ جھارکھنڈ کی راہ سے جنید بہار کی طرف جاتا ہے۔ تنگری بردی بہت سے
لشکر کے ساتھ اس کام کے لئے مقرر ہوا ہے مگر جبتک کمک نہ پہنچے وہ جنگ پر مبادرت
نہ کرے اور محمد خان گکھڑ کے مارے جانے کا اور یار محمد قراول کے لٹ جانے کا
حال اس میں لکھا ہوا تھا۔

مظفر خان نے ثبات پائی اور دلدہی میں کوشش کرکے اس تحریر کا جواب لکھا
کہ عقل و دین کا مقتضا یہ ہے کہ جو سرگزشت گزری ہے وہ پیکار میں مزید دلیری

اور افزونی اہتمام کا سبب ہو - پہلے اس سے کہ ان خود سرون سے جنید ملے ان کا
کام تمام کیا جاوے - یہ تو معلوم نہین کہ دس روز مین اس نواح مین جنید آئیگا - مگر یہ امید ہے
کہ ایک روز مین دشمن پراگندہ کر دئیے جائینگے اس سے لشکر کی شکستہ ہمت مین توانائی
آئی - وہ اس ملک کے راہ شناسون سے راہ پوچھ کر گریوہ مین لشکر کو مرتب کر کے لیگیا
اور خواجہ شمس الدین کو سپاہ کے ساتھ دشمن کے عقب مین بھیجا - دشمن نے جب یہ جانا کہ غنیم کی سپاہ
نے آگے اور پیچھے آ کر گھیر لیا ہے تو وہ بھاگا لشکر کو بہت غنیمت ہاتھ لگی امراء نے تعاقب
کیا - دشمن نے گریوہ آرام پور مین جو جھار کھنڈ کی اعمال مین سے ہے جا کر لشکر کو مرتب کیا
اور وہان سے وہ پھرا - ان مین عمدہ سردار آدم خان بٹنی پسر فتح خان و دریا خان کاکڑ
اور جلال خان سور و حسین خان و غازی خان و یوسف بٹنی و عمر خان کاکڑ اور محمود کاسو تھے
مظفر خان نے بھی میدان کارزار کو آرایش دی - جنگ عظیم ہوئی حسین خان و غازی خان و
جلال خان سور ہلاک ہوے - آخر کو جب افغانون کا ہاتھ نہ چل سکا تو پاؤن سے کام لیا بھاگ
نکلے - پادشاہی فوج کو فتح ہوئی اور وہ اپنی جگہہ پر چلے گئے -

افغانان اور مظفر خان کی لڑائی بیان ۹۸۲ھ

جنید جس نے بہار کا قصد کیا تھا جب اس واقعہ کا حال سنا تو اس نے کچھہ توقف کیا
پھر بہار مین جا کر شورش مچائی - اس دیار کے امراء پٹنہ مین جمع ہوے اور مظفر خان سے
دوستانہ خط و کتابت کر کے اوس سے امداد چاہی - ان دنون پادشاہ نے اس کو
جاگیر مین غازی پور مرحمت کیا تھا اس سے اور بھی اس کا دل بڑھ گیا تھا فتنہ انگیزون
کی استیصال مین اور زیادہ کوشش کرنے لگا - اور پن پن کا پل باندھ کر پار گیا -
اس اثنا مین خانخانان کا پیغام مظفر پاس آیا کہ جنید سے لڑنے مین شتابی نہ
کرے مین خود آتا ہون - امراء نے اپنی عزیمت کو فسخ کیا مظفر خان نے دوستان عظمت
اور کارستان معاملت کی تنقیح تفصیل کے ساتھ کی مگر سودمند نہ ہوئی - یہان کے پھر جانے
سے آزردہ خاطر تھا وہ ایسا کار طلب تھا کہ جنید سے تنہا لڑنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر
حاجی پور کی شورش برپا ہونے کا آوازہ بلند ہوا - اس طرف اُس کو جانا پڑا - یہان

اس کی طرف سے میر محمود دستوکسی انتظام کرتا تھا اس کو اور سو آدمیون کو تاجخان جونہ
و فتح خان موسی زئی و شہباز خان بجری و سلیمان بنوارا ور بھان رائے نے مارڈالا وہ ۔۔۔۔
خداداد برلاس اور عرب اور خواجہ شمس الدین کے ساتھ حاجی پور کی طرف گیا ۔ دشمن کے سامنے
سے جانا دشوار تھا اس لئے وہ قصبہ سوانہ مین گنگا سے اُتر گیا اور حاجی پور اور اوس کے
درمیان دریا گندک طغیانی پر تھا ۔ ادھی کرن زمیندار چنیارن اس کے دوستون
مین ہوگیا ۔ اسنے اپنے برادری کے آدمیون سے کشتیان دلوائین اور آسان راہ
بتائی ۔ مظفر خان نے تین سو سپاہی بسر کردگی قاسم علی سیستانی اور عرب بہادر کے
اس راہ سے بھیجے ۔ جب اسکے پہونچنے کی خبر آگئی تو وہ کشتیون مین لشکر کو خود سوار کرکے غنیم
کی برابر آیا ۔ افغانون نے تیرون بندوقون سے بہت کچھ زور مارا مگر آخر کو بھاگنا
پڑا ۔ حاجی پور فتح ہوا اور بہت سی غنیمت مظفر خان کو حاصل ہوئی ۔ اس کو معلوم ہوا کہ
نہر بدھہ گندک کے اس طرف فتح خان موسی زئی و جلال خان عربی و سلیم بربسیہ و رستری
ادھیری اور بہت سے افغان شورش برپا کرنے کے لئے جمع ہین مظفر خان اپنی کارطلبی
اور دوربینی کے سبب اس گروہ کے دفع کرنے کے درپے ہوا ۔ وہ خود چند آدمیون کو لیکر
ندی پر گذرگاہ کی تجویز کرنے گیا ۔ اس ندی کا عرض بہت کم اور عمق بہت زیادہ تھا سامنے
دو سو سوار نظر آئے ۔ ان سے لڑنے کے لئے خواجہ شمس الدین و عرب بہادر کو اشارہ کیا
وہ گئے کہ دشمن نے کمک طلب کی مگر اس فوج کو دیکھ کر اپنے لشکرگاہ مین وہ چلا گیا مگر جب
کمک ان پاس گئی تو وہ پھر لڑنے کے لئے آیا ۔ مظفر خان بھی اپنے لشکر سے جا ملا ۔ مگر اسکی
سپاہ تھوڑی سی لڑکر بھاگی اور بہت سی دریا مین غرق ہوئی ۔ مظفر خان بھی دریا کی
موج خیزی مین جانا چاہتا تھا کہ خواجہ شمس الدین اسکی باگ پکڑ کر کوہستان کی طرف لیگیا
غرض مظفر خان کا حال نہایت تنگ ہوگیا پچاس آدمیون کے ساتھ دامن کوہ مین وہ
پڑا تھا ۔
لشکر شاہی مین مظفر خان کے مارے جانے کی شہرت ہوگئی مگر اس کا ایک قاصد

لشکر مین جا پہنچا جس نے تردد دور کیا۔ خداداد برلاس و مہر علی تین سو سپاہ کے ساتھ
دریا سے پار ہوکر روبراہ ہوئے۔ دشمن سے لڑائی شام تک ہوئی رات کو دشمن بھاگ گیا
شکست کے بعد فتح سے لشکر شاہی مین غوغا و جوش ہوا۔ افغان بھاگ کر تاج خان
بنوار پاس گئے اس کی تدبیر کے موافق فتنہ انگیز ہوئے مال اور سپاہ کی افزونی
سے اور عقل کی کمی سے لڑنے پر تیار ہوئے۔ مظفر خان نہایت احتیاط سے آب
مدھ گندک سے پار گیا۔ اور اسباب نبرد کو فراہم کرنے لگا۔ وہ ایسی جگہ اترا کہ جسکے
تین طرف پانی تھا اور ایک طرف دلدل افغانون نے اسکے لشکر کے گرد دائرہ بنایا۔
مگر یہ جگہہ ایسی قابل تھی کہ وہ ناکام رہے۔ جتنی کوشش ہوتی تھی اتنی ناامیدی بڑہتی
تھی۔ اب مظفر خان کا لشکر ایسا بڑھتا گیا کہ اس نواح کے زمیندار اس کے طرفدار
ہوتے گئے۔ پل بنایا خندق کھود کر ایک پناہ بنائی۔ اس کی آڑ مین لشکر کو مرتب کیا
پل پر سے لشکر گذرنے لگا۔ تو افغانون کے لشکر نے اس پر حملہ کیا۔ بادشاہی پیادے
بھاگے۔ تو سوارون کا دل بھی چھوٹا۔ بھاگنے والون کے صدمون سے پل ٹوٹا۔ تین سو
پیادے و سوار دریا مین ڈوبے۔ خواجہ شمس الدین و خداداد برلاس دشمنون پر ..
تیراندازی کرتے تھے کہ ایک تیر حسین خان کے گھوڑے کے لگا وہی سپاہ کا سردار
تھا وہ گھوڑے سے گرا کہ افغانون کی جمعیت مین تفرقہ پڑا۔ پھر شیر مردون نے پل بنایا
اور اوس سے لشکر کو اتارا۔ افغان بھاگ کر تاج خان کی قلبگاہ مین گئے مظفر خان
نے انکا تعاقب کیا۔ انکے قریب پہنچا۔ اکثر اعیان افغان خندق کی جا کو تلاش کرتے
تھے۔ انکو خبر نہ تھی کہ دشمن کا لشکر قریب آگیا ہے۔ ناگاہ مظفر خان کے آدمی ان کی
سر پر پہنچے وہ بھاگے بہت سے مارے گئے۔ ان مین سے تاج خان بنوار کا سر
حاجی خان پہلوان کاٹ کر لایا۔ اور جمال خان غلزئی زندہ گرفتار ہوا۔ اور بہت سے
اسیر شمشیر اور گرفتار کمند ہوئے۔ رات کی تاریکی اور درختون کے جھنڈ نے لشکر
شاہی کو انکے منازل پر جانے نہ دیا۔ مگر بہت سے بہادرون نے اس سرزمین مین

غنیمت پائی صبح کو لشکر اپنی منازل پر آیا وہ لشکر کے آنے سے پہلے دریا پر بھاگ گئے
چلے گئے تہے اس دریا کو وہ اپنی پناہ سمجھتے تھے مگر اس نے انکو ہلاک کیا۔ بہت دقت سے
غرقاب سے وہ نکل کر ساحل نجات پر پہنچے وہ پریشان و پراگندہ ہو گئے۔ کچھ دریا مین
ڈوبے۔ کچھ ادھر ادھر پراگندہ ہوئے۔ انکا سارا گھر بار لٹا۔

جب اس یورش سے تسکین ہوئی تو ستری و چتری نے افغانون سے اتفاق کرکے ولایت بگرہ (ڈنگرہ) پر تصرف کیا۔ اس ملک کا طول تین سو کوس اور عرض بیس کوس منگیر کے محاذی ہے۔ درمیان مین گنگا موج خیز تھی۔ مظفر خان نے وزیر جمیل و خداداد برلاس و خواجہ شمس الدین اور بعض امرا کو انکے استیصال کے لئے بھیجا لڑائی ہوئی فتح خان کہ مخالف گروہ کے اعیان کا سردار تھا مارا گیا اور اناسی آدمی اور مارے گئے۔ اور اس ملک پر قبضہ شاہی ہو گیا۔

منعم خان نے جب مظفر خان کی فیروزمندی دیکھی تو اس نے یہ چاہا کہ وہ یہان پر نہ رہے۔ پادشاہ پاس چلا جائے۔ اس پاس حکم تھا کہ جب چاہے مظفر خان کو پادشاہ پاس بھیجدے۔ اب اس نے لکھا کہ یہان سے پادشاہ پاس چلے جاؤ۔ مگر اس وقت اس پاس پادشاہ کا یہ حکم آگیا کہ وہ ان حدود کی خدمات مین سرگرمی کرے اور جب تک ہم نہ بلائین وہ نہ آئے۔ گو منعم خان اس کو ہمارے پاس آنے کو کہے۔ جیسا وہ خانخانان کی تحریر سے پژمردہ خاطر ہوا تہا۔ ایسا ہی وہ پادشاہ کے فرمان سے شادمان و شگفتہ خاطر ہوا حاجی پور مین جا کر بساط انبساط بچھایا۔ پادشاہ نے اس ملک وسیع کی حراست گذرہو سے گڈھی تک اسکی تدبیر و شجاعت کو تفویض کی اور حکم دیدیا کہ سپاہ مین سب چھوٹے بڑے اس کی صلاح پر چلین وہ قوانین سلطنت اور احکام خلافت کا پابند ہو کر عدالت پیرا ہوا۔

داؤد کے ساتھ منعم خان صلح کر کے گھوڑا گھاٹ دوڑا گیا ......

اور اس طرف کے فتنہ کو فرو کر کے وہ شہر گور مین آیا۔ یہ شہر پہلے زمانہ مین...

ولایت بگرہ پر تصرف ۹۸۲ ...

دار الملک تھا۔ اس کو افغانون نے اس لئے کہ اس کی آب و ہوا انکو ناموافق تھی چھوڑکر خواص پور ٹانڈہ کو اپنا دار السلطنت بنایا تھا۔ منعم خان نے اس نظر سے کہ گھوڑا گھاٹ خود فتنہ اندوزون کا سرچشمہ ہے لشکر کے قریب ہو جائیگا۔ اور ان حدود کی شورش بالکل فرو ہو جائیگی اور اس لئے کہ اس جگہ مین عمدہ قلعہ موجود ہے اور بڑی بڑی عمارات بنی کھڑی ہین حکم دیدیا کہ تمام آدمی اور سپاہ اور رعیت خواص پور ٹانڈہ کو چھوڑکر گور مین آباد ہون۔ مگر اس سے وہ غافل تھا کہ تداول روزگار اور خرابی عمارات سے اس جگہ کی ہوا مین خواص سمیت آگیا ہے۔ خصوصاً یہ کیفیت اور زیادہ ہو جاتی ہے کہ برسات کا موسم ختم ہوتا ہے۔ اور بنگالہ کے اکثر حصہ پر پانی پھر جاتا ہے ہرچند حقائق شناسون نے اسکو سمجھایا۔ مگر اس نے عام پسند توکل اختیار کرکے شہر گور مین ایک خلق کو گور غریبان سلایا۔ توکل کے معنے یہ ہین کہ مراتب بیرو فروغ خود کو کہ عالم اسباب کے نگہبان ہین ملحوظ کرکے اسکی کارسازی کو خدا کے حوالہ کرے۔ نہ عقل صواب اندیش و اسباب ظاہر کو ترک کرے۔ اسی سبب سے بہت سے امیر کہ جنمین سے ہر ایک معرکہ آرائی کے لائق تھا۔ بستر خواب پر ہم آغوش نیستی ہو اور عام آدمیون مین موت کا بازار گرم ہوا۔ یہان تک نوبت پہنچی کہ مردون کے دفن کرنے سے آدمی عاجز ہو گئے اور پانی مین بہانے لگے۔ اگرچہ اس سال مین تمام دنیا مشرق مین تندباد فنا چل رہی تھی۔ مگر اس شہر مین اسکا طوفان اٹھ رہا تھا۔

خان خانان اپنی بات پر ایسا اڑا کہ اس مرگ عام سے خبر نہ ہوا کہ اس اثنا مین خبر مشہور ہوئی کہ جنید نے بہار مین فتنہ برپا کیا۔ اس بہانہ سے گور کے گورستان سے آدمیون کو نجات ہوئی۔ تعجب ہے کہ اس طوفان وبا مین منعم خان تندرست رہا۔ مگر ٹانڈہ مین جاکر رجب المرجب سنہ ۹۸۳ھ کو تھوڑی بیماری سے پیمانہ حیات اوسکا لبریز ہوا۔ اس سے لشکر کی جمعیت مین خلل عظیم واقع ہوا۔ اگرچہ اولیاء دولت نے شاہم خان کو سردار بنایا۔ اور اعتماد خان خواجہ سرا کو کارساز اپنا کیا۔ مگر اعیان لشکر کی بے اتفاقی اور اکثر کی وہم گرائی اور عام مصلحت بینون کی کوتہ حوصلہ اور ارباب نفاق کی شعلہ افروزی نے کسی ایک بات پر مشورہ نہ دیا۔ خیر اندیشون کی شمع افروزی سے نور یکجہتی نہ چمکا۔ جب داؤد نے

یہ قضیہ سنے تو اس نے صلح کی پردہ کو اٹھا دیا اور شکست فاش کیا۔ نظر بہادر کو جو قصبہ بھدرک میں محاصرہ کر لیا۔ عہد و پیمان کر کے اس کو مار ڈالا۔ مراد خان جلیسر سے ہمت ہار کے بے آویزش کے ٹانڈہ میں آیا۔ شاہ بردی اس صوبہ کے کارخانہ کشتی اور توپخانہ کا سربراہ تھا۔ اس سے عیسی خان زمیندار لڑا۔ اگرچہ شاہ بردی کو فتح ہوئی مگر توہم کے دفع سے اس سرزمین کو چھوڑ کر توپخانہ اور نوارہ سمیت امرا سے آن ملا۔ غرض امراء پادشاہی کہ ٹانڈہ میں تھے ان کا کوئی معتبر سردار نہ تھا وہ اس ملک کو خالی چھوڑ کر حاجی پور میں چلے آئے۔ سپاہ کے افسر ایسے دل گرفتہ ہوئے کہ گنگا پار شہر گور میں آ گئے۔ اصل میں سب کی نیت میں یہ تھا۔ کہ اس طرح اپنے اندوختوں کو اس دیار سے نکال لیں جس بات انہوں نے یہ بنا کی کہ دریا کو بیچ میں ڈال کر ہم جنگ پر دل نہاد ہوتے ہیں اور جو دو دیکھا اگر بات کی آدمی بھی ہم سے علیحدہ ہیں۔ جب دریا سے عبور کیا تو .. .. قتلو قدم سے ایک عزیز [illegible] پادشاہ کی طرف سے یہ خبریں مشتہر کیں [illegible] ہو رہا ہوں [illegible] پیدا اور [illegible] کی راہ سے بہار کی طرف [illegible] .. .. جو پادشاہ کے [illegible] خانخانان اور امرا بنگالہ کے نام لے گیا تھا [illegible] سے اس شورش میں منعم خان کے خیلخانہ اور اموال کو اپنے تصرف میں لایا۔ [illegible] ابواب اخذ و جر کے کھول کر یہ ظاہر کیا کہ پادشاہ کے حکم والا سے حراست اموال میں کوشش کرتا ہوں۔ مگر حقیقت میں آزمند ہو کر اپنے زعم میں اپنے گھر کو آباد کرتا۔ اور [illegible] لئے اسباب نکال [illegible] کے لئے سر انجام دیتا تھا خانخانان کے اولاد کوئی نہ تھی اس لئے اسکا سارا مال صامت و ناطق دیوان اعلی کی سرکار میں ضبط ہوا اور اس کی تفصیل بادشاہ پاس بھیجی گئی۔ جب امراء کی عرضداشت ان واقعات کی بادشاہ کے سامنے پیش ہوئی تو اس نے خان جہان کو جو پنجاب کا حاکم خود مختار تھا اور اب بدخشان کو لشکر لیجانے کو تیار تھا اس کو بنگالہ کی فتح اور اس ناحیہ کے تصفیہ کے لئے مقرر کیا اور وہ بنگالہ کو روانہ ہوا۔ راجہ ٹوڈرمل اس کے ہمراہ گیا۔ حکم نافذ ہوا کہ بنگالہ کے کل امرا اور زمیندار

خان جہان کو احکام خلافت کا کارفرما جانین اور اسکی صلاح دید کو ہماری مرضی سمجھین اور ملک کی فتح اور آبادانی مین تکاپو کرین - امرار بنگالہ صوبہ بہار مین بھاگل پور کے حوالی مین پہنچے تھے - کہ خان جہان لشکر لے کر وہان آگیا - یہ اہل غرض سراسیمہ ہوئے کہ نہ رائے برگشتن و ہمراہی گزیدن نہ روے تا فتن و عزیمت درگاہ نمودن اکثر نے شرم کے ساتھ خوب توضیح سے کہا کہ ہمکو یہ ملک ناسازگار ہے - اور اس دیار کی ہوا مسموم ہے - ہزارہا آدمیون کی جان لے چکی ہے - ہم معاودت نہین کرینگے بعض نے یہ فتنہ اٹھایا کہ مذہب کو چھیڑا کہ خان جہان قزلباش ہے اور ہم اس کی سرداری نہین قبول کرینگے - راجہ ٹوڈرمل کی مدبیرافزائی اور خان جہان کی فراخ حوصلگی نے سب کو خاموش کردیا - اور سب نے اسکی ہمراہی کو قبول کیا - اسماعیل قلیخان نے پیش دستی کی کہ وہ گڑھی کے فتح کرنے کو روانہ ہوا - داؤد نے یہان تین ہزار آدمی معین کئے تھے - اور ایاز خاصہ خیل کو یہان کا منتظم بنایا تھا - اس کو لشکر شاہی نے زندہ گرفتار کرلیا اور مار ڈالا - داؤد کو یہ خیال نہ تھا کہ بادشاہی لشکر ایسا جلد آجائیگا اب وہ اپنی چارہ گری مین مصروف ہوا اک تل کو اپنا معسکر بنایا جسکی ایک طرف دریا حصار بنا ہوا تھا - اور دوسری طرف پہاڑ تھا جو کسی کو جانے نہ دیتا تھا - آگے دلدل تھی جسنے رستہ بند کر رکھا تھا قطع نظر اس سے کہ وہ پناہ استوار تھی ولایت بنگالہ کی پیشگاہ تھی - چنانچہ اس مرحلہ دشوار گذار کے بیٹھنے والے جیسے حوادث سے محفوظ رہے ایسی ہی بالفعل یہ مملکت لشکر کی بے سپری سے عموماً محفوظ رہی - خانجہان نے دشمن کی برابر صفوف نبرد کو آمادہ کیا لیکن عوائق مکانی اور زمانی نے عرصہ مبارزت کو آراستہ نہ ہونے دیا - ہر طرف سے جوانمردانہ سرفشانی اور جانستانی کرتے جس سے انکی مردانگی ظاہر ہوتی بادشاہ پاس یہ پیغام آیا کہ اگر کوئی تازہ فوج کمک کو جلد بھیجی جائیگی تو بنگالہ کی فتح دلخواہ ہوجائیگی - ورنہ پھر برسات کا موسم آتا ہے جو بنگالہ مین طوفان مچاتا ہے -

بادشاہ نے مظفر خان اور تمام امراء صوبہ بہار کے نام حکم بھیجا کہ اس

سنہ ۹۸۳ ۲۱

تیار کر کے بنگالہ پر متوجہ ہون - بادشاہ کو سپاہ بنگالہ کی تنگ دستی اور کم آذوقی کا حال بھی معلوم ہو گیا تھا - اس لئے نقد و جنس سے کشتیان مالامال کر کے روانہ کین - جس سے سپاہ بنگالہ کے ضعیف دلون کا چارہ ہوا اور دشمن کے دلون مین خطر پیدا ہوا - خواجہ عبداللہ نقشبندی اپنے مورچل سے آگے بڑھ کر گئے اور دشمنون سے لڑ کے شکست پائی اور اپنی جان گنوائی -

لشکر شاہی اک محل پر آیا اور اس سے داؤد کے ساتھ ہنگامہ کارزار گرم ہوا - جائے ایسی قلب تھی کہ میدان رزم آراستہ نہین ہو سکتا تھا - یون ہی جوان مرد اپنے جوہر مردانگی کو بازار رزم مین دکھلاتے تھے - مخالفون کو یہ خیال تھا کہ برسات آتی ہے وہ اس لشکر شاہی کو پراگندہ کر دیگی - بادشاہی لشکر کے اعیان اکثر ان وجوہات سے تھے - وہ یہ نہین چاہتے تھے کہ یہ مہم بزرگ خان جہان کے اہتمام سے تمام ہو - وہ قزلباش تھا - ان مین وہ عقیدت نہ تھی کہ اپنے صاحب کے کام کے لئے کیش اور نیت کی مخالفت کا خیال نہ کر کے برآمد مراد مین کوشش کرتے - لشکر بنگالہ و باکے پھیلنے سے اس ملک سے برداشتہ خاطر تھا - وہ یہ سعی کرتا تھا کہ یہ کام آگے نہ چلے اس مین یہ عقل نہ تھی کہ پیمانہ زندگی کے پر ہونے مین زمان و مکان کو شوو زبان مین دخل نہین ہے بلکہ جو مدت عمر کہ علم ایزدی مین ہے اس قدر ہوتی ہے - خواہ آدمی شیرون کے جنگل مین رہے یا عشرت کدہ بزم مین - نہ اس مین یہ اخلاص تھا کہ اپنے ولی نعمت کی خدمت مین جانفشانی کر کے اپنے اوپر احسان کرنا - ظاہر مین انکو کیفیت اور کمیت مین غنیم زیادہ معلوم ہوتا تھا - اس لئے وہ لڑنے پر دل نہین لگاتا تھا اور مستحکمی جا کے سبب سے بھی ہنگامہ نبرد رونق نہ پاتا تھا برسات کی شدت اور پانی کی طغیانی بھی رزم آرا نہین ہونے دیتی تھی - اور غلہ کی کمی اور نرخ کی بیشی بھی ہمت ہراتی تھی -

خانجہان اور راجہ تو ڈرمل اخلاص ہندی اور زمانہ کی مزاج شناسی کے سبب سے ہمت بخشی و جد کاری مین بڑی کوشش کرتے تھے - ہمراہیون کی نا ملائمی کو

بڑی قیمت پر خرید کرکے اپنے جوہر خدمت کو قابل تحسین بناتے تھے غرض اس لشکر
کی صورت کہے دیتی تھی کہ اس سے کچھ کام نہو گا۔ لشکر بہار کا انتظار تھا جس کو بادشاہ
بنگالہ مین جانے کا حکم دیچکا تھا۔ منظفر خان اسکو ٹال رہا تھا کہ بادشاہ کے سزاول اس پاس
متواتر آئے۔ وہ لشکر تیار کرکے کالپور (بھاگلپور) مین لایا اور یہین اقامت کا ارادہ کیا۔
اکثر بزرگان لشکر سے وہ سخن آرائی اور نکتہ گوئی کرتا کہ موسم باران نے طوفان مچا رکھا ہی
اس ملک مین جانا اور کام کا نہ بنانا دل کا توڑنا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ جب برسات
ختم ہو یہین قیام کرین۔ خانجہان امتداد مقابلہ اور اشتداد عسرت سے تنگ ہو گیا ہی مگر وقت
کہ سے طلوع سہیل کے شروع مین کہ ہوائین اچھی چلتی ہونگین پانی کم ہو گیا ہوگا اس وقت
یکدلی کے ساتھ بنگالہ کی تسخیر اور افغانون کا استیصال مناسب ہوگا۔ اس اثنا
مین محب علیخان آیا اس نے منظفر خان سے کہا کہ جب بادشاہ کا حکم جزم ہو کہ بنگالہ مین جا کر
پیکار آرا ہو تو یہ مصلحت بینی اور تدبیر اندیشی و توقف گزینی شائستگی نہین کہتی وہ عقیدت
اور معاملت سے بعید ہین۔ پادشاہی حکم کی اطاعت کرکے ایکدل و یکجہت ہو کر مہم
کے لئے جانا چاہیئے۔ اور جس کام کا طول کھچ گیا ہے اُسے سرانجام دینا چاہیئے۔ یہ بات
محب علیخان نے ایسی سچی عقیدت و اخلاص سے کہی کہ سب کے دلنشین ہو گئی۔ اور مظفر خان
نے بھی جو تاخیر کے درپے تھا خواہی نخواہی اسے قبول کرکے ایک پیشخانہ نکالا۔
کہ کارشناس آدمیون کو بھیجکر پہلے لشکر بنگالہ سے عہد و پیمان استوار کرنے چاہئین کہ
جب دو لشکر ملجائین تو کارزار کو تاخیر مین نہ ڈالین اور اس بزرگ کام کو انجام دین مبادا
اعیان لشکر جنگ پر دل نہادہ ہو کر یہ بہانہ بنائین کہ حضرت شاہنشاہی کو آجانے دین۔
(بادشاہ بنگالہ کے قصد سے ۲۵ ربیع الاول ۹۸۳ھ کو فتحپور سے چل چکا تھا) جس سے موسم
کی خرابی مین یہ لشکر بھی پھنس جائے۔ میر معز الملک اور وزیر جمیل کو بھیجکر خاطر جمع کی گئی
پھر یہ دو نو لشکر ۲۹ تیر ماہ الٰہی ۹۸۳ھ کو مل گئے اور آپس مین خوب عیش و طرب کی مجلس و
جشن ہوئے۔ خانجہان اور منظفر خان کے درمیان مشورہ ہو کر ترتیب افواج اور تسویۂ صفوف

اس طرح ہوئی کہ قول کو خان جہان آراستہ کرے - برانغار کو لشکر بہار رونق دے
جرانغار کو راجہ تو ڈرمل جباری و بابا قاقشال و اعتماد خان خواجہ سرا اور راجہ گوپال آراستہ
کرین - ہراول مین شاہم خان و مراد خان و خان محمد بہسودی و اسماعیل بیگ اوزبک
ہنگامہ افروز ہون - التمش مین اسماعیل قلیخان و قیا خان مقرر ہوئے اور غنیم کی فوج کی ترتیب
یہ تھی کہ قول مین داؤد اور دست راست مین کالا پہاڑ اور دست چپ مین جنید اور
ہراول مین خانجہان حاکم اڈیسہ مقرر ہوئے تھے - اسماعیل افغان کو داؤد نے خانجہان کا
خطاب یا تھا - غرہ جشنبہ ۱۵ ربیع الثانی ۹۸۴ھ کو رزمگاہ کی طرف لشکر نے رخ
کیا - سب جگہہ پانی پانی ہی تھا اور پل باندھنے کو بھی جگہہ نہ تھی مگر دامنہ کوہ مین ایک
[illegible] ملگئی جس کی بڑی خوشی ہوئی - مگر تھوڑی دور چلکر آب عمیق سے پیادہ گئے
[illegible] شکستہ [illegible] پریشانی تھی - سب کے دل مین تھے ہو گئے
[illegible] کا پانی اترکر پایاب ہو گیا - غنیم حقیقت حال پر آگاہ ہو کر نبرد کا
[illegible] بابا خان جرانغار کا لشکر لیکر لڑائی کو آگے بڑھا اور دست
[illegible] ہنگامہ کارزار گرم ہوا - ستیون پر سنان چلنے لگے خون کی ندی
[illegible] کی طرح لہرانے لگی - بابا خان منان تاب ہوا مگر جباری اور بہادر
[illegible] ہوئی اور قریب تھا کہ پادشاہی لشکر کو شکست ہو کہ راجہ تو ڈرمل
[illegible] آگیا اور [illegible] حیرت افزا مین کالا پہاڑ زخمی ہوا - خانجہان بجاؤ بھاگنے مین بھیا
[illegible] تھی اس لئے پادشاہی لشکر نے اسکا تعاقب نہین کیا - الٹے چلے آئے - برانغار
[illegible] لڑا - جنید کہ شمشیر افغانان تھا - فنون نبرد سے خوب آگاہ تھا -
وہ اپنی چارپائی پر سوتا تھا کہ پادشاہی لشکر کی توپ کا گولا اسکو لگا جس سے اوسکی
[illegible] گئی - پادشاہی ہراول کو مراد خان دریا سے پار لیکر گیا - اور پیشدستی کی
[illegible] ہوا - دشمنون نے شاہی لشکر کو بھگا یا تھا کہ اوسکی مدد کو ہراول کا
[illegible] آیا اور سفید سر و سپاہ کو لڑنے کے لئے اوٹھا لایا سپاہیونکی

تلوارین خون سے لال ہوئین۔ کسی نے جان سپاری کی۔ کسی نے گریز کی۔ لڑتے لڑتے کمرین شکستہ ہوئین۔ ہاتھ مین قوت رہی نہ سر مین زور۔ غنیم کا سرگروہ مقدمۂ خانجہان مارا گیا۔ اور مخالف کی جمعیت مین تفرقہ پڑا۔ وہ سراسیمہ ہوکر بھاگا۔ پادشاہی لشکر اسکے پیچھے پڑا۔ بہت سے سرکش دریاؤن اور ندیون کی طرف بھاگے اور وہان ڈوبے۔ داؤد کا گھوڑا دلدل مین پھنسا۔ طالب بدخشی پسر خواجہ ابراہیم کہ مرزا ہندال کے معتبرون مین تھا اپنی بدگوہری سے داؤد کو عرصۂ کارزار سے اپنے گھوڑے پر لے گیا کہ مراد بیگ اور حسین بیگ گرد کو اسکی خبر ہوئی وہ داؤد کو مقید کرکے خانجہان پاس لائے —
خانجہان نے اس سے پوچھا کہ وہ عہد و پیمان جو قسم کھا کر لیے تھے کہان گئے تو اسنے شرمندہ ہوکر جواب دیا کہ وہ سب خانخانان کے ساتھ تھے اب وہ از سر نو تمھارے ساتھ ہو جائین خانجہان نے یہ سنکر اسکا سر اڑا دیا۔ اور سید عبداللہ کے ہاتھ پادشاہ پاس سر اور ٹانڈہ مین دھڑ بھجوا دیا۔ پادشاہ نے اس فتح کی خبر سنکر بڑا جشن کیا۔ اور ناظمان ملک کے نام فتحنامے روانہ کیے۔ پادشاہ نے خود بنگالہ جانے کا قصد نہ کیا۔ ایک منزل چلکر وہین الٹا آگیا۔ جانے سے اس دوردست کے ہنگام یورش سے اس کے لشکر کو تکلیف ہوتی۔ خانجہان کی حسن سعی اور راجہ تو ڈرمل کی یاوری سے یہ ملک وسیع ہاتھ آیا جس سے عموم خلائق کو آسودگی ہوئی —

صوبہ بہار کے نامور زمیندارون مین سے راجہ گجپتی تھا۔ وہ ہمیشہ لشکر شاہی کی ہمراہی کرتا اور بنگالہ کی مہمات مین خدمات شائستہ بجا لاتا۔ رخصت لیکر اپنی ولایت مین آیا۔ جب خانجہان افواج لیکر اسکے پاس ہوکر گذرا تو اسکو کچھ ایسا وہم پیدا ہوا کہ وہ لشکر کی ہمراہ نہ ہوا۔ جب لشکرون کے مقابلے مین طول ہوا تو وہ رہزنی کرنے لگا اور ضعیفون کو آزار پہنچانے لگا۔ واقعہ جو آدمیون کا ہجوم اسکے گرد ہوا۔ بلاد و امصار پر پھر رفتہ رفتہ اسکی فتنہ زائی کا ہنگامہ گرم ہونے لگا۔ قصبہ آرہ کے نواح مین اس کا غلبہ ہوا یہان کا جاگیردار فرحت خان اس سے لڑ نہ سکا۔ ناچار متحصن ہوا۔ راجہ نے اوسی

بغاوت راجہ گجپتی ۹۸۶ھ

گھیر لیا۔ اور داؤد سے مل گیا۔ بادشاہی ملازمون کی راہ روکنے لگا۔ پتیہ و خان کشتی
مین سوار ہو کر دار الخلافہ سے بنگالہ کو ابتدا کر کے جاتا تھا اسکو پکڑ کر مقید کر لیا۔ فرہنگ خان کے بیٹے فرحت خان
نے سنا کہ گجپتی نے اس کے باپ کو گھیر رکھا ہے تو وہ اپنے تیول سے اس طرف متوجہ ہوا تراطاق خان
بھی اس نواح مین تھا وہ اسکے ساتھ گیا۔ جب فرہنگ خان کی راجہ کے نواڑہ سے لڑائی
ہوئی اور اسکو شکست دیکر دریاء سون سے گذر گیا۔ پھر راجہ اس سے لڑنے کھڑا ہوا
فرہنگ خان نے گجپتی پر تلوار کے دو وار کئے قریب تھا کہ اسکو مار ڈالتا۔ مگر شمشیر بازون نے فرہنگ خان
کے گھوڑے کے پے کاٹ دئیے۔ وہ پیادہ ہو کر لڑا اور مارا گیا۔ پھر تراطاق خان اپنی مردانگی دکھا کر
نیست ہوا۔ فرحت خان مہر پدری کے سبب قلعہ سے باہر آیا اور جان سے گیا۔ گجپتی غازی پور
کی غارت گری کے فکر مین ہوا کہ شہباز خان لشکر سمیت وہان جا پہنچا۔ گجپتی ڈر کر گذر چھوڑ بھاگا
لشکر شاہی نے کشتیون کو جمع کر کے دریا کو عبور کیا۔ اور گجپتی کے وہ پیچھے پڑا۔ اس کا کچھ اسباب
و توپ و کشتیان چھین لین۔ اثناء راہ مین قلعہ کا محاصرہ کیا۔ یہان کے قلعہ دار سنگرام نے قلعہ
کی کنجیان حوالہ کین۔ شہباز خان نے قلعہ اپنے آدمیون کو سپرد کیا۔ اور گجپتی کے پیچھے پڑا مگر وہ ہاتھ نہ
نہ آیا۔ لشکر شاہی نے معاودت کر کے ایک اور راہ لی۔ دوسرے روز دریا کے کنارہ پر گجپتی
آنکر رات تک لڑا۔ اور اپنے سامنے سے لشکر کو عبور نہ ہونے دیا۔ سنگرام کی رہنمونی سے لشکر
اسکی بنگاہ کے لوٹنے کے لئے گیا۔ کئی جگہ بڑی بڑی لڑائیان ہوئین گجپتی نے لشکر شاہی پر شبخون
مارا۔ مگر ناکام رہا اور جگدیس پور مین چلا گیا۔ یہ جگہ نہایت مستحکم ہے۔ دو مہینے تک جنگل کو
لشکر شاہی نے کاٹا پھر قلعہ کو فتح کیا اور گجپتی کے زہ و زاد پر قبضہ کیا۔ گجپتی بھاگ کر . . .
کوہستان رہتاس مین چلا گیا۔ یہان اس کا بھائی بیری سال بہت سے بہادرون کے ساتھ
رہتا تھا۔ کہ لشکر شاہی نے دفعتہ جا کر اسکا کام تمام کیا۔ جب گجپتی پامال حوادث ہوا تو اسکا
بیٹا سری رام قلعہ شیر گڈہ کی قلعہ داری کے لوازم مین مصروف ہوا۔ شہباز خان مع لشکر کے
وہان آیا اور سامان قلعہ گیری کا مہیا کیا۔ اس سرزمین کے اکثر سرکش اس کے مطیع ہو گئے اتفاق
سے یہ نیا گل کھلا کہ قلعہ رہتاس جنید کے ہاتھ آیا۔ اس نے اپنے معتمد سید محمد کے سپرد

اور جب جنید مر گیا اور مظفر خان نے اس حصار کی تسخیر کا ارادہ کیا تو اہل قلعہ نے کئی معتمدون
کو شہباز خان پاس بھیجکر امان طلب کی۔ اس نے کشادہ پیشانی سے قبول کی۔ قلعہ یون ہاتھ
آگیا۔ مظفر خان بھی اس واقع کو سنکر بہت خوش ہوا۔ جب قلعہ رہتاس ہاتھ آیا شیر گڈھ
کو سر یرام نے حوالہ کر دیا۔ ان نیک خدمتون کو بجا لا کر شہباز خان پادشاہ پاس گیا
پادشاہ نے قلعہ رہتاس کی حراست محب علیخان کو سپرد کی۔

سات گانون میں داؤد کا زہ وزاد تھا۔ اور متی و جمشید خاصہ خیل اور بہت افغانون
نے یہان شورش برپا کر رکھی تھی۔ جب میانہ ولایت بنگالہ متمردون سے صاف ہوا تو...
خان جہان اس طرف متوجہ ہوا۔ متی نے داؤد کا اندوختہ گزیدہ جمع کیا تھا اور نیک بختی
سے چاہتا تھا کہ بندگان پادشاہی مین داخل ہو۔ جمشید نے تمام افغانون کو اپنی
ساتھ بلا کر اس سے لڑائی ٹھانی۔ متی اس سے لڑا مگر آخر کو کہین چھپ گیا۔ اوسکا سارا
مال اسباب افغانون کے ہاتھ آیا۔ یوسف بلوچ و سرمست افغان اور متی کے کچھ دوست
جمشید سے عوض لینے پر آمادہ ہوئے۔ وہ ایک دن ان لوگون کی دلدہی کرنے گیا تھا
کہ اسکا پیمانہ زندگی آب خنجر سے انہون نے لبریز کیا۔ پادشاہی لشکر کی آنگلی بھی نہ ہلی
کہ شورش پست ہو گئی۔ داؤد کی مان نے مع سب اپنے متعلقین کے پناہ مانگی اور یہ قرار
پایا کہ جب لشکر حدود ٹانڈہ مین جاے تو وہ مع اپنے بیٹون کے خانجہان کی خدمت
مین حاضر ہو۔ خان جہان نے اسکی نیازمندی کو قبول کیا۔ اور سات گانو سے پھر اپنی
قرارگاہ پر چلا آیا۔ اس گروہ نے اپنے پیمان کا پاس کیا اور خان جہان پاس چلا آیا
۹۸۵ھ مین خانجہان کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ ملک بنگالہ قبضہ مین آیا و لیکن بہت
بھاٹی مین ابراہیم بنرل و موسیٰ زئی فتنہ و فساد کے گھات مین بیٹھے ہوئے ہین یہان کا
زمیندار عیسیٰ باتین بنا کر اپنا وقت گذارتا ہے۔ شاہ بردی میر نوارہ بھی اپنے گھمنڈ مین
پھول رہا ہے۔ خان جہان نے سپاہ آراستہ کر کے اس طرف بھیجی ہے۔ قصبہ
کو اس مین ٹولکا مادر داؤد نے مع اپنے متعلقین کے اور محمود خان خاصہ خیل

خانجہان کا ملک بنگالہ [illegible]

مشہور ہو مستی اور بہت سے سرکش افغان خان جہان کی پناہ مین آئے۔ بہت سے
مال ہاتھ لگا اور بہت عمدہ اندوختے لئے گئے۔ نو لکا اور مستی مین دشمنی ہوئی خانجہان
مستی کو مار ڈالا۔ تاکہ ڈال جو لیا گیا ہے پوشیدہ رہے۔ شاہ بردی سمجھانے سے راہ پر
آگیا ہے۔ قصبہ بھوال مین لشکر شاہی آیا۔ ابراہیم نرل وکریم داد اور اس سرزمین کی
اور افغانون نے فرمان پذیری کی داستان درمیان مین لاکے کچھہ مین سخن سرائی کی
عیسی نے جو گریوہ نشین تھا ایک لشکر گران بھیجا جسکے سردار شاہ بردی اور محمد قلی تھے
وہ دریا کنارہ سندر سے گذر کر حدود کتل مین آیا۔ یہان سخت لڑائی ہوئی۔ عیسی بھاگ
گیا۔ اور بہت سے نفائس غنائم لشکر شاہی کو ہاتھ لگے۔ مگر عیسی کے نامدار امرا مین سے
مجلس دلاور و مجلس پرتاب ندیون اور دریاؤن سے نوارہ لائے۔ اور ہارد حاڑ کی آگ کو
بھڑکایا۔ بادشاہی لشکر مین لغزش آئی اور اس نے پیٹھ دکھائی۔ اس حیقلش مین کچھہ
دریا نوردون مین سے کشتیان چھوڑ کر بھاگے تھے۔ محمد قلی نے تیردستی اور مردانگی سے
مخالفون کی کشتیون پر قبضہ کرکے لڑنا شروع کیا۔ مگر وہ گرفتار ہو گیا کہ اس عرصہ
مین تیلہ غازی زمیندار آگیا اور اس نے ایسی جرأت و بہادری کی کہ بادشاہ کے لشکر
کو ناامیدی کی حالت مین غنیمت کیا اور دشمنون کو بھگا دیا اور بہت غنیمت ہاتھ آئی
اس حال مین ابراہیم نرل نے اپنے بیٹے کو مع تحائف کے بھیج کر پناہ مانگی۔ سپہ آرا
خان جہان نے اسکو پناہ دیکر معاودت کی جعت پور مین کہ حوالی ٹانڈہ مین ہے
عشرت و کامرانی سے وہ اوقات بسر کرنے لگا۔ ۹۸۶ھ مین اسی مقام پر تابش
تپ و بستگی شکم کے امراض مین ڈیڑھ مہینہ مبتلا رہا اور مر گیا۔ اسکی جگہ ایالت بنگالہ پر
مظفر خان مقرر ہوا۔ فروردین ماہ الٰہی ۹۸۷ھ کو بنگالہ کی طرف روانہ ہوا۔ سپاہ
کی بخشیگری رضوی خان سے متعلق ہوئی اور شغل دیوانی میر ادہم و رای پترداس کی
کاردانی کو مفوض ہوئی۔ حکیم ابو الفتح صدارت اور امینی پر مقرر ہوا۔ اور امرا کو
بھی لکھا گیا کہ اسکی ہمراہ جائین۔ سب کو خلعت فاخرہ اور اسپ عنایت ہوئے اور

خانجہان کا مرنا اور اسکی جگہ مظفر خان کا صوبہ دار مقرر ہونا ۹۸۶ و ۹۸۷ھ

اسمٰعیل قلیخان یعنی پسر خانجہان کو حکم دیا گیا کہ جب نیا مرزبان اس سرزمین مین آئے تو کشادہ پیشانی سے ملک اس کے حوالہ کرکے ہمارے پاس جلد آئے کہ اسکی سوگواری کے زخم پر نوازش شاہ کا مرہم لگے۔ بقیا خان اور بابا خان جباری اور کل امرای بنگالہ کے نام فرمان صادر ہوا کہ وہ سپہ آرا کی صوابدید سے باہر کوئی کام نہ کرین۔

اُمرای بہار و بنگالہ کی سرتابی اور انکی سزا کے واسطے سپاہ کی روانگی۔

۱۰ منصف پادشاہون کا بڑا فرض یہ ہے کہ وہ شہرون اور ملکون مین جنہین طرح الفاظ اور گوناگون جانور فراہم ہوتے ہین۔ دوربین معدلت اندوز فراخ حوصلہ ملازمون کے سپرد کرین۔ تاکہ فروغ بنیش سے آدمیون کا جوہر روشن ہو۔ اور راستی کی ترازو مین تلے۔ دادہی اور دولت افزائی اپنی شائستہ جگہ پکڑے اور کشادگی ہمت پابجا اور نا ملائم کش ہو۔ اور خوی گزیدہ کی قوت ناکامی کے وقت اپنی پاسبانی کرے اور پیش بینی کو اپنا یار بنائے۔ تاکہ روزگار کی پریشانی کا انتظام ہو۔ اعمال تسو دگی اگرچہ انہین باتون پر خیال کرکے پادشاہ نے مرای مذکور کو بنگالہ مین مقرر کیا تھا۔ گر روزگار بوقلمون کی نیرنگی اور دیرینہ جہان کی شگرف کاری بیان نہین ہوسکتی۔ اسکی سبب بدتر خوئی کہ وہ بدسیرت فتنہ اندوزون کی پرورش کرتا ہے اور باطل ستیزون کے گروہ کے ہنگامہ کو رونق دیتا ہے اور نیک سگال سعادت گزینون کی غم افزائی اور خرد پژوہ حقیقت شناسون کی جان گزائی کرتا ہے۔ دوربین ہشیار خرام اس نقش بدیع کی پردہ کشائی نہین کرتے اور چون و چرا کرنے مین خاموش رہتے ہین۔

بسا اندیشہ کردم پیش و پس را + بجز تسلیم راہ نیست کس را

درین بستان زبان باید فرو کرد + خموشی را بحیرت پیش رو کرد

اس وشوار سمو کی گرہ کشائی دشوار ہے۔ سوانح روزگار کے دیکھنے والے کم ہین اور

کوتاہ حوصلہ ہین اور انکی آنکھہ تمام نشیب و فراز کو نہین دیکھتی ہے وہ پانوین کانٹا
چبھنے کو آشوب جہان اور ایک شخص کے گزند پہنچنے کو بلاے عام سمجھتے ہین۔ مگر تیز نگاہ حقیقت
پژوہ جانتا ہے کہ زہر گیاہ اور تریاق دونو نشو و نما پائے ہین اور جانورون مین دل صیدگن
اور جان شکر نشاط کرتا ہے آدمیون مین بہی نیک و بد کا ظہور اور خفا ہوتا ہے اور جس
طرح ادویہ جسمانی مین دونو زہر اور تریاق کام مین آتے ہین ایسے ہی معالجۂ روحانی
مین دونو گروہ نیک و بد زمانہ شناس پر ظاہر ہے کہ نیک اختر والا گوہرون
کی کارروائی اور بدکیش لئیمون کی تباہی سے ہستی کو فروغ ہوتا ہے اور
اسباب کے دامن سرانجام پاتا ہے۔ آسائش خلق مین فتنہ اندوزون کی سرافرازی
اُسی کے لئے ہوتی ہے کہ وہ زیان و نقصان کے گڑھے مین نگونسار کئے جائین ؎

این بادہ کہ روزگار دارد	یک مستی و صد خمار دارد
گر بر د فراز از نشیب	ہشدار کہ میدہد فریبت

اُسی سے چارچمن آبہت کی بہار پیرائی اور نونہالان شہادت کی طراوت افزائی
ہوتی ہے۔ طرز تعلق کا دانا جانتا ہے کہ حق پرست دولتمندون کی کامیابی آرائش
جمال ہے اور بطلان منشی شقاوت اندوزون کی برآمد زیب و زینت جلال ہے۔ غرض ان
دونون مین لطف ایزدی و جمال الٰہی۔ جلوہ دکھاتا ہے۔ اس تمہید کی تفصیل یہ ہے
کہ امراء بہار بادشاہ سے پھر گئے۔ ہر ایک اپنی اپنی آرزو کے پورا ہونے سے خوش
ہوگیا۔ سنہ ۹۸۶ھ کے شروع مین بادشاہ نے پرکھوتم و مولانا طیب و شیخ نجم الدین و
شمشیر خان خواجہ سرا کو بہار کی طرف روانہ کیا کہ اس صوبہ معمورہ کے انتظام مین اپنی
کارروائی کام مین لائین ملک کی آبادی مین سپاہ کی تیمارداری مین پیردستون
کی غمخواری مین کوشش کرین مگر فرمایہ تنگ حوصلون نے پٹنہ مین جاکر ڈیرے ڈالدیئے
اور اپنی حرص کا دامن دراز کیا۔ کار داغ مین سخت گیری اور خیرہ روئی اختیار
کی اور اپنے اندھے پینے سے مدارا اور پرورش پذیری کو کہ جسکے بغیر دار و گیر جہان

[illegible] ۹۷۶

انتظام نہین پاتا - چھوڑ دیا - ایک دو نے تو اخلاص کے سبب سے اپنی طبیعت خرد دوست کا
عقیدت سے علاج کیا - اور کئی ایک نے معاملہ پر نظر کرکے پہلی نعمتون کی فراموشی کو اپنے حال
کی ناکامی سمجھہ کر کوئی شکوہ نہین کیا - اور بعض نے سوداگری سمجھہ کر محنت کی اور ظاہر مین اپنا
کچھہ نہ بگاڑا - مگر بہت سے بدذات ایسے طمع کے امیر تھے کہ وہ اپنے بادشاہ سے برگشتہ
ہوئے اور شورش مین سر اوٹھایا - اور مخالفت مین گردن بلند کی - نہ ان کے دل مین اخلاص تھا
اور نہ انکو اپنے معاملہ مین سود و زیان کی شناخت تہی نہ عقل صواب اندیش نہ رائے
ظاہر بین تہی - نہ کوئی دانا انکا ہمنشین نہ دل ہمت گزین تھا - پٹنہ اور اس کی نواح مین
معصوم علی کابلی کے اقطاع تھے و سعید بیگ بخشی و عرب جاگیردار سہسرام کے تھے سعادت علی کے
پاس پرگنے تو دائن (دموداری) کے تھے - حاجی کولابی اور بعض لوگ کی تیول مین دیوارہ تھا
سعید بخشی اور اسکا بیٹا بہادر و درویش علی سنجر ترہت اور اس کے نواح مین خوان نعمت پر
بیٹھے تھے انہون نے اور اور آدمیون نے کاربردازون کی سخت گیری کے سبب بغاوت اختیار کی اور قسم قسم
آدمیون کو اس نے اپنی چرب بانی اور سخن سرائی سے بہکایا جیسے کہ شاہم خان جاگیردار
حاجی پور اور میر معز الملک و میر اکبر و سماجی خان پرگنہ دار آرہ اور اس کے نواح کے تھے - سب
ملک شورافزا ہوئے - بادشاہ کا اخلاص چھوڑا - اور یہ نہ سمجھے کہ آدمی دیوار سے گر کر خاک کی
برابر ہوتا ہے - ہم جو بادشاہ کی اخلاص کی بلندی سے گرتے ہین ہمارا کیا حال ہوگا
کتے بلا کو نہ دیکھا کہ وہ کیسے انسان کے بندۂ احسان ہوتے ہین اور کیسے اس کے ساتھ
دوستی و موانست کرتے ہین اور ہمسران صنفی مین کیسی مواسا و مدارا ہوتی ہے - آشناؤن اور
یکجانشینون اور احسان و نوازش کے اسیرون پر کون سے امر ناگزیر ہوتے ہین ان
معاملہ نشناس آزمندون نے طمع کی خواہش کا دروازہ کھول دیا اور عموم لشکری
سرکار دشوار کر دیا وہ لوگ کہ نہد بندگی کے سبب سے بجاے سپاہ کے زر جمع کرتے وہ رشوت
دینے سے عاجز ہوئے اور جو لوگ کہ سپاہ مین روپیہ صرف کرتے وہ ان حریصون کی
پیٹ بھرنے سے متحیر ہوئے اس لئے دونو گروہون نے اس کو فتنہ اندوزی کا بہانہ بنایا

اور شورش کا خیال کیا۔ محب علیخان سب کو پٹنہ سے محب علی پور میں جو رہتاس کے قریب تھا لیگیا۔
اور داغ کے کام میں مصروف ہوا فقط وہی کام روائی کرتا۔ اور اور امراء سپاہ روئی اور
خیرہ چشمی کرتے اس اثنا میں کہ محب علی داغ میں سرگرم تھا بنگالہ سے ایک بڑا قافلہ آیا جس کی
سپاہ درونی برملا تھی۔ مظفر خان نے خانجہان کے اندوختوں اور منتخب ہاتھیوں کو اور داؤد کی
ماں نیکا کو مع سارے خاندان اور سامان کے فتح چند مگلی کے ہمراہ بادشاہ کے پاس روانہ کیا تھا
اسکے ساتھ بہت سی سپاہ تھی اور سوداگر بر تال لئے ہوئے ہمراہ تھے۔ فرصت جو نا سپاہی لوٹنے
کی گھات میں لگے۔ اور آپس میں عہد و پیمان کرنے میں تگا پو کرنے لگے۔ محب علیخان نے انکو نصیحت
کرکے اس ناشائستہ حرکت سے باز رکھا اور اس سبب سے کہ عموم اہل کاروان فتنہ اندوزون کی
چیرہ دستی سے ہراسان تھے اس لئے سپاہ بسرکردگی حبش خان اس کے ہمراہ کر دی اس
اثنا میں فتنہ پردازوں نے شہر پٹنہ کو لوٹ لیا محب علیخان قلعہ رہتاس میں قلعہ داری کے
لئے چلا گیا۔ رای پرکھوتم اس خیال سے کہ معصوم خان فرنخودی کو لڑائی کے لئے لائے غازی پور
گیا شمشیر خان بنارس اس خیال سے گیا کہ راجہ تو ڈرمل کی سپاہ کو جاکر آمادہ پیکار کرے۔
عرب عریدہ جو نے ارادہ کیا کہ قافلہ مذکور کو لوٹ لے مگر وہ گذرہ جو ن سے گذر گیا اور اوس کو
سوائے چند ہاتھیوں کے جو پیچھے رہ گئے تھے کچھ اور ہاتھ نہ آیا حبش خان نے مردآزمائی میں
کار پردازی کی مگر گرفتار ہو گیا۔ عرب نے یہ چاہا کہ محب علیخان کے ساتھ حبش خان ایسی بدبازی
کرے کہ وہ اسکا ہمداستان ہو جائے۔ مگر حبش خان نے کہا کہ محب علیخان میری باتوں میں نہیں آئیگا
اور وہ کسی طرح آپ کی ساتھ یک دل نہیں ہوگا۔ اگر آپ لدہی کا پیمان استوار کریں اور
میری خواہش کو قبول فرمائیں تو میں رہتاس میں جاکر اہل قلعہ کو آپ کا طرفدار بناؤن۔ پھر
بہ آسانی اس مرزبان کے پیمانہ حیات کو لبریز کرون اس طرح سے یہ بلند قلعہ ہاتھ آجائیگا
اور پناہ حوادث ہوگا۔ غرض یہ دوست دشمن نما اپنی چرب زبانی اور افسانہ گوئی سے
اس خطرگاہ سے نکلا اور اپنے خداوند پاس گیا اور یہ ساری باتیں کہہ دیں اسی اثنا
میں ملائے پرکھوتم کا واقعہ ناگزیر پیش آیا۔ جب وہ غازی پور میں گیا معصوم خان فرنخودی

بہانہ سازی اور حیلہ اندوزی اختیار کی اور اس کو گذرچونسہ روانہ کیا کہ مین وہان
آنکر تجھہ سے ملون گا - یہ سادہ لوح اسکے دم مین آگیا اور بکسر مین آیا اور اس ولایت کی
سپاہ جمع کی اور کئی جاگیردار اس کے ساتھ متفق ہوئے - ایک دن وہ گنگا کے کنارے
پراشنان کر رہا تھا اور ایشور کی پوجا مین لگ رہا تھا کہ ناگہانی عرب بہت سی سپاہ لیکر
اس حدود مین آیا - قابو پاکر چہرہ دستی کی راے کے بیدل ساتھیون نے آمادگی کا بہانہ کرکے کنارہ
کیا - وہ خود لڑائی مین سرگرم ہوا - زخمی ہوا - ہمراہی کشتی مین ڈالکر اوسکو غازی پور لیا
لائے - دو روز بعد یہ نیک نام دنیا سے سدھارا - محب علی خان میدان جنگ مین آیا -
حبش خان نے شربت جانفشانی پیا - عرب بھاگا - جب بادشاہ کو ان واقعات پر اطلاع
ہوئی تو راجہ توڈرمل و شیخ فرید بخشی و مہر علیخان سلدوز و راجہ اسکرن و رای لونکرن و نقیب خان
و قمر خان و شاہ خواجہ ابو القاسم و ابو المعالی و باقر سفرچی اور ایک گروہ انبوہ کو فرمان ہوا
کہ اس ملک مین جاکر تا سپاس بدسگالون کو سزا دین - ترسون خان معصوم خان فرنخودی
و غازی خان بدخشی و رای سرجن اور اور جاگیرداران صوبہ الہ آباد و اودھ کو فرمان بھیجا
گیا کہ جب لشکر شاہی اس دیار مین آئے تو اسکے ساتھ ساز و سامان پسندیدہ لیکر یکجائی
و یکجہتی اسکے ساتھ کرین - اور ترسون خان اور راجہ کی صوابدید سے باہر نہ ہون یہ
بھی اشارہ ہوا کہ صادق خان و باقی خان و الغ خان حبشی و طیب خان و میر ابو المظفر
چندیری و ترور سے اس طرف جائین -

جن اقبالمند بادشاہون کی خدا تائید کرتا ہے وہ اپنی ہمت کو ان دو کامون کے
آراستہ کرنے مین لگاتے ہین - اوّل فرومایہ بداندیشون کو جو روباہ بازی و حیلہ سازی
سے نیک سگالون کی صورت مین ظاہر ہوتے ہین انکے کام پر سے پردہ اوٹھاکر اپنی سلطنت
کے خس و خاشاک سے پاک کرتے ہین اور سعادتمند حقیقت اندوزون کو جو نارسیدگی دولت
اور بدگارون کی پیش آمد کے سبب ناشناسائی مین رہتے ہین شناخت کرکے عشرت سے
کامیاب کرکے اپنی دولت کو بڑھاتے ہین - زیادہ تر روزی کے فراخ کرنے کو اسباب شادملی

جمع کرنے کو۔ نا ملائم کے پیش لانے کو۔ اور آدمیون کو شکنجہ غم مین کھینچنے کو آغاز سے انجام پر
پہنچاتے ہین۔ جو شخص کہ درستی دریافت کو شائستگی کردار کے ساتھ ہم آغوش رکھتا ہے
وہ آرامش سے بے آرامی مین نہین جاتا اور افزونی جاہ اور فراوانی مال سے اپنی آگہی
گزند نہین پہنچاتا۔ آزمایش کے دن دونو زمانون مین فرمان پذیری اور خدمتگذاری کو سر
رکھتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور اپنے نفس کی بیہودگی کو روکتا ہے مگر جسکی اصل سرشت بدگوہر
ہوتی ہے وہ شناخت کی شاخسار سے پھل نہین کھاتا ہے اور اگر کچھ اس سے فائدہ اوٹھاتا
ہے تو کردار کی گلشن کے نسیم اس کو نہین پہونچتے اور وہ اپنی معیشت کی افزونی مین اپنا
چراغ ہوا مین رکھ دیتا ہے اور بدمست ہو جاتا ہے اور ناکامی مین سعادت سے
کنارہ کرکے بے اعتدالی کرتا ہے۔ یہی حال امراء بنگالہ کا ہے۔ ایمنی روزگار اور
آبادی اقطاع اور افزائش مال سے انکی بینائی زمان زمان تاریک ہوتی گئی۔ اور
بیدانشی اور کج گرائی سے اپنے فائدے زیان کاری مین سوچ کر روپیہ جمع کرتے اور
سپاہ پر نگاہ کمتر رکھتے اور شورش کے داؤن گھات مین لگے رہتے۔ ان دنون مین
مظفر خان یہان آیا۔ اس نے اپنے بزرگ عہدہ کی قدر نہ کی اور ملک و لشکر کے انتظام
مین کوشش نہ کی حسابدانی کو جو اسکے اعتبار کا سرمایہ تھا چھوڑ دیا اور ہمیشہ اس
سے چین بہ جبین رہنے لگا اور زبان کو شکایت و آزردگی سے آلودہ کرنے لگا ہم
نے لکھا ہے جس وقت وہ ریاست بنگالہ پر مقرر ہوا ہے تو اسکی امداد کے لئے دیوان اور
بخشی اور امین بھی مقرر ہوئے تھے۔ کوتاہ بینی سے اس نے انکو اپنا حریف جانا اور اسنے
آزردہ ہوا اور کام سے ہاتھ اوٹھا لیا اور شکوہ فروش ہو گیا اور اس گروہ کو مہمات
سپرد کرکے خود رعیت اور سپاہ کی تیمارداری کو چھوڑ بیٹھا۔ یہ نہ سمجھا کہ ملکداروگیرمین
جتنے یار و یاور زیادہ ہوتے ہین اتنا ہی انجام کار شائستگی کے ساتھ ہوتا ہے مان
لیا جائے کہ اس سود مین اس کو زیان ہوا۔ پایہ جاہ اسکا پستی کی طرف مائل ہوا مگر
ان کو ایسے فتنہ زار مین اس طرح جینا کیونکر سزاوار ہو سکتا تھا۔ اور تعلق کی

حالت مین مدارا نہ رکھنے سے کیسے منزل مقصود پر پہنچ سکتا تھا۔

دیار بنگالہ ایسی سرزمین ہے کہ اُس کی آب و ہوا کا اثر سفلہ پروری ہے جس سے ہمیشہ فتنے برپا ہوتے۔ خاندان کے خاندان تباہ ہوتے ہین۔ دولتین زوال پاتی ہین۔ اسواسطے پہلے زمانہ کی کتابون مین اس ملک کا نام بلغاک خانہ لیا جاتا ہے۔ ابن بطوطہ نے اسکو لکھا ہی کہ وہ ایک جہنم ہے جو نعمتون سے بھرا ہوا ہے یا یون کہو کہ ایک آتشناک جنت ہے سیہ آرا اپنے جاہ کے پندار مین ایسا آیا کہ آشنا و بیگانے کو دلاسا نہ دیتا۔ اور اس کے کارپردان رشوت ستانی پر پل پڑے۔ زور سے زر کو لے کر اپنے لئے جمع کرنے لگے۔ کاش یہ آزمندی نری ہوتی اور راہ آزرم سے بیراہی نہ ہوتی اور سر رشتہ معاملہ دانی کو ناہنجاری سے نہ توڑتے جو کوئی زیر دستون کا خانہ خراب کرکے اپنے مکان کو نگارین بناتا ہے وہ تھوڑی دنون مین اپنی آبرو کھوتا ہے اور اپنی زندگی کی بنیاد اکھیڑتا ہے۔ اول یہ ہوا کہ خان جہان کے اندوختون کے وہ درپے ہوئے۔ اسمعیل قلیخان اور تمام ترکمانون سے پرخاش شروع کی ترکمانون نے انکے معدہ حرص کو ناشتا دیکر گرگ آشتی کی اور بادشاہ پاس چلے گئے۔ پھر علی العموم اس تاجیکے ترکمانون کے ساتھ زرطلبی و سخت گیری اس طرح کرنی شروع کی جیسے کہ صوبہ بہار مین کارگذار کر رہے تھے۔ بابا خان اپنا یہ دکھڑا رویا کرتا تھا کہ ستر ہزار روپیہ خرچ کر چکا ہون مگر ابھی سو سوار داغ نہین ہوئے ہین اور تیول دارون کا حال اس سے بھی زیادہ بدتر تھا۔ غرض ناظم اپنی آبادی کے لئے اورون کی خرابی کے درپے ہوئے۔ زر دوست شوریدہ مغزون نے آزار پاکے فرمان پذیری سے گردن نکال لی اور گنگا پار جاکر دارالملک ٹانڈہ کے گرد چلے گئے۔ اور نہم ذی الحجہ ۹۸۷ھ مین فتنہ برپا کیا۔ انہون نے سودت چھوڑی حقوق نعمت رسیدگی فراموش کئے۔ نمک شناسی کو نظر سے پنہان کیا۔ بنگالہ مین بابا خان جباری۔ وزر جمیل سرغنہ فتنہ تھے اور باقی اور سعید توقبائی۔ و مرزا حاجی بیگ۔ و عرب بخشی و صالح و میرکی خان و مرتضی قلی ترکمان و فرخ بھی فساد کی ہنگام مین چنگاری ڈال کر دور کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور قیا خان جسا کہ ڈیوڑھی و مراد خان حاکم فتح آباد اور شاہ بردی

عالم سنار گانو کو بہی نیکو خدمتی کی توفیق نہ ہوئی - یک جہتی کر کے اپنی قوت نہ دکھائی بے راہہ
جانے کے اسباب بہت سے ہین - اول عقل کی کجگرائی ہی کہ وہ سیدہی راہ سے باہر نکالتی ہی اور سود
کو زیان مین بتلاتی ہے دوم بدذاتی ہے کہ دل کو سیاہ کرتی ہے اور چراغ احسان سے
روشنی نہین لیتی سوم افزائش مال جو نیک سرشت خردمندون کو گمراہ کرتا ہی بخیرہ بدنہادون
کا ذکر تو کیا ہے - چہارم حواشی جونپور مین معاملہ داغ مین رضوی خان کی دغابازی ہے
خطاب بخشی گری کا اوسکے نام پر تہا - وہ طمع کر کے گدا طبع بنا - پہلے داغون کی تصحیح نہین
کی اور از سر نو کام شروع کیا جسسے زربندہ تنک چشمون پر کار دشوار ہوا اور وہ
اندیشۂ تباہ سے سراسیمہ ہوئے - پنجم کوئی مرد خیر سگال ایسا نہ تہا کہ اپنی دانا دلی و سیر چشمی
و کاردانی و نیک اندیشی سے اس ہنگامۂ شورش کو فرو کرتا - زرمست غافل نہ ایسے
گرامی گوہر کی جستجو کرتے تہے ششم خالدین خان کی آبروریزی اسکی تیولداری سے
جلیسر کو نکال کر میر جمیل الدین حسین انجو کے حوالہ کیا اور چونکہ اُس نے روپیہ تحصیل کیا تہا -
اسلئے مظفر خان نے مدارا کو چہوڑ کر شکنجہ مین ایک ہاتہ اسکا رکہ کر لٹکایا - اس سے اور
زردوستون کو خوف پیدا ہوا جب خان جہان مر گیا تہا تو اسمعیل قلیخان نے
بعض آدمیون کی جاگیرین بے حکم شاہی کے بڑہا دین - پہلے مظفر خان نے ان کی بازخواست
کو مصلحت وقت نہ دیکہا ہفتم روشن بیگ کو قتل کرنا - وہ پہلے خالصہ کا عمل گذار تہا -
خیانت کے سببسے کابل بہاگ گیا تہا - وہان سے فتنہ اندیشون کے اشارہ سے بنگالہ
مین آیا - شورش افزائی اور بد آموزی پر مستعد ہوا - بادشاہ نے یہ حال سُن کر
اسکی نسبت حکم فرمایا کہ وہ ٹہکانے لگایا جاوے - مظفر خان نے زمانہ کو نہ دیکہا اوس کے
قتل کرنے سے یہ جانا تہا کہ اور سرکش اسکے نیازمند ہونگے - برخلاف اس کے وہ اور سرکش
ہو گئے - اور زردوستی اور خویشتن داری اور کین توزی پر آمادہ ہوئے - ہشتم شاہ
منصور دیوان کی کفایت اندوزی جب بہار و بنگالہ فتح ہوئے تو بادشاہ نے اس سبب
سے کہ اس ولایت کی آب ہوا گہوڑون کو ناساز ہے اور آدمیون کے لئے بہی بعض حال

جان گزا ہین تو اسنے بنگالہ مین سپاہ کا وظیفہ دس ہین اور بہار مین دس پندرہ فیصد
کردیا تھا۔ خواجہ نے وقت کو نہ دیکھا۔ بنگالہ مین دس پندرہ اور بہار مین دس کا
وظیفہ کا فرمان بھیجدیا۔ مظفر خان حکم کا پابند ہوا۔ اور داماد نویسی سر سال سے کی۔ اور
بہت مال ان سے طلب کیا۔ فتنہ اندوز زردستون کو بدکاری کے لئے یہ بہانہ ہاتھ آیا۔
اگر وہ انصاف کرتا۔ بادشاہ کے حکم پر عمل کرتا تو یہ ناسپاسی اور گردن تابی ظہور مین
نہین آتی۔ ہنہم بادشاہ کا مذہب صلح کل کا اختیار کرنا۔ جبکا ذکر بادشاہ کے مذہب کی
باب مین بیان کرینگے۔ لوگون نے جانا کہ بادشاہ مذہب اسلام سے پھر گیا اسکو
بھی انہون نے اپنی آزمندی اور حرص کا بہانہ بنایا۔ مظفر خان نے مع اور بہت سے
سردارون کے گنگا کے کنارہ پران فتنہ اندوزون سے معرکہ نبرد آراستہ کیا
نجابت خان آیا نہین وزیر جمیل آیا۔ مگر دو روئی اختیار کی۔ اس سرکش گروہ نے
اپنا نقصان دیکھکر مصالحت کے لئے سلسلہ جنبانی کی۔ اعیان دولت نے اس سے بے اعتنائی
کی۔ وہ اس کے منتظر تھے کہ کوئی بندہ خیر سگال تنگ گیریون کو بادشاہ کو سُناکر
فرمان عاطفت لے آئے۔ بادشاہ کا فرمان بھی مظفر خان کی نکوہش مین آیا
اور انکو بخشش و بخشایش سے شاد کیا۔ لڑائی ہو ہی رہی تھی کہ قاسم نوچہ گھوڑے
کی ڈاک مین اولیاء دولت پاس پہنچا تو اولیاء دولت کی آنکھین کھلین۔ خوشامد و معذرت
گذاری کرنے لگے۔ بادشاہ کے حکم سے خودسرون نے تازہ جان پائی انہون نے
جشن کیا اور یہ جانا کہ بعض اعیان لشکر کے ذریعہ سے مظفر خان یہان نیک اندیشی
استوار کرے تاکہ خوف ہمارا دور ہوا اور ہم بندگی اختیار کرین۔ مظفر خان نے اپنے
امراء کو اُن پاس بھیجا۔ اور اس گروہ کے سردارون نے خلوت کدہ مین اُن سے خاکساری
کے ساتھ اتحاد و اتفاق کی باتین کین مگر یہ اتحاد خدا کو منظور نہ تھا اس لئے دوستی
مین کدورت پیدا ہوئی اور گرد فتنہ اوٹھی۔ نرائن داس گھلوت اور رامچند اور اس
کے بعض رجپوتون کے دل مین آگئی کہ ان تھوڑے ایک ناسپاسون کے مار ڈالنے کا موقع

اس سے زیادہ اچھا نہین لگے گا۔ انہین سے ایک نے راے سے کان مین چپکے سے یہ کہہ دیا۔ اُس نے سادہ لوحی سے اور آدم شناسی سے رضوی خان سے گذارش کی اُس نے رمز و اشارے سے اس گروہ کے سردارون کو مطلع کیا۔ انہین سے ہر ایک بہانہ بنا کے مجلس اتحاد سے باہر آیا اور فتنہ و فساد برپا کیا۔ ابواسحاق نے رضوی خان کو جس نے بیوفائی ہو پیدا[illegible] ی[illegible] عہد شکنی کیا غرض ہر طرف سے ایک طوفان فتنہ اُٹھا اور اس مین جوانمردون نے میدان جنگ مین خواب الپسین مین آرام کیا۔ عقلمندون نے اس واقعہ سے جان لیا کہ پیمان توڑنا اور بیدلی کی راہ پر چلنا اور فرمان پذیری سے سر پھیرنا۔ اور راز گوئی کی جگہ کو نہ پہچاننا۔ زیان و بلا کو سر پر بلانا ہے۔ جب پادشاہ کو ان حالات پر اطلاع ہوئی تو وہ خود بنگالہ جاتا۔ مگر مرزا حکیم کا اندیشہ ہندوستان مین آنے کا لگا ہوا اسلئے اس نے مرکز سلطنت سے سرکنا مناسب جانا۔ دانشمندی کا کام چلایا۔

بہار و بنگالہ کے سرکشون کا بیان ۹۸۸ھ

پادشاہی لشکر و سرکشون مین دریاے گنگ کے کنارہ پر تیر و تفنگ رواں رہے گو مخالفون کا انبوہ زیادہ تھا۔ مگر وہ لشکر شاہی سے ہزیمت پاتا۔ اس سبب پادشاہ کے کارپردازون کو سخت گیری پر اور جرأت ہوئی۔ مرزا بیگ قاقشال لشکر کو ساتھ لے کر گنگا پار گیا اور ٹانڈہ کی طرف چلا کہ پادشاہ کے لشکر کو دور کرے۔ مظفر خان اور خواجہ شمس الدین اور امراء نے اس سے لڑکر شکست دی۔ گردن فرزدون پناہ مانگی اس عہد پیچ پیچ کے زمانہ مین بزرگان دولت کا تکبر اور سر چڑھانا اور لاپروائی اور نیا نہ گذاری کام نہ آئی۔ اگرچہ بہار کی آشوب کی خبرین سنتے تھے مگر اس کی پروا کچھ نہ کرتے تھے اور اس کا خیال بھی نہ کرتے۔ بہار و بنگالہ کے سرکش اس مین نکما ہوتے ہستی غرور کے دریے خمار نا کامی ضرور ہوتا ہے۔ بہار کے [illegible] اور بنگالہ کے سرکشون سے یون ملے کہ جب بہار کے سرکشون نے سنا کہ [illegible] شاہ کی [illegible] آنیوالی ہے تو وہ حیرت مین ہوئے کہ اب کیا کرین آویزش [illegible] مرزا [illegible] تو اس [illegible] مین اُنہون نے اپنے آدمیون کو بھیجکر بنگالہ کے سرکشون کے ساتھ [illegible] کا پیمان

کرلیا۔ جب بہار کے سرکشون کے آنے کی خبر آئی تو مظفر خان نے تمر خان و خواجہ شمس الدین کو
بھیجا کہ وہ گڈھی کی جو بنگالہ کا دروازہ ہی پاسبانی کرین مگر ان کے پہنچنے سے ایک دن
پہلے سرکشون نے اس گڈھی پر قبضہ کرلیا تھا۔ اگرچہ لڑائی ہوئی۔ مگر تمر خان کے ہمراہیون نے
بیدلی کی اور خواجہ شمس الدین زخمی ہوا دونو اسلئے چلے آئے۔ اس زمانہ مین بابا جان
قاقشال بہت سے آدمیون کو ساتھ لیکر اگ محل مین دریا رگنگ سے پار جاکر بہار کے
سرکشون کے ساتھ مل گیا مظفر خان نے حسین بیگ عفی عنہ (عنبر علی) کو سپاہ کے ساتھ
بھیجا کہ کھاری اگڈھی گنگ پر مخالفون کو روکے۔ مگر دشمن دریا پار چلے آئے مظفر خان کے
پاس سے اور آدمی بھاگ کر انسے جا ملے۔ ہر روز بادشاہی لشکر سے لڑائی ہوتی۔
اموس کی پاسبانی مین جانین جاتین۔ تیر و خدنگ کے مرغ ہوا مین اڑکر خون
پینے کے لئے چونچ کھولتے۔ جام کی طرح ہاتھ مین شمشیر خون سے بھری ہوئی رہتی۔
اور اپنے جرعہ سے خاک کو مست کرتی۔ سردارون کے سر پاؤن مین روندے جاتے۔
خواجہ شمس الدین نے فتح پائی۔ مگر حسین بیگ کی جان گئی۔ دس روز تک لڑائی رہی۔
سرکشون کو ایسی شکستین پے درپے ہوئین کہ انکے دانت کھٹے ہوگئے تو انھون نے اس مین ایک
مجلس راز جمع کی اور یہ کہا کہ ابھی یہ حال ہے جب لشکر شاہی آجائیگا تو معلوم نہین کیا حال
ہوگا اس لئے بہتر ہوگا کہ اس ندی کی راہ سے گنگا مین جائین اور وہان سے ڈلیسہ
مین پناہ لین اور اگر کہین قابو پائین تو بادشاہی مورچل پہ دست جرأت دراز کرین
غرض انھون نے ندی مین کشتی کا لنگر اوٹھایا اور قاقشال اور بہت سے اور فتنہ انداز
گنگا مین آپس مین مل گئے۔ راہ مین بادشاہی مورچل پر توپ چلائی جس سے سپاہیون کے
پانؤن اکھڑے اور بے لڑے بھاگے اور زلف علی بدخشی اور کوپاک قندوزی کہ
اس گروہ مین عمدہ تھے بہت سے آدمیون کو ہمراہ لیکر مخالف سے جا ملے مظفر خان
کو جب اس حال پر اطلاع ہوئی تو وہ سٹ پٹایا۔ بدگمانی اور بیدلی سے دیوانہ
ہوگیا نہ عقل چارہ گر اوسکی رہ نما تھی نہ کسی فریاد رس کی بات سننے کی طاقت تھی ہر چند

کارشناس خیر سگالون نے گذارش کی کہ اس گروہ کے ویرانی سے کیا بگڑا ہے لشکر کو
شائستہ آئین کے ساتھ بھیجنا چاہیئے مگر یہ پند سودمند نہ ہوئی۔ اسکا حال روز بروز
زیادہ آشفتہ ہوتا گیا۔ اختلاف رائے و تذبذب عقل و توہم بیجا و دشمن نشناسی اور
دوست واہی جان سے انتظام اس کے ہاتھ سے گیا۔ نہ خود افواج شاہی کو لڑنے
کے لئے بھیجا نہ اور امراء کو جو ہر جگہہ پر اُس کے حکم کے انتظار مین بیٹھے تھے لڑنے کی اجازت
دیتا۔ بہت سی گفتگو کے بعد خواجہ شمس الدین کو کچھہ لشکر کے ساتھ بھیجا کہ وہان جاکر قابو کی
تلاش مین بیٹھے اور حقیقت حال سے اطلاع دے۔ ایک جماعت اپنے عیال کے اندیشہ سے
اسکے ساتھ نہ گئی۔ ایک جماعت کو شتر دلی سے ہمراہی کی توفیق نہین ہوئی جب کار فرما کا
دل برقرار نہ ہو تو فرمان پذیری کی گرفت کیا ہو سکتی ہے ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند
مسلمانی ⁂

خواجہ شمس الدین نے گذارش کیا کہ مین نے کچھہ راہ طے کی تھی کہ کیا دیکھتا ہون گروہ کے گروہ
آدمی غنیم پاس چلے آتے ہین۔ اور اوسکے ہمراہی اُس سے روز بروز جدا ہوتے جاتے ہین
تھوڑے دنون مین کوئی اُس پاس سوائے مُطلب مصاحب کے پاس نہ رہا۔ ناچار وہ
میدان کارزار مین آیا . . . . اور زخم کھاکر زندگانی کو
نیکنامی کی عوض مین بیچا۔ اس اثنا مین محمد علی ارلات آیا جسکو اس نے جانا کہ ایک
دوست آیا مگر اس نے ایک نیزہ اسکے مارا جس سے وہ گر پڑا۔ مرنے کے قریب ہوا
کہ ناگاہ مرزا بھی کہ جس سے کچھہ امید امداد نہ تھی آیا۔ مہربانی کرکے معصوم خان پاس
اسکو لے گیا۔ اس نے دلدہی کرکے قاضی زادہ کو حوالہ کیا۔ ہاتھی پر سوار ہوکر جاتا تھا۔
راہ کی بیخبری کی شقیت کا سبق پڑھتا تھا۔ اگرچہ لڑائی نہ تھی اور سرکشون کا گروہ بڑھتا
جاتا تھا مگر انکو عجب طرح کا خوف و خطر تھا۔ ناگاہ ایک بڑا لشکر نظر آیا جو معلوم ہوتا تھا
سرکشون کے گروہ کو پراگندہ کریگا۔ مگر اسکا سردار وزیر جمیل دشمنون سے دوستی کے قصد
سے آیا تھا لڑنے کے لئے نہین آیا۔ وہ بادشاہی حقوق کو فراموش کرکے غنیم سے جاملا

مگر پھر بھی دشمنون کو خوف تھا کہ مظفر خان سے لڑائی مین معلوم نہین کہ کیا حال ہوگا۔ اسی اثناء مین ان پاس خبر آئی کہ مظفر خان قلعہ نشین ہو گیا ہے جس سے وہ دلیر ہوئے اور جلد اسکو جا گھیرا۔ مظفر خان کے پاس سوائے میر جمال الدین انجو و حکیم ابو الفتح و جعفر بیگ و باقر انصاری و تردی بیگ یکہ او بر عیسی ترکمان و چند اور ملازمون و خیلا تاشون کے کوئی پاس نہین رہا تھا۔ ناچار وہ شہر بند ٹانڈہ مین بیٹھ رہا تھا۔ اور اندوختہ کو برا گندہ کر رہا تھا۔ مگر بے ہنگام خوش خوئی و گرم خوئی سے کیا فائدہ ہوتا ہے اور بے وقت زر فشانی اور کالا دہی سے کیا ہنگامہ کو رونق ہو سکتی ہے۔ جو دانشمند فرزانہ ہوتے ہین وہ بیکاری کے زمانہ مین شیر مردون پر بخشش و عاطفت کرتے ہین اور ناکامی کی جانگزائی سے پہلے واقف ہو کر اس کی چارہ گری کرتے ہین۔ سرکشون نے مظفر خان سے کہا کہ اگر وہ ہمارا طریقہ اختیار کرے تو ہم اسکو سب سے زیادہ پایہ والا برا خصاص دینگے اور اگر اسکو یہ نہ منظور ہو گا تو ہم اسکو حجاز جانے کی اجازت دینگے۔ مظفر خان نے اسکا جواب یہ دیا کہ ناسپاسی و بیرا ہ روی تو دین و دنیا کی زیان افزائی ہے۔ پاسبانی ناموس کے ساتھ مجھے دریا کی راہ سے بادشاہ پاس جانے کی اجازت دی جاوے۔ سرکشون نے اس کی درخواست کو قبول کر لیا اور اقرار کیا کہ اسکو بنا بھائی مال لیجانے دینگے۔ مگر اس گروہ کی باتون پر اسکو اعتبار نہ تھا۔ اس لئے اس نے معصوم خان پاس بیس ہزار اشرفیان بھیجین اور پرانی دوستی یاد دلائی کہ اس کے ناموس کی پاسبانی کرے۔ معصوم خان نے بھی اسکو جواب دلدہی کے ساتھ دیا۔ مرزا شرف الدین حسین خان قلعہ سے بھاگ کر معصوم خان پاس آیا۔ یہ شرف الدین حسین خان وہی ہے جو واجب القتل تھا۔ مگر بادشاہ نے اسکو چند روز قید کر کے بنگالہ ۹۸۸ھ مین بھیجدیا تھا کہ اگر اس کی اطوار درست ہون تو اس ملک مین جاگیر دیدی جاوے۔ اور نہین حجاز بھیجدیا جائے اس خواجہ زادہ مین کوئی ندامت کا اثر نہ تھا۔ مظفر خان نے فرمان پذیری اور تیرہ اندیشی سے قلعہ ٹانڈہ مین زندانی اس کو بنایا اور موسم کشتی کا منتظر تھا کہ یہ

طوفان آشوب اٹھا۔ اس نے قلعہ کے نگاہبانون کے ساتھ سازش کر کے باہر جانے کی
تدبیر کی وہ قلعہ سے نیچے اُتر تا تھا کہ ایک جماعت کو اسپر اطلاع ہوئی تیر اس پر چلائے
مگر وہ زخمی ہو کر مخالفون سے جا کر مل گیا۔ اور مخالفون کو اس نے یہ بتلا کر کہ اہل قلعہ
بڑے خوف زدہ ہو رہے ہین انکو اور دلیر کیا۔ دوسرے دن سحر کو سرکشون نے اپنے
پیمان پیشوا کو توڑ کر شورش برپا کی۔ قاقشالون نے تاراج کرنے مین پیش دستی کی۔
ہر جانب سے ایک گروہ قلعہ پر چڑھ آیا اور اس مصر معمور کو لوٹ لیا۔ معصوم خان نے
اپنے قرار کے موافق بنگاہ مظفر خان پر آرام کیا تاکہ اسکے ناموس مین سرکش خلل انداز
نہ ہون اور بہت سا مال خود اس کے ہاتھ آئے۔ مظفر خان اپنے چند غلامون کے
ساتھ ہتھیار لگا کر حیران تھا کہ کیا کرون نہ رائے پیکار نہ روے گریز۔ معصوم خان
ایک دو آدمیون کے ساتھ آیا۔ اور منافقون کی طرح باتین کرنے لگا کہ مظفر خان
کے حرم سرا مین غوغا ہوا۔ معصوم خان وہان بھاگ گیا اور قلعہ سے باہر جان
سلامت لے گیا۔ سب سرکشون کو بہت دولت ہاتھ آئی۔ خاص کر مرزا شرف الدین
کو بہت روپیہ اسطرح ملا کہ اس بریم زدگی مین مظفر خان نے آٹھ لاکھ روپیہ صندوقون
مین بھر کر ایک تالاب مین ڈالدیا تھا کہ عافیت کے زمانہ مین کام آئے مگر مرزا کو اس کی
اطلاع ہوئی اسنے اس روپیہ کو صندوقون سے نکال لیا اس مین پتھر بھر دیئے اس
روپیہ کے ذریعہ سے مدتون تک وہ شورش برپا کرتا رہا۔ سرکشون نے بعض امرا کو
قید کیا۔ بہت سے امرا ان سے مل گئے۔ حکیم ابو الفتح اور رائے پتر داس ڈل کر کے
تدبیر سے بھاگ کر بادشاہ پاس چلے گئے۔ خواجہ شمس الدین کو سعید بیگ نے..
آشنائی کا پاس کر کے اپنی پناہ مین رکھا۔ اس طرح جان کا ہی کے آسیب سے
رستگاری ہوئی۔ مگر زر طلبی کے شکنجہ مین گرفتار رہا۔ جعفر بیگ نے بدگوئی
و نخجستہ سرائی سے اس بازخواست سے رہائی پائی مظفر خان کو سرکشون نے مارڈالا
اور منصبون کے مقرر کرنے کے لئے اور ولایت کی تقسیم کے واسطے اور مرزا حکیم کے نام کا..

خطبہ پڑہنی کے سے اُنہون نے انجمنین منعقد کین۔ خانجہان کی بارگاہ کو لگایا اور آراستہ کیا اور اس مین سب اکھٹے ہوئے۔ خانجہان خان وکیل بنا۔ خاندوران خان کا خطاب ملا۔ بابا قاقشال خانخانان بنا۔ اور ریاست بنگالہ سپرد ہوئی۔ جباری خانجہان خان ہوا اور دس ہزاری سپاہ کا سردار ہوا۔ وزیر جمیل خان زمان ہوا۔ اور تونرک بیگی کا منصب ملا۔ خالدین خان نے اعظم خانی کا اور خان محمد بہبود نے خان عالمی کا اور عبدالباقی نے خداوند خانی کا اور مرزا بیگ نے بہادر خانی کا خطاب پایا۔ خواجہ شمس الدین کو لشکر خانی کا اور جعفر بیگ کو آصف خانی کا خطاب ملا تھا۔ مگر انہون کی تدبیر سے اسکے قبول کرنے کو اور وقت پر ٹالا۔ عرب یہان موجود نہ تھا مگر اس کو شجاعت خانی کا خطاب ملا۔ اسی طرح اور امرا کو مناصب اور خطاب عنایت ہوئے۔ جب مناصب اور اقطاع کا فیصلہ ہوا تو یہ قصد ہوا کہ مرزا حکیم کے نام کا خطبہ پڑھایا جاوے۔ مگر مینہ کا وہ طوفان آیا کہ بارگاہ کے ٹکڑے ہوگئے اور تمام خیمے اور شامیانے کیچڑ سے پُر ہوگئے اور ہر ایک میر افتان و خیزان اپنے گھر چلا گیا کہ اس اثنا مین بادشاہ کی سپاہ کی آمد کا آوازہ ہوا۔ جس سے وہ منبر پر خطبہ پڑھوانے کو بھول گئے اور کچھ اور ہی فکر مین ہوئے۔ زمستی کو چھوڑ کر میدان جنگ مین آنا پڑا۔ اب ہم یہ لکھتے ہین کہ اس عرصہ مین بہار کے سرکشون کا حال کیا ہوا۔

بہار کے سرکشون کا حال ۱۵۸۰ء ۹۸۸ھ

اُس زمانہ مین کہ بہار کی سرزمین مین سرکشون نے سر اوٹھایا بہادر پسر سعید بدخشی ترہٹ مین عمل گذار تھا اس نے شورش و فساد برپا کیا۔ اپنے بیٹے کو یہان چھوڑ کر وہ سرکشون کے ساتھ مل گیا اور مال خالصہ کو سپاہیون مین تقسیم کرکے خود بڑا سردار بنگیا۔ معصوم خان نے سعید بدخشی کو بھیجا کہ پدرانہ نصیحت کرکے اپنے بیٹے کو اس حرکت سے روکے مگر بیٹے نے باپ کی نصیحت کو کچھ نہ سنا اور اپنے خدائے مجازی کو قید کیا۔ اسی کشاکش مین بادشاہ کا لشکر آگیا۔ معصوم خان بہت سے سرکشون کو ساتھ لے کر بنگالہ چلا گیا۔ اور پٹنہ مین عرب کو مقرر کیا۔ شاہم خان نے سرکشون سے اپنا پیمان

توڑا اور حاجی پور مین چلا گیا۔ اور علم دو لتخواہی بلند کیا اور اولیاء دولت کو اپنی بیت
و کھانے کے لئے اوس نے ایک لشکر بہادر سے لڑنے کے لئے بھیجا مگر وہ شکست کھا کر اُلٹا
چلا آیا جس نے سرکشون کی اور نخوت بڑھی تو پھر خود لشکر کشی کرکے اُسنے فتح پائی اور سعید کو مارا
محب علیخان دوبارہ عرب سے ۔ پٹنہ مین لڑا اور اسکو شکست دیکر شہر مین بھگا یا یہان
سعادت علیخان کہ اوسکی بنگاہ کا نگہبان تھا اس سے پھر گیا۔ عرب اس سے لڑا زخمی ہو کر
بھاگ گیا۔ شہر پٹنہ پر محب علیخان کا قبضہ ہو گیا پادشاہ کی سپاہ اپنا سامان درست
کرکے جونپور مین آئی اور اس حدود پر ترسون خان۔ صادق خان غازی خان
الغ خان اور بہت سے اور امراء لشکر شاہی اُس سے آکر ملے۔ غازی پور سے وکوس پر
معصوم خان فرنخودی بھی لشکر شاہی سے ملا۔ مگر اس کی ہرزہ درائی کو سب جانتے تھے
اس لئے اس کو حکم ہوا کہ وہ ہراول بن کر آگے جاے کہ بالفعل اس کی گزند سے کچھ خوف
نہ رہے۔ گنگا کے کنارہ پر جا کر مظفر خان کی سرگزشت لشکر کو معلوم۔ ہوئی محب علیخان و
شاہم خان و سمانجی خان و باقی کولابی بھی لشکر شاہی سے آن ملے۔ پٹنہ کے حوالی مین
ایک عمدہ مجلس جمع ہوئی اور بزرگان دولت نے یک جہتی و یکتا دلی کا عہد و پیمان کیا اور
سپاہ اس طرح مرتب ہوئی کہ قول مین ترسون خان راجہ تو ڈرمل رای سرجن راجہ اسکرن
ہمتر خان۔ اور برانغار مین محب علیخان۔ شاہم خان۔ میر ابو المظفر اور جرانغار مین صادق خان
الغ خان قتیب خان تمر خان اور ہراول مین معصوم خان فرنخودی۔ شیخ فرید بخاری سید
ابو القاسم۔ سید ابو المعالی۔ سید عبد الواحد۔ سید عبد الہادی مقرر ہوئے اس منزل
سے سپاہ سلاح بند ہو کر اس سبب سے چلی کہ بعض بزرگان لشکر کا دل دگرگون تھا اور سرکشون کا
طائفہ قزاقی کر رہا تھا۔ عرب و جبیب اور بعض اور سرغنہ تنگناؤن مین جا چھپے۔ لشکر شاہی
پر دشمن کوئی وار نہ کر سکے۔ جب لشکر منزل مونگیر مین آیا تو معصوم فرنخودی نے یہ ارادہ کیا
کہ راجہ تو ڈرمل کو مار ڈالے جسکی تدبیر و شجاعت و اخلاص سے لشکر کا انتظام تھا۔ اس نے
چند آدمیون کا لشکر آراستہ کرکے راجہ سے درخواست کی کہ آپ اس کو ملاحظہ فرمائیے

راجہ نے عذر کیا۔ اس طرح معصوم کا پردہ ڈھکا رہا۔

اس زمانہ مین بنگالہ کے سرکش گڈھی سے گذر کر بادشاہی لشکر کے قراولون سے کچھ لڑے
راجہ تودڑمل نے لشکر کے عاقلون کو انجمن مشورہ مین جمع کیا۔ بعض بہادرون نے اُن مین سے
کہا کہ ایزدی تائید پر بھروسہ کرکے لڑائی شروع کرنی چاہیئے۔ بعض ژرف نگاہ ہشیار خرام
نے گذارش کی کہ آج شورش کی تند باد کا طوفان اُٹھ رہا ہے۔ اور نیک اندیش نیک سگال
کی تمیز دو روئے تباہ پیچ سے نہین ہوتی۔ معصوم خان فرنخودی جسپر بادشاہ کی بہت احسان
ہین وہ تذبذب کی حالت مین ہو رہا ہے۔ دوربینی کا اقتضا یہ ہے کہ حصاری ہونا سزاوار ہے
اس عرصہ مین یہ حال معلوم ہو جائیگا کہ سرکشون کے لشکرون مین سے کون آن کر ہم سے ملتا ہے
اور ہم مین سے کون اُنسے جا کر ملتا ہے۔ آخر یہی رائے پسند ہوئی۔ قلعہ مونگیر مین بادشاہی
لشکر کی گنجایش نہ تھی۔ اس لئے ایک اور سرزمین مین شائستہ حصار بنایا گیا۔ امرائے جنگ آور
نے مورچل بنائے اور خندق اور دیوار بنانے مین کوشش کی۔ تھوڑے دنون مین بلند
چاردیواری چوڑی تیار ہو گئی اور حصار شہر ایک قلعہ بن گیا۔ سرکشون نے اُسکے حوالی مین شورش
برپا کی اور توپ و تفنگ طرفین سے چلنی شروع ہوئین۔ اس دوگیر مین بادشاہ کے لشکر
مین سے بہت سے آدمی دشمنون سے جا ملے۔ اُنکے سرگروہ ترخان و ہمایون و
قلی شاہ تھے۔ اُس طرف سے بھی گروہا گروہ آدمی ادھر آنکر ملے۔ قلعہ گیری کی سرگزشت
ہمراہیون کی بدگوہری۔ مخالفون کا ہجوم اور تازہ کمک کے لئے گذارش عرائض مین لکھ کر
اُمرائے لشکر نے بادشاہ پاس بھیجین۔ بادشاہ نے مرزا کوکہ کو پنج ہزاری منصب اور اعظم خانی
کا خطاب دیکر روانہ کیا اس کی اطاعت کے لئے لشکر کے نام فرمان جاری کیا۔ انہین دنون
بنگالہ سے حکیم ابوالفتح بادشاہ پاس آگیا تھا۔ اُسنے بادشاہ کے روبرو بنگالہ کی بیمزگی
اور سپاہ کی ناسپاسی کا بیان شیوا زبانی سے ادا کیا اور اپنا حال بھی قلعہ سے
کود نے کا۔ اور پیدل چلنے سے پاؤن مین چھالون کے پڑنے کا ذکر کیا۔ عرض کیا
کہ میر معز الملک اگرچہ اول سرکشون کے ساتھ گیا تھا لیکن دوراندیشی کرکے ان سے جدا

سرکشان بنگالہ سنہ ۹۸۸ھ ۲۵

... سنہ ۹۸۹ھ ۲۶

ہو گیا- اس زمانہ مین کہ سرکشون کا ہنگامہ شکست ہو رہا ہے تعجب ہے کہ اس نے آدمیون
کو جمع کرکے جونپور مین فساد مچا رکھا ہے اور مولانا محمد تبریزی فتنہ اندوزی مین اس کے
ساتھ کندھا ملاکے چلتا ہے - بادشاہ نے حکم دیا کہ اسد خان ترکمان مانک پور سے
اس حدود مین جاکر ان زیادہ سرون کو بادشاہ پاس حاضر کرے - وہ بادشاہ کے
فرمان کا کاربند ہوا اور سرکشون کو پکڑ کر بادشاہ پاس لے چلا- راہ مین اٹاوہ کے قریب کشتی
ڈوب گئی جس مین یہ سرکش تھے- خان اعظم کے نام حرم اندوزی کے سبب بادشاہ نے
حکم دیا کہ معز الملک کے چھوٹے بھائی علی اکبر کو مسلسل کرکے زمانیہ سے ہمارے پاس بھیجدی
اگرچہ وہ سرکشون مین شریک ہوتا تھا- مگر آتش فساد مین پھونکین مارتا تھا- بادشاہ پاس
وہ آیا اور زندان مین بھیجا گیا-

قلعہ نشین لشکر شاہی پاس آذوقہ بحر و بر سے آتا تھا- مرزا شرف الدین حسین
اور معصوم خان نے پٹنہ کی راہ سے خشکی کی گذرگاہ کو بند کیا اور ایک نوارہ دریائی
بناکر دوسری راہ روکنے کا ارادہ کیا- جب لشکر شاہی کو اطلاع ہوئی کہ کشتیان
دشمنون کی نو کوس کے فاصلہ پر آگئی ہین تو صادق خان- الغ خان- نصیب خان و
باقر سفرچی خشکی کی راہ سے دوڑے- رای پترداس دریا کی راہ روانہ ہوا- مہتر خان
دریا سے پار گیا- غرض اس خوبی سے یہ تیز دست بہادر چلے کہ دشمن کی تین سو کشتیون
کو کہ ساز پیکار سے پُر تھین تصرف مین لائے جس سے لشکر کو بڑی تقویت ہوئی-

ہمنے پہلے لکھا ہے کہ جب مظفر خان جان سے گیا تو معصوم خان نے خواجہ شمس الدین کو
مالدار سمجھکر اپنی حمایت مین لے لیا تھا- مگر جب روپیہ خوشخوئی سے نہ وصول ہوا تو خیرہ روئی
شروع ہوئی- قریب تھا کہ اس شکنجہ فرسائی مین قالب تہی ہو کہ عرب بہادر نے اس کی
دوستی سابق کا بدلہ کرنا چاہا اور اس خیال سے کہ اس کے اندوختہ کو نصیحت کرکے
لے لے اپنے پاس بلالیا- اس کے پاؤن کو زنجیرون سے نکالا اور اسکی لابہ گری شروع
کی- خواجہ نے فرصت پاکر ان ستیزہ کارون کی انجمن سے کنارہ کیا اور قصبہ کھرک پور مین

فتح کشتیہای نوارہ معصوم خان سنہ ۹۸۸ھ

راجہ سنگرام سے مل گیا۔ راہ کے بند ہونے سے لشکر سے تو نہ مل سکا لیکن دشمن کی سراسیمگی کا سبب اس طرح ہوا کہ لشکر مخالف مین جو سوداگرون کا کاروان جاتا تھا اس کو لوٹ لیتا اور جو اس گروہ کے مویشی چرنے آتے انکو دستبرد کرتا۔ تھوڑے دنون مین حسن علی عرب و آفاق دیوانہ و مرزا حسین نیشاپوری و علی قلی و عزیز اور بہت سے آدمی جو بیچارگی کے سبب غنیم سے ملے تھے اس سے آن ملے اور بارہ سو آدمیون کے قریب اس پاس جمع ہو گئے جس سے بدکارون کے کامون کے رونق کم ہو گئی۔

یہ شاہ منصور دیوان آوارہ نویسی اور کفایت اندوزی سے سپاہ کی داد و ستد مین باریک بینیان کرتا۔ اور وزارت کے کام کو چھوڑ دیا۔ آئین استیفا کو اختیار کیا۔ وزیر اُسے کہتے ہین کہ دیدہ وری اور راستی سے مال کی پاسبانی کرے۔ بندگان پادشاہی کی نگاہداشت مین ہمت لگائے۔ داد و دہش نرمی و درشتی مین میانہ روی کرے۔ دوست و دشمن کے ساتھ یکسان رہنے کو راست سزائی جانے۔ بائست وقت اور سزاوار حال کو ہاتھ سے نہ دے۔ زراندوزی کو سب سے بہتر کام نہ جانے۔ گشادہ پیشانی و شیرین زبانی اور دل توانگر و خاطر مہربان اور انصاف ہمیشہ کرے۔ ناتوان بینی مشکل پسندی و سخت گیری نہ کرے فراخ حوصلگی کرے اور خلقت کی خدمت کو نرخ گران سے خریدے۔ تاکہ گروہا گروہ سود وزیان کے بازار سے نکل کر عقیدتمند ہو جائین۔ خواجہ نے اپنی حد سے پرے پاؤن نکالے۔ کفایت اندوزی شروع کی۔ اور نہ زمانہ کی شورش کا خیال کیا نہ دستبرد روزگار کو منظور رکھا۔ بقایا کی بازخواست کی۔ راجہ تو ڈرمل نے پادشاہ پاس عرضداشت بھیجی کہ اولیاء دولت ہنگامہ نبرد گرم رکھتے ہین۔ اور سربازی کا بازار تیز ہے۔ کارپردازان سلطنت بی تاملی اور وقت ناشناسی سے ایسے معرکہ ئز و گیر مین آویزش جانفشانی و دلشکری کے درمیان داد و دہش کیسے کا منہ بند کر کے مال برگرفتہ کو طلب کرتے ہین۔ اس بازیافت کا نام کیا رکھنا چاہئے اور طلبگاری ہنگام کو کس گروہ مین سے شمار کرنا چاہیئے۔ بشہریار نے شاہ منصور کو

شاہ منصور دیوان کا معزول ہونا ۹۸۸ھ

موقوف کرکے اس کا کام شاہ قلی محرم کو سپرد کیا اور وزارت کا منصب الاوزیر خان کی حوالہ کیا۔ اس سے شرقی دیار کی سپاہ نے بادشاہ کا شکر ادا کیا۔ اور لڑنے پر کمر ہمت چست کی اور بہت سے سرکشون نے اطاعت کی۔

ترسون خان وراجہ تودرمل ومحب علیخان ومعصوم خان فرنخودی سرداری کا پاس کرکے حصار سے باہر آکر نہ لڑتے۔ مگر صادق خان وشیخ فرید والغ خان جانون کی داد دستد کا ہنگامہ گرم رکھتے۔ اس دو مہینے کے عرصہ مین کہ سرکشون سے جنگ رہی بادشاہی لشکر سے برابر مدد کرتا رہا۔ پیشرو خان وصالح وزین الدین وتاراچند کوتل کے ساتھ روانہ کیا۔ اگرچہ خان اعظم اور شہباز خان اور امرا بادشاہی لشکر سے ہنوز آن کر نہین ملے۔ انکے آنے کی شہرت نے سرکشون کے لشکر مین ہلچل ڈالدی اور وہ بھاگکر چلے گئے۔ بادشاہی لشکر نے یہ سمجھہ کر کہ اس بھاگنے مین انکی کوئی تزویر ہو۔ حصار سے باہر آکر انکے پیچھے پڑے مگر بعض عاقلون نے ہمت کی اور محب علی خان ومہر علیخان کو ہراول بناکے بھیجا مگر وہ احتیاط اور ناشناسائی کے سبب سے دردلی کے ساتھ قدم اوٹھاتے تھے کہ خواجہ شمس الدین بارہ سو سوارون کو لیکر اُن سے آن ملا۔ اور اُس نے دشمن کی برہمزدگی اور تباہ حالی کو عام لشکر پر روشن کیا۔ اور افزونی بدسگالی اور کمی خیراندیشی اور گرم بازاری دوروئی کو دور کیا۔ سرکشون اور بادشاہی سپہ سالارون کی لڑائی ۹۸۹ھ +

اب بنگالہ مین اڈیسہ مین قیا خان اور فتح آباد مین مراد خان اور ستگانون مین مرزا نجات زبان سے باتین تو نیک خدمتی کی بناتے مگر گفتار سے کردار مین آدھا قدم بھی نہین اُٹھاتے۔ مراد خان تو عمر طبعی پر پہنچ کر مرگیا۔ اور اس ناحیہ کے زمینداریکند نے اسکے بیٹون کو بھی مہمان بلاکر طعمۂ اجل چکھایا۔ قیا خان کی بھی حیات ختم ہوئی اس نواح کے بومیون (دیسیون) نے چیرہ دستی کی۔ مرزا نجات پر قتلو چڑھ گیا۔ حدود سلیم پور مین مرزا بری طرح لڑکر بھاگ گیا۔ اور پرتاب بار فرنگی کی پناہ مین گیا بابا قاقشال سخت بیمار ہوا۔ مگر اس جان کنی مین بھی ہمزبان کو مرزا نجات کے سرپر بنگالہ کا حال ۹۸۹ھ

بھیجا۔ اس نے راہ کے درمیان جب قتلو کی چیرہ دستی سنی تو اُس سے ہگلوٹ میں لڑا اور شکست پائی۔ تو بابا نے کین توزی کا ہنگامہ آراستہ کیا۔ قتلو نے آشتی کے لئے افسانہ سرائی کی۔ مرزا شرف الدین حسین جباری بنگالہ کی طرف گئی۔ معصوم خاں کابلی کید ھو کے زمیندار کی رہنمونی سے بہار کی طرف گیا۔ عرب بہادر کورم لیسر ترخان قزاقی کرنے لگے۔ چودھری کشنہ پادشاہی لشکر کے لیے خزانہ لئے جاتا تھا کہ عرب بہادر وکورم نے اس کے لوٹنے کو قدم اوٹھائے۔ مگر وہ چالاکی کر کے خزانہ کو حصار پٹنہ میں لے گیا۔ انہوں نے قلعہ کو گھیرا۔ بہادر خان نے قلعہ کی حفاظت خوب کی۔ پادشاہی لشکر دشمن کے پیچھے آہستہ آہستہ جاتا تھا۔ اُس نے معصوم خان کابلی کی طرف جانے سے منہ موڑا۔ اور پٹنہ کی طرف چلا۔ آئین یہ قرار پایا۔ کہ افواج تو منزل بمنزل کوچ کرے اور بعض تیز دست دلاوری کر کے آگے جائیں۔ معصوم خان فرنخودی نے اس خدمت کی درخواست کی راجہ تو ڈرمل اس سے عاجز آرہا تھا اس کو رخصت کیا اور احتیاطاً اسکے پیچھے محب علیخان اور مہر علیخان کو روانہ کیا۔ ان سب نے مل کر پٹنہ کے اہل قلعہ کو بچایا۔ جنکو دشمن گھیر کر ستا رہا تھا۔ دشمن کچھ لڑ کر بھاگ گئے۔ قلعہ اور خزانہ انکے ہاتھ سے بچ گیا۔ اگرچہ معصوم خان فرنخودی شائستہ خدمت بجا لایا۔ مگر بے صلاح مشورہ پادشاہ کے لشکر سے جدا ہو کر جونپور چلا گیا۔ اور راہ میں بہادر خان کے گماشتوں سے حاجی پور چھین لیا۔ اور حوالی ترہت سے نکل کر بہت سا ملک دبا بیٹھا اور سرکار حاجی پور کا مالک بن گیا۔

شورش عرب فرو ہوئی تھی اور لشکر شاہی سرائے رانی سے بہار کو جاتا تھا کہ معصوم علیخان کابلی کا کام تمام کرے۔ مگر بارش کی شدت کے سبب سے دریا پن پن پر اسکو توقف کرنا پڑا۔ جب ہوا میں اعتدال ہوا تو لشکر چلا۔ معصوم خان بہار سے نکل کر کوہستان شمالی کے دامنہ میں آیا۔ لشکر شاہی قصبہ گیا میں پہنچا۔ غنیم شیر گھیرہ میں آیا اور چار کوس چلکر اس نے حلقہ باندھا۔ پانی کی کثرت سے لشکر شاہی کا

سلسلۂ انتظام ٹوٹ گیا۔ دو فرسنگ پر غنیم تھا۔ بادشاہی لشکر اپنی کثرت کی نخوت سے اور دشمنون کی قلت کے سبب سے خواب غفلت مین ہوا۔ لیکن راجہ ٹوڈرمل اور صادق خان خوب ہشیار تھے اور پیکار کے لئے تیار تھے۔ رات کو خان بیگ۔ اور الغ بیگ حبشی کی قراولی تھی۔ سرگروہ خواب غفلت مین خود سوتے تھے۔ اور خواب آلودہ نوکر کار آگہی کے لئے بھیجے تھے۔ غنیم نے دن کو اپنے مین لڑائی کی توانائی نہین دیکھی رات کو الو کی طرح دست برد کا ارادہ کیا۔ ایک پہر گذری تھی کہ بہت سے سپاہیون کو لیکر جنگ کا آہنگ کیا۔ اور غافلون پر غالب ہوا۔ ماہ بیگ اور چند حبشیون کو مارا اور لشکر شاہی صادق خان کے لشکر پر گرا۔ وہ بہادری سے لڑا کہ کمال خان فوج جلد آ دو فیل بار رفتار لایا جس سے لڑائی کا رنگ بدل گیا۔ اور دشمنون کے سوارون کو انہون نے سونڈون مین پکڑ پکڑ کر گرانا شروع کیا۔ ان ہاتھیون پر جو تیر لگا اونکو اور زیادہ تیز دست بنایا۔ ایک ہاتھی کے بیاسی اور دوسرے کے پچپن تیر لگے بادشاہی سپاہ کے بہت آدمی زخمی ہوئے۔ مگر کوئی مرا نہین اسکو فتح حاصل ہوئی اور معصوم خان بنگالہ کو بھاگا۔ اور گڈھی پر بادشاہی لشکر کا قبضہ ہوگیا۔

خان اعظم ... [illegible] ۹۹۰

خان اعظم کے لشکر پہنچنے سے پہلے بہت سی سرکشی فرو ہوگئی تھی۔ خان اعظم کے لشکر کے آنے مین دیر اس سبب سے لگی کہ جب لشکر گذرہی سا سے گذرا تو رجنبہ کے زمیندار دلپت نے سرکشی اور مردم آزاری کے لئے سر اٹھایا۔ خان اعظم۔ اس سرکشی کے سزا کے درپے ہوا۔ شہباز خان بھی آن پہنچا اُس نے دلپت کی بنگاہ جگدیس پور کو غارت کیا۔ درخت زارون مین سرکش چلے گئے اور لڑائی ہوتی رہی۔ اس اثنا مین خان اعظم اور شہباز خان مین رنجش ہوگئی۔ خان اعظم یہان سے جاکر اس لشکر شاہی سے جا ملا جسپر ایک دن پہلے معصوم خان کابلی نے شبخون مارا تھا۔ اسکے آنے سے لشکر مین رونق ہی اور ہوگئی۔

عرب بہادر لشکر لیکر شہباز خان سے لڑنے آیا۔ شاہی لشکر مین سے

سعادت علیخان کا مارا جانا ۹۸۸ھ + صوبۂ بہار کا انتظام و امراء شاہی مین باہمی رنجش ۹۸۸ھ

سعادت علیخان اُس سے لڑنے گیا اُس نے دشمنون کو پراگندہ کر دیا۔ رہتاس کے متصل قلعہ کنت مین سعادت علیخان کو شہباز خان نے مقرر کیا۔ دلپت اور عرب بہادر نے اُسپر حملہ کیا۔ اور قلعہ لے لیا اور سعادت علیخان کو مار ڈالا۔

جب لشکر شاہی سے خان اعظم مل گیا تو سرکشون نے بنگالہ کی طرف رُخ کیا لشکر شاہی مین بعض ایسے بداندیشہ تھے کہ انہون نے سرکشون کا تعاقب کر کے ایکبارہی دفعہ ہی سیاہ سے سرکشی کو فرو نہ کیا۔ مگر ہان ملک بہار کے انتظام مین خوب ہمت صرف کی۔ بہیرہ سے رہتاس تک کی دیدبانی محب علیخان کو سپرد ہوئی۔ یہ لشکر شاہی گیا مین آیا۔ راجگدر کے پاس دوست محمد بابا دوسو آدمیون سے آن ملا۔ وہ باغی ہوگیا تھا۔ جب لشکر شاہ دار غیاث پد مین آیا تو معلوم ہوا کہ شہباز خان سے عرب بہادر شکست پاکر سارنگپور کی طرف جاتا ہے ضعیف کشی اور زیردست آزاری مین دست درازی کرتا ہے شاہم خان کو اس نواح مین جاگیر دیکر روانہ کیا کہ اس سرکشی کا علاج کرے۔ انہین دنون مین بہار مین خانِ نجیان بدخشی کو متعین کیا۔ معصوم خان فرنخودی کی فتنہ پردازی کی بڑی شہرت ہو رہی تھی اس لئے ترسون خان کو جونپور جانے کی اجازت ہوئی۔ صادق خان و شیخ فرید بخاری و الغ خان حبشی و طیب خان کو منگیر کی طرف روانہ کیا کہ اس نواح کو مخالفون کے خس و خاشاک سے پاک صاف کرین۔ خان اعظم و راجہ ٹوڈرمل اور اور سپاہ پٹنہ و حاجی پور کو روانہ ہوئی۔ مگر اس سے پہلے کہ یہ پٹنہ مین داخل ہون شہباز خان نے وہان آنکر اپنی اونچی دکان جما رکھی تھی۔ اس نے دلپت اور عرب کی پامالی کی تھی اور بہادر کے ہاتھون سے حاجی پور کو چھٹایا تھا۔ اس لئے وہ اپنے تئین کچھ اور ہی سمجھنے لگا تھا معصوم خان فرنخودی جونپور آیا۔ خان اعظم و راجہ ٹوڈرمل نے حاجی پور مین اقامت کی۔ شہباز خان نے پٹنہ مین اپنے کامون کو رونق دی۔ امراء کو منصب بانٹے اور دیکر اپنا اقتدار خوب بڑھا لیا۔ خان اعظم سب سے دل گرفتہ ہوا۔ راجہ نے بھی طرح دی اس طرف کی تمام مہمات شہباز خان کے ہاتھ مین آئین نیک اندیشون اور سچے کار گزارون نے چاہا کہ اُن کی

درمیان یکجہتی رہے اور دوتائی نہ ہو مگر مدارا نہ رہی لشکر شاہی کے دو حصے ہوگئے
آپس میں اغراض نفسانی کے سبب سے یہ بات بھی قرار نہ پائی کہ ایک گروہ خدمت بنگالہ کو اپنے
ذمہ لیتا۔ اور دوسرا مہمات بہار سے دارالخلافہ تک پاسبانی کو اپنے اہتمام میں لیتا
خان اعظم و راجہ تھوڑا لشکر لے کر ترہت کو روانہ ہوئے۔ منافقانہ شہباز خان کو بھی بڑا
گروہ بہت ساتھ لے کر جونپور گیا اور ظاہر یہ کیا کہ میں معصوم خان فرنخودی کو مطیع کرنے
جاتا ہوں۔ اصل مطلب اسکا یہ تھا کہ اس ہنگامہ سے اور ہر روز کی گفتگو سے نجات ہو جائے

جب معصوم خان کابلی بھاگ کر بنگالہ میں گیا تو مرزا شرف الدین حسین اور اس کے
درمیان بگاڑ ہوگیا۔ اور ایک دوسرے کی گھات میں لگا۔ مرزا پاس لوٹ کا مال بہت
جمع تھا۔ اسکے پاس آدمی بہت تھے۔ معصوم خان نے روبہ بازی کرکے چاپلوسی و دلاگیری
کی اور اسکو اس طرح مسموم کیا کہ ایک پسر ہندی مرزا محمود نام اسکا دوست تھا معصوم نے
اسکو روپیہ کا لالچ دیا۔ اس نے خشخاش میں زہر ملا کر مرزا کو دیا۔ تھوڑی دیر میں وہ
مرگیا +

میر ہاشم نیشاپوری کا بیٹا نیابت خان تھا۔ چھوٹی عمر میں بادشاہ نے اوسکی
پرورش کی تھی اور اسکا اعتبار بڑھایا تھا وہ خالصہ کا عمل پرداز تھا۔ خردہ گیر آوارہ لوگوں
نے باقی نکالی تھی۔ اس رندہ نے حق گذاری سے سرکشی کو بہتر جانا اور فتنہ اوٹھایا قصبہ
گڑھ کا محاصرہ کیا۔ الیاس خان لنگاہ اسمعیل قلیخان کے تھوڑے نوکروں کو ساتھ لے کر
اون سے لڑا۔ اور مارا گیا۔ بادشاہ نے اسمعیل قلیخان و عبدالمطلب خان و شیخ جمال بختیار
اور اور اخلاص مند بہادروں کو اجازت دی اور وزیر خان کو جسکو بادشاہ نے اودھ
کا جاگیردار مقرر کیا تھا اور امراء کو لکھا کہ یکجہتی کرکے اس سرکش کو سزا دیں۔ جب لشکر آیا
تو وہ بعض قلعوں کو مستحکم کرکے اریل میں چلا گیا۔ وزیر خان نے اس قلعہ کی فتح کرنے سے پہلے
آگے پاس کے لینے کا قصد کیا۔ نیابت خان کے پیچھے اسمعیل قلیخان گیا۔ غرض دونوں میں
خوب لڑائی ہوئی۔ دوست دشمن نے ایک دوسرے کے لڑنے کی تعریف کی اسمعیل قلیخان

مرزا شرف الدین حسین کا مرنا + نیابت خان کا سر اٹھانا سنہ ۹۸۸

کی مردانگی سے فتح ہوئی نیابت خان بھاگ کر کہین چھپ گیا۔ لشکر کو بہت غنیمت ہاتھ آئی

معصوم خان فرنخودی کی بغاوت

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ معصوم خان فرنخودی لشکر شاہی سے جدا ہو کر اپنی
خودسری سے جونپور چلا گیا تھا۔ بہت آدمیون کو اُس نے یہان جمع کر لیا جب اسنے
سنا کہ بادشاہ پنجاب مین مرزا حکیم کے آنے کی خبر سنکر گیا ہے تو اوس کے باطن مین
جو خبث بھرا ہوا تھا وہ اسنے باہر اگلا۔ اور ترسون خان کے گماشتون سے اسنے
جونپور کو بزور لے لیا۔ کھلی بغاوت اختیار کی۔ بادشاہ کو اسکے باغی ہونے کا یقین
نہین ہوتا تھا۔ اس نے چند عاقل صلاح اندیش اس پاس بھیجے کہ اس کو راہ پر لائین
اور کہین کہ کیا وہ لشکر شاہی سے جا ملے یا ہمارے پاس چلا آئے۔ مگر بادشاہ کے اس
کہنے نے اسکا مالیخولیا اور بڑھایا۔ اس نے نامعقول عذر کرکے اپنی فتنہ اندوزی کو
اور بڑھایا۔ پھر بادشاہ نے فرمان بھیجا کہ اگر وہ ان دو کامون سے کوئی ایک
کام نہین اختیار کرتا تو جونپور کو چھوڑ کر وہ اودھ مین چلا جائے۔ یہ صوبہ اوسکی جاگیر مین
دیا جاتا ہے اس کا انتظام کرے۔ وہ اودھ مین چلا گیا۔ ظاہر مین فرمان پذیر
ہوا۔ مگر حقیقت مین وہ یہان اس لئے آیا کہ اسباب شورش کے تیار کرنے کی فرصت
پائے۔ بادشاہ نے نگورنہ قراول اور آدمیون کو اسکا حال دریافت کرنے کو بھیجا
انہون نے اپنی کوتاہ عقلی اور حرص درازی سے بادشاہ کو اسکے مخلص و خدمت گذار ہونیکا
یقین دلانے کے لئے عرض کیا کہ اگر وہ اپنے مقربین سے ایک دو کو اسکے پاس بھیجے تو
وہ حضور کی آکر قدمبوسی کرے۔ بادشاہ نے شاہ قلی محرم و راجہ بیر بر کو اس خدمت
پر رخصت کیا۔ جب وہ اس کے قریب گئے اور نامہ بھیجا تو وہ ناشائستہ کلمات
زبان پر لایا اس لئے یہ دونو الٹے چلے آئے۔ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ خان اعظم اور راجہ
تو ڈرمل ترہت کی جانب منزل پیما ہوئے اور شہباز بہت سا لشکر لے کر جونپور
کی طرف آیا۔ اس سبب سے بنگالہ کے سرکشون کی سزادہی کا کام کھٹائی مین پڑا۔
جب شہباز خان حوالی قصبہ بھیبہ مین آیا تو اسے معلوم ہوا کہ ترسون خان سے

عرب بہادر شکست پاکر یہان ٹھہر رہا ہے اور زیر دستون کو تکلیف دیتا ہے
اسنے بعض اپنے بہادرون کو بھیجکر اسکو خوب سزا دی اور خود جگدیس پور مین آیا
یہان گردن کشون کی تلاش مین مصروف ہوا - اسکو یقین ہوگیا کہ معصوم فراخودی
بالکل باغی ہوگیا - نیابت خان اور عرب بہادر اسکے ہنگامہ کو رونق دیتے ہین تو
وہ اودھ کی طرف متوجہ ہوا - ایک نامہ اسکو اس مضمون کا لکھا - نیابت خان شاہ دانہ
کو گرفتار کرکے عرب بہادر یا دشاہ پاس روانہ ہو - یا پہلے انکو بھیجدے تاکہ اسکے کام یہ
سے پردہ نہ اُٹھے - مگر اس نامہ کو وہ افسانہ سمجھا اور آب سرو سے پار اپنا بنہ و باطبی جا
مین بھیجدیا اور خود ترکون کو لیکر آمادۂ جنگ ہوا - شہباز خان بھی کارزار پر آمادہ
ہوا اور لشکر کو اس طرح مرتب کیا - قول کا اہتمام خود لیا - برانغار ترسون محمد خان
کو دیا - جرانغار مطہر خان و بہار خان و سید عبد اللہ خان و قمر خان کو دیا -
ہراول مین مہر علیخان سلدوز و جیون خان کوکہ و مرزا ابو القاسم و میر ابو المعالی کے حوالہ
ہوا - مفاخر محمد کو کمین مین بٹھایا - مخالف نے اپنے لشکر کو اس طرح مرتب کیا کہ دست
راست مین عرب بہادر کو دست چپ مین شاہ دانہ و عابد کو مقدمہ مین - مرزا قلی توقبا
کو اور التمش مین نیابت خان کو مقرر کیا - قلب گاہ مین خود رہا - ۲۱ - بہمن ۹۸۹ھ کو
اودھ سے پچیس کوس پر سلطان پور بلہری پر دونو لشکر ملے - اول بادشاہی ہراول نے
دشمن کو شکست دی مرزا قلی مارا گیا - بادشاہی برانغار نے بھی اپنے مقابل کی سپاہ
کو ہٹایا معصوم خان نے قول مین آکر پیکار شروع کی - شہباز خان کے دل مین ہول اُٹھا
اور وہ بھاگا مگر جب برانغار اور ہراول کو اسکی خبر ہوئی تو وہ اوسکی مدد کو آئے - مخالف کے
لشکر مین یہ افواہ اُڑگئی کہ معصوم خان مارا گیا جس سے ہنگامہ مخالف پراگندہ ہوگیا
جب معصوم خان کچھہ چل کر میدان مین آیا تو اوس نے اپنے لشکر کو نہ پایا سامنے اس کے
ایک لشکر نمودار ہوا جسکو وہ اپنا سمجھہ کر خوش ہوا اوسکی طرف گیا تو معلوم ہوا کہ وہ برانغار
شاہی ہے - وہ اور زیادہ سراسیمہ ہوا لشکر شاہی نے اس کے خیمہ گاہ پر پہنچکر

بہادر بیگی کا مارا جانا ٩٨٨ھ + معصوم خان فرنخودی پر شہباز خان کا دوبارہ فتح پانا ٩٨٨ھ

لوٹنا شروع کیا۔ لوٹ کو مال لشکر لیکر ہمیون مین لائے تھے کہ معصوم پھر لڑنے آیا اور زخمی
ہوکر ایک بلندی پر چڑھ گیا۔ میدان جنگ پادشاہ کے لشکر کے ہاتھ آیا مگر اس کو یہ توفیق نہیں
ہوئی کہ آگے بڑھکر دشمن کا کام تمام کرتے وہ اودھ کو چلا گیا۔ پادشاہی لشکر اکبرپور مین
اودھ سے بارہ کوس پر آخر ٹھیرا شہباز خان وہم کے مارے جونپور مین میدان جنگ
سے بیس کوس پر چلا آیا غرض پادشاہی لشکر کو ایک فتح بزرگ حاصل ہوگئی۔

بنگالہ کے ناسپاسون مین بہادر بیگی بہی سرہر آوردہ تھا۔ اسنے اقصای بہار
مین خان محمود بہسودی سے اتفاق کرکے ظلم کرنا شروع کیا پادشاہی امراء مین دو رنگی
کی ہوا چل رہی تھی اور بنگالہ کی طرف لشکر کی روانگی مین تاخیر ہورہی تھی۔ صادق خان
منگیر مین والغ خان حبشی و بابو منگل بھاگل پور مین غافل پڑے تھے ان سرکشون نے ان کو
ستایا۔ اور ایسے غالب ہوئے کہ وہ بھاگ کر منگیر مین آئے۔ صادق خان نے بعض
سردارون کو بھیجا۔ اُن سے لڑائی ہوئی اور بہادر مارا گیا اور سب وسکے ساتھی بنگالہ
کو بھاگ گئے۔ بہار اب بالکل سرکشون کے خس و خاشاک سے پاک ہوا۔

شہباز خان کی پہلی کامروائی اور ناکامی اوپر بیان ہوئی۔ اب وہ تیزدستی
اور کاردانی سے پھر ہنگامہ آرا اور تھوڑے عرصہ مین آمادہ کارزار ہوا معصوم خان
شکست پاکر لشکر کے جمع کرنے مین مصروف ہوا اور پادشاہی دولت کو جو اس
پاس جمع تھے خرچ کرنے لگا۔ پادشاہی فوج بہی دشمن سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئی
معصوم خان بہی اُسنے لڑنے نکلا۔ اسکی فوج مین دست راست پر عرب بہادر تھا۔
اور دست چپ پر نیابت خان اور مقدمہ مین شاہ دانہ تھا اور خود کمین مین بیٹھا تھا
۲۴ بہمن ۹۸۸ھ کو دونو لشکرون نے میدان جنگ آراستہ کیا معصوم خان نے کچھ
توقف کیا۔ پادشاہی لشکر نے خندق کو کھود لیا۔ دوسرے روز جنگ شروع ہوئی
پادشاہی ہراول اور ہاتھیون نے غنیم کے ہراول کو شکست دی مخالف کے برانغار نے
لشکر شاہی جرانغار پر زور ڈالا اور اس کے کام کو دشوار کیا۔ مگر پادشاہی ہراول

اور التمش نے آنکر اسے سنبھال لیا۔ اور دشمن کو سب طرح سے میدان جنگ سو بھگا دیا۔
اور بہت مال اسباب اسکا لوٹ لیا۔ شہباز خان نے فیروزمندی کو غنیمت جانتا
نبرد گاہ سو آسکے آدھا قدم نہ بڑھایا۔ لشکر نے جاکر شہر کا کنارہ لوٹا۔ عرب بہادر نے
اونکو مارکر بھگایا۔ مشہور یہ ہوا کہ شہباز خان بھاگا۔ معصوم خان تھوڑی دیر تک
خوش ہوا۔ شہر کے اندر اور باہر نگاہداشت کی اور برج دوبارہ درست کیا۔ ایک توپ
دروازہ پر لگائی لڑنے پر آمادہ ہوا۔ مگر یہ توپ پھٹ گئی۔ جس سے چھوٹے دوست نوکری
زربندے پراگندہ ہوگئے۔ اب معصوم خان کو شہربند حوادث سے نکلنے کو جا نہ تھی
نہ بیٹھنے کی جا تنگنائے آشوب مین تھی۔ ببنہ و باراس کثرت سے تھا کہ اوسکے چھوڑنے
کو دل نہین چاہتا تھا۔ اس اندیشۂ جانکاہ مین عرب نیابت خان و شاہ دانہ جنکی
اس کا سارا کام بنا ہوا تھا اس سے جدا ہوگئے اور اپنا اندوختہ نہین چھوڑ گئے۔
معصوم خان سات آدمیون کو لیکر پوشیدہ بھاگا۔ اس بری حالت مین زمیندار
کورج اس سے ملا اور اپنے گھر لے گیا اور سارا مال اسباب اسکا سنگوایا۔ دوستی
کے لباس مین قزاقی کرکے اسکو باہر نکال دیا۔ وہ نہایت تباہ حال ہوکر دریا سرو سے
پار اترا۔ راجہ مان زمیندار نے اسکی دستگیری اپنے گھر لے جاکر کی۔ شہباز خان نے
امید و بیم کی داستان راجہ کو لکھ کر بھیجی کہ وہ معصوم خان کو حوالہ کرے یا مار ڈالے
مگر اس نے انکار کیا اور پوشیدہ معصوم خان کو اپنے آدمیون کے ساتھ روانہ کیا
وہ کہین جاکر چھپ گیا۔ شہباز خان قصبہ و دھ مین آیا اور تمام معصوم خان کے زن و فرزند
و ببنہ و بار پر قبضہ کیا۔ ڈیڑھ سو ہاتھی ہاتھ آئے۔ پادشاہ پاس فتحنامہ بھیجا گیا۔ پادشاہ نے
شہباز خان کو لکھ بھیجا کہ معصوم خان زن و فرزند اپنے پاس رکھے لوگون مین مشہور
تھا کہ معصوم خان دامنہ شمالی کوہ سے کابل جانا چاہتا ہے۔ پادشاہ نے اسکے
روکنے کے لئے قلیج خان کو اس طرف روانہ کیا۔ اس نے واپس آنکر پادشاہ کا
اطمینان کردیا کہ وہ ادھر نہین گیا۔

جب سے بنگالہ مین ہنگامہ شورش برپا تھا قیا خان ملک اڈیسہ مین اپنا زمانہ
گذارتا تھا اگرچہ اسکی ہمت نے یاوری نہین کی کہ اسباب شورش کو تسکین دیتا۔ مگر اس
سرزمین کو مخالفون کی گرد سے پاک و صاف رکھتا تھا۔ ان دنون ملک بنگالہ پادشاہی
سپاہ سے خالی ہوا تو قتلو خان نے غلبہ پایا۔ قیا خان اس سے لڑکر حصار نشین ہوا
استمداد پکارا اور ہمراہیون کی جدائی سے ناکام رہا اور مردانہ لڑکر جان اپنی دیدی

عرب بہادر و نیابت خان و شاہ دانہ معصوم خان سے جدا ہوکر حدود
سنبل مین فتنہ مچانے گئے کہ اس ملک سے دولت لوٹ کر سامان فتنہ سازی بہم
پہنچائین۔ اور اگر یہ نہ ہو تو مرزا حکیم پاس راتون کو سفر کرکے چلے جائین۔ اس حدود
کے فوجدار حسین الملک نے قلعہ بریلی کو مستحکم کرکے سپاہ کو جمع کیا۔ نام بردون نے اول
یہ خیال کیا کہ امید و بیم کی داستان گذارش کرکے حکیم کو اپنا یار و یاور بنائین جب اس
کام مین انکو ناامیدی ہوئی تو حصار کے گرد آئے اور آدھے شہر کے گردہ مین آگ لگائی
حکیم استقلال سے قائم رہا۔ اس شورش مین رات ہوگئی تو سرکشون نے دن کو لڑنے
کا ارادہ کیا۔ زمین شکستہ تھی اور لشکر کے آنے کی بھی انکو خبر تھی اس لئے وہ قلعہ سے زیادہ
دور جاکر ٹھیرے۔ حکیم نے ایک ہوشیار مغرور جاسوس بناکر غنیم کے لشکر مین بھیجا کہ وہ خود
غنیم کے ہاتھ مین گرفتار ہو جائے اور جب اوسکو وہ بہت تکلیف دین تو یہ ان سے کہے کہ
لشکر شاہی چارون طرف سے جمع ہوگیا ہے انکا ارادہ شبخون مارنے کا ہے اور مجھے
اسی کی خبرگیری کے لئے بھیجا ہے۔ یہ تدبیر چل گئی۔ آدھی رات کو دشمن بھاگ گیا
ناامید حصاریون کو بڑی خوشی ہوئی۔ تھوڑے عرصہ مین مختار بیگ بداؤن سے شیخ
محمد غزنوی شمس آباد سے شیخ معظم و میر ابوالحسن امروہہ سے غلام حسین سلیم پور سے قاسم
لکھنو سے و مولانا محمود اور ابوالقاسم سنبل سے آخر ملگئے اولیاء دولت کو ایک رونق
تازہ ہوئی۔ سرکش اس نواح سے بہت دور چلے گئے لیکن اس ملک کے اطراف مین
لوٹ مار کرتے رہے وہ غریبون کے مارنے کو مردانگی جانتے رہے راجہ کمانون و

قیا خان ۹۸۸ + عرب بہادر و ... ۹۸۹

ورام شاہ وکٹ سین راجہ اور بہت سے سرکش زمیندار انکے ساتھ ہوگئے اور بڑی شورش
مچائی۔ حکیم نے انمین تفرقہ ڈالا نیابت خان کو اپنے ساتھ بلا لیا ان سب کو ہراول بنا کے
شاہ دانہ سے لڑایا۔ غرض بادشاہی لشکر کو سب طرف فتح ہوئی۔

شہباز خان سے معصوم خان شکست پاکر بیرون درخت صحرا مین چلا گیا اور
ہر روز خارزار مین پھر کر اپنے پاؤن کو زخمی کرتا اس سرگردانی مین اس کے ملازمون
مین سے مقصود اس پاس آیا جسکے پاس مدتون کی دولتین جمع تھین وہ سب اس نے اپنے
آقا پر نثار کین پھر اس شورہ پشت نے آدمیون کو جمع کر کے شہر بہرائچ کو لوٹ لیا۔ قمر علی
وزیر خان اس سے کچھہ لڑے مگر اپنے ہمراہیون کی نااتفاقی سے کچھہ کام نہ کرسکے یہ
آباد شہر مع توابع اسکے قبضہ مین آیا۔ وزیر خان و مہتر خان اور اقطاع دارون نے
یکجہتی کی اور اس سے لڑنے کو آمادہ ہوئے دریاے سرو کو درمیان مین رکھہ کر توپ بندوق
سے لڑنا شروع کیا۔ معصوم خان دن کو لڑتا رات کو لشکر سے باہر کنج تنہائی مین چلا جاتا
تھوڑے عرصہ مین اس سرزمین کے رہنے والے لشکر شاہی کے خدمت گزین ہوئے۔
جس سے لشکر کو بڑی قوت حاصل ہوئی۔ ایک رات کو معصوم خان اپنا بنہ و بار چھوڑ
کر فرار ہوا۔ کلیان پور تک لشکر نے اوسکا تعاقب کیا۔ وہ سارے رستہ لوٹ مار
کرتا ہوا اور محمد آباد کو ویران کرتا ہوا جونپور لوٹنے کے ارادہ سے گیا۔ ترہت سے
شاہم خان۔ غازی پور سے بہادر خان چاند پور سے قاسم خان آئے۔ تو معصوم
خان گھبرایا اسکے اپنے ساتھ چھوڑا اپنے اندوختون کو چھوڑکر آب سرد سے گذر
ہلدی سے پار گیا۔ فتنہ اندیشی سے بس کی۔ حاجی پور مین مرزا کوکہ پاس نیاز نامہ
بھیجا اس نے پرانی آشنائی کا پاس کر کے مردمی کی اور نقد و جنس و جاگیر سے یاوری کی
اور بادشاہ سے التماس بخشش کی۔ شہریار نے بخشش کر کے سفارش سے اسکی تقصیرین
معاف کین جس سے ایک خلق شگفتہ خاطر ہوگئی۔

بہادر خان سعید بخشی کا بیٹا تھا۔ اس نے جو عصیان آرائی اور سرکشی کی اس کا بیان اوپر

معصوم خان فرنخودی کا سلطانی سے سامنا [illegible] ۹۸۹

[illegible] سنہ ۹۹۱

ہوا ہے کوہستان ترہت کو اپنی شورش گاہ اُسنے بنا رکھا تھا ہنگام فرصت مین لوٹ مار کرتا۔ یہ نواح غازی خان بدخشی کی جاگیر مین آئی خان اعظم نے اسکی یاوری کی سامنے کارروائی کو مردانگی کے ساتھ پیوند دیا اور خدمت گزینی کو آگاہ دلی کے ساتھ ہمدوش کیا تو بہادر اُس سے دل شکن شکستین پائین۔ بنہ و بار اسکا تاراج مین گیا۔ اس لئے اوسنے گریزت دلا بہ گری اختیار کی۔ غازی خان پاس آکر ملاقات کی۔ اس کی گفتار و کردار سے فتنہ اندوزی وشور افزائی کے آثار نمودار تھے اس لئے اوسکو غازی خان نے مقید کرکے خان اعظم پاس حاجی پور بھیجدیا اسنے پادشاہ پاس روانہ کیا۔ زنجیر گردن مین، اور کندہ پانو مین تھا۔ پادشاہ نے اسکو قتل کروادیا۔

شہباز خان پادشاہ پاس حدود پانی پت مین آیا۔ وہ معصوم خان فرنخودی کو شکست دیکر دار الخلافہ فتحپور کی پاسبانی کرتا تھا۔ لیکن وہ حوصلہ سے زیادہ بادہ ویناپی گئی تھا اس لئے پرسش کے وقت خود آرائی اور خویشتن فروشی اور خودسری کرتا تھا ۲۲ ذی قعدہ سنہ ۹۸۹ھ کو تسلیم جوکی مین بخشیان بارگاہ نے مرزا خان کو جو خطاب عالی خانخانان کا رکھتا تھا اسپر تقدیم دی۔ شہباز نے حکم کے ماننے مین سرتابی کی۔ کچھ بڑبڑانے لگا۔ پادشاہ نے پندپذیری وسعادت آموزی کے لئے اوسکو رائے سال درباری کے حوالہ کیا کہ معاملہ دانی کے مکتب مین سبق پڑھے۔

اواسط بہمن سنہ ۹۹ مین معصوم خان فرنخودی فتحپور مین آیا ابھی مستی اوسکی بالکل جھڑی نہ تھی دار الخلافہ سے باہر ٹھیرا۔ اسکا منتظر تھا کہ پادشاہ اس کی پرسش کرے خان اعظم کی سفارش نے اُس کی یاوری کی تھی اور دامنہ کوہ بھی ولایت مین اسکو دی تھی اور یہ قرار پایا تھا کہ جب پادشاہ کابل سے دار الخلافہ مین آئے تو وہ اسکی خدمت مین جائے۔ وہ خان زمان سے رخصت لیکے اپنے اقطاع مین گیا۔ بہت سے آدمی اس پاس جمع ہوئے خان اعظم اوسکے بھیجنے سے پشیمان تھا۔ چارہ گری کے درپے ہوا اس سے معصوم خان گذر نہین سکتا تھا اس لئے وہ پادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔ اسکے دل مین

شہباز خان کا سزا پانا سنہ ۹۸۹ھ — معصوم خان فرنخودی کا [illegible]

ارادہ تھا کہ اگر قابو ملے تو شورش مچادے نہین درگاہ والا مین جائے۔ اسی طرح سارے
رستہ مین فتنہ پردازی کے لیئے بہانے ڈھونڈھے۔ مگر اس پاس سامان جنگ نہ تھا
اسکی مان وبہن وبیوی قیدین تھین اس لئے ناچار اس نے پادشاہ کی قدمبوسی سے
اپنا پندار بڑھانا چاہا۔ دار الخلافہ کے پاس عشوہ فروشی کرتا رہا حضرت مریم مکانی کی
سفارش کے لیئے ڈھب لگایا اور زنہار نامہ حاصل کیا عین الملک سے ملکر شورش کا ارادہ
کیا مگر کچھہ کام نہ بنا شہباز خان کے آدمیون کے ہاتھہ مین گرفتار ہوا لیکن مریم مکانی کا
زنہار نامہ اس پاس تھا۔ کون اس سے بول سکتا تھا۔ پادشاہ پاس اسے بھیجدیا
اسکی تقصیرات معاف کردین خان اعظم اور بہت سے امرا دیار بہار کے پادشاہ
کے جشن نوروزی ۹۹۰ھ مین مبارک آباد کے لئے پادشاہ پاس آگئے تھے معصوم
وجباری اور ترخان دیوانہ نے بنگالہ سے بہار مین آکر رعیت آزاری اور زبردستون
پر درازدستی شروع کی —

جشن نوروزی ۹۹۰ھ

۱۸ صفر سنہ ۹۹۰ھ کو نوروز کا جشن ہوا محفل آراستہ ہوئی۔ پادشاہ نے اہل مجلس سے
ارشاد کیا کہ اپنین سے ہر ایک کسی پسندیدہ کار کو عرض کرے۔ اول اس نے خود
فرمایا۔ کہ حقیقت مین سوا ایزد بیہمال کے کسی کو خداوندی سزاوار نہین اور مردم
کو بندگی لائق ہے مجھہ مشت ضعیف کی کیا مجال ہے کہ اپنے تئین صاحب نوع او
بنی نوع سے بندگی چاہون۔ اُسی وقت کئی ہزار غلام آزاد کردیئے اور زبان سے
فرمایا کہ جو آدمی بزور گرفتار ہون انکو بندہ (غلام) بنانا۔ اور اُن سے پرستاری چاہنا
شائستگی سے بعید ہے۔ آج سے اس گروہ کا نام چیلہ اس لئے رکھا کہ چیلہ کے معنے
ہندی مین مرید کے ہین۔ شاہزادہ سلطان سلیم نے عرض کیا کہ زناشوئی بارہ برس کی عمر
سے کم مین نہین ہونی چاہیئے۔ اس سے نقصان بہت ہوتے ہین اور فائدے کم۔
خان اعظم مرزا کوکہ نے عرض کیا کہ بما للہ الحمد وستے مرزبان کسی کی جان لینے مین دلیری
نہ کرین۔ اور جبتک پادشاہ کی منظوری نہ منگا لین اس بناء ایزدی کی خرابی مین ہاتھ

الہی

لگاتین - مرزا خانخانان نے التماس کیا کہ چھوٹے چھوٹے جانوروں کا پکڑنا جیسے چڑیان اور مچھلیان ہین ناشائستگی مین داخل ہے تھوڑے فائدہ کے لئے بہت جانون کا نقصان ہوتا ہے وہ موقوف کیا جائے - راجہ تودرمل نے کہا کہ بارگاہ دولت مین روز خیرات ہوتی ہے اس لئے ایک قانون مرتب کیا جائے کہ ہر ہفتہ یا ہر ماہ یا ہر سال مفلسون کے حال پر امرا متوجہ ہون - مرزا یوسف خان نے استدعا کی کہ تمام شہرون اور قصبون کے سوانح کا روزنامچہ آیا کرے - راجہ بیربر نے یہ خواہش کی کہ ہمیشہ سب طرف راستی منش حدکرین جاسوسی مین نگاہ رکھین - اور داد خواہ مظلومون کا حال اور ضروری کامون کو بادشاہ سے عرض کرین - قاسم خان کی ملتمس یہ تھی کہ قلمرو کی رہ گذرون پر سرائے آباد کی جائین کہ جن سے مسافرون کو آسائش ہو - شیخ جمال نے عرض کیا کہ مردم شناس بے غرض آدمی کچھ مقرر کئے جائین کہ وہ کم مایہ مفلسون کو بارگاہ حضور مین لائین شیخ فیضی نے یہ آرزو کی کہ شہرون و بازارون مین کچھ کارشناس مہ گزین مقرر ہون کہ وہ ہر چیز کا نرخ دیدہ وری سے مقرر کرین - حکیم ابوالفتح نے دار الشفا کے مقرر کرنے کے لیئے درخواست کی - ابوالفضل نے عرض کیا کہ ہر شہر و قصبے کے داروغون کو حکم ہو کہ اپنے اپنے علاقہ کے بستہ دارون کے نام بنام اور حرفہ بحرفہ لکھ کر بھیجدین اور ہمیشہ انکی آمد و خرچ کو غور سے دیکھتے رہین - بیکار و ہرزہ گرد اور بدروشون کو برباد کرتے رہین - یہ وہی باتین تھین جو بادشاہی گفتار سے امرا نے دریوزہ کی تھین وہ سب منظور ہوئین جس سے افسردہ جہان نے تازہ رونق پائی -

جب نوروز کی عشرت ختم ہوئی تو ملک کے کام مین بادشاہ مشغول ہوا - اس مہم کی نیت کے لئے خان اعظم اور بہت سے امرا آئے تھے - ۲۷ فروری کو خان اعظم کوکہ کے ساتھ بنگالہ روانہ کیا - ترسون خان - شاہم خان - شاہ قلی خان محرم - شیخ فرید اور بہت سے امرا کو اس لشکر مین شامل کیا - صادق خان و محب علی خان اور صوبہ بہار و اودھ کی سپاہ کو فرمان ہوا کہ آمادہ پیکار ہو کر اس لشکر سے ملین ان دنون مین

خان اعظم مرزا کوکہ کا بنگالہ کی طرف روانہ ہونا
سنہ ۹۸۸ ہجری

خبر آئی کہ بنگالہ مین باغیون نے شورش برپا کی ہے۔ جباری و خبیطہ و ترخان دیوانہ نے
اور بہت سے بدذاتون نے صوبہ بہار مین آکر رعیت آزاری شروع کی ہی۔ حاجی پور اور
کچھ اور بہار پر قبضہ کرلیا ہے۔ خان اعظم کے آدمی انکو نہ بچا سکے۔ صادق خان و
محب علیخان انکے علاج کے درپے ہوئے۔ معصوم خان کابلی نے ان شورہ پشتون کی
یاوری سے سر اُٹھایا تھا۔ بہادر کورو ہ قتلو کے افغانون کی فوج لے کر شہر ٹانڈہ کے
حوالی مین آیا۔ صادق خان پٹنہ مین ثابت قدم رہا۔ اور اُس نے اس طرف کے اقطاع
دارون کو جمع کیا اور آپس مین یکتائی پیدا کی اور فوج یون آراستہ کی کہ قول مین خود
رہا۔ برانغار مین محب علی۔ اور جرانغار مین الغ خان حبشی اور ہراول مین پہار خان۔ و
ابوالمعالی۔ توپ خانہ محمد علی بیگ کو سپرد ہوا۔ جانب مخالف مین یون صف آرائی ہوئی
کہ خبیطہ جو سرکشون کی شمشیر تھا قلب گاہ مین۔ دست راست مین جباری۔ اور
دست چپ مین خبیطہ کے بھانجے رستم و رستم۔ مقدمہ مین ترخان دیوانہ و سعید بیگ
بجہہ بادشاہی لشکر اور توپ خانہ گنگا کے پار گیا اور گنگا کے کنارہ پر ایک حصار
بنایا ہمیشہ دونو طرف سے خوب جنگ ہوتی۔ چالیس روز تک لڑائی ہوتی رہی۔
سرکشون نے شبخون مارا جسمین صادق خان کا عمزاد علی یار بیگ مارا گیا۔ مگر سرکش
ناکام رہے۔ امراء شاہی دریا سے گذر کر صف آرا ہوئے۔ خوب لڑائی ہوئی استا
زکریا و تاد علی نے توپخانہ شاہی کو خوب چلایا۔ لڑائی کا پلڑا کبھی ادھر جھکتا تھا۔
کبھی ادھر۔ ناگاہ میر حسین برادر عرف خانجہانی خبیطہ کا سر کاٹ کر لایا۔ توپ سے وہ مارا
گیا تھا ہوا خواہ اس کے تن بیجان کو لیکر چلے مگر سراسیمگی سے رستہ مین اس کو پھینک دیا
غنیم کا لشکر پانچ ہزار تھا اور بادشاہی لشکر صرف دو ہزار۔ مگر اس قلیل لشکر نے اس کثیر
سپاہ پر فتح کامل پائی اور دشمنون کو پراگندہ کردیا۔ شرقی دیار کے ناسپاسون مین
نور محمد بھی نامور تھا۔ رعیت کی دل آزاری کی راہ مین ڈگیں بھرتا تھا۔
جب خان اعظم مرزا کوکہ بادشاہ سے رخصت ہوکر حوالی جونپور مین آیا تو یہ

۹۹۰

تاخن شیر بنگالہ سے ترہت کی راہ سے آیا اور خواجہ عبدالغفور نقشبندی سے ہندوستان
ہوکر سارن کی حدود مین لوٹ مچائی۔ ان تباہ کاروان نے بادشاہی لشکر کی آمد
سنی اس سے لڑنے کا ارادہ کیا۔ سوداگرون کا بڑا قافلہ جاتا تھا اسکے لوٹنے کو دوڑ
آگئے۔ سوداگرون نے جوالون (مٹی بھرے بورے) کو پناہ بنایا اور انسے لڑے۔
اور انکو بھگایا۔ پھر وہ ترہت سے بارہ کوس پرے پہونچکر زیردستون کو آزار دینے لگے
کہ بادشاہی لشکر آن پہنچا۔ اس نے باہر جانے کے لئے پل باندھا تو وہ بھاگ کر کلیانگہور
کے زمیندار پاس پناہ لے گئے مگر وہان سے ناکام آئے۔ بادشاہی لشکر کے کچھ آدمی انکے
پیچھے ہوگئے۔ عبدالغفور کا ارادہ ہوا کہ ترہت کی راہ سے بنگالہ جائے مگر اسکو مع ستر
آدمیون کے گروہ کھینہ نے مار ڈالا۔ کھینہ کی قوم کوہستان مین بہت رہتی ہے وہ
صورت و سیرت مین قلماق ہین۔ نور محمد پور ترخان گیا کو جاتا تھا کہ وہ چنپارن کی
پاس خان اعظم کے آدمیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوا گردن مین طوق اور ہاتھون مین
کندہ ڈالا گیا اور گردن مارا گیا جس سے اور بدگوہرون کی آنکھین کھلین۔

بنگالہ کا تیسری دفعہ فتح ہونا ۹۹۱ھ

سنہ ۲۹ جلوس روز دو شنبہ ۲۶ صفر سنہ ۹۹۱ھ کو جشن نوروزی ہوا۔ اس سال آغاز بنگالہ
کی تیسری دفعہ فتح ہونے سے ہوا۔ پہلے سال مین بہار کے فتنہ اندوزون کی سزا کے لئے
اور بنگالہ کی تسخیر کے لئے خان اعظم مرزا کوکہ کو لشکر کے ساتھ بادشاہ نے بھیجا تھا۔ مگر
اس لشکر کے پہونچنے سے پہلے بہار کے سرکشون کا فیصلہ ہوچکا تھا۔ صادق خان گھوڑے
کی ڈاک مین بادشاہ پاس آیا۔ موسم بارش نے لشکر کو روکا اور اس سال مین ارادہ
مذکور پورا نہ ہوا۔ جب یورش ابر اور ریزش باران موقوف ہوئی۔ شاہ قلیخان محرم
صادق خان۔ شیخ ابراہیم۔ شیخ فرید کو بادشاہ نے رخصت کیا۔ تمام اور صوبہ الہ آباد
داوودھ و بہار کے تمام تیول دارون کے پاس بادشاہ نے لائق سزاول بھیجے تھوڑے
دنون مین بڑا لشکر حاجی پور مین جمع ہوا اور کشائش کار مین ہمتین طلبگار ہوئین خان اعظم
لشکر لیکر گڈھی کی طرف چلا۔ ترسون خان و شیخ ابراہیم و میرزادہ علیخان و سید

عبداللہ خان و کیچک خواجہ و سبحان قلی ترک دریا سے گذر کر اس طرف کے فتح کرنے
مین مصروف ہوے۔ راہ مین درخت زار اور ندیان اور گل آب بہت تھے سب کو طے کیا
منگیر کے قریب لشکر آپسمین ملے۔ اور بعد و کہل گانو (کہل گانو) سے ترسون خان و شاہ قلیخان
محرم و محب علیخان و میرزادہ علیخان و شیخ ابراہیم درلے پتر د اس ایک دو منزل آگے
گئے۔ سرکشون نے کالی گنگ کے پاس لڑنے کا ارادہ کیا۔ اس سے پہلے مرزا شرف الدین
حسین و بابا قاقشال اور بہت سے فتنہ انگیز مر چکے تھے۔ اب معصوم علیخان کابلی ...
ناسپاسون کے ہنگامہ آرا تھے و قتلو لوحانی ولایت اڈیسہ مین چیرہ دستی رکھتا تھا اور
بنگالہ کے کچھ حصہ پر اس نے قبضہ کر لیا تھا معصوم خان کابلی نے قتلو سے پیمان یکتائی
کر لیا تھا کہ امراء شاہی سے بڑے سامان کے ساتھ لڑینگے وہ گھوڑا گھاٹ مین آیا
اور جباری و مرزا بیگ اور تمام الوس قاقشال کو اپنے ہمراہ لیا اور ان کی خاطر جمع
کے لئے اپنا زن و فرزند ان کی بنگاہ مین چھوڑا اور خود لشکر لیکر کالی گنگ پر آیا۔ اور سمواتی
خان اور الہ دادکی پیکار مین ہمت چست کی۔

۹ فروردین سنہ ۹۹۱ کو لشکر شاہی نے گڈھی کو کہ دروازہ ملک بنگالہ ہے لے لیا
اور دشمنون کے ساتھ صف آرا ہوئے کالی گنگ کے کنارہ پر مورچل جمائے اور پیکار کے
واسطے کشتیان تیار کین اور لیار دولت کو قتلو کی طرف سے تردد تھا اس لئے سید عبداللہ خان
و میرزادہ علیخان و خواجہ عبدالحی و شیخ محمد غزنوی کو بسرکردگی وزیر خان چار ہزار سوار
دیکر ادھر کو روانہ کیا۔ یہ فوج معسکر شاہی سے بارہ کوس پر دید بانی و چارہ جوئی
کے لئے بیٹھی ہر روز تیر و تفنگ سے بڑی لڑائی ہوتی۔ بادشاہی لشکر مین کوچک یونس
کی بیہودگی سے لشکر کے بزرگون کی عزیمت مین خلل پڑا۔ لشکر غنیم بڑا گران وزن
معلوم ہوا۔ بادشاہ سے کمک طلب کی۔ شیر بیگ تواچی باشی کو گھوڑے کی ڈاک مین
بھیجکر بادشاہ کو مطلع کیا جسپر بادشاہ کو تعجب ہوا۔ ۱۳ اردی بہشت سنہ ۹۹۱ کو مرزا خان
و زین خان کوکہ و اسماعیل قلیخان و مخصوص خان اور بہت سے امراء کو شرقی دیار کی

طرف روانہ کیا۔ مگر یہ لشکر نہ پہنچنے پایا تھا کہ بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی اور دشمن اس طرح پامال ہوئے۔ کہ قاضی زادہ جو بد اندیشون مین بڑا نامور تھا اور فتح آباد سے لڑائی کے لئے بہت سی کشتیان شائستہ سامان کے ساتھ لایا تھا وہ توپ سے اڑ گیا۔ معصوم خان کالا پہاڑ جنگ بہری میں کیا تھا اس کا جانشین ہوا۔ وہ بھی توپ سے مارا گیا معصوم خان کابلی سے اور قاقشال وخالدین کا بگاڑ ہوا۔ بادشاہی سخن سرا کاردانون نے دلاویز گفتار کی دستاویز بنائی۔ بہت سے فرمان پذیر ہوئے اوّل خالدین سے سوگند و پیمان ہوئے۔ پھر مرزا بیگ قاقشال وجباری سے بہت سے آدمیون سے غائبانہ عہد و پیمان ہوئے۔ یہ امر قرار پایا کہ وہ کارزار سے ہاتھ اٹھائین اور اپنے بنگاہ کو چلے جائین اور چند روز بعد لشکر گاہ مین آکر بندگان پسندیدہ بجا لائین۔ گفتار کے موافق کردار کرین۔ مخالف سراسیمہ ہو کر آزردہ خاطر ہو کر بھاگ گئے۔ خان اعظم نے ہر چند ان کا تعاقب کیا۔ مگر ایک جماعت کی بیہودگی اور بیدلی سے کچھ پیش نہ گئی۔ جب اس فتح کی نوید بادشاہ پاس پہونچی تو اس نے جو لشکر کمک کے لئے بھیجا تھا واپس بلا لیا۔

جب معصوم خان بھاگا تو وہ قاقشالون کی بنگاہ پر پہنچا کہ ان کی زن و فرزند پر گزند نہ پہنچے اور وہان سے اپنے کنبے کو نکالے۔ کابلی کی دوست داری کے سبب مرزا محمد قاقشال اس کے کنبے کو سلامت گاہ مین لے گیا تھا۔ قاقشالون نے گھوڑا گھاٹ کی نواح مین ایک جگہہ کو استوار کیا۔ اور آمادہ پیکار ہوئے۔ معصوم خان نے گھوڑا گھاٹ کو لوٹا۔ اور اس گروہ سے لڑنا شروع کیا خان اعظم نے محب علیخان و شیخ ابراہیم فتحپوری و بابوی منگلی و سکندر چکنی کو چار ہزار سوار دیکر بسر کردگی ترسون خان اس ناحیہ مین روانہ کیا جس وقت قاقشالون کا حال تنگ ہو رہا تھا یہ لشکر انکے پاس آیا سرکش بھاگ گئے بادشاہی لشکر نے انکا تعاقب کیا۔ اور گھوڑا گھاٹ مین وہ آیا۔ مرزا بیگ و خالدین نے جمیل

شہباز خان کو بنگالہ بھیجنا + وزیر خان کا فتح اور قتلو ہی لوحانی کا شکست پانا سنہ ۹۹۱ھ ۲۸ سنہ ۹۹۱

اور آدمیون نے اپنے وعدہ کے موافق پادشاہی اطاعت کی اور لشکر سے اسلئے
جدا ہوے کہ معصوم خان کو ٹھکانے لگا ئین۔
جب معصوم خان یون ناکام ہوا تو اب لشکر شاہی قتلو کے دفع کرنے کے درپے ہوا۔
اور اس کی طرف چلا۔ خان اعظم یاس دیار کی ہوا سے دل گرفتہ تھا اور ناحیہ کی خدمت
چاہتا تھا۔ اسنے پادشاہ سے اپنی بدلی کی درخواست کی۔ شہریار مہربان دل نے
فرمان بھیجا کہ اگر کوئی امراء مین سے لشکر کے انتظام کو اور آبادی ملک کو چندروز کے لئے
اپنے ذمے لے تو خان اعظم اسکو حوالہ کرے اور اپنے اقطاع مین جاکر آسائش کرے
اور نہین چندروز توقف کرے کہ شہباز خان وہان پہنچے۔ اسکو ہم نے خورداد سنہ ۹۹۱
کو اس خدمت پر مقرر کرکے بھیجا ہے۔
پہلے ہمنے لکھا ہے کہ خان اعظم اور کل امراء کی توجہ قتلو کے علاج کرنے کی طرف
تھی۔ اس نے صلح کی درخواست کی جسکا جواب یہ دیا گیا کہ اگر اوسکی گفتار کے موافق
کردار کو کارگذاران شرقی دیار دیکھینگے تو اسکو ملک اڈیسہ دینگے۔ اس اثناء مین صادق خان
کو خان اعظم اپنا کام سپرد کرکے چلا گیا تو قتلو نے ناروا خواہشین کین اور وزیر خان
کی طرف رجوع کی۔ اس نے کشادہ پیشانی سے قبول کین اور خود حاجی پور کی طرف
روانہ ہوا۔ اس کے چلے جانے سے قتلو نے کوتاہ بینی اور تنک حوصلگی سے نخوت بڑھائی
اور ناہنجار شرطین پیش کین جس سے وزیر خان آشفتہ ہوا۔ اور حدود شیرپور سے قتلو
سے لڑنے کو آیا۔ ۱۰ ارتیر سنہ ۹۹۱ کو ہردوان مین لشکر آیا پھر قتلو لشکر سے
چھہ کوس پرآیا اور نیاز مندی کو اپنا پیشرو بنایا جس سے اڈیسہ پرمداران اور
جہدی پور کا اور اضافہ امراء شاہی نے کردیا اور اس نے پیمان کیا کہ پادشاہ کی
مین اطاعت کرونگا۔ اور اپنے بھتیجے کو بہت سے تحائف کے ساتھ درگاہ والا مین
بھیجونگا۔ جب یہ شرائط منظور ہوئین تو اوس نے اوریا کو پھیلایا۔ اور ارادہ کیا کہ
مین بنا کر لشکر کے سردار دشمن سے ایک کو اپنے ہاتھ مین لائے اور بہرایت کا کام

دلخواہ بناے۔ اس نے درخواست کی کہ مین اپنے بیٹے کو درگاہ والا مین بھیجتا ہون۔ صادق خان جریدہ اپنے لشکر سے اور مین بھی چند آدمیون کے ساتھ آؤن اور ملکر اپنا دل خوش کرون اور اپنی خلاصہ زندگی کو اس کے حوالہ کرون۔ صادق خان نے دوربینی کے سبب اس امر کو قبول نہین کیا۔ شیخ فرید بخش کو یہ خدمت سپرد ہوئی وہ چند ہمراہیون کے ساتھ روانہ ہوا۔ جو جگہ قرار پائی تھی وہان آیا۔ قتلو خان کا نشان نہ پایا تو لوگ باتین بناکر قتلو کی منزل گاہ مین شیخ کو لے گئے۔ قتلو بڑی نیازمندی کے ساتھ پیش آیا۔ مگر اس کی نیت مین یہ بات تھی کہ جب آدمی اپنی اپنی جگہ چلے جائین تو شیخ کو ایک کونہ مین بٹھاؤن اور اسکو گرو کرکے اپنا کام بناؤن۔ شیخ کو جب حال کھلا تو اُس نے اول شب بھاگنے کا ارادہ کیا۔ جلو خانہ مین کوئی گھوڑا نہ تھا چند جگہ راہ مین اسکی آدمیون سے مٹ بھیڑ ہوئی اور کئی آدمی مارے گئے۔ شیخ اپنے ہاتھی پر سوار ہوا۔ مگر تقدیر سے فیل فرمان پذیر نہ تھا بیراہ چلا۔ رات اندھیری تھی۔ اس لئے اسکے پیچھے آدمی نہین پڑ سکتے تھے۔ شیخ نے ندی سے عبور کیا۔ کہ چند تیراندازون نے اُسے آلیا اور زخمی کیا۔ وہ ہاتھی سے اُتر کر بھاگا۔ دشمنون نے جانا کہ وہ ہاتھی کی عماری مین بیٹھا ہے۔ اس رواروی مین ایک ملازم شیخ کا گھوڑا لے آیا۔ وہ لشکر مین آیا تو امراء بے خبر با خبر ہوئے۔ اور آب دمودر پر سے گذر کر دو کوس پر اُس سے لڑنے گئے۔ اس نے قلعہ بناکر لڑنا شروع کیا۔ حصار مین قتلو نے پناہ لی۔ اور دوسرے مقام پر بہادر کورد آیا۔ جنگ ہوئی۔ غرہ امرداد ۹۹۱ کو صادق خان و شاہ قلی محرم نے بہادر سے لڑکر اسکا قلعہ لے لیا وہ بھاگ کر قتلو پاس چلا گیا۔ دوسرے روز بادشاہی لشکر نے توپین بلند جگہ پر لگاکر قتلو کو بھگا دیا۔

عرب بہادر ۹۹۱ھ

عرب بہادر حدود سنبل سے بہار مین آیا اور لوٹ مار شروع کی۔ جب خان اعظم بنگالہ سے اس نواح مین آیا تو اُس نے سبحان قلی کے ہمراہ لشکر بھیجا کہ اس سرکش کو ٹھیک بنائے۔ ترہت و چنپارن کے درمیان وہ لڑا اور شکست پاکر جونپور مین چلا گیا۔

یہان سے راجہ تو ڈرمل کے بیٹے گوردہن نے اس کو پہاڑون مین بھگا دیا۔

شہباز خان کا فتح پانا اور معصوم خان کابلی کا آوارہ ہونا سنہ ۹۹۱ ۲۸ –

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ معصوم خان کابلی کو لشکر شکست دیکر اڑیسہ کی طرف گیا اور قتلو خان کررانی کو شکست دے کر وہ دریاے دامودر کے کنارہ پر مقیم ہوا۔ لشکر کا ایک حصہ گھوڑا گھاٹ میں قاقشالون کے بچانے کے لئے گیا۔ تھوڑے دنون مین معصوم خان نے بہت سا لشکر جمع کیا۔ اور ملک بھاٹی سے مرزا بیگ قاقشال سے لڑنے آیا۔ وہ ترسون خان پاس تاج پور کی حدود مین چلا گیا۔ ترسون خان قلعہ نشین ہوا۔ سرکش شہر ٹانڈہ سے سات کوس پر آ پہنچے۔ اور انہون نے اس ملک کو تاخت و تاراج کیا اور بڑی شورش مچائی۔ شہباز خان کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے کچھ لشکر تیز رو کشتیون مین روانہ کیا کہ معصوم خان کے آنے کو روکین اور خود لشکر آراستہ کرکے پٹنہ سے خشکی کی راہ پر چلا اور تھوڑے عرصہ مین آشوب گاہ مین پہنچ گیا۔ معصوم خان کہ دریاے جمنہ کے پاس پہنچ گیا تھا یہین ٹھیر گیا۔ اور امراے اڑیسہ جو ٹانڈہ مین تھے اُن کو لکھا کہ قتلو خان مین بادشاہی لشکر سے لڑنے کی قوت نہین رہی ہے اس لئے بہتر ہے کہ اُن مین سے کچھ اس جانب کو چلے آئین۔ اُمراے شاہی مین سے وزیر خان نے تو قتلو کے دفع کرنے کا اہتمام اپنے ذمہ لیا۔ اور شہباز خان نے اور سرکشون کے سزا دینے کا کام لیا وہ دریاے گنگ سے پار اُترا۔ یہ تائید ایزدی ہوئی کہ شاہ بردی ان دنون مین مر گیا تھا اس کے تین ہزار توپ چی بھاٹی سے آن کر ملازم شاہی ہوئے۔ پھر ترسون خان اور مرزا بیگ قاقشال شہباز خان کے لشکر سے آن ملے شاہ قلیخان محرم اور اُمراے ہنگامہ آرا ہوئے۔ ان دنون مین خبر آئی کہ سرکشون کی سپاہ بسر کردگی باباے بھکری قصبہ سنتوس مین گئی ہے اور ترسون خان کے نوکرون نے ہزیمت پائی ہے۔ شہباز خان نے محب علیخان و قاسم علیخان و تیمور بدخشی و سلیم خان کو روانہ کیا اور بعد ازان خود جلد چلا۔ غنیم پہلے ہی سے فوج کی آمد سُنکر بھاگ گیا۔ بہت سی غنیمت بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئی۔ اٹھارہ کوس کی پھر راہ دشوار کو طے کرکے

جہت کے کنارہ پر شہباز خان آیا دوسرے کنارہ پر معصوم خان اس سے لڑنے کو
تیار ہوا۔ معصوم خان نے فرمان پذیری کے لئے خط لکھے۔ اور شہنشاہ کی شائستہ خوئی
کی تحسین اور اپنی لغزشون کی نفرین کی۔ اور بہت سی چھپی خبرین لکھین ایک رات دن مین
تین دفعہ پیغام بھیجے۔ جسکے جواب امراء شاہی نے لکھے۔ آخر کو پیمان نامہ پر لشکرون کی
سردارون کی مہرین ہوئین اور یہ ٹھیرا کہ کل کے دن بزم یکجہتی آراستہ ہو کہ تھوڑی
ایک فتنہ دوستون نے اُسے پوشیدہ لکھکر ڈرایا۔ اور معصوم خان فرخنودی کی داستان
یاد دلائی۔ اُس نے فریب اور پند مین تمیز نہین کی۔ اور اس سرگذشت کو کا یہ کر غدر آرا
ہوا۔ شہباز خان برآشفتہ ہوا اور آشنا و بیگانہ سے ناہنجاری کے ساتھ پیش آیا۔ اور
آپس مین دوئی ہوگئی جس سے سرکشون کی نخوت بڑھی۔ جنگ جو جوانمرد تیر و تفنگ کی بارش
مین دریا سے پار گئے اور ہنگامہ پیکار گرم کیا۔ آخر کو سرکش بھاگ گئے اور فتح شاہی کا آوازہ
دور و نزدیک پہنچ گیا۔ اس شتابروی مین نوارہ شاہی نہ پہنچا۔ لیکن نراین میدا
امراء قاقشال اپنی کشتیان لائے۔ محب علیخان و سلیم خان سر مورہ سرکشون کے تعاقب مین
گئے۔ سرکشون مین سے مرزا محمد اور رستم نے پھر کارزار اختیار کی۔ شہباز خان کو جب
اسکی خبر ہوئی تو وہ بہت جلد اس وقت کہ پیش دست لشکر تنگ ہو رہا تھا آگیا۔ سخت جنگ ہوئی
بہت سے سرکش مارے گئے۔ فرانقدی گرفتار ہوا۔ پیل ہر پرشاد اور ہاتھی اور
بہت سا اسباب غنیمت کا ہاتھ آیا۔ مرزا بیگ قاقشال اور سنگرام اور دلپت شائستہ
خدمت بجا لائے۔ صبحکو لشکر ندیون اور دلدلون سے گذر کر گھوڑا گھاٹ کے قریب آیا
اس لشکر کا حصہ کچھہ لٹ گیا معصوم خان چند آدمیون کے ساتھ ولایت بھاٹی مین گیا۔
اور جباری ملک کوچ مین اور ہر گروہ ایک کونے مین چھپا۔ اور شیرپور کی طرف جہان بہت
سے سرکشون کا بنگاہ تھا دوڑے گئے دوسرے دن ان سے کچھہ لڑائی ہوئی۔ اور
ترہ وزرا انکا چھینا۔ ڈیڑھ سو نامی آدمی انکے قید کئے۔
پہلے ہی روز کہ امراء آپس مین ملے راہ کے اندر صادق خان کا ہاتھی شہباز خان کی

طرف دوڑا قریب تھا کہ اُسکا کام تمام کرے گروہ بچگیا اگرچہ ظاہر مین کوئی آسیب اُسکو
نہین پہنچا مگر دل مین اُسکے کینہ بیٹھا۔ پھر ان مین آشتی کیجگہ دشمنی برملا ہوئی۔ تو صادق خان
پادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔

شہباز خان امرا بھائی ٹسے لڑ رہا تھا اور وزیر خان اڈیسہ کی طرف آمادہ آویزش تھا
درمیان کا ملک خالی تھا۔ اس زمانہ مین ولایت کوچ سے جباری گھوڑاگھاٹ مین آیا
تاجپور کو سلیم خان سرموکے آدمیون سے اور پرنیہ کو ترسون خان کے خویشون سے
لے لیا اور دارالملک ٹانڈہ کی طرف متوجہ ہوا۔ حسن علی کوتوال بیمار بستر پر پڑا تھا۔
شیخ اللہ بخش صدریت و بازی کرتا تھا۔ اور آدمیون کی کمی سے حیرت مین تھا۔ ناگہان شیخ
فرید آگیا اس کے آنے سے خوف جاتا رہا وہ آزردہ ہوکر لشکر اڈیسہ سے پادشاہ پاس
جاتا تھا۔ وہ پادشاہ کے حکم سے اُلٹا پھرا۔ جب وہ اس حدود مین آیا تو جباری نے
کنارہ کیا۔ شیخ تاجپور مین آدمیون کی دلدہی کرنے بیٹھا اور شاہی گماشتے اپنی تہول
مین گئے۔

جب بنگالہ تیسری دفعہ فتح ہوا۔ کارآگاہون کی ہوشیاری سے میرزا بیگ وزیر جمیل
و خالدین فرخ بر غلیق اور بعض آدمیون نے دولتخواہی کی راہ لی۔ لیکن اپنی بداعمالی کے
سبب ہمیشہ ہمناک و سراسیمہ رہتے تھے۔ جب شہباز خان سے بگڑکر صادق خان پادشاہ
کی خدمت مین جاتا تھا کہ امان خواہون نے ساتھ ہونا اور پادشاہ پاس انکے
جانے کا قصد کیا۔ مگر پادشاہ نے موہنداس کو گھوڑے کی ڈاک مین اس حکم کے لیجانے کے لئے
بھیجا کہ صادق خان الٹا جاکر وزیر خان سے ملجائے اور امان خواہون کو نوازش فراوانی
کا امیدوار کرکے ہمارے پاس بھیجدے یہ تیزرو قاصد ٹانڈہ مین صادق خان سے ملا
وہ پادشاہی فرمان کا فرمان پذیر ہوا۔ بے قراردلون ہمناکون کی شکیبائی کے لئے اپنے
بڑے بیٹے زاہد کو ان کی ہمراہ کرکے پادشاہ پاس بھیجا وہ پادشاہ پاس آئے اور
پادشاہانہ نوازش سے سربلند ہوئے۔

شہباز خان نے معصوم خان کو شکست دی تو وہ اوسکے پیچھے ملک بھاٹی کو گیا اس نے ندی نالون دریاؤن کی طغیانی پر کچھ خیال نہین کیا۔ اس کو یہ خیال تھا کہ اس ولایت کا مرزبان عیسیٰ جو زبان سے ہمیشہ عقیدت گذار رہتا ہے اس کا امتحان ہو جائیگا۔ اگر وہ معصوم خان اور اور ناسپاسون کو ہمکو سپرد کر دیگا تو البتہ اُسکے دل اور زبان کی یکرنگی ظاہر ہوگی اور اگر یہ نہوگا تو اسکا پردہ فاش ہو جائیگا اور اپنی نادرستی کا پاداش پائیگا۔ بھاٹی کے معنے نیچی زمین کے ہین۔ چونکہ بنگالہ نیچی زیادہ اونچا ہے اس لئے اُسکا یہ نام ہے مشرق سے مغرب تک اسکا طول قریب چارسو کوس کے ہے اور جنوب سے شمال تک قریب تین سو کوس کے عرض ہے۔ اس ملک کے مشرق میں دریائے شور و ملک حبشہ ہے۔ مغرب میں کوہستانی ملک۔ جنوب مین ٹانڈہ۔ شمال مین دریائے شور و منتہا کوہستان تبت۔ اس ملک کے سردار کا باپ راجپوتان میں مین سے تھا۔ اس زمین مین بھی رود رہنے جنگلسے وہ ہمیشہ نخوت اور سرکشی کرتا۔ سلیم شاہ کے عہد مین تاج خان و دریاخان بڑی سپاہ لے کر اس ملک پر چڑھے اور اسکو اپنا مطیع کیا مگر تھوڑی مدت کے بعد پھر وہ ناسپاس ہوا اُنھون نے اوسکو پکڑ کر مار ڈالا اور اسکے دو بیٹون عیسیٰ اور اسماعیل کو سوداگرون کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ قطب الدین خان عیسیٰ کے چچا نے جب نیکو خدمتی کے سبب تازہ رونق پائی تو وہ سخت تکاپو کر کے توران کی زمین سے ان دو بھائیون کو لایا۔ عیسیٰ نے پختگی و آہستگی سے نام پیدا کیا۔ بنگالہ کے بارہ زمیندارون کو اپنا تابع کیا۔ پیش بینی اور دوراندیشی کے سبب سے بنگالہ کے مرزبانون کو ہمیشہ پیشکش بھیجتا۔ مگر انکے پاس کبھی نہین آیا دور ہی سے زبان سے بہرہ ہونے کا اقرار کرتا رہا۔ جب دریائے گنگ کے کنارہ پر خضر پور کے نزدیک بادشاہ کا لشکر اوترا۔ یہ جگہ اس دریا مین آنے جانے کی گذرگاہ تھی۔ اس لئے یہان دریا کے دونو کنارون پر استوار قلعے بنائے گئے تھے۔ تھوڑے دنون مین یہ دونو قلعے بادشاہی لشکر نے خوب لڑکر فتح کر لئے۔

ملک بھاٹی کا حال اور معصوم خان کابلی کا حال - سنہ ۹۹۲

سنا گیا تو اس کے ہاتھ آ گیا۔ کرا بوہ (کرا بوری) ہین کہ اسکا بنگاہ تھا پہنچا اور آبی
آباد شہر کو لوٹا۔ پھر فوجین بارہ سمندر پہ کہ ایک بڑا شہر ہے گیا اور وہان سے بہت غنیمت
ہاتھ آئی۔ پھر دریای برہم پتر پر لشکر آیا۔ یہ بڑا دریا ہے اسام سے آتا ہے معصوم خان
تھوڑا سا لڑکر ایک جزیرہ مین بھاگ گیا۔ قریب تھا کہ وہ دستگیر ہوتا کہ اس پاس عیسی جو
ولایت کوچ مین گیا ہوا تھا۔ بڑا بہادر لشکر اور سامان لیکر آن پہنچا۔ لشکر شاہی نے
کنارہ سمندر کی برابر مقام ٹوکٹا ہین دریای برہم پتر کے کنارہ پر خیمے ڈالے اور قلعہ بنایا۔
بری اور بحری سخت حملے ہوئے۔ مگر ہر دفعہ لشکر شاہی کو فتح حاصل ہوئی۔ ترسون خان
کو بھیجا کہ سامان لشکر کرکے بجرا پور مین جاکر غنیم کو دو دلہ کرے۔ قصبہ بھوال سے دو راہین
جاتی تھین۔ ایک مخالفون کے مقام سے بہت دور تھی۔ دوسری دریا کے کنارہ پر
اس سے بہت نزدیک۔ ترسون خان اس راہ سے گیا معصوم خان کو جب یہ خبر ہوئی تو
وہ تیز دستی کرکے جلد حملہ کرنے گیا۔ شہباز نے یہ اطلاع پاکر محب علیخان و راجہ گوپال و
کھنگار کو روانہ کیا اور ایک تیز رو قاصد کو بھیجا کہ وہ ترسون خان کو اس خوف کی
اطلاع دے اور کہے کہ جب تک یہ لشکر کمک کو نہ پہنچے وہ کسی مستحکم جگہ مین ٹھیرے اور
لڑائی نہ لڑے۔ ترسون خان کو شہباز خان کی طرف سے غم پیدا ہوا کہ فریب ہی
سے اس طرف سرکش اس لئے آئے ہین کہ ایک گروہ کو شہباز خان سے جدا کردین۔ فرستادہ
نے آنکر بہت کوشش کی۔ اور ہمراہیون نے احتیاط کی۔ اور سودمندی۔ بے پروائی
زبان زد کی گذارش کی —— ناگزیر اسکو مقام پناہ کی جستجو کرنی چاہیئے تھی۔ مگر اس نے
ان باتون کی کچھ قدر نہین کی۔ اسی اثناء مین ایک فوج نمودار ہوئی جسکو وہ اپنی
کمک سمجھا اور مہمانی کے سامان تیار کرنے لگا۔ چند قدم گیا تھا کہ معلوم ہوا غنیم کا لشکر ہے
ہر چند ہوا خواہون نے سمجھایا کہ پناہ گاہ مین چلا جاے اور وہان اپنا لشکر جمع کرے
کمک کا انتظار کھینچے۔ مگر کچھ سودمند نہ ہوا۔ لڑنے پر تیار ہوا۔ کچھ آدمی یہ کہہ کر کہ سامان
نبرد تیار کرتے ہین جدا ہو گئے۔ پندرہ آدمی اس کے ساتھ تھے کہ لڑائی شروع کی

اسکے خویش فریدون حسین وعلی یار نے نقد زندگی دیکر ناموس جاوادان خریدی-
اور ترسون خان زخمی ہوکر زندہ گرفتار ہوا معصوم خان نے مہر ومحبت کی باتین بنائین
کہ اسکو اپنا ہمداستان بنالئے مگر اس اخلاص سرشت نے ان باتون پر سرزنش کی-
اس نے اسکو مارڈالا- پیرانہ سر مین یہ نیک نامی جاوید حاصل ہوئی-

ہم اوپر لکھہ چکے ہین کہ لشکر بنگالہ کچھہ تو شہباز کے ساتھہ بھاٹی گیا تھا اور
کچھہ وزیر خان کے ساتھہ حدود بردوان مین قتلو خان کی چارہ سازی کے لئے
بیٹھا تھا- اس لشکر سے قتلو مدارا کی باتین سنا رہا تھا کہ صادق خان آیا- وہ
معاملہ دانی کا کاربند تھا- قتلو اس کے خوف سے بھاگ کر اڈیسہ مین گیا امراء
اسکے تعاقب مین ایک کوس کے فاصلہ پر پہنچے- وہ سراسیمہ ہوکر صرپور کے درخت زار
مین ٹھیرا- زر کے ساتھہ زاری شروع کی- امراء نے آزورزی اور آزار لشکر کشی کے
سبب سے اسے منظور کیا اور اُسی منشور شاہی کو دستاویز بنایا کہ اگر قتلو اطاعت اختیار
کرے تو اڈیسہ اس کو دیدیا جاوے- اس نے سپاس گذاری کے لئے اپنی برادرزادہ
کو بادشاہ کی خدمت گری کے لئے روانہ کیا اور ساتھہ ہاتھی اور اور اسباب نذر کے
لئے بھیجا- شیخ ابراہیم فتحپوری انکو اوائل تیر سنہ ۹۹۲ھ مین بادشاہ کی خدمت مین لایا
جب یہ انجمن آشتی پیراستہ ہوئی تو وزیر خان ٹانڈہ مین واپس آیا اور صادق
پٹنہ مین گیا- ہر ایک نے اپنی جاگیر مین جاکر ہنگامہ شادی آراستہ کیا-

جب شہباز خان حدود بھاٹی مین آیا- دریا برہم پتر کی ایک شاخ بنار
ندی تھی اس کے کنارہ پر اسنے اپنا بنگاہ بنایا- اس نے تناسیاسون کو مارا- نہ
اونکو آوارہ کیا- بلکہ . . پیغام گذاری اور اندرزگوئی سے اونکو اپنی راہ پر لانا
چاہا- اس کے جواب مین معصومی نے بھی چکنی چپڑی باتین بنائین اور زمانہ باتون
مین کاٹا- جب معلوم ہوا کہ زبان ودل مین یکتائی نہین ہے تو شورش آویزش برپا
ہوئی- سات مہینے تک لڑائی رہی- مناسب یہ تھا کہ دونو چراغ آگہی کو روشن

قتلو کا از سرنو مطیع ہونا سنہ ۹۹۲ھ-

شہباز خان کا [illegible]

[illegible]

کرتے اور نیالش گری اختیار کرتے۔ مگر خو غنودگی سی تیرگی نے افزائش پائی اور نخوت
بڑھائی۔ شہباز خان خود بینی سے دل ازاری کرنے لگا اور سررشتۂ تدارک کو
چھوڑ کر بیہودہ باتین بنانے لگا۔ مخالف کی بہی تبہ کاری زیادہ ہوئی۔ لوٹ کا بازار
گرم ہوا۔ سرمایۂ زندگی گران ارز ہوا۔ غنیم کو یہ خیال تھا کہ برسات مین لشکر شاہی
ضرور اٹھ جلد جائیگا لیکن بارش کم ہوئی تو شرمندگی مٹانے کے لئے اس نے بہت
سے بیلدار جمع کرکے دریا برہم پتر کو پندرہ جگہ سے کاٹ کر بادشاہی مورچلون
مین چھوڑ دیا کہ جس سے وہ بالکل ڈوب گئے اور بڑی جنگی کشتیان بلند سر اور لمبی
شہباز خان کے قلعہ کے پاس لایا۔ ان کشتیون کو یہان کے لوگ پتارہ کہتے ہین
طرفین سے توپ اندازی اور بندوق افروزی شروع ہوئی اور لشکر شاہی مین
پراگندگی آئی کہ مخالفون کی کشتیون کا سرگروہ بندوق سے مارا گیا۔ کئی کشتیان
ٹکرا کر ڈوبین اور دفعتہً پانی کم ہو گیا۔ ناچار دشمن بھاگے اور بہت سی سیلاب
نیستی مین دھسے۔ ہر مورچل مین بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی مگر سید حسن تھانہ دار
ڈھاکہ کو مغلوب کرکے پکڑ لیا اور اس گرفتار کی معرفت صلح کا ڈول ڈالا شہباز خان نے
اسے قبول کیا۔ عیسیٰ خان نے فرمان پذیری پر کمر باندھی اور خدمت گذاری کو
وہ اپنی رستگاری سمجھا۔ قرار یہ پایا کہ بندر سنار گانو مین بادشاہی داروغہ ہو
معصوم خان حجاز جاوے۔ اور ہمیشہ پیشکش بھیجی جاوے۔ عیسیٰ نے بہت سا مال خرچ
کرکے امراء کو راضی کر لیا۔ لشکر شاہی نے یورش کیا۔ جب شہباز خان بہ یون
پر سے اتر کر بھوال مین آیا اور اوسکو امید تہی غنیم کی گفتار کردار کی صورت مین
آئے لیکن لشکر شاہی کے بدگوہرون نے ایسی ناسزا گفتار اس زمیندار کے
ساتھ کین کہ وہ دودلہ ہو گیا اب وہ کچھ اور شرطین پیش کرنے لگا۔ سپہ آرا کا
دل آشفتہ ہوا۔ اس نے کہا کہ ہر وقت جاسے کو بدلتا اور نئی باتین بنانی درست
اندیشون کا کام نہین ہے۔ سخت روئی اور درشت گوئی کا آغاز ہوا اور آویزش

پر آمادگی ہوئی - ۱۹ مہر ماہ الٰہی ۹۹۲ھ کو عیسٰی لڑائی پر متوجہ ہوا - امراء شاہی نے اپنی
کوتاہ بینی و تباہ سگالی سے اپنے نقصان مین فائدہ جانا - اور شہباز خان کی شکست
کو اپنی درستی - اول محب علی خان بغیر لڑے لشکر سے اوٹھکر چلا گیا - ہر ایک امیر اپنی
جگہ چھوڑ جہان اُسکا جی چاہا چنپت بنا - شاہ قلی محرم کچھ لڑا - آدمیون کے ہمراہی نہ
کرنے سے زخمی ہوا اور بھوال کو چھوڑ دیا - شہباز خان خواب سے بیدار ہوا - تالیف قلوب
کرنے لگا - لیکن پشیمانی بیجا مین فائدہ نہ تھا - ناگزیر دار الملک ٹانڈہ کی طرف چلا - سارے
اندوختے برباد گئے - پسران بیدل اور اور آدمی اس کے اسیر ہوئے - شیخ محمد غزنوی اور
چند اور اُمرا ڈوب گئے - کھنکار و سید عبد الرحمن و راجہ گوپال و میرزادہ علی خان اثنائے
بازگشت مین ترخان دیوانہ و مرزا محمد و نوروز سی قاقشال سے جو غارتگری سے واپس
آگئے تھے مل گئے اور بدنصیبی سے یہ سمجھے کہ وہ اپنے ہی ہین - جب دونون گئے تو لڑائی
ہوئی - نوروز مارا گیا اور سرکش بھی بھاگ گئے - بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی - بہت
غنیمت ہاتھ آئی - آٹھ روز بعد یہ امراء شیرپور مین آگئے - شہباز خان کا ارادہ یہ تھا
کہ یہین لشکر کو درست کرے اور پھر جا کر لڑے - مگر اسکی بدخوئی کے سبب سے اس کے
ہمراہ جو عاجز ہو گئے تھے وہ اس بات پر دل نہاد نہ ہوئے - جب وہ ملک ٹانڈہ مین آئی
تو وزیر خان کشادہ پیشانی اور گرم خوئی سے پیش آیا - شہباز خان اپنے پہلے منصوبے
کو کام مین لانا چاہتا تھا - مگر ریون مین اتفاق نہ ہوا اور دلون سے دورنگی نہ نکلی
ناگزیر اس سے بادشاہ پاس جانے کا قصد کیا - بادشاہ نے آگہی پاکر چند سزاول بھیجے کہ
اُسکو واپس بھیجین - اور ہر ایک امیر کے مناسب سرزنش کرکے نصیحتین ہوش افزا فرمائین -
سعید خان اور اور صوبہ بنگ و بہار کے اور جاگیرداروں کے نام فرمان صادر کیا
کہ یکجہتی کرکے اس بومی کو سزا دینے مین کوشش کرین - اول پیشرو خان و خواجگی
فتح اللہ کو اس خدمت پر روانہ کیا اور بعد ازان رامداس کچھواہہ و مجاہد کنبوہ کو
کہ تلخ سخنون سے شیرین کام کرکے ہنگامہ کو گرم کرین -

معصوم خان فرنخودی کی شکست ۲۹ ۹۹۳ھ

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ بھاٹی کے لشکر کو خود پستی اور ناتوان بینی سے کیا پیش
آیا۔ شہباز خان شکایت کرتا ہوا پادشاہ کی طرف چلا۔ صوبہ بہار کے امراء مین سے
محب علی خان کے سوا کوئی اپنے تیول مین نہین بیٹھا۔ عیسیٰ نے دور اندیشی سے اپنا بنگالہ
نہین چھوڑا۔ اس کے اشارہ سے معصوم شیرپور مین آیا۔ بعض سرکشون نے مالدہ سے لیکر
ٹانڈہ سے بارہ کوس پر عمل دخل اپنا کر لیا۔ وزیر خان کو لڑنے کی تو توفیق نہ ہوئی
مگر وہ اپنی جگہ کو سنبھالے رہا۔ اور شہر بزرگ ٹانڈہ کو دشمنون سے بچا لیا پادشاہی اولیون
نے تلخ گوئی اور راست گذاری سے شہباز خان کو بازگشت پر اور بہار کے اور جاگیردارون
کو مقصود پر ہمراہی کیا اور یکجہتی اُن مین پیدا کی۔ شہباز خان پاس فرمان والا
آیا کہ اگر اور سپاہ درکار ہو تو راجہ ٹوڈرمل اور مطلب خان و شیخ جمال بختیار کو بھیجیں۔
اس کی عرضداشت جواب مین آئی کہ یہان لشکر بہت ہے اور سب کارگذاری پر آمادہ
ہین۔ ۱۰ ذی الحجہ ۹۹۳ھ کو وہ بنگالہ مین آئے اور ولایت بھاٹی کی تسخیر کا ارادہ کیا۔
دشمن سراسیمہ ہو کر بے لڑے بھاگا۔ جمنہ کے کنارہ پر اطلاع ہوئی کہ معصوم خان شیرپور
مین ہی اور اسکو خیال بھی نہین ہی کہ لشکر شاہی دریا سے پار آئیگا۔ شہباز خان نے دریا کے
پار جانے اور آگے بڑھنے کو لشکر سے کہا امراء نے اسکو پسند نہین کیا۔ راے داس او
خواجگی فتح اللہ کی کاردانی اور کوشش سے بہانہ وزی اور گران پائی کو جا نہین ہی
کام و نا کام اس دریا سے وہ گذرے۔ جب نزدیک پہنچے تو غنیم بھاگا۔ کچھ دشمن اسیر
ہوئے بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ ملک کو چھوڑنا اور سب امراء کا دشمن کے پیچھے جانا مناسب
نہ تھا۔ اس لئے شہباز خان اور شاہ قلی یہان رہی و سعید خان و وزیر خان و صادق خان
و محب علیخان و سید عبد اللہ خان آٹھوین نہین کو آگے روانہ ہوئے۔ راے داس و خواجگی
فتح اللہ ان کے ساتھ ہوئے جو ملک پہلے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ اب وہ حاصل ہو گیا تھا
اور غنیمت بھی ہاتھ لگی تھی۔ اس لئے یہ سب شیرپور مین آئے۔ اب لشکر مین دوئی اور
دوروئی نہین تھی۔

رستم قاقشال کا ہزیمت پانا ۹۹۳ھ + بادشاہی لشکر کی تفریق دو گروہون مین ہونا ۹۹۳ھ -

جب لشکر شیرپور مین آیا معصوم خان اڈیسہ کی طرف فتح آباد سے بھاگا اور
رستم خان قاقشال نے اس طرف توقف اس نظر سے کیا کہ بادشاہی سپاہ کے دو ٹکڑے
ہو جائینگے تو مجھے موقع ملے گا کہ مین اُس پر دستبرد کرون - اسی معصوم خان کے آنے
کا علم بھی نہ ہوا تھا کہ اس سرکش نے لشکرگاہ شاہی سے بارہ کوس پر شورش برپا کی -
شاہ قلی محرم و محب علی خان و راجہ گوپال داس و میرزادہ علی خان اور خواجہ باقر لڑنے
کو چلے تو وہ بھاگا اور اُمراء شاہی نے اسکا تعاقب شہزادپور تک کیا -

تباہ بیچی و غرض پرستی عقل صلاح اندیش کو دیوانہ بناتی ہے اور گوش حق نشنوا
کو سیماب غفلت مین آگندہ کرتی ہے - بادشاہ کی نصیحتین کچھہ کام نہ آئین - بدسگالونکی
ہمراہی شہباز خان کو شورش مین لائی - پھر اسنے مدارا کی راہ چھوڑی - صادق خان
کا دل بیکار ہوا - اور زبان دلشکنی کرنے لگی - اس گروہ مین جانفشانی ہمت تھی مگر خرد
معاملہ دان ہمراہ نہ تھی کہ اپنے خداوند اور بادشاہ کے برآمد کار مین خویشتن بینی کو چھوڑکر
بزم آرائے دوستی ہوتے - اپنی ناستودہ خواہشون کے زیربار ہوئے اور بے ہنگام خشم
شروع کیا اور انصاف کو چھوڑا اور بے راہ چلے - اگرچہ سرگروہ حرف اخلاص کو زبان پر لاتے
تھے مگر اس مین راستی نہ تھی -

پہلے اخلاص مندون کی دو قسمین دانشمند کرگئے ہین - ایک وہ اخلاص مند ہین جو اپنی آئین
یکتائی کو اپنی سود اندوزی کے لئے قبول کرتے ہین اور اس روش سے اپنی خود کامی کے پایہ
کو بلند کرتے ہین - اگرچہ یہ لوگ سوداگرون سے آگے قدم رکھتے ہین لیکن آگاہ دل ان
سود مندون پر یگانگی کا نام نہین رکھتے ہین دوم وہ اخلاص مند والا نگہ حقیقت پژوہ ہین
کہ غرض دشمن دل کو فروغ دوستی سے روشن کرتے ہین - خدا کے برگزیدون کو اپنا سرمایہ
بناتے ہین اور تعجب اس مین یہ ہے کہ سرمایہ کامروائی انکو اس طرح ملتا ہے جیسے کسان
کو سوختی کا چارہ - درازی داستان و کوتہی گفتار کے بعد امراء شاہی نے مدارا کے وقت
درشت گوئی اور سخت گیری اختیار کی - ان دنون مین معصوم خان کی شورش کی شہرت ہوئی

یہ قرار پایا کہ غنیم دو جگہ ہے اسلئے پادشاہی فوج بھی دو فوجین ہوکر خدمت بجا لائے
۲۰ بہمن سنہ ۹۹۳ کو وزیرخان و شاہ قلی خان محرم و صادق خان و محب علیخان و
راجہ گوپال و کیچک خواجہ نے معصوم خان کو شکست دینے کی خدمت لی اور جدائی اختیار کی
شہباز خان و بہادر خان و سید عبد اللہ و میرزادہ علی خان و بابوے منگلی و تمر بدخشی
و شاہ قاسم نے اور ترسون خان کے بھائیون اباتکرا و رامرز نے اس طرف کے بدنہادون
کی چارہ گری کو اپنے ذمہ لیا۔ اسی طرح ہر روز کی خانگی پرخاش دور ہوئی اور ہر گروہ
اپنی خدمت پر مستعد ہوا۔

معصوم خان نے لشکر شاہی کی آمد سنی تو اس نے مقام ترمہانی جہان گنگا و
جمنہ و سالبی اور سرو ملتی ہین دو قلعہ بنائے (آرایش محفل مین لکھا ہے کہ ڈھاکہ سے کچھ
فرسنگ پر گنگا کی دو شاخین ہوتی ہین۔ ایک شاخ پدما وتی تو مشرق کی طرف بدکر
برہم پتر مین چٹ گام مین ملتی ہی اور دوسری شاخ شمال کو بہکر تین شاخون مین تقسیم
ہوتی ہی جنکے نام سرستی جمنا۔ گنگا ہین) بیگ محمد و الغ بیگ و لعچند اور بد گوہرون کو زمینداروں کے
ساتھ یہان بٹھایا اس کو وہ دربند سمجھا اور آپ پیچھے جاکر ٹھیرا۔ امرا پیکار ہنگامہ آرا
ہوئے۔ عیسی نے کاردانون کو بھیجکر لابہ گری کی مگر اس کی شنوائی نہ ہوئی لشکر شاہی
نے کشائش قلعہ پر ہمت لگائی سخت لڑائیان ہوئین۔ ہر بار غنیم ایک انبوہ کے ساتھ
بھاگا۔ ۱۲ فروردین کو ایک قلعہ کو کشتیون کی لڑائی سے لے لیا اور دوسرے کو دوسرے
دن فتح کر لیا۔ پھر معصوم خان کی طرف توجہ کی۔ اس مین لڑائی کی تاب نہ تھی اس نے
دریا نوردی اختیار کی۔ ناسپاسون کے ہجوم سے اور شورش دریا سے اس کی کشتی
ڈوبی بہت تگاپو کرکے نیم جان کنارہ پر گیا۔ اسکی دوسری دفعہ بے آبروئی ہوئی
طاہر تاجپور مین شورش برپا کر رہا تھا۔ تمر بدخشی نے بری طرح لڑکر شکست پائی جس سے وہ
اور بدمست ہوا۔ ترخان دیوانہ دار الملک ٹانڈہ مین آیا اور فتنہ برپا کیا اور بعض
نے گھرون مین آگ لگائی۔ شہباز خان نے قاسم خان و محمد خان و محمد حسان نثار کو

معصوم خان کا [illegible] سنہ ۹۹۳ [illegible]

پہنچکر اس کی خوب مالش کی اور وہ ولایت مونگیر مین بھاگ کر مرگیا اور اس طرح
ظاہر بھی ناکام رہا۔

جب امراء بہار خدمت گذاری کے لئے بنگالہ دوڑے گئے۔ یوسف افغان نے
تاخت و تاراج شروع کی۔ حبیب علی پور محب علیخان جوش جوانی مین آکر اس سے لڑا
اور مارا گیا۔ محب علیخان اس سے بڑا پریشان ہوا اور جانے کے لئے بیتاب ہوا۔ مگر
امراء بنگالہ نے اسے جانے نہ دیا۔ شاہ قلی خان محرم بادشاہ پاس جاتا تھا اس سے
کہا کہ وہ راستہ مین یوسف کو ٹھیک بناتا جائے اس نے تھوڑے دنون مین باغیونکو
برباد کر دیا۔

صادق خان کا بنگالہ مین منصرم ہونا ۹۹۴ھ

اوپر بیان ہوا کہ امراء بنگالہ نے اپنی خود بینی اور غرض پرستی سے رشتہ یکدلی کا
توڑا۔ صادق خان ایک طرف ہوا اور شہباز خان دوسری طرف جہالت کی ترقی
ہتی اس لئے یہ جدائی سود مند نہ ہوئی۔ کام دونو نے چھوڑا لیکن آپس مین کین توزی شروع
کی۔ بادشاہ نے خواجہ سلیمان کو نصیحت کے لئے فرمان دیکر بھیجا کہ ایک کام دو گروہ کو
سونپنا شائستگی نہین رکھتا خیر سگال کار دیدہ انجمن آراستہ کرین اور سپاہ کی سردارون
مین ژرف نگہی کو کام مین لائین ان مین سے جو چاہے بنگالہ کا انتظام اپنے ذمہ لے
اور دوسرا صوبہ بہار مین چلا جائے۔ خواجہ اول صادق خان پاس گیا اس نے خاکساری
سے بغیر اسکے کہ دونو گروہ جمع ہون بنگالہ کے انتظام کو اپنے ذمہ لے لیا۔ شہباز خان
اور سعید خان اور سردار اس سے درہم ہوئے بغیر اسکے کہ بنگالہ بالکل فتح ہو وہ
اس سے باہر نکل گئے۔

عیسیٰ زمیندار کا ...

لشکر شاہی کے آنے سے عیسیٰ زمیندار اگرچہ پریشان خاطر تھا مگر اس نے
دیکھا کہ بزرگان لشکر اپنی غرض پرستی اور کوتاہ بینی سے باہم عناد رکھتے ہیں
تو اس نے کچھ دنون آرام کیا۔ عاقبت بینی سے اس نے صادق خان اور امراء اور
سرداران لشکر کے پاس اپنے کاردان آدمی بھیجے۔ اور لابہ گری بنا کی

یہ قرار دیا کہ معصوم خان کابلی کو حجاز روانہ کرے اور خود بندگان سعادت سرشت مین داخل ہو کر خدمت گذاری کرے اور اپنے خویشون مین سے ایک کو بادشاہ کی پرستاری کے لئے بھیجے اور عمدہ پیشکش روانہ کرے اور اس شورش مین لشکر شاہی کا جو کچھ گیا ہو اوسکو حوالہ کرے وہ اس سامان مین تھا کہ بنگالہ سے شہباز خان وسعید خان اور امراء چلے آئے جسکا اوپر بیان ہوا تو پھر عیسی نے سرشتہ نیاز کو چھوڑا اور بڑی خواہشین کرنے لگا - امراء نے ولایت کا ایک حصہ اوسکو دیا اسنے بھی کچھ اطاعت اختیار کی - ہاتھی اور توپ وغیرہ جو کچھ اسکو ہاتھ آئے تھے واپس بھیجدیئے معصوم خان کو اُس نے نہین بھیجا - مگر فتنہ اندوزی سے باز رکھا شہریار نے صلح کو منظور کرلیا - مگر امراء کے اس طرح چلے آنے کو ناپسند کیا - خواجہ سلیمان نے عرض کیا کہ مین نے شہباز خان سے ہرچند کہا کہ چندروز بنگالہ مین توقف کرے مگر اُس نے غصہ سے قبول نہین کیا - بادشاہ نے خواجہ کو ناظر دولت کے ساتھ پھر روانہ کیا کہ وہان جاکر شہباز خان کے کام سے مطلع ہو اور امراء کو نگاہداشت کرے

اس زمانہ مین کہ اس ملک کو کچھ امن تھا امیر اس سبب سے کہ عیسی اپنی قرارداد کا پابند ہو نواحی اڈیسہ مین چشم براہ تھے کہ اس بدعقل نے سلیمان سربٹنی کی دستیاری سے فتنہ انگیزی کی اور افغانون کا ایک ہنگامہ جمع ہوا اور لوٹ مار کرنے لگا - وزیر خان مع عیال پور پر گیا - بردوان کے قریب لڑائی ہوئی - خوب لڑکر بردوان مین مجبوراً وہ حصاری ہوا امراء نے اطلاع پاکر اس کی کمک کے لئے فوج روانہ کی خود بھی پیچھے چلے - جب پہلے فوج غنیم سے چھہ کوس پر پہنچے تو دشمنون نے حصار کا محاصرہ چھوڑدیا اور کارزار پر آمادہ ہوئے - دریاے فنگل کو شہ پر لشکر شاہی ٹھیرا اس پاس اور سپاہ بھی آگئی اور دریاے ہاتھی پر سوار ہو کر پایاب ہوسکتے تھے اس اثناء مین خواجہ سلیمان و ناظر دولت بادشاہ کے پاس سے آئے اور فتح کی نوید لائے - تھوڑے عرصہ مین دریا کی برابر دو گلی قلعے

بنالئے کہ دریا سے گذرنے کے وقت مخالف چیرہ دستی نہ کرے ۱۳ خرداد سنہ ۹۹۳ کو امراء کو
فتح ہوئی اور انجمن نشاط آراستہ ہوئی - رات بھر بارش رہی صبح کو سپاہ نے بارش مین
دریا سے عبور کیا - کچھہ آدمی اور گھوڑے سیلاب مین بہ گئے - غنیم نے صف آرائی کی -
صادق خان صفین آراستہ کرکے قلعہ مین جا کر سو رہا اور کار آگاہون کو مقرر کیا - کہ
فوجون کو درست رکھین - دوپہر ہوئی تو دشمنون نے یہ خیال کرکے کہ آج لڑائی نہین ہوگی
وہ اپنے بنگاہ کو چلے گئے تو صادق خان نے لڑنے کا ارادہ کیا اور امراء سے کہا کہ
میری یہ تدبیر اس لئے تھی کہ دشمن عنان تاب ہو - اب مین لڑنے پر آمادہ ہون -
دلاور میدان جنگ مین آئے - غنیم نے بھی اپنے لشکر کے دو حصے کئے - ایک وزیر خان
سے اور دوسرا صادق خان سے لڑنے لگا - وزیر خان کو شکست ہونے کو تھی کہ محب علیخان
و میرزادہ علیخان نے اُسے جا کر سنبھال لیا - تھوڑی دیر مین مخالف کو بے آبرو کیا -
تین سو آدمی غنیم کے مارے گئے اور سو آدمی بادشاہی کام مین آئے - شاہی لشکر
نے تعاقب کرکے ہزار آدمی اور مارے اس ملک سے فتنہ دور ہوا -

جب بنگالہ کو بغیر انتظام کے چھوڑ کر امراء باہر چلے آئے تو دستم قاقشال نے گھوڑا
گھاٹ کے قلعہ کا محاصرہ کیا - سیف الملک و خواجہ مقیم نے قلعہ کی اچھی نگہبانی کی اس
اثناء مین بابوے منگلی لشکر پور سے آیا - مشہور یہ ہوا کہ محب علیخان آنکر ملا ہے -
غنیم قلعہ کو چھوڑ کر دور چلا گیا - بادشاہی لشکر نے باہر آنکر ہنگامہ پیکار گرم کیا اور اپنے
گروہ کے ساتھ مارا گیا - دستم بھاگا اور اپنے گروہ کے ساتھ مارا گیا - اسکا بیٹا قوش قال
اسیر ہوا - بادشاہ کو معلوم ہوا کہ تنہا وزیر خان اس ملک کی مہمات کو سرانجام
نہین کر سکتا اور ابھی سرکش اپنی ناسپاسی سے باز نہین رہتے - اس لئے شہباز خان کے
چھوٹے بھائی کرم اللہ کو بادشاہ نے بھیجا کہ وہ اپنے بڑے بھائی کو بنگالہ لیجائے
بادشاہ دریای بہت کے کنارہ پر تھا کہ اس نے سُنا کہ شہباز خان اس کی خدمت
مین بیتابانہ چلا آتا ہے تو اس نے سزاول بھیجے کہ اُسکو کام ناکام اُلٹا لیجائین

دستم قاقشال کا مارا جانا سنہ ۹۹۳ھ - صوبہ بنگالہ کا امن امان سنہ

وہ جونپور مین اس سے ملے - وہ ۲۰ بہمن سنہ ۹۹۴ کو بنگالہ کا پاسبان ہوا اور اپنے دل کے
اور دست کشادہ سے اس نے دلون کو صید کیا - سب کج گرا افغانون نے اطاعت
اختیار کی اور شورشون کی گرد بالکل بیٹھ گئی - زیر دستون کو آسودگی ہوئی -
عیسیٰ کی کین توزی کے سبب ملک بھاٹی کو سپاہ روانہ کی - صادق خان نے جو
ملک آشتی کے سبب سے دیدیا تھا وہ لے لیا - بندر چاٹ گانو تک قبضہ ہو گیا - عیسیٰ نے
بہت سے تحائف بھیج کر لابہ گری کی اور گذارش کیا کہ معصوم نے اپنی بدبختی سے
نا سپاسی اختیار کی تھی اب وہ لرزان ہی چاہتا ہے کہ چند دنون غائبانہ شا
پرستاری کرے اور اب وہ اپنے بیٹے کو بھیجتا ہے - یہان جواب ملا کہ بہتر یہی ہے
کہ وہ حجاز جاوے اور وہان سے پھر کر بادشاہ پاس آئے - قتلو سے بھی افغان
جدا ہو کر شہباز خان سے آن ملے اس نے ملک اڑیسہ اسکو دیدیا -

اڑیسہ اور دکن کے درمیان ایک آباد ملک تو لرہ ہے - یہان کا زمیندار مادہو سنگہ
اس سبب سے کہ ایک کوہ دشوار گذار اس پاس تھا بڑا غرور کرتا تھا - بادشاہی لشکر نے وہان
جاکر لوٹ مار کی اس نے بھی مالگذاری کا اقرار کر کے اطاعت اختیار کی - مرزبان ملک نے
بہت سے ہاتھی اور مال اسباب بھیجکر یکجہتی اختیار کی تعجب ہی کہ امراء بزرگ مین سے سوا
وزیر خان کے کوئی اور نہ تھا کہ یہ سب کام شائستگی کے ساتھ کرتے - اس دیار مین سب سے
زیادہ ضروری اسباب نیروین سے نوارہ ہے - اس کا بھی انتظام کچھ نہ تھا - اور
دشمن پاس جنگی کشتیان بہت تھین -

۱۲ امرداد سنہ ۹۹۶ھ کو وزیر خان نے اس دنیا سے انتقال کیا اور اوسکی جگہ
سعید خان صوبہ بہار سے بنگالہ مین مقرر ہوا اور راجہ بھگونت سنگہ اور مان سنگہ
صوبہ بہار مین اقطاع ملین گھوڑا گھاٹ مین پایندہ خان جاگیردار مقرر ہوا جب
سعید خان بنگالہ پہنچ گیا تو شہباز خان بادشاہ پاس آگیا -

سنہ ۹۹۵ مین راجہ مان سنگہ کی پیشکش بہار سے بادشاہ پاس آئی

اسی طرح آگہی کو مردانگی کے ساتھ ہمدوش اور ہمت کو جدکاری کے ساتھ ہم آغوش کیا۔ اس طرف کا بالکل انتظام کرلیا۔ سرکشون کو فرمان پذیر بنایا۔ پورنمل کیدھور یہ بڑی خودبینی وبخوت فروشی کرتا تھا۔ راجہ چابکدستی کرکے اسکے بنگاہ پر چڑھ گیا۔ اور یہ ناکامی مین وہ اپنے قلعہ کو پناہ سمجھتا تھا اسکو نہ بچا سکا اسکی شورش پدستی افسردگی خماربینی لابہ گری کرکے پناہ مانگی۔ ناموری ہاتھی اور منتخب اسباب سپاس گذاری کی ساتھ پیش کیا۔ اپنی بیٹی راجہ کے بھائی چندربھان کو بیاہی۔ پھر راجہ سنگرام کو درست کرنے راجہ گیا وہ فرمان پذیر ہوا۔ ہاتھی اور اس ملک کے تحائف نذر کئے۔ پٹنہ مین راجہ آیا۔ انت پر چڑھ کر گیا۔ بہت غنیمت جمع کی راجہ کے بیٹے جگت سنگھ نے بھی یہ خدمت کی کہ ناگہانی بنگالہ کے سرکشون مین سے سلطان قلی قلماق اور کجلکنہ نے فتنہ برپا کیا۔ گھوڑے گھاٹ کی راہ سے تاجپور اور پرنیہ کو لوٹا مارا اور دربھنگہ مین آئے۔ فرخ کی ہمت نے یاوری نہ کی وہ پٹنہ مین آیا جگت سنگھ جو قصبہ بہار کا پاسبان تھا پیکار کے لئے آمادہ ہوا۔ فرخ خان اور اقطاع دار اوس کے ساتھ ہوئے۔ جب وہ حاجی پور سے سات کوس پر پہنچے تو غنیم نے اپنے مین لڑائی کی طاقت نہ دیکھی۔ بھاگ گیا۔ تیزی کے ساتھ اوسکا تعاقب کیا۔ اور ان کے اندوختون پر قبضہ کیا۔ راجہ نے نفائس غنیمت اور ۵۴ ہاتھیون کو بادشاہ پاس بھیجا۔

جب راجہ مان سنگھ کی کاردانی سے صوبہ بہار کا انتظام ہوگیا اور گردن کش تابع ہوگئے تو ۹۹۷ھ کے آخر مین جہارکھنڈ کی راہ ملک اڈیسہ فتح کا ارادہ راجہ نے کیا اور بھاگلپور کے نزدیک توقف کیا اور سعید خان حاکم بنگالہ کو ہمراہ لیا۔ برسات کے قریب آنے سے اوس وقت پر یہ کام مقرر کیا ۹۹۸ھ کے شروع مین بردوان کی راہ سے روانہ ہوا۔ پہاڑ خان۔ بابوی منگلی رای پتر داس توچانہ کے ساتھ بنگالہ سے ساتھ لیا۔ جہان آباد مین بنگاہ بنایا۔ برسات کے ختم ہونے پر یہ خیال تھا کہ سعید خان ومخصوص خان امداد اور زمیندار ان ملینگے

صوبہ بہار کے سرکشوں کا انتظام ۹۹۸ھ

اڑیسہ کا ... بادشاہ کا ملک

قتلو خان جس پاس اڑیسہ تھا وہ لشکر شاہی سے پچیس کوس پر آیا۔ اور لڑائی کی تیاریاں کرنے لگا۔ بہادر کور وہ کو بہت سپاہ کے ساتھ رائے پور بھیجا۔ راجہ نے ایک فوج اسکی مالش کے لئے بسرکردگی جگت سنگہ روانہ کی۔ بہادر حصاری ہوا تو لابہ گری کی۔ جگت سنگہ نوجوان ناآزمودہ کار کو افسانے سنا کر بے پروائی کی خواب مین سلایا اور خود قتلو سے مدد مانگی۔ ۲ خرداد ۹۹۰ھ کو جبوقت جگت سنگہ بادہ غرور کی سے بیہوش ہو رہا تھا ناگہانی بہادر بہت سا لشکر لیکر اوسپر حملہ آور ہوا اور غالب ہوا۔ قتلو خان نے جلال خان کو اور بہت دلاورون کو بسرکردگی عمر خان برادرزادہ و میرو پور کا سود خواجہ عیسی اپنے وکیل کو روانہ کیا۔ ہرچند جمیر زمیندار نے بہادر کی حیلہ سازی کو اور اسکی یاوری کے لئے لشکر کے آنے کو جگت سنگہ سے کہا مگر اسنے کچھہ نہ سنا۔ ہزارون کوشش سے کچھہ سپاہ قراولی کے لئے بھیجی۔ غنیم درخت زار مین آیا۔ خیمہ و پرتال کو یہان چھوڑ کر پوشیدہ راہ سے چلا۔ غنیم کے جلد چلے جانے نے لوگون کی غفلت کو اور زیادہ کیا آخر روز مین غنیم آیا۔ یہان نہ کوئی تدبیر تھی۔ نہ لشکر مین انتظام تھا۔ بہت بے لڑے پراگندہ ہوگئے کچھہ لڑے بیکہ ٹھور و مہیس داس و نرو چارن نے لڑکر جان دی۔ بادشاہی لشکر کو شکست ہوئی۔ لیکن اس طرف بھی عمر خان و میرو اور پسران ہمایون علی مع اور عزیزون کے مارے گئے۔ نوجوان مدہوش جگت سنگہ کو جمیر اپنے گھر لے آیا۔ مشہور یہ ہوگیا کہ وہ مرگیا۔ راجہ نے انجیر ازگوئی مرتب کی اور چارہ گری کے درپے ہوا۔ بہت آدمیون نے یہ گذارش کی کہ مناسب یہ ہے کہ سلیم آباد مین جہان سپاہیون کا نرہ وزاد ہے الٹے جائین اور وہان سے آخر آمادہ پیکار ہون۔ راجہ نے جواب دیا کہ انکا جانا غنیم کو اپنے اوپر دلیر بنانا اور مہم کو برباد کرنا ہے۔ اعزوق کو طلب کیا اور لڑنے کا ارادہ کیا۔ قتلو بیمار تھا تشنگی سے دس روز مین پیمانہ عمر اسکا لبریز ہوا۔ خواجہ عیسی نے اسکے چھوٹے بیٹے نظیر خان کو باپ کا جانشین بنایا۔ اس سے افغانون کا ہنگامہ کچھہ افسردہ ہوگیا۔ لابہ گری اور حیلہ زنی کرکے وہ آشتی کے جویا ہوئے سپاہ کی نزاردلی اور بارش کی فزونی سے صلح کی تو راجہ نے

قبول کرلیا اور یہ عہد ہوا کہ بادشاہی خطبہ و سکہ جاری ہو اور خدمت گذاری اور فرمان پذیری کے سوا کچھ اور خیال نہ کیا جائے۔ جگناتھ کہ سب سے بڑا پرستش کدہ ہے مع توابع کے خالصہ مین دیا جاے اور دولت خواہ زمینداروں کو کچھ آسیب نہ پہنچایا جای مخالفون نے زمانہ سازی اور فریب کاری سے سب شرطون کو قبول کرلیا۔ ۱۹ شہریور ۹۹۹ھ کو راجہ کے پاس اسپر قتلو کو خواجہ عیسی لایا۔ ڈیڑھ سو ہاتھی اور بہت سی نفیس اشیا رپادشاہ کے پیش کش کے لئے روانہ کئے گئے۔ راجہ نے اوسکی دلدہی کی اور خود بہار مین چلا آیا۔

جب تک عیسی خان زندہ رہا۔ عہد و پیمان برقرار رہا۔ جب وہ مرگیا تو عہد پیمان ٹوٹ گیا۔ افغانون نے پرستش کدہ جگناتھ کو لے لیا۔ ولایت ہمیر کو جو بادشاہ کا فرمان پذیر تھا لوٹ لیا۔ راجہ مان سنگہ آشتی سے پشیمان تھا۔ اس نے بادشاہ سے اجازت حاصل کرلی کہ بنگ و بہار کی سپاہ اس خدمت پر نامزد کی جاے۔ ۲۳ آبان سنہ ۹۹ کو وہ دریا کی راہ سے چلا۔ اور تولک خان اور امیرون کو خشکی کی راہ پر روانہ کیا۔ مادھو اور لکھی راے اور زمینداروں کو جہارکھنڈ کی راہ سے بسرکردگی یوسف خان والی کشمیر روانہ کیا۔ جب سپاہ بنگال مین آئی تو یہان کا سپہ آرا سعید خان بیمار تھا۔ راجہ کارطلبی کے سبب سے آگے روانہ ہوا جب سعید خان اچھا ہوا تو وہ راجہ کے لشکر سے جاملا۔ اس کے ساتھ اور امرا اور چھ ہزار پانچسو سوار تھے۔ بہت سے ملک پر قبضہ کرلیا۔ تب کار افغانون نے صلح چاہی۔ لیکن اس سبب سے کہ آزمودہ را آزمودن ابلہی است انکے پیغام صلح کو کسی نے نہ سنا۔ اور انکو پیمان شکنی پر لعنت ملامت کی۔ اگرچہ امراء بنگالہ کہ آشتی کردی پر راضی ہے گمد ناپور کے درخت زار مین جو اڈلیسہ کے وسط مین ہے غنیم مقیم ہوا۔ ۱۸ فروردین سنہ کو راجہ نے اپنی ہراول کو اجازت دی کہ ایک سرکوب کو کہ غنیم کے نزدیک ہی لشکر قلعہ بنایئن غنیم نے دریا کے پار آن کر اپنی سپاہ کو مرتب کیا۔ قتلو خان کے بیٹے نصیب خان اور جمال خان قلب لشکر مین تھے۔ تین ہزار سوار اور چھبیس ہاتھی ان کے پاس تھے۔

جرانغار و برانغار مین دو ہزار سوار پچیس ہاتھی اور ہراول مین بارہ سو سوار او راسّی ہاتھی تھے خوب لڑائی ہوئی کچھ دیر تک معلوم نہ ہوتا تھا کہ کون مغلوب ہوگا اور کون غالب مگر آخر کو بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی اور دشمن کے تین سو آدمی اور بادشاہ کے چالیس آدمی مارے گئے۔ دشمن

جب فتح مند سپاہ نے غلبہ پاکر تعاقب کیا تو دوسرے روز جلیسر مین کہ اوڈیسہ کے منتخب و مین سی ہے وہ آئی۔ ممبر پر خطبہ شاہی پڑھا گیا۔ سکہ نے بادشاہ کے نام سے رونق پائی۔ سعید خان بنگالہ مین آیا۔ تھوڑے دنون مین سب زمیندار اسکے مطیع ہوگئے اور اُسکا ساری ملک پر قبضہ ہوگیا۔ راجہ مان سنگہ نے یہان کے فتنہ کو مٹایا۔ قصبہ بھدرک مین معلوم ہوا کہ پسران قتلو اور خواجہ سلیمان اور امرا تین سو ہاتھی لیکر قلعہ کٹک مین فراہم ہوئے ہین۔ یہ ایک حصار انتہا پر شور دریا کے کنارہ پر تھا۔ افغان جنگل مین کہ دریاء شور سے ملا ہوا تھا بھاگ گئے۔ اور علاول خان خاصہ خیل قتلو نے قلعہ آل حوالہ کیا۔ کلکل گھاٹی کے قریب زمیندار راجہ کہ اس سرزمین کا منتخب زمیندار تھا پادشاہی لشکر سے آن کر ملا۔ راجہ رامچند نے پناہ مانگنے والون کو سارنگ گڈھ مین راہ دی۔ جب راجہ مان سنگہ کٹک پہنچا تو یوسف خان حاکم کشمیر کو اسکے گرد چھوڑ گیا اور خود جگنناتھ کی جاترا کو اس قصد سے گیا کہ راجہ رام چندر سے نزدیکی ہوجاوے اور فرصت پاکر اس پر دست بازی کرے جو اُس نے سوچا تھا جب وہ عمل مین آیا تو وہ سیلی مین آیا ہر روز لڑائی ہوتی اوسکی نصیحت گذاری سے رامچندر نے فرمان پذیری قبول کی اور اپنے بیٹے بیربل کو پیش کش کے ساتھ روانہ کیا راجہ کٹک مین پھر آیا اور قلعہ سارنگ گڈھ کے قریب ٹھیرا۔ اس وقت یہ معلوم ہوا کہ پٹھانون نے جلیسر پر حملہ کیا۔ بابوشنگلی نے اپنے مین لڑنے کی قوت نہ دیکھی تو کنارہ کیا۔ راجہ نے پہاڑ خان کو بھیجا اس نے جلیسر کو پھر لے لیا اور افغانون کو پراگندہ کردیا۔ سارنگ گڈھ مین جو افغان تھے وہ بھی راجہ پاس حاضر ہوئے۔ ہر ایک کو خسروانی نوازش کا امیدوار کیا۔

جب اوڈیسہ کے سرتابون نے فرمان پذیری اختیار کی تو راجہ نے ابہی

سرتابان شرقی کا مطیع ہونا ۳۸ سنہ الٰہی + سنہ ہجری ۱۰۰۱ [illegible]

کاروائی کے سبب سے خواجہ سلیمان و خواجہ عثمان شیرزمان و نصیب خان کو خلیفہ آباد
مین تیول دیئے۔ طاہر خان و خواجہ باقر انصاری کو ہمراہ لیا۔ اور جو ہرزہ درا مکار تھے۔
انکی جاگیرون کو ضبط کرکے انکو اپنے پاس طلب کیا۔ یہ جاگیردار ڈر گئے اور فتنہ افزائی
کو اپنی دستاویز رہائی سمجھے۔ ۲۷۔ بہمن سنہ ۱۰۰۱ کو گورکھپور کے قریب باقر چند ہاتھیون کو
لیئے اپنی جاگیر کو جاتا تھا اسکو انہون نے لوٹ لیا وہ زخمی ہوکر الگ ہو گیا راجہ نے
اپنے بیٹے ہمت سنگہ کو اوسکی مدد کے لئے بھیجا۔ مگر وہ کچھہ تھوڑی دور جاکر الٹا چلا آیا۔
ملک کو افغان لیتے ہوئے بندر سنارگانو کو چلے گئے۔ کچھہ قدرت نہ پا سکے ناکام ہے
اور چاندرائے کی بنگاہ پر متوجہ ہوئے۔ اس نے باپ کے کہنے سے انکی گرفتاری کا
ارادہ کیا۔ مگر جب دلاور و سلیمان و عثمان نے چار کوس پر دائرہ بنایا یعنی ڈیرہ ڈالا
تو اس نے انکو مہمان بلایا۔ ۵۔ اسفندیار سنہ ۱۰۰۱ کو وہ اس کے بنگاہ مین آئے دلاور
کسی کام کو اٹھا تھا کہ اوسکو دستگیر کرلیا۔ سلیمان کو جب معلوم ہوا تو وہ تلوار ہاتھہ مین
لیکر باہر نکل آیا اور کئی آدمیون کو مارا۔ چاندرائے اس کے پیچھے آیا۔ سلیمان کی مدد کو
گیا۔ اس سے سلیمان نے اپنے بھتیجے اور دلاور کی گرفتاری اور غنیم کے آنے کا حال کہا
اس سے ہنگامۂ جنگ برپا ہوا اس ہوم مین لوگ اکثر افغان تھے وہ اس گروہ سے
مل گئے دونو ٹوٹتی ہوئی پھر چاندرائے کے قلعہ مین گئے۔ اہل قلعہ نے جانا کہ چاندرائے آیا۔ قلعہ کا
دروازہ کھول دیا۔ اس طرح انکو چیرہ دستی حاصل ہوئی پھر وہ عیسیٰ زمیندار کی پناہ مین
چلے گئے۔ اور قلعہ اور ضلع کو کیدار رائے پدر چاندرائے کو حوالہ کر گئے۔
تئیسوین خرداد سنہ ۱۰۰۱ کو راجہ مان سنگہ نے شیر بیگ تواچی باشی کے ساتھ جو
ایک سو ستائیس ہاتھی اور اسباب فتح اڑیسہ مین ہاتھہ آئے تھے پادشاہ پاس بھیجے۔
لچھمی نراین کوچ کا مرزبان تھا جسکے پاس چار ہزار سوار اور دو لاکھہ پیادے اور سات
سو ہاتھی اور ہزار جنگی کشتیان تھین۔ یہ ملک بڑا آباد تھا۔ لمبا دو سو کوس اور چوڑا چالیس
کوس سے سّتّو کوس تک تھا مشرق مین دریا برہم پتر۔ شمال مین پہاڑ تبت و آسام

[illegible] ۱۰۰۱

جنوب مین گھوڑا گھاٹ مغرب مین ترہت سو برس پہلے کشنا یہان کا راجہ تھا اس کا پوتا بال گسائین تھا - اس نے اکبر کی ستایش مین ایک کتاب لکھی تھی - اس کتاب کو بیش بہا اسباب کے ساتھ پادشاہ کی نذر مین بھیجا تھا وہ آزاد رہتا تھا - پچاس برس کی عمر مین اپنے بھتیجے پات کنور کو اپنا جانشین کیا - اسکے بڑے بھائی شکل گسائین نے بھائی سے بیاہ کی اجازت کی درخواست کی اس نے بھائی کی محبت کے سبب سے اس درخواست کو قبول کیا بیٹا پیدا ہوا لچھمی نراین اسکا نام رکھا - وہ اپنے باپ کی جگہ راجہ ہوا اس سبب سے پات کنور نے شورش برپا کی لچھمی نراین نے راجہ مان سنگھ کے وساطت سے پادشاہ کی اطاعت کرنی چاہی - راجہ مان سنگھ سلیم نگر سے آنند پور گیا اسکا استقبال چالیس کوس سے ہوا ۱۳ اردی بہشت کو ملاقات ہوئی - پھر راجہ اپنے گھر لے گیا اور اپنی بہن کی شادی راجہ سے کچھہ دنون بعد کر دی - مرزبان کوچ بھی حاکم بنگالہ پاس نہین جاتا تھا - سلیمان کررانی اس سے لڑنے گیا مگر ناکام پھرا -

لچھمی نراین مرزبان کوچ بہار کا مطیع ہو گیا تھا - پات کنور کچھ ملک دبا کے اس سے لڑنے گیا - پادشاہی لشکر بسرکردگی جبار خان و فتح خان سور اوسکی مدد کو آیا - لڑائی ہوئی اور پات کنور کے بہت آدمی مارے گئے اور اسکو شکست ہوئی - بہت غنیمت ہاتھ آئی - عیسی زمیندار پات کنور کے یاوری کے لئے روانہ ہوا - راجہ مان سنگھ کو یہ معلوم ہوا تو اس نے ایک شائستہ سپاہ خشکی کی راہ سے روانہ کی اور اپنے بیٹے درجن سنگھ کے ہمراہ سپاہ دریا کی راہ سے بھیجی کہ وہ ان زمینداروں کی بنگاہ کو لوٹے اس لئے کہ خانگی شورش سے بہت نقصان ہوا ہے مگر کسی نے انکو اس کی خبر کر دی - یہ دریائی سپاہ سب جگہہ لوٹ مار کرتی مقصد پر یورش کر رہی تھی - کرم پور سے چھہ کوس پر عیسی و معصوم بہت سی جنگی کشتیان لائے - پادشاہی لشکر کو ہر طرف سے گھیر لیا لڑنے کے بعد سرگروہ اور بہت سے آدمی مارے گئے کچھ اسیر ہوئے کچھہ بچ گئے - پادشاہی لشکر کو بھی صدمہ پہنچا مگر مرزبان کوچ نے گزند سے رستگاری پائی - عیسی نے دور بینی کی کہ لا بہ گری نہ ہو

اور جو اسباب لوٹ کر لے گیا تھا واپس کیا۔

سنہ ١٠٠٥ مین عیسیٰ زمیندار مر گیا۔ راجہ مان سنگہ اجمیر مین گیا مگر ناشناسائی سے اس دوردست ملک مین ٹھٹیہ کو بنگالہ کی پاسبانی کو اپنے ذمہ لیا اور فتنہ اندوزون کو دلخواہ جانا۔ عثمان و سجاول وغیرہ افغانون نے جو تابع تھے فتنہ اُٹھایا۔ مہا سنگہ و پرتاب سنگہ نے اسکا علاج آسان جانا لڑنے کھڑے ہوئے۔ ۱۸ اردی بہشت سنہ ١٠٠١ کو بھدرک مین لڑ کر شکست پائی۔ لشکر شاہی کو صدمہ پہنچا۔ گو سارا ملک بنگالہ ہاتھ سے نہین گیا۔ مگر کچھ حصہ دشمنون کو مل گیا۔

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ پسر قتلو کے ساتھ ایک گروہ افغانون کا بنگالہ مین فساد کر رہا تھا۔ کئی دفعہ راجہ مان سنگہ کے آدمی اُن سے لڑے مگر ہر دفعہ شکست پائی۔ میر عبد الرزاق معموری کہ سپاہ کا بخشی تھا اسیر ہوا۔ جب راجہ مان سنگہ شاہزادہ کے ہمراہ الہ آباد مین آیا تو اُس نے بنگالہ جانے کی اجازت حاصل کی اور رہتاس مین آن کر سامان درست کیا اور پھر سرکشون کی مالش کے لیئے آیا۔ شیرپور کے قریب دونو لشکر قلعہ بنا کے آمنے سامنے ہوئے۔ غرہ اسفندارمذ سنہ ١٠٠٩ کو کچھ لڑائی ہوئی۔ باغی پراگندہ ہوئے میر عبد الرزاق ایک ہاتھی پر سوار تھا گلے مین طوق تھا۔ پانون مین زنجیر تھی۔ ایک آدمی متعین تھا کہ اگر شکست ہو تو اسے مار ڈالے۔ لیکن وہ لڑائی مین بندوق سے مارا گیا۔

اب کی دفعہ باغیون کا بہت نقصان جانون کا ہوا اول راجہ مان سنگہ ولایت ڈھاکہ مین گیا۔ کیدرائے یہان کے مرزبان کو امید و بیم کی باتین بنا کر مطیع کیا۔ پھر جب اسکو معلوم ہوا کہ جلال کھکرہ والی قصبہ گرہ و مالیرہ کو لوٹ رہا ہے سوداگر اور رعیت اس سے حیران ہو رہے ہین تو اُس نے خواجہ باقر انصاری کو گھوڑاگھاٹ مین مہا سنگہ پاس بھیجا کہ اس کے ساتھ اتفاق کر کے شورش کو مٹائے۔ جب مہا سنگہ کہکرہ مین آیا تو عیسیٰ خان دریا رسندری سے گذر کر پانچ ہزار جنگی پیادون اور پانچ سو سوارون کے ساتھ نمودار ہوا مہا سنگہ نے بے تامل دریا مین گھوڑا ڈال دیا۔ دریا کا کنارہ بلند تھا۔ گھوڑون کا اُس سے

نکلنا دشوار تھا۔ کچھ ہمراہی آب گیسیتی مین غرق ہوئے۔ اور بہت سے باہر آئے اور انہون
مخالفون کے خرمن ہستی مین آگ لگائی۔ اور جلال خان ہوا کی طرح اڑ گیا۔ مہاسنگ
کو جب اُس سے فراغ ہوا تو قاضی مومن کے فتنہ دور کرنے پر متوجہ ہوا وہ پرگنہ کے
نواح مین لوٹ مار کر رہا تھا اُس نے ندی کے کنارہ پر قلعہ بنایا تھا۔ بھاگنے کے فکر مین
تھا کہ لشکر آیا تو وہ اپنا زہ و زاد کشتی مین لیکر اس طرف بھاگا۔ مہاسنگہ نے اس کے
تعاقب مین پانچ سو سوار بھیجے۔ وہ جزیرہ مین آیا۔ جنگل انبوہی سے فوج شاہی کا
نشان برقرار نہ تھا۔ وہ پراگندہ ہوگئی تھی۔ ہر طرف سے اس جزیرہ پر چڑھتی تھی
قاضی مومن اس لئے انکو تھوڑا سا سمجھتا تھا اور لشکر سے اسکو خبر نہ تھی ان سے
لڑتا تھا۔ یہ خوف تھا کہ بادشاہی لشکر شکست پائے مگر قاضی مومن گھوڑے سے گرا
اور وہین کشتہ ہوگیا۔ عثمان نے دریا برم پتر سے عبور کرکے باز بہادر قلماق
تھانہ دار کو بھگایا وہ بھوال مین آیا۔ راجہ مان سنگہ ایک رات دن مین بھوال مین
آیا۔ دوسرے دن آب بہار پر دشمن سے لڑنے کو تیار ہوا۔ لڑائی مین بہت افغان
مارے گئے اور بادشاہی لشکر کو بہت اسباب اور نوارہ اور توپ خانہ ہاتھ لگا
یہان کے تھانہ کو اُستوار کرکے راجہ ڈھاکہ مین آیا اور ایک جماعت سپاہ کو حکم دیا کہ
آب انجھامتی سے گذر کر عیسیٰ و کیدر رای مرزبان بکرم پور و سرصر کی مالش کرین افغانون
نے داؤد پسر عیسیٰ و زمینداروں سے اتفاق کرکے گذرگاہون کو بند کیا اور لڑنے کو تیار
ہوئے اور چند روز بادشاہی لشکر کو اُن سے اُترنے نہین دیا۔ راجہ کو جب یہ حال
معلوم ہوا تو وہ ڈھاکہ سے شاہ پور گیا۔ یہان سے پہلے لشکر کو کمک پہونچی جب دیکھا
کہ یہ کام اس لشکر کی طاقت سے باہر ہے تو وہ خود گیا اور ہاتھی پر سوار ہو کر
بے محابا دریا سے پار گیا۔ جس سے سب آدمی اُس کے قوی دل ہو کر مردانگی کی دریا
مین تیرنے لگے دریا سے پار جاکر غنیم کو شکست دی۔ گروہ مخالف بھاگا۔ راجہ نے
اُن کے پیچھے سفر کرکے بیرا نیورا و تیرہ مین توقف کیا۔ شیر خان بومی یہان آکے راجہ

سے ملنے آیا۔ یہان سے وہ سرہرپور و بکرایم مین گیا۔ داؤد و کل افغان حدود سنار گانو مین بھاگ گئے۔ راجہ اپنے غنیم سے خاطر جمع ہو کر ڈھاکہ مین آیا۔

بنگالہ مین ایک فتح ۱۰۱۲ھ

سرحد بنگالہ کے نامور بومیون مین کیدار تھا۔ زبردست نوارہ لے کر زمیندار کھیر کا وہ یاور ہوا اور تھانہ سری نگر پر زور ڈالا۔ راجہ مان سنگھ کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ توپ خانہ لیکر اس برگشتہ پر پہنچا۔ نگر سور کے نواح مین بڑی لڑائی ہوئی۔ شاہی لشکر نے غنیم کے بہت آدمیون کو مارا اور باقی کو بھگا دیا۔ کیدار تیر و تفنگ سے زخمی ہو کر بھاگا جاتا تھا کہ گرفتار ہوا راجہ کے پاس آتے ہی مر گیا۔ پھر راجہ بھوال مین عثمان افغان کے مقابلہ کے لئے تیار ہوا۔ کھیر زمیندار نے بھی شورش مچا رکھی تھی اسکے دفعہ کرنے پر متوجہ ہوا۔ یہ زمیندار تو مقابلہ نہ کر سکا۔ اپنے ملک کو بھاگا راجہ پھر عثمان کی طرف متوجہ ہوا وہ بھی بھاگ گیا۔ غرض راجہ کو ان حدود کی طرف سے سب طرح اطمینان ہوا اور تھانون مین منتخب کاروان تھانے دار مقرر کر دئیے خود ڈھاکہ مین چلا آیا۔

ان سب لڑائیون کا انجام اور نتیجہ

بنگال اور بہار دونو ملکون کی حالت ایسی تھی کہ وہان امن و امان کا مستقل طور پر قائم رہنا دشوار تھا۔ اول وہان اسباب بغاوت کی کمی نہ تھی۔ دوم جنوب کا بھاری جنگلی خطہ اور شمال کے پہاڑ اور جنگل اور سمندر کے آس پاس کی دلدل اور جنگل باغی مفسدون کے ایسے ٹھکانے تھے کہ وہان سے اُن کو رفع دفع کرنا نہایت مشکل تھا۔ سوم جب مغلون نے ہندوستان بالا کو فتح کیا اور پٹھانون سے سلطنت کو چھینا تو ان مین سے جن افغانون نے مغلونکی اطاعت اور ملازمت نہین پسند کی وہ سب کے سب ان ملکون مین چلے آئے انکی کثرت سے یہ ملک ہندوستان کا افغانستان بن گیا۔ وہ اکبر کی سپاہ سے پندرہ برس تک لڑتے جھگڑتے رہے۔ وہ خاکستر کے نیچے کی چنگاریان تھین کہ جب ان کو ہوا لگتی وہ چمکنے لگتین مگر راجہ مان سنگھ نے ان چنگاریون کو ایسا ٹھنڈا کیا کہ پھر وہ نہ چمکین۔ سترہ برس مین بیسیون لڑائیون کے بعد صوبجات بنگالہ اور اڑیسہ و بہار بالکل قبضہ شاہی مین آگئے۔

مہمات و معاملات گجرات

ہم نے پہلے لکہا ہے کہ گجرات کی تسخیر مین مرزاؤن کا حال کیا ہوا۔ ہر ایک بادیۂ ادبار مین سرگردان ہوا۔ گلرخ سلطان بیگم اپنے خورد سال بیٹے مظفر حسین مرزا کو دکن مین لیگئی مگر یہان بھی اقبال نے یاوری نہ کی۔ اب گجرات کو خالی دیکھ کر مرزا کچہ آدمیون کو ساتھ لیکر اس طرف چلا۔ پادشاہ نے جب یہ سُنا تو اس نے ان امیرون کو کہ خاندیس کی فتح کو گئے تھے حکم بھیجا کہ گجرات کی شورش دفع کرنے کو خاندیس کی تسخیر پر مقدم جان کر اس طرف چلے آئین مگر اس گروہ نے اس خدمت کے بجالانے کو اپنے حوصلہ سے باہر جانا اور وقت کو یونہین ٹالا اور آزمندی سے یہ چاہا اس دیار کے حکام سے باتین بنا کر زرلین اور مصالحت کا ڈول ڈالین۔ اس خیانت ملکی سے کہ جس سے بنیاد سعادت کندہ ہوتی ہے اپنے قصر دولت کا بام بلند کرین ع زہی تصور باطل زہی خیال محال بیجاگڈھ مین بیٹھے ہوئے یہ راگ گا رہے تھے۔ کہ پادشاہ کا فرمان پہنچا تو ہر ایک اپنے اپنے تیول مین گیا۔

جو سبک سر کوتہ خرد مملکت مین شورش اوٹھاتا ہی اسکو زمانہ ہی خود سزا دیتا ہی کبھی اُسکا مال لٹوا دیتا ہی کبھی اوسکی جان لے لیتا ہے کبھی اُسکے ناموس کی پردہ دری کرکے رسوا کرتا ہی۔ کبھی اس سے اسباب دنیا لے کر عریان پھراتا ہے۔ کبھی اوس کو سعادت کی راہ پر لاکر اسکی جان سلامت رکہتا ہے۔ کبھی پھر گمراہ کرکے اس کی جان کھو بربادی کرتا ہی۔ اس کی مثال مظفر حسین کا حال ہے جسکی تفصیل یہ ہے۔ گجرات مین پادشاہ نے وزیر خان کو منتظم مقرر کیا تھا۔ وہ سپاہ کے انتظام مین۔ زیر دستون کی آسایش مین اور بدکارون کے استیصال مین شائستہ طور پر کار رسیدہ نہ ہوا۔ اس لئے پادشاہ نے راجہ ٹوڈرمل کو کہ کاردانی اور خدمت گزاری مین یکتا تھا۔ اس دیار مین بھیجا وہ اس سرزمین مین جلد آیا اور اس نواح کی پراگندگیون کو دور کیا۔ اول سلطان پور اور ندربار مین آیا۔ یہان کا مناسب انتظام کرکے گیا پھر سورت کی مہمات کو

مظفر حسین مرزا کی شورش اور [illegible] ٩٨٩

وزیر خان [illegible] راجہ ٹوڈرمل [illegible] مظفر حسین [illegible] ٩٨٥

عدالت سے روشن کیا۔ بروج و برودہ و چانپانیر کے مشاغل کو سرانجام دے کر
احمدآباد مین آیا۔ یہان وزیرخان کے ساتھ متفق ہو کر داددہی کر رہا تھا کہ ایک شورش
برپا ہوئی۔ ابراہیم حسین مرزا کے نوکرون مین ایک مہرعلی کولابی تھا۔ اس نے آدمیون کو جمع
کیا۔ اور دکن سے گجرات مین خردسال مظفرحسین مرزا کو لایا اور سلطان پور کے گرد
فتنے کی گرد کو بلند کیا۔ شریف خان کے بیٹے عارف و زاہد بادشاہ سے بیوفائی کر کے
اس سے مل گئے وہ برودہ کے نواح مین آیا۔ وہان کا داروغہ اس کے سامنے نہ ٹھہر
سکا باہر بھاگا۔ ایسا بڑا شہر بے جنگ غنیم کو ہاتھ لگ گیا۔ بازبہادر لڑنے کو آیا۔ مگر
ناسپاس ملازمون کی فرومائگی سے کچھہ کام نہ کر سکا۔ وزیرخان کا ارادہ یہ ہوا کہ احمدآباد
مین قلعہ کے اندر بیٹھیئے۔ مگر راجہ تو ڈرمل نے اسکو مرد میدان بنایا اور شہر بند سے باہر
لایا اور برودہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب اس شہر سے چار کوس پر آیا تو شہر کو چھوڑ
کر مخالف بھاگا اور کھنبائت کی طرف چلا۔ لشکر شاہی نے اس کے پیچھے جانے مین آہستگی
کی اس لئے کھنبائت مین وہ شورش برپا کرنے لگا۔ یہان کے عامل خالصہ سید ہاشم نے
اول نکل کر خوب دستبرد کی مگر دشمنون کی کثرت کے مارے آخر قلعہ نشین ہونا پڑا دشمن نے
آ کے گھیرا۔ مگر افواج شاہی پاس آئی تو وہ محاصرہ کو چھوڑ کر جونہ گڈھہ کی راہ پر چلا حدود
دولقہ مین امراء شاہی سب آن کر ملے اور سپاہ اس طرح مرتب ہوئی کہ قلب گاہ
مین وزیرخان اور برانغار مین خواجہ یحیی نقشبندی و وجیہ الملک اور جرانغار مین راجہ
تو ڈرمل و روپ رای گجراتی و شیخ ولی و بیاگ داس افسر مقرر ہوئے۔ غنیم جانتا تھا
کہ بادشاہ کی فوج مین بیدلی اور دوروئی پھیل رہی ہے جب ہم سے اسکی لڑائی ہوگی
تو بہت سا حصہ اسکا ہم سے آن ملے گا کچھ بھاگ جائیگا اور وزیرخان و راجہ تو ڈرمل
کی جان جائیگی وہ اس لشکر کی جان راجہ تو ڈرمل کو جانتے تھے اس لئے اس کی
جان لینے کے لئے زیادہ درپے ہوا۔ وزیرخان سے لڑنے کے لئے مظفر حسین
نے قدم سست اٹھائے۔ مگر راجہ سے لڑنے کے لئے مہرعلی کولابی بڑی تیزدستی سے آیا

میدان جنگ مین راجہ ٹوڈرمل نے فتح پائی۔ اٹھارہ بڑے بڑے آدمی غنیم کے مارے
مگر دست راست پر بادشاہی سپاہ کو شکست ہوئی اور بری طرح سے وہ بھاگے وزیرخان
کی جان پر آن بنی تھی کہ راجہ ٹوڈرمل ہزار دل ہوکر اس کی مدد کو آیا اور غنیم کو پسپا کیا۔
مظفر حسین مرزا نے جونہ گڈھ کو بازگشت کی مگر یہ بازگشت ایسی تھی کہ بیت

چنان بازگشتند ہر کس کہ زیست + کہ بر زندگی شان بباید گریست

بادشاہ پاس عریضہ فتح اور غنائم کے برگزیدہ ہاتھی بھیجے گئے۔ بادشاہ اجمیر جاتا تھا
کہ رستہ مین راجہ ٹوڈرمل پاس کی خدمت مین آیا اور بہت سے شورش منشون کو جنکا
سرغنہ دواہ بیگ تھا ساتھ لایا۔ جنکو عدالت نے قتل کرایا۔ راجہ کو عہدۂ وزارت عنایت ہوا
خدا کسی کی عقل کو خراب نہ کرے کہ اس سے دنیا مین ہزارون خرابیان پیدا ہوتی
ہین۔ اگر اس خرابی عقل کی بلا سے نجات ملے تو بری صحبت سے بچے۔ بُرون کی
صحبت اچھوں کو برا کر دیتی ہے۔ عقلمند کہتے ہین کہ آدمی کی طبیعت وزدیدہ نہانی
ہوتی ہے۔ خواہی نخواہی اپنے دمسازون کی خو اختیار کرتی ہے جس چیز سے کہ طبعی
نفرت ہوتی ہے۔ ایک مدت مین صحبت کے اثر سے اس کی طرف رغبت ہونے لگتی ہے
اس کی مثال مظفر حسین کا حال ہے۔ باوجودیکہ وہ پاک گوہر نیک ذات تھا مگر بُری
صحبت سے بُری چال چلا باوجودیکہ وہ اپنے باپ دادا کی بدحالی کو دیکھ چکا تھا مگر
وہ اپنی غفلت سے باز نہ آیا۔ مہر علی کے بہکانے مین آگیا۔ جب گجرات سے بادشاہ
کی خدمت مین راجہ ٹوڈرمل آگیا تو پھر وہان فساد اندیشون نے مظفر حسین مرزا کو اپنی
دستاویز بنا کر اول کھنبایت مین آنہون نے سوداگرون کے مال پر ہاتھ صاف کیا او
بہت دولت جمع کی۔ احمد آباد سے وزیرخان ان سے لڑنے کے لئے چلا۔
بیرپور کی حدود مین بازبہادر کے آدمیون کی بیوفائی سے اسکی ہمت ٹوٹ گئی
قصبہ سرنال سے وہ لڑنے کے لئے باہر نکلا ہی تھا کہ بہت سے اس کے سپاہی غنیم
سے جا ملے جب اس نے اپنے آدمیون کی بدذاتی اور ناہنجاری دیکھی تو وہ چھند...

دوبارہ مظفر حسین مرزا کا شورش مچانا اور [illegible]

النا آگرہ قلعہ نشین ہوا۔ دشمنون نے اُس کا محاصرہ کیا۔ بہت سے واقعہ طلب اور فرصت جو مخالفین سے مل گئے۔ اور ہنگامہ بداندیشی سرگرم کیا۔ حصار کے اندر بھی کم طینت آدمیون کا حال کچھ اور ہو گیا وزیر خان نے ان کا علاج یہ کیا انمین سے ایک گروہ کو مقید کیا اور دوسرے گروہ کی دلدہی کر کے سرگرم پیکار کیا۔ ہر روز مورچل بدلتا تھا۔ قلعہ کے اندر کے آدمیون کی دوروئی سے وہ عاجز ہو رہا تھا کہ یہ ایک تائید غیبی اس کی ہوئی کہ غنیم نے اندر کے آدمیون سے سازش کر کے بہت سے سپاہیون سے حملہ کیا اور قلعہ پر نردبانین لگا کر چڑھنا شروع کیا۔ قلعہ مین کچھ آدمی داخل ہو کر لوٹنے لگے۔ کچھ ابھی راہ ہی مین تھے کہ مہر علی کے ایک بندوق لگی جس سے وہ فوراً نشانہ اجل بنا۔ اسکے مرتے ہی لشکر اسکا سراسیمہ ہوا اور ندربار کو بھاگ گیا۔ متحصن ہمناک تھے۔ اس لئے دشمن کی فریب آرائی کے گمان سے باہر نہ نکلے۔ جب دوسرے روز پہر دن چڑھا تو وہ باہر آئے۔

مظفر حسین مرزا گجرات سے بھاگ کر پھر دکن مین آیا اور برار مین بدکیش فتنہ افزا اون سے ملکر ہنگامہ آرا ہوا۔ اس ملک کی سپاہ اُس سے لڑی اور اُس نے ہزیمت دی۔ وہ خاندیس مین آیا۔ راجہ علی خان نے اسکو گرفتار کیا کہ وہ تصرف و تسلط سے باز رہے اگرچہ اصلی مطلب اس گرفتاری سے یہ تھا کہ وہ اپنے ملک کو اس کی شورش سے بچائے۔ مگر اس نے ظاہر یہ کیا کہ اسکو بادشاہی دولت خواہی کا دست مایہ بنائے۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو مقصود دنبہ کے ہاتھ راجہ علی خان پاس فرمان بھیجا کہ وہ اوس کو درگاہ والا مین بھیجے۔ راجہ علیخان نے اسکے حوالہ کرنے مین تامل کیا اور شرائط دور از کار پیش کین بادشاہ نے قطب الدین خان و فتح اللہ خان بھیجکر اس کو سمجھایا تو اس نے انکی ہمراہ کچھ سپاہ کے ساتھ بادشاہ پاس مرزا کو بھجوایا۔ وہ ۷ آذر ماہ الٰہی سنہ ۹۹۶ کو بادشاہ کی خدمت مین پابزنجیر آیا۔ بادشاہ نے اُسے بندی خانہ مین بھیجا کہ پند پذیر ہو۔

جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ گجرات مین وزیر خان سے احکام معدلت کی پاسبانی اچھی طرح نہین ہو سکتی اور دادرسی کی ناروائی سے ملک مین خلل پیدا

مظفر حسین مرزا کا گرفتار ہونا

۹۸۵ ۹۸۶

ہوتے تھے اسکو معزول کرکے ۹۸۵ھ مین شہاب الدین احمد خان کو اس ملک کی حراست
سپرد کی وزیر خان کو مہمات ایدر کے سرانجام کے لئے بھیجا۔

جب سے بادشاہ نے گجرات کو فتح کیا تھا۔ اعتماد خان گجراتی خدمات شائستہ
بجالاتا تھا۔ بادشاہ نے نوازش فرماکر سرکار پٹن اسکو اقطاع مین عنایت کی اور
خالصات گجرات کی آبادی اسکو تفویض فرمائی۔ ہاتھی اور سو گھوڑے اسکو بخشے۔ اور میر
ابوتراب کو اندرزگوئی اور صلاح اندیشی کے لئے ساتھ کیا۔ شہاب الدین احمد خان
نے ایک لشکر بسرکردگی مرزا خان کے امیر خان غوری پر حملہ آوری کے لئے بھیجا
کہ سورت کو اس سے چھین لے مگر اوسکی بے تدبیری اور بزدلی سے کوئی کام نہ ہوا۔
آسان بات دشوار ہوئی وہ ناکام پھرا۔ جب سپہ آرا مین کارشناسائی اور
مردانگی سگالش نہین ہوتی تو اسکے ماتحت جوانمردون سے بھی کام نہین ہوتا
سنہ ۹۹۱ھ مین گجرات مین شورش برپا ہوئی۔ اگرچہ شہاب الدین احمد خان
وقطب الدین خان کے ملازمون کی بدگوہری اس فتنہ کا سرمایہ تھا۔ مگر ان دونو
امیرون کی بے پروائی اور کارشناسی اس ناسپاسی کی دستاویز تھی۔ وہ
ہرزہ گویون سے مدارا رکھتے تھے اور غفلت سے ایسے یک جہت یارون کے
جمع کرنے مین کوشش نہین کرتے تھے کہ کار افتادگی کے زمانہ مین اپنے جوہر ذاتی
کو دکھاتے۔

اس دیار کی مرزبانی اعتماد خان کو سپرد ہوئی۔ تو اعتماد خان کو مال پرستی
وکم فکری سے اور کمک کے دیر مین پہنچنے سے بغاوت کے اسباب جمع ہو گئے
۲۳۔ شہریور سنہ ۹۹۱ھ کو فتنہ جویون نے مظفر شاہ کو احمد آباد مین فرمانروا
بنایا۔ ابوالفضل نے تو یہ لکھا ہے کہ مظفر کے باپ دادا کو کوئی شخص نہین جانتا تھا
اسکو ننو کہتے تھے۔ اعتماد خان نے اوسکو سلطان محمود کا بیٹا بنایا۔ طبقات اکبری
مین لکھا ہے کہ ۹۶۷ھ مین گجرات کی مجلس امراء مین اعتماد خان ایک لڑکے کو

اعتماد خان گجراتی کا اعتبار بڑھانا ۹۸۵ھ۔ مرزا خان کا سورت سے ناکام پھرنا۔ شورش گجرات سنہ ۹۹۱ھ۔

جسکا نام ننو تھا لایا اور قسم یہ کہا کہ یہ سلطان محمود کا بیٹا ہے۔ اسکی ماں حرم خاص سلطان کی تھی۔ مگر وہ کنیزک تھی۔ جب وہ حاملہ ہوئی تو سلطان نے اسقاط حمل کے لئے اسکو میری حوالہ کیا۔ پانچ مہینے کا حمل تھا۔ مین نے اُسکو اپنے گھر مین چھپا رکھا اور اُس سے یہ لڑکا پیدا ہوا جسکی مین نے اب تک پرورش کی۔ گجرات کا تخت خالی تھا۔ پس سید مبارک نے اس کے سر پر تاج سلطنت رکھا۔ مظفر شاہ اس کا لقب ہوا۔ اکبر کی فتح گجرات سے پہلے بارہ برس تک وہ سلطنت کرتا رہا۔ رعایا نے اس کو اپنا بادشاہ مانا۔ اول یورش گجرات مین مظفر کھیت مین چھپا پڑا تھا کہ بادشاہ کے آدمیون نے اوسکو گرفتار کر لیا۔ چغتائی کی رسم قدیم کے موافق اسکا سر اڑانا چاہیئے تھا۔ مگر اکبر نے اسکو لڑکا سمجھ کر اس سے آبائی رسم کے خلاف کام کیا اگر وہ اس وقت تحمل کا کارفرما ہوتا اور اسکو گردن سے مارتا تو پھر بڑی خونریزی نہ ہوتی۔ مگر کون جانتا تھا کہ اناج کے کھیت کا پکڑا قیدی جسپر اکبر نے مہربانی سے تبسم کیا ہو چند سال مین ایسا بالغ ہو جائیگا کہ گجرات کا بادشاہ بن کر اکبر کا ایسا مقابلہ کریگا بدایونی نے لکھا ہے کہ بادشاہ نے تیس چالیس روپیہ اس کا کو دیا تھا۔ مراۃ احمدی اور بدایونی نے یہ بھی لکھا ہے کہ بادشاہ اوسپر ایسا مہربان ہوا کہ اسکو اچھی جاگیر دیدی۔ فرشتہ نے اس جاگیر کا حال نہین لکھا۔ مگر یہ لکھا ہے کہ اکبر اس پر نظر عاطفت رکھتا تھا۔ جب وہ پکڑا گیا تھا تو کچھ دنون کرم علی داروغہ خوشبو خانہ کی حوالات مین رہا۔ پھر وہ منعم خانخانان کا زندانی بنا۔ بعد ازان خواجہ شاہ منصور اس کی دیدبانی کرتا تھا مگر اس کی بے پروائی سے ۲۳ جلوس مین وہ بھاگ کر اہی بگاہ کی طرف چلا۔ راجہ بیلہ (بلیلہ) زمیندار کی پناہ مین آیا۔ قطب الدین نے اسپر لشکرکشی کی تو وہ جونہ گڈھ کے حواشی مین لونیہ کاٹھی کے پاس مقیم ہوا۔

جب بادشاہ نے اعتماد خان کو گجرات بھیجا اور شہاب الدین احمد خان کو اپنے پاس بلایا تو شہاب الدین کے نوکرون کا ارادہ اپنے آقا کی جان گزائی کا تھا۔ مراۃ احمدی مین لکھا ہے کہ یہ اس کے ملازم اکثر مرزاؤن کے ملازم تھے!

اسکے برباد ہونے کے بعد وہ گورنمنٹ گجرات کے تنخواہ کوئی ہو ملازمت کرنے کو تیار نہی
ان ملازمون کی یاوری سے مظفر شاہ اپنے گوشہ سے نکلا اور فتنہ پردازہ ہوا-
اس شہر پور کو شہاب خان نے درگاہ والا کا قصد کیا- دوسرے روز شہر مین اعتماد خان
آنکر مسند آرائے حکومت ہوا- عابد بیگ و خلیل بیگ اور اور بدخشی و تورانی امرا دولقہ
کی طرف ناسپاس ہو کر چلے گئے اور نتو کے دستگیر بنے- عمر حاجی نے اور آتش فتنہ کو
بھڑکایا- یہ حاجی پہلے بادشاہ کا دیوان صدارت تھا اور تباہ کاری مین مرزا
شرف الدین کا پیشا پیش تھا- گجرات مین اس نے اعتبار پیدا کر لیا تھا- جب یہ ملک
فتح ہوگیا تو وہ دکن چلا گیا- جب شہاب الدین احمد خان یہان کی دارائی پر سرافراز
ہوا تو پہلی آشنائی کے سبب سے حاجی اس سے آکر ملا- ان سب بے حقیقت
بخیہ بندون کا قول یہ تھا کہ اب جاگیرین تو ہاتھ سے گیئن- جب تک دار الخلافہ
جائین نہین اور وہان سے خرچ ملے نہین اور داغ کا معاملہ درست نہ ہو روٹی ہاتھ
آنی دشوار ہے یہی بہتر ہے کہ نتو کو سردار بنا کر شورش برپا کرین- ہر چند کار آگاہ
خیر اندیشون نے اعتماد خان کو سمجھایا کہ شہاب الدین احمد خان ابھی بادشاہ
پاس چلا ہے کچھ دور نہین گیا ہے اسکو الٹا بلا کر چند روز اس کی اقطاع اس پاس
رہنے دو- یا خزانہ کا منہ کھول کر ان سگ نفس طینتون کا علاج کرو - ان چند حرام
نمکون کو جنکا ہنگامہ ہنوز فراہم نہین ہوا جلد کام تمام کرو مگر اعتماد خان نے ایک نہ سنی
اور یہ جواب دیا کہ شہاب الدین احمد خان کے نوکرون نے یہ ہنگامہ برپا کیا ہے
آپ ہی اس کو مٹائیگا یا اس کی جواب دہی کریگا- شہاب الدین احمد خان
کچھ تھوڑی دور گیا تھا کہ بہت سے سرکش جمع ہوگئے اور انہون نے نتو کی لڑائی کا
آوازہ بلند کیا- ناگزیر پہلی رائے جو شہاب الدین کے واپس بلانے کی تھی قرار پائی-
اعتماد خان اس لئے کہ پیغام گذاری کا وقت کوتاہ ہو خود چلا گیا کہ جس طرح ہوسکے
شہاب الدین احمد خان کو واپس لائے ہر چند دیدہ ورون نے اس کو سمجھایا کہ

اس شورش مین شہر کو خالی چھوڑنا۔ آسان کام کو مشکل کرنا ہی مگر یہ سمجھانا سودمند نہ ہوا
وہ رات کو امیر ابوتراب اور نظام الدین احمد کے ساتھ گیا۔ راستہ بھولا مگر صبح کو گڈہی
مین آیا۔ اور شہاب الدین احمد خان سے ملا۔ بعد گفتگو کے اسکا واپس جانا قرار پایا تمام
اسکی درخواستین مان لین۔ اقطاع کو اسکے مسلم رکہا۔ دو لاکھ روپے اور اسپر اضافہ کئے
بہت سے دن اس پیمان و سوگند کی استواری مین لگے۔ شہاب الدین احمد خان بنہ
و بار کے ساتھ روانہ ہوا۔ اور احمد آباد سے آٹھہ کوس پر پہنچا شہاب الدین کبنوہ
و میر معصوم بھکری نے پہلے سے آنکر کہا کہ فتنہ اندوزون کے ہنگامہ مین نئو آن
ملا۔ اسکا ارادہ کعنبایت جانے کا تھا۔ مگر شہر کو خالی دیکھکر اب وہان وہ
جلوریز ہے اور احمد آباد پر چیرہ دستی کر رہا ہے۔ پہلوان علی سیستانی کوتوال شہر مارا
گیا۔ آدمیون کا مال اور ناموس لٹ گیا اسکا چارہ یہ سوچا گیا کہ لڑائی ہو۔ صبح ۲۴ ر کو
حوالی عثمان پور مین دریاے سابرمتی کے کنارہ پر وہ آئے اور غفلت مین آنکر سو رہے
درست اندیش پیش بینون نے ہرچند کہا کہ شہر مین بڑے ناسپاس پھیل رہی ہین اور
تاراج کی کشاکش مین لگ رہے ہین ایسی حالت مین صفین آراستہ کرکے اس
شہر کے اوباشون کو مارنا چاہیئے جس سے شورش دور ہوا ور مراد پوری ہو۔ مگر
امراء نے سہل انگاری کرکے کچھہ نہ سنا اور یہ سمجھے کہ شہاب الدین احمد خان پرانا
مرزبان ہے استمالت نامون کے لکھنے سے اسکے نوکر سب آنکر ملجائینگے یون ہنگامہ
ناسپاسی پراگندہ ہو جائیگا۔ اس سگالش کے سبب سے اعتماد خان اور میر ابوتراب
لشکر سے ایک اپنے آشنا کے گھر چلے گئے۔ شہاب الدین احمد خان نے اپنے
نوکرون کو خطون سے دلاسا دینا شروع کیا اس عرصہ مین مخالف جمع ہوکر
آمادہ پیکار ہوئے اور صف آرائی کا انتظام کیا تو شہاب الدین احمد خان خواب
سے بیدار ہوا سرانجام سپاہ پر متوجہ ہوا سید لطفی شروانی اور حاجی بیگ ازبک
اور بہت سے امرا اپنی اپنی سپاہ کو ہمراہ لے کر مخالف سے جا ملے۔ قریب

پانچ سو آدمیون کے چلے گئے۔ پہلے اس سے کہ لڑائی ہو عثمان پور کی پیچھے سے غنیم آنکر لشکر شاہی پر چڑھ آئے۔ اس لشکر مین سے بہت سے تو غنیم سے جا ملے تھوڑے ایک زہ وزاد کے سنبھالنے مین رہے۔ سات ہزار سوارون سے کچھہ زیادہ یہ لشکر تھا۔ اب اس مین سے سواء چند خویشاوندون کے کوئی اور نہ رہا۔ ایک نوکر نے شہاب الدین احمد خان کے شانہ پر تلوار ماری اور بندوق سے اسکے گھوڑے کو گرا دیا وہ زمین پر گرا۔ چند وفاکیشون نے پھر اُسے گھوڑے پر سوار کیا اور اس آشوب گاہ سے نکالا۔ لوٹ کے دشمن لالچی تھے اس لئے انہون نے تعاقب نہین کیا۔
۲۵ کو شہاب الدین احمد خان و اعتماد خان و نظام الدین احمد تین سو آدمیون کے ساتھ پٹن مین جمع ہوئے۔ مظفر شاہ (نتو) نے اپنی حسب دلخواہ احمد آباد مین فرمان روائی شروع کی۔ اپنے ملازمون کو لمبے لمبے خطاب شاہانہ اور بڑی جاگیرین عطا کین یہ نہ سمجھا کہ خردون کو بزرگون کا نام دینا رسوا کرنا ہے تھوڑے عرصہ مین یہ سب اہل خطاب بے آبرو ہو گئے۔ انمین سی بعض نے منصب و علوفہ کی گفتگو مین اپنا چھچھوراپن دکھایا اور بعض نے بتول کی خواہش مین ایک دوسرے کی آب رو کو خاک مین ملایا۔ پاینده محمد سنگ کش اور تہک ایک دوسرے پر گھات لگانے گئے انکی دشمنی کی نوبت خونریزی پر آئی۔ مکار تہک نے اسکی طرف سے شہاب الدین احمد خان کو خط لکھا اور اوسکے پہرہ دار سے ملکر اپنا کام چلایا۔ مظفر نہ کچھہ سوچا نہ سمجھا اس نے پاینده خان کو پابند کر دیا۔ یہ پادشاہ کی اقبال مندی تھی کہ اسکے لئے دشمنون نے وہ کام کیا جو اس کے دوستون سے نہ ہو سکا۔
اسی زمانہ مین شیر خان فولادی سورت سے آنکر مظفر سے ملا۔ مظفر کو قطب الدین خان کی طرف سے تردد رہتا تھا اور اوس کے نوکرون کو بلایا تھا۔ عابد کو نسخ احمد آباد سپرد کیا۔ اور خود اوسکی طرف گیا اور شیر خان فولادی کو پٹن کو روانہ کیا اسی شورش مین سید دولت نے کھنبایت مین دست درازی شروع کی۔

خواجہ عمادالدین حسین نے چودہ لاکھ روپیہ بندر سے نکال کر تیزدستی سے قلعہ بروچ
مین قطب الدین خان پاس پہنچا دیا۔ قریب چالیس لاکھ دام کے سید دولت کو ہاتھ آئے
جب یہ سرگذشت بادشاہ نے سنی تو بہ نہم مہر ۹۹۱ھ سید قاسم و سید ہاشم و شیرو یہ خان
اور بہت سے امرا کو بسرکردگی مرزا خان بیرام خان رخصت فرمایا کہ سیدھے
گجرات کو جائین اور سرکشون کو سزا دین۔ قلیچ خان اور نورنگ خان کو مالوہ جانے
کی اجازت دی کہ اس سرزمین کے امرا کو لیکر لشکر گجرات سے ملائین۔ وہ یکتاولی
و خیرسگالی سے نیکو خدمتی بجالائین۔ اور قطب الدین کو فرمان بھیجا کہ اگرچہ اوسکی
جانبازی آشوب کے دور کرنے کے لئے کافی تھی مگر ہمنے حزم اندوزی کے سبب لشکر بھیجا
کہ اگر شر و فساد دور نہ ہوا تو وہ اُس سے کام لے۔

شہاب الدین احمد خان و اعتماد خان و نظام الدین احمد خان کا ارادہ ہوا
کہ پٹن سے بھاگ کر جالور چلے جائین اور اس ملک کو بالکل چھوڑ جائین کہ اس دو دلی مین
محمد حسین و شیخ ابوالقاسم اور اور امرا پندرہ سو سپاہ لے کر کمک کو آئے اور ایکہزار
آدمی غنیم سے جدا ہو کر شہاب الدین احمد خان سے آن ملے تو پٹن سے جانے
کا ارادہ موقوف ہوا۔ اس ہنگامہ مین راولیہ خاصہ خیل شیرخان نے قصبہ جونتھانہ
مین شورش اُٹھائی۔ بیگ محمد توقبائی نے مردانگی کرکے اس فتنہ کو مٹا دیا۔ شیرخان
نے یہ سنکر اپنے داماد حسین کو بہت سے آدمیون کے ساتھ وہان بھیجا۔ بیگ محمد نے
جنگ مین صلاح نہ دیکھی پیچھے ہٹ آیا۔ بادشاہی امرا اسکی امداد کو آگئے۔ غنیم
اس فوج کی شکوہ سے خوف کرکے پھرا تھا کہ بیگ محمد ان سے جا بھڑا۔ اور سخت لڑائی ہوئی
راجپوتون کی طرح وہ گھوڑے سے اُتر کر لڑا اور قریب تھا کہ وہ مارا جائے لیکن
خواجہ نظام الدین احمد اوسکی مدد کو آیا جس سے غنیم کو پراگندگی ہوئی۔ پھر شیرخان
بہت سی سپاہ کے ساتھ لڑنے آیا۔ لشکر شاہی نے تہیدستی سے نالش شروع
کی۔ ناگزیر اعتماد خان نے لشکر کی آذوقہ کا چارہ کچھ کیا۔ خود مع شہاب الدین احمد خان کے

شیرخان فولادی کا زیر ہو جانا ۲۸ ۔ ۹۹۱

بنگالہ داری کے لئے رہا اور امراء کو لشکر سمیت بسر کردگی شیر خان اپنے بیٹے کے
روانہ کیا۔ لشکر آئین جنگ کے موافق مرتب ہوا۔ ۲۰ آبان سنہ ۹۹۱ کو پٹن سے
اٹھارہ کوس پر میانہ کے نزدیک آتش جنگ روشن ہوئی۔ لشکر شاہی کے جرانغار کو
لغزش ہوئی لیکن حسین خان مخالف کا سردار برانغار میں مارا گیا اس لئے لڑائی کا
پانسہ پلٹ گیا اور بادشاہی لشکر نے فیروزی پائی اور بہت غنیمت پائی۔ بہت سے
باطل ستیز ہلاک ہوئے۔ کارآگاہوں کی سگالش یہ تھی کہ احمد آباد پر ابھی چلے چلیں
اور دشوار کار کو آسان کریں لیکن بیہودہ آدمیوں نے اسے قبول نہیں کیا اور اس
عزیمت میں یکتائی نہیں ہوئی۔

سب چھوٹے بڑوں کو یہ خیال تھا کہ جب بھڑوچ دیار میں مرزا خان
پہنچیگا اور قطب الدین خان اس کے ساتھ مل کر کام کریگا۔ تو شائستہ طور
پر فتنہ کی گرد بیٹھ جائیگی۔ مگر قطب الدین خان نے ناشناسائی اور خویشتن داری
کے سبب سے چارہ گری نہ کی۔ امراء پٹن نے ہر چند اس سے کہا کہ سرکشوں
میں منصب و جاگیر کے باب میں آپس میں جھگڑا ہو رہا ہے اور انکا حال غیر منتظم
ہو رہا ہے۔ چاہیئے کہ چستی و چالاکی سے روانہ ہو تو ناسپاسوں کا ہنگامہ پراگندہ
ہو جائیگا اور دشوار کار آسانی سے سرانجام پائیگا مگر اس نے گران پائی کی
پھٹ لشکر کی بے سامانی کا عذر کیا کچھ مالوہ کی سپاہ کا انتظار کیا۔ اس عرصہ
میں گرد فتنہ بہت بلند ہوئی۔ بادشاہ نے جب اسکو سرزنش کی تو چارہ گری
شروع کی۔ اپنے سے پہلے فوج روانہ کی۔ وہ رود بار مہندری سے پار جا کر
قصبہ سرنال پر دشمن سے لڑی اور اسکو شکست دیکر شرمسار کیا قطب الدین خان
نے خودسری اور خویشتن بینی سے قلعہ بروچ کا پسندیدہ سامان نہیں کیا اور
زربندوں کا دل ہاتھ میں نہیں لایا۔ یونہیں ۲۸ آبان سنہ ۹۹۱ھ کو بروچ
سے باہر چلا آیا۔ خیر سگالوں نے اس سے پوچھا کہ اس شورش بزرگ کو

قطب الدین خان [illegible] سنہ ۹۹۱

آسان سمجھنا اور لشکر کو نہ آراستہ کرنا کس لئے ہے؟ اس وقت ضرور ہے کہ سپاہ کو جو روپیہ کے لئے دُہائی دے رہی ہے اور زبان درازی کر رہی ہے روپیہ دے کر اوسکی زبان کو بند اور اوس کے دلون کو صید کرنا چاہیئے مگر اس نے کچھہ نہ سُنا۔ یہان تک نوبت آئی کہ سلطان مظفر بہت سا لشکر لے کر نزدیک آیا دونو طرف سے فوجین آراستہ ہوئین اس اثناء مین چرکس خان او میر لاخضان غنیم کی طرف آگئے۔ قطب الدین خان دیوار بند مین بیٹھا۔ غنیم نے اسکو چارو طرف سے گھیرا۔ اس زمانہ مین یہ خبر آئی کہ شیرخان کو شکست ہوئی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے اس سے مظفر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ لشکر بادشاہی کہین احمد آباد پر چیرہ دستی نہ کرے اس طرف چلئے۔ مگر یہ لشکر شادمان سے الٹا چلا آیا تھا۔ اس لئے وہ حصار کے لینے مین اور دلیر ہوا۔ قطب الدین خان نے مال پرستی اور جان دوستی کے سبب سے جانفشانی مین ہمت نہ کی۔ دشمن پاس زین الدین اور سید جلال کو بھیجکر صلح کی خواہش کی اور حجاز مع مال جانے کی درخواست کی مگر اس نے یہ نہ جانا کہ مال اندوزی آبرو کی پاسبانی کے لئے ہوتی ہے پسندیدہ زندگانی وہی ہے کہ عزت کے ساتھ ہو۔ سپاہی کا آئین یہی ہے کہ زیست ناپائدار کو اپنے خداوند کے کار مین مردانہ وار کام مین لائے۔ اور اس جوانمردی سے جاوید زندگی اور دائمی ناموس حاصل کرے۔ مظفر اس پیغام سے ایسا مغرور ہوا کہ اس نے زین خان کو تو ہاتھی کے پانؤن تلے کچلوایا اور دوسرے کو زندانی بنایا۔ اس شورش سے بھی وہ بیدار نہ ہوا اور خوشامد کر کے عہدنامہ حاصل کیا۔ سوار آخر کو مظفر کے پاس گیا اس نے اوسکو اور اس کے بھانجے عماد الدین حسین کو قتل کرایا پھر قلعہ بروج کا محاصرہ کیا۔ خواجہ عماد الدین حسین نے پناہ مانگی کوتوال نے قلعہ کی کنجیان سپرد کین۔ دشمن کو ۱۹ کو یون قلعہ بے جنگ ہاتھ آیا۔ انہون نے کھنبایت مین خزانہ شاہی اور مرزبان کا مال لوٹا۔ اور رعیت آزاری اور

بازرگان گیری کو اپنا پیشہ بنایا - اس سبب سے یورش گجرات پر بادشاہ کی توجہ ہوئی -

جب مظفر پاس سپاہ اور مال بہت جمع ہوا تو امراء پٹن کا ارادہ ہوا کہ جالور چلیئے اور اس ملک کو چھوڑیئے - اس وقت مرزا خان لشکر لے کر آگیا اس سبب جانے کا ارادہ موقوف ہوا - کچھہ امراء کے آنے کے لئے انتظار ہوا کچھہ کار شناسوں کی ہرزہ درائی سے آہستہ سفر ہوا - خواجگی طاہر نے مرزا جان سے پٹن کی حقیقت سنائی - اُس نے قطب الدین خان کا حال ظاہر نہ ہونے دیا - ۲۰ دی ۹۹۲ ھ کو وہ پٹن کے باہر آیا - انجمن مشورہ کو جمع کیا - کسی نے کہا کہ جبتک مالوہ کا لشکر قریب نہ آئے یہین اقامت کرنی چاہئیے - بعض نے کہا کہ جب تک خدیو عالم تشریف نہ لائین ہلنا نہین چاہئیے - بعض نے کہا کہ سامان کارزار آمادہ ہے - کاردان جوان مرد بہت سے ہین پھر لڑائی مین توقف کرنا کیا ضرور ہے -

غرض لشکر آئین جنگ کے موافق مرتب ہوا - مظفر بہت سا لشکر لے کر احمد آباد مین آیا - اور اسکو مرتب کیا - عثمان پور مین جہان پہلی لڑائی ہوئی تھی لڑنے کا قصد کیا - توپون کو شائستہ آئین سے لگایا - مصلحت آمیز ساختگی بھی پسندیدگی رکھتی ہے فرمان شاہی جعلی بنایا گیا اور اس مین یہ حکم لکھا گیا کہ ہم فلان تاریخ لشکر کی کمک کو خود روانہ ہوئے ہین جب تک ہم آن کر نہ ملین کارزار مین شتابی نہ کرنا اس مژدہ کے مشتہر کرنے کے لئے بزم نشاط آراستہ ہوئی سراسیمہ دلون کو اطمینان ہوا -

ہمت منشون کا قصد اور بڑھا - غنیم کو خوف پیدا ہوا - اولیاء بادشاہی نے اس خیال سے کہ ہم سے لشکر مالوہ ملجائے اور مخالف کی نبردگاہ بدل جائے بادشاہ کے آنے کا مژدہ لوگون کے دلنشین کیا وہ دشمن کے روبرو سے ہٹ کر سرکیچ کو چلے - ۲ بہمن کو وہان پہنچے - جنگ کا مقام تجویز کیا جسکی ایک طرف شہر تھا اور دوسری طرف دریا اس دل کشا جگہہ کو شاخ بندی درختون کے تھمے لگا کے

یورش مظفر گجراتی ۹۹۲ھ

کرکے ہموار کیا۔ مظفر اِس طرف روانہ ہوا اوس کے ایک گروہ نے بادشاہ کے
لشکر پر شبخون مارا مگر ناکام رہا۔ صبح کو لشکر شاہی نے اپنے خاربست کو مٹی کی
دیوار سے مستحکم کیا۔ غنیم کو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ کہین بادشاہ نہ آجائے
اور لشکر شاہی سے لشکر مالوہ نہ ملجائے اس لئے اُس نے لڑائی مین جلدی کی لشکر
شاہی کے امراء معرکہ آرائی مین تساہل امراء مالوہ کے انتظار کے سبب کرتے تھے
مگر اب ناچاری کو لڑنا پڑا۔ مشہور تھا کہ مظفر عقب سے دوسرے لشکر کے
روبرو آئیگا۔ اس لیئے راے دُرگا اس طرف متوجہ ہوا اور سپاہ مرتب ہو کر چلی
بیچ مین ایک بڑی جھیل ورریگستان آئے ہراول نے اُس سے باہر جانے مین
دل چرایا۔ مگر التمش نے پیش قدمی کرکے ہراول کی ہمت بندھوائی۔ اس تنگنا کے
گذرنے لشکر مین پراگندگی ہوئی اور کہین جگہہ لڑائی ہوئی اور سرافشانی اور
جان ستانی نے آرایش پائی۔ سید ہاشم بارہ نے سترہ زخم کھا کر جان دی
خضر آقا نے بھی خوب خدمات کین طرفین کے جوان مرد خوب لڑے ہراول اور
التمش کے پہلوانون نے پراگندہ چپقلش کین جُدا جُدا گروہ آپس مین لڑ رہے تھے
مرزا خان کے ساتھ تین سو جوان اور سو ہاتھی تھے وہ مظفر سے لڑ رہا تھا جس کے
پاس چھ سات ہزار سوار تھے۔ ہواخواہ مرزا کو مظفر کے آگے سے پیچھے لیجانا چاہتے
تھے مگر وہ کب انکی مانتا تھا۔ اس نے صف شکن ہاتھیون کو جوش مین لاکر مخالف
کے پانون اُکھیڑ دیئے اور فتح حاصل کرلی۔ رای دُرگا نے غنیم کے برانغار مین بیم
پیدا کی ہر کس و ناکس کی زبان پر تھا کہ بادشاہ ایلغار کرکے آگیا مخالف اس
خوف کے مارے بے لڑے بھاگ گیا۔ مظفر بھی محمود آباد کی راہ سے دریا
مہندری پر جلد آگیا اور ہر گروہ بے اوسان ہو کر جلد بھاگ گیا۔ تھوڑے مارے
گئے بہت سے بے آبرو ہوئے آخر دن تک یہ ہنگامہ گرم رہا۔ باوجودیکہ
بادشاہی لشکر دس ہزار سوار سے زیادہ نہ تھا اور دوسری جانب چالیس ہزار

اور ایک لاکھ پیادے تھے۔ **نظم**

بس اندک سپاہے کہ روز نبرد	وبسیار لشکر برآورد گرد
کہ در جنگ پیروزی از اختر است	نہ از گنج و بسیاری لشکر است

لڑائی بہت ہوئی تھی اور شام ہونے کو تھی اس لئے تعاقب نہین کیا گیا۔ پہلی نصرت گاہ مین خدا کا شکر ادا کیا گیا۔ صبح کو احمد آباد مین بزم عشرت آراستہ ہوئی۔ ہر گلی کوچہ مین شادیانے بجائے گئے۔ ۲۵ رکو حدود گھاٹم پور مین پادشاہ کو اس فتح کی خبر ہوئی۔

ایک روز درمیان قلیچ خان وشریف خان و نورنگ خان و تولک خان اور سپاہ مالوہ پادشاہی لشکر سے آن ملی۔ مظفر نے زرپاشی کرکے پھر سپاہ کو جمع کیا اور کھنبایت مین جاکر سوداگرون سے بہت مال لے لیا۔ بہت سے زمیندار اس پاس جمع ہوئے اور رعایا نے اس سبب سے کہ اوسکو اپنے سلاطین پیشین کا فرزند جانتے تھے اس سے وفاداری کی۔ یون وہ بہت دلیر ہوگیا اولیاء دولت سپاہ کی تہیدستی کی نالش سے اور کارشناس بیدلون کی بیہودگی سے لڑائی پر متوجہ نہ ہوتے تھے اور پادشاہ کے مقدم ہمایون کی آرزو کرتے تھے۔ اور خواہش کو فراخ ترکرکے نادرست اندیشی کرتے تھے۔ پادشاہ نے اُن کو بہت نصیحتین کین اور سمجھایا کہ بہت جلد یہ فتنہ دور ہوجائیگا جسکا اثر یہ ہوا کہ امراء نے لڑنے کا ارادہ کیا۔ بہت سے امراء کی رائے یہ تھی کہ سب یک دل ہوکر مظفر کے آوارہ کرنے مین کوشش کرین۔ بعض یہ کہتے تھے کہ پہلا لشکر ابھی کارزار کی محنت اُٹھا چکا ہے وہ آرام کرے۔ تازہ لشکر قلیچ خان اور نورنگ خان لے کر اس کام مین دل لگائین اور احمد آباد مین مرزا خان اور اور امراء جاکر آبادی ملک مین مشغول ہوون۔ آخر کو اس تدبیر پر سب کا اتفاق ہوا لشکر مالوہ ایک دو منزل چل کر وقت کوٹالنے لگا۔ مرزا خان نے سید قاسم زخمی کو اور بعض امراء کو دو ہزار

لشکر کے ساتھ احمد آباد کی حفاظت کے لئے چھوڑا خود کھنبایت کی طرف جو مظفر
کی شورش گاہ تھی روانہ ہوا مظفر نے سید دولت کو کچھ سپاہ کے ساتھ دولقہ
بھیجا اور پہلوان اختیار الملک اور مظفر شروانی کو محمود آباد کی طرف لڑنے کو
روانہ کیا۔ جب سپاہ شاہی مظفر سے دس کوس کے فاصلہ پہ آئی تو وہ قصبہ
سیدمین جو اجل ہر پار زمیندار کا بنگاہ تھا چلا گیا۔ شاہی لشکر بڑودہ مین آیا۔
تولک خان کو روانہ کیا کہ سید دولت کو سزا دے کر واپس آئے۔ اور باقی سپاہ
مظفر سے لڑنے چلین۔ ۱۹ اسفندیار مذکو لڑائی ہوئی۔ شاہی لشکر غالب آیا گرمی
کے سبب سے تعاقب نہ ہوا۔ مظفر نربدہ کے پار قصبہ نادوت مین آیا۔ وہان
سے کوہ جھاتیہ مین گیا۔ یہ ایک قریہ احمد آباد سے ساٹھ کوس پر ہے اس کی
استواری مشہور ہے تین طرف اوسکے پہاڑ ہے اور ایک طرف اس کے جنوب
مین رود تاپتی ہے۔ جب لشکر شاہی نادوت مین آیا تو آگے چلنے اور پیچھے
ہٹنے اور ٹھیرنے کے باب مین مشورہ کیا گیا ہر ایک نے اپنی دانائی کے
موافق رائے دی نادان چپ رہے۔ انہین دنون مین تولک خان
شکست دیکر واپس آیا اور لمک مرگیا جو مظفر کا سرمایہ شورش تھا جب لشکر شاہی
کی شہرت گرم ہوئی تو مظفر نے بروچ مین اسکو اور نصیرا اور چرکس کو چھوڑا
تھا۔ قاعدہ ہے کہ دورویان وہ دل زبان سے دوستی کی باتین بناتے ہین
اور باطن کی آگہی نہین رکھتے ہین۔ ہمیشہ پاینده خان مغل کو لمک اتحاد نامے
بھیجتا تھا۔ انہین سے کچھ نصیرا کے ہاتھ آگئے وہ اس کی جان کے پیچھے پڑا
اپنے تئین بیمار بنایا۔ لمک عیادت کو آیا اسکو مار ڈالا۔ اور تین سو تورانی جو
اس کے ساتھ تھے۔ اونکو بھی قتل کر ڈالا۔ تولک خان نے جب سید دولت کو
شکست دیکر باہر نکال دیا اور خود واپس چلا آیا تو وہ کھنبایت آن کر قابض ہوا
اور نیلا دکے تاراج کرنے کا ارادہ کیا۔ خواجم بردی تھانہ دار نے مردانگی

کرکے عرصۂ نبرد کو آرایش دی اور فتحمند ہوا - انہین دنون مین اتالیق بہادر بھاگ
گیا - اس یورش بزرگ مین یہ اوزبک غنیم سے جدا ہوکر لشکر شاہی مین آیا تھا -
اور میان بہادر نے اسکی دولت خواہی کو گذارش کرکے اپنے پاس رکھا تھا - جب
لشکر شاہی نادوت مین آیا تو وہ بھاگ گیا - میان بہادر قید ہوا - ۲۹ اسفندارمذ
کو لشکر نادوت سے نکل کر لڑنے آیا - مظفر بلند پہاڑ پر چڑھ گیا لڑائی خوب ہوئی -
لشکر شاہی نے اس پہاڑ کو لے لیا اور بندوق و توپون سے خوب کام لیا وہ
ایک جگہ پر قبضہ کرتا اور وہان سے دوسری جگہ توپین اور بندوقین کر اوسے لے لیا
اس طرح دشمن کو بھگایا اس کے دو ہزار آدمیون کو مارا اور پانچ سو کو اسیر کرکے
قتل کیا - پادشاہ اس فتح نمایان سے بڑا خوش ہوا اور مرزا خان کو خانخانان
کا خطاب اور پنجہزاری منصب عطا کیا - ہم نے اوپر لکھا ہے کہ سید دولت کھنبایت
مین جا کر پھر چیرہ دستی کرنے لگا تھا - موہن راجہ - میدنی رائے - راجہ مکت من اور اور
راجہ اوسکی سزا کے واسطے نامزد ہوئے - پہلے اس سے کہ لشکر اوس کے سر پر
آئے وہ معمورہ پیلاد کو تباہ کر رہا تھا - خواجم بردی نے اسکو شکست دی وہ زخمی
ہوکر بھاگا - اس کے ہاتھی اور سب اسباب چھن گیا - انہین دنون عابد و میرک یوسف
و میرک خصال اور سرکشون نے راج پیلہ کے کوہستان سے نکل کر رعیت آزاری
شروع کی - خانخانان نے آب مندری سے خواجہ نظام الدین کو بھیجا وہ دولقہ
مین آیا سرکشون کا لشکر پراگندہ ہوا اور پادشاہی لشکر واپس گیا -
۱۵ اردی بہشت سنہ ۹۹۲ ۲۹ کو خانخانان احمد آباد مین آیا ملک کی آبادی اور زیردستون
کے دلاسے مین مصروف ہوا - پراگندیان کچھ کم ہوئین - مظفر کوہستان راج پیلہ سے
نکل کر ایدر کی طرف گیا - پھر کاٹھیوارہ مین پناہ لی - بندر کھوکہ مین گمنامی کے
کونہ مین بیٹھا اور اپنے ہمراہیون مین سے ہر ایک کو ایک گوشہ مین چھپایا
شیر خان فولادی ولایت بکلانہ مین گیا - اس سرزمین کا مرزبان اس کی گرفتاری

در پے ہوا وہ اپنا مال و منال چھوڑکر حیلہ سازی سے دکن کی طرف چلا گیا۔ کچھ سرکش جیسے کہ مہدی سلطان اور خضر خواجہ خان پسر مرزا محمد مقیم نقشبندی بادشاہی لشکر سے آن ملے۔ سید دولت کا تعاقب کچھ کیا گیا اگر زیادہ کیا جاتا تو وہ گرفتار ہوتا۔ جب مظفر خان کو دوبارہ شکست ہوئی۔ قلیچ خان و نورنگ خان نے آغاز فروردین ۹۹۲ھ مین بروچ کے حصار حصین کا محاصرہ کیا۔ اس کی کشایش مین دیر لگی تو خانخانان نے شہاب الدین احمد خان کو بہت سے آدمیون کے ساتھ کمک کو بھیجا اور یہ سرکار اسی کی تیول مین مقرر کی۔ امراء نے اب سخت کوشش کی۔ ا مہر گوبند وچیون کا سرگروہ باہر آیا۔ اہل قلعہ کی عاجزی کو بیان کیا اور یہ بادشاہی افسرون سے کہا کہ اگر وہ قلعہ کے دروازہ پر آئین تو میری طرف کے آدمی دروازہ کو کھولدینگے اور دشوار کار آسانی سے ہو جائیگا۔ یہی کیا گیا جس سے قلعہ فتح ہو گیا۔ نصیرا فکر کرکے مورچل سے باہر چلا گیا اور چرگس بہت سے سرکشون کے ساتھ مارا گیا۔ ستودہ خو آدمی ہین۔ جب تک یہ صفات نہ جمع ہون وہ افسر فرمانروائی کے قابل نہین ہوتا۔ اول دریافت والا جسے حق گذاری اور کردار کی مرتبہ شناسی ہوتی ہے۔ دوم داد دہی کے وقت خویش و بیگانہ دوست و دشمن کو نہ دیکھنا تاکہ بے زر و زور و ستم رسیدہ کامیاب ہون اور بدگو ہر مردم آزار کونون مین چھپتے پھرین۔ سوم خدا داد دلاوری کہ ستمگارون کے شکوہ کے سبب سے دادگری سے باز نہ رہے اور شورشون کے وقت مستقل رہے۔ چہارم جدکاری جہانبانی مین رات دن کو نہ جانے اور راحت کو محنت سے زیادہ نہ پسند کرے۔ پنجم فطرت عالی اسکے دل مین سیم و زر کا وزن کچھ نہ ہو۔ بخشش و بخشایش سے زر بندون کو پرستار بنائے۔ ششم فراخ حوصلگی کشادہ پیشانی سے زمانہ کی ناخوشیون کو برداشت کرے۔ ناکامی سے غمناک نہ ہو۔ ہفتم دیگر گونگی کیش و مذہب اسکو پاسبانی سے باز نہ رکھے اور گروہا گروہ آدمیون کو ایمن کرے۔ ہشتم مہرافزونی —

قلعہ بروچ کی فتح ۹۹۲ھ ۲۹

سلطان مظفر کی برابر دوسری شکست ۹۹۲ھ ۲۹

آدمیون کی ناخوشی سے آزردہ ہوا اور خوش خوئی سے چارہ گری کرے تاکہ جھگڑا
سرتاب غاشیہ بندگی دوش پر رکھین اور نزہت گاہ دولت سے غبار دوئی
نہ اوٹھے۔ ہشتم گزیدہ تدبیر شناسائی کو کردار مین لاے۔ بائست وقت کو شائستگی
کے ساتھ کرے تاکہ بدکاری کا خار بُن اکھڑ جاے۔ اور آشوب گاہ جہان آرامش
پائے۔ دہم کم آزی خواہش ناہنجار کو پیدا نہ ہونے دے اور عقل کے خلاف کام
نہ کرے تاکہ خشم کی چیرہ دستی سے باز آئے اور دولت روز افزون ہو۔ یازدہم
رای زنی مین اپنی دانش و بینش پر اعتماد نہ کرے اور کار آگاہون سے پژوہش
کرے۔ ہر شخص پر راز نہ کھولے اور دیدہ ور خیر سگال سے شرم کو باز نہ رکھے۔ تاکہ اسکو
روزگار گزند نہ پہنچائے اور ہمیشہ خوش رہے۔ دوازدہم تقلید دشمنی ہمیشہ تحقیق
دوستی کو اپنا پیشکار بنائے۔ دلیل پرستی کو اپنا شعار رکھے۔ تاکہ بہت سے آدمیون کو
ایک روش خاص پر دیکھ کر ڈھل مل نہ ہو جاے۔ اور جستجوی حجت سے صبر نہ کرے
مظفر خان مین خصلتین نہ تھین کہ وہ فرمان روا بنتا۔ دولت کی کثرت نے اسکو
دیوانہ بنا دیا تھا۔ اور جو دیکھ دوبارہ اوسکے سر پر سنگ ادبار لگا۔ مگر وہ اپنی غفلت سے
بیدار نہ ہوا اور شورش زیادہ مچانے لگا۔ اپنے اندوختون کو لٹا کر ہنگامہ آرا ہوا
زربندے اسکے گرد جمع ہوئے۔ قصبہ کھندل مین جو جونہ گڈھ سے پانچ کوس ہے
وہ فتنہ جو ہوا اور امین خان غوری اور جام سے دوستی کا ڈول ڈالا۔ ان
بومیون نے باتین بنا کر اس سے زر لے لیا اور اپنے ملنے کو اور وقت پر ٹالا۔ وہ
فرصت کی کمین گاہ مین بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت کہ لشکر شاہی واپس آیا اور اس
سرزمین کے تیولدارون کو شورش کے سبب کم حاصل ہوا اور پہیہ پراگندگی ہوئی تو
اسکو قابو ملا اور اوس نے فتنہ مچایا خانخانان نے قلیج خان کو کارشناسون کے
ساتھ احمد آباد کی پاسبانی کے لئے روانہ کیا اور دو طرف فوجین نامزد کین
میدنی رائے اور امیرون کو موضع حداله مین۔ ڈندوقہ سے سات کوس پر چھوڑا

اور سردارون کو شہر سے آٹھ کوس پر ہمراہ بٹھایا۔ سید قاسم کو سادات بارہ
کے ساتھ پٹن مین چھوڑا اور سروہی کو نورنگ خان اور خواجہ نظام الدین احمد کو خود
لے کر مظفر کی تلاش کے لیے روانہ ہوا۔ وہ مورلی مین زمینداروں کی راہ دیکھ رہا تھا
اور ہر طرف اپنے آدمیون کو بھیج کر مال جمع کرتا تھا۔ رادھن پور کو لوٹ لیا تھا لشکر
شاہی کی خبر سنکر وہ گھبرا گیا اور راجوٹ کوکہ ملک کاٹھیواڑہ کا بڑا شہر ہے
روانہ ہوا۔ خانخانان نے لشکر کو چھوڑا اور تیز رو ہوا۔ بیرم گانو سے کھرری تک
ساٹھ کوس مین آبادی نہ تھی۔ پادشاہی لشکر نے آذوق ساتھ لیکر لوٹنا شروع
کیا مظفر اُس کے سامنے نہ ٹھیر سکا۔ کوہستان بورہ کی طرف چلا گیا یہ ایک پہاڑ
بڑا بلند سمندر کے قریب ہے تیس کوس لمبا اور دس کوس چوڑا ہے اسمین شیرین چشمے
روان رہتے ہین اور خودرو میوے فراوان ہوتے ہین اس سے بیس کوس برہ
دوار کا شمال رو یہ ہے اس نواح مین افواج شاہی نے قیام کیا۔ یہان کے زمیندار
لاہہ گرائی سے پیش آئے اور اُنہون نے اپنی دولت خواہی کی دستاویز یہ بات
بنائی کہ مظفر یہان آیا اور ہم اس کے ساتھ نہین ہوئے۔ امین خان غوری
نے اپنا بیٹا پادشاہ کی پرستاری کے لئے بھیجا وکلاء جام نے عرض کیا کہ
مظفر چالیس کوس پر ہے تیزدست آدمی جائین تو اُسے گرفتار کرلین خانخانان
نے جریدہ تگاپو کی مگر اس کا نشان نہ پایا۔ لوگون نے کہا کہ وہ اس سرزمین
سے نکل کوہ بورہ مین چلا گیا ہے خانخانان نے لشکر کی چار توپ بنائے
اور اسکو چار گوشون مین بھیجا۔ اس سرزمین کے راجپوت اُس سے کٹ کٹ کر لڑے
اور مر مٹے۔ یہ آباد زمین لوٹ مار مین آئی اور پادشاہی لشکر کو بہت غنیمت
ہاتھ آئی مگر سلطان مظفر کا نشان کہین نہ پایا۔ اس سے جام کی حیلہ اندوزی
اور فریب آرائی معلوم ہو گئی۔ مظفر ولایت جام کی طرف گیا اور اپنے بیٹے
کو وہان چھوڑ کر خود احمد آباد کی طرف چلا۔ خانخانان نے اوس کے اسطرف

جانے پر خیال نہین کیا بلکہ جام کے سزا دینے کو مقدم جانا۔ جام بھی لشکر لیکر آیا۔ وہ جانتا تھا کہ مظفر کی خبر سنکر لشکر شاہی سراسیمہ ہوگا مگر وہ جب چار کوس لشکر شاہی سے آیا تو خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ رائے درگا و کلیان رائے کی معرفت اطاعت قبول کی اور اپنے بیٹے جیتا کو بھیجا۔ خانخانان نوانگر سے جو اسکی بنگاہ تھی واپس آیا اور احمد آباد کی طرف چلا۔ مظفر زمینداروں کو ساتھ لیکر اس فوج سے لڑا جو ھدالہ مین تھی پرانتی کے نزدیک لڑائی ہوئی اور اسکو شکست ہوئی اور بڑے بڑے مشہور ہمراہی اوسکے مارے گئے اور شورش مٹ گئی۔ خانخانان کو حکم تھا کہ جب گجرات سے اسکی خاطر جمع ہو تو وہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو وہ ۸ تیر سنہ ۹۹۳ھ کو چلکر ۲۰ کو بادشاہ کی خدمت مین آیا۔

بادشاہ کی خدمت مین گجرات سے خانخانان چلا آیا تو مظفر نے میدان کو خالی جانا اور فتنہ اٹھایا۔ اسکا منصوبہ یہ تھا کہ احمد آباد کو لے لے۔ حاکم نصیحت کی کہ وہان جلد جانا نہین چاہیئے اور بزرگ کام کو آسان نہ سمجھنا چاہیئے۔ اول امین خان غوری سے خاطر جمع کرنی چاہیئے اگر وہ ہمراہ نہ ہو تو اسکی مالش اول کرنی چاہیئے پھر جونہ گڈھ لینا چاہیئے۔ مین عمدہ سامان لیکر ملجاؤنگا۔ اور آسانی سے ملک گجرات ہاتھ آجائیگا۔ ان باتون کو سنکر اسنے قصبہ بیرپلی پر تاخت کی اور امین خان کی ولایت پر غلبہ پایا۔ اس زمیندار نے کارگذاران شاہی سے گذارش کی کہ مجھ مین لڑنے کی قوت نہین ہے اگر میری کچھ یاوری ہوگی تو یہ شورش آسانی سے مٹ جائے گی۔ قلیج خان خود تو احمد آباد مین بیٹھا کے لئے بیٹھا اور سید قاسم و خواجہ نظام الدین احمد کو اس طرف روانہ کیا اور بیگ محمد توقبائی اور امیر محبت اللہ و سید سالم کو پہلے سے روانہ کیا۔ یہ لشکر تین کوس چلا تھا کہ مظفر بھاگ کر کاٹھی واڑہ مین چلا گیا۔ امین خان کو شاہی لشکر کے آنے سے بڑی تقویت ہوئی اور اسنے گذارش کی کہ اگر ہزار سوار اور

سلطان مظفر گجراتی کی لڑائی امرائے اکبری سے ۹۹۴ھ

ملجائیگی تو مین اس راہ سے مظفر کا تعاقب کرون اور دوسری جانب راہ سے لشکر شاہی اسکے پیچھے پڑے - اسواسطے قلیچ خان وسید لاد اور اور امراء کو اس راہ مین بھیجا اور دوسری راہ سے اور سرداران شاہی تیز قدمی سے چلے امین خان نے قصبۂ راجکوٹ کو کہ اسکے پناہ گاہ تھے لوٹ لیا تو مظفر رن مین چلا آیا - یہ رن زمین شورہ زار ہے - دریا کا مدوجزر اس مین رات دن تماشے دکھاتا ہے - وہ دو سو کوس لمبا اور تیس کوس سے پچاس کوس تک چوڑا ہے - گرمی مین خشک ہو جاتا ہے - میٹھا پانی اس سرزمین مین گذرنے سے شور بن جاتا ہے - داور الملک کے مزار کے نزدیک اُمرا آئے - یہان امین خان بھی اُن سے مل گیا اور جام بھی پیمان کے موافق آیا ان دونو زمینداروں کو دلاسا دیکر اپنے اپنے ٹھکانہ مین جانے کی امراء شاہی نے اجازت دی اُنھون نے اپنے فرزندون کو لشکر کی خدمت گزینی کے لیے چھوڑا دفعۃً اس طرح شورش مٹ گئی - انجام کار خانخانان بھی آگیا - اثناء راہ مین سروہی اور جامور کی مہمات کا انصرام بھی کیا راہی سروہی تو تھوڑے دنون مین راہ پر آگیا - غزنی خان جاموری نے سرتابی کی - جب دیکھا کہ رستگاری دشوار ہے تو پناہ مانگی اسکو خانخانان ساتھ لیکر چلا آیا - جالور اور رن اقطاع مین دیدیئے - سروہی کے نزدیک شکار کو گیا - گرمی کے سبب درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ ایک شکاری نے گائے پر ستم کیا - اس سبب راجپوتون نے لڑنا شروع کیا - خانخانان بھی لڑائی مین شریک ہوا - جان پر آن بنی تھی مگر ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت * اسی کو فتح ہوگئی *

سلطان مظفر گجراتی [illegible] ۱۰۰۱ھ

جب مظفر مین پیکار کی نیرو نہ رہی تو اُس نے مکاری اختیار کی - ایک شخص کو جسکو ہامانی کا خطاب دیا تھا - پنہان احمد آباد مین بھیجا اور اولیاء دولت کو چند نامے لکھے جس سے مراد یہ تھی کہ اگر خطوط کارپردازون پاس پہنچ گئے تو انمین سے بعض اسکی طرف ہو جائینگے بعض دورویی کرنے لگینگے بعض کی ہمت مین خلل ہوگا

یہ نامے پکڑے گئے اور باطل ارادے اوس کے معلوم ہو گئے۔ تا تان کی بابت کہی گئی اوس نے ایک جماعت کو اولیاء سلطنت کے جانون کے شکار کرنے کے لئے مقرر کیا تھا یہ مکر بھی کھل گیا چنانچہ شہباز خان افغان نے طمع زر مین آنکر مکمل بیگ کو مارا تھا وہ اس نمک حرامی کے جرم مین ہلاک کیا گیا۔ وقایع سی و سوم سنہ ۹۹۵

ولایت کچھہ کے مرزبان کھنگار کے برادر زادہ پنچاین نے آدمیون کو جمع کرکے سیلوو کو لوٹنا شروع کیا۔ رائے سنگہ جھالا اس سے لڑا اور مارا گیا۔ قلیچ خان اور چند امراء احمد آباد مین پاسبانی کے لئے بیٹھے سید قاسم اور نظام الدین احمد مید نی رائے اور اور امرا اس سرکش کی سزا دینے کے لئے دوڑے پادشاہی لشکر کے آنے سے کہبار بری مین سرکش پناہ لے گئے۔ سارا بنگاہ انکا لٹ گیا۔ جام دکھنگار نے عاجزی شروع کی۔ امراء نے پھر کر بزم نشاط آراستہ کی۔ ایک ہفتہ نہین گذرا تھا کہ مظفر باہر آیا اور دولقہ کی طرف فتنہ برپا کیا۔ امراء شاہی اس کے درپے ہوئے تو وہ اسکی جانب چلا۔ تن آسانی کے سبب سے لشکر شاہی نے اس کی شائستہ جستجو نہین کی۔

پنچاین وجیا برادر زادگان کھنگار نے ہمراہ ان عم جام و مظفر ارغون سے مل کر ایک شورش مچائی۔ قصبۂ دھن پور کو گھیر لیا۔ رادھن خان بلوچ اور اور جوانمردون نے مردانگی اور آگاہی کے ساتھہ پاسبانی کی اور دو دفعہ دشمن پر شبخون مارا۔ اور دو روز تک باہر رہ کر سخت لڑائی لڑے سید قاسم و کامران بیگ و راوبہ سفر زاد اور مدد کو دوڑے گئے۔ تھوڑے عرصہ مین یہ شہرت ہوئی کہ مظفر گجراتی اور کاٹھیون نے سر اوٹھایا ہے۔ خواجہ نظام الدین احمد بخشی و خواجہ رفیع اور اور افسر اوسکے پیچھے پڑے اور بیرم گانون کی طرف جہان فتنہ انداز رہتے تھے تورنگ خان دوڑا۔ قلیچ خان احمد آباد مین مقیم رہا۔ جب لشکر دس کوس پر غنیم سے پہنچا تو سرکش پراگندہ ہوگئے۔ جب دوسری فوج آن کر ملی تو وہ

پرتال کو چھوڑکر تیز رفتار ہوئے رن سے گذر کر قصبہ کٹار یہ مین انہون نے اپنا بنگاہ بنایا اور بہت اسباب جمع کیا۔ اس ولایت کے سرگروہ بھارہ نے لابہ گری شروع کی۔ اُمرا اُسے قبول کرکے قصبہ بلیہ مین شتاب رو ہوئے۔ رن کی ہولناک میدان کو ایک اور راہ سے طے کیا۔ فتنہ افزا ہاتھ نہ آئے مگر ملک کی لوٹ بہت ہاتھ آئی۔ قصبہ مورلی مین وہ آئے راہ مین بہت سی آبادیون کو لوٹا بڑی بڑی سنگڑون کو فتح کیا۔ جب لشکر مورلی مین آیا تو زمینداروں نے پناہ مانگی وزیر خان نے یہ ملک کھنگار کو دیا تھا خانخانان نے بھی اُسے دیدیا۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ مضافات گجرات مین بکلانہ ایک وسیع ملک ہے جسکی ریاست مند کو بھرجی کہتے ہین اسکے بھائیون نے شورش برپا کی۔ اور بھرجی نولیکہ مستحکم قلعہ مین چلا گیا وہ بادشاہ کا مطیع تھا اسلیئے قلیج و خواجہ رفیع انکی مدد کو گئے پہلے اس سے کہ یہ لشکر پہنچے بھرجی کو دوست نما دشمنون نے مار ڈالا جو امرا گئے تھے اُن سے سرکشون نے مدارا کرلی۔ امیر خان غوری کے چھوٹے بیٹے ظفر خان نے باپ سے لڑنا شروع کیا۔ آلایش تحنہ کو ظاہر کیا۔ مظفر نے بھی اس سے مکر فتنہ مچایا۔ امین خان نے اپنے مین لڑنے کی سکت نہین دیکھی کنارہ کیا اور اولیاء دولت کو نیاز نامہ بھیجکر یاوری طلب کی۔ نورنگ خان و خواجہ نظام الدین احمد و میدنی رائے اور راو درسروار مدد کو گئے۔ مظفر اس لشکر سے ڈرکر کوہستان مین چلا گیا اس اندیشہ سے کہ ملک ہاتھ سے نہ نکل جاے اور پسر پدر سے آشتی نہ کرلے۔ امین خان اور جام کے بیٹون کو میدنی رائے جا کر لے آیا یکبارگی یہ فتنہ مٹ گیا۔ قلیج خان کی جگہہ اسمعیل قلی خان بھیجا گیا۔ گجرات سے خانخانان بلا لیا گیا اور خان اعظم مرزا کوکہ اسکی جگہہ بھیجا گیا۔ پھر یہان سرکشون نے سر اُٹھایا۔ جام ان سرکشون کا سرگروہ تھا اس نے سرکشون کے جمع کرنے مین خوب اہتمام کیا اور بدذاتون کے خزانے جمع کرکے باہر نکالے اور سلطان مظفر کو سپہ آرا بنایا۔ دوست خان پسر امین خان

حال خان اعظم مرزا کوکہ کا فتح پانا اور مظفر گجراتی کا شکست کھانا اور ... سنہ ۹۹۹

غوری مرزبان جوناگڈھہ وسورت کو اور کھنگار کچہ کے سردار کو مدد کے لئے بلایا۔
پہلے اس سے کہ ان سرکشون کا ہنگامہ گرم ہو کوکہ وہان پہنچا اور کچہ سرکشون کی پروا
نہ کی کہ وہ کیا کر رہے ہین۔ انکی حقیقت کچہ نہ سمجہا۔ یہان تک کہ بعض سرکشون نے
شور افزائی کی تو پہر وہ سب کام چہوڑ کر اس سرکشی کی چارہ گری مین مصروف ہوا
قلیچ خان کے بہائیون اور اسماعیل خان قلی کے بیٹون نے جو اس ملک کے بڑے
اقطاع دار تھے نامعقول عذر کرکے اوسکی ہمراہی نہ کی۔ اس گروہ کا نہ آنا اچھا ہوا
اسلئے کہ سپہ کشی مین جسقدر بیگانہ خود سر کمتر ہوتے ہین اتنا ہی کام شائستگی کے ساتھ
بیشتر ہوتا ہے۔ ایک آدمی کی بیدلی ایک گروہ کو اپنی جگہہ پر قائم نہین رہنے دیتی
ایک ناہنجار سخن برہمی درہمی و برہمی پیدا کر دیتا ہے۔ بیرم گا نوکے نزدیک فتح خان
و چندرسین زمیندار حلودا ورکرن پرمال کلاتہ موربی اور بہت سے اور سرکش بادشاہی
لشکر سے کرٹنے کو تیار ہوئے۔ نورنگ خان وسید قاسم و خواجہ سبحان آگے
پیچہے گئے یہ لوگ موربی مین غنیم کے ملک سے پچیس کوس کے فاصلہ پر یونہی پڑے
رہے اور صلح کا پیغام دینے لگے اور کچہ کام نہ کیا اور فروتنی اختیار کی سرکشون نے
صلح منظور نہ کی اور لڑنے کا ارادہ کیا۔ کوکلتاش چارہ گری کے درپے ہوا۔ باوجودیکہ
بادشاہی لشکر دس ہزار سے کم اور غنیم کا لشکر تیس ہزار سے زیادہ تھا مگر اس نے
سات کوس سے لشکر آراستہ کیا۔ قول مین خرم خواجہ ابوالقاسم دیوان حکیم مظفر
اردستانی۔ قرل ابدال اور دو ہزار سپاہ اور برانغار مین نورنگ خان پندرہ
سو سپاہ جرانغار مین خواجہ رفیع محمد حسین شیخ قاضی حسین۔ سید ابواسحق چندرسین
اٹھارہ سو سپاہ ہراول مین سید قاسم سید بایزید سید بہادر سید عبدالرحمن سید
سلیم۔ میر شرف الدین۔ سید مصطفی چودہ سو سپاہ۔ التمش مین سولہ سو سپاہ اور
کوکلتاش و کامران بیگ محمد توقبائی و خواجہ بابا و قادر علی کوکہ مع چار سو سپاہ کی
طرح التمش مین گوجر خان چہہ سو جوانون کے ساتھ طرح برانغار مین خواجم بردی

اس قدر دلاوروں کے ساتھ طرح جرانغار- دوسری طرف قلبگاہ مین مظفر سپاہ
چار ہزار گروہ لونیہ کا تھی — برانغار مین چار ہزار پانچ سو سپاہ جرانغار مین جام
آٹھ ہزار سوار مقدمہ مین آجا پسر جام اور بابنیہ اسکا چچا اور جسا اور اوسکے بھائی
چار ہزار پانچسو سپاہ یہ قرار پایا کہ سپاہ آب سے گذر کر ۳۰ تیر ۹۹۹ھ کو لڑائی
ہو- مگر جب اس دریا سے گذر ہوا تو ایسا مینھ برسا کہ دو رات دن تک لشکر ایک
دوسرے کو نہین دیکھ سکتے تھے- غنیم کا لشکر بلندی پر تھا اور اولیاء دولت نشیب
مین تھے- پانی کی افزونی سے اور آذوقہ کی تنگی سے وہ عاجز ہوئے تھے-
دو دفعہ شبخون مارا اور ناکام رہے- جب سختی حد سے زیادہ ہوئی تو ناچار لشکر
نوانگر بیگاہ جام کی طرف مسلوک ہوا- کہ کہین روزی ہاتھ آئے- ایک آباد
گانو مین پہنچا- وہان علف اور بہت غنیمت ہاتھ آئی- دشمن بھی لڑنے آئے-
مہر امرداد ۹۹۹ھ کو سخت لڑائی ہوئی- تیر و شمشیر سے کارد و خنجر پر نوبت
آئی- غنیم کے راجپوت اپنی آئین کے موافق گھوڑون سے اُتر کے خوب لڑے-
مہراون مع برادر اور دو پسر و جسا اور پانچ سو راجپوت ایک جگہ لڑکر مرے-
ظریف خان وکیل دولت خان اسیر ہوا- جام و مظفر بے لڑے بھاگے-
دولت خان زخمی ہوکر جونہ گڈھ مین گیا- دو ہزار غنیم کے مارے گئے اور بادشاہی
لشکر مین سو آدمی مارے گئے اور پانچسو سخت زخمی ہوئے- اور سات سو
گھوڑے تلف ہوئے- لشکر شاہی کو فتح ہوئی- اور فیلخانہ اور توپ خانہ
اور اور اسباب غنیمت ہاتھ آیا-

جب مرزا کوکہ نے فتح پائی تو وہ صبح کو نوانگر کی طرف دوڑا اور بہت غنیمت
جمع کی- جام و مظفر کہسار برہیرہ مین چلے گئے- کوکلتاش نے ان سرکشون کی
مالش کے لئے توقف کیا اور چارہ گری کے درپے ہوا- نورنگ خان- سید قاسم
خواجہ سلیمان کو جونہ گڈھ کے قلعہ کی فتح کے لئے بھیجا- ارادہ اس کا یہ تھا کہ اگر

سرزمین سے فارغ ہوکر خود قلعہ کی فتح کو جائے۔ لشکر جو بھیجا گیا اسکو ملک کی بیراہ
اور گرانی ارزی سے بہت تکلیف ہوئی۔ افسردگی اور گرانباری کے ساتھ قلعہ
سے نزدیک ہوئے۔ دولتخان جو زخمی ہوا تھا وہ مرگیا اس لئے قلعہ کشائی کا ارادہ
ہوا۔ اہل قلعہ سے کہا کہ مالک قلعہ مرگیا۔ سپاہ شاہ فتحمند ہوئی۔ اب مناسب ہے
کہ قلعہ کی کنجیاں پیمان کی دستاویز پر حوالہ کردو۔ اہل قلعہ نے جواب دیا کہ کسی معتمد کو
بھیجدو کہ جس سے ہم اپنی خواہش ظاہر کرکے دلجمعی کریں۔ اس زمانہ میں معلوم ہوا
کہ ایک گروہ کاٹھی نے پرٹنال کو لوٹ لیا ہے۔ ناگزیر اس طرف کوچ کیا اتنے
میں مظفر بھی وہاں پہنچ گیا۔ اہل قلعہ نے نخوت اختیار کی۔ خان اعظم برآشفتہ ہوا
اور قلعہ کی فتح کا ارادہ کیا۔ مظفر باہر آیا اور مشہور ہوا کہ وہ احمدآباد کی طرف جاتا
ہے۔ کوکلتاش نے فوج بسرکردگی خرم خواجہ اس کے پیچھے روانہ کی خود چاہتا تھا
کہ قلعہ فتح کروں اتنے میں معلوم ہوا کہ جام بنگاہ کے قریب جاتا ہے تو وہ بہت
جلد اس طرف آیا تو وہ پھر کر لابہ گری کرنے لگا۔ اسی زمانہ میں نظر بیگ اور اس کے
فرزندوں نے شورش برپا کی۔ ناگزیر جام کا عذر قبول کرکے اسکی طرف متوجہ
ہوا۔ انہیں دنوں میں میر ابو تراب ندوقہ میں بادشاہ کے پاس سے آیا۔
خدمت گزار ملازموں کے لئے خلعت اور گھوڑے اور فرمان لایا۔ تاکوہ سرکشوں
کے بھی دب جانے کا مژدہ آیا۔ کوکلتاش خان کا ارادہ تھا کہ قلعہ کو فتح کرے
مگر ہمراہیوں کی واماندگی سنگ راہ ہوئی۔
مگر جب سپاہ نے آرام لیا تو پھر اس قلعہ کی کشادگی کی طرف خیال ہوا
کھوکھن پسر جام اور بہت سے سرکش اس سرزمین کے عاجزی کرکے مطیع ہوئے
سومناتھ و کوکرہ و منگلور و لیوہ و بیرد وغیرہ سولہ بندروں پر بے جنگ قبضہ ہوگیا
اسکے بعد جونہ گڈھ کے قلعہ کو سپاہ روانہ ہوئی وہ امین خان غوری کے
پوتوں کے پاس تھا وہ بڑا نامور قلعہ تھا اور وہ ولایت سورٹھ سے وابستہ تھا

پہلے فرمانروایون مین سے کسی نے اسپر قبضہ کمتر پایا تھا۔ ۲۲ خرداد سنہ ۱۰۰۱ھ سپاہ اوسکے پاس آئی ستر مورچے بنائے۔ نورنگ خان نے کاٹھی کے گروہ کو سزادی وہ اہل قلعہ کی مدد کرتے تھے۔ آج ہی قلعہ مین آگ لگ گئی اور بہت سا اسباب قلعہ داری جل گیا۔ فرنگی توپ انداز کہ مسلمان ہوگیا تھا اور اس پیشہ مین چابکدست تھا سراسیمہ ہوکر خندق مین گرا مگر اہل قلعہ پاس آذوقہ بہت تھا اور جگہہ استوار تھی سو توپین ہر روز چند بار چلاتے تھے اور ہر توپ مین ڈیڑھ من کا گولہ آتا تھا سپاہ تو درماندہ تھی مگر کوکلتاش اوسکی دلدہی کرتا تھا اور سررشتہ کوشش کو نہین چھوڑتا تھا۔ ایک کوہچہ معلوم ہوا اسپر سرکوب بنایا اور وہان سے توپ اندازی شروع کی تو اہل قلعہ بیدار ہوئے۔ لابہ گری کرنے لگے۔ تین دن تک لڑائی رہی۔ ۱۷ اسفندار سنہ ۱۰۰۰ھ کو قلعہ نشینون نے پناہ مانگی اور کنجیون کے حوالہ کرنے کو اپنی بستگیون کی کشایش سمجھے۔ سات برس کا لڑکا میان خان اور بارہ برس کا لڑکا تاج خان جو امین خان کے پوتے تھے اور سیتاون نامور آدمی کوکلتاش خان پاس آئے۔ اُس نے درست پیمانی کے ساتھ اُنکے مال و جان و ناموس کی پاسبانی کی اور ہر ایک کو اپنی آباد جاگیرون مین خلعت دیکر بھیجدیا۔ جب جونہ گڈھہ فتح ہوگیا اور زمیندار مطیع ہوئے تو کوکلتاش نے اپنی ساری ہمت مظفر کی گرفتاری مین صرف کی۔ مظفر سیوا آباد جھیل مین چلا گیا وہ ایک بڑھی ولایت لار کی ہے اس مین دوارکا کا پرستش کدہ ہے۔ کوکلتاش نے نورنگ خان اور امرا کو اس طرف بھیجا۔ ۱۶ مہر سنہ ۱۰۰۱ھ کو دوارکا مین پہنچے وہ بے آویزش ہاتھ آیا۔ یہان معلوم ہوا کہ مظفر سیوا کے گھر مین بیشہ مین ہے۔ قصبہ بیرہ مین سنگرام اس زمیندار کا خویش خیرہ سر ہو رہا ہے۔ قادر علی کو اس سرزنش گاہ مین چھوڑکر سپاہ کے دو حصے ہوئے نورنگ خان تو ایک حصہ کو لیکر مظفر کی تلاش مین مصروف ہوا نظام الدین احمد سپاہ لیکر دوسری طرف

مظفر گجراتی کا گرفتار ہونا اور راستے مین ہلاک ہونا

چلا۔ سنہ پہر کو سیوا کے بنگاہ پر یہ پہنچے۔ کچھہ دیر پہلے سپاہ کے آنے سے مظفر کو مع
زن و نزادے کشتی مین بٹھا کر ایک استوار جزیرہ مین پہنچا دیا تھا اور بعد اسکے سیوا خود
چلا گیا تھا۔ جب لشکر شاہی آیا تو وہ پھر کر اُس سے لڑنے آیا اور شام تک جنگ مین
دونون لشکر دست و گریبان رہے۔ اس زد و خورد مین سیوا کے ایک تیر لگا اور وہ
مرگیا۔ سرکش پراگندہ ہوے۔ بہت مارے گئے۔ جو سپاہ کہ سنگرام کی مالش کو
گئی تھی وہ بھی غالب آئی اور دونو جگہ سپاہ کو بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ مظفر ولایت
کچھہ مین بھاگا۔ بھارا جو اس سرزمین کا لا نستر تھا اسنے مظفر کو یہان ایک گوشہ مین
چھپا دیا۔ ۲۶ آبان ۱۰۰۱ھ کو خان اعظم جونہ گڈھہ سے یہان آیا۔ اپنے بیٹے
عبد اللہ کو پہلے بھیجوایا۔ ۹ آذر کو ۵۵ کوس ملک کو چون مین طے کر کے موضع امیران
مین آیا۔ جو ملک داور کی خوابگاہ تھا۔ جام مع فرزندون کے آکر ملا۔ مرزبان کچھہ
نے اپنے کاردیدون کو بھیجا کہ جاکر گذارش کرین کہ مین فرمان پذیری قبول کرتا ہون
اور اپنے بیٹے کو پرستاری کے لئے بھیجتا ہون۔ کوکلتاش نے جواب دیا کہ اگر اپنی
خیر منظور ہے تو مظفر کو حوالہ کرو یا خود آؤ۔ انہین نون مین کچھ حیلے اجازت اپنی بنگاہ کو بھاگ گیا
سپاہ جونہ گڈھہ نے اسکا خان و مان لوٹ لیا اور اسکے تینون بیٹون کو مار ڈالا۔ خان اعظم نے اپنے بیٹے عبد اللہ
خرم کو ادھر بھیجا اور خود موربی سے ۱۳ کوس کو پانچ کوچون مین طے کر کے موضع جابارہ مین آیا
زمیندار کیسے جو دو بار مین کہی گئین تھین انہین سے کوئی عمل مین نہین آئی تو کوکلتاش نے یہہ
چاہا کہ اسکے اقطاع جام کو دیدے پھر اُس نے پیغام بھیجا کہ اگر قصبہ موربی کہ مدتون
سے اسکے باپ دادا پاس تھا مجھے انعام مین دیدین تو مین مظفر کو حوالہ کرتا ہون
کوکلتاش نے قبول کر لیا۔ کچھہ سپاہ بھیجی۔ ۱۳ دے کو وہ وہان پہنچی۔ زمیندار کے
گماشتون نے مظفر سے کہا کہ بھارا آپ پاس آتا ہے وہ خوش وقت ہوکر
استقبال کو آیا۔ جب وہ نزدیک آیا تو اسکو گرفتار کر کے لے آئے رات
رہ نوردی مین گذری۔ صبح کو خلا خانہ کا بہانہ بنا کے ایک جگہ گیا اور استنہ سے

کہ اپنے پاس پوشیدہ رکھتا تھا اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا اور اگر یہ نہ کرتا تو
خان اعظم اسکو بادشاہ کے بغیر حکم کے نہ مارتا اور اگر وہ بادشاہ پاس جاتا
تو وہ بھی اس کی جان نہ لیتا مگر اس کی غیرت نے یہ خودکشی کرائی اس کے مرتے
ہی گجرات کے سب جھگڑے تمام ہوئے +

مہمات گجرات کا بیان طبقات اکبری اور کتابوں سے گجرات میں خانخانان کے جانے تک

طبقات اکبری کا مؤلف نظام الدین احمد گجرات میں بخشیگری کی خدمت
رکھتا تھا۔ اسلئے اس نے جو حال اپنے تاریخ میں لکھا ہے وہ زیادہ اعتبار بہ نسبت
ابوالفضل کے رکھتا ہے۔ اس نے اپنی آنکھوں کا دیکھا ہوا حال نہایت قلیل اللفظ
وکثیر المعنی لکھا ہے اور ابوالفضل نے ہزار کوس کے فاصلہ پر بیٹھے ہوئے لکھا ہے۔
سوا اس کے نظام الدین احمد کی برابر یہ معاملات جنگ کو ابوالفضل سمجھتا بھی نتھا
واقعات ۲۹؁ جلوس مطابق ۹۹۱؁ھ طبقات میں بیان کیا ہے
کہ بادشاہ کی خاطر اشرف میں آیا کہ اعتماد خان گجرات میں مدتوں تک رہا ہے
اور گجرات کی آبادانی کا طریقہ اوروں سے بہتر جانتا ہے اگر اسکو ہم گجرات
عنایت کریں تو ان بلاد کے حکام جو ہمارے تصرف میں نہیں ہیں یہ دیکھ کر
ہمارے امیدوار ہوں گے۔ اس لئے گجرات کی حکومت اسکو سپرد ہوگی۔
میر ابوتراب کو امین کیا۔ خواجہ ابوالقاسم کو دیوانگری کا منصب دیا اور
نظام الدین احمد مؤلف طبقات اکبری کو بخشیگری کی خدمت مرحمت کی۔
محمد حسین شیخ و میر ابوالمظفر و میر حبیب اللہ ابو اسحاق و میر صالح و ہاشم و
بہلاد بیگ و سید جلال بخاری و بیگ محمد توقبائی و میر حبیب اللہ و میر شرف الدین

برادرزادہائے میرابوتراب کو گجرات مین جاگیردار مقرر کیا۔
اعتماد خان کو حکم دیا کہ ولایت سروہی کو دیورہ کے سرتابون سے لیکر رانا کی
بھائی جگمال کو کہ دولت خواہون مین سے ہے حوالہ کرے۔ نظام الدین احمد
کے ہاتھ اسکی مدد خرچ کے لئے ایک ہزار اشرفی بھجوائی جب اعتماد خان جالور
مین آیا تو نظام الدین و میر معصوم بکری (بھکری) و منیہ بیگ ایشک آغا و زین الدین
کنبوہ و پہلوان علی سیستانی کہ احمد آباد کا کوتوال مقرر ہوا تھا اس سے ملے محمد حسین
اور اکثر جاگیردار اس سے پیچھے تھے آئے جب جالور سے سروہی پہنچے اور
دیورہ کے سرتابون کو نکال کر جگمال کو غزنین خان و محمود خان جالوری و
بجا دیورہ رائسنگہ ولد چندرسین ولد رائے مالدیو کے ساتھ وہان چھوڑا اور
خود احمد آباد کی طرف چلے جب احمد آباد کے قریب اعتماد خان آیا تو شہاب الدین
احمد خان شہر سے باہر آنکر عثمان پور مین جو شہر کے محلون مین سے ہے فروکش
ہوا۔ ۱۲ شعبان ۹۹۱ھ کو اعتماد خان داخل شہر ہوا دو روز کے بعد
معلوم ہوا کہ عابد بدخشی امیرک بلاق و وفادار و مرزا بیگ و عبداللہ و میر
محمد بیگ اور ایک جماعت کثیر شہاب الدین خان کے نوکرون کی جدا ہو کر کاٹھی واڑ
سلطان مظفر گجراتی اور اوس کی مان کے رشتہ دارون کی طلب مین گئے
ہین وہ یہان بادشاہی لشکر کے خوف کے مارے چھپا ہوا تھا۔ وہ فتنہ و
فساد کا ارادہ رکھتے ہین اعتماد خان نے صلاح جانکر ابوتراب نظام الدین
کو شہاب الدین خان پاس بھیجا کہ اس باب مین گفتگو کرے انہون نے جاکر اسکو
سمجھایا کہ جن امیرون کی جاگیرین ضبط کی ہین وہ ان کو پھر دیدے یا انپر
پہلے اس سے کہ وہ کسی زبردست کو اپنا سردار بنا دین سخت حملہ کرے۔
اعتماد خان نے شہاب الدین احمد خان سے احمد آباد کی مراجعت کے لئے
کہا تو اوس نے یہ عذر کیا کہ سفر کی تیاری مین بہت روپیہ خرچ کرچکا ہون

طبقات اکبری کے موافق مہمات گجرات کا بیان۔

اور میرے آدمی اپنے کنبوں کو ساتھ لے کر شہر سے چلنے مین بہت تکلیف اٹھا چکے ہین
مگر نظام الدین یہ لکھتا ہے کہ شہاب الدین احمد خان نے یہ جواب دیا کہ یہ جماعت میرے
قصد مین تھی اور مدت سے اس کام کا فکر کر رہی تھی اب اس نے اپنے کام میرے
سپرد اٹھا دیا۔ میری باتون سے اسکو تسکین نہین ہوگی اور مجھ سے کوئی امداد متصور
نہین ہے۔ جب نظام الدین نے صورت حال کو اعتماد خان سے کہا تو اس نے
اسی مین مصلاح سمجھی کہ اس جماعت کی تسلی کرے ایک دو آدمی تسلی کے لئے امراء سرکش
کی جماعت پاس بھیجے مگر اسکو تسلی نہوئی اور وہ آگے کاٹھیاواڑ کو بڑھی۔
مرآۃ احمدی مین لکھا ہے کہ اعتماد خان نے شہاب الدین سے کہا کہ تم جبتک
ٹھیرے رہو کہ بادشاہ نے جو کمک بھیجی ہے وہ یہان آجاے۔ کئی مراسلات
بھیجکر اعتماد نے کوشش کی کہ شہاب الدین چند روز توقف کرے۔ مگر اس نے توقف
نہ کیا اور کری مین جو احمد آباد سے ۲۰ کروہ (۴۰ میل) ہے روانہ ہوا۔ ۷ شعبان کو
خبر آئی کہ باغیون کی جماعت مظفر کو اور کاٹھیون کو ہمراہ لے کر دولقہ مین آگئی یہ قصبہ
احمد آباد سے ۴۲ میل تھا میر ایلچک آقا شہاب الدین پاس خبر لایا کہ وہ قصبہ
کری مین توقف کریگا۔ اعتماد خان و نظام الدین و میر ابوتراب اسکی تسلی کرنے کے
لے آئین۔ اعتماد خان آخر روز فرار ہو کر کری کی طرف چلا۔ ہر چند اس کو سمجھایا
کہ غنیم بارہ کروہ (۲۴ میل) پر آگیا ہے۔ ۲۰ کروہ (۴۰ میل) حاکم شہر کا جانا مناسب
نہین ہے مگر اسے کچھ فائدہ نہین ہوا۔ وہ کری کو اس ارادہ سے روانہ ہوا کہ شہاب الدین
کو سمجھا کر احمد آباد مین لے آئے اسکے ساتھ ابوتراب اور نظام الدین گئے۔ نظام الدین
نے اس بات کو چھپایا کہ اس نے حاکم شہر کو دار الحکومت سے جانے پر سخت اعتراض
کئے تھے۔ شہاب الدین خان کے آنے کو اعتماد بڑا بکار آمد ضروری سمجھتا تھا اسکے
برخلاف جو نظام الدین خان نے سمجھایا وہ کچھ کام نہ آیا۔ شیر خان پسر اعتماد خان
کو شہر کی حفاظت سپرد ہوئی اور اسکے معاون میر معصوم بھکری اور پسر نظام الدین خان

مقرر ہوئے - کری مین شہاب الدین سے باتین ہوئین اس رنگ سے اُنکی تسلی ہوئی
کہ سابق مین انکی جاگیر مین جو پرگنے تھے وہ چھوڑ دیئے جائین اور دو لاکھ روپے
اوسکو اور دیئے جائین - غالباً یہ روپیہ اس خرچ کی بابت ٹھیرا ہوگا جو اسکا سفر مین
خرچ مین ہو چکا تھا اور جسکی شکایت وہ کرتا تھا - غرض شہاب الدین کو راضی کرکے
اعتماد خان ساتھ گیا اور قصبہ کری سے احمد آباد کی طرف وہ چلے اس روز کہ اعتماد خان
کری کو روانہ ہوا تھا مظفر گجراتی شہر احمد آباد مین آیا اور شہر کے آدمیون نے قلعہ
حوالہ کیا قلعہ کی دیوار ایک جگہہ شکستہ تھی وہ بلا تکلف اُس مین سے چلا آیا - احمد آباد سے
دس کوس پر شہاب الدین احمد خان اور اعتماد خان پہنچے تھے کہ میر معصوم بھکری و زین الدین
کنبوہ یہ خبر لائے اس خبر کو سنکر ان دونو نے مشورہ کرکے یہ قرار دیا کہ ابھی ایک روز سے
زیادہ نہین گذرا ہے اور مخالفون کے کارنے استقامت نہین پائی ہے اس راہ سے
شہر مین جانا چاہیئے جسمین کہ دشمن داخل ہوا ہے شہر کی طرف متوجہ ہوے
صبح کو عثمان پور مین کہ شہر و دریا کے متصل ہے پہنچکر اترے - مظفر گجراتی نے شہر کے
باہر نکل کر دریا کی ریتی مین صف کشی کی - شہاب الدین کے ہاتھ پانو پھولے نوکرون
کی نا اعتمادی سے صف آرائی کی فرصت نہ ملی کچھہ سپاہی کہ اس کے ساتھ رہے
تھے حرکت مذبوحی کرکے بھاگ گئے -
مراۃ احمدی مین لکھا ہے کہ شہاب الدین نے بڑی بہادرانہ کوشش کی مگر اس کے
۲۰ سو کے قریب سپاہی بھاگ گئے اسکا گھوڑا زخمی ہوا اور بدستہ خود زخمی ہو کر گرا کو گرد ہی بعض
اسکے دوستون نے اوس کے گھوڑے کی باگ پکڑ اسکو مجبور کرکے میدان جنگ سے
لے گئے - اعتماد خان مع ابو تراب کے لڑائی سے الگ کھڑا رہا اور عثمان پور مین
کھڑا تماشا دیکھا کیا اور اس تاک مین رہا کہ کب موقع ہاتھ لگے کہ بھاگ جائے -
نظام الدین نے اپنے تھوڑے سے آدمیون سے ہاتھ پانو مارے مگر کچھہ نہ ہوا او ر
اسکے بیٹے کے سپاہی کہ اعتماد خان نے شہر مین محافظت کے لئے متعین کیے تھے

مع خان وہان کے لٹ گئے اور شہاب الدین خان اور اعتماد خان بھاگ کر نہروالہ مین جو
پٹن مشہور ہے ۵۴ کروہ (۹۰ میل) چلے گئے نظام الدین نے یہ سارا حال لکھ کر بادشاہ
کے پاس بھیجا بعد تین روز کے محمد حسین شیخ و خواجہ ابوالقاسم دیوان و ابوالمظفر و میر محب اللہ
و میر شرف الدین توقبائی اور جاگیرداران گجرات کہ پیچھے رہ گئے تھے پٹن مین پہنچے۔
قلعہ کو مرمت کر کے یہان استقامت کی سلطان مظفر گجراتی نے ارباب فتنہ و فساد کو
خطاب و جاگیرین دین اور جمعیت بہم پہنچائی۔ شیر خان فولادی کہ پٹن مین مدتون حکمران
رہا تھا اور چند سال ولایت سورٹھ (سوراشٹر) یعنی کاٹھیواڑ مین گذرا و قات کرتا تھا
دو سو سوارون کے ساتھ مظفر گجراتی پاس آیا۔ اس نے چار ہزار سوارون کے ساتھ
پٹن روانہ کیا وہ قصبہ کری مین آیا اور اس نے اپنی سپاہ کو جوتانہ مین کہ پٹن سے
۲۰ کروہ (۴۰ میل) ہے بھیجا۔ لشکر شاہی بھی اس سے غافل نہ تھا۔ اس سے یہان
نظام الدین آ کر لڑا۔ اور شکست دی۔ میر محب اللہ و میر شرف الدین بیگ توقبائی
کو اور سپاہیون کی ایک جماعت کو یہان چھوڑا شیر خان فولادی خود پٹن سے ۸ میل
پر آیا اسکو اعتماد کے بیٹے نے پٹن سے آ کر شکست دی۔ احمد آباد پر مظفر کے قبضہ پانے سے
جنوب مین پادشاہی آدمیون کی آمد و رفت بالکل بند نہین ہوئی تھی۔ زین الدین کنبوہ دولطفہ راہ
کے سامنے سے قطب الدین حاکم بروج و بڑودہ کے پاس آ گیا۔ اور اسکو ترغیب دی کہ
احمد آباد پر جنوب کی طرف سے حملہ کرے۔ دونو قطب الدین اور زین الدین کے لشکر لیکر
بڑودہ تک آگے بڑھے۔ مظفر نے بہت سے لشکر سے ان پر حملہ کیا۔ قطب الدین اس سے
سپاہیانہ نہین لڑا۔ جنگ مین شکست پائی اور بڑودہ مین محصور ہوا۔ اکثر اس کے
عمدہ نوکر اور آدمی مظفر سے جا ملے۔ یہ فسادون کا دریا تلاطم مین تھا کہ اس مین دولت سپید
بھی مچھلی کی طرح تیرنے لگا۔ مرآۃ احمدی مین لکھا ہے کہ وہ کلیان رای حاکم کھنبایت کا
ملازم تھا۔ اسلیے کچھ اپنا تعلق مظفر سے نہین پیدا کیا تھا خود سپاہ جمع کر کے کھنبایت
کو لے لیا۔ یہان کا عامل خواجہ امام الدین حسین کروری تھا۔ بڑودہ کو بھاگا اور

شہر کا خزانہ چودہ لاکھ روپیہ اپنے ساتھ لے گیا اور دشمن کے لئے ۸۰ لاکھ دام چھوڑ گیا
پٹن کے قلعہ نشینون کو معلوم ہوا کہ شیرخان فولادی میسانہ مین جو اُن کے مقام سے
۳۰ میل پر ہے آگیا ہے اونکو ایسا تذبذب ہوا کہ پٹن کو چھوڑ کر جالور مین جانے کا ارادہ
ہوا۔ اگر ایسا انہون نے کیا ہوتا تو مظفر کو گجرات کا حصہ عظیم ہاتھ لگ جاتا نظام الدین
نے اونکو سمجھایا اور جنگ پر مصر ہوا۔ اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان پٹن مین
آگئے اور اور امرا نظام الدین ساتھ متفق ہوئے۔ جب قصبہ میانہ مین وہ آئے ۔
شیرخان فولادی نے صف آرائی کی پانچہزار سوار مقابلہ مین لایا۔ بادشاہی لشکر
دو ہزار سوار کا تھا سخت لڑائی ہوئی شیرخان نے ہزیمت پائی۔ احمد آباد چلا گیا
بہت آدمی اسکے قتل ہوئے لشکر شاہی کو بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ نظام الدین سعید
ہوا کہ احمد آباد مین جانا چاہیئے۔ مگر اسکے ہمراہی امرا راضی نہ ہوئے۔
بدایونی لکھتا ہے نظام الدین احمد ہی کی سعی سے شہاب الدین احمد خان اور
اعتماد خان پٹن مین ٹھیرے ورنہ وہ اپنے تذبذب و شتر دلی سے جالور مین قرار
کرنے پر تیار ہو چکے تھے۔ شیرخان فولادی کے شکست دینے کے بعد نظام الدین
احمد کا یہ مدعا ہوتا کہ انکا تعاقب کرکے احمد آباد چلنا چاہیئے عین صلاح وقت تھا
ہنوز قطب الدین کی شکست کی خبر نہین آئی تھی۔ اس مین سب امراء متفق تھے
کہ نظام الدین جانتا تھا کہ اس وقت مظفر کی سپاہ مندری اور نربدا کے درمیان
قطب الدین سے لڑ رہی ہے۔ دارالخلافہ اسکی سپاہ سے خالی ہوگا اور فولادی
[illegible] شکست پا چکی ہے وہ اور بھی اہل شہر کی ہمت کو شکستہ کریگی
[illegible] احمد آباد کے لینے سے مظفر گجراتی کا اعتبار بالکل جاتا رہے گا۔
اگرچہ شہاب الدین و اعتماد دونو سید سے احمد آباد جانے پر راضی ہوئے
مگر نظام الدین کے سمجھانے سے اُنہون نے اتنا قدم بڑھایا کہ وہ کری مین
آگئے۔ یہان وہ بارہ روز اس انتظار مین ٹھیرے کہ سپاہ جو لوٹ کا مال

لشکر بہن مین رکھی گئی تھی وہ واپس آجائے یہ سپاہ امیرون کے اشارہ سے گئی تھی کہ انکی غنیمت کو دیکھ کر یہان کی سپاہ کا بھی دل للچائے۔ اس عرصہ مین خبر آئی کہ قلعہ برودہ کو مظفر گجراتی نے فتح کر لیا۔ برودہ کا فتح ہونا ایک واقعہ عظیم ہے جسمین وہ واردات ہین جو مظفر گجراتی کی صفت ذاتی اور اسکی طرز حکومت کو بتلاتی ہین جو اسنے گجرات کے لئے سوچی تھین [illegible] مظفر ہی کو فراخ حوصلہ و عالی ہمت [illegible] تھے۔ وہ بھی اکبر کی طرح شجاع تھا اور اپنے [illegible] لکھتا تھا جب قطب الدین کو برودہ کے قریب [illegible] ہوا۔ یہان اسکا محاصرہ ہوا۔ [illegible] مظفر کی سپاہ [illegible] ہزار تھی۔ قطب الدین [illegible] [illegible] ہوا [illegible] تھا اور حقیقت [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] مطلع کرنے [illegible] سے [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] قید کر لے [illegible] [illegible] قطب الدین کا کوئی سپاہی [illegible] [illegible] نہین کریگا [illegible] انکی تدبیر پر عمل کیا۔ قطب الدین نے [illegible] [illegible] اور [illegible] مظفر نے [illegible] قطب الدین [illegible] چلوایا سید احمد بخاری کی سفارش سے [illegible] پاس جاکر گھیر لیا۔ قطب الدین نے دیکھا کہ سب اوسکے امرا چلے گئے تو ایک مستحکم مقام مین وہ چلا گیا۔ دوسرے روز مظفر نے بقسم کہا کہ وہ قطب الدین کو کوئی گزند نہین پہنچائیگا۔ یہ عہد و پیمان کرکے اسکو بلایا۔ قطب الدین مجبور ہوگیا تھا اور مظفر سے ملنے گیا اس نے اس کی بہت خاطر داری کی اور اپنی مسند پر بٹھایا

پیلہ کا زمیندار ترو ری نے اصرار کیا کہ مہمان قتل کیا جاوے مگر مظفر نے اس سے انکار کیا مگر آخر کو تروری نے اور اوروں نے جو اُسکے ساتھ تھے مظفر کو قطب الدین کے قتل پر راضی کرلیا وہ اور اُسکا بھتیجا دونو قتل ہوئے۔ قطب الدین خان مظفر کے عذر و نقض عہد کو جانتا تھا۔ مگر اجل آگئی تھی دیدۂ بصیرت اوسکا کور ہو گیا تھا۔ اس خبر کو سنکر نظام الدین احمد اور امرا نامدار نے کہ قصبہ کری مین تھے پٹن مین مراجعت کی مظفر بڑودہ سے بروچ مین گیا اور قطب الدین خان کے متعلقین سے صلح کے ساتھ قطب الدین خان کا سالیال اسباب اور خزانہ دس کروڑ روپیہ (بادام) تھے لے لیا اور چودہ لاکھ روپیہ جو امام الدین حسین کھنبایت سے بروچ مین لے گیا تھا وہ سب اوس کے ہاتھ لگا اور تقریباً تمام گجرات پر قبضہ ہو گیا۔ اُسکا لشکر قریب بیس ہزار کے ہو گیا جس مین مغل افغان۔ گجراتی۔ راجپوت تھے

اب آگے حال اُن مہمات کا وہی اور کتابون مین لکھا ہے جو ابو الفضل نے اکبرنامہ مین لکھا ہے اور مین نے اوسکو اوپر نقل کیا ہے۔

اہل یورپ کا اعتقاد تقدیر و نجوم پر

تقدیر و نجوم پر اہل ایشیاء جو اعتقادات رکھتے ہیں اس پر اس زمانہ مین اہل یورپ ہنستے ہین اور اونکو باطل جانتے ہین۔ مگر سولھوین سترھوین صدی مین وہ خود بھی تقدیر و نجوم کے قائل تھے اور اسکی بہت سی مثالین یہودیون اور عیسائیون مین موجود ہین۔ ان واقعات مین دو باتین نجوم و تقدیر کے اعتقاد کی واقع ہوئین اول قطب الدین خان کا اپنے تئین مظفر کے حوالہ کرنا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ تروری اس کا جانی دشمن موجود ہے مظفر کے قول و قسم کا کچھ اعتبار نہ تھا۔ مگر وہ پکا سنی تھا اس لئے مرنے جینے کو تقدیر الٰہی سمجھکر اپنے تئین دشمن کے حوالہ کیا۔ ایک دوسری بات یہ ہے کہ جب اکبر نے یہ ارادہ کیا کہ اپنی سلطنت کے دشمن سے خود جاکر لڑے تو اُس نے نیچے اوپر

دیکھا۔ نیچے یہ دیکھتا ہے کہ انسان کے حالات مین انقلابات کا تلاطم برپا رہتا ہے اقبال سے ادبار اور ادبار سے اقبال آتا جاتا رہتا ہے۔ اوپر یہ دیکھتا کہ علی الدوام کواکب اپنے مدارون مین یکسان دورہ کرکے اپنی تاثیرے تعبیر کرتے ہین۔ اسنے میرابوالفتح شیرازی سے پوچھا کہ انکی تاثیرات ہمارے دوست و دشمن کے باب مین کیا کہتی ہین۔ میرصاحب بادشاہ کے پوچھتے ہی آسمان کی سیر کرنے کو گئے اور وہان سے آنکر عرض کیا کہ اس سال مین دو دفعہ عرصہ پیکار آراستہ ہوگا اور دونو دفعہ اولیای دولت کو نشاط فیروزی حاصل ہوگی وہی ہوا جو اسنے کہا۔ اہل یورپ اسکی توجیہ یون کرتے ہین کہ ابوالفتح شیرازی بادشاہ کے دل کی بات کو سمجھتا تھا کہ اسکا ارادہ گجرات جانے کا نہین ہے اسلئے اسنے یہ کہدیا جو اوپر بیان ہوا۔ ظل اللہ اسکو سنکر خوش ہوگئے۔ یہ امر اتفاقی ہے کہ جو حکم کیا تھا وہ وقوع مین آیا

معاملات پرتگیزون کے ساتھ جو گوہ مین رہتے تھے

ہمنے پہلے لکھا ہے کہ سورت کا محاصرہ بادشاہ کر رہا تھا تو پرتگیزون کا ایک گروہ اسکی ملازمت سے مشرف ہوا تھا اس نے اس وحشی گروہ کو اپنی اخلاق سے گرویدہ کیا تھا۔ جب ولایت گجرات سنہ ۹۸۳ھ ممالک محروسہ مین داخل ہوئی اور اکثر بنادر اسکے بادشاہ کے قبضہ مین آئے۔ بنادر فرنگ کے حکام بادشاہ کی درگاہ مین التجا لائے۔ اور اپنے ملک کی دستکاری اور ہنرمندی کے اشیاء کو بادشاہ کے آگے لائے۔ جنکو دیکھکر بادشاہ کو ایسا شوق پیدا ہوا کہ حاجی حبیب اللہ کو مقرر کیا کہ وہ بہت سا روپیہ اور ہندوستان کی گزیدہ متاع کو گوہ مین لے جائے اور اس دربار کی عجائب و غرائب اشیاء کو یہان لاکر ہماری طبیعت کو خوش کرے اور اسکے ساتھ بہت سے ایسے دیدہ ور ہنرپیشہ

حاجی حبیب اللہ کا گوہ جانا اور واپس آنا سنہ ۹۸۵ھ ۔

ساتھ گئے کہ رسائی مہم وشناسائی کار کے ساتھ شوق کو جد کے ساتھ ہم آغوش کرتے تھے تاکہ اس بلاد کی مصنوعات غریبہ کی وہ نقل آثارین اور اس ملک کی صنائع عالیہ کی تحویل ہو جاوے۔

میر حاجی ۵ رجب ۹۸۵ھ کو بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ ایک گروہ کو ساتھ لایا جو نصارا کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ نقارہ اور سرنای فرنگی بجاتے تھے وہ بادشاہ کی آستان بوسی سے سربلند ہوئے حاجی نے فرنگ کا اسباب نہایت عمدہ پیش کیا۔ حرفہ گرون نے جو مشکل صنعتین سیکھی تھین وہ دکھائین اور مورد تحسین ہوے۔ فرنگی اپنے ملک کے عمدہ عمدہ باجے بجاتے تھے خاص کر ارغنون (ارگن) بجاکے سننے والون کو نہایت خوش کرتے تھے۔

تاریخ بدایونی مین لکھا ہے حاجی حبیب اللہ فرنگستان سے ارغنون لایا یہ غلط لکہا ہے وہ گوہ سے لایا تھا۔ وہ ایک بڑا سا صندوق تھا قد آدم۔ ایک فرنگی اندر بیٹھ کر تار بجاتا تھا دو باہر بیٹھتے تھے پانچ طاؤس کے پر اس مین لگے ہوے تھے انکی جز فرن پر انگلیان مارتے تھے۔ انکی آوازون سے لوگ محظوظ ہوتے تھے۔ فرنگی ہر دم کبھی سرخ کبھی زرد نکلتے تھے اور ایک حال سے دوسرے حال مین ہو جاتے تھے۔ اہل مجلس یہ رنگ دیکھ کر دنگ ہوتے تھے۔

جب بادشاہ ادے پور کے قریب آیا تھا تو صوبہ گجرات کے حقائق گذارون نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ حاجیون کا قافلہ جو روانہ ہوا تھا۔ اسکو بنادر فرنگ کے حکام سے عوام الناس نے ڈرا دیا ہے۔ بادشاہ نے انکو خرد افزا نصیحتین کین اور اعیان دولت نے دلدہی دی مگر اسکا اطمینان نہ ہوا تو قلیچ خان پاس بعض بنادر فرنگ تھے اور وہ اس وقت اس لشکر مین تھا جو ایدر کو فتح کرنے گیا تھا بادشاہ نے اسکو گھوڑے کی ڈاک مین بلا کر ساحل دریائے شور پر بھیجا کہ وہ اس گروہ بیگانہ (فرنگی) کو خدمت پذیر بنا کے حاجیون کے قافلہ کو سلیمی اور الٰہی

جہازون مین روانہ کردیا۔ فرمانروائی کا آئین عظم کشورستانی اور ملک گیری سے
اس طرز پر شکوہ مین کثرت کی پریشانی وحدت کی آسائش مین آجاتی ہے
پراگندگی انتظام کی صورت پکڑتی ہے۔ فرنگیون کا ایک گروہ حجاز کے جانیوالون کا
سدراہ ہوتا تھا۔ اُسکے دور کرنیکی خدمت امراء گجرات و مالوہ کو بسرداری
قطب الدین خان ۱۸ بہمن سنہ ۹۸۲ھ کو سپرد ہوئی اور دکن کے مرزبانون کے
نام فرمان گیا کہ لشکر اس طرف روانہ ہوا ہے اسکے ساتھ شائستہ سامان کے
ساتھ شریک ہوکر اُس بندگی کا یقین دلائین جسکی باتین وہ بناتے ہین اور وہ اپنی
خدمت و اخلاص کے موافق ہماری عنایت سے اختصاص پائین اور رعایاء دکن
کو بھی اس لشکر سے آشوب نہ پہنچے۔

ہندو مسلمانون کی تاریخین

چونکہ عہد اکبری سے ہندو مسلمانون کا ایک نیا تعلق شروع ہوتا ہے اس لئے
بعض مضامین ہندو مسلمانون کی بابت ہم لکھتے ہین۔

ہمنے جو ہندو مسلمانون کی باہم لڑائیون اور اور معاملات کا بیان لکھا ہے وہ ان
تاریخون سے بیان کیا ہے جنکے مصنف مسلمان مورخ ہین۔ ان تاریخون مین گو ایک طرفہ
بیان ہے مگر کہین ان مین ایسا جھوٹ نہین ہے کہ مسلمانون نے اپنی شکست کو فتح
لکھا ہو۔ مگر ہان اپنی فتوحات کی صورت مین اپنی مردانگی اور فرزانگی کا بیان مبالغہ
سے کیا ہو اور شکستون کے ذکر مین عذرات ایسے کئے ہون جنسے انکی جوانمردی
مین بٹا نہ لگے۔ انسان کو بالطبع اپنی اہانت و ہزیمت کے بیان سے نفرت ہے
سب قومون کا یہی حال ہے اور یہی تھا اور یہی رہیگا کہ وہ اس طرح اپنی شکست کو
فتح کا بیان کرینگے جیسا کہ مسلمانون کی تاریخ مین بیان کیا گیا ہے۔ یہ تاریخی

واقعات تو عظیم الشان ہوتے ہین ۔ کھیل مین لڑکون کا حال اپنی ہار جیت
کے بیان مین یہی ہوتا ہے ۔ جب کسی لڑکے کا کنکوا کٹ جاتا ہے تو وہ کہتا ہے
کہ اتفاقیہ پانون کے تلے ڈور آگئی تھی ۔ مسلمانون کی تواریخ کی غلط بیانیون
پر یوروپ کے محقق پلے بیٹھے ہین ۔ گو ابتدا مین ہندؤن کی زبان اور مذہب
اور عادات و اوضاع و اطوار اور بہت سے حالات پر مسلمان کی کتابون
کے ذریعہ سے انکو علم حاصل ہوا ہے مگر اب یوروپ مین بڑے بڑے سنسکرت
سکالر جنکا علم یہان کے پنڈتون سے کچھ کم نہین ہے موجود ہین ۔ رات دن
تحقیقات مین لگے رہتے ہین ۔ اسباب تحقیق ان پاس بہت ہین ۔ انہون نے
ہندؤن کی بڑی بڑی تاریخین لکھی ہین اور لکھ رہے ہین علے ہذا القیاس عربی فارسی تو ان کے
فاضلون کی کمی نہین ہے وہ ہر طرح کے مسلمانون کی کتابون کی چھان بین کرتے
ہین ۔ مسلمانون کی نایاب کتابون کو بھی انہون نے اپنی سعی سے بہم پہنچایا ہے
انٹرنیشنل کونگرس کے سالانہ جلسہ مین وہ جو اپنے کارنامے دکھاتے ہین خرق
عادات سے کم نہین ہوتے مگر افسوس یہ ہے کہ یوروپ مین مذہب نے سب
قومون کی نسبت خاص کر مسلمانون کی نسبت غلط معلومات کا دریا ایسا بہایا ہے
کہ اسکی مد کا جزر نہین آتا ۔ اس سبب سے کہ یوروپ مین مذہبی جوش اس قسم کا نہین
رہا جیسا کہ ایشیا مین ہے تاریخی تحقیقات مین مذہب کے احکام لگانے کو
مہذب محقق معیوب سمجھتے ہین مگر وہ غلط معلومات خاکستر تلے کی چنگاریان ہین جب
انکو ہوا لگتی ہے تو وہ بھڑک کر آگ لگا دیتی ہین ۔ وہ مسلمانون کی تاریخون
کو نکتہ چینی اور عیب بینی کی نظر سے اس طرح دیکھتے ہین کہ ایک ایشیائی مورخ جو اپنے
ملک اور قوم کے حالات پر علم رکھتا ہے وہ انکی تحقیقات کو اس نظر سے دیکھتا ہے جس نظر
سے اہل یوروپ ایشیائی تاریخون کو دیکھتے ہین اسکا بیان مقدمہ مین تفصیل سے بیان
کیا ہے

ہندؤن و مسلمانون کے باہمی معاملات و مہمات کا بیان مسلمانون کی تاریخون
مین بالاجمال صحیح ہے انکی تفصیل مین غلطیان دانستہ یا نادانستہ ہوئی ہون
جیسی کہ اس تہذیب کے زمانہ مین بھی ہوتی ہین مجھے اپنی تاریخ مین ایکطرفہ
بیان مجبوری کرنا پڑتا ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ہندؤن کی تصنیفات سے
تاریخین موجود نہین ہین کہ دونو کا مقابلہ کرکے ثالث بالخیر بنکو تاریخ لکھی جائے
اب ایک بڑا مسئلہ بحث کے لئے یہ پیش ہوتا ہے کہ ہندؤن کی تصنیف سے تاریخین
کیون نہین موجود ہین؟ کیا انہون نے تصنیف نہین کین یا تصنیف کین وہ برباد ہوگئین و انگلستان کے محققون نے
اس مسئلہ مین بڑی بڑی موشگافیان کی ہین۔ اول سر ولیم جونز نے یہ تحقیقات شروع
کی۔ یہ فاضل جو بہت سے زبانون مین استعداد کامل رکھتا تھا اور سنسکرت کا پنڈت
تھا۔ اُسکو توقع تھی کہ ہندؤن کے یہان کتب تواریخ اس قدر دستیاب ہونگی کہ وہ
تواریخ عالم کے علم کو بڑھا دینگی مگر اسکو بعد از تحقیقات مایوسی ہوئی۔ سنسکرت مین اسکو
تاریخون کا پتا نہ لگا اور محققون کی تحقیق کا نتیجہ بھی یہی ہوا۔ مگر ایک فرانسیسی مشرقی زبانون
کا فاضل انگریزون پر جھنجلا کر کہتا ہے کہ وہ کیون نہین ان تاریخون کو بہم پہنچاتے ہین اگر
وہ موجود نہ ہوتین تو ابوالفضل نے کیونکر ہندؤن کے قدیمی زمانہ کا حال دریافت کرکے
اپنے آئین اکبری مین لکھ دیا۔ مسٹر ولسن نے تاریخ کشمیر راج ترنگنی کا ترجمہ کرکے اس امر کی
شہادت دی کہ علم تاریخ سے ہندو بے بہرہ نہ تھے وہ بھی سلسل تواریخ قومی اور ملکی
رکھتے تھے مگر اس شتی اصورت سے انگلستان و فرانس و جرمن کے محققین نے نہ مانا کہ
ہندو علم تاریخ کی کتابین رکھتی ہین۔ انہون نے سنسکرت کی کتابون کے کتب خانون کو
چھان مارا مگر انکو تاریخی کتابون کا ذخیرہ نہ ہاتھ لگا انہون نے یہ فیصلہ کردیا کہ
ہندؤن کے زمانہ قدیم کے حالات تاریخی کتب سے تحقیق ہونے ناممکن ہین۔ بلکہ ان
اور بہت سے اسباب ہین جیسے سلچر (بت تراشی) و ڈرمیا (ناٹک) کتابے۔ عمارتین
علم ادب۔ پوران۔ قوانین۔ قصص۔ شاعری۔ راجاؤن کے نسب نامے

کبیشر و بھاٹون کے کبت اور راسے ایسے ہین کہ جنسے ہندؤن کی تاریخ کا بڑا
حصہ مرتب ہوسکتا ہے اور وہ اُنہون نے کیا ہے مگر اسمین واقعات کی نسبت قیاسات
بہت ہین اور ۔۔۔ محققین مین آپس مین رایون کا اختلاف ہے ۔
بعض فرنگستانی متعصب کوتاہ بین محقق ان تاریخون کی کمیابی و نایابی کو افترا کرکر
مسلمانون کے سر اس طرح تھوپتے ہین کہ وہ کہتے ہین کہ اسکا تو ہمکو یقین نہین ہوتا کہ
ہند کی قدیمی مہذب قوم جو بہت سے علمون کی موجد ہو علوم ریاضیہ سے ماہر
علم موسیقی و شاعری مین بے مثل سنگ تراشی و معماری مین علماً و عملاً واقف
وہ علم تاریخ سے بے بہرہ ہو ۔۔۔ جو سب ملکون قومون مین قدیم سے چلا آتا ہو اور
سب سے زیادہ آسان ہو اور اس مین فقط واقعات و حادثات اور حالات شاہی
کی نقل کرنی ہو ۔ جہان وہ بڑے بڑے پنڈت عالی دماغ و روشن ضمیر موجود
ہون جنکے علم و فضل کی شہادتین موجود ہین وہان کسی وقائع نگار کا نہ ہونا سمجھ
مین نہین آتا ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے پاس تاریخی کتابین ضرور ہونگی
مگر انکو مسلمانون نے اس طرح غارت کیا ہوگا جیسا کہ کتب خانہ اسکندریہ کو جلا کر خاک
مین ملا یا تھا ۔ ان ناحق شناسون کو یہ علم نہین کہ حق پرست فرنگستانی محققین کی
تحقیق کے مطابق اہل اسلام پر اسکندریہ کے کتب خانے کے جلانے کا الزام غلط ہی دوم
اس زمانہ مین ہر قطعہ ہند مین گورنمنٹ نے جو سنسکرت کی کتابون کی فہرستین مرتب کرائی
ہین انمین زیادہ تر وہی کتابین ہین جو مسلمانون کے عہد سلطنت مین قلمی لکھی گئی ہین غرض
یہ اہل اسلام پر محض افترا اور بہتان ہی کہ اُنہون نے ہندؤن کی سنسکرت کتابون کو
غارت کیا ہو ۔ خود فرنگستانی محقق کہ جنکی طبیعت حق پرست اور انصاف دوست
ہے وہ اس کا خیال بھی نہین کرتے کہ ہندؤن کی کتب تواریخ کی کمیابی اس سبب سے
ہوئی ہے یہ کہنا بھی غلط ہے کہ ہندؤن کی شائستگی سے بعید ہی کہ وہ کتب
تواریخ کو تصنیف نہ کرین دوسرا اگر وہ محققین کا یہ کہنا ہے کہ ہندؤنکے عالم فاضل

اپنی ذہانت کو الہیات۔ حکمت۔ فلسفہ۔ منطق۔ ہیئات ریاضی تصوف مین صرف
کرتے تھے۔ تاریخ کی واقعہ نویسی کو اپنے علم کے اعلے درجہ کے آگے کمتر جانتے تھے
خیالات کی بلندی واقعہ نویسی کی پستی مین آنکو نہین ہانی دیتی تھی۔ جتنی ہندؤنکی
علمی کتابین اور قومون کی کتابون سے مختلف طرح کی ہین۔ ایسی ہی انکی تواریخ
کی طرز اور طرح ہی نرالی ہے جنسے تاریخی حال اچھی طرح سمجھہ مین نہین آتا جن بزرگون
نے یہ کتابین لکھین۔ وہ وین کے کامون کے آگے دنیا کے کاروبار کو ہیچ و پوچ
جانتے تھے انکا زمانہ ایسا بھولا تھا کہ اس مین عجیب و غریب قصص و افسانے مقبول
خاص و عام ہوتے تھے سوا اسکے یہ بھی قاعدہ ہے کہ جب جغرافیہ دان کسی سرزمین کا
حال نہین دریافت کرسکتا تو وہ اوسکی جگہ خالی چھوڑدیتا ہے اور یہ لکھ دیتا ہے کہ یہ
سرزمین انسان کی آبادی کے قابل نہین اسمین حیوانات بستے ہین اور اگر انسان
کہین آباد ہین تو وہ بھی بہائم سیرت ہین ایسے ہی مورخ جس زمانہ کا حال نہین
جانتے تو اس مین ملکشون جنون۔ دیوون دیوتاؤن کی سلطنت بتاتے
ہین۔ اور تمام لوازم سلطنت کو انکے بیان کرکے عجیب عجیب قصے بیان کرتے ہین۔
مسلمانون کی بہت سی تاریخون مین ابتداء زمانہ کا حال جنون کی آبادی سے
اور ابوالجن کی بادشاہی سے شروع ہوتا ہے یہی حال ہندؤن کی بہت سی
کتابون کا ہے کہ ایسے قصے کہانیون سے بھرے پڑے ہین۔ سوا اس کے
انہون نے کبیشرون اور بھاٹون کو اپنا مورخ بنایا ہے۔ یہ سچ ہی کہ دنیا کی
تاریخ کا بڑا حصہ شاعرون کی کتابون مین موجود ہے اور بہت سے تاریخی
حالات اس سے معلوم ہوسکتے ہین مگر شاعرون کو یہ اختیار ہے کہ وہ ہر مضمون
کو کم و بیش کرکے اپنے حسب مدعا بنالین۔ ان کے قلم پر بادشاہون کے علم کا بس نہین
چلتا۔ شاعر اپنی طرف سے قصے سچی تاریخ مین شامل کرکے اسکی صورت کو مسخ کردیتے ہین
اور سچ مین جو جی مین آتا ہے ملا دیتے ہین حشیانہ مبالغہ کرتے ہین مگر بعض قومون

اور زبانون کے وہی مورخ ہین۔ اشعار مین تاریخ اپنا چہرہ اس طرح دکھاتی
ہے جیسے کہ کج بین آئینہ مین آدمی کی صورت دکھائی دیتی ہے۔ مگر ہندوؤن کے
ہان اس شاعری مین یہ خرابی اکثر واقع ہوئی ہے کہ راجہ اور کبیشر مین یہ تعلق
ہوتا ہے کہ جسکے سبب سے کبیشرون کی راستبازی مین خلل پڑتا ہے۔ کبیشر صرف
زبانی تعریف کی عوض مین جسمین اسکے گرہ کا کچھ خرچ نہین ہوتا اپنا دامن دولت سے
پُر کرلیتا ہے۔ مدح فروشی وہ کرتا ہے اور جب کسی سے ناراض ہوجاتا ہے تو ہجو کرتا ہے
اور صاف صاف سناتا ہے۔ بھاٹون کو فارسی زبان مین باد فروش کہتے ہین
راجاؤن کا قول ہے کہ ہم دشمن کی تلوار سے ایسے نہین ڈرتے جیسے کہ کبیشرون
کے کبت کے تیرون سے۔ کبیشر قومون کی تفنن و تفریح طبع کے لئے فقط واقعات
جنگ اور خونریزیون کو بیان کرتا ہے اور باقی اور سب طرح کے تاریخی حالات
کو فروگذاشت کرتا ہے مگر ہان وہ مذہبی باتون اور اوضاع واطوار کو بھی ایسے طور
سے بیان کرتا ہے جنکی صحت مین کلام نہین ہوسکتا۔ ہندوؤن کے علم ادب مین صرف
ایک تاریخ کشمیر ہی جسکا نام راج ترنگنی ہے اور آخر زمانہ مین چند نامی کبیشر بڑا
گذرا ہے اُس نے پرتھی راج کے حالات ٦٩ کتابون مین لاکھ دوہون مین لکھے
ہین اور راجستان کے ہر خاندان کا حال اسمین کم وبیش درج ہے جنسے اسکی
شجاعت وجوان مردی اور جنگی مہمات کا حال اس عہد کا معلوم ہوتا ہے کہ
جسمین دریا سے کرہان سے لشکرون کی گھٹائین اوٹھکر ہمالیہ پہاڑ کے اندر سے
ہوتی ہوئی ہند پر برسین۔ اس بارش کا پانی جس رجپوت نے پیا ہے اسکا حال
اسمین صرف یہی پرتھی راج کی لڑائیان اور آشتیان۔ اسکے مختلف باجگذارون
اور معادنون کا حال اور اُن کے شجرون کی کیفیت مکانات کا حال چند کی
تصنیفات سے معلوم ہوسکتا ہے وہ تاریخ وجغرافیہ کی ایک یادداشت ہے
اور سوا اسکے مذہب اور اوضاع واطوار کی وہ تاریخ ہے بہت سی سچی باتین

اسکی تصنیفات مین موجود ہین۔ اسنے حالات بچشم خود دید لکھے ہین اسکی تصنیفات سے اور بہت سے اپنی تحقیقات سے اور کبیشرون اور بہاٹون کے کبتون سے اور گیتون وعمارتون ٹاڈ صاحب نے تاریخ راجستان بہت محنت سے نہایت دلچسپ لکھی ہے گو زمانہ حال مین اسپر نکتہ چینیان اور اعتراضات ہوتے ہین اور غلطیان بتلائی جاتی ہین۔ صاحب ممدوح کو راجپوتون کے ساتھ ایسی موانست تھی کہ انہون نے انکی تاریخ ایسی طرفداری سے لکھی ہے کہ اگر کوئی راجپوت اسکو لکھتا تو اس سے زیادہ اپنی قوم کی حمایت نہ کرتا اس لئے مین اس راجستان کی تاریخ سے ہندو مسلمانون کی بعض لڑائیون کا بیان لکھون گا انکو یہ سمجھنا چاہیئے کہ کسی بڑی متعصب راجپوت نے لکھی ہے۔ اس لکھنے سے غرض یہ ہے کہ میری تاریخ پر یہ اعتراض نہ ہو کہ وہ یک طرفہ بیان ہے دونو کا مقابلہ کرکے دیکھ لین کہ دونو کے بیان مین واقعات عظیمہ مین بہت کم فرق ہے۔ میواڑ اور مارواڑ سے مسلمانون کا تعلق زیادہ تر رہا ہے اس لئے ہم انہین کی تاریخ زیادہ تر ٹاڈ راجستان سے لکھتے ہین ——

میواڑ کی تاریخ

تمہید

شرافت و قدامت نسب پر افتخار کرنا انسان کو بالطبع پسند ہے ہر زمانہ مین ہر ملک کی قومین اس شرافت و قدامت کا دعوی کرتی چلی آئی ہین۔ اس افتخار مین قومون نے اسی پر بس نہین کی کہ وہ اعلی ترین انسانون کی اولاد مین سے اپنے تئین بتلاتے بلکہ بعض قومون نے ایسی بلند پروازی کی کہ آسمانی اولاد بنین۔ زمین پر بیٹھے بیٹھے فلک اور اجرام فلکی سے ناتہ رشتہ انہون نے جوڑا۔ بعض نے اپنے تئین نیم آسمانی بنایا۔ بعض نے دیوتاؤن کی سنتان بنایا

غرض اپنے تیئن عجیب الخلقت بنایا۔ وہ یہ نہین سمجھتے کہ اس طرح فخر کرنا اور انسان کی قدرتی فطرت کے موافق جنم لینے سے انکار کرنا اپنی ہنسی اُڑوانا ہے۔ بھلا کہان آسمان کے مہر و ماہ اور کہان زمین پر انسان۔ عقل کب اجازت دیتی ہے کہ غیر جنسون مین وصل ہو کر انسان کی ولادت ہو۔ آبا و اجداد کے ایجاد کا شوق انہین آدمیون اور قومون مین پیدا ہوتا ہے جنکے خاندان مستند نہین سمجھے جاتے یا وہ اپنے وطن سے غیر وطن مین چلے جاتے ہین یا انکے خاندان کا سلسلہ گم ہو جاتا ہے۔

فرنگستانی مورخ کہتے ہین کہ راجپوتون کے تین مشہور بنس ہین جنکی اصل حقیقت کبھی صحت سے نہین دریافت ہو سکتی۔ انکی تاریخ ان قدیمی زمانون مین الٹی جاتی ہے جنمین وہ تاریکی کی گھٹا چھائی ہوئی ہے کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو نہین دیکھ سکتا۔ اس زمانہ مین زمین پر وہ بہادر شجاع تھے جو دیوتاؤن سے لڑتے تھے۔ روایات یون چلی آتی ہین کہ ایک بنس انکا سورج کی اولاد ہے اس لئے وہ سورج بنسی کہلاتے ہین۔ اکشواکو سورج کا پوتا تھا اسکی چوبیسون پیڑھی مین رامچند مہاراج اجودھیا پیدا ہوئے اُس سے یہ بنس چلا۔ دوسرا بنس انکا چاند کی اولاد ہی جنکو چندربنسی کہتے ہین جو بدھ (عطارد) اور کرشن سے پیدا ہوئے۔ تیسرا بنس انکا اگنی کا تھا وہ اگستا کی اولاد ہے یعنی اُس آگ کی جو آبو کے پہاڑ پر روشن ہوئی تہی۔ ان تین بنسون سے چھتیس شاخین رجپوتون کی پیدا ہوئین۔ جو راجپوتون کو اپنی شرافت پر فخر ہے وہ کسی اور قوم کو نہین ہے۔ انکی شجاعت و بہادری ضرب المثل ہے اور آزادی انکو بالطبع پسند ہے وہ مصائب و آفات کو بڑے صبر و تحمل سے برداشت کرتے ہین۔ روے زمین پر کوئی قوم انکی برابر ایسی نہین ہے کہ جسنے باوجود انقلابات و حوادثات زمانہ کے اپنی شائستگی و تہذیب و اوضاع و اطوار آبائی کو بدستور قائم رکھا۔ جب ان پر سخت ظلم ہوتا ہے تو وہ اپنی بڑی بہادری دکھاتے ہین جیسے کی فہرست مین

ابتدائی بنسی ور ان کے ساتھ بڑے بڑے راجاؤن کے کل اور انکے وہ شاخین
راجاؤن کی جو سولہوین عیسوی مین مشہور ہوئین لکھی ہین -

اول سورج بنسی — دوم چندر بنسی — سوم اگنی کل

- گہیلوت ۲ رٹھور کچھواھہ
  - میواڑ
  - بیکانیر جودھپور
  - امبر
- یدو
  - اجھارا
    - کچھ
  - جیسلمیر
- پرمار ۲ پریہار سولنکی چوہان
  - ہاڑا
    - کوٹہ بوندی

پہلے سارے ہندوستان مین راجپوت ہی راج کرتے تھے - راجپوت کے معنے
ایسے ہی تھے جیسے کہ مسلمانون مین امیر کے اور ترکون مین بیگ کے ہوتے ہین
مگر جب انکا راج مسلمانون کے ہاتھ مین آیا تو راجپوت کے معنے مین بھی فرق آیا
اور ایسا تنزل ہوا کہ دلی پربت کے گرد کے باشندون کو رجپوت کہنے لگے
راجپوت راجاؤن مین میواڑ کا رانا سب سے بڑا اور شریف سمجھا جاتا تھا اور تمام راجپوتانہ
اسکی بزرگی اور عظمت کو مانتا تھا اور اپنے سے بڑا جانتا تھا یہ شرف اسی رانا کے خاندان
کو حاصل ہے کہ اسنے مسلمانون سے رشتہ مندی کرکے اپنی نسل مین ان کا
خون اور راجپوت راجاؤن کی طرح نہین ملایا - باوجودیکہ انسے سخت مقابلہ اور
خونریز معرکہ ہوتے رہے -

میواڑ کی حدود جو اب ہین انہین کے قریب قریب اکبر کے زمانہ مین تھین اسکا
رقبہ ۱۲۶۱۱ مربع میل ہے -

۲۳ درجہ ۴۹ دقیقے اور ۲۵ درجے ۲۸ دقیقے شمالی عرض بلد اور ۷۳ درجے
اور ۰۰ دقیقے اور ۷۵ درجے ۳۵ دقیقے مشرقی طول بلد کے درمیان وہ
واقع ہے اور اسکی حدود یہ ہین شمال مین ریاست ہاے جے پور اور اجمیر جنوب مین
پرتاب گڈھ اور ڈونگرپور مشرق مین کوٹہ اور بوندی مغرب مین ماروار

میواڑ کی حدود

تین پانچوین حصے اسکے ہموار ہین۔ اور باقی پہاڑ یا زمین بہت ناہموار ہے
کھیتی خوب ہوتی ہے۔ مویشی اچھی طرح پالے جاتے ہین۔ بعض جگہہ کا نین بھی کھودی
جاتی ہین۔ کئی ندیان اور دریا بہتے ہین۔ آبپاشی بہت احتیاط سے ہوتی ہے
اور اسکا محصول راناکی آمدنی کا معتد بہ حصہ ہے۔ سولھوین صدی مین میواڑ اپنے
معراج پر پہنچا ہوا تھا۔ اسکی سپاہ قواعد دان جنگی بہت تھی۔ بہت سے راجہ
اوس کے تابع تھے اور ملک کے مناسب مقامون مین مستحکم قلعے بنے ہوئے تھے
ان سب مین مشہور قلعہ چتوڑ کا تھا وہی راجپوتون کی آزادی کا مقدس ملجا و ماوی تھا
میواڑ مین گھلوت راجاؤن کی ابتدا بپا سے ہوئی ہے وہ سمت ۷۸۴ سنہ ۷۲۸ع
مین چتوڑ کی راج گدی پر بیٹھا۔ جب بپا چتوڑ مین راج کرتا تھا تو بغداد مین ولید
خلیفہ تھا۔ محمد بن قاسم نے ہندوستان پر جو حملے کئے۔ ہندوون کی تاریخ مین
ان حملون کا بیان سوا اسکے کچھ اور نہین ہے کہ مَلِیچھ کبھی سندھ سے کبھی سمندر سے
آئے سمت ۸۰۵ سے سمت ۸۸۹ تک مین مسلمانون نے جو چتوڑ پر حملے کئے اوس کی
حفاظت مین بہت سے راجاؤن نے مدد کی اور مسلمانون کے حملون کو جو
موری نبس پر ... ہوئے اس نے گھلوت کے نوجوانون کی مدد لے کر ہٹا دی مسلمان
گجلی بند سے متھرا مین آئے اور سوراشٹر اور سندھ کی طرف سے انہون نے
مراجعت کی۔ بپا نے انکا تعاقب کیا اوس نے اپنے باپ دادا کے شہر گجنی
(کھمبایت) اسو (مسلمانون) کے قبضہ مین دیکھا۔ سلیم وہان حکمران تھا اس کو
شکست دیکر اسکی بیٹی سے بپا نے بیاہ کیا۔ یہ ایک تعجب خیز امر ہے کہ ایک ہندو
مسلمان سے یون بیاہ کرے۔ میواڑ کے راجہ کھمان کے عہد مین سنہ ۸۱۲ و
۸۳۶ کے درمیان محمود خراسانی کے حملہ کا بیان لکھا ہے جسکی حمایت کے لئے بہت
سے راجہ آئے۔ کھمان کے رس مین اسکا بیان ہے کھمان ۲۴ بڑی بڑی لڑائیا
لڑا جس سے اُسکا نام ہوا۔ اسکی پندرہوین پیڑھی مین سرسی اسکا جانشین ہوا۔

وہ سمت آ مین پیدا ہوا تھا اسکے زمانہ مین یہ بڑا انقلاب ہوا کہ مسلمانون کے حملے ایسے ہوئے کہ ہندؤن کے سر پر سے راج کا تاج اُتر گیا اور مسلمانون کے سر پر رکھا گیا۔ اب ہم کبیشر چند کے بیان کو انہین کے محاورات مین بیان کرتے ہین وہ اس زمانہ کا حال یہ لکھتا ہے کہ پٹن مین بھولا بھیم۔ چالوک آہنین تن تھی کوہ آبو پر جیت پر مرا۔ میدان جنگ مین قطبی تارا ہے کہ اپنی جگہ سے ہلنا نہین جانتا میواڑ مین سمیر سنگہ ہے جو بڑے بڑے زبردست راجاؤن سے خراج لیتا ہی وہ دہلی کے دشمنون کے روکنے کے لئے لوہے کی دیوار ہے۔ سب کے بیچ مین اپنی قوت مین زبردست منڈور کا راجہ مغرور ناہر راؤ ہے جو مارو کی قوت بازو ہے اور وہ کسی سے خوف نہین کرتا۔

دہلی مین سب سے بڑا راجہ آننگ پال ہے جسکے حکم سے یہ راجہ حاضر ہوتے راجہ منڈور۔ راجہ ناگور۔ و سندھ و جلوت۔ اور حدود کے راجہ۔ پیشور لاہور کانگڑا اور کوہستانی راجہ و راجہ کاشی و پریاگ۔ اور گڈھ دیوگیری۔ سرد ملکون کے راجہ یہ سب اسکی قوت سے ڈرتے تھے۔ جب زابلستان سے بھٹی نکالے گئے ہین وہ ان مقامات مین رہتے تھے۔ پنجاب مین سالباہن اور تنوٹ۔ دیراول مین جنکو آخر مین انہون نے آباد کیا تھا اور قدیمی لوڈ ورو امین جسکو انہون نے ریگستان مین فتح کیا تھا اور اس زمانہ مین وہ اپنا دارالقرار جیسلمیر بنارہے تھے۔ اس کونے مین صدیون تک وہ خلفار کے نائبون سے ارور مین لڑتے رہے۔ اور کبھی کبھی انہون نے اپنے قدیمی ملک کو شہر اٹک تک جو دریائے سندھ پر ہے اُسے واپس لے لیا۔ انکا مقام ایسا تھا کہ وہ ہندوستان سے کم تعلق رکھتے تھے پرتھی راج کا ایک بڑا افسر جیلیس تھا وہ راجہ بھٹی کا بھائی تھا اس سبب سے انکو تعلق اس راجہ کے عہد مین ہندوستان سے پیدا ہوا۔ پرتھی راج کی بہن کی شادی سمرسی کے۔ راجہ چتوڑ سے ہوئی۔ اس لئے جب پرتھی راج کی لڑائی

شہاب الدین غوری سے ہوئی تو پرتھی راج نے اسکو ایلچی بھیجکے بلایا۔ گگر کی
لڑائی مین وہ اور اسکا بیٹا مارے گئے۔ چند نے اسکی بہت سی بھٹائی کی ہے سمرسی
گنگی بیٹھے تھے کرن اُسکا جانشین سمت ۱۲۴۹ مین ہوا اسکی ماں کرم دیوی بڑی لائق اور
ہوشیار تھی وہ قطب الدین سے امیر کے قریب لڑی تو راجہ اور گیارہ چھوٹے
سردار اسکی ہمراہ تھے۔ قطب الدین کو شکست ہوئی اور وہ زخمی ہوا۔ اس کے بعد
سمت ۱۲۵۶ مین راہپ چتوڑ کا راجہ ہوا وہ شمس الدین سے ناگور مین لڑا اور غالب رہا اس
راجہ نے دو بڑی تبدیلیاں کین اول اس نے قوم کا نام بدل کر سسودیا رکھا
دوم پہلے جو چتوڑ کے راجہ ... کو راول کہتے تھے اس لقب کو بدل کر اس نے
رانا لقب کر دیا۔ نصف صدی مین میواڑ مین نو راجاؤن نے راج کیا۔ نوین پیڑھی مین
راہپ کا بیٹا لکھمسی چتوڑ کا راجہ ہوا۔

لکھمسی اپنے باپ کی جگہ سمت ۱۳۳۱ مین تخت نشین ہوا اسکی راج کا
بڑا واقعہ چتوڑ کی تاریخ مین سلطان علاؤالدین کا حملہ ہے۔ سلطان نے
دو دفعہ اسپر حملہ کیا وہ پہلی دفعہ مین ناکام رہا۔ دوسری دفعہ فتحیاب ہوا۔
لکھمسی خردسال تھا اسکا چچا بھیمسی اسکا سرپرست تھا۔ ٹوڈ راجستان مین لکھا ہے
کہ بھیمسی نے سنگلدیپ کے راجہ ہمیر کی بیٹی سے بیاہ کیا تھا۔ بیوی اسکی حسن و جمال مین
بے مثال تھی اسی لئے اسکو پدمنی کہتے تھے۔ مگر ابوالفضل نے لکھا ہے کہ راول رتن سی
مرزبان چتوڑ کے پاس ایک پدمنی تھی۔ سلطان علاؤالدین کو اس سے عشق ہوا
اسکے بیان کو ہندی کبیشر اور بھاٹ اس طرح بیان کرتے ہین کہ علاؤالدین نے
جو چتوڑ پر حملہ کیا اس مین اسکو خیال ملک و دولت حاصل کرنیکا ایسا نہ تھا جیسا کہ اس
پدمنی کے ہاتھ لگنے کا جب حملہ مین عرصہ دراز ہو گیا تو اس نے رانا سے اس پدمنی
کی درخواست کی جب اسکے تئین ناکامی ہوئی تو اس نے اس خواہش پر
بس کی کہ پدمنی کو مجھے دکھا دو اسکی درخواست کے جواب مین اس نے کہا

راول راہپ

سلطان علاؤالدین کا حملہ چتوڑ پر

کہ وہ فقط آئینے مین اسکا چہرہ دیکھ سکتا ہے تو اسنے یہ بھی منظور کر لیا۔ اس آرزو
مین وہ تھوڑے سے آدمیون کو ساتھ لیکر راجپوتون کی ایمانداری پر بھروسہ
کرکے قلعہ کے اندر گیا اور آئینہ مین اپنے محبوب کا چہرہ دیکھ کر واپس آیا۔ راجپوت
بھی سلطان کی ایمانداری پر اعتبار کرکے قلعہ کے نیچے اسکے ہمرکاب آئے۔ راہ
مین ہمراہیون سے مہمان یہ عذرخواہی کرتا رہا کہ مینے آپ لوگون کو ناحق تکلیف
دی۔ سلطان نے یہ جان جوکھون کا کام رجپوتون کی ایمانداری کے سبب سے
کیا تھا مگر کمین گاہون مین اس نے اپنے آدمی بٹھا رکھے تھے۔ جنہون نے بھیم سی
کو گرفتار کر لیا اور اپنے لشکر مین اسکو جلد لے آئے۔ اب اسکی رہائی کا مدار
پدمنی کے حوالہ کر دینے پر ٹھیرا۔

جب چتوڑ مین اس ہولناک واقعہ کی شہرت ہوئی تو راجپوتون کے اوسان
خطا ہوے اور آپس مین گفتگو ہونے لگی کہ پدمنی کو حوالہ کرین یا بھیم سی کو چھٹائین
پدمنی سے یہ حال کہا گیا تو اوسنے اپنے چچا گورا اور اوسکے بھتیجے بادل کو بلایا
یہ دونو سنگالی امیرزادے تھے اُن سے یہ سارا احوال کہا انہونے ایسی
تدبیر سوچی کہ جسمین بھیم سی کو رہائی ہو جاوے اور پدمنی کی بھی جان اور عصمت
بچ جاوے۔ سلطان علاؤالدین کو یہ کہلا بھجوایا کہ جس وقت تو اپنے مورچون سے
پرے ہٹ جاویگا تو اسی روز تیرے پاس پدمنی روانہ ہو گی مگر وہ اوسی
ٹھاٹھ کے ساتھ آئے گی جو اوسکی شان کو شایان ہے اسکی ساری لونڈیان اور
نوکرین ساتھ ہونگین جو دہلی جائینگی اور آخر رخصت کی ملاقات کے لئے اس کی
کل سہیلیان بھی ہمراہ ہونگین۔ خیمہ گاہ پر پہنچے آخر ملاقات کرکے اُلٹی چلی آئینگی
سلطان نے خوش ہو کر حکم دیدیا کہ پدمنی کی سواری کی پردہ داری مین ہر طرح کا
اہتمام ہو اور کوئی اوسکے دیکھنے کا قصد نہ کرے۔ سات سو ڈولیان سلطان
کے خیمہ گاہ کو روانہ ہوئین۔ ہر ڈولی کے اندر ایک سورما گبرو بیٹھا تھا۔ چھ چھ

مسلح سپاہی ڈولی بانون کا بھیس بدلے ہوئے ڈولیون کو کندھے پر لئے ہوئے تھے۔
سلطان کا خیمہ قناتون سے گھرا ہوا تھا اُس مین یہ ڈولیان داخل ہوئین نصف گھنٹے کی اجازت مانگی گئی کہ پدمنی اپنے شوہر سے آخر ملاقات کرلے۔ بھیمسی کو ایک ڈولی مین بٹھا کر چلتا کیا اور باقی ڈولیان رکھی رہین کہ وہ رانی کے ساتھ دہلی جائنگی جب اس ملاقات مین دیر لگی تو علاؤالدین کے دل مین میان بیوی کے ملاپ کا رشک پیدا ہوا۔ اسکی نیت مین یہ نہ تھا کہ بھیمسی کو خلاص کرے جب وہ آیا تو یکایک ڈولیون مین سے بجائے عورتون کے جانباز سپاہی نکلے مگر علاؤالدین کے ساتھ بھی مسلح آدمی بہت سے تھے اس نے اپنے سپاہیون کو انکے تعاقب کا حکم دیا۔ بھیمسی کے سپاہی پیچھے ہٹ ہٹ لڑتے جاتے تھے یہان تک کہ کوئی ان مین زندہ نہین رہا راہ مین بھیمسی کے لئے ایک تیز رفتار رہوار لگا رکھا تھا وہ اُسپر سوار ہوا اور خیر و عافیت سے قلعہ کے اندر پہنچ گیا۔ علاؤالدین کی سپاہ قلعہ کے دروازہ پر گورہ اور بادل بہادرون کو ساتھ لے پدمنی کی عزت اور بھیمسی کی جان بچانے کے لئے خوب لڑے اور کٹ کٹ مری گورا تو مارا گیا اور بادل زخمی ہو کر بھاگا اور بہادرون مین چند ہی زندہ رہے کچھ عرصہ تک علاؤالدین کی کامیابی مین التوا ہوا اور راجپوت بہادرون نے جانبازی کرکے اپنے مقابلہ کرنے کا خوف ایسا دلایا کہ سلطان اپنی اس مردانہ مہم سے مجبوری باز آیا۔ بادل کی عمر بارہ برس کی تھی۔ اس عمر مین راجپوت اپنی اولاد کے ہونہار ہونے کا امتحان کیا کرتے ہین وہ زخمی ہو کر بھاگا تھا۔ اسکا چچا گورا مارا گیا تھا اسکی چچی بھتیجے پاس آئی اور کہنے لگی کہ پہلے اس سے کہ مین اپنے خاوند پاس جاؤن تجھ سے یہ پوچھتی ہون کہ میرے خاوند پر لڑائی مین کیا گذری۔ اُسنے کہا کہ لڑائی کا کھیت تو وہ کاٹ رہا تھا مین اوسکے قدمون کے نیچے خوشہ چینی کررہا تھا اُسنے عزت کے خون آلودہ فرش پر ایک مقتول کا بچھونا بچھایا اور ایک وحشی شاہزادہ کو مار کر اوسکا تکیہ لگایا۔ دشمنون کے گھیری مین وہ اسپر سو گیا۔

اسی واسطے مین کیونکر اسکے کامون کی تعریف کر سکتا ہون اس نے کوئی دشمن نہین چھوڑا جو اوسکو ڈرائے یا اوسکی تعریف کرے - یہ سنکر مسکرائی اور مجھسے یہ کہہ کر رخصت ہوئی کہ میرا خاوند میرے دیر لگانے سے خفا ہوگا پھر وہ جلتی آگ مین کود پڑی اور ستی ہو گئی -

سلطان علاؤالدین نے اپنے لشکر کو پھر مرتب کیا اور تازہ سپاہ بہم پہنچا کر قوی کیا اور چتوڑ پر دوبارہ حملہ سمت ۱۳۴۶ بمطابق ۱۲۹۰ء مین کیا فرشتہ نے ۱۲ برس بعد اس حملہ کو لکھا ہے -

پہلے حملہ مین جو بہادرون کا نقصان ہوا تھا ابھی اس کا عوض ایسا نہ ہوا تھا کہ وہ بحال ہوتے - سلطان نے قوی حملہ کیا - جنوب کے پہاڑ پر قبضہ کرکے وہ قلعے کے بہت قریب آگیا اور وہان اسنے مورچے جمائے - راجپوت ان مورچون کے نشان اب تک بتاتے ہین - اس سخت حملہ سے جو راجپوتون پر بلائین نازل ہوئین ایک کبیشر نے ان کے گیت خوب بنائے ہین اور ان مین خوب مضمون اٹھائے ہین وہ کہتا ہے کہ رانا دن کو بہت محنت کرکے ہارا تھکا رات کو بستر پر حیران پریشان پڑا یہ سوچتا تھا کہ مین کیا تدبیر کرون کہ میرے بارہ بیٹون مین سے کاش ایک بیٹا تو بچ جائے اس تنہائی کی حالت مین اسکو یہ ندا آئی کہ مین بھوکی ہون اس نے آنکھ اٹھاکر دیے کے دھندلے اجالے مین جو دیکھا تو دو ستون کے درمیان چتوڑ کی محافظ دیبی شاہانہ لباس پہنے ہوئے جاتی ہوئی نظر آئی - رانا نے اس سے کہا کہ تو میرے آٹھ ہزار رشتہ دارون کو کھا چکی ہے اسپر بھی تیرا پیٹ نہین بھرا - اسکا جواب اس نے یہ دیا کہ مین راجاؤن کی بھینٹ لونگی - اگر چتوڑ کے راج کے بارہ وارث اپنا خون نہین بہائینگے تو یہ راج انکے بنس سے نکلجائیگا یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئی - رانا نے صبح کو امیرونکی کونسل جمع کرکے اس رات کے واقعہ کا بیان کیا سب نے کہا کہ رانا کو پریشان دماغی

اور پراگندہ دلی سے یہ سپنا دکھائی دیا ہے۔ رانا نے ان سب کو آدھی رات کو بلایا۔ جب
یہ سب شب کو آئے تو اِن کے سامنے وہی دیبی آئی اور کہنے لگی کہ ہر روز ایک راج
کا وارث راج گدی پر بیٹھے اور کرنیا (آفتابی) جو بادشاہی امارات مین سے ہے
اور چھترا (چھتر شاہی) اور چمرا (چنور شاہی) کی رسمین ادا کی جائین اور تین روز وہ
سب پر حکمرانی کرے اور چوتھے روز دشمن سے لڑکر اپنی جان دے۔ مین ان مہارشون کے
خون کی بھوکی ہون۔ اگر اس سرزمین پر ہزارون وشیون کی خون پاشی ہو تو مجھے
اس سے کیا مطلب؟ میری یہ شرائط جب پوری ہو نگین تو مین تمھارے ساتھ رہونگی
گو یہ بیان کبیشرون کی گھڑت ہو یا رجپوتون کے دل بڑھانے کے لیئے یہ اختراع
ہوا ہو مگر راجپوت اسکو سچ جانتے ہین اس گھڑت سے انکا مطلب حاصل ہوا
کہ راجہ لکسی کے بیٹون مین ہر ایک اپنے ملک کے لئے جان دینے مین اپنی تقدیم
پر اصرار و تکرار کرتا تھا۔ ارسی نے کہا کہ مین عمر مین سب سے بڑا ہون اس لیئے میرا
حق سب سے زیادہ مقدم ہے۔ اول اسی کے راج تلک لگا اور سر پر چھتر
چھایا گیا۔ تین دن راج کرکے چوتھے روز دشمن سے لڑکر سنسار سے سدھارا۔ اس کے
بعد عمر مین اجی سی تھا۔ اس نے رانا سے درخواست کی مگر وہ رانا کو سب بیٹون مین
سب سے زیادہ عزیز تھا۔ اس لئے رانا نے یہ صلاح ٹھیرائی کہ اول وارسکے دس بھائی
باری باری سے راج گدی پر بیٹھین۔ سب بیٹون نے باپ کی بات کو مان لیا۔
اس طرح گیارہ بھائی تین تین دن راج کرکے میدان جنگ مین دشمن سے لڑکر فنا
ہوئے ایک بھائی باقی تھا جسکے قربان ہونے سے دشمن کے ہاتھ سے شہر بچتا تو رانا نے
اپنے صلاح کار امرا کو بلایا اور ان سے کہا کہ اب مین خود چھوڑ یہ جان قربان کرتا ہون
مگر اپنے قربان ہونے سے پہلے ایک اور عبرت ناک قربانی اس نے یہ کی کہ اپنے
حفظ ناموس کے لئے لکڑیون کا انبار زمین کے اندر ایک غار مین لگایا۔ جہان سورج
کی کرن کا بھی گذر نہ تھا۔ رانیان اور امیرزادیان وہان جمع ہوئین اور سب

اس چتا مین جل کر خاکستر ہو گئی - انمین پدمنی بھی تھی جسکی خاک اس ڈھیر مین تھی اسکی جان گئی مگر عصمت بچی - اجی سی کچھہ فوج کو ہمراہ لے کر کیلواڑہ مین صحیح سلامت جا پہنچا رانا اپنے بیٹے کی اس سلامتی سے خوش ہوا کہ میرا بنس بالکل نیست و نابود ہونے سے سلامت رہا - پھر رانا اپنے جان نثارون کو ہمراہ لے کر سلطان علاؤالدین سے لڑا اور جان سے گیا - چتوڑ مین سلطان داخل ہوا وہ جانداروں سے خالی اور مردون سے پُر تھا - چتا مین اُس کی معشوقہ دلربا کی لاش مین سے دُھنوان اُٹھ رہا تھا یہ غار اس زمانہ مین بڑا مقدس و متبرک گنا جاتا ہے توہمات کے مطابق مشہور ہو گیا ہے کہ اس غار کا محافظ ایک بڑا اژدہا ہے جسکے سبب سے کسی آدمی کی رسائی نہین ہوتی کہ آنکھ کھول کر دیکھے کہ وہان کیا ہے - اب سکندر ثانی سلطان علاؤالدین کا چتوڑ پر قبضہ ہوا اور بہت غنیمت ہاتھ لگی - رجپوتون کی بہت سی قومین اُس کی مطیع ہو گئین اُسنے جھالور کے راجہ مالدیو کو جو اُسکا مطیع تھا یہ قلعہ حوالہ کیا -

رانا ہمیر ۱

راجہ اجی سی جو زندہ بچا تھا وہ کیلواڑہ مین رہتا تھا یہ شہر کوہستان اروَلی کے وسط مین ہے اور یہ پہاڑ میواڑ کی سرحد مغربی ہے اسکے بعد اجی سی کے بڑے بھائی کا بیٹا ہمیر تخت نشین ہوا - اسنے مالدیو سے چتوڑ لے لیا - مالدیو چتوڑ چھینو کے سلطان علاؤالدین کے جانشین سلطان محمود خلجی پاس چلا گیا وہ فوج لے کر اُس سے لڑنے گیا سنگولی کے میدان مین لڑائی ہوئی اور محمود خلجی کو شکست ہوئی - وہ ایسے پہاڑون مین سے لشکر کو لے کر گیا تھا کہ بہت سا لشکر اسکا بیکار ہو گیا تھا وہ خود قید ہو گیا تین مہینے تک مقید رہا - اجمیر - رنتھنبور - ناگور - سوپی سیوپور اور پچاس لاکھ روپیہ اور سو ہاتھی دیکر رہا ہوا - ہندوستان مین ہمیر ہی ہندوون کا راجہ تھا اور سب قدیمی خاندان مغلوب ہو گئے تھے مسلمانون کے قبضہ سے میواڑ نکل کر پھر رجپوتون کی حکومت مین آ گیا تھا مسلمانون کے حملے سے پہلے اگرچہ ہندوستان مین میواڑ اوج پر تھا مگر جب سے ہمیر نے دار السلطنت چتوڑ کو دوبارہ حاصل کیا

اس وقت سے دو سو برس تک اسکی سلطنت و حکومت کو استحکام رہا - اس عرصہ مین راجپوت مسلمانون سے خوب لڑتے رہے - اسکا سبب یہ تھا کہ مسلمان بادشاہون کے خاندان خلجی و لودی و سوری جلدی جلدی بدلتے رہے اور آپسمین لڑتے رہے - جس سے میواڑ کو بہت فائدہ ہوا - اور وہ مسلمانون کے ہاتھ سے بچا رہا وہ فقط اپنے ہی ملک کی حفاظت نہین کرتا تھا - بلکہ غیر قومون پر حملہ کرنے کی قوت رکھتا تھا

میواڑ کے راجاؤن مین ہمیر بڑا فرزانہ اور بہادر راجہ ہوا ہے اس کے بعد سمت ۱۴۲۵ مین اسکا بیٹا کیٹنگ سی رانا ہوا - اسکے بعد سمت ۱۴۳۹ مین لکھا رانا ہوا - ان راناؤن نے ان عمارات کو دوبارہ تعمیر کرایا - جو علاؤالدین نے مسمار کی تھین - بعد اسکے موکل راجا ہوا - جب امیر تیمور نے ہندوستان پر حملہ کیا ہے تو سمت ۱۴۵۵ مین میواڑ مین رانا موکل راج کرتا تھا - امیر نے تو اس ملک کے فتح کرنے کا ارادہ کیا نہین اسکا کچھ ذکر تاریخ میواڑ مین نہین آیا - مگر کسی اور دہلی کے بادشاہ نے خواہ فیروز شاہ ہو یا اسکا پوتا ہو میواڑ مین گذر کیا اور رائے پور کے میدان مین کوہ اراولی کے درون مین رانا موکل سے لڑا مارا نا نے اوسکو ہٹا دیا -

اس رانا کا بیٹا کومبھو سنہ ۱۴۷۵ سمت مین اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا - اس وقت میواڑ کی سلطنت اپنے معراج پر تھی - دہلی کی سلطنت سے مالوہ اور گجرات جدا ہو گئے تھے اور انمین جدا سلطنتین قائم ہو گئین تھین - ان دونو نے متفق ہو کر سنہ ۱۴۹۶ سمت مین بے شمار لشکر لے کر میواڑ پر حملہ کیا - کومبھو اُنسے لڑنے کے لئے ایک لاکھ سوار و پیادے اور چودہ سو فیل لے گیا اور سلطان محمود کو قید کر لیا پھر اسکو رہا کر دیا - میواڑ کی حفاظت کے واسطے اسمین چوراسی قلعے بنے ہوئے تھے استحکام مین چیتوڑ کے بعد اسکا بنایا قلعہ کومبھو میر تھا - اس نے پچاس برس سلطنت کی - سمت ۱۵۲۵ مین اسکو بیٹے نے مار ڈالا جسکا نام اودا تھا وہ یہ نہ سمجھا کہ جو شخص اسکی زندگی کا سبب ہوا اُسی کی زندگی کو اس نے تمام کیا - اس بیہودہ حرکت سے

اسکا لقب ہتھیارا ہوا۔ قوم کے سارے رئیسون کو اُس سے نفرت ہوئی جب اس نے دیکھا کہ قوم کا کوئی رئیس اسکی طرف ملتفت نہین ہوتا تو اس نے شہنشاہ دہلی سے وعدہ کیا کہ مین اپنی لڑکی اس شرائط پر بیاہ دونگا کہ وہ اسکو تخت سلطنت پر قائم رکھے مگر اسپر قہر الٰہی یہ نازل ہوا کہ جب وہ بادشاہی دیوانخانہ سے باہر نکلتا تھا تو اُس پر بجلی گری کہ وہین بھسمنت ہو گیا۔ کبیشر اس بیان کو لکھتے ہوے جھیپتے ہین اچھی طرح نہین بیان کرتے۔

رانا رائمل۔ ۱

سمبت ۱۵۳۰ ۱۴۷۴ مین رائمل اپنی بہادری سے کوبھو کا جانشین ہوا۔ اوداکے مرنے کے بعد جسکا ذکر ہوا اسکے بیٹون سہس مل و سورج مل کی امداد کے لئے شاہ دہلی نے میواڑ پہ حملہ کیا۔ بمقام سیارہ جسکو اب ناتھدوارکہتے ہین خیمہ زن ہوا۔ رائمل سے اٹھاون ہزار سوار اور گیارہ ہزار پیادے میدان جنگ مین اوداکے بیٹون سے لڑنے کے لئے لایا اور گھاٹ مین لڑائی ہوئی۔ اوداکے بیٹے بڑے جوانمرد تھے خوب لڑے اور خون کی ندیان بہین مگر بادشاہ دہلی کو ایسی شکست فاش ہوئی کہ پھر اوس نے میواڑ کی طرف رخ نہین کیا۔

رائمل غیاث الدین فرمان روائے مالوہ سے لڑتا رہا اور اکثر اسکو شکست دی پھر خاندان لودھی فرمان روائے ہند ہوا۔ انمین اور شاہ میواڑ مین سرحد غتالی کی بابت فساد ہوتے رہے۔

رانا سنگا۔ ۱

رائمل کے تین بیٹے تھے اور وہ سب راجستان کی تاریخ مین مشہور و معروف ہین۔ ایک بیٹا سنگا تھا جو بابر بادشاہ کا معاصر تھا۔ دوسرا پرتھی راج تیسرا جیمل۔ ان تینون بھائیون مین آپس مین ایسا فساد ہوا کہ سنگا اور پرتھی راج جلاوطن ہوے اور جیمل قتل ہوا۔ چچا سورج مل اور بھائیون کے فساد مین سنگا کے تلوار کے پانچ زخم آئے اور ایک آنکھ تیر کے لگنے سے بالکل جاتی رہی۔ وہ شیوا لہ چتر بھوج کی طرف بھاگ گیا پرتھی راج اسکا جانی دشمن اسکے پیچھے

لگا ہوا تھا وہ ناچار بکریان چرانے لگا۔ دہقان نے اسکو اسبات پر کہ بکریان بہ
اچھی طرح نہین آتی تھین سخت سست کہا اور نکال دیا۔ اس خستہ حالی مین چند
وفادار رجپوتون نے اسکو ایک گھوڑا دیا بعد بہت سے جھگڑون اور لڑائیون کے
سمت ۱۵۶۵ مین میواڑ مین وہ رانا ہوا۔ اسکا اصل نام سنگرام ہے پیشن میواڑ مین
سنگا مشہور ہے اور مسلمانون کی تاریخ مین اسکا نام سنگا لیا جاتا ہے اسکے
راج مین میواڑ جس اوج پر پہنچی پہلے کبھی نہین پہنچی تھی اسکو ہندو کہتے ہین کہ اسکا راج
میواڑ کے شکوہ کے مینار کا کلش تھا وہ مسلمان بادشاہون سے کچھ خوف نہین کرتا تھا
اسکے ساتھ اسی ہزار سوار اور اعلے درجہ کے سات راجہ نوراؤ اور ایکسو چار
اور چھوٹے موٹے راجا اور پانچسو جنگی ہاتھی میدان جنگ مین جاتے تھے۔ گجرات
اور مالوہ کے بادشاہ متفق ہوکر بھی میواڑ کا کچھ نہین کرسکتے تھے۔ مارواڑ اور امبر کے
راجہ اسکے فرمان بردار تھے۔ راؤ گوالیار و اجمیر و سیکری و رایسین و کالپی و چندیری
و بوندی و گگراؤن و آبو اسکے باج گذار تھے یا اُسکو اپنا سردار سمجھتے تھے جن رئیسون نے
اسکے ساتھ وفاداری اور سلوک کیا تھا اور مصیبت کے وقت اسکی مدد کی تھی اونکو وہ
بھول نہین گیا۔ کرم چند راجہ سری نگر کو اجمیر طوبجا گیر عطا کی اور اسکے بیٹے جگ مل کو راؤ کا
خطاب دیا اس نے چندیری کے محاصرہ مین خدمات شائستہ کین تھین۔ ملک مین
جو آپس مین جھگڑے و فساد رہتے تھے وہ سب اوس نے دبا مٹا دیئے۔ پہلے اس نے
گروہ باہر سے لڑا۔ وہ اٹھارہ لڑائیون مین شاہان دہلی و مالوہ پر فتحیاب ہوچکا تھا
انمین سے دو لڑائیان بکرولی و گھتولی مین سلطان ابراہیم شاہ دہلی سے ہوئین جنمین
اسکو فتح ہوئی۔ اسکے عہد مین میواڑ کی یہ حدود تھین۔ میواڑ کی شمالی سرحد پر پیلا کھال
یعنی زرد جھیل جو بیانہ کے متصل ہے اور مشرق مین دریاء سندھ اور جنوبی سرحد مالوہ
اور مغرب مین کوہستان۔ غرض وہ راجستان کے بڑے حصہ مین یا تو
خود حکمران تھا یا وہان کے اور حکمران اسکے زیر فرمان تھے۔ راجپوت اوسکے ایسے معتقد تھے

کہ اُسکی پوجا کرنے تھے وہ ایسے اعلیٰ درجہ پر پہنچ گیا تھا کہ اگر بابر اوسکی جان کا دشمن پیدا ہوا ہوتا تو وہ ان چھہ راجاؤن کے بعد ساتوان راجہ ہوتا جو ہندوستان مین چکرورتی راج کر گئے ہین۔ ہندؤن کے پران مین پہلے سے یہ پیشین گوئی لکھی ہوئی تھی کہ ترشکایون اور اور اجنبی قومین سورج بنسیون اور چندر بنسیون کی دشمن ہونگین۔ وہ پیشین گوئی رانا سنگا اور بابر کی لڑائی سے پوری ہوئی۔ کیونکہ بابر ترشکا یعنی ترک تھا۔ بابر اور رانا سنگا کی لڑائی کا حال میواڑ کی تاریخ مین وہی لکھا ہے جو بابر نے خود لکھا ہے سپاہی بڑی بڑی واقعات دونو کی تاریخون مین ملتے جلتے ہین اسلئے ہم انکو نہین لکھتے وہ بابر نامہ مین بیان ہوئے ہے۔

رانا سنگا کا حلیہ

رانا سنگا کا قد میانہ تھا جسم شہ زور تھا۔ چہرہ وجیہ۔ آنکھین بڑی بڑی۔ مرتے کے وقت اسکی جسم کا ایک ایک عضو گواہی دیتا تھا کہ وہ بڑا جنگی بہادر تھا اسکی ایک آنکھ بھائی کے ساتھ فساد مین گئی تھی۔ لودیون کے ساتھ لڑنے مین ایک ہاتھ کٹ گیا تھا ایک لڑائی مین بندوق کی گولی لگنے سے لنگڑا ہوگیا تھا جسم پر اسی زخم تلوارون و برچھیون وآلات حرب کے تھے مالوہ کے بادشاہ مظفر کو اسی کی دارالسلطنت مین قید کرنے سے اور قلعہ رنتھنبور کا حملہ کرکے فتح کرنے سے وہ بہت مشہور ہوگیا تھا اس قلعہ کی حفاظت مین سپہ سالار علی نے بڑی کوشش کی تھی۔ اُس نے ایک محل کناؤ مین بنایا تھا اسی کی سیدھ مین وہ میواڑ کی شمالی سرحد قائم کرنی چاہتا تھا۔

رانا سنگا کے جانشین

رانا سنگا کے سات بیٹے تھے انمین جو دو بڑے تھے وہ چھوٹی عمر مین مرگئے تھے تیسرا بیٹا رتن سمت ۱۵۸۶ ۱۵۲۸ء مین باپ کا جانشین ہوا۔ پانچ برس سلطنت کرکی مرگیا۔ پھر اسکا بھائی بکرماجیت سمت ۱۵۹۱ ۱۵۳۵ء مین جانشین ہوا۔ گجرات کے بادشاہ سلطان بہادر نے اس رانا کو شکست عظیم دی۔ اُس نے چتوڑ کا محاصرہ کیا۔ اوّل اوّل وہی قلعہ شکنی مین توپون کو کام مین لایا۔ راجپوت اپنے تعصب کے سبب سے توپون کو کام مین نہین لاتے تھے۔ بلکہ توپون کو کوسنے اور بد دعا دیتے تھے کہ انہون نے

جوانمردون کے تیرون اور برچھیون کے اثر کو نکما کر دیا۔ سلطان بہادر نے جو کہ ایسا
پستلا حال کیا کہ بوندی کا کبیشر بہان کا حال یہ بیان کرتا ہے کہ انکار راجہ مع پانسو اپنے
رشتہ دارون کے اڑ گیا۔ راؤ درگا نے مع چند اور سرداروں ستوا در دو دوا اور اپنے
تابعین کے قلعہ کی شکستہ دیوار کی حفاظت کی اور دشمنون کے حملون کو ہٹایا اور اس
بہادری کو دیکھکر مہارانی جواہر رائی رھٹور مسلح ہو کر لڑنے آئی اور حملہ کر کے ماری گئی
محاصرین کے ہاتھ میدان رہا۔ اب راجپوتون نے سمجھا اس لئے بالائی کہ رانا سنگا
کے چھوٹے بیٹے اودے سنگھ کو جو اسکے مرنے کے بعد پیدا ہوا ہے کیونکہ اس حرمکھون
سے بچائین یہ چتوڑ کی محافظ دیبی پہلے کہہ چکی تھی کہ جب تک چتوڑ نہین بچے گا کہ بارہ
راج کے وارث جان نہ دینگے۔ وہ بارہ رانا بھینٹ مین چڑھے۔ اب یہ دیبی راجہ
کی بھینٹ چاہتی تھی اسکے لئے یہ تدبیر کی گئی کہ باگھجی راجہ دیولا بھینٹ مین دئے جائین
اس راجہ نے خود اس بات کو قبول کر لیا تھا وہ راجہ بنایا گیا۔ خرد سال رانا اودے سنگھ
کو بوندی کے راجہ سورجمل کے پاس پہنچایا۔ قلعہ کے آدمیون نے زعفرانی لباس پہنا
اور جوہر (جیوہر) کی تیاری کی گئی۔ چتا بنانے کی تھوڑی کسر باقی تھی کہ انہون نے
دیوار کی دراڑ کی حفاظت مین جان دی۔ پھر قلعہ مین آنے کا یہ رستہ غیر محفوظ ہو گیا۔
...... چتا تیار ہو گئی اسمین باروت بچھائی گئی لکڑیان
جو رانا کی مان اور جوانمرد ارجن ھرا کی بہن تھی وہ جلنی والی عورتون کی سربراہ تھی
چتا پر لے گئی۔ وہان تیرہ ہزار عورتین جلکر خاکستر ہو گئین۔ پھر قلعہ کا دروازہ کھولکر
راجہ دیولا اپنے بہادرون کو ساتھ لے کر خوب لڑا اور مارا گیا۔ قلعہ کے اندر کا حال
یہ تھا کہ ہزارون کشتون کی لاشین پڑی ہوئی تھین اور سیکڑون زخمی نزع کی حالت
مین تڑپ رہے تھے اور موت کے منتظر تھے جسکو وہ بے آبروئی اور قید سے اچھا جانتے
تھے۔ کبیشر کہتا ہے کہ چتوڑ مین پرلے (قیامت) آ گیا تھا۔ راجہ کے سردار اور بڑی
بڑی نوکر مارے گئے تھے اور اس طوفان مین ۳۲ ہزار راجپوت جان سے گئے

یہ چتوڑ کا دوسرا ساکا ہے۔
سلطان بہادر چتوڑ مین دو ہفتہ رہا تھا کہ اس نے ہمایون کے آنے کی خبر سُنی جسکو وہ سُنکر بھاگ گیا۔میواڑ کے کبیشر کہتے ہین کہ ہمایون بنگال سے اسلیئے روانہ ہوا تھا کہ رانی کرناوتی نے اوس سے درخواست کی تھی۔اس رانی نے ہمایون کو راکھی بند بھائی بنایا تھا۔اس راکھی بندی مین بھائی سے یہ شرط ہوتی ہے کہ بہن کی مصیبت کے وقت بھائی کام آئے۔جب اس رانی نے اپنی مصیبتون کا حال ہمایون کو لکھا تو وہ اپنے بنگال کی فتوح کو چھوڑکر اپنے ایفاء عہد کے سبب سے دوڑا آیا۔اگرچہ اس کے آنے سے پہلے رانی جل چکی تھی۔مگر پھر بھی اسکے آنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہادر چتوڑ سے بھاگ گیا اور ہمایون نے رانا بکرماجیت کی کمر مین خود تلوار باندھ کر اسکو پھر چتوڑ کا رانا بنا دیا۔اگر کبیشرون کا بیان یہ سچا ہو تو ہمایون کی عالی ہمتی اور ایفاء وعدہ کا خیال تعجب خیز ہے کہ ابھی باپ کے ساتھ رانا سنگا سے وہ لڑا تھا اسپر بھی اسنے یہ نیک سلوک اپنے دشمن کی اولاد کے ساتھ کیا کہ اوسکے بیٹے کو رانا بنایا۔
بکرماجیت کو اپنی دارالسلطنت اس طرح حاصل ہوگئی مگر اس مصیبت نے اوسکو کوئی فائدہ مند سبق نہ پڑھایا نہ اس تجربہ نے اُس مین کوئی دانائی پیدا کی پھر وہی اوسکی بیباکیان اور گستاخیان اپنے بھائی بندون کے ساتھ تھین۔آخر کو راجپوتون نے بکرماجیت کو ٹھکانے لگا کے پرتھی راج کے بیٹے بن بیر کو رانا بنایا اودے سنگھ اُس وقت چھ برس کا تھا۔بنبیر نے اسکے مارنے کا ارادہ کیا مگر اوسکی دایہ نے اُسے بچا لیا۔
رانا اودے سنگھ سمت ۱۵۹۷ء مین تخت نشین ہوا۔اب بڑے کبیشر کا قول یہ ہے کہ اس سرزمین پر افسوس ہے جہان کا راجہ خردسال یا عورت ہو۔یہ حال میواڑ کا ہوا۔اُودے سنگھ مین جوانمردی و شجاعت باوجود رانا سنگا کے بیٹے ہونے کے پاس بھی نہین آئی تھی اسلیئے اس مین کوئی لیاقت ایسی نہ تھی کہ وہ میواڑ کی رانائی کی

۱۰ [illegible] ۹ نومبر ۱۸۹۹ع [illegible]

لائق ہوتا۔ ایسی رانا کی لڑائیاں اکبر شہنشاہ سے ہوئین۔

میواڑ کے کھوٹے دن آئے تھے کہ اودے سنگہ رانا ہوا۔ سسودیا کی حامی دیوی نے قرار کیا تھا کہ جبتک بپا کی اولاد میری بھیٹ ہوتی رہیگی مین اپنے گھمنڈ کی پہاڑی کو نہین چھوڑنے کی یعنی چتوڑ کو۔ جب الا یعنی علاء الدین نے اول حملہ کیا تھا تو بارہ تاجداروں نے زعفرانی لباس پہن کر میواڑ کی حفاظت مین جان دی تھی۔ دوسری دفعہ جب اجیب یعنی بایزید بہادر نے فتح حاصل کی تو دیولا مدد کو آیا اور اُسنے اپنی جان دی مگر اب تیسری دفعہ کے حملہ مین کسی نے رانا کی اولاد مین سے اس چتوڑ کے دیبی کو اپنی بھیٹ دیکر اسکے غصہ کو فرو نہ کیا اور اُسے اپنا طرفدار رکھکے قلعہ کے کنگروں کو محفوظ نہ کرایا وہ دیبی وہان سے چلی گئی اور اُسکے جاتے ہی قوم گھلوت کا جو طلسم بنا ہوا تھا وہ شکستہ ہو گیا اور وہ پوشیدہ رشتہ جسنے چتوڑ کو دوامی حکومت گھلوت سے باندھ رکھا تھا ٹوٹ گیا۔ اودے سنگہ کے ساتھ وہ پری دیبی اُڑ گئی جسنے اندھیری رات مین سمیرسی کی آنکھین کھول کر کہا تھا کہ ہندون کی شان و شکوہ اب جاتی ہے۔ کبیشر کہتا ہے کہ اسکے جاتے ہی وہ دیوارین جو مدتون سے راجپوتون کا بیت المقدس سمجھی جاتی تھین اور اسکو انکی عظمت و جلال کا ہالہ گھیرے ہوے تھا اسکو اب راجپوتون کی آزادیان اور مذہب ناپاک سمجھنے لگے۔ گو یہ قصص و روایات زبانی ہین مگر ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ راجپوتون کو اپنی آزادی کیسی پسند تھی اور وہ اپنی باتون مین کیسے متعصب تھے میواڑ کی زبانی روایات حکایات مین اکبر کے ایک حملہ کا ذکر یہ ہے کہ اُس نے چتوڑ پر فوج کشی کی اور ناکام واپس آیا۔ رانا کی رانی سپاہ کو لیکر اکبر کے لشکر مین حملہ کرتی ہوئی گھس گئی اور ایک دفعہ وہ شہنشاہ کے صدر مقام پر پہنچا با جا پہنچی۔ نامور راٹھور نے مشتہر کیا کہ میری جان اس رانی نے بچائی اس سبب سے راجپوت سمجھے کہ ہماری شجاعت پر داغ لگتا ہے کہ ایک عورت راجہ کی بیٹی

وہ ایسے طیش مین آئی کہ سازش کرکے اس عورت کو انہون نے مار ڈالا - اکبر نے راجپوتون
مین یہ خانگی فساد دیکھ کر چتوڑ کا دوبارہ محاصرہ کیا اس وقت اکبر کی عمر پچیس برس کی تھی -
اسکی تمنا دلی یہ تھی کہ چتوڑ کو فتح کرکے نامور ہون - اسکے لشکرگاہ کے نشانات اب بھی موجود
ہین جس سے معلوم ہوتا ہی کہ گانوئن پنڈولی سے لیکر بسی کی شاہ راہ پر دس میل تک اس کا
لشکر پڑا تھا کہ ہیدکوار ٹرکے مقام پر . . . سنگ مرمر کا مخروطی مینار بنا ہوا ہے اس کو
اکبر کا دیو لکہتے ہین جب اکبر میوڑ سے باہر خیمہ زن ہوا تو رانا اودے سنگہ نے کسی ضرورت
کے سبب مجبوری چتوڑ کو چھوڑ دیا یہ ضرورت اور اس کی دلی خواہشین متحد تھین مگر اسنے اس کی
حفاظت کے لئے بڑے بڑے بہادر سردار مقرر کیے چونڈا کی اولاد مین سے بہت سے
سپاہیون کے گروہون کو سہیداس ساتھ لے کر سورج دروازہ پر کھڑا ہوا دشمن کا مقابلہ اسکے
داخل ہونے کے وقت خوب کیا اور پہلے اسکے جان گئی پہاڑ پر جو جگہ اسکی خون سے تر ہوئی تھی
وہان اسکا قتل بنا ہوا یادگار روزگار ہے - جن میواڑ کے سردارون نے یہان جانفشانیان
کین انکی تفصیل یہ ہے - مدیریا ارادت دودیا - ہیدلا - کیٹریو - اولاد پرتھوی راج
دہلی - بجولی کا پرہار - بدہی کا بھلا - انھون نے اپنی بہادری دکھا کے اپنی سپاہ کو بہادر
بنایا - چتوڑ کی حفاظت کے لیئے جو غیر ملکون سے مددگار آن کر خوب لڑے اُن کی
تفصیل یہ ہے - جھالور کے کارن سونی گر کا بیٹا دیولا ایشوداس راٹھور کرم چند کچھواھہ
رودا - سدھنی - گوالیار کا راجہ جسکی قوم تو ار تھی - میواڑ کی روایات کے تاریک صفحون مین
سب سے زیادہ روشن حرفون مین بدنور کے جیمل کا اور کیلواڑ کے پتا کا نام لکھا ہوا ہے -
اکبر نے بھی انکی تعریف کی ہے - انکی بہادری اور جوانمردی کا بیان راجپوتون کے
ورد زبان ہے - میواڑ مین جو رانا کے سولہ تابعین تھے انین سے یہ دو بھی تھے - جیمل
راٹھور میرتہیا کے خاندان کا تھا وہ مارواڑ کے سردارون مین بہادر تھا - پتا جگوتیون کا
جو چونڈا کی ایک بڑی شاخ ہے سردار تھا - راجپوتون کو جب تک اپنے باپ دادا کی جہات
یاد رہین گی وہ جیمل کا نام نہین بھولین گے - اس لڑائی مین عورتون نے بڑی اولوالعزمیون کے

ڈھال لگائی اور بہادرون کو ساتھ لیکر دشمن کے لشکر مین بے تحاشا گھس گئین

جب سورج دروازہ پر سومبرا قتل ہوا و کھیلوار کا بیٹا اُسکی جگہ مقرر ہوا تو اوس کی عمر سولہ برس کی تھی باپ اُسکا پہلی لڑائی مین مارا جاچکا تھا۔ اُسکی مان زندہ تھی اوس نے بیٹے کو زعفرانی پوشاک پہنائی اور چتوڑ کے لئے جان دینے کی نصیحت کی اور اُس کے لئے بیوی کے ہاتھ مین برچھی دے کر اپنے ساتھ لیا اور یہ دونو پہاڑ سے نیچے اُترے یہ دلہن لڑکر مر گئی۔ راجپوتون نے جب یہ دیکھا کہ ہماری لڑکیان اور بیویان ایسی بہادریان کرتی ہین تو وہ سب کے سب ایسی بہادری سے لڑے کہ جان کی پروانہ کی اور دیر تک ملک کے بچانے مین جانفشانی کرتے رہے اور اُن کے دل مین یہ خیال نہین آیا کہ ہتھیار چھوڑ کر دشمن سے پناہ مانگین جب جیمل کے گولی آن کر لگی تو اُسکو افسوس ہوا کہ اس دورکے صدمہ سے میری جان جائیگی۔ اب اُس نے دیکھا کہ چتوڑ کے بچنے کی امید کچھ نہین اسکی شمالی طرف بالکل غیر محفوظ ہو گئی ہے تو اُس نے یہ ارادہ کیا کہ ایک بارگی مارئیے یا مرجائیے آٹھ ہزار راجپوتون نے زعفرانی لباس پہنا اور آخری بیڑا اُٹھایا۔ چتوڑ کے دروازے کھول دیئے۔ خون ریزی شروع ہوئی۔ چند ہی راجپوت زندہ رہے ہونگے جنکے زعفرانی لباس پر دشمن کے حوالہ کرنے کا دھبہ لگا۔

شہنشاہ اکبر چتوڑ مین داخل ہوا۔ ۳۲ ہزار راجپوت مارے گئے۔ سترہ سو سردار کام مین آئے۔ سردارون مین صرف ایک گوالیار کا راجہ قوم تنوار کا بچ کر نکل گیا۔ نو رانیان پانچ امیرزادیان دس لڑکے خردسال تمام سردارون کے اہل وعیال چتا مین جل کر خاکستر ہوئے۔ راجپوتون کو اُنکے دیوتا نے جو سورج تھا چھوڑ دیا تھا۔ چتوڑ کا آخری روز اتوار کا دن یعنی سورج کا دن تھا یہ آخر شعاع اس نے اپنے جلال کی چتوڑ پر چمکائی چتوڑ لٹ گیا۔ رانا کے مکانات و محل و مندر سب غارت ہوئے۔ تمام امارات شاہی چھن گئی۔ نقارے جنکی آوازین کوسون جاتی تھین۔ شہنشاہ نے چھین لیئے۔ وہ تلوار جو سولہ مین چتوڑ کی کے لئے بپا کی کمر مین باندھی گئی تھی وہ لے لی

شوالہ کے دروازے اکھیڑ کر اکبر آباد کے قلعہ مین لگانے کے لئے بھیجے گئے۔

اکبر نے ان راجپوتون کی تعداد دریافت کرنے کے لئے جو اس لڑائی مین مارے گئے تھے ان کی گلون کے زنار اتروا کے منگوائے تو وہ ساڑھے چوہتر من وزن مین ہوئے اس زمانہ سے یہ عدد ۷۴½ بمنزلہ طلاق سمجھا جاتا ہے۔ صرافون کی چٹھیون کے اوپر یہی ۷۴½ لکھے ہوتے ہین جسکے معنے یہ ہوتے ہین کہ جو اسے کھول کر پڑھے گا وہ چتوڑ کے قتل کے گناہ کا مرتکب ہوگا۔ یہ ایک دلچسپ ڈھکوسلا بھاٹون اور کبیشرون کا گھڑا ہوا معلوم ہوتا ہے جنیوؤن کے وزن مین نہایت مبالغہ معلوم ہوتا ہے۔

۱ اودے پور — ہم نے پہلے لکھا ہے کہ چتوڑ کو اودے سنگھ چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ وہ راج پیپلی کے جنگل مین قوم گوھیل کے پاس پناہ گزین ہوا۔ یہان سے وہ گرو دگھاٹی مین اروِلی کے اندر گیا یہ مقام اُس جگہ کے متصل ہے جہان چتوڑ کے فتح کرنے سے پہلے بابا گوشہ گزین ہوا تھا چتوڑ کے فتح ہونے سے چند سال پہلے اس نے اس پہاڑی کے دروازہ پر ایک تالاب بنایا تھا۔ جو اب تک اودے ساگر کے نام سے مشہور ہے اور اسنے پہاڑون کے درمیان ایک بند بنوایا جسنے ایک دوسرے پہاڑ کے چشمون کے دھارون کے پانی کو روک دیا۔ جہان پہاڑون کا جھنڈ تھا اسپر ایک محل بنوایا جسکا نام نوچوکی مشہور ہے۔ پھر اسکے گرد بہت جلد عمارات عالی شان تیار ہوئین اور ایک شہر کی صورت پیدا ہوئی اور اسکا نام اپنے نام پر رانا اودے سنگھ نے اودے پور رکھا جو اب میواڑ کا دارالحکومت ہے۔

۲ پرتاب سنگھ کا رانا ہونا — اودے سنگھ چتوڑ کے فتح ہونے کے بعد چار سال جیتا رہا اور بیالیس برس کی عمر مین مرا پچیس۲۵ بال بچے چھوڑے جنمین سے پرتاب سنگھ اسکا جانشین ہوا اس رانا کا حال اکبر کے مہمات میواڑ مین پڑھو۔ ہمنے اسکے حال مین وہ حکایات اور روایات بھی لکھ دی ہین جو رجپوتون مین مشہور ہین۔ رانا پرتاب سنگھ کو مسلمانون کی تاریخون مین اکثر رانا کیکا لکھا ہے۔

اور اسکی وجہ حال کے کوی راج شیل داس یہ بیان کرتا ہے کہ میواڑ مین کیکا اکثر بچون کو کہتے ہین اور کیکا کی جگہہ کوکا بھی بولتے ہین ۔ میواڑ کی مہارانا کی عادت تھی وہ اپنے لڑکون کو جب تک کہ وہ راجگدی پر بیٹھین کیکا کہا کرتے تھے ۔ اسی سبب سے رانا پرتاپ سنگہ کو کیکا جب تک لوگ کہتے رہے کہ اسکا باپ رانا ادے سنگہ زندہ رہا اکبر غالباً اس سبب سے اسکو اکثر کیکا کہا کرتا تھا ۔ مسلمان مورخون نے اسکو جب بھی کہ وہ مہارانا ہوگیا کیکا ہی لکھا ۔

ماڑواڑ

اس دیس کا نام ماڑواڑ مشہور ہے دراصل وہ مارستھل یا مارو ستھان مردون کی بستی ہے اسکو مارو دیس بھی کہتے ہین ۔ مسلمان مورخ اسکو مرد یس لکھتے ہین کبھی اسکو سورد ھر کہتے ہین اور کبھی ماروہی شعرون مین درج کرتے ہین ۔

ہندوستان مین راجپوتون کی بڑی سلطنتین چار تھین ۔ اول دہلی جس مین تواراور چوہان راج کرتے تھے دوم قنوج جسمین راٹھور سلطنت کرتے تھے (قنوج اصل مین کبھ کنج (یعنی استخوان پشت زن یا کرہ) سوم میواڑ جس مین گہلوت حکومت کرتے تھے (میواڑ اصل مین مدیہ واڑ یعنی وسط ملک) تھا ۔ چہارم انہل واڑ جس مین چاوڑ و سولانکی راج کرتے تھے ۔

شہاب الدین غوری نے رای پتھورا کا کام تمام کرکے جے چند راجہ قنوج کا قصد کیا وہ بھاگ کر جاتا تھا کہ گنگا مین ڈوب کر مرگیا اوسکا بھتیجا سیہا کہ شمس آباد مین تھا وہ بھی مرگیا یہ واقعہ سمت ۱۲۴۹ ۱۱۹۳ مین ہوا ۔

قنوج کی تباہی کے ۱۸ برس بعد جے چند کے پوتے سیوجی اور سیت رام انہل واڑ (گجرات) مین راج کرنے لگے ۔ سیوجی کے بعد اسکا ایک بیٹا اسوتھاما جانشین ہوا ۔ دوسرا بیٹا ... سونک ایدر مین راجہ ہوا ۔ تیسرا بیٹا اجمل اوکم منڈل مین راجہ ہوا اس سے قوم بدھیل

پیدا ہوئی۔

جیسا کہ سمت ۱۴۸۴/۱۴۲۷ مین جودہ پیدا ہوا اسکے باپ کی جاگیر سواڑ مین تھی اس نے جیٹھ سمت ۱۵۱۵/۱۴۵۹ مین جودھپور کی بنیاد رکھی اور مندور سے اس شہر مین اپنی دارالسلطنت کو مستقل کیا جو اب تک چلا جاتا ہے۔ جودہ اس شہر کے آباد کرنے کے بعد ۳۰ برس تک زندہ رہا اور اسکی زندگی مین اسکے بیٹون اور پوتون نے مارودیس کو فتح کر لیا۔ سمت ۱۵۴۵/۱۴۸۸ مین اکسٹھ برس کی عمر مین مرگیا اسکے بعد سوجوہ (سورج مل) تخت نشین ہوا ۲۷ برس سلطنت کی۔ دہلی کے لودھی بادشاہون مین آپس مین بڑا جھگڑا رہا اس لئے مارو کا خشک ملک مسلمانون کے ہاتھ سے بچا رہا مگر سمت ۱۵۷۲/۱۵۱۵ مین ایک پٹھانون کے گروہ نے تیج کے میلے مین شہر پیپر سے راجپوتون کی ایک سو چالیس کنواری لڑکیون کو پکڑ لے گیا جب اسکی خبر سورج مل کو ہوئی تو اسنے ان پٹھانون کا تعاقب کیا اور اپنی جان کھو کر ان کنواریون کو نجات دلائی اس واقعہ کی گیت اب تک تیج کے میلہ مین گائے جاتے ہین کہ پیپر کی ایک سو چالیس کنواریون کی قیمت مین سورج مل نے اپنی جان دی۔

سمت ۱۵۷۲/۱۵۱۶ مین سورج مل کا پوتا گنگا اسکا جانشین ہوا۔ اسکا چچا ساگا راج کا مدعی ہوا اور اسنے اپنی مدد کے لئے دولت خان لودی کو بلایا۔ اس خان نے ناگور سے ابھی رٹھورون کو نکالا تھا۔ غرض جودہ کی اولاد مین تلوار چلی اور ان مین لودی خان شریک ہوا۔ گنگا کے مددگار بہت سے رجپوتون کے سردار کھڑے ہوئے اور انھون نے لڑکر ساگا کو مار ڈالا اور دولت خان کو بھگا دیا۔ پھر جب رانا سنگا کی لڑائی بابر بادشاہ سے ہوئی تو جودہ کے بیٹے سب رانا کے ساتھ ملکر ترکون سے لڑے اور اس لڑائی مین رٹھورون کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ان کو شکست ہوئی اس شکست کے چار سال بعد گنگا مرا اور سمت ۱۵۸۴/۱۵۲۸ مین اسکا جانشین [illegible] ہوا یہ راجہ مارواڑ کی تاریخ مین بڑا مشہور ہوا اسوقت مارواڑ کی بڑی اچھی حالت تھی بابر نے تو اس خشک ملک کی پروا نہین کی گجرات کے بادشاہ نے بھی مالدیو سے کچھ لڑائی جھگڑا نہین کیا

اس فرصت مین راجہ نے دوست و دشمن کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو اصل راجپوت کیا کرتا ہے۔
مالدیو نے اپنے راج کے پہلے ہی سال مین ناگور اور اجمیر کو لے لیا سنہ ۹۶ھ اس نے جھالور اور سوانہ۔ بھدراجون۔ سندھا لیون سے لے لئے اور دو سال کے اندر بیکا کے بیٹون کو بیکانیر سے نکال دیا۔ غرض اس نے بہت سے ملکون کو فتح کر لیا اور انکو اپنے قبضہ مین کر لیا۔ اس نے جودھپور کے گرد مضبوط فصیل بنائی۔ اور بہت سی عمارات عالی شان قلعہ مین تعمیر کرائین۔ میرتیا کی فصیل اور قلعہ بنا جسکو وہ مال کوٹ کہتا تھا دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ خرچ کیا اسنے اور بہت سے قلعے تعمیر کرلے۔ کہتے ہین کہ فقط سانبھر جھیل کی نمک کی آمدنی سے یہ ساری تعمیرات اس نے تعمیر کرائی تھین۔ یہ وہی مالدیو ہے جسکی پناہ مین ہمایون بادشاہ آنا چاہتا تھا مگر اسنے انکار کیا تھا شیر شاہ اسی ہزار سپاہ مالدیو سے لڑنے کے لئے لایا اور مالدیو پچاس ہزار راجپوتون کو ساتھ لے کر اس سے لڑنے گیا۔ خوب لڑا۔ مگر آخر کو مغلوب ہوا۔ شیر شاہ نے بعد فتح کے کہا کہ خیر ہوئی ورنہ ایک مٹھی باجرہ کے لئے ہندوستان کی سلطنت گئی تھی۔ شیر شاہ کے لڑنے کے بعد بھی مالدیو جیتا رہا اور ہمایون کو پھر بادشاہ ہوتے ہوئے اس نے دیکھا۔ آگے مارواڑ کے معاملات شہنشاہ اکبر کی تاریخ مین ہم اس طرح بھی لکھ دینگے جسطرح کہ ہندو اپنی زبانی روایات اور حکایات مین بیان کرتے ہین۔

صوبہ اجمیر و راجپوتانہ و رانای اودیپور کے معاملات

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ مہم گجرات مین سنہ ۹۸۱ھ مین جو بادشاہ نے ایدر کی طرف سپاہ بسر کردگی راجہ بھگونت سنگھ بھیجی تھی وہ قلعہ بدھنگر کو فتح کرکے

ایدر کی طرف متوجہ ہوئی اور ایدر کا زمیندار نراین داس راٹھور بادشاہ کے لشکر میں آیا۔ خدمات شائستہ بجالایا پیشکش لائق بادشاہ کے لئے تیار کی۔

جب رانا کی محل اقامت گوکندہ کے پاس راجہ بھگونت واپس آیا تو رانا راجہ پاس آیا اپنی تقصیرون کا عذر کیا اور راجہ کو اپنے گھر لے گیا اور مراسم میزبانی بجا لایا اور اپنے بیٹے کو ہمراہ کیا۔ یہ ظاہر کیا کہ میری طبیعت مین وحشت ہو گئی ہے۔ مین آپ کے ذریعہ سے بادشاہ کی خدمت مین التجا کرتا ہون اور خدمت کے لئے بیٹے کو بھیجتا ہون۔

کچھ دنون کے بعد اپنی وحشت کو دور کر کے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونگا۔ راجہ ٹوڈرمل جب گجرات سے بادشاہ پاس آتا تھا تو رانا اسکے پاس بھی آیا اور خوشامد کی۔

میواڑ کے رانا نے کبھی مسلمان بادشاہون سے اپنے خاندان کی لڑکی نہین بیاہی یہان کا رانا اپنے تئین دیوتاؤن اور سورج کی نسل سے جانتا تھا۔ بھلا وہ مسلمانون کو کب خاطر مین لاتا تھا انکے ساتھ اس طرح کی رشتہ مندی کو اپنے لئے بے طریق سمجھتا تھا رانا اودے سنگھ کی جان پر آن بنی مگر اس نے یہ رشتہ مندی پسند نہ کی

ہم ایک حکایت ٹوڈ راجستان سے نقل کرتے ہین کہ جس سے معلوم ہوگا کہ رانا (پرتاپ سنگھ) کو کس قدر نفرت اس طرح کی رشتہ داری کرنے سے تھی راجہ مان سنگھ شولہ پور کو فتح کر کے ہندوستان کو آتا تھا۔ اس نے رانا پرتاپ سنگھ (کیکا) کو جو کنبھل میر مین تھا لکھا کہ مین تیری ملاقات کو آتا ہون۔ رانا اس کے استقبال کو اودے ساگر مین آیا۔ اس ساگر کے بندھ پر راجہ مان سنگھ کی ضیافت کا سامان تیار کیا گیا۔ پتلین چنی گئین۔ راجہ مان سنگھ بلایا گیا۔ رانا کے بیٹے کنور امر سنگھ کو اہتمام ضیافت سپرد ہوا مگر رانا خود نہ آیا۔ اسکے بیٹے امر نے باپ کے نہ آنے کے لئے دردِ سر کا عذر پیش کیا اور راجہ سے عرض کیا کہ آپ رسم ضیافت کو ادا

کیجیے اور تناول طعام فرمائیے۔ راجہ نے ادب اور تمکنت سے کہا کہ رانا سے کہدو
کہ مین آپ کے درد سر کے عذر کو خوب جانتا ہون۔ مگر اس غلطی کا علاج کیا ہے اگر
رانا ہی میرے سامنے پتل رکھنے سے انکار کریگا تو پھر کون میرے آگے پتل رکھیگا؟۔
اب آگے تمہارے عذر کرنے عبث ہین۔ اسپر رانا نے اپنا افسوس ظاہر کیا اور کہا کہ مین اس
راجپوت کے ساتھ نہین کھا سکتا کہ جس نے اپنی بہن کو ترک سے بیاہا ہو جسنے غالباً اسکے
ساتھ کھانا کھایا ہوگا۔ راجہ مان سنگہ نے کھانے کو ہاتھ بھی نہین لگایا چند چاولون کے دانے
ان دیوی (خوراک کی دیبی) کے نام کے لے لئے اور انکو اپنی پگڑی مین رکھ لیا اور یہہ
کہکر اٹھ کھڑا ہوا کہ تمہاری عزت کے باقی رکھنے کے لئے ہمنے اپنی عزت کو قربان کیا کہ اپنی بہن
اور اپنی بیٹیون کو ترکون سے بیاہا۔ اگر تمھارا یہی دل چاہتا ہے کہ خوف مین رہو تو رہو اب اس ملک
مین تم کو حکومت کرنی نہین نصیب ہوگی اور اپنے گھوڑے پر چڑھکر پرتاب سنگہ کی طرف جواب
آگیا تھا یون مخاطب ہوا کہ اگر مین تمہارے گھمنڈ کو نہ ڈھادون تو میرا نام مان نہین
۔ کا جواب پرتاب نے یہ دیا کہ مجھے آپکے ملنے سے ہمیشہ خوشی ہوگی ایک گستاخ بے ادب
راجپوت یہ بھی بول اٹھا کہ اپنے پھوپھا (اکبر) کے ساتھ لانے کو نہین بھولئے گا جس زمین مین
دعوت ہوئی تھی وہ ایسی ناپاک سمجھی گئی کہ کندہ کرائی گئی اور گنگا جل سے دھلوائی
گئی۔ جو سردار اس دعوت مین آئے سمجھے کہ یہان آنے سے پوشاک ناپاک ہوگئی ہی
اس لئے نہاکر اسے بدلا۔

رانا اودے سنگہ تو سنہ ۹۷۹ھ (۱۵۷۲ء) مین مرگیا تھا اسکی جگہہ رانا پرتاب سنگہ (کیکا)
جانشین ہوا۔ گو وہ نامرد باپ کا بیٹا تھا مگر جوانمرد دادا رانا سنگا کا پوتا تھا۔ دادا
کی بہت سی صفات اسکی ذات مین ورثہ مین آئین تھین گو نہ اس پاس کوئی
دار السلطنت تھا نہ مخازن دولت پر قبضہ تھا خاندان برباد ہوچکا تھا۔ اس کے
امرا کا دل شکستہ تھا۔ مگر قومی و ملکی محبت خاکستر تلے کی آگ ہوتی ہے ۔۔۔ جہان
اوس پر ہوا چلی آتش شعلہ زن ہوئی۔ یہی حال رجپوتون کا تھا کہ باوجود اس

زبون حالت کے رانا کے ساتھ ہمدردی کرتے اور جان نثار کرنے کو اسلیئے موجود تھے۔ کہ مسلمانونکے کہین مطیع نہ ہو جائین۔ رانا پرتاب سنگھ جانتا تھا کہ مین اکبر سے میدان مین نہین لڑ سکتا۔ اس لئے . . . اپنے باپ دادا کے طریقے کے موافق وہ ارولی کے پہاڑون مین کمبل میر کنبھل میر مین چلا گیا تھا اور اس پہاڑی ملک کو اکبر کے مقابلہ لئے تیار کرتا تھا۔ ابھی تک سورج بنسی ہونے کا گھمنڈ اسکے دماغ سے نہین نکلا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ مین اس بنس کا راجہ ہون کہ جسکی چوکھٹ پر ہمیشہ پہلے سارے ہندوستان کے راجہ سر رکھا کرتے تھے مین کیون کسی کے آگے سر نیچا کرون میرے پاس مستحکم مقامات اور ملک و ولایت بہت ہے۔ میرے ساتھ ایسے راجپوتون کا انبوہ ہے کہ اپنے ناموس کے لئے جان دینے کو بے حقیقت سمجھتے ہین۔

جب بادشاہ اجمیر مین آیا اور اوسکے نزدیک رانا کی سرکشی و گردن فرازی و حیلہ بازی حد سے زیادہ گذرے تو اوس نے رانا کے مغلوب کرنے پر توجہ کی اور کنور مان سنگھ کو جو عقل و اخلاص و عقیدت و شجاعت مین بادشاہ کے یکتا امرا مین سے تھا اور اوسکو اپنی فرزندی کا خطاب بادشاہ نے عنایت کیا تھا اسکو اس خدمت پر نامزد کیا اور دوشنبہ ۲ محرم سنہ ۹۸۴ھ کو اجمیر سے رخصت کیا غازی بدخشی و خواجہ غیاث الدین علی آصف خان و سید احمد و سید ہاشم و جگنناتھ و سید راجو و مہتر خان و مادھو سنگھ و مجاہد بیگ۔ و کھنگار و رائے لونکرن اور اور بہادرون کو اس کے ساتھ کیا۔ اس اخلاص مند سپاہ کو کنور مان سنگھ لے کر چلا اور بادشاہ نے اوسے سمجھایا کہ رانا کو بدقسمتی کے خواب سے بیدار کرکے سعادت کی طرف رہنما ہو۔ مگر یہ سرمایہ بیداری اسکی غنودگی کا سبب اور ہوئی۔ مانڈل گڈھی مین افواج کو چند روز اس لئے توقف کرنا پڑا کہ سب امرا اور لشکر جمع ہو جائین رانا کا ایسا سر پھرا تھا کہ وہ کنور مان سنگھ کو اپنا زبردست زمیندار سمجھتا تھا اسکا ارادہ تھا کہ اس قصبہ مین جا کر اس سے لڑون۔ مگر اس کے رفیقون نے سمجھایا کہ اس جسارت مین خسارت ہے کنور مان سنگھ اجمیر سے کوہستان ارولی کے نیچے مغرب مین سفر کرکے

درہ ... ہلدی کوٹ مین آیا۔

اس لڑائی مین ملا عبدالقادر بدایونی شریک تھا۔ اس لئے ہم اس لڑائی کا بیان اسی کی تاریخ سے نقل کرتے ہین۔

اوائل ربیع الاول ۹۸۴ھ مین گوکندہ کی فتح ہوئی مجمل بیان اسکا یہ ہے کہ مان سنگھ و آصف خان متواتر کوچ کرکے اجمیر کی فوج کو مانڈل گڈھ کی راہ سے ہلدو مین جو گوکندہ سے سات کروہ (۱۴ میل) پر تھا لائے یہان رانا کیکا رہتا تھا (معلوم ہوتا ہے کہ سہو کاتب سے ہلدی یا ہلدیو کی جگہ ہلدو لکھا گیا۔ جسکو طبقات مین گھاٹی ہلدیوا اور ٹوڈ راجستان مین ہلدی گھاٹ لکھا ہے یہ نام اس سبب سے رکھا گیا تھا کہ یہان کی زمین زرد مثل ہلدی تھی۔ ابوالفضل نے جنگ کی جگہ کھیم پور لکھی ہے وہ ایک گانو گوکندہ کے شمال مین واقع ہے اودیپور کے شمال مغرب مین ہے۔ رانا اس سے لڑنے آیا مان سنگھ ہاتھی پر سوار ہوا اور اوسکی ساتھ پادشاہی یکے مثل خواجہ محمد رفیع بدخشی و شہاب الدین کورہ و پایندہ خان قزاق و علی مراد ازبک و راجہ لون کرن حاکم سانبھر اور اور راجپوت قول اوسط یا قلب مین ہمراہ ہوئے۔ اور ہراول مین اور نامی جوان جمع ہوئے اور ان مین سے انتی سے کچھ زیادہ چیدہ و برگزیدہ سید ہاشم بارہ کے پیشتر ہراول کے لئے نامزد ہوئے انکا نام جوزہ ہراول (یعنی فرع ہراول) رکھا گیا۔ اور سید احمد خان بارہ ایک جماعت کے ساتھ برانغار اور قاضی خان مع سیکری کے شیخ زادون کے جو شیخ ابراہیم چشتی کے خویش تھے جرانغار مین و مہتر خان چنداول مین مقرر ہوئے۔ رانا کیکا ۳ ہزار سوار لے کر عقب درہ سے آیا اسکی دو فوجین تھین ایک فوج کا سردار حکیم سور افغان تھا وہ ہراول کے مقابلہ مین قبلہ رویہ یعنی مغرب کوہ سے آئی۔ بسبب تنگی و ناہمواری اور ببولون کے درختون کی کثرت کے اور راہ کے مار پیچان ہونے کے جوزہ ہراول اور ہراول ایک راہ پر آن گرے دونو مخلوط ہوکر ایک ہوگئین اور جنگ مغلوبہ ہوئی۔ راجہ لون کرن کے ماتحت جو راجپوت تھے انمین سے اکثر بائین جانب سے بھیڑون کی طرح

بھاگے اور ہراول سے نکل کر برانغار کی پناہ مین آگئے۔ اسوقت فقیر عبد القادر نے
کہ چند مخصوصون کے ساتھ ہراول مین تھا آصف خان سے کہا کہ اس وقت کیونکر آشنا
و بیگانہ راجپوتون مین تمیز کی جائے۔ اُسنے شش کہہ کر جواب دیا کہ تیر لگائے جاؤ۔
کسی طرف کوئی مرے ع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است پس ہم تیر اندازی
اس انبوہ پر کرتے تھے جو مثل کوہ تھا اور ہمارے تیر اصلا خطا نہین کیے تھے۔
اور اسکے گواہ ہمارے راست تیر ہین ع القلب صدق شاہد یشہد (دل سچا گواہ ہے
جو شہادت دیتا ہے) ع گواہ عاشق صادق در آستین باشد۔ ہمکو یقین تھا کہ
ہمارا ہاتھ کام کر رہا ہے اور ثواب غزا حاصل ہو رہا ہے سادات بارہ اور
بعض صاحب ناموس جوانون نے اس لڑائی مین وہ کام کیا جو شاید رستم ہی سے ہوتا
میدان جنگ مین طرفین کے آدمی مارے گئے۔ دوسری فوج جسکا سردار خود رانا تھا
وہ گھاٹی مین سے آیا اور گھاٹی کے دروازہ پر غازی خان تھا اسکو ہٹا کر قلب مین
پہنچا یا۔ سیکری کے شیخ زادے ایکدفعہ بھاگ گئے اور فرار کے وقت ایکا تیر شیخ
منصور داماد شیخ ابراہیم کے لگا وہ اس جماعت کا سردار تھا۔ اس زخم سے مدتون
تک اسکو زحمت رہی۔ غازی خان باوجود ملائی کے بہادرانہ کھڑا رہا۔ اوس کے
داہنے ہاتھ پر تلوار لگی جس سے اوسکا انگوٹھا کٹ گیا۔ اب مقاومت کی مجال اس مین
نہین تھی تو الفرار مما لایطاق من سنن المرسلین (جب طاقت نہ ہی تو فرار پیغمبرون کی
سنت ہے) بڑھ کر قول مین پہنچا اور وہ جماعت کہ اول وہلہ مین اس فوج سے
روگردان ہوئی وہ دریا سے پار جا کر بھی پھر نہ پھری۔ اس گیرودار مین مہتر خان
نے چندراول سے نکل کر نقارہ بجایا اور آوازہ لگایا کہ بادشاہ ایلغار کر کے آگیا
اس آوازے سے کچھ بھگوڑون کی تقویت ہوئی اور وہ بھاگنے سے ٹھیر گئے۔ راجہ
رام ساہ گوالیاری نبیرہ راجہ مان سور رانا کے آگے آیا اس نے راجہ مان سنگھ کے
راجپوتون کی جان پر وہ کارپردازی کی کہ جسکی شرح نہین ہوسکتی یہی جماعت

گوگنده کی لڑائی کا نقشہ جس سے سپاہیون کے آگے بڑھنے اور پیچھے ہٹنے کا حال خوب معلوم ہو

حکیم سور افغان

رانا پرتاب

جوزہ ہراول

سید ہاشم بارہ

ہراول

آصف خان وغیرہ عبدالقادر

قلب یا قول

راجہ مان سنگھ وغیرہ ونون کرن
علی مراد اوزبک وغیرہ —

برانغار

سید احمد خان بارہ

چنداول

مہتر خان

راجہ رام شاہ گوالیار

جرانغار

غازی خان شیخ راوہاے سیکری

آگے بڑھنے کی نشانی

پیچھے ہٹنے کی نشانی

ہراول کی چپ سے بھاگی اور آصف خان کی فرار ہونے کا سبب ہوئی وہ میمنہ مین
سادات بارہ پاس التجا لی گئی۔ اگر سادات پاے ثبات نہ قایم کرتے تو اس سبب سے کہ
ہراول بھاگ چکی تھی لڑائی مین بڑی رسوائی ہوتی۔ رانا کے ہاتھی بادشاہی ہاتھیون کے
مقابل مین آئے۔ ان مین سے دو قوی مست ہاتھیون کی لڑائی ہوئی اور حسین خان
فوجدار کہ مان سنگہ کے پیچھے دوسرے ہاتھی پر سوار تھا گر پڑا۔ مان سنگہ خود بجاے
مہاوت کے حسین خان کے فیل پر جا بیٹھا اور ایسی ثبات قدمی کی کہ اس سے زیادہ تصور
مین نہین آتی۔ ان دو ہاتھیون مین کہ جن مین ایک فیل خاصہ بادشاہی تھا وہ رانا
کے فیل رام پرشاد نامی سے جو بڑا قوی ہیکل تھا لڑا اور جنگ عظیم ہوئی۔ ایک دوسرے
کو دھکیلتا تھا۔ اتفاقاً رانا کے ہاتھی کے فیلبان کے تیر لگا اور ہاتھیون کے حملہ کے
صدمہ سے وہ زمین پر گرا۔ پادشاہی ہاتھی کا فیلبان چستی و چالاکی کرکے اپنے ہاتھی پر
سے کود کے رانا کے ہاتھی پر جا بیٹھا اور وہ کام کیا کہ کسی سے نہ ہوتا۔ یہ حال دیکھ کر رانا
کو تاب نہ رہی جو جلو رانا کا ہاتھی تھا وہ بھاگا اور افواج مین تذبذب ہوا اور راجہ
مان سنگہ کے بکیون نے آگے آن کر وہ چپقلش کی کہ ایک کارنامہ تھا اور مان سنگہ کی . .
سرداری سے آج ملا شیری کے معنے اس مصرعہ کے سمجھ مین آئے ع کہ ہندو میزند شمشیر اسلام
جیمل چتوڑی کا بیٹا اور رامساہ گوالیاری مع اپنے بیٹے سالباہن کے جنھون نے بہت کچھ
تردد و جانفشانی کی تھی جہنم مین گئے اور گوالیار کے راجاؤن کی نسل مین کوئی باقی
نہین رہا کہ قابل جانشینی ہوتا خس کم جہان پاک۔ رانا جو مادھو سنگہ کے مقابل تھا تیرکے
زخمون سے زخمی ہوا۔ حکیم سور جو سادات بارہ کے آگے سے بھاگا تھا رانا پاس التجا لیگیا
اسکی اور رانا کی دونو کی فوج ایک ہوگئین۔ رانا تنہا انھین بلند پہاڑون مین چلا گیا
جہان چتوڑ کی فتح کے بعد گیا تھا اور وہان محض بے اختیار تھا۔ یہان تابستان کی
چلہ کی گرمی ہوا ایسی چل رہی تھی کہ آدمی کا بھیجا سر مین پگلا جاتا تھا۔ صبح سے دوپہر تک
لڑائی ہوئی تھی اور معرکہ مین پانچ سو آدمی مر چکے تھے جنمین سے ایکسو بیس مسلمان تھے اور باقی

ہندو اور زخمی تین سو سے زیادہ نہ تھے ہوا کا حال جلتے تنور کا سا تھا سپاہیون
مین حرکت کی قوت نہ تھی اور غالب گمان یہ تھا کہ رانا مکر و فریب کر کے پہاڑ کے نیچے چھپا
بیٹھا ہوگا۔ اسواسطے تعاقب نہین کیا پھر زخمیون کی تیمارداری کی گئی اور فتح کی تاریخ
یہ ہوئی ؎ ویبدو من اللہ فتح قریب (خدا کی طرف سے فتح ظاہر ہوئی) دوسری
روز کوچ کیا اور میدان جنگ مین آنکر ہر شخص کے کام کا ملاحظہ کیا گیا اور درہ سی گذر کر
گوکنڈہ مین آگئے۔ رانا کے محل کی حفاظت اُس کے چند فدائی کرتے تھے وہ اور چار بدہی
چند آدمی آئی جنکا مجموعہ بیس آدمیون کا ہوتا تھا انہون نے رسم قدیم کے موافق جوہر
کیا اور مستورات کو ہلاک کر کے گھرون اور بتخانون مین سے باہر آنکر حرکت مذبوحی
کی اور تلوار کے زخم سے مالکان دوزخ کو جان سپرد کی امرا کو یہ خیال تھا کہ رانا کہین
شبخون نہ مارے۔ کوچہ بندی کی خندق اور دیوار ایسی اونچی کہ اسپ سوار نہ آسکے
گوکنڈہ کے گرد بنائی اور اس مین آن کر فروکش ہوئے۔ امرا مُردہ گھوڑون اور
کشتہ آدمیونکی نام نویسی کرتے تھے کہ عریضہ شاہی مین لکھ کر بھیجین سید احمد خان
بارہ نے کہا کہ ہم مین سے نہ کوئی لڑا ہے نہ کسی کا گھوڑا کشتہ ہوا ہے کہ جنکے نامون کو درگاہ
اعلی مین لکھ کر بھیجین اسم نویسی سے کیا فائدہ ہے۔ اس وقت غلہ کی فکر کرنی چاہیئے
چونکہ یہ کوہستان کم زراعت تھا بنجارے بھی نہین آئے تھے۔ عسرت سے سپاہ
کا عجب حال تھا۔ مشورہ کیا گیا اور نوبت بہ نوبت امرا مین سے ایک کو سردار
اعتبار کر کے سیکرون مین غلہ لانے کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ سیکرہ کے معنے کوئی
جھگڑہ کے لیتا ہے اور سکرم اسی سے مشتق بتاتا ہے۔ کوئی اسکو سنسکرت کا
لفظ سمجھ کر بھنگی کے معنے لیتا ہے۔ بنگالی زبان مین شگرہ اور شکست جھگڑہ کو
کہتے ہین) پہاڑون کی چوٹیون اور بلندیون پر مجمع شکستہ آدمیون کا ملتا تو وہ
اسیر کیا جاتا۔ مواشی کے گوشت پر گذرا وقات ہوتی تھی اور آم اس افراط
سے پیدا ہوگئے تھے کہ بیان نہین ہوسکتے اراذل عوام انکو بجائے طعام

کھاتے تھے۔ اکثر اُن کی رطوبت سے بیمار ہو گئے تھے اس دیار مین آم ایک
اکبری سیر کی برابر وزن مین ہوتا تھا مگر جرم مین چھوٹا ہوتا ہے اور شیرینی اور
مزہ اس مین چندان نہین ان دنون مین محمود خان پادشاہ کے پاس سے ایلغار
کرکے گوکندہ مین آیا اور معرکہ کا حال تحقیق کرکے دوسرے روز چلا گیا۔ اور جو حال
ہر کسی شخص کا سُنا تھا وہ عرض کیا۔ سب خدمات پادشاہ کو مستحسن معلوم ہوئین مگر یہ امر
پسند خاطر نہین ہوا کہ رانا کو زندہ نکل جانے دیا۔ امراء نے یہ چاہا کہ رام پرشاد نامی ہاتھی
کو مع غنائم کے پادشاہ کے پاس بھیجین۔ کئی دفعہ پادشاہ نے اُس ہاتھی کو رانا سے مانگا
تھا مگر اس نے اپنی بدبختی سے نہین بھیجا تھا۔ آصف خان نے فقیر عبد القادر کا نام
لیا اور کہا کہ وہ شخص بہ سبب محبت و قربت کے ساتھ آیا تھا اسکے ساتھ یہ دونو چیزین
بھیجنی چاہیئین۔ مان سنگہ نے کہا کہ ابھی کچھ کام باقی ہے اسکو چاہیئے کہ معرکہ مین صفون
سے آگے آنکر سب جگہ امامت کرے مین نے کہا کہ مین یہان کی امامت چھوڑتا ہون
میرا کام یہ ہے کہ بندگان شاہی کی صف کے آگے امامت کرون۔ مان سنگہ نے
مسرور و مبتہج ہوکر فیل مذکور اور احتیاطاً سو سوارون کو میرے ہمراہ کیا اور خود بھی
سیر و شکار اور تھانون کے مقرر کرنے کی تقریب سے گوکندہ سے بیس کروہ تک میری
مشایعت کی اور سفارش نامہ لکھ کر یہان سے مجھے پادشاہ پاس رخصت کیا مین
ماکھور اور مانڈل گڈھ کی راہ قصبہ انبیر مین جہان مان سنگہ کا وطن تھا آیا۔ جہان
مین جاتا تھا وہان لوگ مان سنگہ کی جنگ اور فتح کی کیفیت سنتے تھے تو انکو یقین
نہین آتا تھا۔ انبیر سے پانچ کروہ پر فیل دلدل مین پھنس گیا۔ جتنا وہ آگے جاتا تھا اتنا
ہی زیادہ دھنستا تھا۔ یہ میری اول ہی خدمت تھی۔ میری حالت عجیب تھی۔
آخر اس نواح کی رعایا نے آکر کہا کہ پارسال بھی اسی زمین مین ایک فیل پادشاہی پھنس
گیا تھا تو اُس دلدل مین بہت سا پانی ڈالا تھا تو دلدل ایسی پتلی ہو گئی کہ اُس مین سے
ہاتھی نکل آیا۔ غرض سقون کو بلا کر یہی کیا کہ بہت سا پانی ڈلوایا تو آہستگی کے ساتھ

فیل نے اس ورطہ سے خلاصی پائی اور سیل شہر مین آیا اس سے آدمیون کو بڑا افتخار حاصل ہوا
یہان چار روز رہ کر قصبہ نونده مین کہ مولد فقیر تھا اور بادر جسکی نسبت یہ مصرعہ ہے ع
ہوا اول ارض مس جلدی ترا بہا۔ یہ اول ہی زمین تھی جس نے میری جلد کو چھوا تھا
ہوتا ہوا۔ اوائل ماہ ربیع الاول مین بوسیلہ کوکہ و راجہ بھگوانداس پدر مان سنگ کے
دیوانخانہ فتحپور مین بادشاہ کی کورنش بجا لایا اور امراء کی عرضداشت اور ہاتھی کو بادشاہ
کی خدمت مین نذر کیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اس ہاتھی کا نام کیا ہے۔ عرض کیا کہ . .
رام پرشاد۔ فرمایا کہ یہ سب کچھ بطفیل پیر حاصل ہوا ہے۔ اسی لئے اسکا نام پیر پرشاد
رکھتا ہون۔
پھر پوچھا کہ سچ کہو کہ تو کس فوج مین تھا اور کیا کام تیرے ہاتھ سے بن آیا۔ مینے کہا کہ
بادشاہون کے حضور مین سچ بھی ستورس ولرزہ کے ساتھ کہا جاتا ہے۔ دروغ
کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے۔ پھر مینے جو واقعی حال تھا بتفصیل بیان کیا پھر پوچھا کہ تو برہنہ
تھا یا مسلح۔ مینے کہا کہ جبہ و بکجم میرے پاس تھے فرمایا کہ یہ کہان سے ہاتھ لگے تھے مینے
کہا کہ سید عبد اللہ خان سے ہاتھ لگے تھے۔ میری باتین بادشاہ کو بہت مستحسن معلوم
ہوئین ان دنون مین بادشاہ کے آگے اشرفیون کا گنج رکھا رہتا تھا اس مین ۹۶ اشرفیان
مجھے انعام دین اور پوچھا کہ شیخ عبد النبی سے بھی ملاقات کی ہے مینے کہا کہ مین ابھی گرد راہ
سے دربار مین آیا ہون انسے کیونکر ملتا۔ دوشالہ بخودی اعلیٰ درجہ کا دیا اور فرمایا کہ اسکو
لے جا کر شیخ سے ملاقات کرو اور کہو کہ یہ دوشالہ کارخانہ خاصہ کا بنا ہوا ہے کہ شیخ
کی نیت سے فرمایش کر کے بنوایا ہے اسکو وہ اوڑھے۔ مین یہ دوشالہ شیخ پاس لیگیا
اور بادشاہ کا پیغام سنا دیا شیخ خوش ہوا اور پوچھا کہ وداع کے وقت مین نے
کہا تھا کہ جب صفین مین تو دعا ہماری پڑھ کر ہمکو یاد کرنا مینے کہا کہ یہ دعا مینے خود
پڑھی تھے اللہم اغفر للمومنین وللمومنات وانصر من نصر دین محمد و
اخذل من خذل دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ شیخ نے کہا کہ یہ دعا کافی تھی

سبحان اللہ یہ شیخ عبد النبی کیا تھے یا آخر مین انکا وہ حال ہوا کہ کسی کو خدا نہ دکھائے نہ سنوائے اس سے سب کو عبرت پکڑنی چاہیئے ؎

ہر کرا پروردگیتی عاقبت خونش بریخت * حال آن فرزند چون باشد کہ خصمش مادرست

اصل تاریخی حال تو بدایونی نے لکھا ہے اب ٹوڈ راجستان کے بیانون کی طرف توجہ کرتے ہین جو انہون نے نہایت جانفشانی سے کبتون اور گیتون اور کہیون اور بھاٹون کی روایتون سے جمع کئے ہین اور انسے بعض تاریخی حالات معلوم ہوتے ہین مگر اس سے پہلے ہم ایک بڑے نامور شاعر لارڈ بائرن کی نظم چائلڈ ہیرلڈ کا ترجمہ لفظی کرتے ہین اور اسکا مطلب بیان کرتے ہین پھر بعض حکایات اس معرکہ کی نقل کرتے ہین نظم کا ترجمہ ۔ کیا ہر ایک گیت ایسے شاندار فسانہ سے نہین بھرا پڑا ؟ افسوس ہے کہ کسی ہیرو (یعنی نامور شجاع) کی بڑھی سے بڑی قسمت یہ ہے * جب سخت پتھرون کے تودے اور تاریخ کے دفتر کچھہ حال نہین بتاتے تو کسان اپنی گیت مین مشتبہ تاریخون کی لے بڑھاتے ہین * ای غرور فدا آسمان سے نیچے آنکھین جھکا کر اپنی حالت کو دیکھہ کہ وہ لوگ جو بڑے طاقت ور تھے اب گیت ہی گیت رہ گئے ہین ۔ کیا کتاب مینار ۔ عمارت تجھکو برقرار رکھینگے ؟ یا تو روایت کی بھولی زبان پر بھروسا رکھیگا جبکہ خوشامد تیری ساتھہ سو گئی ہوگی اور تاریخ تجھہ کو نقصان پہنچائیگی * ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ روایات (یہ ایک ایسے انگریزی لفظ کا ترجمہ ہے جسکے معنے افسانون گیتون وقصون کے ہین جو زبان زد خلائق ہوتے ہین) انہین بھولی بھولی باتین ایسی بھی ہوتی ہین جنہین صداقت نہین ہوتی یعنی عوام مین جو ایک بڑے آدمی کی نسبت گیت و کہانیان مشہور ہوتی ہین وہ بھی اسکی اس خوش قسمتی کی یادگار ہوتی ہین جو اسکو اپنی زندگی مین حاصل ہوئی تھین ۔ جب ان بڑے آدمیون کی نشان مٹ جاتے ہین ۔ انکے قلعے عمارات وشہر غارت ہو جاتے ہین ۔ تاریخون مین ان کے ذکر کا پتا نہین لگتا یا بری طرح

بیان ہوتا ہے تو اس وقت ان قصے کہانیون اور گیتون سے جو عوام مین مشہور
ہوتے ہین انکے کارنامے معلوم ہوتے ہین - شاعر بغیر فیصلہ کے سوال کرتا ہے کہ
کیا بڑے آدمیون کی عظمت عمارتون اور کتابون سے اچھی طرح معلوم ہوتی ہے
خاص کر ایسی حالت مین جبکہ انکے خیرخواہ مورخ انکے ساتھ مر گئے ہون اور تاریخ
مین انکے کامون کو بری صورت مین دکھایا ہو یا انکی عظمت روایات کے ذریعہ سے
معلوم ہوسکتی ہے جو اپنی شاعرانہ اور بھولی زبان سے انکو گاتے یا سناتے ہین وہ انکی
عظمت کی زیادہ یادگار ہوتی ہین - یا تاریخ جو مخالفانہ لکھی ہے؟ غرض رانا پرتاب کا
یہ حال ہے جو بڑا آدمی تھا مگر مورخ مخالف ملے - اسکے کامون کو ذلیل کرکے بیان کیا
عوام مین جو باتین اسکی بہت مشہور ہین وہ شاعرانہ صورت رکھتی ہین موتر ہین باب
ٹوڈ نے روایات سے اس معرکہ کے بیان مین یہ لکھا ہے کہ رانا پرتاپ بائیس ہزار راجپوتون کو
ہلدی گھاٹ کے میدان جنگ مین لایا تھا - انہین سے صرف آٹھ ہزار جان سلامت لے گئے -
پرتاب تن تنہا اپنے گھوڑے جیتک پر سوار ہوکر بھاگا - اسی گھوڑے نے اسکی جان بچائی
اور اپنے اوپر سوار کرکے لے گیا دو مغل اسکے پیچھے پڑے جنکو اس روک نے تھوڑے
دنون کیلئے روکدیا کہ پہاڑ سے بہتی ہوئی ندی حائل ہوئی جسکو رانا کا گھوڑا پار پھلانگ
گیا مگر یہ گھوڑا بھی اپنے آقا کی طرح زخمی تھا - چقماقی پہاڑ سے جو گھوڑے کے نعلون سے
شرارے نکلتے تھے انکی روشنی سے تعاقب کرنیوالون کو معلوم ہوا کہ ہم رانا کے بہت
ہی پاس آگئے ہین کہ ایکایک ان مین سے بڑے زور سے اپنی زبان مین پکارا کہ ہو
نیلی گھوڑا را سوار - تو پرتاب نے پیچھے موڑکر دیکھا تو ایک سوار نظر آیا - یہ سوار اسکا
بھائی سکرا تھا - یہ بھائی پرتاب سے ذاتی جانی دشمنی رکھتا تھا - اس دشمنی نے
اسکو ملک میواڑ کا دغابازانہ دشمن بنایا تھا وہ اکبر کے لشکر کی صفون مین تھا کہ اوسنے
دیکھا کہ ایک نیلا گھوڑا جاتا ہے اور اوسکے ساتھ کوئی نہین ہے یہ دیکھتے ہی بھائی
کے ساتھ جو کینہ سینہ مین جمع تھا وہ جاتا رہا اور برادرانہ محبت کا جوش اٹھا

اور اس کے ساتھ ان باتون کی یاد نے جو عاجز کرنے والی تھین دل کو گھیر لیا وہ تعاقب کرنے والون کے ساتھ اسلئے ہوا کہ اینین سے جو اسکے نیزہ کے نیچے آ جاے انکو ہلاک کیے یہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ یہ دو نو بھائی اپنی ساری عمر ون مین آپس مین دوستانہ و برادرانہ ملے گھوڑا چیتک گر گیا۔ ہر نام اسکے بھائی نے دوسرا گھوڑا انکا دو دیا اور وہ چیتک سے زین کھول کر اسپر رکھنے لگا تو اسکا چیتک وفادار گھوڑا مر گیا۔ اس گھوڑے کی ایک یادگار بنی ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چیتک یہان مرا تھا۔ اور دار السلطنت کے آدھے مکانون مین اس ساری واقعہ کا نقشہ دیوارون پر کھچا ہوا ہے۔

رانا اس طرح خلاصی پا کر جلدی سے پہاڑون کی راہون پر گیا جہان اسکو راحت ہو گئی تھی اسکے سات زخم بھی لگے تھے جنسے خون جاری تھا۔ گو رانا حالت فرار مین ان مصائب مین گرفتار تھا مگر وہ اپنے شاہانہ ارادون سے باز نہ اتا اور آیندہ لڑنے کے منصوبے باندھتا تھا۔

سکرا پھر مغلون کے لشکر مین گیا۔ اکبر کو یہ حال معلوم ہو گیا تھا اسنے سکرا کو بہت انعام و اکرام اس کام پر دیا۔ ہو نیلا گھوڑا اسوار۔ رانا کے رشتہ دارون مین ضرب المثل کی طرح مشہور ہو گیا۔

غرض تاریخ بدایونی اور ٹوڈ کے بیانات کو ختم کر کے مین اب اکبرنامہ کے ورق الٹتا اور دیکھتا اور پوچھتا ہون کہ بدایونی اور ابو الفضل کی طرز ادا جدا جدا ہے مگر مطلب ایک ہے۔ ابو الفضل نے ہاتھیون کی لڑائی کا بیان تفصیل سے اس طرح لکھا ہے کہ جبکہ جوان مردون نے ایک بو العجبی کا ہنگامہ گرم رکھا تھا۔ نامور ہاتھیون نے بھی اپنے کارنامے دکھائے تھے۔ غنیم کے ہاتھی لونا نے معرکہ صف شکنی آراستہ کیا۔ جمال خان فوجدار پادشاہی فیل گجمکتہ کو اسکے روبرو لایا۔ اسکے تصادم سے پادشاہی ہاتھی زخمی ہو کر بھاگا۔ مگر رانا کے ہاتھی کے فیلبان کے ایسی بندوق لگی کہ وہ کارزار سے چلا گیا۔ اس عرصہ مین پرتاب خود فیل رام پرشاد کو کہ سرآمد فیلان تھا جنگ کا ساز لگا کر

لایا اور اس نے بہت سے بہادرون کو مارا۔ کمال خان پادشاہی ہاتھی گجراج کو لاکر نبرد آرا ہوا۔ پنجو فیلبان مدارا کو فیل رام پرشاد کے روبرو لایا قریب تھا کہ یہ پادشاہی ہاتھی بھی بھاگے کہ رام پرشاد کے فیلبان کے ایک تیر ایسا لگا کہ وہ مرگیا۔ رام پرشاد پادشاہ کے آدمیون کے ہاتھ آیا۔ رام داس پسر جیمل کو جگنناتھ نے ضرب لگا کے عدم مین پہنچایا۔ راجہ رام شاہ مع تین بیٹون سالباہن و بھان سنگھ و پرتاب سنگھ کے داد مردانگی دیکر نیست ہوئے۔ کنور مان سنگھ گوکنڈہ مین مقیم رہا۔ مگر رانا کی جستجو مین تگاپو نہین کی اور کھانے پینے کو مشکل سے وہان ملتا تھا اسلئے اُن سنگلاخون سے نکل کر صحرا مین آیا اسپر حیلہ اندوزون نے پادشاہ سے یہ کہا کہ رانا کے استیصال مین تساہل ہوا قریب تھا کہ پادشاہ مان سنگھ پر عتاب کرے لیکن پادشاہ کو حیلہ سازون کا حال معلوم ہوگیا اس لئے وہ خفا نہ ہوا۔ جب امرا اور کنور مان سنگھ پادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوئے بخشش و بخشایش انکے حال پر ہوئی۔

گوگندہ کی طرف شکار کھیلنے کو پادشاہ نے انتظام ملکی کے لئے مناسب جانا کہ اس ناحیہ کے تمام سرکش ایک ہی دفعہ سرنگون ہون اور اس مرز بوم کے ساکنین سعادت گزین ہون۔ عبادات ایزدی مین گزیدہ ترین عبادت پادشاہ کے لئے یہ ہے کہ وہ خیر اندیشون پر نوازش اور بدکارون کو پامال ایسے شائستہ طور پر کرے کہ خدمت فروشون کی منت نہ اُٹھانی پڑے اور فتنہ اندوزون کے تزویر کی مداخلت نہ ہونے پائے۔ طرازہ صورت بطرز معنی سرانجام پائے۔ یہ کیا خوش کام ہے کہ غازہ عبادت بھی چہرہ پر رکھتا ہے اور تربیت کی چہرہ افروزی بھی کرتا ہے اگرچہ یہ امر ابتدا از نظر مین نیکوان کے حق مین خیر اندیشی معلوم ہوتی ہے لیکن وہ بدکارون کے حق مین بھی نیک خواہی ہے اول دید مین شورش مند سرکشون کا تنبیہ کرنا نظر آتا ہے مگر حقیقت مین وہ اخلاص گزین

عقیدت مندون کا سرمایہ سعادت ہے۔ عقل کے نزدیک جمیع اشغال سلطنت مین بادشاہون کے ذمے یہ ہے کہ وہ بالذات کام کو اپنے ذمے جانین۔ جو کام ملازمون سے اچھی طرح نہ ہو سکے اوسکے سرانجام دینے مین اپنے نفس سے مصروف ہون اس لئے بادشاہ نے ان ایام مین یہ ارادہ کیا کہ گوکندہ مین شکار کھیلنے جاے کہ رانا نے کوہستان جنوبی مین سر اٹھایا ہے اور رای نراین داس نے ایدر مین علم استکبار بلند کیا ہے۔ ۳۱۔ اسفندمہر کو اجمیر سے گوکندہ کی طرف کوچ کیا جسکے سبب سے بہت سے سرکش آن کر مطیع ہو گئے۔ رانا کوہستان مین چھپ گیا۔ قطب الدین خان و راجہ بھگونت داس و کنور مان سنگھ کو پہاڑون کے درمیان بھیجا کہ اس گروہ نشین کو گرفتار کرین۔ قلیج خان و خواجہ غیاث الدین علی و آصف خان اور امرا کو ایدر بھیجا کہ اس سرزمین کو ناسپاس سرکشون کے خاشاک سے پاک صاف کرین۔

ایدر کی فتح ۹۸۴ھ

جو لشکر ایدر کو روانہ کیا تھا وہ منزل بمنزل ۲ آبان ۹۸۴ھ کو ایدر کے حوالی مین آیا۔ اس سرزمین کے نخوت آرا کوہستان کی تنگناؤن مین گھس گئے تھوڑے راجپوت اپنے معابد و منازل مین لڑنے مرنے کو تیار ہوئے۔ بادشاہی لشکر مین سے ہیرہ بھان و عمر خان افغان و حسن بہادر اس گروہ کے پامال کرنے کو گئے راجپوتون نے تلوارین سونت کر اور برچھے لگا کر عرصہ جانفشانی مین تیزدستی کی بہت سے بادشاہی آدمی انکے آگے سے بھاگے عمر خان و حسن بہادر مارے گئے مگر وہ سب راجپوت ہلاک ہوئے شہر مین بہت سی غنائم بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئین۔ ایدر کی حراست امرای باتدبیر کو سپرد ہوئی۔

بادشاہ نے جو سپاہ رانا کے گرفتار کرنے کے لئے بھیجی تھی اسکو رانا کا پتا نہ ملا۔ وہ جلدی سے بغیر حکم شاہی کے بادشاہ کے پاس واپس چلی آئی

حکام سلطنت کی پاسبانی اوّل فرمانروایون کے ذمہ واجب ہی۔ دوم خدمت پذیری
پر اسکی نقش پذیری لوح دل پر ضروری ہے۔ اسواسطے بادشاہ قطب الدین خان و راجہ
بھگونت داس پر خفا ہوا اور انکو کورنش کی اجازت نہین دی مگر جب انہون نے اپنی ندامت
اور پشیمانی ظاہر کی تو انکو دربار مین آنے کی اجازت دی۔ قلیج خان نے ایدر کو فتح کیا تھا
مگر بادشاہ نے اسکو گجرات کے جانے کے لئے بلا لیا تو راے ایدر نے اور زیادہ سرکشی پر کمر باندھی
وہ پہلے کوہستان مین بھاگ گیا تھا۔ اب اس نے آسار اول کو اپنی ساتھ متفق کیا اور تنگنا ر
کوہستان سے باہر نکلا اور عرصۂ مبارزت کو آرایش دی۔ ۱۴۔ اسفندارمذ کو اولیا ء دولت
لشکر کی پاسبانی شیر خان کو سپرد کرکے میدان جنگ کی طرف چلے فوج قول مین خواجہ غیاث الدین علی
آصف خان فوج برانغار مین تیمور بخش فوج جرانغار مین میر ابو اللیث۔ فوج ہراول مین مرزا
مقیم نقشبندی و نور قلیج خان وغیرہ برہان و میر غیاث الدین افسر تھے۔ جنیم کے صرف
دو گروہ تھے۔ طرفین سے جوان مردون نے اپنے جوہر دکھائے۔ راجپوت برچھون سے خوب
لڑے۔ نور قلیج خان کے بازو مین زخم لگا مگر اسنے جنگ سے ہاتھ نہین اٹھایا۔ مظفر راجپوتون
کے ہجوم سے زمین پر گر کر پھر گھوڑے پر چڑھ کر لڑا۔ و میر برہان نے بھی مردانگی دکھائی۔
اس ہنگامہ مین ہراول شاہی ہار گئی۔ جوان مردون نے جانفشانی کرکے اسکو سنبھالا۔ مرزا مقیم و
قطب خان کی جانین گئین۔ جسوقت ہراول کو ہزیمت ہوئی تو فوجین باہم کمک کو آئین اور کارزار
مین مصروف ہوئین۔ مخالف بھی بڑی شجاعت سے لڑا۔ اپنی توانائی کے موافق لڑ کر شکست
پائی۔ بادشاہی لشکر فتحیاب ہوا۔

بادشاہ کی گزیدہ پرستش یہ ہے کہ شائستہ نصیحتون اور تدابیر کی توتون سی گردن کشون کو
فرمان پذیر کرین۔ اور اگر نصیحت و فضیحت سودمند نہ ہو تو پھر انکو نیست و نابود کرین۔ تاکہ
وحدت انتظامی مین اختلال نہ ہو۔ اور شورش کثرت سے جہان غبار آلود نہ ہو۔
اس نظر سے آبان ۹۹۸ھ مین راجہ بھگونت داس اور کنور مان سنگہ اور سردارون کو رانا
کے استیصال کے لئے بھیجا۔ شہباز خان میر بخشی کو اس لشکر کا مہتمم مقرر کیا۔ شہباز خان نے

جا کر ایک عرضداشت بھیجی جسمین یہ درخواست کی کہ انتظام کے لئے کارشناس بھیجے جائین۔ بادشاہ نے شیخ ابراہیم فتحپوری کو کچھہ سپاہ کے ساتھہ بھیجدیا کہ وہ حدلاولی مین اقامت کرکے اس سرزمین کے سرکشوان کو فرمان پذیر کرے اور شہباز خان کی یاوری کرکے رانا کی بیخ کنی مین تگاپو کرے۔

رانا نے اپنے باپ دادا کی طرح قلعہ کوملمیر (کونبل میر) کو اپنی پناگاہ بنایا۔ یہ قلعہ ایسے بلند پہاڑ پر ہے کہ کسی نے پہلے زمانہ مین اسے کمتر فتح کیا ہے شہباز خان میر بخشی جب اس نواح مین آیا تو اس نے راجہ بھگونت سنگہ اور کنور مان سنگہ کو یہ کہکر شاہ کے پاس بھیجدیا کہ وہ رانا سے زمینداری مین ایک مناسبت رکھتے ہین مبادا اس سبب سے رانا کی سزا مین التوا واقع ہو۔ اور خود شریف خان و غازی خان و مرزا خان کو ساتھہ لیکر قلعہ کی فتح کا ارادہ کیا اپنی رای صواب اندیش سے بڑے بڑے سنگستان طے کرکے لشکر کو لے گیا اور بڑی کٹھن گھاٹیون سے آسانی سے نکل گیا قلعہ کی فتح کے لئے ہمت چست کی۔ چابکدستی اور تیز پائی سے اس نے کیلواڑہ پر قبضہ کرلیا اور پہاڑون پر لشکر کو چڑھا کر چیرہ دستی کی۔ قلعہ کا محاصرہ کیا جس سے رانا کے ہوش اڑے اور ایک اور بلا اوسکے سر پر چڑھہ آئی کہ قلعہ کے اندر ایک توپ کے پھٹنے سے اس کا بہت اسباب ورسامان جل کر خاکستر ہوگیا وہ ایسا بیدل ہوا کہ جریدہ پہاڑون مین بھاگ گیا قلعہ فتح ہوگیا۔ نامور راجپوتون نے اپنی پرستش گاہون کے گرد لڑ لڑ کر انمول جانین سستی بیچین رانا کا پتہ یہ معلوم ہوا کہ وہ بانسوالہ مین ہے تو شہباز خان غازی خان بدخشی کو قلعہ حوالہ کرکے وہان گیا۔ اس رواروی مین دوپہر کو قلعہ گوگندہ پر اقتدار حاصل کیا اور آدھی رات کو قلعہ ادیپور پر تصرف کیا۔ لشکر کو غنیمت سے مالامال کیا اور صوبہ اجمیر مین رانا کا پتلا حال کردیا۔

شہباز خان کو صوبہ اجمیر کے گروہ نشین گردن کشون کے تابع کرنے کے لئے اور شورش نہاد بدکارون کو سزا دینے کے لئے بھیجا تھا سو اس نے اپنی مردانگی کا

پیشوا خرد کو بنا کے یہ کام بہت اچھی طرح کئے۔ بہت سے سرکشون کا نقد جان غارت کیا۔ بعض کو پرستار اور خدمتگار بنا کے چھوڑ دیا۔ رانا کو ایسا تنگ کیا کہ وہ اپنا بنگاہ چھوڑ کر پہاڑون مین پوشیدہ ہوا۔

بادشاہ کو معلوم ہوا کہ صوبہ اجمیر مین رانا نے سر اٹھایا ہے تو ۲۸ دے سنہ ۹۸۶ھ ۲۲ کو غازی خان و محمد حسین اور اور امراء کو بسرکردگی شہباز خان کے روانہ کیا کہ رانا اور تمام سرکشون کو تنبیہ کاری سے باز رکھ کر نیک بندہ بنائے یا انکی جان نکالے بہت سا خزانہ اسکے ساتھ کیا۔ شہباز خان نے رانا پرتاب کو ایسا تنگ کیا کہ وہ ہر صبح کو شام والسین جانتا تھا خوف سے مارا مارا پڑا پھرتا تھا۔ تیجال سیسودیہ کے مکان مین وہ تھا کہ شہباز خان نے اسپر تاخت کی اور بہت سے بد اندیشون کو مارا اور انکا مال اسباب لوٹ لیا اور اس نواح کو بد گوہرون سے پاک کرکے سپہ نشین بنایا۔ مشرقی دیار مین فساد ہونے کے سبب سے بادشاہ نے اسکو اپنے پاس وہان بھیجنے کے لئے بلا لیا۔

بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ رانا کوہستان سے نکلا ہے اور شورش کر رہا ہے۔ زیر دستون پر دراز دستی کرتا ہے۔ ایک لشکر بسرکردگی جگنناتھ روانہ کیا۔ مرزا جعفر بیگ کو بخشی مقرر کیا۔ ۲۴ آذر سنہ ۹۹۳ھ ۲۹ کو وہ رخصت ہوا۔ تھوڑے دنون مین وہ اس دیار مین آیا رانا نے کنارہ کیا۔ پرجا کو سکھ ملا۔ جگنناتھ چند روز بعد منڈل گڈھ مین سید راجو کو چھوڑ کر رانا کے بنگاہ پر گیا۔ رانا مین لڑنے کی طاقت نہ تھی وہ ایک اور گریوہ کی راہ سے نکلا۔ اور اس نے منڈل گڈھ کے ملک مین شورش مچائی اور کئی جگہ لوٹ مار کی۔ چند راجو لڑنے کے قصد سے رانا کی طرف گیا وہ چتوڑ کی جانب پھرا جس سر منزل پر کہ رانا اسباب باندھتا تھا وہان سید آ اترا۔ مگر اس نے دستبرد کچھ نہین کی۔ زیر دستون کو رہائی ہوئی اور جگنناتھ رانا کی بنگاہ پر تاخت کرکے اس سپاہ سے مل گیا۔ جگنناتھ و جعفر آخر روز مین رانا کی بنگاہ پر آئے۔ قریب تھا کہ اسے گرفتار کر لیتے کہ رانا کے ایک آدمی نے اوسے آگاہ کر دیا

رانا مع اپنے زن و فرزند کے پہاڑون کی تنگناؤن مین چلا گیا - خان وہان اس کو غارت کیا دور اندیشی کے سبب اس راہ سے آنے مین بہبود نہین دیکھی جس سے گئے تھے دوسری طرف کچھ جا کر ڈونگر پور کی طرف پھرے - یہان کا راجہ دورو لی کر رہا تھا اُسی دفعتہً جا کر پکڑ لیا اور بہت روپیہ اور چار پائی لئے - رانا چاہتا تھا کہ کوہستان سے نکلکر اس ملک مین فساد کرے کہ اس سپاہ نے اُسے روک دیا انہین دنون مین مودا بھی مر گیا -

کلہ سیسودیہ رانا کے خاندان مین سے تھا اور اسکا ساتھ دیتا تھا - وہ پادشاہ کی ملازمت مین آیا - اس پر پادشاہ نے نوازش کی - مگر پھر وہ بھاگ گیا - پادشاہ نے صلاح الدین و رامچند کو حکم دیا کہ اسکو جلد جا کر پکڑین اور نصیحت کر کے یہان لے آئین اور اگر وہ نہ مانے تو اسکو مار ڈالین - یہ ایک سو اسی کوس طے کر کے قصبہ فتح پور مین پہنچے وہ خاطر جمعی سے کھانا کھا رہا تھا کہ انھون نے پیغام نصیحت گذارش کیا - اس افسون مہربانی کو اسنے افسانہ بیہدہ جانا تو آدمیون کو ساتھ لے کر لڑا اور وہ خود اور دو آدمیون کے ساتھ مارا گیا - باقی آدمیون نے پناہ مانگ کے جان بچائی -

کلہ سیسودیہ کا مارا جانا سنہ ۹۹۴ھ

قلعہ سوانہ و چندرسین پسر راجہ مالدیو کے معاملات و مہمات

جب سنہ ۹۸۵ھ مین اجمیر مین پادشاہ آیا تھا تو چندرسین پسر مالدیو کہ ہندوستان کے اعاظم زمینداروں مین سے ہے اسکی ملازمت سے مشرف ہوا تھا - مگر جب سنہ ۹۸۶ھ مین اجمیر مین آیا تو اُس نے سُنا کہ چندرسین پسر راجہ مالدیو پادشاہ کی اطاعت سے سرتابی کر کے خود سر ہو گیا ہے اور قلعہ سوانہ کو کہ صوبہ اجمیر کے سب قلعون مین زیادہ مستحکم و استوار تھا لڑنے کے لئے تیار کیا ہے - پادشاہ نے اس سانحہ کو سنکر اس دیار کی رعایا پر رحم کیا کہ شاہ قلی خان محرم و رای راے سنگھ و شمال خان و کیشو داس

چندرسین پسر راجہ مالدیو کی سرکشی

پسر جیمل میرٹھ وال و جگت راے پسر دھر محند کو چندر سین کی تنبیہ کے لئے مقرر کیا اور
حکم دیا کہ اگر وہ نصیحت سے راہ پر آجاے تو ہمارے پاس لے آؤ۔ یہ امراء شاہی
شہر سوجب مین آئے۔ مالدیو کا پوتا کلہ یہان سے بھاگ کر تنگنا کوہستان مین
قلعہ سرباری کے اندر چلا گیا۔ امراء شاہی نے اسکا تعاقب کر کے اس شہر کو جلا
دیا تو وہ کوہ کورنبہ مین چلا آیا۔ پادشاہ کی سپاہ نے اسکا تعاقب کیا اور درشت
وگرلوہ پر کچھہ خیال نہین کیا۔ جب کلہ نے اپنے گرفتار ہونے کی صورت معائنہ کی تو
عاجزی کر کے راست کیشون کے وسیلہ سے لشکر شاہی سے ملا اور مہیش داس
و بیرتھی راج راٹھور اور اپنے بھائی کیشو داس کو خدمت گزینی کے لئے لشکر کے
ہمراہ کیا اور اپنی شکستگیون کی درستی کے لئے رخصت لی۔ جب اس طرح چندر سین کی
جمعیت مین فتور آیا تو شہر سوانہ کی طرف امراء شاہی متوجہ ہوے۔ یہان
چندر سین کے ہواخواہون مین سے لاول سکھہ راج ریاست کرتا تھا ان دنون
مین راے رائسنگہ کے ملازم بسر گردگی گوپال داس اس کے ملک پر تاخت و تاراج
کرنے کے لئے دوڑے۔ راول کی معاونت کے لئے چندر سین نے سوجا و دیبی کو
بھیجا اس عرصہ مین کہ وہ مواضع و قریات تاراج کرکے معاودت کرے راول
پاس جمعیت اکھٹی ہو گئی اور عرصۂ نبرد آراستہ ہوا۔ سوجا و دیبی داس بان
برادر راول اس مصاف مین مارے گئے اور پادشاہی لشکر فتحمند ہوا۔ لڑائی کو
سنکر راے رائسنگہ جنگ گاہ مین آیا مگر اسکے آنے سے پہلے ہی فتح ہو گئی تھی راول
کو یہ ایسی شکست ہوئی کہ وہ راہ پر آگیا اور اپنے بیٹے کو لشکر شاہی کے ساتھ
کیا اب یہان سے فوج شاہی سوانہ کی تسخیر پر متوجہ ہوئی۔ چندر سین نے قلعہ
مین اپنا ٹھہرنا مصلحت نہ جانا قلعہ کو پتاے راٹھور اور پتاے بقال کو حوالہ کیا
امراء شاہی نے اسکا محاصرہ کیا۔

جب پادشاہ سنہ ۹۸۲ھ مین اجمیر مین آیا تو سوانہ سے جریدہ راے رائسنگہ پادشاہ کی

خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ حدود جودھپور مین چندرسین خودسری کر رہا ہے لشکر سوانہ کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا ہے وہ دشمن کے دفع کرنے کے لئے کافی نہین ہے۔ کامروائی کے لئے اور لشکر عنایت ہو پادشاہ نے اسکی درخواست منظور کی۔ طیب خان و سید بیگ توقبائی و سبحان علی ترک و خرم و عظمت خان وسیودا اس کو چندرسین کے سر پر بھیجا وہ رام پور کے حدود سے سخت گریوون مین چلا گیا۔ فوج شاہی نے بھی کوہستان کی طرف رخ کیا مخالفون مین چند آدمیون کا کام نکلا اور اکثر انہین شدائد سے پامال ہوئے۔ چندرسین سے مقابلہ لشکر شاہی سے نہ ہوسکا وہ بھاگ گیا۔ امراء شاہی اپنی نافہمی اور کوتاہ بینی سے اسکے اس بھاگنے ہی کو یہ سمجھے کہ سارا کام پورا تمام ہو گیا۔ بے طلب شاہی وہ پادشاہ پاس چلے آئے پادشاہ نے اس نافرمانی کے قصور پر انکو پایۂ اعتبار سے ساقط کیا ۹۸۵ھ مین صوبہ اجمیر کے بعض محال مین پھر چندرسین نے سرکشی و خودسری اختیار کرکے فساد مچایا۔ پادشاہ نے پاینده محمد خان مغل و سید ہاشم و سید قاسم اور تمام ان حدود کے اقطاع دارون کے نام فرمان جاری کیا کہ چندرسین کو سزا دین سب حسب الحکم اس کار پر متوجہ ہوئے وہ لشکر شاہی سے لڑا اور شکست کھا کر بھاگا۔
جب شاہ قلی محرم و رای رائسنگہ کا لشکر شائستہ خدمت نہ کر سکا اور سپاہیون کے گھوڑے نکمے ہوئے اور جانورون کے چارہ نہ ملنے سے تمام سپاہیون کو اضطرار ہوا تو اوسنے سید احمد و سید قاسم و سید ہاشم و جلال خان و شمال خان کو اس خدمت پر تعین کیا کہ حصار کی فتح مین کوشش کرین اور جو لشکر پہلے گیا ہے اسکو ہمارے پاس بھیجدین۔ امرا نے اپنی تیول مین یورش کا سامان درست کرنے گئے۔
اس درمیان مین جلال خان کا واقعہ پیش آیا۔ جلال خان میر محاسین آیا رای رائسنگہ کے بھائیون سلطان سنگہ و رام سنگہ اور شاہ قلی کے داماد

جلال خان کا واقعہ ۹۸۵ھ

و علی قلی خان نے پیغام بھیجا کہ ہم حکم شاہی سے چندر سین کے استیصال کے واسطے
ہین۔ مگر وہ کوہستانون کے استظہار اور مسالک کی دشواری اور جان نثارون
کے ہجوم کے سبب سے استقلال کا دم بھر رہا ہے۔ یہ وقت آپ کی مدد کا ہے جلد آؤ۔ اس
درخواست سے جلال خان ان حدود مین بہت جلد چلا آیا۔ چندر سین کنوجہ مین
پناہ لے کر اس لشکر سے لڑا۔ بہت کشت و خون ہوا۔ وہ پھر پہاڑون مین چلا گیا
امراء شاہی قلعہ رام گڈھ مین آئے۔ ان دنون مین ایک مکار نے اپنے تئین دیبی داس
بنایا لوگ اسکے گرد جمع ہوئے۔ بہت آدمیون کو تو یہ یقین تھا کہ مرزا شرف الدین
کی لڑائی مین جدو دمیرٹھا مین دیبی داس مارا گیا۔ مگر اس مدعی مکار نے یہ کہا کہ مین
اس لڑائی مین زخمی ہوا تھا۔ مجھے ایک جوگی اپنے گھر لے گیا اور وہان علاج کر کے اچھا
کر دیا جوگی کی آگیا سے پھر سنسار کا دھندا کرتا ہون اب کوئی اسے مانتا تھا۔ کوئی
نہ مانتا تھا وہ جلال خان کی صحبت مین شریک اس خیال سے ہوا کہ نیکو خدمتی
کی دستاویز سے بادشاہ کی ملازمت مین اسکے توسل سے پہنچے مگر یہان ایک دوسرا
گل کھلا۔ چندر سین کی جستجو مین تدبیرین ہو رہی تھین کہ دیبی داس نے بتلایا۔ کہ
چندر سین اپنے بھتیجے رام رائے کے بیٹے کلا کے گھر مین ہے۔ شاہی لشکر وہان پہنچا
اس سبب سے کلا نے شمال خان سے مل کر دیبی داس کے مارنے کا ارادہ کیا۔ شمال خان
نے دیبی داس کو گھر مین مہمان بلا کر اسکے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا مگر وہ اپنی مردانگی
سے اسکے ہاتھ نہ آیا اور سلامت نکل گیا اب وہ اعیان لشکر شاہی سے مایوس
ہو کر کلا کا مصاحب بنا اور اپنے انتقام لینے کے لئے وہ شمال خان کے خیمہ کے
شبہ مین جلال خان کے خیمہ مین گھس گیا۔ جلال خان جنگ کے سامان بغیر لڑنے
کھڑا ہو گیا اور قتل ہوا پھر شمال خان کے خیمہ پہ دیبی داس گیا تو وہان اس کی
امداد کو جیمل کا لشکر آ گیا تھا وہان اسکی دال نہ گلی۔ پھر اس ناحیہ کے متمردون
نے سر اٹھایا۔ علی الخصوص کلا نے۔ قلعہ دنکور (دیوکور) مین بہت سرکش جمع ہوئے

سادات بارھہ اور تمام اعیان لشکران قلعہ نشین سرکشون کے دفع کے درپے
ہوئے اور سوانہ کا کام تاخیر مین پڑا اس لئے شہباز خان کو بادشاہ نے تعین کیا
کہ اس لشکر کو بہ سرکار کرکے وہ چلا آئے جب وہ اس ناحیہ کے قریب آیا تو ایسی
آگہی ہوئی کہ لشکر شاہی قلعہ پر جھول رہا ہے اور پیاپے لڑکر کام کو اور سخت کرتا
جاتا ہے۔ شہباز خان اپنی ہمت اور دل کارپرداز سے بے توقف اس قلعہ کی
تسخیر کی طرف متوجہ ہوا۔ لڑائی مین تلوارین چلین اور قلعہ مفتوح ہوگیا۔ بہت سے سرکش
مارے گئے اور گرفتار ہوئے۔ شہباز خان یہان سیدون کے تھانے بٹھا کر
سوانہ کی تسخیر کو چلا۔ رستے سات کوس کے فاصلہ پر ایک سنگین قلعہ دوبارہ (دوتارہ)
تھا۔ اس مین راٹھور راجپوت جمع تھے۔ جب شاہباز خان یہان آیا تو اسنے راٹھورون
کو فرمان پذیری کی ہدایت کی مگر سودمند نہ ہوئی۔ ناگزیر قلعہ کو فتح کرنا پڑا۔ ساباط بنائے
تھوڑے دنون مین یہ قلعہ بھی فتح ہوگیا اور بہت راجپوت مارے گئے اور یہ فیروزمندی
سوانہ کی فتح کا مقدمہ بنی۔ — اس سے سوانہ مین بھی اہل قلعہ کو خوف پیدا ہوا۔
اب لشکر قلعہ سوانہ کی فتح پر جھکا۔ جو لشکر یہان پہلے تھا اسکو رخصت کیا اور ساباط بنائے
اور اس عقدہ دشوار نما کی گرہ کشائی مین ظاہر کو باطن کے ساتھ یک رنگ کیا
تدبیر کو شجاعت کے ساتھ جمع کیا۔ تھوڑے دنون مین اہل قلعہ نے دہائی مچائی اور
پناہ مانگی۔ شہباز خان اس قلعہ کو اپنے آدمیون کو حوالہ کرکے بادشاہ پاس چلا گیا
رائے سرجن حاکم رنتھنبور کا بیٹا دودا بے رخصت اپنے وطن بوندی کو
چلا گیا اور وہان ظلم وستم برپا کیا۔ بادشاہ نے صفدر خان و بہادر خان محمد حسین
شیخ و کانہڑ رائے و چاندون سلطان و جمیل کو اس خدمت پر نامزد کیا کہ وہ
عام رعایا کی حفاظت کرین اور دودا کو پکڑ کر لے آئین مگر اس فوج نے اپنی
کارشناسی سے مدارا کی خواستگاری کی اس لئے بادشاہ نے ۱۰ محرم سنہ ۹۸۵ھ
کو نواحی رام پورہ سے زین خان کوکلتاش کو اس خدمت پر رخصت کیا۔ اور رائے

سرجن کو جو اس سے رشتہ پدری اور بھوج کو جو اس سے پیوند برادری رکھتا اور رائچند و کرمسی کو اسکے ہمراہ کیا ۔ اور یہ حکم دیا کہ امرا جو پہلے وہان گئے ہین وہ اس لشکر سے ملکر یکتا دلی سے کام کرین دونو نے اس کام کے سرانجام مین شائستہ تگاپو کرکے تھوڑے دنون مین قلعہ پر تصرف کیا۔ دودا پہاڑون مین بھاگ گیا۔ جب ان حدود مین امن ہوگیا تو اس ناحیہ کی حراست بھوج کو سپرد کرکے زین خان رائے سرجن کو ساتھ لیکر بادشاہ کی خدمت مین آنے کے لئے روانہ ہوا۔ ایک ہی منزل چلا تھا کہ اس سرزمین کی شورش سنکر اسکو سوائے معاودت کے کوئی اور چارہ نہ تھا اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس کوہستان مین رہتے رہتے اکثر سپاہی تنگ ہوگئے تھے۔ جب کوکہ روانہ ہوا تو سپاہ کے بدذات آدمیون نے پہلے غل مچایا کہ دودا آگیا ہے اور پھر لوٹنا شروع کیا۔ اردو بازار اور آبادی شہر کا بڑا حصہ لٹ گیا۔ امرا ترستاکی اور ناشناسائی سے باہر نکلنے پر آمادہ ہوئے زین خان نے یہان اقامت کی اور رائے سرجن کو کسی مصلحت کے سبب سے بادشاہ پاس رخصت کیا اور خود اس نواح کے انتظام مین مصروف ہوا اس نے اپنے اخلاص سے لشکر کی ظاہری بے سامانی اور بیدلی عامہ کو مٹا دیا۔ دفعۃً غبار فتنہ بیٹھ گیا۔ دلون کو چین ہوا۔ تب کارگوشون مین چھپ گئے متمردون نے مناسب سزا پائی۔

دودا نے بادشاہ کی سپاہ کے اسباب معیشت کی کمیابی دیکھی تو وہ بہت سے آدمیونکو جمع کرکے کوہ اونٹ گردن پر چڑھ گیا۔ یہ پہاڑ بہت بلند اور دشوار گذار ہے۔ اسپر اس لئے وہ گیا تھا کہ فرصت پاکر لشکر کو گزند پہنچائے۔ زین خان کوکہ نے لشکر کے تین حصے کرکے پیشدستی کی اور بعض کا طلب بہادرون کو پہاڑ پر جانے کے لئے آمادہ کیا اور خود بھوج کی ساتھ متفق الرای ہوکر ان بہادر گریوہ نوردون کا معین ہوا۔ بیش قدم تنگناؤن سے نکل کر بلندی کے قریب پہنچے۔ مخالف نے بہت سے اپنے

بہادرون کو آگے روانہ کیا۔ انپر بادشاہی لشکر نے بندوق اندازی شروع کی اور انکے تین بڑے نامی سردارون کو اڑا دیا جس سے سب آگے والون کے قدم اکھڑ گئے۔ کوکا آگے بڑھ کر ایک بڑی لڑائی لڑا۔ ایک سو بیس نامور مخالف کے مردانہ لڑکر مرے اور دودا بھاگ گیا۔ جب اس طرح یہ ناحیہ غبار شورش سے صاف ہوا تو اسکا انتظام راے بھوج کے سپرد کیا اور خود بادشاہ پاس چلا آیا۔

دودا کا بادشاہ پاس آنا اور بھاگ جانا ۹۸۶ھ

دودا رانا پاس گیا وہ شورش پشتی سے فتنہ اندازی کرتا پھرا۔ شہباز خان جب رانا کو پکڑنے گیا ہے تو دودا سے عہد و پیمان کر کے اپنے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین لایا۔ قصبہ ٹھارہ مین پنجم تیر سنہ ۹۸۶ھ مین وہ بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ بادشاہ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ اسکی پیشانی سے ادبار جاوید کے آثار نمودار ہین۔ بد نہادون کے مزاج کو مہربانی کی نوشدارو سود مند نہین ہوتی۔ مگر پیمان کا پاس ضرور ہے اس لئے اسپر بخشایش کی جاتی ہے۔ بادشاہ تو اپنے دار الخلافہ کو آیا۔ دودا کو پنجاب چھوڑا۔ جہان سے وہ کچھ دنون بعد بھاگ گیا

سروہی اور جالور کی طرف لشکر کا جانا اور ان ملکون کا فتح ہونا ۹۸۶ھ

جب بادشاہ نے سنا کہ تاج خان جالوری نے فرمان برداری چھوڑی اور دیورہ راے سروہی نے احکام بندگی کی پاسبانی کو ترک کیا تو ترسون خان و راے راے سنگھ و سید ہاشم بارہ کو یہ خدمت سپرد کی کہ اول انکو موعظت کی باتون سے اطاعت کی راہ پر لائین اگر طرز دانا پسند سے کام نکل آئے تو لڑنا نہین چاہیئے اور اگر وہ اس طرح نہ مانین تو یہ سمجھین کہ خدا کی رضی ہے کہ میدان جنگ مین انکی جانین جائین۔ بادشاہ کا لشکر تھوڑے دنون مین جالور مین آیا تو تاج خان ندامت کو دستاویز بنا کر فتراک دولت سے وابستہ ہوا۔ وہ شرمندہ ہوکر اولیاء دولت سے ملا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین آیا یہ کام تو آسانی سے پورا ہوا۔

پھر لشکر شاہی سروہی روانہ ہوا۔ راے سروہی سلطان دیورہ اپنے وطن کو گیا اسکے پاس ایک حصار دشوار کشا تھا۔ وہ پہاڑون کی بلندیون کو اپنی پناہ سمجھا۔

راے رائسنگہ و سید ہاشم نے اسکی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اس مین شتابی کی جگہ
آہستگی اختیار کی۔ راے رائسنگہ نے اپنا بند و بار اپنے وطن سے منگایا اثناے
راہ مین اس قافلہ پر سلطان دیورہ نے حملہ کیا قافلہ سالار رائسنگہ تھا وہ مخالف سے
خوب لڑا۔ بہت آدمی مارے گئے۔ سلطان دیورہ شکست پاکر قلعہ ابوگڈھ مین
آگیا۔ اسکا ملک ممالک محروسہ کا ضمیمہ بنا۔ پادشاہی لشکر اس قلعہ کی فتح کی طرف
متوجہ ہوا۔ کہتے ہین اسکا اصل نام اربدا چل تھا۔ اربد دیبی کا نام ہے اور اچل
پہاڑ کو کہتے ہین۔ زبانون کے تداول اور تحریفات سے اسکا نام ابوگڈھ ہوگیا ہی
وہ سروہی کے قریب صوبۂ اجمیر کے اقصا مین گجرات رویہ ہے اسکی چڑھائی
سات کوس ہے۔ اس بلندی پر پہلے زمانہ مین راناؤن نے قلعہ بنایا تھا۔ جس کی راہ
برآمد دشوار۔ چشمے گوارا۔ کنوئین میٹھے۔ زمین آباد۔ اس قدر کہ اہل قلعہ کو کافی
طرح طرح کے گل پھول۔ ہوا نشاط افزا۔ اہل ثروت نے تیمن و تبرک کے لئے
اس نواح میں معابد و منازل خیر تعمیر کئے۔ پادشاہی لشکر اسکی فتح کو آیا۔ اور
تھوڑی کوشش مین اس قلعہ کو فتح کرلیا۔ سلطان ایسا سراسیمہ ہوا کہ لشکر شاہی کا
نیازمند بنا۔ قلعہ کی کنجیان اس کو حوالہ کین۔ راے راے سنگہ اسکو ساتھ لیکر
پادشاہ کی خدمت مین آیا۔

معاملات راجہ بدھ گڑھ

آئین ملک داری اور رسم جہانبانی یہی ہے کہ خود کامون کی ہوش افزائی
انکو ہشتو مالش سے کی جاے۔ اور آگاہ دل بیدار مغزون کا اعتبار بڑھایا جاے
تاکہ فرمان گراے اور گردن کش اپنے اپنے کردار کا پاداش پائین۔ بدھ گڑھ
(بدھ گڑھ) کا راجہ اپنے ملک کی افزایش اور اپنے پاس بہادرون کے ہجوم کے

اور اپنے قلب مقامات کے استحکام پر مغرور تھا۔ خوشامدگو اسکے دوست تھے اس نے
بادشاہ کی فرمان پذیری کو ترک کیا۔ بادشاہ نے صادق خان و راجہ اکرن
اور موٹھ راجا کو اس خدمت پر مامور کیا کہ وہ جا کر اول راجہ کو نصیحت کرکے سعادت
کی راہ پر لائین اور اگر وہ نہ مانے تو سزا دین۔ جب صادق خان لشکر لیکر حدود
نرور مین آیا تو اس نے راجہ کو نصیحتین کین مگر وہ سودمند نہ ہوئین۔ ناگزیر جنگل
کاٹنے کا سامان کرکے قصبۂ اوندچہ (ارچھہ دریاء بیتوا کے کنارہ پر بندیل کھنڈ
مین ہے وہ دارالملک بندیلیون کا ہے) کی طرف چلے۔ یہ راجہ کا بنگاہ تھا
جب لشکر قلعہ کرھرہ کی نواح مین آیا (کرھرہ نرور سے جنوب مین ۱۸ میل پر ہے)
تو پرمانند پنوار جو راجہ کا ہمسر تھا وہ قلعہ مین بیٹھا۔ بادشاہی سپاہ نے اس
قلعہ کا محاصرہ کیا اور فتح کا ارادہ کیا۔ ہر روز اہل قلعہ کچھ لڑتے اور ہزیمت پاتے۔
تھوڑے دنون مین ہار گئے۔ امان طلب کی۔ لشکر شاہی نے پناہ دی اس ملک
کی اول مشکل آسانی سے حل ہوئی۔ لشکر آگے بڑھا۔ یہان چارون طرف درخت گنجان
تھے ایمین لشکر کا چلنا دشوار تھا اس لئے ایک روز لشکر درخت کاٹتا دوسرے روز
چلتا۔ اسی طرح منزل بمنزل چلکر اوندچہ (ارچھہ) کے شمال مین ست دھارا کے کنارہ پر
(بیتوا کو ارچہ مین ست دھارا یعنی سات دھارین کہتے ہین) وارد ہوا۔ اسکے کنارہ پر
پھر راجہ بہاری فوج لے کر لڑنے کے لئے آیا۔ روز بروز ہر طرف سے دلاور عرصۂ
نبرد کو آرایش دیتے۔ مردانہ جنگین کرتے۔ پنجم دے ماہ الٰہی کو یہ قرار پایا کہ دریا سے
پار جا کر جنگ صف ہو لیکن راہ ناشائستہ تھی اور مقام نامساعد تھا۔ لشکر شاہی
مین دریا کے اترنے کے اندر انتظام نہ رہا۔ صادق خان ایک سپاہ کے حصہ کے ساتھ
جدا ہو گیا اور قاسم علی خان و رائے خان و شیخ فیروز دریا سے اترنا چاہتے تھے
کہ دشمن کی آتشبازی نے ہراول کو اترنے نہ دیا اور اسپر پری آن بنی۔ انکے دل
لرزنے لگے کہ کمال خان و محمود خان فوجدار نے ہاتھیون کو پانی مین ڈال کر

لشکر کی ہمت بلند ہوائی اور جرأت بڑھائی۔ اول صادق خان اترا اور عجیب جنگ ہوئی۔ پادشاہی لشکر کی دست بردیون سے مخالف کا لشکر پراگندہ ہوا اور اسکے بہت آدمی مارے گئے۔ لشکر نے اُسکا خان ومان لوٹ لیا۔ درختون کی انبوہی اور جگہہ کی بیگانگی نے راجہ کا حال نہ بتلانے دیا۔ بعض کو یہ گمان تھا کہ وہ کسی کمین گاہ مین فرصت کا منتظر ہے بعض کا یہ خیال تھا کہ وہ جلد لشکر سے لڑنے آتا ہے۔ اس راے کے موافق صادق خان اپنے معسکر مین گیا اور دفعہ دفعہ کر کے آدمیون کو آگے بھیجا۔ راجہ نے عقب سے آنکر شورش مچائی اور شاہی فوج کو مار کر بھگایا۔ پھر الغ خان نے تھوڑے آدمیون سے لڑنا شروع کیا اسکی امداد کو صادق خان اور ابوالمعالی فوجون کو لے کر آ گئے سخت لڑائی ہوئی۔ راجہ کا بڑا بیٹا ہھول دیو گج نال کے صدمہ سے مارا گیا۔ راجہ کے بیٹے اور بھائی بھی زخمی ہو کر میدان جنگ سے الگ ہوئے۔ دو سو راجپوت مارے گئے۔ پادشاہی لشکر مین بھی آدمی زخمی ہوئے مگر سب اچھے ہو گئے۔

راجہ ہزیمت پا کر شرمندہ پہاڑون مین پڑا پھرتا تھا۔ صادق خان اس نواح مین مقیم تھا۔ اُس نے راجہ کو اپنی سپاہ سے ایسا تنگ کیا کہ اُس نے مجبور ہو کر اپنی خدمات سابقہ کو دست آویز بنا کر لابہ گری اور عذر آرائی کی امرا نے جواب دیا کہ اگر تو لڑا نہ ہوتا تو ہم تیری درخواست کو منظور کر لیتے مگر اب پادشاہ سے تیری سرگذشت عرضداشت مین لکھ کر بھیجتے ہین۔ راجہ نے بھی سوم چند اپنے بھتیجے کو پیشکش دیکر پادشاہ پاس بھیجا۔ وہ بہنرہ کے حوالی مین پادشاہ پاس آیا پادشاہ کی عادت مین عذر پذیری تھی اسکا قصور معاف کر دیا۔ وہ ۱۲ آبان کو صادق خان کے ساتھ پادشاہ کی خدمت مین باریاب ہوا پادشاہ نے اسپر سب طرح کی نوازشین کین —

جب پادشاہ کا لشکر دکن کو جاتا تھا تو راجہ بدھ گر اسکے ساتھ نہ ہوا۔

راجہ بدھ گر کا مالش پانا ۹۹۰ھ ۳۲ + راجہ بدھ گر کا پادشاہ پاس آنا ۹۹۶ھ ۳۲ -

اور بجاے عذر کرنے کے سرتابی کی - شہاب الدین احمد خان مع اور تیولداران
کے اوسکی مالش کے درپے ہوا - جب قصبۂ وندجہ (ارجھہ) سے جہان اسکا بنگاہ تھا
لشکر چار کوس پر پہنچا تو اس نے لابہ گری کی - راجہ اسکرن اور جگمن کی سفارش کو
فرمان پذیری کی دست آویز بناکر رستگاری پائی - سپہ آرا کی خدمت میں حاضر
ہوا پھر کوتاہ اندیشی تباہ خیالی سے بھاگ گیا - جب نصیحت کی داستان سودمند
نہ ہوئی تو لشکر شاہی نے اسکا گھر بار لوٹا - اور کم آذوقی کے سبب سے وہان نہ رہ سکا
تو قلعۂ کھوہ کی تسخیر کے لئے چلا - اس قلعہ کو راجہ کے بیٹون اندرجیت وست رائے
نے اور اس کے پوتے ہردیو نے استوار کیا اور تنگناؤن مین لڑنا شروع کیا - اور
اسکا خمیازہ بھگتا - ایک دن اسکا برادر راگھوداس لڑا - مرزا بیگ قاقشال
نے اسپر فتح پائی اور وہ مارا گیا - ایک مہینے تک قلعہ کا محاصرہ رہا - ہر بار کارزار
مین غنیم شرمسار ہوتا - جب پیکار کی قوت نہ رہی تو بھاگ گیا اور ہر ایک اپنے تیول
مین چلا گیا -

احوال سنہ ہزار و یک ہجری ۱۰۰۱

شاہزادہ سلطان مراد مالوہ کو جاتا تھا اوسکی خدمت مین ہر جگہ کے زمیندار
اور سردار آتے جاتے تھے - آگرہ مین یہ خبر آئی تھی کہ راجہ بدھہ گر کا ارادہ شاہزادہ
کی خدمت مین آنے کا نہین ہے اس لئے اسکو اندرزنامہ لکھا گیا - اُسنے نزور کے
سرد یا اپنے پوتے کو شاہزادہ کی خدمت مین بھیجا اور اپنے آنے کا عذر کیا دوبارہ
نصیحت کی گئی اور امید و بیم کی داستان سنائی گئی تو وہ ملازمت کے لئے روانہ
ہوا - چار کوس لشکر شاہی سے مقیم ہوا - درخواست کی کہ اسمٰعیل قلیخان و جگن ناتھ
مجھے اپنی پناہ مین لیجائین یہ درخواست منظور ہوئی - اسمٰعیل قلی جلد آیا اور جگن ناتھ کو
دیر ہوئی وہ خوف کے مارے بھاگ کر جلد پہاڑون کی تنگنا مین داخل ہوا
شاہزادہ نے انپر خفا ہو کر انکو حکم دیا کہ اسکو جاکر ابھی پکڑ کر لائین یا اسکی خود مالش
کرین - انھون نے انکار کیا - شاہزادہ خود لڑنے گیا - راجہ نے لابہ گری کی اور

اور اپنے بیٹے رام شاہ ورنجیت کو ملازمت مین بھیجا۔ اسکی بنگاہ کی تاخت مین التوا ہوا۔ قلعہ گرمرہ کے نزدیک ممید سین کے بیٹے نے پناہ مانگی اسنے منظور کیا۔ مگر کارشناسون کی ہرزہ سرائی سے پیمان شکنی کرکے قلعہ کی فتح کے درپے ہوا۔ ہمیر سین کا بیٹا بھاگ گیا۔ شاہزادہ نے قلعہ کو زبردستی چھین لیا۔ چارسو جھوت مارے گئے۔ رام شاہ اس سست پیمانی کو دیکھکر آدھی رات کو بھاگ گیا۔ جگنناتھ اسکا دیدبان تھا اسکو شرمساری کے مارے کچھ جواب نہ آیا۔ شاہزادہ نے اپنا بلند قصد کیا اور راجہ کا گھربار سب لوٹ لیا۔ یہین ڈیرے ڈالدیے۔ بادشاہ خفا ہوا بغیر اجازت کیون زمیندار سے لڑا اور ریایہ شناسی اور قدردانی کو کیسی گزند پہنچائی۔ شاہزادہ کے ہمراہیون کی نکوہش کی اور حکم دیا کہ فوراً شاہزادہ کو مالوہ لیجائین اگر راجہ نافرمانی کریگا تو اسکے لئے جُدا لشکر بھیجا جائیگا۔

مہمات معاملات کشمیر

(تمہید)

کشمیر کا مسلسل حال تو تاریخ کشمیر مین لکھا گیا ہے۔ یہان صرف وہ حال لکھتے ہین جو شہنشاہ اکبر کی سلطنت سے متعلق ہے۔ کشمیر کی سلطنت کبھی ہندوؤن کے ہاتھ مین کبھی تاتاریون کے قبضہ مین رہی مگر ۷۴۲ھ مین وہان ایک مسلمان بادشاہ ہوگیا جسکا نام محمد مرزا مخاطب شاہ شمس الدین تھا یعنی آٹھوین صدی مین اس مین مسلمان بادشاہ ہونے شروع ہوئے۔ ہند کے سلاطین مغلیہ نے بھی ہمیشہ کشمیر کی تسخیر کی طرف اپنی توجہ رکھی ۱۵۲۵ھ مین بابر نے اپنی سپاہ کی مدد سے نازک شاہ بن ابراہیم شاہ کو بادشاہ بنایا تھا۔ ہمایون بھی اپنے باپ کا پیرو اسی باب مین رہا۔ ۹۴۷ھ ہمایون جلاوطن ہونے کے لئے لاہور مین آیا تو بعض امراء کشمیر نے اسکو بلایا مگر وہ خود نہین گیا۔ حیدر مرزا دوغلات کو وہان بھیجا جس کا حال پہلے

تسخیر کشمیر کے لئے مرزا قرابہادر برادر مرزا حیدر گورکان کو بھیجا ۹۶۸ھ۔

شگرف نامہ ہمایون مین لکہا ہی کہ اُسنے شہر کا خوب انتظام کیا۔ گیارہ برس تک سلطنت کی ہمایون کے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا اپنے مخالف حیدر مرزا دوغلات نے زعفران اور شالین شاہی سلیم شاہ پاس بہیجی جسنے اس کے مبادلہ مین یہان کی نہایت عمدہ ململین کپڑے بہیجے۔ مرزا ایک مہم مین مارا گیا تو ۹۵۹ھ تا زک شاہ سنہ بارہ کشمیر کا بادشاہ ہوا۔ یہان بادشاہون کا تغیر و تبدل بہت جلد ہوتا رہا کہ ۹۶۲ھ مین غازی شاہ مقرر ہوا۔

آئین معدلت گستری اور قانون کشور کشائی مین یہ لازم ہے کہ جب کسی مملکت کا والی اور کسی ناحیہ کا حاکم اپنی عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور اپنے نفس و ہوا کی کارروائی مین اپنا وقت صرف کرتا ہو۔ اور رعیت پروری اور مظلومون کی غمخواری اور ظالمون کی بیخ کنی نہ کرتا ہو تو بادشاہ کو ایسے متسلط و متغلب کے استیصال مین کوشش کرکے اس مرزبوم کے باشندون کو حزم پرور دانش منشون کے حوالہ کرنا واجب ہی ۹۶۸ھ مین شورش انگیز آشوب پیشہ کشمیریون کے اور غازی خان حاکم کشمیر کی بیداد کی خبرین بادشاہ کے کان مین آئین تو اُسنے حکم دیا کہ مرزا قرابہادر خویش یا برادر مرزا حیدر جوان حدود حال سے خوب واقف تہا آراستہ لشکر کرکے کشمیر کی تسخیر کے لیئے جائے اور ایک جماعت کشمیریون کو اسکی کمک کے لیئے نامزد کیا۔ ان ایام مین کشمیر کا فرمان روا غازی خان پسر کاچی چک تہا کہ باپ کے بعد کشمیر کی ریاست اسکو ملی تہی۔ تحقیق یہ ہے کہ وہ حسن چک برادر کاچی چک کا بیٹا تہا جب حسن چک کا پیمانہ عمر لبریز ہوا تو کاچی چک ہوا و ہوس و حرص کی افراط اور دنیا کی انتظام کو سبب اسکی حاملہ بیوی سے اپنا عقد کرلیا۔ انعقاد کے دو تین مہینے بعد غازی خان متولد ہوا۔

قرابہادر کاروان کا رطلب تہا۔ بہت دیر لگا کر اس خدمت پر متوجہ ہوا۔ گرمی کی شدت مین راجوری مین پہنچا۔ نصرت خان۔ فتح چک برادر زادہ دولت چک۔ لوہر وانگری بہی رینا اور عیدی رینا و یوسف چک پسر ریکی چک و خواجہ حاجی آکر اُسسے ملے۔ جب

انہون نے اس لشکر کا حال منتظم نہ دیکھا تو نصرت خان و فتح چاک لوہر دانکری کشمیر کی طرف چلے گئے جس سے قرا بہادر کا لشکر پریشان ہوگیا موضع لالی کھوگھو مین بھنبھر کے قریب کمک کے انتظار مین تین مہینے توقف ہوا اس لشکر کے سردار کہنہ عمل تھے وہ زیادہ دیر مین پہنچے کشمیر کے اندر آنا اس قسم کا نہین ہی کہ اس آہستگی و گران پائی سے میسر ہو اس کے مسالک اس قبیل کے ہین کہ اگر وہان کے والی کو چند روز پہلے کسی بیگانہ کی خبر ہو جائے تو وہ اکی راہون کو ایسا تنگ کر سکتا ہے کہ اگر لشکر مین ہزار رستم بھی ہون تو انکا نباہ دشوار کیا بلکہ نامکن ہو- غازی خان نے لشکر کی آمد سنی اور اس پر چند مہینے گذر گئے تو اُس نے راہون کو ایسا مستحکم کیا کہ اس سے زیادہ تصور مین نہین آسکتا- مرزا قرا بہادر نے راجوری کے نزدیک چند روزہ مقابلہ محاربہ کیا اور شکست پاکر وہ پھر آیا شکست صرف کشمیریون کے استحکام و استیلا سے نہین ہوئی بلکہ تپ لرزہ کا موسم آگیا اور برسات کا آغاز ہوا اور عمدہ اسباب کی کمک نہ پہنچی ان سببون سے بھی شکست ہوئی- اس روز ایک عجیب جنگ ہوئی تھی ایک طرف سے بندوقین چلتی تھین اور دوسری طرف تیر اندازی ہوتی تھی اگرچہ بادشاہی آدمی کم تھے مگر داد مردانگی دیتے تھے- کوچک بہادر رستم دلی کرتا تھا- مگر آخر کو بادشاہی لشکر کو شکست ہوئی- پانچسو مغل قتل ہوئے- ہاتھی سب چھن گئے- راجوری کے نزدیک قلعہ دائرہ مین قرا بہادر چلا آیا- کوچک بہادر کے تیر لگا اسکو پکڑ کر غازی خان پاس لے گئے وہان اسکا علاج ہوا مگر سودمند نہ ہوا- بے علاج نیستی کی راہ لی- قرا بہادر نوشہرہ مین چلا آیا

کشمیر مین حسین شاہ بادشاہ تھا- اسکی سلطنت کا یہ واقعہ ہے کہ قاضی حبیب حنفی مذہب تھا- جمعہ کے دن جامع مسجد سے نکل کر وہ کوہ ماران کے نیچے قبرون کی زیارت کے لئے گیا تھا- یوسف ایک شیعہ مذہب نے قاضی کے تلوار لگا کے سر مجروح کیا- دوسرا وار تلوار کا قاضی نے ہاتھ کو سپر بنا کے روکا جس سے اسکی انگلیان کٹ گئین اسکا سبب اس کے کچھ اور نہ تھا کہ اختلاف مذہب کے سبب یوسف کو جوش :

تھا۔ تو یوسف قاضی کو زخمی کر کے چلا گیا۔ حسین چک نے باوجودیکہ خود شیعہ مذہب تھا یہ خبر سنی تو اس نے یوسف کو پکڑ کر قید کیا۔ فقہا مثل ملا یوسف و ملا فیروز اور ان کے امثال کو جمع کر کے فرمایا کہ موافق شرع کے عمل کرنا چاہیئے کہتے ہین کہ فقہا نے کہا کہ سیاست کے موافق اسکا مارنا روا ہی۔ قاضی نے کہا کہ مین زندہ ہون اس کا مارنا جائز نہین مگر آخر کار مجرم کو سنگسار کیا۔ اتفاق سے انہین دنون مین ایک جماعت مثل مرزا مقیم و میر یعقوب کی ایلچی گری کے لئے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی طرف سے کشمیر مین آئی ہوئی تھی۔ وہ یوسف کے ہم مذہب ہم اعتقاد تھی حسین چک نے اس سفارت کی خاطر داری کی۔ مرزا مقیم نے جو یوسف کا ہم مذہب تھا کہا کہ جن مفتیون کے کہنے سے یوسف مارا گیا ہے انکو میرے روبرو لاؤ حسین چک نے ان مفتیون کو مرزا کے حوالہ کیا اسنے مفتیون سے کہا کہ تمنے فتوی مین غلطی کی مفتیون نے کہا کہ ہمنے اسکے مارنے کا فتوی علی الاطلاق نہین دیا تھا۔ ہمنے یہ کہا تھا کہ ایسے شخص کا سیاست کے لئے مارنا روا ہے۔ مرزا مقیم نے مجلس مین مفتیون کو ذلیل کر کے فتح خان چک کے سپرد کیا اسنے مرزا کے حکم سے ان معصومون کو قتل کر ڈالا اور انکی لاشون کے پاؤن مین رسی باندھ کر شہر کے کوچہ و بازار مین پھرایا۔

حسین چک نے اپنی بیٹی اور تحف و ہدایا اپنے ایلچیون کے ہاتھ شہنشاہ اکبر کے پاس بھیجے ۹۔۔۔سنہ مین جب شہنشاہ کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے مرزا مقیم کو جسنے ناحق مفتیون کا خون کیا تھا قتل کیا اور حسین چک کی لڑکی کو رد کر کے واپس بھیجدیا۔ اس خبر کے سننے سے حسین چک کو اسہال دموی عارض ہوا اور چند مہینے مین کسی کام کا نہ رہا اپنا کام اپنے بھائی علی شاہ کو سپرد کر دیا۔

یوسف خان

یوسف خان کا باپ علی خان حاکم زبان کشمیر تھا اس پاس سنہ ۹۸۔ھ مین شہنشاہ نے ملا عرضی اور قاضی صدر الدین کو برسم رسالت بھیجا تھا انہنے ان کے ساتھ اپنی بھتیجی شاہزادہ سلیم سے بیاہ کرنے کے لئے اور تحائف بادشاہ بھیجی اور خطبہ و سکہ بادشاہ کے نام کا جاری کیا یہ اول دفعہ تھی کہ اکبر کا سکہ کشمیر مین

جما۔ مگر چند برس بعد چوگان بازی مین گھوڑے زین کے گرنے سے علیخان مر گیا۔ اس دیار کے بزرگون نے صلاح مشورہ کرکے یوسف خان کو کشمیر کا مرزبان بنایا۔ اسکا چچا ابدال بھی سلطنت کا مدعی ہوا۔ یوسف خان نے تیز دستی کرکے چچا کے گھر کو گھیر لیا بندوق سے اسکو داغ دیا۔ مگر یوسف بھی کچھ دنون چین سے نہ بیٹھنے پایا۔ سید مبارک اور امراء نے یہ ارادہ کیا کہ اسکے چچیرے بھائی یوسف بن حسین خان کو جو خانخانان کا خطاب رکھتا تھا فرمانروا بنائین مگر اس نے دوراندیشی کے سبب انکار کیا تو تمام فتنہ انگیزون نے سید مبارک کو پیشوا بنا کر شورش برپا کی اور عیدگاہ کے درمیان آویزش شروع کی۔ یوسف خان لشکر لیکر لڑنے کھڑا ہوا۔ محمد خان جو ہراول کا سردار تھا لڑکر مارا گیا۔ یوسف خان میدان جنگ مین نہ گیا۔ گر یوہ پیر پنجال سے حوالی تھٹھ مین آیا۔ بدذاتون نے اُسے خطوط لکھکر واپس بلا لیا۔ سرزمین فراخ مین سید مبارک اس سے لڑنے آیا جنھون نے یوسف خان کو بلایا تھا۔ انھون نے کچھ کام نہ کیا۔ اس لئے یوسف قرمز کی راہ سے راجہ مان سنگہ اور مرزا یوسف خان کی پناہ مین آنکر پادشاہ پاس چلا آیا۔ ۱۲ ربیع ۹۸۷ شنبہ کو کورنش بجالایا۔

پادشاہ پاس جب یوسف خان آیا تو فتنہ اندوزون نے اپنی جادو بیانی سے سید مبارک کے تارک پر تاج حکومت رکھا۔ مگر دو مہینے بعد اسکو ایک کونے مین بٹھا دیا۔ لوھر چک عمزادہ یوسف خان کو بزرگ بنایا۔ پادشاہ نے یوسف خان کو رخصت کیا۔ اور امراء پنجاب کے نام حکم بھیجا کہ وہ ایک شائستہ سپاہ اسکے ہمراہ کرین۔ جب کشمیریون نے یہ سُنا تو خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور چارہ سازی کرنے لگے اور پادشاہی لشکر کا خوف انپر ایسا چھایا کہ لابہ گرائی کی دل آویز باتین کرنے لگے۔ یوسف خان کو لکھا کہ تنہا چلے آؤ اور لشکر کشی کے گزند سے ہم کو بچاؤ وہ بھی اس سے پہلے کہ لشکر سرانجام پائے اور اپنے اس راز کو بتلائے بہت جلد جلد ان پاس آیا۔ پرم کلہ مین بعض حضرات کشمیر چل اسی ملنے آئے۔ مرزبانون کو جب اسکی خبر ہوئی شمسی چک اور حیدر چک اور حضرات کو چارہ گری لی

یوسف خان کا کشمیر مین مرزبان ہونا

نامزد کیا۔ وہ جنگ کا ساز و سامان لیکر روبرو آئے۔ یوسف خان مین انسے آویزش کی طاقت نہ تھی اس لئے وہ راہ چھوڑ کر سونیدر مین چلا آیا لوہر چک کچھ سپاہ لیکر اُس کی بنا آیا۔ اسکا منتخب لشکر تو دوسری طرف گیا ہوا تھا۔ یوسف خان کو یہ قابو خوب ملا اسنے ۲۰ آبان ۹۹۳ھ کو آب بہت کے گذر کر بغیر آویزش کے غنیم کے لشکر کو پراگندہ کر دیا۔ اور لوہر چک کو اپنے پنجہ مین گرفتار کر لیا۔ اس طرح کشمیر کی حکومت پر سربلند ہو گیا۔ یوسف اس سربلندی کو بادشاہ کی پرورش جانتا تھا اس لئے اُسنے اپنے بڑے بیٹے یعقوب کو مع اس دیار کے نفائس کے بھیجا۔ وہ ۲۹ بہمن ۹۹۳ھ کو بادشاہ کی کورنش بجالایا

بادشاہ کو یوسف خان مرزبان کشمیر ہمیشہ اپنی پیشکش بھیجکر یاد دلاتا رہتا تھا اور اپنی حاضری کے لئے دوری کا عذر کرتا رہتا تھا۔ جب بادشاہ پنجاب مین آیا تو اُسنے اُس کو بلایا یعقوب کو باپ کی طلبی سے اندیشہ پیدا ہوا وہ لشکر شاہی سے بھاگ گیا اور اپنے بنگاہ کو چلا گیا۔ بادشاہ نے حکیم علی اور بہاء الدین کنبوہ کو یوسف خان پاس بھیجا کہ وہ اس بھگوڑے کو لعنت ملامت کرین اور یوسف سے کہین کہ وہ خود بادشاہ کی خدمت مین آئے یا اس بیٹے کو پھر بھیجے۔ ان آدمیون نے حسن اہدال مین آنکر بادشاہ سے عرض کیا کہ والی کشمیر کے گرد خوشامد گویون کا ہجوم ہو گیا ہے۔ انکے کہنے سے اور اپنے مقام کی استواری کے سبب سے نہ وہ خود آتا ہے نہ اپنے بیٹے کو بھیجتا ہے دوروئی سے لابہ گری کی باتین بناتا ہے۔ یہ سنکر غضب شاہی جوش مین آیا اسنے ۲۰ دی ۹۹۴ھ کو حکم دیا کہ مرزا شاہرخ و بہادر۔ راجہ بھگونت داس و شاہ قلی محرم و ساد و مبارک خان و جلال خان اور بہت سے احدی بسرکردگی مرزا علی اکبر شاہی و شیخ یعقوب کشمیری و حیدر چک خان والی کشمیر کو بیدار کرین۔

کشمیر کی فتح کو جو سپاہ چلی تو اسکے سردارون نے ارادہ کیا کہ بھیرہ کی راہ سے جائین۔ اسی راہ سے بھاری لشکر آسانی سے جلد پہنچ سکتا تھا۔ اس طرف کے زمیندار بھی انسے یگانگی کی باتین بناتے تھے۔ انکے خیال مین یہ تھا کہ جب موسم سرما ختم ہو۔ راہون سے

یوسف خان کی سرکشی اور بادشاہ کی لشکر کشی ۹۹۴ھ

یوسف خان کا گرفتار ہونا ۹۹۴ھ

برف پگھل کر جدا ہو تو گریوہ نوردی کرین - مگر بادشاہ نے اس سبب سے کہ بدگوہرون
کے باداش مین درنگ نہین چاہیئے فرمان صادر کیا کہ اسی ریزش برف مین جس کی اندر
غنیم بے پروائی کی نیند سوتا ہے پکلی کی راہ سے جسمین برف کم پڑتا ہے کشمیر مین جا پہنچ
ناچار لشکر کو آگے سفر کرنا پڑا - یوسف خان نے لڑنے کا ارادہ کیا - بہت سے اپنے
کار آگہون کو روانہ کیا کہ تین شکہ دریا کے قریب حصار بنائین اور ہر تنگی راہ مین ایک
استوار جا بنا کر آمادہ پیکار ہون مگر اس کے آئین اور ارادے ایسے جلد جلد بدلتے
تھے کہ یہ آدمی اسکے بار حمولہ سے چھہ کوس پر گئے تھے کہ اس نے انکو الٹا بلا لیا - بینش
کم بین رای زنون اور کوتاہ نگاہ دوستون نے اسکو خواب غفلت مین سلا یا - اور
گریوون کی دشوار گذاری نے اور برف باران کی بارش نے اور لشکر کی گرم سیری نے
اسکو اور زیادہ غنودہ کیا - اور خویشتن دوستی اور مال پرستی نے بے پروا کیا - اب
اسکو معلوم ہوا کہ میرے ہاتھ سے کام جاتا رہا - اور بادشاہی لشکر پکلی کے قریب آیا -
شورش کو بلند کیا اور طرح طرح کی رائین ظہور مین آئین جو شخص ورببنی کو ہاتھ سے
دیتا ہے اور کامیابی مین اندیشہ ناکامی نہین رکھتا تو وہ دشمن کامی کی تیرہ روزی
مین اپنے تیئین ڈالتا ہے اور اپنی خواہش کے پانون مین ناکامی کا پتھر لگاتا ہے -
غرض پریشانی کے ساتھ جنگ سے باز آنے کا ارادہ کیا - مگر یہ رای بھی قائم نہ تھی
اس کی رائے گرگٹ کے سے رنگ بدلتی رہی - جب بادشاہ کی سپاہ نشیب فراز کوطی
کر کے بولیاس کے پاس اتری تو یوسف خان بیداری کے ساتھ اپنی چارہ گری کرنے
لگا - سوائے زینہاری ہونے کے اور کورنش بجا لانے کی ملک داری کے لئے کوئی اور
دستاویز نہ دیکھی - کشتی گوارست سے لشکر گاہ کے دیکھنے کا بہانہ بنا کے اور کچھہ میوت
کو ساتھ لے کر جدا ہوا اور اپنے ایک کاردان کو امرا نخاہی پاس بھیجکر اپنا راز دل
آشکارا کیا - امرا کی جان بھی جاڑے کی شدت سے اور آذوق کی گرانی سے
اور برف باران کی شدت سے ضیق مین آ رہی تھی - انہون نے اسکی درخواست کو

منظور کرلیا۔ اور فرستادہ کو واپس بھیجا۔ وہ خود مع چند ہمراہیون کے ہر اسفندار
سنہ ۹۹۴ کو امراء شاہی سے آن ملا۔ امراء نے اسکی بزرگ داشت کی اور اپنی انجمن
آراستہ کی اور مراجعت کا ارادہ کیا۔ جب بادشاہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو
فرمان صادر ہوا کہ یوسف خان کا آنا پسند خاطر ہوا وہ خسروانی نوازش سے سرفراز
ہوگا لیکن امراء کی بازگشت شائستگی سے خالی ہے۔ سپاہ کشمیر جاوے۔ اگر
یوسف خان راہ راستی پر چلے اور حیلہ اندوزی سے اسکا دل خالی ہو تو پھر
ملک لے کر اسکو دیا جاوے۔ اب خواہی نخواہی امراء کو آگے جانا پڑا۔ کشمیر کے سردارون
نے حسین خان چک کو ارست کے قریب سب مین بڑا مقرر کیا اور گرلوہ کو استوار
کیا۔ اس زمانہ مین یعقوب خان پسر یوسف خان اس ہنگامہ مین آکر شریک ہوا
اسکے طرفدار بہ نسبت حسین خان کے زیادہ ہوگئے۔ گرلوہ کے قریب لشکر شاہی
سے لڑائی ہوئی۔ مادھو سنگھ اور امین الدین نے اس گرلوہ کو کچھ فتح کیا۔
حسن بیگ احدی اور چند راجپوت مارے گئے۔ دوسرے طرف کے چالیس نامور
آدمی نیست ہوئے اور اس گروہ کی فراہمی مین پراگندگی ہوئی اس اثنا مین شیخ
یعقوب کشمیری کی سخن سرائی سے کرنا کے زمیندارون نے آکر امراء شاہی سے
ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ انکی بیگاہ مین سے گذر کر سپاہ کشمیر کے اندر داخل ہو
کشمیریون نے لابہ گری کی اور صلح کی درخواست کی اور گذارش کی کہ اس بار کے
فرمانروا نے درگاہ والا کی طرف رخ کیا ہے مناسب ہی کہ لڑائی نہ ہو منابر و دراہم
بہ نام شاہنشاہی چہرہ افروز ہوا اور سراے ضرب زعفران و ابریشم و شکاری
جانور سرکار والا کے حوالہ ہون اور ائین سے ہر ایک کارخانہ کا داروغہ شاہی مقرر
ہوا اور لشکر بازگشت کرے۔ لشکر شاہی تنگ ہو رہا تھا اس لئے اونہنے یوسف خان
مرزبان کشمیر کی سعی سے ان شرائط کو منظور کرلیا۔ زعفران زار اور ابریشم کی داروغگی
قلندر بیگ کو سپرد ہوئی۔ دار الضرب خواجہ میر کی کو اور جانورون کی داروغگی ملا

منظوری کو، اگرچہ شہریار کو یہ صلح پسند نہ تھی۔ مگر سپاہ و کشمیریون کی خاطر سے
اس قرارداد کو قبول کیا۔

کشمیری آشتی پر قائم نہ رہے یعقوب نے دشوار گذار گریوون کو اپنی پناہ گاہ
سمجھکر صلح کو سلام کیا تو پھر شہریار نے بھی کشمیر کی تسخیر دل مین ٹھان لی سپاہ کے بھیجنے
کا ذکر درمیان آیا بہت سے سران دولت کشمیر کو دشوار کشا سمجھکر اس سے پہلو تہی
کرتے تھے ابوالفضل نے اسکی تسخیر کی بہت سی تدابیر بتائین مگر وہ کسی کی خاطر مین
نہ آئین۔ بادشاہ کے حکم سے اختر شناسون کی انجمن جمع ہوئی انہون نے طالع
سال اور حال کو اکبر مین خوب غور کی تو یہ نکلا کہ اگر تھوڑی سی بھی تکلیف کیجائیگی
تو جلدی سے فتح ہو جائیگی۔ یہ سنکر بادشاہ نے فتح کشمیر کا ارادہ مصمم کر لیا اس
زمانہ مین حیدر چک اور شیخ یعقوب کشمیری نے یہ گذارش کی کہ کشمیر کے بزرگ ہماری
بہبودی سے نہ پھرینگے اگر تھوڑی سی بومی پنجابی سپاہ ساتھ جائیگی تو ملک بغیر لڑے
ہاتھ آجائیگا اس لئے بادشاہ نے مبارک خان و جلال خان گکھر اور اور زمینداروں کو
کشمیر جانے کی اجازت دی یہ دونو کشمیری بنیر کے نزدیک اس کمک کی انتظار مین
بیٹھے۔ بادشاہ کے دل مین یہ خیال آیا کہ یہ دونو جو سوار بومی سپاہ کے اور سپاہ
کو نہین چاہتے اس مین کچھ انکی بدنیتی پائی جاتی ہے اسواسطے اس نے قاسم خان کو جو
کارشناسی اور سپردلی مین یکتا تھا اس خدمت پر سربلند کیا۔ ۱۸ تیر کو ۹۹۴ الہیہ
کو اسکی سرکردگی مین بہت سے سردار اور منصبدار اور احدی اور نوکر روانہ کئے۔
شریف سرمدی کو اس سپاہ کی بخشی گری پر سربلند کیا اور جو آدمی روانہ
ہو چکے تھے انکے پاس بھی حکم بھیجدیا کہ وہ اس لشکر سے ملکر سپہدار کے تابع رہین۔
کشمیر کی راہ کے گریوون سے جو شخص تھوڑا سا بھی آشنا ہوتا ہے تو
اسکے خیال مین نہین آتا کہ کوئی بیگانہ اسپر کیسے غالب آسکتا ہے اس کے چارون
طرف بلند کوہسار بلند پا سماقی کرتے ہین اور پھر انمین سے ہر ایک کے اندر ایسی

مقامات ہین کہ اگر چند بچہ صیادان پتھر لڑکانے بیٹھ جائین تو اچھے سے اچھے مردون
کو گذرنے نہ دین – اسی لئے پہلے فرمان روا اُسکی تسخیر پر دل نہاد نہین ہوئے –
ان دنون مین کہ بادشاہ پنجاب مین تھا یعقوب نے سرتابی کی اور لشکر شاہی
کی سراسیمگی سنکر آشتی کو برہم کیا – خوشامد گویون کے کہنے سے اپنا لقب شاہ
اسمٰعیل رکھا اور عوام کے دلون مین شورش پیدا کی اور پھر اس مین مذہب و کیش کا
معاملہ پیش کیا اور اس مین تندخوئی اور مردم آزاری اختیار کی اس ملک مین اگرچہ ہمین
اور شاکمونی کا آئین جاری تھا لیکن مدت سے یہان شیعہ سنی کا ہنگامہ گرم تھا انہین سے کبھی
کبھی کوئی غالب ہوجاتا اور خود فروشی کی دکان کھول بیٹھتا – معاملہ شناسون کی
نیک سگالی سے پردہ ڈھکا ہوا تھا – مگر اس زمانہ مین نقاب آزرم اُٹھ گئی – اور
سنیون کو شیعہ آزار دینے لگے – بوڑھے قاضی موسیٰ کو مار ڈالا – گھر بار اسکا لوٹ لیا
فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا – شمس چک کو سری اور کین توزی کا خیال ہوا محمد بھٹ
نے کہ اس ملک کی نیرنگ سازی روباہ بھی قابو پاکر بدسگالی کے عرصہ کو فراخ کیا اور
نوجوان یعقوب کو یہ صلاح دی کہ شمس چک و علی شیر اکری و سید حسین کو پوشیدہ
ہلاک کرے مگر انہون نے بھی وہی چال چلی جو اُسنے بتائی تھی – محمد بھٹ بھاگا مگر گرفتار
ہوا اور جب یہ مکار مقید ہوا تو شمس چک سرداری کے لیے ہنگامہ آرا ہوا یعقوب
بھی لڑنے کو کھڑا ہوا کہ اتنے مین لشکر شاہی کا آوازہ سنا گیا جس سے سب چھوٹے
بڑون کے ہوش اُڑ گئے – کارشناسون کی سخن آرائی سے اُنہون نے آپس مین
صلح کر لی شمس چک کو کام راج دیدیا مگر تھوڑے دنون مین یعقوب اپنے عہد و
پیمان کو بھول گیا اور اسپر لشکر کشی کی اور چیرہ دستی کر کے خصم کو اپنے پنجہ مین پکڑ لیا
بادشاہی سپاہ جبتک کہ دریاے چناب پر پہنچے انمین سے بعض سردار ایسے بیہودہ
تھے کہ وہ انجام کار کو بہت دشوار جانتے تھے مگر جب اس دریا سے پار گئے تو یعقوب اور
اور کشمیر کے سر ولد و من کی آپس کی لڑائیون کے سبب کچھ کے سردار و التجا لائے

خاص کر علی شیر ماکری کے متواتر شاہی سرداروں پاس آنے لگے پس کشمیر کے شہروں
کی آپس کی نااتفاقی سے کار آگاہ کہ آیندہ کو پیشانی حال سے پڑھ لیتے ہیں اور سر آغاز سے
انجام کار کو پہچانتے ہین۔ اپنی فیروزی کی داستان پڑھنے لگے اور صف آرائی پہ مستعد
ہوئے ہر شخص اپنی جگہہ پر بیٹھا۔ قول مین سپہ آرا۔ برانغار مین مسند عالی و فتح خان و
مبارک خان اور جرانغار مین جلال خان اور ہراول مین مرزا علی اکبر شاہی و گوجر خان
و شیخ دولت و شریف سرمدی اور ایک گروہ احدیون کا۔ ۱۲ شہر یور کو گریوہ بھمبر کے
گذرے۔ یہان کے زمیندار سلیم نے کنارہ کیا۔ قاسم خان نے کارشناسی سے
بہلول اسکے برادرزادہ کو یہان کا زمیندار بنایا اور بیخوف سفر کیا۔ کچھ مدت کے بعد
سلیم بھی لشکر شاہی سے آن ملا۔ راجوری مین بزرگ کتل کے رئیسان بہرام نایک
اسمٰعیل نایک مشکلی جارہ و رہبی لشکر شاہی سے ملنے آئے۔ اور ملک کی فتح کی۔۔
مبارکباد دینے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یعقوب خان ایک کونہ مین چھپا بیٹھا ہے۔ اور
ہر طرف کے سب سردار لشکر شاہ کے انتظار مین بیٹھے ہین۔ یہان سے دو راہین جاتی ہین
کپرتل سے وہ سب راہون سے زیادہ کشادہ ہے اور دوسری پیر پنجال سے اور ہم
دونو راہون کے پاسبان ہین۔ اگر آپ جلد قدم اٹھائیگا تو زیر دستون کو اپنی دادگری
آرام پہنچائیگا۔ اس نوید سے لشکر شاہی مین بڑے جشن ہوئے۔ کپرتل کی راہ سے جانا
قرار پایا۔ آنیوالون نے یہ گذارش کی کہ لشکر زیادہ ہے اور راہ دشوار گذار ہے اس سبب سے
دیر مین پہنچنا ہوگا۔ گریوہ پر بزرگان کشمیر انتظار کر رہے ہین مناسب یہ ہے کہ کچھ تھوڑے سے
کارشناس نیک نیت آگے چلین کہ انکو خسروانی نوازش کا امیدوار کرین۔ پھر شہر
مین تیز دستی سے آ کر فتح کا نقارہ بجائین۔ اس گذارش کو امرار شاہی نے قبول کر لیا
شیخ یعقوب جی تواچی باشی و شیر و سلیم تھوڑے بندوقچیون کے ساتھ آگے بھیجے گئے اور
مشکلی چارہ و ہمراہ ہوا۔ لشکر پیچھے سے روانہ ہوا جب وہ کتل کپرتل پر آئے تو یہان کا عالم
ہی کچھہ اور دیکھا۔ اس گریوہ کے سر پر مٹی دیوارین چار چار گز چوڑی اور دس گز بلند

کھڑی تھیں اور نہیں گرتھمک جو بین ایک دوسرے کے اندر پھنسی ہوئی تھیں پہلے لوگوں نے
یہاں طلسم بنایا تھا کہ جب لشکر بیگانہ یہاں آئے تو برف اور مینھ اور اولے برسنے لگیں
اس سبب سے یہاں بڑی شورش برپا ہوئی اس بارش میں نشیب فراز کو طے کرکے گریوہ
کرم پال میں اترے۔ مینھ اور زیادہ برسنے لگا۔ جاڑے کی شدت سے بہت سے
جانور بے جان ہوگئے اس اثنا میں کئی تفنگ انداز جو جی کے ہمراہ گئے تھے زخمی
ہوکر لشکر میں آئے جس سے کشمیریوں کی فریبکاری پر آگاہی ہوئی۔ اس راہ میں
تین بڑے گریوے ہیں کہ انکی دشوارگذاری کو ایک زمانہ بیان کرتا ہے۔ لوگوں
نے یہ کہا تھا کہ گریوہ بستی دتر (ہستی دتر) پر جو ہندوستان کی طرف سے پیر گریوہ
اور کشمیر کی جانب سے اول گریوہ ہے کشمیری منتظر چشم براہ بیٹھے ہیں۔ جو آدمی آگے
گئے تھے انہوں نے اس گروہ کو نہ پایا۔ مگر ظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک جماعت
یہاں آکر چلی گئی ہے۔ شنکی چارورسے پوچھا کہ اس آنے کے اور پھر چلے جانے کے کیا معنی
ہیں تو اسنے جواب دیا کہ وہ اس اندیشہ سے پھر گئے ہونگے کہ یعقوب آکر سر گریوہ
کو نہ لے لے۔ اس درمیان میں محمد اللہ لشکر و لاور خان و بہادر خان اور ایک جماعت
کشمیریوں کی آکر ملی اور لڑنے لگی شیخ یعقوب کے دو زخم لگے اور وہ گرا مگر بچ گیا۔
اور جی کو بارہ زخم لگے اور وہ مر گیا۔ دفعۃً برف و باران کا زور و شور ہوا جس نے آدمیوں
کو پراگندہ کردیا۔ اب ایک نادر سرگزشت یہ ہے کہ شمس چک کو یعقوب گرفتار کرکے مغرور
ہوگیا۔ راہوں کے بند کرنے میں کوشش کرنے لگا۔ اپنا بھائی اور اپنا پسر
ابدال چک اور سرداروں کو آگے جانے کے لئے رخصت کیا اور خود پیکار کا سامان
تیار کرنے کے لئے شہر میں آیا پیش آمد والے تنگناؤں کا بندوبست کیا۔ اس زمانہ
میں ان کشمیریوں میں دورنگی ہوئی اور ان کے ہنگامہ کی رونق جاتی رہی حیدر چک جو
اس ملک کی مرزبانی کا مدعی تھا وہ لشکر شاہی میں تھا۔ اسکا بیٹا حسین باپ کے آنے کی
خبر سنکر پرم کلہ میں اسکا انتظار کھینچ رہا تھا بہت سے کشمیریوں کے بزرگوں نے حسین کے ساتھ اتفاق

دوستی آراستہ کی اور اس مین یہ قرار پایا کہ اگر حیدر چک ہم سے پیمان شکنی نہ کرے تو ہم سب اس کے ساتھ گرویدہ ہو جائین وہ لشکر شاہی سے آکر ہم سے ملجاے اور ہم لشکر بیگانہ کو بیش کش دیکر اور لابہ گری کرکے واپس لیجائینگے پھر کشمیر مین امن امان ہو جائیگا۔ فتح علی نے جسکا خطاب کو زنگ خان تھا اس بات کو منظور نہین کیا تو اس کو بے آبرو کیا وہ دونو ایسی باتین بنا کر بھاگ گئے۔ گرلوہ بان ناکون کو انکے منانے کے لئے بھیجا سب کا قصد یہ تھا کہ بادشاہ کے لشکر مین سے چند آدمیون کو لیجا کر منبر پر پادشاہ کا خطبہ پڑھوا دین اور امراء کو مال و دولت ایسی دین کہ وہ الٹے جانے پر راضی ہو جائین خلاصہ یہ ہی کہ یعقوب الٹنے کے قصد سے ہیرہ پور مین آیا کہ اسکو معلوم ہوا کہ کشمیری اس سے پھر گئے ہین وہ بڑا سراسیمہ ہوا اور اسکا چچا حسین خان بھی جا کر ان میرزا یون سے مل گیا یعقوب نے اپنے کارپردازون کی انجمن جمع کی جسمین یہ رائے قرار پائی کہ شمس چک اور محمد بہت کو قید سے نکال کر انکی مدد سے کارزار کی جاے۔ جب یہ دونو آدمی قید سے نکلے تو انھون نے یہ صلاح دی کہ کہتوارہ مین تھوڑے دنون جاکر پناہ لینی چاہیے اس زمانہ مین یہ معلوم ہو جائیگا کہ دوست کون ہی اور دشمن کون۔ پھر کارسازی کی جاے۔ جب کہتوارہ کو سب چلے گئے تو راہ مین سے وہ خود دونو بہت سے آدمیون کو ساتھ لیکر جدا ہو گئے۔ اس زمانہ مین کہ گرلوہ مین کشمیری حیدر چک کی راہ دیکھ رہے تھے اس نے انکو لکھا کہ میری پاسبانی سخت ہو رہی ہے میرا نکلنا اور امراء کا واپس جانا دونو امر دشوار ہین پھر کشمیریون نے یہ خیال چھوڑا اور ہیرا پور مین ہنگامہ آراستہ کیا حسین چک کو اپنا بزرگ تر بنایا اس درمیان مین شمس چک بھی آن ملا۔ مرزا لون سے پھر کر کشمیری اس سے گرویدہ ہوے اور لڑنے کے لئے ایک گروہ کو گرلوہ بھیجا جس نے شیخ یعقوب جی کو گزند پہنچایا۔ جسکا اوپر ذکر ہوا امراء شاہی پر کرم بال کے قریب ان کشمیریون کی حقیقت حال کھل گئی پھر جو کشمیری آیا اسے قید کیا اور حیدر چک کی زیادہ پاسبانی ہونے لگی

انجمن راز گوئی آراستہ ہوئی۔ اس مین بعض نے کہا کہ گریوہ ہستی و تر سے گذر کر ملک جانفی مین جانا چاہیئے بعض برف و باران سے ایسے عاجز تھے کہ انہون نے بازگشت کی صلاح دی بعض نے کہا کہ یہین توقف ہو۔ مگر قاسم خان کی رائے آگے جانے کی تھی وہی عمل مین آئی اسی زمانہ مین شمس چک نے کاروانون کو بھیجکر لا بہ گری سے یہ درخواست کی کہ مرزا شاہرخ سے جو صلح ہوئی تھی وہی پھر کی جاے۔ امراء شاہی نے اسکو جواب دیا کہ اب کی دفعہ تمھارے فریب مین ہم نہ آئینگے۔ تمھارے جیسکہ افسانے نہ سنینگے۔ حکم شاہی یہ ہے کہ خود سرون سے کشمیر لے لیا جاوے جسکا نصیبہ یاور ہو وہ ہمارے لشکر مین چلا آئے۔ کشمیری آمادہ نبرد ہوئے۔ قاسم خان بھی اوا ہیر کو متوجہ ہوا غنیم بھی فوج آراستہ کرکے سامنے آیا قول مین وہ خود تھا۔ دست راست پر ظفرخان و دست چپ پر شمس و لی حسین چک طلیعہ تھا محمد بہت چنداول۔ جب ہراول شاہی گریوہ مین آیا تو غنیم نے سر کوہون سے بندوقین اور پتھر اسپر ایسے مارے کہ وہ بھاگ کر جرانغار سے جا ملا قاسم خان اس بھاگنے سے آنپر خفا ہوا اور خود اس طرف گیا اور اپنے سے پہلے اور امرا کو بھیجا۔ محمد چک بڑا بہادر کشمیریون مین تھا۔ برانغار سے دوڑا اور لاکھا نامی بہادر اس سے خوب لڑا اس ہنگامہ مین ظفرخان بندوق سے مارا گیا اس سے غنیم کی فوج یکبارگی پریشان ہوگئی اور ہرایک سردار ایک گوشہ مین جا چھپا۔ بادشاہ کے لشکر مین فتح کا نقارہ بلند آوازہ ہوا۔ ۲۴ ہیر کو منبرون پر بادشاہ کا خطبہ پڑھا گیا۔ سری نگر سے چار کروہ لشکر کا قیام ہوا حیدر چک شہر مین گیا لشکر مین شورش ہوئی مگر جلد دب گئی۔ ۲۵ کو قاسم خان اور اور امراء سری نگر کی ترصت سرائے مین آئے اور بڑی خوشیان منائین اسی روز راہ کے درمیان حیدر چک بہت آدمیون سے ملا۔ مگر قاسم خان نے اسی کچھہ تصرف نہین کرنے دیا اور اس کے دل سے تباہ سیجی کا نقش مٹا دیا۔

تعجب ہی کہ ابوالفضل افسانہ کہتا ہے کہ شیو دت برہمن جو بتال سادھنا جانتا تھا ۸ سو برس پہلے لکھ گیا تھا کہ مسلمانون کی یہان سلطنت ہو گی۔

اکبر شہنشاہ یہان کا بادشاہ ہوگا جب بادشاہ کو اس فتح کا مژدہ پہنچا تو اُسکو ہندوون کے اختر شناسون کی راستگوئی کا یقین ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل ہی مین اکبر نی آیت ... تہا اللہ کا تھا کہ آسمان کی کتابین

یعقوب کا شبخون مارنا اور ناکام رہنا ۹۹۴ھ

اب کشمیری کہتوارہ کی تنگناؤن سی یعقوب کو لائے۔ اور اُسکے گرد جمع ہو چند کوس مین پہنچ ہزارہ سے سات کوس پر شورش برپا کی۔ مبارک خان و شیخ دولت اس سے لڑنے گئے۔ وہ دن کو لڑ نہین سکتا اس لئے شبخون کا ارادہ کیا اور آدھی رات کو سری نگر پہنچا اور کچھ قراولون کو جو سوتے تھے مار ڈالا۔ بڑے دروازہ پر آن کر اس نے شورش مچائی۔ قاسم خان نے دلاوری سے مقابلہ کیا حیدر چک سے اُسکی خاطر کو اطمینان نہ تھا اس لئے اُسکو مار ڈالا۔ کشمیری کشتی پر سوار ہو کر شہر کی دریچہ کی طرف جو اس جانب تھا آئے۔ طوفان کابلی اور قاضی زادہ اُن سے لڑنے کھڑے ہوئے۔ غرض ہر گوشہ مین ایک ہنگامہ جنگ برپا ہوا۔ بادشاہی لشکر کی طرف سے جو ڈھول نے بجاتا ہوا آیا تو غنیم گھبرا گیا۔ اور سامنے نہ ٹھیر سکا کشمیریون نے شہر مین آگ لگادی اس سے وہ اور زیادہ تباہ و خاک سیاہ ہوئی۔ آخر شب کو شرمسار ہو کر بھاگے۔ اس بھاگنے مین سیکڑون جان سے گئے۔ صبح کو یعقوب کا تعاقب ہوا۔ مگر لشکر اس زمین سے بیگانہ تھا اور راہین نہین جانتا تھا اس لئے وہ دیسو کو بھاگ گیا۔

یعقوب اس شبخون مین ناکام ہو کر کہتوارہ کے تنگناؤن مین گوشہ نشین ہوا۔ سیاہ کشمیر استوار پیمان کر کے اسکو وہان سے باہر لائی اور سری نگر سے پچیس کوس نواحی ہرناگ مین فتنہ برپا کیا۔ قاسم نے چاہا کہ اسکی سرکوبی کے لئے امراء کو بھیجے اور خود شہر مین پاسبانی کے لئے رہے۔ امراء نے ناہنجار خواہش گری کی۔ لشکر کے گرم رہنا۔ اس دیار سرد و سیر سے بہ تنگ آ رہے تھے۔ گریوون مین چلنے سے اور لڑنے سے عاجز ہو گئے تھے۔ ناگزیر سپہ سالار خود اس مین مصروف ہوا اور فتح خان کو شہر مین چھوڑا۔ جب وہ یعقوب کے نزدیک آیا تو یہان یہ مشہور تھا کہ وہ شبخون مارنے کے قصد سے شہر کی طرف گیا ہے۔ قاسم سراسیمہ ہو کر پھرا اور فوج کو مرزا علی کی

سرگردگی مین آگے روانہ کیا۔ شہر سے پانچ کوس پر معلوم ہوا کہ یعقوب کو ۔ مرکے
قریب شہر سے چار کوس پر گھات لگائے بیٹھا ہے۔ لشکر شاہی دوسرے روز
اس کوہسار پر گیا۔ قراولون نے کچھہ لڑکر فتح پائی۔ دن کو غنیم لڑ نہین سکتا اسلئے
شبخون کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس سرزمین مین نرسلون کے مکانون مین آگ لگ گئی
جسکے سبب سے غنیم کے آدمی بادشاہی لشکر کے خوب نشانہ بنے۔ آپس کی دوروئی
اور ناسازگاری سے اولیائے دولت کی سخن سرائی اور استمالت سے وہ پراگندہ
ہوگئے۔ یوسف کشمیری کہ جسکا خطاب خانخانان تھا اور محمد بہت بہت سے آدمیون
کے ساتھ کوہچہ مین پناہ لے گئے۔ اور امراء بادشاہی سے ملنے کی درخواست کی
۲۶ آذر کو بادشاہی لشکر اس کوہچہ پر آیا۔ یعقوب کچھہ آدمیون کے ساتھ تھوڑی
رد پہ بھاگا اور آبادیگھون کو غارت کیا۔ لشکر شاہی اُس کوہچہ پر گیا۔ جہان نام بردہ تھی
دوسرے روز مرزا علی و مرزا خنجری کی معرفت وہ سپہ آرا پاس گئے۔ سپہ آرا نے
طرح طرح سے انکی دلدہی کی اور خنجری کے ہمراہ بادشاہ پاس بھیجدیا تو آتش
شورش موقوف ہوئی۔ ۲۲ اسفندارمذ کو یہ امرائے کشمیر بادشاہ کے دربار مین گئے۔
اور خسروانی نوازش سے سرافراز ہوے۔

قاسم خان نے سخت تگاپو کرکے بڑی فراخ حوصلگی کے ساتھ ملک کشمیر کو تسخیر کیا
اور بہت تکلیف اور محنت اٹھائی۔ بہت سے کج گرا سرتابون کی مالش کی اور بہت سے
سردارون کو بادشاہ پاس بھجوایا۔ اور بہت انبوہ اپنے ساتھ ملالئے ولایت کو نے اور گیر
سے آباد کیا اور دشمن کو ایک گوشہ ناکامی مین بٹھایا۔ مگر اس سے یہ لغزش ہوئی کہ
کشمیریون کی گرفت و گیر زیادہ کی۔ اس بوم کے سپاہیون نے جو یعقوب سے چھٹنا تھا
انکی باز خواست السنی کی۔ زمستان مین تو آمد و شد کی راہین بند تھین۔ سپاہیون نے
تلخ کامی کے ساتھ بسر کی۔ جب ہوا مین اعتدال ہوا تو پھر بدگوہرون کے زنبور خانہ
مین شورش پیدا ہوئی۔ بہت سے آدمی چلے گئے اور یعقوب کو لائے اور حوالی سرینگر

مرزا یوسف خان کا کشمیر کی بادشاہی پانا

شہر سے تیس کوس پر ہنگامہ شورش گرم کیا۔ ہر چند سپاہین بھیجین مگر وہ انکو اپنے
آگے سے نہ ٹلا سکین۔ قاسم خان اس طرف گیا۔ جب وہ ان کے نزدیک آیا تو وہ
پوشیدہ راہون سے شہر کی طرف جلد چلے آئے امرا چند جوق ہو کر مقابلہ
مین آئے مگر یعقوب بہارک مین شہر سے تین کوس پر ایک کوہچہ کی پناہ مین
کمین مین بیٹھا۔ افواج شاہی پیہم پہنچین اگرچہ دار الملک اس تیز روی سپاہ سے
لوٹ سے بچ گیا۔ مگر استواری جا اور دشواری راہ نے کچھ کام سپاہ کو نہ کرنے
دیا۔ سپاہ اس کام کو چھوڑ کر شہر مین چلی آئی۔ جس سے غنیم کی قوت بڑھی کچھ
دنون کے بعد قاسم خان پھر لڑنے آیا۔ قراولون مین تو ہر روز لڑائی ہوتی تھی
مگر پانچ دفعہ جنگ عظیم ہوئی چھٹی دفعہ مین سید عبد اللہ زخمی ہوا۔ غنیم کو شکست دیکر
لشکر شاہی پہاڑ پر آیا۔ اس وقت بارش شروع ہوئی۔ کاردانون کی رائے یہ تھی
کہ غنیم کے گرد دائرہ بنائے۔ مگر اس پر عمل نہ ہوا۔ نشیب کی طرف چلے۔ دشمنون نے
ہر طرف سے تیر اور پتھر پھینکے۔ راہ کی ناہمواری و تنگی سے پادشاہی سپاہ
بیدلی اور کارشناسی سے آپس مین رنجیدہ ہونے لگی۔ اس شورگاہ مین مرزادہ
علیخان کی جان گئی اور سری رنگ عم زادہ رائے رایسنگہ چالیس آدمیون
کے ساتھ لڑنے کھڑا ہوا وہ مارا گیا تین سو آدمیون کی زندگی ختم ہوئی۔ دوسرے
روز قاسم خان لڑنے گیا کشمیریون کو پراگندہ کر دیا۔ یعقوب نے کامراج کو بھگا دیا
پھر یعقوب اور شمس چک نے باہم یکجہتی کا عہد کیا اور سر اٹھایا۔ مگر کشمیر مین یکتادلی
نام کو بھی نہین ہوتی۔ اندرکول کے قریب ان مین خود لڑائی شروع ہوئی پھر تھوڑے
عرصہ مین انمین صلح ہوگئی اور یہ قرار پایا کہ ایک جگہ رہنے سے لوگ کے نزاع سے
آقا ناخوش ہوتا ہے اس لئے مناسب ہے کہ وہ دو جگہ ہو جائین۔ یعقوب تو کوہ
سلیمان کے قریب جا کر ہنگامہ آرا ہوا اور شمس چک اندرکول مین رہا۔ ابو الفضل کی
رائے یہ تھی کہ پادشاہی لشکر کے بھی دو حصے ہون۔ مگر دوربینون نے اوسے پسند

نہین کیا کہ دو جگہ ہونے سے مبادا ایسی گزند نہ پہنچے کہ پھر جسکا چارہ نہ ہو سکے یعقوب
کے دفع کرنے مین سب مصروف ہوے۔ اور اسکی طرف گئے ہر روز لڑائی ہوتی۔
پانچوین روز قاسم خان ۔ ایک جنگ عظیم لڑا فتح علی غنیم کے سرگروہ کو اسنے مارا۔
جس سے دشمنون کا ہنگامہ پراگندہ ہو گیا شمس چک پاس یعقوب چلا گیا پھر تھوڑے
دنون کے بعد شہر کے نزدیک آیا اور فتنہ برپا کیا شہر سے ایک کوس پر ایک زمین
بلند تھی۔ آدھ کوس لمبی اور ایک چوتھائی کوس چوڑی اور کئی تالاب اس کے گرد تھے
اسکی خلاف دشوار گزار۔ ان دونون نے اس مین پناہ لی اور گاہ و بیگاہ وہان سے باہر
نکل کر لوٹتے مارتے تھے۔ بادشاہی لشکر اس سے ہر روز لڑتا۔ قاسم خان بھی لڑتے
لڑتے تنگ آگیا۔ اسنے بادشاہ پاس عرضداشت لکھی کہ وہ اسکو بلالے۔ شہریار نے
اسکی درخواست کو قبول کر کے مرزا یوسف خان کو سپہ آرا مقرر کر کے اس پار کو
روانہ کیا۔ جگنناتھ اور حسین بیگ اور امیرون کو اسکے ساتھ کیا اور حکم دیا کہ جب کشمیر کے
سرکشون کی مالش ہو جائے تو قاسم خان وہان سے ہمارے پاس چلا آئے قاسم خان
بادشاہ پاس آگیا۔

بادشاہ کار آگہی نیرنگی ابداع پر نظر کرتا ہے کہن سال دنیا کو آفرینش کی
تازہ آرایش جانتا ہے۔ اسکا دل ایک جگہ نہین لگتا ہے۔ ہر سرزمین سے ایک نیا فیض
اٹھاتا ہے۔ ژرف نگہی کو کام مین لاتا ہے۔ شناسائی کو کار کرد سے ملاتا ہے۔
جہان تقدیر کی شگرف کاری کو زیادہ دیکھتا ہے اُسی طرف دل زیادہ لگاتا ہے
اس سبب سے وہ کشمیر کو یاد کیا کرتا تھا اسکی آب و ہوا کو پیش نظر رکھتا تھا۔ جب یہ ملک
اسکی قلمرو مین آیا تو اسکی گلگشت کا ارادہ کیا۔ ہر چند بزم والا کے سخن سرایان نے
عرض کیا کہ بادشاہ کا اتنا بڑا ملک چھوڑ کر بغیر کسی ملکی وجہ کے ایک گوشہ مین جانا خرد
پسند نہین کرتی۔ مگر بادشاہ نے نہ مانا اور کہا کہ جنت آشیانی یہ آرزو اپنی ساتھ
لے گئی ہین۔ میرا وہان جانا انکی تمنا کو پورا کریگا۔ اس نے ۲۶ فروردی کو راہی

عبور کیا اور تین ہزار سنگ تراش و خارا شگاف و دو ہزار بیلدار کار گذار بسرکردگی
قاسم خان روانہ کئے کہ راہ کے نشیب و فراز کو ہموار کرین - کوچ بکوچ بادشاہ
سیالکوٹ کے مضافات مین آیا - یہان اسنے سنا کہ امیر ردی - شقدار - شید سح
ہنو وراج گماشتہ صادق خان نے ایک ستم برپا کر رکھا ہے اور زبردستون کو
بے عزت کرتا ہے - یہان اس نے اسکے ظلم کی خوب تحقیقات کرائی - جب جرم ثابت
ہوا تو اسکی جان لی جس سے اورون کی جان کو آسایش ہوئی - ۹ خرداد کو گریوہ
بھنبھر کی سیر کی کشمیری اسکو کاجیوار کہتے ہین - یہان بادشاہ کو خیال آیا کہ جریدہ
چلئے - شاہزادہ سلطان مراد کو لشکر کا منتظم مقرر کیا اور شیخ فرید بخشی بیگی کو گریوہ پر
تعین کیا کہ سوائے بادشاہی آدمیون کے کسی کو نہ آنے دے - خود سوار ہو کر گرم رفتار
ہوا - کبھی سوار چلتا کبھی پیادہ - دوپہر کو درختون کے سایہ مین آرام کرتا - بادشاہ
کے ساتھ مرزا خانخانان وزین خان کوکہ عضد الدولہ حکیم ابو الفتح وجگنناتھ میر شریف
املی و قاضی حسین و نور قلیچ و رامداس و ابو الفضل اور چند یکے جوان تھے - بادشاہ
گریوون کو طے کرتا ہوا راجوری سے گذر کر قاسم خان کے خیمون مین اترا - یہ ہون
کو پاک صاف کرتا ہوا جاتا تھا - یہان سے کئی رستے جاتے تھے - ہر رستہ برف
سے ڈھکا ہوا تھا - کار آگاہ انکو دیکھنے گئے - انجمن رازگوئی جمع ہوئی تو تحقیق ہوا کہ
سب راہون مین بہتر راہ گریوہ ہستی و ترکی ہے مگر وہ برف و باران کے سبب سے
دشوار گذار ہے اس لئے پیر پنجال کی راہ اختیار کی گئی - شاہزادہ بزرگ کو حکم ہوا کہ
لشکر مین جا کر سلطان خسرو اور چند اہل حرم کو لے آئے - مرزا کیقباد پسر مرزا حکیم بیمار ہو گیا
اسکو اسی منزل مین چھوڑ دیا شیخ فیضی کو اسکا تیماردار مقرر کیا - یہان سے چل کر
تھنہ مین بادشاہ آیا - یہ ایک موضع گریوہ رتن پنجال کی تلیٹی مین واقع ہے یہان
سے کشمیری زبان بولنے کا آغاز ہوتا ہے - بادشاہ نے فرمایا کہ ماکالپس مین کوہ و دریا
دامون و زبان سے جدا ہوتے ہین .... کشمیر کی سرحد نخستین بھنبھر یہ ہے -

پرستش کو اس حد پر اگرچہ پادشاہ تنہا جاتا تھا۔ مگر اس پاس ہر منزل مین ہزارون
آدمی جوق جوق نیازمندی کے لئے چلے آتے تھے۔ یہان گریوہ بانی نائکون کے سرگروہ
بہرام نایک نے کورنش کی۔ محمد بہت اور کشمیر کے سردار بارباب ہو۔ پھر پادشاہ بیریم گلہ
مین آیا۔ یہان بکاولون سے کچھ لغزش ہوئی۔ اُنکی نگہبانی ابوالفضل کو سپرد ہوئی ۔
اثناء راہ مین مرزا یوسف خان کشمیر سے آکر کورنش بجالایا۔ اس دیار کے بہت سردار
باریاب ہوگئے۔ پھر پادشاہ پوشانہ مین آیا۔ یہان عجب درخت وہنار وپھول دیکھے
بہت سے ندیون پر پل باندھے تھے اس سے عبور ہوا۔ کشمیری پل کو کدل کہتے ہین ۔
آگے منزل مین دو کروہ پر برف تھی پادشاہ کے ہمراہی ڈرے۔ مگر پادشاہ نے اُن کی
دلدہی کی۔ یہان کی رسم ہے کہ برف پر لوگ علف شالی کی رسیون کی پاپوش پہن کر چلتے
ہین۔ بہت سے آدمی اس طرح گئے۔ پادشاہ اس برف پر گذرا۔ یہان کی کس کس
بات کا ذکر کیا جاوے۔ جادہ کی سختی کا یا برف کی شدت کا یا ہندی نژادون کی
سراسیمگی کا۔ گریوہ کی بلندی کا یا راہ کی تنگیون کا۔ یا منزل کے نشیب وفراز کا۔ یا چشمون
و درختون وپھولون کا۔ ہر ایک عجیب وغریب ہے۔ جب پادشاہ چلا تو مینہ اور اولے برسنے
شروع ہوئے۔ مگر کسی کو گزند نہین پہنچا۔ ایک گھنٹہ بڑی شدت سے مینہ برسا۔ جو لوگ
پیچھے رہ گئے تھے انمین سے بعض آدمی برف مین اکڑ کر رہ گئے۔
یہان خاص وعام مین زبان زد ہے کہ پہلے حکیمون نے ان دوراہون مین ایسا طلسم بنایا
ہے کہ جب کبھی بھاری لشکر کا گذر ہوا اور گھوڑے کو ذبح کرین یا نقارہ کو بجائین تو تھوڑی
دیر میں کالی گھٹائین اٹھتی ہین اور برف وباران کی ریزش ہوتی ہے۔ ہر بار کہ اس راہ
سے لشکر گذرتا یہی ہوتا تھا۔ چونکہ پادشاہ نے اپنا اغروق طلب کیا تھا۔ راہ کی دشواریان
اسکو معلوم ہوئین۔ حکم ہوا کہ جو امیر پادشاہ کے ساتھ ہین وہ خدمت گذارکا روانون
کو منزل بمنزل بٹھادین کہ بھنبر سے ہیرہ پور تک ہر منزل مین خیمہ وہیمہ علف واسباب
خوردنی کو آمادہ رکھین کہ اہل حرم کو تکلیف نہ ہو۔ پادشاہ ہیرہ پور مین آیا۔ یہان

مرزا یوسف خان نے خیمہ و خرگاہ آراستہ کر رکھا تھا بھنبھر سے جو گروہ آگے آتا تھا وہ پہلے سختیون کو بھول جاتا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ بھنبھر سے حیرہ پور تک ایک گروہ ہے کہ تنگی و دشواری و نشیب و فراز مین اور ناہمواری مین بے مثل ہے درخت زار کی نیرنگی و پھولون کی شگفتگی اور ہوا کی شگرفی اور آبشارون کی نغمہ سرائی ہر وقت متحیر کرتی تھی اور راہ کی آزردگی کو دل سے کھوتی تھی۔ لیکن آج کوہستان سے دشت مین گذر ہوا عجب نمایش نظر آئی ایک دوسرا عالم دکھائی دیا۔ ایک نئی بہشت نے اس دشت مین اپنے منہ سے نقاب اٹھایا جو سبب بینی کی عادت رکھتے ہین وہ تو یکبارگی راہ کی محنت کو بھول گئے اور شرف نگاہ خدا پرستون کو اور ہی خرمی ہوئی۔ گروہا گروہ آدمی ریاضت کیش خدا پژوہ اور عمامہ دار دانش گرا اور ہنرمند نادرہ کار اور خنیاگران جادو نفس دار الملک کشمیر سے آ کر بار یاب ہوئے اور خسروانی نوازش سے سرافراز۔ آج خانخانان اہل حرم کے لینے کے لئے گیا۔ مرزا کیقباد اور حصینی بھی آگئے پادشاہ دبور مین آیا۔ وہان شاہزادہ بزرگ تنہا آیا اور عرض کیا کہ راہ کی دشواری سے اہل حرم نہین آسکتے۔ اس نافرمانی پر پادشاہ ناراض ہوا اور شاہزادہ کو کورنش کی اجازت نہین دی اور ایسا غصہ مین آیا کہ اہل حرم کے لانے کو خود چلا مگر اخلاصمندون کی فہمایش سے واپس آیا۔ خانخانان کو اہل حرم کے لانے کا اہتمام سپرد ہوا پادشاہ خانپور مین آیا وہان ایک درخت ہل تل دیکھا جسکا تنہ تنومند تھا شاخین بہت پتے بہ کثرت تھے۔ اگر اسکی پتلی شاخ کو بھی ہلاتے تو سارا درخت ہل جاتا۔ اگرچہ چھوٹی موٹی کے درخت بہت ہوتے ہین مگر اس قسم کا کہین نہین ہوتا۔

۲۵ خرداد کو شہر سری نگر مین پادشاہ آیا۔ یوسف خان مرزبان کے کاخ مین اترا اور حکم دیا کہ کوئی لشکری رعیت کے گھر مین نہ اترے۔ دار الملک لاہور سے سری نگر تک ۷۰ کروہ و ۷ بانس کا فاصلہ ہے اگرچہ کروہون کے اعتبار سے یہ فاصلہ دور و دراز نہین ہے مگر نشیب و فراز و ناہموار ہونے کے سبب سے بہت دور

اور دشوار نما ہی۔ پادشاہ جن راہون مین کہ پیادون کا گذر نہین ہوتا گران لشکر اور
ہاتھیون کے ساتھ آیا۔ سری نگر ایک بڑا شہر لمبا آباد ہی۔ رود بار بہت جہلم اسکے درمیان
بہتا ہے۔ اس مین چوبین کاخ پنج منزلہ بنے ہوئے ہین۔ اور ان کو ٹھون پر رنگا رنگ
کے لالہ و گل بوتے ہین وہ بہار مین گلستان معلوم ہوتے ہین۔ یہان اور ہندوستان مین
برسات ایک ہی وقت ہوتی ہی۔ توران اور ایران کی طرح یہان بھی برف بہت پڑتی
ہے۔ کمی بارش سے یہان کے کشت و کار مین نقصان نہین ہوتا۔ ۲۸ کو شہاب الدین پور
کی سیر کو پادشاہ آیا۔ وہ دریا بہت پر عجیب دلکشا جگہ ہے۔ چنار یہان آسمان پر سر کھینچے ہین
سبزہ زار پر نظر کا پائون لغزش کھاتا ہے۔ کہتے ہین کہ اگر وہان استخوان پا اور آلایش پھینکو
تو صبح کو اسکا نشان نہین ملتا۔ روحانی گروہ اسکو رُفت و روب کر دیتا ہے مگر پادشاہ نے
جب اسکا تجربہ کیا تو ثابت ہو گیا۔ شناگرون نے مبالغہ کیا ہے اور انھون نے اسی یقین
کر لیا ہے۔ اسی کو شاہزادہ بزرگ کو حکم ہوا کہ اغروق کو ہمراہ لائے۔ شاہزادہ کو اپنی
پہلی خطا پر شرمندگی تھی وہ بار بار اس کی درخواست کرتا تھا پادشاہ نے اُسے منظور کر لیا
پادشاہ نے یہان مرغابی کا شکار کیا۔ بوشانہ مین وہ اغروق شاہی سے جا ملا۔
شاہزادہ سلطان مراد و خانخانان و قاسم خان نے راہ کو درست کیا بہت
کہارون نے کوشش کی۔ غرض یہ سب مل کر پادشاہ کے اہل حرم کو لے آئے جس سے
پادشاہ کو نہایت مسرت اور نوکرون کو عزت حاصل ہوئی۔
(۱) پادشاہ نے سنا تھا کہ یوسف مرزبان کشمیر نے ایک محل کے اوپر سے اپنی بیوی کو
نیچے پھینک دیا تھا جب پادشاہ اسکے محلون کو دیکھنے گیا تو اس نے وہ محل بتا دیا۔
جسپر سے اُس نے اپنی بیوی کو پھینکا تھا (۲) جگنناتھ مکان کے نہ ملنے سے غمگین
تھا اور چاہتا تھا کہ قرا بیگ کے مکان مین رہون۔ کوٹھے کے اوپر سے وہ پادشاہ کی
کورنش بجا لایا تو پادشاہ نے فرمایا کہ تو مجھہ سے بہت دور آ اتر ہے قرا بیگ کے مکان
مین آن رہو (۳) سحر کو کسی گانے والے کی آواز پادشاہ کے کان مین آئی تو اُسنے

نقیب خان سے کہا کہ کوئی شخص گانے والے کی عمر اس کی آواز سے بتا سکتا ہے۔ بہت سوچ کے اس نے جواب دیا کہ گانے والے کی عمر چالیس پچاس برس کے درمیان ہوگی تو بادشاہ نے فرمایا کہ نہین بیس و تیس سال کے درمیان ہوگی۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ اسکی عمر پچیس سال کی تھی۔ (۲۴) اس زمانہ مین مریم مکانی نے بادشاہ پاس آنے کی خواہش کی تو بادشاہ نے فرمایا کہ جواب مین اس شعر کو جو ابھی کہا گیا ہے عنوان بنائیے ؎ حاجی سوئے کعبہ رود از بہر حج ٭ یارب بود کہ کعبہ بیاید سوئے ما۔ ۲۳ کو ہاشم بیگ پسر قاسم خان بنگلی کی راہ درست کرنے کے لئے بھیجا ارادہ یہ تھا کہ اس طرف سے مراجعت ہو اس لئے بہت سے خارا شگاف سنگ تراش و سخت بازو بیلدار ہمراہ کر دیے۔ زین خان کو حکم ہوا کہ لشکر اٹھا جائے اور لشکر عظیم اور آدمیون کو رہتاس پہنچا دے۔ اور خود راہ بنگلی سے واپس آئے۔

سنہ ۹۹۶ ہجری مطابق ۱۵۸۸ء

دریا نوردی بیٹھ کر رہ پیمائی ہے جس سے طرح طرح کی نشاط ہوتی ہے اس لئے مزاج کی سیر کا کشتی مین ارادہ کیا۔ اس ملک مین تیس ہزار سے زیادہ کشتیاں تھین مگر بادشاہ کے سفر کے لائق ایک بھی نہ تھی۔ بادشاہ کے کار آگاہ خدمتگارون نے تھوڑے دنون مین یہ کام دریائی تیار کئے اور دریا پر گلزار لگا دیا۔ ہزار کشتیون سے زیادہ بادشاہ کے مقربین کے لئے تیار ہوگئین اور دریا کے اوپر ایک شہر آباد ہوگیا۔ ۲۴ تیر کو بادشاہ مع اعزا و اقارب کشتیون مین سوار ہوا دریا کی دونو طرف نظر فریب گلزار اور نشاط افزا سبزی چشم افروز ہوتی تھین کئی روز سفر کرکے بادشاہ جلگہ بندی مرگ مین آیا۔ یہان تین ہزار بیگہ زمین نہایت ہموار و خرم و شاداب ایسی دیکھی کہ دنیا مین اسکی مثل کمتر ہوگی یہان بادشاہ سیر و شکار کرتا رہا ۲۹ تیر کو بادشاہ کو گرانی ہوئی اور ایک دن سخت درد رہا۔ دوسرے دن اچھا ہوگیا بادشاہ بھی ایسا قوی مزاج تھا کہ کئی دفعہ سخت بیمار ہوا اور جلد اچھا ہوگیا اگر کوئی اور ایسے مرضون مین مبتلا ہوتا تو

مشکل تھا کہ وہ جلد اچھا ہوتا۔

اس گلشن ہمیشہ بہار کے تماشے نے بادشاہ کو نیایش داور مین گم کیا سیر کے بعد بازگشت کا ارادہ کیا۔ غرہ امرداد کو لنگر اٹھا اور بہگلی کی راہ پر چلا جالکہ ندی مرگ مین آیا اس روز ریٹا باریاب ہوا۔ یعقوب کشمیری جسکا اوپر ذکر ہوا بادشاہ کی شکوہ دیکھکر خواب سے بیدار ہوا اور اس نے یہ چاہا کہ بادشاہ سے عہد و پیمان کرکے اسکی آستان بوسی کرے بادشاہ نے جو آدمی اسکی طرف سے آکے واپس کئے اور اسکے عذرون کو سنکر گناہ معاف کئے یعقوب نے اس سبب سے کہ بڑے جرم کئے تھے اپنے بھائی کو بھیجا کہ بخشایش کا مژدہ وہ سنا کر اسکے خوف کو دل سے دور کرے یہ اسکا بھائی اپنے کام مین کامیاب ہو کر واپس گیا۔

بادشاہ کی مجلس مشورہ مین یہ امر قرار پایا کہ کابل کو سفر کیا جاے۔

سہم امرداد کو بادشاہ سری نگر مین آیا۔ یہان قریش سلطان کاشغری بادشاہ پاس آیا سوار امرداد کو ست پور کے نزدیک مقام ہوا۔ راہ مین باغ صفا کی سیر کی یہ باغ مرزا حیدر کا لگایا ہوا تھا۔ پھر کشتی سے اترکر خشکی مین پٹن مین بادشاہ آیا فیضی اور میر شریف آملی کو بہت کچھ روپیہ دیکر شہر مین بھیجا کہ حاجتمندون اور گوشہ نشینون مین تقسیم کرین۔ خودسری و سرتابی کے سبب سے یعقوب تنگنا کھتواڑ مین سراسیمہ تھا۔ بادشاہ کے آنے سے اوسکو یہ خوف تھا کہ مبادا یہان کے زمیندار اسکو گرفتار کرکے بادشاہ کے حوالہ کردین۔ جب اسکے بھائی نے جا کر بخشایش کا مژدہ سنایا تو اسکی سراسیمہ سری کم ہوئی اور لابہ گری بڑھی اور اپنی رستگاری سوا بادشاہ پاس آنے کے نظر نہ پڑی لیکن اپنے کرتکون سے بہت ڈرتا تھا مرزا یوسف خان کی معرفت ایک عرضداشت بھیجی جسمین لکھا کہ جوانی کی مستی اور بدگوہرون کی دمسازی سے جو کچھ مجھسے گذرا سو گذرا اب حضور اپنی پاپوش بھیجین کہ مین اوسکو سر پر رکھکر

پابوس ہون - دارا مراد کو وہ اپنی مراد کو پہنچ گیا - اس ملک مین خشکی مین بار برداری کا کام آدمی کرتے ہین اور بڑا بھاری بوجھ اٹھاتے ہین اور پہاڑون پر اس طرح چلتے ہین جیسے کہ ہموار زمین پر - بہت سا اسباب یہ گروہ اٹھا کر چلا تو عجب تماشا نظر آیا - پادشاہ بارہ مولہ مین آیا یہ دروازہ کشمیر ہے - اس کے ایک طرف اونچا پہاڑ ہے دوسری طرف دریا بہت جوش کرتا ہوا - ہندوستان کو آتا ہے اور اوس کے درمیان ایک تنگ راہ ہی - یہان کشمیر کے فرمان روایون کے آدمی بھی رہتے ہین اور کسی آدمی کو بغیر نوشتہ کے پاسبان نہین جانے دیتے - زین خان کوکہ پکھلی سے آیا اور وہ بارہ سندھ کو روانہ ہوا کہ وہان پل بنائے - ۲۳ کو آب بہت سے پادشاہ گذرا پھر پادشاہ منزل بمنزل چلکر پولیاس مین آیا یہان ولایت کشمیر ختم ہوئی - ملک ستنگ آغاز ہوا - ۱۲ اشہر یور کو دریاے سندھ کے کنارہ پر اٹک بنارس کے نزدیک پادشاہ آیا اور ۲۵ مہر کو کابل مین آیا -

حسین خان و محمد خان و ابو ذر خان و غازی خان ولو ھر چک حسین فتنہ انگیزی کے خیال سے پادشاہ کے پاس سے بھاگ گئے - جمون کی راہ سے پہاڑون مین آن کر علی رینا کی پناہ مین آگئے اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ پیر ہلائین - کار پردازان کشمیر نے پکڑ کر اُن کو مار ڈالا -

یعقوب رینا دونو بھائی بھاگنے کی گھات مین لگے رہتے تھے - پادشاہ نہین چاہتا تھا کہ جو لوگ پناہ مین آئے ہین اُنکو سزا دے اسلیئے اسنے انکو حسن بیگ گرد کے حوالہ کیا کہ وہ راجہ مان سنگہ پاس انکو پہنچا دے کہ اپنے بنگاہ سے وہ دور ہو جائین اور آرام سے رہین حسن بیگ نے ہمراہیون کے تین توپ بنائے ایک کو زہ وزاد کے ساتھ کیا - ایک گروہ کو اپنے ساتھ لیا تیسری گروہ کو یعقوب کا پاسبان بنایا اس نے اپنے تئین بیمار بنایا تھا سنگاسن پر جاتا تھا - حیلہ سازون نے غل مچایا کہ رہزنون نے پڑتال پر ہاتھ ڈالا حسن بیگ نے ہمراہیون کو اس طرف بھیجا تو رینا نے جو اس کام مین شریک تھا دفعتہ مشعلی کی ایک

تلوار مار کر شکار کیا۔ حسن بیگ کو زخمی کیا۔ حسن بیگ نے لپٹ کر بیٹا کو زیر کیا اور مار ڈالا اس عرصہ میں یعقوب کے کوکہ محمد نے ایک خنجر حسن بیگ کے مارا اُس نے اسے بھی پکڑ کر زمین پر پٹکا اور یعقوب اور فتنہ پردازون کو گرفتار کر لیا۔

مدت سے بادشاہ کا دل کشمیر کی سیر کی طرف لگ رہا۔ مگر بعض آدمی دشواری راہ کے سبب سے اسکے مانع ہوتے تھے بعض بادشاہ کی خوشی کے لئے پہاڑون کی سختی کو آسان کہتے تھے مگر اسکے ساتھ عرض کرتے تھے کہ اس کوہسار مین بادشاہ کا جانا قلمرو کی ہر طرف سے ایک سال کی راہ پر دور کر دیگا۔ بعض بادشاہ کی نہفتہ دانی کے معتقد کہتے تھے کہ بادشاہ کا ارادہ جو یہ ہوا ہے اس مین ضرور فرحی ہے غرض باوجود ان آدمیون کی بازداشت اور باد و باران کے طوفان کی ۱۲ امرداد ۱۰۰۰ھ کو بادشاہ چل کھڑا ہوا اہل حرم کو بھی ساتھ لیا۔ راہ مین ایک عورت اپنے بیٹے کو بادشاہ پاس لائی۔ اور عرض کیا کہ ہر سال اسکا سر بڑھتا ہے اور گردن دبلی ہوتی ہے کوئی دوا کارگر نہین ہوتی حضور اسکا علاج بتلائین۔ بادشاہ نے کہا اسکے سر پر ایک چمڑے کی تنگ ٹوپی پہناوے بڑھیا نے یہی کیا جس سے اسکا بیٹا اچھا ہو گیا۔ ۲۸ کو بادشاہ چھتہ مین آیا تو کشمیر کی شورش کا حال اظہر من الشمس ہو گیا۔

رازدار مرزا یوسف خان نے کشمیر کی جمع کی فزونی کو عرض کیا تو قاضی نوراللہ وقاضی علی تحقیق کے لئے بھیجے گئے اب مرزا کے گماشتون نے دیکھا کہ رشوت کا دروازہ بند ہوا تو وہ مایوس ہو کر تباہ سگالی کرنے لگے۔ قاضی نوراللہ نے مرزا کے نوکرون کی ناسازگاری اور تباہ پیچی بادشاہ سے عرض کی اس اطلاع پر بعض بدنہاد طلب ہوئے حسین بیگ شیخ عمری بادشاہی آدمیون کی یاوری کے لئے بھیجا گیا۔ اب مرزا یوسف کے اکثر گماشتے اور ملازم ہمداستان ہو کر فتنہ سازی پر . . . آمادہ ہوئے اور انہون نے کمال الدین حسین کو جو احدیون مین سے تھا اپنا سردار بنانا چاہا جب اس نے انکار کیا تو مرزا یوسف کے عمزادہ یادگار کو دستاویز آشوب بنایا۔ اور وہ فتنہ اٹھا

اور اپنا نقصان کرتے اس گروہ کے اندر کسی کے ہان حسین بیگ ... کی اقامت ہوئی تھی اس نے انکی رہنموئی سے انکار کیا تو اس گروہ نے اس کا گھر ... اور حسین بیگ شیخ عمری پر بھی تیرون کا مینھہ برسایا۔ اسکے آدمی موجود نہ تھے اس نے دروازہ کھول کر ہمت کی۔ قاضی علی اور شیخ بابا نے درمیان مین پڑکر شورش کو دبا دیا پھر یہ گروہ گروہ ماران پر گیا اور وہان ایک ہنگامہ برپا کیا حسین بیگ نے آدمیون کو ان سے لڑنے کے لئے جمع کیا اور کچھہ لڑا اور صلح چاہی۔ مخالفون نے چند آدمیون کو بیمان کرکے مارڈالا قریب تھا کہ ان کی نوبت گالش کر دار مین آئے ناگزیر حسین بیگ و قاضی علی شہر سے نکل کر قلعہ ناگر نگر مین آگئے اور بے پروائی کے سبب خواب غفلت مین سو گئے۔ ۱۲ امرداد کو رہ گذرون کو بند کرکے ناسپاسی مین مثبتے تعجب یہ ہے کہ بادشاہ اُسی روز لاہور چلا تھا کہ چند سرکشون نے فالیز کی سیر کا بہانہ کرکے کچھہ کا بیان کیا تھا حسین بیگ و قاضی علی کی ہمت نے یاوری نہین کی کہ تیز دستی کرکے اس شورش کو مٹاتے۔

جب بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو وہ تیز تر روانہ ہوا۔ غرہ شہریور کو دریا چناب کے کنارہ پر پہنچا۔ باوجود بارش کی طوفان کے اس نے یہان سپہ کو آراستہ کیا گذر چوگانی سے کشتی مین سوار ہوا۔ اسکو معلوم ہوا کہ مرزا کی تمام سپاہ کشمیریون سے مل گئی ہی۔ جب یادگار شہر سے نکلا اور قاضی علی اور حسین بیگ اس سے کچھ نہ بولے تو وہ کام راج کو چلا گیا اور وہان بدگوہرون کے ہنگامہ نے رونق پائی۔ اُس وقت وہ بے پروائی کے خواب سے بیدار ہو کر اس کے پیچھے دوڑے کچھہ کام کیا اور اپنا منہ لیکر واپس چلے آئے اگرچہ مرزا کے فرزند اس سے نہین ملے اور اولیاء دولت نے بھی انکی یاوری نہین کی۔ مگر جب یادگار شہر پر آیا۔ باغ آہنی کے نزدیک تھوڑی سی لڑائی سے غلبہ پایا تو قاضی و حسین بیگ ناگزیر دریا سے گذر کر شہر مین آگئے۔ پل کو دونو گروہون نے ویران کیا۔ باغیون نے تو اس خیال سے کہ ان کے آدمی ان سے

قاضی علی اور حسین بیگ کا ... جانا [illegible]

نہ جُدا ہو جاہین۔ پادشاہی آدمیون نے اس لیئے کہ ماعی شہر کے اندر نہ گھس سکین قاضی علی نے یہ کہا کہ فتح علیخان جنگلی پاس پناہ لینی چاہیئے اور وہان کمک کا انتظار کرنا چاہیئے حسین بیگ نے کہا کہ مرزا حسین خان کے آدمی سب ناسپاس ہو رہے ہین وہان پہنچنا بہت دشوار ہے۔ ناگزیر ہندوستان کی طرف چلین۔ حیرہ پور کے نزدیک ایک شخص نے ناشناسائی سے نقارہ بجایا۔ اس سے راہ بانون نے مطلع ہو کر پلون کو توڑ دیا۔ ناکام دریا مین چلنا پڑا کچھ ڈوبے کچھ گرفتار ہوئے حسین بیگ قاضی علی اور چند بدخشی دریا سے نکل کر چلے۔ پیر پنجال کی راہ بند تھی۔ گریوہ ھستی دتر کی راہ لی سخت تکاپو کر کے اور تیراندازی کا کارنامہ دکھا کے رہائی پائی۔ راہ کے نشیب وفراز سے قاضی بالکل تھک کر بیٹھ گیا۔ گرفتار ہو کر مارا گیا حسین بیگ کو زمیندار لوٹ کر مارنا چاہتے تھے کہ راجوری کے رئیس بھنبر نے پہنچ کر اسے بچا لیا۔

جب پادشاہ کو یہ اطلاع ہوئی تو وہ تیز تر چلا۔ زین خان کوکلتاش کو حکم ہوا کہ راہ سواد سے سپاہ کو اس طرف لائے۔ اور صادق برج کی راہ سے آئے شمالی کوہسار کے زمیندار جمو سے چلین۔ پنجاب کے اقطاع دار اور عمل گذار سردل زمینداران کو دلاسا دیکر روانہ کرین۔ سیخم شہر نور کو شیخ فرید بخشی بیگی کو پادشاہ نے روانہ کیا۔ غرض اس برف ریزی مین ہر طرف سے پادشاہ نے سپاہ روانہ کی کہ سرکشون کی سزا مین دیر نہ ہو۔ ابوالفضل نے دیوان لسان الغیب مین جو فال دیکھی تو یہ دو بیت نکلین

ابیات

آن خوش خبر کجاست کزین فتح مژدہ داد ٭ تا جان فشانمش چو زر و سیم در قدم
از بازگشت شاہ درین طرفہ منزل است ٭ آہنگ خصم او بسراپردۂ عدم

اسوقت پادشاہ نے دوربینی کے سبب سے مرزا یوسف کو ابوالفضل کے حوالہ کیا جب اسکا نژاد کشمیر سے آیا تو اُسے رہا کیا۔

جب یادگار کل پاس بدپرست لوگ جمع ہوئے اور اولیای دولت کا حال یہ

ہوا تو یوسف مرزا کے بیٹوں نے اُس سے لابہ گری کی۔ اس نے گرم خوئی اور تازہ روئی
کے ساتھ انکو ہندوستان بھیجدیا اور دریا سے گذر کر مرزا کی منزل گاہ مین آیا
خزینہ وزرینہ و فیل واسپ توپ اور مال اس نے لے لیا۔ منبر پر اپنا خطبہ پڑھوایا
سکہ پر اپنا نام جموایا۔ ان دنون مین اسکو تپ لرزہ آیا۔ پھر کن اسکی جھر کھودتا تھا کہ
ایک فولاد کا ریزہ اڑ کر اسکی آنکھ مین لگا۔ جس سے لوگون نے جانا کہ اسکا اقبال
زود زوال ہے۔ سماجت سے اس نے فرومایون کو بڑی بڑی خطاب دیے۔
ہزاری و بازاری کے نام بزرگون کے سے لکھ دیے۔ وہ جانتا تھا کہ سب راہین
بند پڑی ہین۔ پادشاہ کو اس حال کی اطلاع جلد نہین ہوگی اگر ہوگی تو یقین نہین
آئیگا۔ اگر یقین ہوگا بھی تو اس ریزش ابر مین سپاہ بہت دیر مین جمع ہوگی جاڑا
آجائیگا اس سردسیر ملک مین سپاہ کا آنا دشوار ہوگا۔ جب ایک سال گذر جائیگا تو
میری پاس وہ سامان جمع ہوجائیگا کہ مدتون سے کبھی وہ کسی مرزبان کشمیری پاس
جمع نہ ہوا ہوگا یہ باتین سوچ کر یار غارون کے ساتھ بزم بادہ گساری آراستہ
کرتا اور بیہودہ باتین بکتا۔ مرزا کے اندوختون کو اڑاتا اور اسکے ناموس پر دست درازی
کرتا اور دوستی اور رشتہ مندی کا بہانا بناتا۔ جب اس نے سنا کہ مرزا قید مین پڑا
ہی تو ناچار اس نے زہ وزاد مرزا روانہ کیا۔ تنہ کے نزدیک بدنہاد و نے اسکے
لوٹنے کا ارادہ کیا مگر پادشاہ نے بھی اسکے لانے کے لئے بابری مرزاؤن مین سے
حاجی میرک کو کچھ سپاہ کے ساتھ بھیجا تھا وہ اس پاس پہنچ گئے تو وہ بچ گیا تھا۔ ارگی
پادشاہ کے آنے کا آوازہ سب جگہ بلند ہوگیا تو یادگار بیدار ہوا۔ اور اُس نے
ایک عرضداشت پادشاہ کو بھیجی کہ حسین بیگ شیخ عمری کا ارادہ یہ تھا کہ مرزا
شاہرخ کے بیٹے کو بدخشان سے اس دیار مین لائے اور دست آویز شورش اسکو
بنائے۔ مین اُس سے آویزش کے لئے تیار ہوا اس نے سخن سازی کر کے مجھے
بدنام کیا اس کا جواب ابوالفضل نے پادشاہ کے ارشاد کے موافق لکھا۔

جب یہ دستان فروشی کارگر نہ ہوئی تو اُسنے درویش علی کو بہت سپاہ کے ساتھ
گریوہ کو روانہ کیا۔ اور اسکی استواری مین کوشش کی۔ پادشاہی سپاہ ہر طرف سے پہنچ گئی تھی
شیخ فرید بخشی بیگی اپنے ہمراہیون کے ساتھ گریوہ کے نیچے پہنچ گیا اور ۲۶ شہریور کو
ہراول درہ مین گئی اور برانغار اور جرانغار آمادہ پیکار ہوئے۔ درویش علی نے گریوہ
دو دیوارین بنالین اور لڑنے کا قصد کیا جابجا آدمی لڑنے کو بٹھا دیئے۔ پادشاہی ہراول
نے غنیم کو شکست دی اور جرانغار سے بھی لڑائی ہوئی اس نے دشمن کے بہت آدمی مارے
چار آدمی پادشاہ کی سپاہ مین مرے۔ برانغار نے غنیم کا ایک سرکوب جنگ لے لیا
آگے راہ نہ تھی۔ اس لیئے ہراول اُلٹا چلا آیا۔ ہراول اور جرانغار نے تیز دستی کرکے گریوہ
کپر تل لے لیا۔ کچھہ مویشی لے لیئے۔ ایک شخص نے وہان گھوڑے کو نادانستہ ذبح کیا اسلئے
اولے بہت برسے۔ صبح کو گریوہ اگرم بال سے گذر کر دائرہ کیا۔ تدبیر یہ تھی کہ گریوہ ہستی وتہ
مین کہ پانچ کروہ پرہے جا بیٹھین۔ وہ لوگ اُسے خالی سمجھہ کر تیز دستی کی غنیم گریوہ
مین آمادہ جنگ تھا مگر صبح کو وہ پراگندہ ہو گیا۔ دوم مہر کو لشکر شاہی گریوہ کو طے کرکے
صعیرہ پور مین آیا۔ وہان ایک تن بے سر نظر آیا جو یادگار کل کا تھا جسکی سرگذشت یہ ہے کہ
یادگار کو معلوم ہوا کہ گریوہ کو پادشاہی سپاہ نے لے لیا تو اُس نے عادل خان کو ایک
گروہ کے ساتھ سری نگر روانہ کیا اور خود صعیرہ پور مین آیا دوسرے روز آدمیون کو کچھ
روپیہ دیکر آگے روانہ کیا۔ شہباز خان نیازی و ابراہیم خان کاکر و ابراہیم خان
میانہ سارو بیگ شاملو و حسین بیگ مصلو و پایہ بیگ اوزبک و ملک محمد اور مرزا کے چند اور
نوکرون نے آپس مین عہد کیا اور کمین گاہ مین بیٹھ گئے۔ جب آدھی رات ہوئی تو اللہ اکبر کا
نعرہ مار کر غارت کرنا شروع کیا یادگار سراپردہ سے نکل کر صحرا مین گیا۔ صرف ایک
نوکر یوسف نامی اسکے ساتھ تھا۔ کچھہ راہ چل کر ایک بوتہ کے پناہ مین بیٹھا اور ہمراہی کو
گھوڑا لانے کو بھیجا۔ بعض پادشاہی آدمیون نے لوٹ پر خیال نہ کیا تھا اسکی تلاش
کے درپے تھے کہ دفعۃً سارو بیگ کی نگاہ یوسف پر پڑی اس کو شکنجہ مین کھینچا

سنہ ۱۰۰۰ — ۱۵۹۱ ع

ناچار اس نے سرگزشت کو بیان کیا اسکی رہنمونی سے یادگار گرفتار ہوا۔ اور صلح کی
باتیں کرنے لگا کہ شہباز خان نے آنکر اسکے دوش کو سر کے بوجھ سے ہلکا کیا۔ ۲۶
مہر کو بھنبھر کے نزدیک تھا او اس اسکا سر بادشاہ پاس لایا۔ اکیاون روز یادگار کا
ہنگامہ فساد برپا رہا جسکا خاتمہ اس طرح ہوا اس سال مین بادشاہ کو چارون طرف
فتوح ہوئین۔ مرزا جانی ٹھٹہ مطیع ہوا۔ سیوستان حوالہ کیا۔

آذر ۳۶ ہوا مشرقی دیار کے سرتابون نے اطاعت اختیار کی جونہ گڈھ و
سومنات فتح ہوئے مظفر گرفتار ہوا۔ یادگار کل بے سر ہوا کشمیر کی شورش مٹی۔
اسپر چیرہ دستی ہوئی۔

فتوحات سنہ ھ - اور بادشاہ کا سری نگر جانا

۲۸ کو بادشاہ سیر کے لئے آگے بڑھا۔ اغروق کو شاہزادہ دانیال کے ساتھ
رہتاس روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ اول دفعہ بہار کے جلوے دیکھے تھے۔ اب خزان کے عشوے
دیکھے جائینگے۔ پہلے جمال کی پردہ کشائی تھی اب جلال کی نمایش ہوگی۔ بھنبھر سے بادشاہ
منزل بمنزل ایسی سڑک پر چلا۔ کہ جسکا حال برف سے ایسا شکستہ ہو رہا تھا کہ..
بادشاہ کا گھوڑا پھسل کر گر پڑا۔ ۲۴ کو سری نگر دار الملک کشمیر مین آیا۔ راہ مین ایک
چنار کا تنہ کھوکھلا ایسا دیکھا کہ اس مین بادشاہ کے حکم سے ۳۴ آدمی بیٹھے۔ اگر اور
زیادہ پاس پاس آدمی بیٹھتے تو کئی اور آدمی سما جاتے۔ باوجودیکہ یادگار نا سپاس کا
بالکل ستیاناس ہو گیا تھا۔ مگر یہ مشہور ہو رہا تھا کہ بادشاہ نے سب چھوٹے بڑون
کی جانون کے شکار کرنے کا حکم دیدیا تھا اس لئے سب آدمی پراگندہ ہو گئے کوئی ذہ
آباد نہ تھا ہر چند بیرون آدمیون کو دلاسا دیتے تھے مگر انکو یقین نہین آتا تھا مگر جب انکو
بادشاہ کی محبت کا یقین ہوا تو وہ وحشت آوارگی سے شہر مین آگئے۔ بادشاہ کی
بخشش و بخشایش سے خوش ہوئے۔ کارشناس ہر طرف دوڑے اور ناسپاسون کو
پکڑ کر لائے۔ جو شورش کے خمیر مایہ تھے انکو سزا ملی - عادل بیگ قلندری کا لباس
پہن کر دکن کو بھاگ گیا جنھون نے سرکشی سے کنارہ کیا وہ بلند پایہ ہوئے۔

زعفران زار کی سیر و دیوالی

پادشاہ نے بے موسم پہلے بھی مرغابی کا شکار کیا تھا مگر موسم کے سبب سے اب کی دفعہ اس شکار سے بڑا لطف اٹھایا۔ دوم آبان کو پادشاہ کے تلادان کا جشن ہوا ابو الفضل نے چودہ ہزار آدمیوں کو خواستہ دیا۔ اس آباد ملک میں چہار ورگدا کم تھے اس زمانہ میں لوگ خیانت کرتے تھے اور بہت ناخوش و بے صبر رہتے تھے۔

نہم آبان کو پادشاہ زعفران زار کی سیر کے لئے کشتی میں سوار ہوا یہ ایسا گلزار تھا کہ جسکی شادابی و نشاط بخشی اور خوشبوئی دنیا میں سب سے بڑھکر تھی۔ زعفران نیلوفر کی مانند ہوتا ہے لیکن دل افروزی اسکی بیان نہیں ہوسکتی ۱۲ مہر کو دیوالی کا جشن ہوا۔ پادشاہ کے حکم سے دریا کے کناروں پر اور کشتیوں میں اور کوٹھوں پر چراغ روشن کئے گئے۔ عجب تماشا تھا۔

اسی روز شمس الدین چک کی بیٹی پادشاہ کے حرم سرا میں داخل ہوئی۔ اس سرزمین کے بزرگ زمینداروں کے تابع کرنے کے لئے مبارک خان حسین چک کی بیٹی کا نکاح شاہزادہ سلطان سلیم سے ہوا اور اسی طرح کی اور کئی شادیاں ہوئیں۔ مرزا کیقباد پسر مرزا حکیم شراب پینے کے سبب قید ہوا ایک سیاہی پادشاہ کے روبرو پیش ہوئی کہ وہ پانی سے اور ہاتھ کے مٹانے سے محو نہ ہوتی تھی اور خط کو خراب کرتی تھی پادشاہ نے اسکو کارآگہوں کو دکھایا۔

پادشاہ کی بازگشت ہندوستان کو ۹۹۷ھ

یہاں کی آب و ہوا ایسی خوش اور پادشاہ کے مزاج کو سازگار تھی کہ اسنے یہ ارادہ کیا کہ موسم سرما یہیں بسر کیجیے لیکن گرانی اشیاء ایسی تھی کہ سب چھوٹے بڑوں کا ناک میں دم آیا تھا اور اس ملک کے جاڑے کی برداشت بھی لشکر کو جو گرم سیر ملک کا رہنے والا تھا دشوار تھی اسلئے پادشاہ نے بازگشت کا ارادہ کیا۔ پادشاہ کا ارادہ تھا کہ مرزا یوسف خان کو کشمیر حوالہ کرے مگر اسکے جمع میں چون و چرا کی اتفاق سے قاضی علی کی فراہم کی ہوئی جمع کی کتاب ہاتھ لگی جس سے مرزا کی غلطی کھل گئی وہ شرمندہ ہوا۔ پادشاہ نے کشمیر کو خالصہ بنا کے خواجہ شمس الدین کو

سپرد کیا۔ تین ہزار سوار ہمراہ گئے۔ ۲۰ آبان سنہ ۱۰۰۱ھ کو کشتی مین سوار ہو کر
ہندوستان کو روانہ ہوا۔ ۲۳ کو کول الیسر پر گذر ہوا وہ ایک بڑا آبگیر ہے گردہ
اسکا ۲۰ کروہ ہی۔ دریاے بہت (جہلم) اسکے اندر ہو کر ہندوستان مین آتا ہے
سلطان زین العابدین نے اسکے درمیان بہت تکلف سے ایک سنگین صفہ بنایا۔
جسکا طول ۱۱۹ گز اور عرض ۲۲ گز لمبا۔ اسپر محل بنا کے جواب تک یادگار ہین اور
پھر اور مرزبانون نے نشیمن وہان بنائے۔ نظام الدین اپنی طبقات اکبری مین لکھتا
ہے کہ بادشاہ نے راہ مین زین لنکا کی سیر کی۔ یہ ایک حوض ہے کہ اس کے غرب و جنوب و
شمال مین پہاڑ ہے اور اسکا دور ۳۰ کروہ (۶۰ میل) ہے دریاے جہلم اس حوض کے اندر
سے ہوتا ہوا گذرتا ہے اس کا پانی نہایت صاف ہے حوض کے درمیان سلطان
زین العابدین نے پتھر ڈلوا کر ایک جریب کے قریب چبوترہ پانی سے بلند کیا اور اسپر
عمارت عالی بنائین۔ اسکی نظیر ملک مین کہین نظر نہین آتی + اس کی سیر کر کے بادشاہ
بارہ مولہ مین آیا اور وہان سے پکلی مین۔ یہان بہت برف اور مینھ برسا وہان
سے بادشاہ ایلغار کر کے رہتاس مین آیا نظام الدین خواجہ فتح اللہ کو حکم ہوا کہ اہل
محل کو آہستہ آہستہ پیچھے لائین۔ غرائب اتفاقات مین سے یہ ہے کہ جب بادشاہ
نے کشمیر سے معاودت کی تو فرمایا کہ چالیس سال سے برف برستا مین نے نہین
دیکھا اور اکثر میری ہمراہی وہ ہین جنھون نے ہند مین نشو و نما پایا ہے انہون نے
بھی اسے نہین دیکھا۔ اگر نواح پکھلی مین ایک دفعہ برف کی بارش ہو تو الطاف
الٰہی سے بعید نہین ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پکھلی مین بادشاہ ایک مہینے بسبب
برف بارش کے مقیم رہا۔ پھر رہتاس مین تیرہ روز رہا۔ ۱۳ ربیع الاول کو وارد ی
کو بادشاہ لاہور مین داخل ہوا ——

سنہ ۱۰۰۵ھ کشمیر کی سیر کو بادشاہ کا تیسری دفعہ جانا

پادشاہ کا ارادہ تھا کہ جب آگرہ سے کشمیر جاوے سب چھوٹے بڑی گریوون کی تحقیق
بیان کرتے۔ بعضے کہتے کہ سپاہ دکنیون سے لڑرہی پادشاہ کشمیر کیونکر جاسکتا ہے کہ
ناگاہ دکن کی فتح کی خبر آئی ۱۲ر فروردین کو پادشاہ نے کوچ کیا ۲ اردی بہشت کو
پادشاہ امناباد مین آیا۔ کہسار کشمیر کی ہوا اور دشوار گذاری و دیگر تکی آمدورفت
سے شورش مچواتی ہی۔ سیاہ سرفروہایون کا ذکر کیا ہے۔ ایک غوری زاد جہل اس ملک
مین بدخشیون سے ملا اور مکاری سے اپنی تئین عم شیخ پسر مرزا سلیمان بنایا۔
مرزا سلیمان کی ناکامی کے زمانہ مین حصار مین لونڈی کے پیٹ سے ایک بیٹا پیدا
ہوا تھا اسکا یہ نام رکھا گیا تھا جب مرزا حصار سے نکلا تو اسکو اوزبک خان عمزاد
عبداللہ خان پاس بھیجدیا۔ وہان وہ مرگیا بعض کہتے ہین اسکو لوگون نے مارڈالا
بعض کہتے ہین کہ وہ چیچک سی مرگیا بعض کہتے ہین کہ وہ زندہ رہا۔ اس حیلہ پرداز نے شورش
مچائی اور پوشیدہ پوشیدہ ہزارہ بدخشی اور بہت سے کشمیری اپنی ہمراہ کرلئے۔ ابھی
اسکا پردہ فاش نہین ہوا تھا کہ پادشاہ کی آمد کا آوازہ بلند ہوا تو اسی کے چند
رازدارون نے اسکو پکڑکر محمد قلی بیگ ترکمان کے حوالہ کیا۔ اس منزل مین پادشاہ
پاس اسکو لائے۔ وہ اپنی سزا کو پہنچا اگر پادشاہ یہ سفر نہ کرتا تو وہ بڑی شورش مچاتا
۲۱ر کو شکار کرتا ہوا قصبہ گجرات مین جسکو اس نے آباد کیا تھا اور ۲۳ر کو قصبہ بھنبھر
مین آیا۔ یہان اپنی سپاہ کے دس حصے کئے ایک حصہ اپنے لئے دوسرا حصہ اہل حرم
کے لئے تیسرا حصہ شاہزادہ سلیم کے لئے اور ساتھ ہر روز کے لئے کشکدار رکھے۔ غرہ خرداد
کو گریوہ سے نکلا۔ ۶ر کو راجوری مین جشن کیا ۱۱ر کو پیرپنجال سی برف کو کاٹ کر
اور مل کر باہر آیا۔ ۱۴ر کو ہیرہ پور مین آیا۔ یہان جمال نگری کی سیر کو گیا یہ شہر پہلے
مرزبان نشین تھا اسکی ویرانی پہلی آبادی کو بتلاتی ہی۔ ۱۹ر کو پنج ہزارہ مین آیا
مرزا یوسف خان نے نشیتہ پر شہر بند بنایا تھا۔ پادشاہ نے اس کا نام اکبرپور رکھا
اسکا آباد کرنا محمد قلی بیگ کے سپرد ہوا۔ مچھی بھون کی سیر کرکے خانپل کے

نزدیک کشتی مین آیا پھر گھوڑے پر سوار ہو کر شکار کھیلا۔ منزل بمنزل چل کر ۲۸ کو
شہر ناگر نگر مین آیا سری نگر کے پاس ایک بلند پہاڑ ہے۔ اسکے نزدیک ایک بڑا آب گیر
ہے۔ بادشاہ نے اس سرزمین مین شہر کا آباد کرنا پسند کیا تھا مرزا یوسف خان
نے اُسے آباد کیا کسی نشیمن ورنگین فصیل بنائی سب پاس نے بھی اس مین اپنے لائق گھر
بنائے۔ اب بادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ سنگین بنایا جائے ایک ایک حصہ اس کا
امیر کو سپرد ہوا۔

بادشاہ کو یہان معلوم ہوا کہ اقطاع دارون کے ہاتھ سے سخت ظلم ہوتا ہے
اس ملک سے غلہ لیا جاتا تھا اسکی بجای وہ زر و سیم طلب کرتے ہین۔ کارشناسی سے
کل جمع طلب کرتے ہین جس سے بڑی خرابیان پھیل رہی ہین۔ بادشاہ نے گروہا گروہ
آدمیون پر جمع معاف کر دی اور گزیدہ آئین مقرر کیے۔ جس سے ظالمون کو سزا ہوئی
کشاورزون کو جن کا نقصان ہوا تھا فائدہ ہوا۔ بادشاہ نے مہربانی کر کے انکی
دستگیری کی۔ سارے ملک کے چودہ حصے کیے ہر ایک مین دو محرر ہندی و ایرانی مقرر
کیے کہ دونو کے خام کاغذ پڑھ کر کاشتہ و افتادہ و برگرفتہ زمین سے آگاہی ہو اور
آدھی جنس محصول مین لیکر باقی کاشتکارون کو دی جائے۔ اس انتظام کا حال آگے
پڑھو گے۔

بارش کی کمی سے اور کسانون کی پراگندگی کے سبب سے اجناس گران بہا ہوئین
اگرچہ بادشاہ کی سپاہ کے آنے نے اس بلا کی سختی کو بڑھایا لیکن شاہنشاہی نوازش
نے اس کو گھٹایا۔ شہر مین بادشاہی حکم سے بارہ جگہ سب چھوٹے بڑون کی خوراک تیار
ہوتی۔ ہر یکشنبہ کو عیدگاہ مین صلای عام ہوتی اور وہان چند آدمی بادشاہ
کے پاس سے جا کر خواہشگرون کو خواستہ و خورش دیتے۔ اسی ہزار بھوکون و محتاجون کا
کام نکلتا۔ قلعہ جو بن رہا تھا اس مین بھی بہت سے غریب آدمی لگ کر پیٹ پال
لیتے۔ مزدوری کر کے جانکاہی سے بچتے۔

دوم تیر کو پادشاہ کو ہچہ پر ناگر نگر کے قریب آیا اس پر مرزا یوسف خان نے دلنشین کاخ بنائے تھے۔ ایک محل مین تین سوزینے تھے۔ پھر شہاب الدین پورا ور زین لنکا کی سیر کی۔ انہین دنون مین پادشاہ کی فرمایش سے ایک جہاز ایسا جیسا کہ سمندر مین چلتا ہے بنایا گیا اس مین بیٹھ کر پادشاہ نے دریاء بہت (جہلم) کی سیر کی۔

اس ملک کی قدیم رسم ہے کہ ۱۳ ربیع الاول شکل کرش کو سب چھوٹے بڑے روشنی اور پوجا کرتے ہین۔ کہتے ہین کہ دریاء بہت جو شہر کے اندر بہتا ہے اس شب کو پیدا ہوا تھا اس کی سپاس گذاری مین یہ خوشی ہوتی ہے اس سبب سے پادشاہ نے فرمان بھیجا کہ کول کے کنارہ پر اور پہاڑ پر کشتیون پر چراغون کی روشنی ہو۔ اس روشنی سے عجب نورستان نمایان ہوا۔ اس روز فرمایش سے ایک دلکشا کاخ پادشاہ کے لئے تیار ہوا۔ اوسکو کشمیری زبان مین لری کہتے ہین۔ پادشاہ نے اس مین جشن کیا پھر پادشاہ مختلف مقامات کی سیر کرکے ناگ نگر مین آیا۔ یہان خزان مین سیب شفتالو و انگور و چنار کی فصل تیار دیکھی۔ یہان کی خزان کی رنگ آمیزی بہار پر بہت جگہ طعنہ کرتی

بیت۔ ذوق فنا نیافتہ ورنہ در نظر + رنگین تراز بہار بود جلوۂ خزان +

پادشاہ تین مہینے ۲۹ دن اس مصر نوآباد مین رہا۔

برسات کا موسم تھا اس ملک مین بھی بارش ہوتی تھی اس مین خوب سیر ہوتی تھی ارادہ تھا کہ زمستان اسی عشرت گاہ مین بسر ہو لیکن مہر کے شروع ہونے سے جاڑا پڑنے لگا اور گرم سیر ملک کے رہنے والون پر سخت مشکل پڑی۔ پادشاہ نے اس سبب سے مہربانی کرکے اپنے ارادہ کو موقوف کیا۔ گلزار زعفران کی سیر کرکے ہندوستان کو . . . . . . بہ پیر پنجال کی راہ سے مراجعت کا ارادہ کیا۔ امراء کو زر دیکر پہلے روانہ کیا کہ منازل کو آراستہ کرین۔ ۲۲ مہر کو پادشاہ نے کشتی مین سوار ہو کر ہندوستان کا ارادہ کیا۔ زعفران زار مین پہنچکر سات روز تک قیام کیا۔ پھر منزل بمنزل سیر و شکار کرتا ہوا سوم آذر ۴۲ الٰہی کو لاہور مین پادشاہ آیا ایک ماہ دس روز راستہ مین

لگے - ۲۲ رکوچ ہوئے -

راجہ بانسوا اپنے قلعہ کی استواری کے سبب سے پادشاہ کا ناسپاس ہوا اور بہت سے زمینداروں کو اپنے ساتھ کر لیا - جب لشکر شاہی یہان آیا تو کچھ زمیندار اس سے جدا ہو کر پادشاہی لشکر سے آن ملے اور وہ خود قلعہ دشوار گذار مین چلا گیا پادشاہ کی سپاہ نے قلعہ کو گھیرا - مگر غرض پرستاری نے کارپژوہی سے باز رکھا جب مرزا رستم کو پادشاہ نے بلا لیا تو اور پادشاہ کے ملازمون نے یکتا دلی کر کے خدمت گری مین کمر ہمت چست کی - دو مہینے تک لڑتے رہے ایک طرف سے اصفخان نے اور دوسری طرف سے تاش بیگ خان نے - تیسری طرف سے ہاشم بیگ نے اور چوتھی طرف سے محمد خان کار طلب پژدل ناموس دوست خدمت گذار آدمیون کو لے کر قلعہ کو گھیرا تو بانسو قلعہ سے نکل کر اور استوار جا مین چلا گیا - پادشاہی سپاہ نے قلعہ لے لیا - اسکا گھر بار لوٹ کر جلا دیا - کئی برس بعد پادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ باسو زمیندار مئو نے حدود پٹھان کو غارت کیا اور وہان کے کسانون کو سخت آزردہ کیا - اور بعض کو زبردستی پکڑ کر اپنے پاس لے گیا - تاج خان چاہتا ہے کہ اس کے دفع کرنے کے لئے متوجہ ہو - جمو کے زمیندار نے بھی پرگنہ مظفروال و بہلولپور پر دست درازی کی یہ دونو جگہ حسین بیگ شیخ عمری کے تیول مین تعین وہ رہتا اس سے انکی سزا دہی کے لئے آیا قلیچ خان صوبہ دار پنجاب کو حکم ہوا کہ ان بدگوہرون کے آشوب کو دور کرے - سزاول بھیجے گئے کہ حسین بیگ شیخ عمری و تاج خان و احمد بیگ اور سب اس صوبہ کے ملازم حسن قلیچ خان کے ہمراہ ہون خواجہ سلیمان بخشیگری کی خدمت پر اس فوج پر مقرر ہوا - پادشاہ کے حکم سے حسین بیگ شیخ عمری نے قلعہ جمو کا محاصرہ کیا - زمیندار نگرکوٹ و باسو زمیندار مئو اور سارے مرزبان اور پہاڑی و پرگنہ لکھن پور کے وجسرو تہ و پانکوٹ کے زمیندار اس زمیندار کی کمک کو جمع ہوئے اور انہون نے بہت کوشش کی مگر ناکام واپس گئے - رات کو بھاگ گئے

سنہ ۱۰۰۵ہجری مطابق سنہ ۱۵۹۶ عیسوی
سنہ ۴۱ جلوس

رام گدھ وجسرو تہ وجمو۔ مانکوٹ ۔لوکوبت پادشاہی لشکر نے فتح کر لیے۔

جب پادشاہ دکن کو گیا تو بعض سرکشون نے ابیا چک پسر حسین خان کو سردار بنایا اور فتنہ اٹھایا۔ علی قلی پور محمد قلی وکلب علی وشاہ بیگ نکدری بھاگ نگر کے قریب ان سے لڑے اور فتحمند ہوئے۔ ایسے ہی کمراج مین ایک گروہ نے فتنہ برپا کیا تھا جمیل بیگ نے تیلہ گانو مین انکی مالش کی وہان امن امان ہوگیا۔

کشمیر کے فرمان دہون کی نسل مین سے بعض گروہ چک کا تھا۔ باپ دادا کے ملک کے لئے کبھی کبھی انکے دل مین اُمنگ آتی تھی۔ اکثر حوالی کشمیر مین وہ فتنہ اٹھاتے۔ کشتوار ان سرکشون کی پناہ گاہ تھا یہان مرزبان کی مالش کے لئے محمد قلی مع آزمودہ کار آدمیون کے پہلے روانہ ہوا۔ حاکم کشتوار نے وکلار کو بھیجکر اطاعت کا اظہار کیا اور عہد و پیمان کرکے علی قلی پاس چلا آیا۔ شکاری جانور باج مین دیئے اور عہد کیا کہ بعد ان چک کو کبھی اپنی ولایت مین نہین گھسنے دونگا اور ہر وقت پادشاہ کا دولتخواہ رہونگا۔ محمد قلی کو کشتوار کی مہم سے اطمینان ہوا۔ اور وہ چکون کی سزا کے لئے کوہ مرد مین جہان وہ جمع تھے گیا۔ باوجودیکہ آفتاب برج میزان مین تھا۔ اور گریوہ برف سے ڈھکے پڑے تھے اور رستے مسدود تھے۔ کمال ہمت و جرأت کرکے بہت سے لڑنے والون کو وہ پیادہ پالے گیا۔ ابیا چک و حسین چک سے لڑا اور فتح حاصل کی۔ یہ دونو زمیندار ہزار دشواری سے جان سلامت لے گئے۔ رات کو زیدا زمیندار نے ان بھگوڑون کو ساتھ لے کر پادشاہی لشکر پر شبخون مارا پادشاہی سپاہ خوب لڑی۔ جب صبح ہوئی تو وہ بھاگ گئے۔ محمد قلی نے لشکر کے گرد خندق کھودی اور بڑی ہوشیاری اور آگاہی کے ساتھ بیٹھا۔ ان سرکشون نے امید و بیم کی داستان پڑھی۔ کچھ انہین سے عہد و پیمان کرکے محمد قلی پاس آگئے۔ ابیا چک و حسین چک نے زیدا وجباری اور اور زمیندار لڑنے کے لئے صف آرا ہوئے محمد قلی تہور کرکے ان سے لڑنے گیا سخت جنگ ہوئی اور سرکشون کو شکست ہوئی۔ پادشاہی سپاہیون نے انکی بنگاہ پر پہنچ کر سارا گھر بار انکا جلا دیا۔ دوسرے روز پاینده بیگ برادرزادہ محمد قلی نے ان کو

تنگ کیا۔ زمین بوسی بیچارہ پایندہ پاس آیا۔ بندگی کا اظہار کیا اپنے بیٹے کو مع
چند شکاری جانورون کے محمد قلی پاس بھیجا اور یہ عہد کیا کہ پھر فتنہ اندوزی نہین کرونگا
اور مفسدون کا یاور نہ ہونگا اسی طرح اور زمینداروں نے اطاعت کی اور اپنے بیٹون
کو برغمال مین دیا محمد قلی اس طرح فتحمند ہوکر شہر کو چلا آیا۔ باسو کی داستان پہلے
لکھ چکے ہین۔ وہ ان دنون مین شاہزادہ سلیم پاس آیا اور پابوسی کی درخواست کی
شاہزادہ کی سفارش سے بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ یہین ٹھہر گیا۔ جب
بادشاہزادہ کا رنگ بگڑا تو بادشاہ نے مادھو سنگھ برادرزادہ راجہ مان سنگھ کو حکم دیا
کہ باسو کو پکڑ لے مگر باسو ایسا ہوشیار تھا کہ وہ یہان کا رنگ دیکھ کر بات کو سمجھ گیا
اور پہلے اس سے کہ مادھو سنگھ اسکو گرفتار کرے بھاگ گیا۔

معاملات تبت

جب سلطنت شاہی پر کشمیر کا اضافہ ہوا تو تبت خرد کے حاکم علی رائے نے بادشاہ
سے درخواست کی کہ میری لڑکی شاہزادہ سلیم سے بیاہی جائے۔ بادشاہ نے منظور
کرلیا۔ یہ بیاہ ہوگیا۔

جب بادشاہ کشمیر مین تھا تو اسکا ارادہ تھا کہ تبت کی فتح کے لیے لشکر روانہ
کرے مگر سپاہ کے لیئے چالیس روز کا آذوقہ بہم پہنچنا خشک سالی کے سبب سے دشوار تھا
اسیلیے بادشاہ کا ارادہ ہوا کہ تبت کے فرمانرواؤن کو نصیحت کیجاے۔ امید علی ہوتک و
طالب اصفہانی و محمد قلی کشمیری کو خرد تبت کے مرزبان علی رائے پاس اور ابوبیگ
سلیم کاشغری و عبدالکریم کشمیری و کوکلتاش کو حاکم بزرگ تبت پاس روانہ کیا۔ اس زمانہ
تبت کی گدی پر آیا ہی تو وزیر راجو رائے نے بدمستی سے ناسپاسی کی۔ یہان کے مرزبان
نے لشکر جمع کرکے اسکے اقطاع لے لیئے وہ سرتاپا آوارہ ہوا ان دنون مین علی راد

علی زاد کی شورش کا ہونا سنہ ۱۰۱۲ ۔ جمع کشمیر و زعفران کا محصول سنہ ۱۰۱۲ ۔

بزرگ تبت کی حاکم کی دشمنی پر آمادہ ہوا اور اسکے وزیر کی بدگوہری سے چیرہ دستی حاصل کی اور اسکو پکڑ کر اسکی بنگاہ پر چڑھ گیا اور بہت خزانہ جمع کیا بہت مقامات پر قبضہ کیا۔ جب پادشاہ کے لشکر کا آوازہ سنا تو پہلے مرزبانون کی نسل مین سے ایک شخص کو یہان حاکم مقرر کر کے خود چلا گیا ۔

جب تبت بزرگ پر علی زاد کو فتح ہوئی اور بہت دولت ہاتھ لگی تو اسکا دماغ آشفتہ ہوا۔ حوالی کشمیر مین فساد مچایا۔ پادشاہ نے قلیچ خان صوبہ دار لاہور کو حکم دیا کہ ایک جماعت شائستہ محمد قلی حاکم کشمیر کی کمک کے لئے بھیجے کہ اس شایستہ بدست کو کہ خود سری کے خمکدہ مین طمطراق کے رہا ہے ادا کر دے۔ قلیچ خان نے تین ہزار سوار و پانچسو برق انداز بسر کردگی سیف اللہ خان محمد قلی بیگ کی یاوری کے لئے مقرر کئے سیف اللہ اسکا بیٹا تھا۔ علی زاد بغیر لڑے بھاگ گیا۔ پادشاہی لشکر جہانتک گھوڑے جا سکتے تھے جا کر الٹا چلا آیا ۔

ہندوستان مین زمین کی تقسیم بیگھون بسوانسون مین ہوتی ہی اسیطرح کشمیر مین زمین کی تقسیم تپہ مین ہوتی ہی ایک بیگہ و بسوا الہی گز کا تپہ ہوتا ہی۔ اور کشمیر مین ڈھائی تپہ کسیقدر زائد کو بیگہ کہتے ہین ۔ ہر دہ کی پیداوار کا حساب خروار شالی مین ہوتا ہے اور خروار شالی ۳ من ۸ سیر پادشاہی کی ہوتی ہے ۔ تلاہی کا وزن ترک ہے اور ترک آٹھ سیر کا ہوتا ہے فصل ربیع مین ایک تپہ کی پیداوار مین سے جسمین گیہون ۔ جو ۔ سرسون ہون دو ترک پادشاہ کو محصول مین دئیے جاتے ہین فصل خریف مین ایک خروار شالی مونگ ۔ موٹھ ۔ ماش و ترک اور گال دال وزن مین سے چار ترک محصول شاہی مین دئے جاتے ہین ۔ پادشاہ نے اس خیال سے کہ جو ملک نیا فتح ہوا ہے مین جمع مالگزاری بڑھانے سے کسان پریشان ہوتے ہین اور یہان کسان سپاہی ہین اسلئے پہلے جمع مین لاکھ خروار شالی پر دو لاکھ کے اضافہ برس کی مگر سنہ ۱۰۱۲ مین یہ جمع ۳۱ لاکھ خروار شالی ہو گئی ۔

پادشاہی عملداری سے پہلے زعفران مین ہر تخم مین تین پھول سے زیادہ نہ کھلتے تھے ۔

اور محصول شاہی بیس ہزار سے زیادہ اور سات ہزار ترک سے کمتر نہ ہوتا۔ صرف ایک دفعہ مرزا حیدر کی مرزبانی مین ۲۸ ہزار ترک پر نوبت آگئی تھی۔ لیکن جس سال مین وہ خالصہ شاہی ہوا نوے ہزار ترک محصول شاہی وصول ہوا اگرچہ کچھ زمین کاشت زیادہ ہوئی تھی مگر محصول کی افزائش کا سبب یہ تھا کہ ہر درخت مین آٹھ پھول کھلتے تھے بادشاہ نے یچین زمین محصول کی معاف کردین جنسے رعایا کو بہت تکلیف ہوتی تھی ان کے معاف ہونے کا یقین کسانون کو مدتون تک نہ آیا جب بادشاہی احکام جاری ہوئے تو انکو یقین ہوا۔ انہین سی ایک زعفران کی داستان ہی۔ بازرگان وہقان محصول شاہی ادا کرنے کے لئے زعفران کے صاف کرنے کے لئے حصے کرتے۔ گیارہ ترک مین ایک کو مزد شمار کرتے لیکن دو سیر خشک زعفران اور ترہ لیا جاتا جس سے بڑا نقصان ہوتا خاص کر موسم بارش مین ایک پُرانی رسم یہ تھی کہ بہت دور سے رعیت لکڑیان کاٹ کر لاتی اور اگر نہ کاٹتی تو اسکی عوض میں روپیہ دیتی ایسے ہی بڑھیئی و جولاہے اور پیشہ ورون سے محصول لیا جاتا تھا یہ سب بادشاہ نے موقوف کئے۔

بھکر اور ملک سندھ کے معاملات

محب علیخان کی بیوی ناہید بیگم تھی وہ اپنی مان حاجی بیگم سے ملنے ٹھٹہ گئی تھی۔ یہان اندنون مین محمد باقی منتظم تھا اسنے حاجی بیگم سے ایسا نا ملائم سلوک کیا کہ وہ آزردہ خاطر ہوئی اور خان بابا و سکین ترخان کے ساتھ متفق ہو کر محمد باقی کے گرفتاری کے درپے ہوئی۔ اس امر سے مطلع ہو کر محمد باقی نے خان بابا کو مارڈالا اور حاجی بیگم کو جبتک وہ مری قید رکھا۔ ناہید بیگم اپنی دلاوری اور تدبیر سے یہان سے نکل کر بھکر کو چلی گئی۔ یہان سلطان محمود فرمان روائی کرتا تھا۔ اُس نے اس بیگم کے ساتھ دوستانہ باتین بنا کر یہ کہا کہ اگر محب علیخان اور اسکا بیٹا مجاہد خان تھوڑے آدمیونکو

ساتھ لیکر ان حدود مین آجائین تو مین انکے ہمراہ ہوکر اولیای دولت کو ٹھٹہ پر قبضہ
کرا دون۔ سلطان محمود نے فقط دفع الوقتی کے لئے یہ مدارات کی باتین بتائی تھین
بیگم اُن کو سچ سمجھ کر بادشاہ پاس آئی اور بہت گڑگڑائی۔ بادشاہ نے محب علیخان
اور مجاہد خان کو جانے کی اجازت دی۔

ناہید بیگم قاسم خان کوکہ کی بیٹی تھی اسکے باپ نے حضرت فردوس مکانی کے
ساتھ یہ بڑا سلوک کیا تھا کہ جب وہ عبید اللہ خان کے محاربہ مین غنیم کے پنجہ مین
گرفتار ہوا تو قاسم خان نے کہا کہ بادشاہ مین ہون اور یہ میرا نوکر ہے۔ یون
فردوس مکانی کی جان بچگئی اور وہ خود مارا گیا۔ اس لئے حضرت فردوس مکانی نے
اسکے اہل و عیال کی پرورش پدرانہ شفقت سے کی اور محب علیخان سے اسکا عقد
نکاح کیا۔

جب محب علیخان بھکر کے قریب آیا تو سلطان محمود نے کہا کہ مین نے تو ایک بات یونہی
ناہید بیگم سے بنا دی تھی۔ مین اس کام مین شریک نہین ہونگا اور اگر آپ ایسے
ہی ٹھٹہ جانے پر مستعد ہین تو جیسلمیر کی راہ سے جائین اسپر محب علیخان اس سے لڑنے
کو مستعد ہوا۔ حدود ماتیلہ (ماتھیلہ) پر دونون لشکر ملے۔ محب علیخان و مجاہد خان
پاس دو سو آدمی تھے۔ سلطان محمود نے دو ہزار آدمی انسے لڑنے کو بھیجے۔ مگر اس
کمتر لشکر نے بزرگ تر لشکر کو شکست دے کر بھگایا۔ سلطان محمود قلعہ بھکر مین متحصن ہوا
محب علی نے اب قلعہ کی تسخیر کا ارادہ کیا تو مخالفون کی جمعیت مین تفرقہ پڑا۔ انمین سے
مبارک خان خاصہ خیل جسپر سلطان محمود کے سارے کامون کا مدار تھا وہ پندرہ سو
آدمیون کو لے کر محب علیخان سے مل گیا جسکا سبب یہ تھا کہ اسکے بیٹے اوغلی بیگ کو
سلطان محمود کی کسی حرم کے ساتھ بد ذاتون نے متہم کیا تھا اس لئے محمود اس
خاندان کے استیصال کے درپے ہوا۔ مبارک خان نے جان کے خوف سے
اپنے آقا کے اخلاص کو چھوڑ کر یہ مفارقت کی محب علیخان نے مال و منال کی طمع

اسے مار ڈالا اور اس کے آدمیون کو کہ نجاست کی مکھیان تھین تسلی دے کر بھکر کے محاصرہ مین شامل کر لیا۔ سلطان محمود نے اور لوازم قلعہ داری کا اہتمام کیا مگر اس حصار مین قحط پڑا معلوم نہین فرط احتیاط سے یا مزید خست و دناءت سے باوجودیکہ غلہ بہت تھا مگر بیس تیس سالہ اناج جو ایک زمانہ دراز سے قلعہ مین جمع ہوا تھا آدمیون کو کہلایا جس سے ان کے جسم مین درد اور ورم پیدا ہوا اور وبا پھیلی۔ سرس کے درخت کے پوست کو جوش کرکے پینے سے آدمیون کو آرام ہو جاتا تھا۔ جب سلطان محمود کو زمانہ نے یون تنگ معاش کیا تو اس نے بادشاہ کو عرضداشت بھیجی کہ مین ہمیشہ بادشاہ کا مطیع و فرمان بردار رہا ہون جو کچھ ہوا سو میری بدنصیبی سے ہوا اب قلعہ بکر کو شاہزادہ سلیم کے پیش کش کرتا ہون لیکن مجھ مین اور محب علی خان مین بیر ہے اسکو قلعہ حوالہ کرنے مین سوا خواری کے کچھ اور نظر نہین آتا اسکے آزار سے ایمن نہین ہون امیدوار ہون کہ حضور بندگان درگاہ مین سے کسی اور کو بھیجدین کہ مین یہ قلعہ اور ولایت اسکو حوالہ کرکے خدمت مین حاضر ہون۔ بادشاہ نے اس درخواست پر میر گیسو کو بھیجا مگر وہ بھکر مین پہنچنے نہین پایا تھا کہ سلطان محمود پاس حضرت عزرائیل آگئے۔ اہل قلعہ اسکے آنے کے منتظر تھے۔ مجاہد خان نے گنجابہ (گنجایہ) کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ ماہم بیگم والدہ مجاہد خان زوجہ محب علیخان میر گیسو کے آنے سے ناراض ہوئی چند فوج بھیجکر اُس سے لڑنے کا سامان تیار کیا اور اسکو بہت تنگ کیا۔

خواجہ مقیم ہروی پدر خواجہ نظام الدین حسن بخشی نے جو اس نواح کی ایلچی کے لئے روانہ ہوا تھا محب علیخان کو سمجھا کر اس پر نالش بھیجا اور جنگ ناہنجار سے باز رکھا۔ جب میر گیسو قلعہ مین آیا تو اہل قلعہ نے کنجیان اسکو حوالہ کین محب علیخان اور مجاہد خان کو یہ مشکل آئی کہ خام طمعی کے سبب سے اس ملک کے چھوڑنے کو دل نہین چاہتا تھا اور حکم شاہی بغیر یہان رہ نہین سکتا تھا آخر کو یہ ٹھیرا کہ مجاہد خان

ٹھٹہ جاے اور محب علیخان مع زن و فرزند قصبہ لوہری (روہڑی) مین سکونت کرے
جب اس قرار داد پر عمل ہوا تو میر گیسو نے کشتیون مین ایک جمع کثیر کو بٹھا کر محب علیخان
پر چڑھائی کی۔ اس مین تاب مقاومت نہ تھی وہ ماتھیلہ کی طرف بھاگا۔ آنیوالون
نے شہر پر دراز دستی کی۔ ساسعہ بیگم نے اپنی حویلی کو مستحکم کیا اور محاربہ و مدافعہ
کی تیاری کی۔ ایک رات دن تک اپنی چار دیواری کی محافظت تھوڑے وسکاروالی
سے کی جب وہ تنگ ہو رہی تھی تو محب یار خان ایلغار کرکے آیا اور دشمنون کو شکست دی
اور دریا کے اس طرف متصرف ہوا پھر بھکر مین ترسون خان مقرر ہو کر آیا اسکے بھائی
اس طرف آئے۔ میر گیسو چاہتا تھا کہ قلعہ کو مستحکم کرے مگر اس خیال فاسد سے باز رہا
اس سرزمین کی خاصیت یہ ہے کہ جب کوئی بیگانہ مستقل ہو کر غرور افزا ہوتا ہے تو
ارباب طاعت کو متمرد بناتا ہے ورنہ یہان کے آدمی کہان اور خود فروشی کہان
اب بھکر پہ پادشاہی قبضہ ہوا۔ ٹھٹہ مین مرزا خانی فرمانروائی کرتا تھا جس کا آگے
بیان ہوتا ہے۔

پادشاہ نے ایک سپاہ بسرکردگی خانخانان قندھار کی فتح کیلیئے
روانہ کی تھی اور اسکو حکم دیا تھا کہ مرزبان ٹھٹہ کو جو پادشاہ کی خدمت مین حاضر
نہین ہوا تھا ایک کار آگاہ بھیجکر نصیحت کی داستان سنائے۔ اگر وہ خود ملے یا لشکر
ہمراہ کرے تو بہتر ہے ورنہ بازگشت کے وقت اسکو سزا دے پادشاہ کا جشن
سنہ ۹۹۹ھ مین تھا کہ ٹھٹہ کے ایلچی پادشاہ کے دربار مین گئے تو عرضداشت اور پیشکش
گذرانی۔ یہ گذارش کی کہ حماقت سے جو کچھ پہلے ہوا سو ہوا۔ اگر نوید بخشایش مرزبان
کو پہنچے تو پہلے لغزشون کا چارہ پذیر ہو۔ شہریار نے ایلچیون کو امیدوار کیا اور دلدہی کا
منشور لکھ دیا۔ خانخانان کے اقطاع مین ملتان اور بھکر تھی تو اوسنے غزنین کی راہ بنگش
کی راہ چھوڑ کر اپنی جاگیر کی سربراہی کے لیئے یہ دراز راہ اختیار کی۔ اس اثنا مین زر دوستون
خانخانان کو سمجھایا کہ ٹھٹہ مین جتنا مال ہاتھ لگیگا اتنا قندھار مین نہین ہاتھ آئیگا۔

سپہ آرا نے ٹھٹھہ کے فتح کی اجازت حاصل کی۔ ملتان کے قریب بلوچ عہد و پیمان کرکے
ملے۔ بھکر کے قریب سپاہ کی صف بندی ہوئی۔ انھین دنون مین مرزا جانی بیگ فرمانروا
سندھ کے ایلچی خانخانان کے پاس آئے اور یہ گذارش کی کہ قندھار کی فتح کو لشکر شاہی جاتا ہے
مجھے مناسب تھا کہ اس لشکر کے ساتھ جاتا لیکن فتنہ اندوز شرارت سے باز نہین آتے اسواسطے
خود نہین چل سکتا۔ مگر خدمت گذاری کے لئے اپنا لشکر بھیجتا ہون۔ خانخانان نے ان ایلچیونکو
ایک کوٹھہ مین بٹھایا خود تیزتر چلا اوسی کے ساتھ یہ اطلاع آئی کہ قلعہ سیوان مین آگ لگی
آذوقہ جلا۔ بادشاہ کی سپاہ یہ سنکر دشت و دریا مین ڈگین بھرنے لگی دریا نوردونکی
قلعۂ سیوان کے نیچے جاکر لکھی کو تسخیر کرلیا۔ یہ مقام سندھ کا دروازہ ایسا ہے جیسے کہ
ملک بنگالہ مین گڈھی اور کشمیر مین بارہ مولہ قلعہ نشینون کی توپ بندوق سے کچھہ آسیب
نہ پہنچا اور یہ ملک کا دروازہ ہاتھہ آگیا۔ پھر خانخانان قلعہ کے نزدیک پہنچکر اسکی فتح کے لئے
چارہ گری کرنے لگا بعض اس ملک کو سیوستان کہتے ہین۔ اسمین یہ حصار حاکم نشین دریاے
سندھ کے کنارہ پر ایک پشتہ پر بنا ہوا ہے۔ خاکریز اسکا چالیس گز۔ دیوار سات گز اسکے
قریب ایک کولاب ہے۔ آٹھہ کوس لمبا۔ چھہ کوس چوڑا۔ دریا کی تین شاخین اُس سے ملتی
ہین وہ حصاریون کی پناہ گاہ ہے اور آدمی کچھہ جزیرہ مین کچھہ کشتیون مین آباد ہین۔
قرابیگ کچھہ غراب لے کر اس طرف یکایک پہنچا اور بہت غنیمت جمع کی۔ زمیندارون نے پناہ
مانگی۔ مرزا جانی بیگ اس حال سے مطلع ہوکر لڑائی کے لئے نکلا اور نصیر پور کی راہ پر جس کے
ایک طرف دریا اور دوسری جانب ندیان تھین ایک حصار بنایا اور اس کو جنگی کشتیون
اور توپخانہ سے استوار کیا۔ اب بادشاہی لشکر آگے بڑھنے مین دودلہ ہوا۔ ان دنون
راول بھیم بزرگ جیسلمیر اور رائی سنگہ کے بیٹے دلپت نے گذارش کی کہ ارادہ تھا کہ بھکر سے آئے
مگر اب گمراہی کے سبب سے امرکوٹ کے رستہ سے آتے ہین اس خوف سے کہ مبادا غنیم اس فوج
پر چیرہ دستی کرے۔ قلعہ اور راہ کے کام کو چھوڑ کر خشکی اور دریا سے روانہ ہوئے اور سعا بر پر
مقصود آقا اور بعض اور آدمیون کو چھوڑا تاکہ قلعہ نشینون کو وسوسہ لگا رہے اور راہ مین

کچھ امن ہو۔ مرادآبادن کو غنیم سے چھ کوس پر پہنچے۔ اور دوراندیشی کے سبب ایک دیوار بنائی۔ ۱۲ کو خسرو چرکس کشتیون کو آمادہ کرکے لڑنے آیا۔ باوجودیکہ وہ کشتیون کو اوپر کی طرف لے جاتے تھے۔ مگر پانی کی تیزی سے وہ نیچے کی طرف جاتی تھین رات ہوگئی تھی اس لئے صبح کو لڑائی ہوئی۔ مشہور تھا کہ خشکی کی راہ سے مرزا جانی بیگ آتا ہے فریدون برلاس سید بہاءالدین سکندر بیگ قرابیگ بہادرخان اس اندھیری رات مین دریا سے پار گئے۔ صبح کے وقت توپ اندازی گرم ہوئی اور عجب لڑائی ہوئی پانی کی کمی کے سبب غنیم نزدیک نہین آسکتا تھا۔ اس کنارہ سے آکر آب گذشتون کو تیر سے لے لیا جنگی غرابون مین سپاہ بیٹھ کر پانی کے نشیب کی طرف ایسی گرم رفتار ہوئی کہ تیرون سے لڑائی ہونے لگی اور تھوڑی دیر مین برچھا اور جمدھر پر نوبت آئی۔ غنیم لڑائی چھوڑکر بھاگا — نامورون مین سے دانہ مارا گیا۔ مرزا قلی زخمی ہوا۔ چہار غراب آدمیون اور مال سے بھری ہوئے ہاتھ آئے۔ ایک مین دختور ہرموز (پرتگیز) تھا۔ قاعدہ یہ تھا کہ حاکم ہرموز کسی کو ٹھٹہ مین مقرر کرتا تاکہ سوداگرون مین امن امان رکھے۔ مرزا جانی نے اس شہرت کے لئے کہ اس قدر گروہ اسکی کمک کو آئے ہین۔ ہرموز کو ساتھ لیا۔ اور اپنے چند نوکرون کو ہرموز (پرتگیزون) کا لباس پہنایا (قواعد اور وردی کی حیثیت سے ہندوستان مین یہی سپاہی پہلے اہل یورپ والون کے نمونہ بنے تھے) مخالفون کے دو سو آدمی مارے گئے ہزار سے زیادہ زخمی ہوئے۔ شاہی لشکر مین بہت کم آدمی مارے گئے۔ تیزدستون نے ایک غراب کو ساتھ لیجاکر خسرو کو زخمی کیا اور قریب تھا کہ اسکو گرفتار کرے ناگہانی توپ پھٹ گئی اور کشتی بھی تباہ ہوگئی۔ کچھ آدمی مرگئے۔ کارشناس دوربینون کی یہ رائے تھی کہ خشکی و دریا کی راہ سے مرزا جانی کی بنگاہ پر ہاتھ چلاے۔ مگر بہت آدمیون نے اوسکو پسند نہین کیا اور آسان کام کو مشکل کردیا۔

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ دلپت و راول بھیم منتخب فوج کے ساتھ ٹھٹہ کی عزیمت سے روانہ ہوئے تھے وہ امرکوٹ پر پہنچے۔ بادشاہ کی جنم بھوم بغیر لڑے ہاتھ آگئی۔ اور

اور وہان کارانا خدمت گذاری کے لیئے ہمراہ ہوا۔ بعض زمینداروں نے کنوؤن مین زہر ڈال دیا تھا اس ریگزار مین پانی کی کمیابی نے سپاہ کو پیاسا مار رکھا تھا کہ ناگہانی مینھہ برسا۔ سب پادشاہی لشکر کو دریا کی لڑائی مین غلبہ ہوا۔ اور آگے جانے مین اُسنے تساہل کیا تو غنیم جو اسیمہ سر ہو رہا تھا اُس نے اپنے پانوئن استوار کیئے بہت سی گفتگو کے بعد مرزا جانی بیگ نے جو قلعہ بنایا تھا اسکا محاصرہ کیا ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اور جوان مردانہ مردانگی دکھانے لگے۔ ایک دن سکندر بیگ کہ پادشاہ کا نامور افسر تھا ران مین تیر سے زخمی ہو کر مرگیا۔ مخالف اپنی جا کی استواری اور سپاہ کی کثرت اور آذوق کی فراوانی۔ اور رعیت کی یاوری کے سبب بیغم تھا۔ اسکی آنکھین بارش پر لگ رہی تھین کہ سب جگہ پانی پانی ہو جاے۔ اور بیگانہ لشکر بغیر لڑے اُٹھ جائے۔ پادشاہ کے لشکر مین گرانی ہوئی اور کمزور آدمیون کو سراسیمگی ہوئی۔ خانخانان نے عرضداشت کمک کے لیئے بھیجی۔ پادشاہ نے ۱۲ آذر کو رای رائسنگہ کو روانہ کیا اور آذوق و توپ دار و اور اسباب جنگ بھی

ملک کی بیگانگی اور راہ بستگی کے سبب لشکر مین آذوقہ گران قیمت ہوا۔ اور لشکر پریشان ہوا تو خانخانان نے حصار کے محاصرہ کو چھوڑ کے مختلف مقامات مین لشکر کو بھیجدیا کہ وہان جاکر وہ اپنا گذارہ کرے جو سپاہ ٹھٹہ روانہ کی تھی وہ نہ پہنچ سکی مخالفون نے شہر کو جلا دیا۔ مرزا جانی بیگ قلعہ سے نکل کر ان کی طرف یہ سوچکر چلا کہ کشتیون مین بیٹھ کر اس پر قبضہ کرلے۔ خانخانان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے خواجہ بخشی کو اسطرف بھیجا۔ اور بعد ازان خود بھی روانہ ہوا۔ اُس وقت کہ کشتی نشین ہراسیمہ تھے۔ سپاہ فرستادہ پہنچی اور چارہ گری کی۔ بہت آدمیون کی رائے یہ تھی کہ لکھی کو استوار کر کے کمک کا انتظار کرین۔ مگر جوانمردون نے لڑائی کی ٹھیرائی۔ اور عمدہ طور پر صف آرائی کی۔ اور لکھی سے گذر کر غنیم سے چھہ کوس پر ڈیرا ڈالا۔ ۱۲ کو پیکار کے قصد سے چار کوس آگے بڑھے۔ کئی دن سے ہوا تیز چل رہی تھی۔ اسکا رخ دشمن کی طرف تھا۔ تھوڑی دیر مین لڑائی ہوئی۔ اول مخالف کی ہراول بسر کردگی خسرو اپنے برابر کی فوج شاہی پر غالب

ہوئی اور اسکے برانغار کو بھی پراگندہ کر دیا شمشیر عرب ہراول مین شائستگی کے ساتھ
لڑا اور زخمی ہوا اور دھارو بھی نیزہ سے پیشانی پر زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا اور پھر مر گیا
غنیم کے برانغار نے ملک محمد کی کارفرمائی سے اپنے مقابل کو بھگایا - ایک گروہ نے ناھر خان
کو ڈیرہ تک بھگایا اور لوٹ لیا - سید بہاء الدین ایک گروہ کو لے کر جدا ہوا - اور غنیم کے
ہراول پر جو غالب ہو رہا جا بھڑا - ندی درمیان مین تھی - ہوا کے جھکڑ چلتے تھے اور خاک
اڑتی تھی ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی - اس آشوب گاہ مین لشکر شاہی کے قول کا گذر
غنیم کے برانغار پر ہوا سخت لڑائی ہوئی لیکن ہوا کی تیرگی کے سبب سے جوان مرد اس
فوج سے جدا ہو گئے بہادر خان و دولت خان اور کئی اور لڑائی مین مستقل کھڑے تھے
اور تماشا دیکھ رہے تھے اتفاقاً محمد خان نیازی - سید بہاء الدین - میر معصوم بھکری -
خواجہ مقیم آپس مین مل گئے اور ایک بڑا ہنگامہ برپا ہوا - غنیم بھی پراگندہ ہو کر ایک دوسرے
کی خبر نہین رکھتے تھے - مرزا جانی چار سو آدمیون کے ساتھ جنگ گاہ مین سراسیمہ کھڑا تھا
بادشاہی سپاہ نے اس طرف قدم بڑھایا - مرزا اس خوف سے کہ اب قول پہنچا ہے
اور زیادہ سراسیمہ ہوا - اس درمیان مین ایک ہاتھی نے شورش مین آکر اپنے لشکر کو
پراگندہ کیا کچھ لڑائی ہوئی - غنیم بھاگ گیا اسکے تین سو آدمی اور بادشاہی لشکر مین سو
آدمی مارے گئے - مرزا کئی دفعہ پھر پھر کر لڑا لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا - باوجودیکہ
غنیم کا لشکر پانچہزار سے زیادہ تھا اور لشکر شاہی مین بارہ سو آدمی تھے مگر یہ لشکر غنیم کے
لشکر پر غالب رہا - یہ فتح عجیب تھی کہ سپہ آرا دور نہ کوئی بزرگ دلیر موجود - ابتدائی جنگ
مین بیہمزدگی بدبست بے دلی کے سبب سے اپنی عمدہ سپاہ کے ساتھ نہ ملا - اس فتح مین یہ
خبر آئی کہ بادشاہی لشکر لٹ رہا ہے لشکر تیز دست وہان پہنچا اسنے غارت گرون
کو پکڑ کر لٹکا دیا - باقی بھاگ گئے لشکر ایمن ہو گیا - خانخانان مژدہ فتح سنکر اس قلعہ
مین کہ مرزا جانی بیگ نے بنایا تھا پہنچا اور اسکو ویران کر دیا -
جب بادشاہی سپاہ کو غلبہ ہوا تو مرزا جانی بیگ نے ارادہ کیا کہ پھر اپنے

مرزا جانی بیگ کا مطیع ہونا اور سیوستان کا سر کرنا ۔ سنہ ۱۰۰۱

قلعہ مین چلا جاے مگر اس نے راہ مین سُنا کہ پادشاہی سپاہ کا غلبہ بسیار ہو گیا ہی تو اسکو بڑا فکر ہوا اور اسنے ایک انجمن کو جمع کیا کہ وہ کسی استوار جا کو تجویز کرے اس نے بہت سوچ بچار کر کے بالا کنڈی چار کوس پر دنیہور کے نزدیک سیہوان سے چالیس کوس پر ایک دلپذیر جا قرار دی اور اس سرزمین مین ساحل سندھ پر ایک قلعہ کی بنیاد ڈالی اور اسکے گرد چوڑی گہری خندق بنائی ۲۶ فروردین کو خانخانان نے جا کر اسکا محاصرہ کیا تیر و بندوق سے سوال جواب ہوئے جانفشانی اور جانستانی کا ہنگامہ گرم ہوا۔ غنیم کو اپنے لشکر کی افزونی اور جنگی کشتیون اور بارش کی نزدیکی پر گھمنڈ تھا۔ انہی دنون قلعہ برن کوٹ کہ اس ملک کا منتخب قلعہ تھا فتح ہوا اور خوب لڑائی ہوئی۔ عرب کرد کا ایک گروہ اس حصار مین تھا وہ قاسم علی قلعہ دار سے عاجز ہوا اور اُسکا سر کاٹ کر لشکر شاہی مین لایا۔ اور اپنی دولتخواہی اُس نے دلنشین کرائی اولیاء دولت اس سے خوش ہوے۔ قلعہ کی کشایش مین اور زیادہ کوشش کرنے لگے روم کے آئین کے موافق ریگ تودے بلند کر کے مورچال آگے لے گئے خندق کو بھرنا شروع کیا۔ اہل قلعہ بھی رخنون کو بنا کر خالی کرتے تھے۔ دونو طرف سے سخت کوشش ہوتی تھی۔ چند دفعہ اہل قلعہ باہر آکر لڑے مگر ناکام پھرے۔ زمین کی بیگانگی اور رعیت کی سرتابی سے لشکر شاہی مین آذوقہ کم پہنچتا تھا جس سے عجیب گرانی ہوئی اور سخت بیماری پھیلی۔ پادشاہ نے پیش بینی سے بہت سا آذوقہ اور خزینہ اللہ بخش و قزاق بہادر کے ہاتھ روانہ کیا وہ عین تنگ دستی مین پہنچا اور اُس نے دلون کو تازہ کیا۔ تھوڑی عرصہ مین قلعہ کو بہت تنگ کیا۔ مورچال سے قریب ہوے۔ کہ ایک دوسرے کے ہاتھ سے سنان چھین لیتے اہل قلعہ نہایت عاجز ہوے۔ بہت لابہ گری کر کے آشتی کے خواہان ہوئے۔ پادشاہی لشکر نے بھی کم آذوقی کے سبب سے صلح کو قبول کر لیا اور یہ پیمان ٹھیرا۔ سیوستان کو مع سیہوان اور بیس جنگی غراب مرزا جانی بیگ حوالہ کرے اور خانخانان کے بیٹے ایرج کو اپنی دامادی مین قبول کرے جب برسات

ختم ہوجائے تو خود پادشاہ کی خدمت مین آئے - یہ قرار پایا کہ اول محاصرہ اٹھایا جائے - پھر مراسم خویشی استوار ہون جب وہ سیہوان دیدے تو موسم بارش مین لشکر شاہی یہین مقیم رہی - ۱۶ ارخرداد کو مورچال اٹھائے گئے اور رسوم شادی ادا ہوئین اور قلعہ کے حوالہ کرنے کے لئے اور لینے کے لئے طرفین سے آدمی گئے -

جب آشتی ہوگئی اور مورچال اٹھ گئے تو مرزا جانی بیگ پہلے اس سے کہ قلعہ سیہوان کو حوالہ کرے بے اجازت ٹھٹہ کو روانہ ہوا - لشکر شاہی نے جانا کہ اس نے فریبکاری کی - ایک کارآگاہ کو بھیجکر اس سے پوچھا کہ یہ کیا کیا اس نے عرض کیا کہ مُردون کی کثرت سے قلعہ کی ہوا جاگزا ہے اُس مین جیتون کو جینا مشکل ہے سپاہ اور رعیت نے اپنی بنگاہ مین جانے کی درخواست کی مین نے اسے منظور کر کے روانہ کیا - سارا لشکر عاجز ہوکر بغیر کہے چلا گیا اور میری پاس کوئی نہین رہا - ناگزیر اس طرف نصیرپور مین چلا آیا - حاشا مینے عہد شکنی نہین کی جو کہا ہے وہی کرونگا - رستم قلعہ دار سیہون نے آن کر پیمان از سر نو کر کے قلعہ سیہوان علی عرب و رمقصود آقا کو حوالہ کیا اور قلمرو شاہی مین کل سیوستان کا اضافہ ہوگیا -

سپاہ نے بعد از صلح قصبہ سن مین سیہوان سے بیس کوس پر اپنا بنگاہ بنایا جب برسات ختم ہولی تو مرزا جانی بیگ کا انتظار وہ کر رہی تھی کہ اوسکو ہمراہ لے کر پادشاہ پاس لے جائین کہ ناگاہ مرزا کا پیغام آیا کہ کچھ پریشانی پیش آئی ہے اور راہ دراز ہے بعد خریف کے محصول وصول کرنے کے وہ درگاہ والا مین روانہ ہوگا اور یہ بھی بیان ہوا تھا کہ این سومئے سیہوان حوالہ کیا جائیگا اس مین سے ہنوز برن کوٹ اور ہالاکنڈی نہین سپرد ہوئے ہیں - اولیاء دولت نے فرستادہ کو نگاہ رکھا اور خود تیز دستی کر کے شاہ بیگ خان - غازی خان - جالش بہادر خواجہ خضری اب سندھ سے گذر کر خشکی کی راہ ٹھٹہ کی طرف چلے - بختیار بیگ - قرابیگ - اور اور افسر جنگی غرابول مین دریا نورد ہوئے - شیر خان اور بعض اور افسر دریا کے کنارہ پر مقیم ہوئے یہ قرار پایا

مرزا جانی بیگ و خانخانان کا داماد بننا ۱۰۰۲ھ

کہ یہ تینون فوجین ایک دوسرے کو اطلاع دیتی ہوئی سفر کرین اور تیز دستی کر کے نصیر پور پر کہ ملک کے وسط مین ہے قبضہ کرین سب کا مطلب یہ تھا کہ پادشاہ پاس زا جانی بیگ چلے خانخانان نے اس پاس اپنا ایلچی بھیجا اور بہت سی نصیحتین اسکو کین اور بعد ازان خود بھی چلا۔ فوجون نے نصیر پور پر غلبہ پایا۔ ٹھٹہ سے مرزا نے نکل کر دو تین کوس منزل اس قصد سے کی کہ عقبات (گھاٹیان) کو جو نیارہ تک استوار کیے جب خانخانان نصیر پور مین آیا تو تینون فوجین موافق سابق کے روانہ ہوئین۔ چابک دستون نے مرزا کے اردو کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا چند ارغونی بھی انکے ساتھ مل گئے۔ مرزا نے لابہ گری کی۔ کاردیدون کو بھیجکر پیمان شکنی کا سبب خانخانان سے پوچھا۔ اسکا جواب یہ ملا کہ ہم عہد کو نہین توڑتے اور کوئی اور بات ہمارے دل مین نہین آئی لیکن ایسا سنا گیا کہ فرنگی سپاہ ہرموز (پرتگیز) اس سرزمین مین یازش کر رہی ہے اس لئے بندر لاہری کی یورش درپیش ہے۔ لوٹ مین جو مال ہاتھ لگا تھا اسکو عذر کر کے واپس بھیجدیا۔ خانخانان نے یکجہتی کے پیام مین گرمخوئی کی۔ پہلے سال کی دہم آبان کو وہ ایہمین سوار ہوکر چلے۔ دوربینی کے سبب سے خانخانان ٹھٹہ کے شہر کی طرف روانہ ہوا بظاہر اس جگہہ کی سیر کا قصد تھا لیکن اصل تدبیر یہ تھی کہ پایان آب پر قبضہ کرتے تاکہ ارغونیون کے دل مین کچھ اور ارادہ نہ پیدا ہو۔ جب کچھ تھوڑی دور گیا اور خاطر جمع ہوئی تو اس نے گذارش کی کہ پیوند دوستی کے موافق سزاوار یہ ہے کہ نوارہ حوالہ کیا جائے جسکے سبب سے دور اور نزدیک کو کوئی بات کہنے کے لئے نہ رہے اور سب خاموش رہین مرزا نے ناگزیر سارا ملک پادشاہی لشکر کو حوالہ کیا اور درگاہ والا مین جانے کا سامان تیار کیا۔ خانخانان ٹھٹہ کی سیر کر کے بندر لاہری مین آیا۔ شاہ بیگ اور افسرون کو یہان سے رخصت کیا کہ مرزا جانی بیگ کے ہمراہ آگے جائین۔ ٹھٹہ مین ایک گروہ چھوڑ کر خانخانان خود خشکی کی راہ سے پھرا اور باغ فتح کے قریب مل گیا اور بہت سے افسرون کو اس ملک مین متعین کر کے مرزا کے ساتھ ۲۹ بہمن کو روانہ ہوا۔ ہرچند

اسنے چاہا کہ اہل و عیال کو ٹھٹھہ مین چھوڑ جاے مگر خانخانان نے اسکی درخواست کو نہ مانا۔
اسلیئے اُس نے اپنا زنانہ و زادوا و نوکرون کو خشکی اور دریا کی راہ سے روانہ کیا اور خانخانان کے
ساتھ بادشاہ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ اور اسکو بادشاہ نے منصب سہ ہزاری اور صوبہ
ملتان عنایت کیا اور ٹھٹھہ مرزا شاہرخ کو عطا ہوا۔ اس سے مرزا شکستہ خاطر ہوا۔ ان
دنون بادشاہ نے سُنا کہ الوس ارغون دس ہزار مرد و زن کشتی مین اوپر کی طرف جاتے
ہین ہاتھ تلے سے ملک نکل جانے سے کشتی بان اور خدمت گذار ہاتھ نہین آتے ہین اس لئے
وہ خود ہاتھون اور دانتون سے کشتیون کو کھینچتے ہین اس سبب بادشاہ کو اُن پر رحم آیا۔
اور مرزا جانی کو ملک ٹھٹھہ پھر دیدیا

مرزا جانی پسر پاینده محمد بن مرزا باقی بن مرزا عیسی بن عبد العلی بن عبد الخالق تھا
وہ شکل بیگ ترخان کی نسل سے تھا۔ شکل بیگ کے باپ ایکو تمر نے تقتمش خان کی لڑائی
مین اپنی جان لڑا کر وفات پائی تھی اسلیئے صاحبقران نے خرد سالی سے اسکی پرورش کی
تھی۔ ترخانی کا درجہ عطا کیا تھا اسکا نسب چوتھی پشت مین ارغون خان بن اباغ خان
بن ہلاکو خان بن تولوخان بن چنگیز خان تک پہنچتا تھا۔ مصنف بادشاہون کا پہلے یہ دستور تھا
کہ وہ اپنے چند سعادت سرشت بندون کو کن کن کا اختیار دیتے اور ترخان کا خطاب
دیتے۔ صاحبقران کے ترخان کو کسی جگہہ جانے سے سپاہی نہین روک سکتے۔ نو گناہون تک اُسے
اور نہ اسکی اولاد سے بازپرس کرتے۔ قاآن بزرگ چنگیز خان نے تسلیق و باباکو اس صلہ و
مین کہ اُنہون نے غنیم کے حال پر مطلع کیا تھا ترخان کا پایہ عطا کیا تھا اور رعایا کی سے قرار
کے بوجھ سے ہلکا کیا تھا اور لوٹ مین سے شہنشاہی حصہ عنایت کیا تھا بعض ترخان
ان سات چیزون سے سربلند ہوتے ہین طبل و تمن و توغ و نقارہ و قشون توغ و چتر توغ
و قور۔ یہ آخر تین چیزین اسنے اپنے دو برگزیدہ آدمیون کو دی تھین۔ باقی اور حالات
تاریخ ملک سندھ مین پڑھو جو اس جلد کے اوّل میں لکھی گئی ہے۔

مرزا جانی بیگ مرزبان ٹھٹھہ علم ظاہری رکھتا تھا۔ علم موسیقی مین اور فارسی

مرزا جانی بیگ کے خاندان کا بیان خطاب ترخان و مرزبان ٹھٹھہ —

مرزا جانی

زبان مین شعر کہنے کی اچھی استعداد رکھتا تھا۔ جب سے بادشاہ کی اطاعت اس نے اختیار کی۔ اسکے گفتار اور کردار سے بادشاہی اخلاص معلوم ہوتا تھا اور اُسکی نشست و برخاست سے شناسائی و آہستگی ظاہر ہوتی تھی۔ لیکن چھوٹی عمر سے وہ شراب پیتا تھا۔ مگر شرابیون کی ناہنجار حرکتین کرتا تھا۔ کار کرد اور گفتگو عقل کے موافق کرتا تھا۔ گھر مین شراب بہت پیتا تھا۔ شراب کے نہ پینے کی نصیحت نہ سنتا تھا۔

رباعی

چہ خوری چیزے کہ از خوردن آن چیز ترا	نے چو سروی بنماید متبل سر چو لئے
گر کمی بخشش گویند کہ مے کردہ او	ور کنی عربدہ گویند کہ او کردہ نہ مے

عوض شراب کی افزونی سے رعشہ و سرسام ہوا۔ ۱۳ ارسنہ ۹۵۰ ھ مین دنیا سے رحلت ہوا۔ بادشاہ نے غائبانہ اسکے بیٹے مرزا غازی کو ریاست باپ کی دیدی۔

پنہ ایک آباد ملک ہے اسکا مرزبان جدا ہے۔ باندھو کا قلعہ اسکا نشیمن گاہ ہے مشرق مین ۶۰ کروہ تک اسکی عملداری ہے۔ اسکے پیچھے اور زمیندارون کی زمین ہی جو اسکے کچھ مطیع ہین۔ اسکی ولایت کچھ رہتاس ہی جنوب مین بارہ کروہ تک اسکی عملداری ہے اسکے پیچھے اور زمیندارون کی زمین ہی جو اسکے کچھ تابع ہین ملک گدھ سے اس مین گذر ہوتا ہے۔ شمال مین گنگا جمنا ساٹھ کروہ پر الہ آباد کے متصل۔ جنوب مین سولہ کروہ تک عملداری اسکے پیچھے ولایت گدھ ہے۔ جنوب و مشرق کے درمیان رتنپور ۸۰ کروہ پر۔ مشرق و شمال کے درمیان ستر کروہ عملداری ہے اسکے پیچھے صوبہ الہ آباد ہے شمال و غرب مین ۵۰ کروہ پر قلعہ کالنجر سے علاقہ ملتا ہے غرب جنوب مین ۲۵ کروہ پر ولایت گدھ ہے یہ قلعہ بڑا دشوار کشا ہی۔ کوہچہ اسکے گرد ہے اسکا نشیب ۸ کروہ ہے اور بلندی ڈیڑہ کروہ سے کچھ زیادہ۔ تین طرف پہاڑ یک لخت ہے۔ شمال و چار دیوار سنگین ہے۔ پہلا دروازہ گنیش پور ہے یہان ایک بڑا آبگیر ہے۔ دوسرا دروازہ ھندلی پور ہے۔ سوم کرن پور چہارم ھیرہ پور۔ یہان راجہ کا بنگاہ ہے اس قلعہ کی چار دیوارین ہین۔

گرد باغ ہین۔ حوض نظر فریب ہی۔ اس مین ایک بڑا تہخانہ ہی۔ اسکے گرد راجہ رتنہ اور مکانات ہین۔ کسی فرمانروا نے اسپر تسلط نہین پایا۔ سلطان علاءالدین یہ آرزو اپنے ساتھ لیا۔ بہت خزانہ اسنے صرف کیا اور جانین کھوائین مگر کچھ کام نہ ہوا۔ یہ قلعہ تھوڑی توجہ سے ہو گیا۔ اہل قلعہ نے خرد سال راجہ کو بادشاہ پاس اس خیال سے بھیجا کہ زرفشانی سے قلعہ بچ جائیگا۔ مگر بادشاہ نے ان رشوت کی باتون کو سنا نہین اس نے حکم دیدیا کہ عہد کی کل آئین یہ ہی کہ ایک بار قلعہ کو حوالہ کرین تو پھر بخشایش ہو۔ اہل قلعہ نے اسے قبول نہین کیا۔ بہادر اس نے سعی کی۔ داد و دہش کو کلید فتح بنایا بہت بڑی لڑائیان لڑا اس ملک پر غالب آیا۔ قلعہ کا محاصرہ کیا۔ آٹھ مہینے بیس روز کے بعد ۲۷ تیر کو اہل قلعہ نے کم آذوقی کی سبب پناہ مانگی۔ قلعہ کو لے لیا۔ بہت غنیمت جمع کی۔

قندھار کے معاملات

قندھار کے معاملات جو حضرت ہمایون اور شاہ طہماسپ فرمانروای ایران کی درمیان ہوئے اسکا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین اور یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ اکبر نے قندھار باپ کے عہد و پیمان کے موافق شاہ ایران کو دیدیا تھا اور پھر کبھی اسکی فتح کا ارادہ نہین کیا۔ ان دنون مین ایرانیون کے اقبال کا ستارا پہلی سی چمک دمک نہین رکھتا تھا۔

سلطان حسین مرزا کے بیٹے قندھار کے حکمران تھے وہ مرزبان ایران کی فرمان پذیری سے باہر ہوئے۔ اور شہنشاہ اکبر کی اطاعت مین گفتار کے موافق کردار عمل مین نہ آئے اسلئے ان دنون مین بادشاہ کے دل مین آیا کہ ایک گزیدہ سپاہ ایران کے کارکنون کی یاوری کے لئے بھیجو اگر یہ مرزا سیدھی طرح سے سمجھانے سے درگاہ الاسین آجائین اور ملک اقطاع مین دیدیا جائیگا اور انکا آباد ملک کسی دادگر طرز دان کی پاسبانی مین سپرد کیا جائیگا اس سے شاہ ایران کی ایسی معقول مدد ہو جائیگی کہ وہ نہ کیون کو

زبان مین شعر کہنے کی اچھی استعداد رکھتا تھا۔ جب سے پادشاہ کی اطاعت اس نے اختیار کی۔ اسکے گفتار اور کردار سے پادشاہی اخلاص معلوم ہوتا تھا اور اُسکی نشست و برخاست سے شناسائی و آہستگی ظاہر ہوتی تھی۔ لیکن چھوٹی عمر سے وہ شراب پیتا تھا۔ مگر شرابیون کی ناہنجار حرکتین کرتا تھا۔ کارکرد اور گفتگو عقل کے موافق کرتا تھا گھر مین شراب بہت پیتا تھا۔ شراب کے نہ پینے کی نصیحت نہ سنتا تھا۔

رباعی

چہ خوری چیزے کہ از خوردن آن چیز ترا	نے چو سروی بنماید بہ تل سر چو نے
گر کنی بخشش گویند کہ مے کرد نہ او	ور کنی عربدہ گویند کہ او کرد نہ مے

غرض شراب کی افزونی سے رعشہ و سرسام ہوا۔ ۱۳ ارسنہ ۹۶۵ھ مین دنیا سے جدا ہوا۔ پادشاہ نے غائبانہ اسکے بیٹے مرزا غازی کو ریاست باپ کی دید

یہ ایک آباد ملک ہے اسکا مرزبان جدا ہے۔ باندھو کا قلعہ اسکا شہر مشرق مین ۶۰ کروہ تک اسکی عملداری ہے۔ اسکے پیچھے اور زمینداروں کی زمین اسکے کچھ مطیع ہین۔ اسکی ولایت کچھ رہتاس ہے۔ جنوب مین بارہ کروہ تک اسکی عملداری اسکے پیچھے اور زمینداروں کی زمین ہے جو اسکے کچھ تابع ہین ملک گدھہ سے اس ہی ملتا ہے۔ شمال مین گنگا جمنا ساٹھہ کروہ پر الہ آباد کے متصل۔ جنوب مین سولہ کروہ تک عملداری اسکے پیچھے ولایت گدھہ ہے۔ جنوب و مشرق کے درمیان رتنپور ۶۸ کروہ پر۔ مشرق شمال کے درمیان ستر کروہ عملداری ہے اسکے پیچھے صوبہ الہ آباد ہے شمال و غرب مین ۶۰ کروہ پر قلعہ کالنجر سے علاقہ ملتا ہے غرب جنوب مین ۲۵ کروہ پر ولایت گدھہ ہے یہ قلعہ بڑا دشوار کشا ہے۔ کوہچہ اسکے گرد ہے اسکا نشیب ۸ کروہ ہے اور بلندی ڈیڑھ کروہ سے کچھ زیادہ۔ تین طرف پہاڑ یک لخت ہے۔ شمال و چار دیوار سنگین ہے۔ پہلا دروازہ گنیش پور ہے یہان ایک بڑا آبگیر ہے۔ دوسرا دروازہ صندلی پور ہے۔ سوم کرن پور چہارم ہیرہ پور۔ یہان راجہ کا بنگاہ ہے اس قلعہ کی چار دیوارین ہین۔

حاکم مقرر کیا۔ اسنے بداغ بیگ کو انکے مارنے اور ملک لینے کے لئے بھیجا۔ صبح کو انکا ارادہ
انکے مارنے کا تھا کہ خود شاہ اسمٰعیل کے مرنے کی شہرت ہوئی۔ یہ بیگناہ بچ گئے۔
سلطان محمد خدابندہ ایران کا پادشاہ ہوا۔ مرزاؤن کا ملک انکو دیدیا۔ مرزا مظفر حسین
سب سے بڑا بھائی قندھار مین تھا۔ رستم مرزا و باقی بھائیون کے ساتھ زمین داور مین
تھا۔ خودکامی اور جوانی کی مستی اور بدہم زبانی سے آپس مین لڑ مرے مظفر حسین مرزا
شکست پاکر قلعہ کے اندر چلا گیا۔ چالیس روز تک رستم مرزا قلعہ پر جھولا کیا پھر دونون
بھائیون مین صلح ہوگئی آپس مین ملاقات ہوئی۔ جب فرمانروائے توران عبداللہ خان
نے ہرات کا محاصرہ کیا۔ لیکان سلطان افشار نے کہ فراہ مین ایالت رکھتا تھا رستم مرزا
کو اپنے پاس بلالیا۔ تورانی سپاہ سے لڑا اور فراہ پر قابض رہا۔ مرزا نے دوستی شناسی و
حسنوزہ رائے سے بیگان سلطان کو مار ڈالا سلیمان خلیفہ خراسان سے آنکر مرزا سے ملا کہ
ہمایہ شورش بناسے۔ مگر اس نے سعادت اختری سے نہ منظور کیا لیکن اسکی یاوری سے سیستان
پھر جو ملک نیمروز کے نام سے زبان زد خلایق ہے غالب ہوا۔ مظفر حسین مرزا نے قابو
کر دا ور زمین پر تاخت کی۔ رستم مرزا اس طرف آیا۔ دونوین بڑی لڑائی ہوئی۔ مظفر حسین
مرزا مین مقابلہ کی تاب نہین رہی۔ قندھار کو الٹا چلا گیا ہمیشہ ان دونو بھائیون کے درمیان
زر پرست خوشامدی آدمی ایک کے پاس سے دوسرے کے پاس جاتے اور خفیہ کے آرام مین خلل ڈالتے۔ جب غلبہ نے انکی
پرانی دشمنی کو بجھا یا تو بدنصیبی سے مرزاؤن نے ایران کے پادشاہ سے اپنے پرانے پیوند کو
قطع کیا اور شہنشاہ اکبر سے بھی شائستگی کے ساتھ تعلق نہ پیدا کیا یہانتک بڑے بھائی
نے زمین داور کو لے لیا۔ مرزا رستم ہری (ہرات) مین آیا۔ قلات لے لیا اس عرصہ
مین پادشاہ کی سپاہ کے آنے کا غل مچا۔ مرزا رستم نے شریف خان اتکہ حاکم غزنین کے
سامنے دوستی کی داستان پڑھی اور اس وسیلہ سے پادشاہ کی خدمت مین
نیاز نامہ بھیجا اور آستان بوسی کا قصد کیا۔ پادشاہ نے دلدہی کا فرمان میرک جلائر
اور مہتر ابراہیم کے ہاتھ بھیجا۔ سر راہ کے اقطاع دارون کے نام حکم بھیجا کہ مرزا کی

بزرگ داشت مین اہتمام کرین۔ غرض نہایت آؤ بھگت کے ساتھ وہ ہزار مہر کو د
کا جشن تھا۔ پادشاہ کی خدمت مین آیا پادشاہ نے اسکو منصب پنج ہزاری عنایت
کیا۔ ملتان اور بہت سے پرگنے اور بلوچستان جو قندھار سے کہین زیادہ تھے عنا
کیے۔ نقارہ اور علم عنایت ہوا۔

جب زمانہ مین مشہور ہوگیا کہ پادشاہی لشکر قندھار کی فتح کے ارادہ سے آیا
رستم مرزا تیز دستی کرکے پادشاہ کا آستان بوس ہوا تو مظفر حسین مرزا نے اپنی مان ا
بڑے بیٹے بہرام مرزا کو بھیجکر پادشاہ سے پناہ مانگی یہہ دونو باریاب ہوے اور انکی آ
قبول ہوئی۔ قرا بیگ کو جو اس خاندان سے قدیمی پیوند رکھتا تھا اور مرزا بیگ کو
کہ مرزا کو نوید بخشایش پہنچا کر درگاہ مین لائین اور اس ملک کی دیدبانی شاہ بیگ
حوالہ کرین۔

جب قرا بیگ اور مرزا بیگ قندھار کے قریب آئے تو مرزا مظفر حسین نے انکا استقبا
کیا اور منشور والا سے خوش ہوا اور درگاہ والا کا قصد کیا۔ شاہ بیگ کو قلعہ کشادہ پیشانی
سے حوالہ کیا اور سکہ پادشاہی جاری کیا خطبہ مین نام پڑھوایا شاہ بیگ خان نے
مرزا کی طرح طرح کی یاوری کی اور زہ وزاد اور دو ہزار قزلباش ہمراہ کرکے روانہ کی
بے آویزش کے یہ آباد ملک پادشاہ کے ہاتھ مین آیا اور ایک بزرگ نژاد بربادی
سے بچا۔ اوزبک بھی اس ملک کی فتح سے کچھہ عنان کش ہوئے۔ کسان کسی قدر آسو
ہوے۔ الوس ہزارہ اور افغان اور سرکش زمینداروں کی مالش مناسب ہوئی۔

داور اور گرم سیر دو نو آباد مقام قندھار سے تعلق رکھتی ہین۔ جب سپاہ شاہی
کے آنے کی شہرت ہوئی تو اس سرزمین کے بڑے بڑے آدمیون نے جمع ہوکر جنگ
کرنی شروع کی۔ اوزبک ناکام چلے گئے۔ ان دنون مین سلطان محمد اوغلان نے
و تنگ بردی و مراد خان اور بعض نامدگین تو دہی پر آمادہ ہوئے اور حصار کا محاصر
جب شاہ بیگ خان آیا تو زمیندار داد خواہ آئے۔ پادشاہ کے حکم بغیر

ان کی یاوری مین متردد تھا کہ اس گروہ مین سے بعض نے قندھار کے قریب ٹوچی جائی
قلعہ مہری کو مرزا عوض نے بزور لے لیا۔ شاہ بیگ نے اُسکو سمجھایا۔ مگر جب وہ نہ سمجھی تو وہ لڑنے
کھڑا ہوا۔ مرزا نے تیری کو استوار کیا اور لڑا اور تھوڑے عرصہ مین گرفتار ہو گیا اور قلعہ فتح
ہوا۔ شاہ بیگ نے ہلمند سے گذر کر زمین داور پر تاخت کی غنیم جلد قلعہ زنغور مین داخل ہوا
اور تعاقب کے سبب سے وہ ہرات کی طرف بھاگا لشکر شاہی وہان سے پھر کر زمین
... آیا۔ گرم سیر بھی بے آویزش کے ہاتھ آگیا۔ تورانی سپاہ کی آنکھین کھلین
... یہ رائے خراسان کو اسکے پاس اندیشہ ہوا دہ دوربینی کر کے بادشاہ کی
... اتھ دوستانہ پیش آیا۔

... حسین قندھار سے چلکر ۵ شہر لویہ ... کو بادشاہ کی
ملازمت سے مشرف ہوا۔ سو اسپ عربی اور اسباب نذر مین دیا۔ ان مین ایک مہرہ
عجیب تھا کہ وہ سانپ کاٹے آدمی کا زہر چوس کر اچھا کر دیتا تھا۔ بادشاہ نے پنج ہزاری
منصب اور قندھار سے بڑی اقطاع سنبل اسکو عنایت کی اور بہت نقد و جنس دیا۔
اسکے چار بیٹے بہرام مرزا۔ حیدر مرزا۔ انفاس مرزا۔ طہماسپ مرزا تھے انکا اور انکے
ہمراہیوں کا دلی مقصد بر آیا۔

قندھار کے قریب ایک استوار قلعہ سیوی ہے پہلے زمانہ مین مرزایان
بھکر پاس تھا۔ بہت دنون سے یہی افغان اسپر غالب تھے سید بہاء الدین بخاری
تیول دار اچھ اور بختیار بیگ اقطاع دار سیوستان اور میر ابو القاسم نمکی جاگیردار
بھکر اور میر معصوم اور سپاہ ملتان پاس فرمان شاہی گیا کہ اول وہان جا کر اندر گھر
سے قلعہ کو فتح کرین اور اگر وہ نہ سنین تو سزا سے مالش کرین۔
۲۳ دے کو لشکر اس ارادہ سے یہان آیا گنجابہ کے زمینداروں اور اس طرف کے
اور سرداروں نے جیسے کہ داؤد خان و دریا خان تھے اطاعت کی سوم ...
کو قلعہ کے نزدیک پہنچے پانچ ہزار آدمی لڑنے کو آئے۔ کچھ لڑ کر حصاری ہو گئے

جب محاصرہ سخت ہوا تو انہون نے قلعہ کی کنجیان حوالہ کین اس فتح سے قندھار اور کیچ اور
مکران قلمرو مین آگئے ۔ اس جنگل مین پانی کی کمیابی سے لشکر شاہی سراسیمہ تھا کہ ایک خشک ندی
مین پانی آگیا جس سے وہ سیراب ہو گئی — الوس کاکر بدتون سے زیر دستون کو ستاتے
اور قندھار کی راہ پر لوٹ مار مچاتے ۔ آغاز دے مین شاہ بیگ خان انکی سزا کے لئے چلا
اس نے ان کے بڑے بڑے سنگر توڑے ۔ سرکشون کے سر کاٹے ایک گروہ کو فرمان بردار بنایا

بلوچستان کی تنبیہ کی بھی ہدایت لشکر کو ہوئی تھی بلوچون کا حال یہ
پادشاہ کی نیکو خدمتی سے باز رہ کر نافرمانی اسلئے کرتے تھے کہ وہ پادشاہ
دور جانتے تھے اور اپنے مقامات کو نہایت مستحکم سمجھتے تھے ۔ پادشاہ تباہ کار
۹۸۶ کو نیک سگالون کے ساتھ نوازشین کرنا سمجھتا تھا ۔ اس لئے اسنے پہلے بھی سنہ
امرا کے پاس فرمان بھیجا تھا کہ بلوچیون کے مقامات مین جائین اور انکو سزا
جب بلوچیون نے پادشاہی لشکر کی تیاری کا آوازہ سنا تو آئین جو مغرور
بندگی اختیار کرنے کو تیار ہوئے اور رہنمائی اور دوراندیشی کے سبب سے اپنے عاقل
پادشاہ پاس بھیجا کہ زینہار کے خواستگار ہوئے ۔ شہریار انکی اس نیازمندی کو خدمت
سمجھا اور فرمان بھیجا کہ لشکر واپس چلا آئے ۔ پادشاہ کی نیت مین تو یہ تھا کہ اہل جہاد
فرمان پذیر ہون کہ کثرت مین ظل وحدت نظر آئے ۔ خلائق عامہ کی آسودگی اور آرامش کا
انتظام ہو ۔ اسکا حال اور زرد دست چیرہ دستون کا سا نہ تھا ۔ کہ کسی کی لغزش کو
کاہانہ بنا کے خون ریزی اور مال اندوزی سے فراغت ہی نہ پائے ۔

الوس کاکر اپنی بدگوہری اور اپنے مقامات کی ناہمواری کے سبب سے زیر دستون
کو ستارہے تھے اور قندھار کے راستہ مین قزاقی کرتے تھے ۔ شروع ماہ دی مین
شاہ بیگ انکو سزا دینے آیا ۔ اس سے خوب لڑائیان ہوئین اور شاہ بیگ نے انکے
بڑے بڑے سنگر توڑے ۔ بہت سے انمین سے مارے گئے ۔ کچھ آوارہ کچھ فرمان بردار
ہوئے ۔

معاملات و مہمات دکن

سنہ ۹۷۸ھ مین راجہ کچلی نے اپنا ایلچی بھیجا۔ یہ راجہ اقصائے ہندوستان
ملیبار کے قریب زمیندار تھا۔ اس نواح مین کوئی زمیندار اسکی برابر ملک و دو
وہ جوگیون کا معتقد تھا۔ سال بھر مین ایک دفعہ جوگی بن کر جوگیون کا احترام
انشاہ اکبر کی صفات باطنی کا معتقد تھا وہ چاہتا تھا کہ پادشاہ کی خد
دیار ... بھیجکر اپنی عقیدت ظاہر کرے۔ مگر پادشاہ بہت دور تھا
بہت سے سد راہ۔ بے امن و عافیت راہ۔ کسی کو یہ حوصلہ نہین پڑتا تھا کا
دراز کی راہ ... لے کر کے پیشکش کو پادشاہ تک پہنچائے۔ اور راہ مین لوٹ
اگر ان دنون مین اُسکے وزیر زادہ نے یہ ہمت کی کہ بغیر مال و اسباب کے پادشا
تنہا آیا۔ راجہ نے کہا کہ بہترین متاع عالم مین اخلاص حقیقی ہے مگر اسکے سات
کچھ ادا کرنا بھی ضرور ہے۔ اگر میرا اسباب مال و متاع پادشاہ کی نذر مین تو لیجائے
کچھ نہین جچے گا۔ اسلئے مین ایک کارد دیتا ہون اگرچہ وہ کچھ مالیت نہین رکھ
یہ خاصیت ہی کہ جس سوجھن پر مل جائے وہ اُتر جائے۔ وزیر زادہ پادشا
سے مشرف ہوا۔ کارد ہدیہ مین دی۔ پادشاہ کہا کرتا تھا کہ دو سو آدمیون
بنے سے اچھا ہوگیا ہے۔ کارد بہت احتیاط سے رکھی جاتی تھی۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ اول یورش گجرات مین میر محسن رضوی مشہد
بھیجا تھا کہ حاکم احمدنگر پاس اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہ محمد حسین مرزا اور اور سرکشون کو
اپنے ملک مین نہ رہنے دے بلکہ پکڑ کر حوالہ کرے۔ اس نے یہ تو نہین کیا مگر اپنے ملک مین انکو رہنے نہین
لائق اپنے معتمدون کے ہاتھ بھیجکر دولت خواہی کا اظہار دیا۔ نیز مذکورہ
ناشکیبائی کو یون بیان کیا کہ پادشاہی لشکر کی فتوحات سے انکی ...
ہے کہ اپنے شہرون سے مال و اسباب کو پہاڑون کے اندر بھیجکر نگہبانی

م کو مہم پر تقدیم دیتا تھا اس کے دیار شرقی کی فتح کو مقدم جانا۔ اور
ور وقت پر موقوف رکھا۔
ں کو نظام الملک دکنی کے پاس اسکی رہنمائی کے لئے بھیجا تھا نظام الملک
ن مین سے وجا خان کو بھیجا۔ اُس نے احکام پادشاہی کو مانا۔ وہ جا
ہ ۹۸۵ھ کو کورنش بجا لایا اور نفیس ہاتھی اور اس دیار کے نفائس پیشکش

یہ عادل خان حاکم بیجاپور پادشاہ کا مطیع نہین تھا مگر اور حکام دکن کی
آدمی کاروان اور پیشکش بھیجتا رہتا تھا کہ جس سے اپنا ذکر پادشاہ
یاد دلاتا رہتا تھا ان دنون مین ایک طرز دان اور شیوا بیان ایلچی
آیا تھا پادشاہ نے اسکو جانے کی اجازت دی اور حکیم علی کو اس کے
بھیجا کہ عادل خان کو نصیحت کردے کہ وہ اطاعت شاہی شائستہ طور
شاہی زبردستی اسکو مطیع کریگا۔ عادل شاہ حکیم علی کو رخصت کرنے کو
ندگی لبریز ہوا۔ اگرچہ مرزبانان دکن لوازم بندگی اور فرمان پذیری
پر نہین بجا لاتے تھے مگر اپنی عرائض اور پیشکش بھیجتے رہتے تھے جس سے ایک
ہ سے معلوم ہوتا تھا۔ قطب الملک والی گلکنڈہ نے ایک عرضداشت
کے تحائف کے بھیجی پادشاہ نے اس کو قبول کیا۔
ن نظام شاہ والی احمد نگر کا چھوٹا بھائی برہان الملک تھا جب حسین نظام
ی زندگی ختم ہوئی تو اسکا بڑا بیٹا مرتضی نظام شاہ باپ کا جانشین
ا اسکی مان حکمران ہوئی۔ یہ بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو باپ کی طرح جا
زیادہ بزرگ رکھتا تھا مگر زمانہ کی گردش ایسی آئی کہ شورش طلب فتنہ انگیز
ن اور بھائی دونو کو مقید کردیا اور ہر ایک کو ایک قلعہ مین بھیجدیا۔
دیوانہ کہ آدمیون کے ملنے سے بھاگتا تھا اور سلطنت کا سارا کام

جمال الدین حسین کو سپرد کیا وہ غمازی سے نظام کا ہمزبان ہوا تھا پھر اسکو آصف خان کا
خطاب ملا تھا - جوانی کی مستی مین آن مگر وہ خودسر ہو گیا - مرتضیٰ نظام ایسا خلوت نشین ہوا
کہ خلق کو اُسکے مرجانے کا یقین ہوا - وہ بیدر گیا ہوا تھا - اس سبب سے ایک شورش برپا
ہوئی - انہین دنون مین برہان الملک قلعہ دار کی یاوری سے قلعہ سے باہر نکلا - اور
شورش برپا کی - پانچ چھہ ہزار آس پاس کے اوباش جمع ہو گئے مگر اسکی عقل زندان مین
اور بخت خواب مین تھا - ناگاہ اسکی خبر مرتضیٰ نظام الملک کو ہوئی تو وہ احمدنگر مین آیا
خلق نے جانا کہ وہ زندہ ہے پھر برہان الملک کا ہنگامہ افسردہ ہو گیا اُس نے
اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مدت سے مین خلوت نشین ہو گیا ہون اور آدمیون کے
ملنے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے میرا بھائی طلبگار حکومت ہے اب سب مجھکو چھوڑ کر اُس
جا ملو - ہمراہیون نے یہ گذارش کی کہ سزاوار یہ ہے کہ ان فرومایون کو شکست دے کر
حضور یہ خیال کرین تو گنجایش ہو ورنہ لوگون کو حقیقت کار پر اطلاع نہین ہوگی - اور
حضور کی زبونی اور ناتنومندی پر گمان ہوگا - اس گذارش سے وہ خوش ہوا اور اپنے
دل سے جنگ پر مستعد ہوا - باوجودیکہ اُس پاس سپاہ کم تھی مگر ہمراہیون کی خیرسگالی
اور راستی سے لڑائی کی نوبت نہ آئی اور برہان الملک کے پاس سے گروہا گروہ آدمی
الگ ہو کر اُس پاس آگئے اور برہان الملک حدود بیجاپور مین زمیندارون کے پاس
پناہ مانگنے گیا اور وہان سے عادل خان حاکم بیجاپور پاس گیا یہان بھی اسکا فسون
اور حیلہ سازی کارگر نہ ہوئی تو جوگی بن کر احمدنگر مین آیا اور چھپ کر آدمیون کو اپنے
پاس جمع کیا اور اُن سے عہد و پیمان باندھا - مگر بھانڈا پھوٹ گیا تو وہ مرزبان
بگلانہ کے پاس گیا وہان سے ناکام ہو کر بندر پر مین قطب الدین سے ملا اور اسکے
ذریعہ سے ۱۱ امرداد ۹۹۱ھ ۲۸ کو بادشاہ کا آستان بوس ہوا - بادشاہ ہمیشہ
مصیبت کے مارون پر مہربانی کیا کرتا تھا اسکو اپنی عاطفت سے سربلند کیا وہ
دل کے اندر ایک اور برہان الملک جمال الدین انجو نے سفارش کر کے پیش کیا -

وشجاعت خان۔ شہزرہ خان۔ عبدالستار خان اور بہت سے دکنی اور زنگی عہد وپیمان
لیکر شاہزادہ کے پاس آگئے۔ مگر دشمنان دوست نما کو یہ سودا ہوا۔ کہ ان کی کارشکنی
کیجے۔ اور رخنہ کارون کے طور پر شاہزادہ کو انکی طرف سے بھڑکا دیا۔ انکی رہنمونی سے
انمین سے بہت کو گرفتار کرلیا۔ فرہاد خان اور کئی ایک اور مرزا خان کی ہمراہی مین بحفظ
وخطر خدمتگذار تھے وہ بھاگ گئے پیمان شکنی کی شہرت نے تازہ شورش برپا کی جو
رئیس شہزادہ سے ملنے آئے تھے وہ اُلٹے چلے گئے۔

لشکر شاہی احمد نگر کی فتح مین مصروف تھا۔ بیجاپور کا لشکر اپنی سرحد کی پاسداری کی
واسطے سرحد پر آیا تھا اور بڑی نگرانی کرتا تھا۔ غرض پرست فتنہ دوستون نے اس لشکر
کے آنے کی گرم بازاری کو اور رونق پر ادا کیا۔ قریب تھا کہ قلعہ کے گرد سے سپاہ اوٹھ
جائے۔ مگر کچھ ایسا سبب ہوگیا کہ اس نے محاصرہ نہ چھوڑا لیکن ناسک سی سبزا ور دستہ
بلا دی گئی اور وہ ملک لیا ہوا ہاتھ سے بُری طرح نکل گیا۔ چودھوین کو بادشاہ برہانپور
پہنچ گیا۔

لشکر شاہی قلعہ احمد نگر کی فتح کو بھیجا گیا تھا اسکا یہ ارادہ تھا کہ بارش کے بعد
اس کام پر دل لگائے۔ مگر بادشاہ نے پیہم کوشش کی اور خود برہانپور مین آگیا تھا
اسلئے لشکر نے اسپر توجہ کی۔ مرزا رستم ایک لاکھ مہر لیکر مرزا دانیال پاس آگیا تھا چاند
بی بی اپنے پیمان پر جو ابوالفضل سے کیا تھا قائم تھی ابھنگ خان (ابھنگ خان) بہت
سے زنگی اور دکنی لیکر پورے کے سرے پر کارزار کا آہنگ رکھتا تھا۔ یہ شاہی اقبال تھا
کہ لشکر دکن مین نفاق و دورو ئی پیدا ہوئی۔ ۲۶ فروردین کو ہرکسں ناکس کی زبان پر یہ
کہ بعض سردار بادشاہی سپاہ سے سازش رکھتے ہین اسلئے ابھنگ خان ہمت ہارے
دیتا تھا اور بے لڑے پراگندہ ہوا جاتا تھا۔ ۴ اردی بہشت لشکر شاہی نے احمد نگر کے نزدیک
خیمے ڈالے اور مورچالین امیرون کے لئے مقرر ہوئے۔ چاند بی بی اپنے عہد وپیمان کو تازہ
کررہی تھی کہ حبشہ خان خواجہ سرا کو اسکی اطلاع ہوئی اونے بعض اہل قلعہ کے ساتھ۔

سنہ ۱۰۰۶ھ

متفق ہو کر چاند بی بی کو مار ڈالا۔ اعتبار خان و میر صفی و مرزا تقی و حاجی محمد نے توپ اندازی
شروع کی۔ سپاہ شاہی کے دیر لگانے نے آسان کام کو مشکل کر دیا۔ چند بار غنیم قلعہ سے
باہر نکل کر لڑا۔ ناکام پھر گیا شاہزادہ کی سخت کوشش سے اسکے نوکر خاک ریزی (خندق
کو مٹی سے پر کرنے پر) پر دل نہادہ ہوے۔ خندق کو بالکل بھر کر دیوار کی برابر کر دیا خندق
کی چوڑائی ۳۰ گز سے ۴۰ گز تھی۔ گہرائی سات گز۔ دیوار نیلے پتھر کی ۲۷ گز بلند تھی۔
اگرچہ بہت آدمی خدمت کی بجاآوری میں کوشش کرتے تھے مگر شاہزادہ کے اور مرزا
یوسف خان کے مورچلوں میں زیادہ اہتمام ہوتا تھا۔ انہوں نے چند سرنگیں لگائیں
تھیں مگر اہل قلعہ نے انکا پتا لگا لیا اور انکو خالی کر دیا تعجب یہ ہے کہ اہل قلعہ نے اندر سے
نقب کھودی تھی اور اسمیں آگ لگائی تھی مگر وہ خاک ریز میں افسردہ ہو گئی اس سے
کچھ گزند لشکر شاہی کو نہیں پہنچا۔ بلکہ قلعہ کی ایک برج کو اسنے ہلا کر شکست پیوند کر دیا
اس پر لشکر شاہی کو اطلاع ہوئی اور اسکو خالی کیا اور اس میں ایک سو ۸۰ من بارود
بھر کی اور اس نے ایک برج کو جسکا نام لیلی تھا۔ اور ۳۰ گز دیوار کو ہوا میں اڑا دیا اسکے
پتھروں سے دشمن کچلے گئے۔ مگر لشکر شاہی میں ایک کنکر بھی آنکر نہیں پڑی۔ پھر اس راہ
سے قلعہ میں تیرہ دست گھس گئے اور بہت سے مرزا یوسف خان کے مورچال میں سے
قلعہ کے اندر چلے گئے۔ غنیم کے پندرہ سو آدمی مارے اور کچھ آدمیوں کو ان کے دستوں کی
سفارش سے رہائی دی۔ برہان نظام الملک کا پوتا ابراہیم کا بیٹا بہادر ہاتھ آیا
گرانمایہ جواہر و مرصع آلات و عجیب کتب خانہ اور بہت سا مال و اسباب اور پچیس ہاتھی
غنیمت میں ہاتھ لگے توپیں اور باروت حد سے زیادہ۔ باوجودیکہ برسات کا موسم
تھا۔ مگر ان دنوں میں بارش نہ ہوئی۔ خاک ریز آسانی سے ہو گیا دوسرے روز سے
موسلا دھار مینہ برسنا شروع ہوا۔ بادشاہ کو اس فتح کی برہانپور میں دو روز
بعد اطلاع ہوئی۔ بادشاہ جنیر میں ۲۳ آبان کو آیا۔ یہ آباد شہر نظام الملک کے
باپ دادا کا تھا۔ اسکے قلعہ کا نام شنیر تھا۔ جب احمد نگر فتح ہو گیا تو مرزا خان کو اس قلعہ کی طرف

بھیجا۔ وہ بے جنگ ہاتھ آیا۔ بہادر خان نے عزہ مہر کو سادات خان کو جو اسکا میر شیر تھا
بادشاہ کے پاس دس ہاتھیون کے ساتھ بھیجا وہ بادشاہ کے پاس آیا۔ وہی پہلا پیغام
اُس کا گذارش کیا۔ مگر بادشاہ نے اُسے نہین قبول کیا۔ ایلچی کو واپس جانے کی اجازت دی
مگر اس نے عرض کیا کہ مین بہت مشکل سے اس تنگنا سے نکلا ہون۔ مجھے مدت سے حضور کی قدمبوسی
کی آرزو تھی۔ اسلئے بادشاہ نے اُسے ہزاری کا منصب دیا اور شیخ پیر محمد حسین کے ہاتھ جو اسکے
ہمراہ تھا۔ بہادر خان پاس جواب بھیجدیا۔

آسیر منتخب قلعون مین سے تھا۔ استواری اور بلندی مین بےنظیر تھا۔ اسکی کمرگاہ مین ایک
نامور قلعہ مالی گڈھ تھا۔ جو آسیر مین جانا چاہے تو اول اس کو اس قلعہ مین گذرنا پڑتا ہے
اسکے شمال مشرق مین چونہ مالی ہے جسکی کچھ دیواریں بنے گئی ہی۔ مشرق سے نیرت تک پہاڑ ہا
ہین جنوب مین سربلند پہاڑ گوڈھیہ ہی۔ نیرت مین ایک پہاڑ ساپن ہے۔ دشمنون نے ان
سب جگہون کو توپ اور آدمیون سے اُستوار کر رکھا تھا۔ ساپن کی فتح ہونے کا حال پہلے
بیان ہوا ہے۔ کوتاہ اندیش اس کی فتح کو پسند نہین کرتے تھے۔ ہنگاہ کی دوری سے سب
چھوٹے بڑون کا دل آزردہ ہوتا تھا۔ اہل قلعہ کی زرفشانی نے بھی بعض کو متزلزل کر رکھا تھا
اہل قلعہ مین ایک شخص آیا سی بلکہ پوشیدہ راہ بتائی کہ اس سے بہ آسانی جاسکتے ہو مگر کارپردازون
منظور نہ تھی اسلئے اس کی اطلاع پر کان نہ لگایا جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو خبر دینے
والے کو سوداگی بتادیا۔ بہت آدمیون کے مرنے کی خبر سُنا کر بادشاہ کو باز رکھا۔ ۵ اس
آذر شنبہ کو ابوالفضل کو اس مہم کا اہتمام سپرد ہوا۔ جب شاہ یہان آیا تو قرابیگ سے اس راہ
کو پوچھا۔ اہل مورچال کو اطلاع دی کہ اس ہفتہ مین قلعہ کشائی کے لئے دوڑونگا جب نقارہ
کرنا کی آواز سنو تو ہر ایک زینہ پر سوار ہو کر قلعہ مین آؤ۔ اور نقارہ کو بہت زور سے بجاؤ۔
انھون نے خواہ مخواہ قبول کیا۔ مگر اسکو دیوانہ جانا۔

۱۸ اس کی اندھیری رات مین مینھ برسنے کے اندر خاص آدمیون کو گروہ گروہ کر کے ساپن
پہاڑ کے اوپر چڑھایا۔ اول آدھی رات کو قرابیگ کو ایک گروہ کے ساتھ روانہ کیا۔

اس نے پایہ بہ پایہ اپنے مورچال کے آدمیون کو بھیجا۔ آخر شب مین پہلے گروہ کے چند آدمی
اس پوشیدہ راہ مین چلے۔ دروازہ مالی کو توڑا۔ بہت سے جوان مرد قلعہ کے اندر آئے۔
نقارہ اور کرنا قلعہ کے اندر بجا۔ آدمیون کے آنے مین دیر لگی۔ اسلئے قلعہ نشین کچھ لڑے۔
ابوالفضل خود آیا۔ رہبر نے راہ بتانے مین کچھ غلطی کی۔ لڑائی گرم ہو رہی تھی مینھ برس رہا تھا
صبح کے وقت وہ طناب پر چڑھ کر قلعہ مین گیا۔ تھوڑی دیر غنیم سراسیمہ ہو کر آسیر مین بھاگ گیا
جب دن ہوا تو اور مورچال نشین بھی ہر طرف سے لڑنے کو دوڑے۔ گڈھیا اور چونہ پر پہنچے۔

اس امر کا خیال بھی نہ تھا کہ مرزبان خانا ہیس بادشاہ کے لئے دروازہ نہ کھولیگا
اسلئے سامان قلعہ کشائی ہمراہ نہ تھا۔ ہزار کوشش سے چند توپین پرنالہ و کاویل و احمد آباد سے
آئین جب مالی گڈھ فتح ہوا تو بہادر خان کی آنکھین کھلین۔ ایک زیرا اپنا ابوالفضل پاس بھیجا۔
بادشاہ کی خدمت مین آنے کی اور پناہ مانگنے کی درخواست کی اسکا جواب اسنے کچھ نہ دیا جب
بہت رویا دھویا تو اسکے فرستادہ کو بادشاہ پاس بھیجدیا۔ ۲۲ آذر کو بادشاہ نے زام داس
کو اسکے پاس بھیجا۔ وہ چوتھے روز مقرب خان کو جو بہادر خان کی ناک کا بال تھا ساتھ لایا۔
اسنے پیام عرض کیا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ قلعہ اور ملک اسکو پھیر دیا جائے اور قیدی رہائی
پائین تو سر کے بل حضور کے پاس آتا ہون۔ ایک پرانی رسم یہان چلی آتی ہے۔ کہ وارثون
مین سے ایک مسند نشین ہوتا ہے اور سب بھائی اور خویش اسکے یہان خانون مین زن و فرزند
کے ساتھ بسر کرتے ہین۔ بادشاہ نے اسے قبول کر لیا۔ جان و ناموس کی امان دی۔
بہادر خان بادشاہ کی خدمت مین ناصیہ فرسا ہوا۔ اسکے دو چھوٹے بیٹے افضل خان اور
خداوند خان اور اور امرا اسکے باریاب ہوے۔

قلعہ مین آذوقہ بہت تھا۔ توپون کی کثرت تھی۔ سپاہ کی فراوانی اور آلات
پاسبانی کا سامان ایسا تھا کہ کسی اور قلعہ مین نہ تھا۔ یہان بادشاہی لشکر مین قلعہ گیری
کا سامان نہ تھا۔ اس قلعہ کے محاصرہ مین آدمیون کا اجتماع عسہ وبا شروع ہوئی۔
بہت آدمی روز مرتے مگر اہل قلعہ رعیت کے مرنے پر کچھ خیال نہین کرتے اور نئے نئے

بہادر خان کا پاس آنا ۱۰۰۹ھ +

قلعہ اسیر کا فتح ہونا ۱۰۰۹ھ

رائے درگا اور رائے بھوج بھی جنکو ابوالفضل سے ملنے کا حکم ہوا تھا اپنے گھر چلے گئے اگرچہ وہ کارپژوہ نہ تھے مگر انکے ملنے سے ابوالفضل کو تقویت ہوتی - ۱۵ کو مرزا شاہرخ بادہ پاس جا پا گیا دانیال نے اسکو احمد نگر مین مقرر کیا تھا - ۲۶ کو بادشاہ نے ابوالفضل پاس ہیس ہاتھی اور اسی قدر دھتنال (توپ جسکو ہاتھی کھینچین) اور دس گھوڑے اور کچھ روپیہ بھیجی جس سے فیروزی کا سرمایہ بڑھا - ۲۸ کو سلطان دانیال کو بادشاہ نے برہان پور بھیجا بادشاہ کا ارادہ تھا کہ اسکو ہاتھی کے شکار مین اپنی ساتھ لے جائے مگر دکن مین شورش ہونے سے اسکو الٹا بھیجدیا - مرزا شاہرخ - مرزا یوسف خان - شہاب الدین قندھاری کے برخوردار کو مسعود خان حبشی اور تین ہزار ایماق بدخشی جو توران سے ابھی نئے آئے تھے اور بہت سے اور سپاہیون کو اسکی ہمراہ کیا جس سے روا روی کچھ کم ہوئی —

صوبہ احمد نگر کے عمدہ قلعون مین قلعہ تریناک تھا - آب گنگ (گوداوری) کا سرچشمہ اس مین جوش کرتا تھا - وہ ایک بزرگ پرستش کدہ تھا - وہ سعادت خان پاس تھا ہم نے پہلے لکھا ہے کہ وہ بادشاہ کا تابع ہوگیا تھا - اس نے قلعہ کالنہ سپرد کیا تھا - قلعہ بھی بادشاہی آدمیون کو یہان لاکر اسنے سپرد کیا - مگر سپاہ کے سردارون نے دل گرفتگی کے سبب سے قلعہ کی پاسبانی کا سامان نہ کیا اور الٹے چلے گئے - راجو بہت سی سپاہ کے ساتھ پیچھے آیا - لڑتا ہوا آگے چلا - جہان وہ لڑا بادشاہی سپاہ کو فتح ہوئی - راجہ بھرجی وہاشم بیگ فولاد خان و ملک شیر و سادات بارہہ وعظمت خان نے کارہائے نمایان کئے ہر ایک اپنے اقطاع کو گیا - راجو نے پھر قلعہ پر غلبہ پایا +

بہادر خان گیلانی تلنگانہ مین حاکم تھا اُس پاس جنگ کا سامان کم تھا عنبر حبشی نے بہت سے دکنی و زنگی جمع کرکے اسپر حملہ کیا - وہ کچھ لڑا اُسنے شکست پائی اور کسی طرف چلا گیا - غرض پرستی کے سبب بادشاہ کو اسکی اطلاع نہین ہوئی اس حبشی نے خودسرون کو جمع کرکے ہنگامہ ناسپاسی برپا کیا - سپاہ تلنگانہ کا سردار علی مردان خان تھا - وہ پاتھری کے نزدیک شیر خواجہ کی یاوری کو آیا تھا کہ اسنے سنا بہادر خان گیلانی کو

کیفیت صوبہ احمد نگر و تلنگانہ کی بغاوت - ۱۰۰۹ھ

شکست ہوئی وہ پھر الٹا چلا گیا۔ خیرہ سری سے آمادگی بغیر لڑنے لگا بہت سے اسکے ساتھی بھاگ گئے مگر وہ ثابت قدم رہ کر لڑتا رہا۔ یہان تک کہ گرفتار ہو گیا۔ ابو الفضل علی پسر شاہ علی کی مالش کے درپے تھا۔ علی مردان خان کا جو حال ہوا۔ تلنگانہ ہاتھ سے گیا اور شورش بلند ہوئی ابو الفضل نے چاہا کہ مرزا رستم کو کچھ سپاہ کے ساتھ اس طرف بھیجے مگر اسنے کج عنشون کی رہنمونی سے انکار کیا ناچار اسکو اپنے بیٹے عبد الرحمن کو اس خدمت پر بھیجنا پڑا۔ بارہ سو سوار اسکے ساتھ کئے۔ بہادر الملک۔ رستم عرب۔ شمشیر عرب اسکے لشکر مین اپہنچا۔ پاتھری مین شیر خواجہ کو ولاویز نامے لکھے کہ لڑائی مین سرگرم ہو۔ عبد الرحمن جاکر شیر خواجہ سے ملا اس نے بزم یکجہتی آراستہ کی اور کار آگہی اور مردانگی کو ہمدوش کیا۔ پسر شاہ علی نے فرہاد خان وحبشیون اور دکنیون کو روانہ کیا اور ہنگامہ سپاہی گرم کیا پادشاہی سپاہ نے اس طرح صف بندی کی قول مین شیخ عبد الرحمن۔ میر ہزار۔ میر محمد امین۔ جودی میر عبد الملک۔ تجلی خان یوسف چھارہ۔ سید علی بعض منصب دار ھراول مین۔ شیر خواجہ باز بہادر وغیرہ برانغار مین حمید خان وغیرہ جرانغار مین بہادر الملک۔ بہادر خان گیلانی وغیرہ نے نانذیر کے قریب دریائے گنگ گوداوری سے عبور کیا۔ رود بار ماجر کے قریب مخالف کی سپاہ آئی۔ جسکے قلب مین عنبر حبشی دست راست مین فرہاد خان زنگی اور دست چپ مین منصور خان حبشی تجلی روز یکشنبہ ۲۰ خرداد کو دوپہر سے لڑائی شروع ہوئی غنیم سے پہلے لشکر پادشاہ کی فوجین آراستہ ہوئین بہت دیر کے بعد سپاہ غنیم اس ملک کے دستور کے موافق شورش مچاتی ہوئی پہونچی۔ جنگ مین بہت سے پادشاہی آدمیون کے پانون سے جمی کچھ پیرتال اسکا لٹ گیا۔ پھر پادشاہی بہادرون نے جنگ مین ثابت قدمی کی۔ کئی دفعہ ہر طرف کا لشکر آگے پیچھے ہٹا۔ سپاہ کے انتظام مین پراگندگی ہوئی۔ اس وقت قول نہایت عمدہ طرح سے آیا کہ غنیم بے تاب ہوکر بھاگا۔ بہت اسکے سپاہی زخمی ہوکر باہر چلے گئے۔ ہاتھی اور بہت غنیمت پادشاہی لشکر کو ہاتھ لگی۔ پادشاہی لشکر مین کوئی بڑا آدمی نہین مارا گیا۔ رستم خان زال بیگ بداغ بیگ میر عبد الملک میر حاج وسید علی کچھ زخمی ہوئے اور اچھے ہوگئے لیکن کچھ تھوڑے بہت سے مارے گئے۔ دن تھوڑا باقی تھا اسلئے تھوڑی دور تعاقب کرکے پادشاہی لشکر چلا آیا

سپاس گذاری کے لیے انجمن ہوئی۔ اس لڑائی مین شیر خواجہ و بہادر الملک و حمید خان نے
سخت کوشش کی غنیم کا لشکر پانچ ہزار۔ اور پادشاہی لشکر تین ہزار تھا۔ مگر اسنے یہ دشوار کام
آسان کیا۔ اب سپاہ پاتھری سے تلنگانہ مین آئی۔ کچھہ نظام الملک کی سپاہ اس سے لڑنے
آئی۔ راے چند سو سوار لے کر اس سے لڑنے گیا اور فتحمند ہوا۔ مرزا خان جنیر سے نکلا۔ گرانی جنگ
کے سبب سے شاہی لشکر مین فتور آیا صندل پا زمیندار نے سرور حبشی و محمد خان زنگی اور سرکشون
کو لیکر ہنگامہ برپا کیا۔ مرزا خان کم یاوری اور گرانی رجی و تہیدستی کے سبب لڑتا ہوا احمد نگر
کی طرف آیا۔ ار خرداد کو اس شہر مین پہنچکر آرام کیا۔

جب پادشاہ برہانپور مین تھا تو علی نے اپنے کارآگہون کو بھیجکر اپنی بندگی پادشاہ
سے عرض کی وہ لوگ کہ پادشاہ کا کوچ یہان سے چاہتے تھے انہون نے اس کی گذارش
کو گران ارزنیا یا اسکے دلاسے کا فرمان حاصل کیا اور ہربنس کے ہاتھ بھجوایا جب پادشاہ
کے کوچ کا آوازہ گرم ہوا۔ تو فرستادہ نہ فرمان کو بہ آئین دلخواہ لیجاتا تھا نہ جواب دیتا تھا
جب ابو الفضل گوداوری کے کنارہ پر آیا اور آگے جانے کا ارادہ کیا تو اسنے عذر کرنے کا قصد
کیا اور فرستادہ کو اپنے پاس بلایا۔ دونو مین بہت نادرست گفتار درمیان مین آئی ۔
ناگاہ شورش تلنگانہ برپا ہوئی۔ علی مردان خان بہادر و مرزا یوسف کا بیٹا گرفتار ہوئے
فرمان فرمانے کوچ کا اور پادشاہی لشکر مین سے بہت سے آدمیون کے چلے جانے کا آوازہ
بلند ہوا۔ تو علی نے پھر سرتابی کی لشکر کے قریب کچھہ اوباش بھیجکر شورش مچائی ہر دفعہ لڑائی مین
پادشاہی لشکر کو فتح نصیب ہوئی۔ ناگاہ تلنگانہ کی شکست کی خبر سب جا پھیل گئی تو علی نے
زاری و پوزش گری کی متواتر لابہ گری کی اسکو جواب ایسے ملے کہ اس سے اور بھی وہ بے صبر ہوا
شرمندگی اپنی ظاہر کی۔ فرستادہ کو نہایت بزرگ داشت کے ساتھ مرزا یوسف خان کی
بیٹے کو ہمراہ کرکے روانہ کیا۔ ۲۰ کو وہ لشکر مین آگئے۔ ابو الحسن اور اسکے معتمدون نے
یوسف خان کے بیٹے کو حوالہ کیا اور یہ قرار پایا کہ جب وہ علی مردان خان کو لائین اور
پیمان نامہ بندگی سخت سوگندون کے ساتھ حوالہ کرین تو سرکار ارسیپہ دھارور و

کچھ ملک بیر اسکو دئے جائین تاکہ وہ روز افزون پرستاری کرے اور خدمتگذاری سے باز نہ رہے۔

چونکہ دولت خان کو بے وقت بلالیا تھا۔ راجو نے دست درازی شروع کی ناسک و بعض ور مقامات پر قبضہ کرلیا۔ جب خواجگی فتح اللہ اس طرف گیا اور کچھ کام نہ کیا تو بہت سے ہمراہی اسکے راجو سے جا ملے اس سبب سے وہ اور زیادہ سرکش ہوگیا۔ اس زمانہ مین کہ ملک کے کارساز ناپروائی کی نیند مین سوئے تھے اور ابوالفضل بیمار تھا راجو دولت آباد سے آیا۔ جالناپور تک ملک لے لیا۔ ابوالفضل گو اور کام کے لئے مقرر ہوا تھا اور ناتوان تھا مگر اس نے راجو کی مالش کو مقدم جانا۔ گوداوری کے کنارہ سے بارش کی شدت مین وہ چلا۔ میر مرتضی و وفادار خان وغیرہ کو یہان اس خوف سے چھوڑا کہ علی اپنے عہد سے برگشتہ نہ ہو جائے اور اس طرف شورش برپا ہو جائے وہ تیز چل کر آہوبرہ مین آیا راجو کو اسکا یقین نہ آیا۔ جب اسکو یقین ہوا تو وہ الٹا چلا گیا۔

۱۶ ار کو ابوالفضل دولت آباد مین آیا جب اس کو معلوم ہوا کہ راجو یہین کہین قریب ہی تو اسنے آہوبرہ مین بنہ و بار کو چھوڑا اور اسکی مالش کے لئے روانہ ہوا۔ راجو کہسار مین جاکر حوض قتلو پر سراسیمہ جا بیٹھا جب لشکر شاہی گریوہ سے نیچے اترا تو راجو دولت آباد سے گذر کر ناسک کی طرف گیا ۲۲ کو ابوالفضل حوض قتلو پر پہنچا ارادہ تھا کہ اسکے پیچھے جاکر مالش کرے کہ ہمراہیون کے اختلاف آرا سے وہ اس ارادہ سے باز رہا۔

راجو کی شورش ۔ سنہ ۱۰۰۹

ہم نے پہلے لکھا ہی کہ دنکو بیجاپور کے لشکر سے ہزیمت پاکے احمد نگر کی پناہ مین آیا تھا مگر وہ بھاگ گیا۔ اپنی زمین کو خالی پایا۔ وہان جاکر شورش کا خمیر مایہ ہوا۔ پہلے ہی آدمی اسکی جان گزائی کے لئے تیار ہوئے تو اس نے سخت کوشش کرکے اپنے تئین احمد نگر مین پہنچایا۔ لابہ گری اور زنہار خواہی شروع کی۔ خانخانان نے اسے منظور کرکے دست آویز گرفتاری بنایا۔ دنکو نے دوربینی چھوڑ کر بابا جی

دنکو زمیندار کی گرفتاری

اپنے بڑے بیٹے کو مع اپنے بھائی دھار راؤ کے آگے بھیجا کہ وہ جا کر جالل و کچھین گنہگار کی عیا
پر تعین اسی سال و مہینے مین جب اس شہر کے قلعہ مین خانخانان آیا تو اسکے سپہ سالار کو
قید کیا اور بہت سے آدمیون کو اس زمیندار کی گرفتاری کے لئے بھیجا خود اسکے پیچھے
آیا اگرچہ کچھ آدمیون کے سست ارادے اور ایک گروہ کی خامکاری سے دنکو گرفتار نہین
ہوا لیکن ۲۹ ہاتھی اور مال بہت سا ہاتھ لگا اور وہ علی بشارہ علی پاس چلا گیا اس نے اسکو
قید کر لیا۔

پادشاہ سہولت مرواد کو فتحپور مین آیا اور مریم مکانی کے دیدار سے خوش ہوا۔ اسکو
پادشاہ دار الخلافہ آگرہ مین آیا۔ اس سفر مین ۲۲۰ ½ کروہ ۸۱ کوچون مین اس نے طے کئے
اور ساٹھ مقام کئے راہ مین ہر جگہ مخلص بنا سے سعادت پذیر ہوئے۔

ابو الفضل جو غنیم قتلو پر کچھ ٹھیرا۔ تو دولت آباد کے قلعہ نشینون کو خوف ہوا
تو پیادہ زمی کو اپنی سپہ کاری کا ستمایہ بنایا۔ ایک بڑی توپ انھون نے چھوڑی جس سے دو
آدمی مرے راجو کا ارادہ تھا کہ ناسک کو جاے۔ مگر بعض منافق اسے الٹا لے آئے۔
دوسری راہ سے وہ دولت آباد سے گذرا اور بسا داور بعض جا کو لوٹا۔ صبح کو ابو الفضل
پہاڑ سے اتر کر لڑنے کو آیا۔ گر وہ نوردی کے سبب تیزروی نہ ہوئی۔ بہت آدمیون نے
کہا کہ راجو الٹا چلا گیا ہے اسنے جتوارہ کے نزدیک ابو الفضل خیمہ زن ہوا۔ دن ڈھلے
آدمی پہاڑ سے اترے راجو نمودار ہوا بغیر صف بندی کے اس سے لڑائی ہوئی۔
رای گوپال نے جوانمردی دکھائی باوجودیکہ اسکا لشکر پانچ ہزار اور لشکر شاہی تین ہزار
تھا وہ بھی بے آئین مگر پادشاہی لشکر کو فتح ہوئی۔ رات ہو گئی تھی اسلئے تعاقب نہ ہوا
دوسرے دن وہ پھر لڑنے آیا۔ ہراول کے پیشدست عادل خان و اعتبار خان و رای گوپال
اس سے لڑے وہ زمین کے موافق بھاگتا جاتا تھا۔ برانغار سے مرزا زاہد۔ مرزا
ناصر میر کلان آکر لڑے۔ اتنے مین ایک گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ اس سے گرا۔ یکہ
اسکے ہوا خواہ دوڑے اسے پھر گھوڑے پر بٹھا دیا اس نے آفت و خیز کے ساتھ

آگرہ مین پادشاہ کا آنا سنہ ۱۰۱۰
ابو الفضل اور راجو کی لڑائی سنہ ۱۰۱۰

رہائی پائی۔ لیکن بعض اور جوانمرد بھی اپنے ہاتھیون کو کام مین لائے۔ تین گروہ ٹوٹے ہوئے دولت آباد کے قریب پہنچے۔ اہل قلعہ راجو کی پناہ ہوئی۔ قریب تھا کہ بادشاہی لشکر کو شکست ہو کہ ابوالفضل نے جا کر لڑائی کو سنبھال لیا اور غنیم کو پراگندہ کر دیا۔ جب دن ختم ہوا اور لشکر پھر آیا اور کچھ پیچھے اترا تو پھر مخالفون نے ہر طرف سے حملہ کیا۔ گو سپاہ بے آئین ہو گئی تھی مگر پھر بھی اسنے بعض دشمنون کو مارا بعض کو اسیر کیا اور فتحمند ہوئی۔ کچھ دنون راجو مقابلہ مین نہ آسکا۔ قلعہ دولت آباد کی پناہ مین تھا۔ وہ ادھر کو پھر بہت لشکر لڑنے آیا اور شکست پاکر بھاگا۔

شورش عنبر جیو سنہ ۱۰۱۰

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ شیخ عبدالرحمن نے جب تلنگانہ پر فتح پائی تو حمید خان باز بہادر بہادر الملک کو اسکی نگہبانی کے لئے مقرر کیا تھا۔ مگر ملک کے کارساز بے پروائی کی نیند مین سوئے اور ابوالفضل اس سرزمین سے کچھ زیادہ دور تھا۔ عنبر جیو نے بہت سے آدمیون کو جمع کرکے فتنہ اٹھایا۔ بادشاہی سپاہ باوجود کمی کمک کے مردانگی کے غرور مین آنکر اسی سے لڑنے کھڑی ہو گئی۔ اسی سال ... مہینے مین مانجرا کے کنارہ پر لڑائی ہوئی اور اسکو شکست ہو گئی۔ بہادر الملک مرہٹا کر گوداوری کے کنارہ پر پناہ کی جگہہ آگیا اور حمید خان باز بہادر اسیر ہو گئے۔ یون آباد ملک تلنگانہ ہاتھ سے گیا اور مخالفون نے امن و امان کے مقامون مین شورش پیدا کی۔

راجو کی شکست سنہ ۱۰۱۰

دوبارہ راجو سپاہ کے جوق جوق بنا کے لشکر شاہی کے قریب لے آیا اور ہر گروہ ایک کوہچہ کی پناہ مین پہلے اس سے بیٹھ گیا کہ بادشاہی سپاہ صف آرا ہو۔ اسکے بعض گروہون نے پھر کر دولت آباد کی طرف کوچ کیا اور مشہور یہ ہو گیا کہ راجو جاتا ہے۔ ابوالفضل اسکی طرف روانہ ہوا اور سپاہ ہونی بال لٹ کے لئے فوج مقرر کی راجو کی بہت سی فوجون کو لڑائی مین شکست ہوئی اور بادشاہی سپاہ فتح پاکر دن ڈھلے واپس آئی۔ راہ کے درمیان معلوم ہوا کہ راجو رہزنی کر رہا ہے۔ غازی خان کا بیٹا محسن اس سے لڑا اور قید ہو گیا۔ اب راجو دامن کوہ سے دولت آباد کو چلا۔ ابوالفضل اس طرف گیا۔ مرزا علی بیگ اکبر شاہی

قاسم خواجہ - میرزا بدیع تاش بیگ - رای گوپال نے پیش دستی کی اور لڑتے ہوئے شہر دولت آباد کے اندر گھس گئے قریب تھا کہ وہ راجو کو گرفتار کر لیتے - مگر وہ خندق کے اندر چلا گیا - اس کا بنہ و بار سب لٹ گیا - پانسو گھوڑون کے قریب لشکر شاہی کو ہاتھ لگے - توپون سے لشکر شاہی کا نقصان کچھہ نہین ہوا - جب ابو الفضل یہان آیا تو ایک بڑی توپ کہ جسمین دس من کا گولہ چھوٹتا تھا وہ چھوٹنے سے پھٹ گئی اور قلعہ کی دیوار کچھہ بڑی اہل قلعہ نے پناہ مانگی - دن کچھہ باقی نہ تھا - دور بینی کے سبب سے لشکر اُلٹا تو لشکرگاہ مین آگیا - راجو قلعہ کی پناہ مین بیٹھا بہت آدمی اس سے جدا ہو گئے - یاورون کی کمی سے خوفناک تھا - اگر ملک کے کارساز کچھہ مدد کرتے تو یہ فتنہ بالکل مٹ جاتا - جب عنبر جیو نے تلنگانہ لے لیا تو آگے بڑھنے کا ارادہ کیا - علی بیشارہ علی نے فرہاد خان اور بہت سے آدمیون کو شیر خواجہ کے سر پر چڑھایا - خانخانان احمدنگر سے نکلا اور اپنی جاگیر مین گوداوری کے کنارہ پر بیٹھا - اور ابو الفضل کو اسنے نامے لکھے جنمین ملک کے کام مین نہ مصروف ہونیکے اور احمدنگر مین پڑے رہنے کے اور کمک کے نہ پہونچنے کے عذرات لکھے ابو الفضل اسکی طرف روانہ ہوا - اسنے عنبر جیو کی گرفتاری کے لئے مرزا علی بیگ اکبر شاہی و سادات بارہ اور حسن خان میانہ کے بیٹے اور جانش بہادر کے بھائی مقرر کئے - راجو کی گرفتاری مین درنگ ہوئی - خواجگی فتح اللہ ناسک سے ناکام واپس آیا تو شہزادہ نے پھر اسکو وہین بھیجا - سپاہ کے جمع کرنے مین اسکو دیر لگی جب وہ بابل مین آیا تو راجو اس سے لڑنے کھڑا ہوا - لشکر شاہی اس سے نہ لڑ سکا مگر اس نے اپنے تئین قلعہ سونگر مین پہنچایا - راجو نے اسکا کچھہ محاصرہ کیا پھر اسکو چھوڑ کر غارت گری کی - پاتھری مین سعادت خان کا بنہ و بار لوٹ لیا اور بہت مال جمع کیا - اور قلعہ کو آنکے پھر محاصرہ کر لیا - جب اسنے یہ خبرین سنین کہ عظمت خان بھرجی کی فوج کو ساتھ لیکر آتا ہے - عنایت اللہ برہان پور سے چلکر نزدیک آگیا ہے اور ابو الفضل نے بازگشت کی ہے تو وہ قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر دولت آباد کی طرف

چلا۔ کالنہ کو لے لیا جسکو خواجگی فتح اللہ نے یعقوب بیگ شغالی و سعید بیگ بختیاری
کو سپرد کیا تھا۔ اُنہون نے دو ہزار ہون رشوت مین لے کر ایسا مضبوط قلعہ
اُس کو سپرد کر دیا۔

پاتھری مین شیر خواجہ و مرزا یوسف و مرزا کوچک علی و یعقوب بیگ
محمد بیگ و برہان الملک و ابو الحسن اور بہت سے خدمتگذار جمع ہوئے تھے۔ فرہاد خان
زنگی شیر خواجہ کو گھیرے ہوئے تھا اُس نے شب خون مارا۔ سخت لڑائی ہوئی اور وہ
بھاگ گیا۔ ابو الفضل خانخانان سے برنور مین ملا تھا۔ یہان سے اسکا ارادہ تھا
کہ فرہاد کی مالش کے لئے چلا جائے مگر ہمراہیون نے اسکا ساتھ نہ دیا۔ بادشاہی
سپاہ بہت دیر کر کے گوداوری سے پار ہوئی اور فرہاد خان سے لڑی۔ وہ برلی
سے گذر کر انیہ چوکا مین چلا گیا۔ یہ قلعہ نہایت مضبوط تھا۔ بادشاہی لشکر مشکل
سے آگے بڑھا۔ دست راست مین مرزا زاہد و میر گدائی دست چپ مین
بہادر الملک کجکنہ ۔ پیش مین شیر خواجہ تھے اُنھون نے غنیم کے پیشدستیون کو کہ چار ہزار
کے قریب تھے پراگندہ کر دیا۔ اگرچہ رات کے قریب ہونے کے سبب سے مخالف کا تعاقب
نہین کیا مگر قلعہ لے لیا اور اُس آباد شہر کو لوٹا اور بہت غنیمت لشکر شاہی کو ہاتھ
آئی اس رات کو خبر آئی کہ علی نے قلعہ دھارور کو پناہ سمجھ کر بہت سا لشکر جمع کیا
تھا وہ بیتاباند کوہستان اوسہ مین گیا۔ قصد ہوا کہ صبح کو اس کو گرفتار کرین
مگر امراء کی دو رنگی کے سبب سے یہ کام عمل مین نہ آیا۔ علی بھی لابہ گذار ہوا اور تحفے نامے
متواتر بھیجے انہین دنون مین حمید خان اور اسکا بیٹا یوسف تلنگانہ کی آفت سے بڑی
مشکل سے نکلا تھا۔ اُسنے کار آگہی سے کچھ آدمی جمع کئے اور سرتابون سے بہت لڑائیان
لڑا۔ ڈیڑہ سو سپاہ کے ساتھ وہ لشکر سے آن ملا۔ علی نے اُسکو اپنے ساتھ باندھنا
چاہا تھا لیکن وہ اس سے نہ ملا۔ اسکا باپ نظر بند تھا۔ مگر ایک رات کو وہ بھاگ کر ایک زمیندار
کی رہنمونی سے لشکر مین آگیا۔ ہر طرف شورش مچ رہی تھی کہ شاہزادہ مرزا رستم اور

مرزا یوسف کو پاوری کے لئے بھیجا۔ مرزا یوسف جب جالناپور مین آیا تو درد دنبل سے مرگیا۔
بعض علی کے دیوانخانون کے بعض فتنہ دوستی کے سبب سے ایک گروہ کوتہ بینی کے وجہ سے
کچھہ سادہ لوحی کے سبب سے تباہ وخراب ہوئے۔ جب سال بانجرا پر خیمہ گاہ لگا تو علی
نے دستان سرائی زاری کے ساتھ کی۔ مرزا یوسف کے مرنے نے اور راجو کی شورش نے اور
فاروقی پسر نے ان کی خواہشون کی تائید کی قاسم کا باپ نیکو خدمتی مین مارا گیا تھا
اسکی تیول کو ضبط کرلیا وہ راجو سے اپنی ناکامی کے سبب جاملا۔ اسنے کچھہ سپاہ اُس کے
ساتھ کرکے داندلیس بھیجی اور خود پیچھے روانہ ہوا۔ ناگزیر صلح قرار پائی اور اس مین یہ شرطین
ٹھہرین کہ بازبہادر و علی مردان بہادر و حضارہ بیگ کو روانہ کرے اور فرمان پذیری سے
سرتابی نہ کرے تو کچھہ ملک اسکو دیا جائیگا۔ لشکرگاہ سے پانچ گروہ اعتبار الملک و ریراو نیگار
ان قیدیون کو لائے۔ میر مرتضی اس طرف سے گیا اور پیمان نامہ لیا اور امان کا فرمان دیا۔
صبح کو لشکر نے بازگشت کی۔ جب رام پوری کے قریب پہنچے تو تلنگانہ کا تسخیر کرنا اور اسکی پاسبانی
میر مرتضی کے سپرد ہوئی۔ بہادر الملک۔ رستم عرب۔ و شمشیر عرب سعید عرب و بہران الملک۔
اسکے ہمراہ ہوئے اور انکی جاگیرین یہین مقرر ہوئین۔ میر رخصت ہوا اور یہ قرار پایا کہ پاتھری و
تلنگانہ کی پاوری کے لئے پٹرنور مین خانخانان ٹھیرے ابو الفضل راجو کی مالش کے لئے جائے
مرزا رستم و راجہ سورج سنگھ و مقیم خان مع برادران کے و راجہ کرپاجیت کمکی مقرر ہوئے۔
مرزا علی بیگ و سادات بارھہ اور جانش بہادر کے بھائی اور عادل خان مع برادران جو
جالناپور مین تھے ہمراہی کے لئے نامزد ہوئے کچھہ خزانہ اور بارگی بھی رخصت ہوا۔ ابو الفضل یون
رخصت ہوا دوم بہمن کو برہان پور مین آیا اور شاہزادہ [illegible] کی مالش کو گئے
وہ جالناپور مین آیا تو ہمراہی بہانہ بنا کے اُس سے جدا ہوگئے۔ ابو الفضل [illegible] کیا کہ شاہزادہ
سے اجازت لیکر بادشاہ پاس چلا جاے کہ اس آشوب [illegible] مگر شاہزادہ نے
اُسکو اجازت نہ دی اور راجو کی مالش کی درخواست کی تو ابو الفضل نے لکھا کہ مین حضور
کے حکم سے باہر نہین لیکن حضور ملک کے کامون مین متوجہ نہین [illegible] اور [illegible] بڑے کام

شاہزادہ دانیال کی عرضداشت سنہ ۱۰۱۰ + سنہ ۱۰۱۰ [illegible]

چند تنگ چشم حریصون کے سپرد کر رکھے ہین تو اس ناپروائی کے آشوب مین اور ناتوان بینی مین کیسے کوئی کار عظیم چل سکتا ہے اس کہنے سے شاہزادہ کو آگاہی ہوئی اور وہ اپنے کام مین کچھ مصروف ہوا۔ ابوالفضل کو خلعت اور اسپ دیکر رخصت کیا۔

بادشاہ کے پاس شہزادہ دانیال نے عرضداشت بھیجی کہ رائے رایان خدمات دکن کے لئے مقرر ہو ملک گڈھہ کے زمینداروں کی مالش کے لئے لشکر مقرر ہو۔ بادشاہ نے یہ درخواست اسکی منظور کی اور رائے رایان کو روانہ کیا۔ بادشاہ کو شاہزادہ کی ایک اور عرضداشت سے معلوم ہوا کہ علی حوالی احمدنگر مین اسباب فساد کی ترتیب مین فکر کر رہا ہے شورش وفتنہ انگیزی کا خیال رکھتا ہے دو تین وزیر پہلے ولایت برار کی طرف عنبر جیو گیا تھا۔ وہان کے حاکم ملک برید نے اسکے دفعہ کرنے کے لئے ابراہیم کو مقرر کیا تھا وہ عنبر سے سخت جنگ کرکے مارا گیا۔ اسکے چوڑہ ہاتھی اور اسکا تمام اسباب بہتری عنبر کے ہاتھ آیا وہ اسکی خودسری ونخوت کا ضمیمہ بنا وہان سے وہ بنوہ بلاس گیا اور قطب الملک کے آدمیون سے لڑا اور فتحمند ہوا۔ ۲۹ ہاتھی اوسکے ہاتھ لگے۔ اسکے بعد تلنگانہ [illegible] آیا میر مرتضی اس سے لڑنے کی قوت نہین رکھتا تھا اسلئے قلعہ نشین ہوا۔ اس کے بعض محال پر عنبر متصرف ہوا اور ایک جماعت کو برار کے پرگنون پر اسنے بھیجا۔ ملک برید نے لاپرواہی و چاپلوسی [illegible] کچھ روپئے اس کے پاس بھیجوائے اور صلح چاہی۔ اب اسکا ارادہ ہے کہ علی [illegible] ہو کر شورش و فساد اٹھائے اس سبب سے یہ مقرر ہوا کہ ابوالفضل بہت سی فوج لیکر [illegible] مین متوجہ ہوا۔ اور احمدنگر کی خدمت اور راجو اور مفسدون کی مالش [illegible] ولایت برار اور پاتھری و تلنگانہ کا انتظام اور پسر شاہ علی کا تعاقب خانخانان کے حوالہ ہو۔

ابوالفضل کو پچاس ہزار روپیہ انعام بادشاہ نے دیا۔ خداوندخان حبشی نے سرکار پاتھری دبانے مین فساد مچایا۔ خانخانان نے راجہ سورج سنگھ و عزیز مین خان کی سرکردگی مین لشکر بھیجا اسکی مالش خوب کرائی اور غنیم کو شکست ہوئی اور ان حدود مین امن امان ہوگیا۔

جب خانخانان کو معلوم ہوا کہ تلنگانہ مین عنبر گیا اور وہان میر مرتضی قصب

نانديرمين اُس سے مقابلہ نہ کرسکا۔ اور وہ اور شیر خواجہ دونو قصبہ بیری مین آگئے اور مخالف نے
اس نواح مین دست درازی شروع کی اور اس سبب سے شیر خواجہ اور میر مرتضیٰ کو اضطراب ہوا تو اُس نے
اپنے بیٹے ایرج خان کو فوج عظیم کے ساتھ اس فتنہ کے دور کرنے کے لئے بھیجا۔ میر مرتضیٰ و شیر خواجہ
سے ایرج ملا اور اسنے دشمن سے لڑنے کا قصد کیا۔ عنبر اُس سے مطلع ہوکر دستور کی جانب گیا۔ وہان
سے قندھار کو روانہ ہوا۔ اس اثنا مین فرہاد حبشی دو تین ہزار آدمیون کو ساتھ لے کر عنبر
سے ملا۔ پادشاہی لشکر بھی بغیر توقف کے غنیم کے پاس پہنچا اور اس طرح وہ مرتب ہوا۔ قول مین
ایرج مع لشکر پدر اور بعض منصبدار ھراول مین۔ راجہ سورج سنگہ و بہادر الملک و شیخ ولی و
بیربت سین کھتریہ و لکند رائے گردھر داس پسر رائے سال درباری۔ رگھو داس پسر کھنگار و شیخ
مودود و زاہد پسر شجاعت خان و قاسم حسین خان و شیخ ابو الفتح پسر شیخ معروف و شیخ
مصطفیٰ و فتح خان لودی و اختیار خان و شیر خان برانغار مین میر مرتضیٰ و جماعت کا طلب
جرانغار مین علی مردان بہادر۔ عنبر نے بھی پیکار کے ارادہ سے فوج کو آراستہ کیا۔ اول غنیم
کے ہراول نے آراستہ ہاتھیون کو لاکر لشکر پادشاہی کے ہراول پر زور کیا اور زد و خورد کی
آگ بھڑکائی۔ توپ و تفنگ کے دھنوئیں نے روشن دن کو رات کا لباس پہنادیا۔ پادشاہی
بہادرون نے بندوقون و تیرون کی مار سے دشمن کو بیچا کیا۔ پھر پادشاہی قول نے دوستی
تیغ چلائی۔ دشمن کے خون سے اپنے تئین سرخرو کیا۔ دشمن بھاگ گیا۔ اگر ھراول و قول کی برابر
جرانغار و برانغار بہادری کرتا تو عنبر و فرہاد دونو گرفتار ہوجاتے۔ پادشاہ کی سپاہ کی ہاتھ
۴۰ زنجیر فیل اور مخالفون کے غرور و پندار کا سارا اسباب ہاتھ آیا۔ پادشاہ کو جب اس فتح
کی خبر ہوئی اُسنے اپنے افسرون کا اضافہ منصب عطا اسپ و خلعت مرحمت کیا۔ شہزادہ
نے دس ہاتھی پادشاہ پاس بھیجے اور دس ہاتھی اپنے پاس رکھے کہ خود جاکر پادشاہ کی نذر دے
شاہزادہ دانیال نے سنا کہ حوالی پابل گڈھ مین فاروقیون مین سے ایک نے سرکشی کی ہے۔ تو
تردی بیگ خان و خواجہ ابو الحسن کو فوج کے ساتھ اسکی مالش کے لئے بھیجا۔ مخالف ہان
سے دولت آباد کو بھاگا۔ خواجہ ناظر و خواجہ سرانے قلعہ کا دروازہ بند کرکے پادشاہی

ابو الفضل کا مارا جانا سنہ ۱۰۱۱

سپاہ سے لڑنا شروع کیا۔ جب ان کے بھاگنے کی راہ مسدود ہوئی اور قلعہ کا محاصرہ پادشاہی لشکر نے خوب کر لیا اور اہل قلعہ کو تنگ کیا تو وہ پناہ مانگ کر پادشاہی ہواخواہون سے آن کر مل گئے۔

جب پادشاہ نے دکن کا حال سنا تو اُس نے ابو الفضل کو فرمان بھیجا کہ جریدہ ہمارے پاس چلا آئے اور اپنا لشکر شیخ عبد الرحمن کو سپرد کرے اور نظم مہمات اُسکے ذمے کرے۔
ابو الفضل کو عقیدت درست اور اخلاص راسخ پادشاہ کے ساتھ تھا اس سبب سے مراتب قرب و منزلت و مدارج دولت و شوکت مین وہ پایہ بہ پایہ عروج کرتا گیا۔ اُس کا یہ حال دیکھ کر ناتوان بینون کو اُس پر حسد پیدا ہوا۔ لیکن تقرب زہی اور عناد اندوزی کے وقت کی تلاش ہوئی۔ انکی حسد روز بروز بڑھتی گئی اُنہون نے شاہزادہ سلیم کو اسکی طرف سے بھڑکایا۔ پادشاہ کو اس شاہزادہ کے اطوار ناملائم پسندیدہ نہ تھے وہ ہمیشہ پادشاہ کی مرضی کے خلاف کام کرتا تھا روز بروز پادشاہ اس سے بیزار ہوتا جاتا تھا۔ شیخ کے بداندیش شاہزادہ کو سمجھاتے تھے کہ پادشاہ کی یہ ساری ناخوشنودی و ناراضی شیخ کی شکایت کرنے کے سبب سے ہے۔ سلیم کا مزاج شراب کے پینے سے بگڑ گیا تھا اور اسکا مزاج نہایت تند اور غضبناک ہو گیا تھا اس سبب سے اسکی عقل و ہوش اُڑ گئے تھے کہ وہ شیخ کے بداندیشون کی باتون کو سچ جانتا تھا۔ اسکے قتل کے درپے ہوا۔ اس وقت کہ بے طلب شاہزادہ پادشاہ کے پاس آنا چاہتا تھا اور پادشاہ اسکو آنے نہین دیتا تھا اسکو شیخ کے طلب کی خبر ملی کہ وہ ایلغار کر کے آئیگا اسکو یہ وہم ہوا کہ اگر ابو الفضل اس پاس زندہ پہنچ گیا تو معلوم نہین مجھ پر کیا آفت اٹھائیگا اور پادشاہ کا دل مجھ سے بالکل پھر جائیگا اور پھر مجھے عمر بھر باپ کے قدمون کی زیارت نصیب نہ ہوگی۔ نرسنگہ دیو بندیلہ مدتون سے رہزنی کرتا تھا اور اُس کا وطن دکن کے سرراہ تھا اور مدت سے پادشاہزادہ کی رکاب مین رہتا تھا اُس نے اس کو حکم دیا کہ شیخ پادشاہ کی خدمت مین جریدہ آتا ہے اسکو راہ ہی مین آخر منزل پر پہنچا تو ہم تم پر بہت عنایتین کرینگے۔ یہ نوجوان جلد اپنے وطن مین آیا اور بندیلون کی

ایک جماعت کو ساتھ لیا اور شیخ کی گھات مین جا بیٹھا - جب خبر آئی کہ شیخ دکن سی چلا
اور اجین مین آ گیا اُس نے سنا کہ نرسنگہ دیو اسطرح گھات مین اسکی بیٹھا ہی تو اُس نے
اسکی کچھہ پروا نہ کی - ہوا خواہون نے سمجھایا کہ گھاٹی چاندی کی راہ سی آپ چلیئے - مگر اسنے
پسند نہ کیا - موت آ گئی تھی سر رشتہ تدبیر ہاتھ مین نر ہا تھا - یا اوسکو مرنے کی تمنا تھی دل
اُسکا دنیا سے بھر گیا تھا - زمانہ کی نیرنگیان اور روزگار کے اوضاع کو دیکھکر دنیا سے دل
اسکا سیر ہو گیا تھا غرہ ربیع الاول ۱۰۱۱ھ کو سرائے بیر اور انتری کے درمیان نرسنگہ دیو
کمین گاہ سے نکل کر نمودار ہوا - یہ عاقل آزردہ خاطر کشادہ پیشانی دل پر توکل و ہمت فراخ
سے آمادہ پیکار ہوا - گدائی خان افغان نے جو اسکا پرانا ملازم اور پروردۂ احسان تھا
آگے آیا اور باگ کو پکڑ لیا اور اخلاص و محبت سی کہنے لگا کہ دشمن پاس جمعیت بہت ہی اور
ہم کم ہین اسپر غالب نہین ہو سکتے - یہ مناسب ہی کہ مین کچھہ دیر کے لئے دشمن کے روبرو
ہوتا ہون - تم چلو دشمن کو ہم سے فارغ ہونے مین ایک عرصہ لگے گا انتری مین کہ
اس جگہ سے تین کوس ہی اور وہان رائے رایان و راج سنگہ دو تین ہزار سوارون کے ساتھ
اُترے ہوئے ہین آپ فراغت سے پہنچ جائینگے - اس غیرت مند شجاع نے جواب دیا کہ
جان کو عزت کے ساتھ دینا اور غیرت مندی و دلیری سی مرنا اس زندگی سی زیادہ خوشتر
ہی کہ بد دلی و بیجگری کے ساتھ ہو - جوانمردون کے مذہب مین کوئی امر اس سی بدتر نہین
ہے کہ حیات پر جسکی جبلت مین ختم ہونا ہے اعتماد کرے اور خصم سے پہلو تہی کرے اور
دل کو جہان ناپایدار پر لگائے اور ہمیشہ لینے او پر نفرین کرائے - بلا شک و شبہ آدمی
کو روز واپسین پیش آتا ہی اگر وہ میرے لئے یہی دن ہی تو کیا چارہ اور تدبیر ہے -
مجھے بادشاہ نے طالب علمی سے امارت و وزارت کے عالی درجہ پر سرداری اور
سپہ سالاری کے رتبہ پر پہنچایا - اگر آج مین اسکی شناخت کے خلاف کام کرتا ہون تو خلق
مین کس نام سی نامزد ہونگا اور بخشش مین کیسی روسفید ہونگا یہ کہکر غنیم کی طرف متوجہ
ہوا گدائی خان نے پھر الحاح سے عرض کیا کہ سپاہیون کو ایسے واقعات بہت پیش آتے ہین

کہ جنہین دشمن سی لڑنا مناسب نہین ہوتا ایک طرف ہو جانا اور باگ کو موڑ لینا یا دوبارہ انتقام لینا ارکان شجاعت مین خلل نہین ڈالتا ابھی فرصت باقی ہی اس مہلکہ سے آرزوئی جان بچایئے مگر وہ سعروانسین کا آمادہ تھا اس نے ان دل سوز کی باتون پر کان نہ لگایا اسنے یہ کہا کہ مین اس چور کے آنے سی نہین بھاگونگا - یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ نرسنگھ آگیا - اس سی وہ بہادرانہ لڑا - سینہ مین نیزہ کا زخم لگا جس سی وہ زندگانی کے گھوڑے سے گرکر خاک مین ہلاک ہوا اور شیخ گدائی خان اور ہمراہیون نے بھی جانفشانی کی

افسوس ہی کہ معدن دانائی اور بحر شناسائی شمع علم و دانش افسردہ ہوا ۵

دریغا آسمان معرفت با خاک یکسان شد + ستون علم از جا رفت و کاخ فضل ویران شد

بادشاہ کبوتر بازی کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ اسکو شیخ فرید بخشی بیگ نے اس واقعہ کی خبر دی تو وہ چیخین مار مار کر رویا - دو دن تک روتا رہا اور نہ کھانا کھایا اور نہ سویا - جب اسکو ہوش آیا تو اس نے رای رایان کو حکم دیا کہ نرسنگھ دیو کو مستاصل کرے جب تک اسکا سرتن سی جدا نہ کرے پاؤن کو حرکت سے باز نہ رکھے - راجہ راج سنگھ و راجہ جگت سنگھ بندیلہ اور اس نواح کے سارے زمیندار اسکی یاوری کے لئے مقرر ہوئے - ضیاء الملک اس لشکر کا بخشی مقرر ہوا -

بادشاہ نے سنا کہ نرسنگھ دیو جنگلون اور دشوار درون کی پناہ مین آنکر قزاقانہ زیست بسر کرتا ہی - رای رایان نے کئی دفعہ اسکی مالش کی - ان دنون یہ خبر لگی کہ وہ قلعہ بھاندیر مین آیا اور جب منعلا کے بہادرون نے اس قلعہ کو گھیرا تو وہ حصار ایرج مین چھپ گیا بادشاہی لشکر نے اسکو گھیر لیا ہی - رای رایان فتحمندون سی ملا نرسنگھ قلعہ سے نکل کر دریا کے کنارہ پر شورش مچانے لگا تفنگ کی جنگ گرم ہوئی رای رایان دریا سے اترا کنارہ بلند تھا مشکل سے آدمی اس سی برآمد ہوئے اور زد و خورد ہوئی - نرسنگھ بھاگکر قلعہ ایرج مین چلا گیا - رای رایان اسکے محاصرہ مین مصروف ہوا - جب کام ختم ہونے کو تھا تو نرسنگھ قلعہ کی ایک طرف دیوار توڑ کر راجہ راج سنگھ کے مورچہ کی طرف سی نکل گیا

غالباً راجہ نے اسکی گرفتاری مین تغافل کیا۔ بادشاہی جوانمردون نے تعاقب کرکے اس کے
چالیس آدمی مار ڈالے۔ مگر جنگل اور نشیب فراز راہ مین بہت تھے اسلئے بادشاہ کے سپاہی تعاقب سے
باز رہی اور وہ اپنی جان سلامت لے گیا۔ شہنشاہ اکبر نے عمر بھر کبھی ایسے سخت حکم نہین جاری کئے
جیسے کہ نرسنگہ کے باب مین۔ مگر جسکو خدا رکھے اُسے کون چکھے۔ وہ زندہ رہا اور جہانگیر کی سلطنت
مین صاحب منصب رہا۔

بادشاہ نے خانخانان و راجہ مانسنگہ و قلیج خان کو بلایا کہ یہان آنکر تو ان کے معاملہ مین مشورہ
دین۔ خانخانان تو ہزار مکر و فریب کا خمیر یہ تھا اُس نے بادشاہ کو مہم دکن کو بہت دشوار دکھایا
اور دکن مین خود رہا اور بادشاہ سے دور رہا۔ راجہ مانسنگہ بنگالہ سے اور قلیج خان لاہور سے
بادشاہ پاس چلے آئے۔

ہم نے پہلے لکھا ہی کہ بیجاپور کے مرزبان عادل خان کی یہ آرزو تھی کہ شاہزادہ دانیال کا
نکاح اُسکی بیٹی سے ہو اس آرزو کے پورا کرنے کے لیئے ۲۹ اسفندار مذ سنہ ۴۲ جلوس کو میر جمال الدین
بیجاپور بھیجا گیا اور ساز خواستگاری اسکے ساتھ گیا۔ عادل خان نے تین سال اور کئی مہینے
کے بعد اسکو رخصت کیا اور بیٹی کو ساتھ کیا۔ یہ دلہن بیجاپور سے احمدنگر مین آئی اور دولہا برہانپور
سے یہان آیا۔ نہم تیر کو عقد نکاح بندھا۔ شاہزادہ بادشاہ کی آستان بوسی کے ارادہ سے
برہانپور روانہ ہوا لیکن بادہ پیمائی کی کثرت نے باپ سے نہ ملنے دیا۔ جب بادشاہ کو یہ حال
معلوم ہوا کہ شراب پینے سے شہزادہ بہت دُبلا اور ناتوان و بدحال ہو گیا ہی تو اس نے
ایک عورت کو جسکی گود مین شاہزادہ پلا تھا اور بڑا ہوا تھا اور وہ تند و قبیح گفتار کرنے سے بھی
نہین ڈرتی تھی شاہزادہ پاس بھیجا اور اسکو حکم دیا کہ جس طرح ہو سکے شاہزادہ کو ہمراہ لائے
شیخ ابوالخیر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ نے آستان بوسی کے قصد سے پیشخانہ
باہر نکالا تھا وہ ملک عدم کا پیشخانہ ہوا۔

دکن کی مہم مین تین واقعات نفس الامری بڑے ہین اول کل ہندوستان کے مختلف حصون
سے مختلف سپہ سالارون کا بھیجنا کہ وہ آزادانہ دکن کی فتح مین ایک دل ہو کر کوشش کرین

شاہزادہ دانیال کی شادی عادلخان بیجاپوری کی بیٹی سے اور شاہزادہ کا مرنا سنہ ۱۰۱۳ھ

نکہ آئین باہم دورنگی و نفاق ایسا ہوا۔ کہ ابوالفضل کو دکن بھیجنا پڑا اور پھر خود اکبر کو دکن مین آنا پڑا۔

شاہزادہ سلیم کی سازش سے ابوالفضل کا مارا جانا۔ خلاصہ یہ ہے کہ گو ملک دکن کی آزادی جاتی رہی مگر وہ ایسا مغلوب بھی نہین ہوا کہ اکبر کی سلطنت اسمین بے کھٹکے قائم ہو جاتی۔

شمال مشرقی افغانون کے ساتھ لڑائیان

(تمہید)

پہلے اس سے کہ ہم شمالی مشرقی افغانون کے ساتھ لڑائیون کا بیان لکھین دو ایک تمہیدین لکھتے ہین جنسے کہ ان لڑائیون کا بیان اچھی طرح سمجھ مین آئیگے۔

شہنشاہ اکبر نے جو توران کے باب مین پولیسی اختیار کی تھی اُس نے افغانون کے ساتھ لڑنے کا وقت مقرر کر دیا گو وہ ابتدائی سبب اس لڑائی کا نہ ہوئی۔ عبداللہ خان والی توران کی قوت و زور افزون کے سبب سے جب اکبر کی توجہ شمال مغرب کی طرف ہوئی تو افغانستان مین ایک مذہبی طوفان اٹھ رہا تھا اور قومی تحریک ہو رہی تھی وہ ایسی قوی تھی کہ اکبر کو اُسکا روکنا ناگزیر اسلئے تھا کہ توران کوئی خوفناک حملہ نہ کرے۔ پچیس برس پہلے سے افغانستان مین ایک نیا مذہب روشنائی پھیل رہا تھا۔ اس فرقہ کا بانی بایزید انصاری تھا وہ افغانستان مین نہین پیدا ہوا تھا۔ بلکہ پنجاب کے اندر جالندھر مین بابر نے جب افغانستان کی سلطنت لی ہے اس سے ایک سال پہلے وہ پیدا ہوا تھا۔ بایزید کا خیال یہ تھا کہ افغانون کی سلطنت پھر بحال ہو۔ اور افغانستان مین مغلون کی حکومت پامال ہو۔ اسکی مان کا نام بانین تھا اسکا باپ اور اسکے خاوند کا دادا دونو سگے بھائی تھے اور دونو جالندھر مین رہتے تھے مگر اس کا خاوند عبداللہ کانی گورام مین رہتا تھا یہ مقام کوہستان افغانستان مین دو دریاؤن گومل اور قورم کے درمیان ہے یہ دونو دریا دریائے سندھ مین ملتے ہین۔ جب مغلون کا

ہستان افغانستان مین

تسلط بڑھنے لگا تو بایزید کی ماں اپنے خاوند پاس کانی گورام کو چلی گئی اور بایزید نے اوّل وہین پرورش پائی بیوی کے ساتھ عبداللہ کو کچھ التفات نہ تھا اور آخر کو اس نے طلاق دیدی۔ بایزید کو باپ کی بے پروائی اور سوتیلی ماں اور سوتیلے بھائی یعقوب کی دشمنی سے بہت گزند پہنچی اسکا باپ عالم تھا اور سپاہی تھا جب اس نے بایزید سے بے اعتنائی کی تو اُسنے اپنا اور طریقہ اختیار کیا وہ آزادانہ خیالات کرنے لگا۔ اوّل سوال اُسنے یہ کیا کہ یہان زمین بھی ہے آسمان بھی ہے۔ خدا کہان ہے؟ اسکو علم کا شوق تھا وہ اپنے ایک گوشہ نشین رشتہ دار شیخ اسمٰعیل کا شاگرد ہوگیا اسکی زہد و عبادت کو وہ بہت پسند کرتا تھا مگر اسکے باپ کو یہ پسند نہ آیا کہ وہ ایک بڑے باپ کا بیٹا ہو کر ایسے ذلیل رشتہ دار کا مرید و شاگرد ہو اس لئے اُس نے شیخ بہاء الدین زکریا کی اولاد کے پاس تعلیم کے لئے اُسے بھیجدیا۔ بایزید گھوڑون کا تاجر بن گیا وہ ایک دفعہ سمرقند سے ہندوستان مین آیا شہر کالنجر مین جو الہ آباد کے مغرب مین بندیل کھنڈ مین ہے وہ گیا اور اُس نے ملا سلیمان سے بیعت کی۔ یہ ملا اسماعیلیہ مذہب رکھتا تھا۔

اس لئے ملحد مشہور تھا۔ اس نوجوان بایزید کو ملا نے مذہب اسماعیلیہ کے اصول التعلیم کئے وہ پھر کالنجر سے اپنے وطن کانی گورام مین گیا اور پہاڑ کے غار مین خلوت نشین ہوا۔ عبادت و ریاضت و زہد و تقویٰ مین مصروف ہوا اور اُس نے مدارج شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و قربت و وصلت و توحید و سکونت کو طے کیا۔ لڑکپن مین ہی وہ حج کو گیا تھا وہ سنت جماعت تھا۔ اس عمر مین وہ ایسا نیک تھا کہ اپنے ہی اناج کے کھیتون کی نگہبانی نہین کرتا تھا بلکہ غیر آدمیون کی زراعت کی پاسبانی کرتا تھا جب وہ جوان ہوا تو ہزارون کو ہدایت کرنے لگا اور اہل سنت کے مذہب کی غلطیان بتانے لگا کانی گرام مین جبتک وہ رہا اُس کا مطلب اعظم فقط مذہبی ہدایات تھین بایزید کا مذہبی خیال خدا کی باب مین ہمہ اوست و وحدت الوجود کا ہندوؤن کا سا تھا وہ اقوام وزیری کو نہایت ناپسند ہوا۔ باپ اسکا عبداللہ اس مذہبی خیال سے ایسا غصہ مین آیا کہ وہ بایزید کے غار مین

آیا کہ وہ بایزید کے غار مین گھس گیا اور اسکو تلوار سے زخمی کیا اور اُس سے توبہ کرائی اور عہد کیا کہ پھر وہ سنت جماعت کے مذہب پر معاودت کریگا۔ مگر جیسا باپ متعصب تھا بیٹا اپنے مذہب کے تعصب مین باپکا باوا تھا وہ تنگرہار کو چلا گیا۔ بابر نے اس ضلع کی بہت تعریف لکھی ہی کہ وہ نہایت سیراب شاداب ہے۔ وہ سفید کوہ کی ڈھلان پر شمال مشرق مین واقع ہی۔ بہت سے چشمے اس کے دریا سرخاب مین اور سرخاب خود جلال آباد کے قریب دریا کابل سے ملتا ہے اس کے اندر جلال آباد کے گرد وہ سات سے پہاڑ اور وادی داخل ہین جو سرخاب اور بھٹی کوٹ کے درمیان دائین طرف دریا کابل کے ہین۔

بایزید کے خیالات کی بلند پروازی کے سبب مہمند کے سردار سلطان احمد نے اس کا خیر مقدم کیا۔ یہان افغانون مین اُس نے بڑی کامیابی کے ساتھ اپنے مذہب کا وعظ سنایا اور انکو مرید کیا۔ مگر جب بہت عرصہ گذرا تو تاجیک کے سنی ملانے اسکا ایسا ناک مین دم کیا کہ وہ آگے مشرق مین پشاور کے میدانون مین چلا گیا۔ اس میدان کے دریا کے داہنے کنارہ پر شمال مشرق مین عزی ہیل افغان اور شمال مین خلیل قوام رہتی تھین اور دریا کے بائین کنارہ پر ہشت نگر مین محمد زئی رہتے تھے۔ یہان کے چاول شہور تھے افغانون نے اس زمین کا نام جو پچھلے زمانہ مین فتح کی تھی پشتون خوا رکھا تھا۔ بایزید کو بڑی کامیابی ہوئی اور اسکے بہت چیلے بہت ہو گئے وہ خود اور اسکے بیٹے کلید پر مین عمرزیون کے درمیان مقیم ہوئے۔ یہ ایک خیل ہشت نگر ہی ہے گو تاجیک نے اُس سے نفرت کی مگر افغانون نے اُس سے رغبت کی۔ غرض وہ دونو دین و دنیا کا رہنما بن گیا۔ مذہبی و ملکی معاملات کا پیر و مرشد ہو گیا اب پیری کو بھی الہام ہونے لگا اور خدا اُنکو نظر آنے لگا اُس نے کہا کہ مجھے حکم الٰہی ہوا ہے کہ مین کہون کہ مین نے خدا کو دیکھا ہی مین خدا کے ساتھ ہون۔ مین خدا کو جانتا ہون اور مین خدا کے ساتھ ہون غرض اسکو یقین تھا کہ مین خلیفۃ اللہ ہون۔ اس نے اپنا نام روشنائی رکھا اور مریدون نے اسکو پیر روشنائی کہا۔ وہ قرآن کے اسرار بیان کرنے لگا۔ اس نے

ایک کتاب خیر البیان تصنیف کی جسمین اپنے مذہب کے مسائل قرآن و حدیث کے موافق بیان کئے
مگر انکو اہل سنت بالکل قرآن و حدیث کے مخالف بتاتے ہین اور انکو زندقہ و الحاد کہتے ہین
نماز مین قبلہ کی جانب کو اڑا کر [illegible] بنایا [illegible] سلطان کے وزیرون کو مقرر
کیا کہ فصل بہار کے شروع مین دس روزہ رکھا کرین - اُسنے کہا کہ اٹھارہ ہزار قسم کے جاندار
ہین ان سب کو اپنا جسم سمجھنا چاہیئے اور کسیکو آزار نہین دینا چاہیئے - وفات کے دن کو پیدائش
کا دن بتاتا - اُسنے یہ کہا کہ جو آدمی اپنے تئین اور خدا کو نہین پہچانتا وہ آدمی نہین ہے اگر
وہ موذی ہی تو اسکو گرگ - شیر - افعی - اژدہا سمجھنا چاہیئے - حدیث قتل الموذی
قبل الایذا پر عمل کرنا چاہیئے - اگر وہ کسی کو ایذا نہین پہنچاتا ہے اور نمازی ہی تو اوس کو
لومڑی یا بھیڑ سمجھنا چاہیئے - جسکا حلال کرنا شرعاً جائز ہے اس لئے اُسنے حکم دیدیا کہ جو
اسکے سخت دشمن ہین انکو درندون کی طرح مارنا چاہیئے - اُسنے بے ایمانون کے مال لوٹنے اور
غارت کرنے کی اجازت دی - بے ایمانون مین مسلمان اور ہندو دونو شریک تھی - وہ ترکی
سنیون کا بہ نسبت ہندوؤن کے زیادہ دشمن تھا - بے ایمان اپنے تئین نہین جانتے ہین اور
اپنی بقا کو نہین سمجھتے ہین - اس لئے وہ مردہ ہین اور مردون کے مال انکے زندہ وارث ہوتے ہین
اُس نے گداگری کو خلاف شرع حرام بتایا - اہل سنت فقیرون کے ساتھ بہت سلوک کرتے تھے
انکے خلاف جو فقرا بھیک سی روٹی کھاتے تھے انکو کہا کہ وہ حرام کا کھاتے ہین اور اسکی سزا کافرون
کی اور خیبر کے مسافرون اور تاجیکون کے مال چرانے کی ہدایت کی - اس فقیری کے حرام کرنے سے
اسکا مطلب تھا کہ وہ اپنے مریدون کا ایک گروہ بنا دے - کہ وہ لٹیرا بن کیا کرین اُسنے اور
اسکے بیٹون نے ایک بیت المال بنایا جسمین غنیمت کا ایک خمس داخل ہوتا تھا - بایزید اس حال مین
کہ ایک غار مین وہ بیٹھا تھا اور سر پر باپ کی تلوار کھینچی ہوئی تھی پشتو خیل کا ہادی بن گیا اور
اُس وحشیانہ زمین مین اُسنے مذہب کا بیج ڈال کر اپنا نشو و نما کر لیا - اُس نے بار بار کہا کہ مجھے
الہام ہوا ہی کہ جو لوگ خدا کو نہین جانتے انکو قتل کرون - اسنے چھوٹے چھوٹے حملے کئے اور
کئے جنکے سبب سے کابل کے فرمان روا مرزا محمد حکیم کو توجہ اسکے حال پر ہوئی - اور نہار کے

سُنیون کے کان کھڑے ہوئے - بنھار (نیر یا نبیر) ہشت نگر کے شمال مین دریائے سندھ
سے ملی ہوئی ایک مرتفع زمین ہی اور اُس مین یوسف زئی رہتی ہین - یہان کے عالمون نے
یوسف زئی کے بہت آدمیون کو روشنائی مذہب کے اختیار کرنے سے روکا - اگرچہ یوسف زئی
بایزید کے اول اول بہی طرفدار رہے مگر بعد اسکے مرنے کے وہ پشتو کی سازش کے سخت دشمن ہوگئے
کابل کی گورمنٹ کے حکم سے محمود زئی کے ملک مین حکیم محسن خان غازی آیا اور بایزید کو پکڑ
کرلے گیا - کابل کی گلیون مین اسکو بعزتی کے ساتھ لے گئے - اسکا علماء سے مباحثہ کرایا -
اُسنے یہان یہ فطرت کی کہ بیان کیا مین نے کوئی بدعت کی بات مذہب مین نہین پیدا کی
تمام فرائض صوم صلوٰۃ حج وزکوٰۃ کا پابند ہون - غرض اپنی فصاحت بیانی اور طلاقت
لسانی سے اپنے تئین بالکل ہر الزام سے بری کیا جس سے گورمنٹ کو کوئی خوف اسکی جانب سے
نرہا - اب اسنے اپنے کامون کے لئے ایک نیا تماشا گاہ دشوار گذار کوہستان تیراہ
مین کھولا یہ کوہستان کوہ سفید کی شرقی شاخین ہین
جو کوہاٹ تک جنوبی مغربی میدان پشاور تک جاتی ہین اور تیرہ دریا بہاتی ہین -
غوزنہ خیل جو میدان مین روشنائی مذہب رکھتے تھے وہ تیراہ کے قریب تھی - تیراہ مین بنگش خیل
افغان رہتے تھے - جنمین سے طوطائی خیل ورتبک روشنائی مذہب مین سخت متعصب تھے -
ان بلند کوہستانو وادی مین بہشت کنا و ملک ہشت نگر کے بایزید کے لئے زیادہ فائدہ تھی -
یہان وہ آنکر اہل سنت کا اور مغلون کی سلطنت کا سخت دشمن ہوگیا اسنے کوہستانی آزاد
قومون کو اپنے مسائل سمجھا کر جہاد پر افروختہ کیا اور پکارا کہ اے میری دوستو آؤ مین تم کو
ہدایت کرونگا مین شمشیر پر ہاتھ دھرونگا اور سنی کا مذہب غارت کرونگا - اگر تم خدا کو خوش
کرنا چاہتے ہو تو مجھہ پہ توکل کرو - مین ہی تمھارا خدا اور پیغمبر ہون - مجھہ مین کوئی نقص نہین
مجھکو مہدی خیال کرو - مین کسی مسخ کرکے ناقص نہین ہون - مین کافی وکامل ہادی ہون تم
اس پر بالکل یقین کرو - اُسنے چغتائیون کے ظلم سے افغانون کو ڈرایا اور انکو
ہندوستان اور اسکی بادشاہ کی مال و دولت کا لالچ دلایا اسنے پہلے ہی سے ہندوستان

اضلاع اپنے مریدون کو تقسیم کردئی اور جہاد کے لئے طرح طرح سے تیاری کی اپنے سوارون کی زبردست سپاہ جمع کرنے کے لئے گھوڑون کو طلب کیا اور انکے مالکون سے وعدہ کیا کہ ہندوستان کی دولت سے دو چند قیمت انکو دیجائیگی اسنے سب دین سے بے ریا اطاعت چاہی ورمکار پر لعنت کی مگر تیراہ کے افغانون نے بایزید کے حکمون کا خیال کچھ نہین کیا۔ اُنہون نے مغلون کے ساتھ رشتۂ اتحاد کو نہین توڑا۔ یہ پہاڑی افغان بہادر اور عالی ہمت تھے انپر بایزید یہ داؤن کھیلا اور اس طرح اپنے پیچ مین انکو لایا کہ اول اُسنے افغانونکی افعال کی نسبت اپنی نارضامندی ظاہر کی اور کہا کہ اگر تم مجھکو اپنا خیر خواہ دوست بنانا چاہتے ہو تو تم الگ الگ ایک ایک اپنے ہاتھ باندھ کر میرے پاس آؤ کہ مین خود تم کو اس دست بستگی سے نجات دون۔ بایزید نے ایسی شعبدہ بازیان کین کہ افغان اسکے دام مین آگئے اور اسکے کہنے کو مان گئے وہ اسکے سامنے الگ الگ دست بستہ آئے ہوئے جنمین سے تین سو کو بایزید نے فوراً مار ڈالا اور اس ضلع کو ایسا ویران کردیا کہ پھر اسکے اصل باشندون کو وہان آباد ہونا نہ نصیب ہوا بلکہ اور کوہستانی قومین اس پر مسلط ہوگئین

کابل کی گورنمنٹ بایزید کی تیاریون سے غافل نہ تھی اور اپنی حفاظت مین ساعی تھی۔ پیر روشنائی بہت سی سپاہ ساتھ لے کر شمال کی طرف تنگ بار کے میدان مین نیچے اُترا۔ وہ اُلٹا پہاڑون مین آہستہ آہستہ جارہا تھا کہ محسن خان غازی اسکے پیچھے تور اگاکے قریب آگیا۔ پیر نے حتی الوسع مریدون کو سمجھایا کہ دشمن کے سامنے کھڑے ہین اور کہا کہ محسن خان پر جسوقت میری آنکھ پڑے گی تو وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑیگا۔ مرید اسکے میدان جنگ مین جمے۔ مگر جب خنجر مصری کی شتاباشیب انکے اوپر ہونے لگی اور مغلون کے سوارون کے ٹاپون تلے آنے لگے تو تنیز بانجھی سے وہ بالکل پراگندہ اور پریشان ہوگئے بایزید خود گرتا پڑتا بھاگ کر ہشت نگر مین آیا بیزبانی سے اس سفر کی تکان پر بخار کا اور اضافہ ہوا۔ اور اُسنے اس کی زندگی کو پورا کیا۔

وہ ہشت نگر بھٹالیو مین دفن ہوا۔ مگر اس پیر روشنائی کے مرنے سے روشنائی مذہب
کی روشنی بالکل بجھی نہین وہ شاہجہان کے زمانہ تک کچھہ نہ کچھہ اپنی چمک دکھاتی رہی
بایزید کے بیٹون نے باپ کے مذہب کو اور پھیلایا۔ اوسکی وفات کے بعد اس کے
بڑے بیٹے عمر نے تلوار کو ہاتھ مین لیا۔ اور اپنے مریدون اور پیروون کو یون
مخاطب ہوا کہ اے میرے دوستو آؤ۔ تمھارا پیر مرا نہین ہے۔ بلکہ وہ اپنی جگھہ اپنے بیٹے شیخ
عمر کو دے گیا ہے اور اسکو اور اپنے مریدون کو دنیا کی سلطنت عطا کر گیا ہے۔ اس نے
نہایت محنت و مشقت سے پشتوؤن مین ازسرنو جوش پیدا کیا اور ایک سال ایک
دن بعد اسکے باپ کی سفید ہڈیان ایک تربت مین رکھ کر ہر لڑائی مین آگے رکھے
جانے لگین۔

عمر نے ہر چند کوشش کی مگر وہ یوسف زیون کے ہاتھ مین بری طرح پھنس گیا پہلے
وہ روشنائیون کے بڑے طرفدار دوست تھے اب ہی انکے جانی دشمن ہوگئے یہ زبردست
خیل صحرانورد ان پہاڑون کے کشادہ زمینون مین رہتے تھے جو دریاے کابل کے
شمال مین ہین اور سندھ سے مغرب کی طرف پھیلتے ہین اور انہین ضلاع بنہار (بنیر
بنیر) پنج کورہ باجور۔ دودیر۔ پنج ہزارہ دریاے کینر تک ہین جو جلال آباد کے
نیچے تک بہتا ہے۔ مشرقی یوسف زیون نے عمر پر بارامین دریاے سندھ کے کنارہ پر حملہ کیا
اسکو شکست دی اور اسکو اور اس کے بھائی خیرالدین کو مار ڈالا۔ انہونے عمر کی لاش
کو جلاکر خاکستر بنایا۔ اوسکو اور بایزید کی ہڈیون کو دریاے سندھ مین پھینک دیا
بایزید کے بیٹون مین نورالدین کو گوجرون نے مار ڈالا۔ سب سے چھوٹا بیٹا جلال الدین
زندہ یوسف زیون کی قید مین آیا۔ بیٹون مین صرف یہ ایک ہی بیٹا بچا۔ سنہ ۹۸۹ھ مین
جب شہنشاہ اکبر کابل سے لاہور مین آیا تو اس وقت اسنے یہ لڑکا جلال الدین جو چودہ
برس کا یوسفزئی سے درخواست کرکے لے لیا بادشاہ کو اس وقت ضرور تھا کہ
روشنائیون مین سے کسی کو یوسف زئی کا دشمن بنائے۔ اس لئے کہ جتنی ان چور

فراق قوموں کے درمیان اتفاقی ہو گئی اتنا ہی خیبر کی راہ میں امن امان ہیگا اس لئے اس نے
جلال الدین روشنائی کی بڑی خاطرداری کی - مگر یہ شوخ بیباک لڑکا بادشاہ کے دم میں نہ آیا -
اور موقع پاکر بھاگ کر تیراہ میں جا پہنچا - جو سب سے زیادہ روشنائیوں کے لئے امن تھا اس نے
تیراہ میں بیٹھے بیٹھے بنگش - آفریدی اور رک زئی قوموں سے اخلاص پیدا کیا - یہ قومیں خیبر کی
راہ میں مغلوں کی سخت دشمن تھیں یہ لڑکا ایسی خوف کی مشعل بنا کہ اسکے شعلے اکبر تک پہنچنے لگے -
جسکی مخالفت کے سبب سے اسکا نام جلالہ تاریک ہوا اور اسکے فرقہ کا نام تاریکیان رکھا گیا -
اس جلالہ نے ایسے اپنے طرفدار پیدا کر لیے کہ پشتوؤں کا بادشاہ اسکا خطاب ہوا اور اس نے
ہندوستان پر چھاپا کیا - سنہ ۹۸۲ھ میں اسنے مہمند اور غوریہ خیل کی مدد کی - یہ قومیں دس ہزار
خانوار پشاور کے قریب بستی تھیں اس وقت سعید حمیدی بخاری جاگیردار پشاور نے موسیٰ کو یہاں
مقرر کیا تھا - اسکے ظلموں سے یہ قومیں جان سے عاجز ہو رہی تھیں - سعید حمید پر بکرام میں
انہوں نے حملہ کیا اور اسکو شکست دیکر اسکو اور اس کے چالیس آدمیوں کو مار ڈالا - محمد حکیم مرزا کی موت
کے سبب سے دریای کابل کے دونو طرف مغلوں کے مقابلے سخت ہونے لگے جنکا کوئی فیصلہ قطعی نہوا -
سنہ ۹۹۳ھ میں شہنشاہ اکبر کی جو لڑائیاں ان اقوام افغان سے ہوئیں وہ پشاور کے
میدان اور کوہستانی زمین سواد - باجوڑ - مہمند و تیراہ کے ملک میں ہوئیں اسکے چند میل جو دریائے
سندھ سے ملے ہوئے ہیں مستثنیٰ کئے جائیں تو اس ملک کی شکل گھوڑے کے نعل کے مشابہ پیدا ہوتی
ہے - میدان میں سپاہ کو بہت آرام اور میووں کے کھیت ملتے ہیں اسکے ضلاع زیریں جو
داؤدزئی اور دوآبہ مشہور ہیں نہایت سیر حاصل و شاداب و سرسبز ہیں زراعت و چراگاہ
بہ کثرت ہیں - طرح طرح کی پیداواریاں یہاں ہوتی ہیں قطع نظر اس ملک کے سیر حاصل ہونے
کے اسمیں ایک بڑی بات یہ ہے کہ وہ مغربی ایشیا اور ہندوستان کی شاہراہ ہے -
جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ توران کا ایلچی اور نظر بے ایک قافلہ بزرگ کے ساتھ
ہندوستان کو آتے ہیں اور روشنائی افغانوں نے درہ خیبر کی راہ کو روک رکھا ہے وہ قافلہ
آگے نہیں بڑھنے دیتا تو اس نے شیخ فرید بخشی بیگی کو بھیجا کہ جا کر اُن کو ساتھ لے آئے

افغانوں کا حال سنہ ۹۹۳ھ

جب وہ جمرود مین پہنچا تو اسکی ہمراہ مان سنگہ نے مادھو سنگہ اور چند اور آدمیون کو کیا۔ یہ گروہ خیبر سے گذر کر دکہ کے قریب اس کاروان سے مل گیا۔ مان سنگہ خود بھی بہت سا لشکر لیکر علی مسجد مین آ گیا۔ روشنائیون نے یہ سمجھکر کہ کم آدمی ہین اندھیری رات مین قلعہ علی مسجد کا محاصرہ کیا اور چند آدمی قلعہ کے اوپر چڑھ آئے مگر بادشاہی شیخ بہادری کر کے انپر غالب آیا۔ مخالفان قلعہ کو چھوڑ کر اور بلندیون پہ چڑھ گئے۔ مگر گھات مین بیٹھے۔ صبح کو لشکر شاہی نے ان نہودو کو پامال کیا اور انکا نقش ہستی مٹایا۔ دوسرے روز قافلہ توران سند کی اس طرف خیبر آباد مین آیا۔ فرمانروائے توران نے کبوتر اور عجیب کبوتر باز بادشاہ پاس بھیجے تھے اس سے وہ خوش ہوا۔ ایلچی کے پہنچنے سے پہلے اس سے وہ ملا۔

ان قومون اور انکے ملک کا حال جو الفنسٹن صاحب نے اپنی تاریخ مین اور ابو الفضل نے اکبر نامہ مین لکھا ہے نقل کرتے ہین۔ دونو کا مقابلہ کرکے بیانون کی مخالفت و مطابقت کو دیکھکر مغربی و مشرقی بیانون کے فرق کو سمجھ لو۔

الفنسٹن صاحب کا بیان — جس اشتعال سے کشمیر کی لڑائی ہوئی اس سے ان قومون سے بھی لڑائی ہوئی۔ مگر اسمین اکبر کے ساتھ یہ قومین سینہ زوری کے ساتھ بڑے بڑے مقابلہ سے پیش آئین اور اسکو کامیابی ہوئی۔ یہ لڑائیان شمالی مشرقی افغانون سے ہوئین جو ان ملکون مین رہتے تھے کہ پشاور کے میدان کے گرد پہاڑی ملکون مین بستی ہین۔ یہ میدان بڑا وسیع اور نہایت زرخیز ہے اسمین زمین ہندوستان کی سی زرخیز اور بارآور ہے اور اسپر بلاد مغرب کی معتدل آب و ہوا کے بہت سے اثر متزاد ہین۔ اسکے شمال مین سلسلہ کوہستان ہندوکش کا بڑا سلسلہ ہے مغرب مین اسکے کوہ سلیمان کا بلند سلسلہ اور جنوب مین کوہستان خیبر جو کوہ سلیمان سے دریاے سندھ تک چلیگیا ہے افغانون کا جو خاص ملک ہے اسکا دسوان حصہ یہ ملک بھی ہے۔ زمانہ حال مین یہان کے باشندون کو بیر درانی کہتے ہین وہ اپنی چال ڈھال اور وضع و طرز مین ایسی خصوصیتین رکھتے ہین کہ اور افغانون مین تمیز معلوم ہوتی ہین اس ملک کے شمالی حصہ مین بہ نسبت اور شمال مشرقی قومون کے یوسف زئی زیادہ رہتے ہین اور اپنی باقی قومون کا نمونہ ہین۔

ان قومون کا اور انکے ملک کا حال جو الفنسٹن صاحب نے لکھا ہے

انکے ملک مین پیشو کا شمالی میدانی حصہ ہے اور ہندو کش کے برفستانی بلندیون تک
پھیلتا ہے اور اوسکے اندر تیس یا تیس یا چالیس چالیس میل لمبی اور اسکے موافق چوڑی وادی ہین جنمین سے
ہر ایک کی دونو طرف اونچی وادیون کے جاتے ہین یہ وادی آب ہوا اور حسن و لطافت
اور اور خوبیون مین کشمیر کے نظیر ہین اور وہ تنگنا دُن پر ختم ہوتی ہین جنکے گرد اونچے
اونچے کراڑے ہوتے ہین یا وہ جنگلون اور درختستانون مین غائب ہوجاتے ہین ایسا ملک
اپنے حملہ آورون کے لئے بہت سی الجھیڑ اور عوائق اور موانع پیش کرتا ہے مگر وہان کے باشندون کے
واسطے کچھ مشکل نہین وہ بے تکلف ایک وادی سے دوسرے وادی مین آمد و رفت رکھتے ہین
اور جہان کہین راہ نہین ہوتی وہان وہ اپنے لئے راہ بنا لیتے ہین - اصلی باشندے
یہان کے ہندو معلوم ہوتے ہین جو غالباً یا رو یا می کے نال و اولاد مین سے ہونگے یہ نسبتاً
زمانہ حال کا واقعہ ہے کہ بعض خاص افغانون کی قومون نے اس ملک کو فتح کیا ہو - اور
شرارت آمیز معاش اسکو بنایا ہو - اور پھر ان افغانون کو بھی اب سے سو برس کا عرصہ گذرا
ہوگا کہ یوسف زیئون نے جو قندھار کے قریب ہی تھے اپنے وطن سے جلا وطن ہوکر ان کو
نکالا ہو اور انکے ملک پر قبضہ کیا ہو - پہاڑی قومون مین آزادی کا ہونا بالطبع ہوتا ہے
اس لئے یہ قوم آزاد تھی اور سوا اسکے وہ ایسے دشوار گذار ملک پر قبضہ رکھتے تھے اور انکے
تابعین بہت سے تھے اسلئے اسکو اپنی دولت کا بھی غرور تھا اور آزادی کی مستی پر دولت کا
نشہ اور چڑھا ہوا تھا - سوا اسکے وہ خود عظمت اس سبب سے بھی رکھتی تھی کہ انکی حکومت مین
جمہوری انتظام تھا - ہر خیل جدا جدا اپنا سرخیل موروثی رکھتا تھا - امن کے زمانہ مین سکو
کوئی اور اختیار سوا اسکے نہ تھا کہ وہ اپنے خیل کے آدمیون سے مشورہ لے اور ان کی
خواہشین اور آرزوئین دریافت کرے اور انپر اور سرخیلون کو اطلاع دے ہر گاؤن کے
باشندے اپنے اندرونی قضیون کو خود چکاتے تھے - مقدمات کا فیصلہ پنچایت مین
ہو جاتا تھا - گاؤن گاؤن مین جو چوپالین ہوتی تھین انمین کسی نہ کسی مطلب کے لئے ہمیشہ مجلسین ہوا
کرتی تھین جو یا یون ہی نین آپس مین بیٹھ کر گانون والے جی بہلایا کرتے تھے اور

اور مسافرون اور اپنے مہمانون کو تاراکرتے تھے۔ زمین آپس مین برابر بٹی ہوئی تھی اور اس لئے کہ بُری بھلی زمینین ہر ایک کے حصہ مین باری باری سے آتی رہین بمقتضای عدل نئی تقسیمین ہوتی تھین۔ ہندی رعیت کی مدارات اچھی طرح کیجاتی تھی مگر معاملات انتظامات ملکی مین اسکو مداخلت نہ تھی یوسف زئی ان ہندیون سے رنگ روپ مین ایسی فوقیت نہین رکھتے تھے جیسی کہ اوضاع و اطوار و چال وچلن مین۔ جنوب مین اور قومین جو میدانون کے اندر نیچے پہاڑون مین رہتی تھین مدت سے وہان آباد تھین اور ہندوستان کے مسلمانون کے ساتھ بہت آمد و رفت و میل جول رکھتی تھین مگر بعض انمین سے کوہستانی مسلمان ہین بعض قومین اپنے ملک مین زیادہ نشیب و فراز رکھتی تھین اور یوسف زئی قوم سے شایستگی اور تہذیب مین بھی کم درجہ رکھتی تھین شہنشاہ بابر نے شمال مشرقی قومون کے مطیع بنانے مین سخت کوشش کی جنمین سے بعض قومون کے تابع بنانے مین کامیاب ہوا۔ مگر وہ یوسف زئی قوم کے مغلوب کرنے مین بالکل ناکام رہا۔ نہ وہ صلح و آمیزش کی تدبیرون ہی سے اسکو اپنے بس مین لاسکا اور نہ اُنکے ملک کے اُس حصہ پہ جس تک اسکی رسائی ہوئی سخت غارت گر حملہ آوری سے فتحیاب ہوا +

ابوالفضل کا بیان ـ

اب ابوالفضل کی کہانی سنئیے۔ وہ لکھتا ہے کہ الوس یوسف زئی پیشتر قندہار و قراباغ مین رہتی تھین۔ وہان سے کابل مین آکر چیرہ دست ہوئے مرزا الغ بیگ کابلی نے دستان سے اوسکو بادھارا الیس مانند سے لمغانات مین آسایش سے رہنے لگے پھر اشتغر مین آگئے۔ سو برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ سواد (سوات) و بجور مین رہزنی و سرتابی سے بسر کرتے ہین۔ اس سرزمین مین ایک گروہ رہتا تھا جسکا خطاب سلطانی تھا اور وہ اپنے تئین سلطان سکندر کی دختری اولاد بتاتے تھے۔ یوسف زئی کچھ دنون انکے ملازم ہوئے تھے پھر حیلہ اندوزی کرکے ناسپاسی کرنے لگے اور انکے عمدہ عمدہ مقامات اپنے قبضے مین کر لیے۔ اب تک ان قدیمی باشندون مین سے تنگناؤن مین تھوڑے ناکامی کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہین اور وطن کی محبت کے سبب سے باہر نہین نکلتے ہین۔ یوسف زئی کا بنگاہ کوہستان سواد و بجور مین ہے اور اکثر وہ دشت مین اپنی زندگی بسر کرتے ہین اس دشت کے دو طرف دریا سندھ ہے۔ اور باقی

اور دو جانبون مین دریای کابل کوہستان شمالی ہی۔ وہ تیس کوس لمبا اور پندرہ بیس کوس چوڑا
ہی۔ دلکشا سبزہ زار اور نگاہ فریب میدانین ہین جنکے دیکھنے سے خوشی ہوتی ہے۔

جب پادشاہ نے کابل مین یورش کی تھی تو یوسف زئیون مین سے جو کلان تر تھا وہ بیگری
کرکے جبہ فرسا ہوا تھا اور پہلے اپنی بدکرداری سے شرمسار ہو کر پیمان نیازی استوار کیا تھا۔ انمین سے
کالو پر پادشاہ نے عنایت کرکے سب سے زیادہ سرافراز کیا۔ مگر تھوڑے دنون بعد یہ قومین
پھر اپنے آئین سابق پر مائل ہوئین۔ راہزنی اور خلق آزاری پر کمر باندھی اور دار الخلافہ سے
کالو بھاگ گیا۔ خواجہ شمس الدین نے نواحی اٹک سے دستگیر کرکے پادشاہ پاس بھیجا۔ پادشاہ نے
بجاے پاداش کے پھر نوازش فرمائی۔ پھر وہ بھاگ گیا اور اپنی پہلی جگہ مین پناہ لی اور
زمینداروں کی سرکشی کا بھی سبب ہوا۔ پادشاہ نے بہت سے افسرون اور سپاہ کا زین خان
کوکلتاش کو سپہ آرا بناکر اور غریب خانجہانی کو بخشی بناکر روانہ کیا کہ جگر آگردہ کو ہندوکی کرین
اور تیرہ دل جو اندرز نہ قبول کرین انکو سزا دین۔ ۲۸ دی سنہ ۹۹۴ کو قرا بیگ ضیاء الملک اور سپاہ
کو بہر کردگی شیخ فرید بخشی کو روانہ کیا وہ ایک عمدہ تاخت کر کے الٹا چلا آیا اور پادشاہ سے عرض کیا کہ
دشت کا کام بہت سخت ہی مناسب ہی کہ ایک فوج اور نامزد ہو تا کہ شائستہ طور پر قوم یوسف زئی
کی بیخ کنی کی جائے اسلئے راجہ بیربر کو سعید خان اور ملک الشعرا فیضی اور دستر خواجہ و شیخ ابو البرکات
اور اور افسرون کو اور ابو الفضل کے تین سو سوارون کو جانے کی اجازت دی اور میر شریف
آملی کو ملتان مین منصب امینی و صدارت عنایت کیا اور قاسم بیگ تبریزی کو میر عدل لشکر
مقرر کیا۔ زبانی انہوں دسکو ہدایتین کین کہ ہمیشہ نیایش ایزدی اور رضامندی الٰہی کی تلاش
مین رہو اور شناسائی کو نیازمندی کے ساتھ ملاؤ۔ آزمندی اور شتردلی کہ ہوشمندون
کی لغزشگاہ ہی برکران رہو اسلئے کہ بہت سے نیک ذات دنیا کی رنگینی اور ستمگارون کے شکوہ
کو دیکھکر حق گذاری سے باز رہتے ہین گواہ و سوگند پر داوری کا حصر نہ کرے بلکہ دور نگاہی سے بشرہ
کو دیکھو اور طرح طرح کی پرسش کرو۔ اگر کوئی بڑی لڑائی خود نہ کرسکے تو ہم کو مطلع کرے۔
تن آسانی کو ناروا جانو مگر کبھی کبھی اس مین مشغول ہو۔ پادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ اگر اسی

لشکر یہہ کام چھوڑ دیا جائیگا تو اس ناحیہ کے قوموں کی افزونی اور کوہستان اور
تنگناؤن کی دشوار گذاری سے کام دیر مین انجام پائیگا اس لئے بادشاہ نے ایک تازہ
لشکر بیربر کی سرکردگی مین روانہ کیا۔ ابوالفضل بھی نبرد کا شوق رکھتا تھا اسنے بادشاہ
سے عرض کیا کہ اگرچہ حضور کی خدمت مین رہنا خوش نصیبی کی اکسیر ہے لیکن مین چاہتا ہون
پرستاری غائبانہ جس سے یگانگی ویکرائی کا امتحان ہو بجا لاؤن اور میری ایک نئی لیاقت
حضور پر ظاہر ہو۔ اگر نبردگاہ مین مجھہ سے کوئی عمدہ کام ہو گا تو میری ناموری ہوگی اور
شائستہ بندگی بجا لاؤنگا جس سے ناتوان بین ہرزہ درایون کا منہ بند ہو جائیگا پھر وہ میرے
نسبت کچھہ نہین کہہ سکینگے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے اور بیربر کے نام قرعہ ڈالا جاے کہ بغیر
کسی خواہش کے سرنوشت ایزدی ظاہر ہو قرعہ بیربر کے نام کا نکلا۔ بادشاہ نے ۱۲ ار
بہمن کو بیربر سردار رزم و بزم کو روانہ کیا۔ اس نے تھوڑے عرصہ مین دشت مین جنھنے
سرکشی کی اسکی خوب مالش کی جنھنے نیایشگری کی اسکے مال و ناموس کی پاسبانی کرکے دوسری
جگہ آباد کیا۔ بنیر کی فتح کے ارادہ سے وہ گریوہ کی طرف چلا جب تھوڑی تنگناؤن کو شکر طے
کرکے منزل دوک مین آیا تو افغانون نے لڑنا شروع کیا بڑی لڑائی ہوئی بہت مخالف اسیر و
قتل ہوئے۔ ناوقت ہو گیا تھا اور آگے کا حال معلوم نہ تھا۔ اسلئے لشکر خیمہ گاہ کو واپس آیا
اور معلوم ہوا کہ اس طرف جانے سے مقصد حاصل نہین ہوگا تو دشت مین لشکر واپس آیا تاکہ
دوسری راہ سے جاے۔

کوکلتاش کی بادشاہ پاس عرضداشت آئی کہ خدا کی عنایت سے سخت گریوہ سے گذر ہو گیا ہے
بجور اور سواد کا بڑا حصہ قبضہ مین آگیا ہے مگر لشکر انکا دو کی کثرت سے تھک گیا ہی اور گریوہ
کراکر مین جو سواد بنیر کے درمیان ہی افغان جمع ہوئے ہین اگر اور لشکر جوانمردون کا بھیجا
جائے تو شائستہ طور پر سارا ملک قبضہ مین آجائیگا اور سرکشون کو سزا ملجائیگی۔ بادشاہ نے
۱۹ بہمن کو بسرکردگی حکیم ابوالفتح کے شمشیر بازون کو بھیجا۔ تھوڑے عرصہ مین دونون لشکر مل گئے
زین خان نے اول بجور کی فتح کا ارادہ کیا وہان تیس ہزار خانہ دار الوس یوسف زئی

زین خان کوکلتاش بنیر ۹۹۴ھ ۔

بہت تھے اور انکے پاس دشوار گذار گریوہ تھے۔ پادشاہی سپاہ چابکدستی کرکے والش کول
کی راہ سے آئی۔ تکراوون کو رستہ پر آنے کی فرصت نہ دی چالش بہادر نے گبران شہر
پر تاخت کی۔ اور بہت سی سرکشون کی مالش کی جب وہ نہایت تنگ ہوئی تو غازی خان و
مرزا علی وطاؤس خان و نظیر و سردارون نے پناہ مانگی اور وہ ملنے آئے۔ دفعتہً شورش
دور ہوئی۔ یہان سے ولایت سواد کا قصد ہوا۔ یہان کے کوہستان مین چالیس ہزار
خانہ وار یوسف زئی رہتے تھے۔ جب لشکر دریا کے کنارہ پر پہنچا اس زمین کے بہادرون نے
جنگ مین قدم جمایا۔ ہراول نے دریا سے گذرنے مین باگ کھینچی التمش کے دلاورون نے تیزدستی
کی۔ اس کی دیکھا دیکھی اور بھی اس راہ پر آئے۔ بڑی لڑائی ہوئی غنیم ناکام بھاگ گیا۔
کوکلتاش نے چکدرہ مین کہ وسط ولایت مین ہے قلعہ کی بنیاد رکھی اور سرکشون کی مالش کا تہیہ
کیا۔ تیئیس دفعہ فتح پائی سات لشکرون کو شکستہ کیا۔ ولایت بنیر کا سارا ملک سوائے گریوہ کڑاکر
قبضہ مین آگیا لیکن کارزار کی فزونی اور کوہ نوردی سے لشکر تھک گیا۔ کوکلتاش نے کمک مانگی
پادشاہ نے راجہ بیربر اور حکیم ابوالفتح کو نامزد کیا۔ جب یہ سب آپس مین ملے تو دورنگی کا غبار
اُٹھا۔ پہلے ہی سے کوکلتاش اور راجہ مین تنگ چشمی کی باتین ہوئی تھین اسی طرح راجہ اور حکیم مین
آپس مین صفائی نہ تھی۔ یہ امرا باوجود فہم عالی اور اعتبار سترگ آپس مین حسد کرنے لگے وہ
پادشاہی عاطفت مین امتیاز نہین چاہتے تھے۔ اسوقت سے کہ دشت کی فوجون کو کوکلتاش
کی کمک کا حکم ہوا تھا تو راجہ چین بجبین ہوکر کہتا تھا کہ میرا نصیبہ برگشتہ ہو گیا ہی کہ حکیم کی
ہمراہی مین اور کوکہ کی یاوری مین دشت کوہ ناپنے پڑے دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہے۔
رہ نوردی مین ہر روز آپس مین ناسزا باتین ہوتی تھین جب گریوہ بلکندرہ مین پہنچے تو کوکلتاش نے
استقبال کو آیا۔ اسنے خود بیٹھ کر گریوہ سے لشکر و پرتال کو اتروایا۔ حکیم ابوالفتح قلعہ چکدرہ مین
آگیا۔ راجہ اس جدائی سے آشفتہ ہوا اور تباہ اندیشے کرنے لگا۔ جب لوگ اس قلعہ مین سب جمع
ہوئے۔ کوکلتاش نے جشن آراستہ کیا راجہ نے اپنی ہی خشمگینی کو ظاہر کیا کہ اس جشن مین شریک
نہین ہوا۔ اور اسنے یہ گذارش کی کہ مناسب یہ ہے کہ سب کار آگاہ قورشاہی (سلاح شاہی) کے

گرد جمع ہون - راجہ گوئی اور بیرم بھیتی وہان آرایش پائے - کوکلتاش بیر غصہ ہوا - راجہ
اور حکیم مین درشتی سے دشنام پر نوبت پہنچی کوکلتاش نے تحمل کے ساتھ شورش بیگانگی کو بٹھایا
اور گذارش کی کہ مہم کوہستان کا ختم کرنا قریب ہی اور کراکرا ور بنیر کے سرتاب بھی لابہ گری
کر رہی ہین لیکن مدت سے انکی گفتار کردار مین نہین آئی - یہ کہنا اس ائے طلب کی تھی کہ ایک
گروہ کو اس قلعہ مین چھوڑکر مین حیلہ گذار فتنہ اندوزون کی مالش کو جاؤن اب چاہیے کہ لشکر
تازہ روز اس خدمت کو اپنے ذمے لے اور مین پہلے سپاہ کے ساتھ وسط ولایت کی پاسبانی
کردن بایہ کردہ چکدرہ مین رہنا پسند کرین - مین کوہ نشینون کی سزا کے لئے جاؤن راجہ و حکیم دونو
نے اس صلاح کو نہ مانا اور یہ جواب دیا کہ بادشاہ کا فرمان ملک پر تاخت کرنے کا ہے
ملک کی نگاہداشت کا نہین ہے - ہم سب یکجا ہو کر مخالفون کو مالش دیکر اسی راہ سے کہ آئے ہین
کا حکم ہی بادشاہ پاس جاتے ہین - کوکلتاش نے جواب دیا کہ جو ولایت اس قدر آویزش
سے ہاتھ آئی ہو اسکو بغیر سرانجام پہنچے کیونکر چھوڑ سکتے ہین اور اس راہ پر نشیب و فراز مین دوڑتے
پھرنا پسندیدہ نہین ہی جو مین نے دوسری شین بتائی ہی اس پر چلنا پسند نہین تو بھی بہتر ہے کہ
جس راہ سے تم آئے ہو اُسی راہ چلے جاؤ کہ وہ طرف سپہ نشین ہی اس مین غنیم کو دستبرد کی قوت نہین ہے
مگر اُنھون نے کچھہ نہ سُنا اور اپنی پہلی تدبیر پر جمے رہی - کوکلتاش نے یہ ناہنجار مدارات ان کی
دیکھی تو اُسنے آئین سرداری کو ایک طرف رکھا کہ مبادا یہ شیوا زبان مقربین ناشائستہ باتیں
بنا کر بادشاہ کو مجھہ سے نہ خفا کر دین - کوکلتاش کو تو یہ اندیشہ ہوا اور راجہ اور حکیم کو یہہ
فکر در پیش تھا کہ اگر ہم تنہا ہو جائینگے تو معلوم نہین کام بنے یا نہ بنے اور شرمندگی اُٹھانی
پڑہی - فوج کی آرایش ناہنجار طور پر ہوئی اور آرایش فوج مین گفتگو ہوئی - راجہ و حکیم نے
اپنے اسی اندیشہ سے برانغار و جرانغار کی سرکردگی سے انکار کیا - برانغار کا سربراہ
حسن خان پٹھنی مقرر ہوا - اور جرانغار کا قاضی علی - ہراول کی پیش قدمی حسن بیگ کو سپرد
ہوئے - بعد بہت سی گفتگو کے حکیم نے التمش مین رہنا قبول کیا اور ۱۲ اسفندارمذ کو چکدرہ
سے کراکر کی طرف سپاہ چلی اور پانچ کوس چلکر موضع کاندک مین اُترہی دوسرے روز

راہ بہت تنگ تھی ہر اتنا کوچ اول مین چھوڑا اور درہ سے آدھ کوس کچ منزل کی اور یہ
تدبیر ٹھیری کہ آج ہراول کچھ تاخت کرکے ٹھیر آئے صبح کو جب ایک کتل پر مخالف آئے تو لڑائی
شروع ہوئی۔ تھوڑی عرصہ مین تنگناؤن کو طے کرکے بہت غنیمت جمع کی اور ہزارون
آدمی بندی مین آئے التمش مین زیادہ تر کابلی تھے وہ لوٹ کی داستان سُنکر دوڑے
پھر اسکے پیچھے اور فوجین آئین۔ کوکلتاش کہ مقیم تھا تا چار وہ بھی روانہ ہوا۔ اس طرح
رواروی بے روش ہوئی۔ افغانون نے پیچھے خوب لوٹ مچائی حسن خان ہٹنی
زخمی ہوکر کنارہ کش ہوا۔ چلنے والون پر کام بہت تنگ ہوگیا۔ کوکلتاش کارزار مین آیا
اُس دن اور تمام شب پھر دوسرے روز زیادہ دیر تک ہنگامۂ دوخورد گرم رہا۔
مخالفون کے چار سرگروہون کو کوکہ نے خود اپنی بندوق سے مارا۔ افغان کچھ پریشان
ہوئے۔ آخر دن کو کچھ فتح کی صورت معلوم ہوئی مگر بار شتر ودرگاؤ سب لٹ گئے اور جو اسباب
ہاتھی اور خچر پر تھا وہ سلامت منزل پر پہنچا۔ دوسرے روز چھ کوس چل کر خانپور مین آئے
کوکہ نے چند آدمی کی افسری خود کی۔ تمام راہ جنگ کرتا ہوا منزل پر پہنچا۔ راجہ کے دائرہ
پر پہنچکر مجلس شورہ منعقد کی اور اپنی پہلی گفتگو کو فصاحت سے ادا کیا اور شتاب زدگی کی
لغزش اور اپنی بد دید کو خوب بیان کیا۔ پوچھا کہ اب صلاح کیا ہے؟ اور آیندہ کیا
کرنا چاہیے۔ راہ تھوڑی باقی تھی اسلئے نشیب فراز اسکا نظر نہین آتا تھا۔ سب نے یہ صلاح
دی کہ مناسب یہ ہے کہ کرلوہ سے گذر کر چند روز قیام کرین اور مخالف کا از سر نو علاج
کرین۔ کوکلتاش نے گذارش کی کہ آگے تنگنا ایسی دشوار گذار ہین کہ اس راہ پر چلنا اپنے
تئین بے آبرو کرنا ہے مناسب یہی ہے کہ اسی منزل مین کہ کچھ فراخ ہے اور کوئی سر کوب
نہین ہی اور باقی گھاس اور آذوق بہت ہے۔ ایک دیوار بند بناکے قیام کرین اور
مخالفون کو کہ سارے پہاڑ کو گھیرے ہوئے ہین سزا دین یا اس سبب سے کہ انکا
زن و زاد اور بہت سا مال ہمارے ہاتھ مین ہی۔ استمالت نامے بھیجکر مخالفون سے
فرمان پذیری کا پیمان لے لین اور انکے میدان کو چھوڑ دین اور انہین سے چند کو بطور

پرغال (اول) کے رکھین۔ اگر یہ بات آپ کو دلنشین ہون تو توقف کرین بادشاہ
کو اطلاع ہوا اور ایک فوج اس طرف آخر گریوہ کے سرے کو نگاہ رکھے مگر راجہ اور حکیم ہم
اپنے منصوبے پر جمے رہے اور اپنے نقصان مین فائدہ سمجھتے رہے۔ ششم اسفندارمذ کو گریوہ بلندری
کی طرف روانہ ہوئے۔ کوکہ نے کار آگہی سے چنداول کا اہتمام اپنے ذمے لیا۔ پہلے روز
سے بھی زیادہ سخت لڑائی ہوئی لشکر کچھ تھوڑی دور چلا تھا کہ دن ناوقت ہو گیا۔ اس
درہ کے سرے کو بزرگ گریوہ کی ابتدا جانا وہ اتر پڑا کوکہ کے آنے سے معلوم ہوا کہ ابھی
ایک اور تنگی سے گذرنا باقی ہے جب اس کوہ کے سر پر پہنچا ہوگا۔ سرکوب اسکے نزدیک تھے
اسلئے اُس نے آگے جانے مین کوشش کی اور یہ قرار پایا کہ گریوہ کے سر پر ہراول پہلے بلندیون
پر قبضہ کرے اور لشکر نیچے اترے اور صبح ہوتے ہی اس دشوار پہاڑ پر گذر کرین۔ چونکہ
پیچھے سے افغان چلے آتے تھے کوکلتاش پیچھے مڑا اوروں نے اس کوچ نابہنگام اور
ہراول کے آگے دوڑانے کو گریوہ کا طے کرنا سمجھ کر جلدی کی اور چلنے کا آئین بگڑ گیا۔ ہرچند
سمجھانے اور پھرنے کے لئے تگادو ہوئی مگر سودمند نہ ہوئی۔ افغانون نے ہر طرف سے
تیر و پتھر ایسے پھینکے کہ وہ غالب ہو گئے۔ ناشناسائی اور سراسیمگی کے سبب پہاڑی کی
بلندی پر سے پستی کی طرف لشکر اُترا۔ اس رواروی مین گھوڑے اور آدمی اور ہاتھی
سب گڈمڈ ہو گئے اور بہت انمین سے مارے گئے اور بڑے بڑے سردار مارے گئے کچھ
کو پہچان کر چلے۔ آخر دن کو اس گریوہ دشوار سے گذر کر نیچے آئے۔ کوکلتاش کا ارادہ
ہوا کہ اُس لڑائی مین اپنی جان دیدیجئے مگر جانش بہادر اسکے آگے آیا اور کام ناکام
الٹا گیا۔ کچھ چل کر وہ بیراہ ہوا گو پیدل چلا۔ بصد دشواری منزل پر پہنچا۔ لوگون
نے یہ خبر اڑائی کہ افغان پیچھے سے چلے آتے ہین اسلئے نہایت بیتابی کے ساتھ کوچ
بے ہنگام ہوا آدمی تاریکی کے سبب سے راہون سے بھٹکا کر درون مین چلے گئے۔
افغان مال کے حصے کرکے بانٹنے مین مصروف تھے۔ دوسرے روز بہت سے آدمی جو
رستہ بھول گئے تھے جان سے گئے کچھ انمین قید ہوے۔ پانسو آدمی مارے گئے

ہونگے۔ پادشاہ کے روشناس بہت تلف ہوئے۔ انمین راجہ بیربر۔ حسن خان پٹنی۔ گدا بیگ
رابہ دہرم کند۔ شکر۔ محمد ملا سیری۔ سرب شیخ ملا غیوری و جان محمد بخشی۔ شیخ جنید۔
شیخ عہند فرملی۔ بہادر۔ امان اللہ سعید تھے اس گزند ناگہانی اور اخلاص مندون کے مرنے
سے خصوصًا ایسے ہم زبان معنی آفرین راجہ بیربر کے مرنے سے طرح طرح کے رنج پادشاہ کو ہوئے ایک رات
دن کھانا نہین کھایا۔

یوسف زئی سے پادشاہ کی لڑائیان اور اونکا حال

جب پادشاہ نے اپنے اخلاص نہادون کے مرنے کا او شکست پانے کا حال سنا تو
خود پادشاہ کا ارادہ اس کوہستان مین جانے کا ہوا لیکن اخلاص گزینون کے کہنے سے
اس یورش سے باز رہا۔ شاہزادہ مراد کو اس خدمت پر بھیجا اور راجہ تو ڈرمل کو اسکے ساتھ
کیا۔ مرزا الغ بیگ کابلی کے زمانہ سے الوس یوسف زئی کہ ایک لاکھ سے زیادہ تھے کوہستان
دشوار گذار کی آڑ مین ہمیشہ راہزنی کرتے اور مسافرون کو طرح طرح کی گزند پہنچاتے۔ کابل کے
مرزبانون مین یہ قدرت نہ تھی کہ انکی مالش کرتے۔ ہندوستان کے فرمان روایون کو اپنے
کامون کی کثرت نے اور تنک حوصلون کی ہمزبانی نے اس طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔ ان دنون
پادشاہ کا ارادہ ہوا کہ یہ قوم مردم آزاری اور تباہ کاری سے باز آئے اور فرمان پذیری
اور خدمت گذاری اختیار کرے۔ بدخوئی جو طینت مین مدتون سے جگہ پکڑ جاتی ہے۔ اور
باپ دادا سے چلی آتی ہے۔ اسکا دور ہونا بہت دشوار ہوتا ہے۔ پادشاہ اپنی مہربان
دلی سے جانون کو ضائع نہین کرتا اور بڑے بڑے مجرمون کو بھی پردہ نیستی مین نہین بٹھاتا۔
جب افواج تاخت کے لئے نامزد ہوتی تو کوشش کی جاتی کہ آدمیون کے مارنے مین تیزدستی نہ کی
جائے۔ ہر دفعہ اس قوم مین سے جو لوگ پکڑے آتے پادشاہ انکو خلعت و زر دیکر چھوڑ دیتا۔
لیکن جب پادشاہ کے ان اخلاص مندون کا انہون نے خون کیا تو پادشاہ نے اونکے مٹانے مین
کوشش کی۔ ان کوہستانون کا ان سے خالی کرانا محال تھا۔ مگر تھوڑے عرصہ مین ان مین
سے ایک گروہ کا نقد زندگی تاراج ہوا۔ بہت سے انمین اسیر ہوکر ایران اور توران مین بھیجے گئے۔ اور ملک
سواد و بجور و تیراہ ان بدکارون سے پاک ہوا۔ یہان کی آب و ہوا کی خوبی اور میوون کی ارزانی

ایسی ہی کہ کمتر کہین ایسی ہوتی ہے اس مجمل بیان کی آگے تفصیل آتی ہے۔ شاہزادہ مراد اور
راجہ تو ڈرمل کو یہ خدمت سپرد ہوئی تھی مگر راجہ نے عرضداشت بادشاہ پاس بھیجی کہ سزاوار یہ
ہے کہ ولایتون کی فتح کرنے کے لئے اور بڑے بڑے فرمان دہون سے لڑنے کے واسطے۔
شاہزادون کو بھیجنا چاہیئے یہ خدمت ایسی ہے کہ جسکو حضور کے بندگان مین سے ایک انجام
دیسکتا ہے اس عرضداشت کو سنکر بادشاہ نے شاہزادہ مراد کو واپس بلالیا۔ کنور مان سنگھ
کہ جمرود کے قریب وشنایون کی گوشمالی کر رہا تھا اس خدمت پر معین کیا کہ راجہ کی بہ دید کو
اپنا دستیار کرے۔ مان سنگھ بنیر کے قریب آیا۔ دریا کے کنارہ پر مقیم ہوا اور قلعہ کی بنیاد ڈالی
اور اُسکے آباد کرنے کے لئے ٹھیرا۔ بنیر کے چپکے کھنڈرات کہہ رہے ہین کہ وہ کسی قدیم زمانہ مین
بڑا شہر تھا۔ سواد سے ملا ہوا کوہ لنگر تھا۔ وہان راجہ تو ڈرمل نے اپنا بنگاہ بنایا۔ اس طرح
افغانون کی گذرگاہون کو بند کرکے انکو تنگ کیا دونو طرف سے کارشناس کوہستان کے اندر
جاتے اور افغانون کو لوٹتے مارتے قید کرتے۔ ناچار اُنہون نے زاری کی جس سے شورش
فرو ہوئی اور زمانہ کو تازہ روئی ہوئی۔ راجہ تو ڈرمل کوہستان سے واپس چلا آیا۔ اور
افغانون کی مالش کے واسطے صرف راجہ مان سنگھ وہان رہا۔ بادشاہ نے کنور مان سنگھ
کو یوسف زئی کی سزا دینے کے لئے بھیجا اور راجہ بھگونت داس کو کہ پنجاب کا سپہ آرا تھا
ریگستان کا پاسبان مقرر کیا۔ مگر راجہ نے نامناسب خواہشین کین بادشاہ نے اُسکے دل کو
سمجھا اور اسکا بھیجنا موقوف رکھا اور کارسازون کو حکم ہوا کہ شاہزادہ سامان اقبال کے
لئے تیاری زابلستان لیجانے کی کرین مگر راجہ نے معذرت کی۔ بادشاہ نے پھر اُسکو زابلستان
جانے کی اجازت دیدی وہ دریای سندھ سے گذرا تھا اور خیر آباد مین پہنچا تھا اور سپاہ کے
انتظار مین بیٹھا تھا کہ دفعۃً اسکی عقل تیرہ ہوئی اور سخت بیمار رہا۔ اُسکو شہر اٹک بنارس
مین لائے۔ سامان ایک طبیب اسکی نبض دیکھتا تھا کہ راجہ نے اسکا جمدھر لیکر اپنے مارا۔ بادشاہ
نے حکیم حسن کو علاج کے لئے بھیجا مدتون مین وہ اچھا ہوا اسکی جگہ اسمعیل قلی کو مقرر کیا۔ مگر
اُس نے معاملہ نشناسی سے حرکات ناشائستہ کین جس سے وہ نظر سے گرا مگر پھر اسنے خوشامد

کنور مان سنگھ کا زابلستان جانا

توران کی ایلچی کا باریاب ہونا سنہ ۹۹۴ھ + پادشاہ کی مراجعت دار الخلافہ فتحپور مین سنہ ۹۹۴ھ

کرکے قصور معاف کردیا۔ پادشاہ نے اسکو یوسف زئی کی مالش کے لئے مقرر کیا۔ مادھو سنگھ وسعید گکھر اور ابو القاسم نمکین و راجہ بھگونت سنگہ کے آدمیون کو اُسکی یاوری کے لیے مقرر کیا اور کنور مان سنگہ کو اورسپاہ کے ساتھ کابل بھیجا۔

جب پادشاہ دریاے سندھ کے کنارہ مقیم تھا اور زابلستان جانے کا ارادہ تھا اور کتل خیبر کو جسمین گھوڑے اور اونٹ کا گذر مشکل تھا ایسا صاف کیا کہ گاڑی چھکڑا اسپر چلنے لگا اور دریاے سندھ پر پل باندھا تو توران مین ایک عجیب تھلکہ پڑا۔ پادشاہ کے ایلغار کا خوف ایسا پیدا ہوا کہ بلخ کے دروازے اکثر بند رہتے تھے۔ فرمانروای توران عبد اللہ خان نے کار آگہی اور اندازہ شناسی سے نیایش گری اور نیازمندی اختیار کی میر قریش کو بھیجا کہ یہ بزرگ سیدون مین سے تھا اور نہایت عمدہ گھوڑے اور تنومند شتر اور سبک رو استر اور شکاری جانور اور عمدہ پوستین اور اپنے ملک کے اور نفائس بھیجے۔ مگر اس وقت راجہ بیربل کے سوگ مین پادشاہ رنجیدہ ہوا تھا اس سبب سے ایلچی کی باریابی مین تاخیر ہوئی جس سے ایلچی کو پراگندگی ہوئی تو پادشاہ نے ایک جشن کرکے اسکو باریاب کیا۔

پادشاہ اٹک بنارس مین عشرت پیرا تھا کچھ شکار کھیلتا کچھ آہنگر خانہ مین بندوق سازی کا تماشا دیکھتا۔ دولت خانہ مین تفنگ اندازی کرتا۔ رات دن مہمات ملکی و مالی مین مصروف رہتا مگر اس سوچ بچار مین رہتا کہ ساحل سندھ پر جنگ ٹھیرے کہ یوسف زئی کی مالش قرار واقعی ہو اور پھر زابلستان کی سیر ہو مگر تورانیون کی سراسیمگی اور توران کے ایلچی کی زاری اور آذوق کی گرانی سے واپس جانا قرار پایا اور ہندوستان کو وہ چلا۔

پنجاب مین آخر لاہور مین پھیرنے کا ارادہ پادشاہ نے اس لئے کیا کہ زابلستان مین امن امان ہو جاے۔ سواد وبجور سرکشون سے پاک ہو۔ تیراہ اور بنگش سے روشنائیون کا تیس ناس ہو۔ آباد ملک قبضہ مین آئے۔ اگر مرزبان توران دوستی مین ثابت قدم نہ رہے تو لشکر وہان بھیجا جاے اور اس کے بعد وہ خود جاے ۱۲۵ ½ کروہ اٹک بنارس سے ۲۶ کو چون مین آیا۔

ادھر یوسف زئی کی تاخت و تاراج مین اور انکی باندھنے اور مارنے مین لگا دو کی ادھر آسمان نے انکے ساتھ کینہ توزی کی۔ اناج کو گران کیا۔ ہوا کو ناسازگار بنایا۔ عجیب بیماریون کو پھیلایا۔ توانائی اور حیلہ سازی نابود ہوئی یوسف زئی کے سردار سلطان قریشی۔ بوستان کالو سلطان بایزید۔ کریم داد ابراہیم خان۔ خان جہان مصری۔ ظفر خان پسر اسمعیل تلمیحان پاس آئے اور عاجزی کی۔ یہ قرار پایا کہ جب وہ کوہستان سے مع اغروق کے نکل آئین تو گناہونکی معافی کی درخواست پادشاہ سے کی جائیگی۔ پادشاہ کے سندھ سے واپس آنے نے فرمانروای توران کی سراسیمگی کو دور کردیا تھا۔ لیکن پادشاہ نے سنا کہ ایلچی کے بہت دنون تک یہان رہنے سے وہان تردد ہی تو اس لیئے ۱۲ شہریور کو ایلچی کو واپس بھیجدیا اور کچھ نفائس تحفۃً بھیجے حکیم ہمام کو پیغام گذاری کے لئے مقرر کیا کہ وہ نامہ کو فرمان روای توران کو پہنچاوے اور سب چھوٹے بڑون کے آگے اسے پڑھکر مطلع کردے۔ میر حیدر جہان مفتی کو بھی سکندر خان کی سانحہ ناگزیر کی پرسش کے واسطے بھیجا۔ اگرچہ اسکو مرے ہوے تین سال گذر چکے تھے۔ مگر چونکہ پادشاہ کو توران کے لینے کا خیال تھا اسلئے یہ تقریب نہین کی گئی۔ مگر اب عبد اللہ خان نے لابہ گری کی اور یکتا دلی کا آئین اختیار کیا تو میر کو تعزیت کے لیئے بھیجا۔

دس ہزار خانہ دار مہمند و غوریہ خیل پشاور مین رہتے تھے اور پادشاہ کی نیکو خدمتی کو اپنی رستگاری کا سرمایہ سمجھتے تھے۔ پشاور کا اقطاع دار سید حامد بخاری تھا۔ وہ کابل کی سپاہ کے ساتھ یہان آیا اور اوسکی سپاہ ہندوستان کو اپنی جاگیرون پر گئی وہ تھوڑے آدمیون کے ساتھ حصار بکرام مین غافل پڑا تھا۔ موسی کو اپنا کام دی رکھا تھا اُسنے اپنی آزمندی سے ان گروہون کو تنگ کیا اور ان کے مال و ناموس پر ہاتھ کھولا اس سے الوس مذکور نے جلالہ کو اپنا سردار بنایا۔ بکرام کے نزدیک فساد مچایا۔ سید حامد نے ایک آدمی کو بھیجکے اسکا حال دریافت کرایا۔ اس نے اپنی بیدانشی یا بداندیشی سے انکا حال پراگندہ بتایا۔ اور کہدیا کہ تھوڑے سے آدمی ہین غرض سید ڈیڑھ سو آدمیون کو ساتھ لیکر لڑا اسکا گھوڑا ندی مین گرا جسکے سبب سے وہ ڈوب کر ہلاک ہوا۔ اور اسکے چالیس ہمراہی مارے گئے

افغانوں نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ سید کمال اسکے چھوٹے بیٹے نے قلعہ داری خوب کی۔ بادشاہ کو
اسکی خبر ہوئی تو اُسنے زین خان کوکلتاش کو اس خدمت پر مقرر کرکے روانہ کیا اور حکم دیا
کہ اگر ضرورت پڑے تو راجہ مان سنگھ کسی سردار کو لشکر کے ساتھ کمک کے لئے اور بھیجے
غرہ مہر کو کابل میں مرزا سلیمان اس ارادہ سے آیا کہ بادشاہ کی خدمت میں جاوے۔ اس لئے
کنور مان سنگھ اس کی ہمراہ ہوا اور خواجہ شمس الدین خافی کو کابل کا منتظم مقرر کیا۔ جلال آباد کے
نزدیک یعلالان میں اسکو شدید تپ ہوئی اور سخت بیمار ہوگیا اور سید حامد کے مارے جانے سے روشنائی
بہت مغرور ہوگئے وہ کنور مان سنگھ کے اس بے ہنگام قیام سے کچھ اور سخت اور زیادہ
بدمست ہوگئے اور قلعہ بگرام کو چھوڑکر اور ارادوں میں ہوئے۔ الوس مہمند و غوریہ خیل نے
پشاور سے تیراہ تک خیبر کی دونو راہوں کو سنگ چین کرکے استوار کیا۔ یوسف زئی اور قوموں نے
انکے ہنگامہ کو رونق دی۔ تیراہ ایک کوہستان ہے جسکا طول ۲۳ کوس ہے اور عرض ۱۲
کوس ہے مشرق میں پشاور ہے اور مغرب میں میدان ہے اور شمال کی جانب بارہ۔ اور
جنوب میں قندھار۔ اس میں تنگنائیں پر نشیب فراز دشوار گذار ہیں۔ بادشاہ نے جو سپاہ
بھیجی تھی وہ دیر میں پہنچی اور کنور مان سنگھ اس زمانہ میں بیمار تھا اور ڈیڑھ مہینہ میں بحود
ہوا تو افغانوں نے کنور سے پیکار کا ارادہ کیا۔ ان دنوں میں کنور تندرست ہوگیا تھا
اور افغانوں کی مالش پر وہ مستعد ہوا اور تین ہزار سوار اور بڑے بڑے نامور افسر لیکر اس
ارادہ سے چلا کہ ماروں کی راہ سے تیراہ میں آئے اور وہاں کے الوس آفریدی کو کہ شیر پایہ
شورش ہے تاخت و تاراج کرے اس راہ سے گروہ شادی سے یکبارگی علی مسجد میں آئے
تاکہ لشکروں سے ملجاوے اور راہ کھلجاوے جگت سنگھ پسر مان سنگھ درباری زین الدین علی
کہ کابل جانے کا ارادہ رکھتے تھے سید حامد کا قصہ سنکر ایلغار کرکے بگرام میں آئے مگر راہ بند
تھی اس لئے آگے نہ ٹھیرے نہ بڑھے گئے۔ مادھو سنگھ بھی راجہ بھگونت داس کے لشکر کو لیکر
اٹک کے قریب آگیا تھا۔ سیوم دَے ۹۹۵ھ کو بولان سے مان سنگھ جریدہ روانہ ہوا
اور کتل جارجوبہ میں پہنچا۔ یہاں گروہ کہ ہر طرف سے ڈھکا ہوا تھا اسکے نشیب و فراز کو مشکل سے

طے کرکے ماندارک کی حدود میں کچھ آرام کیا۔ دوسرے روز سپاہ نے بسر کردگی محمد قلی بیگ کے الوس آفریدی پر تاخت کی اور انکا بہت مال چھینا بعض کی رائے یہ ہوئی کہ اسباب کو منزل گاہ پر پہنچاکر کچھ لڑنے آئیں مگر اسکو اوروں نے نہ مانا اور آگے بڑھے اور درہ چورہ سے کوہ نوردی کی۔ اور غوریہ خیل کے بنگاہ پر گذر ہوا۔ انہوں نے لابہ گری کرکے رستگاری پائی۔ جب تنگناؤں میں لشکر آیا تو جلالہ پیچھے سے نمودار ہوا۔ ہر طرف سے افغانوں کا جوش و خروش اٹھا تختہ بیگ چنداول پہ اس سے لڑا مگر عاجز ہوا تو اپنے لشکر سے ملا اور کنور مان سنگھ نے پھر کر ایک اور تازہ نیرو سپاہ کارزار میں بھیجی۔ لڑائی خوب ہوئی۔ مخالف کی شوخی کم ہوئی مان سنگھ نے اپنے بیٹے جگت سنگھ کو چنداولی کا اہتمام دیکر خود علی مسجد کی راہ لی۔ تھوڑے عرصہ میں پھر افغان ہر طرف سے آنکر جمع ہوگئے اور کام زیادہ دشوار ہوگیا۔ میدان نہ تھا کہ لڑائی میں جوانمردی دکھائی جاتی نہ کوئی پناہ ایسی تھی کہ سنگ افگنی اور تیراندازی کی جاتی۔ طرفین کے سپاہی دست و گریبان ہوتے تھے اور عجیب لڑائیاں ہوتی تھیں ناگاہ ایک کشادہ میدان ظاہر ہوا۔ مان سنگھ نے اپنے ہمراہیوں کے خلاف رائے وہاں قیام کیا اور تختہ بیگ اور کچھ کابلی میدان کارزار میں لڑنے آئے اور اُس سے محمد قلی دکورم کو کر اور تیز دست ہراول کے آنکر ملے اور پھر کارنامہ پہلوانی ظاہر ہوا۔ سخت دشواری میں بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی۔ ابعض کی رائے یہ ہوئی کہ یہیں نصرت گاہ میں ڈیرے لگیں۔ بہت کی رائے یہ ہوئی کہ علی مسجد کو جو دو کروہ ہے چلیے یہاں پانی کی کمی تھی اس لئے علی مسجد کو لشکر چلا اور محمد قلی بیگ نے چنداولی کا اہتمام اپنے ذمہ لیا اور شادی کی راہ سے شام کے قریب لشکر اپنی منزل میں آیا۔ یہاں سے قریب پہر رات گئے جلالہ گھات میں تاک لگاکے بیٹھا اور افغانوں نے جابجا ہنگامہ برپا کیا۔ بہت آدمیوں کی یہ تجویز تھی کہ صبح کو قلعہ سے باہر جاکر دست برد کرینگے۔ لیکن تکان اور ماندگی کے سبب سے یہ صورت نہ ہوئی۔ دوپہر کو بھگونت داس کا نادھو سنگھ لے کر نمودار ہوا تو یکبارگی روشنائی پراگندہ ہوئی۔ بعض کی رای یہ تھی

کہ مان سنگ یہیں ٹھیرے اور امرا آگے جا کر مرزا سلیمان کے کاروان کو خیبر
کی راہ سے لائیں۔ مرزا سلیمان کی خاطر سے اسکے آدمیون کا سب بنہ و بار خیبر کی
راہ سے بولان گیا اور مرزا محمد حکیم کی راہ سے بکرام مین آیا۔ اس عرصہ مین زین خان
کوکہ لشکر سمیت پہنچ گیا۔ جلد روشنائیون کے خار بن اکھیڑنے مین بڑی کوشش کی
پادشاہ پاس مرزا سلیمان کے آنے کا حال ہم معاملات بدخشان مین بیان کرینگے ۔

اوس غوریہ خیل اپنے پہلے کامون سے پشیمان ہو کر مرزا بان کابل کی پناہ
مین آئی اور پادشاہ نے ان کو فرمان بخشایش لکھ دیا اول اُن کو جلال آباد مین جگہ
دی اور پھر پشاور مین۔

مان سنگہ تو ایک شکست دیکر جمرود مین گر اوہ خیبر کے قریب آرام کرتا تھا۔ پادشاہ نے
اسپر لعنت ملامت کی اور ایک اور لشکر مطلب خان کی سرکردگی مین روانہ کیا جب وہ
دریاے سندھ پر پہنچا کہ خرد یک یا لتو زنگی خان اور اور سردار اوس نیازی کے
اور دریاے سندھ کے پار عیسی خیل کی سرزمین مین آگئے۔ یہان کے سردار فیروز خان و
جمال خان و علیخان آنکر پادشاہی لشکر سے ملے۔ اکثر کی راے یہ تھی کہ داور اور بنغز کی راہ
بنگش مین او یہ جا کر روشنائیون کے ملک تاخت و تاراج کرین لیکن کمال خان شنالی
پادشاہ کے لشکر سے آن ملا اور اس نے بتلایا کہ سب سے زیادہ عمدہ آب دوہ کی راہ ہے
مگر دوار سند کے درمیان ایک تنگنا رہے کہ دریاے بنگش اس مین بہتا ہے۔ بارہ کروہ مین
چند جگہ پانی چھوڑ کر وہ تمند مین جاتا ہے۔ جمال خان بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسی راہ چل کر
لشکر سے ملا تھا روشنائیون کی کھیتیان لشکر کے جانورون کے چرنے کے کام مین آئین
یہ خبر ہوئی کہ جلالہ چک مین کہ قلب کی جگہ قلعہ نشین ہے وہان سے وہ نیچے اوتر کر
بن کوس آیا ہے اور دوہمند مین شبخون مارنے کا قصد کرتا ہے۔ امراے شاہی نے
رات کو بہت پاسبانی کی دوسرے روز اُس نے دوہمند مین قیام کیا۔ مخالف نے
جانا کہ رات کو کچھ کام نہ بن پڑیگا اور جمرود کے لشکر کے آنے کی خبر ہو رہی ہے

شکست پانا ۔ سنہ ۹۹۵ ۔ ۳۲

اس لئے اسنے یہ ارادہ کیا کہ جس وقت کہ نیچے اترے اسپر دست برد کرے اس وقت اسمین انتظام
نہ ہوگا ہمارا مرداد کو دوپہر کو کہ ہوا نہایت سخت گرم تھی جلالہ ہزار سوار اور پندرہ ہزار
پیادے لیکر ناگہانی آیا۔ اور وہ شورہ پشت بادشاہی چنداول سے لڑکر آگے بڑھا۔ اگرچہ
بادشاہی فوج قاعدہ کے موافق صف آرا نہ ہوسکی اور سپہ آرا کو بھی سواری کی توفیق
نہین ہوئی مگر لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی اور میدان جنگ مین غنیم کے پانچسو پچاس
آدمی مارے گئے اور ہزار آدمی بھاگنے مین قتل ہوئے اور مخالف نے کوہستان مین
پناہ لی۔ بادشاہ کی طرف سولہ آدمی زخمی ہوئے لشکر اسکی بنگاہ پر گیا اور اوسکو لوٹا
اسکے خان ومان کو جلا دیا۔ تمام الوس آفریدی اور اورک زئی جنکی پناہ مین جلالہ تھا
پر غمال دیکر مطیع ہوے اور لشکر پھر کر بنگش مین آیا۔ یہان گرانی غلہ کے سبب رہنا دشوار تھا۔
مطلب خان سودائی ہوگیا تھا اسکو پیادہ پا بھیجدیا۔ قوم الوس یوسف زئی اپنی ستواری
جا اور بادشاہی لشکر کی لغزش کے سبب سرکشی زیادہ ہوگئی۔ ہرچند اسکو سزا دی جاتی
تھی۔ مگر وہ اپنی راہ زنی اور بدکاری سے باز نہین آتی تھی جلالہ روشنائی جب تنگ ہوا
تو وہ تنگناے تیراہ سے یوسف زئی کی بنگاہ مین چلا گیا اور انہون نے اسکو اپنے ہان جگہ دی۔
بادشاہ نے زین خان کو اسکی پہلی شرمندگی مٹانے کے واسطے سواد و بجور کو روانہ کیا اور
جمرود و بنگش کے لشکر کو فرمان بھیجا کہ وہ جلالہ کو گرفتار کرین اور اسکو باہر کہین جانے دین
اسمٰعیل قلی خان ادھند سے اوٹھکر قبیلہ ایازی سے ملا کہ ہشتغر کی پاسبانی کرے۔ اور
صادق خان بادشاہ سے رخصت لیکر دشت سواد مین آیا تاکہ جلالہ کسی طرف سے باہر
نہ جائے۔ اور گرفتار ہوجائے۔ جگنناتھ کو جو کشمیر سے پھر آتا تھا حکم ہوا کہ کوکہ سے جا کر ملے
کوکہ دل سے اس خدمت مین متوجہ ہوا۔ حیدر علی اپنے خویش اور تختہ بیگ و بختیار بیگ
اور امرا کو لیکر کامہ وکشکہ کی راہ سے کج کی طرف چلا۔ روشنائی افغانون اور یوسف
زئی نے ملکگرپوہ ناولی کو استوار کیا اور آمادہ پیکار ہوئے اور بادشاہی لشکر نے
بجور و ہشتغر و تیراہ کے ترلیہ پر قلعہ کی بنیاد رکھی۔ اسمین لمغانات سے غلہ منگا کر

انبار لگائے - جس سے لشکر کی خاطر جمعی ہوئی اور ایک نامعلوم راہ سے لشکر بجوڑ مین آیا
کچھ لڑائی ہوئی بہت سے افغان مارے گئے - کچھ پناہ مانگ کر مطیع ہوئے - جلالہ گرفتار
ہونے کو تھا - مگر وہ ایک درہ سے جسکا پاسبان اسمٰعیل علیخان تھا نکل کر تیراہ مین چلا
گیا وہ دشت کا تھانہ دار تھا - یہان صادق خان بھی سے تباہ حال ہوا تھا اور
بیوقوفی سے گذرگاہ کو خالی چھوڑا - کہ بادشاہ پاس چلا گیا - پہلے لکھا ہے کہ صادق خان
ان وحشیانیون کو تیراہ سے نکالنے کی خدمت پر مامور ہوا تھا - تنگناؤن مین گھسنے کے
اندر بہ دید نہ دیکھی لیکن اور تدبیر سوچی کہ موضع بارہ مین قلعہ بنا کر شاہ بیگ کو سپرد کیا
اور احمد بیگ اور محمد قلی بیگ کو میدان کا نگہبان بنایا اسی طرح جا بجا کارآگاہون کو
مقرر کیا لشکر شاہی نے تاخت و تاراج کر کے آذوقہ کی گرانی کا علاج کیا - صادق
نے زبان سے دلاسا اور ہاتھ سے روپیہ دینا شروع کیا - الوس آفریدی اور اورک زئی کو
کہ دشمنای افغانون کی بنگاہ تھے مطیع کیا - ربیع کی کشت وکار بادشاہی لشکر کے ہاتھ
مین آئی - خریف کو بونے نہ دیا - ملا ابراہیم کو جسکو جلالہ اپنا باپ سمجھتا تھا گرفتار کر لیا - جلالہ
کو اپنے ہمراہیون پر اعتبار نہ رہا - ہر روز ایک قبیلہ مین جاتا تھا اور ناکام واپس آتا تھا
وہ براہ کان کرم سے توران کی طرف دوڑا - ۲۴ رجب کو افغانون نے اسکا زن و زاد لیکر
حوالہ کیا - آفریدی اور اورک زئی نے اوّل مرتبہ راہ خیبر کی امنی کو اپنے ذمّے لیا -
بادشاہی لشکر پھر آیا -

جب زین خان کوکہ بجوڑ مین آیا تو اُسنے چند قلعے بنائے - افغان تنگناؤن
مین گھس گئے - رات کو باہر آتے - غلہ کاٹتے اور لے جاتے - کوکہ نے اپنی دانشمندی سے مقرر کیا کہ
ہر درہ مین ابتداء شب مین سپاہ کا ایک گروہ جائے - دامنہ کوہ مین گھات لگائے
بیٹھا رہے اور آدھی رات کو اسکی جگہ دوسرا گروہ جائے - جب افغان غلہ کاٹنے آتے
تو بادشاہی سپاہ آگے پیچھے پہنچکر انکو خوب سزا دیتی - آٹھ مہینے تک اس طرح لڑائی رہی آخر
کو انہون نے عاجز ہو کر اطاعت اختیار کی - کوکلتاش نے سواد کی فتح کا ارادہ کیا جسکا تھا

مہم تیراہ اور ۱۰۰۵ھ

مہم بجوڑ و سواد ۱۰۰۴ھ

آصف خان کوکہ دشت مین تھا اپنے پاس بُلا لیا اور سواد کی طرف روانہ ہوا۔ اول ملک کے
سر سے پیرو دریاے پنجکورہ کے کنارہ پر قلعہ بنایا۔ یوسف زئی نے راہون کو سنگ چین کیا۔ اور پیکار
کے لیے آمادہ ہوئے۔ بادشاہی لشکر کو ایک پوشیدہ راہ مل گئی۔ دہم ذی الحجہ سنہ ۹۹۶ھ
کو غنیم عید قربان کے جشن مین مصروف تھا کہ بادشاہ کی سپاہ سواد کے عرصہ دلکشا مین آگئی
افغان سراسیمہ ہوکر بیغولون مین گُھسے۔ کچھ انمین سے مردانگی سے لڑکر مرگئے۔ بہت سا اسباب لشکر
شاہی کو ہاتھ آیا۔ افغانون کے دو حصے ہوگئے۔ ایک گروہ بت خری کے کوہ مین چلا گیا۔
اور دوسرا کہسار مہرہ مین چلا گیا۔ کوکہ انکی تلاش مین ہوا۔ چکدرہ و ملکنڈ اور اور جاؤن مین قلعے
بنائے۔ سرولی کے نزدیک دشت بہار سے متصل ایک حصار بنایا۔ اور کارآگاہ خدمت دوست
جابجا مقرر کیے۔ کہ راہون مین امنی ہو اور دشت و کوہ مین پیوند ہو۔ ہر طرف سے تاجر آئی
اور ارزانی ہوئی۔ ان دنون مین کوہ مہرہ سے محمد عمری و ملک اصغر شیر خانہ کی راہ سے دشت
مین آئے اور قلعہ سرولی کا محاصرہ کیا۔ یہان سے بہت سی سپاہ جلال آباد کی طرف بھیجی گئی
تھی کہ قافلہ کا بدرقہ ہو۔ احمید خان چند آدمیون کو لیکر لڑا اور مارا گیا حمید خان کے بیٹون کی
ہمت نے یاوری نہین کی مگر غنیم قلعہ کو فتح نہ کرسکا اور اپنے اندوختون کو چھوڑکر بھاگ گیا جب سواد
مین کچھ کام نہ رہا تو آصف خان بادشاہ کی درگاہ کی طرف جریدہ ملکند سے چلا۔ چند نوکر
اسکے پیچھے آتے تھے ناگہان انہون نے نقارہ بجایا۔ افغان سراسیمہ ہوے اور بھاگ گئے
اور بہت اسباب اپنا پھینک دیا۔ ابوالقاسم نمکین و شیر خان کو سرولی کی پاسبانی کے لیے چھوڑا
وہ اچھی خدمت بجالائے۔

کالو خان افغان کا مارا جانا سنہ ۹۹۶ھ

کالو خان پر باوجودیکہ بادشاہ نے بہت نوازش کی تھی مگر وہ بھاگ کر شورش طلبون
سے جا ملا اور دمخار کے افغانون نے اسکو اپنا سردار بنایا۔ اور کوہ مہرہ کو وہ روانہ ہوئے۔
کوکلتاش کو اسکی اطلاع ہوئی اس نے رات کو سفر کیا۔ ہراول نے نقارہ بجایا بیخبرون نے
آگاہی پاکر پراگندگی مین تگاپو کی۔ اگرچہ کالو خان بھاگ گیا مگر افغانون سے ستر آدمی منتخب مارے
گئے۔ اسی اثنا مین محمد عمر اور ملک صغر سرولی پر جا چڑھے۔ میر ابوالقاسم اور شیر خان نے

لڑے۔ اور چار سو افغانون کو انہون نے مارا۔ قلعہ کہ سرکر یوہ پر بنایا تھا اسکے یوسف زئی بڑے سراسیمہ تھے اور اسکی فتح کی گھات مین لگے رہتے تھے انہین سی بہت سے ایک جگہ جمع ہوئے اور اس قلعہ کو آخر گھیرا۔ صبح سی شام تک جنگ گاہ مین تلوارین چلین زمین کے شکستہ اور کوہ پایون کی بلندی کے سبب سے پیکار مین درازی ہوئی انجام کار لشکر شاہی کو فتح ہوئی اور بہت سی افغانون کا خرمن ہستی آتش تیغ سے خاکستر ہوا اور تھوڑے عرصہ مین وہ قلعہ تمام بن کر تیار ہوگیا اور گردن کشون کی اطاعت کا سبب ہوا۔

پادشاہ اٹک بنارس سی کابل مین کہ پاؤ کم ۲۰۰ کوس ہے بانس ہی ۱۲ روز مین ۱۸ کوچ کرکے پہنچا۔ چہارم آذر کو کابل سی ہندستان کی طرف کوچ کیا۔ ۱۸ اردی بہشت کو مین لشکرگاہ تھا کہ شکار کے لیے ایک گفتار کے پیچھے گیا اس نے پادشاہ کو زخمی کیا مگر زخم جلد بھر گیا۔ پادشاہ اپنے دارالخلافہ مین آیا۔

یوسف زئی کی مالش مین سپاہ شاہی پیہم کوشش کرتی تھی مگر بوم ہمواری سے غالب نہین ہوئی تھی۔ شہباز خان کی عرضداشت سواد سے آئی کہ عزہ بہمن کو لڑائی ہوئی اور لشکر پادشاہی کو فتح ہوئی اور بنیر کی سرزمین ہاتھ آئی۔ علی محمد الف کی نیکو خدمتی مین جان گئی بہت سے افغان مارے گئے۔

زین خان شمالی کوہستان سے نیپال کے قریب سی پادشاہ کی خدمت مین آیا اسنے دریاے ستلج کے کنارہ پر کاہلور تک لگا پوکی۔ سارے زمینداروں کو مطیع کیا اور پیشکشین انکی آمادہ کرائین جنکے نام یہ ہین۔ نگرکوٹ کا راجہ بدھی سنگہ۔ کوہ جمبو کا راجہ پرسرام۔ مؤ کا راجہ باسو۔ جسوال کا راجہ انرودہ۔ کاہلور کا راجہ تیلہ۔ گوالیار کا راجہ جگدیس چند دہپال کا راجہ سیدپال بسیہ کا راجہ رلے سنسار۔ مانکوٹ کا رلے پرتاب۔ جسرونہ کا راے بھوپت لکھن پور کا راجہ بیبھ دھر۔ شیرکوٹ بھرتہ کا راجہ رلے دولت۔ قلعہ کھیلا کا راجہ راے کرشن ہسکنت کا زمیندار رلے نرائن۔ ملادیہ کا راے کرشن۔ بھمری وال کا رلے اودیہ۔ ان سب راجاؤن کے ہان دس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے تھے ان زمینداروں کو

پادشاہ کا دارالخلافہ سے کابل مین جانا [illegible] سنہ ۹۹۴ - فتح یوسف زئی [illegible] سنہ ۹۹۴ - زین خان کا کوہستان [illegible] سنہ ۹۹۵

لے کر زین خان ، رحی کو بادشاہ کی خدمت مین آیا سب پر بادشاہ نے عنایت کی۔ ۱۷ ہاتھی اور ۱۵۰ گھوڑے اور ۲۰۵ شکاری جانور باز و شاہین اور سواران کے تحائف نفائس اس سرزمین کے لایا ۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ جلالہ توران چلا گیا ان دنون مین معلوم ہوا کہ وہ ناکام وہان سے آیا اور تیراہ کی تنگناء مین شورش مچائی۔ الوس آفریدی و اورکزئی نے فرمان پذیری مین عہد شکنی کی اور اسکو اپنا سردار بنایا۔ بادشاہ نے فرمان بھیجا کہ قاسم خان زابلی سپاہ کو فراہم کرکے ان افغانون کی مالش کرے سندھ و پشاور کے اقطاع دارون کو حکم ہوا کہ وہ بجا ہو کر تیراہ سے ملین تھوڑے عرصہ مین اس کہسار کو اس سپاہ نے گھیر لیا۔ افغان دستان سرائی اور لابہ گری کر کے بیٹھ گئے۔ جلالہ یہان سے ناکام پھرا۔ قاسم خان کابل مین چلا آیا۔ بادشاہ کو قاسم خان کی یہ جلدی پسند نہ آئی۔ اسکو حکم ہوا کہ پھر جا کر وہ افغانون کی پژوھش مین کوشش کرے ۔

بادشاہ نے زین خان کوکلتاش کو سواد و بجور کی مہم کا اہتمام سپرد کیا۔ کشمیر مین جو آشوب اٹھا تو افغانون نے پھر سر اٹھایا انکی سرکوبی کے لئے سپاہ نہ تھی اسلئے الوس گلیانی و محمدزئی کہ ہمیشہ بادشاہ کی دولتخواہی کا دم بھرتی تھی روشنائی افغانون الویوسف زئی کی ہمداستان ہوئین اور بکرام کے نزدیک محمد قلی زیمان کے خان کے پیچھے پڑین۔ تاکہ اس تمام ملک پر انکو غلبہ ہو جائے۔ ناگاہ کوکلتاش انکے سر پر آیا تو انہین سی ہر ایک گروہ ایک پنغولہ مین داخل ہوا۔ یوسف زئی اور کچھ روشنائی افغان بسرکردگی وحدت علی کہسار بجور مین چلے گئے۔ جلالہ نے اپنا نزہ و زادا اسکے ہمراہ کیا۔ اور خود تیراہ مین آیا۔ قصد یہ تھا کہ وحدت علی کافرون کی ولایت کو کہ کاشغر سے پیوستہ ہے لیکر پناہ آمادہ کرے جب لشکر شاہی تنگ کرے تو خود وہان چلا جائے۔ ، امرداد ابشتہ انکو گریوہ ملکند سے سوادمین کو آیا۔ اور اس آباد جا و شوارکت کو آسانی سے لے لیا۔ میدان کی راہ سے بجور مین گیا۔ افغانون نے اپنے مین لڑنے کی طاقت نہ دیکھی تو وہ ناچار ہو کر کافرون کی ولایت مین آئے

اور تھوڑے دنون مین کہسار ہر ول کو اس گروہ سے چھین لیا۔ اس ولایت کے مشرق مین
سواد اور مغرب مین کنار لنڈ گل شمال مین کاشغر۔ بدخشان و جنوب مین بجور۔ قلعہ چکاری
کو استوار کیا کوکہ ان کے درپے ہوا منزل بمنزل قلعے بناتا ہوا گر لوہ کوٹے کرتا ہوا چلا۔
جب افغان انپر شبخون مارتے تو نقصان اُٹھاتے۔ کوکہ نے قلعہ چکاری کا محاصرہ کیا
غرہ آبان کو جنگ عظیم سے اُسے فتح کرلیا۔

زین خان قلعہ چکاری کو فتح کرکے قلعہ فتح آباد مین کہ بجور مین اس نے بنایا تھا آیا
مبارک خان و جلال خان اور کچھ سپاہ کو سواد کے دیدبانی کے لئے بھیجا۔ انہین دنون
مین زین خان کو آنروے سندھ سے ہندو کوہ تک کی نگہبانی سپرد ہوئی۔ وہ
روشنائی افغانون کی بیخ کنی کے درپے ہوا۔ تیراہ کی طرف متوجہ ہوا۔ قاسم خان
جلال آباد کے قریب جریدہ آیا۔ بزم یکجہتی مین یہ قرار پایا کہ وہ راہ بازارک سے کہسار
مین جاوے اور لشکر بنگش اس طرف سے کولہ الیم گذر سے اس سگالش کے لئے کابل کو بھیجا
تنگیائی کے قریب آصف خان بنگش سے آیا اور ہمراہ ہوا۔ بکرام مین خواجہ شمس الدین اور
اور امراء جو بادشاہ کی اجازت سے آئے تھے ملے۔ کوکہ نے اس گذر مین اپنا بنگاہ
بنایا۔ قاسم خان کابل کی سپاہ لے کر راہ بازارک سے تیراہ مین آیا۔ آفریدی کے
سردارون مین سے باران تہا وہ لڑائی مین مارا گیا۔ باوجودیکہ اور سپاہ ہنوز
نہین آئی تھی کہ الوس آفریدی اور اورک زئی نے لابہ گری اختیار کی اور فرمان پذیری
قبول کرکے چنداول آئے۔ جلالہ تیراہ کو چھوڑکر کافرون کے ولایت کی طرف چلا۔ جن دنون
مین کوکہ نے قلعہ چکاری فتح کیا تھا وحدت علی جلالہ کے خویش نے یوسف زئی کی مدد سے
قلعہ کنشان اور کچھ حصہ کافرون کی ولایت کا فتح کرلیا تھا۔ کوکہ نے قاسم خان کو
جلال آباد مین اور محمد قلی اور حمزہ بیگ اتالیق کو بکرام مین چھوڑا اور خود آصف خان
اور شمس الدین و سعید خان گکھر و تختہ بیگ کو لیکر جلالہ کی طرف گیا۔ پہلے اس سے کہ جلالہ
آب کابل سے گذرے لشکر شاہی نے اسکا رستہ بند کردیا۔ ناکام وہ کہسار تیراہ کی

طرف پھرا بعض کی یہ راے تھی کہ اُنکی مالش مین کوشش کیجاے۔ کوکلتاش نے کہاکہ یہ گروہ زیندون نے فرمان پذیری اختیار کی ہے۔ یہان اسکو جگہہ نہین ملیگی اب وحدت علی کو پامال کرنا چاہئے پہلے اسکے کہ وہ اس کہسار دشوار گذار کو اُستوار کرے۔ پاسبانی اُس سے انفراغ حاصل کرنا چاہئے یہ بات سب کو دلپسند ہوئی۔ پڑتال کو چھوڑکر کافر بوم مین شاہزادی راہ سے آگئے اور موضع کندی کبار مین دریاے بجور کا پل باندھ کر اُترے۔ یہ دریا ستر گز چوڑا اور بہت گہرا اور تند تھا خواجہ شمس الدین کو اس پل کی پاسبانی اور راہ کی ایمنی سپرد کرکے سترہ منزلین نشیب و فراز مین طے کرکے کنسل بزرگ پر غنیم سے آٹھ کوس پر پہنچے۔ اُسنے قلعہ کنشان کو اُستوار کیا۔ آدھے رستہ مین ایسی تنگی و ناہمواری تھی کہ ایک سوار دشواری سے گذرتا تھا اور آدھی راہ تیغہ تھی اور دس جگہہ دشمنون نے سنگ چین بناے تھے اور وہان سے لڑتے تھے۔ ۶ خرداد کو کوکہ چند آدمیون ساتھ لیجاکر منزل گاہ کی تلاش مین لگا۔ تختہ بیگ۔ سعید خان۔ حیدر علی عرب ہراول بناکے آگے بھیجے کہ کسی عمدہ جگہہ کو لیکر بیٹھین اور لڑائی نہ لڑین افغانون نے اُن کے سر پر ہجوم کیا۔ ناچار لڑنا پڑا اُنہون نے غنیم کو چار بار پرے ہٹا دیا۔ کوکہ اپنے چند ہمراہیون کے ساتھ اُن سے جا ملا جس سے ہراول کو تقویت ہوئی۔ وہ بہت جگہہ بدل چکے تھے۔ تختہ بیگ و حیدر علی عرب و سعید خان لڑ رہے تھے۔ کوکلتاش کے پہنچنے سے از سر نو جانفشانی و جان ستانی کرنے لگے جوان مرد پیچھے آگے ہوتے تھے اور لڑتے تھے آصف خان ایک تنگ جگہہ مین تین پہر تک برچھے جمدھر کی لڑائی لڑا۔ وحدت علی تیغہ سے نہ نکل سکا۔ سب آدمیون کے ساتھ بڑے نشیب مین گیا۔ دشمن شکست کھاکر پراگندہ ہوا اور قلعہ کنشان اور بہت آباد جگہین پادشاہی لشکر کے ہاتھ آئین۔ سر گروہ بزرگ مین پہنچکر نیچے اُترنے لگے۔ یہہ کہسار مرزبان کا شغر کا دارو غہ نشین تھا۔ سارے سال برف سے ڈھکا رہتا ہے۔ تیز دستون نے وہان جاکر بہت سے مرد و زن گرفتار کیے۔ بہت سے کافرون کے سردار ملک ساہی گذار ہوے۔ اور افغانون کی ناکامی مین اُنہون نے کوشش کی۔ کچھ افغان چغان سرا کی طرف بدخشان رستہ چلے گئے کہ دریاے بجور سے گذر کر کافرون کی زمین مین جاکر پناہ لین۔ بادشاہی لشکر نے

پادشاہی لشکر کا تیراہ مین آنا سنہ ۱۰۰۱ھ

تیز دستی کر کے اُس طرف کا پل توڑ دیا۔ ناگزیر یوسف زئی کے سردارون حاتم باجگی۔ حیدر الشیخ حسین نے قاسم خان سے اور بعض اور امیرون سے پناہ مانگی ان سے ملے اور وحدت علی کو بھی ناچار آنا پڑا۔ غنیم کے چار سو آدمی مارے گئے اور سات ہزار قید ہوے پادشاہ کی طرف سے تیس آدمی مارے گئے اور ڈیڑھ سو زخمی ہوئے۔ کاشغر و بدخشان تک ملک لے لیا۔ جب قاسم خان نے وفات پائی تو پھر روشنائی افغانون نے سرتابی کی اور خیبر کی راہ کو ناامن کیا۔ قلیج خان کو زابلستان کے انتظام کے لئے اور اُن افغانون کی مالش کے لئے روانہ کیا۔ مبارک خان جلال خان۔ شیر خان نظر خان میر عبد الرزاق کو پیچھے روانہ کیا۔ قلیج خان نے کابل کا انتظام کیا۔ تیراہ کی راہ لی۔ بازارک کے دشوار گذار پہاڑون مین اس سرزمین کے نزدیک آیا۔ آفریدی کے سردارون نے اس سے مل کے ہواخواہی کے پیمانون کو تازہ کیا اور اُنہون نے کہا کہ ساری کھیتی پامال ہو گئی ہے۔ اس لئے سپاہ کا پھر جانا چاہئے قلیج خان نے اس جھوٹی بات کو یقین کر لیا اور بگرام مین چلا آیا۔ ایلم گذر سے اس ملک مین جانا چاہا۔ مگر گریوون کی سختی کے سبب سے نہ جا سکا یہان سے کوہت کو روانہ ہوا کہ اس طرف سے کارکشائی کرے مگر راہ کی دشواری نے اُسے جانے نہین دیا پھر اُس نے بنگش جانے کا ارادہ کیا خرمابہ مین آیا۔ کچھ لڑائی ہوئی بعد فتح کے اُس نے قلعہ یہان بنایا۔ روشنائی افغانون نے راہ کو شاخ بند کیا اور لڑنے پر تیار ہوئے۔ مگر زمینداروں نے لشکر شاہی کو ایک پوشیدہ راہ بتائی۔ سپہ آرا نے یہان کچھ سپاہ چھوڑ کر وہ راہ لی۔

ساری رات اور دن کو دوپہر تک سوار اور پیادے سخت گذار پہاڑون پر گذر کر اس سرزمین پر پہنچے جلالہ نے مطلع ہو کر اس راہ کے بند کرنے مین تگاپو کی مگر وہ وہان نہ پہنچ سکا۔ ناکام بے جنگ سخت تنگنائون مین چلا گیا اور شاخ بند کو ویران کر کے لشکر و پرتال اسی راہ سے آیا اور راہ کی ناامنی اور آذوق کی کمی سے لشکر شاہی تنگ و زہی ہوا۔ تختہ بیگ اور میر عبد الرزاق معموری آذوق کو بگرم سے لانے کے لئے روانہ ہوئے۔ سویم خرداد کو آہن پوش کہ تیراہ کے وسط مین سخت جا ہے لشکرگاہ ہوا۔ جن آدمیون کو آذوق کے لئے بھیجا تھا اُن کو آنے مین

جلالہ روشنائی کا مرنا سنہ ۱۰۰۷ ھ ۔ الفنسٹن صاحب کا بیان ان مہمات کی نسبت ۔

دیر لگی تو لشکر کابل مین چلا آیا ۔ بادشاہ کو اس طرح سو بسو پھرنا اور کابل مین آنا پسند نہ آیا
غزنین مین الوس لوحانی خرید و فروخت کے لئے آتے تھے ۔ ہزارہ انکی گھات
مین بیٹھے اور زیر تاخت کی وہ مستقل ہوکر سات روز تک لڑتے انہون نے جلالہ سے مدد مانگی
وہ تاجرون کے طور پر غزنین مین آیا ۔ شریف خان اور رعیت اُس سے کچھ لڑی اُسنے
ان سے نقارہ لیا اور وہ غزنین کا مالک ہوگیا خرید کے بہانہ سے بہت سا اسباب جمع کیا اُسنے
چاہا کہ اس مال کو اپنی بنگاہ مین لیجاے ۔ شادمان ہزارہ اُس سے لڑا اور شکست دیکر زخمی
ہوکر کوہ رباط مین گیا ۔ مراد بیگ نے پہنچ کر اُسکا کام تمام کیا ۔ یہ کام کیا آسانی سے انجام پایا
ہے کہ لشکر شاہی مدتون اسکے پیچھے پڑا پھرا ۔ زین خان کوکہ اس سے کئی سال تک لڑتا رہا ۔ ملک
جلالہ جلال ادنی آدمیون کے ہاتھ سے خاک مین مل گیا ۔

الفنسٹن صاحب کہتے ہین کہ ابو الفضل کو ضرور ان مہمات کا اصل حال ذرا ذرا معلوم
ہوگا ۔ مگر اس اندیشہ عظیم مین کہ لشکر اکبری کی شکست کی ذلت کو جہان تک ہوسکے کم اور نرم
کرے اور کوئی بات ایسی نہ لکھون کہ راجہ بیربر پر کوئی الزام عائد ہو اسنے ان مہمات کا
حال پراگندہ اور متناقض لکھا ہے اور مینے مجبور ہوکر اسکے نقصون کو منتخب التاریخ سے صحیح کرکے درازا
کیا ہے ۔ جو نقص مین نے ابو الفضل کے بیان مین پایا انکو مین بیان کرتا ہون کہ گو اس نے
بادشاہی سپاہ کی شکست اور بربادی کے بیان کو فصاحت سے لکھا ہے مگر وہ لکھتا ہے ۔ کہ
بادشاہی سپاہ کے آدمی پانچ سو مارے گئے ۔ خافی خان نے بھی ایسی ہی غلطی کی کہ لکھا ہے کہ
چالیس پچاس ہزار آدمی مارے گئے اور ایک بھی زندہ نہین بچا ۔ یہ شکست سوات کے پہاڑون
مین ہوئی اور جن درون مین وقوع ہوئی انکا نام کرہ یا کراکرہ اور ملندری لکھا ہے پھر وہ لکھتے
ہین کہ ان لڑائیون کا بیان جو ابو الفضل نے لکھا ہے وہ اسکی خوشامد گوئی اور مختلف بیانی کا
عجیب و غریب نمونہ ہے ۔ بیربر کی شکست کے بعد ایکسال کے اندر وہ لکھتا ہے کہ کوہستان سرکشون کے
خس و خاشاک سے پاک و صاف ہوگیا ۔ بہت سے ان مین مارے گئے اور بہت سے ان مین
ایران و توران (ایران اور تاتاری) مین پناہ گزین ہوئے ۔ اور اس طرح سے باجوڑ اور سواد

ان شہر یر گرا ہون سے خالی ہوا - یہ ملک اپنے میوؤن کی کثرت اور آب ہوا او زرخیزی مین دنیا مین کمتر اپنی نظیر رکھتی ہین - مگر با وصف اسکے کہ اس بیان سے لڑائی کا تمام ہونا صاف ثابت معلوم ہوتا ہے اور اسکے بعد مختلف واقعات اس لڑائی کے اس قسط ہی تاریخ مین پندرہ سال کے ذکر بیان کئے ہین جسکے بعد اسکی تاریخ کا خاتمہ ہوگیا وہ پنجاب مین اکبر کے چودہ برس تک ٹھیرنے کے وجوہ مین بیان کرتا ہے کہ وہ ایک زمانہ مین تاریک (روشنائی افغان) کے مغلوب کرنے مین اور دوسرے زمانہ مین شمالی پہاڑون کے باشندون کے دبانے مین مصروف رہا -

الفنسٹن صاحب نے یہ نتیجہ فقط اکبر نامہ کے شامر کے انگریزی ترجمہ کو پڑھ کر نکالا - اکبرنامہ مین اصل عبارت یہ لکھی ہے - آن کوہستان از نیان تہی شدن بد اندیشان زنیان ہمدوش محال بود - در کمتر زمانے گذرین گرفت و رویے یافت جمعی انبوہ را نقد زندگی بتاراج رفت -

و بسیارے را در توران و ایران فروختند د ملک سواد و بجور و غیرہ کہ از رے آب و ہوا و میوہ ارزانی مانند آن کمتر نشان دہ ہند ازین بد کاران پاک شد - اس عبارت سے اور اسکے اول جو اور عبارت ہے اس سے یہ نتیجہ ہرگز نہین نکلتا جو الفنسٹن صاحب نے نکالا ہے - بادشاہ کے ارادہ کو بیان کرتا ہے کہ اسکے سبب یہ نتیجہ تھوڑے عرصہ مین ظہور مین آیا اور اسکا آگے بیان بقیہ تاریخ ٹکڑے ٹکڑے کرکے بیان کرتا ہے - اسکے بیان مین تناقض ہے نہ خوشامد ہے زین خان کی شکست مین کل پانسو آدمیون کا مارا جانا لکھا ہے اور طبقات اکبری مین آٹھ ہزار لکھا ہے - لڑائیون مین میدان جنگ کے مردون کی لاشون کو گن کر کون ان مین صحیح تعداد لکھتا ہے تاریخون مین اس تعداد مین ہمیشہ اختلاف ہوتا ہے - اس زمانہ مین بھی مہذب قومون کی جنگ و پیکار مین یہ تعداد صحیح نہین لکھی جاتی +

معاملات بدخشان و توران و خراسان

جب مرزا محمد حکیم کابل مین ۱۲ شعبان ۹۹۳ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۵۸۵ء کو اس جہان سے رخصت ہوا - تو توران کے ساتھ اسکی مفسدانہ سازشون کی دھمکیون کا غل شور ہوا - حکیم نے

عبداللہ خان والی توران کا حال -

ازبکون کی پناہ مین جانے کا ارادہ کیا تھا تو اکبر کو یہ خوف پیدا ہوا تھا کہ اگر مرزا عبداللہ خان والی توران سے جاملا تو معاملات مین بہت دشواریان پیش آئینگی - ازبکون کو خاندان تیموریہ کے ساتھ موروثی دشمنی تھی - انکا پادشاہ عبداللہ خان جو اس اعلی مرتبہ پر پہنچ گیا تھا کہ وہ شہنشاہ اکبر کا ہم پلہ معلوم ہوتا تھا اسکا حال یہ ہے کہ قاآن بزرگ چنگیز خان کی نوین پیڑہی مین وہ پیدا ہوا تھا - جسکا سلسلہ یہ ہے کہ عبداللہ خان بن سکندر خان بن جانی بیگ بن محمد سلطان بن ابوالخیر خان بن شیخ دولت اغلان بن ابراہیم بن پولاد بن سوراجہ سلطان بن محمود خواجہ خان بن قاآن بابی بن رابل باک بن نیکا تیمور بن یادرقل بن جوجی بوقا بن شیبان بن جوجی بن چنگیز خان - قاآن سے جوجی پہلے مرگیا تھا - اس کی نسل سے کوئی بڑا فرمانروا نہ ہوا - لیکن بعض اسکے خاندان مین سے دشت قبچاق مین سرافراز ہوئے انمین سے ابوالخیر کچھہ بلند پایہ اس وجہ سے ہوا کہ سلطان ابوسعید مرزا نے اسکی یاوری سے مرزا عبداللہ سے سمرقند چھین لیا تھا - جب وہ مرگیا تو الوس اوزبک مین بڑی پراگندگی ہوئی - سلطان احمد مرزا بن سلطان ابوسعید مرزا کی پناہ مین شیبک خان بن بداق خان آیا تو کچھہ زمانہ کی سختی اسپر کم ہوئی -

جب سلطان ابوسعید مرزا کا زمانہ ختم ہوا توران مین سلطنت کے مدعی و انباز پیدا ہوئے سلطان حسین مرزا کے بعد شیبک خان خراسان مین گیا اور اسکے فرزندون سے لڑکر ملک لے لیا اور مرو کے قریب شاہ اسمعیل صفوی سے لڑکر بہت آدمیون سمیت مارا گیا - ماوراءالنہر کی مرزبانی کوچک نجی بن ابوالخیر خان (جو کوچم خان مشہور ہے) کو ہاتھ آئی - جب وہ نہان خانہ عدم کو تشریف لے گیا تو اسکا بیٹا ابوسعید خان جانشین ہوا - اسکے بعد عبداللہ خان بن محمود خان بن بداق خان بن ابوالخیر فرمانروا ہوا - توران کچھہ آباد ہوا - اسکے دو بیٹے عبدالعزیز خان و محمد رحیم خان تھے لیکن عبید خان بن کوچم خان کو مرزبانی ملی - اسکے بعد عبداللطیف خان اسکا بھائی مسند آرا ہوا - جب اسکا کام انجام کو پہنچا تو براق خان بن سونجک خان بن ابوالخیر خان فرمانروا ہوا - ترکستان و ماوراءالنہر و کچھہ خراسان …

جب گردش آسمانی اُسکے سر پر بھی ختم ہوئی تو ملوک طوائف ہو گئی اُسکے بیٹے دردیش خان باہان
ترکستان مین حکومت کرتے تھے - عبداللہ خان کا پوتا برہان بخارا مین - سلطان سعید خان
بن ابوسعید خان بن کوچم خان سمرقند مین پیر محمد خان بن جانی بیگ خان بلخ مین حکمران
تھا - عبداللہ خان اسکی فرمان پذیری مین اوقات بسر کرتا تھا - وہ اپنی آگہی و مردانگی سے
سب اپنی بھائی بندون پر غالب ہوا - اُسنے پیر محمد خان سے کہا کہ اس نسل مین میرے باپ سے
کوئی بڑا بوڑھا نہین ہے - بزرگون کے آئین کے موافق خطبہ و سکہ اسکے نام پر جاری ہو -
اسنے ناگزیر قبول کر لیا - یون کچھ دنون سکندر خان برائے نام بادشاہ رہا - مگر فرمانروائی اُسکا
بیٹا عبداللہ خان کرتا رہا - بعد سکندر کے عبداللہ خان کے نام سکہ و خطبہ جاری کیا - ۹۱۶ سنہ
مین جو مرو مین لڑائی ہوئی تھی تو قوم اوزبک کی فرمان روائی متفرق ہو گئی تھی - کوئی شخص ایسا
نہ تھا کہ وہ سارے قوم کا سردار ہوتا - یہ کام سلطنت اکبری مین سکندر خان کے بیٹے اور الوغ بیگ
کے پوتے عبداللہ خان ہی کے لئے امانت لگا تھا کہ وہ ازبکون کے سب سردارون کا سردار اور
فرمان روایون کا فرمان روا ہوگا - عبداللہ خان ۹۴۰ سنہ مین پیدا ہوا اور اسکے ورثہ مین
نہایت چھوٹی سی ریاست قرمینیہ آئی - اول اُسنے اپنی بہادری سے اس ریاست کو بڑھایا
چوبیس برس کی عمر مین اور ۹۶۹ سنہ مین اُسنے اپنے باپ سکندر خان کو بلا کر ساری قوم
اوزبک کا خاقان بنا کے اشتہار دیدیا - سکندر خان گو خاقان تھا مگر سلطنت کا مدار عبداللہ خان
ہی پر تھا وہی مختار تھا اور سب قوم کا کاربرآر - اس نے اپنی باپ کی زندگی مین سمرقند - تاشقند -
ترکستان - فرغانہ - اندجان - فتح کر لئے - سکندر کی وفات کے بعد عبداللہ خان کل قوم اوزبک کا
خاقان ہو گیا - اوزبکون کی جو متفرق ریاستین تھین سب اسکے ہاتھ مین آ کر ایک ہو گئین اب
عبداللہ خان نے خراسان کا حصہ عظیم اور خوارزم مع بدخشان کے فتح کر لیا - ان فتوح مین
اسکا بیٹا ابوالمومن بھی شریک تھا - گو وہ ظالم تھا مگر بہادر بڑا تھا - شہنشاہ اکبر اور عبداللہ خان
کے اصول سلطنت گو متضاد تھے مگر یہ اولوالعزمی اور بلند نظری دونو مین متحد تھی کہ باہر کے ملکون کو
فتح کیجئے - اور اپنی ایک سلطنت عظیم الشان بنائیے اور جنگی قوت مین سب پر فوقیت لے جائیے

ہر ایک کی قلمرو مین مختلف مذہب کے آدمی رہتے تھے۔ توران مین سب مسلمان ہی تھے مگر انکے فرقے جدا جدا تھے ہندوستان مین مسلمانون کے مذہب کے بالکل مخالف ہندو آباد تھے۔ اکبر نے تو ایک دین الٰہی بنایا کہ سب اسکو اختیار کرکے ایک ہو جائین اور اختلاف مذہب باقی نہ رہے۔ عبداللہ خان نے اپنی قوت سے شیعون کو ایسا دبا دیا کہ اختلاف مذہب کی قوت انمین نہ رہی اکبر کے اختیار سے باہر تھا کہ وہ اس طرح سب کو ہم مذہب بناتا اس لئے اپنی مردمی اور انسانیت سے یہ ارادہ ہی ترک کر دیا۔ اکبر خوب جانتا تھا کہ بنگال مین اور ساری اسکی سلطنت مین بڑے بڑے سردار اور امرا کبار رہتے ہین جو اپنے مذہب سنت جماعت کے بڑے پابند و حامی ہین اگر عبداللہ خان کوہستان بدخشان سے خیبر درہ مین ہو کر پنجاب پر حملہ آور ہو تو یہ سب امرا اُسکے ساتھ بڑی خوشی سے ہو جائینگے اسلئے شہنشاہ اکبر اپنا بڑا فرض یہ سمجھتا تھا کہ کابلستان مین تورانیون کی راہ کو روکے اس لئے وہ بدخشان کی معاملات مین بہت دخل دیتا تھا۔

بعض حوادث بدخشان

خرم بیگم سلطان اویس کولابی کی بیٹی اور گروہ قبچان مین سے تھی۔ سلطان محمود مرزا نے اُسے بیٹا کیا اور مرزا سلیمان سے اُسکا عقد نکاح ہو گیا۔ ملک کے سرانجام مین اور سپاہ کے انتظام مین اسکی کارروائی ظہور مین آئی اور اسکا استیلا اس درجہ پر پہنچا کہ مرزا سلیمان جن سیاستون کو خود نہین کرسکتا تھا وہ اسکو حوالہ کرتا تھا اور ہیم خانم بھی جسکا نام محترم خانم تھا وہ سلطان شاہ محمد کاشغری کی بیٹی تھی۔ مرزا کامران سے اُس کا نکاح ہوا تھا وہ بیوہ ہو کر جب کابل سے کاشغر جاتی تھی کہ راہ مین بدخشان مین آئی۔ مرزا سلیمان سے نکاح کی خواستگار ہوئی اسلئے خرم بیگم کے دل مین اُس سے کینہ پیدا ہوا اُس نے استادی کرکے اپنے بیٹے مرزا ابراہیم سے اسکا نکاح کرا دیا جس سے مرزا شاہرخ پیدا ہوا ہمیشہ ان دونون مین آپس مین کشاکش چھپی رہتی تھی جسکے بعض نتائج آگے بیان ہوتے ہین۔

بدخشان کا سلسلہ انتظام کے ٹوٹنے کے وقائع یہ ہین کہ خرم بیگم پر ایک گروہ نے یہ افترا باندھا کہ وہ اپنے دوستدار سپاہی حیدر بیگ سے گرفتار ہے۔ مرزا ابراہیم نے جوانی کی مستی مین محض بدگمانی سے

بیہودہ باتون مین آن کر اس بے گناہ کو مار ڈالا جسکی ندامت اسکو عمر بھر رہی اس وجہ سے
بیگم بدخشیون کی دشمن ہوگئی اور بے تدبیری اور قدرنشناسی سے اسنے مدارا کو جو کارگاہ تعلق
کی اساس ہے بالکل چھوڑ دیا۔ سیاست مین زمان و مکان و محل و مقدار پر نظر رکھنا ترک کیا۔ اعیان
مملکت کے برباد کرنے مین کوشش کرنے لگے جب بلخ کی لڑائی مین مرزا ابراہیم مارا گیا تو اُسنے
کل بدخشیون کے ساتھ عداوت پر کمر باندھی۔ دشمنی خصوص عموم ہوگئی۔ خانم پر زبان
طعن دراز کرتی اور اُسکے قدم کو شوم کہتی۔ بارہا اُسکو طعنے دیتی طنز کرتی کہ تو رستہ چلتی تھی
تیرے ساتھ نسبت کر کے مین نے تربیت کیا معلوم نہ تھا کہ تو ایسی نحس کی خاصیت رکھتی
ہے۔ اسکو خیال تھا کہ اس طرح کے طعن و طنز سے عاجز ہو کر اپنے میکے مین کاشغر چلی جائیگی
اور مین مرزا شاہرخ کو اپنی آغوش عاطفت مین پرورش کرون گی۔ خانم کو مرزا شاہرخ
کی بیداری کا خیال ایسا تھا کہ وہ ان جانگداز طعنون پر ذرا خیال نہ کرتی اور انتقام کی گھات
مین لگی رہتی۔ اس نفاق پر یہ اور اضافہ ہوا کہ مرزا ابراہیم کی مراسم تعزیت ادا کرنے کے
لیے چوچاک خانم کو شیخ عبدالرشید خان کاشغر مع اپنے دو بیٹون صوفی سلطان و ابوسعید
ساتھ آئی۔ پرسہ دینے کے بعد اُسنے خرم بیگم کا لباس ماتمی اتروایا۔ مگر مجلس تمام ہونے کے
بعد اُسنے پھر اپنا لباس ماتم پہن لیا جس سے چوچاک بیگم آزردہ ہوئی اور اسکو برا بھلا کہا
قرابت قریبہ کے سبب سے خانم کی معاونت پر وہ دل نہاد ہوئی۔ خرم بیگم کو سمجھایا کہ جہانتک
ہو سکے ہوتی خاطرداری کیا کرو اور تورہ (آئین) سے باہر کام مت کیا کرو۔
اب ایک اور گل کھلا کہ مرزا شاہرخ کے اتالیق میر نظلی اور اعیان بدخشان کی جمع کثیر اور شیخ
والی نے جسنے حرص اندوزی اور حیلہ سازی سے لباس درویشی کو بھیک کا بہانہ بنا رکھا تھا۔
صوفی سلطان پسر چوچاک خانم کو بزرگ بنایا اور درویش مذکور کی خانقاہ مین یہ سب ہم قسم ہوئے
کہ خرم بیگم کو مار ڈالیے اور مرزا سلیمان کو ایک گوشہ مین بٹھا دیجیے اس اثنا مین اس ہنگامہ
شور شر کے محرمون مین سے ایک نے مرزا کو حقیقت حال پر اطلاع دی مرزا کاشغریون
کی شورش مٹانے کے لیے پیکار کا سامان کرنے لگا۔ خانم کو اس سانحہ سے نہایت خجالت و ہیبت

ہوئی۔ مجمل حال جب مرزا سلیمان کو معلوم ہوا تو کاشغریون سی رنجش مٹ گئی اور خرم بیگم نے چوچاک بیگم کے بیٹے سے اپنی بڑی بیٹی بیاہ دی اور ستاق جہیز مین دیا۔ مرزا نے فتنہ اندوزون کی تادیب کی اور درویش کو مع اُسکے گروہ کے تشہیر کر کے اپنے ملک سی نکال دیا۔

بدخشان مین یہ ایک اور پریشانی ہوئی کہ خرم بیگم نے ندیم قیوزی کو کولاب کی حکومت دی جب وہ اُس مین آیا شورش برپا ہوئی کولاب کے لشکر کو یہ ناگوار ہوا۔ اُنہون نے ندیم کو مار ڈالا۔ خرم بیگم مرزا شاہرخ کو لیکر کولاب پر دوڑی مگر نا کام جلد اُلٹی چلی آئی۔ اور مرزا شاہرخ کو چھوڑ آئی۔ زمانہ کی گردش سی بیگم نہایت سراسیمہ تھی کہ مرزا شاہرخ آن کر اسکا غم زدا ہوا بیگم نے کہا کہ میرے شوہر نے تیرے باپ کو غنیم مین چھوڑ کر جلدی کی تھی مین نے نادانی سے تجھی دشمنون مین چھوڑ کر جلدی کی — میرا قصور خدا معاف کرے۔ تھوڑے دنون مین کولاب کا فساد مرزا نے مٹا دیا مگر ایک اور بدخشان مین پراگندگی پیدا ہوئی کہ کابل سی مرزا سلیمان کے نوکر خستہ حال ہو کر واپس آئے جسکا ذکر مرزا محمد حکیم کے حال مین ہم کر چکے ہین مرزا سلیمان کابل مین آیا۔ یہان کچھہ کام نہ بنا تو ناکام اُلٹا گیا۔ کچھہ اپنے اعیان دولت مین ایسا تغیر و تبدل کیا کہ انہون نے مرزا سے برگشتہ ہو کر مرزا شاہرخ کو جو سات برس کا تھا اور خانم کو اپنا سردار بنایا اور اس گروہ نے یہ ارادہ کیا کہ مرزا ابراہیم پاس جو ولایت تھی وہ مرزا شاہرخ کو ملجائے کہ انکے لئے ایک ورد کان کھلجائے اور وہ بد ذاتون کی ملاذ بن جائے۔ چالیس روز تک یہ فساد برپا رہا کہ دادا کے پاس مرزا شاہرخ آگیا۔ شاہ طیب کہ خرم بیگم سی قرابت قریبہ رکھتا تھا اُسکا اتالیق مقرر ہوا مرزا سلیمان نے کچھ ایسی حرکات کین کہ خیرہ چشم فتنہ اندوزون نے مرزا شاہرخ کو پھر دستاویز شورش بنایا۔ اسکا مجمل بیان یہ ہی کہ ممالک توران کا فرمانروا عبداللہ خان تسخیر حصار مین مشغول ہوا حصاریون نے مرزا سلیمان سی استمداد و استعانت چاہی۔ مرزا بدخشان کے لشکر کو لیکر اس طرف گیا یہان یہ گل کھلا کہ مفسدون نے مرزا شاہرخ اور خانم کو اپنی طرف کر کے ملا طیب کے ایک تیر دل مرزا شاہرخ کے ہاتھ سی لگوایا اور کچھ لوگ

اسکا کام تمام کیا جب مرزا سلیمان کو اس شورش کی خبر ہوئی تو وہ اس طرف آیا کہ فساد
کو مٹاے - خانم مرزا شاہرخ کو جو پندرہ برس کا تھا ساتھ لے کر ہندوکوہ کو چلی - خانم کو شہنشاہ
اکبر کی خدمت مین ہمیشہ سے عقیدت تھی - اسکا ارادہ ہوا کہ عاطفت شہنشاہی سے استظہار طلب
کرے مگر جب وہ ہندوکوہ کے حوالی مین آئے تو ایماق جوق جوق اس پاس آئے - اور محمد قلی
جو باغیون کا سرغنہ تھا اسی ملا - مرزا شاہرخ نے مراجعت کی اور تھوڑی سعی سے اندراب کو تصرف مین
لایا اور وہان سی کمہرد کو روانہ ہوا - یہان خانم کو چھوڑ کر خود غوری مین گیا سلطان مرزا کی خویش
سلطان ابراہیم نے غوری کو مستحکم کیا - ہرچند اسکے بیٹے کو اسکے روبرو لاکر کہا کہ اگر قلعہ نہ سپرد کریگا
تو تیرا یہ جگر گوشہ ہلاک کیا جائیگا - مگر اسنے یہ جواب دیا کہ جو کوئی آبروی حقیقت و وفا کو آب گراہی
اسکا مرنا ہی بہتر ہی - اُسنے اس قلعہ کی حراست مین سعی کی اور مرزا سلیمان بھی ان حدود کی طرف
آتا تھا کہ خرم بیگم کا انتقال ہوا اُس نے کشم مین جاکر مراسم تعزیت کو ادا کیا اور پھر غوری
کی طرف متوجہ ہوا غوری مین شاہرخ مرزا سے کسی کام کا سرانجام نہ ہوا اندراب مین آیا - مرزا
سلیمان نے ہندوکوہ کی طرف کوچ کیا کہ پوتے کے مال و اسباب پر تصرف کرکے اسکی جمعیت کو
پراگندہ کرتے دادا اور پوتے مین لڑائی ہوئی پوتے کو شکست ہوئی - اسکی جمعیت پراگندہ ہوئی
پھر دادا اور پوتون مین صلح ہوئی - دادا نے مہربانی کرکے پوتے کو اسکے باپ ابراہیم
کی ولایت دیدی - چند روز اس پر گذرے تھے کہ بدذاتون نے شاہرخ کو سمجھایا کہ کولاب
سیاہ خیز ہی اور مضبوط جگہ ہے - مرزا سلیمان چاہتا ہی کہ مستحکم کرے اگر وہ اس سی پہلے لی جائے تو
مناسب معلوم ہوتا ہے - مرزا شاہرخ ان باتون کو سنکر طالقان کو روانہ ہوا - یہان اس
پاس مرزا سلیمان کو چھوڑ کر بہت آدمی چلے آئے اور اس سادہ لوح کو بہکانے لگے - مگر مرزا
اُن کی باتون مین نہ آیا اسنے دادا سی ملازمت کی استدعا کی - دادا نے جواب دیا کہ پہلے
خانم کو بھیجو کہ میری تسکین خاطر کرے اور پھر آنکر میری آنکھون کو روشن کرو - مرزا نے یہی
کیا - کچھہ دنون طالقان مین یہ سب رہا اور آپس مین عہد و پیمان ہوگئے کہ شاہرخ مرزا دادا کی
رضا جوئی سے کبھی باہر نہ ہوگا - بعد ازان مرزا سلیمان نے اپنے حج کا ارادہ ظاہر کیا

مرزا شاہرخ نے اسکو اعزاز و احترام و مال و منال کے ساتھ رخصت کیا۔ اول مرزا سلیمان کابل میں اس لئی آیا کہ اگر مرزا حکیم یاوری کرے تو مراجعت کرکے مرزا شاہرخ سی انتقام لے اور اگر کابل میں شورش برپا کر سکے تو اوسکو بدخشان لینے کا ذریعہ بنائے۔ نہین تو شہنشاہ اکبر کی خدمت مین جائے۔ جب مرزا حکیم کو مرزا سلیمان کے یہ ارادے معلوم ہوئے تو اُسنے مرزا سلیمان کو ہندوستان بھیجدیا۔ شہنشاہ نے اس وقت سی کہ ہندوستان مین اسنے قدم رکھا تھا حد سے زیادہ اسکی تعظیم و تکریم کی۔ شہنشاہ نے ارادہ کیا تھا کہ اسکو بنگالہ کی حکومت عنایت کرے۔ کہ باقی ایام زندگانی اُس کی شادمانی سے بسر ہون مگر شگستان سوطن کی موانست نے اور مرزا شاہرخ کی کینہ کشی کی باد تند نے اسکی حکمت و تدبیر کے چراغ کو گل کردیا تھا۔ پوتے سے جو گرہ دل مین پڑی تھی وہ نہ کھلتی تھی وہ اس بنگالہ کے عطیہ سے خوش نہ ہوا اس وقت شہنشاہ مہمات شرقیہ مین مصروف تھا اس لئی اسکی آرزو کی برآمد مین التوا ہوا۔ اسنے بادشاہ سے حجاز جانے کی اجازت مانگی۔ بادشاہ نے اسے منظور کرکے قلیج خان کی ہمراہ کیا کہ دشوار مقامون سے اسے باہر کرکے بندر گجرات مین پہنچا وے۔ چند سالہ زاد راہ اسکے ساتھ کیا۔ شائستہ جہاز اُسکے واسطے مقرر کیا اور قلیج خان نے اُسے بندر سورت مین پہنچا دیا وہ حجاز کو روانہ ہوا

مرزا شاہرخ کی والدہ خانم ہمیشہ سے شہنشاہ اکبر سے عقیدت رکھتی تھی اس کو خوف ہوا کہ معلوم نہین کہ شہنشاہ سی مرزا سلیمان میری طرف سے کیا لگا وے اور اپنی سرگذشت کو کس طرح بیان کرے کہ جس سی شاہرخ مرزا کی آسایش زندگی و عزت مین خلل پڑے اور مین کسی عذاب مین پھنسون۔ اس لئی بادشاہ کی خدمت مین بڑے بڑے نفیس تحفے اور اپنے بیٹے کی عرائض اوائل امرداد الہی مین عبدالرحمن بیگ اور مرزا عاشق کے ہاتھ بھجوائین خانم کے دل مین ہمیشہ سی یہ آرزو تھی کہ شاہرخ کی شادی شہنشاہ اکبر کی بیٹی سے ہو جاوے بادشاہ نے اسکے عذرات کو قبول فرماکر نہایت نوازش فرمائی۔

ہمنے پہلے لکھا ہے کہ مرزا سلیمان حج کو گیا تھا۔ حقیقت شناس کاردان جانتے تھے کہ یہ حج کا بہانہ تھا اسکا یہ خیال تھا کہ اپنے تئین کوہستان مین پہنچائے اور چیرہ دستی سے بادشاہی کسی

اسپر قبضہ کیجئے اور مرزا شاہرخ کی کینہ توزی مین عشرت اندوزی فرمایئے۔ یہی ہوا کہ طواف گاہ عرب سے عراق و عجم مین آیا۔ کہ فرمان فرمای ایران سے اپنی خواہش مین کامروا ہو اس زمانہ مین شاہ اسمٰعیل طہماسپ ایران کی مرزبانی مین جوش خروش کر رہا تھا اسنے مرزا کے عالی خاندان کا خیال کرکے بہت خاطر کی اور کچھ سپاہ کمک کے لئے نامزد کرکے جانے کی اجازت دی مگر مرزا کو ہرات مین شاہ اسمٰعیل کے پیمانۂ عمر کے لبریز ہونے کی خبر پہنچی۔ جس سے اسکو بڑی مایوسی ہوئی اور وہ قندھار مین آیا۔ مظفر حسین مرزا سے خویشی پیدا کی۔ یہان بھی کچھ کام نہ چلا تو کابل مین آیا۔ مرزا حکیم اسکے ساتھ نہایت التفات اس خیال سے کیا کہ اس کہن سال آزمون کار کی رہنمونی سے بنگش کی طرف سے جا کر ہندوستان مین فتنہ و آشوب اٹھاے۔ مرزا نے شکوہ شاہنشاہی چشم عبرت سے دیکھی تھی۔ اُسنے مرزا حکیم کو اس تباہ اندیشی سے باز رکھا۔ اور بدخشان کی شورش پیش نہاد خاطر کی۔ دہم آبان الٰہی ۹۸۵ھ کو ابر کی شورش مین اور برف کی ریزش مین بدخشان روانہ ہوا جہان شاہرخ مرزا فرمان روا تھا وہ شہنشاہ کی دولت سے رشتہ مندی رکھتا تھا۔ جب اس سرگذشت کی خبر شہنشاہ کو ہوئی تو شاہرخ کی یاوری اُسنے اپنے ذمہ لازمی جانی۔ سعید خان و راجہ بھگونت داس و مان سنگھ و مرزا یوسف خان اور اور امراے پنجاب و ملتان کے نام فرمان جاری کئے کہ آکر ملک مین جاکر شاہرخ کی دستگیری کرین۔ امراء فرمان کے کاربند ہو کر سامان سفر کی تیاری مین تھے کہ انکے پاس خبر آئی کہ دادا پوتون مین صلح ہو گئی اور مرزا ن کابل واپس آگیا اسکا مجمل بیان یہ ہو کہ مرزا یون مین تالقان کی حدود مین پیکار ہوئی۔ شاہرخ مرزا اگرچہ میدان جنگ مین ثابت قدم رہا مگر بدگوہرون کی دوروئی سے اور خیر سگالی کچھ ہون کی کوتہ اندیشی سے اور خود اپنی کم بینی اور نا آزمون کاری سے کوئی کام وہ نہ کر سکا۔ یار لوگون نے یہ بات گھڑی کہ میر عماد جو اس ملک کے کار پردازون کا سرآمد تھا وہ مرزا سلیمان سے مل گیا ہی اور یہ چاہتا ہے کہ زد و گیر کی گرمی مین مرزا شاہرخ کو گرفتار کرکے اسکے حوالہ کرے اور جو اور صواب اندیش دوستخواہ تھے انکے اوپر بھی بہتان باندھے گئے اور بدخشیون کا ایک گروہ مرزا ن قدیم سے جا کر ملا جس سے اور بدگمانی کا بازار گرم ہوا۔ ابھی کوئی اچھی لڑائی نہ ہوئی تھی کہ مرزا شاہرخ

قندوز کو بھاگ گیا۔ مرزا کی اس یورش سے زابلستان کا لشکر جو خوف رجا مین اندوہناک
ہو رہا تھا نشاط اندوز ہوا۔ اور مرزا کے تعاقب مین گیا۔ مرزا نے قندوز مین جا کر قلعہ کو مستحکم کیا
اور کولاب مین چلا گیا اور محمد قلی شغالی کو زندان مین سے نکال کر کیل بنایا۔ مرزاون نے بیس روز
تالقان کے حواشی مین توقف کیا۔ جب انکو شاہرخ مرزا کا حال تحقیق معلوم ہوا تو وہ قلعہ ظفر سے
رستاق مین آئے۔ محمد قلی کی حرف سرائی اور افسانہ طرازی سے مصالحت کی گفتگو درمیان کی
فریدون نے اُس کے مل کر آشتی کا پیوند لگایا۔ دور اندیشی و حزم اندوزی سے مرزا شاہرخ نے مرزا
سلیمان سے ملاقات نہین کی اور آرام طلب خیر سگالون کی صفت سے تالقان سے ہندوکوہ تک جو مرزا ابراہیم
کی قطاع مین ملک تھا وہ مرزا سلیمان کے لئے مقرر ہوا۔ وہ اسکے آنے سے خرسند ہو کر کولاب مین آیا
مرزا حکیم کابل کو گیا۔

بد ذات فتنہ سازون نے پھر مرزا سلیمان اور مرزا شاہرخ کے درمیان بگاڑ کرا دیا۔

پھر مرزا سلیمان و مرزا شاہرخ ... بدخشان ... ۹۹۲

یہ مرزا اپنی خوشامد پسندی و وہم پرستی سے دوست و دشمن کو نہین پہچان سکتے تھے ملکداری
نہ کرتے تھے آپس مین لڑتے تھے۔ سپاہی ناخوش۔ رعیت مظلوم۔ ولایت خراب قلاع جیسا انکا
جو شخص آسودگی کے زمانہ مین بینوائی کا خیال نہین رکھتا ہے جلد اسکو ناکامی ہوتی ہے۔ جو کوئی
دلون کے پیوند کو خدا کی بڑی نعمت نہین گنتا وہ ٹوٹنے دلون مین نشانہ زدہ ہوتا ہے۔
باوجود ان عادتون کے وہ شہنشاہ اکبر سے اینٹھے رہتے تھے۔ نخوت فروشی و خود بینی مین
زندگی بسر کرتے تھے۔ فرمانروائے توران عبد اللہ خان اوزبک موقع پاکر بدخشان مین
آیا اور اس ملک دشوار کشا کو بے جنگ کے لے لیا۔ مرزاون کی جان پر بری بنی۔ مرزا حکیم
بھی خود رائی کے خواب سے بیدار ہوا طرز دان کار آگاہون کو بادشاہ پاس ہزار خوشامد کے
ساتھ بھیجا۔ بادشاہ نے فرستادون پر عنایت فرما کر رخصت کیا اور مرزا حکیم کو جواب
دیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ بدخشان کے مرزا اپنی ناسپاسی کی سزا پاتے ہین۔ تجھکو چاہئے کہ
اپنے ظاہر و باطن کو اخلاص کی فروغ سے ایسا روشن کرے کہ شبہ و افواہ نزدیک اسکو
سمجھین اور لوگ اس سے اندیشہ مند ہون اگر فتنہ سازی سے پہلے اس دیار کا

تو اول دانشورون کو بھیجکر اندرزگوئی کرے اگر یہ سودمند نہ ہو تو پھر اہم لشکر وصف شکن
ہاتھی اور بڑا خزانہ اور بزرگ توپخانہ بسرکردگی کسی اپنے فرزند کے نامزد کرینگے ابھی فرستادہ باہر
نہ نکلے تھی کہ مرزا کی ایلچی اور عرضداشت آئی جسمین لکھا تھا کہ بدخشان کے مرزا شہ مردہ
دل اور شرمندہ رو ہوکر حضور کی پناہ مین آئے ہین حکم کیا ہی وہ اپنی بڑی آئیمہ سری اظہار
کرتے ہین حکم ہوا کہ ہماری درگاہ مین پشیمانی کو بڑی قیمت پر خریدتے ہین مرزاؤن کو نوید
شادمانی پہنچاکر نوازش شاہنشاہی کا امیدوار کرکے روانہ کرو اور خود بھی بھروسہ کرکے کچھ
اندیشہ وہ نہ کریں۔

سلیمان مرزا و شاہرخ مرزا کا معاملات ہونا سنہ ۹۹۳ ۲۹

جس انجمن مین خوشامدگوئی کی قدر ہوگی وہان راست گذاری بیقدر ہوگی جس
بزم کے کان مین راستی کی داستان نہین آئیگی وہ کتابہ پیشانی کو نہین پڑھ سکیگا۔ اُس کے
سچے دولتخواہ بے اعتبار ہونگے اور افسانہ گو ہرزہ درایون کے پوبارہ ہونگے لوگون کی دغا
کو وہ ہیچ سمجھیگا اور آدمیون کے رجوع کو اپنی خویشتن بینی کا سرمایہ بنائیگا جو شخص کہ تباہی
کے دن مدارا اور مردمی کو سوچتا ہی وہ یہ نہین جانتا ہی کہ اس دن خوشخوئی نہین کام آتی
اور زرپاشی سود نہین دیتی ناگزیر حوادث سی اسکی نزہتگاہ پر ہوتی ہی اور ہزارون ناخوشیان
سراسیمہ کرتی ہین جو بیداربخت خردمند ہوتے ہین وہ اپنی کے ایام مین کہ جن مین چندان آدمیون
کی احتیاج نہین ہوتی عجز و انکسار سی زندگی بسر کرتے ہین۔ کوتہ اندیش رعنا بے غمی کے
زمانہ مین بے پروائی کے خوابستان مین سوتے ہین انکو کام کے وقت خون جگر پینا پڑتا ہی سوائے
غم کے اسکے پاس کچھ نہین ہوتا جب کوئی توانگر خاطر آزرم دوست فراخ حوصلہ صلاح
اندیش درمیان مین نہین ہوتا تو دوستی دشمنی پر مائل ہوتی ہی اور عاقبت سراسیمگی ہو جاتی ہی
مال و دولت لٹجاتا ہی خان و مان تاراج ہوتا ہی۔ غرض ناموس بدذاتون کے ہاتھ مین
پڑتی ہی۔ ہزارون شورشین برپا ہوتی ہین اسکی مثال بدخشان کے مرزاؤن کی ہی آئین سی
کچھ حال لکھا جاتا ہی جب مرزا حکیم بدخشان سے کابل مین آیا تو مرزا شاہرخ کا ارادہ ہوا کہ
مرزا سلیمان کی ملازمت مین جائے اور اس سے یکجہت ہو جائے۔ مگر مرزا سلیمان پر وہم ایسا غالب

ہو رہا تھا اور یہان کے آدمیون کی بیوفائی کا حال ایسا دیکھ چکا تھا کہ وہ اس بات کو قبول
نہین کرتا تھا۔ بعد بہت سی گفتگو کے یہ قرار پایا کہ حصار کا مرزبان اوزبک سلطان کہ نیا دوست
بنا تھا ایک جماعت کو یاوری کے لئے بھیجے اور دریا آموکے درمیان اس گذر پر جہان دریا دو
حصون مین تقسیم ہوتا ہے ان داداپوتون کی ملاقات ہو۔ یہ مقرر ہوا کہ چار نہرون سے مرزا
سلیمان عبور کرے اور پانچ نہرون سے مرزا شاہرخ۔ مرزا سلیمان جب دریا کے کنارہ پر آیا تو صرف ایک
حصہ طے کیا اور خوف کے مارے آگے نہ بڑھا۔ مگر مرزا شاہرخ نے آٹھ حصے طے کئے اور دادا سے ملا
اور دادا کو ساتھ لیکر چلا آیا۔ کولاب مین مرزا سلیمان گیا اور بدذاتون کے ہجوم سے کہ بدی کو نیک
او نیکی کو بدی بتلاتے ہین مرزا سلیمان نے اپنی خواہش کو بہت دراز کیا جس سے ایک شورش برپا
ہوئی اسنے پیغام بھیجا کہ مہر علی و چوچک و میر عماد کو حوالہ کر دے ورا گر یہ منظور نہ ہو تو انکو آوارہ
کر دے مرزا نے پچھلی بات مان لی مگر اسکو نہایت غم ہوا۔ میر عماد تو ایک گوشہ مین بیٹھ گیا باقی دونو
کابل کو گئے انہین دنون مین محمد قلی شغالی کہ اس ملک کی شمشیر خرد تھا مرزا شاہرخ کے پاس سے
مرزا سلیمان کے پاس چلا گیا اور فساد کو اور بڑھایا۔ تھوڑے دنون بعد زابلستان سے مہر علی مرزا شاہرخ
کے پاس آیا۔ مرزا سلیمان نے پوتے پاس پیغام بھیجا کہ مہر علی کو میرے پاس بھیجدے اسنے حاجی تمن کے ساتھ
بھیجدیا۔ مرزا نے حاجی کو ملازم کر لیا اور مہر علی کو زندانی بنایا اور شیخ بابا ولی کو کہ فقیری کی آڑ
مین شکار کھیلتے تھے بھیجکر گذارش کی کہ اب وقت آشتی اور قسمت ملک کا ہے محمد قلی اور حاجی تمن و
مہر علی میرے پاس مین مناسب ہے کہ باتفاق اور کچھ ولایت میرے حصہ مین زیادہ کی جاے۔ شاہرخ
مرزا نے یہ جواب دیا کہ مردمی اور مہربانی کا آئین یہ ہے کہ یکتائی کی نزہت گاہ فتنہ جویون کی
گفتگو سے غبار آلودہ کی جاے سرگروہ جو میرے پاس سے آپ پاس چلا گیا ہی اسے واپس بھیجئے
مرزا سلیمان نے اس بات کو نہ مانا اور لڑائی پر تیار ہوا۔ مرزا شاہرخ بھی اپنی برنائی کی مستی
اور خودکامی کی شورش اور مصاحب دانا کے نہ ہونے کے سبب سے روانہ ہوا اس نے حدود
رستاق مین جاکر دادا پاس عرضداشت بھیجی اور لابہ گری اس امید پر کی کہ لڑائی نہ ہو۔ مرزا
سلیمان بھی اسکی بات ماننے کو تھا۔ مگر فتنہ اندوزون نے اسے نہ ماننے دیا۔ لڑائی ہوئی اور

مرزا سلیمان کو ہزیمت ہوئی مرزا شاہرخ نے کچھ اسکا تعاقب کیا مگر پھر ملک کے کامون مین
مشغول ہوگیا۔ کولاب اپنے بڑے بیٹے محمد زمان کو سپرد کیا۔ مہر علی کو اتالیق اسکا مقرر کیا اور خود
قندوز مین آیا۔ مرزا سلیمان حصار گیا۔ مرزا ان اوزبک سلطان سے کمک لیکر بدخشان کو گیا۔
مرزا شاہرخ نے بھی لڑنے کا ارادہ کیا۔ تیاری کرکے وادائے لڑا اور اسکو پھر شکست دی۔
مرزا سلیمان پھر حصار مین چلا گیا انہی دنون مین اکبر شہنشاہ کے ایلچی مرزا شاہرخ پاس
آئے جس سے اسکو بڑی تقویت ہوئی اس سفر مین کہ شہنشاہ اکبر زابلستان مین گیا تھا
اور مرزا حکیم کو شکست ہوئی تھی۔ پادشاہ نے شیر دل کاردانون کو مرزا شاہرخ پاس بھیجکر
اسکا حال پوچھا تھا اور حکم دیا تھا کہ خود یہ مرزا آستان بوس ہو یا اپنی والدہ خانم کو بھیجے
مرزا نے پادشاہ کی اطاعت کی جس سے اسکے کام کو رونق ہوگئی۔ حصاریون نے مرزا سلیمان
کی یاوری سے دست کشی کی مگر شاہرخ پادشاہ پاس نہ آیا اور نہ اسکی ماں بسبب علالت کی آسکی
مرزا سلیمان نے اہل حصار سے مایوس ہوکر دوستی کی باتون سے دشمنی کا سرانجام دیا۔ چند اوزبکون
کو لیکر بدخشان مین آیا اور صلح کا پیغام دیا مرزا شاہرخ نے قبول کیا اور یہ قرار پایا کہ جہان
پہلے ملاقات کا مقام ٹھیرا تھا وہین بزم دوستی آراستہ ہوا اور تازہ عہد ہو مرزا شاہرخ نے
جو کہا تھا وہ کیا مگر مرزا سلیمان ملنے نہ گیا۔ پوتے کو اپنے پاس بلایا وہ نہ آیا۔ انہین دنون مین
مرزا شاہرخ کی والدہ نے انتقال کیا۔ یہ بیگم بیٹے کو نصیحت کرتی رہتی تھی وہ بھی گئی
مرزا خویشتن بینی و خود کامی مین پڑا۔ سپاہ کا حال پراگندہ ہوا۔ ہزل و بازی نے رونق
پائی۔ رعیت تباہ ہوئی۔ عبد اللہ خان اوزبک فرمانروای توران پاس مرزا گیا وہ
تاشکند پر لشکر کشی کر رہا تھا اسکے باپ سکندر خان سے مرزا کی ملاقات ہوئی عبد اللہ خان
کو کچھ اور خیال ہوا اسنے باپ کو لکھ بھیجا کہ میرے آنے تک مرزا کو نظر بند رکھو مرزا نے اپنی
دور نگاہی سے یہ حال دریافت کیا اور اس خطرگاہ سے نکل بھاگا جب عبد اللہ خان
لشکر سے واپس آیا تو قل بابا کوکہ اسکا وکیل و سپہ سالار تھا اوزبک سلطان
پاس اس قصد سے بھیجا کہ وہ مرزا سلیمان کو حوالہ کرے مگر اوزبک سلطان نے مردمی کا

پاس کر کے مرزا سلیمان کو بدخشان روانہ کیا۔ نواحی کولاب مین شاہرخ مرزا اس سے ملا اور
پہلی طرح سے ولایت کی تقسیم ہوئی۔ مگر اس تقسیم کو مرزا سلیمان نے ناپسند کیا اور کشم کو بیغال
مین لے لیا۔ مرزا شاہرخ خودکامی و ستائش دوستی کی شراب سے مست ہوکر سوا باتون کے کچھ
کام نہ کرتا اسکا تمام کام میر عماد و میر کلان جو چاک بیگ کے ہاتھ مین تھا۔ بابا اسکا بخشی
تھا اور تمام جاگیرون مین ریاست کو تقسیم کر دیا تھا۔ غرض سب طرح سے ساری کام اسکے غیر منتظم تھے
اُسی زمانہ مین عبداللہ خان بدخشان مین آیا اور اس ملک شوا کشا کو بے جنگ لے لیا۔ وہ
ہمیشہ ان مرزاؤن کا حال دیکھتا رہتا تھا اب اُسنے دیکھا کہ شہنشاہ اکبر کی طرف وہ رجوع نہین
کرتے ہین اور ملکداری کا سررشتہ ہاتھ مین نہین رکھتے اور آپس مین لڑتے ہین تو اُسنے پیغام دیا کہ غوری
اور کہمرد بھی مجھے حوالہ کیا جائے اور ایماق توران کہ مدت سے اس دیار مین رہتا ہے وہ میرے پاس
بھیجدیا جائے۔ مرزا شاہرخ نے کچھ جواب نہ دیا۔ نہ کوئی کار آگہی کا کام کیا یہ افواہ اڑ رہی تھی
کہ والی توران نے انتقال کیا۔ قل بابا ایسی خواہشین کرتا ہے۔ اس فسانہ نے انکو بے پروائی کی نیند
مین سلایا۔ اس حال مین کہ مرزاؤن کا دل خراب تھا۔ قلاع بیسامان تھے۔ سپاہ پریشانی مین تھی
دوست ایک کونے مین بیٹھے ہوئے تھے اور دشمن اپنے کامون مین کامیاب تھے کہ غالب غنیم
آیا۔ مرزاؤن نے سخت گریوون مین بھاگ کر پاؤن مین چھالے ڈالے۔ قورچی بیگ مخالفون سے
جا ملا اور قندوز بے لڑے ہاتھ سے نکل گیا اور امراء بدخشان کا حال بھی ایسا ہی ہوا۔
کولابیون نے محمد زمان کے ساتھ جانفشانی کی جو شخص آسودگی مین خوشنودی داری اور طبیعت
پرستی کرتا ہی لونا کامی کے دن خوشنودی و تیمارداری مردم کرتا ہی وہ آشوبگاہ تعلق مین تنہا
رہ جاتا ہے اور بے یار و بے نوا ہو جاتا ہے۔ بعیز غنی کے وقت بہت توجہ سے دلون کا بیچ
ہوتا ہی اور نہایت خالص معاملون کے کرنے سے جانین گرو ہوتی ہین دنیا کے بدمست جب تیرہ
مصیبت کا دن آتا ہی تو خوش اخلاقی کی باتین بناتے ہین اور بھلے برے کو جانتے نہین۔
ایسی ہی حالت مین مرزا رہتے تھے۔ اس لئے جیسے وہ جھک کر سلام کرتے ان سے منہ پھیر لیتا۔
ناگزیر بدخشان کی تنگنا سے گذر کر بہارک مین کہ قدمگاہ تھا آئے یہان اونکو توقع تھی

کہ بابری نمک پروردہ سے اُنکی ہمراہی کرینگے مگر ان سے بھی وہ مایوس ہوئی۔ برف و باران کی سختی کے سبب سے نہ ٹھہر سکے بخشیرین کہ مضافات کابل مین ہی اس خیال سے آئی کہ اگر مرزا حکیم یاوری کرے تو اپنی بنگاہ کے لینے مین سعی کیجاے اور نہین تو درگاہ شہنشاہ اکبر مین پناہ لیجاے۔ مرزا سلیمان تو اس شرمساری کے سبب سے پادشاہ کی درگاہ مین نہین آنا چاہتا تھا کہ حجاز کی زیارت کو چھوڑکر بدخشان مین چیرہ دستی کرنے آیا تھا۔ مرزا شاہرخ کو پادشاہ کی زیارت کی تمنا تھی وہ ہندوستان کو چلا۔ مرزا حکیم نے مرزا سلیمان کو بلا کر لمغانات مین بھیجا اور یہان کچھ املاک دیدی گئی شاہ محمد لوپہ مرزا شاہرخ اسکے ہمراہ تھا اور مرزا شاہرخ کو شادمان ہزارہ کے سپرد کیا کہ اسکو وداع کرے اور ہندوستان نہ جانے دے۔ مرزا شاہرخ کے ساتھ تین بیٹی حسن و حسین جو توام پیدا ہوئے تھے اور بدیع الزمان اور اُنکی امائین تھین اور چند ملازم تھے وہ نہایت آزردہ خاطر ہزارات مین گیا۔ اور ہر روز یہ جانتا تھا کہ میری موت سر پر کھڑی ہی مشہور یہ تھا کہ عبد اللہ خان نے شکست پائی اور کولابی غالب ہوئے یہ سنکر شادمان ہزارہ نے مرزا کو بدخشان کی طرف روانہ کیا مرزا نے اس خوف سے کہ اس وحشی کی رائے بدل نہ جاے کچھ دور چلکر بیراہ چلنا شروع کیا۔ سخت گریوون مین لڑتا ہوا حدود کھمرد مین آ کر آرام کیا۔ صحرانشین اسکے پاس جمع ہوے۔ تھوڑے دنون مین معلوم ہوا کہ جو سنا تھا وہ غلط تھا۔ کولابی محاصرہ سے گھرے ہوئے تھے۔ تو مرزا نے تالقان پر تاخت کی انہین دنون مین معلوم ہوا کہ کولاب کو اوزبکون کی سپاہ نے فتح کرلیا۔ اس لئی مرزا کے ہمراہیون مین پراگندگی ہوئی پہلے سے زیادہ حال تباہ ہوا نہ رای بودن و نہ روے گردیدن۔ قریب تھا کہ مخالفون کے ہاتھ مین گرفتار ہو۔ مگر ہزار طرح سے نکادو کرکے کابل کی طرف جلد چلا۔ سال النگ مین مرزا سلیمان سے ملاقات ہوئی۔ مرزا حکیم نے بھی خبر مذکور سنکر بدخشان مرزا سلیمان کو روانہ کیا تھا اس منزل مین انکو کمک کی امید تھی کہ کچھ اوزبکون نے شورش مچائی۔ مرزا شاہرخ کے ان دنون مین بیٹا پیدا ہوا تھا۔ اسکو صحرانشین عورت کے حوالہ کرکے جلد چلا۔ مہر علی وقادر بردی وجہانگیر واتغ بیگ اور چند اوزبک پیچھے سے آگے چلے آتے تھے کہ صبح کے وقت اوزبک آن پہنچے۔ اُنہوں نے

مرزا شاہرخ کا دوبارہ آنا سنہ ۹۹۴

پرتال کو تاراج کیا۔ مرزا سلیمان کا گھوڑا چراغ پا ہوا اور مرزا زمین پر گرا۔ مرزا شاہرخ گھوڑے پر
سے اترا اور گھوڑے کو اُسکے آگے لایا کہ وہ چھوٹ کر جنگل کو بھاگ گیا۔ ہمراہیون مین سے ایک پیادہ پا
ہوا اور اپنے گھوڑے پر مرزا سلیمان کو سوار کیا۔ مرزا شاہرخ جا کر اپنے گھوڑے کو پکڑ لایا۔ اس تیز روی
مین زادہ و راہون پر پڑ کر جدا جدا ہو گئے۔ غنیم مرزا شاہرخ کے پیچھے پڑا۔ دریا آگے آیا۔ مرزا نے
اُس سے عبور کر کے پل توڑا اور آرام لیا۔ اس گیرودار مین اسکا بیٹا حسن جدا ہو گیا جس سے ایک نیا
اور تازہ داغ لگا۔ اس زمانہ مین خبر معلوم ہوئی کہ مرزا سلیمان پشاور مین محفوظ ہے۔ مرزا اُسکے
پاس گیا اس خوشدلی مین مرزا حکیم کے پاس سے سیوندک خان آیا اور دوستی کا پیغام لایا۔
مگر اس پیام کو مرزاؤن نے باور نہین کیا چند آدمی اسکے ہمراہ کئے تا کہ وہ اچھی طرح علم حاصل کر کے
استوار پیمان کرے مرزا سلیمان نے کہ وہ پادشاہ سے شرم اور مرزا حکیم سے چشم دستگیری رکھتا تھا
توقف کیا۔ مرزا شاہرخ نے پادشاہ کی طرف راہ لی۔ جورو اور بچون کی مان اور ایک بیٹے کو
حصار شادمان مین چھوڑا کہ وہ اس خردسال بیٹے کی جستجو کرین جو اس سے جدا ہو گیا ہے۔ خود دامن
کوہ سے دکہ مین آیا۔ یہان ایک قافلہ ہزارون کے خوف سے سراسیمہ تھا اسکے ہمراہ ہوا۔ اسمین
مرزا خان زادہ بیگم و شاہ محمد مرزا موجود تھے جنکو مرزا حکیم نے ہندوستان بھیجا تھا۔ شاطی افغان
کی رہنمائی سے مرزا اس گروہ سخت گذار مین چلا۔ جسقدر وہ راہ چلتا تھا بدسگال اس درہ
کی تنگناؤن کو پتھرون سے روکتے جاتے تھے۔ دشوار مقامون کی راہ کو تاریکیون نے بند کیا
قنقر بابا و جہانگیر و خنجر علی و یار بیگ و ابدال کو جنمین سے ہر ایک اپنے وقت کا رستم تھا تاریکیون
پاس پیغام گذاری کا بہانہ کر کے شاطی لے گیا اور انکو مار ڈالا جب اسکی خبر ہوئی تو علی مسجد سے
آتا تھا الٹا پھرا۔ تاریکیون نے دست اندازی شروع کی۔ سوداگرون کی سراسیمگی سے سپاہی بھی
اپنی ہستی بھول گئی۔ جان و مال لٹ گیا۔ مرزا شاہرخ نے ہمت کی کہ اس گروہ سے لڑتا ہوا
باہر آیا۔ کوہستان بدخشان کے سوا اب کوئی پناہ نہین تھی۔ یہین کہین قریب وہ مرزا سلیمان
سے ملکر خوش ہوا لیکن اسکے ساتھ یہ غم لگا تھا کہ ایک بیٹا جو ابھی پیدا ہوا تھا وہ مر گیا تھا
اس وقت مرزا حکیم کی سپاہ کچھ ملی اُس نے کہا کہ شہنشاہ اکبر نے بھائی کو لکھا تھا

کہ شاہرخ کے ساتھ شائستہ بدرقہ بھیجے سو اس خدمت پر ہم نامزد ہوئی ہین وہ سپاہ
خیبر تک پہنچا کے واپس چلی گئی۔ سندھ مین جو امراء شاہی تھے اُنہون نے مرزا کی بزرگداشت
کی۔ جو بیٹا جدا ہوا تھا وہ بھی ملگیا۔ اُسکو ایک اوزبک اُٹھا کے لے گیا تھا وہ اس لڑکے کو چھوڑ کر
پیر تال لوٹنے گیا اب ایک غلام اس لڑکے کو اُٹھا کر لے گیا اور مرزا حکیم پاس پہنچا دیا مرزا شاہرخ
لاہور مین آیا اور ۲۲ ردی کو دار الخلافہ فتحپور سیکری مین بادشاہ کا قدم بوس ہوا۔ جو کچھ عنایتین
اسکے حال پر ہوئین اسکا بیان اپنے مقام پر کیا گیا ہے۔ ۱۵ شہریور سنہ ۲ کو اسکا نکاح بادشاہ
نے اپنی بیٹی شکر النساء بیگم سے پڑھوایا وہ مالوہ کا صوبہ مقرر ہوا اور دکن کی فتحین اسنے کار نمایان
دکھائی اور ہفت ہزاری کا منصب پایا۔ ابو الفضل لکھتا ہی کہ بادشاہ پیشانی سے دل کا
حال دریافت کرلیتا ہے۔ شاہرخ کی فرخندہ ذاتی اسنے دریافت کرکے دست عاطفت سے
اسکو سربلند کیا اسکا ستارۂ دولت تنزل پر تھا پھر عروج پر آیا ان مسافرون مین سی ہر ایک وفا
گزین کہ شورا یہ ناکامی چکھا تھا۔ وہ کامروائی کی نشاط اندوزی سی محظوظ ہوا۔

بدخشان میں مرزا سلیمان ۹۸۳ھ

مرزا سلیمان جب حجاز گیا اور وہان سے واپس آیا اور اپنے کامون مین ناکام رہا
اسکا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ اب جب شاہرخ مرزا بادشاہ پاس چلا آیا تو مرزا سلیمان
لمغانات مین اپنی عمر بسر کرتا تھا اور بدخشان کی فتح کی امید مین دن گنا کرتا تھا۔
مرزا محمد حکیم نے اسکے حال پر رحم کرکے کچھ بدخشی و کابلی سپاہ اسکے ہمراہ کی وہ زبردستی کرکے
کوہستان بدخشان مین آیا اور تالقان کی فتح کے درپے ہوا۔ محمود سلطان اُس سے لڑنے
کھڑا ہوا غنیم کی کثرت کے سبب سے مرزا سلیمان نے کوہ پایہ کو شاخ بند کیا اور اس مین اپنا
پاؤن جمایا۔ بار بار ہنگامۂ کارزار گرم کیا اور فیروزمند ہوا اس کامیابی سی وہ مغرور ہوا۔
سررشتۂ دوربینی کو فروگذاشت کیا اور باہر جاکر لڑنے کا ارادہ کیا۔ کارآگہون نے اُسکی گذارش
کی شتابی کرنی شائستگی سے دور ہی۔ دیر لگانے مین یہ فائدہ ہی کہ بندگان بادشاہی ہم سے
ملتے ہین اور دشمن کے رونق ہنگامہ کو کم کرتے ہین اسی سبب اس استوار پناہ کا چھوڑنا اور اپنے سے
زیادہ دشمنون سے لڑنا کار آگہی سی بعید ہی۔ مگر خودکامی ہمیشہ صلاح اندیش خرد کو برکنار کرتی

اسنے کانون مین تُھٹیان دی لیکن خیرسگالون کی باتون کو نہ سُنا۔ لشکر کو لیکر چلا۔ باہر آیا۔
اور مردانگی کا کارنامہ دکھایا قریب تھا کہ دشمن کو مار رکھتا کہ عبد المومن سلطان بلخ سے مخالفون کے پاس
آگیا اور ہنگامۂ جنگ از سر نو گرم ہوا۔ مرزا کے جنگجو دلاورون نے دو دفعہ غنیم کو شکست دی
مگر تیسری دفعہ دوربینی کے برخلاف مرزا لڑا۔ قورچی بیگ اور نبانے ایک گروہ کو سرکوب ایسا
لایا کہ مرزا مین یکبارگی لڑنے کی تاب اور سامنے کھڑے رہنے کی توانائی نہ رہی۔ ناچار کھاگ کر
زابلستان کی طرف رُخ کیا۔ بختیار بیگ آب بارامین تھا وہ استقبال کرکے کابل مین لایا کو زبان سنگر
جلال آباد سے اس طرف گیا اور مرزا کو پشاور مین لایا۔ بصد اعزاز وہ ہمراہ اسفندار مذ کو پادشاہ
کی خدمت مین آیا —

شہنشاہ اکبر نے مرزا سلیمان کو لاہور مین اسلیئے رکھا کہ کوئی گزند اسکو نہ پہنچنے پائے وہ
سوا تیرہ ۹۹۷ھ ستتر برس کی عمر مین اس دنیا سے رخصت ہوا بخشی ۹۲۰ سکی تاریخ ولادت
تھی — اب تم یہ سمجھو کہ ان دو تیموریہ خاندانون کا بیان جو قصہ در قصہ چلا جاتا ہے وہ
انسان کی نیرنگی اقبال کا افسانہ نہین بلکہ وہ ایک واقعہ نفس الامری ہی جو یہ بتلاتا ہے کہ
کہ جب ملکداری کی لیاقت نہ ہو اور گھر مین لڑائی جھگڑے فساد ہمیشہ ہوتے رہین تو وہ
ایک زمانہ تاریخ کے لئے بحران کا وقت ہوتا ہے رعیت کے حق مین مرزا سلیمان اور مرزا
شاہرخ دونو کا ہونا زہر تھا ہر ایک اولوالعزم بادشاہ خواہ وہ مستحل اور تنگدل عبد اللہ خان
ہو خواہ عظیم الشان نیک نہاد شہنشاہ اکبر ہو وہ انکو مغلوب کرنا چاہتے تھے جس سے ان کی
سلطنت کی سطوت و شوکت و حشمت نمایان ہو —

کابل سے رود بار سندھ تک افغانون کے گروہا گروہ رہتے تھے اور بیداشتی اور خود کامی
سے مسافرون کو گزند پہنچاتے تھے اور زیردستون پر دست ستم دراز کرتے تھے پادشاہ نے حکم دیا
کہ اس ہنگامہ مین سرائین بنائی جائین اور وہان دلاورون کا ایک گروہ اپنا بنگاہ بنائے
خرد کابل کے قریب سُرخ دیوار کی آبادی کو زین خان اپنے ذمے لے اور میان دو آب دامن
چشمہ مین خواجہ شمس الدین اور دریا باب مین حمزہ عرب چلدرک مین حیدر علی عرب اور سرخ آب مین

مرزا سلیمان کا مرنا سنہ ۹۹۷ھ اور مرزا شاہرخ کا

مرزا سلیمان کی اولاد کا ذکر

حیدر علی خویش اور سفید سنگ مین ظفر کولہ۔ تاریکی آب مین درویش اسلام آباد ی اور
یساول کفشی مین بہادر دکہ مین تختہ بیگ عزیز خانہ مین بندہ علی میدانی اور بکرام اور انگ
بنارس کے درمیان شاہ بیگ اہتمام کرین۔ بادشاہنے بلال آفتابچی کے ہاتھ بہت سا زر
کوکل تاش پاس بھیجا کہ وہ امیرون مین تقسیم کردے تاکہ وہ اپنی دیدبانی سے اس کام کو انجام
دین تھوڑے عرصہ مین بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی اور اس سے چہرہ روزگار پر گلگونہ
دادگری حسن افروز ہوا

ہم نے پہلے لکھا ہی کہ جب کولاب عبداللہ خان نے فتح کیا ہی تو اُسے شاہرخ کا
بلوچی کا بیٹا محمد زمان لڑا تھا وہ اسیر ہوا۔ تزاران سرا مین بھیجا گیا اور وہین مرگیا اس
زمانہ مین ایک دستان فروش نے قراتگین مین اپنے تئین محمد زمان بتلایا اور اپنی داستان
یہ سنائی کہ خواجہ کلان خواجہ پسر خواجہ جوئباری نے خاندان کی خیرخواہی کے سبب سے
مجھے جان شکرون کے ہاتھ سے بچایا اور میری بجائے ایک اور خردسال کو مروایا
بہت سے سادہ لوح اسکے ساتھ ہوئے اور یہان کے کہسار مین شورش اُٹھائی۔ کولاب کے
بہت سے مقامات کو لڑکر فتح کرلیا۔ محمود سلطان سپاہ آراستہ کرکے اس سے لڑا اور زخمی
ہوکر بھاگ گیا اور اللہ داد بیگ و خورم بیگ کابلی نے بھی عمر تمام کی انکے سر اپنی عرضداشت
کے ساتھ شہنشاہ اکبر پاس بھیجے۔ بہت نیایش اور لابہ گری کے بعد اُسنے یہ لکھا تھا کہ خواجہ
کلان خواجہ کی خیراندیشی سے مجھے اس ہنگامہ سے رستگاری ہوئی تو مین ہندوستان
مین آیا اور آزاد فقیرون کے لباس مین بادشاہ کا قدمبوس ہوا چونکہ خواجہ کی عہد
کہ اسکی زندگی مین میرا حال ظاہر نہ ہو اسلئے مین نے اپنی سرگزشت عرض نہین کی حجاب کہ چلا
گیا پھر اپنے گھر آیا اور نیکون سے لڑا۔ خدیو عالم کی شمشیر چلاتا ہون اگر توجہ والا میری
دستگیری کرے تو تھوڑی سی مجھے آسایش ملے۔ اگرچہ بادشاہ کے نزدیک اس کی داستان
سچی نہ تھی مگر پھر بھی اسکے فرستادون کو امیدوار کیا اور فرمایا کہ مرزبان توران نے بھیجی کا
بیان ہی ہماری بزرگی سے بعید ہی کہ ہم اس سے لڑین بہتر ہوگا کہ وہ بادشاہ کی خدمت مین

محمد زمان [illegible] ۹۸۹ھ

آئے فرستادون کو نوازش فرماکر واپس بھیجا اور کچھ نقد و جنس ہمراہ کیا جو اسکی کامروائی کا نتیجہ
محمد زمان نے اپنے تئین شاہرخ مرزا کا فرزند بنایا اور بادشاہ کا عقیدتمند ہوا تو تھوڑے دنون
مین اس پاس بہت آدمی جمع ہو گئے۔ عبدالمومن کو جب اس نے شکست دی تو اوزبک بہت اس سے ڈر
گئے۔ عباس سلطان و رستم بے و حمید قراول کو اس نے پہلے روانہ کیا اور خود اسنے آب مویہ سے گذر کر چرکان
کو لاب مین سنگر کیا اور استوار گریوون کو بناگاہ بناکے پائے ہمت کو قائم کیا اول توق سے لڑکر
اسکو شکست دی اور اسکے تعاقب مین عبدالمومن تاتا پہنچ گیا۔ قریب تھا کہ اسکو گرفتار کرلیتا مگر ود . . . .
بد خواہون کی دستگیری سے ہاتھ سے نکل گیا۔
… علی اتالیق ایلچی توران کا انتقال یہان نا وقت کھانا کھانے اور بدپرہیزی سے ہو گیا تھا
اس سے والی توران کو اسکی خبر نہ تھی اسلئے نہ آنے کے سبب سے دل اسکا نگران تھا اور اُسکے بیٹے نے یہ
ناہنجاری کی تھی کہ بدخشان کی ایماق کی درخواست کی تھی جس سے وہ اور زیادہ آشفتہ ہو رہا تھا
… معذرت … سرزنش … کین اور اسکی معذرت مین نامہ لکھا۔ مولانا حسین ساقی
کو کہ … اسکے پاس تھا بہت عمدہ تحفون کے ساتھ بھیجا وہ بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا
اور یہ لکھا ہے کہ ایک … نے اپنے تئین مرزا شاہرخ کا بیٹا بنا یا تھا اور … اسکے
ساتھ گرویدہ ہوئے تھے۔ جب تک شہنشاہ اکبر کا وابستہ رہا کچھ کارروائی کے ساتھ زندگی بسر
کی جب اسکا سہارا چھوڑ دیا تو ناکام ہو گیا اسکی ناہنجاری سے گوشہ نشین آزردہ خاطر ہوئے۔ اور
تورانی سپاہ اسپر غالب ہوئی اس ناکام نے راہ مین ہزارون کے ساتھ دوستی اس خیال سے کی کہ
اسکی دستیاری سے زابلستان مین شورش مچاوے۔ جب قاسم خان بادشاہ پاس آتا تھا تو وہ بھی
سو آدمیون کے ساتھ اس دیار مین اس سے ملنے چلا اور … ان پر یہ ظاہر کیا مین بادشاہ پاس جاتا ہون
انہون نے یقین کرکے ہاشم بیگ پسر قاسم خان کو اطلاع دی اسنے [illegible] سید علی شیرباکری و
سلیم بیگ و اللہ دوست کو پانسو آدمیون کے ساتھ روانہ کیا کہ اسکے ساتھ
ہون اور یہان اسکو لے آئین۔ محمد زمان جب یہ خبر پایا تو بیراہ ہو کر یکبارگی ہزارہ پر جلد چلا
گیا۔ ہاشم بیگ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو وہ تیز روی کرکے اسکے پاس میدان مین آیا۔ کچھ

لڑائی ہوئی۔ قرابیگ بہادر اور جہانگیر بیگ اور کچھ اور بادشاہی لشکر مین سے مارے گئے۔ مگر
محمد زمان قید ہوا۔ ہاشم بیگ اُسکو کابل مین لایا۔ جب قاسم خان یہان آیا تو اسنے محمد زمان کو
اپنا مقرب بنایا اور اسکے آدمیون کو نوکر رکھا اور اسکی پاسبانی چھوڑ دی اور بادشاہ کے حکم سے
اسکو بادشاہ پاس بھیجنے کا سامان کیا۔ ہاشم بیگ کو اسکے ہمراہی کے لیئے نامزد کیا محمد زمان
نے پانچ سو بدبختون کو اپنا ہمداستان بنایا جان شکری کی کمین مین بیٹھا۔ سرکشون کے سردار میر
شمس خان و عاقل قاضی زادہ بقلائی و گدا بیگ حصاری ہوئے بعض کی رائے یہ ہوئی کہ ہاشم بیگ کو
مار کر اپنے دل کا مقصد حاصل کیجیے۔ ایک گروہ کی رائے یہ تھی کہ دو نو باپ بیٹون کی عمر کو یہین
ختم کیجیے تو بہت مال و اسباب ہاتھ لگے جیسے تو پٹے ہو اور آباد ملک ہاتھ آئے۔ محمد زمان نے ہاشم بیگ کے تئین
آدمی بھیجکر کہلا بھیجا کہ مین کچھ دلگرفتہ ہون آپ تشریف لائیے نرد بازی سے دل بہلائیے اسکے
دل مین یہ ارادہ تھا کہ ایک وقت مین دو کا کام تمام کیجیے۔ وہ سفر کی تیاری کر رہا تھا اس لیئے نہ آسکا
دوپہر کو قاسم خان کھانا کھا کے سوتا تھا کچھ تھوڑے نوکر اسکے پاس تھے۔ چند ناسپاسون نے کچھ آدمی
ہاشم بیگ کے گھر بھیجے اور کچھ قاسم خان سے یارش کرنے گئے۔ قاسم خان نے مردانہ لڑکر نقد زندگی کو
کھویا۔ اسکا سر کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا گیا۔ خواجہ ارباب اور خداداد خاصہ خیل نے بھی نیکو کاری
کے ساتھ جان دی۔ اس شورش کے مٹانے کو ہاشم بیگ آیا تیز دستون کو بھیجکر حصار کے دروازون
کو بند کرایا۔ تھوڑی دیر مین سب حال اسکو معلوم ہوا وہ ارک کی طرف چلا آیا۔ دروازون کا
بند کرنا بہت کام آیا۔ مخالف اندر نہ آسکے جب وہ یہان آیا تو دروازون کو کھولا خوب لڑا
کچھ تیز دستون نے دیوار پر چڑھ کر تیر و بندوق کے ہنگامہ کو آراستہ کیا۔ بہت سے ناسپاسون کو مارا
کچھ توشکخانہ مین کہ پہلے سلاح خانہ تھا اس خیال سے چلے گئے کہ وہ پناہ لیکر خوب لڑینگے جو نزدون
نے دروازہ کو گھیر لیا۔ جو دروازہ سے باہر نکلتا وہ مارا جاتا چھت کو پھاڑ کر آگ لگادی القصہ اسکی
مخالف ایک گرمابہ مین جو نزدیک تھا گھسے۔ اُنپر بھی ایسی سخت گیری ہوئی کہ ایک ایک کی جان
گئی دوپہر سے آخر شب تک یہی حال رہا۔ صبح کو اسّی آدمی اکٹھے ہو کر آئے اور لڑے اور جان
سے گئے۔ ان ناسپاسون کا سرگروہ بھی مارا گیا۔ دوسرے روز دوپہر تک پھر لڑائی رہی۔

ہاشم بیگ کی ہمراہی مین مرزا احمدی و میر موسیٰ میر عبداللہ و اللہ دوست و محبت خان نے بہت کوشش کی کسی کو گزند جانی نہین پہنچی۔ آخر روز مین پھر کچھہ شورش ہوئی۔ ہاشم بیگ مسلح ہوا گرما یہ سے پانچ آدمی رات کو نکلے مارے گئے۔ دوسرے روز ہاشم بیگ جب کسی بدخشی کو دیکھتا مار ڈالتا۔ اس طرح کچھہ ظلم اسنے کیا۔

ایک شخص ہمایون نامی نے اپنے تئین مرزا اسلیمان کا بیٹا بنایا اور اس کہسار مین حکومت کرنی شروع کی مرزا بدیع الزمان پادشاہ کا خواہرزادہ خواجہ حسن کا بیٹا کچھہ سپاہ لے کر حصار سے گیا اور اس سے لڑا اور اسپر غالب ہوا اور ہمایون مارا گیا۔ مرزا نے اس فتح کو اپنی حسن خدمات کی دستاویز بنایا۔ منبر و زر و سیم کو پادشاہ کے نام سے آراستہ کیا۔ اور پہلی کم خدمتی کا عذر کیا۔ پادشاہ نے اسکے آدمیون پر جو آئے تھے مہربانی کی اور آلات جنگ اسکی مدد کے لئے بھجوا دیے۔ پھر اس شہزادہ نے اپنی عرضداشت ۱۰۰۱ھ مین دے کر ایلچی بھیجا پادشاہ نے اسکے ساتھہ بہت اسباب رہتھیا اور سامان جنگ ارسال کیا۔ پھر اس نے آلات جنگ کی درخواست کی تو پادشاہ نے آلات جنگ سے ۲۰ شتر لاد کر روانہ کیے اور ملک محمد بدخشی کو لعل بدخشان کی کان کا داروغہ بنا کے بھیجا اور بہت دلدہی کا فرمان لکھا مگر ابھی یہ سامان جنگ مرزا پاس نہین پہنچا تھا کہ باقی خان حاکم توران نے ایک لشکر گران بدخشان بھیجا۔ مرزا اس سے لڑا غنیم غالب ہوا۔ اسنے مرزا کو زندہ گرفتار کیا اور بہیری سے شکار کیا۔ باقی خان کے بھائی پایندہ خان کو ولایت گرم سیر مین شاہ بیگ خان نے گرفتار کیا تھا۔ پادشاہ نے قیدی کو اپنے پاس بلا کر مرزا والی کے حوالہ کیا اسنے اپنے بھائی بدیع الزمان کے خون کا انتقام اس سے لیا کہ ایسے بے گناہ کا خون اسکی گردن پر تہا۔

معاملات توران

اگرچہ عبداللہ خان ازبک اودگری کے ساتہ زندگی بسر کرتا تھا مگر فرزند پرستی کے سبب سے بیٹے کو ستمگری سے باز نہین رکھہ سکتا تھا۔ اس بیٹے نے باپ کی جانشینی کے لئے بہت سے بے گناہون کا خون اپنے

گردن پر لیا اور خاندانون کو تباہ کیا۔ باپ کی ناہنجار محبت نے اسکو بدمست کیا اور اسنے آدمیون کے مال و جان و ناموس پر درازدستی کی۔ پادشاہون کو واجب ہی کہ وہ اپنی اولاد کا حال ہر وقت دریافت کرتے رہین کیونکہ انکی اولاد کی شکایت دیر کر ان تک پہنچتی ہی۔ اولاد کے ساتھ پادشاہ کو انصاف ایسا ہی کرنا چاہیئے جیسا کہ اور غیرون کے ساتھ کرتا ہی۔ پادشاہانہ بازپرس سے کبھی انکو معاف نہ رکھے۔ بیٹے کو باپ بسبب اپنی محبت کے پدرانہ اندرز نہین کر سکتا تھا جو سیر کے بعد درانہ نصیحت کرتا تھا جس سے اسکی شورش زیادہ ہو جاتی تھی اور باپ کی پیری اور خوشامدیون کی خوشامد اسکو شائستہ کارگر نہ ہونے دیتی۔ یہانتک نوبت آئی کہ اُسنے باپ کی جان لینیکا ارادہ کیا ایکدن باپ کا کھیل رہا تھا کہ بیٹا جان لینے کے قصد سے چلا وہان گیا مگر پادشاہ کو اسکے ارادہ پر ایک شخص نے مطلع کر دیا جب وہ ناکام رہا تو خان نے اسکی مالش کا ارادہ کیا وہ باپ سے لڑ نہین سکتا تھا آپ موبیہ سے باہر چلا گیا اور کشتیون کو توڑ ڈالا۔ اس عرصہ مین توکل قزاق دشت سے تاخت کے لئے آیا۔ خان اسکی چارہ گری کے لئے گیا۔ وہ غارت گری قدرت نہ پایا تھا کہ اُلٹا چلا گیا۔ خان یہان سخت بیمار ہوا۔ محمد باقی اور بعض امرا بیٹے کی طرف سے اگاہ تھے۔ بیٹا بلخ سے چلا۔ جب خان کو کچھ آرام ہو گیا تو اس نے بیٹے کو لکھا کہ الٹا چلا جا لیکے اسلئے کہ تانا باانا اور آہستہ آہستہ چلا آتا تھا محمد باقی نے جو وکیل تھا خان کو مہمان بلا لیا اور بہار نہین کو خان کا خاتمہ ہو گیا۔ اس ناسپاس نے اسکے کھانے مین زہر ملا دیا اور ہمیشہ کے لئے لعنت کا طوق اپنی گردن مین ڈالا۔

پنجاب مین جب پادشاہ آیا تھا تو اس نے ارادہ کیا تھا کہ توران کو فتح کیجیے مگر مرزبان توران نے نمایش کی اس لئے پادشاہ نے یہ ارادہ ترک کیا۔ اب اسکے بیٹے عبدالمومن کی ستمگاری حد سے زیادہ گذری تو پھر اپنا ارادہ نیا ہوا۔ باسی گرہی مین ابال آیا۔ سلطان سلیم کو کشتی کا قصد کیا مگر وہ ہندوستان سے باہر جانا نہین چاہتا تھا جب عبداللہ خان کا انتقال ہو گیا تو امرا نے کوشش کی کہ پادشاہ توران کو فتح کرے مگر پادشاہ نے کہا کہ اب توران شورش گاہ ہی مردی سے بعید ہی کہ اس پر فوج کشی ہو۔ بہتر ہوگا کہ

پادشاہ کا ارادہ توران کے فتح کرنیکا

کوئی معتمد ایلچی تعزیت اور اندرز گوئی کے لئے بھیجا جائے۔

عبدالمومن کا مارا جانا اور توران کی سلطنت کا برباد ہونا ۹۹۵ھ

جب عبداللہ خان مر گیا اسکے بجائے بھائی اوزبک خان نے سمرقند کا محاصرہ کیا۔ محمد باقی نے اسکی پاسبانی کی اسلئے اوزبک خان حسی میں چلا گیا۔ توکل نے بخارا پر لشکر کشی کی۔ عبدالمومن کی آمد کا آوازہ سنکر وہ ناکام واپس جاتا تھا کہ حصار نشین باہر آنکر اُس سے لڑے اُسکو زخمی کیا اور اسی زخم سے وہ مر گیا۔ دس روز بعد عبدالمومن بہت لشکر لیکر آیا اور سمرقند میں اوزبک خان ہی پر بیٹھا محمد باقی نے وکالت کو قبول کیا۔ کچھ دنوں سلطنت کی تھی کہ اسکو لوگون نے مار ڈالا اور ماوراء النہر طوائف الملوکی مین گیا شاہ ایران نے خراسان لے لیا۔

شہنشاہ اکبر و عبداللہ خان والی توران کے درمیان مراسلت اور سفیرون کا آنا جانا

والی توران کا ایلچی آیا اور اسنے اساس سخن اس بات پر رکھی کہ ہندوستان سے بادشاہ چلکر ایران پر یورش کرے اور والی توران اسکے ساتھ ہوکر عراق و خراسان و فارس کو شاہ ایران سے لے لیں بادشاہ نے مرزا فولاد کے ہاتھ یہ جواب بھیجا کہ شاہ ایران خاندان نبوت سے نسبت رکھتا ہے اسکا پاس ہمکو ہے۔ آئین و کیش کے اختلاف کو ملک ستانی کے لئے سرمایہ آویزش نہیں کرتا سوا اسکے میرے اور شاہ ایران کے درمیان دوستی و آشنائی ہے اس لئے میرا ارادہ اس سے لڑنے کا ہرگز نہ ہوگا۔ والی توران نے اپنے خط میں شاہ ایران کو بہت بُرا لکھا تھا بادشاہ نے اس تحریر کی نکوہش کرکے والی توران کو نصیحت کی۔

بادشاہ توران کا ایلچی بھیجنا سنہ ۱۰۰۰

جس سال میں بادشاہ کہ دریائے سندھ پر تھا اور خیبر کی راہ ہموار کرا رہا تھا تو توران مین ایک عجیب شورش برپا تھی۔ بادشاہ کے ایلغار کے خوف سے بلخ کے دروازے بند رہتے تھے۔ عبداللہ خان نے اپنی کارآگہی پیش بینی سے میر قریش کو تحائف و خط دیکر بادشاہ پاس بھیجا اور دوستی و آشتی کے پیمان کئے۔ بادشاہ نے حکیم ہمام کو روانہ کیا کہ سراسیمگی اسکی دور کرے احمد علی اور ملا حسینی جو پہلے دو ایلچی شاہ توران کے آئے تھے وہ بیمار ہوکر مر گئے تھے اسلئے تورانیون کو ایک اور اندیشہ پیدا ہوا تھا۔ بادشاہ نے یہ نامہ شاہ توران کو لکھا جسکے اکثر حصہ کا ترجمہ کرکے لکھتے ہین اس نامہ سے

شہنشاہ اکبر کی فتوحات کا اور اسکی نیتون و ارادون کا حال معلوم ہوتا ہی توران ایران
پادشاہون کو جو مراسلات ابو الفضل سی لکھا کر شہنشاہ نے بھیجے ہین وہ ڈپلومیٹک تحریرات کے ایشیائی
زبان مین بہترین نمونے ہین اس مراسلہ مین اول حمد و نعت ہی پھر شاہ توران کے خط آنے
کی مسرت بیان کی گئی ہی کہ وہ درحقیقت ملاقات روحانی و مکالمہ زبانی ہی جو دل مشتاق
کی مسرت افزا اور ضمیر صافی کی طرب پیرا ہی۔ آپنے مجھے لکھا تھا کہ صلح کی بنیادون کے محکم
کرنے مین اور وفاق کے چشمون کے صاف کرنے مین جانبین سی اہتمام کیا جائے اور ہندو کوہ ہمارے اور
تمھارے درمیان ہو۔ ہمین یہ امر بہت پسند آیا۔ ظاہر ہی کہ عالم کون و فساد و نشاء تعلق مین
کوئی امر تودد و توافق سے زیادہ تر شریف نہین ہے کہ سلسلہ کائنات کا انتظام اسکے ساتھ
مربوط ہی جبوقت یہ بات طبقہ سلاطین مین ظہور مین آئے تو انسے حال و مال مین برکات کے ثمرو
حسنات کے نتیجے ظاہر ہوتے ہین اور اس سی خلق اللہ کو عافیت و آرام ملتا ہی۔ مراسم
مصالحت و لوازم مصادقت کے اظہار کی ابتدا ہماری طرف سی ہونی چاہیئے تھی اس لیئے کہ
ہماری ساری ہمت ابتدای سلطنت سی برخلاف اکثر فرمانروایون کے اصناف بنی نوع
کے ساتھ ہمیشہ ایتلاف و ارتباط مین مصروف رہتی ہی اب کہ آپنے اس باب مین ابتدا کی ہی تو ہمارے
ذمہ پر اور بھی زیادہ لازم ہی کہ اس رابطہ کی مراعات کرین اسلیئے ان دنون مین کہ شاہ
ایران نے یادگار سلطان شاملو کو بھیجکر استعانت چاہی ہم نے قبول نہین کی شاہرخ
مرزا کی آرزو یہ تھی کہ کابل کشمیر یا سواد بجور و تیراہ مین کہ ولایت سرد سیر ہی جاگیر ملجائے
مگر ہمنے قرب جوار کا ملاحظہ کرکے اسکی درخواست کو نامنظور کرکے مالوہ مین جاگیر دیدی
قندھار قدیم سے ممالک محروسہ مین داخل تھا وہان سی مرزاؤن کو بلا کر اس دیار کی حراست
ملازمان بابری کے حوالہ کی کہ مبادا جنود توران ان حدود کو منسوبات ایران
سے خیال کرکے اسکا قصد کرے اور آپکے اور ہمارے ممالک کے درمیان خلط عظیم ہو
بدخشان کوہستان مین ایک اوباش بدطینت نے شورش برپا کی اور مدعی ہوا کہ
مین شاہرخ مرزا کا بیٹا ہون اور اس طرح کے زمینداروں کو اس نے اپنی ساتھ ملالیا

مراسلات ایران و توران

چندہا سے عوارض بیجکر استمداد کی مگر مین نے اسپر توجہ نہین کی یہان تک وہ دشت ادبار کا آوارہ ہوا
مین یہ چاہتا ہون تا صحیفہ نامہ جن باتون کی گذارش کرتے ہین انکی فی الواقع تصدیق ہو جائے
لئے اس سی بہتر کوئی بات نہ ہوگی کہ کوئی جای مقرر ہو کہ بغیر کسی غیر کے واسطے کی مقاصد دینی و دنیوی
و مطالب صوری و معنوی کی تنقیح و تحقیق روبرو ہون۔ مین نے ایسا سنا ہے کہ جب مین حدود پنجاب مین
تھا تو مگس طینتون کی ایک جماعت نے ایسی باتین بنائین جو دوستی کے مخالف تھین کبھی میرے دل و زبان
مین فرق نہین ہوتا اور جو امر کہ تحریر و تقریر مین آ جای اسکے خلاف نہین کرتا۔ اگرچہ اس دیار کی آب و ہوا
اور سیر و شکار خوش معلوم ہوتی ہی مگر اب ارادہ ہی کہ دار الخلافہ آگرہ کی طرف نہضت کی جای کہ بیہودہ
بکنے والون کی زبان بند ہو جاے۔ آپنے جو لکھا تھا کہ مجھکو مرزا شاہرخ کی طرف سی غبار ہی اسمین
مجھے تامل ہوا کہ مقدس فرمانروا یون کے دلون مین ہمسرون سی غبار نہین ہوتا اور عام طبقات کس طرح
وہ ہو سکتا ہی۔ علی الخصوص جب اسکا منشا خردسالی اور نادانی ہو تو اوسکو عفو سے محو کرنا چاہیے۔
اس لئے ہماری دودمان کے ساتھ خودکامی کے سبب سے تقصیرات کین تھین اسکے مکافات مین جو بادیہ
غربت مین سرگشتہ ہوا جب شرمندہ ہو کر ہماری پناہ مین آیا ہمنے اسکے قصور معاف کر دئے آپنے جو بیان
کیا تھا کہ شاہرخ مرزا اور محمد حکیم مرزا کے بیٹے جو ہمارے آستانہ پر التجا لائے اسکا سبب آپکی
اور ہماری محبت تھا۔ مگر یہ خاص ہماری منتسبون مین سی ہین انکی نسبت مین یہ تصور نہین کرتا جو آپنے
لکھا ہی۔ آپنے جو اپنی فتوحات کی تفصیل لکھی ہین وہ آپ کی حسن نیت کا نتیجہ ہی اس سی ہم خوش
ہوئے۔ وہ نامہ کہ آپنے ملا حسینی کی معرفت بھیجا تھا اور اس مین لکھا تھا کہ فرزند عزیز نے خردسالی کے سبب
چند نالائق خواہشین لکھی ہین میرا دل نگران ہی کہ مبادا وہ غبار خاطر ہوئی ہون اور اسکی تعداد مین
آپنے بہت تفصیل کی اسکا حال یہ ہی کہ قاصد پہلے اس سے کہ میری پاس آئے اثناء راہ مین ڈوب گیا
اور اس خط کا مضمون نہ معلوم ہوا کہ کیا تھا اس واقعہ سے ہمکو تاسف ہوا۔ ہمارے اور آپکے
درمیان قرابت قدیم ہے کے روابط و محبت جدید کے ضوابط نے ایسا انتظام اور التیام نہین پایا ہی
کہ اگر بالفرض کوئی بات ہوتی تو مجھے ناگوار ہوتی۔ فرزندون کو پدران حقیقی کے ساتھ ناز
ہوتا ہی اگر پدران مجازی کے ساتھ اسکا ظہور ہو تو کیا دور ہی۔ یہ جو آپنے لکھا تھا کہ احمد علی

اس ایلچی کے آنے سے بعض لوگ شکین ہو موقوف ہین سو یہ ایلچی مرگیا اگر وہ زندہ آپ پاس پہنچا تو بہت سی
امور مصادقت وغیرہ ضمن موافقت آپ کو اسکی زبان راست گو سے معلوم ہوتے۔ جو ارادہ کہ آپکے
دل مین ہو اسکو قوہ سے فعل مین لائیے جو معاونت آپ چاہینگے مین اُسکے لئے موجود ہون الحمد للہ کہ
جب سے تخت سلطنت پر بیٹھا ہون اب تک کہ قرن ثانی کا دسوان برس ہے (قرن سے مراد سال ہے)
اور صبح اقبال کے انکشاف کا اوائل اور بہار اجلال کے ابتسام کا مبدا ہے مجھہ نیاز مند درگاہ الٰہی
کی نیت حق اساس یہ ہے کہ اپنے اغراض کو منظور نہ رکھہ کر ہمیشہ اہل جہان کے التیام اور انتظام مین کوشش
کرون اور اس نیت کی برکت سے ہندوستان کی مملکت وسیع جو چند والاشکوہ فرمان رواؤن مین
منقسم تھی ہماری حیطۂ تصرف اور احاطۂ اقتدار مین آگئی اور طبقات انام جو پہاڑون اور مضبوط قلعون
اور مشکل مقامون مین مغرور بیٹھے تھے اور کسی کے آگے سر نہین جھکاتے تھے اور مخالفت کرتے تھے وہ ہماری
درست نیت کے سبب سے اب ہماری اطاعت کرتے ہین اور ہم سے ارادت رکھتے ہین اور طوائف اناس
باوجود اوضاع کے تباین اطوار کی مخالفت کے روابط پیوند رکھتے ہین اب تک مین نے اپنی درستی نیت
و راستی گفتار و حسن اعمال کے نتایج کو بیان کیا ناگزیر ہے کہ کچھہ خدا کی نعمتون کا شکر و ذکر کرکے
آپ کی بزم صحبتی کو خوش کرون آپکو معلوم ہو کہ ان دنون مین جو مین پنجاب مین آیا اگرچہ اول میری
نظر میری یہ تھا کہ ان حدود مین سیر و شکار کرون لیکن ایک ارادہ کشمیر کی تسخیر کا ہوا۔
کشمیر کی ولایت دلکشا استحکام و استحصان مین اپنا نظیر نہین رکھتی اور نزاہت لطافت مین ضرب المثل
اس مین ابتدا سے سلاطین روزگار نہین گئے ہمیشہ اسکے حکام کی بیداد سنتا تھا۔ خدا کی مدد سے دلیر و کیش
بہادرون اور شہامت اندیش غازیون نے اسی تھوڑے دنون مین فتح کرلیا۔ اگرچہ وہان کے حکام نے
جنگ و جدال مین تقصیر نہین کی لیکن ہماری نیت حق اساس خیر محض تھی اچھی طرح سے یہ ملک مفتوح
ہوگیا اور خود ہم اس سرزمین مین گئے اور وہان خدا کی اس نئی عطا کا شکر پیدا کیا چونکہ
کابل مین سیر و شکار اس عشرت سرای کی گلگشت مانوس طبعی تھی۔ کوہستان کشمیر و تبت کی
نہایت انتہا تک سیر کی اور اس نگارستان صنع الٰہی مین نواد کی سیر چشم عبرت بین سے دیکھی
پکھلی اور دمتور کی راہ سے جریدہ کابل کے عرصۂ دلنشین مین آیا۔ اس اثنا مین بقصد دم کوہ سارو

تراکم گریوه و مغاک ایسا ہی کہ آسمان سیر افکار اور بلندی پیمای اوہام اس سی عبور کرنا دشوار جانتی ہین یہ بھی ہماری حق پرست خاطر مین تھا کہ ٹھٹھہ جو ہماری مملکت روز افزون کے مغرب مین دریای شور کے کنارہ پر ہے اور وہان کا حاکم اس مرز بوم کے زیردستون پر عدالت نہین کرتا تھا اسکو اول نصائح ہوش افزا فرما کر فرمانبرداری کی راہ پر رہنمون ہون اور اگر وہ اپنی بدنصیبی سی گوش نصیحت نیوش نہ رکھتا ہو تو اس ولایت کو کہ ایک آباد مملکت وسیع ہی کسی فرمان پذیر داد گر کو حوالہ کرون۔ وہ عقل صلاح اندیش و دیدہ دوربین و گوش شنوا نہ رکھتا تھا۔ ہماری داستان موعظت کو افسانہ سمجھا اور خودکامی کے سبب سے ہوشمندی کو چھوڑا ہمنے اس ناحیہ مین شائستہ لشکر بھیجا قریب دو سال کے اخلاص مند بہادرون نے ہر طرح کا تردد اور اہتمام کیا۔ دریا و صحرا مین طرح طرح کی لڑائیان لڑے۔ چونکہ ہماری نیت حق پذیر خلق اللہ کی رفاہیت پر تھی۔ سب جگہہ نصرت و فیروزمندی ہمارے عقیدت مند گروہ کو حاصل ہوئی یہ ایک قدیم آئین چلا آتا ہے کہ کوتاہ بین حق ناشناسون کا کام تباہ ہوتا ہے وہان کے حاکم نے شکست پر شکست پائی مگر اسکی ذات مین مایہ سعادت تھا وہ پیمان کر کے ہماری پناہ مین آیا اور وہ تمام وسیع مملکت اور اس دیار کے قلعے ہماری ممالک محروسہ مین داخل ہوئی اسکے احوال سے ہمنے اسکی سعادتمندی دیکھکر پھر اس ملک کو جو جنگ عظیم سے ہاتھ لگا تھا اسکو دیدیا۔ ہمارے ضمیر صواب اندیش مین یہ بات بھی تھی کہ وحوش سیرت و بہائم سرشت افغانون کو کہ مور و ملخ سے زیادہ تھے اور سواد و بجور و تیراہ کے پہاڑون مین رہتے تھے اور ہمیشہ توران کے قافلون کے سد راہ ہوتے تھے انکی تادیب و تنبیہ کی جائے اس لئے بھی بمقتضاے عدالت شائستہ صورت پکڑی انمین سی اکثر نے حلقہ اطاعت و انقیاد گوش ہوش مین ڈالا اور قطاع الطریقون کا ایک گروہ جسکے دماغ مین شقاوت و انحراف کا بخار بھرا ہوا تھا عقوبات سے پامال ہوا اور بہت سی قہر الٰہی کے جبال مین اسیر ہو کر فروخت ہوئی اور نیز ہماری دل مین یہ بھی تھا کہ بدنہاد بلوچون کی اصلاح و افلاح ہو کہ ہمیشہ انحراف و اطاعت کی خوف و رجا مین رہتی ہین اور ایران جانے والون کے سد راہ ہوتے ہین اور یغما کو غنیمت جانتے ہین اور اکثر بندگان خدا کو بے برگ و بے مایہ کرتے ہین یہ کام بھی ہمارے حسب دلخواہ ہوا [illegible]

که ہماری نیک نیتی کی برکتون سے سلطان مظفر گجراتی که چالیس ہزار لشکر پر مغرور تھا گرفتار ہو کر آیا
اس دیار کے سب سرکشون اور گردن افرازون نے پناہ مانگی غاشیۂ خراج دوش پر رکھا اور ایک عجیب
واقعہ یہ ہے کہ جب سلطان مظفر ہمارے پاس آتا تھا تو اُس نے اپنے تئین مار ڈالا ہماری مصلحت یہ ہے کہ ہماری خاطر
مہر گزین آدمی کے مارنے کا اور بنیان باقی کے اکھیڑنے کا بہت پاس و لحاظ کرتی ہے غالب تھا کہ اگر وہ
ہمارے سامنے آتا تو سلامت رہتا اور مبارزان پیکار طلب کے اہتمام سے سومنات جو جونا گڈھ مشہور ہے
اور تمام ولایت سورت که دریاے عمان کے کنارہ پر جنوب رویہ ہے ہماری تصرف مین آئین اور نیز برہان الملک
برادر نظام الملک جو پاس دکن کی ولایت معظم تھی وہ حوادث روزگار سے پناہ مین آیا اس وقت
تک کہ اس بلاد کی معدلت کی خبر ہمارے کانون مین پہنچتی رہی اسکو عواطف جلیلہ سے مستمال فرما کر
دکن کی تسخیر کو التوا مین رکھا مگر جب رعایا کی ستم رسیدگی کی خبر ہمارے پاس آئی تو امراء مالوہ خاندیس نے
حکم والا کے موافق کاربند ہو کر برہان الملک کو اس ولایت کی حکومت دلادی اور معاودت
کی مگر وہ کوتاہ حوصلہ تھا وہ دنیا آزمائی کی شراب کی تاب نہ لایا اور استقلال کا دم بھرنے لگا
چونکہ مسلک ناسپاسی پر چلنا اپنا استیصال کرنا ہے تھوڑے دنون مین نہ اسکا نہ اسکی اولاد کا
کوئی اثر باقی رہا اور وہان کے آدمیون نے اس سلسلہ کے منسوبون مین سے کسی ایک کو حاکم بنایا اور
نخوت آرا ہوئے۔ وہان سلطان مراد کی سرکردگی مین لشکرون کو بھیجا۔ یہ ملک دکن دوسرا ہندوستان
ہے اسکا بہت سا حصہ اپنے تصرف مین لایا اور ہمارے لشکر نے بلاد شرقیہ مین اڈیسہ کی
ولایت وسیع کہ متصل دریاے شور کے ہے تسخیر کی اور کئی ہزار سپاہی امان مانگ کر ہمارے ملازم
ہوئے چونکہ خدا کی نعمتون کا گنانا ایک راز داستان ہے۔ آپ کی خاطر کے لئے اسی پر اکتفا
کیا گیا + ایک اور مکتوب مین بادشاہ نے اس فرمانروا کو لکھا ابتداے جلوس میمنت رنگ
جہانبانی پر کہ قرن ثانی کی ابتدا ہے۔ توفیق ازلی کی مساعدت اور تائید سماوی کی معاونت
سے ہماری خاطر حق پرست مین اس جلوہ نے نمایش کی ہے کہ سلطنت و فرمانروائی و جہت
کشورکشائی سے مقصود یہ ہے کہ مراسم سپاس کی تقدیم اور لوازم پاسبانی کا اقدام ہو۔ نہ یہ مال و
منال جمع کیا جاے اور حظوظ نفسانی و مستلذات جسمانی مین ڈوب جاے اسلئے طریق سلوک اور

سلوک طریق مجھ نیازمند درگاہ الٰہی کا یہ ہی کہ دوست و دشمن خویش و بیگانہ سے بغیر مدارات
مواسات و معاطفت و مماسات کے کوئی دوسرا امر نہ کیا جاے اور ہمیشہ ہموم خلائق و جمہور انام
کی ترفیہ احوال اور آسودگی اوضاع مین دل کو مصروف اور اس مقصد بلند و مطلب ارجمند مین توجہ
معطوف رکھی حق جل و علا گواہ ہی وکفی باللہ شہیدا کہ ممالک ہندوستان جسکو ربع مسکون کے
سیاح چار دانگ عالم کہتے ہین تین طرف سے دریاے محیط سے ملا ہوا ہی انکی تفتیح و تسخیر مقتضاے ہوا و ہوس
نہین ہوئی ہے بلکہ ہماری ہمت کے پیش نہاد مظلومون کی رعایت اور بیکسون کی حمایت کے سوا
کوئی اور امر نہ تھا یہی سبب ہے کہ جس طرف عنان عزیمت معطوف ہوئی فتح و نصرت نے استعجال کے
ساتھ استقبال کیا آیندہ جو رسل و رسائل کے ارسال کے سوانح کے باب مین ایما کیا تھا اس باب
مین عقل کے نزدیک کچھ نہ کہنا کہنے پر ترجیح رکھتا ہی - اس قطعہ پر جو اجلۂ اکابر دین سے منقول ہی
کفایت کرتا ہون -

قطعہ

قِیلَ اِنَّ لِلاِلٰہِ ذُوْ وَلَدٍ — قِیلَ اِنَّ الرَّسُوْلَ قَدْ کَہِنَا
مَا نَجَا اللّٰہُ وَالرَّسُوْلُ مَعًا — مِنْ لِسَانِ الْوَرٰی فَکَیْفَ اَنَا

الحمد للہ کہ جب سے پیدا ہوا ہون اور مجھ سلطنت مین ہمیشہ منہج قویم ملت و دین و مسلک مستقیم حق
و یقین میری مد نظر رہا ہے بموجب الملک و الدین توامان ہماری سلطنت کی ترقی ہماری کمال
دینداری پر دلیل قاطع و حجت ساطع ہی - خدا تعالی سبحانہ کی مرضیات مین راسخ دم و ثابت
قدم رکھے مین نے ہمیشہ یہ چاہا کہ کل خلائق لوازم عبادت الٰہی مراسم معاش خیر خواہی مین سعی
کرین ان ممالک وسیع کو مین نے اہل ایمان کا ساکن مواطن بنایا - اہل کفر خذلان کے معابد ارباب فسق
کو مساجد طاعت و مشاعر عبادت اہل ایقان کا کیا - الحمد للہ کہ جیسا دل چاہتا تھا ویسا
ہی التیام و انتظام حسب مدعا سامان و سرانجام ہوا جنود ہنود کے گردن کشون نے حلقۂ اطاعت
گوش انقیاد مین کھینچا اور ہمارے لشکر مین داخل ہوئے اور طوائف انام مین ارتباط و اتصال
پیدا ہوا - ہمت کی پیش نہاد یہی کہ جب یہان کی مہمات کلی سے فراغ حاصل ہو تو جزائر دریاے شور
مین کہ کفار فرنگ نے سر اٹھا رکھا ہی اور حرمین شریفین کے زائرون پر دست تعدی دراز

کمر رکھا ہی اور انکی ایک جماعت جمع ہوکر زائر و تاجر کی سنگ راہ ہوتی ہی خود توفیق ایزدی سے
متوجہ ہوکر اس راہ کو خار وخس سی پاک کری مین نے یہ سُنا ہی کہ والی ایران سی بعض امرا اسکے پھر گئی ہین
میرا ارادہ ہی کہ ایک بیٹی کو شاہ ایران کی حمایت کے لئی بھیجون اور جبتک کہ انکی معاضدت سے خاطر
جمع نہ ہوگی اور امر پر متوجہ نہ ہون الحال سلطان روم نے اپنی باپ دادا کے عہود مواثیق کو بالکل منہدم
سمجھ کر عراق پر کئی دفعہ فوج کشی کی ہی قطع نظر اس سے کہ شاہراہ سنت وجماعت سی شاہ ایران نے
انحراف کیا ہی لیکن محض خاندان نبوت سی انتساب رکھنے کے سبب سے ہم اسکی معاونت پر متوجہ ہین اس زمانہ
مین سنا ہے کہ ہماری پاس فرمان روائے ایران نے علی قلی سلطان ہمدانی اوغلی کو تحف وہدایا کے ساتھ
کمک ومدد کی التماس کرنے کے لئے بھیجا ہی اس لئی ہم پر واجب ولازم ہی کہ عراق وخراسان کی طرف
جائین امید ہی کہ حدود خراسان مین آپ سی ملاقات ہو اور پھر حاکم عراق وخراسان کی امداد و
کمک کے باب مین جو ہماری اور آپ کی رائے ہو وہ کیا جائیگا۔

ایک تیسرے مکتوب مین بادشاہ اپنے خیالات مذہبی کو اس پیرایہ مین بتلاتا ہی کہ عقل کو
کہ خاتم کبریا کا فیروزہ ہی معطل نہ چھوڑنا چاہیئے ہمیشہ مسالک معاش ومعاد مین اس سی استعانت
واستمداد طلب کرنی لازم ہی خصوصاً اس صحبت مین کہ سیاہ دل لکھی پڑھی سیہ کار تیرہ درون ابھی
جاہ وزبردستی وخودی وخود پرستی کی خواہش مین کاغذ پر آنکھون سی کر فرمان آسمانی
ونامہ جاودانی کو کہ خدا کا فرستادہ اور پیغمبر کا رسانندہ ہی شاہراہ سی پھرا کر اور رنگ سی دکھاتے
ہین مجملات النصوص کی تاویلات وتسویلات کرکے چاہتے ہین کہ فرمان روائی اور کارگزاری مین
شریک بادشاہی ہون اس سبب سے دل دانش گزین ہمیشہ مرضیات الٰہی کی تحصیل مین رہتا ہے
چونکہ ہر باب مین بہت سی اختلافات سننے مین آتے ہین مطالب علمی وعملی مین دلائل وبراہین کی
طلب کرتا ہون ہمیشہ غوامض مسائل دین کا انکشاف ومقاصد مجتہدین کی تنقیح وعقائد سلف کے
مستنبطات اور اقاویل خلف کے ماخذ اور موارد خلاف کا تفحص اور مواقع اختلاف کا تصفح کرتا
رہتا ہون اور منشاء خلافی جو اس ایک ہزار سال مین علماء امت کے درمیان متنازعہ فیہ ہین مع
جنکی تفصیل کتب متداولہ مبسوطہ میں ہین دریافت کرتا ہون مبادی احوال مین اس باب مین

گفتگو ان نادانون کی کساد بازاری و بے رونقی کا سبب ہوئی جو تلبیس تزویر کرکے ارباب دانش کے لباس مین آکے اپنا اعتبار پیدا کرتے ہین اور ان ارباب دانش کا اعتبار بڑھا کہ اخلاق کے سبب سے گوشہ نشین بیٹھے تھے اس جماعت نادان دانانما نے اپنی قبح سریرت و سوء سیرت کے سبب سے ہماری نسبت بعض مقدمات نالائق کو شہرت دی جو امراے بنگالہ کی مزید اغوا کا سبب ہوئی یہ امراء ممالک شرقیہ ہندوستان مین مقرر تھے اور انکی بدطینتی و کم فطرتی کے سبب سے بغاوت کا ارادہ انکے جوہر دماغ کو فاسد کرتا تھا۔ مدت سے وہ اپنے گھر سے دور تھے اور گھر آنا نہین چاہتے تھے اور باغی ہو جانا چاہتے تھے انھون نے ہماری نسبت یہ مشہور کیا کہ بادشاہ کبھی ادعاے الوہیت کرتا ہے کبھی دعواے نبوت۔ اس سے وہ خود ہی خاص و عام مین رسوا ہوئے۔ فی الواقع جناب کبریای الٰہی کی ساحت مقدس مین امکان کے خس و خاشاک کو کیا نسبت ہے اور نبوت کے سراپردۂ عصمت مین ہوا و ہوس کے پابندون کو کیا مناسبت ہے تعجب ہوتا ہے کہ آپ کی مجالس مین ایسی باتون کا ذکر ہوتا ہے الحمد للہ والمنۃ کہ مین ہمیشہ فرمودۂ خدا و پیغمبر پیش دیدۂ دانش رکھتا ہون اور میری خوش نصیبی کی روزافزونی میرے اس حال کی گواہ ہے اللہ تعالی سب کو اپنی مرضیات مین ثابت قدم و راسخ دم رکھے۔ چونکہ ساری ہمت سلاطین عادل کی رضاے خالق و آسودگی خلائق مین مصروف ہوتی ہے انکو اس طرح سلوک کرنا چاہیے کہ خلق خدا ارباب شرارت کے آسیب سے امن مین رہے اور عبادت الٰہی کے لوازم مین اور معاش خیرخواہی کے مراسم مین فارغ البال رہین محض خلق خدا کی رفاہیت کے لئے اس تیس سال مین زمین ہندوستان کے پاک کرنے مین ایسی سعی کی گئی ہے کہ کتنی فرمانروا راجاؤن کی و ناسزا سرکشون کی دشوار جگہ مین ہاتھ آئین اور سلوک انکے ساتھ ایسے شائستہ طور سے کیا گیا ہے کہ بدکیش ہندؤن کے بتخانے خدا اندیش درویشون کی خانقاہین ہوگئی ہین ناقوس کی آواز کی جگہ بانگ نماز بلند ہوتی ہے۔

شہنشاہ اکبر اور شاہ ایران کی خط و کتابت

شہنشاہ اکبر کی خط و کتابت شاہ ایران سے بھی ہمیشہ رہتی تھی چنانچہ سنہ ۹۶۹ مین شاہ طہماسپ کا ایلچی آیا تھا اور ۳۲ سنہ مین شاہ عباس بادشاہ ایران کا ایلچی یادگار سلطان شاملو آیا۔ بادشاہ نے اسکے ہاتھ یہ نامہ لکھا جسکے اندر وہی باتین لکھی ہین جو

جو شاہ توران کے مکاتیب مین لکھی ہین مگر یہ ایک نئی بات ہی وہ لکھتا ہی کہ جن دنون مین پنجاب مین تھا مجھکو یہ عزم ہوا کہ ماوراء النہر کہ میرا ملک موروثی ہی جاؤن کہ یہ ملک بھی میرے تصرف مین آجاے اور خاندان نبوت کی معاونت بطرز دلخواہ ہو جائے۔ لیکن اس اثناء مین عبد اللہ والی توران کے متواتر خط محبت طراز آئے۔ کاروان ایلچی بھیجکر وہ محرک سلسلہ صلح و صلاح و موسس وداد و وفاق کا ہوا۔ چونکہ ناموس اکبر شریعت غرا اور قسطاس اعظم بیضا ضیا مین ایسے شخص سے لڑنا جو صلح چاہی ناپسندیدہ و ناسنجیدہ ہی اس سبب سی ہم اس خیال سی باز آئے۔

شاہ ایران اور شاہ توران سی جو خط و کتابت جاری رہی اور طرفین کے ایلچی اور تحفے تحائف آتے جاتے رہے اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ان بادشاہون مین ہمیشہ اتحاد و وداد کی نیت رہی۔ عبد اللہ خان اوزبک ہمیشہ اسلئے خوش ہوتا رہا کہ شہنشاہ اکبر سے اتحاد رکھتا ہے۔

شاہزادہ سلیم کی پیدائش اور اسکی ناہنجاریان

ہم بادشاہ کی اولاد اور ازواج کا حال بعد اسکی وفات کے ذکر کے لکھینگے اس وقت صرف شاہزادہ سلیم کی پیدائش اور اسکی ناہنجاریون کا ذکر کرتے ہین۔

بادشاہ کے دو بیٹے حسن و حسین توام ۳ ربیع الاول سنہ ۹۷۲ھ کو پیدا ہوے اور ایک مہینے جی کر داغ دے گئے اس لئے انکے زندہ نہ رہنے سے بادشاہ کو بیٹے کی نہایت تمنا تھی۔ قصبہ سیکری مین شیخ سلیم کی خداشناسی و ایزد پرستی و ریاضت کشی و حقیقت ورزی کے انوار چمک رہے تھے شیخ کے قریب جوار مین ایک محل بنوایا اور اسمین بیوی جودہ بائی مریم الزمانی جو حاملہ تھی بھیجا کہ شیخ مولود کے زندہ رہنے کی دعا خدا سے مانگے۔ سوا اسکے تغیر مقام اور تبدیل مکان کی حکمت بھی پیش نظر تھی روز چہارشنبہ ۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ کو شاہزادہ پیدا ہوا۔ اسکا نام شیخ کے نام پر سلیم رکھا گیا مگر بادشاہ اسکو پیار سے شیخو بابا کہتا تھا۔ اس وقت بادشاہ آگرہ مین تھا۔ یہان بیٹے کی خوشی مین سات روز جشن رہا۔ قیدیون کو بادشاہ نے رہا کیا۔ بہت کچھ انعام اکرام دیا اس شہزادہ کی پیدائش کی تاریخین ——— در شہوار لجۂ اکبر

دری برج شاہنشاہی — خواجہ حسن مروی نے یہ ایک قصیدہ لکھا جسکا مطلع ہم نقل کرتے ہین اسکی ہر بیت کے مصرع اول سے بادشاہ کے جلوس کی اور مصرعۂ دوم سے شاہزادہ کے ولادت کی تاریخ نکلتی ہے ؎

للہ الحمد از پئے جاہ و جلال شہریار ٭ گوہر مجد از محیط عدل آمد برکنار

بادشاہ نے اس قصیدہ کے صلہ مین دو لاکھ تنکہ دیئے ۔ بادشاہ نے یہ منت مانی تھی کہ اگر بیٹا پیدا ہوگا تو پیادہ پا اجمیر شریف حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار کی زیارت کو جاؤنگا چنانچہ وہ جمعہ ۲ شعبان سنہ ۹۷۷ھ مین دار الخلافہ آگرہ سے پیادہ پا زیارت کو گیا اور وہان چند روز توقف کیا بہت روپیہ وہان مجاورون کو بانٹا ۔ ایک جماعت حضرت کی اولاد ہونے کا دعوی کرتی تھی اسکا رئیس شیخ حسین تھا وہ سب نذر کے روپیہ پر متصرف ہوتا تھا ۔ اسمین اور درگاہ کے اور مجاورون کے درمیان جھگڑا ہوا مجاورون نے دعوی فرزندی کی تکذیب کی بادشاہ کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ فرزندی کے دعوی کی کچھ اصل نہین ہے

شاہزادہ سلیم کی عمر جتنی زیادہ ہوتی گئی اتنا ہی وہ پدر آزاری مین بڑھتا گیا سنہ ۱۰۰۸ھ مین جب بادشاہ دکن کو گیا ہے تو اس سبب سے کہ سفر دور دراز کا تھا سلطان سلیم کو اپنا ولیعہد مقرر کیا اور شاہنشاہی کا خطاب دیا ۔ اور اس نظر سے کہ اودیپور کے رانا کی سرکشی کا علاج خاطر خواہ ہو صوبۂ اجمیر اسکے تیول مین دیا اور راجہ مان سنگھ اوسکے خسر پورہ اور شاہ قلیخان محرم کو اسکے ساتھ کیا کہ اپنی رائے صائب اور رزم آزمائی سے اوسکی امداد کریں فیل و جواہر اور ایک لاکھ اشرفی سے مفتخر کرکے رخصت کیا راجہ مان سنگھ کو بادشاہ نے صوبہ بنگالہ سے تبدیل کیا تھا اب اسکو بدستور سابق بحال کرکے یہ حکم دیا کہ خدمت شاہنشاہی (شاہزادہ) کو خدمت بادشاہی پر تقدیم دے اور اپنے بڑے بیٹے جگت سنگھ کو یا کسی اور کو جو اسکے نزدیک مناسب ہو بنگالہ کی نگہبانی کے لئے اپنا نائب مقرر کرکے بھیجدے ایک ہی ساعت میں بادشاہ دکن کو اور شاہزادہ اجمیر کو روانہ ہوا ۔ سلیم تن آسانی اور بادہ پیمائی اور بد ہمنشینی کی وجہ سے اجمیر میں عیش و آرام میں مصروف ہوا ۔

شاہزادہ سلیم کا [illegible]

پھر سیر و شکار کرتا ہوا اودے پور مین آیا۔ رانا نے دوسری طرف سے نکل کر شورش اُٹھائی اور مالپورا اور بعض اور آبادیوں کو لوٹ مار کرکے ستیاناس کیا۔ جہانگیر نے جگناتھ کو لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ رانا پھر کوہسار مین فرار ہوا۔ اور اس بازگشت مین اُس نے لشکر شاہی پر شب خون مارا۔ رضا قلی۔ اللہ بیگ۔ بہادر بیگ۔ الف خان اس سے ایسے لڑے کہ وہ بھاگ گیا۔ پھر لشکر شاہی نے رانا کے ملک کو کھوند مارا۔ ہزارون کو ہلاک کیا اور انکے جورو بچوں کو قید کیا۔ پہلے اس سے کہ سلیم اس اپنی خدمت کو شائستگی کے ساتھ انجام دے ناشائستہ آدمیون کی رہنمونی سے خودسری کا خیال دل میں سمایا اور پنجاب کا ارادہ اس نیت سے کیا کہ طبیعت کے موافق خوب کام کرے کہ ناگاہ بنگالہ کی خبر آئی کہ وہان افغانون نے شورش مچائی ہے اور راجہ کی نائب نے شکست پائی ہے جسکا حال ہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔ شاہزادہ نے اپنے ہمراہی امیرون سے مشورہ کیا کہ بنگالہ کا قصد کرنا چاہیئے بعض فتنہ جو اور واقعہ طلب امیرون نے اسکو یہ صلاح بتلائی کہ بادشاہ دکن گیا ہوا ہے اسکی فتح بغیر اسکا یہاں یکایک آنا بھی عزیمت شاہانہ سے دور ہے اگر اس وقت راجہ مان سنگھ کو بنگالہ رخصت کیجے گا۔ وہاں کا فساد مٹ جائیگا اکبرآباد کی طرف متوجہ ہوجیئے اور وہان کے سیر حاصل خالصہ کی پرگنات اور محال پر قبضہ کیجیئے اس ضلع کے اور جاگیردارون پر اختیار حاصل کرکے خزانہ جمع کیجیئے تو نہایت مناسب ہوگا۔ احباب کی اس مصلحت خام کو سلیم نے بہ تقاضائے ایام شباب مان لیا۔ راجہ مان سنگھ کو بنگالہ بھیجا راجہ نے بھی شاہزادہ کی بازگشت میں اپنا عین مدعا سمجھا کہ بنگالہ کا بندوبست ہوجائیگا شاہزادہ رانا کی مہم کو موقوف کرکے اکبرآباد کا عازم ہوا اور راہ مین تمام شاہی محالون اور جاگیردارون پر قبضہ و تصرف کرتا ہوا غرہ مرداد سنہ ۱۰۰۹ کو جمنا کے کنارہ پر اکبرآباد سے چار کوس پر آپہنچا۔ قلیچ خاں کی حراست میں اکبرآباد کا قلعہ تھا وہ بڑا صاحب تدبیر و عاقل مشہور تھا وہ قلعہ سے باہر آیا۔ اور

صدق اخلاص سے سلیم کو نذر دی اور ایسی اپنی خیر خواہی بادشاہ کے ساتھ
ظاہر کی اور شاہنشاہی کی بدنامی و بازرہنے کی بنائی گئی شورش انگیز واقعہ طلبوں نے
اُسکو ہر چند سمجھایا کہ قلیچ خان کو وہ قید کرلے جس سے اکبرآباد کا قلعہ آسانی سے
ہاتھ آجاویگا۔ وہ دفائن اور خزائن سے مالامال ہے۔ مگر شاہزادہ نے
اُنکی اس بات کو نہ مانا اور قلیچ خاں کو قلعہ کو واپس کیا اور حکم دیا کہ قلعہ کا سب
طرف سے خوب بندوبست کرے۔ شاہزادہ کی دادی مریم مکانی کو اوسکی
اس نافرمانی پر تعجب تھا اُسنے اس پوتے کو بیٹے کی طرح پالا تھا وہ قلعہ اکبرآباد
سے پوتے کے سمجھانے کو باہر آئے۔ پوتے نے جب یہ دادی کا آنا سُنا تو وہ کشتی
میں بیٹھ الہ آباد روانہ ہوا۔ ملاحوں کو انعام دیا کہ کشتی کو تیز چلائیں اور لشکر کو
خشکی کی راہ سے الہ آباد روانہ کیا۔ دادی آزردہ خاطر ہو کر قلعہ اکبرآباد میں
واپس چلی آئی۔ غرہ صفر ۱۰۰۹ھ کو پوتا قلعہ الہ آباد میں آگیا۔ یہاں آنکر آس پاس کے
صوبوں اودھ اور بہار پر قبضہ کرکے کل محال شاہی اپنے سرکار کے ملازموں کو
دیدیں اور سب جگہ اپنی طرف سے حکام مقرر کئے۔ اپنے کوکہ شیخ جیون کو صوبہ بہار
اور قطب الدین خاں کا خطاب عطا کیا اور لعل بیگ (لالہ بیگ) کو سرکار جون پور
عنایت ہوئی اور یم بہادر (نسیم بہادر یا تیم بہادر) کو سرکار کالپی مرحمت ہوئی۔ اونہ
دیوان کھنسو خزانچی پاس جو صوبہ بہار کی خالصہ کی آمدنی کا بیس لاکھ روپیہ تھا
وہ اپنے تصرف میں لایا۔ جب دکن میں باپ کے کانوں تک بیٹے کے ان کوتکوں کا
حال پہنچا اور یہاں لشکر کے خیمے خیمے میں یہ خبر منتشر ہوئی اور خاص وعام کی زبان
ہوئی اور یہ وقائع اوس نے متواتر و مکرر سنے ویراسی اثنا میں شہزادہ دانیال
کی انتقال کی خبر آئی۔ ابتدا سے بادشاہ کو بہ نسبت اور فرزندوں کے اس بڑے
بیٹے سے زیادہ محبت تھی اور اور بیٹوں کے مرنے سے یہ محبت زیادہ تر ہو گئی
تھی گو وہ عقل و تحمل کے سبب سے ان خبروں کے سننے سے ناراض نہ ہوا

بلکہ پدرانہ شفقت اور لطف سے فرمان عنایت آمیز لکھا اور محمد شریف پسر خواجہ
عبدالصمد شیرین قلم کے ہاتھ بھیجا وہ پادشاہ کا ہمدرس اور ہمباز تھا اور کلمات
لطف آمیز بھی زبانی اوسے کہلا بھجوائے کہ جنسے معلوم ہو کہ شفقت محبت کا اظہار کر
دیدار کا اشتیاق اور طلب حضور عالی سرور کے ساتھ ہوا ہے۔ جب محمد شریف وہان گیا تو
اسنے استقبال کیا اور فرمان کے لوازم تعظیم بجالایا اور باپ کی قدمبوسی کا ارادہ کرکے
اپنے ہمرازہمدموں سے مصلحت پوچھی تو ان بدکارون کی بدمشورت سے جانے پر
جرأت نہ ہوئی اور محمد شریف کو واپس نہ جانے دیا۔ اسنے شاہزادہ کی ایسی خوشامد
کی کہ اوسکو وکیل السلطنت مقرر کیا۔ جب از سر نو محمد شریف کے ساتھ اس سلوک کی
پادشاہ کو خبر ہوئی تو وہ اس فتنہ خانہ خیز کے مٹانے کو مہم دکن سے اہم سمجھا اور ملک دکن
کو جسمین اسکے چندروز رہنے سے کام اچھی طرح تمام ہو جاتا۔ ۵ اردی بہشت ۱۰۰۹ھ
کو اسنے چھوڑا اور اس ملک کی کارسازی کو خانخانان کی مردانگی و کاردانی اور
ابوالفضل کی جان سپاری پر چھوڑا اور ۲۰ امرداد ۱۰۰۹ھ کو اکبر آباد مین وہ آگیا
ان دنون مین شاہزادہ نے خواجہ عبداللہ کو عبداللہ خان کا خطاب دیا اور شہر لوریہ سنہ
کو تیس چالیس ہزار سوار اور مصالح کارزار اور فیلان نامدار کے ساتھ اکبر آباد کی طرف
روانہ ہوا۔ ظاہر مین یہ کہا کہ مین باپ سے ملنے جاتا ہون مگر دل مین وہ خیال تھا
جو سلطنت پژوہی اور ملک جوئی کو لازم ہے بہت سے امراء حضور کی جاگیرون کو لوٹ
لیا یعنی ان امیرون کی جاگیرون کو جو پادشاہ پاس موجود تھے۔ جب آصف خانی جاگیر
اٹاوہ مین آیا تو آصف خان نے ایک عرضداشت پادشاہ کے ایما سے لکھ کر اور ایک
لعل گران بہا اپنے وکیل کی معرفت شاہزادہ کی خدمت مین بھیجا اس پر بھی شاہزادہ
نے اسکی جاگیر سے کوڑی کوڑی وصول کی۔ پادشاہ پاس چارون طرف سے ہر ہفتہ
مین کیا بلکہ ہر روز شاہزادہ کی فتنہ افزائی کی ناخوش خبرین اور عرضداشتین آتی تھین
امرا کہ جنہوں نے جنکی جاگیرین صوبہ بہار مین ضبط کی تھین اور خصوصاً جعفر بیگ آصف خان کی

(۱۰ [illegible] ۱۰۰۹ھ [illegible] ۱۰۱۰ھ)

جو دیوانی کی خدمت رکھتا تھا التماسین یاوہ گوئین پادشاہ اُنکے جواب مین اپنے فرزند کے
باب مین سوائے کلمات لطف آمیز و محبت و شفقت افزا کے کچھ اور زبان پر نہ لایا جب یاوہ گوئی
حد سے گذرین و سلطنت مین ایک برہمی پیدا ہوئی اور شاہزادہ کی اٹاوہ سے کوچ کی
خبر پادشاہ نے سنی کہ وہ اس آئین سے آتا ہے تو اسکو بیٹے کے دیکھنے کی حسرت جاتی رہی بلکہ
ایک وحشت و تفرقہ دل مین پیدا ہوا اور بیٹے کو ایک فرمان بابت اس مضمون کا لکھا کہ تجھ فرزند کا
اس لشکر انبوہ اور فیلان پر شکوہ کے ساتھ آنا ہمارے دل مین کچھ اور خیال پیدا کرتا ہے۔
باپ کے گھر مین بیٹے کا آنا اس شوکت و حشم کے ساتھ اگر رسم کے طور پر ہے اور اس سے مطلب
تجمل کا دکھلانا اور عرض لشکر سے ہے تو اسکا مجرا ہو گیا۔ آدمیون کو اپنے محال جاگیر مین
رخصت کرو اور جریدہ ہمارے پاس آؤ اور اگر تم یہ چاہتے ہو کہ بدخواہون کی یاوہ گوئی
سے ہمارے دل مین تمھاری طرف سے وسوسہ و توہم ہے تو وہ ہرگز نہین ہے۔ لیکن اگر تمکو
توہم ہوا اور تمہارا اطمینان خاطر نہ ہو تو الہ آباد الٹے چلے جاؤ اور جب دل صاف ہو جائے
تو ہمارے پاس بقرری دستور کے موافق جریدہ چلے آؤ اور میری آنکھونکو اپنے دیدار سے منور کرو
جب یہ فرمان آیا تو وہ ششدر و متحیر و اندیشہ مند ہوا۔ اور اٹاوہ سے میر حیدر کے ہاتھ پادشاہ
پاس عرضداشت اس مضمون کی بھیجی کہ مین کس آرزو اور تمنا سے قدمبوسی کے لیئے حاضر
ہوا تھا اب مجھے یہ حکم ہوتا ہے کہ الہ آباد کو الٹا چلا جا۔ اسکا مجھے کیسا افسوس ہے کہ میری اخلاص
و محبت کی تاثیر حضور کے دل پر نہ ہوئی اور فتنہ سرشتون کی یاوہ گوئی کا اثر وہ ہوا کہ
میری طرف سے دل بدگمان ہوا اور مجھے کچھ دنون ملازمت کی سعادت سے محروم رکھا مجھے امید
ہے کہ میرا صدق باطن حضور کی خاطر غیب ناظر پر جلوہ گر ہوگا۔ بعد اسکے چند روز اٹاوہ مین
مقیم رہ کر اُس نے الہ آباد کے سفر کا نقارہ بجایا حقیقت مین اکبر کی برابر کوئی پادشاہ فرزند نواز
کمتر ہوا ہوگا اسلیئے اس زمانہ مین ایک اور فرمان بیٹے پاس یہ بھیجا کہ صوبہ بنگالہ اور اڑیسہ
ہم نے اسکو مرحمت کیا۔ اپنے آدمی بھیجکر وہان بندوبست کرے اور راجہ مان سنگھ کو جو
لکھا کہ صوبہ بنگالہ شاہزادہ کے وکلاء کو سپرد کر کے خود ہمارے پاس چلا آئے۔ اس عنایت سے

بادشاہ کی غرض یہہ تھی کہ اوسکی طرف سے کوئی دغدغہ و وسوسہ بیٹے کے دل میں نہ رہے
مگر شاہزادہ نے اس عنایت کا شکر اور اسکے نہ قبول کرنے کا عذر لکھا اپنے سرداروں اور
اپنی جمعیت کو جدا کرنا مصلحت نہ سمجھا۔ الہ آباد میں توقف کیا اور جو سلاطین اور فرمانروانونکی
دستور ہین وہ عمل میں لایا۔ منصب و اضافہ و خطاب و نقارہ و جاگیر عطا کئے اور امرا حضور
کی جاگیرون میں اپنے حاکم مقرر کئے۔

انہیں دنوں ابوالفضل کو اس نے قتل کرایا جسکا حال ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ جہانگیر نے
اپنے جہانگیر نامہ میں خود لکھا ہے کہ ابوالفضل مخدون کا معتقد تھا اور میرے باپ کے نام نامی
کی بدنامی کا باعث تھا اس لئے میں نے اسکا کام تمام اس تدبیر سے کیا۔

بادشاہ کی اس تقصیر سے وہ دل ہی دل میں ناراض و ناخوش تھا مگر مریم مکانی اور
گلبدن بیگم نے شاہزادہ کے گناہوں کی بخشایش کی درخواست کی اسکو بادشاہ نے قبول
کیا وہ جانتا تھا کہ شاہزادہ ابوالفضل کے قتل کرانے سے نہایت محجوب ہے اس لئے اوس نے
اپنی بیوی سلطان سلیمہ بیگم کو کہ دانائی و کاردانی و سخن سنجی میں سحر آفرین تھی بیٹے کی
تسکین و ہدایت و دلجوئی کے لئے بھیجا اور تحفہ تحائف بھی اسکے ساتھ کئے۔ باپ بیٹے کو
ہمیشہ قمشہ و ماکولات و ملبوسات بھیجنے سے یاد کرتا رہتا تھا اور بیٹے کا علاج
حکیمانہ لطف کے مرہم اور تدبیر کی دوا سے کرتا تھا۔ شاہزادہ دو منزل پر بیگم کے
استقبال کو آیا اور آداب فرزندی بجالایا۔ بیگم نے اسکے دل سے بالکل زنگ کدورت کو
دھو دیا اور اپنے ساتھ لے کر اکبر آباد کی عازم ہوئی۔ جب وہ حوالی دارالخلافہ اکبر آباد کے
قریب آئی تو شاہزادہ نے ایک عرضداشت دوست محمد کے ہاتھ بھجوائی جسکا مضمون
یہ تھا کہ اس خداوند حقیقی اور خدائے مجازی نے اس بندہ کی تقصیرات کو معاف کیا۔
امیدوار ہوں کہ حضرت مریم مکانی کو ارشاد ہو کہ وہ فرزند پروری فرما کر بندہ کو
بادشاہ کے پاس پہنچائیں تاکہ میرے دل میں کوئی وہم نہ آئے اور یہ بھی حکم ہو کہ منجم
کوئی ساعت سعید میرے قدمبوسی کے لئے مقرر کریں۔ بادشاہ نے پوتے کا پیغام دادی سے

جلوس ۴۸ سنہ ۱۰۱۲

کہہ دیا اس نے قبول کیا جسکی اطلاع بادشاہ نے بیٹے کو کی اور ساعت کے باب میں یہ اشعار جعفر بیگ آصف خان کے لکھے۔

ای جستہ ز بار سیم عادت ساعت	او را کہ وصال راچہ حاجت ساعت
از وصل کند کسب سعادت ساعت	ساعت چہ کنی بہانہ ساعت ساعت

دوست محمد کو یہ نوازشنامہ دیکر رخصت کیا۔ بعد ازان مریم مکانی ایک منزل آگے پوتے کو اپنے گھر لے گئی اور اسی کی دولت سرا میں قران السعدین ہوا بیٹا باپ کے قدموں میں گرا۔ باپ نے اُسے گلے لگایا اور پھر اپنے گھر لایا۔ نقارہ شادمانی بجا۔ دور و نزدیک نشاط و انبساط کا آوازہ بلند ہوا بیٹے نے باپ کی نذر میں ۱۲ ہزار مہر اور ۷ ہزار ۹ زنجیر فیل پیشکش کے طور پر دیئے۔ انمیں سے ۵ ہاتھی بادشاہ نے لئے باقی بیٹے کو واپس دیئے۔ ایک عمدہ ہاتھی عطا کیا اور اپنی دستار اسکے سر پر باندھی اور جانشینی کی نوید سنائی۔ بادشاہ نے شاہزادہ کو پہلے رانا کی مہم کی انصرام کے لئے بھیجا تھا جسکو ناتمام چھوڑ آیا تھا اب بادشاہ کا ارادہ ہوا کہ وہی اس مہم کو تمام کرے اسلئے پھر یہ مہم اسکے نامزد ہوئی دسہرہ کے جشن کو ۱۲ مہر کو اسکو بہت سی بخششیں کر کے روانہ کیا اور امراء نامدار کی جماعت اسکے ہمراہ کی جب شہزادہ فتحپور میں آیا چند روز اسباب ضروری کی تیاری میں توقف ہوا اس کار دشوار کے لئے جتنے خزانے کی ضرورت تھی ارباب دخل نے اسکے سرانجام دینے میں بیجا استادگی کی ناگزیر شاہزادہ نے بادشاہ کو عرضداشت لکھی کہ میں تو حکم شاہی کو نمونہ حکم الہی جانکر اس خدمت پر دل و جان سے مشغول ہوا مگر کفایت مندون نے وہ سامان جس سے یہ مہم انجام پاتی نہیں تیار کیا۔ ناحق اوقات ضائع کرنے سے کیا فائدہ۔ حضور کو یہ بھی معلوم ہو کہ رانا کوہستان سے نہیں نکلتا ہے اور محکم جاؤن میں پڑا پھرتا ہے لڑتا نہیں اسکے لئے یہ تدبیر ہے کہ افواج شاہی ہر طرف سے جاکر کوہستان کو گھیر لے اور ہر فوج اس قدر ہو کہ جسوقت رانا لڑے تو اس سے دوچار ہو کر اسکو مغلوب کرے

شہزادہ کا بطور رانا سے علیحدہ ہونا اور ادو ہسطرہ عہد گی مصطفی [illegible]

تو مین اس مہم مین عہدہ برآ ہوسکتا ہون اگر دو لتخواہون کے کچھہ اور صلاح سوجھی ہے تو بندہ کو اجازت ہو کہ مین حضور کی قدمبوسی حاصل کرکے اپنی جاگیر مین جاؤن میرے آدمی نہایت پریشان ہورہے ہین وہان جاکر جمعیت فراوان جمع کرکے رانا کے استیصال کے درپے ہون۔ بادشاہ نے یہہ عرضداشت لیکر بخت النسا بیگم اپنی ہمشیر کو شاہزادہ پاس بھیجکر زبانی یہہ کہلایا کہ مینے تجھے نیک ساعت مین رخصت کیا ہے اور اخترشناس میرے پاس اس وقت آنے کو نحس بتاتے ہین اس لئے وہ الہ آباد جاے اور جسوقت چاہے ملنے چلا آئے۔ شاہزادہ یہ حکم سنکر خوش و خرم شراب مین اڑا تا متھرا کے پاس سے جمنا پار اوترکر الہ آباد مین آیا۔ اکبرنامہ کے ضمیمہ مین لکھا ہے کہ یہ اجازت اور تجویز دوری بادشاہ کی عنایت تھی ظاہر مین سلیم ملک اری اور والی سے بیگانہ تھا مگر خدا کو اسکا بادشاہ بنانا منظور تھا۔ دادار کردگار کی جناب کبریائی مین کردار پر نظر نہیں ہوتی ۔

آنجا کہ عنایت تو باشد باشد ✢ ناکردہ چو کردہ کردہ چون ناکردہ

ایسی باتین اہل ہند کو بہت پسند ہین کہ خدا یونہی تکرلیس کام کرتا ہے۔

بادشاہ کو اس شاہزادے کی خاطرداری کا پاس تھا موسم زمستان مین ایک پوستین روباہ سیاہ اور دوسرا روباہ سفید کا بھیجا شاہزادہ نے اسکا شکر ادا کیا۔

جب شاہزادہ سرحد الہ آباد مین پہنچا تو وہی رویہ سابق اختیار کیا امرا حضور کے جاگیرداروں کو تبدیل کیا اور الہ آباد مین بدہمنشینی و خوشامد دوستی طبیعت پرستی و خودسری اور درشتی نافرمانی ناستودہ کرداری اختیار کی واقعہ طلب فتنہ جو ہنگامہ فساد کے برپا کرنے مین تقصیر نہیں کرتے تھے بادشاہ شنیدہ کو ناشنیدہ خیال کرتا تھا عبد اللہ خان جو شہزادہ کا پیش آوردہ تھا کبھی کبھی اوسکو کلمات نصیحت آمیز سنایا کرتا تھا جب وہ مفید نہ ہوئے اور اوسکی شریف خان وکیل سلطنت سے نہ بنی تو وہ وقت پاکر بادشاہ کے پاس چلا آیا انہین دنون مین والدہ خسرو کہ راجہ

شاہزادہ کی بیتمیزیان اور بادشاہ کا قصد الہ آباد جانے کا سنہ ۱۰۱۳ھ ۔

مان سنگھ کی بہن تھی سوداٗئی ہو گئی تھی اسکا بیٹا خسرو تھا جو شاہزادہ محمد خرم سے
تین برس بڑا تھا وہ ناخلف تھا اُسکے اطوار ناہموار تھے وہ دادا سے باپ کی چغلیان
کھایا کرتا تھا اس سببسے بھی مان کا جنون زیادہ ہوا وہ بیٹے کو منع کرتی تھی کہ
باپ کی غمازی نہ کرے وہ نہ مانتا تھا۔ اس غصہ مین اُس نے افیون کھائی اور جان گنوائی
عبداللہ خان کے جانے اور بہو کے مرنے سے سلیم کو رنج ہوا۔ ان ایام مین شاہزادہ کی
دلسوزی کے لباس مین بے غرض راست گویون نے عرض کی کہ وہ ہمیشہ شراب کے نشہ
مین مست رہتا ہے اور ایک لمحہ لب سے جام کو نہین جدا کرتا۔ شراب کی ایسی عادت
ہو گئی ہے کہ جب اُس کا نشہ کم ہوتا ہے تو اسمین افیون ڈال کر پیتا ہے ان دو معری
نشون کے غلبہ سے دماغ مین خشکی اور طبیعت مین آشوب ایسا پیدا ہو گیا ہے کہ آدمیون کو
ادنی قصورون پر سخت سزا دیتا ہے۔ چنانچہ ایک واقعہ نویس شاہی کسی امرد خانہ زاد
پر کہ بادشاہ کے خواص مین تھا عاشق ہوا اور یہ خواص کسی خدمتگار سے پیوند دلی رکھتا
تینون ساتھ دکن کی طرف اس ارادہ سے بھاگے تھے کہ سلطان دانیال کے لشکر مین
زندگی بسر کرینگے جب حقیقت حال پر شاہزادہ کو اطلاع ہوئی تو اوسنے آدمیون کو
بھیجکر تین چار منزل سے سب کو پکڑوا بلوایا جسوقت اسکا شعلۂ غضب بھڑک رہا تھا اسکے
روبرو یہ تینون آئے۔ اُس نے واقعہ نویس کا پوست اپنے سامنے کھچوایا اور خواص کو
خواجہ سرا بنایا اور خدمتگار کو ایسا مارا کہ وہ مُردہ ہو گیا اس قصہ کو ارباب غرض نے
آب و تاب سے بادشاہ کے روبرو بیان کیا۔ بادشاہ کم آزار مہربان دل کو اس مردم آزاری
سے دلی رنج ہوا اور زبان حقیقت بیان اور انصاف ترجمان سے فرمایا کہ ہمنے اتنی
مدت کی جہانداری مین چیونٹی کے آزار دینے مین کوشش نہین کی اور گوسفند کی کھال
اوتارنے پر جو بحسب ظاہر گناہ نہین ہے رضامند نہین ہوئے ہمارا گرامی فرزند کیون اس
قسم کے کامون پر جرأت اور بنائے ایزدی کی خرابی مین دلیری کرتا ہے اس سبب
سے کہ جہانداری کو خودکامی و زیادہ سری و ظلم پرستی و بے اعتدالی کی تاب

نہین ہی- شہزادہ کے ان اطوار سے سخت آشفتہ ہوا اور یہ تجویز ہوئی کہ وہ خود الہ آباد جائے اگر شہزادہ اسکا استقبال کرے تو اسکی تقصیرات سے درگذر کیجاے اور پادشاہ اسکو اپنی ہمراہ لائے اور اگر کوئی اندیشہ تباہ اسکے سر مین ہو تو گوشمالی سے بیدار کیا جاے اس نیت سے دوشنبہ ۱۲ شہر یور سنہ ۱ کو پادشاہ کشتی مین سوار ہوا- اتفاقاً کشتی ریگ مین آدھی رات کو بیٹھ گئی- ملاحون کی سعی کچھ کام نہ آئی- صبح دوسری کشتی آئی اور دوپہر سوار ہو کر پیش خانہ مین وہ آیا- دوسرے روز آٹھ نو پہر تک موسلا دھار مینھ برسا کہ پادشاہی خیمے حباب معلوم ہونے لگے اس ضمن مین مریم مکانی کی شدت مرض کی خبر آئی- مدت سے وہ عارضہ جسمانی مین مبتلا تھین پوتے کی خبرون نے اور مرض حالی پیدا کیا- پادشاہ کے جانے پر وہ راضی نہ تھی- پادشاہ نے اس گمان مین کہ شاید عارضہ نہ ہو اپنے لاڈلے پوتے سلطان خرم کو دادی کی خبر کو بھیجا وہ عیادت کے بعد پادشاہ پاس آیا اور عرض کیا کہ حضور کو دیدار والسین کا ثواب حاصل کرنا اور حضرت مریم مکانی کی خوشنودی منظور ہو تو جا کر دیکھ آئیے پادشاہ ماں کی عیادت کو آیا اسی روز اسکا انتقال ہو گیا وہ بیٹے سے کچھ بات نہ کر سکی پادشاہ نے اپنا بھدرا کرایا اور اسکے دیکھا دیکھی کئی ہزار امیرون اور احدیون اور نوکرون نے بھدرا کرایا پادشاہ نے اپنی ماں کے تابوت کو کندھا دیا اور گیارہ پہر مین دہلی مین اسکا جنازہ پہنچایا اور ہمایون کے مقبرہ مین دفن کرایا-

جس وقت سلیم کو باپ کے آنے کے ارادہ کی اور دادی کے مرنے کی خبر پہنچی تو بے تامل آگرہ مین وہ باپ کی خدمت مین دوڑا آیا معلوم نہین کہ یہ جوش محبت تھا یا باپ کے ساتھ اس ماتم مین شریک ہونے کو فرض جانتا تھا یا یہ سمجھتا تھا کہ بغیر جانے کے سب کام نامراد نہ ہونگے غرض کوئی سبب ہو جب وہ باپ کی خدمت مین آیا تو اس نے گلے لگایا اور بہت رویا اور بہت کچھ سمجھایا اور یہ فرمایا کہ بادہ پیمائی کی کثرت سے تیرے دماغ مین فتور آگیا ہے مناسب ہے کہ تھوڑے دنون دولت خانہ مین رہو اور کہین نہ جاؤ

ہاتھیون کی لڑائی

تاکہ تیرا علاج خاطر خواہ ہو۔ غرض بیٹے کو عبادت خانہ مین بٹھا دیا اور آدمی متعین کر دیئے اور حکیم علاج کے لیئے مقرر ہوئے بیٹیون اور بیویون کو اُس پاس جانے کی اجازت تھی مگر شراب کی سخت ممانعت تھی جو اسکو نہایت تکلیف دیتی تھی یہی اسکی بڑی سزا تھی مگر جو حال بیٹے کی آشفتہ مزاجی کا سُنا تھا وہ نہ دیکھا حکیمانہ تدبیرون سے اُسکا مزاج اصلاح پر آگیا تھا اس لئے دس روز بعد اس قید کو اوسپر سے اوٹھا دیا۔ بادشاہ پہلے شہزادہ دانیال کے لیئے اس تدبیر کرنے مین ناکام رہا تھا اس سبب سے اوسکو رہا کر دیا۔ امیرون کی درخواست سے بادشاہ نے ہاتھیون کی لڑائی کا دن مقرر کیا۔ شاہزادہ سلیم کے ہاتھی گرانبار اور خسرو کے ہاتھی آپ روپ کی جوڑ بندھی اور بادشاہ نے اپنا ہاتھی رن تھمن کمکی مقرر کیا یعنی جو ہاتھی مغلوب ہو اُسکی کمک کرے۔ فیل کمکی اور چرخی اور لوہ لنگر یہ بادشاہ کے اختراع کئے ہوئے تھے جھروکہ مین لڑائی ہوئی خسرو اور شاہزادہ سلیم گھوڑون پر سوار تھے اور شاہزادہ خرم دادا کی بغل مین بیٹھا تماشا دیکھ رہا تھا سلیم کا ہاتھی خسرو کے ہاتھی پر غالب ہوا تو بادشاہ کا ہاتھی کمک کے لیئے سامنے آیا تو سلیم کے آدمیون نے فیلبان کو منع کیا اور اوسپر ڈھیلے اور پتھر پھینک کر مارے اوسکی کنپٹی مین جا کر ایسے لگے کہ خون نکل آیا۔ مگر فیلبان نے ہاتھی کو بھڑا دیا گو سلیم کے ہاتھی نے اس ہاتھی کو بھی ہرا دیا۔ دریا مین دونون جا کر ایک کشتی سے تھمکے۔ یہ دیکھ کر خسرو دادا پاس بھاگا گیا اور اس گستاخی پر دادا کو باپ کی طرف سے بہت کچھ بھڑکا دیا بادشاہ کو بھی اپنے فیلبان کا خون نظر آیا تھا یہ گستاخی ناپسند ہوئی۔ شاہزادہ خرم کو بادشاہ نے کہا کہ تم شاہ بھائی سے جا کر کہو کہ شاہ بابا نے فرمایا ہے کہ یہ ہاتھی بھی تمہارا تھا پھر اوسکے فیلبان بچارے کی جان پر یہ غضب و عتاب کیون کیا اسکے جواب مین سلیم نے عرض کیا کہ مجھے آپکے سر کی قسم ہے کہ اسکی خبر بھی ہو۔ شاہزادہ خرم نے جو ہمیشہ یہ چاہتا تھا کہ دادا اور باپ مین بگاڑ نہ ہو۔ باپ کا یہ پیغام آنکر عرض کیا۔

بادشاہ کا بیمار ہونا۔

جانشینی کے واسطے سازشون کا ہونا اور موقوف ہونا ۱۰۱۴ سنہ۔

روز دوشنبہ ۲۰ جمادی الاول ۱۰۱۴ سنہ کو بادشاہ کا مزاج مرکز اعتدال سے منحرف ہوا۔ بخار بہت شدت سے چڑھا اسہال دموی بھی شروع ہوا حکیم علی سرآمد اطبا معالج ہوا۔ اکبرنامہ میں لکھا ہے کہ اس طبیب کی یہ بڑی غلطی تھی کہ اوس نے آٹھ روز تک علاج کچھ نہیں کیا جس سے ضعف قوی ہوا پھر جو دوا دی تھی مرض کی یاوری کی۔ غرض مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی + اگرچہ ہوش و حواس مرتے دم تک قائم رہے مگر مرنے سے پہلے دس روز تک وہ صاحب فراش رہا اور کار و بار سلطنت مین شریک نہ ہوسکا۔

اب امرا کی ساری توجہ اس طرف تھی کہ کسکو بادشاہ بنائیں اس وقت انتظام سلطنت کا کام راجہ مان سنگہ اور خان اعظم کے ہاتھ میں تھا۔ خسرو سلیم کا بڑا بیٹا تھا اور اکبر کا بڑا لاڈلا پوتا تھا ایک دفعہ بادشاہ نے یہ بھی کہا تھا کہ سلیم ایسا عیش دوست ہے کہ بادشاہی کے سزاوار نہیں ہے اسکا بیٹا خسرو تاجداری کے لائق ہے۔ یہ خسرو راجہ مان سنگہ کا بھانجا اور خان اعظم کا داماد تھا۔ ان دونوں کی یہ صلاح تھی کہ خسرو کو بادشاہ بنائیے اور سلیم کو تخت سے محروم کیجیے جس سے سلطنت مین ہماری قوت قوی ہو اس سبب سے انہوں نے قلعہ آگرہ کی جسکے محل مین بادشاہ بیمار پڑا تھا اپنی سپاہ سے خوب حفاظت کی جب جہانگیر نے دیکھا کہ یہ حال ہو رہا ہے تو وہ اپنی جان کے خوف کے مارے آگرہ سے کچھ دور چلا گیا اور بیماری کا بہانہ بنا کے بادشاہ پاس آمد و رفت موقوف کی مگر شاہزادہ خورم (شاہجہان) اپنے دادا کے پلنگ سے لگا رہا۔ ماں باپوں نے ہرچند بار بار اوسکو سمجھایا کہ اس آشوبگاہ بے تمیزی مین آنا جانا اندیشہ سے خالی نہین ہے مگر اس نے یہ جواب دیا کہ جبتک دادا کے دم مین دم ہے مین اوسکے قدمون سے جدا نہ ہونگا۔

بادشاہ جانتا تھا کہ یہ بیماری مجھے زندہ نہین چھوڑیگی اس حالت میں بھی سرکش و نافرمان بیٹے کے حق کو فراموش نہیں کیا۔ سلیم ایسا وارث سلطنت تھا جو قابل تسلیم تھا وہی

فقط ایک بادشاہ کا بیٹا زندہ تھا اس حالت مین بھی باپ کو بیٹے کا ایسا خیال تھا
کہ جب اوسکو آتا جاتا نہ دیکھا تو اس سے نہایت قلق ہوا اور اپنی فراست سے سمجھ گیا
کہ وہ کیون نہیں آتا اسلئے اُس نے کئی دفعہ اپنی زبان سے کہا کہ میرے بعد میرا جانشین
سلیم ہو اور خسرو کو ملک بنگالہ کی حکومت دی جاے اب بادشاہ کی کلام کی تاثیر کو
دیکھنا چاہیے کہ کیا تھی کہ جونہی امرانے اسکا ارشاد یہ سُنا تو اسکا اثر انکے دل پر یہ ہوا
کہ وہ سلیم ہی کی بادشاہی چاہنے لگے اور بر سر راہ آگئے - خان اعظم عزیز خان نے جو
سپاہ کا بالکل مالک تھا سلیم کے ساتھہ چپکے چپکے خط وکتابت شروع کی راجہ مان سنگہ
اپنے ذاتی خیرخواہون کے سبب سے ایسی قوت اور شان وشوکت رکھتا تھا کہ
اوسکو سلیم سے کچھہ خوف وخطر نہ تھا مگر بادشاہ کے ارشاد کا اثر اوسکے دل پر ایسا ہوا
کہ اوس نے بھی سلیم کے ساتھہ خوشامد کی باتین شروع کین اور اسکے امداد کا وعدہ کیا -
جب یہ ماجرا گذرا تو جہانگیر باپ کی خدمت مین آیا اسنے خود اوسوقت کا حال
یہ لکھا ہے کہ باپنے مجھے بہت پیار کیا اور یہ فرمایا کہ جس محل مین مین پڑا ہون میرے
تمام وزراء وامراء بلوائے جائین اور مجھہ سے یہ ارشاد کیا کہ میری مرضی نہین ہے
کہ تیرے اور میرے ان دولتخواہون کے درمیان ناچاقی ہو جنھون نے برسون میرے
ساتھہ محنتین اُٹھائین اور سختیان جھیلین ہین اور ہمیشہ میری شان وشوکت کے کامون مین
دل وجان سے مدد ومعاون رہے ہین جب سب امیر جمع ہوے اور کورنش بجالائے تو ان
سب کی طرف دیکھہ کر یون مخاطب ہوا کہ اگر مینے بھولے سے بھی کوئی تمہاری خطا کی ہو تو
تم اوسکو معاف کرنا جب مینے یہ حال دیکھا تو باپ کے قدمون پر گر کر زار زار رویا -
بادشاہ نے اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ میرے خاص تلوار اور دستار اور خلعت شاہانہ
لاؤ اور سلیم کو پہناؤ اور مجھے اُسی بادشاہ بناکر دکھاؤ اسنے کچھہ سنبھالا لیا اور مرزا سلیم سے
یون مخاطب ہوا کہ تو تمام خاندان کی مستورات کی خبرگیری کرنا اور میری رفیقون
اور دوستون کو نہ بھولنا یہ کہہ کر اوس نے ملا صدر جہان کو بلا کر انکے ہاتھہ پر توبہ کی

کلمہ پڑھا اور جنتی مسلمانوں کی طرح بہشت نصیب ہوا (اس اخیری واقعہ کو تحقیق کے ساتھ اسکے مذہب کے بیان مین لکھونگا) اسکی تاریخ وفات مین مورخون کا اختلاف ہے مگر زیادہ تر صحیح تاریخ ۱۳ جمادی الاخری سنہ ۱۰۱۴ھ ہی عمر ۶۳ سال اور مدت سلطنت ۴۹ سال ۸ ماہ تھی۔

انتظام سلطنت اکبری

(تمہید)

سبحان اللہ انتظام سلطنت اکبری بھی کیا انتظام تھا جو ہندوستان مین پہلے کسی بادشاہ وراجہ ومہاراجہ کے عہد مین نہین ہوا۔ اور بعض فرنگستانی انصاف دوست سچے مورخون اور مدبرون کو اس زمانہ کے انتظام مین بھی کلام ہے کہ انتظام اکبری کی برابر رعایا کو آسودگی اور آسایش نہین حاصل ہے یہ تو ایک ضرور اوف اونہین اراسے کی بات ہی جسکا فیصلہ دنیا مین نہ کبھی ہوا نہ ہوگا۔ مگر یہ امر واقعی ہی کہ جب ہندوستان مین انگریزی سلطنت کا آغاز ہوا تو یہان ہندؤن کے قوانین تو قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھے تھی انگلستان کے انگریزی قوانین اول تو کچھہ تھے نہین اور جو تھے انمین ایک قانون بھی ایسا نہ تھا کہ وہ ہندوستان مین جاری ہوسکتا تھا اس لیئے ناچار برٹش گورنمنٹ کو مسلمانون کے قوانین پر جو یہان جاری تھے چلنا پڑا۔ یہ مسلمانی قوانین اکثر وہ تھے جو آئین اکبری مین تحریر ہین ان قوانین کو برٹش گورنمنٹ نے بتدریج ایسا بدلا ہے کہ وہ بالکل کایا پلٹ ہوگئے ہیں مگر پھر بھی ان قوانین اور آئین اکبری کے قوانین کے اصل اصول مین مشابہت ومماثلت باقی ہے جسپر ہم آیندہ اشارہ کرتے جائینگے آئین اکبری کو انگریزی قوانین کا پروٹوٹائپ (اصل) کہنے ہین اب ہم آئین اکبری کا انتخاب کرتے ہین اور اوسپر اور مسلمانن اور انگریزی کتابون سے حاشیے چڑھاتے ہین۔

یوروپ کی مہذب قومین جو حقیقت مین ساری دنیا مین فرمانروائی کر رہی ہین وہ بادشاہ کی عظمت کو ایسا نہین مانتین جیسا کہ مشرقی ملکوں میں کہ بادشاہ سے زیادہ کوئی اور خدا کے

قریب بین ہی- پادشاہی سے برتر مرتبہ کسی کا نہین ہے- پادشاہی کے سبب
گروہا گروہ آدمیون کی سرتابی کا چارہ ہوتا ہے اور اہل جہان فرمان پذیر ہوتے ہین
پادشاہ کا لفظ اسی معنے پر دلالت کرتا ہے- پاد کے معنے پایندگی و دارندگی کے ہین
اور شاہ کے معنے اصل اور خداوند کے ہین پس پادشاہ کے معنی اصل و خداوند پایندگی
و دارندگی کے ہوئے- اگر فرمانروا سے نہ ہو تو فساد کا طوفان کبھی فرو نہ ہو اور خود آرائی
کبھی معدوم نہ ہو آدمی اپنے خشم و آز کے سبب نیستی کے گڑھے مین گرین اور دنیا مین
چارون طرف سے رونق اوٹھ جاے اور کمتر زمانہ مین آباد دنیا خراب و برباد ہو جاے
پادشاہ کی دادگری سے ایک گروہ کشادہ پیشانی سے فرمان پذیری قبول کرتا ہی
اور ایک گروہ سیاست کے خوف سے ظلم و ستم کرنے سے باز رہتا ہے اور خواہی نخواہی
سیدھی راہ پر چلتا ہے شاہ اسکو بھی کہتے ہین جو اپنے امثال مین بہتر ہو جیسے کہ
شاہ سوار و شاہراہ- داماد کو بھی شاہ کہتے ہین- عروس جہان پادشاہ سے بیاہی جاتی
ہے اور اسکی ایک دلاویز بانو پرستار ہوتی ہے + کوتاہ بین سیدھی سادھی آدمی ایک
حقیقی پادشاہ کو خود کام بیشی جو سے جدا نہین کرسکتے اور کیونکر کر سکتے ہین اس لئے کہ
وہ دونو پاس دیکھتے ہین کہ خزانہ بھرا ہوا ہی لشکر بہت ہی خدمت گذار شائستہ ہین-
آدمی فرمان پذیر ہین- دانش منشون کی کثرت ہے- ہنرمندون کا انبوہ موجود ہے
اسباب نشاط بہت جمع ہین مگر رست بین ژرف نگاہ پر یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سامان
اول پاس پر بقا ہوتا ہے اور دوسرے پاس زود زوال اول اس اسباب کے ساتھ دل کو
وابستہ نہین کرتا بلکہ اسکا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ ستم کے نقش کو مٹائے اور استعدادون کو
بروے کار لائے- امن عافیت- عفت- عدالت لطف وفا حقیقت افزونی اخلاص وغیرہ کے
نتیجے پیدا کرے- دوسرا پادشاہ ابھی ظاہری کام روائی اور خویشتن آرائی اور
پرستاری مردم اور تن آسانی مین گرویدہ ہوتا ہے- جس سے بہنا کی بے آرامی
و آویزش و ستمگاری و بیوفائی دوردنی کو رونق ہو جاتی ہے آجکل مہذب-

گورنمنٹون کی توجہ اس بات پر ہے کہ انسان کے ۔ ماینڈ کا ڈیولپ منٹ ہو
یعنی انسان مین جو قابلیتین ہین وہ آشکارا ہون۔ یہی مطلب اس فقرہ کا ہے کہ بروے
کار آوردن استعدادہا پادشاہی ایک فروغ الٰہی ہے جس سے یہ گرامی قوتین
ظاہر ہوتی ہین اول پدری مردم زاد طرح طرح کے آدمی اسکی مہربانی سے آرام
پائین مذہب کے اختلاف سے وہ کسی سے دگرگون نہو اور زمانہ کے مزاج کو
پہچانے اور اوسکے موافق کاربند ہو فراخی حوصلہ ناملائم بات کے دیکھنے سے وہ
خود رفتہ نہوا اور کوئی اس سے آزردہ خاطر دل گرفتہ نہو وہ دلاوری سے
اپنا پاؤن رکھے وہ اپنی دلیری خداداد سے بدی کی مکافات لے کسی مجرم کا
بڑا آدمی ہونا اسکو سزا سے نہ بچائے اور اوسکی کشادہ دستی سے چھوٹے بڑون کا
کام نکلے اور کسی آرزومند کو انتظار نہ کھینچنا پڑے سوم توکل روز افزون خدا کو
کارساز حقیقی جانے۔ اسباب کی دگرگونی سے پراگندہ نہو چہارم ایزدی نیایش
کامیابی کے سبب سے غافل نہو جائے ناکامی کی حالت مین آدمیون سے دریوزہ گری مین
دیوانہ نہ بنجائے اپنی خواہش کی باگ کو عقل کے ہاتھ مین رکھی ہوا وہوس مین لیے آرام
نہو۔ نابائت کی جستجو مین اپنے انفاس گرامی کو ضائع نہ کرے۔ قہرمان خشم کو آگہی کا
فرمان پذیر بنا سے تا بینا غضب غالب ہونے پاسے۔ اور سبک سری اندازہ سے
باہر نہ جاسے وہ مدارا ایسا اختیار کرے کہ کج روش پھر راہ راست پر بازگشت کرین
اور اونکی بیحیائی کا پردہ دریدہ نہو انصاف کے وقت ایسا منصف بنے کہ یہ معلوم
ہو وہ خود دادخواہ ہے اور دادخواہ کارفرما آرزومندون کو انتظار کی راہ
مین نہ بٹھائے خالق کی فرمان پذیری خلقت کی رضا مین جانے خلق کی خوشنودی
کے لیے عقل کی مخالفت نہ کرے حق گویون کا جویا رہے۔ جو باتین تلخ نما و شیرین
ہون اونکے غصے مین نہ کہے وہ مراتب سخن کا اور مدارج گذارندہ کا پاس رکھے
اسی پر قناعت نہ کرے کہ خود ظلم نہ کرے بلکہ اپنی قلمرو مین ستم نہونے دے ؎

ان اوپر کے فقرون سے معلوم ہوتا ہے کہ مہذب گورمنٹ کے معنے پہلے لوگ وہی سمجھتے تھے جو اب سمجھتے ہین پہلے اور پچھلے لوگوں میں دورائی نہین ہے - یہ دو باتین اوپر کے بیان میں قابل غور ہین کہ مذہب کے سبب پادشاہ کسی سے دگرگون نہ ہوا اور جرم کے سزا دینے مین مجرموں کو خواہ وہ چھوٹے ہون یا بڑے ساوات ہو - مجرم کا محترم ہونا اوسکو جرم کی سزا سے نہ بچاے - آج کل ہم یہی برٹش گورمنٹ کی عدالت دیکھتے ہین کہ وہ جرم کی سزا دیتی ہے - مجرم کے چھوٹے بڑے ہونے کو نہین دیکھتی ہے بلکہ جرم پر لحاظ کرتی ہے اور نہ مذہب کے سبب وہ کسی شخص کی حق تلفی کرتی ہے - پادشاہ کو چاہیئے کہ وہ شخص زمانہ کی صحت کی نگاہداشت کرے اور اسکے سب طرح کے ارادون کا علاج کرے جیسا عناصر کے لگاؤ سے اعتدال مزاج پیدا ہوتا ہے ایسا ہی اہل عالم کی طبیعت مین تعدیل مراتب سے سویت پیدا ہوتی ہے اور یکتا دلی اور یکجہتی سے بہت سے آدمی یک تن ہوجاتے ہین اہل جہان چار گروہ سے باہر نہیں ہوتے **مبارزان** یہ شخص عالم میں آگ کا حکم رکھتے ہیں اس گروہ کی عقل قہر آمیز کے شعلے سے بدبختوں کی شورش فزا فتنہ سازی کا خس و خاشاک جلجاتا ہے اور دنیا کی آشوبگاہ مین آسایش کا چراغ روشن ہوجاتا ہے **پیشہ ور و تاجر** بمنزلہ ہوا کے ہین اس گروہ کی کار پردازی اور جہان نوردی سے فیض ایزدی شامل حال ہوتا ہے اور خوشحالی کی نسیم گلبن زندگی کو بڑھاتی ہے -

اہل قلم جیسے حکیم و طبیب محاسب و مہندس و اختر شناس مثل آب ہیں - اس گروہ کی قلم و علم کی جو ئبار سے دنیا کی خشک سالی میں آبیاری ہوتی ہے اور آفرینش کو ایک خاص طراوت پہنچتی ہے **برزہ گر** اور **کشاورز** مثل خاک ہیں انہیں کے وسیلہ سے سرمایہ زندگی سرانجام پاتا ہے اور انہین کی کارکردے سے تنومندی و شادمانی جمع ہوتی ہے فرمانروا کو ضرور ہے کہ انہیں سے ہر ایک کو اپنے پایہ پر رکھے جس سے جہان آباد ہو - اور سرکار آگہی کو قدردانی سے پرورش کرے تاکہ زمانہ کی پراگندگی دور ہو اور کار و بار کی ترکیب میں اعتدال پیدا ہو پس جیسے کہ شخص جہان چار کیفیت کے آدمیوں سے

حسن تعدیل پاتا ہے ایسے ہی سلطنت کی پیکر بھی چار طرح کے طبقات سے انتظام کا غازہ
اپنے مُنہ پر ملتی ہے اول نوئینان دولت جو اپنے اعتبار پر لرزان نہ ہوکر برآمد کار کرتے
ہین اور رہبر درگاہ ناموس دوستی کے لوامع روشن کرکے جان دینے سے دست کشی
نہین کرتے یہ امراجابے آتش ہین کہ دل افروز بھی ہیں اور دشمن سوز بھی صدر نشین
اس گروہ کا وکیل ہے وہ اخلاص کے چار مرتبون پر پہنچکر نائب ملکی و مالی ہوتا ہے
مشورون کی مجلسون کو اسکی شناسائی سے فروغ ہوتا ہے اور فرمان روائی کے
امور جلیل اسکی ژرف نگاہی سے انتظام پاتے ہین ترقی تنزل نصب عزل اسکی صوابدید
سے ہوتا ہے وہ چاہیئے کہ دیدہ ور۔ صائب فکر۔ بلند ہمت۔ نیک محضر۔ تونگر دل
فراخ حوصلہ۔ صاحب صلح کل۔ کشادہ پیشانی۔ خویش و بیگانہ کی ساتھ یکجہت۔ دوست
و دشمن کے ساتھ یکسان۔ سنجیدہ سخن۔ کارکشا۔ راست گفتار۔ موقر۔ موٴدب۔ مستشار
موتمن۔ حزم آرا ہے۔ دوراندیش۔ سلطنت کا ادب شناس۔ خلافت کا راز دان۔
نہ کسی کا کار بستہ رکھے۔ اور نہ اپنے کام کی کثرت سے دلتنگ ہو۔ اورون کی آرزو برلانے
مین اپنے اوپر منت رکھے۔ پایہ شناسی سے کارسازی کرے۔ ہر دل عزیز ہونے کے
لیئے زیردستون کو گرامی رکھے۔ اور نالایق گفتار اور بدکردار سے اپنے تیئن باز رکھے
اگرچہ وہ صاحب دفتر نہین ہوتا مگر دفتر کے کارفرما اُس سے رجوع کرتے ہین وہ
دُوراندیشی سے اپنے مقاصد کی فہرست بناتا ہے۔ اس گروہ مین میر مال (جو بادشاہ کا
جیب خرچ اوٹھاتا ہے) مہردار۔ میر بخشی (جو سپاہ کو تنخواہ تقسیم کرتا ہے) بار بیگی (افسر
جو دربار مین بادشاہ کے روبرو آدمیون کو پیش کرتا ہے اور لوگون کی عرایض سناتا
ہے اُسی کو میر عرض بھی کہتے ہین) قور بیگی (بادشاہی ہتھیارون اور نشانات کو رکھتا ہے
میر توزک (افسر تمام رسومات کا) میر بحر۔ میر بر (بادشاہی جنگلون کا افسر) خوان سالار
(باورچی خانہ کا افسر) منشی (بادشاہ کا خاص محرر) قوش بیگی (پرندون باز و کبوترون
کے کارخانہ کا افسر) اختہ بیگی (اصطبل کا افسر) انہین سے ہر ایک کو چاہیئے کہ وہ

اوروں کے کام سے بھی بہرہ رکھتا ہو۔ **دوم اولیاے نصرت** سرشتہ داد و ستد
یعنی آمد و خرچ ملکی کے فراہم کرنے والے اور نگہبان ہیکل فرمانروائی مین مثل باد ہین کہ نسیم
دلنواز بھی ہین اور سموم جانگداز بھی۔ انہین بزرگ وزیر ہوتا ہے اُسے دیوان بھی کہتے ہین
وہ بادشاہ کا نائب مالی ہوتا ہے وہ خزانون کی پاسبانی اور محاسبات کا اہتمام کرتا ہے
نقد عمل کا پرکھنے والا۔ خزانہ جہان کا آباد کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ الہی بندہ ہوتا ہے۔ اچھا
حساب دان۔ سیرچشم۔ بیدار مغز۔ گرم خون۔ پرہیزگار۔ کارساز۔ خوش عبارت۔ سنجح نویس۔
راست گوہی۔ دیانت گزین۔ نیک منظر۔ جدکار۔ وہ اصل مین صاحب دفتر ہوتا ہے جب مستوفی
(نائب دیوان) کو کسی معاملہ مین مشکل پیش آتی ہے تو وہ وزیر کی دوربینی سے ہل ہوتی ہے
اور اگر اس سے بھی یہ عقدہ حل نہین ہوتا تو وکیل اسکی کشایش کرتا ہے۔ مستوفی۔ صاحب
توجیہ (سپاہ کا حساب لکھنے والا) اوارجہ نویس (بادشاہ کے روزمرہ کا خرچ لکھنے والا)
میر سامان (دربار کے اسباب مخازن کا افسر) ناظر بیوتات (بادشاہ کے کارخانون کا حساب
لکھنے والا) مشرف گنجور (محرر) واقعہ نویس۔ عامل خالصہ (کلکٹر) اسکے پیرو۔ ان عہدہ دارون کی
کارکرد وزیر کی عقل ہی ہوتی ہے بعض بادشاہ وزارت کو وکالت کا ایک جزو شمار کرتے ہین
اور ان دونون ارکان دولت کے کامون کو ایک نکوکار طلبگار کو دیدیتے ہین۔ کبھی وکیل کی
ناپائی کے سبب سے ایک شخص کو جسمین وکالت کے اوصاف پاے جائین مشرف دیوان کرتے
ہین اسکا رتبہ دیوان سے بالا اور وکیل سے فروتر ہوتا ہے۔

سوم اصحاب صحبت۔ وہ اپنی دانائی کے فروغ سے اور ژرف نگاہی کے
پرتو سے وقت شناسی کی قوت سے۔ فرط مزاجدانی سے۔ کشادہ روئی سے فصیح
بیانی سے انجمن خلافت کو زینت دیتے ہین اور اپنی راے روشن اور اندیشہ درست سے
دنیا کے عربدہ زار مین آز کو پابند کرکے خشمگینی کی آگ کو حکمت کی بارش سے بجھاتے
ہین۔ اس گروہ کو بادشاہی پیکر مین پانی کا رتبہ دیتے ہین جب صافی مزاج ہوتے
ہین تو دلون سے کدورت کو دھوتے ہین۔ محفل کو تازگی اور شادابی دیتے ہین

اور اگر اعتدال سے باہر ہوتے ہین تو عالم کو طوفان بلا مین غرق کر دیتے ہین اور حوادث کی موج خیز سے سیل فنا مین بہا دیتے ہین - اِس گروہ مین سر آمد حکیم ہی وہ اپنی دانش اور کردار کی امداد سے تہذیب اخلاق کرکے اصلاح عالم مین کمر ہمت باندھتا ہے - صدر (جسکو صدر جہان بھی کہتے ہین وہ چیف جسٹس سلطنت مین ہوتا ہے) میر عدل - قاضی طبیب - منجم - شاعر - رمال اور اسی طرح کے آدمی اس گروہ مین داخل ہوتے ہین -

چہارم ارباب خدمت سلطنت کی پیشگاہ مین پادشاہ کی پرستاری انپر لازم ہوتی ہے جہان آرائی کی ترکیب مین انکو خاک کا درجہ دیتے ہین وہ شاہراہ بندگی مین افتادہ اور نظرگاہ قربت کے خاکسار ہوتے ہین اگر وہ غل و غش سے پاک ہوتے ہین تو اکسیر کا حکم رکھتے ہین ورنہ چہرۂ مقصود پر غبار ہوتے ہین - خواص - قورچی - شربت دار - آبدار - توشکچی کرکراق اور اس کی مثل -

پہلے عاقل کہہ گئے ہین کہ سلطنت کے چار رکن یہ ہین اول عامل درست کردار نگاہبان کشاورز پاسبان رعیت آباد سازِ ولایت - مایہ افزاے خزینہ دوم تیمار دار سپاہ کارساز بے منت - سوم میر داد آزمندی و غرض پذیری کو چھوڑکر ژرف نگہی و درست بینی سے کام کرے اور گواہ و قسم پر مدار نرکھکر طرح طرح کی پرسش سے اصل مقصود کو دریافت کرے چہارم جاسوس کہ سوانح روزگار پر بغیر کم و بیش کے مطلع کرے اور سر رشتہ راستی اور دور بینی کو ہاتھ سے نہ دے -

پادشاہ دادگر کو ان پانچ طرح کے آدمیون کا پہچاننا ضرور ہے اول وہ فرخندہ مرد کہ وقت کی ضروری شائستگیون کو اپنے علم سے عمل مین لاتا ہو - نیکوئی کے چشمہ کو اپنے گھر مین نلیجا ہو - بلکہ اس سے اورون کی کھیتی باڑی کو سرسبز کرے ایسا مقدس بزرگ پادشاہ کا ہمزبانی اور دولت افزائی کے لئے سزاوار ہے - بعد اسکے وہ سعادت پژوہ ہے کہ وہ خود ہی نیک عمل کرتا ہی مگر اورون کو فائدہ نہین پہنچاتا ہے اگرچہ وہ عاطفت و احترام کے لائق ہوتا ہے لیکن وہ بڑے اعتبار کے شایان نہین ہوتا اس سے

کمتر وہ سادہ لوح ہوتا ہے کہ اسکے آستین اعمال پر نیکی کے نقش نہین ہوتے مگر اوسکا دامن بدکرداری سے بھی غبار آلودہ نہیں ہوتا ایسا آدمی بزرگی کے لائق نہین ہوتا مگر وہ عاقبت مین سایہ نشینی کے لائق ہوتا ہے اُس سے فروتر وہ غنودہ بخت ہے جسکی نگاہ مین سواے تباہ کاری کے اور اسباب نہین ہوتا لیکن خلقت اسکے گزند سے ایمن ہوتی ہے اسکو بادشاہ کو چاہیئے کام کرکے اچھی نصیحتین اور جانکاہ نکوہشین اور پسندیدہ مالشین کرکے نیکی کی طرف لاوے سب سے بدتر وہ بدگوہر ہے کہ وہ اپنی سیہ کاری سے اورون کی تیرگی زیادہ کرتا ہو اور اسکے سبب سے خلقت رنج و تکلیف مین ہو اگر اسکو پہلی دارو جو اوپر بیان ہوئی سودمند نہ ہو تو کوڑھی کی طرح اوسکو اہل شہر کی آمیزش سے باز رکھے۔ اور اگر وہ اس دلخراش سیلی سے بھی اپنی بیدانشی کو نہ چھوڑے تو اسکو غم کے شکنجہ مین کھینچکر گھر سے باہر نکالدے اگر یہ علاج بھی اسکے مزاج کو فائدہ مند نہ ہو تو ملک سے نکال دے۔ اگر اس سے بھی اُسکا خبث دور نہ ہو تو اوسکو اندھا کر دے یا ہاتھ پاؤن کاٹ دے مگر جان کے لینے مین دلیری نہ کرے۔ عاقلون نے انسان کو بناے ایزدی سمجھکر اسکی خرابی کی اجازت نہین دی ہے۔

بادشاہ نے بہروزی منزل اور برومندی سپاہ و آبادی ملک کیلئے آئین مقرر کیے ہین خلاصہ کے طور پر وہ لکھے جاتے ہین۔

دفتر اول منزل آبادی

(۱) آئین منزل آبادی

وہ شخص بلند فطرت اور عالی ہمت ہے کہ آفرینش کی ذرات کو غیر کی گزیدگی بغیر قدرت ایزدی کی نیرنگی کی جلوہ گاہ جانے اور اوسکے اندازہ کے موافق اپنا ظاہری و باطنی چال چلن بناے اور ازروے شناسائی خویش و بیگانہ کی قدردانی کرے اگر اسکو یہ لیاقتین نہ حاصل ہون تو اسکو ضرور ہے کہ وہ دنیا کے جھگڑون و

لڑائیون مین نہ پڑے اور آشتی کا طریقہ اختیار کرے - اگر تجرد گزین ہو تو اپنی مین بزرگ خوبیان پیدا کرے اور اگر وابستہ دنیا ہو تو وہ اپنے کامون مین انتظام مین عاشقانہ دل لگائے اور آزاد خاطر زندگی بسر کریگی خواہ وہ صوری ہو یا معنوی دنیا کے چھوٹے بڑے کامون کے کرنے کو منع نہین کرتی - بلکہ اُسکے کرنے کو خدا کی عمدہ بندگی جانتی ہے -

اگر وہ اپنے سب کام نہ کر سکے تو اوسکو چاہیئے کہ سخت ژرف نگاہی اور درست کاردانی سے ایک دو ایسے دانشمندون کو انتخاب کرے کہ وہ خرد پژوہ بے تعصب - حد کار شناس دل ہون اور انکی دیدبانی پر کامون کو چھوڑ دے -

کار آگاہ اسکو فرمان روا نہین شمار کرتے کہ وہ بڑے ہی بڑے کامون کے سوا اور کامون مین مصروف نہ ہو اگرچہ بعض منصف اہل عالم ایسے پادشاہ کو معذور جانتے ہین اس لئے کہ بیشتر نقد دوست خوشامدگو جو اپنے تئین حیلہ سازی سے نیک دکھاتے ہین اور تقادت مراتب کی گفتار کو پیش کرتے ہین یعنی یہ کہتے ہین کہ یہ کام کرنے پادشاہ کی شان کے خلاف ہین اور اسطرح ان پادشاہون کو جو ظاہری صورت پر مرتے ہین خواب غفلت مین سُلا دیتے ہین اور انکا مقصد اس سے یہ ہوتا ہے - خود داد ستد کی دکان کو آراستہ کرین اور اپنے گھر کو آباد کرین - بخت آور فرمانروا جزئیات و کلیات مین فرق نہین کرتے اور تائید الٰہی کی قوت سے دونو عالم کا بوجھ اپنی ہمت کے کندھے پر رکھتے ہین اور آزاد خاطر و سبکدوش رہتے ہین چنانچہ شہنشاہ اکبر کا حال یہی ہے کہ وہ اپنی دیدہ وری سے کارخانون کی آبادی مین توجہ کرتا ہے جسپر اور پہلے پادشاہ اپنی تعظیم کے سبب سے کمتر مشغول ہوتے تھے - باوجودیکہ یہ جہانبانی کا اول پایہ ہے - یہ پادشاہ ہر کارخانہ کے لئے شائستہ آئین بناتا ہے اور اسکو خدا کی رضامندی کی دستاویز جانتا ہے اور اس کام مین دو چیزون پر کامیابی موقوف ہے - اوّل دانائی اور بینش سے احکام جہان آرا کا ظاہر ہونا پادشاہ کی طرف سے - دوم راستی منش تبدگزینون کو

کام سپرد ہو کر انکی نگہبانی کیجاوے - باوجودیکہ بیشتر بیوتات کے کارگذار سپاہ کے جرگہ
مین علوفہ پاتے تھے اسپر بھی انکا خرچ ۳۹ الٰہی مین تیس کروڑ اکیانوے لاکھ چھیاسی ہزار
سات سو پچانوی دام تھا سلطنت کے جیسے مخارج روز بروز بڑھتے جاتے ہین ایسی ہی
مداخل سو کارخانون سو زیادہ کارخانے ہین اور ہر ایک کارخانہ مثل شہر کی کیا ملک کی
مانند ہے - پادشاہ کی توجہ سے کارخانہ کا عمدہ سامان ہوا اور ہمیشہ بڑھتا جاتا ہے -
جتنی پادشاہ کی دولت بڑھتی جاتی ہے اتنی ہی ان کارخانون کی غمخواری اور
تیمارداری زیادہ ہوتی جاتی ہی اُن کارخانون کا حال لکھا جاتا ہے -

(۴) آئین خزانہ آبادی

ہر عاقل جانتا ہی کہ خدا کی عبادت کوئی اس سے بڑی نہین ہی کہ آدمی زمانہ کی پریشانیون
کو اور خلقت کی پراگندگیون کا انتظام کرے اور پریشانیون کو دور کرے یہ جب ہوتا ہی
کہ زمین آباد ہوا اور منزل معمور ہوا اور مجاہدان دولت کے لئے سامان مہیا ہوا اور سپاہ
نیک کردار ہو - اور یہ باتین جب ہوتی ہین کہ پادشاہ درست تدبیر اور خلقت کا تیماردار اور
گزیدہ مال کا جمع کرنیوالا اور عقل کے حکم کے موافق خرچ کرنیوالا ہو اس سی اہل شہر اور
اہل دہ کے لئے جو ہونا چاہیئے وہ سرانجام پاتا ہے اور دونو گروہ کی شائستگی کا انصرام
ہوتا ہی - دیدہ وردادگرون کو روپیہ کے جمع کرنے کی فکر ضرور و ناگزیر ہے - جیسے کہ
تجرد پیشہ وارستون کے لئے روپیہ کا جمع کرنا اور اوسکی افزایش مین کوشش کرنا مذموم ہے
ایسے ہی اہل تعلق کو اسکے برخلاف کرنا ممدوح ہے - بہ ظاہر نگاہ کوتاہ بینون کی سخن
سرائی ہی - ورنہ حقیقت مین دونو گروہ ان چیزون کے لئے تگاپو کرتے ہین کہ جتنی انکو
حاجت ہی - سیر دل تہیدست خورش و پوشش اس قدر چاہتے ہین کہ جس سی انکو ایزدی
نیرو ہش آگہی کے لئے قوت حاصل ہوا اور گرمی اور سردی کی اذیت سے پناہ مین رہین
دوسرے گروہ کی کفایت یہ ہی کہ خزانون کو دولت سے بھرین اور اسباب سطوت کو
جمع کرین اور اور اسو اپنی طاقت بڑھانے کے لئے سوچین - اس زمانہ مین کہ پادشاہ نے
نقاب اوٹھا کر انتظام مہمات مین کچھ توجہ فرمائی تو اعتماد خان خواجہ سرا کو

شائستہ خطاب کے لائق جان کر اپنا راز دل ظاہر کیا اور خواجہ کی کاروانی کے سبب سے پادشاہ کے دل مین جو تھا وہ عمل مین آیا اور وہ مرتبہ بمرتبہ وسعت پکڑتا گیا اور عمدہ سامان اوسکا مہیا ہوتا گیا۔ ہر طرح کی زمین کے خراج کی تحقیقات ہوئی۔ راستی منش کاردیدون کی دانائی سے اسکا نیک انجام ہوا۔

ایسی رسائی کے ساتھ کہ جسمین آشنا و بیگانہ کی تمیز کچھہ نہ تھی جو زمینین خالصہ ہونے کے لائق تھین وہ خالصہ ہوئین اور جو جاگیر ہونے کے قابل تھین وہ جاگیر ہوئین۔ جدگزین یا امانت منش کو ایک ایک کروڑ دام کی آمدنی سپرد ہوئی اور سیر چشم بتکچی (تحریر) ہمراہ کئے گئے اور ایک سعادت منش خزانچی مقرر کیا گیا اور انکو کسانون کی پرورش کی نظر سے یہ حکم ہوا کہ وہ کسانون سے خالص کے لینے مین اصرار نہ کرین (یعنی اسقدر لین جو وہ دے سکین) بلکہ جس وقت وہ دے سکے وہ دین انکی رسید مہر لگا کر انکو دی جاے۔ اس شائستہ آئین سے پادشاہی کام کرنیوالون کے دل سے تردد اور لاعلمی کا زنگ چھل گیا اور رعیت نے طرح طرح کے ظلمون سے رہائی پائی مال کی افزونی ہوئی۔ ملک کی آبادی بڑھی۔ جب ان مال کا چشمہ صاف ہوگیا تو کل کی تحقیقات کے لیے ایک خزانچی سیر چشم جدگزین کو تا دست مقرر کیا اور اسکی مدد کے لیے داروغہ اور نویسندہ معین ہوا۔ حزم آرائی کام مین آئی اور کار آموزی کا آئین مقرر ہوا۔

ایک ایک کروڑ دام کی آمدنی جدگزین دیانت مشغون کو سپرد ہوئی اور بتکچی (تحریر) سیر چشم انکی ہمراہ کئے گئے اور ہر ایک کے واسطے ایک سعادت منش خزانچی مقرر ہوا۔ یہ حکم ہوا کہ جب ان کے خزانچی پاس دو لاکھہ دام جمع ہو جائین تو پادشاہی دارالخلافت کے خزانچی کو سپرد کرین اور اسکے ساتھہ اس مال کی جمع خرچ بھی لکھہ بھیجا کرین۔ پیشکش کی آمد کے لیے خزانچی جدا مقرر کیا اور لاوارث مال کے لیے کھیدی مقرر کیا اور نذر کی پاسبانی ایک کار آگاہ کو سپرد کی اور تلادان اور خیرات کے دینے کے لیے ایک اور نیک آدمی مقرر کیا خرچ کے واسطے طرح طرح کے آئین مقرر کئے اور آتی کارگاہیان اور شائستہ داروغہ او درست قلم بتکچی جدا جدا مقرر ہوئے۔ سالیانہ خرچ کے لیے خزانچی جمع کا خزانچی خرچ کو

روپیہ دے اور اوسکی درست رسیدین لے لے۔ آوارہ نویسی آسانی سے ہو لیسر لگی فرمانروائی کا چمن زار شاداب ہوا۔ تھوڑی مدت مین خزانے مالامال ہو گئے لشکر کی افزایش ہوئی۔ کجکر اسرتابی زبان ہذیر ہو گئے۔

ایران اور توران مین خزانچی ایک ہوتا ہی اس لئے محاسبہ مین بہت دقت اٹھانی پڑتی ہے۔ بادشاہ نے مال کی زیادتی اور کام کی فزونی کے سببسے بارہ خزانچی مقرر کیئے کہ وہ اندوختہ روپیہ کی نگہبانی کرین خزانچی طرح طرح کی ملفوتکے واسطے اور تین خزانچی جواہر طلا و مرصع کے لئیے۔ خزانون کا اندازہ گذارش نہین کرسکتا کہ بادشاہ اپنی عیارشناسی سے کردار کے پاداش مین نوازش و نکوہش کرتا ہے اسلئے اس کام مین رونق رہتی ہے۔

ہر کارخانہ کا خزانچی جدا جدا ہے۔ جنکی گنتی سنو کے قریب ہو گی۔ ہوشمند دیدہ ور روزبروز ماہ بماہ فصل بفصل سال بسال داد و ستد و آمد و خرچ حساب کو درست رکھتے ہین جس سے دُنیا کا بازار گرم رہتا ہے۔

بادشاہ کا حکم یہ بھی ہی کہ ہمیشہ بارگاہ عام مین اشرفیون اور روپیون سے آمادہ رکھو کہ بہت سے خواہشگر مستمند انتظار کے رنج کے بغیر کامیاب عشرت ہون اور دولتخانہ کے میدان مین ایک کروڑ روپیہ تیار رہے۔ ہزار دام ایک ٹاٹ کی تھیلی مین رکھی جائین اوسکا نام سہمہ ہوا اور اوسکے تودے کو گنج کہین سوا اسکے بادشاہ اپنے خاصون کو بہت روپیہ حوالہ کرتا ہے کہ وہ وقت ناوقت اسکو تیار رکہین اور بعض بہلہ مین رکھ کر برسر دست رکھتے ہین اس سببسے لوگ اوسکو خرچ بہلہ کہتے ہین (تھیلے کو ہندی مین بہلہ کہتے ہین)

(۳) آئین جواہرخانہ

بادشاہ نے ایک شناسا دل سیر چشم درست کار گنجور ان جواہر کے لئے مقرر کیا ہی اور اسکے ساتھ ایک تہلچی اور دار وغہ اور دیدہ ور جوہری مقرر کیئے ہین جو سب مل کر کام کرتے ہین۔ یہی چارون اس کارخانے کے رکن ہین ہر جنس کے جواہر کا ایک درجہ مقرر ہے جس سے انہین کچھ اشتباہ نہین واقع ہوتا۔ لعل۔ الماس۔ زمرد یاقوت سُرخ و کبود۔ مروارید کے اقسام اور ان کے وزن اور قسمین مقرر ہین

(آئین دار الضرب)

سکہ خانہ کی آبادی سے خزانہ کی مایہ افزائی ہوتی ہی اور ہر کار کا رواج اسی سے رونق پاتا ہی اس لئے اسکا حال کچھہ لکھا جاتا ہے۔ شہر کے اور گانو کے رہنے والون کا کام پیسہ سے چلتا ہے اور ہر ایک اپنی ضرورت کے اندازہ کے موافق اوسکو لیتا ہے جو آزاد ہین وہ اُسی قدر اسکو لیتے ہین جتنے کی ضرورت ہوتی ہی اور جو اہل دنیا ہین وہ اس کو اپنی مراد کی سر منزل جانتے ہین۔ ناگزیر ہر ایک کو اُس سے سروکار ہی خردمند اسکو جانتا ہی کہ دین و دنیا کی آرزوئین اسی سے بر آتی ہین اور انسان کی زندگی کا مدار اسی پر ہی اسلیئے کہ انہین کے ذریعہ سے خورش و پوشش حاصل ہوتی ہین اور یہ دونو چیزین بہت رنج و محنت سے حاصل ہوتی ہین انمین بونا۔ جوتنا۔ پالنا۔ صاف کرنا۔ گوندھنا۔ پکانا۔ کاتنا۔ تونبنا۔ بُننا۔ اور اور کام کرنے پڑتے ہین۔ ان کامون کا سامان بہت سے یاورون کے بغیر میسر نہین ہوتا اور انکے کرنے کے لیئے ایک آدمی کی قوت کافی نہین ہوتی۔ روز بروز اکیلے سے کارسازی دشوار کیا بلکہ نا ممکن ہوتی ہی آدمی کے لئے مکان کا ہونا بھی ضرور ہے کہ وہ چند روزہ سامان کو اسمین رکھے اسکو وہ اپنی منزل (گھر) رکھتا ہے خواہ وہ خیمہ ہو یا غار ہو۔ انسان کی پیدائش اور پایندگی ان پانچ چیزون سے ہوتی ہی۔ پدر۔ مادر۔ فرزند۔ خادم۔ قوت (خوراک) خوراک اسکی کاربرداز ہے چونکہ زیادہ تر ہمارا اسباب پایدار نہین ہوتا اور ٹوٹ پھوٹ جاتا ہی اسلیئے زر کی احتیاج ہوتی ہی اور زر بسبب ہمواری جوہر اور سخت پیوندی کے دیرپا ہوتا ہے اور تھوڑا سا بھی بہت کام کر دیتا ہے اور سفر مین وہ بہت کام آتا ہے چند روز کی غذا کا لیجانا دشوار ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ بہت ماہ و سال کی غذا کا۔

یہ خدا کی عنایت ہی کہ اوس نے زر پیدا کیا ہے جسکے سبب سے بغیر رنج کشی کے زندگی کا سرمایہ آمادہ ہو جاتا ہے اور اس سبب سے آدمی شائستہ کام کرتا ہے اور خدا کی عبادت اچھی طرح کرتا ہی اسکی تعریف نہین ہوسکتی۔ وہ نرم اندام۔ نیک مزہ۔ خوشبودار ہوتا ہی اسکی ترکیب عنصری قریب بہ اعتدال ہوتی ہے اسکے چہرہ مین چارون عنصر اپنی

صورت دکھاتے ہین - رنگ مین آگ - صفائی مین ہوا - نرمی مین پانی اور گرانی مین خاک
بر خلاف اور فلزات کے اسپر یہ چارون عنصر اپنا اثر نہین کرتے - آگ مین وہ جلتا نہین
ہوا اسمین تاثیر نہین کرتی - پانی مدتون مین بھی اسمین تغیر نہین پیدا کرتا - خاک اسکو بوسیدہ
نہین کرتی - اس لئے وہ بڑا دیرپا ہوتا ہے اور حکمت ناموس مین عقل کو جسپر کام کی
تدبیر ہوتی ہے ناموس اکبر کہتے ہین اور زر کو کہ اُس سے روزی کا اسباب میسر ہوتا ہے -
ناموس اصغر کہتے ہین اسکے گرامی صفات یہ ہین حافظ عدالت - مقوم کلی - اس سے
اشیار کی تقویم ہوتی ہے اور معدلت کی بنیاد اسپر قائم ہوتی ہے خدا نے چاندی اور
تانبے کو بھی انسان کی خدمتگذاری کے لئے رواج دیا ہے ان نقود کے رواج مین
دادگر فرمانروا اور بیداربخت جہانبان دوربینی کرکے بڑی ہمت صرف کرتے
ہین اور اس کام کی عیار افزائی کے لئے ٹکسال بناتے ہین اور اسمین شناسا
جداگزین راستی منش کارپرداز مقرر کرکے معمور کرتے ہین --
ٹکسال مین (۱) داروغہ ہوتا ہے جو کاریگرون اور اہلکارون کو اپنے کاروبار مین
(۲) صیرفی سونے کو کسوٹیون پر کس کر عیار مقرر کرتا ہے - بادشاہ نے سونے چاندی کو
ایسا خالص بنایا ہے جو کبھی پہلے کسی زمانہ مین نہین ہوئے تھے - اہل ایران سونے کو دس
عیار سے زیادہ نہین جانتے تھے اور سب سے زیادہ خالص سونے کو دہ دہی کہتے تھے -
ہندوستان مین سونا بارہ بانی ہوتا ہے جسکے خالص ہونے کی عیار بارہ قسم کی ہوتی
ہین دکن مین ایک رائج سکہ ہن تھا اسکا پرانا سونا سب سے زیادہ خالص دس عیار کا
سمجھا جاتا تھا اب اسکا عیار ۸ ½ شمار ہوتا ہے - سلطان علاءالدین کا مدور و خرد
دینار کا عیار پہلے بارہ قرار پایا تھا اب ۱۰ ½ ہے -
بنواری مخفف بانوری کا ہے اگرچہ ہندوستان مین ایسے دیدہ ور آزمودہ کار صراف
ہوتے ہین کہ سونے کے رنگ و صفائی کو دیکھ کر انکا عیار بتلا دیتے ہین مگر اورون کی
دلنشینی کے لئے یہ قانون مقرر کیا گیا ہے کہ تانبے کی یا مثل اسکے کسی اور چیز کی قلمین

بناتے ہین اور ہرایک قلم کے سری پر تھوڑا سا سونا پیوستہ کرتے ہین اور ہرایک قلم پر اسکے سونے کا عیار لکھ دیتے ہین جب کسی سونے کا عیار معلوم کرنا ہوتا ہی تو سنگ محک (کسوٹی) پر اس سونے کے اور ان قلمون کے خطوط کھینچتے ہین پس جس قلم کے خطون سے سونے کے خط مشابہ ہوتے ہین وہ اسی عیار کا سونا سمجھا جاتا ہے مگر خطوط ایک ہی طرح کے اور ایک ہی زور سے کھینچنے چاہئین کہ اس مین کوئی دھوکہ نہ پڑے۔ طلا کے مختلف عیار بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ ایک ماشہ نقرہ خالص اور اسی قدر مس آبیدہ کو یکجا کر کے گلاتے ہین اور پھر اوسکو منجمد کر لیتے ہین اور پھر اس آمیختہ کو چھہ ماشہ طلای خالص مین جسکا عیار ۱۰ ½ ہو ملاتے ہین اور انکو گلاتے ہین اور اس زر مغشوش مین ایک ماشہ لیکر اسکے سولہ حصے یعنی آدھی آدھی رتی کرتے ہین پس اس آدھی رتی کو مختلف عیار کے سونے کی ساتھ ملاتے ہین اور اسکے موافق اسکا نام رکھتے ہین مثلاً ۷ ¼ سرخ طلای خالص کو اس آدھی رتی کے ساتھ ملائین تو ۱۰ ¼ بان کا سونا کہین گے اور علی ہذالقیاس۔

(۳) آمین ہوتا ہے وہ داروغہ کا مددگار ہوتا ہے حق کو ظاہر کرتا ہی اور لڑائی کو دور کرتا ہے

(۴) مشرف وہ روزنامچہ لکھتا ہے اور خرچ و دخل کا حساب رکھتا ہے۔

(۵) سوداگر وہ طلا و نقرہ و مس کو لا کر داد و ستد کرتا ہے اور اپنا فائدہ لیتا ہے۔

(۶) گنجور۔ وہ ٹکسال کے فائدہ کا حساب رکھتا ہے اور داد و ستد کرتا ہی۔

(۷) ترازو کش سکون کو تولتا ہے اور اسکے وزن کے موافق مزدوری لیتا ہی۔

(۸) گداز گر خام ایک مٹی کے تختہ مین چھوٹے بڑے گھر بناتا ہی اور انکو اندر سے تیل سی چکنا تا ہے اور سونے چاندی کو گلا کر ان مین بھرتا ہے پھر انکے شوشے بناتا ہی اور تانبی کی صورت مین تیل سے چکنانے کی جگہ خاکستر لگاتا ہی۔

(۹) ورق کش زر آمیختہ کے چھہ یا سات ماشے کے ورق بناتا ہے اسکا لنبان چوڑان چھہ انگل ہوتا ہی اور اسکو صاحب عیار کے روبرو لاتا ہے وہ ایک تانبے کے قالب مین ڈالکر اسکا اندازہ کرتا ہے اور جو انمین متناسب معلوم ہوتے ہین ان مین سکہ عدل کا

نقش کرتا ہے کہ کچھہ تعینا[illegible] نہین نہ ہو۔
جب اوراق پر سکہ عدل لگجاتاہی تو پھر وہ صاف کئے جاتے ہین۔
(۱۰) گدازگر۔ اوراق خالص کے سونے کو گلاتا ہے اور اُسکے شوشہ بناتا ہے۔
(۱۱) ضراب۔ سونے چاندی تانبے کے شوشون کا مطلس بناتاہی یعنی مسکوکات کے اندازہ کے موافق کرتا ہے۔ ایران اور توران مین مطلسات کی مقدار بغیر سندان کے برابر نہین بناسکتے مگر یہان بغیر اسکے بناتے ہین جنمین بال برابر فرق نہین ہوتا۔
(۱۲) مہرکن۔ مسکوک کے نقش کو فولاد یا اسکی مثل کسی چیز پر نگارش کرتاہی نقوش نقش[illegible] ہوتے ہین۔
(۱۳) سکچی مطلس کو دو سکون کے درمیان رکھتاہی او[illegible] سکچی دونو طرف کو نقش پذیر کرتا ہے
(۱۴) سباک۔ چاندی کو پاک کرکے قرص بناتا ہے۔
(۱۵) قرص کوب۔ گرم کرکے جب تک کوٹتا ہے کہ سرب کی بو اسمین سے بالکل جاتی
(۱۶) چاشنی گیر۔ طلا و نقرہ کو خالص کرکے امتحان کرتا ہے اور اسکے درجے مقرر کرتاہی
(۱۷) نیاریہ۔ خاک خالص کو دھوکر چاندی سونا نکالتا ہے خاک خالص اُن بلون کا کھو کہتے ہین جنمین سونا چاندی خالص ہوتے ہین (۸) آئین نقرہ کو طلا سے جدا کرنے کا اور (۹) آئین خاکستر سے نقرہ جدا کرنے کا چھوڑ دیا گیا
بادشاہ کی توجہ سے جتنے زر وسیم کے عیار او رہوگئے ہین ایسے ہی اُنکے سکّے بہت سی صورتون کے ہوگئے ہین سونے کے سکّے یہ ہین۔
(۱) سہنسہ۔ ایک گول سکہ ہے جسکا وزن ایک سو ایک تولہ نو ماشہ سات سرخ کا ہے اسکی قیمت سو لعل جلالی ہی۔ اسکے ایک طرف بیچ مین بادشاہ کا نام ہے۔ محراب مین پانچ طرف السلطان الاعظم الخاقان المعظم خلد اللہ ملکہ وسلطانہ ضرب دارالخلافہ آگرہ دوسری طرف بیچ مین کلمہ طیبہ اور آیہ اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب (اللہ رزق دیتا ہے جسکو چاہتا ہے بیحساب) چار یار کے نام۔ اوّل یہ کا یہ دارہی مولانا

(۲) آئین صاف کرنے کا [illegible] ہین۔

(۸) آئین (۹) اور (۱۰) (۱۱) سونے کے سکے

مقصود نے کی تھی - بعد ازان ملا علی احمد نے یہ شرف نگاری کی کہ ایک طرف -
افضل دینار ینفقہ الرجل دینار ینفقہ علی اصحابہ فی سبیل اللہ (سب سے افضل وہ دینار ہے
جو آدمی اپنے اصحاب پر خدا کی راہ مین خرچ کرتا ہے) اور دوسری طرف السلطان العالی
الخلیفۃ المتعالی خلد اللہ تعالی ملکہ و سلطانہ و ابد عدلہ و احسانہ پھر ان سکو دور کرکے
دو رباعیان ملک الشعرا الشیخ فیضی نے لکھین -

رباعی

خورشید کہ ہفت بحر از و گوہر یافت — سنگ سیہ از پرتو آن جوہر یافت
کان از نظر تربیت او جوہر یافت — وان زر شرف از سکہ شاہ اکبر یافت

دیگر

این سکہ کہ پیرایہ امید بود — با نقش دوام و نام جاوید بود
سیمای سعادتش ہمین بس کہ بدہر — یک ذرہ نظر کردہ خورشید بود

تاریخ مین الٰہی سال و ماہ کے نقش تھے -
(۳) اسی نام کا ایک سونے کا اور سکہ ہے جسکا وزن ۱۰ تولہ ۱۱ ماشہ قیمت اسکی
سو مہر گرد گیارہ ماشی - اور سہروہی نقش تھا جو پہلی پر تھا
(۴) رہس پہلے جو دو سکے بیان ہوئی اس سے آدھا ہے - کبھی وہ چوگوشیہ بھی ہوتا
ہے اسکے ایک طرف نقش و نگار ہین جو سہنسہ پر ہین اور دوسری طرف یہ رباعی
ملک الشعرا کی ہے -

رباعی

این نقد روان گنج شاہنشاہی — با کوکب اقبال کند ہمراہی
خورشید بہ پرورش از ان رو کہ بدہر — یابد شرف از سکہ اکبر شاہی

(۵) آتہ - سہنسہ کی چوتھائی - گول و چوگوشیہ - بعض پر وہی منقوش ہی جو صد مہری
سہنسہ پر اور بعض پر ملک الشعرا کی یہ رباعی منقوش ہے -

رباعی

این سکہ دست بخت را زیور باد زرین نقدیست کار از وچون زر باد	پیرایہ نہ سپہر و ہفت اختر باد در دھر روان بنام شاہ اکبر باد

اور دوسری طرف پہلی رباعی -

(۵) جنت بھی ایسی دو صورتوں کا ہوتا ہے جیسا کہ آتمہ - وہ قیمت مین اول سکہ کا پانچوان حصہ ہوتا ہے ایسی شکل کے اور سونے کے سکے ہین جنکی قیمت برابر $\frac{1}{۱۰}$ و $\frac{1}{۲۰}$ و $\frac{1}{۲۵}$ سہنسہ کی قیمت کے ہوتی ہے -

(۶) چگل (چگل) چوگوشیہ سہنسہ کا $\frac{1}{۵۰}$ قیمت دو مہر -

(۷) لعل جلالی گرد - قیمت و وزن مین دو مہر گرد کی برابر ایک طرف اللہ اکبر دوسری طرف یا معین -

(۸) آفتابی - گول وزن مین ایک تولہ ۲ ماشہ $\frac{۴}{۵}$ سرخ قیمت بارہ روپیہ - ایک طرف اللہ اکبر جل جلالہ - دوسری جانب ماہ و سال الہی و سکہ گاہ

(۹) الہی - گول وزن ۱۲ ماشہ $۱\frac{۳}{۴}$ سرخ اسپر وہ منقوش ہے جو آفتابی پر ہے قیمت ۱۰ روپیہ -

(۱۰) لعل جلالی - چہار گوشیہ - الہی کی برابر وزن اور قیمت مین - ایک طرف اللہ اکبر دوسری طرف جل جلالہ -

(۱۱) عدل گشکہ گول وزن ۱۱ ماشہ قیمت نو روپیہ ایک طرف اللہ اکبر دوسری طرف یا معین -

(۱۲) مہر گرد وزن اور قیمت مین برابر عدل گشکہ کے لیکن منقوش اور طرح پر -

(۱۳) محرابی وزن و قیمت مین اور نقش مین مثل مہر گرد کی -

(۱۴) معینی چہار گوشیہ و مدور - وزن او قیمت مین لعل جلالی و مہر گرد کے برابر منقوش یا معین -

(۱۵) چہار گوشہ - نقش و وزن مین آفتابی کی برابر -

(۱۶) گِرد نصف الٰہی نقش وہی۔

(۱۷) دھن لعل جلالی سے نصف۔

(۱۸) سلیمی۔ عدل گٹکہ سے نصف۔

(۱۹) ربی۔ آفتابی سے چوتھائی۔

(۲۰) من۔ الٰہی و جلالی کی ایک چوتھائی۔

(۲۱) نصف سلیمی۔ عدل گٹکہ کی چوتھائی۔

(۲۲) پنج۔ حصہ الٰہی کا ۱/۵۔

(۲۳) پانڈو۔ لعل جلالی کا پانچوان حصہ ایک طرف لالہ کا دوسری طرف نسرین کا نقش

(۲۴) ثمنی جسکو اشٹ سدھ بھی کہتے ہین۔ مہر الٰہی کا ایک آٹھوان حصہ ایک طرف اللہ اکبر دوسری طرف جل جلالہ۔

(۲۵) کلا۔ الٰہی کا سولھوان حصہ اسکے دونو طرف گل نسرین منقوش ہے۔

(۲۶) ذرہ۔ الٰہی کا بتیسوان حصہ اسکے دونو طرف وہی نقش ہے جو کلا پر ہے
دارالضرب کا آئین ایسا ہے کہ ہر مہینے سونے کے سکے لعل جلالی۔ دھن من نقش پذیر ہوتے ہین مگر اور سکے بغیر تازہ حکم خاص کے نہین بنتے۔

چاندی کے سکے (۱)

(۱) روپیہ گول ۱۱ ۱/۲ ماشہ کا یہ شیرخان کے زمانہ مین داخل ہوا۔ بادشاہ کے زمانہ مین اس کی تکمیل ہوئی اور اوسپر یہ نقش تازہ ہوا کہ ایک طرف اللہ اکبر جل جلالہ دوسری طرف تاریخ۔ اگرچہ اسکا بھاؤ بازار مین چالیس دام سے کم و زیادہ ہوتا رہتا ہے مگر مواجب مین اس کا ۴۰ دام کا اعتبار ہوتا ہے۔

(۲) جلالہ۔ چہار گوشیہ۔ وزن و نقش مثل اول۔

(۳) درب۔ جلالہ سے آدھا۔

(۴) چرن۔ جلالہ کی چوتھائی۔

(۵) پانڈو۔ جلالہ کا پانچوان حصہ۔

(۶) اشٹ - جلالہ کا آٹھوان حصہ -

(۷) دسا - جلالہ کا دسوان حصہ -

(۸) کلا - جلالہ کا سولھوان حصہ -

(۹) سوکی - جلالہ کا بیسوان حصہ -

روپیے کے ایسی کسرون کی برابر ریزہ سکے بھی لیتے ہین مگر اونکی پیکر اور طرح کی ہوتی ہے

(۱) دام تانبہ کا سکہ ہے اوسکا وزن ۵ ٹانک ہی یعنی اتولہ ۸ ماشہ ۷ رتی وہ روپیہ کا چالیسوان حصہ ہوتا ہے اسکو پیسہ بھی کہتے تھے اور بہلولی بھی - اب اسکا نام دام ہی اسکے ایک طرف ٹکسال کے مقام کا نام ہے اور دوسری جانب سال و سن اہل حساب دام کے پچیس خیال کرتے ہین اور ہر حصہ کو جیتل کہتے ہین محاسبات مین یہ خیالی تقسیم کام مین آتی ہی -

(۲) ادھیلہ - دام کا آدھا -

(۳) پاولہ - دام کی چوتھائی -

(۴) دمڑی - ہر دام کا ایک آٹھوان حصہ -

ابتدائے سلطنت مین سونے کے سکے بہت جگہ بنائے جاتے ہین مگر اب چار جگہہ کے سوا وہ کہین نہین بنائے جاتے - دار السلطنت - بنگالہ - احمد آباد - کابل چاندی و تانبے کے سکے ان چارون جگہون مین اور ان دس اور مقامون مین بنائے جاتے ہین - الہ آباد - آگرہ - اجین - سورت - دہلی - پٹنہ - کشمیر - لاہور - ملتان - ٹانڈہ - تانبے کے سکے فقط ان اٹھائیس جگہہ مین بنتے ہین - اجمیر اودھ - اٹک - الور - بداؤن - بنارس - بھکر - بہرہ - پٹن - جون پور - جالندھر - ہردوار - حصار - فیروزہ - کالپی - گوالیار - گورکھپور - کلانور - لکھنؤ - منڈو - ناگور - سرھند - سیالکوٹ - سرونج - سہارنپور - سارنگ پور - سنبل - قنوج - رنتھنبور -

ہندوستان مین زیادہ تر خرید و فروخت ہر گرد و روپیہ و دام مین ہوتی ہے۔
خیانت پیشہ سکون کی مالش سے اور اسکے سوا اور طرح سے بھی روپیون کو بڑا نقصان
پہنچاتے ہین اسی لئے بادشاہ کارپرداز اور نئے آئین مقرر کرتا رہتا ہے کہ اس
خیانت کا علاج ہوتا رہے سکون کے آئین مین کئی دفعہ تبدیلیان ہوئین اور ۲۷ سنہ
جلوس مین کہ احکام سلطنت کا سررشتہ راجہ توڈرمل کی دیدہ وری سے منتظم تھا
تو بادشاہ نے چار طرح کی مہر کو رواج دیا تھا اول لعل جلالی اسپر بادشاہ کا نام تھا
وزن اسکا ایک تولہ ۱ ۳/۴ رتی اور عیار کامل قیمت چار سو دام۔ دوم وہ مہر
کہ بادشاہ نے ابتداء سلطنت مین جاری کی اسکا وزن ۱۱ ماشہ تھا۔ وہ تین
قسم کی تھی۔ پورے وزن اور کامل عیار کی قیمت ۳۶۰ دام۔ اگر کسی مدت مین وہ
گھس گھسا کر ۳ چاول وزن مین کم ہوگئی تو اسکی قیمت مین فرق نہین آتا۔
مگر جب چار چاول سے ۶ چاول تک گھس کر کم ہو جاتی تو اسکو نقد دوم کہتے اور
اسکی قیمت ۳۵۵ دام ہوتے۔ اگر ۶ چاول سے ۹ چاول تک کم ہوتی تو اسکو نقد
سوم کہتے اور اسکی قیمت ۳۵۰ دام ہوتے اور اگر اس سے زیادہ گھس کر وہ کم
ہو جاتی تو اسکو رہا سکوک کہتے۔ تین طرح کا روپیہ رواج رکھتا تھا۔ اول چاگوشیہ
صاف چاندی کا ۱۱ ۱/۲ ماشہ۔ اسکا نام جلالہ تھا قیمت ۴۰ دام دوم گول
اکبر شاہی تمام وزن ایک سرخ کم قیمت ۳۹ دام دو سرخ کم قیمت ۳۸ دام اور
اس سے زیادہ کم ہو تو وہ چاندی کے بھاؤ بکتا۔

دوسری دفعہ ۱۰ مہر سنہ ۲۹ الٰہی مین عضد الدولہ امیر فتح اللہ شیرازی اس کام کا
امین مقرر ہوا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ مہر مین ۳ چاول کی اور روپیہ مین ۶ چاول
کی کمی مین مالیدگی پر کچھ خیال نہ کیا جائے اور وہ کامل وزن سمجھی جائین اس سے
زیادہ جو مہر گھٹ جائے تو بقدر کمی قیمت کاٹی جاسے۔ نہ یہ کہ ۹ سرخ تک اسکو
یکسان سمجھین اس سبب سے مہر کی قیمت جو ایک سرخ کم ہوتی ۳۵۵ دام

کسری زائد بھی اور ایک سرخ طلائے مسکوک کا نرخ چار دام اور کچھ کسری زائد اعتبار کرتے
تھے۔ پہلے قانون مین ایک نرخ کی کمی پر ۵ دام گھٹاتے تھے۔ اور اگر ۳ سرخ سے
زیادہ کمی ہوتی اور یہ کمی بھی نیم سرخ ہوئی تو بھی ۵ دام کا حساب لگاتے تھے اور
ڈیڑھ سرخ کمی پر دس دام گھٹا کے داد و ستد ہوتی اگر اتنی کمی نہ بھی ہوتی تو بھی
دس دام کا حساب لگاتے مگر تازہ آئین مین کچھ کم چھ دام گھٹاتے اور قیمت ۲۵۲
دام کچھ کسر لگاتے۔ عضد الدولہ نے یہ قانون بھی منسوخ کیا کہ گول روپیہ کی قیمت
چہار گوشئہ روپیہ سے باوجود درستی وزن عیار کے ایک دام کم ہوا اور گول روپیہ کی
جو ایک سرخ کم بھی ہو چالیس دام قیمت مقرر کی۔ پہلے دو سرخ کم روپیہ کی قیمت دو دام کم
شمار ہوتی اب اسکی قیمت مین ایک دام کچھ کسر کم ہوئی۔

سوم جب عضد الدولہ خاندیس گیا تو راجہ ٹوڈرمل نے مہر کی قیمت جو جلالہ روپیہ مین شمار
ہوتی تھی گول روپیہ مین مقرر کی اور اپنی تعصب منشی و سخن پر ستی سے مہر و روپیہ کی کمی کے
قواعد موافق سابق کے مقرر کئے۔

چہارم جب احکام خلافت کی پاسبانی قلیج خان کو پہنچی تو اسنے مہر کی قیمت کا قاعدہ
وہی برقرار رکھا جو راجہ کے وقت مین تھا۔ مگر اسنے مہر کو جسکی کمی کے لئے راجہ ۵ دام اور
دس دام کاٹتا تھا اوسکی جگہہ ۱۰ دام و ۲۰ دام کاٹنے کا قاعدہ مقرر کیا اور جس مہر مین کہ
۱/۲ سرخ کی کمی ہوتی اوسکو نامسکوک شمار کیا۔ روپیہ جسمین ایک سرخ کم ہو تو اسکو سکہ زدہ
نہ سمجھا۔ آخر کو بادشاہ جو اپنے احکام کے پاسبانون پر اعتماد کرتا تھا اور افزونی
مشاغل سے اس طرف کم توجہ کرتا تھا ان دنون اسکو معلوم ہوا کہ اس کارخانہ مین کچھ
بے سرانجامی ہوتی ہے تو اوسنے شائستہ آئین مقرر کیا جس سے دور و نزدیک کو شادمانی
ہوئی اور خلقت زیان زدگی سے آسودہ ہوئی۔ ۲۶ بہمن سنہ ۲۹ الٰہی کو دستور
دوم یعنی عضد الدولہ کا دستور پسند کیا لیکن مہر ۳ سرخ کم اور روپیہ ۲/۱ سرخ کم کو تمام وزن
شمار کرنا منظور نہین کیا۔ اس سے خیانت مندون کے فریب کی روک ہوگئی

اس لیے کہ پہلے قانون مین کوئی اسکا علاج نہ تھا کہ دار الضرب کے کارپرداز اس قدر سکہ کو کم بناتے یا خزانہ دار زر یا ہی تمام وزن کو اس مقدار کے موافق کم کرتے۔ اب اسکی درستی ہو گئی سے خلقت خوش ہو گئی یہ حیا د نہ ہمیشہ برنج ہلکے چن کر جہرہ برنج کم اسی تول کر ۶ برنج گھٹاتے اور ۶ برنج کم کو ۹ برنج کم بناتے اور علی ہذا القیاس ورکاہش کو زیادہ کرتے اس طرح وہ بہت غبن کرتے اور ہمیشہ نقصان پہنچاتے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ باعیاری کے برنج کے وزن بنائے جائین اور اس سے جہور روپیہ تولے جائین اور اس سال ۶ ماہ مین یہ بھی بہت کوشش کی گئی کہ خزانچی کارپرداز رعیت سے زر مخصوص طلب کرین اور جو کچھ وزن اور عیار مین کمی ہو اوسکا حساب کم و کاست نرخ حال سے کرین۔ اس حکم سے دغا باز بدست و پا ہو گئے اور رعیت ظلم سے بچ گئی۔

(شاہنشاہی سکون کے بعد درہم و دینار کا بیان کیا جاتا ہے)

درہم یا درام بھی ایک چاندی کا سکہ تھا جسکی شکل کھجور کی گٹھلی کی سی تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت مین اسکی شکل گول بنائی گئی اور حضرت زبیر کے زمانہ مین وہ کلمہ اللہ اور برکت سے منقوش ہوا۔ حجاج نے اوسپر سورہ اخلاص کا نقش بنایا۔ بعض کہتے ہین کہ اسمین اپنا نام بھی نقش کرایا۔ ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اول جس نے درہم پر سکہ لگایا وہ حضرت عمر فاروق تھے۔ بعض یہ کہتے ہین کہ عبدالملک مروان کے زمانہ مین رومی دینار اور کسروی وحمیری دراہم مروج تھے اسکے حکم سے حجاج یوسف نے درہم پر سکہ لگایا اور ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ حجاج نے دراہم مغشوشہ کو خالص کیا اور اللہ احد اور اللہ الصمد کا سکہ اسپر لگایا اور ان دراہم کا نام مکروہہ ہوا اسواسطے کہ اسمین خدا کے نام کا احترام نہین ہوتا تھا یا آدمیون نے اس تغیر کے سبب اسکا نام یہ رکھا۔ بعد حجاج عمر ابن ہبیرہ نے یزید بن عبدالملک کی عہد حکومت مین عراق کی سلطنت مین دراہم کو حجاج سے بہتر بنایا۔ بعد ازان خالد بن عبداللہ قسری والی عراق نے اسکو زیادہ پاک کرایا۔ اسکے بعد یوسف عمر نے اسکو کمال پر پہنچایا۔ یہ بھی کہتے ہین کہ اول جس نے

درہم پر سکہ لگایا وہ مصعب بن زبیر تھا اور اُسکے طرح طرح کے وزن ۱۰ یا ۹ یا ۶ یا ۵
مثقال کے بنائے جاتے تھے یہ بھی کہتے ہین کہ اوسکا وزن ۲۰ قیراط و ۱۲ قیراط و ۱۰
قیراط بھی تھا حضرت عمرؓ نے ہر طرح کے درہم لیٔ اور انکی اوسط ۱۴ قیراط یعنی تہائی کی برابر
وزن کا درہم بنایا بعضے یہ کہتے ہین کہ حضرت عمرؓ کی خلافت مین چند طرح کے درہم رائج
تھے۔ ایک ۸ دانگ کا درہم تھا اوسکو بغلی کہتے تھے وہ راس البغلی سے منسوب تھا وہ صاحب
عیار تھا۔ حضرت عمر خطابؓ کے حکم سے درہم پر سکہ لگا بعض کہتے ہین بغلی ایک گانو
تھا اس سے یہ سکہ منسوب تھا۔ چار دانگ کے درہم کو طبری کہتے تھے اور تین دانگ کے
درہم کو مغربی اور ایک دانگ کے درہم کو یمنی کہتے تھے حضرت عمرؓ نے سب کو جمع کرکے مجموعہ کے
آدھی کی برابر ایک وزن کا درہم جاری کیا فاضل مجتہدی کہتا ہے کہ پہلے زمانہ مین
درہم دو طرح کا تھا ایک کا نام ہشت دانگی و شش دانگی تھا۔ ۱ دانگ = ۲ قیراط
و قیراط = ۲ طسوج و طسوج = ۲ حبہ دوسرا ناقص درہم چہار دانگ کسری زائد
اس باب مین بہت سی رائین مختلف ہین۔

دینار۔ سونے کا سکہ ہے جسکا وزن ایک مثقال یعنی بقدر ۱ ۳/۷ درہم کے کہتے ہین
۱ مثقال = ۶ دانگ و ۱ دانگ = ۴ طسوج و ۱ طسوج = ۲ حبہ و ۱ حبہ = ۲ جو
و ۱ جو = ۶ خردل (۱۲) = ۱۲ فلس = ۶ فتیل و فتیل = ۶ نقیر و نقیر = ۶ قطمیر = ۶ ذرہ
پس اس حساب سے ہر مثقال مین ۹۶ جو ہوتے ہین ۔ مثقال۔
سونے کے تولنے کا بھی وزن ہی اور ایک زر مسکوک بھی ہے بعض پرانے نوشتون سے
سے معلوم ہوتا ہے کہ مثقال یونانی کا رواج جاتا رہا تھا اور وہ ۲ قیراط کم مثقال
مروج سے ہوتا ہے اور درہم یونانی اور درہم سے مختلف ہوتا ہی یا ۱/۲ مثقال کی بقدر کم ہوتا ہے
اگرچہ ہندوستان مین اور ملکون سے سونا آتا ہے مگر وہ ملک شمالی کوہستان
مین بکثرت پیدا ہوتا ہی اور تبت مین بھی اور دریاے گنگا اور سندھ کی ریت سے
سلونی کے عمل سے سونا نکال لیتے ہین۔ اکثر اس ملک کے دریاؤن کے ریتون مین سونا

ملا ہوا ہی مگر محنت اور خرچ کے زیادہ ہونے سے ہر سال پر یہ کام سرانجام نہیں پا سکتا
صاف چاندی ایک تولہ ۲ سرخ ایک روپیہ کو بکتی ہی پس سوداگر ۹۵۰ روپیہ کی
چاندی ۹۶۷ تولہ ۹ ماشہ ۴ سرخ خریدتا ہے جسمین سے شوشہ بنانے مین ۵ تولہ
۴ سرخ چاندی کم ہو جاتی ہے باقی چاندی مین ۱۰۰۶ روپیے تیار ہوتے
ہین اور ۲۷ ۱/۲ دام کی چاندی بچ رہتی ہے باقی خرچ اور نفع کی تفصیل یہ ہے
اول ۲ روپیے ۲۲ دام ۱۲ جیتل مزدوری مین دیئے جاتے ہین دوم ۱ دام ۱۵ جیتل
مصالح مین خرچ ہوتے ہین سوم ۵۰ روپیے ۱۳ دام دیوان شاہی کو دیئے جاتے
ہین چہارم ۹۵۰ روپیہ چاندی کی قیمت کے سوداگر لیتا ہے پنجم اس طرح ۳ روپیہ
۲۱ دام ۱۰ ۱/۲ جیتل سوداگر کا نفع رہتا ہے اور اگر سوداگر سیم ناسرہ کو اپنے گھر مین
پاک صاف کرتا ہے تو بہت فائدہ اٹھاتا ہے۔

چاندی جسکو لاری اور شاہی کہتے ہین اور اور سیم آغشتہ ایک روپیہ کی ایک تولہ
۴ سرخ خریدی جاتی ہی اس حساب سے ۹۵۰ روپیہ کی ۹۹۶ تولہ ۷ ماشہ چاندی
سوداگر خریدتا ہے سبا کی کے عمل مین ۱ تولہ ۱ ماشہ ۱ سرخ چاندی جلجاتی ہے یعنی سو تولہ مین
ڈیڑھ تولہ وہ کم ہو جاتی اور شوشہ بنانے مین ۴ تولہ ۱۱ ماشہ ۳ سرخ کم ہوتی ہے باقی
چاندی مین ۲۱۰ روپیے ڈھلتے ہین اور خاک کھرل سے ۳ ۱/۲ روپیہ کی چاندی نکل آتی
ہی باقی نفع خرچ کی تفصیل یہ ہی اول ۴ روپیے ۲۷ دام ۴ ۲ ۱/۲ جیتل مزدوری مین دیئے
جاتے ہین دوم ۵ روپیے ۴۲ دام ۵ جیتل اور ضروری کامون مین سوم ۵۰ روپیہ
۴۲ دام سرکار شاہی مین داخل کئے جاتے ہین چہارم ۹۵۰ روپیہ چاندی کی قیمت کے
لئے جاتے ہین پنجم اس طرح ۴ روپیہ ۲۹ دام فائدہ کے ہوتے ہین۔

۱۰۴ دام کا ایک من تانبا آتا ہے یعنی ۲۶ دام ۱/۲ ۲ جیتل سیر اسمین ایک سیر تانبا تو
گلانے سے کم ہو جاتا ہے اور ہر سیر مین ۳۰ دام بنتے ہین کل دام ۱۱۷ دام
ڈھلتے ہین جسمین سے سوداگر تانبے کی قیمت لے لیتا ہے اور ۱۸ دام ۱۹ ۱/۲ جیتل فائدہ

تانبے کی قیمت میں ۱۸ دام ۱۹ جیتیل مزدوری میں جاتا ہے اور ۱۵ دام ۸ جیتیل اور ضروریات خرچ ہوتا ہے اور ۵۰ ۵ ۱/۲ دام دیوان اعلیٰ میں دئیے جاتے ہیں۔

(۱۱) آئین پیدایش فلزات میں (۱۲) آئین گرانی وسکی میں اگرچہ نہایت تحقیق سے طرح طرح کے دلچسپ لکھے ہیں مگر وہ علوم طبیعیہ و علم کیمیا سے تعلق رکھتے ہیں اسلئے انکو فروگذاشت کرتے ہیں۔

بادشاہ کو آبادی کا خیال ایسا ہے کہ کام شائستگی سے ہوتے ہیں اور مخلوق کی آرایش ہوتی ہے ظاہری امور کے معنے کھلتے ہیں۔ عورتوں کی افراط جو بزرگ دانشوروں طبیعت کے ظلمت کدہ میں لے گئی اسلئے اور بادشاہ کی بنیش میں فروغ بڑھائی۔ ورتعلقات جیسے بادشاہ کو وابستہ بنایا۔ منزل دگھر نے گزیدہ روش سے آراستگی پائی اور خاندانوں کا انتظام ہوا بادشاہ نے ہندوستان اور اور ملکوں کے بزرگوں سے خواستگاری کرکے پیوند یکجہتی پیدا کیا۔ دنیا کی آشوب گاہ کو چین اور آرام ملا جیسے کہ بادشاہ نے اپنی دیدہ وری کے فروغ سے بیرونی خدمت کے شائستوں کو گمنامی کے خاک سے اُٹھا کر بلند پایہ کیا ہے ایسی ہی اپنی پیش بینی سے پرستاران بیرونی میں سے ہر ایک کو اپنے اندازہ کے موافق بڑھایا ہے کوتاہ اندیش تو یہ جانتا ہے کہ خاک آلود سونا پاک ہوگیا مگر ژرف نگاہ سمجھتا ہے کہ یہ اکسیر سازی اور کیمیا طرازی ہے۔ جب جمادات کو بوٹیاں بدلدیتی ہیں اور مس اور آہن کو زر بنا دیتی ہیں اور قلعی و سرب کو نقرہ پس اگر کوئی بزرگ آدمی کسی ناکس کو آدمی بنا دے تو اسمیں کیا تعجب ہے۔

چہ شیکو زرندا این سل ہوشمندان	اگر اکسیر بخت است چشم بلندان

بادشاہ انتظام میں ژرف نگہی۔ پایہ شناسی۔ قدردانی۔ کاردوستی۔ بردباری کرتا ہے وہ خشمناکی میں بھی مہرافزائی کرتا ہے سُنی ہوئی بات کو دوربینی سے تولتا ہے۔ خیال پرستی سے کنارہ کرتا ہے۔ وہ آدمیوں کی نیایش گری کو بزرگ نعمت سمجھتا ہے اور دنیا کی شراب سے عقل کو گزند

ہیں پہنچا تا۔

پادشاہ نے ایک حصار بزرگ بنایا ہے اور اسکے منازل دلکشا میں آرام کرتا ہے
اسمیں پانچ ہزار سے زیادہ عورتیں رہتی ہیں جنکے لئے جدا جدا مکانات نامزد ہیں اور
اونکو گروہوں میں تقسیم کیا ہے اور وہ عمدہ خدمات میں سرگرم رہتی ہیں ہر گروہ کی
پاسبانی کے لئے پارسا عورتوں کو۔۔۔۔۔ دیدبان داروغہ مقرر کیا ہے نیکذات
عفت سرشت عورتوں میں ایک کو اشراف بنایا ہے۔ باہر کے کارخانوں کیطرح
حرم سرا میں بھی کارخانے آباد کئے ہیں۔ ہر ایک عورت کی کارروائی اسکے لائق مقرر
کی ہے ہر ایک میں بانو کی تنخواہ ماہوار ۱۶۱۰ روپیہ سے لیکر ۱۰۲۸ روپیہ تک اور بعض
پرستاران حضور کو ۵۱ روپیہ سے ۲ روپیہ تک اور چند کو ۴۰ روپیہ سے ۲ روپیہ تک
ملتی ہے۔ دربار خاص پر ایک مشرف درست قلم خدمت گذار مقرر ہوتا ہے وہ حرم سرا کی
اور نقد وجنس کے حساب کو لکھتا ہے

شبستان اقبال کے گرداگرد اندر کی طرف پارسا عورتیں پاسبانی کرتی ہیں۔ اور
ان میں سے جو عفت منش شیوا زبان۔ زود یاب ہیں وہ درگاہ خاص پر حاضر
ہوتی ہیں۔ در کے باہر خواجہ سرا خدمت کے انتظار میں رہتے ہیں۔ مسافت مناسب پر
اخلاص گزین راجپوت دیدبانی کرتے ہیں۔ انکے پیچھے پردہ دار (دربان) پہرہ دیتے
ہیں۔ باہر چاروں طرف امرا احدیوں اور سپاہیوں کی مرتبہ بمرتبہ چوکی بیٹھتی ہے
جسوقت بیگمیں اور امرا کی عورتیں پادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوتا چاہتی ہیں تو
اوّل اندر کی خدمت پذیروں کو اطلاع کرتی ہیں اور اسکا شائستہ جواب پاتی
ہیں اور اپنے نوشتہ کو پیشکاران محل کے پاس بھیجتی ہیں اونمیں سے جنکی قدر ہوتی ہے
محل میں جاتی ہیں اور بعض خاص بیگموں کو ایک مہینہ رہنے کی اجازت ہوتی ہے
شکار میں اور نزدیک کے سفروں میں یہ انتظام ہوتا ہے کہ اول ایک گلال بار
ہوتا ہے جو ایک عجیب حصار پادشاہ کا ایجاد ہے اسکے در اور دربند بڑے ہوتے

(۱۴) آئین منزل کرنی سفروں اور شکاروں میں

ہوتے ہین اور قفل و کنجی سے وہ کھلتے اور بند ہوتے ہین وہ سو گز مربع سے کم نہین ہوتا اس کی
مشرقی کنارہ پر ایک بارگاہ قائم کرتے ہین جسکے اندر دو سرغہ یعنی مداخل ہوتے ہین
اور اس مین ۵۴ خانے ہوتے ہین اور وہ لمبی ۵۴ گز اور چوڑی چودہ گز ہوتی ہے
اور اسکے اندر ایک چوبین بزرگ راوٹی کھڑی ہوتی ہے اور اسکے گرد اور سراپردے بچھتے
ہین اور اسکے گرد اور سراپردے ہوتے ہین اور اسکے متصل ایک دو منزلہ کاخ چوبین ہوتا
ہے جسمین بادشاہ پرستش کرتا ہے صبح کے وقت وہ اوسپر بیٹھتا ہے اور اسکی کورنش
ہوتی ہے۔ پرستاران درو لی بے اجازت اسکے اندر نہین جاسکتے اس کے باہر نہایت
عمدہ روش سے ۲۴ چوبین راوٹیان دس گز لمبی اور چھہ گز چوڑی کھڑی ہوتی ہین
اور بزرگ قناتون سے جدا ہوتی ہے اسمین برگزیدہ بیگمین رہتی ہین اور کئی ایک
خرگاہ و خیمے کھڑے ہوتے ہین جو خاص امیرون ہی کے ساتھ اختصاص رکھتے ہین
زردوزی و زربفتی و مخملی سائبانون سے انکو زینت دی جاتی ہے اسکے متصل ایک گلیمی سراپردہ
طول و عرض مین ساٹھ گز کا کھڑا ہوتا ہے اور اسمین چند خیمے ترتیب پاتے ہین ان مین
اردو بیگنیان (مسلح عورتین) اور پارسا عورتین آرام کرتی ہین۔

اسکے باہر دولتخانہ خاص تک ۱۵۰ گز طول و ۱۰۰ گز عرض ایک صحن دلکشا آراستہ
کرتے ہین اور اس کا نام مہتابی رکھتے ہین اسکے دونو طرف پہلی طرح سے قناتین لگاتے
ہین اور دو گز کے فاصلہ پر چھہ گزی چوبین گاڑتے ہین جنمین سے ایک ایک گز زمین کے اندر
ہوتی ہین اور اسکے سرے پر قبہ برنجی ہوتا ہے اسکو اندر و باہر دو رسیون سے استوار
کرتے ہین اور پہلی طرح سے دیدبان پہرہ دیتے ہین۔

اور اسکے اندر ایک صفہ بناتے ہین اور اوسپر چار چوبی تکیہ لگاتے ہین رات کے وقت
بادشاہ اسپر بیٹھتا ہے اور سوائے خاصون کے کسی اور کو وہان بار نہین ہوتا ہمیشہ
گلال بار سے پیوستہ ایک دائرہ ہوتا ہے جسکے بارہ حصے ہوتے ہین اور اسکا دروازہ
اس مہتابی کی طرف کھلتا ہے اسمین چوبین راوٹی دہ گزی اور ایک خیمہ چہل خزانہ ہے

آراستہ کرتے ہین اوراسپر بارہ شامیانے دوازدہ گزی سایہ ڈالتے ہین اورچند
قناتون سے انہین جدا کرتے ہین اس خلوتگاہ کو اچکی خانہ کہتے ہین ۔ ہر نشیمن گاہ
مین ایک صحت خانہ ہوتا ہے بادشاہ نے طہارت خانہ کا نام صحت خانہ رکھا تھا اس سے
ملا ہوا ایک گلیمی سراپردہ ۱۵۰ گز طول و عرض کا جسکے ۱۶۰ حصے ۳۶ گز مربع ہوتے ہین قائم کرتے
ہین پہلی طرح سے اوسکو قبہ و چوب سے زینت دیتے ہین اُسکے درمیان بارگاہ بزرگ ایکہزار
فراش کھڑا کرتے ہین   اسمین ۷۲ خزانہ (کمرے) ہوتے ہین اور پندرہ گز سرغ
(کشادگی) ہوتی ہی اسپر قلندری ڈالتے ہین وہ موم جامہ سی یا کسی ہلکی چیز کی خیمہ کی
شکل کی بنی ہوئی ہوتی ہی۔ بارش و تابش مین اسسے فائدہ ہوتا ہے اسکے گرداگرد پچاس
شامیانے دوازدہ گزی لگے ہوتے ہین اس دولتخانہ خاص کے بھی در اور دربند ہوتے
ہین ۔ امراے بزرگ و اعیان سپاہ کو بخشی حکم لیکر اس مین آنے دیتے ہین اور ہر مہینے
مین ایک دربار ہوتا ہی اندر اور باہر منقش فرشون سے آراستگی ہوتی ہی۔ ایک گلزار شگرف
نمودار ہوتا ہی اور اسکے باہر تین سو پچاس گز طناب کھچی ہوتی ہی ہر تین مین ... گز پر ایک
چوب لگی ہوتی ہی اسکے گرداگرد آدمی دیدبانی کرتے ہین۔ اس نشاطگاہ کی منتہا پر بارہ
طناب شصت گزی کی دوری پر نقارخانہ بنایا جاتا ہے اور اس فضا کے درمیان آکاش دیا
روشن ہوتا ہے (ایک بڑی لمبی چوب پر چراغ روشن ہوتا ہی) اول سیر منزل کسی
جگہہ کو پسند کرتے ہین اور وہان خیمی فراش ایستادہ کرتے ہین اور خیمونکو آگے لیجاکے کھڑا
کرتے ہین اور بادشاہ کے آنے کے منتظر رہتے ہین سو فیل و پانچ سو اونٹ اور چار سو چھکڑے و سو
کہاران خیمونکی باربرداری کرتے ہین۔ پانچ سو سوار منصبدار و احدی اور سوار اس کے
ہزار فراش ایرانی تورانی ہندی اور پانچ سو بیلدار و سو سقے و پچاس بڑھئی و خیمہ دوز
و مشعلچی و ۳۰ چرم دوز و ڈیڑھ سو خاکروب ہمیشہ خدمت کرتے رہتے ہین پیادہ کا
ماہوارہ ۲۴۰ دام سے ۱۳۰ دام تک ۔

(۱۴) آئین لشکر آرائی کا ۔

بادشاہ لشکر کو فراہم کمتر کرتا ہے مگر بادشاہ جس جانب یورش کرتا ہی بہت لشکر

(۱۸) آئین آغاز فروزی

جمع ہو جاتا ہے تو وہ اسکو نواح مین کامون پر مامور کرکے بھیج دیتا ہی اور ہمراہی کی
اجازت نہین دیتا۔ سپاہ کا انبوہ اور آدمیون کا ہجوم اتنا ہوتا کہ دونون لشکری آپس
مین ایک دوسری کا گھر نہ پاتے بیگانے کا تو کیا ذکر ہے۔ بادشاہ نے لشکر اوتارنے کا
یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ بہت آدمیون کو آسودگی ہوتی تھی ایک دلکشا زمین پر جسکا طول
۳۰۵ گز ہوتا اس مین شبستان اقبال و دولت خانے و نقار خانہ انتظام پاتا جسکا
بیان اوپر ہوا اسکے پیچھے دائین بائین و پیچھے کی طرفون مین سو گز زمین کھلی رکھتے۔
اسمین سوائے کشکدارون (چوکی والون) کے کوئی اور آدمی نہین چل سکتا تھا اسکے
درمیان سو گز کے فاصلہ مین قول (مرکز) مین مریم مکانی و گلبدن بیگم اور اور
پارسا گوہر عورتین اور شاہزادہ دانیال اُترتے۔ دائین طرف شاہزادہ سلطان سلیم
اترتا۔ بائین طرف اور شاہزادی اور شاہ مراد۔ پھر کچھ فاصلہ پر بیوتات ہوتے انکو
۳۰ گز چھوڑکر ہر گوشہ مین چوپڑ کا بازار ہوتا اور ہر طرف باندازہ پایہ امرا کے خیمے ہوتے۔
شنبہ و جمعہ و پنجشنبہ کے چوکیدار قلب گاہ مین اور یکشنبہ دوشنبہ کے چوکیدار دائین طرف
و سہ شنبہ و چہارشنبہ کے بائین طرف پایہ بہ پایہ رہتے۔

روشن دل بادشاہ نور کے دوست رکھنے کو ایزد پرستی و ستایش آلہی جانتا ہے
جو تاریک دل نادان ہین وہ اسکو خدا فراموشی اور آتش پرستی خیال کرتے ہین اسکو
خرد پژوہ ژرف بین خوب سمجھتے ہین جبکہ برگزیدون کی عبادت ظاہری شائستگی
رکھتی ہی اور اسکے نہ کرنے پر نفرین ہوتی ہی تو اشرف العناصر آتش جو سب عنصرون مین اوپر ہے
بزرگ داشت کیون نہ سزاوار ہو جو مردم زاد کی سرمایہ ہستی اور پایندگی ہو اور
اسکی نسبت کیون نہ برا خیال ہو۔ شیخ شرف الدین منیری نے کیا خوب کہا ہے کہ جس کسی کا ہنوز آفتاب
غروب ہو جائے اگر وہ چراغ سے موافقت نہ کرے تو کیا کرے؟ شعلہ اسی شیشہ الٰہی (آفتاب)
کا نور ہے اور اسی گوہر قدسی کی نشانی ہی۔ اگر خور و آذر (سورج و آگ) نہ ہوتے
تو غذا و دوا کیونکر پیدا ہوتی اور چشم بینا کس کام کی ہوتی۔ آفتاب کی آتش سمانی

دوپہر کو جب آفتاب جہان کو روشن کرتا ہی تو ایک چمکتا ہوا پتھر کا سفید مہرہ جسکو ہندی مین
سورج کرانت کہتی ہین آفتاب کے روبرو لاتے ہین اور اسکے پاس روئی رکھتی ہین اس
طرح روئی مین آگ لگجاتی ہی اور یہ آسمانی آتش کارآگاہون کو سپرد ہوتی ہی اس آگ
سے چراغچی و مشعلچی و باورچی اپنا کام لگالیتے ہین جس برتن مین اس آگ کو محفوظ
رکھتی ہین اوسکو آگن گیر کہتے ہین —

اور ایک چمکتا ہوا پتھر سفید رنگ کا نکلا ہے جسکو چندر کرانت کہتی ہین اسکو چاند کی
مقابل رکھتے ہین تو پانی تراوش کرتا ہے —

جب ایک گھڑی دن باقی رہتا ہے تو پادشاہ اگر سوار ہو تو پیادہ ہوتا ہے اور
اگر سوتا ہو تو بیدار کیا جاتا ہی ظاہر و باطن کو ہمرنگ بناتا ہے۔ جب آفتاب چھپ
جاتا ہی تو خدمتگذار بارہ زرین سیمین لگنون مین کافوری شمعین روشن کرکے پادشاہ
کے روبرو لاتے ہین اور ایک گو یا شیوا زبان ہاتھ مین شمع کو لیکر خدا کے آگے بھجن طرح طرح سے
گاتا ہی پھر پادشاہ کو دعا دیتا ہے اور اس دعا پر ختم کرتا ہے۔ پادشاہ اس نیایش
نیاز کو برتر جانتا ہے اور اس سے فروغ تازہ پاتا ہے —

شمعدان اور فانوسون مین ہنرمندون نے اپنے کام تازہ دکھائی ہین ان مین بعض
دہ منی اور بعض اس سے زیادہ وزنی بناتے ہین اور بہر چند پیکر بناتے ہین
بعض ان مین یکشاخہ ہین بعض دوشاخہ۔ پادشاہ نے ایک فانوس ایک گز بلند
ایجاد کی ہی اسکے اوپر پانچ فانوسین لگائی ہین ہر ایک پر ایک جانور کی صورت ہی
اور ان مین بعض کافوری شمعین تین تین گز سے زیادہ اونچی لگاتے ہین اور ان
کو زینہ لگا کے بجھاتے ہین اندر اور باہر روشنی کے لئے بعض بھی روشن کرتے
ہین ماہ قمری کے اول و دوم و سوم شب کو کہ روشنی کمتر ہوتی ہی آٹھ فتیلے روشن
کئے جاتے ہین اور چہارم سے دہم تک ایک ایک فتیلہ کم ہوتا جاتا ہے دسوین
کو چاندنی خوب ہو جاتی ہے تو ایک فتیلہ روشن ہوتا ہے اور اس طرح

بایزدہم تک روشنی ہوتی ہی۔ سولہوین سے انیسوین تک ایک بتی زیادہ ہوتی جاتی ہی
اور بیسوین مین بھی انیسوین کی طرح روشنی ہوتی ہے پھر ایک ایک بتی انیسوین سے
بائیسوین تک زیادہ ہوتی ہی اور تئیسوین کو بائیسوین کی طرح روشنی ہوتی ہے
اور چوبیسوین سے ایک ایک بتی زیادہ ہوتی ہی اور سلخ تک آٹھ آٹھ بتیان جلتی
ہین ہر بتی مین ایک سیر روغن اور آدھ سیر روئی جلتی ہی بعض جگہہ تیل کی بتیون کی
جگہہ چربی کی بتیان روشن کرتے ہین۔ حقیقت یہ کہ چھوٹے بڑے ہونے پر تیل و روئی کے جلنے کی
مقدار موقوف ہی۔ بادشاہ نے اس لئے کہ اس کی بارگاہ کو لوگ جلد پالین ایک چراغ
اس طرح روشن کیا کہ دربار کے آگے ایک ستون چالیس گز سے بھی زیادہ اونچا کھڑا کرتے
ہین اور اسکو سولہ طنابون سے استوار کرتے ہین اور اسکے اوپر ایک فانوس جلاتے ہین
اسکو اکاش دیہ کہتے ہین۔ دور دور اسکی روشنی جاتی ہی اوسے دیکھہ کر بادشاہ کی
درگاہ پر آدمی پہنچ جاتے ہین پہلے لوگ پورستون مین حیران ہوتے تھے اور مقصد نہ
پاتے تھے اس کارخانے مین بہت سے منصبدار اور احدی و سپاہی خدمت گزین
ہین پیادہ کا علوفہ زیادہ ۲۴۰ دام اور کم ۸۰ دام ہین۔

آئین (۱۹) سامان سلطنت

فرمان روائی وہ فرۂ ایزدی ہے کہ بغیر کوشش مکانی کے قدرت ایزدی کا دست نہاد
ہے عاقل اورنگ نشین صورت آرائی مین دل نہاد اسلئے ہوئے کہ اوسکو ایزدی
فروغ کا چہرہ آرا جانتے ہین اسکا کچھہ حال لکھا جاتا ہے۔

(۱) اورنگ۔ طرح طرح کی شکل کے بنائے جاتے ہین۔ مرصع۔ زرین۔ سیمین وغیرہ
(۲) چتر۔ بیش قیمت جواہر اس مین لگائے جاتے ہین اور سات سے وہ کم نہین ہوتے
(۳) سائبان۔ اسکی شکل بیضی ہوتی ہی بلندی مین ایک گز ہوتا ہے اس کا دستہ
چتر کی مانند ہوتا ہے زربفت وغیرہ اس پر لپٹا ہوتا ہے اور بڑے بڑے
موتیون سے آراستہ ہوتا ہی خدمت گزین اسکو تیار رکھتے ہین دھوپ
مین اوسکو لگاتے ہین اور اسکو آفتاب گیر کہتے ہین۔

(۴) کوکبہ - کئی ایک مخمل کی پیشگاہ مین لٹکاتے ہین - یہ چار چیزین سواے بادشاہ کے کسی اور کے شکو مین داخل نہین ہوسکتین -
(۵) علم - سواری کے وقت قور کے ہمراہ پانچ سے کم علم نہین ہوتے ہمیشہ سقرلاط کے غلافون مین رہتے ہین جشن اور رزم کے دنون مین کھلتے ہین -
(۶) چتر توق - علم کی قسم مین سے ہے مگر اس سے چھوٹا ہوتا ہے اور اسپر چند قطاس (ایک کوہی جانور کی دم) لگاتے ہین
(۷) تمن توق بھی چتر توق کی مانند ہوتا ہے لیکن اس سے لمبا ہوتا ہے علمون مین ان دونو کا پایہ برتر ہے - بزرگ نوئینون کے ساتھ چتر توق مخصوص ہے -
(۸) جھنڈہ - ہندی علم ہے - قور مین اس قسم کے علم کا ہونا ضرور ہے اور بزرگ ہنگامون مین وہ بہت سے بنائے جاتے ہیں نقارخانے مین جو باجے بجاے جاتے
(۱) کورکہ جسکو عرف مین دمامہ کہتے ہین - اٹھارہ جوڑیون سے کچھہ کم زیادہ بلند آوازہ ہوتے ہین
(۲) نقارہ - ۲۰ جوڑیون سے کچھہ کم و زیادہ بجتے ہین -
(۳) دہل چار بجتے ہین -
(۴) کرنا - سونے چاندی پیتل وغیرہ کے بناتے ہین چار سے کم نہین بجتے (۵) سرنا عجمی و ہندی ہین نو طرح کے بجتے ہین (۶) نفیر عجمی فرنگی ہندی ہوتے ہین ہر قسم مین سے کوئی ایک بجائی جاتی ہین -
(۷) سنکھ تانبے کا گاے کے سینگ کی شکل کا بناتے ہین انہین کو ساتھ بجاتے ہین
(۸) سنج تین جوڑی بجاتے ہین پہلے جب چار گھڑی رات باقی رہتی تھی اور اسی قدر دن بجاے جاتے تھے اب اول آدھی رات کو کہ جہان کا نور فروز (سورج) بلندی پر چڑھنا شروع کرتا ہے اور دوم اسکے نکلنے کے وقت یہ باجے بالترتیب بجتے ہین - بادشاہ موسیقی کے علم و عمل کو خوب جانتا ہے اور خاص نقارہ بجانا اسکو خوب آتا ہے - - - - - - - - - اس کارخانہ مین منصبدار و احدی

اور اور سپاہ خدمت گرامی ہین۔ اُنمین ماہیانہ پیادون کا ۱۳۰ دام سے زیادہ ۱۲۰ دام سے کم نہین ہی۔

(۲۰) آئین پادشاہی نگین

تینون رکن سلطنت (منزل آبادی۔ سپاہ آبادی۔ ملک آبادی۔) مین مہر کی ضرورت پڑتی ہی۔ آغاز سلطنت مین مولانا مقصود مہرکن نے اسمین کار پردازی کی تھی۔ فولادی سطح کے گرد پادشاہ کا اور اسکے باپ دادا کا نام صاحب قرآنی تک خط رقاع مین کندہ کیا تھا بعد ازان فقط پادشاہ کا نام نستعلیق مین کندہ کیا اور داد خواہی کے کامون کے لیے محراب کی مانند مہر بنائی گئی اور پادشاہ کے نام کے گرد یہ شعر منقش ہوا ؎

راستی موجب رضای خداست + کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

تمکین نے مہر دوم از سر نو بنائی پھر مولانا علی احمد دہلوی نے اسکی نگارش مین سحر پردازی کی چھوٹی گول مہر کو اوزک کہتے ہین اور فرمان سبتی پر وہ لگتی ہی بڑی مہر جس مین پادشاہ کے باپ دادا کا نام ہی وہ پہلے سلاطین آفاق کے خطوط پر لگتی تھی مگر اب دونو کامون مین کام آتی ہی اور اور احکام کے واسطے چہار گوشہ مہر ہوتی ہی جسپر اللہ اکبر جل جلالہ ہی نقش پذیر ہے شبستانی کاروان کے واسطے ایک خاص مہر جدا ہی اور فرامین کے ختام کے واسطے ایک مہر جدا ہے اور اسپر نگارش چند طرح کی۔

(۲۱) فراشخانہ

پادشاہ اس کارخانہ کو گزیدہ مسکن اور گرمی و سردی کی پناہ اور باران کا نگاہبان اور پیرایۂ سلطنت جانتا ہے اور اسکی آرایش کو فرمان دہی کی شکوہ اور ایزدی پرستش سمجھتا ہی۔ پادشاہ کی کارآگہی سے اس کارخانہ کی چگونگی اور چندی مین افزایش ہو گئی ہے اور اسمین بہت باتین ایجاد ہوئی ہین انکا حال لکھا جاتا ہی۔

(۱) بارگاہ بزرگ مین دس ہزار آدمیون سے زیادہ سایہ نشین ہوتے ہین۔ ہزار فراش ایک ہفتہ مین آلات جر کی قوت سے اُسے ایستادہ کرتے ہین اگر وہ دو سرغہ (دروازہ جو چوبون کو لگا کے بنایا جاے) ہوتے ہین۔ چندہی کی چادرون سے پیوند پاتے ہین وہ جو سادہ بنایا جاتا ہے جس مین زربفت و مخمل و طلا نہین لگایا جاتا دس ہزار روپیہ

زائد خرچ ہوتا ہی- اور یہ کار کی قیمت کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہین اور یہی حال اور
اقسام کا ہے-

(۲) چوبین راوٹی دس ستونون پر لگائی جاتی ہی جو کچھ زمین مین دبی ہوتی ہین-
سب بلندی مین برابر ہوتی ہین مگر دو زیادہ بلند ہوتی ہین جسپر شہتیر رکھتی ہین-
ستونون کے اوپر اور نیچے واسے لگاتے ہین جس سے وہ مضبوط رہتی ہین اور چند ترک
(ترنگے) تیر وواسہ پر لگاتے ہین سب کو لوہے کے جامہ سے بطرز نرمادگی پیوند دیتے ہین
دیوار و چھت نرسل کے بوریہ کی بناتے ہین- ایک دو دروازے رکھتے ہین اور نیچے کے
واسہ کے اندازہ کے موافق صفہ بناتے ہین اسکو اندر سے زربفت و مخمل سے آراستہ کرتی
ہین اور باہر سقرلاط اور ریشمین نواڑ سے کمر بند کرتے ہین-

(۳) دو آشیانہ منزل- اٹھارہ ستون لگاتے ہین یہ ستون شش گزی ہوتے ہین انکو
تختہ پوش کرتے ہین اور اسکے اوپر بطرز نرمادہ کے چار زرعی ستونون کو پیوند دیتے ہین
اور بالاخانہ تیار کرتے ہین اندر اور باہر آرایش راوٹی کی طرح کرتے ہین اور ستون مین
وہ شبستان اقبال کے کام مین آتا ہی- پادشاہ اسی مین خدا کی پرستش کرتا ہے اور
آفتاب کی نیایش بجالاتا ہی- بعد اس پوجا کے بیگمات دیدار سے کامیاب ہوتی ہین
بعد ازان باہر کے آدمی کورنش بجالاتے- سفرون مین اسی منزل مین پادشاہ بیٹھ کر
سب چیزون کو دیکھتا ہے اسکو جھروکہ کہتے ہین-

(۴) زمین دوز ایک خیمہ ہے جو طرح بطرح کا بنایا جاتا ہی کبھی وہ ایک سرغہ کبھی دو سرغہ
ہوتا ہے اوسکین پردے اس طرح لگاتے ہین کہ وہ کئی درجہ کا ہو جاتا ہے-

(۵) عجائبی چار ستونون پر نو شامیانے بلند ہوتے ہین- پانچ چہار گوشہ و چار مخروطی و
ایک یکتختہ بھی بناتے ہین- ایک سرغہ برپا ہوتا ہے-

(۶) منڈل- چار ستونون پر پانچ شامیانے متصل بلند ہوتے ہین- انہین سے کبھی
چار شامیانون کو چھوڑ کر ایک خلوت خانہ بنا لیتے ہین اور کبھی چار شامیانون کو اوپر

اوپر کو چڑھا دیتے ہین اور کبھی ایک ضلع کو کھولتے ہین -

(۷) اٹھ کھٹیہ آٹھ ستونون پر ستره شامیانے کبھی جدا کبھی پیوستہ بلند ہوتے ہین -

(۸) خرگاه طرح طرح سے بناتے ہین کبھی ایک درے کبھی دو درے -

(۹) شامیانے طرح طرح کے ہوتے ہین مگر باره گز سے زیاده شامیانے نہین بناتے -

(۱۰) قلندری اوپر بیان ہوا -

(۱۱) سراپرده - پہلے زمانہ مین وه ایک موٹے کپڑے آنفتہ کا بنا تھا اب پادشاه اوسکو گلیم کا بنواتا ہی اس سے شکوه بڑھتی ہی اور زیاده سودمند وه ہوتا ہی -

(۱۲) گلال بار - چوبین سراپرده ہوتا ہے - خرگاه کی دیوار کی طرح چمڑے کی تسموں سے استوار ہوتا ہی - (۱۳) گلیم نادر طرح کے نقش و نگار اور دلکشا کرهین انہین لگائی ہین - آزموده کار استادون کو انپر متعین کیا ہے اور انہون نے اپنی کارنامون کو اس مین آراستہ کیا - اب کوئی ایرانی تورانی گلیم کو یاد نہین کرتا - اگرچہ اب بھی سارے سال گوشکان خوزستان کرمان - سبزوار سے سوداگر انکو لاتے ہین - ہر طرح کے قالی بافون نے یہان اپنے گھر بنا لیے ہین اور بہت فائده انکو ہوتا ہے - ہر شہر مین خاص کر آگره و فتحپور لاہور مین یہ زیاده عمده بنتے ہین - کارخانہ خاص مین بے مثل گلیم لمبان مین ۲۰ گز ۷ طسوج چوڑان مین ۶ گز ۱۱ ½ طسوج بنتے ہین اس مین خرچ ۱۸۱۰ روپیہ ہوتے ہین اور واقف کار اس کی قیمت ۲۷۱۵ روپیہ آنکتے ہین -

(۱۴) تکیہ نمد - کابل و ایران سے آتے ہین اس ملک مین بھی بہت بنائی جاتے ہین جاجم و شطرنجی و بلوچی و نادر بوریئے کہ ابریشم بافتہ معلوم ہوتے ہین بہت کام مین آتے ہین جنکے بیان سے داستان دراز ہو جائیگی -

پادشاه اس سرچشمہ زندگی کو آب حیات کہتا ہی اور اسکی پاسبانی درست کارسیر مغزون کو سپرد کرتا ہی - پادشاه بہت پانی نہین پیتا اس مین بہت احتیاط کرتا ہے - سفر و حضر مین گنگا کا پانی نوش کرتا ہے اور گنگا کے کناره پر معتبر آدمی متعین ہین وه احتیاط سے پانی کو کوزون مین

بھر کر سر بمہر بھیجتے ہین۔ جب آگرہ و فتح پور مین ہوتا ہی تو قصبہ سورون سے اور جب لاہور مین ہوتا ہے تو
ہردوار سے اسکے لئے گنگا کا پانی آتا ہی۔ کھانے پکانے مین آب جمن و چناب و آب باران خرچ
ہوتا ہے اسمین کچھ گنگا کا پانی بھی ملا دیتے ہین اور سیر و شکار مین وہ دیڈورون کو مقرر کرتا ہی کہ
دور مین سے پانی کا امتحان کر لین۔ پادشاہ نے شورہ سے کہ بندوق کی دارو مین آگ لگاتا ہے
پانی ٹھنڈا کرنے کی ترکیب نکالی ہی جس سے سب چھوٹے بڑے خوش ہوتے ہین شورہ مین خاک
ہوتی ہی اوسکو روزنہ دار برتن مین بھرتے ہین اور اسپر پانی چھڑکتے ہین اور ٹپکاتے ہین اور اس
چکیدہ کو جوش دیتے ہین اور خاک سے جدا کر کے اسکو بستہ کرتے ہین اسکی قیمت ۳ من سے ۴ من تک
ایک روپیہ ہوتی ہے۔

جب ۳۰ الٰہی مین لاہور مین پادشاہ کا قیام ہوا تو برف و یخ کا رواج ہوا۔ شمالی کوہ کے قریب ایک
قصبہ پنہان لاہور سے ۴۵ کوس پر ہی وہان سے دریا و خشکی کی راہ سے ڈاک چوکی مین بھل و کہار
برف لاتے ہین اور برف فروش بہت فائدہ کماتے ہین اور اس سے کہ دمہ کو عشرت ہوتی ہے
روپیہ کی دو تین سیر برف بکتی ہے۔ سب سے اچھی ترکیب اس کے لانے کی کشتی مین ہی پھر بہلی مین یا
کہارون پر۔ کوہ نشین دامنہ کوہ مین آکر اوسکے پنڈ بھیجتے ہین ہر پنڈ ۳۰ سیر سے زیادہ اور
۲۵ سیر سے کم نہین ہوتا۔ پانچ دام اسکی وہ قیمت لیتے ہین۔ برف کے لانے کے لئے دس کشتیان
مقرر ہین ان مین سے ایک ہر روز دارالسلطنت مین پہنچتی ہی اور ہر کشتی پر چار ملاح مقرر
ہین ہر پنڈ گل گلا کر ۱۲ سیر سے ۶ سیر تک رہ جاتا ہے اور اسمین گرمی سردی سے فرق ہو جاتا
ہے۔ ہر بہلی مین دو پشتوارہ ہوتے ہین اور چودہ چوکیان گھوڑون کی بدلتے رہتے ہین اور اسکے
سوائے ایک ہاتھی بھی کام مین آتا ہی اگر کہار لاتے ہین تو اٹھائیس کہار چودہ چوکیون مین
بدلے جاتے ہین اور ہر روز ایک پشتوارہ چار یا پانچ کا وہ لاتے ہین۔ بڑے آدمی تو سارے
سال برف سے اپنی عشرت بڑھاتے ہین اور عوام صرف موسم گرما مین اسکا مزہ اوڑاتے ہین

آئین (۲۳) مطبخ

آئین مطبخ بادشاہ نے بہت سی طرزین دانا پسند اور دور اندیشیان جاری کی ہین
کوئی وجہ نہ تھی وہ اس طرف توجہ نہین کرتا اس لئے کہ اعتدال مزاج و توانائی تن و صوری و

باطنی فیض کی پذیرائی اور دینی و دنیوی سعادت کا ملنا غذاے مناسب اور اندیشۂ درست سے وابستہ ہی آدمی اور جانور مین اس علم کے سبب سے تمیز ہوتی ہی ورنہ کھانے مین وہ دونو ہم پلہ ہین - بادشاہ کھانے کی فرمایش نہین کرتا کہ آج میری لئے کیا پکایا جاے - رات دن مین ایک دفعہ کھاتا ہی اور سیر ہونے سے پہلے ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور کھانے کا وقت کوئی مقرر نہین رکھا مگر کارپرداز کھانے کو تیار رکھتے ہین جسوقت فرمایش ہوتی ہی ایک وقت مین تیار ہوتی ہین - شبستان کے پرستارون کے لئے جو راتبہ مقرر ہی وہ صبح سے رات تک تقسیم ہوتا ہے اس کارخانہ مین امانت مند کارآگاہ مقرر ہوتے ہین - انتظام سلطنت کا کل کام جس وزیر کو سپرد ہوتا ہی وہ خاص اس کام پر توجہ کرتا ہے بادشاہ خود اوسکی نگہبانی کرتا ہی - ایک میر بکاول مقرر ہوتا ہے کہ وہ اپنی دیدہ وری سے اس کارخانے کو آباد رکھتا ہے اور اسکے ہمراہ اور پارساگوہر مقرر ہوتے ہین - نقد و جنس کے خزانچی مقرر ہوتے ہین اور ایک تحویلچی مشرف ہوتا ہی اور خورش گر مقرر ہوتے ہین -

ہر ملک کے بورچی کھانے پکاتے ہین اور ہر طرح کی حبوب ترکاری گوشت و روغن شیرینی و مصالح دار کھانے پکتے ہین -

شہر و لشکر سے باہر دریا یا تال کے کنارہ پر تسلیخ ہوتی ہے کہ اسکے پانی سے گوشت دھل دھلاکر بورچی خانہ مین آتا ہے اور دوبارہ پھر یہان پانی سے دہویا جاتا ہے -

طلا و نقرہ و سنگین و گلین و کچھیون مین بادشاہ کا خاصہ پکتا ہی جب کھانا دسترخوان پر چنا جاتا ہے تو اول اوسکو پکانے والے اور بعد ازان میر بکاول چکھتے ہین - تانبے کے برتنون پر ایک مہینے مین دو دفعہ قلعی ہوتی ہی اور شاہزادون اور امیرون کے ہان ایک دفعہ - جو برتن ٹوٹ جاتے ہین وہ مسگرون کو دیدئیے جاتے ہین - ترکاریون کا ایک کھیت بورچیخانہ سے متعلق ہوتا ہے جس سے تازی ترکاریان آتی ہین -

کھانے اتنی طرح کے پکتے ہین کہ اونکا بیان کرنا دشوار ہی جو کھانا پکتا ہی وہ ان تین حال سے خالی نہین ہوتا - اول گوشت جسکو زبان عرف مین صوفیانہ کہتے ہین - دوم گوشت

یا برنج - سوم گوشت مع مصالح - ہر قسم کے کھانے دس دس طرح کے ہوتے ہین اور روٹیان بہت طرح کی پکتی ہین -

بادشاہ اپنی کار آگہی کے سبب سے گوشت کی طرف بہت کم رغبت رکھتا ہے اکثر وہ ارشاد فرماتا ہے کہ آدمی کے لیئے طرح طرح کی خورش موجود ہی مگر وہ اپنی گرگ خوئی اور بیدانشی سے جاندارون کو آزار دیتا ہی اور انکے مارنے اور کھانے سے پرہیز نہین کرتا اور کم آزاری کو نہین دیکھتا اور اپنے تئین جانورون کا گورستان بناتا ہی - اگر بار تعلق میری سر پر نہ ہوتا تو گوشت کھانا یکبارگی چھوڑ دیتا (اکبرنامہ مین لکھا ہے کہ اُس نے بالکل گوشت کھانا اس خیال سے نہین چھوڑا کہ اوسکے چھوڑنے سے اور بہت آدمی اسکو چھوڑ دیتے جس سے انکو نہایت تکلیف ہوتی اور انکی صحت مین فرق آتا) کچھ دنون وہ زمانہ کی چال پر چلا پھر کچھ مدت تک جمعہ کے دن گوشت کھانا چھوڑا - بعد ازان اتوار کو اس سے پرہیز کیا - ہر شمسی ماہ کے غرہ کے دن یعنی روز تحویل کو روز مہر (اتوار) کو اور خسوف و کسوف کو اور دو صوفیانہ دنون کے بیچ کے دن اور رجب کے دوشنبہ کو - ہر ماہ الٰہی کے جشن کے دن - کل ماہ فروردین کو اور اپنی ولادت کے مہینے آبان مین بادشاہ گوشت نہین کھاتا - ماہ آبان کے لیئے یہ مقرر ہوا تھا کہ بادشاہ کی عمر کے جتنے سال ہون اتنے دنون آبان مین گوشت نہ کھاے - اسکی عمر ماہ آبان کے ایام سے زیادہ ہو گئی ہی - اس نے ماہ آذر کے کچھ دنون مین بھی گوشت نہین کھایا - بادشاہ ہر سال صوفیانہ دن اپنے بڑہاتا جاتا ہے جو پانچ سے کم نہین ہوتے - جب ایام صوفیانہ مین تداخل ہوتا ہے تو وہ کمی کا بدل اور مہینون مین قسمت کر دیتا ہے -

جب بزرگ صوفیانہ ایام ختم ہوتے ہین تو اول مریم مکانی کے گھر سے گوشت کا کھانا آتا ہی پھر اور بیگمین اور شاہزادی اور نزدیک کے عزیز وہ بھیجتے ہین -

طوالت کے خوف سے نرخ اجناس کا آئین چھوڑ دیا -

بادشاہ میوہ کو خدا کی بڑی نعمت جانتا ہی اور اُس پر بہت رغبت کرتا ہی - ایران توران کے کارندون نے یہان اپنا گھر بنا لیا ہے اور انکے کشت و کار کو بڑی رونق ہے

(۲۹) آئین پیدایش طعم (مزہ) (۳۰) آئین خوشبوخانہ (۳۱) کرکراق خانہ و توشکخانہ ۔

یہان خربوزہ و انگور عمدہ اور بکثرت پیدا ہونے لگے ہین اور ایسے ہی تربز و شفتالو و بادام و پستہ و انار وغیرہ پیدا ہوتے ہین جب سے کابل و قندھار و کشمیر قلمرو مین آگئے ہین تو میوون کے انبار آنے لگے ہین سال بھر تک میوہ فروشون کی دکانین و مکان اُن سے بھرے رہتے ہین ۔

گرمی لطیف کو تیزی و کثیف کو تلخی دیتی ہے و معتدل کو شوری بناتی ہے۔ سردی اول کو ترش دوم کو دھن گیر سوم کو زفت (جو زبان کو کاٹے) اعتدال اول کو چرپرا اور دوم کو شیرین سوم کو بے مزہ کرتا ہے اور انہین مزون کی آمیزش سے اور بہت سے مزے پیدا ہوتے ہین ۔ بعض کہتے ہین کہ اصل مین یہ چار ہین۔ شیرینی۔ تلخی۔ ترشی۔ نمکینی۔ انکی آمیزش سے بیشمار مزے پیدا ہوتے ہین ۔

بادشاہ خوشبو کو دوست رکھتا ہے اور اُسکو پرستش یزدی کا دستمایہ سمجھتا ہے عنبر و عود سے اور ان عطریات سے جو اس نے ایجاد کئے ہین اور پہلے سے چلے آتے ہین ہمیشہ اس کی محفل عطر آگین رہتی ہے اور انگیٹھیان زرین و سیمین طرح طرح کی بناتے ہین اور انمین [illegible] جلاتے ہین۔ اور خوشبودار پھولون کے ڈھیر کے ڈھیر لگے رہتے ہین اور گل کا روغن بناتے ہین اور بالون مین اسے ڈالتے ہین ۔

بادشاہ کو قماش پر بڑی توجہ ہے۔ اسلئے ایرانی و فرنگی و ختائی کپڑون کی افراط ہوگئی ہے۔ اور کارپرداز استادون نادرکار ہنرمندون نے آن کر یہان کے آدمیون کو کپڑا بُننا سکھایا ہے۔ پیشگاہ حضور مین و شہر لاہور و آگرہ و فتح پور و احمد آباد و گجرات مین کپڑا خوب بُنا جاتا ہے اور اُن پر طرح طرح کی تصویرین اور نقش و نگار ہوتے ہین ۔

بادشاہ تھوڑے دنون مین اس کام کے علم و عمل سے واقف ہوگیا ہے اور نادرکارون کی قدرشناسی کے سبب سے اس ملک کے آدمیون نے بھی شعر بافی (بالون کا بُننا) اور ابریشم [بافی] مین پایہ والا حاصل کیا۔ پادشاہی کارخانون مین ہر ملک کا کپڑا تیار ہونے لگا اس سبب سے بہت آدمی زینت دوست ہوگئے اور جشنون کی آرایش بھی اندازہ سے باہر ہوگئی

جو کپڑا خریدا جاتا ہی یا بنا جاتا ہی یا پیش کش مین آتا ہی اسکی شناخت اسی پاسبانی ہوتی ہی اور جو پہلے آتا ہی وہ پہلے ہی دیکھا و قطع و سیا و پہنا و بخشا جاتا ہی۔ پہلے کی نسبت کپڑے کی قیمت دو تہائی اور تین چوتھائی کم ہو گئی ہی۔ پادشاہ نے یہ حکم دیدیا ہی کہ خاص امرا خاص کپڑے پہنین تاکہ ان کپڑون کی خواہش معلوم ہو جاے۔ پادشاہ کے کپڑے ہر فصل مین ہر قسم کے ہزارہ جوڑے تیار ہوتے ہین۔ امراء کو جو خلعت انعام دیئے جاتے ہین اوسکا کچھ حساب نہین۔ پادشاہ اپنی وارستگی مزاج کے سبب سے پشمینہ پہننے کو پسند کرتا ہی خاص کر شال کو۔ پادشاہ نے پوششون کے نام بدل دیئے ہین۔ جامہ کا نام سرب گاتی یعنی تمام بدن کا ڈھانکنے والا رکھا ہی۔ ازار کا نام پایہ پیراہن۔ نیم تنہ کا نام تن زیب۔ فرطہ کا نام پٹ گت۔ برقع کا نام چیتر گپت۔ کلاہ کا نام سیس سوبھا۔ موی باف کا نام کیس گھن۔ پٹکے کا نام کٹ زیب۔ شال کا نام پرم گرم۔ فرد جو پشمینہ کی ایک قسم ہی پرم گرم۔ سپور دھور کہ تبت مین بنایا جاتا ہی کپور نور۔ پاپوش افزار کا نام چرن دھرن اور ایسے ہی بہت سے نام (اس سی یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہی کہ اکبر کو ہندی نام رکھنے کا بڑا شوق تھا)

(۲۳) آئین شال

کشمیر سے زیادہ تر شالین آتین اور مالدار انکی چار تہین بنا کے مدتون تک کھینچ اور اب چھوٹے بڑے اسکی ایک تہ پہنتے ہین۔ پادشاہ کا یہ ایجاد ہی کہ وہ ہمیشہ دو تہ پہنتا۔ پادشاہ کی توجہ سے کشمیر مین شال بافی کا ہنگامہ خوب گرم ہو گیا اور لاہور مین ایک ہزار سے زیادہ کارخانے جاری ہو گئے اور ایمن ابریشمی تانا اور پشمین بانا لگا کے شال بنتے ہین اور اوسکو مایان کہتے ہین اور انکے چیرے اور فوطے تیار کرتے ہین۔

(۲۴) آئین رنگون کا

سفید و سیاہ رنگ کو اصل رنگ خیال کرتے ہین اور انکو رنگون کی طرفین (افراط و تفریط) کہتے ہین اور باقی اور رنگ انہین سی پیدا ہوتے ہین جیسے بہت سا سفید رنگ اور سیاہ رنگ ملکر زرد رنگ پیدا کرتا ہی اور سفید و سیاہ رنگ برابر برابر ملکر سرخ رنگ پیدا کرتے ہین سفید رنگ بہت سیاہ رنگ کے ساتھ ملکر سبز رنگ پیدا کرتا ہے اور رنگ انہین رنگون کے مخلوط کرنے سی پیدا ہوتے ہین اسی یاد رکھنا چاہیئے کہ سردی سے

جسم تر سفید ہوتا ہی و خشک سیاہ و گرمی سی جسم رطب سیاہ اور خشک سفید ہوتا ہے۔ اور یہ گرمی و سردی اجسام کے رنگون مین تغیر پیدا کرتی ہی اس لئی کہ اجسام قابل ہین یعنی اثر قبول کرنیوالے کیواکب خاص کر آفتاب کی تاثیر سے جو حرارت رکھتا ہے رنگ بدلتے ہین۔ (رنگون کی فرنگستانی تحقیقات سے ابو الفضل واقف نہ تھا اسلئی اسنے رنگون کا بیان اس طرح کیا ہی کہ رنگ حقیقت اسمین پھیکا ہی مگر اوسکا بیان خوش رنگ ہے)

صورت صاحب صورت کو بتلاتی ہی اور صاحب صورت معنی کو بتلاتا ہی چنانچہ پیکر خطی حرف و لفظ بتلاتے ہین اور حرف و لفظ ایک مفہوم کو یعنی معنی کو بتلاتا ہے اگرچہ عرفی تصویر اجسام کی کھینچتی ہے مگر کاربردازان فرنگ بہت سے خلقی معانی (جیسے شجاعت۔ سخاوت۔ وغیرہ) کی بھی تصویر بنا دیتے ہین مگر خط کا درجہ تصویر سے کہین زیادہ ہی اس سی پہلے لوگون کے تجربے معلوم ہوتے ہین اور عقل کی افزایش کا سرمایہ وہ ہوتا ہے۔

خط

اس سب سے اول کتابخانہ کا بیان ہوتا ہی کہ وہ خط کی سب سے زیادہ عمدہ قسم ہی۔ پادشاہ اسپر بہت توجہ کرتا ہے اور اسکے صورت و معنی مین غور کرتا ہی۔ سچ یہ ہی کہ حسن و ستون کی نظر مین کتابخانہ نو مقید کی جلوہ گاہ ہی اور دوربینون کی دیدمین جام گیتی نما ہی۔ خط کا طلسم قلم ابداع نے ایک روحانی ہندسہ بنایا ہی اور دست تقدیر نے اوسکو آسمانی کتابہ۔ وہ سخن کا رازدار ہی۔ ہاتھ کی زبان ہی۔ سخن تو فقط حاضرون کو نیروی دل دیتا ہی۔ مگر خط دور و نزدیک دونونکو آگاہی دیتا ہے۔ اگر خط نہ ہوتا تو سخن کی زندگانی نہ ہوتی اور گذشتہ بزرگون سی کوئی ارمغان دل کو نہ پہنچتا۔ صورت بین تو خط کو فقط دھوئین کی کالک جانتے ہین مگر معنی پرستار اسکو چراغ شناسائی جانتے ہین وہ ایک ظلمت ہی جسمین ہزارون فروغ ہین۔ نہین نہین وہ ایک نور ہی جسپر چشم بد نہ لگنے کے لئی یہ سیاہ خال بنایا گیا ہی۔ وہ علم کا نقش و نگار ہی۔ شہرستان معنی کا سواد ہے وہ سیاہ ابر ہے دانش بار۔ وہ شب تار ہی جو خورشید کو پیدا کرتی ہی گنجینہ بینا ہی

عجیب طلسم ہی کہ خموش گویا ہی۔ باوجود مقیم ہونے کے مسافر۔ اور اُفتادگی کے بلند پرواز نقش ناطقہ
پر علم راز ایزدی سے ایک پرتو پڑتا ہی۔ دل اسکو شہرستان خیال مین لے جاتا ہی۔ خیال اُسکو برزخ
تجرد و مادی کے درمیان ہی جسکے سبب سے تجرد تعلق آمیز اور اطلاق تقید آلود پیدا ہوتا ہی پھر بال
بام زبان پر گام رکھکر ہوا کی مدد سے کان مین آتا ہی اور پھر پایہ بپایہ رہا ہو تعلق کو کندھے
پر ڈالکر اپنی جگہ پر چلا جاتا ہی۔ اور کبھی اس مسافر آسمان سیر کو انگلیون کی مدد سے چلاتی
ہین اور وہ قلم و دوات کے بحر و بر کو طی کرکے صفحون کی نزہت گاہ مین اوترتا ہی اور
دیدہ کی شاہ راہ سے پھر اپنی جگہ واپس جاتا ہی۔

پہلے زمانہ مین حروف پر اعراب نہین لگتی تھے انپر نقطے جنکا رنگ مکتوب سی غیر ہوتا تھا لگاتے تھے۔
زبر کے لئے اوپر اور زیر کے لئے نیچے اور پیش کے لئے ایک سرخ نقطہ لگا دیتی تھے۔ خلیل بن احمد عروضی
نے ہر حرکت کی ایک صورت معین کی جسکا اب رواج ہے۔

دیکھو دلون کے مذاق پر حُسن خط اور اُسکا تناسب موقوف ہی۔ اسلئے ہر گروہ اپنا خط جدا ہی
لکھتا ہی۔ اور اتنے خط ہم دیکھتے ہین۔ ہندی۔ سُریانی۔ یونانی۔ عبری۔ قبطی۔ معقلی۔ کوفی
کشمیری۔ حبشی۔ ریحانی۔ عربی۔ فارسی۔ رومی۔ حمیری۔ بربری۔ اندلسی۔ روحانی اور
سوائے انکے جنمین پہلی کتابین لکھی ہوئی موجود ہین بعض عبرانی خط کا موجد حضرت آدم
ہفت ہزاری کو بتاتے ہین اور بعض حضرت ادریس کو بعض کہتی ہین اسنے معقلی خط ایجاد کیا
اور بعض کہتی ہین کہ اس معقلی خط سے امیر المومنین علی نے خط کوفی ایجاد کیا۔ خطوط مین اختلاف
سطح و دور سے ہوتا ہی چنانچہ خط کوفی مین ایک دانگ دور ہی اور باقی سطح۔ معقلی مین سب سطح ہے۔
پرانی عمارتون کے کتابے اسی خط مین ہین۔ سب سے بہتر وہ خط ہی جسمین سیاہی و سفیدی عمدہ
روش سی جدا ہو۔ پڑھنے مین کچھ اشتباہ نہ ہو۔

ایران و توران و روم و ہند مین آٹھ طرح کے خطون کا رواج ہی اور ان مین سی ہر ایک خط
مین ایک گروہ لکھتا ہی انمین سی ابن مقلہ نے ۳۱۰ ہجری مین خط معقلی و کوفی سی چھہ طرح کے خط ایجاد
کئے ہین جنکے نام یہ ہین۔ ثلث۔ توقیع۔ محقق۔ نسخ۔ ریحان۔ رقاع۔ ایک گروہ خط غبار کو

بھی ان مین داخل کرکے سات خط لکھتا ہی بعض خط نسخ کو یاقوت مستعصمی کا ایجاد کہتے ہین رقاع
وتوقیع سے ساتوان خط تعلیق پیدا ہوا۔ اٹھوان خط نستعلیق ہی جسمین دائرے بہت ہین
اسکو امیر صاحبقران کے عہد مین خواجہ میر علی تبریزی نے نسخ و تعلیق سے ایجاد کیا مگر یہ غلط ہی
اسلئے کہ نستعلیق خط مین کتابین صاحبقران کے زمانہ سے پہلی لکھی ہوئی موجود ہین۔

پادشاہ کی قدردانی اور رازشناسی سے بہت طرح کے خطون مین ترقی ہوئی۔
نادرہ کار نغز پردازون کی قدر زیادہ ہوگئی ہی۔ خصوصاً نستعلیق خط کا رواج بہت
ہوگیا ہی محمد حسین کشمیری مخاطب بہ زرین قلم پادشاہ کا بیمثل خوشنویس ہی۔ پادشاہ نے کتابخانہ
کے چند حصے کئے ہین کچھ اُن مین سے محل کے اندر رہتی ہین کچھ باہر پھر ہر حصہ کی کئی قسمین
کی ہین علم علم کی و نامہ نامہ کی کتابین موافق قیمت کے درجہ رکھتی ہین اور نظم و نثر
ہندی فارسی یونانی کشمیری عربی کتابین جدا جدا ترتیب سے کتابخانہ مین رکھی جاتی ہین
پادشاہ انکا مطالعہ اس طرح کرتا ہی کہ روز بروز آگاہ دل کاردان کتابون کو پادشاہ
کو سناتے ہین پادشاہ کتاب کو اول سے آخر تک سنتا ہی ہر روز جہان تک کتاب سنائی
جاتی ہی وہان پادشاہ اپنی قلم سے نقش کردیتا ہی اور اوراق کی تعداد کے موافق خوانندہ
کو روپیہ اشرفیان انعام ملتی ہین مشہور کتابین بہت ہی کم ہونگین جو محفل شاہی مین
مذکور نہ ہوئی ہون پاستانی داستانین اور غرائب علوم اور نوادر حکمت ایسی نہ ہونگی
کہ پادشاہ کو یاد نہ ہون مکرر سننے سے اسکو ملال نہوتا تھا بہت رغبت سے سنتا تھا یہ
کتابین ہمیشہ پادشاہ کے روبرو پڑھی جاتی ہین۔ اخلاق ناصری۔ کیمیای سعادت
قابوس نامہ مکتوبات شرف منیری۔ گلستان حدیقہ سنائی مثنوی مولوی روم۔ جام جم
بوستان۔ شاہنامہ خمسہ نظامی۔ کلیات خسرو مولانا جامی۔ دیوان خاقانی و انوری
اور اور تاریخ نامی۔

ہندی سنسکرت و یونانی و عربی و فارسی کی کتابون کے زبان دانون کو ہمیشہ حکم
ہوتا تھا کہ وہ ایک زبان کو دوسری زبان مین ترجمہ کرین۔ چنانچہ زیچ جدید مرزائی کا

کچھ حصہ میر فتح اللہ شیرازی کی دیدہ وری اور ابوالفضل کی ترجمانی سے چند جوتشی لنگا دھر
مہیس مہانند نے سنسکرت سے فارسی مین ترجمہ کیا اور کتاب مہابھارت کہ ہندوستان کی
قدیم کتابون مین سے ہی نقیب خان و مولانا عبدالقادر بداؤنی و شیخ سلطان تھانیسری کے
اہتمام سے سنسکرت سے فارسی زبان مین ترجمہ ہوا اس مین قریبا ایک لاکھ کے شعر مین بادشاہ
نے اسکا نام رزم نامہ رکھا اور اسی گروہ نے کتاب رامائن کا ہندی سے فارسی مین ترجمہ کیا
وہ ہند کی تالیفات قدیم سے ہی اور اسمین رامچند کا احوال بتفصیل لکھا ہی اور بہت سی نوادر
حکمت اسمین مندرج ہین اور کتاب اتھربن بید کا ترجمہ فارسی زبان مین حاجی ابراہیم سرہندی نے
کیا۔ یہ کتاب ہندون کے زعم مین چار کتاب الٰہی مین سے ایک ہی۔ علم حساب مین لیلاوتی
حکماء ہندوستان کی عمدہ تالیف ہی شیخ ابوالفیض فیاضی نے اسپر سے ہندی کا نقاب
اوٹھاکر فارسی چادر اوڑھائی۔ کتاب تاجک کہ علم نجوم مین ایک معتبر کتاب ہی وہ بادشاہ کے
اشارہ سے مکمل خان گجراتی نے فارسی مین ترجمہ کیا واقعات حضرت گیتی ستان تیمور کہ آیات دستور العمل
کارآگہی ہی مرزا خانخانان نے ترکی سے فارسی مین ترجمہ کیا۔ تاریخ کشمیر جسمین چار ہزار سال کا حال
لکھا ہوا ہی مولانا شاہ محمد شاہ آبادی نے کشمیری زبان سے فارسی مین ترجمہ کیا۔ معجم البلدان
کہ بلاد و امصار کے بیان مین ایک عجیب کتاب ہی ملا احمد ٹھٹھوی و قاسم بیگ و شیخ بھاورا۔
اور چند اور آدمیون نے عربی سے فارسی مین ترجمہ کیا۔ ہربنس جو احوال کشن پر مشتمل ہی مولانا
شیری نے فارسی مین اسکا ترجمہ کیا۔ کتاب کلیلہ دمنہ کہ حکمت عملی مین ایک کارنامہ ہی جس سے
معجب ہوتا ہی نصراللہ مستوفی و مولانا حسین واعظ نے فارسی مین ترجمہ کیا تھا مگر اوس مین
استعارات غریب و لغات دشوار تھی۔ بادشاہ کے حکم سے ابوالفضل نے ایک فارسی کا خلعت تازہ
پہنایا عیار دانش اسکا نام مشہور ہوا۔ نل و دمن کے عشق کا قصہ کہ سنسکرت زبان مین
ارباب ذوق کا جگر گداز تھا شیخ فیضی فیاضی نے لیلی مجنون کی بحر مین نظم مین لکھا وہ
نل دمن کے نام سے شہرہ آفاق ہوا۔ جب بادشاہ کو نقل کے خزانہ پر آگاہی ہوئی تو
اوس نے حکم دیا کہ ہفت اقلیم کا احوال آخر ہزار سال کا خبر شناس تاریخ دان ایک جگہ

جمع کرین۔ اول نقیب خان نے اور ایا اور جماعت نے اس کام کو شروع کیا مولانا احمد ٹھٹوی نے اسکا بہت سا حصہ لکھا و جعفر بیگ آصف خان نے اسے ختم کیا اور اسکا خط ابو الفضل نے اور تاریخ الفی اوسکا نام رکھا۔ یہ اوپر کا بیان ابو الفضل سے نقل ہوا ہے مگر اب ہم ان کتابون کے ترجمہ کے بیان کو تاریخ بدایونی سے نقل کرتے ہین وہ زیادہ مفصل ہین

اتھربن بید

اتھربن وید ۹۸۳ھ مین ایک بڑا پنڈت برہمن دکن سے آیا اور اپنی رغبت سے اسلام سے مشرف ہوا اور بادشاہ کے خاص خیل کی زمرہ مین داخل ہوا شیخ بہاون اسکا نام ہوا۔ بادشاہ کا حکم ہوا کہ اتھربن وید کو کہ اہل ہند کی چار مشہور کتابون مین سے چوتھی کتاب ہے اور بعض احکام اسکے ملت اسلام کے موافق ہین اسکے معانے وہ بیان کرے اور عبد القادر اوسکو سنسکرت سے فارسی زبان مین ترجمہ کرے۔ اسکی عبارت مین بہت اغلاق تھا اور معانی بیان کرنیوالا اسکو اچھی طرح بیان نہین کرسکتا تھا اور اوسکے مقاصد مفہوم نہین ہوتے تھے یہ حال عبد القادر نے بادشاہ سے عرض کیا اسنے اول شیخ فیضی کو اور بعد ازان حاجی ابراہیم سرہندی کو ترجمہ کا حکم دیا وہ اوسکو خاطر خواہ نہ لکھ سکا اور وہ باقی رہا اس بید کے حکمون مین سے یہ ایک حکم ہے کہ جب تک اسکا ایک خاص فقرہ ہندو نہ پڑھے تو اسکی نجات نہین ہوگی۔ اس فقرہ مین لام اتنی دفعہ آتا ہے کہ وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہو جاتا ہے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ ہندون کو گائے کا گوشت کھانا چند شرطون کے ساتھ مباح ہے تیسری یہ کہ ہندون کو مردون کو جلانا نہین چاہیے دفن کرنا چاہیے۔ ان باتون کے مباحثے مین شیخ مذکور ہند کے برہمنون پر غالب آتا اور سب کو الزام دیتا اور اسی تقریب سے وہ مسلمان ہوا۔

مہابھارت

مہابھارت کتب ہند مین ایک معظم کتاب ہے اور طرح طرح کے قصص و مواعظ و نصائح و اخلاق و آداب و معارف و اعتقادات لکھی ہین اور ہندون کے مذاہب طریق عبادات کا بیان اس مین ہے اور انہین کے ضمن مین فرمانروایان ہند کوروون اور پانڈوون کی لڑائی کا بیان لکھا ہے جسکو بعض کہتے ہین کہ چار ہزار برس و کسر سے زائد گذرے ہین۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ اس سے زیادہ اور کئی ہزار برس گذرے ہین اور زمان آدم علیہ السلام سے پیشتر

ہے۔ اور ہندو اسکے لکھنے اور پڑھنے کو عبادت عظیم جانتے ہین اور مسلمانون سے چھپاتے ہین
اس ترجمہ کا سبب یہ تھا کہ شاہنامہ و قصہ امیر حمزہ سترہ جلدون مین پندرہ برس کی عرصہ مین
نے لکھا یا تھا اور بہت روپیہ اوسکی تصویرون کے کھچوانے مین خرچ کیا تھا۔ ایسے ہی قصہ ابو مسلم
جامع الحکایات وغیرہ کو بار سنا تھا انکی نسبت بادشاہ کی رائے یہ تھی۔ ان مین اکثر
شاعرانہ بناوٹ کی باتین ہین مگر وہ ایسی نیک ساعت ہوئی ہین اور سعید طالع مین تصنیف ہوئی ہین
کہ انکی پوری شہرت ہوگئی ہے۔ اب سنسکرت کی کتابون کو جو مرتاض عاقل عابدون نے
تصنیف کی ہین اور سب صحیح اور نص قاطع ہین اور ہندوؤن کے دین و اعتقادات کا مدار انپر
ہے اسکا ترجمہ سنسکرت سے فارسی زبان مین اپنے نام سے کرانا چاہئے کہ وہ تازہ غیر مکرر ہونگے اور
سعادات دینی و دنیوی کی مثمر اور حشمت و شوکت بیرونی کی منتج اور کثرت اولاد و اموال
کی مستوجب ہونگی جیسا کہ ان کتابون کے خطبون مین لکھا ہے اس لئے سنہ ۹۹۰ مین بادشاہ نے حکم دیا
کہ پنڈتون کی ایک جماعت اکھٹی ہوکر مہابھارت کے معانی بیان کرے چند راتون تک
بادشاہ نے خود انکے معانی نقیب خان کے خاطر نشان کئے تا کہ اصل کو فارسی زبان مین تحریر کرے اور
اور تیسری شب کو فقیر عبد القادر کو بلاکر حکم فرمایا کہ نقیب خان کے ساتھ شریک ہوکر ترجمہ کرے مین
چار مہینے مین اس مزخرف و لاطائل کے اٹھارہ فن (۱۸ پرب) مین سے دو فن کا ترجمہ لکھا اور
کیا کیا اعتراضات سُنے جنکے معانی یہ تھے کہ مین حرام خوار اور شلغم خور ہون۔ ان کتابون
مین فقیر کا نصیبہ یہی تھا۔ النصیب نصیب بعد ازان اسکا ایک حصہ ملا شیری اور نقیب خان نے
تمام کیا اور حاجی سلطان تھانیسری نے اسکا ایک حصہ تنہا ترجمہ کیا بعد ازان اس خدمت
پر شیخ فیضی مامور ہوا اس نے بھی دو فن سے زیادہ ترجمہ نہین کیا پھر حاجی مذکور نے دوبارہ اسکو
لکھا۔ باتین جو اول بار مین فروگذاشت ہوئی تھین اونکے نقص کو دور کیا اور اس کو
یہان تک اصل کے مطابق کیا کہ نقطہ مگس کو بھی متروک نہ کیا سو جزون کا حصہ باریک خط مین لکھا
جسکا نتیجہ اسکو یہ ملا کہ کسی تقریب سے اسکو بادشاہ نے خارج کرکے بکھر مین بھیجدیا اب وہ اپنے شہر مین
ہے۔ ان مہرون (معانی بیان کرنیوالے) اور مترجمون مین سے اکثر کورون اور

پانڈون کے ساتھہ محشور ہین زمرگئی ہین اور کافرون کے ساتھ انکا حشر ہوا ہی باقی پانڈون کو خدا تعالی نجات دی اور توبہ کی توفیق کرامت کری اور عدد من اکرہ وقلبہ بالایمان مسموع ہو وانہ ہو التواب الرحیم اسکا نام رزم نامہ رکھا گیا تصویرین بنائی گئین اور نقلین مکرر ہوئین اور امرا کو حکم ہوا کہ ایک نسخہ اسکا تیمنا وتبرکا رکھین اور ابو الفضل نے تفسیر آیۃ الکرسی تالیف کی تھی اسکے برعکس اس کتاب کا خطبہ دو جزو کا لکھہ دیا نعوذ باللہ من الکفریات والحشویات

سنہ ۹۹۲ مین بادشاہ نے حکم دیا کہ رامائن کا ترجمہ عبد القادر کرے اس نے چار سال مین اسکا ترجمہ تمام کیا اور اسکا نسخہ بادشاہ کی نذر کیا اوسکے اخیر مین لکھا تھا

ما قصہ نوشتیم بہ سلطان کہ رساند	جان سوختہ کردیم بجانان کہ رساند

اس شعر کو بادشاہ نے بہت پسند کیا اور پوچھا کہ ترجمہ کے کتنی جزو ہوئی - عبد القادر نے کہا کہ اول مجملا ستر جزو تھے اور دوسری دفعہ مفصلا ایک سو بیس جزو - حکم فرمایا کہ دیباچہ بھی مصنفین کی رسم کے موافق لکھو عبد القادر نے اس سے اعراض کیا - وہ لکھتا ہی کہ نقل کفر کفر نہین ہوتی - یعنی بادشاہ کے حکم سے ترجمہ کیا گو اس سے مجھے کراہت تھی اور جسکے سبب سے مجھے یقین ہی کہ لعنت ملامت ہوگی مین اس سے توبہ کرتا ہون خدا تعالی قبول کرے -

سنہ ۹۹۹ مین بادشاہ نے عبد القادر کو حکم دیا کہ ملا محمد شاہ آبادی نے جو ایک فاضل جامع معقول و منقول ہی حسب الحکم تاریخ کشمیر فارسی مین ترجمہ کی ہی اوسکو سلیس عبارت منقح مین لکھ دو مہینے کی عرصہ مین اسکا انتخاب کیا اور یہ بیت آخیر مین لکھی

در عرض یک دو ماہ بہ تقریب حکم شاہ	این نامہ شدہ چو خط پری پیکران سیاہ

بادشاہ نے یہ نذر لیکر کتب خانہ مین داخل کی اور وہ بہ شوق پڑھی جاتی ہی -

سنہ ۱۰۰۰ مین بادشاہ نے عبد القادر کو حکم دیا کہ شیخ ابو الفضل علماء کی مقبول کتاب جامع رشیدی کہ ایک مجلد عظیم ہی عربی سے فارسی مین ترجمہ کرے اسمین سے شجرہ خلفاء عباسیہ - و مصریہ و بنی امیہ کہ آنحضرت تک ختم ہوتا ہے اور وہان سے آدم تک پہنچتا ہی اسکا اور تمام انبیاء اولو العزم کا حال مفصل ترجمہ کیا -

رامائن

تاریخ کشمیر

جامع رشیدی

تاریخ الفی

جب سنہ ہجری ہزار گذر گئی تو پادشاہ نے حکم دیا کہ ایک تاریخ تالیف کی جاوے جس مین آجتک کے دنیا ہان اسلام کا حال ایسا لکھا جاوے کہ حقیقت مین وہ اور تاریخون کی ناسخ ہو اور نام اسکا الفی رکھا جاوے اور سنوات مین بجای لفظ ہجرت کے لفظ رحلت لکھا جاوے اور آنحضرت صلعم کی وفات سے آجتک کے وقائع عالم سات آدمی لکھین سال اول کا حال نقیب خان دوم سال کا حال شاہ فتح اللہ علی ہذا القیاس حکیم ہمام و حکیم علی و حاجی ابراہیم سرہندی کہ گجرات سے آیا تھا اور مرزا نظام الدین احمد و عبد القادر لکھین - دوسری ہفتے مین ۳۵ سال کا حال مرتب ہوا - بعد ازان ملا احمد ٹھٹوی کو حکم ہوا کہ چھتیسوین سال سے تاریخ الفی لکھے - اُسنے تعصب سے موافق اپنے اعتقاد کی بحجہ کچھہ جی مین آیا لکھا - دو جلدون مین چنگیز خان کے زمانہ تک واقعات کو لکھا کہ اسکو مرزا فولاد برلاس نے مارڈالا - باقی احوال حسب الامر آصف خان نے سنہ ۹۹۷ تک لکھا سنہ مین عبد القادر کو لاہور مین حکم ہوا کہ اس تاریخ کو از سر نو مقابلہ کر کے تصحیح کرے اور سنوات کی جو تقدیم و تاخیر ہوئی ہے انکو ترتیب دیوے ایک سال تک اسکو ان خدمات سے شغل رہا اور دو جلدون کا تو مقابلہ کیا اور دو جلدون کو اُسنے آصف خان کے حوالہ کیا - غرض اس تاریخ کے اول دو دفتر ملا احمد ٹھٹوی نے لکھے ہین اور تیسرا دفتر آصف خان نے اور اسکی تصحیح و مقابلہ ملا مصطفی کاتب لاہوری کی اتفاق سے ملا عبد القادر نے کیا ہے -

نل دمن

سنہ ۱۰۰۳ کے اوائل صفر مین پادشاہ نے ملک الشعرا فیضی کو حکم دیا کہ پنج گنج لکھے پانچ مہینے کے عرصہ مین اُسنے نل دمن کہ عاشق و معشوق ہین اور انکا قصہ ہند مین مشہور ہے چار ہزار دو سو شعرون مین لکھا اور چند اشرفیون کے ساتھ پادشاہ کی نذر کیا - وہ بہت پادشاہ کو مستحسن معلوم ہوا اور اسکی کتابت کا اور اسمین تصویرون کے لگنے کا حکم ہوا نقیب خان کو حکم ہوا کہ اُسکو وہ پڑھ کر سنائے - سچ یہ ہے کہ ایسی مثنوی تین سو برس سے بعد شیرین خسرو کے کسی نے ہند مین نہین تصنیف کی ہے -

سنگھاسن بتیسی

بکرماجیت کے زمانہ مین سنسکرت زبان مین تصنیف ہوئی تھی - اسمین بتیس کہانیان ہین بتیس کٹ پتلیان راجہ کے سنگھاسن کو سر پر لئے ہوئے کھڑی ہین اور ہر ایک پتلی ایک حکایت راجہ

مکس ملر صاحب کا بیان - شبیہ کشی

بکرماجیت مہاراجہ مالوہ کے حال مین کہہ رہی ہین - عبد القادر کو حکم دیا کہ آج ہی سے وہ فارسی زبان مین اسکا ترجمہ شروع کرے اور ایک پنڈت مقرر کردیا کہ وہ اسکے روبرو اسکا مطلب بیان کرے - بادشاہ نے ملا کا ترجمہ پسند کیا اور خرد افزا اسکا نام رکھا جو اسکے ترجمہ کی تاریخ ہی -

مگر ملر صاحب جو دنیا کی زبانون کے علم مین بے مثل عالم متبحر مشہور ہین وہ اپنی کتاب رہی لی جین سائنس (اس کتاب مین یہ ذکر ہی کہ مذہب بھی سائنس ہی) لکھتے ہین کہ اگر تاریخ عالم کو مطالعہ کیجیے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ جا بجا سنہ ۱۵۴۲ و سنہ ۱۶۰۵ کے درمیان آپس مین مذہبون کی باہم مقابلہ کرنے کا اور مذہبی تحقیقات کا شوق شہنشاہ اکبر کو ہوا ہی ایسا کسی اور شہنشاہ کو دنیا مین پہلے نہین ہوا اس نے بہت دولت خرچ کی - اس نے مجتہدین مذہب کو دور دور سے بلایا - کردستان سے آردشیر زردشتی کو بلایا - مذہبی کتابون کے ترجمون مین لاکھون روپے خرچ کیے بہت کتابون کو جمع کیا -

شبیہ کشی کو عرف مین تصویر کہتے ہین چونکہ وہ جد و بازی دونو کا دستمایہ ہی اس لیے بادشاہ کو شوق اسکا ابتداے عمر سے ہی اور اسکو رواج و رونق دینی کا طلبگار ہی اس سبب سے نادر جادوکاری نے رونق پائی اور ایک گروہ نامور مصورون کا پیدا ہوگیا ہر ہفتہ مین داروغہ اور بتکچی (محرر) ہر مصور کے کامون کو بادشاہ کی نظر کے سامنے لاتے ہین اور انکی خوبی کے اندازہ کے موافق بخشش ملتی ہی اور اضافہ تنخواہ اونکا ہوتا ہی تصویر کشی کے مصالح پر بہت غور ہوتی ہی اور تصویرون کی قیمت مقرر ہوگئی ہی رنگ آمیزی کا اور ہی جوبن نکلا ہی اور صفائی کی اور ہی تازہ آبرو ہوگئی ہی - ایسے شیرین کار ہنرمند چہرہ افروز ہوئے ہین کہ شہرۂ آفاق بہزاد کی نادرہ کاری کی اور اہل فرنگ کی سحر پردازی کی برابری کرتے ہین - کام کی تازگی و نقوش کی صفائی و ثبات دست اور اور گزیدہ صفات مین مصوری بے مثل ہوگئی ہی اور جمادی اجسام کی بے جان تصویرین جاندار معلوم ہوتی ہین مصورون سے زیادہ پیشوائی کے درجہ پر پہنچ گئے ہین اور انکی بلند نامی کا آوازہ بلند ہوگیا ہی اور ایسے مصورون کا طائفہ کہ اپنی منزل قریب

پہنچ گئے ہین ویسے طبقی لوگ اسی راہ پر چلے ہین بہت ہین - ہند مین جو اب مصوری ہی اسکی تصویر
کبھی بھی خیال مین نہین گذرتی تھی کوئی ملک جہان مین مصوری مین اسکی برابر نہین ہی -
اس شاہزادہ کے پیش رو ون مین ہی میر سید علی تبریزی اور عبدالصمد شیرین قلم شیرازی اور دسونتھ
کہار کا لڑکا ہی - یہ لڑکا اس کارخانہ مین نوکر تھا اور مصوری کی ہوس مین دیوارون پر صورتین بناتا
اور نقش کاڑھتا ایک دن بادشاہ کی نظر اوسپر جا پڑی وہ سمجھہ گیا کہ یہ لڑکا ہونہار ہے
ایک دن یہ استاد ہو جائیگا اسکو خواجہ عبدالصمد کے حوالہ کیا تھوڑے دنون مین یگانہ
روزگار ہوا اور دیوانہ ہو کر خودکشی کر کے مر گیا تعجب ہی کہ صورت بینی اور تمثال آرائی جس کو
لوگ خواب غفلت سمجھتے ہین وہ اندیشہ کی درستی سے علم کی جاندار اور جہالت گرد بے درمان
کی دوا ہی تقلید پیشہ جو تصویر کے دشمن ہین اب اونکی آنکھین کھلی ہین کہ حقیقت کو دیکھتی
ہین - ایکبار روز انجمن رازگوئی مین بادشاہ نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ جو مصوری کے پیشہ
کی برائی کرتے ہین اونکو میرا دل نہین پسند کرتا اور میری نزدیک خداشناسی مین . . . . .
. . . بہت آدمیون سے مصور بہتر ہوتا ہے اسواسطے جسوقت وہ جانور کی تصویر کھینچتا ہے
اور اوسکے عضو عضو کی صورت بناتا ہے اور اوسکے اندر روح نہین پھونک سکتا ہی تو وہ
جہان آفرین کی نیرنگی کی طرف متوجہ ہو کر اسکو پہچانتا ہی جب اس پیشہ کا مرتبہ بلند ہوا بڑی
بڑی نادر کام تیار ہوے - فارسی نظم و نثر کی کتابون کو اسنے آراستہ کیا - دلکشا مجلسون
کی تصویرین اسنے بنائین قصہ حمزہ کے بارہ دفترون کو رنگ آمیز کیا - استادون
نے اسمین چودہ سو جگہہ تصویرین بنائین چنگیز نامہ - ظفرنامہ - آئین اکبری - رزم نامہ
راماین - نلدمن کلیلہ دمنہ - عیار دانش وغیرہ مین پیکر نگاری ہوئی - پادشاہ نے
کتابون مین جہان تصویرین بننی چاہئین تھین خود نشان کر دئیے - پادشاہ کے
اشارہ سے تمام ملازمان دولت کی تصویرین بنائی گئین اور ان سے ایک بڑی کتاب
آراستہ ہوئی جس سے مردون مین ایک تازہ جان پڑ گئی اور حاضرون کو زندگی جاوید
ملی جیسی کہ تصویرون کو بلند نامی حاصل ہوئی - ایسی ہی نقاشون نے نقشون

(۳۵) آئین قورخانہ

جدول آرائیوں سے صحافوں کا بازار بھی گرم ہوا۔

قورخانہ سے خانہ آبادی جہان کی صورت ہوتی ہی اور سپہ آرائی کا سرانجام ہوتا ہی۔ اسی سبب سے بادشاہ اسپر بہت دل لگاتا ہی اور اسکی آرایش میں بہت غور کرتا ہی اور انکی تازی تازی طرحیں نکالتا ہی۔ اس سے کام کے جوہر نے فزایش پائی ہی۔ بادشاہ کے پاس ایک جوشن (زرہ) آئی۔ اسپر بندوق لگائی تو گولی کا نشان بھی اسپر نہوا۔ قورخانہ (اسلحہ خانہ) ایسا تیار رہتا ہے کہ وہ لشکر کو کافی ہوتا ہی۔ بازاروں میں ہتھیار جس قیمت پر بکتے ہیں بادشاہ انکو بھی دیکھتا ہی۔ اپنے خاص ہتھیاروں کا نام رکھتا ہی اور اوسکے درجے مقرر کرتا ہی۔ ۳۰ شمشیر خاصہ ہیں ان میں سے ہر روز ہر شمشیر باری باری سے شبستان میں جاتی ہی۔ جب دوسری شمشیر جاتی ہی تو پہلی شمشیر واپس آتی ہی اور اسکو باہر لوگ باری باری سے لیتے ہیں روز چالیس شمشیر تیار رہتی ہیں اسکو کوتل کہتے ہیں۔ جب بادشاہ کی خاصہ شمشیریں خرچ ہو جاتی ہیں اور بارہ رہ جاتی ہیں تو ان کوتل شمشیروں سے انکی تعداد پوری کی جاتی ہی۔ جمدھر۔ کھپوہ۔ چالیس چالیس رہتے ہیں اور ہر ایک کی باری ایک ہفتہ کے بعد آتی ہی اور انہیں سے ہر ایک کے بیس بیس کوتل رہتے ہیں اور انکی بھرتی بھی شمشیروں کی طرح ہوتی ہی آٹھ کارد و بیس بیس نیزے و برچھی رہتی ہیں ہر ایک کی باری ایک مہینے میں آتی ہی مشہد اور بھدایں کی ۸۶ کمانیں اور سوائے ان کے اور ۲۴ کمانیں رہتی ہیں سواری اور بار عام کے وقت امیرزادے اور امرا اور منصبدار واحدی قور کو ہاتھوں اور کندھوں پر اٹھاتے ہیں۔ ان میں سے چار چار آدمیوں میں سے ہر ایک چار ترکش چار کمان چار شمشیر چار سپر لیتے ہیں اور انکے سوا نیزہ و برچھہ۔ زاغ نول۔ پیازی۔ گپتی۔ کمان گروہ غلیل۔ کینک۔ صندلی شائستہ آئین سے اٹھاتے ہیں اور چند قطار (پانچ اونٹوں کی ایک قطار ہوتی ہی) شتر و استر پر بھی طرح طرح کے سلاح آمادہ رہتے ہیں اور چند چھکڑے بگھی اور سوا انکے اور جانور سفروں میں بار برداری کرتے ہیں۔ بارگاہ میں امرا اور اور آدمی قور کی برابر منتظر خدمت کھڑے رہتے ہیں اور سواری میں وہ پیچھے چلتے ہیں مگر چند خاص امیر بادشاہ کے قریب رہتے ہیں۔ سجے ہوئے ہاتھی و اونٹ و بہلیاں و نقارے و علم و کوکبہ اور سامان شکوہ

تور کے ساتھ ہوتا ہی۔ اور بیساول انکا اہتمام کرتے ہین۔ اور میر بخشی انکی مدد کرتے ہین کارآگاہ
چند میر تکا بیادے اور چند اور آدمی تور کو اُٹھاتے ہین۔

(۳۴) آئین توپخانہ

توپ جہانبانی کی اقبال سرا کا عجیب قفل ہی اور کشورکشائی کے دروازہ کی دل کشا کنجی۔
جتنی توپین یہان ہین اس سے زیادہ کہین سوائے روم کے نہین ہین بعض توپین ایسی ہین کہ
انمین بارہ من کا گولہ چھوٹتا ہی اور کئی ہاتھی اور ہزارون بیل اسکو لیکر چلتے ہین بادشاہ ان
توپون کی رونق کو معنوی مقاصد مین سے گنتا ہی اور بہت اُن پر توجہ کرتا ہی۔ جید داروغہ
اور شرف نگاہ توپ بندی مقرر کرتا ہی اور ساری کارخانے کو نہایت عمدہ انتظام سے رکھتا ہی۔
بادشاہ نے ان توپون مین بہت باتین اختراع کی ہین۔ ایک توپ ایسی بنائی ہی کہ اسکے
پرزے جدا جدا کرکے یورش مین آسانی سے لیجا سکتے ہین اور پھر چھوڑنے کی وقت انکو ملا سکتے ہین
سترہ توپون کو اس طرح پیوند دیا ہی کہ ایک فتیلہ سے چھوٹ جاتی ہین اور ایک توپ
ایسی بنائی ہی کہ اسکو ایک ہاتھی لیجا سکتا ہی اسکا نام گجنال ہی اسی کو ہتھنال کہتے ہین
ایک توپ ایسی ساخت کی ہی کہ ایک آدمی اُسکو لیجا سکتا ہے اسکا نام نرنال ہی اسکے اہتمام کے لئے امرا احدی ماہوار پاتے ہین
اور پیادہ کی تنخواہ ۴۰۰ دام سے زیادہ اور ۱۰۰ دام سے کم نہین ہی۔

(۳۵) آئین بندوق

بادشاہ کو بندوق کی طرف بہت میل ہی وہ اسکے بنانے مین اور چھوڑنے مین اپنا جواب
نہین رکھتا ایسی بندوقین بناتا ہی کہ اگر انکو لبالب بارود سے بھر کر چھوڑو تو بھی وہ پھٹتی
نہین۔ پہلے انمین ایک چوتھائی سے زیادہ بارود نہین بھری جاتی تھی انکے بنانے کا یہ
دستور تھا کہ پتک (ہتوڑے) وسندان سے لوہے کو چوڑا کرتے اور پھر اسکے چوڑے سرون
کے کنارون کو جوڑ دیتے تھے اور بعض دوربینی یہ کرتے تھے کہ ایک طرف کو نکلا رکھتے تھے۔
انکے پھٹنے سے گزند پاتے تھے خاص کر پہلی طرح کی بندوقون سے۔ اب بادشاہ
نے انکے بنانے کی یہ روش نکالی ہی کہ لوہے کو چوڑا کرکے اسکو مار کی طرح اریب کے ساتھ اس
طرح لپیٹتے ہین کہ ہر پیچ مین اسکا طول زیادہ ہوتا جاتا ہے اسکے کنارون کو نہین ملاتے
بلکہ انکو نکلا رکھتے ہین اور پھر انکو آگ مین پختہ کرتے ہین کبھی یہ بھی کرتے ہین کہ لوہے کا میل

یعنی اسطوانہ بناتے ہین اور اُس مین سوراخ کرتے ہین اور ایسے تین چار اسطوانون کو دراز بندوق کے لئے اور دو اسطوانون کو چھوٹی بندوق کے لئے جوڑ لیتے ہین ایسی بندوق بھی بنائی ہی کہ بغیر فتیلہ آتش (توڑہ) کے وہ فقط باشد کی تھوڑی حرارت سے چھوٹ جاتی ہی اور بہت سی گولیان ایسی بنائی ہین کہ وہ لگ کر تلوار کا کام دیتی ہین۔ ان سب بندوقون مین سرافراز سنگرام بندوق ہی جس سے فروردین ماہ الٰہی مین ایک ہزار نو سو جانور شکار کئے مین پادشاہ کی قدردانی سے بڑے بڑے بندوق ساز استاد پیدا ہو گئے ہین خصوصاً استاد کبیر حسین بڑی ہنرمند ہین۔

بندوقون پر جابجا آہن۔ کاریگر۔ جائے ساخت سال و ماہ کے ہندسے لکھے جاتے ہین پہلے سخت ۔۔۔ آدمی بہت سے آلات سے محنت کر کے بندوقون کو صاف کرتا تھا۔ مگر پادشاہ نے ایک چرخ ایجاد کیا ہی۔ ایک بیل اُسکو گردش دیتا ہی۔ سولہ بندوقین تھوڑی دیر مین اندر سے صاف ہو جاتی بندوقین کیا خاص کارخانہ شاہی کی بنی ہوئی ہین یا پیشکش مین آتی ہین یا خریدی جاتی ہین انکی یہ قسمین ہین۔ دراز۔ کوتاہ۔ سادہ۔ نگین کوفت کار۔ پادشاہ نے ہزارون بندوقون مین سے ۱۰۵ بندوقین خاصہ پسند کی ہین۔

پادشاہ نے میردھہ کی تنخواہین یہ چار طرح کی مقرر کی ہین۔ ۳۰۰ دام ۲۸۱ دام ۲۷۰ دام ۲۶۰ دام اور باقی اور کی تین قسمین کی ہین اور ہر قسم کی تنخواہ تین طرح کی مقرر کی ہی۔ اول کے ۲۵۰ دام دوم ۲۴۰ دام سوم نے ۲۳۰۔ اور قسم دوم کے اول کے ۲۲۰ دام اوسط کے ۲۱۰ دام ادنی کے ۲۰۰ دام قسم سوم کے اول کے ۱۹۰ دام دوم کے ۱۸۰ دام سوم کے ۱۷۰ دام چہارم کی اول قسم کی ۱۶۰ و میانہ کی ۱۵۰ و فروتر کی ۱۴۰ پنجم کی اول قسم کی ۱۳۰ اوسط ۱۲۰ دام ادنی ۱۱۰۔

یہ جانور بھی عجیب ہی تنومندی و ہمواری مین کوہ کی مانند۔ دلیری و جان شکری مین شیر کردار شکوہ افزائی و کشور کشائی مین سترگ نبرد اور آبادی سپاہ و ملک مین آویز ہندوستانی تجربہ کار کہتے ہین کہ عمدہ ہاتھی پانچ سو لشکر سوارون کی برابر ہوتا ہی۔ اور جب جید

دلیر تیر انداز اسکے ہمعنان ہون تو ایک ہاتھی ہزارون آدمیون کا کام دیتا ہی۔ تندخوئی و سبک عنانی مین وہ عربی گھوڑے کی برابر ہی اور فرمان برداری و رموز دانی مین زیرک آدمی کی برابر مستی کی شورش مین اور کینہ وری کی آشوب مین وہ آدمی سی بڑھکر ہی اپنی مادہ کو گزند نہین پہنچاتا باوجودیکہ وہی اسکو گرفتار کراتی ہی اور اپنی سے چھوٹے ہاتھیون سی نہین لڑتا اور نہ انکو لائق کشش جانتا ہی۔ حق شناس ایسا ہی کہ اپنی مہاوت کو آزار نہین دیتا ہمیشہ خاکساری کرتا ہی لیکن سواری کے وقت اس سی وہ باز رہتا ہی۔

ایک ہاتھی شورش مستی و خشمگینی مین اپنی ہمسر سے لڑ رہا تھا کہ ایک چھوٹا لڑکا اسکے پانوٗن کے نیچے آگیا مہربانی سے اسکو سونڈ مین اوٹھاکر ایک طرف رکھ دیا اور پھر جنگ شروع کی۔

جب مستی مین وہ قید سے رہائی پاتا ہی اور خودسر ہوتا ہی تو کسی کا مقدور یہ نہین ہوتا کہ اسکے پاس بھی جاکر پھٹکے۔ پردل کاردان ہتنی پر سوار ہوکر اسکے پاس جاتا ہی اور پابند کرتا ہی بہت سی ہتنیان اپنی بچون کی سوگواری مین کھانا۔ پینا چھوڑ دیتی ہین اور اسی غم مین جاتی ہین ہاتھی بہت طرح کے کام سیکھتی ہین۔ ان اصول کو کہ سوائے موسیقی شناس کے کوئی اور نہین سمجھتا وہ انکو سیکھ لیتا ہی اور انکے موافق اپنے اعضا کو جنبش دیتا ہی اور روش مین آتا ہی وہ کمان کھینچتا ہی۔ نیزہ پھینکتا ہی اور افتادہ کو اٹھاکر فیلبان کو دیتا ہی۔ رسم ہی کہ دانہ کو گھاس مین لپیٹ کر ہاتھی کو خورش مین دیتی ہین اور وہ پاسبان کے اشارہ سی اپنی منہ کے گوشہ مین اسکو رکھ لیتا ہی اور تنہائی مین اسکو دیدیتا ہی سونڈ مین پانی لیکر اپنی اوپر چھڑکتا ہی اور اسمین کوئی بو ناخوش نہین پیدا ہوتی اوسکی قیمت ایک لاکھ روپیہ سے لیکر سو روپیہ تک ہوتی ہی پنج ہزاری بہت سے ہوتے ہین اور دہ ہزاری بھی پائی جاتے ہین۔ انکی چار قسمین بھدر۔ مند۔ مرگ۔ میر ہوتی ہین۔ انکے دانت اٹھارہ ہوتے ہین ان مین سولہ آدھی اوپر آدھی نیچے اور دو باہر ہوتے ہین اکثر ایک گز کے اور اس سے بھی بڑے۔

ہاتھی کی عمر طبعی آدمی کی برابر ۱۲۰ سال کی ہی اسکے نام بہت سی ہین ہستی۔ گج پیل ہاتھی وغیرہ وہ کارشناسون کی تعلیم سی بہت سی جوہر اپنی مین پیدا کر لیتا ہی اور تعلیم

پالنے کے بعد سو روپیہ کا ہاتھی ایک لاکھ روپیہ کا ہو جاتا ہے۔
ہند کے دانش گر کہتے ہین کہ دنیا کی جو آٹھ دشا (جہت) ہین انمین ایک ایک قدسی نفوس
ہاتھی کی ہیکل مین اوتار لیتا ہی۔ اسکی عجیب کہانیان بناتے ہین اور انکے نام یہ بتاتے ہین
(۱) مشرق مین ایراوت (۲) مشرق جنوب مین پنڈریک (۳) جنوب مین بامن
(۴) مغرب جنوب مین کمند۔ (۵) مغرب مین انجن (۶) شمال مین پہپدنت (۷)
شمال مین ساربھوم (۸) شمال مشرق مین سپرتیک۔ اہنود برامد کار کے لئے ہر ایک کی
پوجا کرتے ہین اور اسکے لئے منتر پڑھتے ہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ اس دنیا مین جو ہاتھی ہین وہ
انمین سے کسی ایک کی اولاد مین سے ہے۔ وہ سفید پوست فیل کو اول درجہ کا شمار کرتے ہین
اور اگر وہ بزرگ سر اور دراز مو و خشمناک و مردانہ ہو اور پلکین کشادہ کرکے دیکھے تو اُس کو
درجہ دوم کا اور اگر خوب و بیدار و سیاہ فام اور میان پشت بلند ہو تو سوم درجہ کا
اور اگر بلند قامت سرخ چشم سیاہ سرخی آمیز ہو۔ و شوخ و آگاہ و کوتاہ ہو تو درجہ چہارم
کا اور اگر جھلکتا ہوا سیاہ ہوا اور ایک دانت دراز ہوا اور سینہ و شکم سفید ہو۔ و دست دراز
اور بہت موٹا ہو تو پانچوین درجہ کا۔ اگر میہ رگین نکلی ہوئی اور پشت و گوش خرد ہون
و خرطوم دراز تو چھٹے درجہ کا اور اگر نازک بدن و سرخ چشم و دراز خرطوم تو ساتوین درجہ کا
اور اگر ان ساتون قسم کی صفات مین کچھ حصہ کسی مین ہو تو اسکو آٹھوین قسم کا شمار کرتے
ہین اور انکو اس طرح بھی آٹھ قسمون مین تقسیم کرتے ہین کہ (۱) اگر اسکا پوست چین زدہ
نہ ہو و بیمار نہ ہو و قار مند ہو اور لڑائی مین موہنہ نہ پھیرتا ہو اور گوشت پر رغبت نکرے
اور شائستہ خوراک کھا کر خوش وقت ہو تو اوسکو دیو مزاج کہتے ہین (۲) اگر ہاتھیون کی
شائستہ خاصیتین رکھتا ہو اور بہت آگاہ ہو و سر و گوش و خرطوم و دست و پا کو ہلاتا رہے بے اشارے
کسی کو آزار نہ دے تو اوسکو گندھرب مزاج کہتے ہین (۳) اگر خشمناک ہو اور اشتہا کے
ساتھ کھائے اور پانی مین رہنے کو دوست رکھے تو اوسکو برہمن مزاج کہتے ہین (۴) جو
بہت تنومند و خوشحال و آویزش دوست و شوخی افزا ہو اسکو کھتری مزاج کہتے ہین

(۵) اگر پشت قد و فراموش کار اور اپنے کام مین شوخ اور مالک کے کام مین کاہل اور زبون خوراک پہ مائل ہو اور ہر فیل کے ساتھ جنگ جو تو اسکو شودر مزاج کہتے ہین۔ (۶) اگر دراز ستی و فریب کار اور جان شکر بیرا بہ لو تو اُسے مار مزاج کہتے ہین (۷) اگر کج رو و کم آگاہ اور اپنے تئین مست بنا رکھی تو اسکو پشاچہ (بھوت) مزاج کہتے ہین۔ (۸) اگر زور آور تیز رو و آدم آزاری دشت گردی کو دوست رکھی تو اُسے راچھس مزاج کہتے ہین۔ ہندوؤن کے ہان ہاتھیون کے باب مین بہت سی کتابین ہین اور انکی بیماریون اور علاجون کا ذکر ان مین ہی۔

صوبہ دار الخلافہ آگرہ مین جنگل بیادان و نرور مین برار تک اور صوبہ الہ آباس مین حدود پنہ و گھوڑا گھاٹ و رتن پور و نندن پور و سرگجہ و بستر اور صوبہ مالوہ مین ھندیہ راچھو و چندیری و سنتواس و بیجاگڈھ و رائسین و ہوشنگاباد و گڈھ دھریاگڈھ اور صوبہ بہار مین نواحی رھتاس و جہارکھنڈ و صوبہ بنگالہ مین اڈیسہ و سانگانو مین ہاتھی بہت ہوتے ہین اور سب سے اچھا پنہ کا ہاتھی ہوتا ہے (ابوالفضل نے جو مقامات ہاتھیون کی افراط کے لکھے ہین اب وہان ہاتھی بالکل نہین ہین۔

گلہ فیل کو سنسکرت مین سہنہ کہتے ہین اسمین مختلف تعداد ہوتی ہی۔ ہزار تک ہاتھی ایک گلہ مین ہوتے ہین اور صحرا مین نہایت ہوشمندی سے رہتے ہین۔ زمستان و تابستان مین مناسب مقام مین سکونت اختیار کرتے ہین اپنی خوابگاہ کے نزدیک درخت زار کو اکھیڑ ڈالتے ہین اور نشاط و چرنے اور پانی پینے کے لئے دور دور چلے جاتے ہین اور چلنے مین ایک آگے چل کر قراول بنتا ہی اور نگہبانی کرتا ہی اور یہ قراول اکثر بوڑھی ہتنی ہوتی ہی اور جب سوتے ہین تو چار چار ہتیون کو چارون طرف پاسبانی کے لئے مقرر کرتے ہین اور دن کو نوبت بہ نوبت پہرہ دیتے ہین۔

جب بچہ پیدا ہوتا ہی تو ہتنی تین چار روز تک بچے کو سونڈ مین اوٹھا کر پیٹھ پر یا دانت پر بٹھا لیتی ہی اور اُسے لئے پھرتی ہی۔ زچہ اور بیمار کا علاج نباتات سے کرتے ہین اور

اسلئے گرد جمع ہوئے ہین۔ شہنشاہ اکبر کہتا تھا کہ صحرائی ہتنی کا بچہ کنوئین مین گر پڑا تھا تو دشتی فیلون نے کنوئی کو لکڑی اور گھاس سی بھر کر نکال لیا۔

(۲) آئین مراتب افیال

بادشاہ نے ہاتھی کے یہ سات مراتب مقرر کیئے ہین (۱) مست (۲) شیر گیر (۳) سادہ (۴) منجھولہ (۵) کرہ (۶) پھندر کیہ (۷) موکل۔

(۳) آئین خوراک

پہلے ہاتھیون کی قسمین مقرر نہین تھین۔ اس لئے انکی خوراک مین ناہنجاری ہوتی تھی۔ بگر اب ہاتھیون اور ہتنیون کی اقسام مقرر کردین ہین اور ہر ایک کی خوراک کی مقدار معین کی ہے جس سے انتظام خوب ہو گیا۔ اول مست ہاتھی پر ساڑھے پانچ نفر انکو معنے کنایہ میں یہ ہین کہ دو ہاتھیون پر گیارہ آدمی یا پانچ آدمی اور ایک لڑکا) (۱) مہاوت وہ گردن پر بیٹھتا ہی اور اسکو چلاتا ہی (۲) بھوئی وہ سرین گاہ پر بیٹھتا ہے وہ لڑائی او تیز روی مین یاوری کرتا ہی (۳) میٹھ وہ ہاتھی کو کھولتا اور باندھتا ہی۔ ساڑھے تین نفر اسلئے مقرر ہین۔ دوم ہر شیر گیر پر پانچ نفر سوم ہر سادہ پر ساڑھے چار نفر چہارم ہر منجھولہ پر ساڑھے تین نفر پنجم ہر کرہ پر ساڑھے تین نفر ششم ہر پھندرکیہ پر دو نفر ہفتم ہر موکل پر دو نفر مقرر ہین فوجدار بھی دس دس سو سو بیس بیس تیس تیس ہاتھی کاردارون کی سپرد کرتا ہی ان ہاتھیون کو حلقہ کہتے ہین اور اسکے سردار کو فوجدار۔ وہ ہاتھیون کی فربہی وہنر آموزی ودلیری وتوپ اندازی اور آتش افروزی مین انکی یا بر جائی مین کوشش کرتا ہی۔

(۴) آئین خدمت گذاری فیل

(۵) آئین رخت

ہاتھی کا رخت یہ ہوتا ہی (۱) دھرنہ بڑی زنجیر ہوتی ہی جسسے پانون باندھتے ہین (۲) آندو۔ زنجیر ہوتی جس سے دونو ہاتھون کو باندھتے ہین (۳) بیڑی ایک زنجیر پچھلے پانون مین ڈالنی کی ہوتی ہی (۴) بلاپائی بند ہی جس سے آمد رفت کرسکتا ہی مگر وہ دوڑ نہین سکتا (۵) گدھ بیری اندو کی مانند ہوتا ہے (۶) لونگر ایک بڑی سی زنجیر ہوتی ہی اسکا ایک سرا ہاتھی کے دست راست مین باندھتے ہین دوسرا کسی کھونٹے مین (۷) چرخی۔ خالی نرسل ہوتا ہی جسمین بارود بھر کر چھوڑتے ہین اور وہ چکر کھاتی ہی۔ اس سی ہاتھی بہت ڈرتا ہی (۸) اندھیاری جسکا نام بادشاہ نے آفتابی رکھا ہے وہ ٹاٹ وزربفت ومخمل وغیرہ کی بنائی جاتی ہی جو گوشیہ ہوتی ہی آنکھون پر لگائی

جاتی ہی۔ پادشاہ نے اوسکے بیچ مین گولہ لگادی ہین (۹) کلاوہ چند ریسمان بٹی ہوئی
ہوتی ہین جنکو حلقہ بنا کے گلے مین ڈالتے ہین اور فیلبان انمین اپنے دو پانو لٹکا کے بیٹھتا ہی۔
کبھی وہ چمڑے یا ریشم کا بنایا جاتا ہی۔ اور بعض دفعہ اوس کلاوہ مین آہنین میخین جنکے سر تیز ہوتے
ہین لگا دیتے ہین جنکے سبب سے بدکردار ہاتھی سر کو ہلا کر فیلبان کو نیچے نہین گرا سکتا ہی (۱۰)
ڈلتھی پانچ گز کا لمبا رسّا ہوتا ہی اور عصا کی برابر موٹا اسکو کلاوہ کے اوپر مضبوطی کی لئی
باندھ دیتے ہین جس سے وہ مضبوط ہو جاتا ہی (۱۱) کنار سیخچہ ہوتا ہی جسکا سر تیز ہوتا ہی اسکو کلاوہ
مین لگاتے ہین اور ہاتھی کے بن گوش کو اس سے کھجلا کر تیزی اور شورش مین لاتے ہین (۱۲) دم
ڈور ایک موٹا رسّہ ہوتا ہی۔ دم سے گلے تک بندھا ہوتا ہی (۱۳) گدیلہ مشہور (۱۴) گدوئی
(۱۵) پچوہ (۱۶) چوراسی (۱۷) پٹ کچہ (۱۸) بزرگ زنگ (۱۹) ٹپا (۲۰) قطاس یا کھر
فولادی کی ہوتی ہی اور سر و سونڈ کے لئی ایک جدا گانہ سلاخ ہی (۲۲) گج جھنپ (۲۳)
میگھ ڈنبر ایک شامیانہ ہوتا ہی جسکو پادشاہ نے ایجاد کیا ہی فیلبان اسکے سایہ مین بیٹھتا ہی
(۲۴) رن بیل (۲۵) گیتلی (۲۶) پایہ رنجن (۲۷) آنکس یا جنگلات اسکا بادشاہ نے
گج باگہ نام رکھا ہی (۲۸) گد (۲۹) بنگری (۳۰) جگاوٹ (۳۱) جھنڈہ۔

پادشاہ کے خاص سواری کے لئی ایک سو ایک ہاتھی منتخب ہوتے ہین ہر دس فیل پر
ایک افسر ہوتا ہی اسکو دھائی دار کہتے ہین۔

پادشاہ ہر قسم کے ہاتھی پر سوار ہوتا ہی اور اس بدکردار کو فرمان پذیر رکھتا ہی۔ مست ہاتھیون
کے دانتون پر پانو رکھ کر سوار ہو جاتا ہی۔ دلکشا عماریان خوش رفتار ہاتھیون پر کسی جاتی ہین
اور خواب گاہ روان اسپر سر انجام پاتا ہے۔

نوکر تن آسانی سے ہوجاتا ہین مست اور خدمتگذاری مین ہوشیار ہین پادشاہ نے اوسکا قانون کی طرح اس خطا کی لئی جرمانہ قانون
بنایا۔ نر یا مادہ خاصہ فیل مرجاتا ہی تو بھوئیون پر تین مہینے کی تنخواہ کا جرمانہ ہوتا ہی۔ اگر خاصہ
فیل مین کچھ کمی ہوتی ہی تو اوسکی قیمت کی دو تہائی کی برابر بھوئی اور میٹھ پر جرمانہ ہوتا ہی

اور اگر جھول جاتی رہی تو اُسکی قیمت کی برابر ہوتا ہی۔ اگر بادہ لاغری و کم تیماری سے مر جاوی تو بھوئی سے اوسکی قیمت لیجاتی ہی۔ اگر فیلبان ہاتھی کے مست کرنے کے لئے دارو کھلاوی اور اُس سے وہ مر جاوی تو فیلبان کو قتل کرنے یا ہاتھ کاٹنے یا بیچ کر غلام بنانے کی سزا ہوتی ہی اور اگر خاصہ ہاتھی ہو تو بھوئی سے بھی تین مہینے کی تنخواہ کا جرمانہ لیا جاتا ہی اور ایکسال معطل کیا جاتا ہی اگر ہاتھی مر جاوی تو بھوئی درمہات ہر تین مہینے کی تنخواہ جرمانہ ہوتا ہی اگر ہاتھی کا دانت ٹوٹ جاوے یا اوسکی کلی (کلی دانتوں کے قریب ایک جگہہ ہوتی ہی جب اوس کو گرز نہ پہنچے تو وہ چرک کرتی ہی) کو آزار پہنچے۔ اور دانت کھلا ہو جاوے تو داروغہ سے دو تہائی اور فوجدار سے ایک تہائی جرمانہ لیا جاتا ہی۔ ہاتھیوں کی فربہی و لاغری دیکھنے کے واسطے ہر مہینے میں دو کاردار مقرر ہوتے ہین جو پادشاہ کو سب حال کی اطلاع دیتے ہین۔

(۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) آئین گھوڑوں کے باب مین —

گھوڑا آبادی منزل و آبادی سپاہ و آبادی مُلک مین بڑا درجہ رکھتا ہی۔ کشورکشائی و عمرروائی مین بڑی دستاویز ہوتا ہی۔ پادشاہ اسپ پر بہت مائل ہی۔ اسلئے عراق۔ عرب۔ روم۔ ترکستان بدخشان۔ شروان۔ قرغز۔ تبت۔ کشمیر۔ اور اور ملکوں اور توران و ایران سے کاروان کی کاروان پادشاہ پاس گھوڑے آتے ہین پادشاہ کے طویلہ مین بارہ ہزار گھوڑے ہین ہر روز بہت سے آتے جاتے رہتے ہین۔ دیدہ ور کارشناسوں نے گھوڑوں کی نسل لینے مین وہ ترقی کی ہی کہ تھوڑے عرصہ مین ہندوستان کو عربستان سے بڑھا دیا اور اب ہندوستان مین گھوڑا ایسا پیدا ہونے لگا کہ وہ بالکل عربی و عراقی معلوم ہوتا ہی۔ اگرچہ ان کی نسل ہر جگہہ بڑھائی جاتی ہی مگر کچھہ مین وہ خوب ہوتی ہی اور عربی گھوڑی کی مانند گھوڑا وہان پیدا ہوتا ہی۔ کہتے ہین کہ پہلے زمانہ مین عرب کا ایک جہاز تباہ ہو کر اُس زمین مین آیا۔ اس مین سات گھوڑی نہایت عمدہ تھے وہان گھوڑے ان گھوڑوں کی نسل مین سے گنے جاتے ہین۔ پنجاب مین بھی گھوڑا عراقی گھوڑے کی مانند پیدا ہوتا ہی۔ خاص کر دریا سندھ و بہت (جہلم) کے درمیان اسکو سنوجی کہتے ہین۔ اور پتی ہیبت پور۔ بجواڑہ۔ تہارہ۔ صوبہ دارالخلافہ آگرہ میوات صوبہ اجمیر مین جو گھوڑے پیدا ہوتے ہین انکو بجوارہ کہتے ہین۔ ہندوستان کی کہسار شمالی مین چھوٹے گھوڑے طاقتور پیدا ہوتے ہین اور انکو گوٹ کہتے ہین۔ بنگالہ کی انتہا کی

کوچ (بہار) مین گھوڑا پیدا ہوتا ہی جو ترکی اور گوٹ کے درمیان ہوتا ہی اوسکو تانگھن کہتے ہین وہ بڑا توانا اور زورمند ہوتا ہی۔ بادشاہ گھوڑیکو فرماندہی کا مایہ اور بزرگی کی اکسیر جانتا ہی۔ اسلیئے انکے جمع کرنے مین بہت توجہ کرتا ہی۔ اول اسنے ایک جدا جگھہ مقرر کررکھی ہی کہ گھوڑون کے سوداگر وہان بغیر انتظار کے رنج کے آرام کیا کرین اور کسی طرحکی انکو گزند نہ پہنچے اور آزمندی جو آجکل سوداگرون کے گلے کا ہار بنی ہوئی ہی گھوڑونمین پراگندگی نہ پیدا کرے۔ دوم اسنے ایک نیک مرد کاروان سرای کا آمین مقرر کردیا ہی کہ وہ کار آگہی اور شناسائی سے سوداگرون کو بیفرمان نہ ہونے دے اور بدگو سخن سازون کی زبان بیہودہ گوئی سے بند کرے۔ سوم ایک تیکچی درست قلم مقرر کیا ہی کہ وہ گھوڑون کے آنے اور نظر سے گذرنے کے رشتہ کو منتظم رکھے اور بادشاہی احکام کی تکمیل کو دیکھتا رہے کہ اسمین تو کچھ خلل نہین آیا۔ چہارم اسنے سچے قیمت شناس مقرر کیئے ہین کہ وہ گھوڑون کی قیمت ان کی آمد کی ترتیب کے موافق مقرر کرین یعنی جو پہلے آئین انکے پہلے قیمت مقرر کیجائے جو قیمت وہ مقرر کرتے ہین بادشاہ انکو آدھی قیمت اور زیادہ دیتا ہی۔

ہر قسم کے گھوڑون کے مراتب مقرر ہین خاصہ و غیر خاصہ۔ چھہ طویلے چہل اسپی عرب و عجم کے برگزیدہ گھوڑون کے اور اور طویلے شاہزادون کے ہین۔ ایک طویلہ سواری کے گھوڑون کا ہی۔ ایک طویلہ خانہ زادون کا ہی۔ جو آئین ہر قسم کے گھوڑون کی مقرر ہین سب کے ساز و اسباب جدا جدا ہین۔

خدمتگارون کی تفصیل یہ ہی کہ (۱) ایک عہدہ آتبیگی کا ہی وہ سب گھوڑون کے حال سے واقف ہوتا ہی طرح طرح کی تیمارداری و رہنمونی کرتا ہی۔ یہ ایک منصب والا امراے بزرگ کی پایہ کا ہی۔ آجکل خانخانان اس خدمت پر سربلند ہی (۲) ہر طویلہ کا ایک داروغہ ہوتا ہی (۳) منصبدارون اور احدیون مین سے ایک مشرف ہوتا ہی وہ گھوڑون کی شمار اور داد و ستد کا حساب رکھتا ہی وہ بھی امرا مین داخل ہوتا ہی (۴) دیدہ ور بادشاہ کے ملاحظہ سے پیشتر گھوڑون کا حال تحقیق کرتا ہی انکا سال اور درجہ قرار دیتا ہی اور مشرف اسکو لکھتا ہی اکثر منصبدارون و احدیون مین سے کسی کو یہ عہدہ ملتا ہی (۵) اخترچی وہ گھوڑون کے رخت کی پاسبانی کرتا ہی اور انکو آراستہ کرتا ہی (۶) چابک سوار۔ وہ گھوڑون پر سواری کرکے انکی چال کو

درست کرتا [illegible] تون کا ہی وہ گھوڑون کو اصول سکھاتا ہی یعنی قدم چلنا -
(۸) میردھہ (دہ) جو ایسون مین [illegible] ہوتا ہی وہ دس آدمیون کا سردار رہتا ہی اُس کو
احدیون مین تنخواہ ملتی ہی (۹) [illegible] (۱۰) نقیب [illegible] ہر طویلہ کے حال کی خبر داروغہ کو کرتا ہی
(۱۱) سائیس (۱۲) جلودار پیک (۱۳) نعلبند (۱۴) زین [illegible] (۱۵) آبکش (۱۶) فراش جو ہما ب
برسی گرد جھاڑتا ہی (۱۷) سپند سوز (۱۸) خاک روب جسکا نام بادشاہ نے حلال خور رکھا ہی (اکبر کو
نام بدل کر نئی ناموں کے رکھنے کا شوق بڑا تھا) بادشاہ بعض آدمیون کو یہ جانتا ہی کہ وہ گھوڑے
[illegible] ہوتے ہین مگر گھوڑے کا رکہنا نہین جانتے اسلئے اوسنے یہ چند طویلے داروغون کو سپرد کئے
ہین اور سب [illegible] ہین جب خدمت کا وقت ہوتا ہی تو یہ سوار بلائے جاتے ہین انکا
بادشاہ نے بارگیر سوار رکہا ہی - اس لئی کہ گھوڑے بدلے نہ جاوین اور فریب کا نقش مٹ جاوی -
بادشاہ نے کچھ دنون نظر کے لفظ سے کچھ دنون داغ کے لفظ سے کچھ دنون سات کے ہندسہ کے نشان سے
گھوڑون کو نشان مند کیا جو سرکار والا مین گھوڑا لیا جاتا اسپر یہ نشان کلہ پر دائین طرف ہوتے
جو گھوڑا بارہ برس دیا جاتا اسکی بائین طرف یہ نشان ہوتے - کچھ عراقی و مجنس گھوڑون پر دائین طرف
قیمت کے ہندسہ کا نشان ہوتا اور ترکی و تازی کے بائین طرف - اب ہر طویلہ کے گھوڑون پر قیمت کا
ہندسہ لکھا جاتا ہی - دہ مہری پر ۱ کا نشان و بست مہری پر ۲ کا نشان اور علی ہذا القیاس
اگر بادشاہ کے ملاحظہ مین اس قیمت مین کمی و بیشی ہوتی ہی تو پہلا ہندسہ کا نقش مٹا دیا جاتا ہی -
جہانگیر اصطبل مین سے دس گھوڑے کم ہوجاتے تو انکی بجای اور شاہزادون کے منتخب گھوڑون مین سے
بھرتی کئے جاتے اور اگر خانہ زاد گھوڑے دس کم ہوجاتے تو انکی بجای اور دس خانہ زاد گھوڑے بھرتی
کئے جاتے اور اگر سوار مین سے پانچ کم ہوتے تو انکی جگہ اور طویلون سے بھرتی ہوتے - اگر شاہزادہ بزرگ
سلیم کے طویلہ مین پندرہ گھوڑے کم ہوجاتے تو انکی جگہ اسکے چھوٹے بھائیون کے طویلون سے گھوڑے بھرتی
کئے جاتے اور اگر اُس سے چھوٹے شاہزادہ مراد کے طویلہ مین ۲۵ گھوڑے کم ہوتے تو انکی بجای اسکے چھوٹے
بھائی دانیال کے طویلون سے گھوڑے بھرتے اور اگر سب سے چھوٹے شاہزادہ دانیال کے طویلہ سے
۱۰ گھوڑے کم ہوجاتے تو انکی جگہ اور طویلون سے بھرتی ہوتے - سنہ ۴۰ الٰہی مین حکم ہوا کہ اب سے بعد

ہر سال ایک ایک گھوڑا زیادہ کیا جاوے اُس وقت طویلہ خاصہ مین گیارہ گھوڑون کی کمی ہوتی ہے
ان کی جگہ بھرتی شروع ہے اور اور طویلون کی کمی نظر ملاحظہ کے وقت پوری کی جاوے گی جب کوئی
خاصہ گھوڑا مر جاتا ہے تو اوسکی قیمت اوّل کی ہر مہر کے پیچھے داروغہ سے ایک روپیہ اور میردھہ سے دس
دام اور سائیس سے چوتھائی تنخواہ تاوان لیا جاتا ہے۔ اگر کوئی گھوڑا چوری جاتا ہے یا عیبناک
ہو جاتا ہے تو اطلاع بادشاہ کو ہوتی ہے اور وہ اُسکے واسطے تاوان تجویز کرتا ہے۔ یہ تاوان
یکسان نہین ہوتا مختلف ہوتا ہے اور اور طویلون مین اور داروغہ سے ایک گھوڑے کے مرنے پر ایک روپیہ
مہر پیچھے اور دو کے مرنے پر دو روپیہ فی مہر میردھہ اور سائیس سے بدستور سابق تاوان لیا جاتا
ہے اور اب ایک گھوڑے سے تین گھوڑون کے مرنے تک ایک روپیہ فی مہر اور چار کے مرنے پر دو دو روپیہ
ہر مہر پیچھے اور علیٰ ہذا القیاس تاوان لیا جاتا ہے۔ اگر گھوڑے کا مُنہ چر جاوے تو ہر مہر پیچھے دس دس
دام میردہ سے جرمانہ لیا جاتا ہے اور وہ اور سائیسون سے وصول کرتا ہے۔ ہمیشہ بادشاہ کی سواری
کے لئے یہ گھوڑے تیار رہتے ہین دو خاصہ مگر رہوا تین طوائل ہفتاد مہری سے دہ مہری تک گھوڑے
ایک ایک۔ چار چار گھوڑون . . . . کوتل کہتے ہین۔ جب بادشاہ چہل طویلہ خاصہ
مین سے کسی گھوڑے پر سوار ہوتا ہے تو ایک آئین مقررہ کے موافق نوکرون کو ایک روپیہ انعام
دیتا ہے جس سے خدمت آخوری کی ترقی ہوتی ہے اور وہ سب نوکرون مین تقسیم ہوتا ہے
جب کوئی گھوڑا بخشش مین دیا جاتا ہے تو اوسکی قیمت ڈیوڑھی یعنی پچاس فیصدی زیادہ کیجاتی
ہے اور ہر اشرفی کے پیچھے پانچ دام اُس سے انعام لیتے ہین اور اصطبل کے ملازم اُسے تقسیم کر لیتے ہین
اس ملک کے گھوڑے کی عمر طبعی ۳۰ سال اور قیمت پانچ سو روپیہ سے لیکر دو ہزار روپیہ تک
اونٹ۔ ابتداء شعور سے اس شگرف ہیکل جانور کی طرف بادشاہ بہت میلان خاطر ہے وہ آبادی منزل و آبادی
سپاہ و آبادی ملک کا مددگار ہے اور بار برداری مین صابر ہے اس لئے بادشاہ کا وہ دلپسند ہے
اور اوسپر بہت توجہ ہے اس ملک مین وہ بہت عمدہ پیدا ہونے لگا ہے اور ایرانی و تورانی اونٹون
سے بیش ہو گیا ہے بادشاہ اپنی خوشی اور اورون کی نشاط افزائی کے لئے اونٹون کو لڑاتا ہے اور
چند منتخب آدمیون کو اس کام کے واسطے آمادہ کہتا ہے خاصہ اونٹون مین ایک اونٹ کا نام

شاہ پسند ہی۔

کشتی گری کی تازگیان ہ

کے نزدیک اونٹ بہت ہوتا ہی

سندھ مین سب سے زیادہ۔ بہت سی آدمیون پاس۔

اجمیر کا اونٹ تیز رفتاری مین اور بھٹیر کا اونٹ باربر۔

ایک قطار ہوتی ہی۔

ہندوستان مین گائی کی بڑی بزرگ داشت ہوتی ہی ہندوار کشت و کار اُسی کی قوت سی ہوتی ہی اور اس سی مایۂ زندگانی کا سامان مہیا ہو دودھ و گوشت و روغن سی دسترخوان کی رونق ہوتی ہی۔ بیل باربرداری اور گردون مین بڑا منفعت مند ہوتا ہی اور سلطنت کی تینون قسمون مین بڑا مددگار۔ وہ سب جگہ پیدا ہوتا ہی اور اُسکے طرح طرح کے رنگ ہوتے ہین لیکن صوبہ گجرات مین سب جگہ سی وہ بہتر ہوتا ہی اور اوسکی ایک جوڑی کی قیمت سو مہر ہوتی ہی اور رات دن مین اسی کوس چلتا ہی اور اسپ خوش رفتار سی آگے بڑھنا چاہتا ہی اور راہ مین سرگین نہین کرتا بیس مہری اور اس مہری بیل تو بہت ہوتی ہین بنگالہ اور دکن مین بھی بیل اچھا ہوتا ہی اور بوجھ لادنے کے وقت بیٹھ جاتا ہی۔ یہان کی گائی آدھ من دودھ دیتی ہی اور ملک دکن مین دس روپیہ کی قیمت سی زیادہ قیمت کا بیل نہین ہوتا۔

بادشاہ نے بیلون کی ایک جوڑی دو لاکھ دام کو خریدی تھی۔ تبت و کشمیر کے قریب گائی قطاس پیدا ہوتی ہی وہ ایک عجیب نمود رکھتی ہی۔ اس جانور کی عمر طبعی ۲۵ سال ہی۔ بادشاہ انہین سے بہت سے گائے بیل پاسبانون کو سپرد کرتا ہی انہین سی سو خاصہ ہین انکا نام کوتل رکھا گیا ہے وہ ہمیشہ خدمت کے لئے آمادہ رہتے ہین اور شکار مین انہین سی چالیس بیل ہمراہ ہوتی ہین اور الیاون گاؤ اور ہوتی ہین وہ کوتل کی برابر عمدہ نہین ہوتین انکو نیم کوتل کہتے ہین اور اسی طرح باقیون کو پاکوتل ہر قسم کے بیلون کو گردون کشی و بہل رانی و آب وری کے کام سپرد ہوتے ہین انہین ایک قسم کا بیل گوٹ کی مانند ہوتا ہی اسکو گینی کہتے ہین وہ بڑا خوبصورت ہوتا ہے

...ن کو حوالہ کی جاتی ہین رسب کی

...پر چاپ چوب یا زیادہ لگی ہوتی ہین اور اکو زبردست
...اسا ہتی ہین - دس ہزار نون پر ۲۰ ۱۶ اچھی اور ایک بڑھئی مقرر ہوتا ہے
...زیادہ اندھا ہوجاوے تو اوسکی چوتھائی قیمت کی برابر داروغہ سے تاوان لیا
...سالے اونگھنے کے لئے نیم دام دیا جاتا ہے - بھینسی کو ارنہ کہتے ہین گاو کو گاومیش کہتے
...دھاڑ کہتے ہین - ایک گائے ایک سیر سے پندرہ سیر تک - اور ایک بھینس دو سیر
سے ۳۰ سیر تک دودھ دیتی ہے اور پنجاب کی بھینس عمدہ ہوتی ہے - ہر گائے کا دودھ اول [illegible]
ہوتا ہے اور ہر سیر سے دو دام روغن طلب ہوتا ہے

خچر مین گھوڑے کی طاقت اور گدھے کا صبر ہوتا ہے - نہ وہ گھوڑے کا سا زیرک ہوتا ہے نہ گدھے کا سا کودن
جس راہ پر وہ ایک دفعہ جاتا ہے پھر اُسے نہین بھولتا ہے - بارکشی اگرچہ وہ خوردی و نرم روی مین بہت
ہی کم جانور اوسکی برابر ہین اسلئے اسکو کاردار ہوشیار دوست رکھتے ہین اور اوسکی پرورش کرتے
ہین ہندوستان مین پکھلی اور اسکے نواح کے سوا کہین اور نہین پیدا ہوتا وہ اسکو گدھے کی
برابر سمجھتے ہین اور اسکی سواری سے ننگ رکھتے ہین - مگر پادشاہ نے اس نفرت کو دور کردیا ہے - عراق عرب
عجم اور ملکون سے وہ آتے ہین اور انمین جو اچھی ہوتی ہے وہ ہزار روپیہ کو بکتی ہے اور اسکی قطار
بھی مثل شتر کے پانچ خچرون سے بناتے ہین اوسکی عمر طبعی پچاس سال ہے - سب کے لئے خوراک
اور ساز مقرر ہے —

[illegible] شاخون کی آبادی اور مایہ وری اور چھوٹے بڑون کی کام روائی دلون
کی [illegible] ان کی دیدبانی اس بات پر موقوف ہے کہ پادشاہ اپنے دن رات کو کیسی
[illegible] صرف کرتا ہے - پادشاہ کے دل پر اگر ہزارون شغلون کا ہجوم ہو تو اُسکے صفائی قلب مین
کوئی غبار نہین اوٹھتا اور خدا تعالی کی نیرنگی نقش کی آگاہی مین پراگندگی پیدا ہوتی — ہر لحظہ

رضامندی ایزدی کی جویائی اسکی بڑھتی ہی اور دم بدم اسکی ترقی لگی ہوئی ہی اور اندیشی زیادہ ہوتی
ہی وہ اپنی دانائی اور بزرگ شناسی ہی دور پایہ وروان کی تلاش مین رہتا ہے اور نیز
حسن وزافزون پرکمتر نظر ڈالتا ہی اور اس میدمین سب چھوٹے بڑون کی سنتا ہی کہ اسکے چراغ
دانائی کو کوئی دل آویز سخن یا گزیدہ کردار روشن کرے۔ باوجودیکہ اس تلاش مین برسون
گذر گئے مگر کوئی خالص بزرگ مرد اسکو ہتیاب ہوا مصنف رہنمایون نے تو بادشاہ کا حال
دیکھ کر اپنے علم کا دفتر دھو یا اور از سر نو بادشاہی سبق پڑھا مگر فراخ حوصلہ بادشاہ پہلے
ہی طرح اس فرقہ کی طلب مین سرگرمی کے ساتھ ساعی رہتا ہی اور اس طریقہ کی مصاحبت سے
خوش وقت ہوتا ہی۔ گو اسکو ہزار دن ظاہری شکوہ حاصل مین بہت سے افسانہ ہاے خواب اسکے
لیئے موجود ہین مگر وہ اپنی خواہش وخشم کو سلطان خرد کی فرمان پذیری سے باہر جانے کے
لئے قدم رکھنے کی اجازت نہین دیتا اور اسکے موافق کام کرنا تو کیا افسانہ سرائی جو اہل جہان کو
خواب مین لاتی ہی وہ اسکو اور زیادہ بیدار کرتی ہی۔ اس مین خداطلبی وحق پژوہی کی کثرت
ایسی ہی کہ وہ خدا کی پرستش مین جان وتن سے ریاضت صوری اور معنوی کرتا ہی وہ ایسی
عبادت بھی کرتا ہی کہ جو لوگ زمانہ کی رسم کے پابند ہین انکی زبان طعن اسپر بند ہو جاتی ہے
مگر ہمیشہ بڑی جستجو اسکی یہ رہتی ہی کہ مین اپنے مین ایسی نیک عادتین پیدا کرون کہ خردمند
بیدار دل اسکی خوبی کو بالاتفاق مانتے ہون اور کوئی کیش ومذہب اسپر طعن نہ کرتا ہو وہ
اپنے وقت کی قدر جانتا ہی اور کبھی اسکو ضایع نہین ہونے دیتا اور اپنے گرامی انفاس کی
پاسداری کرتا ہی اور جو کام اسکو کرنا چاہیے اسکو ترک نہین کرتا۔ اسکی عادتون مین ایسی
خیر پیچی ہی کہ وہ عبادت معلوم ہوتی ہی اسکی عبادتون کا بیان نہین ہوسکتا وہ کسی وقت
عبادت الٰہی ومحاسبہ روحانی سے خالی نہین رہتا خصوصاً صبح کے وقت کہ جسمین لوہ پاسی
اور یہ روزی کا آغاز ہوتا ہی اور دوپہر کو کہ آفتاب عالمتاب کا فروغ ساری جہان پر پھیلتا ہے
اور طرح طرح کی نشاط کا سرمایہ بنتا ہی اور شام کے وقت کہ اہل زمین کے آگے سے شفق
دسترخوان اوٹھ جاتا ہی اور جو لوگ دوست رکھتے ہین وہ سراسیمہ ہوتے ہین اور آدھی

اپنے دل کا مقصد لاتے ہین اور ضعف پیرانہ سال غم مین مبتلا ہوتے ہین کہ انکو نہی رسم و راہ سکھنی پڑتی
ہین اور اسی صفوت گاہ مین بیشمار معتبر مورخ جمع ہوتے ہین جو چہرہ سخن کی افزایش کا ہش سے زرین
نگارتے ہین۔ بات جون کی تون کہتے ہین اور ہوش افزا ہلکی داستانین بیان کرتے ہین بزرگ دانش
پادشاہ نادر نکتے کہتا ہی اور بحث کے لئے برگزیدہ مضامین پیش کرتا ہی۔ اکثر اوقات عوائف ملکی و
مالی بادشاہ سننے لگتا ہی۔ ہر کار کے واسطے جتنا وقت مقرر کرنا چاہئے اتنا ہی مقرر کرتا ہی۔ جب ایک پہر رات
باقی رہتی ہی تو سب طرح کے خنیاگر جمع ہوکے داخل ہوتے ہین اور اپنی آواز و ساز سے ہوش افزائی اور
نمایش گری کو آراستہ کرتے ہین۔ جب رات چار گھڑی باقی رہتی ہی تو وہ خاموش ہو جاتے ہین۔
پادشاہ اپنے وحدت کدہ مین جاکر باطن کا ہم رنگ ظاہر کو کرتا ہی اور دریاء حقیقت مین تیرتا ہے
رات کے آخر ہونے پر ساتون ولایت کے شائستہ آدمی اور سپاہی اور سوداگر اور کسان اور پیشہ ور
اور طرح طرح کے حرفون کے آدمی جمع ہوتے ہین اور بادشاہ کے دیدار کے انتظار مین کھڑے
رہتے ہین۔ کچھ دن چڑھے وہ کورنش بجالاتے ہین جسکا اوپر ذکر ہوا۔ پھر شبستان دولت کے ستارے اہل حرم
مسرت آمود ہوتے ہین اور اس عرصہ مین دین دنیا کے کام بہت ہو جاتے ہین۔
دربار بھی ایک طرز جہان آرا و تیمورنا دی سلطنت کا منشا اور حوادث روزگار کی پناہ ہی اسکی
آبیاری سے گلشن سلطنت سیراب ہوتا ہی اور امیدون کے کھیت ہرے ہوتے ہین۔ بادشاہ رات
دن دو بار دربار کرتا ہی اول صبح کی عبادت کے بعد پردہ سے باہر اپنا دیدار دکھاتا ہی اسمین
سب چھوٹے بڑے بغیر سپاہیون کی دورباش کے پادشاہ کو دیکھتے ہین اور اسکو درشن کہتے ہین اسمین
کبھی اور کامون کا بھی انتظام ہو جاتا ہی دوم دولتخانہ مین پادشاہ آتا ہی۔ اکثر پہر دن چڑھے
کبھی آخر دن مین بھی رات کو کبھی ایک منظر پر جو ایوان دولتخانہ کی طرف ہوتی ہی بیٹھتا ہی اور
کارروائی کرتا ہی۔ کشادہ پیشانی اور شگفتہ روئی سے مسند داددہی پر جلوہ افروز ہوتا ہی
اور بغیر اپنی طبیعت کی خواہشون کے اور رضامندی ایزدی کی آلایش کے عدالت کرتا ہے
ہمیشہ کارپردازان سلطنت طرح طرح کی مطالب اور نگارنگ کی درخواستین موقف عرض مین پیش کرتے
ہین اور ہر ایک کو پادشاہ شائستہ جواب دیکر ہدایت کرتا ہی۔ دادار پرستی کی افزونی اور

ہیں اور انکی صورت کا وہی منشا ہے ... جمع ہوتے ہیں جو چہرہ حسن کی افزایش کا باعث ہیں
ہوتے ہیں۔ بات چیت کی قوتون کی ... اور ہوش افزا ہی دالین بیان کرتے ہیں بزنگ دانش
بادشاہ دلپذیر ہوتا ہی اور جب کے لئے برگزیدہ صفامین پیش کرتا ہی۔ اکثر اوقات جو اقص ملکی
اُنکی بادشاہ سننے لگتا ہی۔ پہر گہڑی کے لئے جتنا وقت مقرر کرنا چاہیے اتنا ہی مقرر کرتا ہی جب ایک پہر رات
باقی رہتی ہے تو سب اہل نغمہ اکٹھے ہو کے داخل ہوتے ہیں اور اپنی آواز و ساز سے ہوش افزائی اور
خوابرئی کی محفل آراستہ کرتے ہیں۔ جب رات چار گھڑی باقی رہتی ہو تو وہ خاموش ہو جاتے ہیں۔
بادشاہ اپنی وحدت کدہ مین جا کر باطن کا ہر نگہبان ظاہر کو کرتا ہی اور دریا حقیقت مین تیرتا ہے
رات کے آخر ہونے پر ساتون ولایت کے شائستہ آدمی اور سپاہی اور سوداگر اور کسان اور ذی
پیشہ ور اور طرح طرح کے حرفون کے آدمی جمع ہوتے ہیں اور بادشاہ کے دیدار کے انتظار مین کہڑے
ہوتے ہیں۔ کچہ دن چڑہے وہ کورنش بجا لاتے ہیں جسکا اوپر ذکر ہوا۔ پہر شبستان دولت کے [illegible]
مسرت آسودہ ہوتے ہیں اور اس عرصہ مین دین دنیا کے کام بہت ہو جاتے ہیں۔
دربار بھی ایک طرز جہان آرا و نیرو کشادی سلطنت کا مینا ہی اور جو دوات روزگار کی پناہ ہی اسکی
آبیاری سے گلشن سلطنت سیراب ہوتا ہی اور امیدون کے کہیت ہری ہوتے ہیں۔ بادشاہ رات
دن دو بار دربار کرتا ہی اول صبح کی عبادت کے بعد پردہ سے باہر اپنا دیدار دکھاتا ہی اس مین
سب چہوٹے بڑے بغیر سپاہیون کی دوڑ باش کے بادشاہ کو دیکھتے ہیں اور اسکو درشن کہتے ہیں اسی مین
کسبی اور کامون کا بھی انتظام ہو جاتا ہی دوم دولتخانہ مین بادشاہ آتا ہی۔ اکثر پہر دن چڑہے
کبھی آخر دن مین بھی رات کو کبھی ایک منظر پر جو اس دولتخانہ کی طرف ہو لگتی ہی بیٹھتا ہی اور
کارروائی کرتا ہی کہ وہ پیشانی اور جلالت [illegible] کی جو مسند دادوہی پر جلوہ افروز ہوتا ہی
اور پہر اپنی طبیعت کی خواہشون کے ساتھ رضامندی ایزدی کی آرائش کے عدالت کرتا ہے
ہمیشہ کاموں [illegible] سلطنت [illegible] اور زنگار رنگ کی در [illegible] عرض مین پیش
ہوتی ہیں [illegible] بادشاہ [illegible] جواب دیکر ہدایت کرتا ہی داد [illegible] کی افزونی اور

مزاج روزگار کی شناسائی سے برخلاف پہلے فرمان روایون کے وہ ہستی کے ذرّات کو کل نما آئینہ جانتا ہے اور جن چیزون کو ظاہر مین چھوٹا و کمتر گنتے ہین اُن پر پادشاہ توجہ کرتا ہے اور جہان کی آسودگی کو اپنی آسایش جانتا ہے اور ایسی چھوٹی باتون پر متوجہ ہونے سے ملول نہین ہوتا پادشاہ کی درشن کے وقت نقارہ بلند آوازہ ہوتا ہے جس سے لوگون کو اطلاع ہو جاتی ہے

آئین کورنش و تسلیم

جو ظاہر مین درست یاب ہوتے ہین وہ فرمان روایون کو یہ سمجھتے ہین کہ جہان کی پراگندگیون کو وہ دور کرتے ہین لیکن ژرف نگاہ روشن ضمیر یہ جانتے ہین کہ دارالملک معنی بغیر اس گروہ ایزدی کے کسی اور صورت سے سرانجام نہین پا سکتا اور انہین کی قدسی بارگاہ مین خود بینی کا نقش مٹ سکتا ہے اور نیازمندی کے محل طاق کی آرایش ہو سکتی ہے۔ اس سبب سے فرہنگ آرا اور تاج نشینون نے اپنی رسائی کے موافق نیایش گری کا آئین مقرر کیا ہے بعض نے صرف سر کا جھکانا بعض نے کچھ اور۔ اس شہنشاہ نے یہ مقرر کیا ہے کہ روے دست پیشانی پر رکھ کر سر جھکا کر رکھنا اسکو اس وقت کورنش کہتے ہین یعنی سر کو جسکے ساتھ زندگانی محسوس و معقول وابستہ ہے دست نیاز مین لیکر محفل مقدس مین نثار کرنا۔ اور اپنے تئین فرمان پذیری کے لیے آمادہ کرنا ایسا آئین ہے کہ بندگان عاطفت پذیر دست راست کی پشت کو زمین پر رکھ کر آہستگی کے ساتھ اوٹھاتے ہین اور سیدھے کھڑے رہ کر روے دست کو تارک سر پر رکھتے ہین اور اس روش سے یہ بتلاتے ہین کہ ہم خود اپنے تئین سپرد کرتے ہین اس کو تسلیم کہتے ہین۔

پادشاہ فرماتا تھا کہ ایک دن باپنے اپنا تاج خاص عنایت کیا وہ فراخ تھا مین اوسکو ہاتھ مین استوار پکڑ کر کورنش جس طرح اوپر بیان ہوئی بجا لایا۔ میری باپ نے اوسکو پسند کر کے یہی طریقہ کورنش و تسلیم کا جاری کر دیا۔ رخصت۔ ملازمت۔ منصب۔ جاگیر و تشریف و اسپ کی بخشش کے وقت تین دفعہ تسلیم کی جاتی ہے اور باقی اور مراتب داد و دہش اور طرح طرح کی عنایتون کے وقت مین ایک تسلیم کی جاتی ہے۔ ہر نوکر اپنی آقا کے ساتھ اسی طرح زندگانی بسر کرتا ہے۔ اور اسکو اپنی دولت افزائی کا سرمایہ سمجھتا ہے اس لیے جو بندے پادشاہ سے ارادت خاص رکھتے تھے اونہون نے سجود و نیایش کا اضافہ کورنش و تسلیم پر

کیا ہی اور اس کو سجدۂ ایزدی کہتی ہین۔ کیونکہ بادشاہ داد ار بیہمال کا ایک نمونہ و الاہی اور آفتاب محجوب کا ایک پرتو جہان افروز ہی۔ بہت سی آدمی یہ معنی سمجھ کر اس روش پر مائل ہو کر سعادت پر سعادت حاصل کرتے تھے۔ مگر اس سبب سے کہ تیرہ دل بجگر سجدہ کو آدمی کی پرستش سمجھتے تھی۔ شہریار کارشناس نی احمقون کو اور سب جہ کے آدمیون کو سجدہ سی باز رکھا اور دربار عام مین اپنی پیش خدمتون کو بھی سجدہ سی منع کر دیا۔ انجمن خاص مین تھوڑی سے بیدار بخت بندون کو حکم تھا کہ وہ سجدہ سپاس گذاری کا ادا کرتے تھین اس فرمایش اور اس بازداشت سے خاص و عام دونو کو کامیاب کر رہا گروہ آدمیون کو شایستگی پر مطلع کرتا ہی۔ جب بادشاہ تخت پر بیٹھتا ہی تو جو لوگ حاضر ہوتے ہین وہ اول کورنش بجا لاتے ہین اور پھر اپنی جگہہ پر اپنی منزلت کے موافق آگے تا کو اس طرح رکھ کر کھڑی ہوتے ہین کہ داہنی ہاتھ کی انگلیان بائین ہاتھ کی کہنی پر اور بائین ہاتھ کی انگلیان داہنی ہاتھ کی کہنی پر ہوتی ہین۔ بزرگ شاہی تخت سے ایک گز سے زیادہ نزدیک اور چار گز سے زیادہ دور نہین کھڑے رہتی اور جب بیٹھتی ہین دو گز سے کم اور آٹھ گز سے زیادہ دور نہین ہوتے متوسط شاہزادی کھڑے ہوتے ہین۔ ڈیڑھ گز سے ٦ گز تک دور بیٹھتی ہین ٣ گز سے بارہ گز تک تخت سی نزدیک یا دور بیٹھتے ہین اور درجہ سوم کی شاہزادی بھی ایستاد و نشست مین اسی نسبت سے تخت سے فاصلہ رکھتی ہین۔ بادشاہ اپنی محبت کے سبب خردسال شاہزادوان کو زیادہ قریب رکھتا ہی اور اول درجہ کے امیر کھڑے ہوتے ہین تخت سی ٣ گز سے ١٥ گز تک دور بیٹھتی ہین ٥ گز سے ٢٠ گز تک نزدیک یا دور ہوتے ہین دوسرے مرتبے کے بڑے امیر ٣ ½ گز نیچے اور باقی اور امرا ١٢ ½ گز دور ہوتے ہین اور باقی اور لوگ ییسال مین کھڑے رہتی ہین اور ایک دو زیادہ نزدیک بھی ہوتے ہین (یسال سپاہ کے بازو کو کہتی ہین) تخت کے آگے جگہ خالی رہتی تھی اور اسکے دو بازؤن مین سے ایک بازو مین شاہزادی اور بڑی بڑی امرا اور اعلے درجہ کے عہدہ دار و منصب دار اور دوسرے بازو مین قور اور ملا و علماء نشست و برخاست کرتے تھے ؎۔

اگرچہ کام ہر روز بیشمار ہوتے ہین مگر اس مین وہ کام بیان کیے جاتے ہین جو ہمیشہ

آئین ایستاد و نشست —

(٧٥) آئین [illegible]

کئے جاتے ہین اُن مین فرق نہین ہوتا۔ الغرض ہر روز دو ہزار طرح طرح کی آدمی بادشاہ کی حضور مین آتے ہین اور اُن کی لیاقت کا امتحان ہوتا ہی بعض آدمی مرید ہونے کو آتے ہین بعض آدمی اپنی امراض کی دوا لینے کیلئے بعض دین کی دشواریون کو حل کرنے کے لئے بعض دنیا کی مشکلات کی چارہ پذیری کے واسطے۔ گروہا گروہ۔ تورانی۔ ایرانی۔ رومی۔ فرنگی۔ ہندی۔ کشمیری آدمیون کے گروہون کا ماہوارہ کارپردازان دولت بعض آئین کے موافق مقرر کرتے ہین اور بخشی انکو بادشاہ کی روبرو لاتا ہی۔ پہلے یہ آئین تھا کہ وہ اسپ یراق کے ساتھ آتے تھی۔ اب سوا احدی کے گھوڑی کے کوئی اور روبرو نہین آتا۔ بعض آدمیون کا وظیفہ کم و زیادہ ہوتا ہی۔ مگر بادشاہ اس تفصیل مین ایسی گرم بازاری رکھتا ہی کہ بیشتر لوگون کا اضافہ ہی ہوتا ہی۔ ہر روز جو آدمی پیش ہوتے ہین انہین فزونی و کمی ہوتی رہتی ہی۔ دوشنبہ کے روز جسقدر سوار کہ ہفتہ سابق کے بعد ملاحظہ سے باقی رہتے ہین بادشاہ کی نظر کے آگے گذرتے ہین۔ جتنے سوار کوئی شخص پیش کرتا ہی اسکو فی سوار دو دو دام دیئے جاتے ہین کہ جس سے سپاہ کی کار افزائی و خدمت آموزی ہو۔ احدیون کو بھی اسی طرح خاص منصبدار پیش کرتے ہین۔ بادشاہ اس گروہ کا اضافہ تنخواہ ہمیشہ کرتا ہی۔ چونکہ آئین یہ ہی کہ جب احدی کا گھوڑا مرجائے تو وہ گھوڑا نہ خریدے۔ بلکہ اسکو گھوڑا سرکار سے ملے اور ماہوارہ اور انعام مین اسکی قیمت مجرا لی جائے اسلئے وہ احدی بھی پیش ہوتے ہین جنکے گھوڑے مرگئے ہین۔ نوئینان بزرگ اور بڑے امرا کچھ ملازمون کے لئے استدعاء منصب کرتے ہین وہ بھی پیش ہوتے ہین اور انکے درجہ کے موافق تنخواہ مقرر ہوتی ہی پچاس روپیہ ماہوار سے کم یہ درخواست نہین ہوتی۔ ہر کارخانہ کے نوکرون کا ماہیانہ اس بارگاہ مین مقرر ہوتا ہی اور خدمتین نوکرون کے لئے نامزد ہوتی ہین۔

آئین مردم شناسی

خرد بخش جہان آرا خدا جب چاہتا ہی کہ مردم زاد کا گوہر ظاہر ہو اور اسکے حوصلہ کی تنگی و فراخی سب پر عیان ہو تو انہین غبار دورنگی کو اُٹھاتا ہی اور دین و دنیا کا نقش بناتا ہے انہین سے ہر ایک کا جدا جدا ایک خداوندگار پیدا ہوتا ہی اور ایک دوسرے کی کوشش مین آویزش کرتا ہی۔ ناتوان بینی اور بد دانشی اپنا عیار نمودار کرتی ہی۔ قدردانی و مہراندوزی

بیرنگی ہو جاتی ہی وگرنہ دین کیا اور دنیا کیا ہی ایک حسن دلاویز ہے جو چند ہزار پردون کو چمکاتا ہی اور ایک گلیم لمبی چوڑی بچھی ہوئی ہی جسمین گوناگون رنگ چہرہ روشن کر رہی ہین -

قطعہ

در حقیقت نسب عاشق معشوق یکی ست	بوالفضولان صنم و برہمنے ساختہ اند
یک چراغ ہست درین خانہ کہ از پرتو آن	ہر کجا می نگرم انجمنے ساختہ اند

ایک شخص اپنے نفس پر لعنت ملامت کرنی اختیار کرتا ہی - دوسرا اہل جہان کی نگہبانی کو اپنی پاسبانی سمجھتا ہے - ایسی ہی گروہا گروہ آدمی اپنے خیال کے موافق اعتقاد رکھتے ہین اور خواب وخیال مین شطرنج بازی کرتے ہین جب خوبی و عادت چھوٹتی ہی اور علم بڑھتا ہی پردۂ تقلید کا تانا بانا ٹوٹتا ہے اور چہرہ یک رنگی نمودار ہوتا ہی - ہر گھر کو فروغ دانائی روشن نہین کرتی اور ہر دل شناخت کا پذیرا نہین ہوتا اور اگر کسی کو شناسائی بہم پہنچ جاتی ہی تو وہ ان جان گزون کے خوف سے جنگلی آدمی کی صورت ہی خموشی اختیار کرتا ہی اور اگر کوئی اپنی بُردلی کے سبب سے کچھ کہنے لگتا ہی تو سعادت سگالان سادہ لوح اسکو دیوانہ کہکر پایۂ اعتبار سے ساقط کر دیتے ہین اور بدگوہران نافرجام کفر والحاد کہکر اسکو نیست و نابود کر دیتے ہین جب کسی قوم کی بختمندی سے ایسا وقت آتا ہی کہ حق پرستی اسکے شامل حال ہوتی ہی تو اس مین ایسا پادشاہ پیدا ہوتا ہی کہ جہان معنی کی پیشوائی بھی اسکے حوالہ ہوتی ہی اسکو علم بغیر کسی آدمی کے توسل کے حاصل ہوتا ہی اور اوسکی لوح خاطر سے دورنگی کا نقش بالکل مٹ جاتا ہی - کبھی وہ وحدت کو جلوہ زار کثرت مین دیکھتا ہے اور کبھی اسکے برخلاف عشرت اختیار کرتا ہی - یہانتک کہ اورنگ تمکین پر بیٹھتا ہی اور غم وشادی سے باہر ہوکر یکسان نسبت سے زندگی بسر کرتا ہی چنانچہ یہی حال شہنشاہ اکبر کا ہی - یہ شہریار دوربین ایک مدت تک بیگانون کے طور پر بیپردہ رہا اور اس کار سے اپنے تئین ناآشنا رکھا مگر جس چیز کو خدا چاہتا ہی اسکے روکنے کی کون قدرت رکھتا ہی ؟ ناگزیر پادشاہ نے رہنمونی اختیار کی اور اسکو رضامندی ایزدی شمار کرکے ہدایت کا دروازہ کھولا اور جو یائی کے دشت کے تشنہ لبون کو سیراب کیا - طرح طرح کے ارباب تجرد سناسی جوگی سیوڑہ - قلندر - حکیم صوفی کی

اور گروہا گروہ اہل تعلق سپاہی سوداگر پیشہ ورکسان زرکی چشم الٰہی کو کھولا اور گوہر بینائی کو
فروغ دیا۔ ترک۔ تاجیک۔ خرد۔ بزرگ۔ آشنا بیگانہ دور نزدیک پادشاہ کی نذر کو اپنی
بستگی کی گرہ کشائی سمجھتے ہین اور اپنی کامروائی کے وقت پادشاہ کے حضور مین حاضر ہوکر نیاز گذرانی
کرتے ہین۔ بہت سے آدمی جو دوری راہ کے سبب یا قدسی آستان کی ہجوم کی وجہ سے حاضر
نہین ہوسکتے وہ غائبانہ اپنی تئین نثار کرتے ہین اور سپاس گذاری بجالاتے ہین۔ انتظام
ولایت کے لئے۔ ملک کی تسخیر کے واسطے شکار کی نشاط کے لئے پادشاہ سفر کرتا ہی تو قصبہ شہر کم
ایسا ہوتا ہوگا۔ جہان گروہ کے گروہ عورت مرد ہاتھ پر نثار رکھی ہوئی اور زبان پر نیایش گا
لئے ہوئے اوسکی طرف متوجہ نہ ہوتے ہون اور جبین اخلاص کو رگڑکر اپنی نذر کی کارسازی کی
نہ کہین اور پادشاہ کی دستگیری کی داستانین نہ پڑھین یعنی لوگ آن کر کہتے ہین کہ ہمنی
یہ تیری نذر مانی تھی جسسے ہمارے کام تیری دستگیری سے نکل گئی۔ پادشاہ سی بہت آدمی سعادت
جاوید کی اندیشہ آبادکی۔ کردار گزیدہ کی صورت کی تنومندی کی۔ آنکھون کی روشنی کی
بیٹے کے پیدا ہونے کی دوستون کے ملنے کی۔ زندگی کے دراز ہونے کی۔ جاہ و مال کی افزایش
کی۔ اور اور آرزؤن کے بر لانے کی درخواست کرتے ہین۔ پادشاہ ہر ایک کو شائستہ جواب
دیتا ہی اور انکی اندرونی سراسیمگی کا علاج کرتا ہی۔ کوئی دن ایسا نہین جاتا کہ بہت سے آدمی
پیالے پانی سے بھر کر پادشاہ پاس دم کرانے کے لئے نہ لاتے ہون وہ نیازمندی کے ساتھ پانی
کو ہاتھ مین لیتا ہی اور آفتاب جہانتاب کے پرتو مین رکھتا ہی اور اس طرح لوگون کی تمنا کو پورا
کرتا ہی بہت سے بیمار جنکو اپنی زندگی سے مایوسی تھی اور بڑے بڑے طبیبون نے ان کو جواب
دے دیا تھا وہ اس پادشاہ کے علاج سی تندرست ہو جاتے ہین۔
پادشاہ پاس جو لوگ مرید ہونے آتے ہین انکے مرید کرنے مین وہ درنگ کرتا ہی اور کہتا ہی
جب ہم ہی خود رسیدہ نہ ہون تو کیسے رہنمائی کا دم بھر سکتے ہین جب وہ کسی شخص کی پیشانی
مین راستی کی نشانی بہت ظاہر دیکھتا ہے اور اوسکی جویائی روز بروز زیادہ ہوتی ہی تو
اسکا مرید کرنا قبول کرتا ہی اور اتوار کے دن آفتاب عالمتاب کی فروغ مین وہ اپنے دل کے

مقصد پر پہنچتا ہی۔ با وجود اس تنگگیری اور دشوار پسندی کے ہر طائفہ کے ہزارون آدمی مرید ہوتے اور اسکے ساتھ ارادت اپنی سعادت سمجھتے ہین جب کوئی مرید ہوتا تو وہ اپنی پگڑی کو اوتار کر ہاتھ میں لیتا ہی اور بادشاہ کے قدمون پر سر رکھتا ہی اور زبان حال سی کہتا ہی کہ خود آرائی اور خویشتن گزینی کہ طرح طرح کی گزند دیتی ہی دور کرکے مین دل سے بادشاہ کی طاعت کرتا ہون۔ بادشاہ اوسکے سر کو اوٹھاتا ہی اور اوسکی پگڑی سر پر رکھتا ہے + اور شصت خاصہ کہ اسپر اسم اعظم اور کلمہ اقدس اللہ اکبر نقش ہو اسکو دیتا ہے اور جسکے معنے یہ تلقین ہوتے ہین مصرع شصت پاک نظری پاک خطا نہ کند + (شصت کے معنے کانٹے کے اور چھلے کے ہین شاید بادشاہ کوئی چھلا اپنے مرید کو دیتا ہو گا یا اس سی مراد شبیہ ہے جو بدایونی نے لکھا ہی کہ بادشاہ مریدون کو بجاے شجرہ کے شبیہ دیتا تھا اور وہ غلاف مین لپیٹ کر مرید کے سر پر رکھی جاتی تھی)

بادشاہ کے مرید جب آپسمین ایکدوسرے کو دیکھتے ہین تو ایک اللہ اکبر کہتا دوسرا جل جلالہ جواب دیتا۔ بادشاہ کی غرض اس سی یہ تھی کہ یاد الہی مین لوگ اس طرح سر گرم بالی و ترزبان و شیرین کام ہون اور سرچشمہ ہستی (خدا) کو فراموش نہ کرین۔ بادشاہ کی فرمایش تھی کہ اس کے مرید وہ آش کہ مرنے کے بعد لوگ پکاتے ہین وہ پیدا ہونے کے دن پکائین کہ سفر کا توشہ واپسین پہلے سی پہنچے۔ ولادت کے دن ایک انجمن جمع کرین اور طرح طرح کی نعمتون کا خوان بچھائین۔ بہت خیرات کرین کہ راہ دراز کا زاد آمادہ ہو۔ بادشاہ نے مریدون کو یہ حکم بھی دیا ہی کہ گوشت کھانے سے پرہیز کرنے مین کوشش کرین وہ اورون کو گوشت کھلائین مگر خود نہین چھوئین اپنی ولادت کے مہینے میں گوشت کے پاس بھی نہین جائین جس جانور کو خود حلال کرین اسکے پاس نہین جائین اور نہ اس کو کھائین۔ قصاب ماہی و گنجشک گیر کے ساتھ ہمکاسہ ہونے کی انکو ممانعت تھی حاملہ۔ بوڑھی۔ بانجھ۔ نابالغ عورت کے ساتھ ہم بستر ہونا انکو منع تھا۔

خیالات مذہبی اکبر کے ہم نے جدا لکھے ہین ان کو پڑھو +

سب سے اول نادر جانور ہاتھی پادشاہ دیکھتا ہی - ہر روز پہلے خاصگی فیل مع ساز و یراق حضور کے پیشگاہ میں لاتے ہین اور اول تاریخ ماہ الٰہی کو دس دس ہاتھی اور بعد ازان اور ہاتھیون کے حلقے موافق انکی شمار کے ملاحظہ مین آتے ہین اور روز دوشنبہ کو دس ہین تک پہنچی اس ملاحظہ کے وقت حاضر رہتا ہی اور وہ پادشاہ کے تمام سوالون کا جواب دیتا ہے اور ہر ہاتھی کا نام بتاتا ہے پادشاہ کے ہان پانچ ہزار ہاتھی ہین اور ہر ہاتھی کا نام جدا ہے جب ایک دفعہ سب ہاتھیون کو پادشاہ ملاحظہ کر لیتا ہے تو پھر خاصگی ہاتھیون سے معائنہ شروع ہوتا ہے - پادشاہ سب ہاتھیون کا درجہ اور قیمت مقرر کرتا ہے اور انپر مناسب داغ لگواتا ہے

پادشاہ اول چہل گانی گھوڑون کو دیکھتا ہی - اسکے بعد شاہزادون کے گھوڑے اور بعد اسکے راہوار خاصہ و خانہ زاد اور طویلے ملاحظہ ہوتے ہین - جب وہ مہری گھوڑون (جن گھوڑون کی قیمت دس اشرفی ہی) کا ملاحظہ ہو چکتا ہے گوشہ - قزاق چنر چیتے سوارون کے و بارگیر معائنہ ہوتے ہین - قیمت کے موافق انکے ملاحظہ مین بیشی و کمی ہوتی ہے انکے قیمت کے تین درجے اول و دوم و سوم مقرر ہوتے ہین -

اونٹ اول خانہ زاد ملاحظہ ہوتے ہین اور ہر روز پانچ قطار نظر کے روبرو آتے ہین - گاؤ موافق قیمت کے دس جوڑی ملاحظہ ہوتی ہین - چہارشنبہ سے اس دایہ روزگار کا ملاحظہ شروع ہوتا ہے - دیوالی کے روز کہ اس ملک کے بڑی تہوار کا دن ہی اور گروہا گروہ ہندو اس جانور کی نمایش کرتے ہین اور اسکی بزرگ داشت کو عبادت سمجھتے ہین - پادشاہ کے حکم سے آراستہ ہو کر پادشاہ کے ملاحظہ مین آتی ہین جس سے دلون کی صفائی ہی پنجشنبہ کو دوہارس خچرون کا ملاحظہ شروع کرتا ہی جیسے قطار بہ ترتیب قیمت ملاحظہ مین آتی ہین پہلے یہ دستور تھا جو اوپر مذکور ہوا مگر اب وہ یکشنبہ کو گھوڑے دوشنبہ کو شتر و خچر و گاؤ سہ شنبہ کو سپاہ و چہارشنبہ کو دیوان وزارت پنجشنبہ کو داد خواہ - آدینہ کو شبستان شنبہ کو ہاتھی دیکھے جاتے ہین -

بادشاہ نے ہر جانوروں کی خوراک مقرر کی ہی جس سے وہ تنومند ہو۔ اور جانوروں کی لاغری و فربہی کے اندازے مقرر کئے ہین اور انکے موافق خوراک کی کمی و بیشی کے قاعدے مقرر کئے۔ بادشاہ یہ چاہتا ہے کہ یکجہتی کی نزہتگاہ مین طرح طرح کے آدمی عشرت اندوز ہوا کرین اور دوستی و یکتا دلی کی بزم آراستہ ہو تاکہ کام شائستگی سے ہو اور انتظام کو استحکام ہو۔

(۵۴) آئین جانوروں کی لڑائی کا اور اس پر شرطوں کے مقرر ہونے کا۔

چونکہ سب آدمیوں کی خرد حقیقت گزین نہین ہوتی اور آگہی کی داستان کو ہر گوش نہین سنتا اسلئے بادشاہ نے ہنگامۂ نشاط بازی کو گرم کیا۔ اس کام مین بہت آدمیوں کو لگایا۔ جنگ آہو۔ رنگ و روش اسکی دلگزین۔ و افت و خیز اسکی شادمانی بخش ہی اس لئے بادشاہ اس پر بہت توجہ کرتا ہی اور ان وحشیوں کو انس پذیر کرتا ہے۔ انمین سے ایک سو ایک ہرن خاصہ ہین اور ہر ایک کا نام و صفت جدا ہی انکے دس دس ہرنوں پر ایک نگہبان ہی۔ یہ ہرن تین طرح کے ہین۔ ایک خانہ پرورد جو وحشی سے خوب لڑتے ہین دوم وہ جو پلے ہوئے ہرن سے لڑتے ہین سوم صحرائی سے گرم تر پرخاش کرتے ہین۔ ان ہرنوں کے لڑنے پر شرطین بدی جاتی ہین اور ہار جیت ہوتی ہی۔

بادشاہ اپنے مقربین مین سے ۱۲۔ آدمی منتخب کرتا ہے اور انمین سے دو دو کو حریف بناتا ہے جنکی ۱۲ مثل بنتی ہین۔ ہر مثل مین ایک مل۔ گاو میش۔ گاو۔ قچقار۔ بز۔ خروس لڑائی کے لئے عنایت ہوتے ہین۔ ہر زمانہ مین گاو و بز کی لڑائی کا پتا نہین ملتا مگر اب وہ لڑتی ہین شرط کے روپیوں کی تعداد ہر منصب کے موافق مقرر ہوتی ہین اور انکی ہار جیت ہوتی ہی۔

(۵۵) آئین عمارت

عمارت کے لئے آئین کا مقرر ہونا ضروری ہی۔ اس سے کاخ بلند ہوتے ہین سپاہ اس سے عشرت اندوز ہوتی ہی۔ ملک کی آبرو اس سے پدیدار ہوتی ہی۔ بزم تعلق کے اہل شہر کو تلاش کرتے ہین اور شہر بغیر عمارت کے رونق نہین پاتا۔ اسلئے بادشاہ نے بڑی عالی مکانات بنائے ہین۔ آب و گل کے لباس مین جان و دل کا کام بنایا بڑے اونچے قلعے بنائے ہین۔ وہ ضعیفوں کو آرام دیتے ہین اور سرتابوں کو ڈراتے ہین۔

فرمان پذیرون کو عشرت افروز کرتے ہین اور دل فریب نشیمن اور روح افزا منظر تیار کرائے ہین وہ گرمی سردی باران کی عمدہ پناہ ہین اور شبستان اقبال کی پردگیون کی آرام کی جگہ ہین سرائین کہ مسافرون کی سرمایۂ آسودگی اور مفلس غریبون کی آسایش کی جگہ ہی جا بجا بنائی ہین بہت سے آبگیر و چاہ کہ زندون کے جان دار اور زمین کی آبرو ہین بنائے ہین ۔ مدرسون اور ریاضت خانون کی بنیاد رکھی ہی ۔ عمارت کے کام سے اکثر لوگ ناواقف ہوتے ہین انکے بنانے والے بنوانیوالون کو خوب لوٹتے ہین ۔ اس لئے پادشاہ نے عمارت کے مصالح اور راج مزدورون کی اجرت کی شرح اور عیار عمارت و اندازۂ تراش اور گرانی سبکی قوت کے آئین مقرر کر دئے ہین ۔

دفتر دوم سپاہ آبادی

پادشاہ اپنی سپاہ کو عمدہ پند و نصائح سے ہدایت کرتا ہے اور طرح طرح سے انکو ناہنجار روش سے روکتا ہے ۔ سپاہ کو اسکی کثرت کے سبب سے مختلف قسمون مین تقسیم کیا ہی کہ جسکے سبب سے ملک مین امن امان رہتا ہی ۔ پادشاہ نے بعض قومون کی صرف فرمان برداری کو کافی سمجھا ہے اور انکو بہت کامون سے رہائی دی ہے اور اس سبب سے بہت سے وحشی منش میدانی نے اطاعت قبول کر لی ہی ۔ چالیس لاکھ چالیس ہزار سے کچھ زیادہ سپاہ کا سرانجام ملک کے زمیندار کرتے ہین ۔ بعض سپاہی اسپر مجبور کئے جاتے ہین کہ وہ اپنے گھوڑون کے داغ لگوائین ۔ انکی چہرہ نویسی ہوتی ہی اور انکے درجے مقرر ہوتے ہین ۔ بعض سپاہی فقط ایک سردار کی ہمراہی اور پرستاری کے لئے نامزد ہوتے ہین جو یکتائی کے لئے شائستہ ہوتے ہین انکے اعتبار زیادہ کرنے کے لئے انکا نام احدی رکھا ہے جس گروہ کو پادشاہ نے سرکردگی کے لئے سزاوار جانا ہے اسکو سرگروہ بنایا ہی ۔ بہت سے سپاہی مفلس ہین مگر شائستہ ہین ان کی سواری کے لئے اقطاع مقرر کر دئے ہین اور انکو مجبور نہین کیا ہے کہ وہ اپنے گھوڑون کو داغ لگوائین ۔ ایرانی و تورانی سپاہ کو پچیس ۲۵ روپئے اور ہندوستانی کو بیس روپئے اور جنکا خالصہ کا عمل پرداز ہوتا ہے وہ زر داغ ڈالی وصول کرتا ہے وہ پندرہ روپیہ ماہوار پاتا ہے اس طرح کی سپاہ کو برآوردی سپاہ کہتے ہین ۔

بعض منصبدار جنکو سپاہیون کا بہم پہنچانا دشوار ہوتا ہی تو انکو ایسی سپاہی جنکے گھوڑون کے داغ
لگے ہوئی ہوتے ہین دیئے جاتے ہین اور اس سپاہ کو داخلی کہتے ہین مع دہ ہزاری منصبدار کی سپاہ
مین ہزاری منصبدار تک اور ہشت ہزاری منصبدار کی سپاہ مین ہشت صدی منصبدار تک ۔ و
ہفت ہزاری منصبدار کی سپاہ مین ہفتصدی تک منصبدار تک ۔ اور پنج ہزاری منصبدار کی
سپاہ مین پانصدی منصبدار تک اور پانصدی منصبدار کی سپاہ مین صدی منصبدار تک داخل
ہوسکتے تھے اور انسے کم منصبدار اعلی منصبدارون کی سپاہ مین نہین داخل ہوسکتے تھے ۔
بعض منصبدارون کو یاوری کے لئی سپاہ دی جاتی تھی اسکا نام کمکی سپاہ تھا اسی مانند
مین اس سپاہ کو ترجیح دی جاتی ہی جنکے گھوڑون پر داغ لگا ہوا ہو ۔ اور یہی سپاہ اور
سپاہیون سے برتر ہوتی ہی ۔ پادشاہ کا مقصد اعظم یہ ہی کہ سپاہیون کو چہرہ نویسی کے
وقت گھوڑون کی عاریت مانگنے سی یا تبدیل کرنے سی روکی ۔ اور پادشاہی گھوڑونکی نگاہداشت
سے وہ دولت جمع کرین ۔ آدمی آزمندی اور کج بینی سے اپنا فائدہ اپنی زیان مین جانتا ہے
اس سلطنت کی ابتدا مین جب پادشاہ پردہ گزین تھا اور نارستی مین بہت سے کار پرداز
تگا دو کرتے تھی ۔ نوکر شتر بے مہار تھے اور بے حیائی سے شوم ہو جاتے تھے ۔ کمینے زر بندے
گھوڑے کو بیچ ڈالتے تھے اور پیادے بن جاتے تھے ۔ یا عمدہ گھوڑے کی عوض مین ٹٹو گدھا
لے لیتے تھے ۔ اور ناہموار تنخواہ لینے مین وہ بیہودہ باتین ناشائستہ و ناخوش گفتگو کرتے اور
سرزنش پاتے ۔ پادشاہ نے چہرہ نویسی کا قاعدہ مقرر کیا اور مواجب تنخواہ کو دیکھنے پر
قرار دیا اس سے خودکامی بند ہو گئی اور لشکر کے سرکار کو اور ہی رونق ہو گئی ۔ آئین داغ
کو احمق جانور کا آزار جانتے تھے اور اپنی بیدانشی سے اسکو مہر افزائی نہین سمجھتے تھے نیک و بد
مین حریص لالچی تمیز نہین کرتے اور نہ آپ اپنے سے نہ خدا سے شرم و حیا کرتے ہین ۔ اور
تباہ کرداری مین کام روائی ڈھونڈھتے ہین اور اپنی جان گزائی مین دوا دو کرتے
ہین بعض بد ذاتون نے بدذاتی کی اور کسی قدر سپاہ کی کارروائی مین مخل ہوئے اس
مین گھوڑون کے عاریت لینے کا عام مزاج تھا ۔ پادشاہ نے چہرہ نویسی ہر جانور کے

داغ کو زیادہ کیا۔ انہے ہرجا بکسرون کو حقیقت کا سبق سکھا گران سنگ کیا اور فرومایہ
نگسن خوبون کو بزرگ منشی اور مردمی سکھائی۔ افسردہ دل آزمندون نے توانگری کی نشاط
حاصل کی اور سپاہی کے سرالبستان نے اور ہی آبیاری پائی اور خزانہ معمور ہوا۔ یہ کارشناسی
اور اندیشہ کی درستی کے نتیجے ہوتے ہین ظاہر مین گھوڑے کو داغ لگتا ہی اور حقیقت مین اسی
روحانی خوشی حاصل ہوتی ہی۔

سنہ اٹھارہ جلوس مین داغ کا رواج ہوا۔ دل گزین روش سے آدمیون کی پایہ شناسی ظاہر ہوئی۔
جاگیرون کے مراتب مقرر ہوے ہر ایک کی بالشت تجویز ہین آئی اسکا دستور مقرر ہوا زمانہ کی گرانی اور
ارزانی کا حساب لگا کر اسکے اوپر کار روائی ہوئی اس حساب کا رشتہ مستحکم کیا گیا۔ اور ایک شائستہ نو
مقرر ہوا سپہ آراء بخشیون کے سر پر سے سفارش کا بھاری بوجھ اتر گیا اور وہ نزہت سرائے
شادمانی مین آئی اول بارگی (گھوڑے) سات طرح کے مقرر ہوئے اور ہر ایک کا راتبہ قرار
پایا۔ عربی۔ عراقی۔ مجنس ترکی۔ یابو۔ تازی جنگلہ۔ اول درجہ تازی نژاد کا یا اس کا
جو اسکی برابر خوش رو اور شگرف کار ہو ماہوارہ اسکا ۴۸۰ دام ہر روز ۶ سیر دانہ (ہر جا
کی برآورد مین قیمت ایک من کی بارہ دام لگائی جاتی ہی۔ ۲ ½ دام کا گھی ۲ دام کی شکر
اور ۳ دام کی گھاس اور ایک مہینے مین ۷۰ دام کی جل اور تات و یال پوش و تنگ جسکا
نام بادشاہ نے فراخی رکھا ہے و گدی و تختہ بند وغیرہ جسکو عوام قائزہ کہتے ہین۔ و
نگسران و خرخرہ و ہتھی (گھوڑے کے دم کے بالون کی تھیلی گھوڑے کے صاف کرنے کی
ہے) و دست مال و پای بند و میخ و مثل اسکی اسکو خرچ یراق اسپ کہتے ہین۔ ۶۰ دام زین
و لگام کے لئے دو ماہ مین ایک قمچی اور ہر مہینے مین نعل ۷ دام اور ۳۶ دام تیمار دار کو
اور جو دو گھوڑون کی خدمت کرے تو اسکو دو چند تنخواہ کل خرچ ۶۷۹ دام۔ جب
بادشاہ نے سپاہی کی رفاہیت اور آسودگی حال کو دریافت کیا تو اول ۱۸ دام کا اضافہ
کیا اور جب بادشاہ نے روپیہ کو ۳۵ دام سے چالیس دام کا کر دیا تو اس سے دام کا
اضافہ اور ہوا علوفہ کی داد و ستد مین روپیہ کی قیمت ۴۰ دام شمار کی جاتی ہی اور جب

آئین داغ مہرداران

ہر قسم کے گھوڑون کے لئے سوار جنگلہ کے دو روپیہ کا اضافہ ہوا۔

اب اس جنگلہ گھوڑے کو براورد مین نہین درج کرتے ہین دوم وہ گھوڑے جو عراق عجم (ایران) مین پیدا ہوئے ہین۔ یا وہ گھوڑے جو پیکر و کردار مین انکی مانند ہین۔ یک ماہانہ ۷۰۰ دام انمین سے ۵۸۴ دام ضروری خرچون کے لئے پہلے گھوڑون کی نسبت ۱۲ دام کم خرچ ہوتے ہین براق مین دس دام اور زین لگام مین ۱۰ دام اور نعل مین ایک دام سوم عراقی مانند یعنی مجنس اکثر انمین ترکی و عراقی کی نسل سے پیدا ہوتے ہین ماہیانہ ۵۶۰ دام جسمین ۴۸۵ دام ضروری خرچون کے لئے۔ عراقی سے سو دام کم خرچ چہارم ترکی یعنی جو گھوڑے توران مین پیدا ہوئے ہین اگرچہ وہ تنومند اور بالیدہ ہوتے ہین لیکن مجنس کو نہین پہنچتے ماہیانہ خرچ ۴۸۰ دام جسمین ۴۲۶ ضروری خرچون کے لئے۔ پنجم گھوڑے۔ یابو جو یہین پیدا ہوتے ہین۔ ماہوار ۴۰۰ دام آخر دو قسمین بھی ہندوستان کی پیدائش ہین جو انمین اچھا ہوتا ہے اسکو تازی جو میانہ ہوتا ہے اسکو جنگلہ اور سب سے بدتر کو ٹٹو کہتے ہین۔

ہاتھی۔ انکی سات قسمین ہین۔ مست۔ شیرگیر۔ سادہ۔ منجھولہ۔ کرھ۔ پھندرکیہ۔ موکل۔ مست کا ماہوار خرچ ۱۳۰۰ دام دانہ ڈھائی من اور ہر ہاتھی کے تین تیماردار ہوتے ہین۔ مہاوت و بھوئی و میٹھ اول کا ماہیانہ ۱۲۰ دام اور باقی دو مین سے ہر ایک کا ۹۰ دام پادشاہ نے ۱۲۰ دام کا اضافہ کر دیا ہے۔ پہلے ان پر داغ لگتا تھا مگر اسیطرح سے انمین فرق ہوتا ہے دوم کا ماہوارہ اول سے ۲۲۰ کم دانہ دو من سوم کا ۸۰۰ دام دانہ ڈیرہ من چہارم کا ۶۰۰ دام دانہ یک من پنجم کا ۲۴۰ دام دانہ ۳۰ سیر ششم کا ۳۰۰ دام دانہ ۱۵ سیر ہفتم کا خرچ براورد مین نہین درج ہوتا۔

شتر۔ خرچ ۲۹۶ دام دانہ ۱۴ سیر ایک دام کی گھاس ایک دام کا براق۔

گاے۔ خرچ ۱۲۰ دام دانہ ۴ سیر۔ ایک دام کی گھاس ۶ دام کا براق۔

عرابہ۔ خرچ ۶۰۰ دام۔ چار بیلون کا خرچ ۴۸۰ دام اور ۱۲۰ دام کا مصالحہ۔

فیل و عرابہ سوائے منصب دارون کے کسی اور کو نہین ملتے یا اونکو ملتے ہین جو عمدہ گھوڑے

اور اونٹ و گائے کو داغ کے لئے لاتے ہیں۔
ابوالفضل نے جو لکھا ہے اسکا گوشوارہ بناتے ہیں تاریخ بدایونی سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کی سپاہ میں اکثر گھوڑے چھٹے درجے کے تھے۔ اکبر نے ہندوستان سے گھوڑوں کے باہر لے جانے کے واسطے سخت ممانعت کر دی تھی اور اسنے اس کام کے انسداد کے لئے کوتوال مقرر کئے تھے منصبداروں کی سپاہ جو نئے گھوڑے بھرتی کئے جاتے تھے وہ اس گوشوارہ کے موافق خزانہ بادشاہی سے ماہوارہ پاتے تھے۔

اس گوشوارہ سے گھوڑوں کے تمام خرچ خوب معلوم ہوں گے

	اول عربی	دوم عراقی	سوم مجنس	چہارم ترکی	پنجم یابو	ششم تازی	ہفتم جنگلہ	ہشتم ٹٹو
دانہ	۵۴ دام	۵۴ دام	۵۴ دام	۷۲ دام	۷۲ دام	۵۴ دام	۴۵ دام	کچھ نہیں لکھا
گھی	۷۵ دام	۷۵ دام	۶۰ دام	۱۰۰ دام	۳۰ دام	۱۰ دام	۵۸ ام	
شکر	۶۰ دام	۶۰ دام	۳۰ دام			۱۰ دام	۴ دام	
گھاس	۹۰ دام	۹۰ دام	۹۰ دام	۶۰ دام	۶۰ دام	۴۵ دام	۳۰ دام	
یراق	۷۰ دام	۶۰ دام	۴۰ دام	۳۰ دام	۲۰ دام	۱۲ دام	۷½ دام	
زین وغیرہ	۶۰ دام	۵۰ دام	۲۰ دام	۱۶ دام	۱۰ دام	۱۰ دام	۱۰ دام	
نعلبندی	۷ دام	۶ دام	۴ دام	۲ دام	۲ دام	۲ دام	•	
تیماردار	۶۳ دام	۶۳ دام	۶۰ دام	۴۵ دام	۴۵ دام	۴۵ دام	•	
میزان اصل خرچ ماہوار	۴۷۹ دام	۴۵۸ دام	۳۵۸ دام	۲۶۸ دام	۲۳۹ دام	۱۸۸ دام	۱۲۵ دام	
اول اضافہ	۸۱ دام	۶۷ دام	۷۲ دام	۵۲ دام	۴۱ دام	۲۲ دام	۲۶ دام	
دوم اضافہ	۸۰ دام	۷۵ دام	۳۰ دام	۵۰ دام	۴۰ دام	۳۰ دام	۲۵ دام	
سوم اضافہ	۸۰ دام	۸۰ دام	۸۰ دام	۸۰ دام	۸۰ دام	۸۰ دام	۴۰ دام	
[illegible]	۷۲۰ دام	۶۸۰ دام	۵۶۰ دام	۴۵۰ دام	۴۰۰ دام	۳۲۰ دام	۲۶۰ دام	۱۶۰ دام

(۲) آئین منصب دار

ہمیشہ دور بین خرد ہر دوہ ایک ہی اصول پر قائم رہتی ہین خواہ وہ زمانہ حال کے ہون
یا پہلے زمانہ کے یعنی (زمانیان را با پیشینان دوری نباشد) جب تک ہر کثرت مین وحدت
نہین پیدا ہوتی اسکی شورش نہین مٹتی اور خودکامی کا آشوب نہین بیٹھتا عناصر کو دیکھو لوک
جبتک انہین یگانگی نہ ہو وہ مردہ ہین موالید ثلاثہ کو نہین پیدا کر سکتے - جانور گروہا گروہ جب
خود آمیزی کرتے ہین تو اُن مین خودسری کا نقش مٹتا ہی اور اپنی چارہ سگالی مین آسایش
سے رہتے ہین اور اپنے سود و زیان کی پاسبانی کرتے ہین - آدمی کا نفس کیسا ذوفنون ہے
گروہ ایک دادگر فرمان روا کا بہت محتاج ہی اس کی پایندگی قہرمان سلطنت کے پاس
گروی ہی وہ اپنی عجیب عجیب بدذاتیون سے اور بڑے اندیشون سے خشم و آز کو تازہ
شورشین سکھاتا ہی - جانگاہی اور دل آزاری کو دینداری شمار کرتا ہے - خدا تعالے
بیدانشی کے غبار بٹھانے کے لئے ایک شخص کو منتخب کرتا ہی اور اسکے کمال کی تائید کرتا ہے
اور روز افزون توفیق دیتا ہے وہ اپنی شناسائی و دلبری و فراخ حوصلگی سے اہل جہان
کی بُرائیون کا علاج کرتا ہی اور ہستی کے چشمہ کو سیراب مگر اس مین ایک شخص کی قوت انجام
کار مین کافی نہین ہوتی تو وہ اپنی یاوری کے لئے اپنی عقل کی روشنی سے چند پسندیدہ مردون
کو منتخب کرتا ہی اور ان مین سے ہر ایک کے لئے نوکر مقرر کر دیتا ہے اس سبب پادشاہ نے
منصب کے پایے دہ باشی سے دہ ہزاری تک قرار دئیے ہین اور پنج ہزاری سے زیادہ منصب خاص
اپنے فرزندون کے لئے قرار دیا منصب کے چھیاسٹھ مراتب مقرر کئے اور اسم اللہ کے حرفون کے
عدد بھی بحساب ابجد ۶۶ ہین پس اسمین ایک سعادت سرمدی ہی - پادشاہ بعض کو تو اول
دیکھتے ہی پہچان لیتا ہے اور ایک ہی دفعہ مین بلند پایہ کر دیتا ہے کبھی بعض کا وہ منصب
زیادہ کر دیتا ہی مگر اسکے ہمراہ سوار کم کرتا ہی اپنی کارآگہی سے ہر یک منصب دار کے لئے ستور
کی تعداد مقرر کرتا ہی اور اسکے سوارون کی لیاقت کے موافق اسکا ماہوار بدلتا رہتا ہے
جس منصب دار پاس سوار اسکے منصب کے موافق ہوتے ہین وہ اول پایہ کا منصب دار
ہوتا ہے جس پاس آدھے یا اس سے زیادہ ہوتے وہ پایہ دوم رکھتا ہی اور ایسے

جس پاس سوار کمتر ہون وہ درجہ سوم کا یونہا شی گیارہ درجہ کے ہوئے ہین اول وہ ہے
جس پاس سو سوار ہون اسکی تنخواہ سات سو روپیہ ماہوار ہوتی ہے گیارہوین درجہ کا
وہ جس پاس کوئی سوار نہ ہو تو وہ داخلیون مین جسکا اوپر ذکر ہوا شمار ہوتا ہے اور اسکی
تنخواہ پانچ سو روپئے ماہوار۔ درمیانی نو درجون کی تنخواہ پر دس سوار کے پیچھے
بیس روپئے زیادہ ہوتے ہین۔ پنجہزاری سے دو صدی تک منصب ۱۱ھ تھے اور یکے
پنجاہ صدی سے لیکر دہ باشی تک ۔۔ ۱۳۸۸۔

جدول جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ منصبدارون پاس کیا کیا سامان ہوتا تھا اور انکا ماہیانہ کیا تھا

منصب	گھوڑے: عراقی	مجنس	ترکی	یابو	تازی	جنگلہ	ہاتھی: شیرگیر	سادہ	منجھولہ	کرہ	پھندرکیہ	باربرداری: شتر	استر	گاڑی	ماہیانہ: اول	دوم	سوم
۱۰۰۰۰	۶۸	۶۸	۱۳۶	۱۳۶	۱۳۶	۱۳۶	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۱۶۰	۴۰	۳۲۰	۶۰۰۰۰	۰	
۸۰۰۰	۵۴	۵۴	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸	۴۵	۵۰	۳۴	۳۴	۱۵	۱۴۰	۳۴	۲۴۰	۵۰۰۰۰	۰	
۷۰۰۰	۴۹	۴۹	۹۸	۹۸	۹۸	۹۸	۳۰	۳۳	۳۰	۲۶	۱۲	۱۱۰	۲۶	۲۲۰	۴۵۰۰۰	۰	
۵۰۰۰	۳۴	۳۴	۶۸	۶۸	۶۸	۶۸	۲۰	۲۴	۲۰	۲۰	۱۰	۱۰۰	۲۰	۱۶۰	۳۰۰۰۰	۲۹۰۰۰	۲۸۰۰۰
۴۹۰۰	۳۳	۳۳	۶۶	۶۶	۶۶	۶۶	۲۰	۲۰	۱۵	۱۵	۱۰	۹۹	۱۵	۱۶۱	۲۷۶۰۰	۲۷۴۰۰	۲۷۳۰۰
۴۸۰۰	۳۲	۳۲	۶۴	۶۴	۶۴	۶۵	۲۰	۲۹	۱۵	۱۵	۹	۹۹	۱۵	۱۵۷	۲۷۶۰۰	۴۰۰	۲۷۳۰۰
۴۷۰۰	۳۱	۳۱	۶۵	۶۳	۶۳	۶۳	۱۹	۲۹	۱۵	۱۷	۹	۹۵	۱۵	۱۵۱	۲۶۶۰۰	۲۶۵۰۰	۲۶۳۰۰
۴۶۰۰	۳۱	۳۱	۶۲	۶۲	۶۲	۶۲	۱۷	۲۷	۱۵	۱۷	۹	۹۲	۱۵	۱۵۱	۲۶۴۰۰	۲۶۲۰۰	۲۶۱۰۰
۴۵۰۰	۳۰	۳۰	۶۱	۶۱	۶۱	۶۱	۱۷	۲۷	۱۵	۱۶	۸	۹۰	۱۵	۱۵۰	۲۶۰۰۰	۲۵۸۰۰	۲۵۷۰۰
۴۴۰۰	۳۰	۲۹	۶۰	۶۰	۵۹	۵۹	۱۷	۲۷	۱۵	۱۴	۸	۱۲	۱۵	۱۴۷	۲۵۲۰۰	۲۵۰۰۰	۲۴۸۰۰
۴۳۰۰	۲۹	۲۹	۵۹	۵۹	۵۸	۵۹	۱۰	۲۶	۱۵	۱۴	۸	۹۵	۱۷	۱۴۵	۲۴۴۰۰	۲۴۲۰۰	۲۴۰۰۰
۴۲۰۰	۲۸	۲۷	۵۷	۵۷	۵۷	۵۶	۱۸	۲۴	۱۵	۱۴	۸	۴۷	۱۴	۱۴۴	۲۳۶۰۰	۲۳۴۰۰	۲۳۳۰۰

منصب داران	گھوڑی						ہاتھی					باربردار			ماہیانہ		
	عراقی	مجنس	ترکی	یابو	تازی	جنگلہ	شیرگیر	سادہ	منجھولہ	کرہ	پھندرکیہ	شتر	خچر	گاڑی	اول	دوم	سوم
۴۱۰۰	۲۸	۲۷	۵۶	۵۶	۵۶	۵۵	۱۶	۲۶	۱۸	۱۶	۶	۶۸	۱۷ ۲/۵	۱۳۳	۲۲۸۰۰	۲۲۴۰۰	۲۲۲۰۰
۴۰۰۰	۲۷	۲۸	۵۴	۵۴	۵۴	۵۴	۱۶	۲۵	۱۸	۱۵	۶	۶۵	۱۷	۱۳۰	۲۲۰۰۰	۲۱۸۰۰	۲۱۶۰۰
۳۹۰۰	۲۶	۲۶	۵۳	۵۳	۵۲	۵۲	۱۶	۲۴	۱۸	۱۵	۶	۶۳ ۳/۵	۱۶ ۳/۵	۱۲۷	۲۱۴۰۰	۲۱۳۰۰	۲۱۱۰۰
۳۸۰۰	۲۶	۲۶	۵۱	۵۱	۵۱	۵۱	۱۶	۲۳	۱۸	۱۵	۶	۶۱	۱۶ ۱/۵	۱۲۴	۲۰۸۰۰	۲۰۶۰۰	۲۰۵۰۰
۳۷۰۰	۲۵	۲۵	۵۰	۵۰	۵۰	۴۹	۱۶	۲۳	۱۷	۱۵	۶	۶۰ ۲/۵	۱۶ ۱/۱۰	۱۲۱	۲۰۲۰۰	۲۰۰۰۰	۱۹۹۰۰
۳۶۰۰	۲۵	۲۵	۴۹	۴۸	۴۸	۴۷	۱۶	۲۳	۱۷	۱۴	۶	۵۹	۱۵ ۲/۵	۱۱۸	۱۹۶۰۰	۱۹۴۰۰	۱۹۳۰۰
۳۵۰۰	۲۴	۲۴	۴۷	۴۷	۴۷	۴۶	۱۶	۲۳	۱۷	۱۴	۵	۵۷ ۲/۵	[illegible]	۱۱۵	۱۹۰۰۰	۱۸۸۰۰	۱۸۷۰۰
۳۴۰۰	۲۳	۲۳	۴۶	۴۶	۴۶	۴۵	۱۶	۲۲	۱۷	۱۴	۵	۵۶	۱۵ ۱/۵	۱۱۲	۱۸۳۰۰	۱۸۰[illegible]	۱۸۳۰۰
۳۳۰۰	۲۲	۲۲	۴۵	۴۵	۴۴	۴۳	۱۵	۲۲	۱۷	۱۴	۵	۵۴ ۳/۵	۱۵	۱۰۹	۱۸۲۰۰	۱۸۰۰۰	۱۷۹۰۰
۳۲۰۰	۲۱	۲۱	۴۴	۴۴	۴۳	۴۲	۱۵	۲۱	۱۶	۱۴	۵	۵۳	۱۴ ۳/۵	۱۰۶	۱۷۸۰۰	۱۷۶۰۰	۱۷۵۰۰
۳۱۰۰	۲۰	۲۰	۴۴	۴۳	۴۱	۴۰	۱۵	۲۰	۱۷	۱۴	۵	۵۱ ۴/۵	۱۴ ۲/۵	۱۰۳	۱۷۴۰۰	۱۷۲۰۰	۱۷۱۰۰
۳۰۰۰	۲۰	۲۰	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۱۵	۲۰	۱۶	۱۳	۴	۴۸	۱۳ ۱/۵	۹۹	۱۷۰۰۰	۱۶۸۰۰	۱۶۷۰۰
۲۹۰۰	۱۹	۱۹	۳۹	۳۹	۳۹	۳۹	۱۵	۱۹	۱۶	۱۳	۴	۴۸	۱۲ ۴/۵	۹۶	۱۶۴۰۰	۱۶۲۰۰	۱۶۱۰۰
۲۸۰۰	۱۸	۱۸	۳۸	۳۸	۳۸	۳۸	۱۵	۱۸	۱۴	۱۲	۳	۴۶	۱۲ ۲/۵	۹۲	۱۵۸۰۰	۱۵۶۰۰	۱۵۵۰۰
۲۷۰۰	۱۷	۱۷	۳۷	۳۷	۳۷	۳۷	۱۴	۱۷	۱۳	۱۱	۳	۴۴	۱۱ ۳/۵	۸۸	۱۵۲۰۰	۱۵۰۰۰	۱۴۹۰۰
۲۶۰۰	۱۷	۱۷	۳۶	۳۶	۳۵	۳۵	۱۳	۱۵	۱۲	۱۱	۳	۴۲	۱۰ ۳/۵	۸۴	۱۴۶۰۰	۱۴۴۰۰	۱۴۳۰۰
۲۵۰۰	۱۷	۱۷	۳۵	۳۴	۳۵	۳۴	۱۲	۱۴	۱۲	۱۰	۳	۴۰	۱۰	۸۰	۱۴۰۰۰	۱۳۸۰۰	۱۳۷۰۰
۲۴۰۰	۱۷	۱۷	۳۳	۳۳	۳۳	۳۳	۱۲	۱۳	۱۱	۱۰	۲	۳۸	۹ ۲/۵	۷۶	۱۳۶۰۰	۱۳۴۰۰	۱۳۳۰۰
۲۳۰۰	۱۶	۱۶	۳۳	۳۲	۳۲	۳۲	۱۲	۱۲	۱۰	۱۰	۳	۳۶	۸ ۳/۵	۷۲	۱۳۲۰۰	۱۳۰۰۰	۱۲۹۰۰
۲۲۰۰	۱۶	۱۶	۳۲	۳۲	۳۱	۳۱	۱۱	۱۲	۹	۱۰	۲	۳۴	۸ ۱/۵	۶۸	۱۲۸۰۰	۱۲۶۰۰	۱۲۵۰۰
۲۱۰۰	۱۵	۱۵	۳۰	۳۱	۳۱	۳۱	۱۰	۱۲	۹	۹	۳	۳۲	۷ ۳/۵	۶۴	۱۲۴۰۰	۱۲۲۰۰	۱۲۱۰۰

منصبدار	گھوڑے						ہاتھی					باربردار			ماہیانہ		
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	اول	دوم	سوم
۲۰۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۲۰۰۰	۱۱۹۰۰	۱۱۸۰۰
۱۹۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۱۹۵۰	۱۱۳۵۰	۱۱۴۵۰
۱۸۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۱۹۵۰	۱۱۳۵۰	۱۱۴۵۰
۱۷۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۱۲۲۰	۱۱۰۰۰	۱۸۰۰
۱۶۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۰۶۰۰	۱۰۴۰۰	۱۰۲۰۰
۱۵۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۰۰۰۰	۹۸۰۰	۹۷۰۰
۱۴۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۹۶۰۰	۹۴۰۰	۹۳۰۰
۱۳۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۹۲۰۰	۹۱۰۰	۹۰۵۰
۱۲۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۹۰۰۰	۸۹۰۰	۸۸۰۰
۱۱۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۸۷۰۰	۸۵۰۰	۸۴۰۰
۱۰۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۸۲۰۰	۸۱۰۰	۱۸۰۰۰
۹۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۷۷۰۰	۷۴۰۰	۷۱۰۰
۸۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۵۰۰۰	۴۷۰۰	۴۴۰۰
۷۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۴۱۰۰	۴۰۰۰	۳۸۰۰
۶۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۳۵۰۰	۳۲۰۰	۳۰۰۰
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۸۰۰	۲۷۵۰	۲۷۰۰
۵۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۵۰۰	۲۳۰۰	۲۱۰۰
۴۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۰۰۰	۱۷۵۱	۱۵۰۰
۳۵۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۴۵۰	۱۳۰۵	۱۳۵۰
۳۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۴۰۰	۱۲۵۰	۱۲۰۰
۲۵۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۱۵۰	۱۱۰۰	۱۰۰۰

منصب	گھوڑے					ہاتھی						باربردار			ماہیانہ		
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	اول	دوم	سوم
۲۰۰	٦	٦	٦	٦	ـ	٠	ـ	٦	ـ	٦	٠	٦	٠	۸	۹۷۵	۹۵۰	۹۰۰
۱۵۰	٦	٦	٦	٦	٠	١	ـ	ـ	ـ	٠	٠	٦	٠	۸	۸۷۵	۸۵۰	۸۰۰
۱۲۵	٦	٦	٦	٦	٦	٠	٠	ـ	ـ	٦	٠	۵ ـ ٦	٠	۵	۷۸۰	۷۶۰	۷۵۰
۱۲۰	٦	٦	٦	٦	٦	٠	٠	ـ	ـ	٦	٠	٦	٠	۵	۷۲۵	۷۴۰	۷۳۰
۱۰۰	٦	٦	٦	٦	٦	٠	٠	ـ	ـ	ـ	٠	٦	١	٦	۷۰۰	۶۰۰	۵۰۰
۸۰	٦	ـ	٦	٦	ـ	ـ	٠	٠	ـ	٦	٠	٦	٠	٦	۴۱۰	۳۸۰	۳۵۰
۶۰	ـ	ـ	٦	٦	ـ	ـ	٠	٠	ـ	ـ	٠	٦	٠	٠	۳۱۲	۲۸۵	۲۷۰
۵۰	ـ	ـ	٦	٦	ـ	ـ	٠	٠	ـ	ـ	٠	۵ ٦ ـ	٠	٦	۲۵۰	۲۴۰	۲۳۰
۴۰	ـ	ـ	٦	٦	ـ	ـ	٠	٠	ـ	ـ	١	۵ ٦ ـ	٠	ـ	۲۲۳	۲۰۰	۱۸۵
۳۰	٠	ـ	ـ	٦	٠	٠	٠	٠	ـ	٠	٠	۵ ـ ـ	٠	ـ	۱۸۵	۱۷۵	۱۵۵
۲۰	٠	ـ	ـ	ـ	٦	٠	٠	٠	٠	٠	٠	۵ ـ ـ	٠	ـ	۱۳۵	۱۲۵	۱۱۵
۱۰	٠	٦	٦	٠	٠	٠	٠	٠	٠	٠	٠	٠٠	٠٠	٠	۱۰۰	۸۲½	۷۵

ابو الفضل نے جو ۶۶ منصبون کو بالتفصیل لکھا ہی مگر آئین ۳۰ مین جو فہرست منصبدارون کے نام لکھی ہی وہ ۳۳ منصبون کی ہی - تین شاہزادون کے منصب ۱۰ ہزاری سے ہفت ہزاری تک بیان کرکے باقی بیس منصب یہ بیان کیے ہین ۵۰۰۰ و ۴۵۰۰ و ۴۰۰۰ و ۳۵۰۰ و ۳۰۰۰ و ۲۵۰۰ و ۲۰۰۰ و ۱۵۰۰ و ۱۲۰۰ و ۱۰۰۰ و ۹۰۰ و ۸۰۰ و ۷۰۰ و ۶۰۰ و ۵۰۰ و ۴۰۰ و ۳۵۰ و ۳۰۰ و ۲۵۰ و ۲۰۰ و ۱۵۰ و ۱۲۰ و ۱۰۰ و ۸۰ و ۶۰ و ۴۰ و ۵۰ و ۳۰ و ۲۰ و ۱۰

تمام آئین اکبری کے نسخون مین ۹۰۰ و ۳۰۰ کا منصب نہین لکھا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ گو منصب کے ۶۶ درجے مقرر ہوے ہون مگر سب کام مین نہین آئے - ابو الفضل نے اکبر شاہی تمام منصبدارون کے نام پانصدی منصب تک لکھے ہین اور پھر پانصدی سے کم کی اسنے فہرست بنائی ہی صدی تک اون منصبدارون کے نام لکھے ہین جو تحریر کے وقت زندہ تھے - اور دو صدی سے جو منصبدار زندہ تھے اون کی

انکی تعداد بہ تفصیل ذیل لکھی ہی منصبدار یکصد و پنجاہ ۵۳ یکصد و بستی و یکصدی
(یوزباشی) ۲۵۰ و ہشتادی ۹۱ و شصتی ۲۰۴ و پنجاہی ۱۶۰ و چہل ۲۶۰ و سی ۳۹
و بستی ۲۵۰ و دہی ۲۲۴ کل ۱۵۰ سے ۱۰ تک منصبدار ۱۳۸۸ تھے اور اعلے
منصب ۵۰۰۰ سے ۲۰۰ تک ۴۱۲ جنمین قریب ۱۵۰ کے اس وقت مرگئے تھے کہ
ابوالفضل نے فہرست بنائی تھی طبقات اکبری مین اس فہرست کی نسبت یہ لکھاہی
کہ تفصیل اسامی امرای حضرت خلیفۂ الہی افاضل پناہ شیخ علامی شیخ ابوالفضل در
کتاب اکبرنامہ مرقوم قلم بدائع رقم گردانیدہ اند درین مختصر بذکر اسامی امرای کبار اختصار
یافتہ۔ اس بیان سے اور مآثر الامرا سے یہ معلوم ہوتا ہے اکبر کے عہد مین ہزاری
سے اوپر منصبدار امرای کبار یا امرای عظم کہلاتے تھے۔ مگر طبقات مین ہزاری سے نیچے
منصبدارون کو بھی لکھاہی کہ بمرتبۂ امارت رسید یا در جرگۂ امرا انتظام یافت۔ امیرالامرا
کا خطاب ایک ہی وقت مین کئی آدمیون کا تھا۔ طبقات مین یہ خطاب ادہم خان خضر
خواجہ خان۔ میر محمد خان اتگہ۔ مظفر خان۔ قطب الدین محمد خان۔ منعم خان۔ مرزا عبدالرحیم خان
کا لکھاہی اور انمین سے آخر کے تین امیرالامرا کو خانخانان بھی کہتے تھے۔
ابوالفضل نے جو منصبدارون کی سپاہ کی تعداد لکھی ہی وہ تاریخون مین منصبدارون
پاس بہت جگہ اس سے کم و بیش بیان کی گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ضرور نہین تھا
کہ پنجہزاری کے پاس پانچہزار سپاہ ہو۔ طبقات مین عبدالمجید خان سہ ہزاری پاس
۲۰ ہزار سپاہ لکھی ہی اکثر اعلے درجہ کے منصبدار صوبون کے فرمان روا ہوتے تھے
ان کو اول سپہ سالار اور اکبر کے آخر عہد سلطنت مین حاکم اور بعد ازان صاحب صوبہ
یا صوبہ دار اور آخر مین صوبہ کہتے تھے اور منصبدار جاگیر رکھتے تھے جو بعد اکبر کے
عہد کے بدل گئی۔ منصبدارون کو تعیناتیان اور انکی سپاہ کو تابینات بھی کہتے تھے
اسلئے تابین باشی منصبدار یا بخشی ہوا۔ سپاہ کی اصلاح جب ہوئی کہ شہباز خان
میر بخشی مقرر ہوا۔ عبدالقادر بدایونی نے اس باب مین جو لکھا ہے اسکے نقل مین

۹ کے بعد دیکھو۔

(۴) آئین احدی

بہت سے پُردل شائستہ کارآدمی ہوتے ہین جنکو پادشاہ منصب نہین دیتا مگر انکو اورون کی پرستاری سے ہائی دیتا ہے اور بندگان خاص مین داخل کرتا ہی۔ دلبستان خدمت مین انکی آموزش ہوتی ہی اور انکے علم کا امتحان ہوتا ہی۔ پادشاہ صورت مین معنی پیدا کرنا چاہتا ہی اس لئی انکا نام احدی رکھتا ہی جس سی خدائے واحد یاد آتا ہی انکے درجہ بڑھانے کا نیا آئین مقرر کیا ہی انکے تیار داری کے لئی دیوان اور بخشی جدا جدا اور انکی سرداری کے لئے ایک بزرگ امیر مقرر کیا ہے اور ایک لائق آدمی کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے کہ وہ احدی کے امیدوارون کو پادشاہ کے روبرو پیش کیا کرے وہ بے منت فروشی و رشوت ستانی کے ہر روز چند امیدوارون کو پیش کرتا ہے۔ پادشاہ انکا امتحان لیتا ہی جب اسکو وہ پسند آتے ہین تو انکا نام یادداشت اور تعلیقہ مین لکھا جاتا ہی۔ پھر انکی چہرہ نویسی ہوتی ہے اور برآورد مین نام داخل ہوتا ہے۔ امیدوار سے بخشی ضمانت لیتا ہی اور سب کو دوبارہ پادشاہ کے روبرو پیش کرتا ہی۔ ضرور انکا اضافہ ہوتا ہے اسکی تنخواہ نصف مین چوتھائی اور چھہ ساتوین تک بڑھ جاتی ہی۔ بہت سے احدی پانچ سو روپے ماہوار پاتے ہین اور وہ کے ہند سے نشان مند ہوتے ہین (آئین داغ دیکھو) ابتدا مین جب اسکا درجہ مقرر کیا گیا تھا تو انکے آٹھ گھوڑون پر داغ لگا دیا جاتا تھا مگر اب پانچ سے زیادہ پر داغ نہین لگایا جاتا

(۵) آئین سوار

منصبدار اور احدی کے بعد تیسرا درجہ سوار رکھتے ہین۔ اول گھوڑون کا مالک سپاہ مین گھوڑون کی اوصاف بیان کرتا ہے بخشی انکا امتحان کرتا ہی۔ پھر سوار کی چہرہ نویسی ہوتی ہی۔ اگر سوار پاس ایک گھوڑے سے زیادہ گھوڑے ہوتے ہین تو اسکے لئی ایک اونٹ یا بیل زیادہ کرتے ہین اور اسکے خرچ کے لئی عمدہ سوار کی نصف تنخواہ کی برابر روپیہ دیتے ہین اگر یہ اونٹ یا بیل نہین دیتے تو پانچوین حصے تنخواہ بڑھا دیتے ہین۔ یک اسپہ سوار کی تنخواہ یہ ہوتی ہی کہ عراقی کا سوار تیس روپیہ ماہوار اور مجنس کا سوار پچیس روپیہ ماہوار اور ترکی کا سوار بیس روپیہ ماہوار اور یابو کا اٹھارہ روپیہ ماہوار اور جنگلہ کا بارہ روپیہ ماہوار پاتا ہے

پہلے خالصہ کے عمل گذار سوار کو پچیس روپیہ ماہوار ملتا ہی اب پندرہ روپیہ ماہوار ملتا ہی پہلے سوار کو
چار گھوڑے رکھنے کی اجازت تھی مگر اب تین گھوڑی سی زیادہ کی نہین ہی اور ہر دہ باشی دو سوار چار
اسپہ تین سہ اسپہ تین دو اسپہ اور دو یک اسپہ (اس طرح دس سوار پچیس گھوڑی رکھ سکتے تھی۔)
اور اور منصب دار اس حساب سے گھوڑی رکھ سکتے تھے مگر اب دہ باشی تین سہ اسپہ اور چار دو اسپہ اور تین
یک اسپہ رکھ سکتا ہی (۱۰ سوار ۱۸ گھوڑی)۔

(۴) پیادون کا آئین۔

جب سوارون کا آئین بیان ہوا تو پیادون کا آئین بھی بیان کیا جاتا ہی۔ انکی بہت سی قسمین
ہین اور وہ نادر نادر کام کرتے ہین۔ بادشاہ نے اپنی قدردانی سے ہر قسم کے پیادون کے
لئے ایسے دستور اور آئین مقرر کر دیے ہین کہ سب چھوٹے بڑون کو آسانی ہوگئی ہی جامہ بردار آوارہ نویس
انکے نویسندہ ہوتے ہین۔ جب انکا مرتبہ بڑھتا ہی تو وہ اس جرگہ سپاہ مین داخل ہوتے ہین۔
پیادون کی بہت قسمین ہین۔ اوّل قسم کے پیادے پانچ سو دام اور دوسری قسم کے چار سو دام ہوتے
اور تیسری قسم کے تین سو دام چوتھی قسم کے دو سو چالیس دام ماہوار پاتے ہین بارہ ہزار بندوقچی

بندوقچی ۲

بادشاہ کے ہمرکاب رہتے ہین انکے واسطہ ایک دیدہ ور بتکچی (محرر) اور سر چشم خزانچی اور جدا کلانتر عمدہ
جدا مقرر ہوتا ہی تھوڑے سی بندوقچی ان عہدون کے واسطے منتخب کئے جاتے ہین۔ مگر آئین اس طرح
بہت بندوقچی ہوتے ہین کہ کچھ کاردانی اور سربراہی سی بہرہ ور ہوتے ہین بعض افسر ہوتے ہین کہ
وہ کثرت کی وحدت بناتے ہین جس سی کارسازی اور کار آگہی کا رشتہ دوبالا ہو جاتا ہی۔
سرگروہ کا ماہوار چار طرح کا ہوتا ہے تین سو دام اور دو سو اسی دام اور دو سو ساٹھ دام
اور باقی بندوقچیون کی پانچ قسمین ہوتی ہین اور انکا ماہوار تین طور کا اوّل ۲۵۰ دام و ۲۴۵ دام
و ۲۴۰ دام دوم ۲۲۰ دام و ۲۱۰ دام و ۲۰۰ دام سوم ۱۹۰ دام و ۱۸۰ دام و ۱۷۰ دام
چہارم ۱۶۰ دام ۱۵۰ دام و ۱۴۰ دام پنجم ۱۳۰ دام و ۱۲۰ دام و ۱۱۰ دام۔

دربان ۳

ہزار دربان چابک دست خدمت گذاری کرتے ہین درگاہ کی پاسبانی کے لئے انکی ملازمت
لازمی ہے۔ میر دہ کی تنخواہ پانچ طرح کی ہوتی ہی ۲۰۰ و ۱۶۰ و ۱۴۰ و ۱۳۰ و ۱۲۰ دام اور اور
دربانون کی ۱۲۰ دام سے زیادہ اور ۱۰۰ دام سے کم نہین۔

چیلہ

خدمتی بھی پادشاہ کی خدمت مین ہزار رہتی ہین دولتخانہ کے گرد نگہبانی کرتے ہین اور فرمایش کے منتظر رہتی ہین پنجاہی سو بستی تک ۲۰۰ دام اور دہ باشی ۱۸۰ اور ۱۴۰ دام اور ۱۲۰ و ۱۱۰ و ۱۰۰ دام پاتے ہین۔

پہلے یہ گروہ رہزنی اور دزدی مین نامور تھا پہلے پادشاہون سی انکا علاج اچھی طرح نہ ہوسکا۔ پادشاہ نے اپنی منتخب احکام سی انکو راست کاری اور امانت گذاری سی روشناس کیا ہی اب وہ دیانت مین مشہور ہین۔ پہلے انکو ماوی کہتی تھے۔ انکے سردار نے اپنی سعادتمندی کے سبب سے خطاب خدمت رائے کا پایا ہے۔ وہ پادشاہ پاس آرام سی رہتا ہی اور باقی گروہ کا نام خدمتیہ رکھا گیا۔

میوڑہ

میوات کے رہنی والے میوڑہ کہلاتے ہین وہ تیزرو ہوتے ہین جو مال منگاؤ دور دور سے پختہ کاری کے ساتھ لاتے ہین۔ جاسوسی اور اشکال بھی مین نادرہ کار ہین۔ انکی تعداد بھی ہزار ہی وہ فرمان کے منتظر رہتی ہین۔ انکا ماہوار خدمتیہ کا سا ہے۔

شمشیرباز

یہ سرفشان جان باز بہت طرح کے ہوتے ہین اور نادر کام کرتے ہین جنگ مین تیز پائی اور چابکدستی سی لڑتے ہین اور افت و خیز مین بہادری دکھاتے ہین بعضی سپر لگا کے لڑتے ہین بعضی چوب دستی سے کام لیتی ہین۔ انکو لکرایت کہتے ہین بعض بے پناہ ایک ہاتھ سے لڑتے ہین ان کو ایک ہاتھ کہتی ہین۔ پہلا گروہ جو پوربی ہوتا ہے وہ چھوٹی سپر لگاتا ہی اور اسکو چروہ کہتی ہین اور جو گروہ دکھنی ہوتا ہے وہ ایسی بڑی سپر لگاتا ہی کہ اوسکی پناہ مین سوار کھڑا ہو جاے اس سپر کا نام تلوہ ہی۔ ایک جماعت کو پہرایت کہتے ہین طول مین آدمی کے قد سے چھوٹی اور چوڑی ایک گز شمشیر کام مین لاتے ہین ایک گروہ کو بانایت کہتی ہین وہ ایک لمبی تلوار لیتی ہین جسکا قبضہ ایک گز سے زیادہ ہوتا ہی۔ دونون ہاتھون سے اس سے عجب کام دکھاتے ہین۔ ایک گروہ کا نام بنکولی ہی۔ وہ شمشیر بے پرتلا ہی۔ ایک خاص شمشیر لیتی ہین۔ جو نوک کے پاس سی کج اور قبضے کے پاس سیدھی ہوتی ہی۔ وہ سپر نہین لگاتے۔ انکی ہنرمندی بیان نہین ہوسکتی بعض چابکدست خنجر کو عجب طور سے کام مین لاکر عجیب کام کرتے ہین۔

ہر ایک کا نام جدا ہی - ہر ایک کا ہنر نادر ہے - ایسے سپاہی ایک لاکھ سے زیادہ ہین ورا ہین ایک ہزار بادشاہ کے پاس رہتے ہین - ان مین احدی کا درجہ احدی کی برابر ہی یا اس سے بھی زیادہ ہوتا ہی - انکا ماہوار چہہ سو سے کم اسی تک ہوتا ہی -

پہلوان

ہمیشہ بادشاہ کے آستانہ پر ترکی و تورانی کشتی گیر و مشت زن - سنگ انداز کم خطا ہوتے ہین بہادران ہندی اور نادرہ کار گجراتی جنکو مل کہتے ہین اور طرح کے جنگ آور گروہا گروہ جمع رہتے ہین - انکی تنخواہ ۴۵۰ دام سے زیادہ اور ۷۰ دام سے کم نہین ہوتی اور دو پہلوانونکی کشتی ہوا کرتی ہی اور انکو طرح طرح کے انعام ملتے ہین -

چیلہ

اس خدا پرست بادشاہ کو بندہ کے نام سے چڑ ہی - اسکے نزدیک سواء دادار بے نیاز کے خداوندی کسی کو سزاوار نہین ہی - اسلئے اونے بندہ کا نام بدل کر چیلہ رکھا ہے - جسکے معنے سنسکرت مین عقیدت مند ارادت گزین کے ہین - اس عاطفت شاہنشاہی سے ایک گروہ بادشاہ کا چیلہ ہو گیا ہے -

(غلام) غلام کے معنے بہت سے ہین ایک معنی تو وہ ہین جو عوام مین مشہور ہین ایک جماعت اپنے سے غیر آئین (غیر مذہب) پر غالب ہوتی ہی اور انکی خرید و فروخت کرتی ہی - عاقل اسکو بہت برا جانتے ہین - دوم کوئی شخص خود کامی سے علیحدہ ہو کر ارادت اختیار کرے (جیسے کہ پیرون کے اندھے مرید ہوتے ہین) سوم فرزند چہارم کسی شخص کا قاتل جو اسکے وارث کی ملک مین آتا ہے پنجم چور اپنی چوری سے باز آکر جسکا مال چراتا ہی اسکی غلامی اختیار کرتا ہی ششم ایک شخص خون کرے اور اس خون کے بدلہ مین روپیہ دے کر کوئی شخص اسکو چھڑاتا ہی تو وہ اس رہانندہ کی غلامی اختیار کرے ہفتم کوئی شخص کشادہ پیشانی سے اپنی غلامی کو اختیار کرے - انکا روزینہ ایک روپیہ سے لیکر ایک دام تک ہے -

بادشاہ نے انکو طرح طرح کے گروہون مین تقسیم کیا ہی اور جدا جدا کارشناسون کے حوالہ کیا ہی - وہ انکو طرح طرح کے ہنر سکھاتے ہین کہ انکی پایہ شناسی ہو اور وہ کام شائستگی سے کرین -

پادشاہ کی گوہر شناسی سے اور نیک پرستاری سے ہر طائفہ کے بہت آدمی سپاہ میں تیہ پاتے ہین اور پیادگی سے امیری پر سرافراز ہوجاتے ہین کہار بھی ہندوستان کے عجیب پیادون مین سے ہین۔ بھاری بوجھ کندھے پر اُٹھاتے ہین اور فراز و نشیب مین چلتے ہین۔ پالکی سنگھاسن۔ چوڈول۔ ڈولی لیکر ایسی نرم چال سے چلتے ہین کہ بیٹھنے والی کو ذرا جنبش نہین ہوتی۔ اس ملک مین وہ کثرت سے ہوتے ہین دکھن و بنگالہ کے کہار نہایت عمدہ ہوتے ہین۔ کئی ہزار پادشاہ کی خدمت مین رہتے ہین انکا سرگروہ ۳۸۴ دام سے زیادہ ۱۹۲ دام سے کم نہین پاتا اور دن کو ۱۲۰ دام سے ۱۶۰ دام تک ملتے ہین۔

ایک خاص تعداد اس قسم کے پیادون کی امیرون کو سپرد کی جاتی ہے انکو علوفہ پادشاہ دیتا ہے۔ پادشاہ نے حکم دیدیا ہے کہ ان پیادوں کی چہرہ نویسی نیمہ سوارون کے نام سے ہوا کرے۔ چوتھائی حصہ اسکا بندوقچی ہوتا ہے اور باقی تیرانداز۔ کچھہ شمشیر۔ کہار و بیلدار اس گروہ مین داخل ہوتے ہین۔ بندوقچی کا سرگروہ ۱۶۰ دام اور ۱۴۰ دام پاتے ہین۔ تیرانداز میردہ ۱۲۰ سے ۱۱۰ دام تک اور ۱۰۰ سے ۱۲۰ دام تک۔

جب پادشاہ نے سپاہ کے مراتب و درجے مقرر کرکے گھوڑون کی چگونگی پر علم حاصل کیا اور تبکچی متعین کئے کہ وہ سپاہی کی چہرہ نویسی کرین اور یہ باتین لکھین۔ اسکے خاص نشان عمر۔ باپ کا نام۔ جاے سکونت۔ ذات۔ ایک آگاہ کاردار و عنہ مقرر کیا کہ آدمیونکو انتظار کی تکلیف اوٹھانی نہ پڑے اور اونکو اپنی کارسازی کے لئے رشوت دینے کی آرزو نہ ہو۔ سپاہی اول پادشاہ کے ملاحظہ مین آتا ہے پادشاہ اوسکا درجہ مقرر کرتا ہے اور پھر محرر اسکا تعلیقہ کرتا ہے اور داغلی اپنے منصب ار کی تصدیق سے لکھا جاتا ہے۔ پادشاہ نے پانچ آدمی تجربہ کار سپاہیوں اور گھوڑون اور علوفہ کی نگرانی کے لئے مقرر کئے ہین۔ کارفرما افسر سپاہ کو ایک فراخ میدان مین جمع کرتا ہے اور چہرہ نویسی کے کاغذات۔ ان افسرون کے روبرو پیش ہوتے ہین اور کاغذات کی ساتھہ سپاہی اور اسکا گھوڑا دکھایا جاتا ہے۔ چہرہ نویسی کے اوراق کے نیچے برآورد مین اوسکی تنخواہ لکھی جاتی ہے جسمین کوئی فریب دغل نہین ہونے پاتا اور

کام اعتبار کے لائق ہوتا ہی پھر اس نوشتہ پر پانچ امیرون کی مہر لگائی جاتی ہی اور وہ داروغہ کے سپرد ہوتا ہی
اور اسکو داروغہ اسی طرح سے موافق جو احدیون کے بیان مین ذکر ہوا ہی پادشاہ کے روبرو پیش کرتا
ہے - پادشاہ تنخواہ مین کمی وبیشی کرتا ہے - پادشاہ آدمی کی پیشانی پرکھ لیتا ہی اور اُسکی
تنخواہ مین کمی وبیشی کردیتا ہی - جب یہ کاغذ اس طرح مرتب ہوجاتا ہی تو اوسپر واقعہ نویس
(جسکا بیان آگے آئیگا) اپنا نشان کرتا ہی اور میر عرض و سرگروہ کشک (چوکی) اس پر
مہر لگاتا ہی اس سند کی دست آویز پر داروغہ گھوڑے پر داغ لگاتا ہی پہلے پہل گھوڑے کی
گردن کی داہنی طرف سین کے سرے کی صورت کا داغ لگتا تھا - بعد ازان کچھ دنون
تک داہنی ران پر اس صورت کا داغ لگنے لگا جسمین دو الف قائمی زاویون کے
متقاطع ہین جنکے سرے گندہ ہین - ایک مدت تک کمان کی شکل کا جسکا چلہ اُترا ہوا ہو داغ
لگتا رہا - بعدازان ہندسہ کا داغ مقرر ہوا - اس تدبیر سے بالکل سچا کام ہونے لگا ہندسون
کی رقمین لوہے کی بنائین جس سے نقش مین کچھ شبہ نہ رہتا تھا - یہ داغ داہنی سرین (پٹھو)
پر لگتا تھا داغ لگانے مین پہلی دفعہ ایک کے ہندسہ کا نقش کیا جاتا تھا اور دوسری دفعہ ۲ کے ہندسہ کا
و علیٰ ہذا القیاس - اور اب پادشاہ نے مہربانی اور کارآموزی کے لئے اپنے فرزندان و
خویشاوندان و سپہ سالارون اور امیرون سے ہر ایک کو خاص ہندسہ داغ لگانے کے واسطے
عنایت کئے اس طرح داغ لگانے مین ان گھوڑون سے جو مرجاتے تھے صحیح اطلاع ہونے لگی
جب مردہ گھوڑے کی عوض کا گھوڑا داغ مکرر (جسکا آگے بیان ہوگا) سپاہی لاتا تھا تو وہ
اپنی تنخواہ اس دن سے مانگتا تھا جس روز سے اسکو نہ ملی تھی اور بخشی اسکی تنخواہ اس دن سے
لگاتا تھا کہ وہ مردہ گھوڑے کی عوض مین گھوڑا لاتا تھا - مگر جب سے یہ نیا طریقہ داغ کا جاری ہوا
جو قاعدہ مقرر کیا تھا کہ جب کسی سپاہی کا گھوڑا مرجاے اور وہ اسکی عوض کا گھوڑا لائے تو اسکا
چہرہ لکھا جاے اور اسپر وہی داغ لگایا جاے جو مردہ گھوڑے کا تھا اور داغ مکرر کے
وقت بخشی اس داغ اور چہرہ کو دیکھکر اعتبار کرین - چہرہ کے موافق گھوڑے کرایہ کے لیکر سپاہی
اپنا کام بنالیتے تھے - یہ خیانت بھی اب اس طریقہ سے موقوف ہوگئی کہ گھوڑے پر داغ

لگنے لگا۔ اور سپاہی بھی کام بالکل سچا کرنے لگے۔
تھے جس سے سپاہ کی آرایش ہوتی تھی اور جھوٹے آدم
کے لگانے مین منصبدار تاخیر کرتا تھا تو اسکی اقطاع کا ا
یہ قاعدہ تھا کہ جو اسی دفعہ داغ لگایا جاتا تھا اتنی دفعہ
پہر اسکا داغ دوسری دفعہ مین لگتا تھا اور علی ہذالقیاس
خاص ہندسہ تجویز کر دیا ہی کہ ہندسے کے مکرر داغ لگوانے
ہی قاعدہ جاری ہی بعض قریب کے نیکچی اور خدمتگار
ہے وہ ماہوار تنخواہ اپنی نقد لیتے ہین اور ڈیڑھ سال
دور دست کے امرا بارہ سال سے زیادہ عرصہ داغ لگوانے
سال گذر جاتے ہین تو ایک دسوان حصہ انکی جاگیر کا
جائے اور تین سال داغ پر گذر گئے ہون تو اسکی
جاتے ہین ونکی بابت اضافہ بعد از داغ پاتا ہے۔ اگر کو
پہلے گھوڑے سے اچھا گھوڑا بادشاہ کے روبرو لاے تو
کر قسم کا سایعنی جو کی کہتے تھے وہ تین طرح کی ہوتی تھی۔
تھے اور ہر ایک حصہ بایدون کے لئے نامزد ہوتا تھا اور ایک
سرافراز ہوتا تھا۔ معاملہ شناس اور طرز دان ایامی
انہین دو امیر ونکی معرفت لوگون کو معلوم ہوتے تھے۔
حکم آوری کے لئے کھڑے رہتے تھے اور بادشاہ
جسکا آگے بیان ہو چکا) بارگاہ والا مین کہتے تھے ایکطرف یہ پا
جو سوار آتے تھے وہ داہین طرف کھڑے ہوتے تھے۔ سپا
اور سپاہیون کی حاضری وغیر حاضری کو معلوم کرتا تھ
سلامی اتارتے تھے۔ اگر بادشاہ کسی شغل عظیم مین مصروف

اِس کام کی طرف بہ نسبت اپنی جہاں نوردی اور پرستش
ے زیادہ توجہ کرتا تھا اگرچہ چوکی مین کوئی حیلہ سازی اور
پیرا ایک ہفتہ کی تنخواہ کا جرمانہ ہوتا تھا یا کچھہ اور مناسب سزا پاتا
لئے تھے ۔ اور ہر ایک حصہ ایک ایک مہینے کے لئے نامزد ہوتا تھا
نت پر بادشاہ کی ملازمت مین حاضر رہتی تھی اور اس پر
پاہ کا گروہ دور دست کی سرحد پر یا کسی اور بڑی خدمت
ت حال کا عرضیہ بھیجتا تھا اور بادشاہ کے حکم کا کارند
لو سپاہ چوکی ہر ہفتہ کی طرح بادشاہ کو تسلیم کرتی تھی اور
تھی ۔
مین کی تعیین اور ہر قسم کو ایک سال ہی مخصوص کیا تھا
ذ سال مین بادشاہ کے حضور مین آتی تھی ۔
بری سے نقل کئے ہین جن سے معلوم ہوتا ہی کہ شہنشاہ اکبر سپاہ
ہتمام کرتا تھا اسی کے سبب سے دغا و فریب کے کام بند ہو گئے
م کی نسبت اپنی تاریخ مین یہ لکھا ہی کہ تمام ولایتین سوائے
اگیرون مین منقسم تھین ۔ امرا و فسق و فجور کی کثرت سے
اموال کے جمع کرنے سے فرصت نہین رکھتے تھے کہ سپاہ کے حال
ہوتے کام کے وقت پر وہ تنہا مع چند ملازمون اور
ولے تھے ۔ سپاہ بکار آمد کسی جگہہ موجود نہ تھی شہباز خان
م و روش کو جو سلطان علاء الدین خلجی کا ایک ضابطہ
اہ کو یاد دلا کر جاری کرایا جسکے سبب سے یہ مقرر ہوا
ہوا کہ وہ اپنے تابینون کو تا تعیناتی کو کشک (چوکی)
ن کے بیس سوارون کے گھوڑون پر داغ حسب

ضابطہ لگ جاے تو اسکا صدی اور او منصب مقرر کیا جاے۔ اور فیل اور اسپ اور شتر اسکو منصب کے
موافق دیے جائین اور یہی دستور جاری رہی اور جب وہ پورے سوار بادشاہ کی نظر کے روبرو
لائین تو منصب ہزاری و دو ہزاری و پنجہزاری جتنی بالاتر درجہ کو نہین ترقی پائین ورنہ
درجہ گھٹایا جاے مگر اس ضابطہ سے بھی سپاہیون کا اور تنزل ہوگیا امراے اپنا کام یون
بنایا کہ اکثر اپنے خاص چیلون اور بارگیرون کو سپاہی کا لباس پہنا کر موقف عرض مین لا کر منصب
کی درستی کے لئے دکھاتے اور منصب کے موافق جاگیر پاتے۔ بارگیرون کو رخصت کر دیتے۔
جب پھر وقت پر ضرورت پڑتی تو حسب ضرورت نئی عاریت کی اسپاہ بھرتی کر لیتے اور بعد
فراغ اسے موقوف کر کے خدا کی پناہ مین بیٹھ جاتے خزانہ و مہم [illegible] منصب [illegible]
بحال رہتا مگر سپاہی بیچارہ کا پیالہ ایسا خالی سو بھرا رہتا کہ پھر وہ [illegible]
ہر جگہ اہل حرفہ دھنئے و جلاہے بڑھئی کنجڑے ہندو مسلمان [illegible]
لیکر داغ کے لئے پہنچتے کوئی منصب دار اضافہ منصب پاتے اور کروڑی [illegible]
ہو جاتے۔ چندروز بعد ان موہوم اہیون اور معدوم یراق کا نشان باقی نہ رہتا اور وہ
پیادہ ہو جاتے اور بہت دفعہ ایسا ہوا کہ جسوقت وہ بادشاہی نظر (ملاحظہ) کے لئے
دیوانخانہ خاص مین پیش ہوئے تو مع لباس کے ہاتھ پانو باندھ کر ترازو مین تولے گئے
تو وزن مین ڈھائی تین من سے کچھ کم و بیش تلے مگر بعد تحقیق کے معلوم ہوا کہ یہ سب لباس و
یراق کرایہ کا عاریت تھا۔ بادشاہ نے فرمایا تھا کہ مین دیدہ و دانستہ ایسے آدمیون کو کچھ
دیدیتا ہون کہ اونکی گذر اوقات ہو بعد چند مدت کے احدی کو دو اسپہ و یکاسپہ و نیم
اسپہ یعنی دو سپاہیون مین ایک گھوڑا مقرر کیا دو تو کو چھہ چھہ روپیہ ماہوار [illegible] مصرع
اینک در روزگار من بہ بین و مپرس + اس بازار کو رونق ہوگئی اور ترکش بندی کی کمان
ٹھنڈی ہوگئی باوجود اسکے بادشاہ نے اپنی قوت طالع اور بلندی اقبال سے ہر جگہ
غنیم کو نابود کیا اور سپاہی کی چندان احتیاج نہین رہی اور امراء کو اپنے نوکرون کے
بیجا ناز سے رہائی ہوئی۔ بدایونی کا یہ بیان اس عداوت کے سبب سے ہے جو وہ

اپنی خباثت سے پادشاہ کے ساتھ رکھتا تھا اسکا یہ لکھنا کہ پادشاہ اپنی غنیم کو ہر جگہہ نابود کرتا ہے پادشاہ کی سپاہ اور افسرون کے حسن انتظام پر دلیل قطعی ہی اور یہ لکھنا کہ پادشاہ کے اقبال سے یہ ہوتا تھا اسکا مطلب ناپن ہی۔ وہ اس عداوت کے سبب بدنظامی کی مستثنیٰ صورتون کو قاعدہ اور خوش انتظامی کے قاعدہ کو مستثنیٰ صورت بناتا تھا۔

(۱۰) آئین واقعہ نویسی

واقعہ نویسی بھی ایک پسندیدہ طرز جہانبانی کے لئی بلکہ ہر انبوہ کے لئی ضرور ہی۔ اگرچہ پہلے زمانہ مین بھی اسکا مذکور ہی مگر اس زمانہ مین اصلی معانی اس کے ظہور پذیر ہوتے ہین چودہ تکلچی سیر چشم و درست خامہ جدگزین اس طرح نامزد ہوئی ہین کہ ہر روز ان مین سی دو دو اپنا کام کیا کرین اور چودھوین روز ہر ایک کی نوبت آیا کرے اور اور لوگ بھی اس شائستہ خدمت کے واسطے پادشاہ نے انتخاب کر رکھی ہین کہ ان مین ہر ایک ایک دن کے واسطے رہتا ہے جب ان چودہ مین سے کسی کو ضروری کام پیش ہوتا ہے تو اسکی جگہہ انمین سے ایک آتا ہی اسکو کوتل کہتی ہین۔ اس واقعہ نویس کے یہ کام ہین کہ پادشاہ کے احکام اور کام کو وہ لکھی۔ اور جو کچھ کارپردازان سلطنت عرض کرین اسکو تحریر کری۔ پادشاہ کی خورد۔ آشام۔ بیداری و خواب نشست و برخاست شبستان اقبال مین جانے کا اور بارگاہ خاص مین خرامش کا وقت۔ شکار کی عام حالت۔ جانورون کا ذبح ہونا۔ کوچ و مقام۔ رہنموتی۔ نذر۔ دلاویز سخنی۔ دانش کی باتون کا سننا۔ خیرات و انعام تکلف روزینہ و ماہوارہ تابین کا منصب۔ ماہیانہ جاگیر۔ ازماس (بعض ارمس کی جمع کہتی ہین جسکے معنی قبر کے ہین) بلاہونی نے اسکو ازماس پڑھا ہی اور اسکے معنی زوال شمس یعنی دشمنون کے مرنے کا بیان اور امرا اس لفظ کو بجاے طلب اجناس کے کام مین لاتے ہین اسلئے ازماس کے معنے سپاہ کے لئے طلب اجناس یا تنخواہ کے ہوئے۔ سیورغال (معافی زمین) خراج کا گھٹنا بڑھنا۔ اجارہ۔ بیع۔ تحویل پیشکش۔ ارسال۔ نفاذ فرمان۔ اس پر پادشاہ کی مہر کا لگنا۔ عرائض کا آنا۔ جواب کا دیا جانا۔ ملازمت۔ رخصت۔ تعین مدت چوکی میں آنا جنگ و فتح صلح۔ روشناس (جنکو پادشاہ پہچانتا ہو یعنی بڑے آدمی) کا مرنا۔ جانورون کی

شرطون کی ہار جیت گہوڑون کا مرنا۔ پادشاہ کے جرمون کا معاف کرنا۔ بار عام کی سرگذشت
کتخدائی۔ ولادت۔ چوگان بازی۔ چوسر۔ نرد۔ شطرنج۔ گنجفہ۔ سوا اسکے حوادث آسمانی
و زمینی۔ سال کی فصلین عرض واقعہ۔ ان سب باتون کو لکھے۔

جب اس روزنامچہ کی تصحیح کوئی آگاہ دل راستی منش کردے تو پھر وہ پادشاہ کو سُنایا جائے
وہ اسکو قبول کرے تو تیکچی ہر ساختہ کی نقل کرے اور اسپر اپنی مہر لگائے اسکے جویندہ کو
سپرد کرے۔ اسپر میر عرض پروانچی کی مہر لگوائے اور اس شخص کی مہر جسنے اسکے پادشاہ کی روبرو
پیش کیا ہی۔ اس زمانہ مین اسکو یادداشت کہتے ہین۔ سوا اسکے کئی ایک خوشنویس روشن
بیان راستی گذار جداگانہ نامزد ہوتے ہین کہ وہ اس یادداشت کو جب پوری ہو جاتی ہی
لے لیتے ہین اور اپنے پاس رکھتے ہین جو گذارش مقصود کے لائق ہوتی ہی اسکو وہ لکھتے ہین وراس پر
مہر کرکے بجاے یادداشت کے دیتے ہین اسپر مہر و دستخط واقعہ نویس کے وسکہ رسالہ و عرض
داروغہ کے ہوتے ہین اس نوشتہ کو تعلیقہ کہتے ہین اور لکھنے والے کو تعلیقہ نویس جب تعلیقہ
اس طرح تیار ہو جاتا ہی تو اعیان دولت کی مہر اسپر لگتی ہی۔ پادشاہ کا مقصد اس سے یہ ہے
کہ آگہی کا سررشتہ مستحکم ہو اور بات وقت مین کمی و بیشی اپنی ہنجار سے نہ گذرے۔ اور
خیانت منش فرومایہ ایک کونے مین بیٹھین اور سعادت سرشت آگاہ دل اعتبار پائین۔
کارسازون کو خوف سے رہائی ہو۔ اور بداندیش فراموش کارون کا علاج ہو۔

جب تک داد وستد کے سررشتہ کو استحکام نہین ہوتا ہی کہ دل سے بات گویائی مین نہین آتی
اور قلم کے لکھنے سے پائداری نہین پاتی اور راستی طرازون کے نشان سے درستی نہین ہوتی
یعنی سچے آدمیون کی گواہی نہین ہوتی ایسے نگاشتہ کو سند کہتے ہین اور اس سے طرح طرح کی آدمی
کامیاب ہوتے ہین۔ گنجور اس سند کی دستاویز سے باز خواست سے رہائی پاتے ہین اور اور
لوگ اپنا وجہ وظیفہ پاتے ہین۔ کاردان دہستی منش کہ جنکی پیشانی سے راستی جھلکتی ہی گفتار
و کردار کو صفحون اور ورقون پر لکھتے ہین کہ جس سے یاد کی مدد ہوتی ہی ان اوراق
اسناد کو دفتر کہتے ہین دفتر ایک یونانی لفظ ہی جسکے معنے صاف کئے ہوئے چمڑے کے ہین

بادشاہ نے اس دفتر کو بھی غور کی نگاہ سے دیکھا ہے اور اسکا شائستہ انتظام کیا ہے درست
راستی سرشت و سیر چشم دیدہ وروں کو دفتر میں مقرر کیا ہے اور کاردانان کم آز کو وہ حوالہ
کیا ہے اور اوسکو اپنی کار آگہی سے بھی استوار کیا ہے۔ دفتر تین طرح کا ہے اول ابواب المال اس سے
خراج ملک کی آمدنی اور اوسکی کمی و بیشی معلوم ہوتی ہے ہر قسم کی آمدنی جو فراہم ہوتی ہے اُس
مین لکھی جاتی ہے۔ دوم ارباب التحاویل اس سے منزل (خانگی) کے خرچ کی اور خزینہ دارون
کی جمع خرچ کی تنقیح اور طرح طرح کی خرید و فروخت کی اوارجہ نویسی معلوم ہوتی ہے۔ سوم جمع خرچ
اس مین سپاہ کے ماہیانہ کا سررشتہ ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا کہ سپاہ کے لئے کتنی آمدنی
ہوئی اور کتنا اس مین خرچ ہوا بعض اسناد پر صرف مہر بادشاہی ہوتی ہے بعض پر
درگاہ شاہی کے مہر و نشان ہونے کے بعد بادشاہ اپنا سکہ لگاتا ہے۔ بہت سی سندون
پر صرف ارکان دولت کے مہر و نشان ہوتے ہین انمین سے بعض کا بیان نیچے کیا
جاتا ہے

فرمان ثبتی

فرمان ثبتی تین کامون کے لئے جاری ہوتے ہین اول مناصب (الاوکالت
سپہ سالاری شاہزادون کی اتالیقی ۔ امیر الامرائی ۔ ناحیتی (تقرر اضلاع) ۔ وزارت
بخشی گری صدارت کے لئے۔ دوم جاگیر جو بدون ماہیانہ ہو یعنی جس جاگیر مین سپاہیون
کی تنخواہ نہ دی جاے ۔ اور ملک نو مفتوح کے حکم رکھنے کے لئے اور ملک دینے کے واسطے سوم
سیورغال و اقطاع خیر کے سرانجام کے لئے۔
پروانچون اور فرمانون اور براتون کو نیچے کی طرف کی شکنج دیتے ہین اول شکنج
مین جو کم چوڑی ہوتی ہے ۔ کنارہ پر جہان سے کاغذ کترتے ہین وکیل کی مہر ہوتی ہے
اور اسکے مقابل کچھ نیچے مشرف دیوان کی مہر جسکا آدھا حصہ دوسری شکنج پر ہوتا ہے
اور اس سے نیچے صدر کی مہر۔ بعد ازان کچھ مہرون کے مقامات مین تقدیم و تاخیر ہوگی
بعض احکام خلافت ایسے ہوتے ہین کہ ان مین تاخیر نہین ہوسکتی اور مہر کوئی اسکا
رازدان بھی نہین ہوسکتا اس لئے منشور پر فقط مہر بادشاہی ہوتی ہے اور ایسے
لینے کا قاعدہ ہ۔

(۱۴) سوار جب تنخواہ لیتے تھے تو کا قاعدہ

(۱۵) ضرورت مندون کو قرضہ دینا

فرمان بیاض لکھتی ہین —
جب کوئی شخص حرگہ سپاہ مین داخل ہوتا ہے اور داغ سے فراغت پاتا ہے تو اسکو انتظار کے رنج کھینچے اور مال شہر چہنے کے بغیر سندین ملجاتی ہین تنخواہ کا حساب داموں مین ہوتا ہے - برآورد کے وقت سپاہی کی تنخواہ کے آدھے روپئے ۴۸ دام فی روپیہ کے حساب سے دئیے جاتے ہین اور آدھی تنخواہ کے دو برابر حصے کئے جاتے ہین جنمین سے ایک حصہ مین مہر (اشرفی) بحساب ۹ روپیہ فی مہر دوسرے حصہ مین اجناس دی جاتی ہین - جب روپیہ کا بہاو چالیس دام ہوگیا تو اسی بہاو سے سپاہ کو تنخواہ ملتی ہے - سال بھر مین ایک مہینہ کی تنخواہ گھوڑے کی قیمت کی بابت وصول ہوتی ہے اور گھوڑے کی قیمت پچاس فیصدی بڑھائی جاتی ہے - گھوڑے کی خریداری مین نہایت احتیاط ہوتی ہے اس لئے اس اضافہ قیمت سے سپاہی کا نقصان نہین ہوتا اور ہمیشہ بڑے بڑے کاموں مین اور بادشاہی احکام کے پہنچانے مین احدی کو دستوری ملتی ہے اگر وہ خدمت شائستگی کی بجالاتا ہے تو کام کی سرانجام کے عوض مین تمام دستوری بخش دی جاتی ہے ورنہ کچھ حصہ اسکا ماہوار مین لگایا جاتا ہے بادشاہ نے پرستاری کی آموزش کے لئے اور تن آسانی کے دور کرنے کے لئے مقرر کیا ہے - جو احدی کشک مین غیر حاضر ہوتا ہے تو اسکی پندرہ روز کی تنخواہ منسوخ ہوتی ہے اور اوروں کی ایک ہفتہ کی تنخواہ اور تابین باشی جب یہ دستوری ملتی ہے کہ اپنے آدمیوں کے ماہوارہ مین سے بیسواں حصہ کاٹ لیتا ہے اور اس کو بعض خرچوں مین صرف کردیتا ہے -

اقطاع دار اور ماہوار لینے والوں کو اگر کوئی خرچ کی ضرورت پیش آتی ہے اور وہ انعام کے مستحق نہین ہوتے تو بادشاہ نے ایک خزانچی اور میر عرض جدا مقرر کر رکھا ہے کہ اس سے وہ روپیہ قرض لے لیتے ہین جس سے انکی آبرو بچ جاتی ہے اور انتظار سے بھی پریشان نہین ہوتے - اول سال مین قرض کچھ نہین بڑھایا جاتا

دوسرے سال مین سولھوان حصہ قرض کا قرض پر زیادہ کرتے ہین اور تیسری سال تین آٹھوان حصہ اور چوتھے سال مین چوتھائی پانچوین سال سی ساتوین سال تک نصف اور ساتوین سال سے دسوین سال تک تین چوتھائی اُس سی زیادہ سال کے لئے دوچند۔ اس سے زیادہ نہین بڑھتا اس سی بادشاہ کا مقصد نیک معاملگی سکھانا منظور ہے ورنہ اس زمانہ کی داد وستد کے موافق یہ افزایش کسی شمار مین نہین ہے اس آئین سے جو بے انصاف سود بڑھانے والے تھے وہ راہ پر آگئے اور اس سے شائستہ انتظام ہو گیا۔

بادشاہ آدمیون کو پہچان کر انکو کئی طرح سے انعام و بخشش دیتا ہے۔ ظاہر بھی اور پوشیدہ بھی قرض کہہ کر دیتا ہی مگر لیتا نہین اس سی دور و نزدیک تونگر و مستمند فیض پذیر ہوتے ہین ہاتھی گھوڑے اور جنسین بھی دیتا ہی ہر روز بخشی کفلداران اور سپاہیون کے نام سے پڑھتا ہے کہ انھون نے پہلے کچھ نہین پایا ہے۔ بادشاہ ان کو گھوڑے دیدیتا ہے جسکو یہ گھوڑا ملجاتا ہی اسکو پھر ایک سال تک کچھ انعام و بخشش نہین ملتی جو آرزومند محتاج مفلس ہین اُن کو بادشاہ نقد و جنس دیتا ہی اور ظاہر اور پوشیدہ داون کو ہاتھ مین لاتا ہی بہت سی آدمیون کا روزینہ و ماہیانہ سالیانہ مقرر ہے جو انکو انتظار کی تکلیف بغیر ملتا ہے اور خود بادشاہ کے مقرب آدمیون کے احوال کو عرض کرتے ہین اور جتنا مال لیتے ہین وہ بیان نہین ہوسکتا جو کچھ محتاجون کو دیا جاتا ہی اور اُس خانون مین خرچ ہوتا ہی اُس کا بیان بڑا دراز ہی۔ ایک خزانچی جدا اسکے لئے مقرر ہے۔ بادشاہ کے روبرو جو تہی دست آتا ہی وہ اپنا کام دل پاتا ہی۔

نظر بد کے لگنے سی بچنے کے واسطے اور مفلس محتاجون کی آرزو برلانے کے لئے سال بھر مین بادشاہ دو دفعہ طرح طرح کی اجناس سی تلتا تھا۔ غرہ آبان ماہ الٰہی کو کہ بادشاہ کے سال کا نوروز ہی ان بارہ چیزون سی بارہ دفعہ تلتا تھا سونا۔ پارہ۔ ابریشم۔ خوشبو۔ مس۔ روح توتیا مصالح۔ گھی۔ لوہا۔ شیر برنج سات طرح کا غلہ (ست نجا) و نمک ان چیزون سی تولنے مین

(۳۴) آئین انعام

(۳۵) آئین خیرات (۳۶) آئین وزن مقدس (تولادان)

وسی و پشمی اجناس کی قیمت پر موقوف تھی اور بادشاہ کی عمر کے سالون کی تعداد کے موافق گوسفند - بز - مرغ مفلس جاندار پرورون کو دئے جاتے تھے - بہت سے چھوٹے چھوٹے جانور رہائی پاتے تھے - دوسرا تلادان - پنجم رجب کو آٹھ چیزون سے جدا جدا ہوتا تھا - چاندی قلعی - پارچہ - سیسہ - میوہ - شیرینی - تلون کا تیل - سبزی - ان دونو تاریخون مین جشن سالگرہ ہوتا تھا - بخشش بخشایش کی صلاے عام ہوتی تھی ؛

بادشاہ کے بیٹے و پوتے جب تیسرے سال مین لگتے تو وہ سال شمسی کے نوروز کو پہلی دفعہ ایک چیز سے تولے جاتے پھر ہر سال ایک نئی چیز انکے تولنے کے واسطے بڑھتی جاتی جب وہ بڑے ہوجاتے تو آٹھ سات چیزون سے جدا جدا تولے جاتے مگر بارہ چیزون سے زیادہ انکے تولنے کے لئے نہین بڑھتین اور جانور بدستور دئے جاتے اس کام کے واسطے خزانہ و مشرف جدا تھے تا کہ شائستگی سے خرچ ہو -

آئین (۱۹) آئین سیورغال

بادشاہ آدمیون پر طرح طرح سے عاطفت کرنے کو خدا پرستی جانتا ہے وہ آدمیون کی پارہ شناسی کرکے چار طرح کے آدمیون کو زمین روزینہ دیتا ہے - اول وہ جو علم و دانائی کی تلاش مین سب چیزون سے دست کشی کرکے علوم حقیقی کے جمع کرنے مین رات کو رات جانتے ہین نہ دن کو دن - دوم وہ جو تارک الدنیا ہوتے ہین اور اپنے نفس سے لڑتے رہتے ہین - اور رنج کش و خویشتن گداز ہوتے - سوم مفلس ماندہ جو جست و جو کی توانائی نہین رکھتے - چہارم شریف بزرگ زادے جو اپنی کم دانشی سے پیشہ وری نہین اختیار کرتے جو نقد دیا جاتا ہے اسکو اس زمانہ مین وظیفہ کہتے ہین اور جو زمین دی جاتی ہے اسکو ملک و مدد معاش کہتے ہین اس طرح سے کرورون کی سیورغال ہوجاتی ہے اور وہ روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے چونکہ حال مردم کی پژوہش اور آرزو کا اندازہ کرنا بہت بڑا کام ہے - ایک نیک مرد درست اندیش کو جسکی پیشانی گفتار و کردار سے صلح کل و مہربانی عام و جد دائمی کا نشان نمایان ہو اسکو اس خدمت پر سربلند کیا ہے - اسکو صدر کہتے ہین - قاضی - میر عدل اس سے رجوع کرتے ہین

کاردانی و مزاج شناسی سے ایک عمدہ بھی مقرر کیا جاتا ہی وہ یاور ہو کر داد و ستد بھی سررشتہ کو مضبوط کرتا ہی اسکو دیوان سعادت کہتے ہین پادشاہ کے حکم سے ہمیشہ صاحب درگاہ شائستہ آدمیون کو اسکے روبرو لاتے ہین اور بہت آدمی اس طرح اپنی دلی مقصد کو پاتے ہین جب پادشاہ نے حال تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ پہلے صدور ناہنجار خواہشون سے دامن آلودہ تھے اپنی مقربین کی سفارش سے شیخ عبدالنبی کو اس عہدہ پہ مقرر کیا۔ افغانون و چودہریون کی سیورغال خالصہ ہو گئی تھی پادشاہ نے آدمیون کو اسکی تصدیق و تصحیح کے لئے متعین کیا۔ کچھہ دنون بعد معلوم ہوا کہ یہ گروہ زمین ایک جگھہ نہین رکھتا یکجا جاگیر و خالصہ کی شرکت سے کم زور آزردہ ہوتے تھے اور بدگوہر اسکو اپنی بیدیانتی کا دستمایہ بناتے تھے۔ اسلئے پادشاہ کے حکم سے دہات خالصہ اور جاگیر جدا جدا ہو گئے جس سے بھلے آدمیون کو آسایش ہوئی اور بدسرشتون کا ہاتھہ کوتاہ ہوا۔ زمانہ ہمیشہ پردہ دری کیا کرتا ہی اسلئے اس صدر کی بھی داستانین پادشاہ کے کان مین پہنچین فرمان ہوا کہ جو شخص پانچ سو بیگہ زمین سے زاید رکھتا ہو جب تک پادشاہ کے روبرو آن کر منظوری نہ حاصل کرے وہ اس سے محروم کیا جائے۔ جب وسیر عمل نہ ہوا تو پادشاہ نے حکم دیا کہ جس سو بیگہ کی تفصیل کچھہ نہ ہو اس مین دو حصے جاگیر اور تیسرا حصہ خالصہ کیا جائے مگر ایران و توران کی عورتین اس سے مستثنی ہین جب یہ معلوم ہوا کہ بعض حریص پرانی زمینین چھوڑ کر اور جگھہ نہین لیتی ہین تو یہ حکم ہوا کہ جو شخص قدیمی زمین کو چھوڑے اوسکی چوتھائی زمین کم کر دی جائے۔ قاضیون کی رشوت ستانی پادشاہ کے دلنشین ہوئی۔ ان خرابیون عمامہ پیرایون اور کوتاہ خرد دراز آستینون کی سخن سازی پر کچھہ خیال نہ کیا اور نغز کار کو تلاش کیا ان لوگون کو کہ سلطان خواجہ کی صدارت مین قاضی ہوئے تھے انکو تو اس منصب پر بحال رکھا اور باقی سب کو معزول کیا۔ ایرانی و تورانی معجر پوشون کی بہی تزویر ظاہر ہوئی تو سو بیگہ سے زیادہ زمین کی تازہ تصحیح کے لئے اشارہ ہوا۔ عضدالدولہ کی صدارت مین

یہ قرار پایا کہ جو شخص سیورغال مین شریک ہون اور فرمان مین اوسکی قیمت نہ لکھی ہو
اور ان مین سے ایک فوت ہو جاے تو جبتک کہ اوسکے پسماندے بادشاہ کے روبرو نہ
آئین صدر بغیر پوچھے اس زمین کے حصے کرے اور مردہ کے حصے کو خالصہ بناے اور سینکڑو
بیگہ زمین سے زیادہ دینی بغیر منظوری بادشاہ صدر کو منع ہو گیا امنی و آسودگی کے
سبب سے اپنی زمینون مین لوگون نے باغ بہت لگاے اور اُن سے بہت فائدے
اوٹھائے۔ کارپردازان سلطنت نے کفایت اندیشی سے جانا کہ ان باغون کو
لے لین مگر بادشاہ اسپر خفا ہوا۔ اور لوگون کو باغ بخشدیے۔ جب معلوم ہوا کہ جس
پاس سو بیگہ یا اس سے کم زمین ہے وہ بھی خیانت کرتے ہین۔ تو حکم ہوا کہ میر صدر جہان
انکو بادشاہ کے روبرو لائے۔ بعد ازان یہ حکم ہوا کہ صدر بصلاح دید ابو الفضل
جاگیر کو زیادہ و کم کردے ایسا آئین ہے کہ سیورغال کی زمین آدھی مزروعہ اور
آدھی قابل زراعت ہوتی ہے۔ اگر قابل زراعت نہ ہو یعنی زمین بالکل مزروعہ ہو
تو کل کی ایک چوتھائی کم دی جاے اور باقی کے لئے ایک نئی سند دی جاے۔ ہر قصبے
مین بیگہ کا حاصل مختلف ہوتا ہے وہ ایک روپیہ سے کم نہین ہوتا۔ دانش آموزی
ریاضت منشی کے سبب سے بادشاہ اس طرف متوجہ ہوتا ہے اور نیک مردون کو کل وجز
کی صدارت مقرر کرتا ہے ٭

(حاشیہ آئین ۱۹)

کل آئینون مین یہ آئین بڑا دلچسپ ہے۔ اس مین ایک چغتائی لفظ سیورغال کا استعمال ہوا ہے
جسکا ترجمہ عربی مین مدد المعاش اور فارسی مین مدد معاش ہوتا ہے۔ ہماری زبان مین معافی
دوامی اور ملک بھی کہتے ہین۔ یہ سیورغال دوام کے لئے نسلاً بعد نسل دی جاتی تھی
اسمین اور جاگیر یا تیول مین یہ فرق ہے کہ یہ ایک خاص مدت کے لئے منصبدارون کو
بعوض سپاہ کی تنخواہ کے دی جاتی تھی۔
اکبر نے ان سیورغالون مین بہت تغیر و تبدل کیا اور زیادہ تر انکو خالصہ بنایا۔
جسکے سبب سے افغانون کے بہت خاندان تباہ ہو گئے۔ اسنے صدر کے اختیارات کو

بھی گھٹا دیا۔ جو سلطنت مغلیہ سے پہلے بہت بڑے ہوتے تھے پہلے صدر کو صدر جہان کہتے تھے جو اپنی حکم سے بادشاہوں کے جلوس کو جائز کرتا تھا۔ اکبر کے عہد مین بھی صدر جو تھے مرتبہ کا افسر سمجھا جاتا تھا (آئین ۳۰ دیکھو) انکے اختیارات بڑی ہوتے تھے۔ وہ مفتی عظیم ہوتے تھے اور تمام اوقاف کی زمینوں پر اختیارات کامل رکھتے تھے۔ بادشاہ کے حکم کی بغیر وہ ان زمینوں کو جسے چاہتے تھے دے دیتے تھے۔ وہ اعلےٰ درجہ کے مفتی و قاضی ہوتے تھے۔ مقدمات کی تحقیقات مین بڑا دخل رکھتے تھے۔ عبدالنبی نے اپنی صدارت مین دو آدمیوں کو بدعتی ہونے کے سبب قتل کرا دیا۔ مغلوں کی سلطنت سے پہلے سیورغال کے لفظ کی جگہہ یہ الفاظ استعمال ہوتے تھے اورارات وظائف انعام۔ دہ ۔ انعام زمینہا۔ وغیرہ۔

ہر صوبہ مین ایک صدر جز یعنے ایک ضلع کا صدر ہوتا تھا اور ان سب پر ایک حاکم ہوتا تھا۔ جسکو صدر جہان۔ صدر کل۔ یا صدر صدور کہتے تھے۔

صدر کے دفتر مین اندھیر رہتا تھا۔ فرمان شاہی مین جسقدر زمین کسی سیورغال مین دی جاتی تھی۔ اس سے زیادہ وہ دبا لیتا تھا اور فرمان کی عبارت کے معانی ایسے گھڑ لئے جاتے تھے کہ جب تک کہ مالک قاضیوں اور صدر جز کو رشوت دیتا رہتا تھا۔ اس مین پر اپنا قبضہ رکھتا تھا۔ اکبر نے نہایت تحقیقات کر کے معافی کی سب زمینین جو پہلے بادشاہون نے عطا کی تھین ضبط کرلین۔ زیادہ تر یہ معافیان علماء کے پاس تھین جنسے اکبر کو رغبت نہ تھی اسنے ان کی زمینین ضبط کر کے انکو جابجا پراگندہ کر دیا۔

صدر

اکبر کے عہد مین یہ صدر ہوئے۔ (۱) شیخ گدائی جو شیعہ تھا اور بیرام خان کی سفارش سے مقرر ہوا تھا سنہ ۹۶۸ تک (۲) خواجہ محمد صالح سنہ ۹۷۱ (۳) شیخ عبدالنبی سنہ ۹۸۶ تک (۴) سلطان خواجہ تاحیات سنہ ۹۹۳ (۵) امیر فتح اللہ شیرازی سنہ ۹۹۷ تک (۶) صدر جہان جسکا خود نام اور اسکے عہدہ کا نام ایک ہی تھا۔ ابوالفضل نے مولانا عبدالباقی کو بھی

صدر لکھا ہی مگر اسکا حال معلوم نہین- اب ان سب صدرون کی نسبت جو ملا عبد القادر
بدایونی نے لکھا ہی اسکو نقل کرتے ہین- کیونکہ یہ مینے التزام کیا ہے کہ ملا نے جو اعتراض مخالفانہ
اکبر کے انتظام سلطنت پر کئے ہین ان سب کو نقل کرون- وہ شیخ گدائی کی نسبت لکھتے ہین
کہ اس نے خانوادون (پٹھانون کے خاندان) کی اراضی مدد معاش و اوقاف قائم سے پھیر دیا
جو شخص کہ اسکی دربارداری کرتا اور اسکی ذلت کا متحمل ہوتا تو اوسکو وہ سیورغال دیتا سوا ے انکے
کسی کو نہین دیتا- لیکن اگر اس زمانہ کی خست پر نظر کی جاے کہ جسمین پانچ جریب زمین پر بلکہ اس
سے بھی کمتر پر انعام و مدد معاش کے لئے بحثین ہوتی ہین تو شیخ گدائی کو عالم بخش کہنا چاہئے
بعد شیخ گدائی کے سنہ ۹۶۸ مین خواجگی محمد صالح ہروی نبیرہ خواجہ عبد اللہ مروارید وزیر مشہور
عہدہ صدارت پر منصوب ہوا- مگر اسکو اوقاف اور مدد معاش کے لئے زمین دینے مین
چندان استقلال نہ تھا- اس باب مین دیوانون کا حکم حکم تھا-
سنہ ۹۷۲ شاید زیادہ صحیح سنہ ۹۷۱ مین بادشاہ نے شیخ عبد النبی محدث نبیرہ شیخ عبد القدوس گنگوہی
کو صدر الصدور مقرر کیا کہ وہ باتفاق مظفر خان کے جو اس وقت وکیل اور وزیر تھا مدد معاش کا
کام کرے- تھوڑی دنون مین یہ شیخ ایسا مستقل ہوا کہ اوسنی مستحقون کو اوقاف و انعامات
و ادرارات اس قدر بخشی کہ اگر ہندوستان کے ساری پہلے بادشاہون کی بخشش جمع
کرکے ایک پلہ مین رکھی جاے اور اسکے عہد کے دوسرے پلہ مین- تو بھی یہ پلہ بھاری رہیگا مگر
رفتہ رفتہ پھر پلڑا ایسا ہی ہو گیا جیسا کہ پہلے بادشاہون کے عہد مین تھا اور قضیہ منعکس ہو گیا
سنہ ۹۸۳ مین بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ کے ائمہ جبتک اپنی مدد معاش و اوقاف
و ادرارات کے فرامین کو صدر سے امضا نہ کرائین کروڑی اونکو مجرا نہ دین اس سبب سے اہل استحقاق
کا گروہ انتہاے مشرق سے ولایت بکر تک ملازمت مین حاضر ہوا انمین سے جس کسی کا حامی بادشاہ
کے امرا اور مقربون سے کوئی تھا اوسکا کام حسب المدعا ہو گیا اور جس کسی کو ایسی سفارش نہین
میسر ہوئی وہ شیخ عبد الرسول و شیخ کے تمام وکیلون کو یہان تک کہ فراشون اور دربانون
و سائیسون اور حلال خورون تک بڑے بڑے رشوتین دیتا اور اس ورطہ سے اپنی گلیم کو نکالتا

ان دونون صورتون کے بغیر وہ ٹکریان کھاکے تباہ ہوئے بہت سے نامراد ایمہ اس دھام
عام مین ہوا کی گرمی سے مرگئے پادشاہ کو بھی یہ خبر پہنچی مگر وہ اس صدر عالیقدر کے سامنے انکی
علوشان و فرط تعظیم کے سبب سے ذکر نہ کرسکا۔ جسوقت شیخ اپنے مسند جاہ و جلال پر بیٹھتا۔
امراء عالیشان اہل علم و صلاح کو اسکے دیوانخانہ مین بطریق شفاعت لے جاتے اور وہ
اپنی شناعت سے بہت ہی کم کسی کی تعظیم کرتا اور الحاح و عجز مین نہایت مبالغہ
کیا جاتا تو ہدایہ اور مذہبی کتابون کے درس دینے والون کو نہایت شوہ بیگہ یا اس سے کچھ
کم و بیش وہ مدد معاش تجویز کرتا باقی زمین انکی گو وہ مدتون سے اسپر متصرف ہون ضبط
کرلیتا لیکن عامہ مجہولون اور مخذولون کو یہان تک کہ ہندوؤن کو زمینین اپنے تفضل کے لئے
دیدین اس سبب سے روز بروز علم و علماء کی قدر و قیمت کی کساد بازاری ہوتی گئی
عین دیوان مین جب دوپہر کو وہ کرسی پہ بیٹھ کر وضو کرتا تو امراء کبار کے سر و منہ و کپڑون
پر اسکے وضو کی چھینٹین پڑتین مگر کوئی اس سے نہین بچتا وہ فقراکی کارسازی کے لئے ان باتون
کے متحمل ہوتے تھے اور تملق و چاپلوسی و خوشامد و دلجوئی سے اپنا کام نکالتے تھے کسی پادشاہ کے
زمانہ مین کسی صدر کو اس قدر تسلط و تصرف و استقلال نہین حاصل ہوا۔ بعد ازان عبد النبی کا
حال جو ہوا وہ تاریخ مین بیان ہوا کہ وہ مکہ معظمہ غریبون اور محتاجون کے لئے روپیہ لے کر گیا تھا
جب وہ واپس آیا اور روپیہ کے حساب کا مطالبہ ہوا تو وہ قید مین پڑا اور سنہ ۹۹۲ھ مین اسکو
اوباشون نے مار ڈالا۔ بعد شیخ عبد النبی کے سلطان خواجہ صدر ہوا اوسکے عہد مین سیورغال
کی صورت ہی کچھ اور ہوگئی اس وقت شہنشاہ اکبر کے مذہبی خیالات بدل گئے تھے۔
خواجہ حج سے آن کر پادشاہ کے دین الٰہی کا رکن بنا تھا۔ علماء و فقہاء کی
سیورغال کے باب مین پادشاہ نے خود تحقیق کر کے اسکا ضبط کرنا شروع کیا جس کے سبب سے
بہت سے مسلمانون کے خاندان مفلس و تباہ ہوگئے۔
سنہ ۹۹۳ھ مین میر فتح اللہ شیرازی منصب صدارت پر مقرر ہوا اب یہ عہدہ سیاہی سے بھی
سے زیادہ نہ تھا۔ وہ زمینون کی ضبطی کے لئے تھا دینے کے لئے نہین تھا میر فتح اللہ

دکن کی مہم مین بھیجا گیا۔ اسکا ملازم کمال شیرازی اسکی غیر حاضری مین اسکا قائم مقام مقرر ہوا۔ پھر تو یہ عہدہ صدر کمال کو پہنچ گیا وہ ائمہ دارون کی زمین کو جسکے جیب کہین کہیر باقی رہ گئی تھی دیکھنے لگا۔ فتح اللہ کو خود پانچ بیگہ زمین دینے کا اختیار باقی نہین رہا تھا۔ وہ ایک خیالی صدر تھا تمام زمینین ضبط ہو ہی چکی تھین اس اراضی منضبطہ مین وحشی جانور بستے تھے وہ نہ ائمہ دارون کے پاس رہین نہ کسانون کے ہاتھون مین گئین فقط ان کے ظلمون کے نوشتے صدر کے دفتر مین اور صدر کا عہدہ برائے نام باقی رہا۔

میر فتح اللہ صدر نے بقدر ایک ہزار روپئے کے خریطہ مین ڈالکر بادشاہ کی نظر کے سامنے رکھی اور جو اسکے شقدار نے تغلب کی علت و تہمت لگا کے پرگنہ بستاوہ مین ائمہ کی بیواؤن اور نامراد یتیمون سے ظلم و تعدی کر کے بازیافت کئے تھے انکو کہا کہ میری عمال نے یہ ائمہ دارون سے کفایت کے ساتھ لیا ہے (یعنی سیورغال رکھنے والون پاس بہت کچھ ہی اس مین سے یہ تھوڑا لیا گیا ہے) بادشاہ نے فرمایا کہ تم ہی اسے لیلو تین مہینے کے بعد فتح اللہ مرگیا بعد اسکے صدر جہان جو دین الٰہی کا ایک رکن تھا صدر جہان مقرر ہوا۔ اب کچھ ضرورت اس عہدہ کی نہین رہی تھی سیورغال کی تفصیل ابو الفضل نے اپنی ایک جدول مین لکھی ہے۔

بادشاہ نے ایک عجیب عرابہ ایجاد کیا جس سے نوکرون کو بڑی آسایش ہوئی ہو کہ جب یہ چلتا ہی یا بوجھ کھینچتا ہے تو وہ دانون کا آٹا بناتا ہے۔ بادشاہ نے ایک اتنا بڑا عرابہ ایجاد کیا ہے کہ جسکو ایک ہاتھی کھینچتا ہی اور اس مین طرح طرح کے گرمابے کی خانے ہوتے ہین۔ وہ ایک حمام روان ہوتا ہے تعجب یہ ہی کہ اسکو بیل بھی کھینچتے ہین اور اونٹ اور گھوڑے بھی اور اُسسے آدمیون کو آسایش ہوتی ہی۔ جو عرابہ نازک تر ہوتا ہے اسے بہل کہتے ہین اسمین چند آدمی ساتھ بیٹھ کر ہموار زمین پر چلتے ہین اور ایسے ہی رہٹھ بنائے ہین کہ دور سے وہ پانی کو کھینچ لیتے ہین۔ دو بیل چاہ چرخ کو اور ایک دو چرخ کو حرکت دیتا ہی۔ ایک اور کل ہی جو کنوئین سے پانی لیجا کر چکی چلاتی ہے ۔ حاشیہ طبقات مین یہ ایجاد میر فتح اللہ شیرازی کے لکھے ہین کہ اُس نے ایک چکی بنائی تھی جسکو گاڑی پن

لکھدیتے تھے تو وہ اپنے آپ چلتی تھی اور آٹا پیستی تھی) اسنے ایک آئینہ بھی ایجاد کیا تھا جسمین خواہ نزدیک یا دور سے دیکھو تو عجیب عجیب شکلین نظر آتی تھین اور ایک چرخ ایسا بنایا جس سے بارہ بندوقین صاف ہو جاتی تھین - مگر ابوالفضل اس چرخ کی ایجاد کو بھی اکبر سے منسوب کرتا ہی -

(۲۱) آئین دہ سیری -

ہر بیگہ کے کشت کار سے دس سیر بادشاہ اپنا غلہ محصول لیتا ہی اور ہر ناحیہ مین اسکا انبار لگتا ہی سرکاری جانورون کی خوراک اس سے چلتی ہی - بازار سے وہ نہین خریدی جاتی اس سے آدمیون کو آسایش ہوتی ہی اور مفلس کسانون کو بھی فائدہ پہنچتا ہی - جب اناج گران ہوتا ہی تو ان کے ہاتھ یہ اناج سستا بیچڈالا جاتا ہے مگر کسی ضرورت سے زیادہ لیناج نہین دیتے - ہر طرح کی آبادی اس سے ہوتی ہی اور بہت جگہ قلمرو مین اس سے آتش خانے آمادہ ہوتے ہین اور بہت مفلسون کی روزی اس سے چلتی ہی اور سب جگہ اس کی نگاہبانی کے واسطے آدمی اور داروغہ تحویلچی مقرر ہوتے ہین کہ دخل و خرچ کا حساب رکھین -

حاشیہ - ۱۰۰۵ھ مین بارش کم ہوئی تھی اور غلہ کی گرانی سے خلقت کو بڑی تکلیف تھی تو بادشاہ نے ہر جگہ ایک کارآگاہ مقرر کیا کہ وہ مفلس و محتاج بھوکون کو کھانا کھلائے اور ہر شہر مین ایک آتش خانہ بنادیا ایسا مکان جسمین بھوکون کو کھانا ملا کرے -

(۲۲) آئین جشن آرائی -

بادشاہ نے اول قدیمی روشون اور رسمون کی جستجو کی ہی اور انکے رواج دینے مین بڑی کوشش کی ہی وہ یہ نہین دیکھتا کہ یہ کسکی رسمین ہین بلکہ انکی شائستگی کو دیکھہ کر قدر کرتا ہی دوم طرح طرح کی آدمیون کی پرورش پر وہ توجہ کرتا ہے اور بخشش کے لئے بہانہ ڈھونڈھتا ہے اس سبب سے جب اسنے جمشیدی جشنون اور موبدی عہدون کا حال سنا تو ان کو اختیار کیا اور اسباب جشن کو آمادہ کیا - اول جشن نوروزی - جب آفتاب برج حمل مین داخل ہوتا ہے تو انیس روز ایک ہنگامہ عشرت فراہم ہوتا ہے اس درمیان مین دو دن بڑی عید ہوتی ہی اور بہت مال اور طرح طرح

اسباب انعام دیا جاتا ہی- اوّل غرہ ماہ فروردین دوم ۱۹ ماہ فروردین کہ شرف
آفتاب کا دن ہی- جو تاریخ کہ ماہ کی ہمنام ہوتی ہی- اُس مین قدیمی آتش پرست
بڑا جشن کرتے تھی- بادشاہ بھی انکا پیرو ہی- ہر جشن مین صورت و معنی طرح طرح سے
آرایش پاتے ہین آدمی خوش ہو کر اپنی کامیابی کا ترانہ شوق گاتے ہین
نقارہ بلند آوازہ ہوتا ہی- خنیاگر رود نوازون کا گانا ہوتا ہے- اوّل مین راتون کو
رنگین چراغ روشن ہوتے ہین اور بہت خوشی ہوتی ہے

(۲۳) آئین خوش روز (زنانہ بازار)

ہر مہینے کی تیسری تاریخ بادشاہ ایک انجمن اس لئے آراستہ کرتا ہے کہ زنانہ
کے چیزون کی شگرف کاری پر علم ہو- زمانہ کے سوداگر اپنی گرم بازاری کے لئے بیٹھتے
ہین اور ہر یک ملک کا اسباب مکانون مین سجاتے ہین محل کی عورتین وا و طرح کی
عورتین آتی ہین خرید و فروخت ہوتی ہی- بہت آدمیون کے کام آرزو کے موافق برآید
ہوتے ہین شہریار اس مین خود آتا ہے- اور اسباب انتخاب کرتا ہی اور نرخ مقرر کرتا ہی
اور اس طرح علم حاصل کرتا ہے- ملک کی پوشیدہ باتین اور آدمیون کی حالتین اس کو
معلوم ہوتی ہین اور ہر کارخانہ کے نیک و بد پر مطلع ہوتا ہے- اوس نے اُس دن کا
نام خوش روز رکھا ہی جس مین خوش دلی کی نوید وہ دیتا ہے- بعد اس زنانہ بازار کے
مردون کے بازار کا انتظام ہوتا ہے- ہر ملک کے سوداگرون کا مقصد حاصل ہوتا ہے
بادشاہ داد و ستد کا انتظام کرتا ہے اور اہل دربار خریداری کرتے ہین- ہر گروہ پہرہ داران کی
دورباش بغیر اپنا درد دل بادشاہ سے بیان کرتا ہے اور اس متاع آرائی کو
اپنے گذارش حال کا دستمایہ بناتا ہے- نیکون کی مراد برآتی ہی اور بدون
کو اپنے اعمال کی سزا ملتی ہی اور اس نے اپنی دیدہ وری سے اس کام کے لئے خزانچی
اور مشرف جداگانہ مقرر کیا ہے کہ فوراً انتظام کے رنج کے اٹھانے بغیر لوگ بہت فائدہ اٹھاتے ہین

حاشیہ- اِس خوش روز پر جو بدایونی نے اعتراض کئے ہین وہ اکبر کے
مذہبی خیالات مین پڑ کر ہوئے ہین

پیوند کدخدائی کی نگہبانی پابندی مردم اور انجمن آرائی تعلق کا دستمایہ ہی اور نفس (۱۴)
بدکار کو برائی سے بچاتی ہی اور گھر کو آباد کرتی ہی پادشاہ اپنے نیک روزگار ہونے کے سبب
سے سب چھوٹے بڑون کی پاسباتی کرتا ہی اور زناشوئی مین نسبت معنوی اور ہمسری کو
ہاتھ سے نہین دیتا - وہ نابالغ عورتون اور مردون مین اس پیوند کو مکروہ جانتا ہے
وہ کہتا ہے کہ اس سی کوئی عمدہ فائدہ نہین ہوتا بلکہ بڑا نقصان ہوتا ہی - جب یہ دونون
عاقل بالغ ہوتے ہین تو انکو یہ آمیزش ناخوش معلوم ہوتی ہی اور خانہ ویرانی ہوتی ہے
ہندوستان مین حیا کے سبب سے عورت اپنی پسند سے خاوند نہین کرتی اس سی بہت دشواریان
واقع ہوتی ہین - وہ دولہا دولہن کی رضامندی اور ماباپون کی اجازت کو پادشاہ
ناگزیر سمجھتا ہی - قریب کے رشتہ دارون مین بیاہ کو ناسزا جانتا ہی - زبان مبارک سی
فرماتا ہی کہ پہلے زمانہ مین لڑکی کا بیاہ اپنے توام بھائی سے نہین ہوتا تھا پس یہ ان
لوگون کی زبان بند کرتا ہی جو نقل کے غلام بن رہی ہین مسلمانون کی بیٹی اعمام کی
نکاح پر شورش نہ کرین اس لئے کہ مذہب کا حال اپنی ابتدائی حالت مین ایسا ہی ہوتا ہی
جیسے مردم نژاد کا ابتدای آفرینش مین تھا ایسی حالت مین مجبوری قرابت قریب مین
نکاح کرنا پڑتا ہے) بڑے بڑے مہرون کا باندھنا بھی اسکو پسند نہین جو کمتر ادا
کئے جاتے ہین اور دروغ سازی ہوتی ہی وہ فرماتا تھا کہ مہر اس لئے زیادہ باندھا
جاتا ہی کہ طلاق دینے کا خوف نہ رہی - اسکو یہ پسند نہ تھا کہ ایک مرد ایک عورت سے
زیادہ بیویان کرے - اِسّے طبیعت کو شورش اور گھر مین آشوب پریشانی ہوتی ہی کہن سال
نوجوان مین اس رشتہ مندی کو ناشائستہ اور شرم سے دور سمجھتا تھا - اس نے دو بے طمع
فرسیدہ آدمی مقرر کئے تھے ایک انمین سے مردون کا حال دریافت کرے اور دوسرا
عورتون کا - انمین سے ہر ایک کا نام توی بیگی تھا بہت دفعہ ایسا ہوا کہ یہ کام ایک
ہی آدمی کو سپرد ہوتا تھا اور یہ دولہا دولہن کی طرف سی نکاح پر محصول لیا جاتا تھا
پنج ہزاری سی ایک ہزاری تک دس مہر اور پانصدی تک چار مہر اور سہ صدی تک دو دو

بیستی تک ایک۔ ترکش بند سے وہ باتھی تک ور اور اہل ثروت سے چار روپئے ور متوسط آدمیون سے ایک روپیہ اور عام خلائق سے ایک دام۔ دولہا دلہن کے باپ کے حال کو تحقیق کرکے اسکے مقدور کے موافق محصول لیا جاتا تھا۔

حاشیہ (بدایونی نے عوام کی شادی پر یہ لکھا ہے کہ عوام الناس مین بیاہ جب تک نہ ہوتا کہ دولہا دولہن دونو کوتوالی کے چبوترہ پر نہ آتے۔ اس طرح کوتوالی کے اہلکار بڑے فائدے اوٹھاتے اور مزے اوڑاتے) ہر ملک مین خصوصًا ہندوستان مین نو آموز لڑکے مدتون مکتب مین بیٹھتے ہین او مفردات حروف اور انکے اعراب سیکھتے ہین اور عمر کا بڑا حصہ ضائع کرکے وہ کتابون کے پڑھنے کے قابل ہوتے ہین۔ پادشاہ کے حکم کے موافق یہ طریقہ تعلیم جاری ہوا کہ لڑکے حروف الف بے تے ثے لکھین اور پھر اونکی اوصورتین پھیر اول صورت اور نام سے وہ آشنا ہون دو روز مین وہ حرفون کے نقشون سے واقف ہو جائینگے اور جب ایک ہفتہ مین یہ استعداد انکو ہو جائے تو کچھ انکو نظم و نثر سے جو خدا کی تعریف اور نصائح مین ہون استاد انکو جدا لکھکر سکھائین اور جہان تک ہو سکے کوشش کیجائے کہ ہر ایک کو وہ خود سمجھین اور استاد انکی مدد کمتر کرے۔ کچھ دنون تک ہر ایک روز ایک مصرع یا ایک بیت کی انکو مشق کرائین تو تھوڑی مدت مین ان کو پڑھنے کا ملکہ ہو جائیگا استاد کو پانچ چیزون پر توجہ چاہیئے۔ شناسائی حروف۔ الفاظ۔ مصرع۔ بیت۔ خواندگی۔ اس روش سے لڑکے برسون مین جو سیکھتے وہ ایک مہینے مین بلکہ کچھہ دنون مین سیکھنے لگے اور اس پر لوگون کو تعجب ہوا۔ اخلاق۔ حساب۔ سیاق۔ مساحت۔ ہندسہ۔ نجوم۔ رمل۔ تدبیر منزل سیاست مدن۔ طب۔ منطق طبعی۔ ریاضی الہی۔ تاریخ تحصیل کے لئے علوم مقرر ہوئی کہ وقت بتدریج سیکھین سنسکرت مین بیاکرن نیائے۔ بیدانت۔ پاتنجل پڑھین اور ہر شخص کو جو وقت پر کرنا چاہئے وہ کرے اس طرز تعلیم سے مکتبون مین اور ہی رونق ہو گئی اور مدرسون نے تازہ فروغ پایا۔ اس کارخانہ سے سپاہ کی کارسازی ہوتی ہے۔ ملک فراخ ہوتا ہے۔ علم زیادہ ہوتا ہے

بیش قیمت چیزین ہاتھ آتی ہین کسانون کی آبادی ہوتی ہی۔ منزل شاہی کا سامان
ہوتا ہے۔ بادشاہ اپنی چشمۂ اقبال کو ان چار چیزون سے سیراب رکھتا ہی اور اس کو
خدا کی عبادت جانتا ہی۔

اول مضبوط کشتیون کا بنانا جسپر ہاتھی بھی سوار ہوسکے اور انکو ایسا بناتے ہین کہ قلعون
کی بھی وہ سرکوب ہوسکیں اور دشوار قلعون کو فتح کرلین دیدہ ور کارآگاہ اس کو
منزل اول اور راحلہ جانتے ہین اور اسباب جہانگیری کا عمدہ اسباب۔ خاص کوہستان
زنگبار۔ فرنگستان ہین۔ اگرچہ بادشاہ کی قلمرو مین کشتیون کا سامان بہت جگہ ہے
مگر بنگالہ کشمیر۔ ٹھٹھہ (سندھ) مین انپر مدار ہے۔ بادشاہ نے کشتیون کے سرون
پر عجب جانور بنائی ہین۔ نہایت ونشاط کہمدوش کیا ہے۔ انمین بلند کاخ اور دلکشا
کوشک اور عمدہ چوپڑ کے بازار اور دلفریب چمن روی دریا پر ظاہر ہوتے ہین ساحل
دریای شور پر مشرق ومغرب وجنوب مین بڑی بڑی جہاز رہتے ہین اور اسکے سبب
دریانوردون کو بڑی آسایش ہوتی ہی۔ بندرون کو اس سے آرایش ہوتی ہے
اور آگہی کو تابش۔ الہاباس اور لاہور مین جہاز تیار ہوکر دریای شور مین بھیجی جاتے
اور کشمیر مین بھی انکا نمونہ بنایا گیا ہے جسپر تعجب ہوا۔

دوم دیدہ ور دریانوردون کا مقرر کرنا جو مد وجزر کے اسباب کے اور اندازہ ژرفی دریا کے دانا
ہون اور طرح طرح ہواؤن کے چلنے سے اور اسکے سود وزیان سے اور ان کہسارون
سے جو پانی کے اندر ہون آگاہ ہون اور اس بینش کے ساتھ تنومندی وشناوری
ومہربان دلی وجدکاری ورنج وبردباری اور ستودہ خصائل انمین ہون ایسے نیکمردون
کو بادشاہ نے بہت تلاش کرکے جمع کیا ہے خاص کر ملیبار سے۔ سردہ بارون مین وہ
شائستگی وآہستگی کے ساتھ آدمیون اور اسباب کو ساحل پر پہنچاتے ہین اور
کشتی کے اندازہ کے موافق انکی تعداد مین فرق ہوتا ہے۔ جہاز مین بارہ طرح
کے آدمی خدمت گذار مقرر ہوتے ہین۔

(۱) ناخدا - خداوندکشتی حقیقت مین وہ ناؤ خدا ہوتا ہے جس طرف وہ چاہتا ہی کشتی کو لیجاتا ہی (۲) معلم وہ دریا کے نشیب فراز اور ستارون کی نیرنگی سے واقف ہوتا ہے اسی کی رہنمونی سے کشتی منزل مطلوب پہنچتی اور خطرون سے اسکا بچاؤ ہوتا ہے (۳) تنڈیل براے خلاصی دریا ورزون کی زبان مین ملاح کو خلاصی و خاروہ کہتے ہین (۴) ناخدا خشت کشتی نشینون کے لئے ہمیشہ کاہ آمادہ رکھتا ہے اور کشتیون مین اسباب لادنے مین اور اُن سے اوتارنے مین یاور ہوتا ہے -

(۵) سرھنگ - وہ پانی مین کشتی کو ڈالتا ہے اور پانی سے نکالتا ہے بہت دفعہ وہ معلم کا کام کرتا ہے (۶) بھنداری - کشتی کے واسطے جو چیزین ضروری ہوتی ہین انکا نگران ہوتا ہے (۷) کرانی خرچ کشتی کا محرر وہ آدمیون کو پانی بھی پہنچاتا ہی - (۸) سکان گیر معلم کی رہنمونی سے وہ کشتی کو سوبسو پھراتا ہی وہ ایک گروہ بین آدمیون سے زیادہ نہین ہوتا (۹) پنجری وہ کشتی کے مستول پر بیٹھ کر دیدبانی کرتا ہی - ساحل کے دکھائی دینے کی اور کشتیون کے اور ہواؤن کے شورش کی اور اور باتون کی اطلاع دیتا ہے - (۱۰) گن متی

خلاصیون مین سے ہوتے ہین وہ کشتی کا پانی باہر نکالتے ہین (۱۱) توپ انداز - لڑائی مین کام کرتا ہے - انکی تعداد کشتی کی مقدار پر موقوف ہی (۱۲) خارہ وہ بہت ہوتے ہین - بادبان کا کھینچنا و باندھنا انکا کام ہی بعض انہین سے دریا کے اندر جاکر کشتی کے رخنہ کو بند کرتے ہین اور جو لنگر فرو ماندہ ہوجاتا ہے اسے کشادہ کرتے ہین ہر سفر مین جسکو یہ لوگ کوش کہتے ہین - ان کشتی کے ملازمون کا علوفہ مختلف ہوتا ہی بندر سانگانو (بنگلی) مین ناخدا کو چار سو روپئے ملتے ہین اور چار ملیخ ملتے ہین انہین جو دہ چاہی بھرتی کرے اور فائدہ اوٹھائے آدمیون کے رہنے کے لئے اور اسباب کے بھرنے کے لئے جہاز کے جدا جدا حصے ہوتے ہین ہر حصہ کو ملیخ کہتے ہین - معلم کو دو سو روپیے اور دو ملیخ تنڈیل ایک سو بیس روپئے - کرانی کو پچاس روپیہ و یک ملیخ و ناخدا خشت کو ۳۰ روپیے -

سرھنگ کو ۲۵ روپئے سُکّان گیر و بجری و بھنڈاری کو پندرہ پندرہ روپئے اور کھمبائت مین ناخدا کو آٹھ سو روپیہ اور باقی اورونکی تنخواہ اسی نسبت سے۔ لاھری مین ناخدا کو تین سو روپئے اور اوروں کو اسی نسبت سے اور آچی میں جنوبی بندرون کی نسبت ڈیوڑھا۔ پرتگال مین ڈھائی گنا اور بلاغہ (ملاکام) مین دو چند اور پیگو و دھناسری مین دیوڑھا کھمبائت سے روپیہ ملتا ہی۔ اسی طرح اور مقامات مین ورا ہون مین جسکا بیان دشوار ہی۔ سوم ایک نیک مرد تمام قامت مہیب سیما۔ بلند آوازہ رنج کش۔ چالاک دست کارگذار۔ مہر گزین سفری دوست۔ شناور۔ زیرک منش۔ دریاؤن کی دیدبانی کے لئے مقرر ہوتا ہے۔ اسکی کارآگہی سی جو گذرون پر سخت مشکلین پیش آتی ہین وہ حل ہو جاتی ہین۔ گذرگاہ کو انبوہی و تنگی و ناہمواری و کیچڑ سے محفوظ رکہتا ہے اور کشتیون مین اسباب بھرنے کا اندازہ مقرر کرتا ہے۔ رہروون کو انتظار کا رنج نہین اٹھانے دیتا اور مفلسون کو آسانی سے گذار دیتا ہے اور تیر کر وہ نہین جانے دیتا اور اسباب کو سواے گذرگاہ کے نہین اترنے دیتا اور بے ضرورت رات کو نہین چلنے دیتا۔ چہارم باج کا بخشنا۔ بادشاہ نے اس باج کو جو شوروں کے خراج کی برابر تھا معاف کر دیا۔ صرف کشتیبانون کی مزدوری لی جاتی ہی بعض تیا دہ مین باج لیا جاتا ہی جو ڈھائی فیصدی سے زیادہ نہین ہوتا یہ اتنا کم ہے کہ سوداگر پہلے زمانہ پر خیال کرکے یہ سمجھتے ہین کہ کچھہ لیا ہی نہین جاتا۔ رود بارون مین اس طرح کرایہ لیا جاتا ہے کہ ہزار من بوجھہ کا ایک کوس کے لئے ایک روپیہ بشرطیکہ کشتی اور کشتی کے ملازم ایک ہی آدمی ہون۔ اگر کشتی دوسرے آدمی کی ہو اور کشتی کے اندر ہر چیز کشتی کے کرایہ کرنے والون کی ہو تو ہر ڈھائی کوس پر ایک روپیہ لیا جاتا ہے۔ گذرون مین ہاتھی پر دس دام اور لدے ہوے چھکڑے سے ... دام اور خالی سے دو دام اور لدے ہوے اونٹ سے ایک دام اور خالی ... گھوڑے سے ... لدے ہوے بیل سے آدھا دام اور اگر خالی ہو تو

آئین (۲۷) شکار

چوتھائی دام اور باربردار جانوروں سے پلہ دام ان میں ہنکانے والے کی بھی اتروائی داخل ہر ۲۰ آدمیوں سے ایک دام بہت دفعہ کچھ نہیں لیتا اور قاعدہ یہ ہے کہ آدھا یا تہائی حصہ محصول کا جو اس طرح جمع ہوتا ہے وہ سرکار میں داخل ہوتا ہے۔ یوں سوداگروں کا کام خوب چلتا ہے اور ہر ملک کی اجناس بہت آتی ہیں۔

ظاہر بین طبیعت کے موافق کام کرنیوالے تو کسی جاندار کے شکار کرنے کو فقط خوشی خاطر سمجھتے ہیں اور اپنی جہالت سے اپنی خواہش نفس کی ستانہ چال جانتے ہیں مگر حقیقت پژوہ ژرف نگاہ اپنا علم بڑھاتے ہیں اور اپنے دل کو روشن کرتے ہیں۔ چنانچہ بادشاہ اس شکار کو ہمیشہ اپنی دانش افزائی کا سرمایہ بنایا ہے اور اس میں اپنے جانے کی راہ کوئی نہیں مقرر کرتا ہے اور رعیت اور سپاہ کے حال کی تفتیش اسطرح کر لیتا ہے وہ ناشناسندگی کی کلیاں میں جا کر مال و ملک و منزل سے شناسا ہوتا ہے ستم دیدوں کی دست گیری کرتا ہے — بیدادگروں کو سزا دیتا ہے۔ اس والا دید کے سبب سے طرح طرح کے شکار میں مشغول ہوتا ہے اور اسیر شیفتہ اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے۔ کوتاہ بین جو ظاہر کو دیکھ سکتے ہیں اسکو شکار جانتے ہیں اور دوربین کار آگاہ اسکو شکار حقیقت سمجھتے ہیں۔ جب وہ شکار کے قصد سے چلتا ہے تو اول شکارگاہ کو تیز دست قراول امیر شکار جن آدمیوں کو شکار کے لئے مقرر کرتا ہے گھیرتے ہیں اور قور (ہتھیار بند آدمی) چار پانچ کوس کے فاصلہ پر اُسے رہتے ہیں اور قور کے قریب امرا اور گروہا گروہ آدمی بادشاہ کے دیدار کا انتظار کرتے ہیں اور تیاق دار دیدبانی کے لئے بیٹھتے ہیں اور اُن سے ایک کوس کے فاصلہ پر میر توزک کھڑا ہوتا ہے اور انسے ڈیڑھ کوس پیچھے خدمت گار اور مقرب ہوتے ہیں اور خدمتی اس جگہ کی پاسبانی کرتے ہیں اور اسی قدر فاصلہ پر ایک بیدار مغز افسر بادشاہ کے خاص نوکروں کو لیکر کھڑا ہوتا ہے وہ آہستہ آہستہ چلتا ہے اور بادشاہ کی خاصہ شکارگاہ کی نشاط کی پاسبانی کرتا ہے اور اس سے پہلے ایک آگاہ منش کار دان کل کی نگرانی کرتا ہے۔ اس مقام میں سوائے بادشاہ کے خاص آدمیوں کے کوئی نہیں آسکتا اور سوائے ان لوگوں کے جو شکار کے لئے ضروری

ہین کوئی آگے نہین دوڑ سکتا۔

جب بادشاہ کچھ رستہ چل لیتا ہی وہ خاص آدمیون کو اپنی ہمراہی کے لیئے منتخب کر لیتا ہے پھر جب کچھ اور آگے چلتا ہے تو کبھی تنہا جاتا ہی اور کبھی ایک دو آدمیون کو ساتھ لے لیتا ہے اور جب آسایش کا وقت آتا ہے تو وہ دو گروہ جنکو پیچھے بادشاہ نے چھوڑا تھا اسکی خدمت مین حاضر ہوتے ہین۔

بادشاہ کا مقصد جو شکار سے تھا اُسکو بیان کر دیا اب شکار کے طریقے بیان کیئے جاتے ہین ایک بڑا پنجرا بناتے ہین اور اسکو زمین سے لوہے کی زنجیرون سے پیوستہ کر دیتے ہین اور اسکو وہان لگاتے ہین جہان شیر اکثر آتے رہتے ہین۔ دروازہ کو اس ترکیب سے کھلا رکھتے ہین کہ ذرا سی جنبش سے وہ بند ہو جاوے اور ایک بزکو اوسکے اندر باندھ دیتے ہین اور اسکے آگے پردہ ایسا لگا دیتے ہین کہ شیر اسکو دیکھتا ہی مگر اوسکو پکڑ نہین سکتا۔ بھوکا شیر آتا ہی اور پنجرے کے اندر جا گرفتار ہو جاتا۔

دوسری ترکیب یہ ہی کہ ایک تیر کو زہر آلود کمانی مین کھینچکر درخت کی شاخ مین اس ترکیب سے لگا دیتے ہین کہ اگر ذرا سی بھی جنبش ہو تو وہ تیر چھوٹ جاوے جب شیر اس پاس آتا ہی اور اُسے ہلاتا ہی تو تیر اسکے لگ جاتا ہی اور وہ مر جاتا ہی۔

تیسری ترکیب جہان شیر اکثر آتے جاتے رہتے ہین وہان ایک بھیڑ کو باندھ دیتے ہین اور اسکے گرد پتے گھاس سریش لگا کے بچھا دیتے ہین۔ جب بھیڑ پھاڑنے آتا ہے تو اوسکے پنجون مین یہ گھاس چمٹ جاتی ہی جتنا وہ اپنے تئین چھڑاتا ہے اُتنا ہی اور سریش مین لتھڑ پتھڑ ہو جاتا ہے اور زیادہ سراسیمہ ہوتا ہے۔ آدمی جو گھات مین لگے رہتے ہین آنکر اُسے مار ڈالتے ہین یا زندہ گرفتار کرکے پالتے ہین۔

بادشاہ اپنی راستی کے سبب اس فریب کو نہین پسند کرتا۔ اس درندہ مردم خوار کو تیر یا بندوق سے مارنے کو پسند کرتا ہے۔

چوتھی ترکیب۔ ایک کاردان تیر دل بھینسے پر سوار ہوتا ہے اور اوسکو شیر سے

لڑتا ہے اور بھینسا چابکدستی کرکے اپنی سینگوں سے شیر کو اٹھا کر ایسا پھینک دیتا ہے کہ اوسکی جان نکلجاتی ہے اس تماشے کا بیان نہین ہوسکتا ہے۔ سوار کی دلیری اور پھسلوان پیٹھہ پر اسکا جما رہنا بڑا العجب خیز ہے۔

ایکدن قصبہ باری کی نواح مین بادشاہ کو اس درندہ جان گزا کی خبر لگی بادشاہزادہ ناھر خان ہاتھی پر سوار اس جنگل مین گیا شیر نے اس ہاتھی کے مستک پر پنجہ مارا اور اسکے سر کو زمین کی طرف جھکا دیا۔ بادشاہ نے اس قوی ہیکل کو مار ڈالا جسپر لوگون کو تعجب ہوا

ایکدفعہ ٹوڈہ کے نزدیک بادشاہ شکار کھیل رہا تھا کہ اسکے ایک آدمی کو شیر نے پکڑ لیا بادشاہ نے ایک تیر ایسا شیر کے مارا کہ وہ مرگیا اور آدمی جو زندگی سے مایوس تھا بچگیا

ایکدفعہ شکار قمرغہ مین ایک قوی شیر نے بادشاہ پر حملہ کیا اسنے اسکی پیشانی مین ایسا تیر مارا کہ وہ نکما ہوگیا۔

ایکدفعہ شیر نے ایک پیادہ کو اپنے پنجہ مین پکڑ لیا دیکھنے والے اسکی زندگی سے مایوس تھے کہ بادشاہ نے شیر پر ایک ایسی بندوق ماری کہ وہ مرگیا اور گرفتار نے رہائی پائی

ایکدفعہ متھرا کے جنگل مین شیر کے آنے کی شورش برپا ہوئی۔ شجاعت خان آگے آگے جاتا تھا وہ ڈر گیا مگر بادشاہ نے اسی جگہ جم کر شیر کو خشم آلود آنکھین دکھائین تو شیر کا جوش کافور ہوا اور ڈرتا ڈرتا چلا گیا کچھہ دیر بعد تیر دوز ہوا۔

ہاتھیون کو ان ترکیبون سے پکڑتے ہین۔

(۱) کھیدا۔ گرمی کے موسم مین ہاتھیون کے پکڑنے والے سوار اور پیادہ ہاتھیون کی چراگاہ مین جاتے ہین اور ڈھول و نفیری بجاتے ہین جنکی آواز سے ہاتھی بھاگتے ہین اور جلد جلد دوڑتے ہین اور اپنی گرانی پیکر سے اور فرو ماندگی سے توانائی انمین باقی نہین رہتی ناچار کسی درخت کے سایہ مین آرام لیتے ہین۔ کارداں رسّے جو سن کے یا چھال کے بنے ہوئے ہوتے ہین انکی گردن یا پاؤن مین ڈال کر اس درخت سے باندھ دیتے ہین خانگی ہاتھیون کو لے جاتے ہین اور ان سے انکو ہلاتے ہین اور پھر گھر لے آتے ہین اس طرح

ہاتھیون کا پکڑنا

ہاتھی پکڑنے والون کو مزدوری ہاتھی کی قیمت کی چوتھائی ملتی ہے۔

(۲) چور کھیدہ۔ وحشی ہاتھیون کی چراگاہ مین خانگی فیل کو لیجاتے ہین اور اسکے اوپر فیلبان اس طرح بے حس و حرکت لیٹتا ہے کہ کوئی اسکا نشان نہین معلوم ہوتا پھر ہاتھی آپس مین لڑنا شروع کرتے ہین اور اس زد و گیر مین فیلبان ہاتھی کے پاؤن مین کمند ڈالکر پابند کر لیتا ہے۔

(۳) گاڈ۔ ایک بھاری گڑھا وہان کھودتے ہین جہان ہاتھیون کی آمد و رفت ہوتی ہے اور اسکو خس پوش کر دیتے ہین جب ہاتھی اسکے قریب آتا ہے تو گھات مین بیٹھنے والے ایسا غل مچاتے ہین کہ وہ اپنی دہر بینی بھول کر ایسا گھبراتا ہے کہ اس گڑھے مین تندی و تیزی سے جا پڑتا ہے۔ پھر اسکو بھوکا پیاسا رکھتے ہین۔ بعد ازان آب و دانہ دیکر آہستہ آہستہ فرمان پذیر کر لیتے ہین۔

(۴) بار۔ جہان ہاتھی آرام کرتے ہین وہان ایک لمبی چوڑی زمین کے گرد چارون طرف خندق کھودتے ہین اور ایک راہ رکھتے ہین اسپر دروازہ لگا دیتے ہین اور اسمین رسیان اس طرح باندھ کر کھلا رکھتے ہین کہ اگر انکو توڑ دین تو دروازہ بند ہو جائے اور پھر ہاتھیون کی گذرگاہ مین اندر و باہر ایسی خوراک رکھتے ہین جو انکو پسند ہوتی ہے شکم پروری اور کھانے کی حرص سے وہ اپنی ہوشیاری کو بھول جاتے ہین اور رفتہ رفتہ یہان آ جاتے ہین ایک جوان بارگھات مین بیٹھا ہوا رسیون کو توڑ دیتا ہے جس سے دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ بہت سے ان مین سے جھنجھلا جھنجھلا کر دروازہ کے کھولنے کا قصد کرتے ہین اور چنگھاڑتے ہین۔ مگر وہ کب کھلتا ہے کاریدہ آگ روشن کرتے ہین اور غل مچاتے ہین جسکے سبب سے ہاتھی اس قدر تگاپو کرتے ہین کہ تھک جاتے ہین اور پھر انمین لڑنے کی طاقت نہین رہتی انکو خانگی ہاتھیون کو لاکر باندھ لیتے ہین۔

یہہ سب طریقے قدیم سے مروج ہین۔ مگر بادشاہ نے ایک نیا طریقہ سب سے بہتر یہ نکالا ہے کہ ہاتھیون کے گلے کو تین طرف سے گھیر رہتے ہین چوتھی طرف سے ہتھنیون کو لاتے اور

چیتہ کا شکار

فیلبان تینون طرفون سے انکو ہنکا کے اس طرف لاتے ہین وہ بمقتضائے ہمجنسی ان ہتھنیون کے پاس آتے ہین اور یہ ہتھنیان ایک قلعہ (احاطہ) مین چلی جاتی ہین یہ انکے پیچھے ساتھ آتے ہین اور اس طرح گرفتار ہو جاتے ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

چیتہ جنگل مین تین طرح سے زندگی بسر کرتا ہے ایک ناحیہ مین شکار کھیلتا ہے اور غذا جمع کرتا ہے اور دوسری جانب مین آرام لیتا ہے اور سوتا ہے۔ تیسری جگہ کھلاڑیان کرتا ہے اکثر پہاڑ کے اوپر وہ ہوتا ہے۔ ایک درخت کا سایہ اسکے لیے کافی ہوتا ہے اس درخت کے تنہ سے وہ اپنے تئین کھجلاتا ہے اور اسکے گرد سرگین کرتا ہے اسکو ہندی مین آکھ کہتے ہین۔ پہلے اس طرح پکڑتے تھے کہ گھیر گڑھا کھودتے تھے اوسکو اودی کہتے تھے اور اس کو خس پوش کرتے تھے چیتہ جب وہان آتا تو اس گڑھے مین گر پڑتا تھا۔ بعض دفعہ اسکے ہاتھ پاؤن ٹوٹ جاتے تھے کبھی وہ جست و خیز کر کے اس سے باہر نکلجاتا تھا اسطرح ایک سے زیادہ پکڑا نہ جاتا تھا۔ بادشاہ نے یہ ترکیب ایجاد کی کہ ایک گڑھا دو تین گز گہرا کھودا جاتا تھا اور اسمین ایک در بند ایسا لگایا جاتا کہ جب چیتہ اوسمین داخل ہوتا تو جنبش سے یہ دروازہ بند ہو جاتا اور چیتے کو کوئی گزند نہین پہنچتا۔ ایک دفعہ مین کئی چیتے گرفتار ہو جاتے۔ ایک دفعہ مین سات چیتے گرفتار ہوئے۔ چیتے جاڑے کے موسم مین مست ہوتے ہین ایک چیتے کی مادہ جنگل مین پھرتی تھی چھ نر چیتے اسکے پیچھے پڑے وہ اس گڑھے مین گئی نر بھی اسکے پیچھے ایک دوسرے کے بعد داخل ہوئے۔ ساتون گرفتار ہو گئے یونہی بھی اونکو پکڑتے ہین کہ درخت کی جڑ مین پھندے پھیلا دیتے ہین جب چیتہ اس درخت سے مالش و خارش کے لئے آتا ہے تو وہ اس پھندے مین پابند ہو جاتا ہے۔ بادشاہ چیتہ کو ہنکا کر بھی گرفتار کرتا تھا۔

پہلے زمانہ مین چیتہ جو گرفتار ہوتا تو نہایت محنت سے دو مہینے مین اس قابل ہوتا کہ اسکو کھول کر شکار کرلیتے۔ مگر بادشاہ نے ایسی روش نکالی کہ وہ اٹھارہ روز مین شکار کھیلنے کے قابل ہو جاتا ایک چیتہ بادشاہ کی سواری مین بے قلاوہ و زنجیر ہمراہ چلتا۔

اوّل درجہ کے چیتون کو ۵ سیر اور دوسری درجہ کو سیر تیسری درجہ کو سیر چوتھے درجہ کو سیر پانچوین کو سیر چھٹی کو سیر ساتوین کو سیر اور آٹھوین کو سیر گوشت ملتا تھا۔ تو اُنکو جانور مارا نہین جاتا تھا اس لئی چیتہ کو دو روز کی خوراک دی جاتی تھی۔ پہلے چھہ مہینے مین اور اب سال بھر مین انہیر ملنے کے لئے چار سیر گھی اور ۱/۲ سیر گندک دی جاتی تھی کہ جس سے وہ خارش سے بچتی تھے۔ ہر چیتے کی فرمان پذیری اور تیمارداری کے لئی چار آدمی مقرر تھے مگر اب جو چیتی گھوڑون پر جاتے ہین انکے لئی تین آدمی اور جو گاڑی اور ڈولی مین جاتے ہین اُن کے واسطے دو آدمی مقرر ہوتے ہین اور اُن کے ہر ملازم کا ماہوار تیس روپیہ سے زیادہ اور پانچ روپیے کم نہین ہوتا اور بیلون کی پاسبانی اونکے ذمے ہوتی تھی۔

رونق کے لئے ان چیتون کے واسطے زیادہ تر زربفت کی جھولین اور مرصع زنجیرین اور نمدون کے تکیے گشکانی مخمل د گوشکان ایران مین ایک شہر ہی اسکی مخمل مشہور ہے اور بڑی امیرون مین سے ایک اسکا نگہبان مقرر ہوتا ہی جو انکی آرایش و افزایش مین کوشش کرتا ہے۔ اور دس چیتون کو مثل یا طرف کہتے تھے انکے نام اور درجے مقرر تھے شکارگاہ مین ہزار چیتی جمع ہوتے انکی سواری اس طرح ہوتی کہ ہاتھی کے دو طرف محفہ لٹکائے جاتے اور ہر ایک مین ایک ایک چیتہ آرام کرتا ہوا شکار کو جاتا اور اسی طرح اونٹ اور گھوڑے و خچر پر بھی محفے بنائے جاتے۔ گھوڑے اور بیلون کی گاڑیان انکے لئی تیار ہوتین ایک گھوڑے پر بھی انکی نشست تیار کی جاتی۔ ان چیتون کا سرآمد سمند نامی تھا وہ چوڈول مین سوار ہوتا اور بڑا اسکا احترام ہوتا۔ نوکر آراستہ ہوکر اسکے گرد دوڑتے اور نقارہ اسکے آگے بجتا بعض دفعہ اسکو دو سوار اس طرح لیجاتے کہ گھوڑون کی گردن پر ڈولی کے دونو سرے رکھی جاتے۔

چیتیا ہو کے روبرو دوڑتا اور اسکے ذریعہ سے وہ شکار کی بو اور آواز سن لیتا اور شکار پر حملہ کو تیار ہوتا اور شکاریون کو بتلاتا کہ شکار کدھر ہے۔ اس اطلاع پر شکاری اپنا

کام مین طرح سے نکالتے۔ اول آنکھ رکھنی چیتہ کو سیدھا اہو کی نظر گاہ مین چھوڑتے۔ وہ
سبک خیزی اور چالاک دستی سے ہرن کو پکڑ لیتا دوم رکھنی چیتہ کو کسی کمین مین چھپاتے
اور اسکو ہرن دکھا کر چھوڑ دیتے چیتا ایک کمین سے دوسری کمین مین جست و خیز کرتا ہوا
ہرن کو پکڑ لیتا سوم مہاری چیتے کو کسی کمین مین بٹھاتے اور ہوا کا رُخ اوسکی طرف رکھتے۔ اور
اُسکی گاڑی کو دوسری طرف لیجاتے۔ ہرن ڈولی سے سراسیمہ ہوتا ہے اور چیتہ گھات سے
نکل کر اوسکو دبوچ لیتا ہے چیتے کو عجیب مکر آتے ہین اور بڑا ہوشمند ہوتا ہے وہ اپنے ہاتھ
پانؤ سے خاک اوڑاتا ہے اور اس مین چھپ جاتا ہے اور ایسا اپنے تئین پست کرتا ہے کہ اُس
مین اور روی زمین مین کچھ تمیز نہین معلوم ہوتی۔ جب نر سامنے ہو تو مادہ کا شکار نہین
کرتا اور جب بڑا جانور سامنے ہو تو چھوٹے کو نہین مارتا۔ اول نر اور بزرگ جانور کو مارتا ہے
پہلے زمانہ مین چیتہ تین شکار سے زیادہ شکار نہین کرتا مگر اب بارہ شکار تک کرتا ہے۔
بادشاہ نے چیتے سے ہرن شکار کرنے کی ایک ترکیب ایجاد کی ہے جسکو چیتر منڈل کہتے ہین جہان
ہرن بہت سے ہوتے ہین وہان ایک کمین گاہ بناتے ہین اور ہرنون کو گھیر کر اس طرف
لاتے ہین اور پھر ہر طرف سے چیتون کو چھوڑ دیتے ہین وہ بہت سے ہرنون کو مار لیتے ہین۔
اس جانور کے آموزگار اور خدمتگار کار پردازی کے صلے مین بخشش پاتے ہین۔ ایک آہو اور
چیتے مین ایسی محبت تھی کہ وہ ساتھ رہتے تھے اور تعجب یہ ہے کہ چیتہ اس ہرن کے سوائے
اور ہرنون کا شکار اسی طرح کرتا تھا جیسے کہ اور چیتے کرتے تھے۔ پہلے زمانہ مین آخر دان
مین چیتے سے شکار نہین کھیلتے تھے اس وقت اسکی سرکشی اور صحرا گزینی کا خوف ہوتا تھا مگر
اب رات کو اس سے شکار کھیلتے ہین اور وہ فرمان پذیری کرتا ہے شکار کے وقت کے سوا
اُسکو چشم بند رکھتے تھے ورنہ وہ سراسیمہ ہوتا تھا اور گرمی کرتا تھا اب وہ بے نقاب آرام
سے رہتا ہے بادشاہ کے خاص چالیس چیتون پر اراکین مین شرطین بدی جاتی تھین
جسکا چیتہ غالب ہتا وہ شرط کا روپیہ اوروں سے لیتا ایسا ہی اگر کسی کا چیتا بیس نول
سے زیادہ شکار کرتا تو اسکا دور یہ اپنے ہمسرون مین سے ہر یک سے پانچ روپئے لیتا۔

چیتون کا سردار سید احمد بارہ شرط مین سوا ایک ٹھہر لیتا اور اسی طرح بہت روپیہ جمع کرتا۔ جو امرا کالے ہرنون کے بیس جوڑی سینگون کی بادشاہ کی نذر کرتا وہ ایک ایک اشرفی ہم قرینون سے لیتا۔

حاشیہ۔ بادشاہ کو ہرنون کے سینگون کا بڑا شوق تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ تاریخ بدایونی مین لکھا ہی کہ بادشاہ نے سنہ ۹۸۱ھ مین عالی عمارتین اور رفیع و وسیع قصر اجمیر کی سڑک پر بنوائی بادشاہ اپنے اعتقاد کے سببسے اجمیر مین ہر سال جاتا اسواسطے آگرہ سے اجمیر تک منزل مین ایک محل تعمیر کرایا اور ہر کوس پر ایک مینارہ اور چاہ بنوایا اور کئی ہزار شاخ آہو جو اوس نے اپنی عمر مین مارے تھے وہ ان منارون کے سرون پر لگائے کہ عالم مین یادگار ہو اور میل شاخ اسکی تاریخ ہوئی۔

(۳) ہرنون کی کھالین۔ غریبون کو اور رمال کے ساتھ دی جائین۔ جمعہ کو بادشاہ شکار نہین کھیلتا تھا اس نے شاہزادہ سلیم کی ولادت کے لئے یہ منت مانی تھی۔

بادشاہ اس چھوٹے جانور سے بھی شکار کھیلنے کا شوق بہت رکھتا ہے۔ پہلے وہ خرگوش اور لومڑی کو پکڑتا تھا اب ہرن کو پکڑتا ہے۔ ہر روز ایک سیر گوشت کھاتا ہے اور ایک سیاہ گوش پر ایک آدمی مقرر ہے جسکی تنخواہ سو دام ماہوار ہے۔ بادشاہ کتون پر انکی نیکخوئی کے سبب سے بہت توجہ کرتا ہی اور انکو ہمیشہ ہر ملک سے منگاتا رہتا ہے کابلستان مین خاص کر ہزارہ (شمال راولپنڈی) مین عمدہ کتے ہوتے ہین ان کو زیور سے آراستہ کرتے ہین اور ان کے نام رکھتے ہین کتے بہت طرح کے جانور شکار کرتا ہے اور عجب یہ ہی کہ وہ شیر سے لڑتا ہی اور کئی کتے ملکر شیر کو خاک و خون مین آلودہ کر لیتے ہین۔

یہ وحشی جانور مانوس ہو جاتا ہی اسکے دونو سینگون پر ایک جال لگا کے وحشی ہرنون کے سامنے اسے چھوڑتے ہین وہ اس سے لڑتے ہین اس زد و خورد مین وحشی ہرن کا پانوٗن یا سینگ یا کان جال مین پھنس جاتا ہے۔ گھات مین لگے ہوے آدمی آنکر

اسکو پکڑ لیتے ہین اور اپنے استادی سے اسے رام کر لیتے ہین اگر یہ جال ٹوٹ جاتا ہے یا الی جانور مین لڑنے کی قوت نہین رہتی تو وہ اپنے محافظ پاس آتا ہے۔ جال بدل کر دوسرا جال لگایا جاتا ہے یا دوسرا ہرن لڑنے کے لیے بھیجدیا جاتا ہے سلطان خلجی نے یہ ترکیب شکار کی نکالی تھی مگر بادشاہ نے اوسکو اور زیادہ رونق دیدی تعجب ہے کہ بار ہا دشتی ہرن صبح سے شام تک لڑا اور چار تنومند ہرنون کو اُس نے شکست دیدی پانچوین دفعہ پکڑا گیا سُنتے ہین کہ رات کو شکار ہوتا ہے۔ اگر خانگی ہرن کا جال ٹوٹ جاتا ہے یا صحرا سے بھاگ جاتا ہے تو اپنے تیمار دار پاس چلا آتا ہے کبھی بلانے پر لڑائی کو چھوڑ کر چلا آتا ہے اور پھر کہنے سے لڑنے چلا جاتا ہے اور لڑنے لگتا ہے پہلے زمانہ مین آخر روز مین ہرن کو نہین چھوڑتے تھے چھوڑتے تھے تو اسکے پانون مین ایک گینڈا باندھ دیتے تھے کہ وہ جنگل مین نہ بھاگ جاوے۔

ہرن کی وفاداری کی اور نادر کامون کی داستانین بہت سی ہین ایک دفعہ ایک ہرن نے صوبہ الہاباس سے صحرائی راہ لی اور کئی دریاؤن اور آبادیون کو طی کرکے وہ اپنی جنم بھوم پنجاب مین آیا اور اپنے تیمار دار کے پاس بیٹھا جسپر لوگون کو بڑا تعجب ہوا پہلے زمانہ مین ایک دو آدمیون کے سوا شکار کو نہ جانتے اور ہرنون کی رسیدگی کے خوف سے لباس بدل لیتے اور جھاڑیون درختون کی آڑ مین بیٹھتے اور سوا دشتی آہو کی جسکو پکڑ کر شکار سکھاتے کسی اور جانور سے کام نہ لیتے مگر بادشاہ نے ایسا آئین نکالا کہ اُس سے سو آدمی اس شکار سے ایک وقت مین خوش ہو سکتے جس جنگل مین ہرن بہت ہوتے ہین وہان چالیس گایون کو آہستہ آہستہ چلاتے ہین اور انکی آڑ مین آدمی چھپ جاتے ہین اور جب ہرن آتے ہین تو انکو شکار کرکے خوشیان مناتے ہین۔ اب ہرنون کو پالتے ہین اور وہ بچے دیتے ہین اور ان خانہ زاد ہرنون سے شکار کھیلتے ہین آہو کی تیمار دار خرم ہوکر اپنے او بہ ہرنون کو لدواتے ہین صحرائی ہرن اسکو نرو مادہ کا تماشا جانکر لڑنے آتے ہین پادشاہ نے اس طریقہ کو پسند کیا اور آدمی کی جگہ ہرنی کو۔۔

نر ہرنون کے لڑنے کے لیے کام مین لایا۔
تعجب ہے کہ ایک دفعہ ہرن نے اپنے جال مین چیتے کو پابند کیا جو بادشاہ کے ملاحظہ کے لئے گجرات سے آیا۔
گھنٹا حیرہ - سپر کو یا ٹوکری کو اُلٹا کر کے ہاتھ مین پکڑتے ہین اور اسکی آڑ مین چراغ روشن کرتے ہین اور پھر گھنٹے بجاتے ہین اور جانورون کے انتظار مین کماندار بیٹھتے ہین اس روشنی مین اور آواز کے سبب سے جانور جمع ہوتے ہین جنکو کماندار گھات مین بیٹھے ہوئے تیرانداز کرتے ہین۔ کبھی ہرن ساز کی آواز سے بیہوش ہو جاتے ہین اور پکڑے جاتے ہین۔ بعض اوقات شکاری منتر گاتے ہین اسکے گرد جانور جمع ہو جاتے ہین سنگین دل اُٹھ کر انکو مار لیتے ہین۔ بادشاہ ان دو نو طریقون کو ناپسند کرتا ہے اور انکو منع کر دیا ہے۔
تھانگی وحشی ہرنی کے روبرو ایک حیلہ پرداز ننگے سر ہو کر ناہنجار حرکتین کرتا ہی۔ وحشی ہرن انکو دیوانہ سمجھہ کر اس پاس آکے متحیر ہوتے ہین اور یون اپنے آپ شکار بن کر اپنی جان کھوتے ہین
نوکارہ - چند کماندار ہوا کی طرف منھ کر کے دور دور بیٹھتے ہین کچھ ہرنون کو آدمی ہانکا کر اس طرف لے جاتے ہین۔ ہنکانے والا چادر کو ہوا مین اڑاتا جاتا ہے۔ وحشی ہرن آگے بھاگ کر کماندارون کی طرف طبیعت کی خواہش سے دوڑ آتے اور شکار ہو کر جان حوالہ کرتے
وندوادن - یہ طریقہ بھی پہلی طرح کا ہے۔ ایک کماندار سپر پوش پہلی طرح سے کھڑے ہوتے ہین اور ہرنون کو ہکوا کر اپنے پاس لاتے ہین اور شکار کر کے خوش ہو لیتے ہین
اجارہ کماندار اپنے تیئن سر سے پاؤن تک اور اپنے تیر و کمان کو سبز شاخون اور پتون مین چھپاتے ہین اور درندون کی گذرگاہون مین بہادرانہ کھڑے ہوتے ہین اور صید قلبی کر کے مسرور ہوتے ہین اور نیز ہرن کی کھال کی رسن بٹتے ہین اور جہان ہرن سوتے ہین انکے گرد اس رسن کو درخت پر یا چوب پر لگاتے ہین اور

ہوا کی طرف چند دام لگا دیتے اور شکاری کنارہ سے نمودار ہوتے ہین جانور
ڈر کر ناچار اس گذرگاہ پر دوڑتے ہین اور گرفتار ہوتے ہین کبھی شکاری درخت کی
آڑ مین اپنی آواز کو ہرن کی آواز بنا کر نکالتا ہے ہرن اسکی برابر آتا ہے اور شکار
ہو جاتا ہے کبھی مادہ آہو جنگل مین پا سکھا ہو ہوتی ہے ہرن کو چراگاہ مین چھوڑتے ہین
صحرائی ہرن ہمجنسی کے سبب سے پیوستہ ہوتا ہے اور پا بہ بند ہو جاتا ہے ٹھگی
ٹھگی — ایک کماندار خانہ زین مین برہنہ سر بھیڑیون کی طرح چلتا ہے اور پان کی
پیک سے اپنی پوشش کو آلودہ کر کے زخمیون کی مانند بیتابی کرتا ہے۔ صحرائی
شکاری جانور اور جانور اسکے گرد جمع ہوتے ہین اور اسکے مرنے کے منتظر ہوتے ہین
اس حرص مین وہ خود شکار ہو جاتے ہین۔

آئین شکار گاومیش (یعنی بھینس)

بھینسون کی آرامگاہ یعنی سونے کی جگہ مین ایک پیمان زمین کے اندر دبا دیتے ہین
اور اسکے سرے کو حلقہ کی شکل کا بنا کے باہر رکھتے ہین اور ایک لمبی رسی اُسمین باندھتے
ہین اُسمین مادہ گاومیش کہ مستی پر آئی ہوئی ہوتی ہے باندھتے ہین اور ایک آدمی
تیز دست بہادر گھات مین بیٹھتا ہے وحشی بھینسا آتا ہے تو نرمادگی کے شغل مین لگتا
ہے۔ وہ دلیر مرد فرصت جو اسکو پا بہ بند کرتا ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس طرح ان مردون
کو ایسی لغزش ہو جاتی ہے کہ اسکی جان جاتی ہے ۔ ایک اور ترکیب یہ ہے کہ ان تالابون
کے قریب جاتے ہین جہان بہت سی بھینسین آتی رہتی ہین اسکے قریب دام بچھاتے ہین
اور بھینسے پر بیٹھ کر تالاب کے اندر جاتے ہین اور رسیان ہاتھ مین رکھتے ہین ۔ بعض
بھینسون کی جان سنان سے لیتے ہین بعض کو دام مین پھنساتے ہین چراگاہ
دشتی مین بھی اس روش سے شکار کر کے خوش ہوتے ہین۔

آئین قوشخانہ

بادشاہ بلند پرواز نادر کار پرندون سے بھی طرح طرح سے شکار کھیلتا ہے
باز ۔ شاہین ۔ شنقار ۔ شاہباز ۔ برکت کو اُڑا کر عجب عجب کام اُنسے لیتا ہے لیکن
باشہ کو زیادہ تر دوست رکھتا ہے اور انکے نام پسندیدہ رکھتا ہے۔ اور طرح ہر جاندارین

بادشاہ ان پرندون کو دیکھکر گریز سمجھتا ہی اور شہرون مین بھیجدیتا ہی جب
گریز کا موسم ختم ہوتا ہی تو بادشاہ انکو دیکھنا شروع کرتا ہے۔ اول خاص باز ترتیب سے
ملاحظہ مین آتے ہین۔ جرہ کی بیسی و بیشی اس کی شکار کی فزونی پر موقوف ہوتی ہی اسکے
بعد باشہ و شاہین کہیلہ۔ چپک باشہ۔ بحری۔ بحری بچہ و شکرہ۔ اسکی چپک ترمتی
ریکی۔ بسیرہ۔ دھوتی۔ چرغ۔ چرغیلہ لگڑ۔ جھگڑ۔ یہ نام بادشاہ نے چپک لگڑ کا رکھا
ہے) مول چین کو بھی بادشاہ دیکھتا ہے۔ وہ زرد رنگ کا چڑیا کی برابر ہوتا ہی
اور شاہین کی مانند کلنگ کو نیچے گرا دیتا ہی۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ پرواز مین کلنگ کے
پر کتر دیتا ہے دوسرا گروہ کہتا ہے اسکی آنکھونکو زخمی کر دیتا ہے۔ مگر ان دونو باتون
مین سے ایک بات بھی دیکھنے مین نہین آئی۔ کشمیر سے اور وہ سیر بھی بادشاہ پاس آیا
ہے۔ وہ ایک سبز فام مرغ ہے۔ طوطی سے چھوٹا۔ چونچ اسکی لال۔ سیدھی و لمبی
اور دم زیادہ کشیدہ وہ ہوا مین چھوٹے چھوٹے جانورون کو شکار کر کے ہاتھ پر آن
بیٹھتا ہے۔

مرغابی ۔ مرغابی کے شکار مین بڑے تماشے دیکھے جاتے ہین انکے پکڑنے کا ایک عجیب طریقہ ہے
کہ ایک کالبد پرند کی شکل کا بناتے ہین اور سر مرغابی کا پوست چڑھاتے ہین جسمین
منقار و دم لگی ہوئی ہوتی ہی اور اسمین دو سوراخ رکھتے ہین جسمین شکاری دیکھتا ہے
وہ اندر سے خالی ہوتا ہی اسمین شکاری سر رکھتا ہے اور پانی مین گلے تک غرق ہوتا ہے
اور وہ مرغابیون کے پاس ہوشیاری سے جاتا ہے اور ایک ایک کو پکڑتا جاتا ہے عجب
نشاط افزا تماشا ہوتا ہی۔ بہت سے پرند اپنی زیرکی سے اُسے پہچان جاتے ہین
اور اُڑ جاتے ہین۔ کشمیر مین باز ایسا دست آموز ہوتا ہے کہ پانی پر سے جانورون کو
پکڑ کر کشتی مین لاتا ہے اور کئی جانورون کو پانی کے اندر پکڑ کر انکے اوپر جب تک بیٹھا ہی
کہ آدمی کشتی سے اُس پاس آتا ہے۔ ایک اور ترکیب شکار کی یہ ہی کہ بھینسین پانی کے
اندر جاتی ہین اور انکی آڑ مین شکاری اپنے تئین چھپاتا ہے اور مرغابیونکو پکڑتا ہے

دراج کے شکار کے بہت طریقے ہین بعض انکے بچون کو پکڑ کر ایسا ہلا لیتے ہین کہ انکی آواز پروہ ان پاس آتا ہے وہ اپنے ہمسرن سے لڑتا ہے۔ ایک پنجرے مین اُسے بند کرتے ہین اور انکے گرد بالون کا جال بچھاتے ہین وہ صیاد کے اشارہ پر بولتا ہے صحرائی دراج اسکی دوستی کے سبب یا لڑائی کے لیئے اس پاس آتے ہین جال مین پھنس جاتے ہین

رات کے وقت مٹی کی ہنڈیا تنگ منہ کی رکھتے ہین اور اُس مین سے اُلو کی آواز نکالتے ہین۔ بوم نے اس آواز سے ڈر کے ایک جگہ جمع ہو جاتے ہین دوسرا آدمی کچھ خس کم روشن کرکے گردش دیتا ہے جس سے انکی آنکھون مین چکاچوند آتی ہے کہ وہ گرتے ہین اور آدمی پکڑکر انکو پنجرے مین بند کرتا ہے اور ایک بڑا جال بھی وہان کشان کشان لے جاتے ہین جسمین وہ اڑتے ہوئے گرفتار ہو جاتے ہین ۔

لگر چرغ کی مانند ہوتا ہے۔ بچہ اسکا جرہ کی برابر ہوتا ہے۔ ایک ہلا ہوا لگر لیتے ہین اور اسکے گرد جال لگاتے ہین اور اسکے پنجون مین پرندون کے پر لگا دیتے ہین اور پھر اسکو اڑاتے ہین۔ شکاری جانور یہ سمجھتے ہین کہ اسکے پنجے مین صید ہے اسکو چھین کر لے جانے کے ارادہ سے آتے ہین اور گرفتار ہو کر لڑتے ہوئے زمین پر گر پڑتے ہین۔

نے کا اڈا بنا کر اسپر غوغائی اور جغد کو بٹھاتے ہین اور بالون کے حلقے لٹکا دیتے ہین الو بیتاب ہوتا ہے۔ غوغائی اڑنے کے ارادہ سے غوغا کرتا ہے اسکے ہمسر انکی مدد کو کھڑے ہوتے ہین اور قید مین پھنستے ہین۔

بادشاہ غوک کو چڑیا کا شکار کرنا سکھاتا ہے اور اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔ بادشاہ مکڑیون کے شکار پر دل لگاتا ہے۔ اور مکڑیون کی چارہ سگالی اور جست و خیز و گرفت و گیر ملاحظہ کرکے نہایت خوش ہوتا ہے ۔

(۲۹) آئین نشاط بازی ۔

ہمیشہ سے بادشاہ چوگان بازی دن کو کرتے رہے ہین مگر اس بادشاہ نے یہ ایجاد کیا کہ گیندین پلاس کی لکڑی کی بناتے ہین جو ہلکی ہوتی ہین اور اس کے

دراج کا شکار ۔ ۱ ، بوم و مرغ کا شکار ۔ ۲ ، لگر ۔ ۳ ، غوغائی ۔ ۴ ، غوک و عنکبوت ۔ ۵ ، (۲۹) آئین نشاط بازی

اس کے اندر آگ دیر تک قائم رہتی ہے بس انکو روشن کر کے رات کو چوگان بازی ہوتی ہے —

کبوتر بازی — بادشاہ کو لڑکپن مین کبوتر بازی کا بڑا شوق تھا مگر جب بڑا ہوا تو کبوتر اڑانے چھوڑ دیئے۔ ایران توران کے بادشاہ اُس پاس اپنے ملک کے تحفہ کبوتر ہدیۃً بھیجتے تھے اور سوداگر چارون طرف سے بہت عمدہ لاتے تھے۔ سفر مین یہ کبوتر ساتھ جاتے تھے اور جب کبھی اکبر کہین جاتے تھے تو یہ کبوتر اُڑتے ہوئے اسکے ساتھ جاتے تھے۔ کبوتر بیس ہزار سے زیادہ تھے ان مین پانسو خاصہ شمار ہوتے تھے —

چوپڑ کا کھیل پرانا ہے — اسمین سولہ گوٹین اور تین پاسے شش پہلو ہوتے ہین دو آدمی اسے کھیلتے ہین۔ مگر بادشاہ نے چندل منڈل ایجاد کیا جسمین سولہ آدمی کھیل سکتے تھے۔ چار پاسے ہوتے تھے جنکے طولانی رخ پر ایک دو خال اور اسکے مقابل رخون پر اور بارہ خال ہوتے تھے۔ بساط مین سولہ متوازی الاضلاع ایک گرد ہر دور صورت مین انکی ترتیب ہوتی تھی اور ہر متوازی الاضلاع مین چوبیس خانے ہوتے تھے۔ ۶۴ گوٹین ہوتی تھیں جنمین سے ہر ایک آدمی چار گوٹین لیتا تھا۔

گنجفہ ایک مشہور کھیل ہے بادشاہ نے اسکے پتون مین کچھ تغیر کیا ہے متقدمین نے اسکی بنیاد بارہ پر رکھی ہے اور اس کا کچھ خیال نہین کیا کہ اسکے لئے بارہ امیر بارہ صنف کے چاہئین۔ بادشاہ اس طرح گنجفہ سے کھیلتا ہے اول اشوپت خدیو اسپان پہلے ورق پر نقش ہے کہ ایک بادشاہ گھوڑے پر سوار ہے وہ دہلی کے بادشاہ سے مشابہت رکھتا ہے کہ اسکے سر پر تاج اور اسکی ساتھ علم اور سامان شاہی ہے۔ دوسرے ورق پر وزیر کی تصویر ہے جو گھوڑے پر سوار ہے باقی دس ورقون پر گھوڑے کی تصویر ہے اور یکہ سے دہلے تک ایک ایک زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ دوم گجپت یعنی ایسا فرمانروا جسکی دولت کا مدار ہاتھیون پر ہو جیسا ایک اڑیسہ کا فرمان روا۔ اس مین ہاتھی کی تصویرین گھوڑون کی تصویر کی جگہ بناتے ہین — سوم نرپت یعنی آدمیون مین بزرگ جسکے ملک کے مدار پیادون پر ہو جیسے کہ فرمانروا ے

کبوتر بازی — چوپڑ — چندل منڈل

سجا پور ہی مین تصویرین اس طرح بناتے ہین کہ بادشاہ تخت پر شکوہ سلطنت کے ساتھ بیٹھا ہے
اور صندلی پر وزیر بیٹھا ہے۔ باقی دس ورقون پر پیادون کی تصویر ایک سے دس تک
ہین۔ چہارم گڈھ پت۔ کلان قلعہ ایک ورق پر ایک شخص تخت پر قلعے کے اوپر بیٹھا ہے اور
وزیر قلعہ کے اوپر صندلی پر بیٹھا ہے باقی دس پتون پر قلعہ کی تصویرین ایک سے دس تک
ہوتی ہین پنجم دھن پت خداوند خزاین۔ پہلے ورق پر ایک آدمی کی تصویر بناتے ہین کہ
وہ تخت پر بیٹھا ہے اور چاندی سونے کے ڈھیر لگے ہوئے ہین اور وزیر کی تصویر اس طرح
بناتے ہین کہ وہ صندلی پر بیٹھا ہوا خزانہ کا محاسبہ لے رہا ہے۔ اور اوراق مین طلا و نقرہ
کے تھیلیون کے نقش ایک سے دس تک ہوتے ہین ششم دل پت بزرگ نیرو۔ اول ورق
پر ایک فرمان دہ مسلح تخت پر بیٹھا ہوتا ہے اور اسکے گرد آہنین پوش کھڑے ہوئے ہین
دوسرے ورق پر وزیر جبہ پوش صندلی پر بیٹھا ہوا۔ اور باقی دس ورقون پر مسلحون
مسلح آدمی ایک سے دس تک ہفتم نوپت کلان کشتیہا اول ورق پر کشتی مین ایک تخت
نشین بیٹھا ہوا بناتے ہین اور وزیر صندلی پر بیٹھا ہے۔ باقی دس ورقون پر کشتیان
ایک سے دس تک ہشتم تی پت۔ ایک فرمانروا عورت تخت پر بیٹھی ہوئی اور گرد اوسکے
لونڈیان۔ عورت وزیر صندلی پر بیٹھی ہوئی اور دس وراق پر ایک سے دس تک
عورتین نہم سر پت۔ دیوتاؤن کا بادشاہ جسکو اندر کہتے ہین اسکی تصویر تخت پر بناتے
ہین وزیر صندلی پر اور دس پتون پر ایک سے دس تک طرح طرح کی تصویر دیوتاؤن کی
بناتے ہین۔ دہم اسر پت۔ کلان دیوتا سلیمان داؤد کی تصویر تخت پر اور وزیر کی
صندلی پر بناتے ہین اور باقی اور پتون پر دیوون کی تصویر بناتے ہین۔ یازدہم
بن پت۔ دشتی جانورون کا بزرگ شیر کو چند جانورون کے ساتھ نمودار کرتے
ہین اور وزیر کو پلنگ کی تصویر پر سوار کرتے ہین اور باقی دس ورقون مین جانورون
کی تصویرین ایک سے دس تک بناتے ہین دوازدہم آہ پت یعنی سردار ماران کو اژدہا پر سوار کرتے ہین اور
وزیر کو مار سیر کرتے ہین باقی دس پتون مین ایک سے دس تک سانپ بناتے ہین اول بجھکے ہشتن اور آخر کو شکستہ کم تر لکھتے ہین

پادشاہ لے مشہور گنجفہ ہین جس سی سب کھیلتی ہین شائستہ تصرف کئی ہین پادشاہ زرسرخ کو ایسا بناتے ہین کہ وہ زربخش رہا ہی اور وزیر صندلی پر بیٹھا خزانہ کو دیکھ رہا ہی اور باقی ورقون پر عملہ کے آدمیون کی تصویرین ہین - زرگر - گداز گر - مطلس ساز - ڈیکٹرے کرنیوالا) - وزاق - سکیجی - مہر بخش کرنے والا - تیکیچی دھن تیلکچی ہین - خزندہ - فروشندہ قرص پادشاہ برات کی تصویر ایسی بناتے ہین کہ فرامین و اسناد اور اوراق دفتر اسکے سامنے پہیلے ہوئے ہوتے ہین - وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا دفتر آگے لیے ہوے اور باقی اوراق مین کارگذار - سا غذگیر - مہرہ کش مسطر کش - نویسندہ دفتر - مصور - نقاش - جدول گر فرمان نویس مجلد - رنگریز - پادشاہ قماش کی تصویر شکوہ کے ساتھ بناتے ہین کہ وہ قماش کو دیکھ رہا ہے جیسے کہ گاؤ قطاس - ابریشم - ابریشمی - اسکے پاس وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا ہی پہلی چیزون کو دیکھ رہا ہے اور اوراق پر بارکش جانورون کی تصویرین چنگ کے پادشاہ کو تخت پر بٹھاتے ہین کہ وہ گانا سن رہا ہے اور وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا اہل نغمہ کا حال دریافت کر رہا ہے اور باقی اوراق پر خنیاگرون کی تصویرین زرسفید کی پادشاہ کی تصویر ایسی کھینچی ہین کہ وہ چاندی نقد بانٹ رہا ہی اور وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہے اور اوراق پر مثل زرسرخ کے اہل عملہ کی تصویرین بناتے ہین - شمشیر کے پادشاہ کی تصویر ایسی بناتے ہین کہ وہ تلوار کو دیکھ رہا ہے اور وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا سلاح خانہ دیکھتا ہے اور اسکے اوراق پر آہن گر صیقل گر وغیرہ بناتے ہین - تاج کے پادشاہ کو تاج بخش بناتے ہین اور وزیر کو صندلی پر بٹھاتے ہین کہ وہ تاج کا سامان کرے اور ورقون کے صفحون پر انکے عملہ کی تصویر بناتے ہین - درزی اتوکش وغیرہ غلام کے پادشاہ کو ہاتھی پر سوار کرتے ہین اور اسکے وزیر کو عرابہ پر - اوراق پر غلام بناتے ہین بعض انمین کھڑے ہوتے ہین بعض مست بعض ہوشیار - پادشاہ کی غرض ان کھیلون سے یہ ہے کہ انجمن یکجہتی فراہم ہو اور آدمیون کا امتحان ہو -

دفتر سوم ملک آبادی

(۱) آئین تاریخ الٰہی

مدت سے بادشاہ کا ارادہ یہ تھا کہ ہندوستان مین تاریخ ماہ وسال تازہ مقرر کرے جسکے سببسے دشوار آسان ہو تاریخ ہجری سے بادشاہ کو سرگرانی اس سببسے ہوئی تھی کہ وہ اسکی ناکامی پر مطلع ہوگیا تھا۔ لیکن کوتاہ بین کارشناسون کا انبوہ تھا جو اس تاریخ کے رواج کو بھی فرائض مذہبی مین شمار کرتے تھے۔ بادشاہ کی طبیعت بھی مدارا پسند تھی اس خاطر سے وہ اس ارادہ کو ظاہر نہ کرتا تھا۔ ہرچند انصاف منشون پر ظاہر ہے کہ اس معاملہ دانی کے بازار کو دین کے گوہر شب تاب سے کیا نسبت ہے اور اس صورت کی سلسلہ پیوندی کو حقیقت سے کیا رشتہ ہے لیکن جہان تیغ لیتا ہے پر ہی ۹۹۲ھ ہجری مین بادشاہ نے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ امیر فتح اللہ شیرازی نے بادشاہ کے تاریخ کا آغاز کیا۔ سال و ماہ شمسی کو حقیقی سمجھا سال کبیسہ دور کیا۔ مہینون اور دنون کے فارسی نام قائم رکھے۔ مہینے کے دن ۲۹ سے ۳۲ تک ہوتے ہین آخر دو روز دن کا نام اُس نے روز و شب رکھا۔

(۲) آئین سپہ سالار

سپہ سالار بادشاہ کا جانشین ہوتا ہے۔ رعیت وصوبہ کی سپاہ اسکی فرمان پذیر ہوتی ہی۔ رعیت کی آبادی اسکی دادگری سی ہوتی۔ پس ہر کار مین وہ خدا کی رضامندی کا طالب عبادت زیادہ کرے۔ کبھی آدمیون کی خیراندیشی کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ زمانہ کی کارنی جدی مین نہ سو جاے۔ یاوہ گوئی اور تلخ روئی نہ کرے۔ آگہی و قدردانی کو اپنی خو کرے۔ خاص کر اپنے نزدیکی کے نوکرون کی اور دور کے خدمت گذارون کی قدر کرے۔ جو کام ملازم کرین وہ فرزندون کو نہ دے اور اگر وہ بلیغ چند برگزیدون کے ساتھ ہمزبان ہوا ور گذارش کرے۔

قطعہ

گاہ باشد کہ کودک نادان	بہ غلط بر ہدف زند تیرے	گاہ باشد ز پیر دانشمند	بر نیاید درست تدبیرے

انجمن آرا زین بہت آدمیون کو نہ داخل کرے۔ دلیر دانا دلسوز کم آز نایاب ہوتا ہے مبادا کوئی
خلل پیدا کرکے بابست وقت کو ہاتھ سے جانے دے۔ سرداری کو پاسبانی جانکر دوربینی کام مین
لائے و مزاج شناسی کو دستاویز دولت بنائے۔ شائستہ زندگی بسر کرے۔ لطف و قہر کو خرد
کی فرمان پذیری مین رکھے۔ سرکشون کو کارشناسی و اندرزگوئی سے فرمان پذیر کرے ورنہ
تلخ گوئی و بیم افزائی و بند و زدون و عضو کاٹنے کی سزا دے مگر جان لینے مین بہت کچھ سوچ
بچار کرے۔ زبان کو گالی دینے سے خراب نہ کرے کہ وہ طریقہ بازارنشین ہرزہ درایون کا ہے
گفتار مین قسم نہ کھائے۔ قسم کھانا اپنے تئین دروغ گوئی کے ساتھ اور مخاطب کو بدگمانی کے ساتھ
تہمت آلود کرنا ہے۔ دادپرسی مین گواہ و سوگند پر کفایت نہ کرے۔ طرح طرح کی پرسش کرے اور
سواد پیشانی کی دید اور دوربینش کرے اور اورون پر کام چھوڑکر خود فارغ نہ ہو بیٹھے۔
دادخواہون کو رنج انتظار نہ دے گناہ سے چشم پوشی کرے اور پوزش پذیری
کرے ایسی زندگانی بسر کرے کہ مردمی و شکوہ کو گزند نہ پہنچے۔ کسی کے مذہب کا متعرض نہ ہو
خردمند کار دنیا مین کہ پائدار نہین ہوتا۔ اپنا نقصان نہین قبول کرتا تو دین جو پائندہ ہے
اس مین نادانستہ کیسے زیان قبول کریگا اگر وہ حق پر ہے تو اسکے ساتھ شورش ناپسندیدہ ہے
ورنہ وہ بیمار نادانی ہے مہربانی کے لائق ہے۔ ملک کے ہر حصے کو راستی منش جد کارون کے
سپرد کرے اور پردل آدمیون کی دیدبانی سے راہون کو امن کرے ہر وقت خبر لیتا
رہے ہمیشہ نیک اندیش دوربین راست گو کم آز کو جاسوسی کے لئے مقرر کرے اگر کوئی ایسا نیکخو
نہ ہاتھ آئے تو ہر کار مین جدا آدمی جو باہم آشنا نہ ہون متعین کرے اور ہر ایک کی گذارش
کو لکھکر راستی کا امتحان کرے ہمیشہ خرچ کو دخل سے کم رکھے اور اندوختہ کو مستمندون کو دے
خاص کر ان لوگون کو جو سوال نہین کرتے۔ سامان سپاہ و یراق سے ایک لحظہ غافل
نہ ہو۔ سواری کو نہ چھوڑے تیر و بندوق مین مشغول رہے اور آدمیون کو انکی ورزش کراتا
رہے آدمیون کے مقرب بنانے مین اور انکے اعتبار بڑھانے مین دیدہ وری اور
آہستگی کو ہمدوش کرے بہت سے خراب رو ناپارسا کو ہر اخلاص کی گفتگو

درمیان لاتے ہین اور اپنا نرخ بالا کرتے ہین افزونی زراعت وآبادی زمین مین ہمت صرف
کرے اور راست پیمانی کے ساتھ دلون کا شکار کرے۔ کسانون کی مدد کو خدا کی بڑی
عبادت جانے۔ عمل گذار انصاف گرا یے مقرر کرے۔ ہر وقت انکے کارکرد سے مطلع رہے۔ حوض
وچاہ و کاریز و باغ وسرا اور منازل خیر کے بنانے مین اپنی سعادت جانے۔ باستانی آثار کی
تعمیر مین ہمت کرے۔ خلوت گزین پراگندہ دل نہ ہو کہ وہ صحرا نشین وارستون کا آئین ہی۔
نیز عام آدمیون مین اور ہنگامون مین بیٹھنے کی بھی عادت نہ کرے۔ یہ طریقہ نابینا صورت
پرستون کا ہے ؎ تو با ہمہ ہمنشین و مبراز ہمگان نیز ٭ درراہ خرد رونہ مگس باش نہ عنقا
خدا پرستون کی عزت کرے خدا جو گوشہ نشینون و برہنہ پا و ژولیدہ مویون سے دریوزہ گر
ہو و نیایش آفتاب و چراغ کو خورشید معنوی و آتش پرستی نہ جانے۔ بیداری کا خوگر ہو
خواب و خور کو اندازہ سے نہ گذرنے دے۔ آدھی رات کو اور دوپہر کو نیازمندی کرے
جہان سب کامون سے فارغ ہو تو فرہنگنامون کا مطالعہ کرے اور انپر کاربند ہو
اگر اس سے دل کو آرام نہ ہو تو مولانا روم کی مثنوی پڑھے اور اسکے ظاہری معنی سے اصلی
مقصد پر توجہ کرے۔ وہ افسانون کو نہ پڑھے۔ نیک سگال آشنا سے دوستی کرکے
اسکو اجازت دے کہ وہ اسکے روزنامچہ حال کے مطالبہ مین ژرف نگہی کام مین لائے اور
جو بات اسکی کارآگہی کے نزدیک بری معلوم ہو اسکو خلوت مین گذارش کرے۔ اگر اس کی
شناخت مین لغزش ہو تو اسکے آزار کے درپے نہ ہو اس لئے مدت سے آدمی راستی
تلخ نما کی گذارش سے باز رہتے ہین خصوصاً خشمناکی کی حالت مین کہ جسوقت عقل
سوتی ہی اور طبیعت جوش پر ہوتی ہی۔ بیشتر ہمنشین عیب بین و عیب آرا ہوتے
ہین اگر ان مین سے کسی ایک کا دل جلتا ہی تو وہ خوف کے مارے دم نہین مارتا۔
اور ایسے آدمی کمیاب ہین اور انکے فائدہ کو اپنے نقصان مین اختیار کرین بدگویون کی
گذارش سے غصہ نہ ہو۔ اور خوب وارسی کرے اس لئے کہ سخن ساز بدگو ہر بخیہ کاری کی
آئین کے ساتھ دستان فروشی کرتے ہین اور اپنے تئین بے غرض بتلا کر جان آزاری

کوشش کرتے ہین کین توزی نہ کرے آزار و مدارا اختیار کری۔ قدیمی خاندانون کو برباد نہ کرے گزشتگان شائستہ کو سفارش گذار اور اُن کے پس ماندگان ناہنجار مجانے۔ دید باقی کرے کہ بادشاہ کے ارادت گزین ملاقات کے وقت چھوٹے کو اللہ اکبر کہتے ہین اور بڑی کو جل جلالہ۔ ایک برس سی کم عمر گوسفند و بز کو نہ کھائے اور اپنے روز ولادت سے ایک ماہ تک گوشت نہ کھائی اپنے حلال کئے ہوئے جانور کو نہ کھائی۔ زناشوئی کی عشرت مین کم مشغول ہو۔ حاملہ عورت سے ہمصحبت نہ ہو آش کہ لوگ مرنے کے بعد تقسیم کرتے ہین ہر سال روز ولادت کو پکا کر بھوکون کو کھلای۔

بیت

برگ عیشی بگور خویش فرست ‌‌ ‌‌ پس نیارد ز پس تو پیش فرست

جب آفتاب ایک برج سے دوسری برج مین جاے۔ سپاس گذاری کرے۔ بیخبرون کے خبر کرنے کے لئے توپ و بندوق چھوڑے۔ آفتاب کے نکلنے کے وقت اور آدھی رات کو کہ آفتاب کے بلند ہونے کا وقت ہی نقارہ بجوائے۔

جیسے ایک صوبہ مین سپہ سالار مقرر ہوتا ہے ایسی چند پرگنون کی دید بانی کے لئے ایک دلاور دادگر کم آزار اندازہ شناس درست پیمان متعین ہوتا ہے اسکا نام فوجدار ہوتا ہے وہ فرمان پذیری اور یاوری مین اول ہوتا ہے جب کسان یا عمل گذار خالصہ یا جاگیردار سرکشی کرتا ہی تو وہ اوسکو لاوہ نرگفتار سے فرمان پذیر بناتا ہے ورنہ عیان سلطنت کی اجازت لیکر اسکی مالش کرتا ہی گروہ سرتاب کے قریب اپنا بنگاہ بناتا ہے وبنگاہ و بیگاہ انکے آدمیون اور مال کو وہ گزند پہنچاتا ہے۔ دفعتہً وہ یہ کام نہین کرتا۔ جب تک پیادون سے کام نکلتا ہے سوارون کو حکم نہین دیتا قلعہ پر تیز دستی نہین کرتا۔ ایسی جگہہ پر کہ جہان تیر و توپ و تفنگ نہ پہنچ سکین بیٹھتا ہے اور وہ آمد و شد کی راہ رکھتا ہے شب خون سے غافل نہین ہوتا اور پناہ کے اندیشہ مین رہتا ہے اور ترک دقراول بھیجنے سے فارغ نہین ہوتا۔ جب وہ سرکشون کے بنگاہ پر تاخت کرتا ہے تو غنیمت کے حصے مناسب طرح سے کرتا ہے۔

(۳۲) آئین فوجدار

اسکا پانچوان حصہ خالصہ مین داخل کرتا ہے اگر دیہہ مین باقی ہوتی ہی تو اول وہ قبیل اور
کا شمار کرتا ہی ہمیشہ سپاہی کے اسپ یراق کا سراغ لگاتا رہتا ہی۔ اگر کسی سپاہی
پاس گھوڑا نہین ہوتا تو وہ ہمراہیون سے لیکر اوسکے گھوڑے کا سرانجام کراتا ہی اور اگر لڑائی
مین گھوڑا مارا جاتا ہے تو سرکار والا سے اسکا سامان کراتا ہے سپاہ کی حاضر و غائب
کی کتاب کی نقل بادشاہ کی درگاہ مین بھیجتا رہتا ہے۔ اور بادشاہ کے آئینون کی
رواج کو پیش نہاد ہمت رکھتا ہے۔

(۴) آئین میر عدل و قاضی۔

اگرچہ داوری و فریاد رسی فرمانرواؤن کا کام ہی لیکن ایک آدمی کی قوت سب
پاس نہین پہنچ سکتی۔ ناگزیر یہ ہی کہ وہ کسی آگاہ دل سیر چشم کو داد دہی پر نامزد
کرے وہ گواہ و سوگند پر کفایت نہ کری اور تحقیق کری پرسندہ نادان ہوتا ہی
اور مدعی و مدعا علیہم دو دانا ہوتے ہین سخت کاوش و درست بینش بغیر حقیقت
حال پر مطلع ہونا بہت دشوار ہی۔ بدگوہری و آزمندی کی افزایش کے سبب سے گواہ و
سوگند پر تکیہ نہ کرنا چاہیئے بغیر طمع و لالچ کے مزاج شناسی سے ستم رسیدہ و بیداد گر
پہچانے اور پر دلی و عدالت دوستی سے تحقیق کے موافق عمل کرے۔ اول پرسش
خوب کرے اور ہر گواہ کی جاہ سے آگاہ ہو اور ہر لڑائی مین جن باتون کا تحقیق
کرنا سزاوار ہو انکی تنقیح کرے سخن کو شاخ شاخ کری اور گواہون سے جدا جدا پوچھکر
انکا بیان لکھے جب یہ کام فہمیدگی و آہستگی و ژرف نگہی سے انجام کو پہنچے دوسرے
وقت مین فیصلہ کرکے اوروں سے پوشیدہ رکھے۔ پھر دوبارہ پہلی طرح تحقیقات از سر نو
پرسش و کاوش کے ساتھ کری۔ دگرگونی و یکرنگی مین یعنی دونو دفعہ کی تحقیقات کے
اختلافات و اتفاقات سے اصل بات کو سمجھے۔ اگر کار شناسی مردانگی کے ساتھ فراہم نہو
تو دو آدمی متعین کری جنمین سے ایک تحقیق کرے جسکا نام قاضی ہے اور دوسرا عمل کرے
اوسکو میر عدل کہتے ہین۔

(۵) آئین کوتوال۔

کوتوالی کے لائق وہ شخص ہوتا ہے جو دلیر کاردان
جاہک دست عنان کشیدہ بر دبار مشکل فہم نیک سگالی ہو اسکی بیداری شب گردی کا

اور لوگ خواب آسایش مین ہون اور بدگوہر ناپیدا ہون۔ آباد گھرون اور راہون
مین سے ایک ایک گروہ لکھی اور آپس مین ایک دوسری کی یاوری کا عہد و پیمان لے اور ایسا
قرار دے کہ وہ غم و شادی مین شریک ہون۔ چند گھرون کا ایک محلہ بنائے اور کسی
بزرگ کو وہ محلہ سپرد کر دے اور آیندہ و روندہ کے روزنامچہ پڑھوا اور واقعات پیش آمدین
اونکی تحریر پر اسکی مہر ہو۔ اور کسی ایک بیگانہ آدمی کو جو اہل محلہ سے ناآشنا ہو
جاسوسی کے لئے مقرر کرے اور ہمیشہ ان کے بیانات کو لکھے اور ژرف نگہی کو کام مین
لائے۔ سر لے جدا نبائے۔ اور جو ناشناسا آئین انکو ہان اتارے اور چند دیکھنے والے
انکا امتحان کرین۔ طرح طرح کے آدمیون کے خرچ و دخل کے دیکھنے مین باریک بین ہو
تنک فراخی کو بیشکار بناکر کاوش کا انتظام کرے پیشہ ورون کے ہر گروہ مین سے کسی کو
سرگروہ بنائے۔ اور دوسرے کو دلال۔ آئین آگہی سے خرید و فروخت ہوا کرے اور
انہین سے روزنامچون پر دستخط کرائے۔ کوچون کی فراخی مین کوشش کرے۔ سر بند انکو
کرے۔ آلایش سے انکی پاسبانی کرے جب کچھ رات گذرے تو آدمیون کی آمد و شد کو
بند کرے۔ بیکارون کو ہنرمندی کے لئے بٹھائے پہلے ظلمون کو موقوف کرے اور
کسی شخص کو کسی کے گھر مین بزور نہ دخل دینے دے۔ چورون اور چوری کے مال کو برآمد
کرے ورنہ وہ عہدہ سے معطل ہو اور ایسا کرے کہ سوائے سلاح   و فیل و اسپ و گاو و
شتر و گوسفند و بز و قماش کے . . . . . کسی اور چیز پر کوئی شخص تمغا و باج نہ لے سکے
پرانے سکون کو گلوا دے یا نامسکوک قیمت کے موافق خزانہ مین داخل کرلے۔ بادشاہی
زر و سیم کی قیمت مین تفاوت نہ ہونے دے۔ جتنے گھس گئے ہون سکا ہش
کے اندازہ کے موافق انکی قیمت بازیافت کرے۔ نرخ کی ارزانی مین آگہی سے کام
کرے اور شہر سے آگے جاکر لوگون کو جنس نہ خریدنے دے تا انکو ضرورت سے زیادہ
نہ خریدین۔ بانٹون کی پاسبانی کرے اور سیر کو ۳۰ دام سے کم و بیش نہ ہونے
دے اور گز مین کمی و افزونی نہ ہونے دے اور شراب کے بنانے و نا پینے و بیچنے و خریدنے

سے آدمیون کو باز رکھے اور اندرونی پژوہش سے کنارہ کشی کرے۔ اگر کوئی شخص مرجاوے یا غائب ہوجاوے اور اسکا پس ماندہ کوئی نہ ہو تو اسکے مال و اسباب کو تحت مین رکھے اور دریا کے کنوؤن کے گھاٹون کو عورتون اور مردون کے لئے جدا جدا کرے اور دولاب کھینچنے کی لئے کسی پاکیزہ آدمی کو مقرر کرے اور عورت کو گھوڑے پر سوار نہ ہونے دے اور ایسا کرے کہ گاؤ و گاومیش و اسپ و شتر تسلیخ (ذبح) نہ ہونے دے۔ غلام بنانے اور بردہ فروشی کو روا نہ رکھے۔ اور عورت کو زبردستی سے ستی کرین تو انکو ستی نہ کرنے دے اور سزاوار ستی کو یعنی جو آدمی مرنے کو ہووے تو اسکو دار پر نہ کھینچنے دے۔ بارہ برس سے کم عمر کے لڑکے کا ختنہ نہ ہونے دے اور جب وہ بارہ برس کا ہو تو اوسکو اختیار ہو کہ وہ اپنا ختنہ چاہے کرے یا نہ کرے۔ ریاکار ملنگون و قلندرون و دکاندارون کو باہر نکال دے یا انکو اپنی طریقہ سے باز رکھے مگر کسی گوشہ نشین ایزد پرست کو آزردہ نہ ہونے دے اور بادیہ طلب کے برہنہ پاؤن کو کوئی گزند نہ پہنچنے دے۔ قصاب و صیاد و غسال و نباش کے گھرون کو آدمیون سے جدا بنوائے۔ اور آدمیون کو ان بیدردون سنگدلون کی آمیزش سے باز رکھے۔ اور جو کوئی جلاد کے ساتھ ہمکاسہ ہو اسکے ہاتھ کو آسیب پہنچائے اور اگر یہ ہمکاسہ اسکی جورو ہو تو اسکی انگلی کو آسیب پہنچایا جاوے اور شہر سے باہر مغرب رویہ قبرستان کو مقرر کرے اور بادشاہ کے مریدون کو سوگواری مین کبود پوشی سے باز رکھے اور انکی سرخ پوشی مین کوشش کرے۔ فروردین مہینے مین شرف آفتاب تک جو (۱۹) کو ہوتا ہے اور سارے ماہ آبان اور روز ماہ تحویل وغیرہ ماہ شمسی اور اسکی ۱۶ تاریخ کو۔ الٰہی جشنون کے دن۔ چاند سورج گرہنون کے دن۔ ایتوار کو آدمیون کو تسلیخ سے باز رکھے۔ شکاری جانورون کے لئے اور بیمارون کے لئے جنکو گوشت کھانا ضروری ہی روا رکھے اور شہر کے باہر جانورون کا شکار روز شرف مین چراغون کی روشنی کرے۔ آغاز شب مین جسکے بعد عید ہوا اور عید کے دن ہر پہر پر نقارہ بلند آوازہ ہو۔ تقریبات پارسی مین و ہندی مین تاریخ الٰہی کو رواج دے اور ہندی پترون مین ہر مہینے کا آغاز شکل پچھ (پکش) سے کرے

(۲) آئین عملگذار

عملگذار چاہیئے کہ کشاورز دوست ہو جد کاری راست گفتاری اس کا آئین ہو۔ اپنے تئین
پاسبان کل پادشاہ کا جانشین جانے ایسی جگہ بیٹھے کہ ہر شخص اُس پاس آسانی سے جا سکے
اور اس کو کسی میانجی کی تلاش نہ کرنی پڑے۔ بجز دگرزن و حیلہ فروش کے ساتھ اندرز گوئی
سے پیش آئے اگر اس سے فائدہ نہ ہو تو مالش کرے زمین افتادہ (عاجز) سے ورے
راہزن و خون ریز و تبہ کار سے جرمانہ لینے میں درگذر نہ کرے اور ایسی کارکرد اختیار کرے
کہ کسی کی فریاد کی آواز نہ اوٹھنے پائے مفلس کسانوں کو قرض دیکر دستگیری کرے اور
آہستگی کے ساتھ اس سے یہ قرض وصول کرے۔ جب رئیس دہ کی تگاپو سے گانو
کی جمع کامل ہو جائے۔ تو ہر بیگہ میں نیم بسوہ اسکو چھوڑ دے ورنہ اسکی خدمت کے موافق
اسکو بہرہ مند کرے۔ زمین کی چندگی کی پژوہش کرے اور چپہ چپہ زمین کو ترازوے
بینش میں تولے اور اوسکی چگونگی پر واقف ہو زمینوں کی کاشت میں بہت تفاوت ہوتا
اور ہر فصل میں زمین بوئی جاتی ہے ہر کسان جدا جدا تیمارداری کرتا ہے اور اس کا حصہ
پاتا ہے پہلے عملگذار نے جو جمع تشخیص کی ہو آگہی کے ساتھ اسکا امتحان کرے۔ اگر
بیوقوفی اور خیانت اُس میں ہوئی ہو تو اوسکی چارہ گری کرے۔ ویران زمینوں کی
آبادی میں کوشش کرے اور بہت اسکی احتیاط کرے کہ کوئی آباد زمین ویران
نہ ہو جائے ایسی کوشش کرے کہ ہر جنس عمدہ پیدا ہو اور انکی افزایش کے لئے دستور کے
موافق جو جمع لیجاتی ہے اسکو کچھہ کم کر دے اگر کسان اپنے اقرار سے زمین کم کاشت کرے
اور اوسکی وجہ بھی عمدہ بیان کرے تو بھی نہ قبول کرے اور اگر کسی گانو میں بنجر زمین نہ
ہے اور دہقان کو زیادہ مقدور رہنے کا ہو تو دوسری موضع کی زمین اس میں یادہ
کر دے۔ زمین کی پیمایش میں دوربینی و دادگری کو پیش نظر رکھے سال بسال کشاورز
کی قوت کو بڑہاتا رہے اور اپنے اقرار کا پابندرہ کر افزایش کاشت سے زیادہ غلہ
اگرچہ زمین کی پیمایش کی ضرورت ہو۔ اور کچھہ انتظام ہوا ہو تو قرارنامہ کو جلدی
جلدی درگاہ شاہی میں بھیجے۔ نقد لینے کی عادت نہ ڈالے غلہ بھی لے یعنی غلہ لینا گیا

طرح سے ہوتا ہے اول کنکوت کن کے معنی اناج کے اور کوت کے معنے تخمینہ و قیاس کے
تمام زمین کا اندازہ جریب سے یا قدم سے کیا جاے اور غلہ ترازو ی بنیئ سے تولا جاے
جو اسکے تجربہ کار ہین انکے اس تخمینہ مین فرق نہین ہوتا۔ اگر خاطر مین کوئی اندیشہ ہو تو
اعلےٰ و متوسط و ادنی کہیت کو کاٹ کر تولے اور اشتباہ کو دور کرے بعض اوقات
زمین کا بھی تخمینہ کرتے ہین وہ بالکل ٹھیک ہوتا ہے (۲) بٹائی جسکو بھاولی بھی
کہتی ہین کھیتون کا اناج کاٹ کے خرمن کرتے ہین اور قرارداد کے موافق حصے کرلیتے
ہین۔ اس صورت مین پاسبان چاہیئے ہین۔ ورنہ بدگوہر خائن خیانت کرتے ہین
(۳) کھیت بٹائی۔ کاشت زمین کے حصے کرتے ہین (۴) لانگ بٹائی۔ غلہ کو کاٹ
کر اسکے پشتارون کے آپسمین حصے کرتے ہین اور ہر یک اپنے گھر لیجاکر اسکو پاک کرتا ہے
اور فائدہ اوٹھاتا ہے اگر رعیت کو گران نہ معلوم ہو تو نرخ بازار کے موافق زمین غلہ کی تخمین
کی نقدی کرلے اس زمین مین اگر جنس کا ہل بوتے ہین تو سال اول مین چہارم حصہ دستور سے
کم لے ضبطی مین اگر سال گزشتہ سے کہین جنس زیادہ اور زمین کم ہو اور جمع موافق
ہو تو نہ جوش مین آئے اور نہ لڑے ہمیشہ مالک کاشت کی خوشی کا طالب ہو۔۔۔
دہات بڑے آدمیون کے ساتھ بندوبست نہ کرے کہ تن آسانی اور کارشناسی پیدا ہو اور ستم پیشہ
چیرہ دستون کو قوت ہو بلکہ ایک ایک کسان سے واقف ہو کر مہربانی سے نوشتہ اسکو
دے اور اس سے لے۔
جریب کش و پیمایندہ اور اور عمل گذارون سے ضامن لے۔ کل اہل پیمایش جریب کا کام
کرین انکو ۱۳ دام اور ۱۵ سیر اناج دلاے اور اسکو ہوارہ مین شمار کرے۔ پنی ہولی
زمین پر نشان کرے۔ گانون کے کلان تر سے محلکا لے کہ وہ زمین کو پوشیدہ رکھے
اور مختلف الفصول زمینون کو بتلائے۔ پیمایش کی تنگاپو مین اگر کوئی قطعہ زمین
ناقص نظر مین آئے تو اسکا اندازہ کیا جائے اور اسکی مقدار روز بروز لکھ کر کرت ورز
کو دیجاے۔ اگر محصول وصول کرنے کے بعد اسکی اطلاع ہو تو ہمسایون اور کارندون

سے شناسائی حاصل کرکے میانہ روی عمل مین لائے کارکن جو سوانح ضبطی کو لکھے مقدم
و پٹواری بھی اسکے ہم قلم ہون اوسکی تحریرون کا عمل گذار مقابلہ کرے اور اوسپر مہر لگائے
اور اوسکی نقل تکلچی کو سپرد کرے جب ضلع کا کام ختم ہو جاے تو اوسکی ایک نقل منتخب
لکھے اور تازہ تصحیح کرے اور اسکے کارکن و پٹواری تصدیق لکھین بعد اس کاغذ کو ہفتہ بہفتہ
بادشاہ کی درگاہ مین بھیجے اور پندرہ روز سے زیادہ نہ گذرین اور درگاہ والا مین
کاغذ اسناد وغیرہ بابت نسست علیحدہ بھیجنے کے پیچھے اگر کوئی آفت کاشتکار پر پہنچے تو اس وقت نابود کا اندازہ
کرے اور اسکو لکھکر بے تاخیر روانہ کرے کہ وہ منظور ہو یا اسمین مقرر ہو مال کی تحصیل
نکوئی کے ساتھ کرے اور بے ہنگام دست خواہش دراز نہ کرے۔

فصل ربیع کی تحصیل ہولی سے شروع ہوتی ہے اور خریف کی دسہرہ سے۔ عمل گذار اسکی
پاسبانی کرے کہ خزینہ دار زر خاص نہ چاہے جو وزن و عیار مین برابر ہو اسکو
لے اور تھوڑی کمی ہو تو نرخ سکوک کے موافق صرف لے اور تفاوت کو قبض مین لکھے اور
یہ قرار دے کہ اسکو کشاورز خود چند بار مین پہنچائے تاکہ باجی خواہش گرون کا آزار بیچ
مین سے اٹھایا جاے۔ غلہ ...... جو کم مال کو پہنچے مال اسکا شائستگی سے لے اور دوسری
جنس کے کامل ہونے پر موقوف نہ رکھے جو شخص اراضی خراجی کو لکھے اور علف کے لئے فرق
کرے وہ گاومیش کے لئے ۶ اور گاو کے لئے ۳ دام سالیانہ بازیافت کرے۔
بھینس جسکے بچہ نہ ہوا ہو اوسکی چرائی کا کچھ نہ لے۔ اور ہر قلبہ مین چار نر گاو و دو دودہ دینے والی گاو
و یک گاومیش مقرر کرے کبھی انکی بابت کوئی چیز نہین طلب کیجاے خزانہ مین جو روپیہ آئے
اسکو خود جاکر تیار کرے اور روزنامچہ کا اس سے مقابلہ کرے۔ خزانچی کی تصدیق
لکھائے اسکو تھیلیون مین سربمہر کرکے ایک استوار مکان مین رکھے اور دروازہ
پر چند قفل طرح طرح کے لگائے ایک کنجی اپنے پاس رکھے اور دوسری کنجی خزانچی پاس
اور آخر ماہ مین روزنامچہ جمع خرچ کا تکلچی لیکر درگاہ بادشاہ مین بھیجے جب
دو لاکھ دام جمع ہو جائین تو اوسکو معتمد آدمیون کے ہاتھ روانہ کرے اور سپرد کیجے

پٹواری سے یہ اہتمام کرائے کہ جو کچھہ رعیت سے لیا جائے اسکو یادداشت مین کہ رعیت کو دی
جاتی ہی بہ تفصیل لکھا ہو جو کچھہ باقی رہی ہو اسم باسم طومار درست کرکے اسکو اعیان کے نشان
دستخط کے لئے بھیجے اور بہ آسانی دوسری فصل مین لے۔ سیور غال کے فرامین جو پہنچے ان کی
نقل دفترخانہ مین بھیجکر مقابلہ کرے ناموں کو مشخص کرے۔ مردہ و غائب نوکر کے حصہ کی بازیافت
کر کو حفاظت کرے کہ زمین خود کاشتہ در رعیت کاشتہ ہونے پاوے۔ زمین بازیافتہ زراعت
سے خالی نہ رہے۔ غائب مردہ لاوارث مال کی شائستگی کے ساتھہ پاسبانی کرے اور حقیقت
حال کو عرض کرے اور دیدبانی کرے کہ کوئی چیز نہ لے زمانہ سابق مین جو ملک داری کی مصلحت
کے لئے وہ جو بخشا گیا ہے اسمین خلل نہ پڑنے دے سفر و شادی و ماتم کو کسی چیز کے لینے
کو ہاتھہ نہ لگاوے سلامی سے برکنار رہے جسوقت مقدم یا پٹواری زر لاوے یا چبوترہ پر سلام
کہتا ہوا ایک دام لاوے تو اسکو ہاتھہ نہ لگائے اور ایسی ہی بل کٹی سے باز رہے۔
جب کھیتی کٹنی کو ہوتی ہی تو ہر موضع سے کچھہ چیز لی جاتی ہے اسکو بل کٹی کہتے ہین اور
ایسے ہی پیشہ وری و بازار نشینی و چوکیداری و راہداری و حاصل باغات و منڈوی
و قرق و ماہی گیری و میر بحری و دستوریہ روغن زرد و روغن کنجد و کنبلی و چرم و
پشم اور چیز جو پہلے حریص ناخدا ترسوں کی آمدنیاں تحقیق انکے پاس رہ جاے۔ اس
سرزمین کے جو شناسندی ہوں انمین سے ہر ایک کو نوبت بہ نوبت مقرر کرے
کہ وہ درگاہ پادشاہی مین جاکر تقصیر و قطمیر چھوٹی چھوٹی باتوں سے آگہی بخشے
ہر مہینے احوال رعایا و جاگیردار و ہمسایوں کا اور سرکشوں کے تابع ہونے کا و نرخ
اشیا و وجہ کرایہ و درویشوں و ہنر پیشوں کا اور سوانح کا عرض کرے اگر کوتوال
نہ ہو تو آئین رواج کو اپنے ذمے لے۔

تبکچی چاہیے کہ راستی منش درست قلم حساب دان جدگزین عمل گذار ضرورہ ہو مواضع
کا موازنہ دہ سالہ نقدی و جنسی قانون گو سے لے اور اس سرزمین کی راہ و رسم
آگہی حاصل کرکے عامل کے دل نشین کرے یاوری و تیمارداری مین ہمت دکھاوے۔

جو کچھ بہر بہ گروں سے قرار پای اسی لکھے۔ ہر دیہ کی حدود بندی جدا جدا لکھے بعد ازان آباد و خراب زمین کا اندازہ کہے منصف و ضابطہ و جریب کش و تھانہ دار کا نام لکھے کسان کا اور اسکے باپ دادا کا نام اور اسکے نیچے زراعت کی جنس لکھے۔ دیہ پرگنہ و فصل بھی لکھے۔ نابود کو جدا کرکے بود کی قیمت لگائے۔ اہل ہند کے دستور کے مطابق اسم و جنس و نابود کو تاریخ کاشت سے نیچے لکھے جب موضع کا بندوبست انجام کو پہنچے تو ہر کسان کی جمع درست کرے اور ہر موضع کا محصول قرار دے اور اس دستاویز کی عامل و صول کرے۔ نسخہ ضبط کو کہ ہندی مین خسرہ کہتے ہین روانہ درگاہ کرے۔ توجیہ کے وقت اگر نسخہ پیشین نہ ہو تو کسان کے کشت و کارکو نام بنام پٹواری سے لکھوائے اور اپنا کام نکالے۔

نسخہ توجیہ اور باقی و واصل کو وقت پر بھیجے اور روزنامچہ مین تحصیلدار کا نام ہر موضع کے نام کے نیچے لکھے اور کسان جو مال لاوے اسکا نام لکھے اور خزانچی کو سپرد کرے اور اس سے تحریر کرالے نقل توجیہ پٹواری و مقدم جسکی دستاویز پر تحصیل کی ہے اور سر خط یعنی یادداشت کہ رعایا کو حوالہ کی ہے پٹواری سے لے اور اسکو خوب غور سے دیکھے اگر اس مین کوئی نارا ستی ہو تو جرمانہ لے اور ہر روز عامل سے ہر دیہ کی واصل و باقی کو کہے اور اسکو انجام کار مین زیادہ تیز کرتا رہے۔ جسوقت رعیت حساب پر رجوع کرے تو بے انتظار اسکو سر انجام دے فصل کے آخر مین ہر موضع کی واصل و باقی کا مقابلہ پٹواری کی تحریر سے کرے۔ جمع خرچ کا روزنامچہ روز بروز نام بنام صیغہ بصیغہ لکھے اسپر خزانچی کے دستخط اور عامل کی مہر کرائے جب مہینہ آخر ہو تو اسکو سر بمہر خریطہ مین عمل گذار پاس روانہ کرے۔ مہر و روپیہ اور اجناس کے نرخنامہ کو روز بروز اعیان کی مہر کے لیئے بھیجے و خزانچی کو ہر فصل کے آخر مین جمع خرچ لکھا کر اس سے دستخط کرائے ہر سال کے آخر مین مجمل جمع بندی عمل گذار کی مہر لگا کے روانہ کرے جو موضع تاخت و تاراج کیا جائے اسکے مال و مویشی کو لکھ کر روزنامچہ مین داخل کرے اور حقیقت و حال کی عرضداشت کرے اور سال کے آخر مین جب

تحصیل کا وقت آخر ہو تو موضع کی باقی کو لکھکر عامل کے سپرد کرے اور اوسکی نقل درگاہ مین بھجواے۔ اگر معزول ہو تو اپنے کاغذات کو وجوہ باقی و تقاوی اور سواے انکے عامل حال کو سپرد کرکے خاطر نشان کرے اور انکی فہرست لیکر درگاہ مین خود حاضر ہو۔

(۷) آئین خزانچی

خزانچی کو اس زمانہ مین فوطہ دار کہتے ہین۔ خزینہ خانہ کو حاکم کے پاس بناے اور ایسی زمین رکھنے کے واسطے پسند کرے کہ اسکو کوئی گزند نہ پہنچے۔ مہر اور روپیہ و زر سیاہ وغیرہ ہر قسم کا کسان لائے اسے لے لے اور زر مخصوص نہ طلب کرے اور سکہ شاہی جو وزن مین برابر ہو اوسپہ صرف نہ کاٹے اور وزن مسکوک مین جو تفاوت ہو اسپر صرف کاٹے اور قدیمی مسکوک کو مسکوک سمجھے شقدار و کارکن کو مطلع کرکے زر کو کسی اچھی جگہ مین رکھے اور جب ان ختم ہونے کو ہو تو اسکا شمار کرے اور سر خط پر عمل گذار کے مہر کرالے روزنامچہ کو نسخہ کارکن مقابلہ کرے اور اپنے خط سے اوسپر دستخط کرے خزانہ کے دروازہ پر جب عامل اپنی مہر لگاوے تو یہ بھی اپنا ایک قفل لگادے عامل اور کارکن کو اطلاع دیکر خزانہ کھولے۔ کشاورز سے زر عامل و کارکن کو شناسا کرکے لے قبض دے۔ بیاضیچہ حساب پر جسکو عرف مین ہندوستانی بھی کہتے ہین پٹواری کے خط سے لکھائے جسکے سبب کوئی خلاف نہ واقع ہو کسی طرح کا خرچ دیوان کی پسند کی دستاویز بغیر خرچ نہ کرے۔ سود کی دوکان نہ کھولے اگر کوئی خرچ ضروری آن پڑے کہ اسمین دیر نہ لگاسکتی ہو تو کارکن و شقدار کے نوشتہ پر عمل کرے اور حقیقت حال کو موقف عرض مین پہنچاے۔

(۸) آئین خوراک و روزی

انسان کی قوت کارکردگی اور فیض پذیری کی بازگشت خورش پر ہے اور خوراک ہی کی نیکی کے اندازہ کے موافق عقل کی تنومندی ہوتی ہے ورنہ تن موٹا ہوتا ہے اور جان دبلی ہوتی ہے اس لئے برگزیدہ تدبیرین اور شائستہ کردار ہوتے ہین ہشیار سعادت مند اول لقمہ کی سرانجام کرنے مین غور کرتے ہین اور کھانے پر ہاتھ نہین دوڑاتے ہین سادہ لوح خداترسون کا کار دشوار ہوتا ہے اور روزی تنگ ہوتی ہے انکو وہ فروغ بینش نہین ہوتی ہے کہ مغز کار کو پہنچ کر آسانی سے جئین وہ نارضامندی ایزدی کے خوف سے

بھوک کی تکلیف سہی جاتی ہی یہین پڑتے ہین چنانچہ انمین سے ایک کے پاس چند گائین جو
حلال سے تہین انکے دودھ سے وہ اپنی روزی چلاتا - بیرنگی روزگار سے وہ لٹ گئین
چند روز وہ بھوکا رہا - ایک بیدار بخت سخت نگا ہو کر کے ان حضرت پاس گائین کو
لایا تو اسنے انکو نہ قبول کیا اور یہ کہا کہ مین نہین جانتا کہ ان خاموش جانورون
کو چند روز تک خوراک کیونکر حاصل ہوئی - تھوڑے عرصہ مین کشادہ پیشانی کے
ساتھ اس دُنیا سے وہ رخصت ہوا ایسے دشوار اندیش مردون کی داستانین
بہت ہین - کچھ اہل تعلق ایسے لالچی و حریص ہو گئے ہین کہ وہ اورون کے مال مارنے
مین دریغ نہین کرتے اور دین و دنیا کو کھوتے ہین اور دل کا کام نکالتے ہین - یہ
بیدانش آشفتہ رایے اپنی رفع احتیاج کے لئے اورون کے مال کی گرفت و گیر کو
سرمایہ بناکر ابدی رنج جمع کرتے ہین بھولے بھالے سعادتمندون نے یہ دیکھا کہ کوئی
ایسی خرابی ہین کہ وہ کسی کی نہ ہو نا پدید ہے اور اگر پیدا بھی ہو جائے تو آلات کاشت کا
بہم پہنچانا دشوار - اور اگر وہ بھی میسر ہو جائین تو قوت (خوراک) کا بھی پہنچنا ناپیدا
ہے کہ جس کی قوت سے کاشت کا کام کیا جاے اسکو نہین پا سکتے اور اگر کہین اس کا
پتا لگے اور کوئی اسکا مالک نہ ہو تو اس مین کامیاب ہونا دشوار - وہ سپاہ گری
سے بھی کنارہ کشی کرتے ہین کہ اس مین بزرگ جان کو خسیس مال کی عوض دینا پڑتا
ہے تجارت سے بھی دست کش ہو گئے ہین اس سبب سے کہ اس مین زیادہ تر اسباب کو زیادہ
قیمت پر فروخت کرنا ہوتا ہے اور اسکے عیب چھپانے پڑتے ہین اور جو خوبی اسمین
نہین ہوتی وہ بیان کرنی پڑتی ہی اور جن چیزون کو خریدتے ہین انکی ظاہری
نیکیون سے چشم پوشی کرتے ہین اور جو عیب انمین نہین ہوتے وہ بیان کیے جاتے
ہین اور اپنے فائدے کو اورون کے نقصان سے حاصل کرتے ہین - یہ بھی انکو پسند
نہین کہ اپنے مخالف مذہبون کا مال مار کر آسایش دیتی ہین وہ کہتے ہین جسنے اسکو روا
رکھا ہے اگر وہ دور بین آگاہ دل ہی تو یہ بیم افزائی کی داستان ہے - دوسرا

مال حلال کرنا - یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ مخالفت مذہبی کے سبب دوسرے کا مال لینا بغیر اسکی اجازت کے شائستہ ہو یہ ایسا دیوانہ فسانہ ہی جو الجھون کو خواب مین لاتا ہی اور نیک آدمیون کے کان مین نہین جاتا - اب چراغ ہدایت سب کے لئی روشن کیا جاتا ہی تاکہ راہ کو چاہ سے پہچان کر زیان اندوزی کے گڑھے مین نہ گرین اور اپنی گرامی انفاس کو نا بائست کی طرف نہ متوجہ کرین -

اس سبب کہ مردم زاد کی بنیاد مین اختلافات بہت سی ہین اور اسکی اندرونی اور بیرونی شورش روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہی گران پاے خواہش دو اسپہ جاتا ہے اور سبک سیر خشم عنان گسل ہے - اس نامردی کے دیوسار مین دوستی کمیاب بلکہ الفت بس ناپدید ہی اس آشوبگاہ مین چارہ سواے قہری وحدت کے اور کوئی نہین اور انتظام کی جان دارو سواے دار وگیر فرمانروایون کی شکوہ کے نہین پیدا ہوتی جب کہ خانہ و محلہ دیدہ ور پیشوا کی امید و بیم بغیر منتظم نہین ہوتا تو پھر زنبور خانہ دنیا کی شورش پادشاہ . . . . کے بغیر سرد کیسے ہو سکتی ہی اور اہل جہان کی مال و جان و ناموس و دین کی کس طرح حفاظت ہو سکتی ہی - اگرچہ بعض مجرد گزینون نے اپنی خرق عادت کی دست آویز پر اس کا قصد کیا مگر سلاطین والا کی یاوری بغیر حسن انتظام نہین پایا اور سواے اسکے اس آتشین دشت مین طلسم کار نیرنجی و شعبدہ بازی بھی راہ پا سکتا ہے اور اس دریاے بے تمیزی سے رشک کے طوفان اٹھے اور اٹھتے ہین اور بہت سے اہل زبان سادہ لوحی اور کم وبیشی سے اس موج خیز ناشناسائی مین ڈوب گئے اور ڈوبتے ہین اور جن لوگون نے اپنی فروغ خرد سے پذیرائی سے عنان کھینچکر سفر دراز کا توشہ سرانجام دیا وہ اس چارسوے پر آشوب مین چھوٹے بڑون کی طنزگاہ دیوانگی و بیدینی و کافری ہوے اس بزم ناشناسائی مین اگر خردپژوہ کاردان کا گذارہ ہو تو ناگزیر دیوانون کا آئین اختیار کرے کہ فرومایون کے طعن سے بچے ظاہر ہے کہ ہر آباد ملک مین

صاحب مال بہت ہوتے ہین اور باپ دادا کے وقت سے زمینون کی زراعت کرتے چلے آتے ہین لیکن بدسگالی و تباہ اندیشی سے غبار آمود شاک ہوتے ہین اور اپنا دست ہمت اسپر دراز نہین کرتے اگر کشاورزکو کہیان ہیراپنے فرزندون کی جان داری کا اندیشہ ہوا ورتاجر نیاجہ پیچی سے باز رہین اور اپنے زمانہ کی فرمان دہ کی یاری کا اور فیض ایزدی کا خیال دل مین لائین تو البتہ انکا مال خرد گزین ہوتا ہے۔ پس مال کا نہ شائستہ ہونا آدمی کے منشا پر موقوف ہی اور دینار منصف نمکسار کی طرح ناپاک کو پاک کرتا ہی اور بدکو نیک بنا تا ہی مگر وہ بے اخلاص گراہی یاورون کے اور اسباب شوکت و فزونی خزانہ کے کوئی کام نہین کرسکتا اور جہان پرستاری اور فرمان پذیری کا انتظام نہین ہوسکتا پس جو شخص تنومند ہو وہ سپاہ گری کا پیشہ کرے اور یاری کا خیال رکھے اور اہل جہان کی پراگندگیون کے دور کرنے مین اپنی جان لڑاوے جیسے ستور کے لئے علف کثرت سے ہے ایسے ہی کشاورز کی روزی بہت ہی۔ اگر اس مین وہ نہین مشغول ہوسکتا تو کسی اور طرح سے یاورونکی گروہ مین آئے۔ پس روزی کی روائی دو چیزون پر موقوف ہی۔ فرمان دہون کی دادگری پر اور سعادتمندون اور فرمان پذیرون کی اندیشہ آبادی پر طبیعت فرومایہ فرمان معقول کو نہین سمجھتی۔ ہمیشہ محسوس سے آگے نہین بڑھتے۔ اس شورہ زمین مین آب شمشیر کام مین آتا ہی زلال دلیل نہین اسکی شکوہ سے نخوت فروش کجگرا چھپ جاتے ہین اور انصاف پروہ نیکون کو رونق ہوتی ہی۔

پس چہارگوہر بے بہا جان و مال و ناموس و دین کی پاسبانی کی دست مزد کوئی قرار دی جائے وہ سزاوار و شائستہ ہوتی ہی اور اس کی ساتھ خدا کی رضامندی بھی ہو — جب صاحب خانہ اپنے خانہ کے نگہبانون کی اجرت دیتا ہی تو عالم کی نگہبان یعنی پادشاہ پاسبانون کو اجرت دیتے ہین اگر فقط ناموس کی پاسبانی مین تمام مال خرچ ہو جاے تو اوسکا شکرانہ فرض مین دینا چاہیئے چہ جائے کہ جو چاروں

بزرگ گوہر جان و مال و ناموس دین کی پاسبانی کرے اسکو جو کچھہ دیا جاے وہ تھوڑا ہے لیکن دیگر فرمان روا اتنا ہی رعیت سے لیتے ہین کہ اسکا کام چل جاے اور لالچ نہین کرتے اور یہی وجہ ہے کہ زمان و مکان کے انقلابات ہوتے رہتے ہین جسکا بیان آگے آتا ہے اس دلاویز گفتار سے ظاہر ہوا کہ ہشیار فرمان دہ اپنی ژرف نگہی و دولتسرائی سے جو کچھہ رعیت سے لیتے ہین اور فرمان پذیر خدمت گذارون کو دیتے ہین وہ کمال درجہ کی شائستگی رکھتی ہین —

اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ سپاہی کی روزی بادہ فراوان اور گزیدہ تر ہوتی ہے بعد ازان کشاورزی اور پھر اور پیشہ ورون کی یونانی کتابون مین یہ لکھا ہے کہ پیشہ وری تین طرح کی ہوتی ہے - شریف خسیس - میانہ - اول تو نفس سے متعلق ہے جو تین حال سے خالی نہین ہوتی ایک گوہر خرد سے متعلق ہے جیسے دوربینی و حسن تدبیر دوم دانش پذیری جیسے کتابت و بلاغت سوم نیروی دل سے متعلق جیسے سپاہ گری — خسیس بھی تین طرح کی اول عام آدمیون کی مصلحت کے منافی جیسے احتکار - دوم فضایل مین سے کسی فضیلت کے خلاف جیسے مسخرگی سوم . . جس سے طبیعت کو نفرت ہو جیسے کہ حجامی - دباغی - وکناسی - میانہ بھی تین طرح کی ہوتی ہے - مکاسب و حرفے بعض ناگزیر جیسے کدیوری بعض ایسے کہ بغیر انکے گذارا ہو جیسے کہ رنگریزی بعض بسیط جیسے درودگری و آہنگری بعض مرکب جیسے ترازوگری و کاردگری - اس گذارش مین بھی سپاہ گری کی بلند پایگی پیدا ہے - روزی کا سب سے زیادہ بہتر دستمایہ وہ پیشہ ہوتا ہے کہ جو عدالت و پارسائی و مردمی سے نزدیک ہو اور بدکاری و بدنفسی سے دور - نیک آدمی پیشہ مین تین چیزون کو ناگزیر جانتے ہین ستمگاری سے دوری - عار سے پرہیز اور دنائت سے یکسو ہونا جس پیشہ مین عار ہوتی ہے وہ ایسا ہی جیسے مسخرگی اور خوار پیشے اور پیشے جسمین دنائت ہوتی ہے وہ خسیس صناعت ہین —

جب آدمی کو گزیدہ روزی فراہم ہو تو اہل تعلق کے لئے ناگزیر یہ ہے کہ کچھہ مال کو اندوختہ

کرے۔ بشرطیکہ اہل منزل کی زندگانی مین تنگی نہ ہو اور کوئی حاجتمند مانگے تو
اسکو ناکام نہ رکھے لالچی و خسیس ہونے کا طعن نہ ہو۔ مال جب جمع ہوتا ہے کہ خرچ کو دخل سے کمتر رکھے کچھ
روپیہ ایسے کامون مین لگائے کہ سود حاصل ہو اور کچھ ایسے کامون مین کہ وہ مثمر ہون قدرے
نقد رکھے کچھ اجناس و امتعہ خریدے کچھ اورون کے سودے مین ملائے۔ بعض کا ضیاع و عقار بنائے
ایک حصہ نیک آدمیون کو قرض کے نام سے دے۔ خرچ کو آگہی حق پژوہی و آزرم دولت کے
ساتھ قرار دے۔ داد و ستد کشادہ پیشانی کے ساتھ کرے۔ دل مین پشیمانی کو راہ نہ دے۔
پیش نہاد ہمت رضامندی الہی ہو۔ نہ توقع شکر و ذکر و انتظار جزائے ہو۔ بیشتر درویشون
کو پوشیدہ نذر دے اور دو طرح کا ہی دینا ہوتا ہے اگر وہ اچھی طور پر ہو تو شائستگی حاصل
ہوتی ہے۔ اول برسم سخاوت و ایثار دین جیسے کہ ارمغان اور اسکے سوا۔ یہ چاہیے کہ جلد
پوشیدہ ہو۔ اور اسکی افزونی اور بزرگی پر خیال نہ ہو اور گسستہ حال و ہیجان نہ ہو
دوم از روی ضرورت ہو بہ طلب ملائم و دفع مضرت جیسا کہ ستمگارون و سفیہون کو
دیتے ہین کہ نفس و مال و عرض انکے گزند سے رہائی پائے۔ یہان میانہ روی برتنی چاہیے
اور ملائم کی پژوہش مین یہ بہتر ہے کہ افزونی کے نزدیک تر ہو۔ اہل جہان کی معاش مین
طرح کے حال سے باہر نہین ہوتی بعض تو ایسے غافل سوتے ہین کہ بالشت معنوی انکی خاطر مین
نہین آتا۔ کارکردگی کی تو کیا نوبت آئے بعض ہی روش ستارگی سے ایسے حقیقی مراد مین شیفتہ
ہوتے ہین کہ انکے دل مین روزی کی یاد نہین آتی بعض ہوشیار سعادتمند ایسے ہوتے ہین کہ
وہ شناسائی کو ہاتھ سے نہین چھوڑتے ظاہر کو باطن کی آبادی کا سرمایہ بناتے ہین۔ آدمی
جب تک دنیا کے ساتھ دلبستگی رکھے تو سوم درجہ سے سعادت حاصل کرے اور اگر درشت
وارستگی مین قدم رکھے تو دوم کے ساتھ آرام پائے۔

جہانبانی کی مزد کا ذکر اوپر ہوا۔ نیک فرہنگ راہ و رسم گوشہ نشینون کی
دادگری پر اور اس کے سعادتمند دستیارون کی نیایش بھی کے ہاتھ مین روزی کی رونق ہے
اس سبب کہ ہر ملک مین سامان شکوہ فرمانروائی اور طرح کا ہوتا ہے اور زمینون مین تفاوت ہو کہ

لیکن بعض مین کثرت کوشش سے بہت کچھہ پیدا ہوتا ہی اور بعض اسکے برعکس ہوتی ہین اور پانی اور
آبادی کی نزدیکی و دوری سے بھی اُنمین اختلاف پیدا ہوتا ہے ہر ملک کا بادشاہ اسکا اندازہ
کرتا ہی اور اسکا پاس رکھتا ہی - ہندوستان کی فراخنای مین ہر زمانے مین بہت سے
کار آگاہ بادشاہ ہوتے تھے اس لئے وہ چھٹا حصہ لیتے تھے - روستان و توران و ایران
مین پانچوان و چھٹوان و ایک دسوان پہلے زمانہ مین ہر آدمی پیچھے کچھ لیتے تھے اور
اسکو خراج کہتے تھے - قباد نے اسکو مکروہ جانا اور یہ ارادہ کیا کہ زمین کشتمند کو ناپ کر حصے
بازخواست کرنی چاہیئے مگر اسکا یہ ارادہ پورا نہ ہوا کہ اسکا زمانہ آخر ہوگیا - نوشیروان
نے جریب بفنه دره قبضه بنایا که وه شصت در شصت گز کسری گز سے تھی -
پایخ فرماندہی (بادشاہ کا حق) اسنے سوم حصہ مقرر کیا اور ایک قفیز کی اک چوتھائی سے
درہم لیتا تھا - قفیز ایک پیمانہ ہی اسکو صاع بھی کہتے ہین اسکا وزن آٹھ رطل ہے اسکے
بعض اور وزن بھی بتاتے ہین درہم کا وزن ایک مثقال کی برابر تھا جب حضرت عمرؓ کی
خلافت کا زمانہ آیا تو دانشورون کی گذارش سے اُنھون نے نوشیروان کا طریقہ اختیار
کیا کچھہ زمانہ کے انقلابون سے اور روشین مقرر ہوئین جنکا بیان تاریخ مین موجود ہی -
احمدی کیش مین اراضی گرفتہ کی تین قسمین کرتے ہین عشری - خراجی صلحی اور پھر اول و
کی پانچ قسمین اور پچھلی کی (یعنی صلحی) کی دو قسمین کرتے ہین اول زمین تہامہ جسمین مکہ و طائف و
یمن عمان و بحرین و عرب تھی - دوم وہ زمین کہ جسکا مالک اپنی خوشی سے مسلمان ہوا ہو
سوم وہ زمین جو بزور لی گئی ہو اور حصہ کی گئی ہو چہارم جسوقت کسی شخص نے اسلام قبول کر لیا ہو وہ
زمین مین اپنا گھر بنائے یا تاک لگای یا باغ بنائے یا آب باران سے شاداب کرتے پنجم
زمین خرابہ کو مرزبان کی منظوری سے آباد ہو - خراجی کی تقسیم اول زمین فارس
کرمان دوم ذمی اپنے گھر کو باغ بنای سوم مسلم جو خراب زمین کو آباد کرے اور چشمہ سے
پانی دے جسکی بنا بیت المال سے ہوئی ہو چہارم وہ کشور کہ صلح سے لی گئی ہو پنجم ایسی زمین
کہ آب خراج سے بوئی گئی ہو - صلحی اول زمین بنی نجران و بنی تغلب اسکی شرح

پہلی کتابون مین لکھی ہی۔
بعض کتابون مین زمین چار طرح کی لکھی ہی اوّل یہ کہ مسلمانون نے آباد کی ہو اُس کو
عشری کہتے ہین دوم زمین جسکے مالک مسلمان ہوگئے ہون وہ بعض کے نزدیک عشری
بعض اماموں کے نزدیک عشری نا خراجی ہوتی ہی سوم یہ کہ بزور لی ہوا وسکو ایک گروہ
عشری کہتا ہے ایک طائفہ خراجی۔ اسکو امام کی راے پر چھوڑتے ہین چہارم زمین جس پر
دین کے بیگانون نے صلح کی ہی اسکو خراجی کہتے ہین۔
خراجی زمین کا خراج دو طرح کا ہوتا ہے مقاسمہ پانچوین حصہ سے لیکر چھٹے حصہ تک۔
خراج وظیفہ یہ ہی کہ توانائی اور سودمندی کے موافق قرار پایا ہو۔ ایک طائفہ اصل مال
ارتفاعی کو خراج کہتے ہین۔ جب اس گروہ کا حصہ انکے خرچ سے زیادہ ہوتا ہے تو چند شرائط
کے ساتھ اُسسے زکاۃ لیتے ہین اور اسکا نام عشری رکھتے ہین اور ان مین سے ہر ایک مین
بڑا اختلاف ہی۔ حضرت عمر نے اپنے عہد مین اپنے مذہب کے بیگانون سے اعلی ۴۸ درہم
وا وسط ۲۴ درہم اور ادنی بارہ درہم لیا تھا اسکو جزیہ کہتے تھے۔
ہر ملک مین سواے کشت وکار کے آدمیون کے مال مین سے کچھ اور بھی لیتے ہین اسکو
تمغا کہتے ہین اراضی مزروعی پر از راہ ریع جو قرار پاتا ہی اسکو مال کہتے ہین اور انواع
گزیدہ محترفہ سے جو حاصل ہوتا ہے اسکو جہات کہتے ہین اور باقی کو سایر جہات اور جو
مال پر متفرع ہوتا ہی اسکو وجوہات کہتے ہین اگر وہ دیوان مین جاتا ہو ورنہ انکا
نام فروعات ہوتا ہے۔
ہر سرزمین مین ایسی خواہشون سے آشوب پھیلتا تھا اور لوگون کو آزار پہنچتا تھا اس لئی
پادشاہ نے جو بے حساب باز خواستین تھین ان سب کو موقوف کردیا اس لئے ....
.... آدمیون کی اس طرح کی ستمگاری کی خو کو پسند نہین کیا۔ اول گز۔ طناب
بیگہ کا عیار مقرر کیا۔ اور پھر زمینون کی اقسام کین اور وجہ پاسبانی کا اندازہ کیا۔
گز مقدار کا پیمایش کرنے والا اور حال کا گذارش کرنیوالا ہے چھوٹے بڑون کو ہر شے

کام پڑتا ہے نہایت بدلسکے آرزومند ہوتے ہین۔ ہندوستان کے وسیع ملک مین وہ تین طرح کا
مروج تھا۔ اول دراز دوم میانہ سوم کوتاہ اور ہر ایک گز کے چوبیس حصے کیئے تھے۔ ہر حصہ کو طسوج
کہتے تھے۔ دراز گز کا ایک طسوج برابر آٹھ معتدل جوؤن کی برابر تھا جنکی چوڑان کو ملا کر
برابر رکھین۔ میانہ کا طسوج برابر سات جو کے اور کوتاہ کا طسوج برابر ۶ جو کے۔ بڑی گز
سے کشت زار و گروہ و شہر و قلعہ و حوض و گلین دیوارون کی پیمایش ہوتی۔ میانہ سے سنگین و
چوبین عمارت و نے بست خانے و پرستش جائین کنوئین و باغ پیمایش ہوتے اور چھوٹے سے خیمہ
وسلاخ و پلنگ و سنگاسن و چوڈول و ڈولی و صندلی و عرابہ اور اور انکی مانند چیزین۔
اگرچہ اور دیار مین گز کو ۲۴ طسوج کا بناتے ہین مگر ہر طسوج کو دو حبہ کی برابر گنتے ہین
اور ہر حبہ دو جو کی برابر اور ہر جو چھ خردل کی برابر اور ہر خردل بارہ فلس کی برابر اور ہر فلس ۶
فتیلہ ہر فتیلہ ۶ نقیر اور ہر نقیر آٹھ قطمیر کی اور ہر قطمیر بارہ ذرہ کی اور ہر ذرہ آٹھ ھبا اور ہر ھبا
دہ دھمہ کی برابر اعتبار کرتے ہین۔
چار طسوج کو ایک دانگ کہتے ہین چھ دانگ کو ایک گز اور بعض گز کو ۲۴ انگشت دانگل
قرار دیتے ہین اور ہر انگل برابر چھ جو معتدل کے جنکی چوڑان ملا کر برابر رکھی جاوے اور ہر جو برابر
ٹٹو کی ایال کے چھ بال کے۔ پرانی کتابون مین گز دو شبر و گرہ دیو انگشت ابہام کی برابر
گنتے ہین اسکی پیمایش سوا گرہ سے کرتے ہین اور ہر گرہ کے چار حصے اور ہر حصہ کا نام چار پہرا اور
ہر گز کے ۱۶ پہر ہوتے ہین۔
سلطان سکندر لودی نے ایک گز بنایا جسکا اندازہ ۴۱½ اسکندری بنا اور اسکندری ایک
تانبے کا نقد گول نقرہ آمیز تھا۔ جنت آشیانی نے اسپر ایک نیم اور زیادہ کر کے ۴۲ قرار
دیا اسکی مقدار ۳۲ انگشت کی تھی۔ پہلے حکیمون نے بھی ایسا ہی گز بنایا تھا۔ شیرشاہ و سلیم شاہ
کے زمانہ مین کہ ہندوستان میں غلہ بخشی و مقطعی ضبط مین آئی تو اس گز سے پیمایش ہوتی
۳۱ سنہ الہی تک اگرچہ کہ اس مین گز اکبر شاہی جو ۴۶ انگل تھا کام مین آتا تھا مگر
زراعت و عمارت مین اسکندری گز کام مین آتا تھا۔ بادشاہ نے یہ سوچ کر کہ طرح طرح

گزون سی خلقت کے لوگون کو پریشانی ہوتی ہی اور بدکارون کو دھوکہ دہی کا موقع ملتا تھا ۔ ۔ ۔ سب گزون کو دور کیا اور ایک معتدل گز کو رواج دیا جو الہ۔ انگشت کا تھا اور یادِ الٰہی کے لیئے اسکا نام الٰہی گز رکھا اور اب سب کامون مین وہی دست آویز ہے

(۱۱) آئین جریب

پادشاہ نے پُرانی جریب شصت در شصت کی رکھی مگر گز اسکے الٰہی کر دیئے اس ملک مین طناب پیمایش رسن سی جسکو سن کہتے ہین بنتے ہین وہ خشکی و نرمی مین دراز و کوتاہ ہوتی ہی اسکو وس مین کہہ دیتے یا بہا بہیا پانی مین بھگو دیتے۔ بسا اوقات صبح کو جب کام شروع ہوتا تو وہ تر ہی سے سُکڑ جاتی اور آخر روز مین خشک ہو کر دراز ہو جاتی ۔ اوّل صورت مین دست مزدِ جہانبانی مین کمی ہوتی ۱۹ سنہ الٰہی مین ایک جریب نے کی بنائی گئی اور اسکو آہنی حلقون سی پیوستہ کیا کہ کم و افزون نہ ہو خلقت کو اس سی آسودگی حاصل ہوئی اور خیانت گرون کے ہاتھ کوتاہ ہوئے۔

(۱۲) آئین بیگہ

بیگہ جریب کو کہتے ہین۔ جو قطعہ زمین ساٹھ گز سے ساٹھ گز ہوتا ہے وہ بیگہ کہلاتا ہی اگر طول یا عرض مین کمی ہو اور دوسرے مین افزونی تو وہ حساب مین مکسر ہوتی ہی۔ کل بیگہ مین ۔۔ ۳۶۰۰ گز ہوتی ہی۔ ہر بیگہ کے بیس حصے کرتے ہین اسکو بسوہ کہتے ہین اور اسکے پھر بیس حصے کرتے ہین اسکو بسوانسہ کہتے ہین اور پیمایش مین اسکے بعد پھر حصے نہین شمار کرتے اگر زمین ۹ بسوانسہ ہو تو اُس سی مال نہین طلب ہوتا اگر دس ہو تو ایک بسوہ شمار کرتے ہین بعض بسوانسہ کے بھی بیس حصے کرتے ہین اسکو تسوانسہ کہتے ہین اور پھر تسوانسہ کے بھی بیس حصے کرتے ہین اسکو پنوانسہ کہتے ہین ۔ اور پھر اسکے بیس حصے کرتے ہیں اسکو انسوانسہ کہتے ہیں

ایک بیگہ طناب سن کا طناب بانس کے بیگہ سے دو بسوہ بارہ بسوانسہ کم ہوتا ہی اور ہر سو بیگہ مین تیرہ بیگہ کا تفاوت ہوتا ہے۔ اگرچہ طناب سن بھی شصت گزی ہوتی ہی لیکن تابدگی مین ۵۶ گز ہو جاتی ہی اور الٰہی گز سکندری گز سے ایک بسوہ۔ ۱۶ بسوانسہ و ۱۳ تسوانسہ ۹ پنوانسہ چہار انسوانسہ زیادہ ہوتا ہے اِسے ۔ ۔ ۔ بیگہ مین ۱۸ بسوہ ۲۰ بسوانسہ و ۱۳ تسوانسہ ۹ پنوانسہ چہار انسوانسہ کا نقصان ہوتا ہے۔ اور سو بیگہ مین

(۱۳) آئین زمین کے اقسام اور جو فرمانروائی کا پیداوار سے محصول

ان دونوطرح کی گزون کی پیمایش سے ۲۲ بیگہ ۷ بسوہ ۔ ۷ بسوانسہ کا فرق ہوتا ہے
پادشاہ نے جب گز وطناب بیگہ مقرر کردیا تو زمینون کی یہ اقسام مقرر کین ـ
اول پولج ـ وہ زمین جسمین سال بسال و فصل بفصل زراعت ہوا اور اسکا زور کم نہ ہو ـ
دوم پروتی ـ کچہہ دنون بوئین کچہہ دنون نہ بوئین جسکے سبب اسمین پھر زور آجائے ـ
سوم بنجر جسمین پانچ سال سے زیادہ گذر گئے ہون کہ زراعت نہ ہوئی ہو ـ
اول دو قسم کی زمینون کی پیداوار کے لحاظ سے تین قسمین ہوئین ـ گزیدہ ـ میانہ ـ زبون
ان تینون قسمون کی پیداوار کو جمع کرکے تین پر تقسیم کرین تو اس وسط کا نام محصول
رکھا گیا اور اس کی تہائی دست مزد جہانبانی قرار پایا ـ ربع جو شیرخان نے لیا تھا اور
آج کل تمام صوبون مین اس سے کمتر نشان نہین دیتے اسکو اکبر شاہ نے منظور کیا ـ سپاہ و
رعیت کی آسودگی کے لئے قیمت مین زر خالص کی بارخواست ہوتی ہے ـ

ربیع پولج

ہندی زبان مین اسکو ساڈھی کہتے ہین ـ

گندم ایک بیگہ مین اعلی ۱۸ من میانہ ۱۲ من زبون مین ۸ من ۳۵ سیر کل ۳۸
من ۳۵ سیر تہائی اسکی ۱۲ من ۳۸ سیر و یک پاؤ محصول قرار پایا اور اسکی ایک تہائی ۴ من
۱۲ سیر ۳ پاؤ پانچ جہانبانی ـ
نخود ۱۳ من و ۱۰ ½ من و ۷ ½ من ثلث ۱۰ من ۱۳ ½ سیر اس مین سے ۳ من ۸ سیر
لیتے ہین ـ
عدس (مسور) ۸ من ۱۰ سیر و ۶ ½ من و ۴ من ۲۵ سیر ـ یکجا ۱۹ من ۱۸ سیر یک پاؤ ـ ۴ من
۱۴ سیر طلب کرتے ہین ـ
جو ۱۸ من و ۱۲ ½ من و ۸ من ۱۵ سیر ـ ۱۳ من ۱۲ ½ سیر ـ
کتان (السی) ۶ ½ من و ۵ من ۱۰ سیر و ۳ من ۲۰ سیر ـ ۱ من ۲۹ سیر لیتے ہین ـ
تخم معصفر (کرڑ) ۸ من ۳۰ سیر ۶ من ۳۰ سیر و ۵ من ۱۰ سیر ـ ۲ من ۱۲ سیر کی خواہش ہوتی ہے

... ریحانان ۲۰ ... ۲ ... من ۵ من ۵ سیر ۱ ... ۲ ... سیر لیتے ہیں

... دون د ساتوان کی مانند لیکن اس کا پوست مائل بہ تیرہ سرخی ۱۰ من و ۱۲ ... من ...

۱۵ سیر و چہ حیوان ۲ من ۱۱ سیر۔

کنجد (تل) ۸ من و ۲ و ۴ من۔ ۲ من لیتے ہیں۔

کال دکنگنی کی ۲ ½ من ۵ من ۵ ½ سیر ۳ ... من ۱ من ۹ ۲ سیر لیتے ہیں۔

گوریا۔ سرسون کی مانند لیکن سرخی مائل ہوتا ہے ۲ ½ من ۵ ½ من ۳ ... من ۱۰ ½ من

ارزان اکثر ربیع میں ہوتا ہے۔ ۱۲ من و ۳ ۱ ½ من ۱۰ من ۲۵ سیر۔

ن ۱۸ ½ سیر لیتے ہیں۔

مدرہ خوشہ و دانہ اسکا کنگنی کی مانند ہوتا ہے ۱ ½ من و ۲ ½ من ۵ ½ من۔ ۲ من

۲ سیر۔

مڈوہ۔ اسکا خوشہ ساتوان کی مانند ہوتا ہے اور اسکا دانہ سرسون کا سا لیکن

سرخ دانے کچھ سفید دانے ہوتے ہیں ۱۱ ½ من و ۹ من ۲ ½ من۔ ۳ من لیتے ہیں

دریا۔ باقلے کی مانند ہوتا ہے مگر اس سے کچھ چھوٹا ۱۰ ½ من و ۷ ½ من و ۷ ½ من

۱ ½ من۔ ۱ من ۲۰ ½ سیر

کوری۔ سرسون کی مانند۔ مگر اس سے زبون ۷ ½ من و ۵ ½ من و ۳ ... من

۱ من ۹ ۲ سیر لیتے ہیں۔

قلت۔ مسور کی مانند کچھ سیاہ زیادہ اسکا پانی اونٹ کو فائدہ مند ہوتا ہے پتھر

کو اس سے تر کرتے ہیں تو اسکا ٹوٹنا آسان ہوتا ہے۔ ۱۰ ½ من ۸ ½ من ۵ ½ من

۲ من ۲۰ ½ سیر۔

برنج۔ ساتوان کی مانند۔ مگر اس سے سفید زیادہ ہوتا ہے ۲ ½ من ۵ ½ من

۳ ... من۔ ۱ من ۲۹ سیر مزد پاسبانی کی بازخواست ہیں بعض جگہ پاؤ سیر گھٹا

دیتے ہیں و بعض جگہ بڑھا دیتے ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

[illegible]

[illegible] من ۱۱ سیر

[illegible] ۹ من و ۲۱ و ۹ من - ۲ من لیتے ہیں -

کال دکنگنی کی ۲ ½ من ۵ ½ سیر ۲ ¾ من ۱ من ۹ و ۲ سیر لیتے ہیں -

لہنیا - سرسون کی قسم لیکن سرخی مائل ہوتا ہے ۲ ½ من ۵ ½ من ۲ ¾ من ۱۰ ½ من
اور ان اکثر ریتیلے زمین ہوتا ہے - ۱۴ من و ۲۳ ½ ۱ من ۱۰ من ۱۵ سیر
۲ من ۱ ½ سیر لیتے ہیں [illegible]

بجرہ خوشہ و دانہ اسکا کنگنی کی مانند ہوتا ہے ۱ ½ من و ۲ ½ من ۵ ½ من ۳ من
۲۳ سیر -

سٹ ورہ - اسکا خوشہ سانوان کی مانند ہوتا ہے اور اسکا دانہ سرسون کا سا لیکن
کچھ سرخ دانے کچھ سفید دانے ہوتے ہیں ۱۱ ½ من و ۹ من و ۲ ½ من - ۳ من لیتے ہیں

کریا - باقلے کی مانند ہوتا ہے مگر اس سے کچھ چھوٹا ۱۰ ½ من و ۲ ½ من و ۲ ½ من
۵ ½ من - ۱ من ۲ ½ سیر

کودری - سرسون کی مانند - مگر اس سے زبون ۲ ½ من و ۵ ½ من و ۲ ¾ من
۱ من ۲ سیر لیتے ہیں -

کلت - مسور کی مانند کچھ سیاہ زیادہ اسکا پانی اونٹ کو فائدہ مند ہوتا ہے بعض
گھوڑوں کو اس سے تر کرتے ہیں تو اسکا ملنا آسان ہوتا ہے ۱۰ ½ من ۲ ½ من ۵ ½ من
۲ من ۲۰ ½ سیر -

برتی - سانوان کی مانند - مگر اس سے سفید زیادہ ہوتا ہے ۲ ½ من ۵ ½ من
۲ ¾ من - ۱ من ۲ و ۲ سیر [illegible] اسباب [illegible] کی درخواست ہیں [illegible] سیر [illegible]
دیتے ہیں [illegible] بیان ہوا -

نیل و کوکنار و پان و زرد چوب و سنگھاڑہ و سن و کچالو و کدو و حنا و خیار و بادرنگ و تخم
و تربوز و دک و کریلہ و کنگرو و ٹینڈسی و کچرہ کو ربیع نہین قرار دیتے اور ان پر نقدی کا دستور العمل
ہے اسی مین سی پروئی کی کھیتی مثل نو بیج کی جمع لی جاتی ہی۔

بادشاہ نے بنگال مین جو نوازش کی اسکا بیان اوپر ہوا جہات مین ایک سوان حصہ
معاف کر دیا اور بیسوان حصہ قرار دیا۔ دو فیصدی مین ادھی پٹواری کو اور ادھی قانونگو
کو دینا ٹھیرا۔ پٹواری کسانون کی طرف سی ہوتا ہے جو گاؤن کا خرچ و دخل لکھتا ہے
اور کوئی گانو ایسا نہین ہوتا جسمین وہ نہ ہو قانونگو کشاورزون کی پناہ ہوتا ہے
اور ہر پرگنہ مین ایک ہوتا ہے اس زمانہ مین قانونگو کا حصہ موقوف کر دیا گیا ہے اور
خدمت گزاری کی شرط مین تین طرح کی تنخواہ اسکی مقرر ہوئی ہی اول ماہوارہ پچاس
روپیہ دوم ۳۰ روپیہ سوم ۲۰ روپیہ اور اسی کے موافق جاگیرین ہوتی ہین ایسا
آئین تھا کہ شقدار نے گماشتے و کارکن آئین ہر روزہ ۵ دام ضابطانہ لے لیتے
بشرطیکہ ربیع مین ۲۰۰ بیگہ سے کم اور خریف مین ۲۵۰ بیگہ سے کم نہ ناپتے بادشاہ نے
یہ بخشش کی کہ اسکی جگہ ہر بیگہ پیچھے ایک دام مقرر کر دیا۔

پہلی وجوہات جو محصول ہندوستان کی برابر تھی بادشاہ نے ایزدی شکرانہ مین
معاف کر دیئے جیسے کہ جزیہ و میر بحری کر (یعنی گروہ گروہ آدمی جو معابد مین حاضر
ہوتے ان مین ہر ایک سے کچھ لیا جاتا) و گاؤ شماری و شتر درختی۔ پیش کش۔ قرق
اقسام پیشہ ور۔ دار و غگانہ۔ تحصیلداری۔ و فوطہ داری۔ سلامی۔ وجہ کرایہ
خریطہ صرافی۔ حاصل بازار۔ نخاس۔ سن۔ کنبل۔ روغن۔ ادھوڑی۔ کیالی و
وزانی قصابی۔ دباغی۔ قماربازی۔ قنقلہ۔ ساوری۔ راہ داری۔ پگ۔
(دستار کی عوض مین کچھ لیتے) دودی (جو شخص آگ روشن کرے وہ کچھ دے)
رسم نخاسہ (جو چیزین بیچین یا خریدین ہر ایک مین سی کچھ لیا جائے) تکی (مشورہ اس سے
بنا ہین)۔ و بلکٹی (یعنی کھیت کاٹنے کی اجازت جو کسان کو دیتے اس سے کچھ زر لیتے)

بنی - نمد - چونہ گری - حماری - دلالی - ماہی گیری - حاصل درخت ال اس
طائفہ کی اصطلاح مین جسکو سائر جہات کہتے تھے ان سبکو بادشاہ نے بخشدیا۔
(۱۴) بارش کی کثرت سے و سیلاب کی شورش سے جس زمین مین کھیتی نہ ہوتی اور اسکے بوئے
جوتنے مین کسانون کو مشکل پڑتی تو اسکے لئے یہ دستور مقرر ہوا کہ انسے سال اول مین دو
پنجوین حصے اور دوسرے سال مین تین پانچوین و چوتھی سال مین چار پانچوین بدستور
لئے جائین اور جگہ کے اندازہ کے موافق نقد یا جنس طلب کیا جا۔ بعد ازان سال سوم مین ½
حصہ یا بیگے ر رکھ ایک دام زیادہ کرے۔
(۱۵) چونکہ سیلابی ہونے سے اس زمین کا حال مختلف رہتا ہی اس لئے یہ حق شاہی مقرر
ہوا کہ ربیعی۔ گندم سیلابی مین سال اول مین بیگہ سے آدھ من دوم مین ایک من سوم
مین دو من چہارم مین تین من اور پنجم مین بدستور اور اسی طرح اور اناج کے لئے دستور مقرر
اسطرح کی زمینون مین کشاورز کو اختیار تھا کہ نقد یا غلہ دے جسمین اسکو آسانی ہو
(۱۶) اسن کوہ و سیلابی پرگنات سنبل و بھرائچ مین بنجر نہین ہی۔ سیلابون مین خاک اتنی نئی
جاتی ہی کہ پولج سے اس مین زراعت آسان ہوتی ہی اور زیادہ پیدا وار ہوتا ہی بادشاہ
اس زمین کو پولج کی برابر شمار کرتا ہی۔ ...... کشاورز کے اختیار مین امر تھا کہ
چاہے کنکوت یا بھاولی جمع کراکے مال ادا کرے۔
ہمیشہ کار دان پٹے اور ملک کے نرخنامے لیتے اور بہت غور کرکے غلہ کی قیمت
مقرر کرتے زمین پولج پر جسکا دو ہزار ہوا نرخ قرار دیتے مگر اب سال ششم الہی سنہ ۹۶۸
ہجری سے ۱۹ سال تک نہایت کاوش سے نرخنامے جمع کئے گئے اور ان کی جد ولین بنائی
گئین اور ہر سال پر ہندسہ کا نشان کیا گیا اور اوسط کے موافق نرخ قرار دے کر غلہ کی
قیمت لیجاتی۔ اگر کسان زر نقد نہ دیتا تو غلہ لے لیا جاتا اور بازار کے بھاؤ بیچڈالا
جاتا۔
(۱۷) بادشاہ کی آغاز سلطنت مین یہ دستور تھا کہ ہر سال کار دان نرخون کو دریافت

کرکے پادشاہ پاس لاتے اور ربیع جنس اور اسکی قیمت مقرر کرکے جمع مقرر کرتے جسمین بہت
رنج اوٹھانا پڑتا - مگر جب خواجہ عبدالمجید آصف خان وزارت سے سربلند ہوا تو جمع
ولایت رقمی ہوتی جو کچھہ دل مین آتا - قلم سے جمع بڑھا دی جاتی - اس سبب سے کہ ملک
فراخ نہ تھا اور خدمت گذار نوکرون کا ہر وقت عروج ہوتا جاتا تھا تو ان کی
رشوت ستانی اور غرض پرستی سے جمع کم و بیش ہوتی رہتی تھی - مگر جب یہ خدمت
مظفر خان اور راجہ ٹوڈرمل کو سپرد ہوگئی تو سنہ ۱۵ الٰہی مین قانون گویون سے
ملک کی تقسیمات دریافت ہوئین محصول کو قیاس و تخمینہ سے مقرر کرکے ایک تازہ
جمع مقرر ہوئی - دس قانون گو مقرر ہوئے کہ وہ خود قانون گویون سے کاغذات
لے کر دفتر خانہ مین سپرد کرین - اگرچہ پہلے کی نسبت اس سے کچھہ رشوت وغیرہ کا
انسداد ہوا مگر الٰہی حاصل کی راہ دور تھی اب ملک بہت فراخ ہو گیا تھا - ہر سال
بہت سی ارج شناسی کی تلاش مین تکلیف ہوتی تھی اور دیر مین سامان بہم پہنچتا اسی
طرح طرح کی خرابیان پیدا ہوئین کہ مزارع و دہاقین فزون خواہی سے فریاد کرتے
اور اقطاع دار زر بقایا کی نالش کرتے - پادشاہ نے ان برائیون کے دور کرنے
کے لیئے علاج کیا کہ جمع دہ سالہ مقرر کی جس سے خلقت آسودہ اور سپاس گذار ہوئی
سنہ ۱۵ الٰہی سے سنہ ۲۴ تک محصول دہ سالہ کو جمع کیا اور اسکا دسوان حصہ ہر سال کے
لئے جمع مقرر کیا گیا سنہ ۲۰ سے سنہ ۲۴ تک تحقیق کے ساتھ جمع دریافت ہوئی اور باقی
پانچ سال کی جمع راستی منشون کی گذارش پر مقرر ہوئی - ہر سال مین جنس کا مل اعتبار کیگئی
غرض بندوبست دہ سالہ ہوا ہی -

احوال دوازدہ صوبہ

ابوالفضل نے لکھا ہی کہ سنہ ۴۰ الٰہی مین پادشاہ کی قلمرو مین ۲۷۳۷ قصبے اور ایک سو
پانچ سرکارین تھین جب جمع دہ سالہ یعنی بندوبست دہ سالہ ہوا تو سالانہ ملک کی
آمدنی تین ارب ۶۲ کرور ۹۷ لاکھہ ۵۵ ہزار ۲۴۶ دام تھی اور بارہ لاکھ برگ تنبول

بادشاہ نے ملک کے بارہ حصے کئے اور ہر ایک کا نام صوبہ رکھا اور اسکو کسی ملک و شہر کے نام سے موسوم کیا جنکی تفصیل یہ ہے (۱) الہ آباد (۲) آگرہ (۳) اودھ (۴) اجمیر (۵) احمد آباد (۶) بہار (۷) بنگالہ (۸) دہلی (۹) کابل (۱۰) لاہور (۱۱) ملتان (۱۲) مالوہ - جب برار و خاندیس و احمد نگر فتح ہو گئے تو یہ تین چھوٹے صوبے اور زیادہ ہو کر پندرہ صوبے ہو گئے -

نمبر	نام صوبہ	محصول زمین داموں میں	محصول زمین حال کے روپیہ میں
۱	الہ آباد	۲۱۲۴۳۷۱۱۹	۵ ۳۱۰۶۶۷
۲	آگرہ	۵۴۶۲۵۰۳۰۲	۱۳ ۶۳۶۲۵۷
۳	اودھ	۲۰۱۷۵۸۱۷۲	۵ ۰۴۳۹۵۴
۴	اجمیر	۲۸۰۶۱۳۷۹۶۸	۷ ۱۵۳۴۴۹
۵	گجرات (احمد آباد)	۴۳۶۸۰۲۳۰۱	۱۰ ۹۲۴۱۲۲
۶	بہار	۲۲۱۹۸۹۴۰۴	۵ ۵۴۷۹۸۵
۷	بنگال	۵۹۸۴۵۹۳۱۹	۱۴ ۹۶۱۴۸۲
۸	دہلی	۶۰۱۶۱۵۵۵۵	۱۵ ۰۴۰۳۸۸
۹	لاہور	۵۵۹۴۵۸۴۲۳	۱۳ ۹۸۶۴۶۰
۱۰	ملتان	۳۸۴۰۳۰۵۸۹	۹ ۶۰۰۷۶۴
۱۱	مالوہ	۲۴۰۶۹۵۰۵۲	۶ ۰۱۷۳۷۶
۱۲	کابل اور متمم کے سکے جنکی تحویل ہندوستانی داموں میں کی گئی	۳۷۲۷۱۷۷۸۶ ۵۰۱۲۳۲۰۰	۸۰۷۱۰۲۴

محصول زمین حال کے روپیہ مین	محصول زمین قریہ اموتی بیا	نام صوبہ	نمبر
	۴۶۱۲۵۵۷۸۲۰	پرانے صوبون کی جمع۔	
۱۷۳۷۶۱۱۱۷۱	۴۶۹۵۰۴۴۶۸۲	برار	۱۳
۷۵۶۳۲۳۷	۳۰۲۵۲۹۴۸۸	خاندیس	۱۴
+	کچھ نہین لکھا۔	احمد نگر	۱۵
۱۶۵۶۲۸۴	۶۶۲۵۱۳۹۳	ٹھٹھہ (سندھ)	۱۶
۱۳۳۸۲۸۵۵۲	۱۰۶۳۱۲۵۵۶۳	نئی صوبون کی جمع۔	
	۵۶۷۶۳۸۳۳۸۳ = ۲۸۳۸۱۹۱۶۹ روپئے۔	کل جمع۔	

نظام الدین احمد نے اپنی طبقات اکبری مین یہ لکھا ہے کہ ہندوستان کا طول خشتان بدخشان کی سرحد ہندو کوہ سے اڑیسہ تک جو بنگال کی سرحد پر ہے مغرب سے مشرق تک ۱۶۸۰ الہی کوس ہی اور اسکا عرض کشمیر سے لیکر بروج کے پہاڑون تک جو سورت اور گجرات کی سرحد پر ہین ۸۰۰ کوس الہی اور دوسرے طور سے یون بیان کیا جاتا ہی کہ کوہستان کمایون سے دکن کی حدود تک ۱۰۰۰ کوس الہی کوس۔ بالفعل سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین ہندوستان مین ۳۲۰۰ قصبے جنمین ۱۲۰ بڑے شہر ہین اور پانچ لاکھ دیہات ہین جنکی آمدنی ۶۔ ارب چالیس کروڑ ٹنگہ ہین اس مختصر مین ان شہرون کے نام لکھنی کی گنجایش نہین ہے اونکو مین حروف ابجی کی ترتیب سے جدا لکھونگا معلوم نہین کہ اسنے لکھے یا نہین۔

زمین کا محصول سنہ ۱۵۹۴ع ساڑھے سولہ کروڑ روپیہ قیصری تھا اور اکبر کی وجات کے وقت سترہ کروڑ پینتالیس لاکھ روپیہ اور کل آمدنی ۳۲ کروڑ روپیہ کی اور خرچ سپاہ کے لیے یعنی بومی کے لئے دس کروڑ روپیہ لیا جاتا تھا۔ کل آمدنی بیالیس کروڑ روپیہ قیصری کی

بادشاہ کے باقی حالات

بادشاہ کی بیویان

تاریخون مین بادشاہ کی آٹھ بیویون کا ذکر آیا ہے اول سلطان رقیہ بیگم جو مرزا ہندال کی بیٹی تھی وہ آگرہ مین ۸۴ برس کی عمر مین ۷ جمادی الاول سنہ کو اس دنیا سے سدھاری وہ شہنشاہ اکبر کی زن کلان یعنی پہلی بیوی تھی اسکے کچھ اولاد نہین پیدا ہوئی - اسلئے بادشاہ نے جب شاہزادہ خرم (شاہجہان) پیدا ہوا تو اسکو اس بیگم کے حوالہ کیا اور اسی نے اس شاہزادہ کو پالا پوسا اور تربیت کیا - شیر افگن خان کے مرنے کے بعد نورجہان اس بیگم کے پاس رہتی تھی - دوم سلطان سلیمہ بیگم تھی وہ بابر کی بیٹی گلبدن بیگم اور مرزا نورالدین محمد کی بیٹی تھی - ہمایون نے اسکا نکاح بیرام خان کے ساتھ ٹھیرایا تھا جو اکبر کی ابتدا سلطنت مین ہوا - بعد بیرم خان کے مرنے کے بادشاہ نے خود سنہ ۹۶۸ مین اس سے نکاح کیا - ۱۰ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۱ کو اسنے انتقال کیا - وہ شاعرہ تھی مخفی اس کا تخلص تھا یہی تخلص اورنگ زیب کی بیٹی زیب النسا کا بھی تھا جسکا دیوان مخفی چھپا ہوا ہے - سوم راجہ بہاری مل کی بیٹی اور راجہ بھگوانداس کی بہن کی شادی بادشاہ سے سانبھر مین سنہ ۹۶۸ مین ہوئی - چہارم عبدالواسع کی حسین بیوہ سے بیاہ سنہ ۹۷۰ مین ہوا - پنجم جودہ بائی یعنی جودھپور کی رانی جہانگیر کی ماں تھی اوسکا نام تاریخون مین نہین بیان ہوا - مگر بادشاہ کی والدہ مریم مکانی پاس رہتی تھی اور مریم زمانی کہلاتی تھی سنہ ۱۰۳۲ مین اسکا انتقال ہوا تزک جہانگیری مین اسکی نسبت لکھا ہے کہ امید کہ اللہ تعالی ایشان را غریق بحر رحمت خویش گرداناد گو وہ ہندنی تھی جسکا دوزخ مین جانا مسلمانون کے نزدیک ضرور تھا مگر وہ جہانگیر کی مان بھی تھی اس لئے وہ دوزخ مین کیونکر جاسکتی تھی اسلئے خدا سے یہ امید کی گئی - ششم شادی بی بی جس سے دو لڑکیان پیدا ہوئین - ہفتم عبداللہ خان مغل کی بیٹی - سنہ ۹۶۲ مین نکاح ہوا - ہشتم میران مبارک شاہ خاندیس کی بیٹی -

اولاد بادشاہ

بادشاہ کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیان تھین انمین سے حسن حسین توام پیدا ہوئے اور ایک مہینہ جی کر مر گئے - پھر شاہزادہ سلیم پیدا ہوا جنکی ولادت کا حال ہم اوپر بیان کیا

خواصون وہ خدمتگارون مین ایک سے پادشاہ کی بیٹا مراد پیدا ہوا۔ وہ
کوہستان فتحپور مین پیدا ہوا تھا۔ اسکو پادشاہ پہاڑی کہتا تھا۔ جب وہ دکن کی تسخیر کو
گیا ہے تو ناجنسون کی صحبت سے شراب خواری کی کثرت سے ۳۰ سال کی عمر مین
جالناپور کی نواح مین رحمت حق سے پیوستہ ہوا۔ حلیہ اسکا یہ ہو کہ سبز رنگ۔ لاغر اندام
قد بدرازی مائل اسکے اوضاع سے تمکین و وقار ظاہر اور اسکے اطوار سے شجاعت و
مردانگی باہر۔ ۳ محرم ۹۷۸ھ کو پیدا ہوا اور ۱۰۰۷ھ مین مرگیا اسکی ایک بیٹی تھی جسکی
شادی جہانگیر نے اپنے بیٹے پرویز سے کی۔

۲ چارشنبہ جمادی الاول ۹۷۹ھ کو ایک اور خواص سے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام
دانیال اس سبب سے رکھا کہ وہ اجمیر مین خواجہ معین چشتی علیہ الرحمۃ کے مجاورون مین
سے شیخ دانیال کے گھر مین پیدا ہوا تھا جب شاہزادہ مراد کا انتقال ہوا۔ تو
شاہزادہ دانیال کو دکن کی تسخیر کے لیے پادشاہ نے بھیجا تھا اور اسکے بعد خود بھی دکن
روانہ ہوا تھا جسکا مفصل حال مہمات دکن مین بیان ہوا کہ پادشاہ نے جب دار الخلافہ
کو مراجعت کی ہو تو ولایت دکن دانیال کو سپرد کی ہو اسنے بھی اپنے بھائی مراد کا طریقہ ناپسندیدہ
مے خواری کا اختیار کیا جب باپ کو اس بادیہ پیمائی کی خبر ہوئی تو اس نے
خانخانان کو فرمان بھیجا کہ جس طرح ہو سکے اس بلاے جان ستان سے شاہزادہ کو
بچاوے خانخانان نے شراب بندی کی اور ان تبہ کارون کو جو مخفی شاہزادہ کو شراب پہنچاتے
تھے قید کرکے انکی خوب لتکوب کی۔ جہانگیر نے شاہزادہ دانیال کی وفات کا حال
یہ لکھا ہو کہ دانیال کو بندوق و شکار کا بہت شوق تھا اور اپنی تفنگون مین سے ایک کا
نام اسنے یکہ و جنازہ رکھا تھا اور یہ بیت اپنی تصنیف سے اوسپر نقش کرائی تھی

از شوق شکار تو شود جان تر و تازہ — بر ہر کہ خورد تیر تو یکہ و جنازہ

جب باپ کے حکم سے شراب بالکل مسدود ہوئی تو مرزا نے اپنے نزدیک کے خدمتگارون
کو بہ اصرار بلکہ بنہایت زاری سے کہا کہ جس طرح ممکن ہو میرے لیے لاؤ اس نے

اوسنے مرشد علی تفنگچی کو فرمایا کہ اسی تفنگ یکہ و جنازہ کی نال مین شراب ڈال کر لا۔ اوس بے وقوف
نے تفنگ مین جو مدت سے باروت اور اسکی بو مین پرورش یافتہ تھی عرق دو آتشہ بھرا
جسمین لوہی کا زنگ بھی تحلیل ہو کر آمیختہ ہوا اسکی پیتے ہی دانیال کا انتقال ہوا

کسے باید کہ فالے بد نہ گیرد + وگر گیرد برائے خود نگیرد + + +

دانیال چالیس روز تک بستر پر سے نہ اوٹھ سکا مگر شراب نہ چھوڑی جس دن شراب
نہ ملتی وہ زندہ رہنے کو مرنے سے بدتر سمجھتا اور بیماری کا کچھ خیال نہ کرتا سچ ہے مصرع
حریص بادہ کجا فکر درد سر دارد + دانیال جوان خوش قد اور نہایت خوش
ترکیب اور خوشنما تھا۔ گھوڑے اور ہاتھی کا ایسا شوقین تھا کہ جب سنتا کہ کسی
پاس اچھا گھوڑا اور عمدہ ہاتھی ہی تو اسکو لیئے بغیر نہین رہتا نغمہ ہندی سے میلان رکھتا
تھا اور کبھی کبھی اہل ہند کی زبان اور محاورہ مین شعر کہتا وہ بد نہ ہوتا۔ ۳۳ سال
۶ ماہ اس دیر فنا مین بادۂ زندگی پیا۔ ۲۸ شوال سنہ ۱۰۱۳ پھر خمار مرگ مین گرفتار ہوا۔
سنہ ۱۰۰۲ کی ابتدا مین دانیال کی شادی قلیج خان کی بیٹی سے ہوئی اور سنہ ۱۰۰۶
کے آخر مین خانخانان کی بیٹی خانخانان بیگم سے بادشاہ نے نکاح پڑھا کر دکن اسکے
ساتھ بھیجا تھا۔ بیجاپور کے بادشاہ عادل شاہ کے بیٹی کے ساتھ نکاح کا حال اوپر پڑھ چکے
اسکے تین بیٹے تھے اول طہمورث دوم ہوشنگ۔ سوم بالسنغر اور چار لڑکیاں تھین
اول سعادت بانو۔ دوم بولاقی بیگم جو دختر قلیج خان سے پیدا ہوئی تھی سوم ماہی بیگم
ہمشیرہ ہوشنگ۔ چہارم برہانی بیگم خواہر طہمورث طہمورث کی جہانگیر کی بیٹی سلطان بیگم
سے اور ہوشنگ کی خسرو کی بیٹی ہوشمند بانو بیگم سے شادی ہوئی تھی جہانگیر کے مرنے
کے بعد طہمورث اور ہوشنگ کو آصف خان نے مار ڈالا تھا۔ سلطان دانیال اپنی بیوی
خانخانان بیگم کو بہت چاہتا تھا یہ بیوی بھی ایسی وفادار تھی کہ خاوند کے مرنے کے بعد
جینا نہین چاہتی تھی مگر خودکشی بھی نہین کرسکتی تھی اس لئی خاوند کا سوگ تا دم مرگ ایسا
ہی تازہ رکھا کہ وہ ابھی مرا ہے۔

شہنشاہ اکبر بیٹون کی طرف سے بدنصیب تھا - ۲۸ برس کی عمر تک کوئی بیٹا جیتا نہین پھر تین بیٹے ہوئے تو انمین سے دو مراد اور دانیال جوان مرگ ہوئے - جس سے اسکے دل پر داغ لگے تیسرا بیٹا سلیم جو زندہ رہا اُس نے اپنے کوتکون سے باپ کی زندگی کو آخر عمر مین تلخ کیا -

اولاد بیٹیان

بادشاہ کے تین بیٹیان تھین ایک شہزادہ خانم جو سلیم سے تین مہینے بعد ۹۷۷ھ مین پیدا ہوئی دانیال کے تولد ہونے کے بعد بی بی دولت شاد سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اسکا نام شکر النساء بیگم رکھا گیا اوس نے باپ کے پاس ہی پرورش پائی تھی اس مین نیک ذاتی اور عام خلائق کے ساتھ رحمدلی فطرتی اور جبلی تھی اپنے ایام خردسالی سے وہ جہانگیر سے ایسی بے اختیار محبت رکھتی تھی کہ بہن بھائیون مین کمتر ہوتی ہے - دستور ہے کہ لڑکیون کی چھاتی مین سے اول دودھ نکالتے ہین اور ایک قطرہ شیر اس مین سے نکلتا ہے - جب اس بہن کی چھاتی مین قطرہ شیر نکالا تو باپ نے جہانگیر سے فرمایا کہ بابا اس شیر کو پی کہ حقیقت مین یہ تیری بہن بجاے مان کے ہوجاے جہانگیر لکھتا ہے کہ خدا گواہ ہے کہ جس روز سے مین نے یہ قطرہ شیر پیا تو علاوہ بہن پنے کی محبت کے مجھے اس سے وہ الفت ہوگئی تھی جو اولاد کو مان کے ساتھ ہوتی ہے اسکی شادی مرزا شاہرخ سے ہوئی تھی بعد ازان کچھ مدت کے بعد بی بی دولت شاد سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اسکا نام آرام بانو بیگم رکھا گیا - اسکے مزاج مین گرمی و تندی تھی - باپ کو وہ ایسی عزیز تھی کہ اس کی بے ادبیان بھی باپ کو غایت محبت کے سبب سے بری نہ معلوم ہوتی تھین ان کی شرح بھی وہ ایسی کرتا تھا کہ ادب مین وہ داخل ہوجاتی تھین اسلئے جہانگیر کو وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میری اس لاڈلی بیٹی سے ایسا سلوک کرنا جیسا مین کرتا ہون اس کی بے ادبیون اور شوخیون پر کچھ خیال نہ کرنا - وہ چالیس برس کی عمر مین اسہال کے مرض مین مبتلا ہوکر دنیا سے انتقال کر گئی

حلیہ بادشاہ

بادشاہ کا حلیہ جہانگیر کی توزک جہانگیری مین یہ لکھا ہے کہ قد بلند بالا کی حد وسط مین گندم گون چشم و ابرو سیاہ - صباحت سے ملاحت زیادہ - شیر اندام - کشادہ سینہ - دست و بازو دراز - پرہ بینی کی بائین طرف آدھے چنے کی برابر مسّہ نہایت خوش نما جسکو ارباب علم قیافہ

دولت عظیم اور اقبال جسیم کی علامت جانتے ہین۔ آواز نہایت بلند۔ تکلم و بیان نمکین اہل عالم سے
وہ اوضاع و اطوار مین مناسبت نہین رکھتا تھا بلکہ فرۂ ایزدی اُس سے ظاہر ہوتا تھا۔
بادشاہ ایسا قوی تھا کہ بہت کم بیمار ہوتا اور اگر کبھی ہوتا تو جلد تندرست ہوجاتا۔ کئی دفعہ
شکار کرنے مین اسکے جسم پر ضربین لگین مگر وہ اچھی ہوگئین ایک دفعہ دکہن مین ۱۰۰۹ھ مین
ایک کفتار نمودار ہوا۔ اس سنگلاخ مین بادشاہ نے اسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا۔ گھوڑا
سر کے بل گرا۔ بادشاہ کا مُنہ پتھرون پر لگ کر زخمی ہوا وہ خود کھڑا ہوا اور اپنے زخمون
کو باندھا۔ یہ زخم حکیم علی نے ہندوستانی تیلون کو ملکر اچھے کئے۔ اسنے زخمون کو اچھا
ہونے کا انتظار نہین کیا اور اپنا دورہ شروع کیا۔ سکھپال مین سفر کیا۔
ایکدفعہ بادشاہ ہرنون کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ ایک ہرن دوڑکر بادشاہ کی طرف سینگ
کر کے آیا۔ بادشاہ نے اسکے دونو سینگ اپنے ہاتھ سے پکڑ لئے جسسے اسکے فوطون مین خراش
آئی پھر آفتابہ کی ٹھیس سے اُنپر آماس ہوا۔ ایک ماہ بیس روز مین اچھا ہوا اور غسل صحت کا
جشن ہوا طرح طرح بخشش و بخشایش ہوئی اور قیدیون کی رہائی ہوئی مفلسون کو زمینین
دی گئین۔
بادشاہ کے روبرو ہر روز پہلوان لڑتے تھے ایک دفعہ جگ سوبھا و ہیبت دو پہلوان
کُشتی لڑتے تھے کہ ہیبت نے اپنے حریف کی انگلیون کو چیر ڈالا۔ بادشاہ نے اسکے ایک گھونسا
ایسا مارا کہ وہ بیہوش ہوگیا۔
بادشاہ کے سفرون کا حال تمنے پڑھا کہ وہ اپنی قلمرو مین دور دور کے مقامون مین
دو دو تین تین دفعہ سخت موسمون مین گیا۔ کابل دو دفعہ کشمیر تین دفعہ گجرات دو دفعہ
بنگالہ بہار و مالوہ وغیرہ مین گیا۔ یہ اسکے قوائے جسمانی کی خوبی تھی کہ ان سفرون مین اسکو
کبھی تکان نہ ہوا۔
شہنشاہ اکبر لڑکپن مین نوشت خواند سے دل چراتا تھا اور مکتب سے چھپتا تھا۔ ایام طفلی
مین علم سے بے بہرہ رہا۔ بڑی عمر مین لکھنے پڑھنے سے ماہر ہوا اس کے پڑھنے کی کتابین

مدتون تک اسکی اولاد نے تبرکاً اپنے پاس رکھین۔ گو وہ علم کے اعتبار سے امی تھا مگر اسکو ارباب علم کی مصاحبت کا شوق ایسا تھا کہ علما کبار اسکو چارون طرف سے گھیرے رہتے تھے وہ انکے دائرہ کا مرکز بنا رہتا۔ ان کی باتین اور مباحثے سُننے سے اور اپنی خداداد ذہانت اور جودت طبیعت سے ایسا صاحب استعداد ہوگیا کہ جب علمی مجلسون مین وہ سخن آرائی اور نکتہ پیرائی کرتا تو کبھی اسپر بے علمی کا گمان نہ ہوتا نظم ونثر کے دقائق کو وہ خوب سمجھتا تھا۔ ایکدن اسکی مجلس آراستہ تھی کہ اس مین یہ شعر پڑھا گیا ؎

دم مسیحا یار و خضر شش رہنما و ہمعنان یوسف * فغانی آفتاب من بدین اعزازمی آید

اس شعر کو سُنکر بادشاہ نے فرمایا کہ آفتاب کی جگہ شہسوار بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اسیطرح ایک اور دن مُلّا طالب اصفہانی کی یہ رباعی بادشاہ کے سامنے پڑھی گئی جو اسنے حکیم ابوالفتح کے مرثیہ مین اور حکیم ہمام کے آنے کی تہنیت مین لکھی تھی۔

	رباعی	

ہر دو برادر ہم دمساز آمد		اوشد بسفر وین زسفر باز آمد
او رفت بدنبالہ او رفت عمر		وین آمد و عمر رفتہ ام باز آمد

تو اس نے فرمایا کہ دنبالہ کا لفظ دل مین کھٹکتا ہے اگر مصرعہ یہ ہو تو خوب ہو ع
او رفت و در رفتنش مرا عمر رفت۔ سخن شناسون نے اس اصلاح کی داد دی ؎

چو شاہنشہا دوربینی کند	بدانشوران ہم نشینی کند
کسانے کہ دانا دلی خواستند	بدانا دلان مجلس آراستند

بادشاہ علم کا قدرشناس بڑا تھا اُس نے اپنی اولاد کی تعلیم کے لیئے بڑے بڑے منتخب عالم مقرر کیئے۔ سلطان سلیم کا معلم مولانا میر کلان کو اور سلطان مراد کا استاد ابو الفیض فیضی کو اور سلطان دانیال کا سعد خان کو مقرر کیا تھا۔

اب ہم شہنشاہ اکبر کے مقولات کو نقل کرتے ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا دماغ کیسا روشن تھا اور اسکے کیسے خیالات بلند فلسفیانہ تھے انکے پڑھنے سے آدمی کی عقل کی

اولاد کی تعلیم و مقولات شہنشاہ اکبر

افزائش ہوتی اور نیکی کی طرف ہدایت ہوتی ہی۔ یہ سارے مقولے اس کے فرمائے ہوئے ہین۔ ہر مقولہ کے اول یہ الفاظ لگالو کہ وہ فرماتا ہے۔

(۱) آفریدہ کو آفرینندہ کے ساتھ وہ پیوند نہین کہ کوئی اسکو بیان کرسکے۔

(۲) قاعدہ ہی کہ ہر چیز کی ایک خاصیت ہوتی ہی جو اسکی ذات سی الگ نہین ہوتی ہی۔ دل کی بھی ایک خاصیت تعلق ہے جو اگر کبھی نہ کسی کے ساتھ دوستداری کا ہوتا ہے اور اسی پر اسکی خوشی و رنج کا مدار ہوتا ہی جو شخص کہ اپنی خوش نصیبی سے دنیا سے اپنے تعلقات کو دل سے اوٹھا دیتا ہی وہ خدا کی محبت سے تعلق پیدا کرتا ہے جسمین کچھ چون وچرا نہین ہی۔

(۳) اس پیوند خاص کے سوا مخلوق کی ہستی کا ظہور نہین ہوتا جو اس پیوند کو جان لیتا ہے وہی بلند پایہ ہوتا ہے۔

(۴) جو شخص اس پاک انتساب کی پاسبانی کا خوگر ہو جاتا ہی تو پھر کوئی شغل اوسکو اس سے باز نہین رکھتا۔

(۵) ہندنیون دریا تال۔ کنوئین سے گھڑون کو پانی سے بھر کر سرون پر کبھی کبھی اوپر تلے رکھتی ہین اور تیز چلتی ہین اور نشیب و فراز پر گذرتی ہین اور اپنی ساتھیون کے ساتھ باتین کرتی جاتی ہین مگر انکا دل گھڑون کی نگاہداشت مین لگا رہتا ہے۔ بس جبکہ عورتون کا حال گھڑون کے ساتھ یہ ہو تو پھر مرد کیون خدا وند کے ساتھ پیوند رکھتے ہین ان سے کم ہو۔

(۶) جس وقت کہ مجرد اور مادی کا پیوند معنوی استوار ہو جاتا ہے تو ایزد بیہمال کے ساتھ نفس ناطقہ کی پیوستگی کو کوئی الگ نہین کرسکتا۔

(۷) خائدہ یا زید۔ جو دوئی کے لئے دریوزہ گری مین ناحق تگاپو ہوتی ہے ہر چیز اپنے ضد سے پہچانی جاتی ہی اسلئے اس کو بھی دوست رکھ۔

(۸) عقل اسکو نہین قبول کرتی کہ دانستگی (جانتی) مین خدا کے فرمان کے خلاف نجر دی کوئی

کوئی کام کرے لیکن بعض آدمی ایسے ہین کہ وہ کتب سماوی کو نہین مانتے اور خدا کی ذات کو بے زبان سمجھہ کر اسکو حرف سرا نہین جانتے اور بعض انکے قبول کرنے مین تامل رکھتے ہین۔

(۹) سب پر یکسان خدا کا فیض جاری ہی لیکن بعض وقت کی نارسیدگی کے سبب سے اور بعض اپنی بے استعدادی کی وجہ سے کامروا نہین ہوتے۔ اس گفتار کی راستی کو کوزہ گر کے کردار سے دیکھہ سکتے ہین۔ کمہار اپنے سارے برتنون کو آوے مین یکسان گرمی پہنچاتا ہے انمین بعض برتن اپنے وقت کی نارسیدگی کے سبب سے اور بعض اپنی نااہلیت کی جہت سے خام رہتے ہین۔

(۱۰) ظاہری پرستش جسکو تو آئین الٰہی کہتے ہین وہ غافلون کے ہشیار کرنے کے لئے ہے ورنہ ایزدی نیایش دل سے ہوتی ہی نہ تن سے۔

(۱۱) بندگی کا اول درجہ اسکو حاصل ہوتا ہے جو امر نا ملائم کے پیش آنے سے تیوری مین بل نہ ڈالے اور طبیب کی کڑوی دوا سمجھہ کر شگفتہ روئی سے اسکو پی لے۔

(۱۲) خواب و بیداری مین بے صورت کو نہین دیکھہ سکتے مگر اسکے خیال کے غلبہ مین اسکی نمود ہوتی ہے۔ خواب مین خدا کے دیکھنے کے معنے یہی ہونگے۔

(۱۳) بہت سے خدا پرستون کو اپنی خواہش روائی پیش نظر ہوتی ہی نہ ایزد پرستی۔

(۱۴) سیاہ بالون کے سفید ہو جانے سے یہ امید پڑتی ہی کہ جیسی یہ سیاہی جسکا ازالہ کسی طور سے نہین ہو سکتا تھا دور ہو گئی ایسی ہی دل کی تیرگی دور ہو جائیگی اور بینش مین اجلا اور فروغ آجائیگا۔

(۱۵) ایک گروہ کہتا ہے کہ خدا کی مرضی کے برخلاف آدمی کام کر سکتا ہے اور اس بد طرز سے بازگشت کرنے مین اسکی رستگاری ہے دیگر آگاہ دل جانتا ہے کہ خدا کے فرمان سے کوئی سرتابی نہین کر سکتا اور اسی بات سے حکیمون نے رنجورون کے لئے دوائین تجویز کی ہین۔

(۱۶) ہر شخص اپنے حال کے اندازہ کے بقدر ایزدِ بیچون کا نام لیتا ہے ورنہ اُس بے نشان کا نام کہان ہی۔

(۱۷) اشتباہ کے دور کرنے کے لئے تسمیہ ہوتا ہی اور اسکی ذات قدسی مین راہ نہین پاتا

(۱۸) ایزد تو تا سب جگہ موجود ہی اسلئے خلا کے محال ہونے مین گفتگو عبث ہے (شاعرانہ مضمون ہی)

(۱۹) اہل عالم نے جن باتون کو نیکی یا بدی خیر و شر قرار دیا ہے وہ عنایت ایزدی کی نیرنگیان ہین انہین آدمیون نے یہ اختلاف پیدا کیا ہے۔

(۲۰) شیطان کو یہ جانتا کہ وہ برے کام کرنیوالا ہے اسکو خدا کا شریک بنانا ہے۔ اگر وہ راہ زن ہی تو اسکی رہ زدگی کس نے پیدا کی ہی۔

(۲۱) شیطان کی برائی ورستان سما یا رموز ہے کس کا مقدور ہے کہ خواہش ایزدی کے موافق کام نہ کرے۔

(۲۲) ایک کسان کے دل مین خدا طلبی کا درد پیدا ہوا اسکے پیر کو یہ معلوم ہوا کہ گائے سے اسکو بڑی محبت ہی تو اس نے اسکو ایک کوٹھری مین بند کیا اور فرمایا کہ گائے کے خیال کی ورزش کیا کر کچھ دنون کے بعد امتحاناً اُسے باہر بلایا تو وہ گائے کے خیال مین ایسا مستغرق تھا کہ اپنے تئین شاخدار سمجھ کر کہا کہ مجھے بڑی شاخین باہر آنے نہین دیتین۔ رہنمانے یہ نیک اندیشی دیکھ کر اسکو تدریج آگے بلند مرتبہ پر پہنچایا۔

(۲۳) انسان کی برتری گوہر خرد سے ہے اس لئے آدمی کو چاہیے کہ اسکی زنگ زدائی مین کوشش کرے اور اسکی فرمان پذیری سے سرتابی نہ کرے۔

(۲۴) ہر آدمی اپنی خرد کا مرید ہوتا ہے اگر خرد مین عمدہ تابش ہی تو وہ خود پیشوا ہی اور اگر وہ اپنی خرد کی تابش کو کسی اپنے سے زیادہ شائستہ کی مددی سے بڑھاتا ہے تو خود رہنما ہے۔

(۲۵) عقل بزرگی کی ستائش کی اور تقلید کی نکوہش کی اس سے زیادہ کیا حجت ہو سکتی ہے کہ اگر تقلید شائستہ ہوتی تو انبیا اپنے باپ دادا کی تقلید کرتے۔

(۲۶) بہت سے آدمی ایسے خرد بیمار ہوتے ہین کہ اپنے تئین تندرستی سے تنومند دکھاتے ہین مگر طبیب ہی انکی نقش پیشانی سے یہ بیماری پہچان جاتے ہین۔

(۲۷) جیسا آدمی کا بدن ناسازگاری سے بیمار ہوتا ہے ایسی ہی عقل بیمار ہوتی ہے شناسائی ایسی اسکی جاتی رہتی ہے کہ کسی دوا کو قبول نہین کرتا۔

(۲۸) عقل کی بیماری کا علاج اس سے بہتر کوئی نہین ہے کہ نیک آدمیون سے ملے جلے

(۲۹) آدمی کا پہچاننا نہایت ہی مشکل کام ہے ہر شخص اوسکو نہین کر سکتا۔

(۳۰) نفس باوجود گزیدہ ہونے کے طبیعت کی ہمنشینی سے اسی کا ہمرنگ اور اوسکا گوہر تابناک خاک پوش ہو جاتا ہے۔

(۳۱) جب آدمی کی عقل تاریک ہو جاتی ہے تو دل کا کام جس سے بہروزی ہوتی ہے وہ چھوڑ دیتا ہے اور بدن کی فربہی جس سے جان نزار ہوتی ہے نگاپو کرتا ہے

(۳۲) آدمی اپنے ہمنشین کے ساتھ صحبت کرنے سے اسی کا ہمخو ہو جاتا ہے اور اسمین بغیر اپنی خواہش کے بہت سی نیکیان اور بدیان پیدا ہو جاتی ہین

(۳۳) آدمی کے شعور کا آغاز جب ہوتا ہے تو وہ ہر وقت اپنا ایک رنگ دکھاتا ہے سرور سرا مین خوش۔ ماتم کدہ مین دلتنگ ہوتا ہے مگر جب اوسکی بینش بلند ہو جاتی ہے تو اندوہ و شادی اس سے کنارہ کرتے ہین۔

(۳۴) بہت سے آدمی اپنے خیال۔ کے پندار مین اور نقل کے خارزار مین اپنے تئین عقل کا پیرو جانتے ہین مگر غور سے دیکھو تو وہ عقل کے گرد بھی نہین گئے۔

(۳۵) بہت سے سادہ لوح تقلید پرست قدیمی باتون کو عقل کی باتون پر ترجیح دیتے ہین اور نقصان اوٹھاتے ہین۔

(۳۶) خرد و آز و خشم۔ کے سبب سے طرح طرح کے کردار و گفتار پیدا ہوتے ہین۔ اور

انصاف کی پردہ نشینی سے مخالف باتوں کی شورش ہوتی ہی۔
(۳۷) سوتا بھی مرنے کا نمونہ ہی جب آدمی سونے سے اوٹھے تو تازہ زندگانی کا شکریہ
بھیجے اور نیک خیالی اور ستودہ کرداری مین کوشش کرے۔
(۳۸) میرا دل چاہتا ہے کہ راستی و درستی کہ سب کی پیشگاہ مین شائستگی رکھتی ہے
کردار کی ہمدوش ہو۔
(۳۹) اول آدمی اپنے تئین آراستہ کرنے مین کوشش کرے اور پھر دانش اندوزی پر
متوجہ ہو تو امید ہی کہ آگہی کا چراغ روشن ہو اور اختلاف کی شورش بیٹھ جاے۔
(۴۰) مجھے افسوس ہی کہ میری جوانی شائستگی کے ساتھ نہین گذری مگر آیندہ امید
ہی کہ برگزیدگی کے ساتھ بسر ہو۔
(۴۱) عادت و رسم کے خلاف کام کرنے سے عام آدمیون کا دل آزردہ ہوتا ہے اور
دانا جب تک کسی کام کے لیئے برگزیدہ دلیل نہین ہوتی اسکو وہ نہین قبول کرتا۔
(۴۲) اگرچہ نیایش ایزدی مین صورت و معنی کی کارروائی ہی مگر فرزندون کی
بہروزی باپ دادا کی رضامندی مین ہی۔
(۴۳) مجھے افسوس ہی کہ میری باپ جنت آشیانی کا انتقال جلد ہو گیا اور مین انکی
پسندیدہ خدمت نہ کر سکا۔
(۴۴) آدمی کے غمون کا سبب یہ ہے کہ وہ وقت سے پہلے اور روزی سے زیادہ
چاہتا ہے۔
(۴۵) ایک شاہزادہ سے مخاطب ہو کر اسنے فرمایا کہ اپنے بھائی کو بزرگ سمجھو
(۴۶) حکیم مرزا جنت نشانی باپ کی یادگار ہی گو وہ ناشناس ہو مگر ہم کو اسپر
مہربانی کرنی چاہیئے
(۴۷) بعض لاور اجازت چاہتے تھے کہ گھات لگا کر مرزا حکیم کا کام تمام کرین
مگر میری دل نے یہ نہ چاہا اور خدادانی سے لیے دور جانا جس سے اس گزین یادگار

کے کبھی گزندسے رہائی پائی اور مخلص جان سپاری کی کبھی پاسبانی ہوئی -

(۴۸) آدمی [illegible] کام اپنے ساتھ ہین خشم و آز کے سبب وہ اورون سے لڑتا ہی -

(۴۹) دنیاداروں کو چاہیے کہ وہ کسی پیشہ مین سرگرم ہون کہ بیکاری مین ناروا خواہشون مین گرفتار نہ ہون -

(۵۰) میرا یہ ارادہ ہوا کہ میری قلمرو سے گدائی موقوف ہو - بہت آدمیون کو بہت مال دیا مگر حرص کی بیماری ایسی آدمی کے پیچھے لگی ہوئی ہے کہ اس سے کچھہ فائدہ نہین ہوا -

(۵۱) قالب ہستی مین سوائے خیر کے کوئی اور چیز نہین آتی - کوئی آفریدہ نکوہش کا سزاوار نہین ہی -

(۵۲) خودی کی طرح حرص کی خواہش بھی ہمت مین نہین سماتی اس لئی وہ سزاوار نہین ہے وہ برباد کرتی ہی یا آمیزش کرتی ہی -

(۵۳) پیری کے معنے درد پہچاننے اور چارہ گری کرنے کے ہین نہ یہ کہ ٹھوڑی پر بال لگائین اور خرقہ مین پیوند لگائین اور بناوٹ کی باتون سی ہنگامہ آراستہ کرین -

(۵۴) رہنمونی سے مراد رہنمائی ہی نہ مریدون کی گرد آوری -

(۵۵) مرید کرنے کے معنے یہ ہین کہ کسی کو خدا کی بندگی سے آگاہ کرے نہ یہ کہ کسی کو اپنا بندہ بنائے -

(۵۶) پیشتر مین اپنے مذہب مین لوگون کو بزور لاتا تھا اور اسکو مسلمانی سمجھتا تھا جب میرا علم بڑھا تو مجھے اس اپنے کام سے شرمندگی ہوئی کہ آپ خود مسلمان نہ ہونا اور اورون کو مسلمانی پر مجبور کرنا ناسزا ہی - زبردستی دین مین لانے کا نام دینداری کب ہوسکتا ہے

(۵۷) دولت افزائی اور عمر افزائی کا سرمایہ کم آزاری اور چیرسگالی ہوتا ہے اور چونکہ گوسپند سال بھر مین ایک دو بچے سے زیادہ نہین جنتی مگر اسکے ریوڑ کے ریوڑ موجود ہین اور کتے باوجود بہت بچے جننے کے کم ہین -

(۵۸) کیا تعجب کی بات ہی کہ لوگ رہنمائی کے لئے بیٹھین اور رہزنی کے لئے کھڑے ہون -

(۵۹) کار یہ ہی کہ آدمیون مین انسان رہی اور نالایق کامون سی بچے ورنہ عزلت گزینی تو
تن آسانی ہی۔
(۶۰) اگرچہ تنہا علم کو لوگ کمال شمار کرتے ہین لیکن علم جب تک عمل مین نہ آوی پسندیدہ
نہین ہوتا بلکہ نادانی سے بھی فروتر ہوتا ہے۔
(۶۱) جب آدمی اکثر کم بینی کے سبب سے زیادہ تر اپنا فائدہ اپنی نقصان مین دیکھتا ہے
وہ غیرون کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔
(۶۲) آدمی اپنی نابینائی کے سبب سے اپنے ہی گرد دیکھتا ہے یا تنتا ہے اور اپنے ہی
فائدہ کی سوچتا ہے۔
(۶۳) بلی جب کبوتر پر پنجہ مارتی ہی تو آزردہ ہوتی ہی اور جب چوہی کو پکڑتی ہے تو
خوش ہوتی ہے بھلا اس پرند نے کیا خدمت کی اور اس بیچارہ نے کیا ناہنجاری کی
(۶۴) دنیا کی راہ دراز کا اول قدم یہ ہے کہ آز و خشم کو مطلق العنان کرے اور
کردار کی اساس کو بالشت کی گونیا لیکر رکھے۔
(۶۵) جب آدمی کی عقل مین روشنی آتی ہے تو وہ جانتا ہے کہ مین جن چیزون کو
اپنی ملک سمجھتا ہون وہ سب عاریت ہین۔
(۶۶) جس گھر مین بلی و چڑیا اور جانور شریک رہتے ہین انمین سی ہر ایک اپنی تباہ گالی سے
اسکو اپنا گھر سمجھتا ہی۔
(۶۷) ناپسندیدہ ملنے والون سی آدمی پرہیز کرے اور خدا کی ناخوشنودی کو دل کے
گرد نہین آنے دے۔
(۶۸) ہم کو سب کے ساتھ آشتی کرنی چاہیئے۔ جو خدا کی رضامندی کی راہ پر چلتے
ہین اون سے لڑنا یقینی نا ستودہ ہے اور اگر وہ راہ پر نہین چلتے وہ نادانی
کے بیمار ہین اور مہربانی کے سزاوار۔
(۶۹) جو پیشہ ور اپنی کام مین سرآمد ہوتا ہے اسکے ساتھ فیض ایزدی ہوتا ہے

اسکی بزرگداشت پرستش ایزدی ہو۔

(۷۰) خواب وخور اس لئے ہے کہ رضای ایزدی کی جستجو کی نیرو ہو مگر آدمی انہین کو اپنا مقصود جانتا ہی۔

(۷۱) اگرچہ سونے سے تنومندی ہوتی ہی زندگانی خداتعالی کی بڑی بخشش ہی بہتر یہی ہی کہ وہ بیداری مین بسر ہو۔

(۷۲) دوربین سختی روزگار کو اپنے اوپر ستم نہین جانتا بلکہ اپنے اعمال کی سزا جانتا ہے

(۷۳) خردمند روزی کا غم نہین کھاتا بلکہ بندہ اور نوکر سے پند لیتا ہے۔

(۷۴) چمن آراہستی کے نورس خوردسال ہوتے ہین انکی طرف رغبت کرنا دادار جان آفرین کی جانب مُنہ کرنا ہے۔

(۷۵) جس نقد پر کہ خدا کا نام لکھا ہو اسکو صدقہ کرنا نکوہیدہ ہی۔

(۷۶) نیایش گری مین چاہیئے کہ ایسی جس تنومندی مین دوسرے کی شرمندگی ہو اس سے دور رہے۔

(۷۷) جو لوگ خواہش نفس کے خلاف کام کرنے کو ایزدی پژوہی جانتے ہین وہ زیادہ اس روش سے کتایش پاتے ہین ورنہ بہت سے آدمی ایسے ہین کہ کامروائی کو اپنی بزہ یابی جانتے ہین۔

(۷۸) عالم معنی کا نمونہ جہان صورت ہی جیسے اس عالم مین جو اسکو سیر کرتے ہین وہی اس سے بہرہ پاتے لیتے ہین ایسی ہی اس عالم مین بھی آدمی کو جتنی خردہی اسکے اندازہ کے موافق کردار مانگتی ہین۔

(۷۹) پند پذیری مین سال و ثروت پر نظر نہین پڑتی - یہ نہ جانے کہ خورد اور تہیدست اوروں سے حق نیوشی مین بازرہتے ہین۔

(۸۰) پیغمبر آدمی تھے انکے معتقدون کو چاہیئے کہ اپنے فرزندون مین سے کسی ایک کو اسی رکھین۔

(۸۱) شاعر کی بنیاد ناراست گذاری پر ہوتی ہو اس لئے وہ اپنی خاطر کو پسند آتی ہیں

(۸۲) بازیگر کے اصول درست و پا ہوتے ہین شاعر کی زبان ۔

(۸۳) جو شخص دوسرے کے شعر کو تضمین اچھی طرح کرتا ہو یا برمحل اسکو پڑھتا ہے وہ شاعر کا اور اپنا مرتبہ علم مین دکھاتا ہے ۔

(۸۴) ایک خدا جو بیاخواری کی بیماری مین مبتلا ہوا وہ ایک کارآگاہ پاس گیا اسنے کدو کا ایک ظرف اسکو دیا کہ ہر روز اسکو بھر کر کھایا کرے اور کچھ اوس کے کنارہ مین سے گھس کر قشقہ لگایا کرے اور غلط اندازی کے لئے اسکو ایک دعا پڑھنے کو بتلا دی ۔ تھوڑے عرصہ مین اس بیماری کا علاج ہو گیا

(۸۵) کاش کہ مین رسمی علوم کے خواندون سے اس قدر اختلافات سنتا اور تفاسیر اور احادیث کے اختلافات مجھے حیرانی مین نہ ڈالتے ۔

(۸۶) حکمت کی باتین ایسی دلربا ہوتی ہین کہ سب کامون سے باز رکھتی ہین ۔ مین انکے سُننے سے زبردستی کنارہ اسلئے کرتا ہون کہ ضروری کامون کا وقت (ناگزیر وقت) نہ جاتا رہے ۔

(۸۷) اختلاف تین سببون سے پیدا ہوتا ہے ۔ نارسائی دریافت ۔ دوستان دشمنون کی آمیزش ۔ طامع دوستون کی دروغ سازی ۔

(۸۸) کاش نامون کی نوشت اور خواندمین پسندیدہ والا درش کے سوا کسی اور کو اجازت نہ ہوتی جسکے سبب فرمایون کو کامروائی کے واسطے داستانین بنانے . . . . . اور کوتاہ بین سکار سادہ لوحون کو نگارش کا موقع نہ ملتا ۔

(۸۹) بناوٹ کی باتون کی شناخت کرنا بہت دشوار ہو لیکن گزیدہ کے سنجیدہ کرنے سے وہ ظاہر ہو جاتی ہے ۔

(۹۰) اگرچہ مین نے بہت سی قلمرو مین فتح کرلین اور سامان جہانگیری

مہیا کر لیا۔ مگر حقیقی بزرگی خدا کی رضامندی میں ہی۔ مذہب و کیش کے اختلافات سے میرا
دل آسودہ نہیں ہوتا اور ظاہری شکوہ سے ملال ہوتا ہے پھر دل کی کسی خوشی کے لئے
گلستو کشائی اختیار کی جائے امید ہی کہ کوئی صاحب دل ایسا آجائے کہ میری خاطر
کو کشاکش سے چھڑا دے۔

(۹۱) بیسواں سال مجھ کو تھا کہ میں اپنی باطنی امارت کی طرف مشغول ہوا اور واپسی راہ
کی زاد کی تہیدستی نے ایک عجیب طرح کا درد میرے دل میں پیدا کیا۔

(۹۲) آب دریا کے دوسرے کنارہ پر ایک درویش حجرہ میں بیٹھا اور لوگوں کی آمد و رفت
کو اپنے پاس بند کیا جب اس سے یہ حال پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ میں ایک خاص
عبادت کرتا ہوں۔ جب تک عبداللہ خان والی توران نہ آجائیگا میں خود نہ باہر آؤنگا
نہ کسی اور کو اپنے پاس آنے دونگا۔ تو اس سے یہ کہا گیا کہ اگر تیری دعا قبول ہوتی ہی
تو ہمارے بہبود کے دروازہ کے بند ہونے کی دعا مانگ اور اس بہتان سے باز آ۔

(۹۳) اگر میں کسی اور شخص میں جہانبانی کی نیرو دیکھتا تو اس گرانبار کو اسکے کندھے پر
رکھ کر کنارہ گزین ہو جاتا۔

(۹۴) اگر میں کسی پر بیداد کرتا ہوں تو خود اپنے سے لڑتا ہوں پھر فرزندوں
اور خویشوں کا تو کیا ذکر ہے۔

(۹۵) دادار کام بخش نے بہت سی قلعی میرے حوالے کئی ہین مگر میری دل نے کسی کے
سامان کی طرف رغبت نہیں کی۔ دل میں خدا کا خوف ایسا سمایا ہوا ہی کہ کسی غیر خوف
کے آنے کی ... گنجایش ہی باقی نہیں ہی۔

(۹۶) مجھ سے جو شخص ترک دنیا کی اجازت چاہتا ہی میں کشادہ پیشانی اسکو اجازت
دیتا ہوں اگر اسکا دل اس نادان فریب جہان سے برگرفتہ ہے تو اسکو ترک دنیا
سے باز رکھنا گناہ ہی اور اگر وہ اپنی خود فروشی کے لئے یہ ارادہ ظاہر کرتا ہے تو
وہ اپنے کئے کو بھگتے گا۔

(۹۷) امراض جسمانی ظاہر ہین اور انکی دوائین وافر۔ انکے علاج مین اطبا کری غلطائین کرتے ہین اور کرینگے امراض نفسانی ناپدید اور انکا چارہ نایاب پھر کیونکر اسکا مداوا ہوسکتا ہے۔

(۹۸) یہ خدا کی عنایت تھی کہ مجھکو کوئی وزیر برگزیدہ نہین ملا۔ ورنہ میری ساری تحقیقاتین اور دریافتین اس سے منسوب ہوتین۔

(۹۹) جس روز خدا ہمارا جینا نہین چاہتا ہم بھی علاج کی تدبیر نہین کرتے۔

(۱۰۰) مین ہمیشہ خدا سے یہ دعا مانگتا رہتا ہون کہ اگر میری خیال اور کردار تیرے مقبول نہ ہون تو میری جان لے لے تاکہ دم بدم تیری نارضامندی زیادہ نہو

(۱۰۱) ایزدی نوازش کے ساتھ کشایش کار وابستہ ہے اور نیا مرد اسکے ملنے کو اپنی نشانی جانتا ہے مگر اسکی نایافت سے بہت سے آدمیون کی استعداد خاکی تودہ ہو جاتی ہے۔

(۱۰۲) ایک رات کو بارہستی سے میرا دل عاجز ہوا تھا کہ خواب بیداری مین اس سے شگرف نمائی ہوئی کہ خاطر کو کچھ آرام ہو گیا۔

(۱۰۳) جو شخص کہ دل اخلاص گزین یا صاف درونی سے ہمارا آئین قبول کرتا ہے اسکا کام بخواہ صورت کا ہو یا معنی کا دلخواہ نکل آتا ہے۔

(۱۰۴) خویشتن بینی اور ناہنجار خواہی سرمایہ زیانکاری ہے۔

(۱۰۵) وہ طائفہ سعادتمند ہے کہ والا شکوہ فرمان دہون کی درگاہ مین سوائے نیکوئی اور خیراندیشی کی سخن نہین کہتی اور خویشتن بینی اور غرض آرائی نہین کرتے خاص کر خشمناکی کے وقت اگر گفتار دلاویز نہین کر سکتے تو خاموش رہتے ہین۔

(۱۰۶) فرمانروایون پر خورشید والا کو خاص عنایت ہوا ور اس سبب سے اسکی نیایشگری وہ کرتے ہین اور یہی پرستش سمجھتے ہین کوتاہ بین اوسپر بدگمانی کرتے ہین

(۱۰۷) سیہ رون مالدارون کو عام لوگ نفع کے خیال سے کیون بزرگ جانتے ہین

اور نابینائی سے اس چشمۂ نور کے احترام مین کوتاہی کرتے ہین اور اسکے نمایش گر پر طعن
طنز کرتے ہین اگر عقل پر آفت نہین آئی تو پھر کس لیے سورۂ والشمس بھول گئے ہین
(۱۰۸) پہلے سر کے بال اس سبب سے سفید ہوتے ہین کہ وہ داڑھی اور موچھون سے
پہلے نکلتے ہین۔
(۱۰۹) ناقوس بجانے اور بوق سے آواز نکالنے کی کوئی وجہ معقول ہم نے ہندؤن سے
اب تک نہین سنی۔
(۱۱۰) ابر کی ریزش کے وقت مغرب مین روشنائی منودار ہونے سے ہوا صاف ہوتی
ہے تحقیق سر چشمۂ تاریکی کا فروغ ہر طرف کی روشنی کا حال بتلاتا ہے
(۱۱۱) احمدی کیش مین جو لڑکی کو میراث کم ملتی ہے باوجودیکہ وہ اپنی کم زوری
کے سبب سے زیادہ میراث کی مستحق ہے اسکا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے خاوند کے گھر چلی
جاتی ہے اس لئے بیگانہ کو مال پہنچتا ہے۔
(۱۱۲) استخوان سے جو گوشت پیوستہ ہوتا ہے وہ لذیذ اس سبب سے ہوتا ہے کہ
خلاصہ غذا اسکو پہنچتا ہے۔
(۱۱۳) جس سال مین میوہ زیادہ ہوتا ہے . . . وہ شیرین و شاداب اس سبب
سے نہین ہوتا کہ شادابی اور شیرینی کے بہت سے حصے ہو جاتے ہین۔
(۱۱۴) یہ جو پرانی کتابون مین لکھا ہے کہ فلان معبد مین آسمانی آتش تھی اسکو لوگ
باور نہین کرتے اور جھوٹ بتلاتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ آئینہ کو یا سنگ سورج کرانت
کو آفتاب کے مقابل رکھو تو اسمین آگ لگ جاتی ہے۔
(۱۱۵) گروہا گروہ جانورون مین نرو مادگی کی عشرت کا وقت معین ہے مگر انسان کے
لئے نہین۔ ہمیشہ اسکا وہ شگفتہ رہتا ہے اسمین خدا کی حکمت یہ ہے کہ اس سبب سے پیوند
دوستی اُس مین استوار رہتا ہے اور دوسرا تعلق کی بنیاد اسپر قائم ہوتی ہے
(۱۱۶) مُردہ کا کھانا اس سبب سے ناروا ہے کہ اسکا مزاج کچھ اور ہو جاتا ہے۔

(۱۱۷) آدمی کے مارے ہوے کا کھانا اسکی خواری کی پاداش ہے۔
(۱۱۸) جسکو خدا مارتا ہے اور اسکا سبب نہین معلوم ہوتا ہے اسکی حرمت بوجہ اسکی بزرگ داشت کے ہی۔
(۱۱۹) خون مین جان کا مایہ ہوتا ہے اسلیئے اوسکی خورش سے پرہیز کرنا اسکا گرامی رکھنا ہی۔
(۱۲۰) خوبرویون کی اولاد کا بدصورت پیدا ہونا کچھ تعجب کی بات نہین ہی بلکہ آدمی کے کوئی جانور پیدا ہو تو کچھ دور نہین تحقیق یہ ہی کہ مخیلہ سے صورت لیکر مصورہ کارفرما ہوتا ہی جسکو خیال مین جگہ ہوتی ہی اسی کی صورت زائیدہ کی صورت ہوتی ہی
(۱۲۱) اگر عورت کو مرد زیادہ عزیز رکھتا ہے تو وہ خویشتن پرستی ہو جاتی ہے تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اور اگر مرد کو عورت زیادہ عزیز رکھتی ہی تو ہر وقت اسکے خیال مین شوہر رہتا ہے بیٹا پیدا ہوتا ہے۔
(۱۲۲) اندرز ناموں مین لکھا ہے کہ دشمن کو خرد نہ گننا چاہیئے۔ دوستی و دشمنی ایزدی تقدیر کی نیرنگیان ہین پس دشمن کو درمیان نہ دیکھو اور روادار بین ہو جائے۔
(۱۲۳) اگر استاد سے شاگرد بڑھ جاے تو بھی اسکو سواے نیازمندی اور نیایش کے کچھ اور زیبا نہین۔
(۱۲۴) ہر مذہب کی پرستشگاہ مین چند خارق عادت چہرہ افروز ہوتی ہین اسمین صرف دل کی وابستگی کارگر ہوتی ہے وگرنہ حق ایک سے زیادہ نہین ہوتا
(۱۲۵) امانت گذاری اور وام دیرین کی سبکباری کا نام بخشش ہے۔
(۱۲۶) زنار بندی کی وجہ یہ ہی کہ پہلے گردن مین ریسمان ڈال کر نیایش کیجاتی تھی پچھلے لوگون نے اسکو دین شمار کر لیا۔
(۱۲۷) ہندوستان مین کسی نے پیغمبری کا دعوی نہین کیا اسکا سبب یہ ہے کہ یہان خدائی کا دعوی پہلے ہوتا تھا۔

(۱۲۸) یہ جو لوگ کہتے ہین کہ فلان شخص نیک ذات یا بدذات ہے اسکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اوس کے خاندان مین سے کوئی صوری یا معنوی بزرگی کو پہنچا تھا یا کسی ہنر و پیشہ مین یا ان زر روزگار ہوا تھا مگر میرے نزدیک نیک سرشت وہ ہے جو آباد کردار ہو

(۱۲۹) بعض کہتے ہین کہ بخشندہ سے ستانندہ زیادہ دوست ہوتا ہے میرے دل مین یہ ہے کہ دہندہ تو ایسی ذات ہوتی ہے کہ جب تک وہ شائستہ کسی کو نہین جانتا نہین دیتا اور گیرندہ سے بخشش کا ظہور ہوتا ہے

(۱۳۰) سنسکرت کی کتابون مین لکھا ہے کہ ہنر کے سیکھنے مین اور مال کے جمع کرنے مین ایسی کوشش کرے گویا کہ اسکو کبھی بڑھاپا اور مرنا پیش نہین آئیگا ان دونو کے خوش ہستے جو سرمایہ نو امیدی ہین تن آسان تگاپو سے باز رہتے ہین میری رائے ہے کہ ان دونو ضروری چیزون کے جمع کرنے مین فردا کے تعلق کے نشہ کو ہونا و ایسی جان کر آج کی کارکرد کو کل پر نہ ڈالے۔

(۱۳۱) ہندی حکیم کہتے ہین کہ نیکوکاری کی گردآوری مین ہمیشہ مرگ کو اپنی آنکھون کے سامنے رکھے۔ جوانی اور زندگی پر بھروسہ نہ رکھے اور ایک دم آسودہ نہ ہووے میری رائے یہ ہے کہ نیکی کی جویائی مین مرنے کا خیال نہ کرے تاکہ بے بیم و امید نیکی کو اس شائستگی کے لئے جو وہ رکھتی ہے کام مین لگائے۔

(۱۳۲) تعجب ہے کہ ہمارے پیغمبر کے زمانہ مین کوئی تفسیر ایسی قرار نہ پائی کہ اسمین خلاف نہو

(۱۳۳) پہلے لوگ کہتے ہین کہ سخت ترین بلائین پیغمبرون پر اور بعد ازان اولیا پر اور پھر مرتبہ بمرتبہ نیک آدمیون پر آتی ہین مجھے اسکا یقین نہین ہوتا کہ خدا کی درگاہ کے مقبول اس شکنجہ فرسائی مین آئین رسمی ملانون نے مجھ سے کہا کہ یہ آزمایش الہی ہے۔ اسپر مجھے تعجب ہوا کہ پوشیدہ او آشکارا جاننے والیکو امتحان کب سزاوار ہے۔

(۱۳۴) ہر گروہ جو اپنی روش کا آشنا ہے اس کو نیک جانتا ہے اور حقیقت مین وہ

ٹھیک ہوتی ہی۔ اگر دنیا سے وابستہ ہے تو راستی اور درستی اور ناگزیر وقت کی فراخی میں اپنی بسر کرتا ہی اور اگر وارستہ ہی تو اپنے نفس سے لڑتا ہے اور اوروں سے آشتی رکھتا ہے اور آفرین اور نفرین میں متغیر نہیں کرتا ہے۔

(۱۳۵) بعض یہ رائے رکھتے ہیں کہ جو پیادہ و رسندو کو فیض اتنا ہی زیادہ ہوتا ہی جتنے انکے میانجی زیادہ ہوتے ہیں حقیقت میں یہ نہیں بلکہ کشش معنوی اور نیاکرمواری پر رسیدگی موقوف ہی۔

(۱۳۶) تعجب کی بات ہی کہ امام خاک کربلا کی تسبیح اسلئے بناتا ہے کہ لوگ اس کو یہ سمجھیں کہ اسمین امام کا خون ملا ہوا ہے۔

(۱۳۷) جو شخص فرومایون و بازیگرون اور مسخرون کو اپنی پوشش دیتا ہی۔ گویا اس طرح کرنے سے وہ اپنے تئین کچوال بناتا ہے۔

(۱۳۸) کسی کی تصنیف کا انتخاب کرنا اس شخص کو سزاوار ہے جسکے علم کا رتبہ مصنف سے زیادہ ہو ورنہ وہ انتخاب نہین کرتا بلکہ اپنی نمایش کرتا ہے۔

(۱۳۹) خضر کے ساتھ سکندر کے فریب دینے کی داستان سچ نہین ہی جسکو خدا بزرگ بناتا ہے وہ اس راہ پر نہین چلتا۔ خاص کر جب وہ مرنے کو قریب جانتا ہے۔

(۱۴۰) میرے نزدیک خواجہ حافظ کی ہر غزل کے بعد عمر خیام کی ایک رباعی لکھنی چاہیئے ورنہ حافظ کا پڑھنا شراب بے گزک کا حکم رکھتا ہے۔

(۱۴۱) لوگ بزرگون کے نام پر اپنے اولاد کے نام رکھتے ہین اگرچہ اسمین تفاول کا خیال ہوتا ہے مگر وہ ادب سے دور ہے تعجب یہ ہے کہ فقہا جو تناسخ کے قائل نہین ہین زیادہ تر اس طرح کے نام رکھتے ہین اور اہل ہند جو تناسخ کے قائل ہین اس سے پرہیز کرتے ہین (یہ خیال غلط ہی)

(۱۴۲) آدمیون کی اس حرکت پر حیرت ہوتی ہے کہ بچون کی جو بار فرائض سے سبکدوش ہوتے ہین ختنہ کی سنت ناگزیر سمجھتے ہین۔

(۱۴۳) تکفین کی رسم قدیم سے چلی آتی ہی ورنہ مرنے والے کیون یہ بوجھ لادتے ہین
جس طور سے آیا تھا اسی طور سے جانے دین۔

(۱۴۴) کسی شخص سے خواہش کرنی بُری ہوتی ہی۔ خاص کر عالی ہمت والا فطرتون
سے اسلئے یہ لوگ سوائے ناگزیر کے کسی کو ہاتھ نہین لگاتے۔ پس ان سے چاہنا
اپنی اور انکی آبرو ریزی ہی۔

(۱۴۵) آدمیون مین استعداد کا اختلاف انکی پایندگی کا سبب ہے۔

(۱۴۶) کلمہ حق وہی ہوتا ہے کہ ادھر کان مین گیا اُدھر دل نے قبول کیا اس کا
قبول کرنا لازمی ہوتا ہے۔

(۱۴۷) بچون کا سخت بیمار ہوتا تناسخ پر کچھ آگاہ کرتا ہے۔

(۱۴۸) آسمانی کتابون مین جو یہ لکھا ہی کہ پہلے زمانہ مین گناہگارون کی صورت
مسخ ہو کر بندر اور سور کی شکل ہوگئی تھی اسکا یقین ہوتا ہی۔

(۱۴۹) اگر یہ سوچین کہ خدا نے چند سیکہ بنا کے انکے اندر نفس کو پیوند دیدیا ہی
اور اُس سے آگے کچھ نہین کیا ہے۔ تو یہ امر نکوہیدہ معلوم ہوتا ہے ورنہ نیرنگ سازی
قضا ہیہ اگر جماد رستنی و جاندار مین پایہ بہ پایہ پیوند دیوے اور روا لا پایہ
بنائے تو تعجب نہین ہی۔

(۱۵۰) بعض پہلے لوگ کہہ گئے ہین کہ ہر ایک کی اعمال کی مکافات چند جونون
مین بدلنے سے ہوتی ہے۔ اور پھر جونون مین اسکے کیفر کردار کے
مناسب بدن بنایا جاتا ہے اس بات کی ہم تائید کرتے ہین۔

(۱۵۱) چراغ روشن کرنا آفتاب کو یاد کرنا ہے جیسے دن آفتاب چھپ گیا ہو
اگر چراغ نہ جلاسکے تو کیا کرے۔

(۱۵۲) ہیولانی ظلمانی اور نور سے دور رہنے کے سبب سیاہ ہوتا ہے۔

(۱۵۳) جب مرنے کا وقت قریب آتا ہے تو آدمی کچھ غوطہ مین جاتا ہے

اور پھر کچھ عشتی ہو جاتی ہی اس مین یہ اشارہ ہی کہ خدا کی قدرت مین جان کا
دیتا ہے۔

(۱۵۴) آوازکا و بدبان کان ہی جب گانیوالا ابھرا ہوا وہ بے سُرا ہوا۔

(۱۵۵) اس سبب سے کہ وہ تو ابتدا شعور و پیرانہ سالی مین آدمی دزدی کر سکتا ہے
زنا سے بدتر ہے مگر اس سبب سے کہ زنا مین آدمی اپنے تئین اور دوسری کو بھی گنہگار
بناتا ہے تو یہ سخت تر ہے۔

(۱۵۶) معدہ کو جانورون کا گورستان بنانا سزاوار نہین۔

(۱۵۷) بے گناہ کی جان کا شکار کرنا اس کی خیرسگالی اور خدا کی رحمت سے
ملاتا ہے۔

(۱۵۸) جان کا شکار کرنا اُسی کو سزاوار ہے جو جان دے سکے۔ جو کوئی خرد کے
موافق یہ کام کرتا ہے تو وہ بھی خدا ہی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

(۱۵۹) باوجود بیٹے کے ہونے کے جو عزاد کو میراث پہنچتی ہی وہ کسی طرح
سزاوار نہین مگر اس حال مین کہ مردہ کو پدر سے میراث ملی ہو تو گنجایش ہی۔

(۱۶۰) شہر اُسی کو کہتے ہین کہ اس مین طرح طرح کے پیشہ ور رہتے ہون یا اس قدر
آدمی اس مین بستے ہون کہ رات کو معتدل آواز سے اُنہین سنائی دیتی ہو۔

(۱۶۰) دریا وہ ہے کہ سب سال جاری رہے۔

(۱۶۱) ملک اسپین کیا دریا سے یا کوہ سے یا بیابان سے یا زبان سے
جدا ہوا کرتے ہین۔

(۱۶۲) سرد سیر ملکون مین جیسے کابل و کشمیر مین ہندو قشقہ موٹی بنانی چاہیے تاکہ
خشکی و سردی سے پھٹ نہ جاے۔

(۱۶۳) ہوا مین اعتدال کا ہونا عوام مین مشہور ہے کہ چراغ ہی
بجھ جائے مگر وہ کشتی و جگی کے لحاظ سے کچھ اور ہے۔

(۱۶۴) تعبیر بھی تفاول کی قسم مین سے ہے اسلئے خواب کو دانا سے نیاز سگال کے آگے بیان کرے کہ وہ فال نیک مُنہ سے نکالے۔

(۱۶۵) بلاغت یہ ہے کہ سننے والے کے اندازہ کے موافق بات کہی جائے اور بہت سے معانی تھوڑی سی عبارت مین اس طرح ادا ہون کہ بے تکلف سمجھ مین آئین اور فصاحت یہ ہے کہ زبان کج مج نہ ہو۔

(۱۶۶) مرزبان مصطفٰی وحسین منصور کا مقولہ یہ ہے کہ خود بینی اور خدا نگری جدا جدا

(۱۶۷) استقامت احوال کا نام کرامت ہے۔

(۱۶۸) ایک دانشور سے کرگس کی درازی عمر اور باز کی کوتاہ زندگی کا سبب پوچھا گیا تو اسنے جواب دیا کہ پہلا کسی کو ستاتا نہین اور دوسرا شکار کرتا ہے۔

(۱۶۹) جب باز کو جس کی خورش سواے جانور کے نہین ہے یہ کم زندگی بادافراہ ہو تو آدمی کا حال کیا ہوگا کہ جسکے لئے باوجودیکہ بہت سے کھانے کی چیزین موجود ہین مگر اسکو گوشت کھائے بغیر صبر نہین آتا۔

(۱۷۰) جاندار کم آزار کے حلال ہونے مین اور آزار رندہ کے حرام ہونے مین سرایت کا اندیشہ کیا گیا ہے۔

(۱۷۱) ہمنشینی سے زبان اموزی پیدا ہوتی ہے ورنہ زبان بستگی رہتی ہے

(۱۷۲) کسی کے لئے خدا سے دعاء بد مانگنی قبول نہین ہوتی اسی سبب سے مین ایک شخص کے لیئے دعاء بد مانگتا تھا وہ چھوڑ دی۔

(۱۷۳) جب سے مین شورہ کو استعمال کرتا ہون تو پانی مین بھی حق نمک ظاہر ہوا ہے

(۱۷۴) آدمی گوشت کھانے کا خوگر ایسا ہو گیا ہے کہ اگر اسکو تکلیف نہ ہوتی تو اپنا گوشت کھاتا۔

(۱۷۵) کاش میرا جسم ایسا تنومند ہوتا کہ اُس سے گوشت خوارون کا کام چل جاتا۔ اور کسی اور جاندار کو شکار نہ کرتا یا اُنکے کھانے کے واسطے مین جتنا گوشت جدا کرتا تو

اسکی جگہ وہ اور پیدا ہو جاتا۔

(۱۷۶) کاش ہاتھی کا گوشت حلال ہوتا کہ وہ اکیلا بہت سے جانورون کا بدل ہوتا

(۱۷۷) اگر لوگون پر بغیر گوشت کھانے کے زندگی دشوار نہ ہوتی تو مین انکو گوشت کھانے سے منع کر دیتا اور مین خود جو اسکو بالکل نہین چھوڑتا اسکا سبب یہی ہے کہ مجھے دیکھ کر اور لوگ خواہی نخواہی چھوڑ دینگے جسکے سبب سے وہ غمگین ہونگے۔

(۱۷۸) ابتداء شعور سے جب مینے کسی جانور کو خورش کے لئے پکوایا تو اس مین دلخواہ مزہ نہ پایا جان پروری کی طرف رہنموتی ہوئی اور مینے جاندار کے کھانے سے دست کشی کی۔

(۱۷۹) ہر سال اپنے ماہ ولادت مین آدمی گوشت نہ کھائین تاکہ سپاس الٰہی ادا ہو اور سال بخیر و خوبی گذرے۔

(۱۸۰) قصاب ماہی گیر اور مثل انکی جو جان شکاری کا پیشہ رکھتے ہین انکے مکان اور آدمیون کے مکان سے جدا ہون اور جو ان سے ملے اس سے تاوان لیا جائے

(۱۸۱) جب ایک سوداگر کا وقت آخر آیا اور اسکے مال پر اس کے چار بیٹون نے جھگڑنے کا ارادہ کیا تو اس نے سب کو نصیحت کی اور کہا کہ مینے دور بینی سے تمہارے لئے برابر حصے کر کے مکان کے چارون کونون مین دبا دئیے ہین جب مین مرجاؤن تو ہر ایک اپنا حصہ لے لے جب اسکی وصیت پر عمل ہوا تو ایک کو زر ملا اور دوسری کو غلہ باقی دو کو کاغذ اور استخوان۔ کم فہمی سے انمین شورش ہوئی۔ ہندوستان کی فرمانروا سالبا ہن نے کہا کہ استخوان کا اشارہ مویشی کی طرف اور کاغذ کا اشارہ قرض کی طرف ہی جو اورون پر لینا ہی جب انکا حساب ہوا تو سب کو برابر حصہ پہنچا۔

(۱۸۲) حسن صباح بہت آدمیون کے ساتھ دریانوردی کرتا تھا۔ ناگاہ طوفان کا آشوب اوٹھا اور آدمی سراسیمہ ہوئے وہ شگفتہ و خندان تھا جب اسے پوچھا تو اوس نے سب کے بچنے کا مژدہ سنایا۔ جب کنارہ پر اترے تو سب انکی غیب دانی کے معتقد ہوئے تحقیق یہ ہی کہ اس سبب سے دل شکستہ نہ ہوا کہ وہ جانتا تھا کہ خدا کی خواہش مین تغیر نہین ہوتا اور

رہائی کی تو یہ اس سبب سے سنائی کہ وہ جانتا تھا کہ اگر سب آفتاب میں بھی آتا تو کوئی میرا دامن نہیں پکڑیگا اور اگر ایسا نہ ہوا تو سادہ لوح میری نیایش گری کرینگے۔

(۱۸۳) مجھ سے علی کہتا تھا کہ مین نے بلیہ مین ایک آدمی دیکھا جسکے اوپر کے دھڑ دو اور ان مین سر و آنکھین اور ہاتھ جدا جدا تھے اور نیچے کا دھڑ ایک تھا یہ آدمی کدخدا تھا اور زرگری کرتا تھا۔

(۱۸۴) جس سال مین کہ بیرم خان حجاز کو گیا ہی سکندرہ کے قریب ایک ہرنی کو چیتہ نے پکڑا۔ زندہ بچہ اسکے پیٹ سے نکلا۔ مین خود ہرنی کا گوشت ہڈیون سے جدا کرکے چیتہ کو کھلاتا تھا ایک پیکان نکلا یعنی چھوٹی عمر مین اسکے یہ پیکان لگا تھا خدا نے اسکی حفاظت کی کہ اس سے کچھ گزند اسکو نہ پہنچا اور تنومندی اور بچہ جننے سے باز نہ رکھا۔

(۱۸۵) چوہا بیضہ کو بغل مین لیکر پیٹھ کے بل سو جاتا ہے اور اور چوہے اوسکی دم پکڑ کر سوراخ مین لے جاتے ہین اور چوہا اپنی دم کو بل دیکر شیشہ مین لے جاتا ہے اور اس سے خشخاش وغیرہ چیزون کو نکال لیتا ہے اور اسی طرح چوہا عجیب عجیب کام کرتا ہے۔

(۱۸۶) بھیڑیا اگر منہ کھول کر حملہ کرتا ہے تو شکار کو پکڑتا ہے اور نہین تو پھر اسکا منہ نہین کھلتا اور جب وہ پکڑا جاتا ہے تو پھر آواز نہین کرتا۔

(۱۸۷) سنگ مثانہ مین یون تمیز ہو سکتی ہے کہ پہلا پانی مین گل جاتا ہی اور دوسرا نہین گلتا۔

(۱۸۸) شکارگاہ مین خانگی اور دشتی ہرنون مین کشتی ہوئی اونہون نے چالاکی و سستی کرکے صحرائی کو پکڑ لیا تو مین نے یہ مصرع پڑھا ع کس ندیدم کہ آہو بدیدن گیرد آہو فارسی مین عیب کو کہتے ہین وہ لگاپوا ور کوشش سے ہاتھ نہین آتا۔

(۱۹۰) چھوٹی عمر مین کدخدا کرنے سے خدا ناخوش ہوتا ہے اس کام سے جو

اصل مقصود ہے وہ بہت دور ہوتا ہے اور اسکی گزند نزدیک جس آئین مین کہ عورت کا دوسرا نکاح کرنا جائز نہین اس سے بڑی دشواریان ہوتی ہین جو

(۱۹۱) بنگالیون مین زنا شوئی پسندیدہ ہوتی ہے اسلیئے کہ بنگالیون کی جہت تیتی ہو جاتی ہے اور خویشون مین جتنی دوری زیادہ ہوا وتنی ہی آدم نزدیکتر ہوتی ہے اور یہ لکھا ہے کہ آدم کے زمانہ مین ہر شکم سے ایک دختر اور ایک پسر پیدا ہوتے تھے اور ایک کا بیٹا دوسرے کی بیٹی سے بیاہا جاتا تھا اسکو بھی اوپر کی بات مین جگہ ملی ہے ۔ نگاہی ہوتی ہے۔

(۱۹۲) احمدی کیش مین جو دختر عم سے اور اسکی بہن سے خویشی جائز رکھی گئی وہ اسکا ابتدائی زمانہ آدم کی مانند تھا۔

(۱۹۳) خواہش طبیعت پر عورت سے نزدیکی کرنا بہت ناسزا ہے اسمین حکمت یہ ہے کہ سرچشمۂ ہستی اسکی گلی مین اٹ نہ جاے

(۱۹۴) جیساکہ چھوٹی عمر کی عورت سے نزدیکی کرنا خدا کو ناراض کرتا ہے۔ ایسے ہی بڑھیا سے جسکی جننے کی عمر نہ رہی ہو یہ اکثر پچپن سالہ کے بعد ہوتا ہے۔

(۱۹۵) حاملہ عورت کے ساتھ نزدیکی سے خدا خوش نہین ہوتا نطفہ ناچیز ہو جاتا ہے اور جان نیست ہو جاتی ہے۔ بارآور کو بھی گزند پہنچتی ہے۔

(۱۹۶) ایام سرخی مین عورت سے پرہیز رکھنا چاہیئے۔ اس مین بعض ناخوشیان ہوتی ہین۔

(۱۹۷) ایک زوجہ سے زیادہ زوجہ کرنی اپنے خون مین تگاپو کرنی ہے اگر وہ بانجھ ہو یا بیٹا نہ جنے تو البتہ اسکی گنجایش ہے۔

(۱۹۸) اگر مجھے یہ علم پہلے سے ہوتا تو مین اپنی قلمرو مین سے کسی کو حرم سرا مین نہ لاتا اسلیئے کہ رعیت فرزند کا حکم رکھتی ہے۔

(۱۹۹) ہندوستان مین عورتون نے اپنی جان بے بہا کو کم قیمت کر رکھا ہے

(۲۰۰) ہندوستان مین عورتون کے ستی ہونے کی رسم قدیم سے چلی آتی ہی وہ مُردہ شوہر کے ساتھ جل کر کشادہ پیشانی سے جان دیدیتی ہے اور اپنے شوہر کی رستگاری کا سبب جانتی ہی۔ مردون کی ہمت پر افسوس ہی کہ وہ عورتون کی دستاویز سے اپنی رہائی ڈھونڈتے ہین ۔

(۲۰۱) فرمان روائی بہت بڑی نعمت ہے اسی کے کارکردین ہر کار کی نشاۃ گی ہے پادشاہون کو سپاس گذاری دادگری اور قدردانی اور اورون کو انکی فرمان پذیری اور نیایش گری ضرور ہے ۔

(۲۰۲) فرمان دہون کا دیکھنا خدا کی پرستش ہی۔ اہل زمانہ اسکو ظل اللہ کہتے ہین اور جتنا سایہ کو سایہ بتلاتا ہے اس لئے پادشاہ کا دیدار خدا کی یاد کا سرمایہ ہے ۔

(۲۰۳) جہانبانی بڑی عنایت ہی اسکا فائدہ بہت آدمیون کو پہنچتا ہی اور اسکی نیکیان انہین کو پہنچتی ہین ۔

(۲۰۴) جو کام بندے کر سکتے ہین وہ پادشاہ کو نہین کرنے چاہیئین اسلئے پادشاہ اورون کی خطاؤن کا چارہ کرتا ہے اسکی لغزش کو کون درست کریگا ۔

(۲۰۵) پایہ شناسی کا نام پادشاہی ہی کہ اسکے اندازہ کے موافق تلطف و قہر پر آمادہ ہو ۔

(۲۰۶) پایہ شناسی ہی پیرایہ سعادت پژوہی و دستمایہ کامروائی ہی ۔

(۲۰۷) یہ جو لوگ کہتے ہین کہ پادشاہون کے قدم سے ایمنی اور آسودگی ہوتی ہے ۔ سچ ہی جب جماد اور رستنی خاصیتین رکھتی ہین تو برگزیدہ آدم کیون نہ رکھے خاص کر وہ شخص جسکا کردار اہل جہان کی پاسبانی ہے ۔

(۲۰۸) کارفرمائی اور فرمان پذیری مین ہم وا امیدنا اگرچہ ہین جنسے ہنگامہ صورت آراستہ ہوتا ہے اور خلوت گاہ معنی فروغ پاتی ہی۔ لیکن زبردست گرانبار خشم ہی سبکبار سر نہ ہوکر ہر ایک کے اندازہ اور مقام کو خرد سے تخمینہ کرے ۔

(۲۰۹) جو بیم اور امید کے درمیان راہ چلتا ہے اسکی دین و دنیا آباد ہوتی ہین اسکے فروگذاشت سے گزند نہنچتی ہے۔

(۲۱۰) بیکاری تمام برائیون کا سر ہے۔ سعادت پژوہ کا کام یہ ہے کہ کوئی ہنر سیکھے اور اسکے کارکرد مین مشغول ہو اور داروغون کو ناگزیر ہے کہ دیدبانی مین سونہ جائین۔

(۲۱۱) دادگر کا خشم اسکے لطف کی مثل جہان آبادی کا سرمایہ ہے۔

(۲۱۲) کسی شخص کو ستم کرنا روا نہین ہے خاص کر بادشاہ کو کہ وہ پاسبان جہان ہے۔

(۲۱۳) فرمانرواؤن کی پرستش دادگری اور جہان آرائی مین ہے اور واستون کی عبادت جان و تن کی گدازش مین ہے ساری شورش اس سبب سے برپا ہوتی ہے کہ آدمی اپنی ناگزیر کو چھوڑکے اورون کی کارکرد مین مشغول ہوتے ہین۔

(۲۱۴) بادشاہ کو چار چیزون سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ زیادہ شکار کرنے سے ہمیشہ کھیلنے سے۔ رات دن مست رہنے سے۔ عورتون کے ساتھ سخت آمیزش سے

(۲۱۵) اگرچہ شکار مین ملکی تدابیر بھی بہت ہین لیکن مقدم یہ ہے کہ جان شکری آکیا ہنجار کے ساتھ ہو۔

(۲۱۶) سب کا جھوٹ بولنا برا ہوتا ہے اور بادشاہ کا اور زیادہ تر برا ہوتا ہے۔ اس گروہ کو سایہ خدا کہتے ہین۔ اور سایہ ہمیشہ سیدھا ہوتا ہے۔

(۲۱۷) داروغون کو دیدبانی کرنی چاہیئے کہ کوئی شخص اپنی خواہش سے اپنی پیشے کو نہ چھوڑے۔

(۲۱۸) ایران کے بادشاہ طہماسپ ایک مصرعہ بھول گیا شعلی نے وہ پڑھ دیا۔ بادشاہ نے اوسکی کچھ مالش کی اور فرمایا کہ جب شاگرد پیشہ علم جانینگے تو بہت سے کامون کی روائی نہین ہوگی۔

(۲۱۹) بادشاہ اپنے نزدیکون سے خندہ و بازی کا خوگر نہ ہو۔

(۲۲۰) بادشاہ کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ ملک گیری کا قصد کرتا رہے نہین اسکے ہمسایہ سپہ غالب ہو جائینگے۔

(۲۲۱) سپاہ کو لڑائی کے کام مین مشغول رکھنا چاہئیے۔ کہ وہ کم ورزشی سے تن آسان ہو

(۲۲۲) بادشاہ کو چاہئیے کہ آدمیون کے مال و جان و ناموس دین کی نگہبانی مین تفرقہ کرے۔ آزو خشم کے گراہون کو جب نصیحت رہنمون نہ ہو تو مالش کرنی چاہئیے۔

(۲۲۳) جو شخص بادشاہ کو شایستگی کے ساتھ یاد نہین کرتا تو اسکی نکوہش ہوتی ہے۔

(۲۲۴) بادشاہون کی باتین در کا حکم رکھتی ہین ہر کان آویزہ کا سزاوار نہین ہوتا

نصایح اکبری

بادشاہ کی عادت تھی کہ شایستہ خیر سگالون کو منتخب کرتا تھا اور زیردستون کی تیمارداری۔ خاص کر جو بزرگ نژاد شایستہ کاری کے پیرایہ سے آراستہ ہوتے یہ اسکی خوبی ستودہ تھی کہ خویش و بیگانہ کو کسوٹی پر کستا۔ نیک مردون کو برتر کرتا اور نیک نیتی کے ساتھ ہمسایہ کے مرزبانون کو غور سے دیکھتا اگر وہ خلق کے غم خوار ہوتے تو انکی دادگری اور آباد زندگی مین کوئی گزند نہ پہنچاتا اور انکی یاوری پر دل نہاد ہوتا۔ ورنہ لابہ گری کے سبب انکے سزا دینے سے باز نہ رہتا۔ مگر اول انکو نصیحت کرتا اور بیم و امید کی داستان سناتا جب دکن کے سردارون نے ناہنجاری اختیار کی تو پند گذاری کے لئے کار آگہون کو ان پاس بھیجا اور شاہزادہ سلطان مراد کو یہ نصیحتین کرکے روانہ کیا۔

اول رضای الہی کی جستجو مین اندیشہ کو آباد کرے تا کہ اعمال نیک سرزد ہون پھر بیرونی نمایش کرے اور وقت اور اندازہ کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ ہر عضو سے اسکا پسندیدہ کام لے۔ بہت باتین کرنے سے اور ہنسنے سے باز رہے۔ رات دن کے تہائی حصہ سے زیادہ نہ سوئے اور ملک کی سپاہ و آبادی مین اور راہ کی ایمنی مین اور سرتابون کے فرمان پذیر بنانے مین اور دزد و رہزنون کے

پائمال کرنے مین کوشش کرے۔ اس پیرایش بیرونی کے بعد افروزش درونی کرے
خواہش و خشم کو اپنے فرمان مین رکھو کہ خدا نے اس ہڈیون کے کاخ کے یہی دو پاسبان
مقرر کیے ہین۔ اول سے جو درخور ہو وہ حاصل کرے اور دوم سے جو نا سزا ہو اس سے
پرہیز کرے۔ آدمی اپنے خود کو ایسا سزا دیتا ہے کہ جس سے یہ دونو عنان سست
ہو جاتے ہین اور پیرایہ زندگی مردگی کا سامان ہو جاتا ہے شائستگی کی شناسائی
کو نہ چھوڑے اور کارفرمائی کی نیرو کو شائستگی سے تنومندی دے۔ ان چارون باتون
مین اعتدال کی طرف رغبت کرے اور کمی اور فزونی سے کہ سرمایہ نکوہیدگی ہے دور
رہے۔ اس زمانہ مین تقلید دوروئی کے بازار کو رونق ہو رہی ہے اس مین انصاف
اور ہوشمندی کو کام مین لائے۔ گوشہ نشین تارک الدنیا کی پرستش اور ہے اور دنیا کے
دل بستون کی نیایش اور ہے اگرچہ دونو کو اندیشہ کی آبادی ضرور ہے لیکن اول کو
آگہی اور دوم کو غفلت سزاوار ہے۔ ہر ایک کار کے پایہ کو دریافت کرے اور نا ملائم کے
دیکھنے سے اپنی جگہ پر قائم رہے۔ مہر و کین بیم و امید کو اندازہ اور مقام سے نہ گذرانے
دے۔ بہت آدمی ایسے ہوتے ہین کہ ان پر فقط جبین پیشانی وہ کام کرتی ہے
جو دوسرے پر شمشیر و خنجر کرتے ہین۔ اختلاف مذہب کے سبب سے کارسازی سے
باز نہ رہے اور عوض لینے مین شورش نہ برپا کرے۔ رازگوئی کی انجمن کو کاردانون
سے آراستہ کرے۔ اگر کوئی عذر کرے تو قبول کرے۔ اپنی رائے پر غرہ نہو
اور سوائے دور بین خیرسگال کے جو خود لرزان نہ ہو مشورہ کے لائق نہ جانے خوشخوئی
کو اپنی عادت بنائے اور دستگیری کو ناکامی کے روز پر موقوف نہ رکھے اور
اسکی فزونی سے اپنی شکوہ کو شکستہ نہ کرے۔ ہمال نکاس کو سب فائدون پر ترجیح
دے۔ اس طرح زندگی بسر کرے کہ گروہا گروہ بیگانے آدمیون کے خاص کر سوداگرون
کے دل اس سے آزردہ نہ ہون اس سے نیکنامی کا آوازہ بلند ہوتا ہے اور آدمی
سے اس کی قوت کے موافق خدمت کی امید رکھو۔ شناسائی مین چرب زبانی ہو

شہنشاہ اکبر کی رشتہ مندیاں رجپوتون کے ساتھ اور رجپوتون کے مناصب

دلفریفتہ نہ ہو۔ ان چار چیزون مین سی ہرایک سی دوستداری پیدا ہوتی ہے اوّل دنیا کا
فائدہ اگرچہ گمان مین ہوتا ہے لیکن وہ دیر مین ہاتھ آتا ہی اور جلد ہاتھ سے
جاتا ہے دوم دینی بہرہ جو اول سی برعکس ہے سوم نیکنامی وہ جان کے ساتھ
لگی رہتی ہی۔ اسکی پایندگی اور ناپائداری اپنے ساتھ ہے چہارم اخلاص۔ یہ
چارون باتین اپنے عقیدت گزینون مین غور سی دیکھنی چاہییے اور شناسائی
کے اندازہ کے موافق کارکردگی بنیاد رکھنی چاہیے آگہی نامون کی آموزش مین
کوشش کرے اور دانش کو کردار مین لائے۔ جو خرسند گوشہ نشین اور برہنہ ژولیدہ مو
ہین انکے دل کو ہاتھ مین لائے اور خدا کے جلال کے جو بودہ ہین انکے دیکھنے مین دلیری
نہ کرے سپاہ کی غمگساری مین ہمت لگائے اور انکا ماہوار وقت پر دیے اور ہر شخص سے
اسکے موافق ستور و سلاح و خیمہ طلب کرے۔ نیکو خدمت کا پایہ بڑھائے اور قدیمی
نوکرون کو نظر انداز نہ کرے اور کشاورزون کی آبادی سی غافل نہ ہو راستی
منش و آگاہ دل کو ہر شغل پر معین کرے جو بغیر اپنی بزرگی کے اظہار کرنے کے آسایش
کے آرزو کے کامون کو شائستگی سے انجام دین اور اپنی دیدبانی بھی ان سے باز
نہ رکھے حق سگالون کا مرتبہ بڑھائے اور باطل پسیجون کو نصیحت و مالش سی پیرایش
دیے داوری مین سوگند و گواہ پر بس نہ کرے طرح طرح کی پرسش کرے اور پیشانی کے
نامہ کو پڑھکر اپنا یاور بنائے کوئی تازہ رسم ایسی نہ قائم کرے جسکا فائدہ تھوڑا اور
نقصان بہت ہو۔ ملک کی سرحدون کو آزمودہ کار جوانمردون کے سپرد کرے
اور راہ کی امنی کے فکر مین ایک لمحہ صبر نہ کرے۔ عافیت کے وقت مین ناکامی کے
زمانہ کو یاد کرتا رہی۔ اور ہر چیز کا چارہ تیار رکھے اور شائستہ کار ہمنشین منتخب کرے
کسی کی راست گوئی سے برہم اور دل گرفتہ نہ ہو اور اپنی طبیعت کو اپنے اختیار
مین رکھے اور شورش طبیعت سے بچتا رہی۔

جہان قوم کی قوت و استعداد کسی خاص شخص کے ہاتھ مین ہوتی ہی وہان آخر کو

آزادی باقی نہین رہی - چنانچہ راجستان کا یہی حال ہوا کہ وہان کے راجاؤن نے
سے ایک جماعت - دہلی کے بادشاہون کو اپنا حاکم اعلےٰ ماننے لگی اور اسکو یقین
انکو ہوا کہ ایسا کہ اسکا اقتدار اور اختیار قائم رہی اوسنے برائے نام اپنی ریاستین
مسلمان بادشاہون کو تفویض کین بادشاہون نے پھر اسکو واپس دیدین سے
اور اسکو اسناد لکھدین کچھ عرصہ کے بعد ان اسناد کی تجدید ہوتی رہتی تھی
اور اسناد کے ساتھ راجاؤن کو خلعت ہاتھی - گھوڑا - اسلحہ و جواہر بھی دیے جاتے
تھے اور انکی موروثی خطابون پر اور القابون کا اضافہ ہوتا تھا اور جدید منصب
ملتے تھے اور علم شاہی و نقارہ اور امارت شاہی عطا ہوتے تھے - یہ راجہ سوائے
اطاعت شاہنشاہی کے معمولی نذرانہ اور پیشکش دیتے تھے خصوصاً نوروز کو اور اسکا
عہد و پیمان کرتے تھے کہ جب بادشاہ ہم کو طلب فرمائیگا ہم مع تعداد معینہ تابعین
حاضر ہون گے -

ہمایون بادشاہ کی چند راجاؤن نے ملازمت اختیار کی تھی مگر انکی اعانت
و امداد پر اعتماد نہ تھا اسکے دانشمند عالی دماغ فرزند شہنشاہ اکبر ہی کا یہ حصہ تھا
کہ اسنے اپنی سلطنت کی زینت اور اپنے تخت کا پایہ رجپوتون کو بنایا - اس نے
اپنی سلطنت کا اس خوش اسلوبی سے انتظام کرکے مستحکم کیا کہ کوئی اسکا مقابلہ
نہین کرسکتا تھا - جو ملک اس نے اپنی قوت سے فتح کیا اس کو اپنی نیک سیرتی اور
خوش انتظامی سے برقرار رکھا وہ خوب جانتا تھا کہ اگر مین . . . . . اپنی حکومت
کو دکھا کر رجپوتون کو ہمیشہ دباؤن گا تو وہ اثر پذیر نہین ہوگی بلکہ خطرناک ہوگی
اسلئے انکو خود سلطنت کے کامون مین ایسا دخیل کردیا کہ وہ اسکی حفاظت و اعانت
مین خود بدل مستعد و ساعی ہوگئے -
اس نے یہ عزم مصمم کرلیا تھا کہ جو چنگیز و تیمور و بابر کی رگون مین ترک غزخان کے خون کی
نہرین جاری ہوئی تھین انکو رجپوتون کے خاص خون سے مخلوط کرون کہ جس سے

سبب آپس مین وہ موانست پیدا ہو کہ رجپوت میری فرمان برداری پر زیادہ تر جلد تیار ہو جائین بہ نسبت اسکے کہ وہ خالص تاتاری ہوتے۔ انکے ساتھ رشتہ مندی ہونے سے رجپوت راجاؤن کے عزیز واقارب بڑے اعانت و مدد پر مستعد ہونگے جتنے سارے کے سارے رجپوت دوستدار ہو جائینگے یہ خیال اسکا بالکل صحیح نکلا۔ اس کام کی ابتدا مین جو دشواریان پیش آئین انکا حال بہ نسبت ان مشکلون کے بخیر معلوم ہو جنکا مقابلہ اسکو آخر مین کرنا پڑا۔ بھگوا کے خاندان مین تا اکبر کا نہ اسکی اولاد کا کوئی بیاہ ہوا ہے اس خاندان نے کبھی شاہان دہلی سے اپنی لڑکیون کی شادی کرنے کو نہین پسند کیا۔ دہلی کے قریب امیر دجے پور کا تھا اول اس نے شاہان دہلی سے اپنی لڑکیون کے بیاہنے کا طریقہ اختیار کیا راجہ بھگوانداس نے اپنی لڑکی ہمایون پادشاہ سے بیاہی پھر اس طریقہ کا رواج اکبر نے ایسا دیا کہ راجاؤن کی لڑکیون سے بڑے بڑے نامور شہنشاہ اور شہزادے پیدا ہوے جنکی تفصیل یہ ہے کہ سلطان سلیم جو تخت نشین ہوکر جہانگیر شہنشاہ دہلی ہوا اور اسکا بیٹا شاہ جہان جو باپ کو بہت عزیز تھا اور بد نصیب بیٹا خسرو اور شہنشاہ اورنگ زیب کا سرکش بیٹا اکبر سلطنت کے زوال کی حالت مین فرخ سیر نے اجیت سنگھ راجہ مارواڑ کی لڑکی سے شادی کی۔ اسکے بعد اس قسم کا بیاہ اور نہ ہوا گو ہندو امرا کی لڑکیون سے مسلمانون کی یہ رشتہ مندی مغلون کی سلطنت سے پہلے بھی ہوتی تھی مگر ان ہندو امیرزادیون کو مسلمان ہو کر رہنا پڑتا تھا۔ مگر مغل بادشاہون سے اس رشتہ مندی کی صورت مین وہ اپنے مذہب پر قائم رہتی تھین وہ مسلمان نہین ہوتی تھین بلکہ بادشاہون کو کچھ ہندو بنا لیتی تھین۔ یہ ہندو راجہ بادشاہون کے خسر ہوکر اپنے خردسال بھانجون کے حامی ہوتے تھے اور انکی سلطنت کی ترقی کے خواہان اور انکے ساتھ سارے خوف وخطر مین شریک رہتے تھے۔

مسلمان بادشاہون اور راجپوت راجاؤن کے درمیان بیاہ شادی کے نتائج

شہنشاہ اکبر نے جو اس رشتہ مندی کا رواج دیا اسپر ارباب الرای مختلف الرای رکھتے ہین بعض کہتے ہین کہ اس سے اکبر کو دو نتیجین حاصل ہوئین اوّل یہ کہ ہندوؤن کی نسبت نیک رای رکھنے لگے دوم راجاؤن کی تلوار اس کی حمایت کرنے لگی اور ان کی برچھیون کی نوکین اسکے تخت کو سہارنے لگین۔ اگر خاندان تیموریہ کے بادشاہ اکبر کے ان اصول پر جمے رہتے تو انکی سلطنت لازوال ہو جاتی۔ مگر اکبر و جہانگیر و شاہ جہان کے اصول کے خلاف اورنگ زیب نے سلطنت کو بگاڑا گو وہ خود اپنی زندگی مین ذہن عالی کی وجہ سے سلطنت وسیع کا انتظام کرتا رہا۔ مگر اس نے ان لوگون کو ناراض کر دیا جنھون نے سلطنت کو معراج پر پہنچایا تھا۔ اورنگ زیب کی قوت و سطوت کے قائممقام اسکے قائممقامون کا ضعف و حمق ہوا اور ہنود غیر موانست ہو گئی جس سے سلطنت کی خاک اڑ گئی۔

دوسرے ارباب الرای یہ کہتے ہین کہ ترکون کی عادت مین داخل تھا کہ جہان فتح کرتے وہان کی عورتون سے رشتہ مندی پیدا کرتے انھون نے یہان بھی اپنی عادت کے موافق ہی کیا۔ مگر اور ملکون مین اس عقد و پیوند سے فائدہ ہوا کہ انکی شکلین خوبصورت ہو گئین اور مہذب شائستگی حاصل ہوئی مگر اس ملک مین ترکی خون کے ساتھ ہندی خون کے پیوند پانے سے انکی نسل کی جلادت اور شہامت مین فرق آگیا اور وہ جو بادشاہون کی سطوت و شجاعت و عظمت کا رعب داب ہندو راجاؤن کی دلون مین بیٹھا ہوا تھا وہ اس رشتہ مندی کی وجہ سے اوٹھ گیا۔ اس رشتہ مندی کے بھائی بندی اور ہمسری کا دعوی وہ کرنے لگے اور سلطنت کے کامون مین برابر کے مدعی ہو گئے۔ اسلئے اس رشتہ مندی کے پیوند سے مسلمانون کی سلطنت مین زوال کا بیج بویا گیا اور آخر کو ہندوؤن نے مسلمانون کی سلطنت کو چھین لیا۔

تیسرے ارباب الرای یہ کہتے ہین کہ ہندوستان مین راجپوتون کی قوم جو ان مرد بہادر اور غیرتمند اور اپنی عزت کے لئے جان نثار ایسی ہی تھی جیسی کہ دنیا مین اور بہادر قومین ہین وہ مسلمانون کی عملداری سے پہلے آپس مین لڑ کر اور کٹ کٹ کر ضعیف

ہو گئی تھی - پھر انکی قوت غزنویوں اور غوریوں کی لڑائیوں میں صرف ہوئی
پھر افغانوں سے انکی لڑائی رہی - مگر اکبر نے اپنی عقل و دانش سے وہ تدبیر کی
کہ اس قوم کو بالکل نکما کر دیا - اسنے رجپوتوں سے رشتہ مندی کر کے اور انکو
جاہ و منصب میں بلند رتبہ بنا کے انکی آدھی قوم کو اپنا دوست و مطیع بنا لیا اور اس نصف
قوم سے باقی نصف قوم کو جو مطیع نہ ہوئی مار کر تباہ کر دیا - غرض یوں رجپوتوں کا
ایسا کام تمام کیا کہ جب مسلمانوں کی سلطنت بگڑی اور قزاقوں اور غارتگروں نے
زور پکڑا تو اول اول رجپوتوں نے اپنی ناعاقبت اندیشی کے سبب اس سے چشم پوشی کی
اور پھر کچھ پوشیدہ پوشیدہ فسادوں کو برپا کرتے رہے اور یہ نہ سمجھے کہ اسکا اثر ہم پر پڑیگا
غرض انکو اس انقلاب میں اور اقوام ہنود کی طرح عروج نہ ہوا وہ مطلق العنان اور
صاحب اقتدار نہ ہوئے اس طرح اکبر کی دوستی سے جو انکی قومی قوت و ہمت شکستہ
ہوئی وہ کبھی کسی دشمن سے بھی نہ ہوئی تھی - اسی طرح کی ارباب الرای رای زنی
کرتے ہیں اصل حقیقت تو کھلتی نہیں مگر یہ رائیں بھی دل بہلانے کے لئے اچھی ہیں -

بادشاہ کی شوق کی خبریں

جب بادشاہ لڑکا تھا اور کابل میں رہتا تھا - وہاں اونٹ سے بڑا کوئی جانور
نظر نہ آتا تھا وہ اونٹ پر سوار ہوتا تھا اور انکو لڑاتا تھا جب وہ ہندوستان میں آیا تو
ہاتھی دیکھ کر اسکا شوق پیدا ہوا - یہ جانور صورت و سیرت میں عجیب ہے اگر اسکو کلانی
میں پہاڑ سے تشبیہ دیجے تو غلط ہے پہاڑ میں حسن صورت ہے نہ رفتار ہے اگر سرعت و
تندی میں ہوا سے نسبت دیجئے تو یہ صحیح نہیں ہوا میں عرصہ نبرد میں ثابت قدمی اور
خشم گینی سے لشکر کا درہم برہم کرنا کہاں ہے - دوربینی و دریافت و فراست میں اگر
گھوڑے کی برابر کہا جاے تو بیان واقع نہ ہوگا - وہ باخرد - دراز عمر - بدیع منظر -
عظیم شکل - بلند دریافت - سوار ربا ہے - فوج برہم زن - کوہ فگن عجیب جانور ہے
کہ اسکی بدمستی و کینہ کشی کے لکھنے کے لئے ایک جدا کتاب کی ضرورت ہے - بادشاہ

اس عجیب پیکر بدیع ہیکل کو دیکھ کر اسپر فریفتہ ہو گیا اسپر چڑھنے کی مشق الٰہی بڑھائی کہ مست آدم کش بدخو فیل رہا ہاتھیون پر سوار ہونے لگا۔ اُس بدمست بدخو ہاتھی پر کہ جسنے اپنے فیلبان کو مارا ہو اور کئی خون کئے ہون اور شہر مین شورش مچائی ہو اسکے دانتون پر پانو رکھ کر چڑھ جاتا اور ہنستا و کھیلتا بدمست عربدہ جو ہاتھی سے لڑاتا تھا اور ان بدمست ہاتھیون کی لڑائی مین کہ جنکے پاس جاتے ہوئے بڑی بڑی بہادرون کی جان نکلتی تھی وہ ایک ہاتھی سے دوسری ہاتھی پر اُچھل جاتا ہاتھی پر نہ گدی ہے نہ جھول ہے فقط کلاوہ مین اسکے پاؤن اور پیٹھ پر اوسکی جما ہوا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ دہلی مین پادشاہ بدمست ہاتھی لکھنہ پر سوار ہو کر دوسری ہاتھی سے لڑاتا تھا۔ لکھنہ ہاتھی نے دوسرے ہاتھی کو بھگا دیا اور اسکے پیچھے بے تحاشا بھاگا وہ ایک گڈھے مین گرا اور ایسی حرکتین کین کہ بھوئی جو اُسکے پیٹھ پر بیٹھا تھا زمین پر گرا اور پادشاہ بھی اوپر سے گرا مگر پانو کلاوہ مین اٹکا رہ گیا۔ لوگون نے کلاوہ سے پانو کو نکالا۔ جب ہاتھی گڈھے سے نکلا تو اُسپر پھر وہ سوار ہو گیا۔ سو دفعہ سے زیادہ پادشاہ نے مست ہاتھیون کو لڑایا ہو گا کبھی پادشاہ درخت یا چھت پر ہو بیٹھتا جب ہاتھی برابر آتا تو اُسپر اچھل کر آن بیٹھتا۔

پادشاہ بڑا محقق تھا اُس نے ایک دفعہ ایک گروہ کو بھیجا کہ گنگا کے سرچشمہ کو تحقیق کرے اُسنے ایک عجیب تجربہ کیا کہ انسان کی طبعی زبان کیا ہے یعنی اول انسان کونسی زبان بولتا تھا مسلمانون کو دعویٰ تھا کہ اوّل عربی زبان بولی گئی۔ یہودی کہتے ہین کہ عبرانی سب زبانون کی اصل ہے۔ ہندو اپنی سنسکرت کو سب زبانون کی مان بتاتے ہین۔ اس تحقیقات کے لئے اسنے شہر سے باہر بہت دور ایک مکان عالیشان سب ضروریات سے آراستہ کیا اور گنگ محل اسکا نام رکھا بہت سے لڑکے لڑکیان پیدا ہوتے ہی مان باپون سے لیکر اس محل مین داخل کین

دائیون کو دودھ پلانے کا حکم دیا۔ مگر ان کے سامنے بولنے سے منع کیا غرض ایسا اہتمام کیا کہ انکے کان مین انسان کی آواز نہ پہنچنے دے جب یہ لڑکے پانچ پانچ سات سات برس کے ہوئے تو انکو اپنے سامنے بلوایا تو سوائے غائین بائین کے انکے مُنہ سے کوئی لفظ نہین نکلتا تھا ہر زبان کے فضلاء مقرر تھے کہ جو لفظ اول ان کی زبان سے نکلے اسکو امتحان کرین کس زبان کا ہے مگر انکی زبان سے کوئی لفظ ہی نہین نکلتا بلکہ وہ اشارون مین باتین کرتے تھے۔ غرض تجربہ مین ناکامی ہوئی۔ ہیرودوٹس ایک قدیمی مورخ نے لکھا ہے کہ کسی فرعون مصر نے بھی تجربہ کیا تھا مگر اکبر کے تجربہ مین یہ زیادہ خوبی تھی کہ پھر ان بچون کو بولنا سکھایا گیا تو مشکل سے اونہون نے سیکھا۔ بدایونی نے پادشاہ کے اس تجربہ کو بھی بڑی حقارت سے اسطرح لکھا ہی کہ بچون کو گونگی دایون سے چار برس تک دودھ پلایا گیا مگر اسکے بعد انکو ایک لفظ بولنا نہین آیا۔ ابوالفضل یون لکھتا ہے۔

سنہ مین پادشاہ کی محفل مین ہر طرح کے علم کا ذکر ہوتا تھا اسنے فرمایا کہ ہر گروہ کی زبان دانی پیاپے شنوائی سے ہوتی ہی کہ ایک دوسری کی بات یاد کرتے ہین اگر ابتداء پیدایش سے وہ اس طرح رکھین آدمی کی گفت گو انکے کان مین نہ جائے تو ضرور انہین بولنے کی قوت نہ ہوگی اگر انمین سے کوئی بولے تو اسکو ایزدی گفتار ہونے کا یقین کرنا چاہیئے مگر بعض سامعین کی پیشانی سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس سے انکار کرتے ہین ان کے دل نشینی کے واسطے ایسی سرزمین مین کہ اوسکان کی آواز کوئی وہان نہ پہونچے ایک سرائے آباد کی اور وہان نوزادون کو رکھا۔ ہستی منشون کو پاسبانی کے لئے مقرر کیا کچھ زمانہ تک دائیان ان بچون کو دودھ پلاتین۔ مگر اپنی زبان کو بند رکھین۔ عام لوگون نے اس سرائے کا نام گنگ محل رکھا پادشاہ اس عبرت سرا مین خود گیا کوئی آواز اس خاموش خانہ سے برآمد نہوئی اور اس آرامگاہ مین کوئی گفتار نہ سُنی باوجودیکہ اسپر چار سال گذر گئے تھے

مگر بچون کو گویائی سے کچھ بہرہ نہ تھا ایسی آوازین نکالتے تھے جیسے گونگے نکالا کرتے ہین
حالات اسد بیگ - ایک تاریخ مرزا اسد بیگ کی تصنیف سے ہے اسمین مرزا نے تمباکو
کا حال یہ لکھا ہے کہ مجھے بیجاپور مین کچھ تمباکو ہاتھ لگا مین نے ہندوستان مین اسکو پہلے
نہین دیکھا تھا - مین نے اسکو لیا اور خوبصورت نیچہ بنایا - اچین سے لے منگائی دو تین گز
لمبی تھی اور اچھی طرح خشک کی گئی تھی اور اسپر رنگ کرایا اسکے دونو سرون مین جواہر اور
زمرد لگائے عقیق یمنی کی مہنال گاؤدم بہم پہنچائی اور اسکو نیچہ پر لگایا اور سونے
کا آتش افروز بنایا - عادل خان نے مجھے ایک پاندان دیا تھا جسپر نہایت عمدہ کام
کیا ہوا تھا اسمین مینے ایسا عمدہ تمباکو بھرا کہ اگر اسکے پتے کو آگ لگائے تو سارے جلنے
لگتے ان سبکو مینے ایک کشتی مین رکھا اور نے کے رکھنے کے واسطے مین نے ایک چاندی کی نلی
بنوائی اور نلی کے اوپر سرخ ململ کا غلاف چڑھایا - جب بادشاہ کی خدمت مین حاضر
ہوا اور تحائف پیش کئے تو بادشاہ نے مجھ سے پوچھا کہ اتنے تھوڑے دنون مین ایسی
عمدہ اشیا کسطرح بہم پہنچائین - جب نیچہ اور نے اور اسکے سامان پر اسکی آنکھ
پڑی تو اسکو تعجب ہوا اور تمباکو جو چلم مین تھا دیکھ کر پوچھا کہ یہ کہان سے تجھے ہاتھ
لگا ہے - خان زمان خان نے کہا کہ یہ تمباکو ہے مکہ مدینہ مین اسکا بہت رواج
ہے یہ حکیم حضور کے لیے بطور دوا کے لایا ہے - بادشاہ نے اسکے تیار کرنے کا مجھے حکم دیا
مینے اسکو بھر کر تیار کیا - بادشاہ اسکا دم بھرنے کو تھا کہ اس پاس ایک طبیب دوڑ آیا
اور اسکو پینے سے منع کیا - مگر بادشاہ نے کہا کہ میرے خوش کرنے کے لیے وہ تھوڑا
سا ہی پیئے گا اور اس نے مہنال کو منہ مین لے کر دو تین دم کھینچے طبیب نے
بیتاب ہو کر کہا کہ مین اب زیادہ پینے کی اجازت نہین دیتا بادشاہ نے مہنال منہ
سے نکال کر خان زمان کو دی اس نے بھی دو تین دم ہوتین کے بقبے اڑائے پھر اپنے
حکیم پاس اسکو بھیجا کہ وہ اسکے خواص کی تحقیق کرکے اطلاع دے - حکیم نے
جواب دیا کہ ہماری کتابون مین کہین اسکا ذکر نہین ہے - وہ کوئی نیا ایجاد ہے

اور نے چین کی ہی۔ انگریزی ڈاکٹرون نے تمباکو کی بہت تعریف لکھی ہی۔ امیر الحکماء
نے کہا کہ یہ ایک دوا ایسی ہی کہ جسکا امتحان نہین ہوا اور اطبا نے اسکے باب مین کچھ
نہین لکھا ہم کس طرح سے حضور سے اس مجہول شی کے خواص عرض کر سکتے ہین۔ مناسب
نہین ہی کہ حضور اسکا استعمال فرمائین۔ مین نے امیر الحکماء سی کہا کہ اہل فرنگ ایسی احمق
نہین ہین کہ وہ تمباکو کا حال نہ جانتے ہون اور یون ہی پینے لگے ہون۔ انمین بعض
ایسے با فرہنگ ہین کہ کبھی خطا و غلطی نہین کرتے۔ تم کس طرح سے ایک چیز بے تجربہ اسکے خواص معلوم
کرنے کے اور امتحان کے رائے دے سکتے ہو جسکا اطبا اور سلاطین اور امرا کو اعتبار ہو
اشیاء پر انکی برائی اور بھلائی کی تحقیق کرکے حکم لگانا چاہیئے۔ حکیم نے جواب دیا کہ ہم
کو اہل فرنگ کی تقلید کرنی نہین چاہیئے اور ایک رسم کو جسکو ہمارے عقلا نے حکم نہین
دیا بغیر امتحان کے نہین جاری کرنا چاہیئے۔ مین نے جواب دیا کہ کیا عجب بات آپنے کہی
ہی۔ آدم کے وقت سے اسلام تک ہر رسم کسی نہ کسی زمانہ مین نئی تھی وہ بتدریج جاری
ہو گئی۔ جب کوئی نئی چیز داخل ہوتی ہی اور دنیا مین مشہور ہوتی ہی تو ہر ایک
آدمی اسکو اختیار کرتا ہے۔ دانشمندون اور حکیمون کو چاہیئے کہ کسی چیز کے برے بھلے
خواصون کی تحقیق کرکے اسکی تشخیص کرین اچھے خواص مدتون مین تحقیق ہوتے ہین
چین کی چاء کو دیکھو جو پہلے زمانہ مین لوگون کو نہین معلوم تھی اس زمانہ مین دریافت
ہوئی ہی وہ بہت بیماریون کی دوا ہین کام آتی ہی۔ جب بادشاہ نے اس مباحثہ
اور میری دلائل کو سنا تو خان زمان سے کہا کہ تو نے دیکھا اسد کیا فرزانگی و زیرکی
کی باتین کرتا ہے۔ اب حکیم کچھ اور عرض کرنے کو تھا کہ بادشاہ نے اوسکو چپکا کر کے مولوی
صاحب کو بلایا۔ مولوی نے تمباکو کی بہت تعریف کی مگر حکیم صاحب کو کوئی نہ منوا سکا
اسکے عمدہ طبیعت ہونے مین شبہ نہ تھا۔
مین بہت سا تمباکو لایا تھا اور بہت سی نیچین مین نے انکو امرا مین تقسیم کیا پھر تو انکی
سب کو چاٹ ایسی لگی کہ مجھ سے تمباکو کے طلبگار ہونے لگے اور تمباکو کا رواج بہت

جلد ہو گیا۔ مگر بادشاہ نے اسکو نہین پیا۔" اس تمباکو کا بیان پرتگیزون کی کتابون سے ایک اور طرح سے بیان کیا جاتا ہے کہ ایک نوجوان پرتگیز نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر حضور کی مرضی ہو تو مین عجیب و غریب تماشا دکھاؤن۔ بادشاہ نے فرمایا کہ مین ہر عجیب چیز کے دیکھنے کا مشتاق ہون تو ضرور تماشا دکھا اس نے روشنی منگائی اور چھپ کر تمباکو کو روشن کیا اور پائپ کی چلم پر ہاتھ رکھ کر منہ سے دھوان نکالنے لگا بادشاہ نے یہ دیکھ کر ناک چڑھا کے کہا کہ یہ کیا تماشا ہے ایسے تماشے تو ہمارے مداری کرتے ہین کہ ناک کے نتھنون سے دھوان کیا شعلے نکالتے ہین اور خوب یہ کمانے ہین تو تو اپنے تماشے سے ایک وہ یہ مہینہ بھی نہین کما سکتا۔ اسپر پرتگیز نے کہا کہ یہ تماشا نہین دکھایا۔ بلکہ یہ دھوان دکھایا ہے جو خوش ذائقہ ہے اور اسے انسان کا دل خوش اور صاف ہوتا ہے اس نے ہاتھ اوٹھا کر مٹی کا پائپ اور تمباکو نکال کر دکھایا بادشاہ نے حکیم میں ابو الفتح گیلانی کو تمباکو دکھایا عبدالقادر بدایونی نے حکیم سے کہا کہ یہ شیطان نے بہکانے کی تدبیر کی ہی تو ہرگز تمباکو کا امتحان نہ کرنا وہ شیطان کا لایا ہوا ہی۔ جاسوسون اور نوکرون کے ذریعہ سے بادشاہ پاس پہنچا ہی۔ حکیم نے آنکر دیکھا کہ بادشاہ بہت کھانس رہا ہی وہ پائپ کے کئی دم کھینچ چکا تھا اسلئے کھانستا تھا حکیم نے تمباکو کو سنجیدگی سے آزما کر عرض کیا کہ وہ خوش آیندہ اور صحت بخش ہی مگر اسکا دھوان پہلے صاف ہونا چاہیئے پانی مین پہلے گذرنا چاہیئے۔ بادشاہ نے اسکی رائے سے اتفاق کیا۔ غرض اس طرح حقہ ایجاد ہوا۔

شہنشاہ اکبر کی عادت تھی کہ وہ بھیس بدل کر رعایا کے ضروری حالات کو دریافت کیا کرتا تھا۔ بازارون مین جا کر نرخ اجناس معلوم کرتا تھا ایک دن وہ اس طرح چلا جاتا تھا کہ ایک شخص نے اس کو پہچان لیا اور ایک دوسرے آدمی سے کہا کہ یہ اکبر جاتا ہی بادشاہ نے اسے سن لیا۔ جب وہ اسکے پاس آیا تو ایسا منہ ٹیڑھا کر لیا کہ اس آدمی نے دیکھ کر کہا کہ یہ اکبر نہین ہی کوئی ٹیڑھا ہے۔

۱۵۸۳ء مین بادشاہ نے راجہ جے مل کو گھوڑے کی ڈاک مین بھیجا تھا۔ تیزی کی نابہنجاری اور افزونی تابش سے حدود جوسا مین اسکا چراغ زندگی افسردہ ہوا اسکی بیوی راجہ اودے سنگھ پسر رائے مالدیو عرف موٹا راجہ کی بیٹی تھی وہ ستی ہونے پر راضی نہین ہوتی تھی اسکا بیٹا اوجہنا اور جاہل رجپوت اپنی جہالت کے سبب سے زبردستی اسکو ستی کرنا چاہتے تھے۔ محل مین پہر دن چڑھے بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی خداترس بادشاہ کو ترس آیا اور سوچا کہ اگر کسی اور امیر کو بھیجتا ہون تو اوسکے سینہ مین اپنا دل اور دل مین یہ درد کیونکر ڈال سکتا ہون مبادا وہ تاخیر کرے ......
اسلئے وہ اسپ بادپا پر سوار ہوکر اس سرزمین کو روانہ ہوا۔ لوگون کو اصل حقیقت پر آگہی نہ تھی بادشاہ کے اس طرح غائب ہونے سے ایک شورش برپا ہوئی اور شوریدہ سرا بیہودہ گویون نے خیال پرستی سے طرح طرح کی روش سے داستانین بنائین اخلاص منّد فدویون نے ہتیاربندی کی۔ لڑائی کا سامان کیا۔ بادشاہ کے ساتھ اس دوڑ ادوڑ مین کسی کے آدمی بھی نہ پہنچ سکے چند جان نثار او رکئی خدمتگار رکاب مین رہے جب بادشاہ اس ہنگامہ کے قریب آیا تو جگنناتھ اور رائسال لگے گئے اور آشفتہ رائے سرگروہون کو گرفتار کرکے حضور کے روبرو لائے۔ بادشاہ نے کہا کہ انکی پیشانی سے پشیمانی ظاہر ہوتی ہے۔ جوشش خشم کی حالت مین جان بخشی کی مگر مقید کیا۔ پھر تھوڑے زمانہ مین بادشاہ اپنی یہ عدالت ستر گار و رافت والا و شجاعت بزرگ دکھا کر اپنے آرامگاہ مین آیا جس سے ترانہ شادی بلند ہوا

شہنشاہ اکبر کے مذہبی خیالات

اس بادشاہ کے مذہبی خیالات معلوم کرنے کے مخازن میری پاس یہ ہین اکبرنامہ۔ آئین اکبری۔ خافی خان کی منتخب اللباب۔ توزک جہانگیری۔ منتخب التاریخ عبدالقادر بدایونی۔ دبستان المذاہب ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے مختلف

جو انگریزی محققین نے لکھے ہین۔

بادشاہ کے مذہب کا اصل حال ابو الفضل اور عبد القادر بدایونی کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے جسکو ملوک ہین صاحب نے بالترتیب لکھا ہے۔ باقی تحریرات انہین دو اہل علم کی تحریرون پر مبنی ہین جنپر محققین کی رائے کے گل پھول لگے ہوئے ہین۔

عبد القادر بدایونی اکبر کا دشمن تھا اور ابو الفضل اسکا دوست تھا پس جب کسی شخص کیطرح کے لائق دوست قابل دشمن دونو لکھین تو پھر کوئی اسکی برائی بھلائی چھپی نہین رہتی گو دونو کے بیان مین مبالغہ ہوتا ہے مگر عقل سلیم ان دونو کی تحریرون مین ثالث بالخیر بنکر اصل حال کا استنباط کر سکتی ہے کہ کیا ہے۔ اول ہم مذہب کے باب جو کچھ منتخب التاریخ مین عبد القادر نے لکھا ہے وہ لکھتے ہین اور پھر ابو الفضل نے جو لکھا ہے وہ تحریر کرتے ہین۔ دونو کی تحریرون سے جو نتائج محققین نے نکالے ہین انکو زیر قلم لاتے ہین اور خطوط وحدانی کے اندر بعض الفاظ یا رمزون کی تشریح کرتے ہین اور دبستان المذاہب کو بھی زیر نظر رکھتے ہین۔

ان ایام مین آخر سنہ ۹۸۲ھ مین شیخ ابو الفضل خلف شیخ مبارک ناگوری بادشاہ کی درگاہ مین دوبارہ آیا (پہلی ملاقات سنہ ۹۸۱ھ مین ہو چکی تھی) اب اسکو علامی کہتے ہین اس نے ایک جہان مین آگ لگا دی۔ اسنے صباحیون (حسن صباح ایک مذہبی مشہور گذرا ہے) کا چراغ روشن کیا یعنی روز روشن مین چراغ جلایا اور بمقتضای من تخالف تصرف (جو مخالفت کرتا ہے قوت پاتا ہے) اسنے کل امم کی مخالفت پر کمر خوب باندھی اور حیت کی اسکو درگاہ الٰہی مین منشی کی خدمت ملی. . . . آیۃ الکرسی جسمین دقایق و نکات قرآنی بہت سے مندرج ہین اسکی تفسیر پیش کی کہتے ہین کہ یہ تفسیر اسکے باپ کی تصنیف سے تھی مگر اسنے اسکو نذر دیکر تحسین کی عزت حاصل کی اور تفسیر اکبری (۹۸۳) اسکی تاریخ تصنیف ہے۔ بادشاہ نے اسکو ان ملانون کی گوشمالی کے لئے خاطر خواہ پایا جو فرعون تھے یہ توقع بادشاہ کو مجھ سے نہ تھی۔

ابو الفضل کو جو ان ملانون سے مخالفت تھی اوسکی وجہ یہ تھی کہ جب اہل بدعت اور

سنہ ۹۸۲ ملازمت شیخ ابو الفضل کی دوسری دفعہ [illegible]

اسی قبیل کے لوگ جیسے کہ میر حبشی اور مثل انکی بھی گرفتار ہوئے تو شیخ عبد النبی اور مخدوم الملک
اور کل علمائے متفق اللفظ والمعنی ہوکر بادشاہ سے عرض کیا کہ شیخ مبارک فرقہ مہدویہ میں
سے ہے اور ضال و مضل (خود گمراہ اور اوروں کو گمراہ کرنے والا) ہے اسی طرح کی
بادشاہ کی اجازت اسکے رفع دفع کرنے کے لیے لیکر بادشاہ کے سامنے اسکے حاضر کرنے کے
لیے محتسبوں کو بھیجا شیخ اپنے دو بیٹوں سمیت مخفی ہو گیا تو اسکی مسجد کے منبر کو ان مغضوبوں نے
توڑ ڈالا اس زمانہ میں شیخ سلیم چشتی فتحپوری کا جاہ و جلال اوج پر تھا انکے پاس اول شیخ التجا
لایا کہ وہ بادشاہ سے التماس کرکے اسکی شفاعت کرا دیں شیخ سلیم نے بعض اپنے خلیفوں کے ہاتھ
کچھ روپیہ شیخ مبارک پاس بھجوایا اور اس سے کہا کہ تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ اس دیار سے فرار کرو اور
گجرات میں چلے جاؤ۔ جب شیخ کو یہاں سے ناامیدی ہوئی تو اس نے مرزا عزیز کوکہ کو اپنا
متوسل بنایا اسنے بادشاہ سے شیخ مبارک کی درویشی اور اسکی اولاد کی فضیلت کی تعریف
کی اور عرض کیا کہ شیخ مرد متوکل ہے اس لیے کوئی زمین بھی انعام میں نہیں لی ایسے فقیر کو ستانا
کرنا میں نہیں جانتا کہ کس لیے ہے اس سفارش سے بادشاہ نے شیخ کے ایذا پہنچانے کا خیال بالکل
چھوڑا اور تھوڑی مدت میں زمانہ اسکے موافق ہوا شیخ ابو الفضل کو اپنی خدمت کے زور سے
اور بادشاہ کی حمایت سے اور زمانہ سازی و بیدیانتی و مزاج شناسی اور غایت درجہ کی
خوشامد سے ایسے موقع ملے کہ اسنے اس جماعت کو جسنے سعایت اور سعی نامشکور کی تھی
نہایت بری طرح سے رسوا کیا اسنے فقط انہیں تجربہ کار عالموں کا استیصال نہیں کیا بلکہ
کل ان خدا کے بندوں کو خراب کیا جو مشایخ و علماء و عوام صلحاء ضعفاء و یتیم تھے ان کی
مدد معاش و وظائف کو بند کیا اور حال و قال کی زبان سے یہ کہتا ہے

رباعی

یا رب بجہانیان وسیلے تو است ❊ گردون را جو لیتہ پیلے تو است
فرعون وشان دست برآورد ستم ❊ موسی و عصا و رود نیلے تو است

جب اس وضع سے ان علماء کے حال میں خلل پیدا ہوا اور جنہوں نے اسکے باپ کو ستایا تھا

تو یہ رباعی اکثر وہ پڑھا کرتا تھا

رباعی

آتش بدو دست خویش در خرمن خویش	چون چیرہ دزدہ ام چہ نالم از دشمن خویش
کس دشمن من نیست منم دشمن خویش	ای وای من و دست من و دامن خویش

جب بحث میں اسکے سامنے کسی مجتہد کا قول پیش کرتے تو وہ کہتا کہ فلان حلوائی ۔ فلان کفش دوز ۔ فلان چرم گر کا قول میرے لئے حجت نہیں ہو سکتا ۔ وہ سب مشائخ و علماء کا منکر تھا ۔

سنہ ۹۸۳ھ میں عبادت خانہ کی عمارات تمام ہوئیں بادشاہ نے فتحپور سیکری میں ایوان شاہی کے پاس یہ عمارت بنوائی تھی ۔ ان تعمیرات کا منشا بیان ہوگا ان چند سالوں میں (۹۸۰ سے پہلے فتوحات عظیمہ و غریبہ پے در پے حاصل ہوئی تھیں اور وسعت مملکت روز بروز فراخ ہوتا جاتا تھا مراد کے موافق کام بر آتے تھے ۔ کوئی مخالف جہان میں باقی نہ تھا ۔ اسنے فقراء سے اور حضرت معینہ کی آستانہ کی مجاوروں سے دوستی پیدا کی تھی ۔ اکثر اوقات اسکے قال اللہ و قال الرسول میں گذرتے تھے ۔ تصوف کے مسائل و مذاکرہ علمی و تحقیق مسائل حکمی و فقہی وغیرہ میں وہ مصروف رہتا تھا ۔ اور اکثر راتوں کو جاگ کر خدائے عز و جل کے اسموں **یا ھو یا ھادی** کا ذکر کرتا تھا یہ اوسکو القاء ہوا تھا کہ ان دونا موں کے ذکر سے معرفت حاصل ہوتی ہے فقرا انکو ہزار دفعہ پڑھتے ہیں منعم حقیقی کی تعظیم نے اسکے دل میں جگہ پکڑ لی تھی ۔ وہ بعض نعمتوں کے شکرانہ کے لئے یہ طریق نیاز مندی و درد مندی صبح کو ایک چوڑی سل پر بیٹھتا ۔ یہ سل ایک پرانے حجرہ کی تھی جو بادشاہی محلوں کے سایہ میں آبادی سے ایک طرف تھا ۔ اسپر وہ مراقبہ کرتا اور فیض سحری حاصل کرتا اسنے سنا تھا کہ سلیمان کرانی (جسکا ذکر بہت گجینہ گو رکھا گروہ ۹۷۱ھ سے ۹۸۰ھ تک حاکم بنگالہ تھا) کا ذکر سنا تھا کہ وہ سحر کو ڈیڑھ سو مشائخ و علماء نامدار کے ساتھ تہجد کی نماز جماعت سے پڑھتا ہے اور صبح تک ان کی ساتھ

عبادت خانہ و مباحثہ ۹۸۳ھ آغاز

بیٹھ کر تفسیر تذکیر سنتا ہے صبح کی نماز کے بعد مہمات ملکی اور سپاہی و رعیت کی داد و ستد میں
مشغول ہوتا ہے اور تقسیم اوقات کر کے تضیع اوقات نہیں کرتا مرزا سلیمان جو ایک بادشاہ
صوفی مشرب صاحب حال تھا اور مرید کرتا تھا اسکے آنے کی بھی خبر بدخشان سے تھی غرض
ایسے بواعث تھے کہ شیخ عبد اللہ نیازی سرہندی نے حجرہ کا نام عبادت خانہ رکھا (یہ شیخ
پہلے شیخ الاسلام چشتی کا مرید تھا) اور پھر فرقۂ مہدویہ میں آگیا تھا (اسکا ذکر پہلے ہو چکا
ہے) اس حجرہ کے چاروں طرفوں میں ایوان بنائے اور بیچ میں ایک تالاب بنایا جسکا
نام انوپ تلاب رکھا اور اس حجرہ کا نام عبادت خانہ رکھا کہ آخر رفتہ رفتہ وہ عبادتخانہ ہی
ہوگیا۔ ملا شیری نے اس عمارت کے باب میں قصیدہ کہا ہے جسکی ایک بیت یہ ہے ؎

درین ایام دیدم جمع با اموال قارونی عبادتہای فرعونی عمارتہای شدادی

بادشاہ ہر نماز جمعہ کے بعد خانقاہ جدید شیخ الاسلام سے آکر اس عبادتخانہ میں ایک
مجلس کرتا جسمیں سوا مشائخ وقت و علماء و فضلاء اور چند مخصوص بادشاہوں کے مقربین
و ندیموں کے کوئی اور طلب نہوتا اور آئین افادت اور استفادت کی باتیں ہر قسم کی
ہوتیں۔ ہر شب جمعہ کو سادات و مشائخ و علماء و امراء کے گروہوں کو بادشاہ بلاتا جب
اس جماعت نے اپنی نشست کے مقام میں اور تقدیم و تاخیر میں بھی بدنفسی دکھائی۔ اور
جھگڑے کھڑے کیے تو بادشاہ نے حکم دیدیا کہ امرا جانب شرقی میں اور سادات جانب
مغربی میں اور علماء جانب جنوبی میں اور مشائخ جانب شمالی میں بیٹھیں ان صفوں میں خود
بادشاہ نوبت بہ نوبت پھرتا اور اس جماعت سے باتیں کرتا اور مقاصد کی تحقیق کرتا۔
طرح طرح کی خوشبوؤں سے مکان کو معطر کرتا۔ بیشمار زر ان اہل استحقاق کو دیتا جو مقربوں
کے ذریعہ سے عبادت خانہ میں چلے آتے تھے۔ فتح گجرات میں اعتماد خان گجراتی کے کتبخانہ
سے جو نفیس کتابیں ہاتھ لگی تھیں وہ ان علماء کو خود اپنے ہاتھ سے تقسیم کیں اور جو کتابیں
فاضل بچتی تھیں وہ امرا کو وجہ اخناس ہیں کہ جسکو ادراس یعنی زوال و قدیم کبھی نہ دیتا تھا ایک
دن رات کو علماء گردن کی رگیں پھلا پھلا کر اور غل مچا مچا کر باتیں کرنے لگے۔

یہ بات بادشاہ کو ناگوار گذری اسنے عبدالقادر سے کہا کہ اب آیندہ جو ہم جماعت مین نامعقول بات کہے اس کی مجھے اطلاع دے مین اسکو مجلس سے اٹھا دونگا اسپر آصف خان نے آہستہ سے کہا کہ اسطرح تو اکثر علما مجلس سے اٹھائے جائینگے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اسنے کیا کہا تو آصف خان سے جو اسنے کہا تھا وہ عرض کیا تو بادشاہ خوش ہوا اور اسکا ذکر اپنی مجلس مین اپنے مقربین سے کیا۔

ایکدن حاجی ابراہیم سرہندی نے فتوی دیا کہ سرخ و زعفرانی لباس پہننا مباح ہے اور اس بات کے ثبوت مین ایک حدیث بھی نقل کی۔ اسکو میر عدل نے سنکر مجلس بادشاہی مین اسکو بدبخت ملعون کہکر گالیان دین اور عصا لیکر اسکے مارنے کو چلا اوسنے اپنے تئین حیلہ کرکے بچایا اسطرح علما اور مفتیون سے نفرت ہوگئی وہ کسی آدمی کے قصور غرور و تکبر کو معاف نہین کرتا اور تمام تکبر کی باتون مین اسکو علم مین تکبر کرنے سے نہایت نفرت تھی اب اسنے ان علما کو ایذا پہنچانے کا قصد کیا اور جب اس کے مقربین کو بادشاہ کی نیت یہ معلوم ہوئی تو پھر علما پر سطرح کے الزامون کا طومار باندھ دیا۔

اسواسطے بادشاہ نے مجلس مین مخدوم الملک مولانا عبداللہ سلطان پوری کو بلایا کہ اسکو ایذا پہنچائے اور اسکے مقابلہ کے لئے حاجی ابراہیم و شیخ ابو الفضل کو اور نئے آدمیونکو بلایا۔ ابو الفضل نیا نیا مجلس مین آیا تھا وہ نئے مذہب و دین کا مجتہد تھا اور مرشد بحق اور داعی مطلق تھا۔ اور مباحثہ مین مخدوم الملک کی ہر بات مین بادشاہ دخل دیتا تھا پھر بعض مقربین بھی بادشاہ کے اشارے سے اس سے کاوش کاہش و تراوش کے مقام مین آکر اسکی عجیب و غریب تقلیبین کرنے لگے۔

خانجہان نے کہا کہ مخدوم الملک نے فتوی دیا ہے کہ اس زمانہ مین حج فرض نہین ہے بلکہ گناہ سے جب اسکی وجہ اس سے پوچھی تو اسنے دلیل یہ بیان کی کہ کعبہ کی دو راہین ہین ایک عراق دوسری گجرات سے پہلے خشکی کی راہ قزلباشون کی ناسزا باتین سننی پڑتی ہین اور دوسری دریا کی راہ مین غیر ملکون سے قول اور عہد لیا جاتا ہے۔ اور عہد نامہ پیر

اس عہدنامہ پر حضرت مریم اور حضرت عیسی علیہ السلام کی تصویر منقش ہوئی ہی
وہ بت پرستی کا حکم رکھتی ہی۔ دو نو طرح سی حج ممنوع ہی اور خان جہان نے یہ
بھی کہا کہ زکوۃ کے باب مین ایک اور حیلہ مخدوم الملک نے یہ نکالا ہی کہ آخر سال مین
جو خزانہ پاس ہو وہ اپنی منکوحہ کو بخشدے اور پھر اسپر ایک سال نہ گذرنے پائے کہ اس
سے لے لے۔ اہل سنت میں جو سال کے آخر مین بخشش ہوتی ہے اسپر زکوۃ دیجاتی
ہے بس اسی طرح نہ میان پر نہ بیوی پر زکوۃ فرض ہو گی اسکے حیلون کے ساتھ
بنی موسی کے حیلہ بھی شرمندہ ہوئے تھے۔ اس نے مشائخ و فقراء کے ساتھ
خصوصًا پنجاب کے آیمہ دار اہل استحقاق کے ساتھ خست رزالت۔ خباثت۔ جہالت
بدکاری۔ دنیاداری ستمگاری کی اور ایسی طرح طرح کی حکایات اسکی اہانت و استخفاف و
مذمت کی تقریر مین آتی تھین جو قیامت کے دن سب کھینگی۔ جبرًا قہرًا اسکو ترکہ منع حج
جب اس سے پوچھا کہ تجھ پر حج فرض ہی تو اس نے کہا کہ نہین یعنی مفلس ہون۔ ان دنون
مین شیخ عبدالنبی کا عین جاہ و جلال تھا اور مخدوم الملک کے ہبوط اور زوال کا آغاز تھا
بادشاہ شیخ کی تعظیم و احترام کرتا تھا اور کبھی کبھی علم حدیث کے سننے کے لیے اس کے
گھر جاتا اور ایک دو دفعہ اسکی جوتیان اسکے پانون کے سامنے رکھدی تھین۔
انہین مجلسون مین سے ایک مجلس مین بادشاہ نے پوچھا کہ کتنی اصل عورتوں سے نکاح کرنا
درست ہی۔ علماء نے جواب دیا کہ چار حرہ عورتوں سے زیادہ عقد نکاح باندھنا جائز نہین
ہے۔ اسپر بادشاہ نے فرمایا کہ مین عنفوان جوانی مین اس مسئلہ کا مقید نہین تھا جتنی
آزاد و بندہ عورتین چاہین مین نے جمع کر لین اب اسکا علاج کیا ہو سکتا ہے ہر ایک
شخص نے کچھ کچھ عرض کیا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ایک دن مین نے شیخ عبدالنبی سے
سنا کہ مجتہدون مین سے ایک نے نو بیویان کرنی جائز رکھی تھین۔ لوگون نے عرض
کیا۔ ابن ابی لیلے مجتہد نے یہ لکھا ہے کہ اس آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء
مثنی وثلث ورباع کی عبارت سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اٹھارہ بیویان

کرنی جائز ہین (جس سے چاہو نکاح کرو عورتون مین سے دو دو یا تین تین یا چار چار)
جسنے نو بیویان کہین اسنے ۲ + ۳ + ۴ = ۹ کا حساب لگایا اور جسنے اٹھارہ کہین (۲ +
۲ + ۳ + ۳ + ۴ + ۴) یعنی اٹھارہ کا حساب) مگر یہ روایتین مرجوم ہین عمل کے لائق
نہین بادشاہ نے آدمی بھیجکر شیخ عبدالنبی سے پوچھا انہون نے جواب دیا کہ مین نے اختلاف علما
کا بیان کیا تھا کوئی اباحت کا فتوی نہین دیا۔ یہ بات بادشاہ کو گران معلوم ہوئی
اور فرمایا کہ شیخ نے ہماری ساتھ نفاق کی بات کی کہ اُس وقت کچھ اور کہا اور اس وقت
کچھ اور کہتا ہی یہ بات اُسکے دل مین بیٹھ گئی۔ اس مسئلہ مین بہت سی رد و بدل اور روایات
متنوعہ کے جمع کرنے کے بعد علما نے یہ فتوی دیا کہ بطریق متعہ کے جسقدر عورتین کہ میسر ہون
مباح ہین اور یہ امام مالک کے مذہب مین جائز ہی اور شیعہ اس فرزند کو کہ متعہ سے
پیدا ہو بہ نسبت منکوحہ اولاد کے زیادہ عزیز رکھتے ہین برخلاف اہل سنت و جماعت کے
اس مسئلہ مین بہت سی اور باتین ہوئین جنکا بیان عبدالقادر نے نجات الرشید مین
بالاجمال لکھا ہی۔ موطا امام مالک کی تصنیف ان اٹھالایا جسمین امام مالک نے ایک حدیث
نقل کی تھی جس سے متعہ کا منع ہونا ثابت ہوتا تھا۔ ایکرات کو قاضی یعقوب و شیخ ابوالفضل و
حاجی ابراہیم اور اکثر اور علما حجرہ انوپ تلاؤ مین بادشاہ کی خدمت مین بلائے ہوئے
آنکر بیٹھے شیخ ابوالفضل مشائخ کے معارض مقرر ہوئے۔ جو روایتین کہ متعہ کے باب مین ابوالفضل
باپنے جمع کی تھین اس نے پیش کین اس اثنا مین بادشاہ نے ملا عبدالقادر کو بھی بلاکر
پوچھا کہ اس باب مین تمہاری رائے کیا ہی اس نے عرض کیا کہ ان ساری روایات مختلفہ و
مذاہب گوناگون کا مآل اس ایک بات پر تمام ہوتا ہی کہ امام مالک اور شیعہ کے نزدیک بالاتفاق
متعہ مباح ہی اور امام شافعی اور امام اعظم کے نزدیک حرام اگر کوئی قاضی مالکی حکم
اسکے انعقاد کا کرے تو امام اعظم کے مذہب مین بالاتفاق متعہ مباح ہوتا ہی اس بات
کے سوا سب قیل و قال و جنگ و جدال ہی۔ بادشاہ کو یہ بات بہت مستحسن معلوم ہوئی۔
اس باب مین قاضی یعقوب نے چون و چرا کی عبدالقادر نے کہا کہ کوئی حکم مختلف فیہ

ہوتا ہے وہ قاضی کی قضا سے مجمع علیہ بن جاتا ہی اس اصول کی مثال ہے توضیح کی کہ قاضی یعقوب
معقول ہو گیا اور عجز کے ساتھ کہا کہ اب مین کیا کہون مبارک ہو کہ متعہ مباح ہی -
بادشاہ نے قاضی حسین عرب مالکی کو اس بارہ مین قاضی مقرر کیا اور قاضی یعقوب
کو معزول کیا - فوراً قاضی حسین نے اپنے مذہب کے موافق متعہ کے جواز کا حکم دیدیا جس سے
سارے مذہبون کے صدر سے لیکر مخدوم الملک و قاضی ملک کے چہرے بگڑ گئے اس
اب انکی خزان شروع ہوئی اور خزاں کا زمانہ آ گیا - اس واقعہ کے چند روز بعد مولانا
جلال الدین ملتانی کو کہ مدرس متبحر تھا آگرہ سے طلب کرکے قضاء ممالک پر منصوب کیا اور
قاضی یعقوب کو صوبہ گور کا قاضی مقرر کرکے وہان بھیجدیا جہان کچھ دنون بعد وہ
گور مین گیا اس دن سے جب تک بادشاہ خود مجتہد ہوا اس باب مین خلاف و اختلاف
کا دروازہ بند نہ ہوا ان دنون مین بادشاہ نے پوچھا کہ اگر لفظ اللہ اکبر کا مہر مین بندہ
اور سکہ مین نقش کرائین تو کیسا ہی اکثر نے کہا کہ خوب ہی حاجی ابراہیم نے اسکے خلاف
کہا کہ اس ترکیب مین اور احتمال بھی ہی (اللہ اکبر کے دو معنی ہو سکتے ہین ایک یہ
خدا بڑا ہی دوم یہ کہ اکبر خدا ہی) اگر آیۂ لذکر اللہ اکبر نقش فرمائین تو بہتر ہوگا اس سے وہ احتمال
قطع ہو جائیگا - یہ بات اسکی بادشاہ کو پسند یدہ نہ ہوئی اور فرمایا کہ یہ بات ظاہر
ہے کہ بندہ کمال عاجزی کے سبب سے خدائی کا دعوی نہین کر سکتا مقصود ہمارا فقط مناسبت
لفظی ہی ہی نفس مدعا کو دوسری جانب لیجانا کیا معنے رکھتا ہے (اکبر نے گو خود اس اپنے
مدعا کو بیان کر دیا مگر بلوخمان صاحب نے اپنی آئین اکبری کے ترجمہ مین اس پر حاشیہ
چڑھا دیا کہ بادشاہ اللہ اکبر اسی ذو المعنیین ہونے کے سبب پسند کرتا تھا - وہ مہر شاہی
مین سکہ مین کتابون کی پیشانی پر فرامین وغیرہ پر اس کو استعمال کرتا تھا) +
سنہ ۹۸۳ھ مین حکیم ابو الفتح گیلانی اور حکیم ہمایون و نور الدین تین بھائی آئے - حکیم ہمایون
نے اول نام اپنا حکیم ہمایون قلی بدلا اور پھر حکیم ہمام - قراری اسکا تخلص تھا - یہ
تینون بھائی گیلان سے آئی - بڑے بھائی نے ندیمی کے زور سے بادشاہ کے

مزاج مین عجیب تعصب پیدا کیا اکی صریح خوشامد کرکے دین و مذہب کی راہ مین اسکے ساتھ
چلا اور آگے چل کر جلدی سے اعلی درجہ کا تقرب حاصل کیا چند مدت کے بعد ملا محمد یزدی ایران
سے آیا جسکو یزیدی بھی کہتے تھے اور انکے ساتھ مل گیا اس نے شان صحابہ مین برملا مطاعن
شروع کئے اور اصحاب کی نقلین عجیب عجیب بنا کر بادشاہ کو چاہا کہ شیعہ بنا دے لیکن بیربر
اور شیخ ابوالفضل و حکیم ابوالفتح نے اس سے آگے قدم بڑھایا کہ دین سے اسکو منحرف کردیا
وحی و نبوت و اعجاز و کرامت و شرائع سے مطلق انکار کروا دیا یہان تک نوبت پہنچی کہ
عبدالقادر اُن کی رفاقت مین نہ رہ سکا۔

انہین دنون مین قاضی جلال الدین اور اور علماء کو حکم ہوا کہ قرآن مجید کی تفسیر لکھین علماء کے
درمیان اسکا بڑا غوغا اٹھا۔

دیپ چند راے منجھلو نے مسخرہ پن سے یہ کہا کہ اگر خدا کے نزدیک گائے معظم نہین ہوتی تو قرآن
کی اول سورہ بقر کیون ہوتی اسپر سارا دربار ہنسا۔

بادشاہ کے سامنے تاریخ اسلام پڑھی جاتی جس سے روز بروز اسکا اعتقاد اصحاب کے ساتھ
فاسد ہوتا جاتا تھا۔ ان اصحاب سے گذر کر بادشاہ نے اور قدم بڑھایا کہ نماز روزہ اور
تمام مسائل جو نبوت سے متعلق تھے انکا نام تقلیدیات رکھا یعنی غیر معقول اور دین کا مدار
عقل پر رکھا نہ نقل پر فرنگیون (پرتگیزون) کی آمد و رفت تھی انکے بعض اعتقادات کو اسنے
مان لیا اس سے متعصب عیسائی یہ سمجھتے ہین کہ اکبر عیسائی ہو گیا تھا۔ مگر بدایونی نے جو فقرہ یہ
لکھا ہے کہ بعضے اعتقادات ایشان را فرا گرفت اس سے مطلب یہ ہے کہ جو عقائد عیسائیون
کی عقل کے مطابق تھے انکو اوسنے مان لیا وہ ہر مذہب کے اعتقاد کو جو مطابق عقل کے ہوتا مانتا
تھا کچھ عیسائیون کی خصوصیت نہ تھی)

ہر خیال کہ عقل شان بندد ٭ چرخ بر عقل اہل آن خندد ٭

اسی سال مین ایک رات شیخ بدرالدین خلف صدق و سجادہ شیخ اسلام چشتی
بلائے گئے وہ نوکری سے تائب ور نائب باپ کا ہو کر اور توفیق پا کر گوشہ نشین

ریاضت و مجاہدت و ذکر و فکر و تلاوت میں مشغول رہتا مراتب آداب جو یہاں وضع
کیے گئے تھے انکا وہ پابند نہ ہوا اس لیے اسکی نشست و برخاست و کلام پر ایسی باتیں
بنائی گئیں جن سے اسکو ایذا ہوئی ــ

شریف آملی کا بادشاہ کے پاس آنا ـ

شروع ۹۸۶ھ میں جب بادشاہ مالوہ میں دیبالپور میں تھا۔ شریف آملی اس
پاس آیا اس مرد کا حال جیسے پانو کے کتے کا سا تھا کہ ایک دیار سے دوسرے دیار میں جاتا
اور ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں آتا۔ جدل کے بعد الحاد پر وہ جما۔ کچھ مدت تک
بلخ میں روش متصوفہ مبطل و بے صفا پر چلا۔ مولانا محمد زاہد کی خانقاہ میں درویشوں کے
ساتھ مولانا مخدوم ملک اعظم شیخ حسین خوارزمی کا بھتیجا بنا۔ مگر اسکو درویشی کو ساتھ مناسبت
ذاتی نہ تھی اور بیہودہ گوئی اور پریشان باتیں بہت کرتا تھا اس سبب سے مولانا نے
اپنی خانقاہ سے اسکو نکال دیا اور اسکی شان میں یہ چند بیتیں کہیں جنمیں سے
ایک یہ ہے ع ہست یک ملحدی شریف بنام + ناتمامی بطور خویش تمام + وہ
دکن میں سیر کرتا ہوا پہنچا۔ مذہب میں مقید نہ ہونے سے اسکا خبث ظاہر ہوا حکام
دکن نے اسکو مارنا چاہا لیکن اسکو گدھے پر سوار کرکے شہر میں تشہیر کی۔ ہندوستان ایک
وسیع ملک ہے اور یہاں میدان اباحت فراخ ہے کسی کو کسی سے کچھ کام نہیں ہے جو شخص جس
طور کو چاہے اختیار کرے وہ افتان خیزان مالوہ میں بادشاہ کی منزل گاہ سے پانچ کوس پر
اترا۔ جن مہمل باتوں کو وہ منہ سے اگلتا وہ بجائے نوش کے زہر مار ہوتیں اور عام آدمیوں
کی مجلس میں اسکا ذکر ہوتا۔ عوام کالانعام نے خصوصاً عراق کے ملحدوں نے اسکے آگے
یہ ملحد حقیقت ایمان سے ایسے نکالے گئے تھے جیسے کہ خمیر سے بال اور لفظی عبارت انہیں سے
ہے وہی دجال کی سب سے اول پرستش کرنیوالوں میں ہونگے اور اسکے اشارہ سے
انہوں نے یہ شہرت دی کہ وہ زمانہ عاشر ہزار سال جسمیں حضرت عیسیٰ زمین پر آینگے
کا مجدد یہی اس شہرت کی خبر جب بادشاہ کو ہوئی تو اسکو ایک رات کو مجلس میں بلایا
اور ایک مسجد میں جو کپڑے کی طولانی بنائی گئی تھی اور اس میں بادشاہ پنجگانہ نماز

پڑھتا تھا آئین سے خلوت کی باتین کرتا۔ اول دفعہ وہ ایسی صورت ہیات سے آیا۔
کہ دیکھنے سے ہنسی آتی تھی۔ گردن ٹیڑھی کئے ہوئے وہ کورنش بجالایا۔ دست بستہ
دیرتک کھڑا رہا۔ اسکی چشم ازرق (کیری آنکھین) تھین جنکو آنحضرت کی دشمنی کی
علامت کہتے ہین کذب ریا و نفاق ٹپک رہا تھا۔ جب بادشاہ نے اوسکو بیٹھنے کا حکم
دیا تو وہ سجدہ کرکے اونٹ کی طرح دوزانو بیٹھا پھر اُسے بادشاہ کی دو بدو صحبت
خلوت ہوئی اور اُسی سے بادشاہ نے باتین پوچھین سوا مخدوم الملک کے یہان کوئی
بھی کھڑا رہ نہ سکتا تھا۔ کبھی کبھی کہ آواز بلند ہوتی تھی مین علم کا لفظ سنتا تھا۔ وہ
بہت خرافات بکتا تھا اور حقیقۃ الحقائق اور اصل الاصول اسکا نام رکھتا تھا۔

رباعی

تو محو نہ ز ظاہر نہ ز باطن آگاہ	آنکہ ز جہالت بہ بطالت آگاہ
مستغرق کفر ند و حقیقت گویند	لاحول ولا قوۃ الا باللہ

تمام اوسکا مدار محمود بسخوانی کی روش پر تھا گیلان کے توابع مین سے بسخوان ایک
گانو کا نام ہی۔ صاحبقران امیر تیمور کے زمانہ مین محمود تھا اسنے تیرہ رسالے جدا جدا لکھے
ہین جنمین وہ مکر کی باتین لکھی ہین کہ کسی مذہب مین درست و راست نہین سوا ہتیال کے
جسکا نام علم و لفظ دجال رکھا ہے کچھ حاصل نہین ہے۔ اس شقی الاشقیاء کی تصنیفات کا
خلاصہ کتاب بحر و کوزہ ہی۔ جو فضلات کہ اسنے اسمین کھائی ہین کان کو اسکے سننے سے
قے آتی ہی۔ اگر شیطان بھی اسے سنے تو ہنسی کے مارے لوٹ جاے اس کثیف شریف
نے کیا اور کتاب تشریح ظہور لکھی ہے جسمین سوائے مہملات کے کچھ اور نہین ہی اسمین میر عبداللہ اول
کی جماعت کی تقلید کی ہی۔ ہر فقرہ نامربوط عام فریب کا عنوان محی فرمودند بنایا وہ
ایک عجب شمسنگا او طرفہ منزل اور عریب مضحک ہی باوجود اس جہل کے ضرب المثل کے موافق
ان اللہ ملگا یسوق الاہل الی اہل ذا اہل سے ملتی ہین اسکا کام ایسا بنا کہ
اسنے زمانہ کے مزاج مین اپنا دخل پیدا کیا اور امراء ہزاری کے گروہ مین داخل ہوا

اور ولایت بنگ مین مذہب حق (مذہب الٰہی کا) کے اعیان مین سے ہے اور صاحب تسبیح چہارگانہ ہوا اور اس ملک مین پادشاہ کی نیابت کرکے مریدون و معتقدون کو ان مراتب اخلاص پر پہنچاتا ہے ان مراتب کا مذکور عنقریب آئیگا۔

سنہ ۹۸۶ مین زیادہ تر اوقات عبادت خانہ مین علما و مشایخ کی صحبت مین پادشاہ بسر کرتا خصوصاً جمعہ کے دن ساری رات جاگتا اور تحقیق مسائل دین کے اصول و فروع مین مصروف رہتا۔ علماء نے ایک دوسرے پر اپنی زبان کی تلوار سونتی اور تنافی و تقابل کرنے لگے اور اختلاف مذاہب کی نوبت یہان تک پہنچی کہ ایک دوسرے کی تکفیر و تضلیل کرنے لگے۔ عبدالنبی کے برخلاف سنی و شیعی و حنفی و شافعی بحث اپنی حد سے گذری اور اصل اصول مین خلل انداز ہونے لگے۔ مخدوم الملک نے رسالہ لکھا اور اسپر یہ تہمت لگائی کہ اس نے خضر خان شروانی کو نبی علیہ السلام کے گالی دینے پر متہم کرکے اور میر حبشی کو رافضی ہونے کی تہمت لگاکے دو دو کو ناحق قتل کروا دیا اسکے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہین ہے اسواسطے کہ اسکے باپ نے اسکو عاق کیا ہے اور خونی بواسیر اوسکو ہے۔ شیخ عبدالنبی نے پھر اوسکی تجہیل و التضلیل کی اور ملاے کچھہ اسطرف کچھہ اسطرف ہوکر دو گروہ سبطی و قبطی بن گئے اہل عصبیت بمقتضاے آراے فاسدہ و شبہات باطلہ باطل کو صورت حق مین اور خطا کو صواب لباس مین دکھانے لگے پادشاہ ایک نفیس جوہر اور طالب حق مطلق تھا۔ اسکی خود تعلیم اچھی طرح نہین ہوئی تھی اسکے گرد اراذل و کافر و اہل بدعت و جہالت جمع ہوے انھون نے اسلام کی صداقت مین پادشاہ کو مشتبہ کر دیا۔ حیرت پر حیرت اوس پر طاری ہوتی گئی اور جو اسکا اصل مقصد تھا۔ وہ مفقود ہوگیا۔ شرع مبین و دین متین کی مضبوط دیوار شکستہ ہوئی اور پانچ برس بعد اس مین کوئی دین کا اثر باقی نہین رہا قضیہ منعکس ہوگیا۔

پانچ چھہ برس سے یہ برابر دستور تھا کہ اعیان درگاہ مین ایکشخص کو امیر حجاج بناتے اور آدمیون کو اذن عام ہوتا کہ پادشاہی خرچ سے حج کو جاے اور زر نقد و جنس

وبیش قیمت تحفے- لاکھوں روپیے مکہ معظمہ میں مستحقین میں تقسیم کیے جاتے- چنانچہ اوس نے ایک
دفعہ خواجہ خاوند محمود کو میر حاج بنا کر ۶ لاکھ روپیہ نقد و جنس حرمین الشریفین کے مستحقوں میں
تقسیم کرنے کے لئے اور حرم میں مکان بنانے کے واسطے بھیجا اور خواجہ کی رخصت کے وقت
خود محرم ہو کے طریق پر سر و پا برہنہ احرام باندھ کر چند قدم اسکے ساتھ گیا جسپر دیموں میں ایک
عمل ہوا اور بہت رقت ہوئی اسی زمانہ میں خبر آئی کہ شاہ طہماسپ اس عالم سے رخصت ہوا-
شاہ اسمعیل نامی اسکی جگہ جانشین ہوا جسکی تاریخ جانشینی مصرعہ اول دولت و ختم و ظفر ہوئی (د=۴
ف=۸۰ د ظ=۹۰۰ وکل ۹۸۴) اس نے حکم عام دیا کہ جسکا جی چاہے حج کو جائے اور خرچ راہ
خزانہ شاہی سے لے ایک خلق کثیر حج کی سعادت سے فائز ہوئی مگر یہاں یہ حال ہو گیا کہ کوئی
حج کا نام نہیں لے سکتا تھا اور جو اسکے لئے رخصت مانگتا مجرم و واجب القتل ہوتا تھا-
۹۸۵ھ میں خبر آئی کہ شاہ طہماسپ کا بیٹا شاہ اسمعیل کو اسکی بہن پری خانم نے امیروں
کے ساتھ سازش کرکے مار ڈالا امیر حیدر معمائی نے اس بادشاہ کی تاریخ جلوس شاہنشاہ
روی زمین اور تاریخ وفات شہنشاہ زیر زمین لکھی اور ایران میں فروزمایہ (دمدار ستارہ)
نکلا اور اسکا اثر وہاں ظاہر ہوا کہ عراق میں ہرج مرج عظیم ہوا و تبریز و شروان و مازندران
کو روسیوں نے لے لیا- بعد اسکے سلطان محمد خدابندہ ولد شاہ طہماسپ جو دوسری ماں سے تھا
بادشاہ ہوا اور صحابہ کبار پر جو لعن طعن ہزار برس سے چلے آتے تھے اور بنی امیہ کو ناسزا
باتیں کہی جاتی تھیں انکی مدت پوری ہوئی یعنی تبرا موقوف ہوا مگر اس بلاد سے الحاد
ہندوستان میں منتقل ہوا- نفاق آمدہ در ہند از بلاد عراق + عراق فانیہ میدان برکند النفاق
بادشاہ کے بیدین ہونے کے بواعث بہت سے ہیں مگر اس سبب سے کہ قلیل کثیر پر دلالت کرتا ہے
انکا مختصر بیان تحریر و تقریر میں آتا ہے- ہر دیار کے طرح طرح کے دانا اور ارباب مذاہب
اور ان بادشاہ کے دربار میں آنے شروع ہوئے اور بادشاہ کی ہمزبانی سے مخصوص
ہوئے- جس کا شیوہ و پیشہ شب و روز تحقیق و تفتیش کے سوا کچھ اور نہ تھا انہوں نے بعد تحقیق و تفتیش
کے غوامض علوم و دقائق حکم و عجائب اخبار و غرائب آثار بادشاہ کے روبرو بیان کیے کہ انکے

مجمل و مفصل بیان کو دفاتر مطول بھی وا نہیں سکتے۔ بادشاہ نے ہر ایک کی رائے کو جمع کیا خصوصاً ان آدمیوں کو جو مسلمان نہ تھے انہیں سے جو باتیں اسکو اپنی طبیعت کے موافق پسند آئیں انکو انتخاب و التقاط کیا جنکو اپنی مرضی کی خواہش کے خلاف دیکھا انسے احتراز و اجتناب کیا۔ لڑکپن سے جوانی تک اور جوانی سے بڑھاپے تک کل مذاہب متنوعہ و مشارب مختلفہ سے بادشاہ کی متنوعہ حالتیں ہوئیں۔ کتابوں میں جو متعارف باتیں دیکھی اور پڑھی جاتی ہیں انکے سوا بادشاہ کو ایک معرفت جداگانہ جو اسکی ذات کے ساتھ مخصوص تھی حاصل ہوئی تھی اور ایک اعتقاد کی ہیولانی ہیئت اسکے مرآۃ ضمیر اور گنجینۂ خیال میں مرتسم تھی اور کل رایوں سے اسکے دل میں یہ نقش کالحجر ...... ہوا تھا کہ کل ادیان میں عقلا موجود ہیں اور ارباب ریاضات و کشف و کرامات کل طوائف انام میں پیدا ہوئے ہیں جب حق سب جگہ دائر ہے تو اسکا انحصار اس کیش و ایک ملت پر کہ نو پیدا ہوا ہو اور ہزار سال بھی اسپر نہ گذرے ہوں کیا لازم ہے۔ ایک کا اثبات اور دوسری کی نفی ترجیح بلا مرجح کیوں ہو۔

سمانی دستہ میں ایک فرقہ ہے جو تناسخ کا قائل ہے اور برہمن جو بادشاہ کی خلوت و جلوت میں ادراک ملازمت و دولت صحبت میں سب پر سبقت رکھتے تھے اور کتب فضائل علوم رسمی و حقیقی و حالات و مقامات و کمالات انسانی میں بجمیع وجوہ باعتبار تعبیر کل داناؤں و مرتاضوں پر فائق تھے انہوں نے اپنے دین کے صدق پر اور اور دین کے بطلان پر دلائل عقلیہ و شواہد نقلیہ بیان کیں اور نظریات کو بدیہیات کے حکم میں کر دیا اور اسنے بادشاہ میں ایسا اعتقاد راسخ پیدا کیا کہ وہ کسی مشکک کی تشکیکات سے زائل نہیں ہو سکتا تھا اگر پہاڑ چور چور ہو اور آسمان شق ہو جائے حشر و نشر و شعبات نقلیات جنکا ماخذ مشکاۃ نبوت تھا سب کو بالائے طاق رکھا ملت بیضا و حنفیہ غرا پر بعض مطاعن اہل کلام کی کتابوں میں لکھے ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں انکے گوش زد کئے اور اپنی دلالت حال و قال سے اپنے مسالک سلوک کرنے کی تحریص و ترغیب دی۔

رباعی

مید او رقیبان سہی قدر اپند	کاندر نرخ ہر کس چو گل از باد بخند
از حد چو بشد نصیحت آن شوخ گرہ	بر گوشۂ ابروند و سر پیش فگند

یعنی مذہبی تحقیقات آدمی کو ایسا برباد کرتی ہی جیسی آگ گل کو باد (جو اوسکی پتیان گرادیتی ہی
پادشاہ نے پرکھوتم برہمن (مصبر خردنامہ یعنی سنگھاسن بتیسی کے مطلب بتلانے والے) سے خلوت
مین بلاکر یہ فرمایش کی کہ تمام اشیا موجودات کے نام وید کے خاص زبان مین اختراع
کرے بعض اوقات اپنے قصر کے قریب جو اسکی خوابگاہ تھی دیبی برہمن کو چارپائی پر بٹھاکر
اوپر کھینچتا (یہ معلق کرنا اس سبب سے شاید تھا کہ خوابگاہ مین زنانہ کے سبب سے وہ بلا نہین سکتا
تھا) یا یہ کہ وہ اور چیزون کے چھونے سے ناپاک ہو جاے) اُسسے اسرار اور افسانے ہندون
کے مذہب کی پوچھتا اور بتون اور آگ و آفتاب کے پوجا کے اور کواکب کے تعظیم کے اور
سلاطین ہنود کے احترام کے طریقے پوچھتا۔ اساطین ہنود برہما و مہادیو و بشن و کشن و رام و
مہامائی ہین جنکا بنی نوع انسان سے ہونا توہم ہی اور نہ ہونا متیقن۔ انمین سے
ہندو اپنے زعم باطل مین بعض کو الہ بعض کو ملائک جانتے ہین اسی بار کی رسوم و عادات کا
اعتبار سنکر پادشاہ اختیار کرتا اور تناسخ کے اعتقاد مین وہ راسخ ہوا اور اس قول کو
وہ صحیح سمجھتا کہ کوئی مذہب نہین ہے جسمین تناسخ اپنا راسخ قدم نہین رکھتا۔ خوشامدی جو
پادشاہ کا کلمہ بھرتے تھے انہون نے رسالے لکھے جسمین اس مسئلہ تناسخ کو دلائل سے
ثابت کیا۔ ہندوؤن کے مذہبی فرقے نامعدود ہین اور انکی کتابین بیشمار ہین مگر باوجود
اسکے وہ اہل کتاب (یہود۔ عیسائی مسلمان) نہین ہین پادشاہ کو ان کے مذاہب
کی تحقیقات کا مزہ پڑگیا تھا۔ روز بروز اس خبیث شجر مین ایک نیا پھل لگتا تھا اور تازہ
شگوفہ کھلتا تھا۔ شیخ تاج الدین دہلوی ولد شیخ زکریا اجودھنی جسکو اعیان مین سے
تاج العارفین کہتے تھے وہ شیخ زمان پانی پتی کے رشید شاگردون مین سے تھا۔ یہ
شیخ صاحب شرح لوائح اور بہت سی تصنیفات لائق فائق کا علم التصوف مین تھا

اور علم توحید مین وہ شیخ ابن عربی کا ثانی تھا اسنے نزہت الارواح کی شرح بسوط لکھی ہے
کتنے دنون تک اتون کو اسی برہمن کی طرح جسکا بیان اوپر ہوا اسکو معلق اپنے پاس بلاتا
ساری رات اہل تصوف کے شطحیات وترہات سنتا تھا وہ چندان شرعی باتون کا مقید نہ تھا
اسلئے وحدت الوجود کے مقدمات کو جو جھوٹے صوفیون کے اعتقاد مین داخل ہین اور آخر کو
وہ اباحت والحاد کو پہنچ ہوتے ہین بادشاہ کے روبرو بیان کئے اور فرعون لعنۃ اللہ علیہ کے
ایمان کا مسئلہ کہ کتاب فصوص الحکم مین مذکور ہے فرعون نے دعوی خدائی کیا تھا اسوطرح وہ
ملعون ہے مگر فصوص الحکم مین اور بعض اور کتابون مین لکھا ہے کہ فرعون نے موت کے وقت توبہ کی
اور حضرت موسیٰ پر ایمان لایا اس لئے وہ دوزخی نہین ہے) بیان کیا اور رجا کو خوف پر
ترجیح دی (اسلام کا عقیدہ ہے کہ الایمان بین الخوف والرجاء) ایمان خوف و رجا کے درمیان
ہے۔ اس سبب سے یہ گناہ ہے کہ خوف کو رجا پر یا رجا کو خوف پر ترجیح دین) اور اسی طرح کے
مسئلے کہ جنپر آدمی بالطبع ازجر عقلی و مانع شرعی سے قطع نظر کرکے مائل ہوتے ہین بادشاہ کی خاطر
کئے اسلئے وہ باعث عظیم بادشاہ کے اعتقاد کے فتور کا احکام شرعی مین ہوا۔ اسنے
یہ بھی کہا کہ کفار کا نار مین ہمیشہ رہنا تحقیق لیکن انکو دوام عذاب کا ہونا مشتبہ ہے تشخص اور
نصوص قرآنی اور حدیث نبوی مین تاویلات کین اور انسان کامل عبارت خلیفۃ الزمان سے
بتلائی اور اسکی تعبیر سے یہ نتیجہ نکالا کہ بادشاہ کی ذات اقدس ہے اسی طرح کی جو باتین عین
واجب تھین انکو عکس کرکے سمجھایا اور اس باب مین بہت خرافات بکا اور بادشاہ کے
واسطے سجدہ تجویز کیا اور اسکا نام زمین بوس رکھا اور ادب بادشاہی کی رعایت کو فرض
عین شمار کیا اور اوسکے منہ کو کعبہ مرادات اور قبلہ حاجات قرار دیا اور اس باب مین
بعض روایات مجروحہ اور بعض مشائخ ہند کے مریدون کے عمل کو متمسک کیا بعد ازان
کہ بادشاہ عادل ذی شوکت و ذی شان انسان کامل کی فرد مطلق قرار پایا تو
مشائخ عظام مین سے بعض نے جیسے کہ شیخ یعقوب کشمیری تھا کہ صاحب تصانیف مشہورہ و
مرشد و مقتدائے عصر تھا۔ ایسی ہی باتین بنائین اور عین القضات ہمدانی کی تمہیدات

باتون کو نقل کیا کہ آنحضرت مظہر اسم الہادی تھے اور شیطان اسم المضل کا مظہر ہی اس دنیا کے کارخانہ مین دونو مظہرون کا ظہور ہوا۔ ان دونو مظہر کا ہونا ضرور تھا (اسلام مین خدا کو خالق خیر و شر مانتے ہین اسلیے خدا ہی کو ہادی اور مضل سمجھتے ہین) اور اسی طرح ملا محمد یزدی بھی متعلق بادشاہ پاس پہونچ وہ طعن صریح اور ناسزاے قبیح خلفاے ثلاثہ پر کہتا اور صحابہ کبار و تابعین و تبع تابعین و سلف و خلف صالحین متقدین و متاخرین کی تکفیر و تفسیق کرتا اور اہل سنت و جماعت کی تحقیر کرتا اور مذہب شیعہ کے سوا سب مذہبون کو خیال و منسوخ بتلاتا۔ علماء مین یہ اختلاف تھا کہ اگر ایک فعل کو ایک ملا حرام کہتا تو دوسرا اوسکو حیلہ بنا کے حلال کہتا اس سبب سے بھی بادشاہ منکر مذہب ہوا۔ بادشاہ اپنے عہد کے علماء کو باعتبار جاہ و عظمت کے امام غزالی اور امام رازی سے بہتر جانتا تھا۔ جب ان کی ان رکاکتون کو دیکھا تو اس نے سلف پر بھی یہ قیاس کیا اور اس سے منکر ہوا۔ ملک فرنگ کے بھی مرتاض دانا جنکو پادری اور انکے مجتہد کامل کو پوپ کہتے ہین بادشاہ پاس آتے تھے۔ یہ پوپ احکام مذہبی کو مصلحت وقت کی رعایت کرکے بدلتے رہتے تھے اور بادشاہ بھی انکی عدول حکمی نہین کرسکتا تھا وہ بھی انجیل کو لاکر تثلیث ثلاثہ کی دلائل گذرانتے کرنے لگے اور نصرانیت کی حقیقت کو ثابت کرکے ملت عیسوی کو ترویج دیتے تھے شاہزادہ مراد کو حکم ہوا کہ چند سبق انجیل کے تیمنا پڑھے شیخ ابوالفضل اسکے لئے مترجم مقرر ہوا۔ بجاے فقرہ بسم اللہ کے تھا اسکا ترجمہ یہ ہوا مصرعہ اے نام وے ژژو کرسٹو۔ (ژژو جیسس اور کرسٹو یعنی عیسی مسیح) یعنی اے وہ کہ نام تیرا مہربان اور بسیار بخش ہی۔ شیخ فیضی نے اسپر دوسرا مصرعہ یہ لگایا مصرعہ سبحانک لاسواک یاہو (اے ہم تیری تعریف کرتے ہین تیرے سواے کوئی خدا نہین ہی) یہ ملاعین عیسائی آنحضرت کو دجال بتاتے اور اس کی صفات کو انکی ذات مین بتاتے جو دجال مین مقدر رکھتی تھین۔ بیربل ملعون نے بادشاہ کی خاطر نشان کیا کہ آفتاب خدا کا مظہر تام ہی۔ غلہ کا پکنا و زراعت و میوہ و سبزہ اسی کی تاثیر سے ہوتے ہین اور عالم کی روشنی اور اہل عالم کی زندگی اسی سے وابستہ ہے

بس تعظیم اور عبادت کے لائق وہ ہے۔ نیازش مین اسکے طلوع کی جانب منھ کرنا چاہیے نہ اسکے غروب کی طرف فیضی نے شعر کہا ہے —

شعر

قسمت نگر کہ در خور ہر جوہری عطات
آئینہ با سکندر و با اکبر آفتاب

ایسی ہی ولیلون سے بیربل نے بتلایا کہ آتش و آب و سنگ و درخت اور تمام مظاہر الٰہی یہان تک کہ گائے اور اسکے گوبر کی بھی پرستش کرے اور قشقہ لگائے اور زنار پہنے۔

حکما اور فضلا جو بادشاہ کے مقرب و رخدا کے مقہور تھے ایسے دلائل بیان کرتے جس سے اور اوپر کی باتون کو تقویت ہو وہ کہتے تھے کہ آفتاب نیر اعظم ہے اور تمام عالم کا عطیہ بخش اور بادشاہون کا مربی ہے اور وہی بادشاہون کی قدرت کی اصل ہے۔ یہی سبب تھا کہ نوروز جلالی کی تعظیم ہوتی تھی جبسے بادشاہ تخت پر بیٹھا تھا ہر سال اس روز بادشاہ جشن کرتا تھا ہر روز بادشاہ لباس اسی خاص رنگ کا پہنتا تھا جو اس دن کے ستارہ کا ہوتا تھا۔ ہر ستارہ ایام سے منسوب ہوتا ہے۔ ہندوؤن نے اوسکو تسخیر آفتاب کا عمل سکھایا تھا اسکو بطور وظیفہ کے آدھی رات (یا شام) کو ہر روز طلوع آفتاب کے وقت پڑھتا تھا اسکو یہ بھی یقین تھا کہ گائے کا مارنا گناہ ہے جسکی ہندو تعظیم کرتے ہین وہ اسکے گوبر کو پاک و راس کے گوشت کو حرام جانتے ہین۔ گایون کی عوض مین آدمیون کو خوب مارتے تھے۔ حکما اس کی تائید مین کہتے ہین کہ علم طب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ گائے کے گوشت کھانے سے امراض پیدا ہوتے ہین ورد وہ ردی الہضم ہے۔

ملک گجرات کے شہر نوساری سے آتش پرست بھی بادشاہ پاس آئے تھے انہون نے زردشت کے دین کو حق کہلایا آتش کی تعظیم کو عبادت عظیم بتلایا اور بادشاہ کو اپنی طرف مائل کر کے کیانیون کی اصطلاحون و راہ روش سے ایسا واقف کیا کہ بادشاہ نے ابوالفضل کو اسکا مہتمم مقرر کیا کہ شاہان عجم کی طرح پر آتش کدہ مین رات دن آگ روشن کرے کبھی نہ بجھنے پائے۔

پادشاہ عنفوان شباب سے حرم مین ہوم کیا کرتا تھا - ہوم بھی ایک قسم کی آتش پرستی
ہی - یہ کام اسکا اس سبب سے ہوتا تھا کہ اسکو اپنی ہندی بیویون سے محبت بہت تھی -
پچیسوین سال کے جلوس کے نوروز مین پادشاہ نے آفتاب اور آگ کو سجدہ علانیہ کیا
اور مقربون نے شمع و چراغ روشن ہونے کے وقت انکی تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا اپنے اوپر لازم
جانا جب سورج کنیا مین جاتا تو رسمی کو پوجا کے بعد ہاتھ پر پادشاہ قشقہ لگا کے دولتخانہ
مین آتا اور . . . . . . برہمن راکھی جسمین جواہرات پروئے ہوتے اسکے ہاتھ مین باندھتے
امرا اپنی حالت کے موافق موتی اور جواہر اس روز پیش کرتے اور پادشاہ کی طرح
راکھی باندھتے - راکھی باندھنے کا رواج عام ہوگیا تھا (راکھی کے معنی لتہ کو لپیٹ کر ہاتھ
مین باندھنے کے ہین -) اسلام کے برخلاف جو حکم کہ اور مذہبون کے آدمی بیان کرتے
اوسکو پادشاہ نص قاطع گنتا -

اکبر کی مخالفت اسلام

اسلام کے تمام احکام کو نامعقول اور حادث جانتا او فصحاء عرب کو جو انکے واضع تھے
بہت مفسد او قطاع الطریق سمجھتا اسکے نزدیک اہل اسلام مطعون قرار پائے اور آخر کو وہ
ان لوگون مین سے ہوگیا جنکی نسبت قرآن مین آیا ہی جسکا ترجمہ یہ ہی (وہ اپنی پھونک سے خدا
کے نور کو بجھانا چاہتے ہین مگر خدا اپنے نور کو کامل کریگا گو کافر اس سے کارہ ہون -) بتدریج
یہان تک نوبت پہونچی کہ اسکی ضرورت کچھ نہ رہی کہ اگر کوئی اسلام کی بات باطل ٹھیرائی جائے
تو اسکی دلیل لائی جاوے -

اکبر کا خطبہ پڑھنا

۹۸۷ھ پادشاہ اسکا طالب ہوا کہ ریاست دینی کو اپنی ریاست دنیوی کے ساتھ
جمع کرے اسکو دوسری کی تبعیت سخت تکلیف دیتی تھی اس نے سنا تھا کہ آنحضرت او خلفائے
راشدین او بعض سلاطین ذوی الاقتدار مثل امیر تیمور اور مرزا الغ بیگ خان گورگان
وغیرہ بھی خطبہ خود پڑھا کرتے تھے - غرہ جمادی الاول ۹۸۷ھ فتح پوری کی جامع مسجد
مین کہ محل شاہی کے نزدیک تھی ممبر پر خطبہ پڑھنے پادشاہ بیٹھا اور ایک بارگی
اسکے بدن پر لرزہ آیا اور بہت پریشان ہوکر شیخ فیضی کی یہہ تین بیتین

اورون کی مدد سے آدھی پڑھکر منبر سے نیچے آیا اور حافظ محمد ابن خطیب کو حکم فرمایا کہ تمام کرے اور وہ بیتین یہ ہین۔

ابیات

خداوندیکہ ما را خسروی داد   دل دانا و بازوی قوی داد
بعدل و داد ما را رہنمون کرد   بجز عدل از خیال ما برون کرد
بود وصفش ز حد فہم برتر   تعالی اللہ شانہ اللہ اکبر

عقائد اسلام پر طعن اور رسائل فرعیہ شائع ہو رہے تھے۔ چند بدبخت ہندوا ور ہندو مزاج مسلمان نبوت پر قدح صریح کرتے تھے۔ علماء بیدین اپنی تصنیفات مین خطبہ پر تبرا کرنے لگے اور فقط توحید پر اکتفا کرکے بادشاہ کے القاب لکھنے لگے اور حضرت رسالت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام لینے کی برخلاف کذابین (بدایونی کی مراد کذابین سے ابوالفضل اور فیضی تھی) ابوالفضل نے تو آئین اکبری کا خطبہ اس طرح لکھا ہے جسطرح اسنے بیان کیا ہے۔ مگر فیضی پر یہ تہمت رکھی ہے۔ نلدمن مین نعت جسکا جی چاہے پڑھلے مجال نہ تھی اور یہ بدنامی عالم کا باعث ہوا۔ ملک مین فتنہ و فساد ہونے لگا مگر باوجود اسکے خواص و عوام مین سے رذیل اور کمینہ آدمیون نے اسکی ارادت کا پٹہ گلے مین ڈالکر اپنا نام مرید رکھا امید و ترس سے مرید ہوتے تھے اور کلمہ حق زبان پر جاری ہونا ممکن نہ تھا۔

۹۸۷ھ مین ایک محضر نظر آیا کہ جسپر دستخط ان عالمون کے کئے ہوئے تھے۔ مخدوم الملک و شیخ عبد النبی کہ صدر الصدور تھا و قاضی جلال الدین ملتانی کہ قاضی القضاۃ تھا۔ صدر جہان مفتی کل و شیخ مبارک کہ علماء زمان مین اعلم تھا اور غازی خان بدخشی کہ علم معقول مین بنیظیر تھا۔ اس محضر مین امام عادل کو مطلقاً مجتہد یہ تفصیل دی گئی تھی اور اسکی ترجیح کی تجویز کو مسئلہ مختلف فیہ مین ضعیف روایتون سے درست کیا تھا تاکہ کسی کو مجال نہ رہے کہ اسکے احکام سے انکار کرے۔ خواہ شرعی ہون یا ملکی اور خود ہی اپنے تئین ملزم کرے مگر محضر بنے سے اس بات مین طول بہت ہوگیا۔ بحث یہ تھی کہ اجتہاد و مجتہد کا اطلاق

کسی سے ہوسکتا ہی اور امام عادل دانای مصالح ملکی کو کہ بمراتب مجتہد سی بہتر ہوتا ہی منصب حاصل ہی کہ بحسب مصلحت وقت اور اقتضاء زمان مسئلہ مختلف فیہ (جس مسئلہ مین اختلاف رہا ہو) کو جاری کرے آخر کو اس تحریر پر جسکا بجنسہ ترجمہ کیا جاتا ہی۔

بعض نے رغبت سے بعض نے کراہت سے مہر کردی۔ اس مبانی کی تشئید سے اور اس معانی کی تمہید سے مقصود یہ ہی کہ عدالت سلطانی اور تربیت جہانبانی کی برکتون سے ہندوستان امن امان کا مرکز اور عدل و احسان کا دائرہ بن گیا ہی اس مین طوائف انام کے خواص و عوام نے خصوصاً علمائ عرفان شعار و فضلائ دقائق دثار نے جو ہادیٔ نجات کے ہادی ہین عرب و عجم سی اس دیار مین آنکر اپنا توطن اختیار کیا ہی اور علماء نے کہ جامع فروع و اصول اور حاوی معقول و منقول ہین اور دین و دیانت و صیانت سے موصوف ہین اس آیۂ کریمہ اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم (اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اطاعت کرو انکی جو تم مین اولی الامر (صاحب حکم) ہین) کے غوامض مین اور اس حدیث صحیح مین ان احب الناس الی اللہ یوم القیامۃ امام عادل من یطع الامیر فقد اطاعنی و من یعص الامیر فقد عصانی (تحقیق خدا قیامت کے دن سب سے زیادہ دوست رکھتا ہے امام عادل کو اور جو امیر کی اطاعت کرتا ہی وہ میری اطاعت کرتا ہی اور جو اس سے پھرتا ہی وہ مجھہ سی پھرتا ہی) اسی طرح کی اور حدیثون کے معانی مین تامل کافی کرکے اور شواہد عقلیہ و دلائل نقلیہ سے یہ حکم دیا کہ سلطان عادل کا مرتبہ عند اللہ مجتہد سے زیادہ ہی اور حضرت سلطان الاسلام کہف الانام امیر المومنین ظل اللہ علی العالمین ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر شاہ پادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ ابداً نہایت عادل نہایت عاقل اور نہایت عالم باللہ ہین اسلئے اگر مسائل دین مین مجتہدین کے درمیان اختلاف واقع ہو اور وہ اپنی ذہن ثاقب فکر صائب سے اختلافات مین سی ایک جانب کو کبھی آدمی کی معیشت کے لئے اور کبھی انتظام عالم کی مصلحت کے واسطے اختیار کرکے اس جانب کا حکم فرمائے تو وہ متفق علیہ ہو جائیگا اور اتباع اسکا عوام برایا اور کافہ رعایا پر لازم اور

فرض ہوگا اور ایسی ہی اگر اپنی رای صواب نمائی بموجب کوئی حکم جو مخالف نص قرآنی کا نہ ہو
اپنے احکام مین قرار دین اور اس سے اہل عالم کی ترفیہ ہوتی ہو تو اسپر عمل کرنا سب آدمیون پر
لازم اور فرض ہی اور اس سے مخالفت کرنی عذاب اخروی اور خسران دینوی کا سبب ہوگا
یہ سچی تحریر حسبتہ للہ اور حقوق اسلام کے اجراء کے اظہار کے لئے بموجب
محضر علماء دین اور فقہاء مجتہدین کے تحریر پایا محررہ شہر رجب ۹۸۷ھ - اس محضر کا مسودہ
شیخ مبارک کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اوروں نے اسپر کراہت سے تحریر کی تھی مگر شیخ مبارک نے
رغبت سے اُسکے نیچے یہ لکھا تھا کہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ مین اسکا دل و جان سے خواہان اور
برسون سے منتظر تھا جب بادشاہ کو یہ فتوی ہاتھ لگا تو اجتہاد کی راہ اسکے لئے کھل گئی اور
امام کا زیادہ عاقل ہونا متحقق ہوگیا اور کوئی اسکا معارض نہین رہا اور تحلیل و تحریم یعنی
(حلال و حرام ہونا) موقوف ہوئی اور حکم شرع پر امام کی عقل کو ترجیح ہوگئی - اسلام کا
نام تقلید ہوگیا اور شیخ ابوالفضل کا حال بعینہ حیرتی شاعر سمرقندی کا سا ہوگیا کہ جب
ماوراء النہریون سے ایذا پائی تو وہ ان سے مخالف ہو کر عراق کی پرانی لومڑیون مین
مل گیا اور بیراہ چلنے لگا - یہ ضرب المثل اسپر صادق آنے لگی اخترت النار علی العار
(دوزخ کی آگ کو اختیار کیا اور دنیا کی عار نہ اُٹھائی) —
اسی سال کی ۱۶ رجب کو بادشاہ اجمیر روانہ ہوا اسکے بعد ابتک کہ چودہ سال ہوئے
پھر وہان نہین گیا - ۲۵ شعبان کو وہ اجمیر سے پانچ کوس پر پیدل ہو کر زیارت کے لئے
گیا - عاقل ہنستے تھے اور .... کہتے تھے کہ کیا تعجب کی بات ہے کہ بادشاہ کو خواجہ اجمیری
سے تو یہ اعتقاد ہے اور جو اصل الاصول و پیغمبر ہے اُسے انکار جبکہ گوشہ و ہم سے لاکھون ولی
کامل مکمل مثل خواجہ قدس سرہ اُسکے اُدہر گوشہ مین موجود ہین -

[illegible]

قطعہ

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز — بسوخت دیدہ حیرت کہ این چہ بوالعجبی است
درین چمن گل بے خار کس نچید آرے — چراغ مصطفوی با شرار بولہبی است

جب ۹۸۶ھ مین مخدوم الملک اور شیخ عبدالنبی مکہ کو چلے گئے تو اسنے خلق کا امتحان کیا خلق قرآن و استحالہ وحی کے توغل مین اور نبوات و امامات (جو باتین امامت سے تعلق رکھتی ہین) کی تشکیک مین جن و ملک اور تمام مغیبات (جو چیزین دکھائی نہین دیتین) و معجزات و کرامات کا صریح انکار کیا اسنے ایمان کی متواتر شہادتون اور قرآن کی صداقت کے ثبوت سے انکار کیا اور اضمحلال بدن کے بعد بقاء روح اور اسکے عذاب و ثواب کو بغیر از طریق تناسخ محال کہا اور ان ابیات کو دستاویز بنایا

مثنوی

از حقیقت بدست کورے چند ❊ مصحفے ماند و گورے چند
گو زبانش سخن نمے گوید ❊ سر قرآن کسے نمے جوید

ایضاً مستزاد

عید آمد و کارہا نکو خواہد کرد ❊ چون روے عروس
ساقی مئی ناب در سبو خواہد کرد ❊ چون خون خروس
افسار نماز و پوزبند روزہ ❊ یک بار دگر
از گردن این خران فرو خواہد کرد ❊ افسوس افسوس

یہ قرار پایا کہ علانیہ لوگ اس کلمہ کو پڑھین لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ۔ مگر اس نے اسمین دیکھا کہ بڑا خلل پیدا ہوگا۔ اسنے اپنی حرم مین چند آدمیون کے کہنے پر اکتفا کی۔ لوگون نے فتنہا است اسکی تاریخ کہی۔ بادشاہ نے قطب الدین خان و شہباز خان اور انکے امثال کو دین مبین کی تقلید ترک کرنے کی ترغیب دی۔ مگر انہون نے سختی کے ساتھ انکار کیا۔ قطب خان نے کہا کہ بادشاہان مغرب جیسے کہ سلطان قسطنطنیہ اور اور بادشاہ ہین جب یہ حال سنینگے تو کیا کہینگے سب ہی دین رکھتے ہین خواہ تقلیدی ہو یا نہ ہو۔ بادشاہ نے ازروی اعراض و تعرض کے فرمایا کہ تو سلطان روم کی طرف سے غائبانہ یہ درشتی کرتا ہے تو نے

کیا کوئی جگہ اپنے لیئے وہان تجویز کی ہی کہ جب وہان جائیگا تو تجھکو ملجائیگی اور اس سے تیرا اعتبار پیدا ہوجائیگا تو ابھی وہان چلاجا - شہباز خان نے بھی اس باب مین تیزی و تندی اختیار کی ہیر بر سگ جہنمی نے بھی دین پر صریح طعن کی تو اس نے اسکو فحش گالی دے کر کہا کہ اے کافر ملعون اب تو بھی ایسی باتین کہنے لگا تجھ سے تو مین ابھی سمجھ لونگا غرض بڑی بیمزگی ہوئی - بادشاہ نے عموماً اور شہباز خان سے خصوصاً بطور اجمال فرمایا کہ ہم حکم دیتے ہین کہ تمھاری بستر پر نجاست بھری جوتی لگانی چاہیئے -

اسی سال مین تمغا و جزیہ جسکی آمدنی کئی کروڑ داموں کی تھی بادشاہ نے موقوف کردیا اور ملک مین اسکے باب مین تاکیدی فرامین بھیجدیئے -

اس سال مین محمد معصوم خان فرنخودی جو جونپور مین حاکم اور ملا محمد یزدی یہان کا قاضی القضات مقرر ہوا - یہ ملا صوبہ جونپور مین آیا اسنے بادشاہ کے خارج کرنیکا اور اس سے بغاوت کرنے کا فتوی دیا تو معصوم خان کابلی و محمد معصوم خان فرنخودی و میر معز الملک دنیا بیگ خان و عرب بہادر تلوارین سونت کر ہر جگہ لڑنے کو کھڑے ہوئے (جنکی بڑی بڑی لڑائیون کا ذکر ہمنے پہلے لکھا ہی) ائمہ کہنے لگے کہ بادشاہ نے ہماری مدد معاش کی زمین مین دخل دیا - خدا نے اوسکے ملک مین دخل دیا ارحم ترحم - جب بادشاہ کو ملا یزدی کے فتوی کی حقیقت معلوم ہوئی تو اسنے اسکو اور معز الملک کو جونپور سے آگرہ بلایا اور انکو جمنا مین ایک کشتی مین بٹھا کر ڈبوایا - جن ملاؤن سے اسکو بے اخلاصی کا توہم پیدا ہوا انکو نہانخانہ عدم مین بھیجا - علمائے لاہوری کو جلا وطن کیا - قاضی صدر الدین لاہوری کو جسکی تحقیق مخدوم الملک سے بڑھی ہوئی تھی بھروج کی قضا پر اور ملا عبد الشکور کو جونپور اور ملا محمد معصوم کو بہار مین نامزد کیا شیخ غفور کو مالوہ مین جلا وطن کیا اس صوبہ کی صدارت اسکو دی یہی قیاس اور ون پر کرنا چاہیئے کہ ہر ایک کو غریب مقتضی المرام بنایا - مگر یہان شیخ معین الدین نبیرہ مولانا معین واعظ شہر کو کہ مقلد محض تھا

[illegible]

حاجی ابراہیم سرہندی کا ایک جعلی کتاب کا پیش کرنا۔
علماء و مشایخ پاس فرمانون کا جانا۔
بادشاہ کا امام مہدی بنانا۔

بسبب کبرسنی کے بدستور رہنے دیا۔

حاجی ابراہیم سرہندی نے ایک رسالہ جسمین بزرگان دین کی جھوٹی نقلین خوشامد کے مارے بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ اسکا جعل ظاہر ہوگیا۔ حاصل یہ تھا کہ اس پرانی کیڑے کھائی ہوئی کتاب مین ایک عبارت جعلی شیخ عربی کی طرف سے بخط مجہول لکھی ہوئی تھی کہ صاحب زمان (امام مہدی) بہت سی بیویان کرینگے اور داڑھی منڈائینگے۔ اور چند اور صفتین جو خلیفۃ الزمان (اکبر) مین تھین انکو لکھا۔ اس نے بادشاہ کو امام مہدی بنایا۔ بادشاہ نے اسپر بہت عنایت کی۔ اس لئے یہ ایک حدیث موضوع کی کہ کسی صحابی کا بیٹا داڑھی منڈا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے گذرا تو آنحضرت نے فرمایا کہ اہل بہشت کی یہی ہیئات ہوگی۔ مگر شاہ فتح اللہ اور شیخ ابوالفضل اور حکیم ابوالفتح سے وہ دلیرانہ گفتگو کرتا تھا۔ اسکو بادشاہ پاس انھون نے ٹھیرنے نہین دیا قلعہ رنتھنبور مین بھیجا گیا وہان سنہ ۹۹۴ مین مرگیا۔

اطراف کے علماء و مشایخ و مقتدا پاس فرمان بھیجے گئے کہ وہ بادشاہ کی درگاہ مین آئین کہ خود بادشاہ انکی مدد معاش و اوقاف کی تحقیق کرے۔ ان سب نے موافق قاعدہ کے بادشاہ کی تسلیم و تعظیم کی اور اسکے ساتھ خلوت و جلوت مین صحبت رکھی اور اپنی رای کے موافق ان کے لئے زمین مقرر کی اور جس کسی کو اسنے یہ جانا کہ مرید کرتا ہے یا مجلس سماع یا کسی اور نوع کی قلابی کرتا ہے تو اسکا نام دکانداری رکھا اور انکو قلعون مین چڑھا دیا یا بنگالہ کی جانب بھیجدیا۔ سنہ ۹۹۸ مین بادشاہ پاس علما و مشایخ و صوفی بہت سے ایسے خوشامدی و لالچی آئے کہ جنپر یہ رباعی صادق آتی تھی۔

رباعی

پوشیدہ مرقع اند این خامے چند
بگرفتہ لطامات و الف لامے چند
نارفتہ رہے صدق و صفا گامے چند
بدنام کنندہ نکو نامے چند

انکی حرکات دیکھکر بادشاہ پہلے بزرگون پر بدگمان ہوگیا۔ اسی سال مین رذیل کمینے

جاہل عالم نمانے و ۵ ئل باطل کو اتنا بلند کیا کہ یہ کہا کہ صاحب زمان (امام مہدی) ہندو و مسلمان کے بہتر فرقون کے خلاف و اختلاف کا دور کرنیوالا ہے وہ بادشاہ ہے مجھو سخواتی کے رسالون سے شریف یزدی نے استشہاد کرکے یہ تصریح کی کہ ۹۹۰ھ مین ایک باطل بردارندہ پیدا ہوگا اسکی تعبیر سب نے صاحب دین حق مشخص کی ہے۔ جو بحساب جمل نوسو نو مین پیدا ہوا ہے خواجہ مولانا شیرازی ملحد جفر دان مکہ معظمہ سے وہان کے شرفا کا ایک رسالہ اس باب مین لایا کہ احادیث صحیحہ کے موافق دنیا کی عمر سات ہزار برس کی ہے اب پوری ہوئی اب مہدی موعود کے ظہور کا وقت ہے اور خود بھی ایک رسالہ تصنیف کرکے بادشاہ کے روبرو پیش کیا اور اسی طرح کے خرافات شیعون نے حضرت علی سے نقل کئے اور بعض نے یہ رباعی پڑھی جو حکیم ناصر (ناصر خسرو پانچوین صدی کا شاعر ہے وہ شیعہ آزاد خیال تھا) کے اشعار ہیے اکبر کے زمانہ مین بہت پڑھے جاتے تھے۔ سے یا کسی اور شاعر سے منسوب کی جاتی

رباعی

در نہصد و ہشتاد و نہ از حکم قضا	آیند کواکب از جوانب یکجا
ور سال اسد ماہ اسد روز اسد	از پردہ برون خرامد آن شیر خدا

غرض اس سے بادشاہ کو نبوت کا خیال ہوا اور پھر اس سے آگے بڑھکر خدا ہونے پر نوبت پہونچی

بادشاہ نے ایکدن مجلس مین اہل مجلس سے پوچھا کہ اس زمانہ مین سب سے زیادہ عاقل کون ہے اسمین بادشاہون کا نام نہ لیا جائے کہ وہ مستثنیٰ ہین۔ ہر ایک شخص نے اپنے معتقد کا نام لیا۔ حکیم ہمام نے خود اپنے تئین سب سے زیادہ عاقل بتلایا اور ابو الفضل نے اپنے باپ۔ انہین لوگون مین یہ چہار مراتب اخلاص بادشاہ نے مقرر کئے ترک مال جان و ناموس و دین۔ جو ان چارون کو بادشاہ پر قربان کرے اسکو چار مرتبہ دیئے جائین جو ایک کرے اسکو ایک درجہ اور علیٰ ہذا القیاس۔ کل اہل مجلس نے اپنا نام لکھایا کہ ہم بادشاہ کے مرید مخلص ہین۔

شیخ قطب الدین جلیسری کو کہ ایک مجذوب خرابانی تھا بادشاہ نے شیخ جمال بختیار کو بھیجکر بلایا۔ فرنگیون سے اسکی بحث کرائی اور ارباب عقل و اجتہاد زمان کو بھی بلاکر

حاضر کیا شیخ نے کہا کہ آگ جو بجھ گئی ہوئی روشن کرو جسکے اندر مین ہم اپنی معارضے کیواسطے جاتے ہیون جو کوئی اس آگ سے سلامت نکل آئے وہی حق پر سمجھا جاوے آگ روشن ہوئی شیخ نے ایک کا ہاتھ پکڑ کر آگ مین کھینچ ڈالا اور کہا کہ بسم اللہ ہم تم آگ مین چلین مگر کسی کی یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ شیخ کیساتھ آگ مین جاتا بادشاہ اس فعل پر شیخ کا ایسا کہ اسکو مع چند نقیرون کے بہکر مین بھجوا دیا جہان وہ سب مرگئے اسیطرح بہت مشایخ اور فقراء اور مقامون مین بھیجدیا اور اکثر کو قندھار بھیجا اور انکی عوض مین گھوڑے منگائے اسی زمانہ مین ایک جماعت تھی کہ مرید کرتے تھے اور الہیان مشہور تھی جھوٹے بڑے بیہودہ لغو مہمل باتین بکتے تھے اسکو گرفتار کرکے بادشاہ کے روبرو لائے جب بادشاہ نے پوچھا کہ تمنے ان خرافات سے توبہ کی ہی تو انہون نے کہا کہ توبہ ہماری لونڈی ہی اسی طرح شریعت و دین اسلام اور روزہ کے جدا جدا نام اختراع کرکے رکھے وہ بادشاہ کے حکم سے بھکر و قندھار بھیجے گئے اور سوداگرون سے انکی عوض مین ترکی تراد بچھیرے گھوڑون کے لئے گئے۔

بادشاہ نے اپنے زعم مین یہ ٹھیرالیا تھا کہ آنحضرت کے بعثت کے زمانہ سے ہزار سال گذر گئی یہی مدت اس دین کے بقا کی تھی وہ تمام ہوئی اور اب مخفی دعوی جو اسکے دل مین تھے انکے اظہار کا مانع کوئی نہین ہی۔ وہ مشایخ و علماء کہ صلابت و ہیبت رکھتے تھے اور جنکا پاس و ملاحظہ کرنا ضرور تھا انکی بساط بھی خالی ہو گئی تھی اسلئے فراغ خاطر سے احکام شرع کا اسلام کے ابطال کے درپے بادشاہ ہوا اور نئے ضوابط و قواعد مہمل و مختل مقرر کئے اعتقاد کے افساد کو رواج دیا سب سے اول یہ حکم دیا کہ سکہ مین تاریخ الف (ہزار) لکھی جاوے اور آنحضرت کی وفات سے تاریخ الفی یعنی ہزار سال رحلت (ہجرت) سے لکھائی جاوین انہدام حکم کے لئے عجیب و غریب اختراع ہوتے تھے اسنے جو حکم ابداع کئے انمین عقل حیران ہوتی ہی۔ انمین سے ایک یہ تھا کہ بادشاہون کے آگے سجدہ کرنا لازمی ہی مگر اس سجدہ کا نام زمین بوس لیا جاوے دوسرا شراب اگر بدن کی آسودگی کے لئے بطریق اہل حکمت پی جائے اور کوئی اس سے فتنہ و فساد نہ پیدا ہو تو مباح ہی برخلاف اسکے اگر کوئی شخص شراب پی کر بدمست ہوتا اور اسکے گرد بھیڑ لگتی اور غوغا ہوتا تو اسکو بڑی سیاست وہ کرتا عدالت کی بنیاد سی

۹۹۰

ایک شراب فروشی کی دکان دربار کے دروازہ پر مقرر کی اور اس دربان کی خاتون کو اس
دکان کا اہتمام سپرد کیا کہ اصل مین خمار تھی۔ شراب کا نرخ مقرر کیا تاکہ جو شخص بیماری
کے علاج کے لیے شراب خریدے تو اپنا نام اور باپ دادا کا نام مشرف سے لکھا کر دکان پر
لیجائے آدمی اس حیلہ سے نام لکھا کر شراب لے جاتے تھے۔ سچ جھوٹ کی کون تحقیق کرتا تھا
شراب کی ایک دکان شرابیون کے لئے کھولی گئی۔ کہتے ہین شراب کی ترکیب اجزا مین
لحم خنزیر (سور کا گوشت) بھی داخل تھا واللہ اعلم۔ باوجود اس احتیاط کے فتنہ وفساد
برپا ہوتے تھے۔ ہرچند ایک جماعت کو بزور اس جرم مین عقوبت و ایذا دی جاتی
تھی مگر کوئی اسکا نتیجہ مرتب نہین ہوتا تھا۔ یہ از قبیل کج دار و مریز تھی اور ہمایک مجموعہ
کی قحبین جو بادشاہ کے تخت کے نیچے جمع ہوئین وہ حد و عد کے حصر سے باہر تھین
انکو شہر سے باہر آباد کیا اور انکی آبادی کا نام شیطان پورہ رکھا اور وہان بھی
محافظ داروغہ اور مشرف مقرر کیے تاکہ جو شخص اس جماعت سے صحبت رکھے یا اپنے گھر بلاے
اول اپنا نام اور نسب لکھائے غرض آدمی اس جماعت کے ساتھ جماع کر سکتے تھے بشرطیکہ
متقاضی اسامی کے محصول لینے والے کو معلوم ہو جبتک داروغہ کو خبر نہ ہو۔ رات کو اہل طرب
(ناچنے والی عورت) کو اپنے گھر بلا کر اپنے تصرف مین کسی صورت سے نہین لا سکتا تھا اور اگر
کوئی چاہتا کہ کسی عورت کا ازالہ بکارت کرے اور یہ خواستگار نامی مقربون سے ہو تو اسکے
واسطے داروغہ بادشاہ سے اجازت حاصل کرتا اور کسی طرح یہ کام نہ ہوتا مگر جو لوند
تھے وہ اس کام کو اور لباس مین کرتے اور بدمستی اور سفاہت سے انکو خونریزیان ہوتین
اگر ایک گروہ کا قصاص ہوتا تھا تو دوسرا گروہ اس امر کو فخر کے ساتھ کرنے لگتا تھا

بیت

حسن بے پایان او چندانکہ عاشق میکشد + زمرۂ دیگر بعشق از غیب سر بر میکنند

چند فواحش جو مشہور تھین بادشاہ انکو بھی بلا کر تحقیق کرتا کہ کسنے انکا ازالہ بکارت
کیا ہے۔ انکا نام دریافت کرتا اگر وہ امرائے نامدار معتبر ہوتے تو انکی تعذیب و

وتنبیہ کرتا۔ بد توں تک مقید رکھتا۔ اس جماعت میں سے ایک پیر بڑھا کہ اپنے تئین مرید
با اخلاص گنتا تھا اور مراتب چہارگانہ میں پیش رو تھا الٰہیات اور فضائل اربعہ حکمت
عدالت شجاعت عفت سے اپنے تئیں متصف ظاہر کرتا تھا مگر اپنی بنات تک نہیں
چھوڑتا تھا۔ اس زمانہ میں اپنی جاگیر گرکورہ میں تھا جب اسکو اپنی پردہ دری کی خبر
پہنچی تو اسنے چاہا کہ میں جوگی ہونے کی اجازت مانگوں۔ مگر بادشاہ نے اسکی طلب کا
فرمان بھیجا اور اس کی استمالت کی وہ درگاہ میں آیا۔
گائے کا گوشت حرام تھا اسکا چھونا گناہ تھا۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ بادشاہ خردسالی سے
ہنود در ہنود کی صحبت میں پالا تھا ہندو گائے کو قوام عالم کا سبب سمجھتے تھے اسلئے گائے
کی تعظیم بادشاہ کے دل میں بیٹھ گئی تھی۔ ہندوستان کے بڑے بڑے راجاؤں کی
بیٹیاں بادشاہ کے گھر میں تھیں انھوں نے بادشاہ کے مزاج میں ایسا تصرف پیدا
کیا تھا کہ گائے کا گوشت اور لہسن پیاز کا کھانا اور ڈاڑھی کا رکھنا (یہ تین چیزیں بوسانی
میں خلل ڈالتی ہیں) چھوڑ دیا تھا وہ اس طرح کی چیزوں سے کمال احتراز کرتا تھا اور مجلس میں
ہندوؤں کی بد عنوان رسموں کو اپنے طور پر کرتا تھا۔ تاکہ اس سے ہندوؤں کی دلجوئی اور
ان کے قبائل کی خاطر کی پیروی ہو۔ ہندو جن چیزوں سے نفرت طبعی رکھتے تھے
بادشاہ ان سے پرہیز کرتا تھا۔ بادشاہ ڈاڑھی منڈانے کو اپنے ساتھ نہایت مرافقت
کرنا سمجھتا تھا اسلیئے اس کا رواج ہوگیا۔ مفاعیل وتفاعیل (رقم سارق بھڑووان)
نے ڈاڑھی منڈانے کی وجہ یہ بیان کی کہ ڈاڑھی خصیتین سے پانی پیتی ہے اس وجہ سے
کسی خواجہ سرا کی ڈاڑھی نہیں ہوتی۔ ڈاڑھی کے رکھنے میں نہ کچھ ثواب ہے نہ کچھ خطر ہے۔
آجکل کے نادان فقہا ڈاڑھی منڈانے کو عیب جانتے ہیں۔ اگر نظر انصاف سے دیکھا
جائے تو یہ بات ادعا کے خلاف ہے۔ جھوٹے حیلہ ساز مفتیوں نے یہ ایک روایت مجہول النقل
کی کہ یفعلہ بعض القضات کے یہ معنی بیان کیئے کہ عراق کے بعضے قاضیوں ڈاڑھی
منڈائی تھی۔ حالانکہ اصل میں قضات کی جگہ عصات ہے جسکے معنی گنہگار کے ہیں۔

عصمات کی تحریف کرکے قصعات بنالیا۔
نصارا کا نا قوس (گھنٹہ) بجانا اور صورت ثالث ثلثہ (صلیب) کا تماشا اور
انکے بلبان (موہ چنگ) کا بجانا اور تمام لہو ولعب انکے یہان روز ہونے لگے اسکی
تاریخ کفر شائع شد ہوئی دس بارہ برس کے بعد یہان تک نوبت آئی کہ اکثر
گمراہ ہوئے جیسے مرزا جانی حاکم ٹھٹہ اور اور مردود ون نے اس مضمون کا خط
لکھ کر دیا جسکی صورت یہ ہی کہ مین فلان بن فلان ہون۔ اپنی طوع ورغبت شوق
قلبی سے دین اسلام مجازی وتقلیدی جو مین نے اپنے باپ دادا کا دیکھا تھا اور
انسے سنا تھا اسپر اب تبرا بھیجتا ہون اور اکبر شاہی دین الٰہی کو اختیار کرتا ہون
اور مراتب چہار گانہ اخلاص کہ ترک مال جان ناموس و دین مین قبول کرتا ہون
یہ خطوط کہ جو لعنت نامہ سے زیادہ تھے مجتہد جدید (ابوالفضل) کو سپرد ہوتے تھے
اور وہ انکے اعتماد اور تربیت کا سبب ہوتے تھے۔ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جائین اور
زمین شق ہو جاوے اور پہاڑ چورا ہو کر خاک ہو جائین۔
اسلام کے خلاف سور اور کتے نجس نہ رہے حرم و قصر مین وہ پلنے لگے صبح انکی زیارت
عبادت سمجھی جاتی تھی ہندؤن نے جو حلول کے قائل ہین یہ خاطرنشان کیا
کہ سور بھی ان دس مظاہر الٰہی مین سے ایک ہی جنمین خدا نے حلول کیا ہی تعالیٰ شانہ
عما یقولون۔ خدا تعالیٰ کی بڑی شان ہی مگر وہ نہین ہی جو وہ کہتے ہین یہ جو بعض
عرفا سے منقول ہی کہ کہتے ہین دس صفات حمیدہ مین اگر ایک ان مین سے آدمی مین ہو تو
ولی ہوتا ہے اس سے بھی انہون نے کتے کی عظمت ثابت کی بعض مقربون نے
کہ جوش طبعی کے سبب ملک الشعرائی مین ضرب المثل ہین (فیضی) ہین۔ دسترخوان
پر کتون کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلانا شروع کیا بعض مردود ہندی وعراقی شاعرون
کی ایک جماعت نے اسکی تبعیت کی وہ کتون کی زبانون کو منہ مین لیتے اور اس سے
کچھ انکار نہ کرتے بلکہ اسپر فخر کرتے۔

غسل جنابت کی فرضیت بھی مطلق ساقط ہوئی اور اوسکی دلیل یہ بیان ہوئی کہ انسان
کا خلاصہ نطفہ منی ہی کہ وہی نیکون و پاکون کا تخم آفرینش ہی اسکے کیا معنی ہین کہ بول و
براز کی خروج پر غسل واجب ہوا اور اس لطیف کے خروج پر غسل واجب ہو - بلکہ مناسب
یہہ ہی کہ اول غسل کرے اور بعد ازان جماع کرے ایسے ہی میت کہ جماد کا حکم رکھتی
ہی اسکی روح کے واسطے طعام پکانا کوئی حظ نہین رکھتا بلکہ آدمی جس روز پیدا ہوا ہو اوس
دن جشن عالی کرین اور اوسکا نام آش حیات رکھین ایسی ہی سور اور شیر کا گوشت مباح
ہی آمین شجاعت کی صفت ہوتی ہی - وہ آدمی مین سرایت کرتی ہی ایسی ہی چچا ماموں
اور قرابت قریبہ کی بیٹی سی شادی نہ کرین اس سی طرفین مین محبت و رغبت کم ہوتی
ہی - ایسے ہی بیٹے کا سولہ برس سی پہلے اور لڑکی کا چودہ سال سی پہلے نکاح ناجائز
ہو اس سے اولاد ضعیف پیدا ہوتی ہی سونا اور ابریشم پہننا عین فرض ہے -
پہلے اس سی نماز روزہ و حج بھی ساقط ہو چکے تھے بعض ولد الزنا جیسے کہ ملا مبارک
شاگرد رشید شیخ ابو الفضل نے رسالے اس باب مین لکھی اور انہین ان عبادات کا
تمسخر اور قدح بدلائل بیان کیا اور وہ بادشاہ کے مقبول ہوئی اور ترقیان پائین -
تاریخ ہجری عربی کو بدل دیا اور اسکی جگہ سال جلوس کی ابتدا تاریخ مقرر ہوئی جو
۹۶۳ تھی اور نام مہینون کے اہل عجم کی رسم کے موافق مقرر کیئے - ان تینون کے نام
کتاب الضاب مین لکھی ہین زردشتیون کی عید دن کی طرح سال بھر مین چودہ عیدین مقرر
ہوئین مسلمانون کی عیدین بے رونق اور موقوف ہوئین مگر خطبہ جمعہ ان لوگون کی
خاطر سے برقرار رہا کہ بڈھے مفلوک جاہل آمین جاتے ہین برس اور مہینے کا نام سال و
ماہ الٰہی ہوا سکون اور مہرون مین تاریخ الف (سنہ ۱۰۰۰) لکھا گیا جس سے یہ معلوم
ہو کہ دین متین محمد صلعم ہزار سال کے بعد ختم ہو گیا اور عربی کا پڑھنا اور جاننا
عیب مین داخل ہوا - فقہ و تفسیر و حدیث اور انکا پڑھنے والا مردود و مطعون ہوا
علوم نجوم و حکمت و طب و حساب و شعر و تاریخ و افسانہ رائج ہوئے اور انکی

تحصیل فرض ہوئی - عربی زبان کے مخصوص حروف مثل ثا و حا و عین و صاد و ضاد
طا ملفظ مین برطرف ہوئے - عبد اللہ کو ابد اللہ و احدی کو اہدی اور مثل انکی
کہنا افضل سمجھتے تھے اور اسطرح کہنے سے خوش ہوتے تھے اور شاہنامہ فردوسی کی یہ دو
بیتین اہل عرب کی توہین مین اکثر زبان پر لاتے تھے -

ابیات

ز شیر شتر خوردن و سوسمار کہ ملک عجم را کند آرزو	عرب را بجائے رسیدست کار تفو باد بر چرخ گردان تفو

جو بیت اشعار تشبیہ آمیز اپنے مشرب کے موافق اساتذہ کے کلام مین سنتے انکو
پسند کرتے - جیسے آنحضرت صلعم کے دو دانتون کے شہید ہو جانے کے باب مین
سنجہ کے اشعار ہین - علی ہذا القیاس ارکان دین کے ہر رکن مین اور عقائد اسلامیہ
کے ہر عقیدہ مین خواہ وہ اصول مین ہو یا فروع مین مثل نبوت و کلام
و رویت و تکلیف و تکوین و حشر و نشر مین طرح طرح کے شبہے پیدا کرے اور
اوسکو مسخرا پن بناتے ریویت کے معنے دیدار الہی کے جنت مین ہین سُنی اس مسئلہ کے قائل
ہین اور شیعہ انکار کرتے ہین اور تکلیف اس آدمی کو مکلف بالشرع کہتے ہین اول
وہ مسلمان ہو دوم وہ عقل صحیح رکھتا ہو سوم وہ بالغ ہو - تکوین کے معنے دو معدوم
کے درمیان پیدا ہونا - یہ ہستی معدوم اول و معدوم ثانی کے درمیان ہے یعنی
یہ عالم معدوم ہوگا اکبر اسکا منکر تھا وہ قیامت کا قائل نہ تھا اگر کوئی
ان مسئلون کے عوض جواب مین آتا تو منع کیا جاتا - معلوم ہے کہ ایسی حالت مین
کون مستدل یا مانع ہو سکتا تھا خصوصاً جسوقت کہ مقابل کی جانب توجہ
نافذ بالامری اور قاہری ہو - مباحثہ مین سوا اسات منفرد رہے -

بیت

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی	آنست جوابش کہ جوابش ندہی

بہت سی خان و مان ان مباحثون مین غارت ہوگئے اسکو ہرگز مباحثہ نہین کہنا چاہیئے بلکہ وہ مکابرہ و مشاغبہ تھا - پادشاہ کی خوشامد کے مارے دین فروش شکوک متروک کو ہر جگہ سے پیدا کر کے بطور تحفہ کے پادشاہ پاس لاتے تھے لطیفہ خواجہ کہ ماوراءالنہر کے بزرگون اور بزرگزادون مین تھا اسنے شمایل ترمذی مین اس حدیث پر کہ کانہ جید وثن (آنحضرت کی گردن مثل بت کے ہے) شبہ کیا کہ پیغمبر کی گردن کو بت کی گردن سے تشبیہ دینے کے کیا معنے ہین ؟ اور ایسی ہی حدیث ناقہ قصوی جو جو سیر مین مشہور ہے اور قافلہ قریش کا لوٹ مار کرنا ابتداء ہجرت مین اور آنحضرت کا تعدد ازواج کا کرنا اور کسی عورت کا اپنے خاوند کا زوجہ نہ رہنا اگر آنحضرت اسکو اپنا زوجہ بنانا چاہین اور اسی طرح کی اور باتین بنا کے مذہب کے ساتھ تمسخر کرتے تھے جنکی تفصیل کے لیئے زمانہ دراز چاہیئے -

راتون کو اپنی مجالس انس مین پادشاہ اپنے مقربین کو حکم دیتا کہ وہ چالیس ابدال کی طرح بیٹھین اور جو شخص جانتا ہو وہ کہوے اور جو چاہے پوچھے - اگر کوئی مسئلہ علمی پوچھتا تو پادشاہ فرماتا کہ یہ ملانون سے جا کر پوچھو - جو بات عقل و حکمت سے متعلق ہو وہ ہی پوچھو - کتاب سیر کے پڑھنے کے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین باتین بنائی جاتین خلفاء ثلاثہ کی خلافت کے عزل مین قصہ فدک اور جنگ صفین وغیرہ کا ایسا ذکر ہوتا کہ کان انکے سننے سے بہرے ہون انکو اپنی زبان پر نہین لاسکتے - شیعہ غالب و سنی مغلوب اخیار سب جگہ خائف اور اشرار امین تھے ہر روز ایک تازہ حکم اور نیا شبہ کہ جدید قدح ظہور مین آتا اور اپنا اثبات اورون کی نفی مین دیکھتے اور اس نکتہ کو بھول گئے کہ ہر اک نفی منفی ہوتا ہے اس سبب سے مقبول مردود اور مردود مقبول تھے - عام کالانعام کی زبان پر اللہ اکبر کے وظیفہ کے سوا کچھ اور مذکور نہ تھا - ملا شیری نے دس شعر کا قطعہ کہا ہے جس کے چند شعر نقل کئے جاتے ہین -

شورش مغز است اگر در خاطر آرد بلے
کز خلایق مہر پیغمبر جدا خواہد شدن

	خندہ می آید مرا ازین ہیچکس طرفگی		نقل بزم شعر و دو گدا خواہد شدن	
	پادشاہ امسال دعوی نبوت کردہ است		گر خدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن	

مجالس نوروزی میں اکثر علماء صلحا بلکہ قاضی و مفتی بھی قدح نوشی کرتے تھے۔ آخر مجتہدوں نے خصوصاً ملک الشعراء (فیضی) نے کہا کہ این پیالہ را بکوری فقہا می خورم (فقہا اندھے ہیں اونکے لئے یہ پیالہ پیتا ہوں) حمل کے ۱۹ درجہ پر کہ شرف الشرف اور روز آخرین جشن نوروز کا ہے اسکی تعظیم اور سب دنوں سے زیادہ کرتے اور اسی دن امراء کو منصب جاگیر کا اضافہ ہوتا اور اسپ خلعت مناسب مہمانی و پیش کش کے عنایت ہوتا تھا۔

اس سال میں گلبدن بیگم و سلیمہ سلطان بیگم نے حج سے مراجعت کی اور انہیں دنوں میں ابوتراب و اعتماد خان گجراتی سفر حجاز سے آئے اور ایک پتھر بڑا بھاری جسکو ایک قوی ہیکل ہاتھی اُٹھا سکتا ساتھ لائے اسپر ایک نقش پا معلوم ہوتا تھا۔ ابوتراب کہتا تھا کہ نقش قدم رسول ہے۔ پادشاہ نے چار کوس تک اسکا استقبال کیا اور امراء کو حکم دیا کہ باری باری سے چند قدم اسکو سر پر اوٹھا کر چلیں اس طرح وہ قدم شہر میں پہنچایا (ابوالفضل نے لکھا ہے کہ پادشاہ نے اس قدم کو کندھے پر رکھا اور اسکے سبب مسلمانوں کو پادشاہ کے مذہب کی طرف جو وہم پیدا ہوا تھا وہ کم ہو گیا)

اسی سال میں خلوت میں پادشاہ کے روبرو بیربر سے شیخ مبارک ناگوری نے کہا کہ جیسے کہ تمہاری کتابوں میں تحریفات ہوئی ہیں ایسی ہی ہمارے دین میں بھی بہت سی تحریفات ہوئی ہیں اسلئے دونوں اعتماد کے قابل نہیں۔

اسی سال میں بے عفت اور بے عافیت گمراہوں نے پادشاہ سے کہا کہ ہجرت سے مدت ہزار سال کی ختم ہوئی کسواسطے شاہ اسمٰعیل اول کی طرح برہان قاطع (تلوار) کو کام میں نہیں لاتے لیکن آخر کو یہ قرار پایا کہ پادشاہ کا دلی ارادہ مرور زمان میں تدبیر بے شمشیر سے ظہور پائیگا فی الواقع اگر پادشاہ کچھ روپیہ خرچ کرتا تو عوام تو کیا بلکہ خواص بھی اسکے شیطانی دام میں پھنس جاتے حکیم ناصر خسرو کی یہ رباعی

پڑھی جاتی۔

رباعی

در نہصد و تسعین دو قران می بینم		وز مہدی و دجال نشانے بینم
یا ملک بدل گردد یا گردد دین		سری کہ نہان است عیان مے بینم

جب احداث دین کا مشورہ ہوا تو راجہ بھگوانداس نے سُنکے کہا کہ مین خوش ہوکر یہ قبول کرتا ہون کہ دونو ہندوؤن اور مسلمانون کا دین بد ہے مگر انکے سوا اور کونسا تیسرا طائفہ ہے اسکو فرمائیے کہ مین اس دین کو قبول کرون۔ پادشاہ نے کچھ معقولیت اختیار کرکے راجہ کو اس شدت سے باز رکھا۔ مذہب اسلام کے احکام کا تغیر وقوع و شیوع ہوتا جاتا تھا۔ احداث بدعت ۹۹۰ اسکی تاریخ ہوئی۔

نماز پنجگانہ کا دربار میں موقوف ہونا

انہین دنون مین دربار مین جو پانچ وقت اذان اور نماز جماعت کے ساتھ ہوتی تھی موقوف ہوئی۔ نام احمد و محمد و مصطفی اور مثل انکے باہر کے کافرون کے اور گھر کے اندر اہل حرم کی ہندو دخترون کے خاطر سے پادشاہ کو گران معلوم ہوئے ورنہ دنون مین اسنے اپنے مقربون مین سے بعض کے نام جو ان نامون سے موسوم تھے موقوف کر دیئے مثلاً یار محمد خان اور محمد خان کا نام رحمت بولا جاتا اور لکھا جاتا۔ ان گمراہ اشقیا پر ایسے شریف نام کا اطلاق حیف تھا اور اسکا بدلا جانا ضرور کیا بلکہ واجب تھا اسلیئے کہ سور کے گلے مین جواہر کا باندھنا ستم ہے۔ یہ آگ آگرہ سے اوٹھی جسنے چھوٹے بڑون کے گھر جلا دیئے۔ اور آخر کو یہی آگ آتش زنون کے گور مین گئی خذاہم الیہ۔

میر فتح اللہ شیرازی

ربیع الاول سنہ ۹۹۰ مین میر فتح اللہ شیرازی کہ الٰہیات و ریاضیات و طبعیات اور تمام اقسام علوم عقلی و نقلی و طلسمات و نیرنجات و جر اثقال مین اپنا نظیر اس زمانہ مین نہین رکھتا۔ حکم کے موافق عادل خان حاکم دکن کے پاس سے فتح پور مین آیا۔ اس کو سُنا تھا کہ وہ میر غیاث الدین منصور شیرازی کا شاگرد بیواسطہ ہے اور یہ استاد چندان نماز و عبادت کا مقید نہ تھا اس سے گمان ہوتا تھا کہ شاگرد بھی ایسا ہی ہوگا۔ وہ مذہب و دین پادشاہ کا ہمرو ہو گا مگر اسنے باوجود کمال حسب

جاہ و دنیا داری اور امرا پرستی کے اپنے مذہب مین اپنے تعصب مین کوئی بات اوٹھا نہین رکھی . . . وہ عین دیوانخانہ خاص مین علانیہ امامیہ طریقہ پر ادا لیے نماز کرتا تھا کسی اور کا مقدور نہ تھا کہ اس طرح نماز پڑھتا اس سبب سے بادشاہ نے اسکو ارباب تقلید کے زمرہ مین شمار کیا اور اپنے مذہب مین اس سے اغماض کیا۔ اسکے علم و حکمت و تدبیر کی رعایت کر کے اسکی پرورش مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا۔ ایک رات کو بادشاہ نے میر فتح اللہ کی موجودگی مین بیربر سے کہا کہ یہ بات کیونکر عقل قبول کرتی ہے کہ ایک شخص ایک لحظہ مین باوجود گرانی جسم کے خوابگاہ سے آسمان پر جاوے اور نوے ہزار باتین خدا سے کرے اور ہنوز اسکا بستر گرم ہو اور وہ الٹا چلا آئے۔ اور ایسے ہی شق القمر اور اسکی مثل اور باتین ہین پھر ایک پانوا اپنا اوٹھا کر سب کو دکھایا اور یہ فرمایا کہ جب تک دوسرا پانو اپنی جگہ پر نہ ہو نا ممکن ہے کہ کھڑا رہون یہ احمقانہ حکایتون کو لوگ یقین کرتے ہین ۔ بدبخت بیربر اور گمنام بدبخت آمنا و صدقنا کہتے تھے اور اسکی تائید مین باتین بناتے تھے۔ بادشاہ شاہ فتح اللہ کی طرف بار بار دیکھتا تھا مگر وہ گردن نیچے ڈالے ہوئے کچھ نہین کہتا تھا ۔ سراسر گوش بنا ہوا تھا

سنہ ۹۹۰ مین تمام ممالک محروسہ مین حکم جاری ہوا کہ اتوار کو جو آفتاب سے مخصوص ہے اور اٹھارہ روز ماہ آبان مین جو بادشاہ کے میلاد کا مہینہ ہے اور بعض ایام ہنود مین مطلق جانور ذبح نہ کئے جائین۔ یہ حکم ہندوؤن کی خاطر سے دیا تھا جو کوئی ان دنون مین جانور ذبح کرتا اسکی بڑی سیاست ہوتی اور اسکا خانمان تاراج ہوتا اور خود بادشاہ تمام سال مین اور ایام متفرقہ کی تقریب مین چھ مہینے گوشت نہین کھاتا تھا اور ایسا ارادہ رکھتا تھا کہ گوشت کھانے کو بالکل ترک کر دے سورج کی پوجا کو دن مین چار دفعہ صبح و شام دوپہر آدھی رات کو اپنے اوپر لازم کیا تھا۔ اور سورج کے ایک ہزار ایک نام سنسکرت کے دوپہر کو سورج کی طرف متوجہ ہو کر حضور قلب سے پڑھتا اور دونو کان پکڑ کر چکر کھاتا اور کانون کی لو پر مکے

جوگیون کی ملاقات اور اوراد و بدعات

لگاتا اور مثل اسکی اور حرکتین کرتا۔ ماتھے پر تلک لگاتا اور آدھی رات اور سورج نکلنے
کے وقت نوبت بجواتا۔ مساجد و معابد ہندؤن کے فراش خانے اور جوگی خانے سے
جماعت کا نام جماع اور حی اعلی کا بلا تللار رکھا۔ شہر مین گورستان او کھیڑنے کا حکم
انہین دنون مین شہر سے باہر مسلمان و ہندو فقراء کے کھانا کھلانے کے لیئے دو محل
تعمیر کرائے۔ ایک کا نام خیر پورہ اور دوسری کا نام دھرم پورہ رکھا۔ شیخ ابوالفضل
کے چند آدمی موکل مقرر ہوئے کہ وہ زر پادشاہی سے فقرا کو کھانا کھلاتے تھے جوگیون
کی گروہ کے گروہ آتے تھے اونکے لیئے ایک سرائے آباد کی گئی اوسکا نام جوگی پورہ رکھا
گیا۔ جوگیون مین بعض کو خلوت مین پادشاہ بلا کر باتین کرتا تھا۔ حقایق مختلفہ کے
مجہولات و اعتقادات و اشتغال و مراقبہ و سلوک و اطوار و جلسات و حرکات و
سکنات و خلع بدن و کیمیا و سیمیا و ریمیا انسے معلوم کرتا کیمیاگری
خود سیکھی اور سونا بنا کر لوگون کو دکھایا۔ شیورات کو جوگیون کا مجمع عظیم اطراف سے
آتا اور پادشاہ اُن جوگیون مین جو بزرگتر ہوتے انکے ساتھ ہم پیالہ اور ہم نوالہ
ہوتا۔ ان جوگیون نے پادشاہ کو بشارت دی کہ عمر طبعی سے تین چار گنے
سے زیادہ جیئے گا اسکا پادشاہ کو یقین تھا۔ ان مقدمات کو اور قرائن سے بھی
ایسا منتظم کیا۔۔ جس سے یہ یقین اسکے دل پر پتھر کی لکیر ہوگیا اور حکما و ہیئت بھی اسکی
تائید کرتے تھے کہ عمرون مین نقصان دور قمر کے سبب سے ہی اور وہ اب ختم ہونیوالا
ہے زحل کا دورہ شروع ہوگا اسکے بعد المزار و ادوار جدید طول اعمار کے موروث
ہونگے چنانچہ کتب سماوی مین بھی یہ امر مذکور ہے بعض آدمیون کی عمر ہزار برس
لکھی ہی۔ اور کتب ہندی مین آدمی کی عمر دس ہزار برس لکھی ہے اور بالفعل
کوہ تبت مین ایک طائفہ لامہ ہے انکے زہاد و عباد دو سو سال اور اس سے زیادہ
جیتے ہین اس طائفہ کی تقلید کرنے کے لئے پادشاہ معاشرت و اکل و شرب خصوصاً
حرم مین تقلیل کی اور سر کی چندیا کے آگے سے منڈوائے مگر اسکے گرد بال رکھے۔ پادشاہ

ایسا گمان تھا کہ کامل ملان مکمل کی روح چند یا سے نکل کر باہر جاتی ہے اور یہ جسم انسانی کا دسواں منفذ (دروازہ) ہے۔ اور اسوقت بجلی گرج کی ایک آواز ہوتی ہے یہ دلیل میت کی سعادت کی اور گناہوں سے نجات کی ہے اور مذاہب تناسخ ہیں عقیدت حلول روح کی بادشاہ ذی شوکت وصاحب نافذ الامرین ہے۔

بادشاہ نے اپنے روش (مذہب) کا نام توحید الٰہی رکھا اور جوگیوں کی اصطلاح کے موافق اپنے مریدان خاص کا نام چیلہ رکھا اور ایک ورطائفہ اراذل کا مکار مردار تھا کہ وہ دولت خانہ کے اندر نہیں جا سکتا تھا وہ اس وقت کہ بادشاہ سدو سوسوج کی پوجا کرتا تھا جھروکہ میں آتا اور جبتک بادشاہ کا درشن نہ کر لیتا مسواک طعام وآب اسپر حرام تھا۔ رات کو ہر صاحب حاجت خواہ ہندو ہو یا مسلمان اور طرح طرح کے طوائف مرد اور عورت صحیح وسقیم کو اس جگہ بار عام کا حکم ہوتا دوطرفہ کاروبار اور گرمی ہنگامہ اور ازدحام عظیم ہوتا۔ بادشاہ آفتاب کے ایک ہزار ایک نام کی تسبیح پڑھ کر پردہ سے باہر آتا اور یہ ساری جماعت اسکو سجدہ کرتی اور مکار اور طرار برہمنوں نے سورج کے ایک ہزار ایک اور نام بادشاہ کے لئے ترتیب دیے تھے وہ کہتے تھے بطریق حلول جیسے رام اور کرشن اور اور سلاطین ہنود اوتار ہوئے ہیں ایسے ہی خود صاحب عالم بادشاہ اوتار کی صورت میں نمودار ہوا ہے تا کہ وہ اس زمین پر بازی کرے اور خوشامد کے بارے سنسکرت کے اشلوک (شعر) پہلے عالموں کے مضمون کا نقل کرتے کہ ہندوستان میں ایک بادشاہ عالمگیر پیدا ہوگا۔ برہمنوں کا احترام اور گائے کی حفاظت اور دنیا کی عدالت سے نگہبانی کریگا اور پرانے کاغذوں میں ایسی خرافات کو لکھ کر بادشاہ کو دکھلاتے تھے۔ بادشاہ کو ان سب باتوں کا یقین ہوتا تھا مصرع خوشامد ہر کرا گفتی خوش آمد۔ ان دنوں میں بادشاہ نے فتحپور کے دیوانخانہ خاص میں حنفی کے دہ وردہ اور شیعوں اور شافعیوں کے قلتین کو پانی سے بھروایا اور اسکو تلوایا تو حنفیوں کے دہ وردہ کا پانی باقی دہ کے قلتین سے زیادہ نکلا۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ سنی اور شیعہ جدا جدا ہو جائیں ۔ ہندوستانی بالکل سنی گری اور عراقی تشیع کے قائل ہوئے ۔

بادشاہ پاس سنہ ۹۹۲ ملا الہداد امروہوی اور ملا شیری آئے وہ صدارت میان دوآب پنجاب پر مقرر تھے ۔ خوشامد کے مارے ملا شیری نے ایک نظم ہزار شعر جسمین آفتاب کی تعریف مین ہزار قطعہ تھے پیش کی بادشاہ اس سے نہایت خوش ہوا ۔ سنہ ۹۹۲ کے جشن مین بیلان (بیلون) ایک چادر بصورت گنبد اختراع کی ہوئی فرنگیوں کی بھی بیرپا ہوئی اور بادشاہ کے اخلاص مین اور بہت آدمیوں نے مال و جان و ناموس و دین فدا کیا اور اس قدر ارواح مقدس کا امتحان اس عرصہ مین ہوا کہ انکا حصر نہین ہو سکتا ۔ آدمیوں کا گروہ مرید ہوتا اور مذہب مشرف مین بادشاہ کے ساتھ موافقت کرتا بادشاہ بجاے شجرہ (جو پیر مریدوں کو دیا کرتے ہین) کے اپنی شبیہ دیتا وہ رشد و دولت مین اخلاص کی علامت ہوتی اور اسکو غلاف مین جو جواہر سے مرصع ہوتا لپیٹ کر سر پر رکھتے ۔ ناموں کی پیشانی پر اللہ اکبر لکھے جانے کا حکم ہوا ۔ قمار و سود حلال ہوا ۔ اور علی ہذا القیاس و محرمات ۔ دربار مین ایک قمار خانہ بنایا گیا جواریوں کو خزانہ شاہی سے سودی ملتا اور سود و تنبل (جواری جو اپنے جیت کے مال مین سے کچھ اہل مجلس قمار کے حاضرین مین تقسیم کرتا) کفایت مین داخل تھا ۔ لڑکی کے نکاح کو چودہ برس کی عمر سے پہلے اور لڑکے کے شادی کو سولہ برس سے پہلے منع کا حکم دیدیا اور قصہ افک حضرت صدیقہ سے بالکل منکر ہوے اور مطاعن کا ذکر تو کیا کیا جائے ۔ جو کوئی اسپر نوحہ کرے وہ نوحہ پارہ کی طرح اڑ جائے مین نہین جانتا کون شخص ایسی باتین سن سکتا ہے عموماً تمام رسولوں سے انکار اس سبب سے کیا گیا کہ وہ گنہگار تھے خصوصاً حضرت داؤد اور اوریا کے قصہ سے اور اسی کی مثل جس کسی کو اپنے اعتقاد کے موافق نہ پاتے اوسکو مردود و مطرود ابدی جانتے اور اسکا نام فقیہہ رکھتے ۔ اور دشمن شاہی کا دشمن بحکم سہ انچہ بکار زند ہمان بدرند

تبدیلی ہزار اشرفات ع و اوں بادشاہ کا دین اختیار کرنا ۔

وہ خود عالم مین کفر و گمراہی مین مشہور ہوے اور انکا مجتہد و مرشد (ابو الفضل)
ابوجہل مشہور ہوا سے بادشاہ بدو وزیر بدتر بہ ریاست دینی کے لئے ریاست
دنیوی تیغ بنی اور تمام مہمات مین سے ریاست دین کے مٹانے کو اہم بنایا اور
باقی اور مہمات کو طفیلی بنا۔ اس دین کی دکان بگاڑنے کے لئے بادشاہ نے حکم فرمایا
کہ نوروز کو جو بازار لگا کرے وہ خاص و عام سے خالی کیا جاے اور بیگمین و اہل حرم
اور صاحب عفت عورتین اسمین تماشا و سیر کرین وہان بادشاہ زربخشی کرتا اور جو
باہر سے عورتین آتین انکو مہمان بناتا اور اسی مجلس مین لڑکے اور لڑکیون کے ناطے
رشتے ٹھیراتا۔ بادشاہ کے مرید لوگ اس خیال سے ہوتے تھے کہ جاہ و منصب پائین
اور اخلاص مند ٹھیرین مگر بادشاہ نے انکے دماغ سے اس خیال کو دفع کیا۔ ہندوان
کو جو اسکے نزدیک ناگزیر تھے جاہ و منصب دیتا نصف لشکر اور نصف ملک ہندوون کے ہاتھ
مین تھا۔ ہندوستان مین انکی برابر صاحب شوکت نہ مغل تھے نہ ہندوستانی مسلمان
اور سوا ہندوون کے ہر گروہ کی مالش اور گردش جس طرح بادشاہ چاہتا تھا کرتا تھا
انمین سی عزت و ناموس و اتفاق بالکل مسلوب ہو گیا تھا۔
اسی سال مین سلطان خواجہ نے کہ وہ خاص الخاص مریدون مین سے تھا انتقال کیا
اور اسکے دفن کرنے کے بعد قبر مین یہ اختراع ہوا کہ سورج کے مقابل ایک جالی
لگائی گئی کہ ہر صبح کو سورج کی روشنی جو گناہون کی پاک کرنیوالی ہے اسکے منہ پر پڑے
کہتے ہین کہ اوسکے منہ پر زبانہ آتش بھی لگا دیا تھا۔ اللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔
یوسف زئی سے جو لشکر شاہی کو شکست ہوئی اس مین بیربر مارا گیا تھا بادشاہ
کو اس کی برابر کسی امیر کے مرنے کا غم نہ ہوا وہ افسوس کرتا تھا کہ اُس کا جسم نہ ہاتھ لگا
کہ آگ مین جلایا جاتا۔ مگر اپنے دل کو اسطرح تسلی دیتا تھا کہ وہ سب قیود سے
آزاد اور مجرد تھا اوسکے لئے نیر اعظم کی تابش پاک کرنے والی کافی ہے۔
سنہ ۹۹۵ مین یہہ ضوابط اور احکام جاری ہوئے کہ کوئی شخص ایک عورت سے زیادہ

نکاح نہ کرے مگر اس صورت مین کہ بیوی بانجھ ہو ورنہ خدا کے وزو بہ کے عجب بات
کو ایام منقطع ہو جائین تو وہ شوہر کرنے کی خواہش نہ کرے۔ بیوہ عورتون کو شوہر
کرنے کی ممانعت نہ کی جاے جیسے کہ ہندو کرتے ہین اور ہندؤن کی خورد سال لڑکی
جسنے شوہر سے تمتع نہ اوٹھایا ہو وہ ستی نہ ہو اگر ہندؤن کو یہ امر دشوار معلوم ہو تو
منع نہ کرین جب آپس مین مریدون کی ملاقات ہو تو ایک اللہ اکبر کہے دوسرا جل جلالہ
کہے یہ بمنزلہ سلام اور جواب سلام کے ہو۔ راجہ بکرماجیت نے یہ اختراع کیا تھا
ہندی مہینے کی ابتدا ۱۶ تاریخ سے ہو مگر بادشاہ نے اسکی ابتدا ۱۸ تاریخ سے مقرر کی
اور ہندؤن کے تیوہار اس تاریخ کے موافق ہوا کرین اگرچہ اس باب مین گجرات و بنگالہ
مین سنہ ۹۹۰ مین فرمان جاری ہوئے تھے مگر اسپر عمل نہین ہوا۔
اراذل کو حکم ہوا کہ وہ شہر کے اندر عربی نہ پڑھین کیونکہ اس سے فساد کھڑے ہوتے ہین۔
ہندؤن کے مقدمات و معاملات کو برہمن پنڈت فیصلہ کیا کرین مسلمان قاضی فیصلہ
کیا کرے اگر حلف کی احتیاج ہو تو منکر کے ہاتھ مین گرم آہن رکھین اگر ہاتھ جلے تو وہ جھوٹا
ہے اگر نہین تو سچا یا جلتے تیل مین اسکا ہاتھ ڈالین یا وہ پانی مین غوطہ کھائے اگر اتنی
دیر مین کہ تیر پھینکا جاے اور کوئی اسکو اٹھا لاوے۔ وہ پانی سے سر نکالے تو مدعا علیہ کو
حق مدعی دلایا جاے۔
مردہ جو دفن کیا جاے تو اوسکا سر مشرق کی طرف اور پاؤن مغرب کی طرف رکھے جائین
(مسلمانون کے قاعدہ کے برعکس ہے) سونے مین بھی یہ روش اختیار کی جاے۔
سنہ ۹۹۶ مین حکم ہوا کہ کل قومین علوم عربیہ کی تحصیل ترک کرین اور علوم نجوم و حساب و طب و
فلسفہ پڑھا کرین اسکی تاریخ کساد فضل ہوئی۔
عاشورہ محرم سنہ ۹۹۶ کو بادشاہ نے مان سنگہ کو جو بہار و پٹنہ کی حکومت پر مامور ہوا تھا
اور خانخانان کو خلوت مین بلایا اور مذہب کے امتحان کے لئے باتین ہونے لگین۔
مان سنگہ نے بے تکلف عرض کیا کہ اگر مریدی عبارت جان سپاری سے ہے تو جان کو

حضور کے لیئے اس کو ہتیلی پر لیئے پھرتا ہون اسکے امتحان کی ضرورت کیا ہے اور اگر اس کے
سوائے کچھہ اور بات دین کے معاملہ مین ہی تو مین ہندو ہون اگر فرمائیے تو مسلمان ہو جاؤن
ان دو مذہبون کے سوائے کسی اور مذہب کو مین نہین جانتا کہ کوئی ہی بس اسی پر خیر گذری
آگے کچھہ اور گفتگو نہین بڑھی۔

اسی مہینے مین مرزا فولاد بیگ برلاس نے آدھی رات کو ملا احمد رافضی کو جو صحابہ کو
گالیان دیتا تھا کسی بہانہ سے گھر بلا کر خنجر مارا جسکی ایک تاریخ آن زہی خنجر فولاد۔ اور
دوسری خوک سقری ہوئی جس وقت وہ نزع کی حالت مین تھا تو عبد القادر نے اس کا
چہرہ سور کا سا دیکھا تھا۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔ مرزا فولاد کو ہاتھی کے پانوئین باندھ
کر شہر لاہور مین جب تک پھرایا کہ وہ شہید ہوا۔ حکیم ابو الفتح کی معرفت آپ نے پوچھا کہ تو نے
ملا احمد کو مذہب کے تعصب کے سبب سے مارا تو اوس نے جواب دیا کہ اگر مجھے تعصب ہوتا تو اس سے
کسی بڑے (ابو الفضل یا خود اکبر) کو مارتا۔ حکیم نے یہی بات بادشاہ سے عرض کی تو
بادشاہ نے کہا کہ یہ بڑا حرام زادہ ہی اسکو زندہ نہین چھوڑنا چاہیئے۔ ورنہ اس کی
مردانگی   اور اہل حرم کی شفاعت کے سبب سے بادشاہ اسکی جان بخشی کر دیتا۔ مقتول
تین چار روز بعد قاتل سے مرا۔ غسل کے وقت شیعون نے اپنے مذہب کے قاعدہ کے
موافق تمیخ اسکی مقعد مین کی اور دریا مین غوطے دیئے اور دفن کے بعد اس قبر پر شیخ
فیضی و شیخ ابو الفضل نے محافظ مقرر کیئے باوجود اسکے جس سال بادشاہ کشمیر کی سیر
کو گیا اسکے جسم کو اہل لاہور نے نکال کر جلایا۔

سنہ ۹۹۹ مین یہ امر قرار پایا کہ گائے کا بھینس کا بھیڑ کا گھوڑے کا اونٹ کا گوشت
حرام سمجھا جاتا ہے اگر کوئی ہندنی اپنی خوشی سے ستی ہو تو کوئی مانع نہو مگر کوئی جبر و
اکراہ سے ستی نہ ہونے پائے۔

بارہ برس سے پہلے کسی لڑکے کا ختنہ نہ ہو اور بعد اسکے لڑکے کو اختیار دیا جائے
چاہے وہ کرے یا نہ کرے اگر کوئی شخص قسائی کے ساتھ کھائے تو اوس کا ہاتھ

کاٹا جائے اور اگر کوئی اہلخانہ اسکے ساتھ کھائے تو جس انگلی سے کھایا ہو وہ قطع کیجائے

سنہ ۱۰۰۱ مین ریش تراش کے لئے تلاش ہوئی تھی

سنہ ۱۰۰۲ مین کوتوال کو وہ حکم دیئے گئے جو دفتر سوم مین آئین ۵ مین لکھے ہین اور سوائے اسکے یہ نئے حکم تھے۔

اگر دوشنبہ کو مریدون مین سے مرجائے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو تو کچا اناج اور پکی اینٹ اسکی گردن مین باندھکر پانی مین ڈبو دین اور اگر پانی نہ ہو تو جلا دین یا بطور اہل خطا کے درخت مین باندھ دین یہ حکم ایک اصول پر مبنی تھا جو پادشاہ نے قرار دیا تھا مگر مین اسکو یہان نہین بیان کرتا۔

پسر و دختر عوام الناس جب تک کوتوالی کے چبوترہ پر کوتوال کے گماشتون کے روبرو نہ گذرین اور دونوکی عمرون کی تحقیق نہ ہو وہ کدخدا نہون۔

عورت جو خاوند سے عمر مین بارہ برس بڑی ہو اس سے شوہر جماع نہ کرے وہ جوان عورت کہ شہر کے کوچہ و بازار مین پھرتی ہو اور اپنا منہ نہین ڈھاکتی ہو یا منہ کھلی پھرتی ہے اور ایسی ہی وہ عورت جو خاوند سے جھگڑا رکھے وہ محلۂ فواحش مین بھیجی جاوے وہان اسکا جو جی چاہے کرے قحط سالی اور اور مصائب مین ماں باپون کو اولاد کے بیچنے کا اختیار ہے مگر جب انکو مقدور ہو تو وہ قیمت واپس کرکے اپنی اولاد کو لے سکتے ہین۔ جس ہندو کے لڑکے کو اسکی نارضامندی سے مسلمان کرلیا ہو اگر وہ چاہے تو پھر اپنے دین آبائی کو اختیار کرلے کسی کو مذہب کے سبب سے تکلیف نہ دی جاوے۔ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنے مذہب کو چھوڑکر دوسرا مذہب اختیار کرے۔ اگر ہندنی کسی مسلمان پر فریفتہ ہوکر مسلمان کا دین اختیار کرلے تو اسکو جبراً و قہراً پکڑکر اسکے اہل کو حوالہ کرین۔ اپنے اپنے مذہب کے معبد بنانے کا سبکو اختیار ہے۔ بتخانہ گرجا۔ دخمہ جو بنائے اُس کا کوئی مانع نہ ہو یہ دینی احکام ہین جنکا تھوڑا بیان کیا گیا ہے۔

انہین دنون مین اعظم خان جسنے شرفا ءمکہ کے ہاتھ سے بہت آزار اوٹھائے تھے حج کرکے بادشاہ
کی خدمت مین آیا جو برکتین حج سے حاصل ہوئی تھین انکو چھوڑکر بادشاہی مریدون کے
سلسلہ مین داخل ہوا سجدہ اورتمام لوازم مذہب شاہی بجالایا اور ڈارھی کو بھی رخصت
کیا۔ مصاحبت اورہمزبانی مین سب سے آگے ہوا صوبہ غازی پور وحاجی پور اسکو جاگیر مین ملے
اور خدمت علامی (ابوالفضل) مین احکام مذہب یاد کیئے

محرم سنہ ۔ مین صدر جہان مفتی ممالک محروسہ مع اپنے دو بیٹون کے اپنے حصول مقاصد کے لیئے حلقہ ارادت مین آیا اور جیسے کہ مچھلی جال مین شصت اکانٹا جس سے مچھلی پکڑتے ہین لیکر گرفتار ہوئی اسطرح اس نے شصت ارادت قبول کی اور ہزاری کا منصب پایا اور عرض کیا کہ ڈارھی کے لیئے کیا حکم ہوتا ہے اسپر حکم ہوا کہ اوڑادو اور اس دن ملا نقی شوستری آیا کہ اپنے تئین اعلم العلماء سمجھتا تھا اور ان دنون مین بادشاہ کے حکم سے شاہنامہ کو نثر مین لکھتا تھا اس مین جہان آفتاب کا نام آیا وہان عظمتہ شانہ وعز شانہ اور اسی طرح کے الفاظ لکھے تھے شیخ زادہ گوسالہ خان بنارسی اور ملا محمد شاہ آبادی اور صوفی احمد کہ اپنے تئین غوث الاعظم کے فرزندون مین بتلاتا تھا مریدون مین شامل ہوئے اور مراتب چہارگانہ اخلاص کے مقلد ہوئے اور ایک صدی سے پانچ صدی تک منصب پایا اور ڈارھی کو موافق قاعدہ کے منڈایا اور بہشت کے غلمان معلوم ہونے لگے موتراش چند تاریخ ہوئی۔ ان نومذہبون کا حال ایسا تھا جیسے کہ نومسلم ہندؤن کا

نیا نوکر شیر مارے نیا مسلمان الله الله پکارے

انہین جیسے سرخ کپڑے پہنکر اترائے ہوئے اپنے خویشون مین جاتے تھے تو وہ کہتے تھے ای مردک یہ کپڑے کل پرانے ہوجاینگے اور مسلمانی تیری گردن مین رہیگی۔ احمد صوفی یک جو اپنے تئین مرید شیخ احمد مصری احمد اللہ کا بلکہ خلیفہ کامل ومکمل شیخ کا کہتا تھا اسکا یہ بیان ہے کہ مین اپنے مرشد وقت کے اشارہ سے دیار ہند مین آیا ہون میرے مرشد بارہا فرماتے تھے کہ سلطان ہند کو زفت ہوئی ہے تو اسکی دستگیری کرکے تہلکہ سے نجات دیگا مگر یہان قضیہ اس کے برعکس ہوا۔

صدر جہان سنہ ۱۰۰۱

ہم نے اب ملا عبد القادر بدایونی نے جو اپنی تاریخ مین لکھا ہے اسکو ختم کیا ہے اسکے تحریر کے موافق بادشاہ کے مرید اٹھارہ تھے جنمین ایک ہندو بیربل تھا باقی مسلمان جنکے نام یہ ہین (۱) ابوالفضل (۲) فیضی اسکا بھائی ملک الشعرا (۳) شیخ مبارک ناگوری اسکا باپ (۴) جعفر بیگ آصف خان قزوینی شاعر و مورخ (۵) قاسم علیخان شاعر (۶) عبد الصمد مصور و شاعر شاہی (۷) اعظم خان کوکہ مکہ سے مراجعت کرکے (۸) ملا شاہ محمد شاہ آبادی مورخ (۹) صوفی احمد (۱۰) صدر جہان میر صدر اور اسکے دو بیٹے (۱۳) میر شریف آملی بنگال مین بادشاہ کا خلیفہ (۱۴) سلطان خواجہ صدر (۱۵) مرزا جانی حاکم ٹھٹھہ (۱۶) تقی شستری (۱۷) شیخ زادہ گوسالہ بنارسی (۱۸) بیربل نمبر (۱) سے (۶) تک کا بیان آئین اکبری مین ہو اور باقی کا بیان بدایونی مین ہی۔ اس فہرست سی معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کے مریدون مین اہل علم بہت سے تھے۔

اب ہم منتخب التاریخ ملا عبد القادر بدایونی کو زیادہ تکلیف نہین دیتے جو کچھ ہم کو شہنشاہ اکبر کے مذہبی خیالات و معاملات مین انتخاب کرنا تھا وہ منتخب کرلیا کوئی بات چھوڑی نہین اس مضمون کو ملا نے ایسی خوش ترتیبی سے لکھا ہی کہ کسی اور تاریخ مین اس طرح نہین تحریر ہوا اسنے اول سے کہ شہنشاہ کو اسلام کی حقیت مین کیون شبہات پیدا ہوئے اور کیون کر انہون نے بڑھ کر یہ نوبت پہنچائی کہ اکبر کے دل مین اسلام کا نام باقی نہین رہا اور اسنے بتدریج اپنا ہی مذہب قائم کرلیا خوب توضیح سے بیان کیا ہے اب اس تاریخ کے بعد ہم دبستان المذاہب کو جو شہنشاہ اکبر کی وفات سے ستاسی برس بعد تصنیف ہوئی ہی اور اسمین مذہب الہی کی طول طویل داستان لکھی ہے ہاتھ مین لیکر مطالعہ کرتے ہین۔ تعلیم دہم اسنے عقائد الہیہ مین لکھی ہے اور وہ چار نظر پر مشتمل ہے نظر اول مین ظہور خلیفۃ اللہ اور بعض اسکے معجزات جنکو برہان کہتے ہین تحریر ہین۔ نظر دوم مین ارباب ادیان و مذاہب کے بحثین جو حضرت خلیفۃ اللہ کے روبرو ہوئین اور سرا ہین خلیفۃ اللہ نظر سوم کو اکبر کے فضائل مین نظر چہارم دستور العمل

اس کتاب کے مصنف نے اپنا نام نہین ظاہر کیا اسکا حال کچھ معلوم نہین کہ کون ہی مگر اسکا رجحان آتش پرستی کی طرف معلوم ہوتا ہے اسنے مذہب الٰہی کے بیان مین بہت کچھ منتخب التاریخ ملا عبد القادر بدایونی سے اور ابو الفضل کی آئین اکبری اور اکبرنامہ سے نقل کیا ہے جو باتین کچھ زائد اُس نے لکھی ہین صرف انکو نقل کرتے ہین باقی بیانون کے نقل کی ضرورت نہین سمجھی کہ ہم اونکو اصل سے نقل کر چکے ہین نقل کی نقل سے تحصیل حاصل ہو گی اس سے کیا فائدہ ہوگا۔

نظر اول مین دو معجزے خلیفۃ الحق کی پیدائش کے باب مین وہ بیان کرتا ہے خواجہ مسعود ابن محمود ابن خواجہ مرشد الحق کہ مرتاض صاحب حال تھے اُسنے دبستان المذاہب کے مصنف سے بیان کیا کہ میرا باپ کہتا تھا کہ مینے بڑے بڑے اولیا سے سُنا تھا کہ صاحب دین دنیا کا ظہور ہوگا۔ مین نہین جانتا تھا کہ صاحب فضل پیدا ہو گیا یا آئندہ پیدا ہوگا مینے رات کو وہ واقعہ دیکھا تو مین خواب سے بیدار ہو کر دفعۃً اُس زمین مین پہنچا جہان سعادتمند پیدا ہوا تھا یعنی بتاریخ روز یکشنبہ شہر رجب ۹۴۹ھ مین حضرت جلال الدین اکبر فرزند سعادتمند ہمایون بادشاہ حمیدہ بانو بیگم سے متولد ہوا۔ دوسرا معجزہ یہ ہی کہ مرزا شاہ محمد مخاطب بہ غزنین خان خلف شاہ بیگ مخاطب بہ خان دوران خان ارغون سے مصنف دبستان نے لاہور مین ۱۰۵۳ھ مین سُنا کہ نواب عزیز خان کوکہ مخاطب بہ خان اعظم سے اس نے پوچھا کہ آپ اس باب مین کیا فرماتے ہین کہ حضرت عیسیٰ کی طرح اکبر نے اپنی ماں سے باتین کین تو اسنے یہ جواب دیا کہ میری والدہ کہتی تھین کہ سچ ہی۔

نظر دوم شیعہ سُنی کا مباحثہ لکھا ہے مگر یہ مباحثہ عالمانہ نہین ہی جو ایک دو باتین اسمین قابل لحاظ ہین وہ بدایونی کے بیان مین اوپر آ گئی ہین پھر عیسائی اور مسلمان کا مباحثہ ہے جسمین کوئی لطف کی بات نہین پھر اسی مباحثہ مین نصرانی اور یہودی کی نوک مین مین داخل کر دی ہی پھر ایک حکیم اور مسلمان و نصرانی و یہودی کا مباحثہ ہی اور آگے اس مذہب کے مباحثے لکھے ہین۔ حکیم نے جو باتین کہین ہین انہین سے اکثر ہمنے بدایونی کی

کتاب ہے اور پر نقل کی ہین چند مضامین جو اوپر نہین بیان ہوے وہ یہ ہین کہ (۱)
شہنشاہ اکبر نے ایران روپیہ بھیجکر آردشیر زردشتی عالم کو ہندوستان مین اپنے پاس بلایا
(۲) ابوالفضل نے جو آیۃ الکرسی کی تفسیر تالیف کی تھی اسکے برعکس ایک خطبہ دو جزو کا
مہابھارت کے اول لکھا۔
(۳) بدایونی نے تو صرف یہ لکھا ہے کہ کوئی ہندنی کسی مسلمان پر فریفتہ ہوکر مسلمان
ہونا چاہے تو اسکو بالجبر پکڑکر اسکے اہل کو حوالہ کرین۔ دبستان مین یہ امر اور اضافہ کیا ہے
کہ اگر کوئی مسلمان عورت ہندو پر فریفتہ ہو اور ہندوون کا مذہب اختیار کرے تو اسکو
منع کرین اور ہندو نہ ہونے دین (مگر مسلمان عورت ہندو مذہب کسی طرح نہین اختیار
کرسکتی) (۴) ملا ترسون بدخشی سے کہ مسلمان حنفی مذہب تھا ۱۰۵۸ھ مین مصنف دبستان
نے سُنا کہ ایک روز مین سکندرہ مین کہ مرقد حضرت عرش آشیانی کا ہے زیارت کو گیا
اسکے ساتھ اور رفیق تھے جنمین سے ایک نے مقبرہ مطہرہ مین جانے سے انکار کیا اور خلیفۃ الحق
کی فضیحت کی یارون نے کہا کہ اگر حضرت عرش آشیانی کو علم باطنی ہوگا تو ضرور اس منکر
کو ضرر پہنچیگا اس وقت اسکی پانون کی انگلی ایک پتھر کے شگاف مین گھس گئی جسسے ٹوٹ گئی
(۵) شاہ سلام اللہ سے ملتان مین صاحب دبستان کی ملاقات ہوئی تھی وہ ایک مرد
مجرد و موحد و مرتاض ہی خلقت سے بھاگتا ہے وہ کہتا تھا کہ جلال اکبر سے میری بہت
صحبت رہی ہی مین نے مکرر اسکو کہتے ہوئے یہ سُنا کہ جو علم اب مجھے حاصل ہے اگر پہلے حاصل
ہوا ہوتا تو کسی عورت سے جفت نہ ہوتا اسلئے جو عورتین مجھ سے بڑی ہین وہ میری
مان اور ہمسال خواہر اور خورد سال دختر اور یہی بات ایک میرے عزیز نے نواب
ابوالحسن مخاطب بہ لشکرخان مشہدی سے نقل کی کہ حضرت جنت آشیانی بھی فرماتے تھے
(۶) شاہ اسلام اللہ یہ بھی فرماتے تھے کہ حضرت خلیفۃ الحق (اکبر) ارشاد کرتے تھے
کہ کاش میرا جسم ایسا بڑا ہوتا کہ اہل جہان اُسے کھاتے اور جانورون کو آزار نہ دیتے
(۷) اس نامدار بادشاہ کی ایک روش یہ تھی کہ ہر قسم کے آدمی فرنگی و یہودی و

وایرانی و تورانی کو وہ نوکر رکھتا تھا۔ اگر بادشاہ ایک ہی قسم کے گروہ کو نوکر رکھتا
وہ فساد کرتے ہین جیسی کہ اوزبکون اور قزلباشون نے اپنے سلاطین کو معزول کیا
شاہ عباس ابن سلطان خدابندہ صفوی نے اکبر کا اقتدا کرکے گرجیون (اہل جارجیا) کو
تربیت فرمایا۔ شہنشاہ اکبر کو میراث کی دولت پر نظر نہ تھی ورنہ وہ حسب و نسب کا لحاظ
کرتا تھا جسمین فرہنگ و آداب کی قابلیت دیکھتا اسکی پرورش کرتا۔ ابوالفضل
نے اول دفتر کے آئین ۲۶ و آئین ۷۲ و ۷۷ و ۸۱ مین اور دفتر
. . . . . .
دوم کے آئین ۱۸ و ۱۹ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵۔ اور دفتر سوم مین آئین ۱ و ۲
و ۵ و ۹ و ۱۰ مین اکبر کے خیالات مذہبی بیان کئے ہین مگر بعض مضامین اکبرنامہ
سے نقل کرتے ہین جو اُسکے مذہبی خیالات ظاہر کرتے ہین۔

۹۸۲ھ مین بہت دنون تک بارش نہین ہوئی۔ کسانون پر سخت مصیبت آئی دعا ۹۸۲ھ
قحط کے مارے ایک خلقت نے دہائی مچائی۔ سب نے ایک دل و یک زبان ہوکر
بادشاہ سے عرض کیا کہ دادار توانا سے حضور رحمت کے دروازون کے کھلنے
کے لئے دعا فرمائین۔ اسپر بادشاہ نے ارشاد کیا کہ چاہنا دعا مانگنا ظاہر پرستون
کی رسم و عادت ہے۔ پروردگار مہربان سب کچھ جانتا ہے اور ہماری خواہش سے
سے پہلے لوح تقدیر پر جو ہونا ہے لکھا ہے۔ بندگان دین جو دعا مانگتے ہین انکی
غرض یہ ہوتی ہے کہ نادان ہوشیار ہو جائین اور رضامندی کو جو پیرایہ عبادت ہے
سے اختیار کرین۔ بندون کے حق مین خدا کی شفقت الہی ہماری طلب کی محتاج
نہین ہے کہ ہم اسکو یاد دلائین یا تعلیم کرین ع خدارا رہ رحمت آموختی۔
اس حال مین بارش ہونے لگی۔

ابوالفضل نے جو عبادت خانہ کا حال اکبرنامہ مین لکھا ہے اسی مین بادشاہ کے مذہبی عبادت خانہ
خیالات کا چربہ اُتارا ہے اسمین سے اصل مطلب کو اخذ کرکے لکھتے ہین باقی مضامین
کو ترک کرتے ہین۔ بادشاہ نے رموز حق جوئی اور فرط معدلت پژوہی سے ایک

انجمن اعلی کے لئے ایک شیمن عالی بنایا۔ بادشاہ کا اندیشہ والا یہ تھا کہ میرے عہد سلطنت مین
ژرف نگاہی اور انصاف طرازی کے سبب سے جو ملک صورت کے کاردان تھے انکا ظہور ہو گیا
اور بہانہ ورزی اور سفارش گزینی کا بازار گرم نہین رہا اسی طرح جو اہل علم و عمل
اور اہل باطن ہین انکا امتحان بھی کیا جاے ادیان و ملل کی حقیقت و مذاہب و
مشارب کی تشخیص کا ظہور ہو۔ ہر ایک کی دلائل اور براہین کی تنقیح ہوا ور خالص و نا
غلط انداز کھوٹ سے جدا ہو جائے دلون مین اسکی نیت صافی کی برکت سے
ایک شی ہنگاہ جداگانہ نے حسن انجام پایا اور حیلہ آرا اور تزویر فروش نہان خانہ
مین چھپ گئے اور جہان معنی کی عجب بارگاہ لگائی گئی اور پایہ شناسی بلندی گرا
بہ ماہ مہر الٰہی سنہ ۹۸۶ کو اس عبادت خانہ مین بزم تعلق مین خلوت تجرد کا
چراغ روشن ہوا۔ اور مدرسہ و خانقاہ کے دانش اندوزون کا نقد عیار گاہ
مین آیا درد سے صاف اور مکدر سے خالص جدا ہونا شروع ہوا۔ ظل الٰہی کی فراخی
حوصلہ چہرہ آرا ہوئی صوفی حکیم متکلم فقیہ سنی شیعہ برہمن جینی سیوڑا چارباک نصاری
یہود صابی زردشتی اور سب طرح کے آدمی اس مجلس مین آئے اور جنکو ہر خاص کنونکے
خوف بغیر وہ راز کے گنجینہ کشا ہوے ہر گروہ نے حقیقت مین انصاف طراز رعونت و
خود پرستی سے نکل کر کام کرنے لگے اور ژرف نگاہی اور تامل گزینی سے مستند
بزرگی سے نشاط جاوید جمع کرنے لگے۔ خود آرا الحلاج پیشون نے بدگوہری کو
کم اندیشی سے گلزار پندار مین اپنے تئین داخل کیا اور اپنا سود زیان مین دیکھا
نادان ہمنشینون کی رہنمائی سے انکی رسوائی ہوئی پادشاہ کے سبب سے ہنگامہ
تقلید مین جو تاریک دوست تھے انکے لئے شمع تحقیق روشن ہوئی اور مدرسہ و
خانقاہ کا دودمان کسوٹی پر چڑھا۔ اور اس سے بہت لوگ غنی ہو گئے۔ پادشاہ
دنیا بخش دین آرائے کی ایسی شہرت ہوئی کہ طالبون کو وطن مین رہنا
تلخ معلوم ہونے لگا اور انہون نے سفر اختیار کیا اور درگاہ شاہنشاہی کو

ہفت اقلیم کے مستعدون کا موطن اور ملل ونحل کے دانایون کا مجمع ہو گیا۔ جو حجت کہ گیر بزی وحیلہ اندوزی کے وسیلہ سے اہل دانش کے لباس مین آگئی تھی اسکی قلعی کھل گئی بعض بعض بے شرم حیلہ اندوز با وجود ظہور حق اور متواتر ملزم ہونے کے زبان درازی اور سینہ زوری اس خیال سے کرتے تھے جیسے پہلے فرمانروایون کی بے تمیزی سے مقاصد علمی و مطالب حکمی کی کمتر تشخیص ہوتی تھی اور روا نا مناسب افسون اور ہیبناک دانایون کے حوالہ ہوئے تھے شاید اس محفل مین بھی ہمارا کام یون چل جائے مگر اس محقق حق جو بادشاہ کے روبرو شرمسار ہو کر گمنامی کے گوشہ مین بیٹھے اور جو خرد پژوہ دلیل کے بندہ تھے وہ گوشہ نشینی سے نکل کر سربلند ہوئے اور رکن دین و مذہب وعقل کا پایہ بلند ہوا اور دانش اندوزون کا ستارہ چمکا۔ علماء متعصب اور فقہائے مقلد کا کام دشوار ہوا۔ وہ نقل آرائی اور چرب زبانی کے سبب اپنے تئین حکماء کا سرآمد کہتے تھے انکا پردہ فاش ہو گیا قلب کار تنبہ رائے کا گھر ہزارون تہمت وبہتان کا گھر بن گیا۔ ان کج منشون شورش انگیزون نے اس خداپرست بادشاہ کی نسبت لامذہبی کا الزام لگایا۔ مگر بادشاہ باوجود سطوت ظاہری و باطنی کے اس گروہ کے پاداش کا درپے نہوا اہنی زبان کو انپر نفرین کرنیسے اور دل کو انسے نفرت کرنے سے باز رکھا اور اپنی خاطر کو اُن سے ملول نہین کیا۔

ایک رات کو عبادت خانہ کے اندر انجمن مین حقیقت کی روشنی چمک رہی تھی پادری ردالف دردلف کہ افصاری کے دانشورون مین فہم وفطرت مین یکتا تھا۔ اس علمی مجمع مین نکتہ طراز تھا بعض متعصب اندیش نادرست مغالطہ آرائی اور پاسخ گوئی کرتے تھے محفل کی نوا افزائی انصاف سے روشن ہوا کہ انین سے کوئی شاہراہ دلیل پر نہین چلتا تھا وہی مستعد ہین کی مانی ہوئی باتون کا تانا بانا بنتا تھا اور معماء حقیقت کی کشایش پر کوئی توجہ نہین کرتا تھا۔ قریب تھا کہ ایک بار پردہ روے کار سے اٹھ جا

شرمسار ہوکر اس گفتگو کو چھوڑ کر انجیل کی تحریف کے باب مین گفتگو کرنے لگے اسکے اثبات
مین خصم کو خاموش نہ کر سکے پادری نے اپنی آرمیدہ خاطر اور یقین ہیرا دل سے کہا کہ
حاشا یہ امور فروغ صدق نہین رکھتے اگر واقع مین یہ گروہ ہماری کتاب کی نسبت یہ
اعتقاد رکھتا ہے اور قرآن کو کلام ایزدی خالص جانتا ہے تو چاہیئے کہ آگ روشن
کیجاے ہم اپنی انجیل کو اور علما اپنی قرآن کو ہاتھ مین لیکر اس عیارگاہ راستی مین چلین پھر
ہر ایک اپنی راستگاری کو نشان حق جانے۔ سیاہ دلون نے اسکا جواب متعصبانہ
سماجت کے ساتھ دیا۔ پادشاہ کو علماء کی یہ تیرہ دلی اور بے آزرمی ناگوار خاطر
ہوئی اور اسکی نکتہ آرائی سے علم کی بزم نور آگین ہوئی۔ پادشاہ ہمیشہ ان راتون مین
دلآویز نکتے اور باتین کہتا۔ اس نے ایک رات کو یہ بیان کیا۔ زیادہ تر خرابی درون
ظاہر آرایون کی ہمزبانی سے میرے دل مین یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ صورت آرائی اور
صرف مسلمانی بغیر پذیرائی اندرونی کے فائدہ دیتی ہے اس سبب سے بہت سے برہمنون کو
بیم افزائی اور زور آوری سے اپنی بزرگون کے دین مین لایا تھا مگر اب باطنی حقیقت کھلی تو
علم کی روشنی مین یہ نظر آیا کہ آشوب گاہ اختلاف مین پندار کی تیرگی اور خودبینی کی تاریکی
تہ بر تہ چڑھی ہوئی ہین بغیر دلیل کی مشعل کے کوئی قدم نہ رکھنا چاہیئے اور وہی راہ روش
سودمند ہوتی ہے کہ خرد کی صوابدید سے اختیار کی جائے۔ پادشاہ کے خوف سے کلمہ شہادت
منہ سے پڑھنا اور ختنہ کرانا اور سر کو زمین پر رکھنا خدا جوئی نہین ہے۔

طاعت آن نیست کہ بر خاک نہی پیشانی + صدق پیش آر کہ اخلاص بہ پیشانی نیست +

اس بادیہ خطرناک کا اول قدم یہ ہے کہ اپنی ہمت عالی اور فطرت والا سے اپنے
نفس سے لڑے جو طرح طرح سے خودآرائی کرتا ہے اور اپنے خواہش و خشم کو
بزور علم سلطان خرد کا فرمان پذیر بنائے اور اپنے دل کو ناستودہ خویون سے خالی کرے
ممکن ہے کہ برہان کی روشنی پر وہ مغالطے سے باہر نکال لائے اور حق پرست بنائے
جب سے دینداری کی حقیقت مجھے معلوم ہوئی تو ہم مین اپنے آئین پیشین کی نکوہش

کرتا ہون - جہان کو سند با دبے تمیزی نے گھیر رکھا ہی مختلف مذہبون کے آئین بیان ہوتے ہین اور ان کی سنجیدگی بادشاہ کی محفل مین مذکور ہوتی ہی - بادشاہ کے نزدیک دورائی عامہ کی کچھ قدر نہین وہ ہر مذہب مین جو پسندیدہ بات ہی تحسین کرتا ہی اور بارہا اسنے فرمایا ہی کہ آدمی وہ ہی کہ انصاف کو اپنی راہ طلب کا پیش رو بناے اور ہر گروہ کی جو بات پسندیدہ خرد ہو اسکو اختیار کیجے - شائد اس سے وہ قفل جسکی کنجی گم ہو گئی ہے کھلجاے - اس تقریب مین ہندی نژادون کی حقیقت گزینی کی ستایش اوسنے اس فصاحت سے بیان

کی کہ وہ وفاداری کے لئے ان چار چیزون مال و جان و ناموس و دین کو دیدیتی ہین اور چار چیزون کے سوا دنیا مین کچھ اور نہین ہے - اس ملک کی عورتون کے ستی ہونے کی اس حالت مین بھی کہ اسکا زمانہ ناکامی سے گذرا ہو روشن بیانی سے گذارش کرکے عبرت افزا ہوا

نصاریٰ کے پادریون سے بادشاہ نے کہا کہ تمھارے دین مین عورت کا احترام مد نظر ہی اور سواے ایک بیوی کے دوسری بیوی کرنی روا نہین ہی اسلئے اگر وفاداری اور جان نثاری اس گروہ کی عورتون مین ہوتی تو چندان تعجب نہ تھا تعجب تو یہ ہے کہ برہمن اپنی مذہب کے موافق کتنی ایک بیویان کرتے ہین اور انمین بہت سی کم پروائی اور بیباکی اور قدرناشناسی سے خلوت سرائے مین ناکام رہتی ہین اور باوجود اس ہیچ زندگانی کے بھی وہ مشغلہ دوستی مین گرم اور یکتائی ہوتی ہین —

	بیت	

سوزند ہم ز عشق سیراب	ہمچون و فتیلہ خوردہ یک تاب

۲۰ شہریور ماہ ۹۸۷ھ کو ایک انجمن کار آگہون کی جمع ہوئی اور انمین یہ قرار پایا کہ بادشاہ امام وقت و مجتہد روزگار ہے پہلے علماء مین جو مختلفات ہین انکے باب مین جو بادشاہ فیصلہ کردے اسکو تسلیم کرنے مین سب لوگ خوشنودی ایزدی جانین

بادشاہ کو مجتہد ماننا -

ایک مختصر اس مضمون کا تیار ہوا مولانا عبداللہ سلطان پوری جسکا خطاب مخدوم الملک تھا
و شیخ عبدالنبی صدر نے کہ شیخ الاسلام تھا و غازی خان بدخشی و حکیم الملک اور اور بڑے
دانشمند ولّا نے اسپر مہر کی۔ بادشاہ نے سنا تھا کہ ائمۂ ہدیٰ اور خلفاء راشدین منبر
پر بیٹھکر خطبہ پڑھا کرتے تھے اور اس عبادت کو کسی اور کے سپرد نہین کرتے تھے اسلیئے وہ منبر
پر چڑھا اور اسنے وہی اشعار فیضی کے جنکا بیان اوپر کیا ہے پڑھے۔

قدیم سے یہ رسم چلی آتی ہے کہ ہمیشہ حق جو خدا کے بندون کی نسبت نادان
بیہودہ باتین بنایا کرتے ہین اور اپنے خزف ریزون کو بیش قیمت جواہر جانتے
ہین اور اپنے سنگ سیہ کو شب چراغ روشنائی اور گیتی نمائے خداگانی جانتے
ہین۔ بادشاہ کی نسبت بھی دانا نادانون نے باتین بنانی شروع کین ہر طرف
ایک شورش ہوئی اور بدگوئی کی انجمنین جمع ہوئین۔ کسی طائفہ نے یہ کہا کہ بادشاہ
خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اسکا سبب یہ تھا کہ بعض آدمی بادشاہ کی یک جہتی مین
ایسے پیش قدم تھے کہ نصیری کے مشرب ہین اور حسین منصور کے ذوق مین آنکر بادشاہ کو
مظہر حق جانتے تھے بادشاہ کا مذہب صلح کل تھا اسلیئے اسنے ان آشفتہ عقلون
کو سزا نہ دی۔ ایک گروہ یہ کہتا تھا کہ بادشاہ خدا کی پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے
اسکا سبب یہ تھا کہ بادشاہ دین دنیا کے نئے نئے آئین ایجاد کرتا تھا اور پہلے
لوگون کی باتون پر اعتراض کرتا تھا اور انہون نے بادشاہ کو دیکھا تھا کہ برخلاف
آئین کے اسنے خطبہ پڑھا۔ بادشاہ ان سب باتون کا تماشا دیکھتا۔ اپنی فراخ
حوصلگی سے کچھ انکے گزند کے درپے نہوتا اور بار بار یہ کہتا کہ سبحان اللہ ان
نادانون کے دل مین یہ بات کیونکر آئی ہے کہ مین ایک امکانی حدوث
آمودہ درماندہ طبائع الوہیت کا دعویٰ کرون وہ گروہ کہ ہادیان آفاق
سے ہوا اور اسنے اپنے اعجاز کی شگرف کاری دکھا کر نبوت کا اظہار کیا ہو
اور اسے ایک زمانہ گذر گیا ہو اور کئی دور ہو چکے ہون کہ اس معنی نے پرورش

پائی ہوا اور وہ اب بھی افزون ہوتا جاتا ہو تو میرے دل مین کب یہ خیال کھٹکتا ہی
کہ مین امین ہون۔ صورت پرست ظاہر نگاہون کو معلوم نہین یہ خیال کیون سر آمیہ
کرتا ہے۔ ملامت کشی وطنز پروری صافی دلون کو فروغ دیتی ہے وہ ان
تیرہ رایون کی سرزنش نہین کرتے ایک طائفہ کو یہ خیال تھا کہ بادشاہ دین احمدی
کو ناستودہ جانتا ہے اور اسکا سبب یہ تھا کہ بادشاہ اپنی فراخ مشربی کے
سبب سے اور عموم مہر افزائی کی جہت سے اور ظل الٰہی ہونے کی وجہ سے گروہا گروہ
آدمیون سے دوستی رکھتا تھا۔ خصوصاً ہر کیش کے دانش اندیشون کو اور ہر دین و
مذہب کے ریاضت اندوزون سے ہمیشہ مطالب دینی و مقاصد حقیقی کے دلیلین پوچھتا تھا
مگر انکی بیدانشی اور کم پژوہی سے جواب پسندیدہ کافی کبھی نہ پایا خصوصاً اس زمانہ مین کہ
نصاری کے فیلسوف بادشاہ کی محافل مین آگئے اور سفسطون کی داروگیر اور دانش گذاری کا
زمانہ آیا۔ وہ دو ہان آگہی کے بدنام کرنے والے کہ حیلہ سازی سے باوجود علم نہ ہونے
کے اپنے تئین دانشمند جتلاتے ہین شورش برپا کرنے لگے اور دادگری کے روز بازار ہونے
سے اور تمیز کے ہنگامہ کے گرم ہونے سے خجلت زدہ ہوکر نادانی کے جیب مین سر چھپانے
لگے اور خلوت کدون مین اپنے دمسازون سے کہنے لگے کہ ہمکو دین کا غم کھائے جاتا ہے
اور بادشاہ وقت جانبداری کے سبب سے ہمارے جواب کو نہین سنتا غرض بادشاہ پر
انھون نے یہ تہمت جھوٹی تھوپی انھون نے اسپر کچھ خیال نہین کیا کہ وہ خاندان نبوت کا
احترام اور بزرگداشت ایسی کرتا ہے کہ پہلے کسی بادشاہ نے کمتر کی ہوگی۔ بادشاہ
کی توجہ سے بہت سادات سعادت اندوز مراتب عالی اور مناصب والا پر سربلند
ہوئے ہین اور ہمیشہ انکی آرزوئین بر آتی رہتی ہین اور بادشاہ نے منع کردیا ہی کہ اس خاندان
مین سے کوئی اسکے قدمون پر سر نہ رکھے اور اسکے آستانہ پر ناصیہ فرسا نہ ہوا ایک طائفہ
نے بیجا کج بینی اور بدنیتی سے بادشاہ کو کہدیا کہ تشیع سے دل اسکا آلودہ ہوا ہی
اور سادہ لوح سینون کو انھون نے بہکا دیا اسکا سبب یہ تھا کہ بادشاہ دونو فریقون

دلائل بھی محافل میں سنتا اور ان دلائل میں سے جسکو راجح دیکھتا اُسے قبول کرتا۔

بہا لنے کہ باشد محبت قوی	+	زنا فرخی باشد ارشن نہی +

پادشاہ کے دربار میں ایرانیوں کے اعتبار پانے سے یہ بدگمانی شیعہ ہونے کی اور زیادہ ہوگئی مگر اسکے ساتھ وہ تعصب کے ...... سبب سے یہ نہیں خیال کرتے تھے کہ تورانیوں نے بھی بزرگی پائی ہو ایک گروہ پادشاہ پر برہمن کیش ہونے کی تہمت رکھتا تھا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ پادشاہ اپنے فراخی حوصلہ کے سبب سے دانشمند برہمنوں کو اپنے قریب جگہ دیتا اور طوائف ہنود کا درجہ مصلحت ملکی کے لئے اور افزونی حقیقت کے واسطے بڑھایا اور تمدن کی شائستگی کے واسطے انسے گرم خوئی کرکے ملاطفت کرتا ان شبہات کے تین سبب تھے اول پادشاہ کی افزونی شناسائی کی وجہ سے اسکی بارگاہ میں ملل و نحل کے دانشوروں کا مجمع تھا اس وجہ سے کہ ہر آئین کے ساتھ چند شائستگیاں ہوتی ہیں پادشاہ انسے بہرہ یاب ہوتا تھا اور انصاف گزینی کی کثرت کے سبب سے وہ کسی طائفہ کے ہجو کرنے سے دوسرے طائفہ کی نکوئی پر پردہ نہیں ڈالنے دیتا تھا۔ دوم پادشاہ کی پیشگاہ میں صلح کل کے ہنگامہ نے رونق پائی تھی اور گروہا گروہ مردم مختلف الحال کا مروائی صورت و معنی ہوتے تھے۔ سوم زمانہ کے تباہ سرشت کج گرا فرومایہ پادشاہ خیر سگالی و حق پسندی سے تھوڑے عرصہ میں نادانی سے شرمسار ہوکر اپنی بیدانشی کے زمانہ کی چارہ گری کے لئے تکاپو کرنے لگے اور بہت شکنجہ ناکامی میں گرفتار ہوکر اپنے کیفر کردار کو پہنچے۔

ہم نے اکبر کا مذہبی خیال کوئی چھوڑا نہیں بلکہ بعض خیالات کو مکرر تکلیف سے بیانوں میں لکھا ہے انکو عبدالقادر بدایونی کی منتخب التاریخ اور ابو الفضل کی تصنیفات سے بالترتیب نقل کیا ہے اور اور کتابوں سے بھی اخذ کیا ہے۔

اکبر نے ۱۰۱۴ میں وفات پائی اور ملا عبدالقادر کی تاریخ ۱۰۰۴ کے حالات پر ختم ہوئی۔ ابو الفضل نے ۱۰۱۱ میں وفات پائی اور اکبر کے مرنے سے پہلے اسکی آئین اکبری اور اکبر نامہ ختم ہوگئے پس اکبر کے مذہبی خیالات کے تغیرات کا ذکر آخر دس برس میں

کسی مورخ نے نہین لکھا۔

شہنشاہ اکبر کے خیالات مذہبی ہمیشہ بدلتے رہتے تھے معلوم نہین کہ اس آخر دس سال مین ان مین کیا تغیر و تبدل ہوا۔ جہانگیر کی توزک جہانگیری کا ترجمہ انگریزی زبان مین میجر پرائس صاحب نے کیا ہے۔ ترجمہ مین یہ فقرہ لکھا ہی کہ شہنشاہ نے سب سے بڑے مولوی کے ہاتھ پر توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر جنتی مسلمانون کی طرح وہ اس دنیا سے رخصت ہوا۔ مگر اس مضمون کا کوئی فقرہ اس توزک جہانگیری مین موجود نہین ہی۔ جو سر ڈاکٹر سید احمد خان بہادر نے ۱۲۸۱ھ مین چھپوایا ہے اگر ایسا ہر دل عزیز تھا کہ عوام کو اس طرح مرنے کا یقین تھا جو اسلام کہ اسکے زمانہ مین مروج تھا اُس نے اُس زمانہ مین ترک کیا تھا کہ اسکی عقل مین قوت اور سلامتی و صحت تھی اگر اسنے پیرانہ سالی مین پھر اپنے ایام طفلی کی اسلام پر مراجعت کی ہو تو اس مین تعجب نہین ہے اکثر مصلحان دین کی نسبت یہ بات کہی گئی ہی اور بعض اوقات وہ صحیح ہوئی ہے جب عقل مین بسبب کہن سالی کے ضعف آجاتا ہے تو وہ پھر اپنی ابتدائی حالت پر عود کرتی ہی اور ایام طفلی مین جو دل پر نقش جمے ہوئے تھے وہ پھر اپنا رنگ جما کے تازہ ہو جاتے ہین اس لئے اکبر کے مرنے کا حال جو اسکے بیٹے جہانگیر نے تحریر کیا ہے غالبًا وہ صحیح ہوگا عبدالقادر بدایونی کی تحریر سے یہ استنباط ہوتا ہے کہ اوّل شہنشاہ اپنے تئین ان تمام حقوق کا مستحق سمجھتا جو بادشاہ کے خدا کی طرف سے مقرر ہین بعد ازان مجتہد بنا پھر پیغمبری کا دعوی کیا اور پھر خدا بنا ہے۔ ابوالفضل کی تحریر جو اوپر نقل کی ہے اس سے ثابت ہوتا ہی کہ اکبر نے نہ کبھی خدا ہونے کا دعوی کیا نہ پیغمبر ہونے کا۔ دونو باتون کے باطل ہونے کو خود اکبر کی زبانی بیان کیا ہے۔ وہ مجتہد اس معنی کر اپنے تئین جانتا تھا کہ مسلمان قرآن کے الفاظ کی غلط بیانی سُنکر غلط کام کرتے ہین مجکو خدا نے اسکے صحیح معانی سمجھانے کے لئے مقرر کیا ہے۔

بادشاہ کی طبیعت حق جو تھی وہ ہمیشہ حق کی تلاش کے سوالات کیا کرتا تھا۔ مگر کبھی اسکو

جواب باصواب نہ ملا کہ وہ حق کو ایسا پاتا کہ اوسکے دل کی تشفی و تسلی ہوتی گو اسکا دل حق پژوہ ہے مگر وہ ایسا قوی نتھا کہ اس کو ہم اُن اعلیٰ درجہ کے حق پژوہون مین شمار کرین جنھون نے دنیا مین اپنی حق یابی سے حق پرستی کا ہزارون دلون مین نقش جما دیا۔

سب کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے پادشاہ علماء متعصب آئین کے فتوون کے موافق مخالفان مذہب اسلام کو ایذا و ضرر پہنچاتے تھے اور اسکو ہزارون اجر و ثواب کا منتج جانتے تھے بیگانون سے ان جہالت کیشون کے فتوون سے اخذ و جزیہ و اموال و عیال و اطفال ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اعظم عبادات رب الارباب مین سے شمار ہوتی تھی مگر فی الحقیقت وہ اطاعت نفس و ہوا پرستی تھی ۔ اس پادشاہ نے کہ طریقہ معاش و معاد مین عقل خداداد رکھتا تھا صلح کل کا باب طرح ڈالا اور طوائف انام و طبقات خلائق کو یکسان شمار کیا اور اسنے کہا کہ خالق جہان آرا نے مختلف المشارب متنوع المذاہب پر اپنا در فیض کھولا ہے اسکا لطف عام سب پر شامل ہے پس پادشاہ پر کہ ایزد متعال کا سایہ ہی واجب و لازم ہی کہ وہ تخالف و تنازع دینی منظور نظر نہ رکھے اور خدا کے بندون کو ایک نظر سے دیکھے اور اپنی عنایت کے پرتو کو آفتاب کے نور کی طرح نیک و بد پر یکسان چمکائے اور ہندو مسلمان و گبر و ترسا اور مذہبون سے صلح کل اختیار کرے اور کسی دین و مذہب مین تعرض نہ کرے ۔ وہ اپنے قدیم دستور کے موافق پرستش کرین

+ در حیرتم کہ دشمنی کفر و دین چراست + از یک چراغ کعبہ و بتخانہ روشن است +

ملانون اور درباریون نے جو مذہب کا مقابلہ کیا اسمین اکبر ہی غالب آیا مگر اس کا مذہب جمع عام الناس مین نہ پھیلا چند حکیمانہ طبیعت والون اور لالچی ملانون اور خوشامدی درباریون کے سوا مذہب الٰہی کسی نے نہین اختیار کیا اکبر نے نہ خود اپنے مذہب پھیلانے کی سعی کی اور نہ اسکی اشاعت مین وہ اپنے اختیارات کو کام مین لایا نہ کسی کو مذہب اختیار کرنے پر مجبور کیا ۔ یہ مذہب الٰہی اسکا اتنا بھی نہ چلا کہ

جیسا کہ کبیر پنتھیوں کا تھا چلا یا بعض اور فقیر دن کا طریقہ جاری رہا اکبر کے مرنے سے ہی
دین الٰہی بھی مرگیا۔ اسکے مذہب مین کوئی نئی بات نہ تھی فقط اسکا اصل اصول
صلح کل اور توحید الٰہی تھی اور وہ بقول عرفی یہ چاہتا تھا ؎

جہان با نیک و بد عرفی بسر کن کز پس مردن ۔ مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزانند

افسوس ہے کہ یہ مذہب ہندوستان مین شائع نہ ہوا اگر وہ رواج پاتا تو اہل ہند کے
سر پر تہذیب کا تاج لگ جاتا۔

ابو الفضل نے جو عیسائیون اور مسلمانون کا مباحثہ لکھا ہے وہ اور مسلمان مورخون
اور خود پرتگیزی مورخون کے خلاف لکھا ہے۔

گبن ایک مشہور نامور بے نظیر مورخ سلطنت روم کی تنزل کی تاریخ کا گذرا ہے۔ وہ
کچھ عیسائی مذہب کا ادب نہین کرتا تھا۔ ہمیشہ وہ اسلام کے مقابل مین عیسائی مذہب
کی توہین اس طرح کرتا جس طرح ابو الفضل مذہب اسلام کی توقیر اور مذہبون کے
مقابل نہین کرتا۔ اب ہم اکبر کے مذہب کی نسبت جو پرتگیزون نے اپنی تاریخون
مین لکھا ہے اور اکثر اسکی نقل انگریزی تاریخون مین ہوتی ہے اسکو لکھتے ہین۔

اکبر کی سلطنت مین مغلون کے دربار مین ایک فرنگستانی مشن مذہبی آیا۔ اگرچہ اکبر
خود کسی خاص مذہب کا پابند نہ تھا مگر اسکو دلی شوق تھا کہ وہ دنیا کے انسانون کے
مختلف مذاہب کی تحقیق کرے اور انکی طرز عبادت اور اعتقادیات سے واقف ہو۔
جب اس نے سنا کہ زمین کے ایک بعید فاصلہ سے نئی طرح کی آدمی آگئے ہین اور انکا مذہب
ہندوستان کے کل مذہبون سے نرالا ہے تو اسنے انکے بلانے کا اور انسے بحث کرنے
کا ارادہ کیا۔ اس نے ایک خط گوا مین پرتگیزون کو لکھا کہ وہ اپنی مشنریون کو مع اپنی
شریعت کے کتابون و انجیل کے یہان بھیجدین۔ یہ انکا اطمینان کردیا کہ انکی بڑی
خاطر کی جائیگی۔ اس زمانہ مین مغلون کے نام سے خوف کے مارے اہل فرنگ کے
بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے تھے۔ مگر جو خدا پرست اس کام کے واسطے

منتخب کیے گئے۔ اونہون نے اس خوف کا کچھ خیال نہ کیا اور بعد ہر فکر یہ فیصلہ کیا
کہ ایسے کام کے لیے جسمین نتائج اعظم کی امید ہو خوف کے اندیشہ سے انکار کرنا
نہین چاہیئے ۳ نومبر ۱۵۷۹ء مین ۱۷ کو گوا سے ۔ مون سورٹ ان رلیجی کو پس سوشتہ
روانہ ہوے جب مشنری سورت مین آئے تو اونکے ساتھ پادشاہی سوار ساتھ ہوے۔
اول وہ دریاے تاپتی سے اوترے۔ پھر دریاے نربدا سے پھر ماندو مین وہ گئے۔
جسکی پندرہ میل مین کھنڈرات دیکھنے سے یہ خیال انکو پیدا ہوا کہ دنیا کے بڑے شہرون
مین سے یہ ہوگا پھر وہ اجین کے بڑے شہر مین آئے راہ مین انہون نے بنیون کے توہمات
کو دیکھا کہ نہ وہ کسی جانور کو مارتے ہین اور نہ کسی زندہ کو مردہ ہوتے ہوئے دیکھتے
ہین وہ اپنے ضعیف اور علیل بھائی بندونکی تیمارداری مین غفلت کرتے ہین مگر پرندون اور
حیوانون کے واسطے انہون نے بڑے بڑے دار الشفا تیار کیے ہین۔ ایک پرتگیزی
کپتان نے روپیہ مارنے کی یہ ترکیب نکالی کہ وہ بہت سے کتون کو جمع کر لیتا۔ اور
بنیون سے کہتا کہ اگر انکے چھٹانے کے واسطے روپیہ نہ دوگے تو مین انہین مار ڈالونگا
ہر شہر مین انہون نے مختلف قد و قامت کے جتھون کے مینار دیکھے جو عورتون کے ستی
ہونے کی جگہ پر بنائے گئے تھے۔ مشنریون کی صورت شکل لباس وضع پر کبھی لوگ
مسخر کرتے تھے اور کبھی بے تحاشا قہقہے لگاتے تھے مگر مغلون کی حراست کے سبب سے
کوئی انکو ستا نہین سکتا تھا۔ بہت سے گنگا کے جاتری انکو بالکل بھارا کئے ہوئے
راستے مین ملتے تھے۔ ۱۹ فروری کو یہ مشنری فتحپور سیکری مین جہان پادشاہ رہتا تھا
آئے انکا استقبال سوارون اور شتر سوارون اور سانڈنی سوارون نے کیا
فوراً وہ شہنشاہ اکبر کے روبرو پیش ہوئے وہ کہتے ہین اکبر کا رنگ و چہرہ اہل فرنگ کا سا
تھا اسکے بشرہ سے فرہنگ و فراست برستی تھی عمر اسکی پچاس برس کی ہوگی اس نے
انکی تعظیم و تکریم کی اور اجناس و نقد انکو پیش کیا تو انہون نے لینے سے انکار کیا جس
سے اسکے دل مین انکا ایک نیک خیال پیدا ہوا۔ جب پادریون نے حضرت عیسی کی تصویر

صلیب پر چڑھی ہوئی پیش کی تو اوسنے اپنا بے تعصب ہونا اس طرح ظاہر کیا کہ
اسکی تعظیم و تکریم اپنے مذہب اور عیسائیون کے مذہب کے موافق کی اسکے آگے سر جھکایا
گھٹنون ٹیکا سجدہ کیا اور جب حضرت مریم کی تصویر جو زر و زیور سے آراستہ تھی
پیش کی تو بادشاہ کی آنکھین چکا چوند ہوگئین وہ اسکو وہ کہنے لگا کہ یہ ملکہ آسمان
کی کیا اچھی شبیہ ہے پھر انجیل چار زبانون مین پادریون نے پیش کی تو بادشاہ نے اسے
چوما اور سر پر رکھا۔ پھر بادشاہ نے مشنریون سے درخواست کی کہ وہ علماء اسلام
سے مباحثہ کرین اسکو انہون نے قبول کیا اور وہ اس بات کو بڑی خوشی سے قبول
کرتے ہین کہ انکو اپنی دلائل مین کامل فتحیابی ہوئی مگر اسکے ساتھ اونکو مجبوری یہ کہنا پڑتا ہے
انکی دلائل نے انکے کور دل مخالفون پر کوئی اپنا اثر نہین کیا۔ شہنشاہ نے انسے ایسی باتین
بنائین کہ جنسے انکو یہ امید نہ ہوئی کہ وہ عیسائی ہو جائیگا۔ مدتین گذر گئین کہ اس نے
پادریون کے ساتھ خوش خلقی کا برتاو رکھا مگر انکو بہانے بتاتا رہا۔ کبھی عیسائی ہونے پر
ثابت قدم نہ رکھا۔ آخر کو بادشاہ کے درباریون مین سے ایک نے ان مشنریون کو سمجھایا
کہ انکو بادشاہ کے عیسائی ہونے کی توقع عبث ہے۔ بادشاہ تو فقط اس سے خوش ہوتا
ہے کہ اسکے دربار مین مختلف خصلت اور ولایت کے آدمی جمع ہون خاص کر وہ لوگ
قدیمی اور نرالے ہون اسکو انکے مذہب اختیار کرنے کا خیال ذرا بھی دلمین نہین ہے بے شک
بہت سے حالات جو انہون نے بیان کئے ہین انسے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ شہنشاہ فقط
انسے اپنا دل بہلاتا تھا گو مسخرا نہ بناتا ہو۔ شہنشاہ نے اُن سے کہا کہ مسلمانون کا بڑا
عالم یہ چاہتا ہے کہ وہ ہاتھ مین قرآن لیکر جلتی بھٹی مین جائے اور اسے بغیر گزند اٹھائے
اپنے مذہب کی راستی اور بزرگ محمد کی ثابت کرے آپ کو بھی چاہیے کہ اس طرح اپنی
بائبل کی راستی کا ثبوت دین۔ یہ پادری جو خرق عادات و کرامات کے قائل تھے
وہ اس سوال سے نہایت متحیر و دق ہوئے پادریون نے یہ کہا کہ ہم نے متوا تر
مجلسون مین اپنے دلائل کی راستی کو ثابت کیا اسکے بعد ہم اپنے تئین ایسے . . .

عقل کے خلاف اور مضر امتحان میں ڈالنا نہیں چاہتی پھر ایک دفعہ اور یہی قصہ پیش ہوا اور شہنشاہ نے کہا کہ پہلے مسلمانوں کا مُلا آگ میں کودیگا بشرطیکہ اسکے بعد آگ میں ایک پادری اپنے جانے کا وعدہ کرے اور اُس نے یہ بھی اشارہ کیا کہ وہ فقط یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ پادری جو بہادرانہ دعوی کرتے ہیں وہ اس طرح انکو کیونکر ثابت کرتے ہیں پادریوں نے بہت سوچ سمجھ کر عاقلانہ اپنا عزم بتصمیم کیا کہ وہ اپنے ایمان و عقائد مذہبی کو اس مشتبہ امتحان میں نہ لائیں - جب شہنشاہ مایوس ہوا کہ یہ تماشا آگ اور انجیل اور قرآن کا دیکھنے میں نہیں آئیگا اور نیز پادریوں کی باتوں کے سننے کا شوق بھی کم ہو گیا تو اس نے پادریوں سے ملنا بہت کم کر دیا کابل اور بنگال کے فسادوں کے سبب سے بھی ان پادریوں کو وہ بالکل بھول گیا پادریوں نے بھی اپنی اقامت کو یہاں بیفائدہ جانا وہ سنہ ۱۵۸۳ع میں الٹے گوا کو چلے گئے -

سنہ ۱۵۹۱ع میں بادشاہ نے پھر دوسری دفعہ مشن کی درخواست کی اس مشن پر بھی وہی واقعات گذرے جو پہلے مشن پر گذرے تھے ابتدا میں خوب آؤ بھگت ہوئی پھر آخر میں اسکی پوچھ گچھ نہ ہوئی وہ بہت دنوں یہاں نہیں ٹھیرے چار برس بعد پھر شہنشاہ نے انکو خط لکھکر بلایا اور اسمیں بہت وعدے کئے اور کلمات شفقت آیات لکھے تیسری دفعہ گورنمنٹ مشن کو بھیجا کہ پیروی سرور کرنے میں دریغ نہیں کریگی اس وقت شہنشاہ لاہور میں تہا - لاہور جانے میں مشن کو دریاؤں سے کھنبایت جانا اور بڑا صحرائی جنگل طے کرنا پڑا کھنبایت کے قریب مشن نے بیس ہزار آدمیوں کو دیکھا کہ وہ گنگا کا اشنان کرنے جاتے ہیں جنکی عقیدت کی اور متین وضع سے پادریوں کی دلوں میں انکی نیکی کا خیال پیدا کیا ۲۲۰ لیگ کا سفر خشکی میں طے کر کے وہ احمدآباد اور پٹن پہنچے اور وہاں سے دس لیگ طے کر کے لاہور میں آئے اس شہر کو وہ دلکشا اور جان افزا بتاتے ہیں - دریا میں ایک جزیرہ تھا جسمیں وہ شہنشاہ کے روبرو گئے وہاں انکا استقبال اچھی طرح ہوا حضرت مریم کی تصویر جو نہایت خوبی سے آراستہ

کی گئی تھی اور پہلی تصویر سے وہ زیادہ خوبصورت تھی بادشاہ کو نذر کی گئی انکی
بادشاہ نے بہت تعریف کی مشنریون کو بادشاہ کے عیسائی ہونے کی امید قوی
اس سبب سے ہوئی کہ اونہون نے دیکھا کہ اوسکو اپنے مذہب اسلام کی پاسداری ذرا نہین
ہے جب روپئے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ مسجدون مین سے روپیہ لوٹ لیتا ہے (یہ
محض غلط لکھا ہے اسلئے کہ مسلمانون کی مسجدون مین کوئی خزانہ نہین رہتا) مگر اسکے ساتھ
انکو یہ مایوسی ہوئی کہ انہون نے بادشاہ کو دیکھا کہ وہ آفتاب پرستی بڑی شفقت سے
کرتا ہے اور حماقت سے اپنی ذات مین ایک قسم کی الوہیت جانتا ہے وہ ہر صبح کو
جھروکہ مین بیٹھتا ہے اور گروہا گروہ آدمی اسکے آگے سجدہ کرتے ہین بیمار بچونپر
وہ دم کرتا ہے مشنری مشرقی تعظیم سے ناواقف تھے اسلئے انہون نے
غلطی کی کہ ... اس تعظیم کو عبادت جانا شہنشاہ اسوقت دکن کی مہم پر جاتا
تھا وہ اسکے لشکر کے ساتھ کچھ دور گوا کی طرف گئے الفنسٹن صاحب اپنی تاریخ ہند مین
اکبر کے مذہب کا حال خلاصہ یہ لکھتے ہین کہ اسکے مذہب مین خالص توحید تھی انسان
کی ضعیف خلقت کے سبب سے اسنے اس توحید پر چند رسوم ظاہری کے اضافہ کی
بھی اجازت دی تھی وہ حامی اسکا تھا کہ ہم پر لازم ہے کہ خدا کی عبادت اس
علم کے موافق کرین جو ہمکو اپنی عقل سے حاصل ہوا ہو عقل سے خدا کی وحدانیت
اور رحمت کافی طور سے خوب ثابت ہوتی ہے خدا کی بندگی اور عاقبت کی
مسرت کی تلاش اس طرح کرنی چاہیئے کہ آدمی اپنی نفسانی خواہشون کو مارے اور
ایسے کام کرے کہ جس سے انسان کا بھلا ہو اور ہمکو کوئی عقیدہ یا عمل و رسم
وہ اختیار کرنی نہین چاہیئے جو کسی آدمی نے بنائے اور بتائے ہون کیونکہ اسمین
بھی ہماری طرح سہو و غلطی و خطا بھول چوک کی قابلیت ہوتی ہے اگر یہ امر قطعی
ضروری سمجھا جائے کہ ظاہری پرستش کے واسطے ایسی علامتین اور نشانیان مقرر
کی جائین جو انسان کے دل کو خدا کی طرف لے جائین تو اسکے نزدیک علامتین

آفتاب اور ستارون اور آگ مین موجود تھین۔ اکبر کے مذہب مین کوئی مرشد و پیر نہ تھا
عام عبادات کا طریقہ کوئی نہ تھا۔ کھانے پینے کی قید کچھ نہ تھی مگر پرہیز کرنا ایسا
ضرور تھا کہ جس سے روح کو سربلندی حاصل ہو اسکا دستور تھا کہ آفتاب کو سلام بہت کیا
کرتا تھا۔ صبح اور آدھی رات کو عبادت کیا کرتا تھا اور دوپہر کو سورج کی طرف دھیان
گیان کرتا تھا۔ پادشاہ یہ عبادت اپنی رعیت کے تعصب کے سبب سے کیا کرتا تھا اسکو
خود اس پر کسی اثر کا اعتقاد نہین تھا ابوالفضل نے جو بارش کے لئے دعا کے باب مین لکھا ہے
وہ ہمنے اوپر نقل کیا اکبر حق رسوم کا مقید تھا اور وہ اورون کو بھی انکے پابند ہونے
کی اجازت دیتا تھا یہ امر مشتبہ ہے کہ انکو وہ اپنے خیال مین مستحکم جگہ دیتا ہو۔ اکبر بالطبع
زاہد عابد تھا۔ باوصف فلسفی اور عقل و حکمت پر چلنے کے وہ بہ نسبت اس مذہب کے جو اسکی
عقل نے قائم کیا تھا زیادہ تر ایسے توہمات مین مبتلا تھا جنکو وہ جانتا تھا کہ ان کے
سبب سے خدا سے قربت ہوگی۔ اسی وجہ سے پادریون نے جو حضرت عیسیٰ اور
جناب مریم کی تصاویر پیش کین انکی پرستش کی۔

امرائے دربار اکبری

اس شہنشاہ کی تاریخ کے ساتھ ضرور ہی کہ ہم ان امراء والا کے گروہ پر شکوہ بلند پایہ
ہنرمند شناسا کا ذکر کرین جو اسکے دربار مین جمع ہوئے تھے۔ یہ بیان ایسی ستایش گری
نہ ہو جو لوگون کو گران معلوم ہو اور یہ بھی نہ ہو کہ انکی خوبیان دکھائی جائین اور
برائیان چھپائی جائین اگرچہ ان دونو باتون کے بیان کرنے پر جرأت کرنے کو
یہان کے لوگ شرم و حیا کے خلاف خیال کرتے ہین مگر مین اسکو ایسا نہین سمجھتا جو جیسا ہی
ویسا بیان کرتا ہون۔ ہم ان امراء کا بیان بہ ترتیب مناصب اول بیان کرتے ہین
مگر انکا حال جو پہلے مہمات ملکی مین بیان ہو چکا ہے وہ فروگذاشت اسلئے کیا گیا کہ
ایک بات کو مکرر لکھنا تحصیل حاصل ہے۔ دہ ہزاری

(۱) شاہزادہ سلیم۔ جو سلطان اکبر کا بیٹا سب سے بڑا تھا اسکی سلطنت کے بیان مین ہمنے جدا کتاب لکھی ہے۔

ہشت ہزاری

(۲) شاہزادہ سلطان مراد فرزند دوم شہنشاہ اکبر جسکا بیان پہلے اس اقبال نامہ مین لکھا گیا

ہفت ہزاری

(۳) شاہزادہ سلطان دانیال فرزند سوم اسکا حال بھی اقبال نامہ اکبری مین لکھا ہے

پنج ہزاری

(۴) سلطان خسرو۔ جو شہنشاہ جہانگیر کا بڑا بیٹا تھا اسکا حال جہانگیر نامہ مین لکھا ہے۔

(۵) میرزا سلیمان بن خان مرزا بن سلطان محمود بن ابوسعید۔ (۶) میرزا ابراہیم پسر مرزا سلیمان

ان دونوں کا حال جہانتک بدخشان مین اچھی طرح بیان ہوا۔ (۷) شاہرخ پسر ابراہیم۔

شہنشاہ اکبر نے سنہ ۱۰۰۱ء مین مرزا شاہرخ سے اپنی بیٹی شکر النساء بیگم کا نکاح کیا اور

اسکو مالوہ کا حاکم مقرر کیا۔ مالوہ اور دکن مین جو جو کام اسنے کیئے وہ اقبالنامہ مین ہمنے

بیان کیئے ہین۔ اکبر کے آخر عہد مین اسکو منصب ہفت ہزاری کا عنایت ہوا اور وہ

جہانگیر کے عہد مین بھی قائم رہا۔ سنہ ۱۰۱۶ء مین اجین مین اسکا انتقال ہوا اور شہر کے باہر دفن ہوا

کابلی بیگم کہ مرزا محمد حکیم کی دختر تھی اور اسکی زوجہ تھی وہ ... نعش کو لیکر حجاز روانہ ہوئی۔ کہ مدینہ منورہ مین

دفن کرے مگر بدوؤن نے اسے لوٹ لیا نعش کو مکاری کی جماعت کو سپرد کرکے مدینہ

بھیجا اور خود بصرہ مین آئی اور وہان سے شیراز گئی۔ الہوردی خان حاکم فارس نے اسکا

اعزاز و احترام کیا اور اصفہان بھیجا سنہ ۱۰۲۲ء مین شاہ عباس ماضی والئے ایران نے

اسکا نکاح مرزا سلیمان علی محول اپنے چچا سے کردیا لیکن ان دونو میان بیوی مین سلوک

نہ ہوا۔ جہانگیر اپنی توزک مین لکھتا ہے کہ اگرچہ دنیا مین کوئی بے حقیقت زیادہ بدبختی

سے نہین ہوتا مگر مرزا شاہرخ بدبختی سے نہین معلوم ہوتا تیس سال سے ہندوستان مین

ہے مگر اصلا ہندی زبان نہین جانتا۔

اسکی رحلت کے وقت چھہ بیٹے اسکے تھے (۱) حسن حسین دو بیٹے توام تھے خسرو کے ہمراہ حسن بھاگا تھا کہ دوسرے روز جہانگیر نے دستگیر کرکے قید کیا (۲) مرزا سلطان اسکو جہانگیر بہت عزیز رکھتا تھا اسے اپنی بیٹی بیاہنی چاہتا تھا کہ محل کے لوگون نے عرض کیا کہ اسکے گھر مین ہویان اسکی بہت ہین جب اس سے پوچھا تو اسنے بادشاہ کے قدم کی قسم کھا کے انکار کیا خواجہ سرا ... اسکے گھر مین جا کر اسکی ہویون کو لے آئے۔ جب سے وہ پایۂ اعتبار سے گر گیا۔ غازی پور مین اسکے جاگیر مقرر ہوئی اور وہین مر گیا (۳) مرزا بدیع الزمان معروف مرزا فتحو ہی وہ جہانگیر کے عہد مین بخشی دکن ہوا۔ بعد ازان مین گجرات مین جاگیر پائی وہ مشت استخوان شرارت اور فتنہ سے بھرا ہوا تھا۔ یہان تک بھائیون کو تنگ کیا کہ اسکو پٹن مین انہون نے قتل کر ڈالا اسکی مان بادشاہ کی حضور مین فریاد لے کر آئی مگر جو خون کے مدعی ہونے کا حق تھا وہ نہ ادا کر سکی۔ اسکے بھائی کچھ دنون محبوس رہے (۴) مرزا مغل کے گھر مین داراب خان کے بیٹی تھی اور بسواڑہ مین پرگنہ سمکار جاگیر مین رکھا تھا (۵) مرزا محمد زمان بدخشان مین جاگیر رکھتا تھا وزبکیہ کی شورش مین اسکا روزگار ختم ہوا۔ مدتون تک جعلی محمد زمان اوباشون کی دستاویز شورش تھی (۶) مرزا شجاع کو شاہ جہان کے زمانہ مین بڑا اعزاز حاصل ہوا اور اسنے نجابت خان کا لقب اسکو دیا۔ جہانگیر اپنی توزک مین لکھتا ہے کہ مرزا شاہرخ کے چار بیٹے اور تین لڑکیان جو میرے باپ پر ظاہر نہین کئی گئی تھے میرے پاس آئے مین نے لڑکونکو اپنی بندہائے معتبر کے حوالہ کیا اور لڑکیون کو محل کے خدمہ کے سپرد کیا کہ ان کی محافظت مین قیام و اقدام کرین۔

(۸) مرزا مظفر حسین پسر سلطان حسین ولد بہرام مرزا ابن شاہ اسمٰعیل صفوی ۹۶۵ھ مین شاہ طہماسپ صفوی کے تصرف مین قلعہ قندھار آیا اسنے قندھار اور زمین داور و گرمسیر کو آب ہیرمند تک اپنی بھتیجے سلطان حسین مرزا کو دیا۔ بیس برس تک وہ اپنے چچا کے سایۂ عاطفت مین رہا اور ۹۸۴ھ مین شاہ اسمٰعیل ثانی ایران کا بادشاہ ہو گیا تو سلطان حسین کی طرف سے وہ متوہم اور وسوسہ ناک تھا وہ بھی اعمام کے قتل کو مرکوز خاطر رکھتا تھا مگر قوہ سے فعل مین

پہونچایا - سلطان حسین کا انتقال ہوا تو وہ ان ہی رشتہ دارون کی جان ستانی کے درپے ہوا
سلطان حسین کے پانچ بیٹے تھے ایمین سے محمد حسین مرزا ایران گیا تھا مقتول ہوا - باقی چار بھائیون
کی جان لینے کے واسطے شاہ قلی سلطان کہ حاکم قندھار مقرر ہوا تھا مامور ہوا اُسنے بداغ بیگ کو
ان بیگناہون کی جان لینے کے لیئے بھیجا - صبح کو اسنے انکی جان لی ہوتی کہ ناگاہ بادشاہ
ایران کے مرنے کی خبر آئی جسنے ان کی جان بچائی جب سلطان خدابندہ ایران کا بادشاہ
ہوا تو اسنے مظفر حسین مرزا کو جو سب بھائیون مین بڑا تھا قندھار کی حکومت دی اور زمین
داور کنارہ ہیرمند تک اس کے دوسرے بھائی رستم مرزا کو تفویض کی اور باقی دو بھائیون ابو سعید مرزا
اور سنجر مرزا کو اسکے ساتھ کیا اور حمزہ بیگ ذوالقدر عرف ہور حمزہ کو کہ سلطان حسین کا وکیل تھا
ان مرزاون کے ساتھ کیا حمزہ بیگ نے ایسا استیلا پایا کہ مرزایون کی حکومت براے نام
تھی مظفر حسین مرزا نے تنگ ہو کر حمزہ بیگ کا قصد کیا چند دفعہ صلح و جنگ کے بعد مظفر حسین نے وکیل
حمزہ بیگ کو محمد بیگ کی اعانت سے مار ڈالا - - - - - - - - - محمد بیگ کو
مرزا نے وکالت کا امیدوار کیا تھا اس سبب سے مرزا رستم نے قندھار پر حملہ کرنے کا قصد کیا
مگر مظفر حسین مرزا کی کومک اسکے خسر ملک محمود سیستانی نے کی اسلیئے رستم سے کچھ کام نہو سکا اور
زمین داور کو چلا گیا - مظفر حسین مرزا متلون مزاج تھا - محمد بیگ بھی آزردہ خاطر ہو کر
سیستان کو چلا گیا - ملک محمود سے لڑکر شکست پائی - ملک محمود نے یہ آدمیت کی کہ مرزا
کو گھر مین اوتارا اور اسکے سبب سے محمد بیگ نے عذر خواہی کرکے مرزا کو قندھار مین طلب کیا
مرزا نے فرصت پاکر محمد بیگ کو مار ڈالا اور خود مستقل حاکم قندھار ہو گیا -
خراسان کے امرا اور بالخصوص دین محمد سلطان اور باقی سلطان خواہرزادہ
عبداللہ خان والی توران نے کہ خراسان کی تسخیر کے لئے مامور تھے انہون نے مکرر قندھار
کی حدود مین افواج بھیجی اور مرزا سے آویزشین کین اوزبک کی سپاہ کو شکست دی
لیکن اسکے نہب و غارت سے کبھی امن نہ ہوا اسان اوزبکون کی لڑائیون مین چونکہ اکثر امرا
و عمدہ قزلباش مارے گئے تھے شاہ ایران نے کمک و اعانت کے وعدے کیئے مگر

مگر کبھی انکو پورا نہ کیا کہ دفعتہً ہندوستان کی فوج کی امداد کی خبر گرم ہوئی
تو لوگ سراسیمہ ہوئے۔ رستم مرزا ہندوستان مین گیا تھا اور اسکو صوبہ ملتان تفویض
ہوا تھا اس سے اور ہراس ہوا اسلئے مرزا نے ہند کا قصد کیا ہرچند عبد اللہ خان نے
استمالت نامہ لکھا کہ ایرانیون اور تورانیون کی عداوت قدیم سے چلی آتی تہے
لیکن اس وقت تم ہم سے کچھ نہ ڈرو اور زنہار اپنا ملک موروثی چغتائیون کو نہ دو
مرزا نے اسکو آلودہ بہ مجمول کیا اس زمانہ مین مظفر حسین کے باپ کا ایک نوکر قدیمی
قرابیگ جو ہندوستان کو بھاگ گیا تھا اور اکبر نے اسکو فراش بیگی مقرر کیا تھا وہ
قندھار مین آیا اور دولتخواہی کے پردہ مین اسنے مظفر کی ماں اور اسکے بڑے بیٹے کو
اسپر راضی کر لیا کہ عنقریب قندھار کا الحاق ہندوستان سے ہو جاے۔
شہنشاہ اکبر نے شاہ بیگخان ارغون حاکم بنگش کو لکھا کہ ایلغار کرکے قلعہ قندھار
پر متصرف ہو اور مرزا کو یہاں بھیجدے جب شاہ بیگ قندھار مین داخل ہوا تو
مرزا لشکر آراستہ کرکے باہر آیا مگر مرزا اپنی اس حرکت سے پشیمان ہوا اور شاہ بیگ
کو کہلا بھجوایا کہ آپ باہر آنکر میرے مہمان ایکدن ہو جیئے مجھے مواجہہ مین کچھ باتین کہنی
ہین غرض اسکی یہ تھی کہ قلعہ مین چھپ کر عذر خواہی کرے۔ شاہ بیگ ایک مرد
کہنہ اور کاردان سپاہی تھا بھلا وہ اس کام کو کہ آسانی سے ہو سکتا تھا کیسے
دشواری مین ڈالتا اس نے یہ عذر کیا کہ نیک ساعت مین داخل ہوا ہون اسلئے باہر آنا
مناسب نہین جانتا جو کچھ آپ کو کہنا ہو مراسلات کے ذریعہ سے لکھئے ناچار سنہ
مین مرزا مع چار بیٹون بہرام مرزا - مرزا حیدر - القاس مرزا طہماس مرزا - ہزار قزلباش
کے ساتھ شہنشاہ اکبر کی خدمت مین آیا اس نے فرزند کا خطاب اور پنج ہزاری منصب
پایا اور اقطاع سنبل کہ قندھار سے کہین بڑی تھی اسکو ملی لیکن زمانہ کے مزاج سے مرزا
کم آشنا تھا اور معاملہ نافہم تھا اسنے اپنے کام مین سہل انگاری اور بے پروائی اسپر
کرکے آزمند ستمگرون کو اپنا کام سپرد کیا رعایا بار بار اور کچھ سوداگر دادخواہ ہوئے

مرزا کو پند کی گئی مگر سود مند نہ ہوئی ہوا آخر کار وہ اور بھی سے ایسا تنگ دل ہوا کہ حجاز کی
رخصت مانگی وہ قبول ہوئی پھر کچھ دنون بعد پشیمان ہوا شہنشاہ نے پھر اسکا اقطاع
و منصب بحال کر دیا پھر سنہ ۱۲ الٰہی مین مرزا کے آدمیون کی ظلم کی شکایت ہوئی کہ وہ ہو
ہوا اور نقدی اسکی مقرر ہوئی۔ مرزا حجاز روانہ ہوا مگر اول ہی منزل سے واپس چلا آیا شہنشاہ
کی ملازمت کی مگر پھر اسنے اسکی خبر کچھ نہ لی پایۂ اعتبار سے وہ ساقط ہوا اور ہر روز
زیادہ خفیف ہوتا جاتا تھا مرزا ہندوستان کی کسی چیز سے خوش نہ ہوتا تھا سادہ
لوحی سے کبھی ایران کا ارادہ کرتا تھا کبھی حجاز کا۔ روحانی غصہ و رنج کے سبب سے امراض
جسمانی مین گرفتار ہوا۔ سنہ ۱۰۰۸ مین انتقال کیا۔ جہانگیر سنہ ۵ جلوس مین اسکی لڑکی سے شاہزادہ
سلطان خرم مخاطب بشاہجہان سے نکاح ہوا۔ قندہاری محل وہ مشہور ہوئی
سنہ ۱۰۲۰ مین نواب پرہیز بانو بیگم اسسے پیدا ہوئی اسکے بیٹون مین سے بہرام مرزا
اور حیدر مرزا اور اسمعیل مرزا ہندوستان مین آئے اور حیدر مرزا شاہجہان کے عہد
مین بلند مرتبہ پر پہنچا اور سنہ ۱۰۴۱ مین مر گیا اور بہرام مرزا کا بھی درجہ بلند ہوا۔

(۹) مرزا رستم صفوی۔ مظفر حسین قندہاری کا بھائی عمر مین چھوٹا مگر عقل و
فہم مین بڑا تھا۔ پہلے لکھ چکے ہین کہ سلطان محمد خدابندہ دارائے ایران نے قندہار
مظفر حسین کو اور زمین داور رستم مرزا کو تفویض کی تھی جسمین اسکے بھائی ابوسعید مرزا
و سنجر مرزا بھی شریک تھے مگر یہ ملک ایسا حقیر تھا کہ مرزا کی اور اسکے بھائیون کی معاش کو
وفا نہین کرتا تھا اسلئے اس نے ملک محمود حاکم سیستان پر حملہ کیا کہ اسکے ملک کو اپنے ملک پر اضافہ
کرے اول مظفر حسین نے اسکی مدد کی مگر اسنے آویزہ و ستیز کے بعد ملک محمود کی لڑکی سے
نکاح کیا اور اسکا طرفدار ہو گیا اس سبب سے دونو بھائیون مین رنجش و کلفت ہو گئی۔ مرزا
رستم نے حمزہ بیگ للہ (محافظ) کی اعانت سے قندہار پر لشکر کشی کی مگر کچھ فائدہ
نہ ہوا۔ اندنون خراسان پر اوزبک حملہ کر رہے تھے مرزا نے فراہ کو جا کر فتح کیا اور کئی
دفعہ اوزبکون سے لڑکر لوائے مردانگی اور شجاعت بلند کیا پھر اسنے سیستان کی فتح کا

ارادہ کیا اور اس دیار پر ایلغار کرکے چڑھ آیا۔ ملک محمود نے بعد تحصن اور لوازم قلعداری کے
مرزا سے ملاقات کی اور مراسم خدمت بجا لایا مگر مرزا کوتہ خردون کے بہکانے سے
ایسا عالم مستی مین مغرور ہوا کہ ملک محمود کو محبوس کیا۔ گو اسکے بیٹے جلال الدین نے ایک جمعیت
کو فراہم کرکے لڑنے کا قصد کیا اسنے مرزا ملک محمود کو مار ڈالا مگر جلال الدین کا مقابلہ نہ
کر سکا اسلیئے داور کو بھاگ کر آیا دشمن نے اوسکا تعاقب کیا اور مرزا کو شکست دی جس سے
خلق کی نظرون مین اسکی وقعت کچھ نہ رہی بڑا بھائی اسکا منتظر فرصت تھا اسنے غلبہ کرکے
زمین داور کو لے لیا رستم مرزا نے تیزی کرکے قلات کو لے لیا ایک دن وہ شکار کو گیا تھا کہ
لوگون نے چاہا کہ قلات پر قابض ہون۔ مرزا کی مان نے قلعہ داری کی لیکن کسی نمکحرام
نے اس ضعیفہ کی طرف ایک بندوق چھوڑی جس سے وہ مر گئی۔ اگرچہ مرزا نے بہت آدمیون
سے انتقام لیا اور انکو مار ڈالا مگر اسنے اوضاع زمانہ کو حسب دلخواہ نہ دیکھا تو سنہ
مین ہندوستان مین وہ مع اپنے بھائی سنجر مرزا اور چار بیٹون مراد شاہرخ حسن
ابراہیم کے آیا شہنشاہ اکبر نے اسکو پنجہزاری کا منصب عطا کیا اور اقطاع ملتان اور چبھیتا
کے بہت سے محلات تفویض کیے۔ جو قندھار سے کہین بڑے تھے بعد ازان علم و نقارہ بھی عنایت
ہوا۔ مرزا کے آدمیون نے ملتان مین داد و ستد کو اعتدال سے بڑھایا تو سنہ
مین چتوڑ کی جاگیر اسکے لئے مقرر کی گئی مرزا اس طرف جاتا تھا کہ کسی وجہ سے بادشاہ نے
اسے سرہند سے بلا لیا۔ راجہ باسو . . . اور شمالی کوہسار کے زمیندار سرکش ہوگئے
تھے اسلیئے سنہ الٰہی مین مرزا کی تیول مین پٹھان مقرر کرکے ان حدود مین بھیجا اور آصف خان
کو اسکی یاوری کے لئے ہمراہ کیا مگر ان دونون مین ناسازی ہوئی راجہ باسو نے مئو کو استوار
کرکے نخوت فروشی کی بادشاہ نے جگت سنگھ پور راجہ مان سنگھ کو وہان بھیجا اور
مرزا کو اپنے پاس بلا کر سنہ ۱۰۰۶ھ مین رایسین اور اسکے حوالی مین جاگیر مقرر کی اور وہان
بھیجدیا پھر اسنے مرزا دانیال کے ماتحت دکن مین خدمات کین سنہ ۱۰۲۱ مین جہانگیر نے
اوسکو ٹھٹھہ کا حاکم مقرر کیا مگر اس سبب سے کہ اوسنے ارغونیون کے ساتھ بدسلوکی کی وہ معزول

ہوا جہانگیر نے اسکی لڑکی سے شاہزادہ پرویز کا نکاح کیا منصب شش ہزاری عنایت کیا اور
اور الٰہ آباد کا صاحب صوبہ بنایا۔ جب شاہجہان نے بنگال اور بہار کو مسخر کیا ہے تو عبداللہ خان
قصبہ جھوسی مین الٰہ آباد کے مقابل گنگا کے دوسری طرف لشکر آرا ہوا۔ مرزا قلعہ مین متحصن
ہوا۔ عبداللہ خان پاس سامان خوب تھا توپ و تفنگ مارتا ہوا دریا سے گذر کر شہر مین آیا۔ ہر چند
رومی خان میر آتش شاہی وعدہ کرتا تھا کہ تھوڑی دیر مین قلعہ مفتوح ہوتا ہے مگر عبداللہ خان
کو ایسا بیجا اضطراب ہوا کہ وہ جھوسی مین چلا گیا لجیہ دن نہ گذرے تھے کہ بادشاہ
کی آمد آمد کا آوازہ بلند ہوا۔ مرزا محنت سے چھوٹا اور آسایش و آرام مین پڑا۔
اکیسوین سال مین بہار کی صوبہ داری پر متعین ہوا اور شاہجہان کی اول سال جلوس مین
حکومت بہار سے معزول ہو کر بادشاہ کی خدمت مین آیا بوڑھا بہت ہو گیا تھا
اور نقرس کا عارضہ تھا اسلیئے نوکری کی تکلیف سے معاف کیا گیا اور ایک لاکھ بیس ہزار
روپیہ سالانہ اسکا وظیفہ مقرر ہوا۔ فراغت سے آگرہ مین زندگی بسر کرتا تھا سنہ
جلوس مین شاہزادہ محمد شجاع کی شادی مرزا کی بیٹی سے ہوئی **مصرعہ** ۔
عہد بلقیس بسر منزل جمشید آمد ÷ تاریخ ہے۔ آگرہ مین ۷۲ برس کی عمر مین ۱۰۳۱ھ مین جہان
سے مرزا رخصت ہوا۔ کہتے ہین کہ جب مرزا مرنے کو ہوا تو آگرہ کے متصدیون نے چاہا
کہ ضبط اموال کرین تو مرزا نے اپنی عمدہ عمدہ لونڈیون کو لباس مردانہ پہنا کر تفنگ
ہاتھ مین دی اور آمادہ جنگ ہوا اور کہا کہ وہ ہمارے ساتھ اور امرا کی طرح سلوک
نہین کر سکتے۔ متصدیون نے احتیاطاً بادشاہ سے عرض کیا۔ بادشاہ نے سولے
ہاتھیون کے سب اسباب معاف کر دیا۔ مرزا مرد دنیا تھا۔ زمانہ کے مزاج سے
خوب آشنا تھا اپنے بڑے بھائی کی نسبت زیادہ ضابطہ دان تھا۔ شاعر تھا
فدائی تخلص تھا یہ رباعی اسکی ہے۔ **رباعی**

ہر چند دلم بساط ایمانی را ابر کوئی بنی قبلہ خود ساختہ ام	گہ باختہ ام نرد خدا دانی را بر طاق نہادہ ام مسلمانی را

(۱۰) بیرام خان خانخانان — ترکمان قراقویلو ترک کی اعاظم طوائف مین سے بہارلو ایک قبیلہ ہی اور علی شکر بیگ بہارلو تک تین واسطہ سے بیرام خان پہنچتا ہے جب قرا یوسف اور اسکے بیٹون قرا اسکندر و مرزا شاہ جہان کے سلسلہ دولت کا ارتفاع تھا تو عراق عرب و آذربائجان مین انکی سلطنت تھی اور علی شکر بیگ پاس ولایت ہمدان و دینور و کردستان اقطاع مین تھی ابتک یہ ولایت قلمرو علی شکر مشہور ہے

قراقویلو کے استیصال مین پادشاہ آق قویلو مصروف ہوا۔ اور حصار شادمان مین آیا تو سلطان محمود مرزا پاس علی شکر کا بیٹا پیر علی پندرہ روز مقیم رہا اور پھر فارس کو چلا گیا اور حاکم شیراز سے لڑا اور ہزیمت پائی اور انہین دنون سلطان حسین مرزا کے آدمیون کے ہاتھون سے قتل ہوا۔ بعد ازان اسکا بیٹا یار علی بیگ نے شاہ اسمٰعیل صفوی کے عہد مین عراق سے نکل کر بدخشان مین سکونت اختیار کی اور وہان سے امیر خسرو شاہ پاس قندز مین گیا اور بعد اس کی انقضاء دولت کے اپنے بیٹے سیف علی بیگ کے ساتھ بابر بادشاہ کا ملازم ہوا بدخشان مین سیف علی بیگ کے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام بیرم خان رکھا۔ باپ کے مرنے کے بعد وہ بلخ مین گیا اور یہان تحصیل علم کی اور سولہ برس کی عمر مین جنت آشیانی (ہمایون) کی خدمت مین آیا اور روز بروز اسپر عنایت زیادہ ہوتی گئی اور مصاحبت و امارت پر نوبت آ گئی۔ اسکا باقی سب حال تذکرہ نامہ ہمایون اور اقبال نامہ مین مفصل لکھا ہوا ہے۔ باقی یہ حال اور ہی۔

بیرام خان شعر مین بہت درست سلیقہ تھا اور قصائد غرا کہتا تھا۔ استادون کے اشعار مین دخل بیجا دیتا تھا ایسے اشعار جمع کئے جنمین دخل دیا تھا اور اس مجموعہ کا نام دخلیہ کھا بیرام خان جب قندھار مین تھا تو ہمایون نے اسکو یہ رباعی لکھی تھی۔

رباعی

ای آنکہ انیس خاطر محزونی | چون طبع لطیف خویشتن موزونی
بی یاد تو من نیم زمانی ہرگز | آیا تو بیاد من محزون چونی

بیرام خان لنے یہ جواب لکھا—

رُباعی

از ہرچہ ترا وصف کنم افزونی		اے آنکہ بذات سایۂ بیچونی	
چون می پرسی کہ در فراقم چونی		چون میدانی کہ بے تو چون میگذرد	

کہتے ہین کہ ایک رات اس سے بادشاہ مخاطب تھا کہ اسکو غفلت آگئی بادشاہ نے کہا کہ مین تجہہ سے باتین کرتا ہون تو وہ متنبہ ہو کر بولا کہ مین بھی حاضر ہون لیکن مین نے سُنا ہے کہ ملازمت سلاطین مین جسم کی اور درویشون کی خدمت مین دل کی اور علما کے آگے زبان کی پاسبانی کرنی چاہیئے مین اس فکر مین تھا کہ حضرت مین یہ تینون باتین جمع ہین مین کس کس کی نگہبانی کرون بادشاہ اس لطیفہ سے بہت خوش ہوا اور تحسین کی- طبقات اکبری مین لکھا ہے کہ بیرام خان کے پچیس ملازم پنجہزاری کے منصب پر پہنچے اور صاحب علم و نقارہ ہوئے جسسے معلوم ہوتا ہے کہ عمدہ آدمیون کے انتخاب کرنے مین اسکو کیسا ملکہ تھا سچ یہ ہی کہ بیرام خان فضل و کمال و صلاح و عقل و ہمت و کرم سے آراستہ تھا مدبر و شجاع و کاردان قوی دل تھا اس نے خاندان تیمور پر اپنے بڑے بڑے حق ثابت کئے تھے اس تخلل ایام مین کہ ابھی سلطنت کا انتظام نہین ہوا تھا کہ ہمایون مرگیا اور بادشاہزادہ خردسال ناتجربہ کار پاس سوائے پنجاب کے سارا ملک تصرف سے نکلکر افغانون کے پاس تھا اور دعوی سلطنت کے لئے ایک گروہ انا لاغیری کا لوا بلند کرتا تھا اور ہر گوشہ مین کنارہ مین واقعہ طلب مخالفت کا نقارہ بجارہے تھے اور امرا چغتائیہ کہ ہندوستان کی اقامت کا دل سے ارادہ نہین رکھتے تھے کابل جانے کے لئے مشورہ کرتے تھے مرزا سلیمان نے کابل مین اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا تھا بیرام خان ہی کی جگرداری اور ثبات پائی و حسن تدابیر و فکر صائب سے آیندہ نجو آمد سلطنت کو استقرار ہوا اکبر بادشاہ نے بھی طرح طرح کی دلجوئی و نوازش کے ساتھ کل مہمات اسکو تفویض کین اور قسمین کھا کر کہا کہ جو کچھ مناسب و صلاح کار ہو

عمل میں لائے اور مداہنت او نہ کسی کی مراعات منظور نہ رکھے اور کسی کی ملالت سے نہ ڈرے اور یہ مصرعہ پڑھا ع دوست کو دوست شود ہر دو جہان دشمن باش جب روز بروز اسکا تسلط اقتدار بڑھتا گیا حسد پیشہ ناتوان بینون کے دلون مین خار چبھتا گیا۔ جھوٹی سچی باتین لگا لگا کے بادشاہ کا دل اُس سے پھیر دیا۔ خانخانان بھی اپنے اقتدار اور استقلال مین دوسرے کو چشم اعتبار سے نہ دیکھتا تھا اسکی خودبینی نے اور حب جاہ نے روز بد دکھایا اور مہالک آفات مین پھنسایا سچ ہے حب الدنیا راس الخطا۔

(۱۱) منعم بیگ خانخانان۔ یہ حضرت آشیانی کے امراء دولت مین سے تھا اسکے باپ کا نام بیرام بیگ ہے وہ مجہول الحال۔ جب ہمایون بادشاہ کے پاس سے بھاگنے کا اور اکبر کے پاس سے بھی فرار ہونے کا حال اور مہمات ممالک شرقیہ مین اسکا ذکر مفصل بیان کیا گیا۔

(۱۲) تردی بیگ خان ترکستانی۔ وہ ہمایون کے قدیم خدمت گذارون مین تھا۔ ہمایون اور اکبر کی سلطنت مین جو اسنے کام کئے وہ سب بیان ہوئے

(۱۳) خان زمان علی قلی۔ اسکے باپ کا نام حیدر سلطان اوزبک شیبانی تھا۔ جام اور قزلباش مین جو لڑائی ہوئی تھی اسمین اسنے امارت کا درجہ پایا تھا۔ جب ہمایون بادشاہ نے عراق سے مراجعت کی ہے تو وہ مع اپنے دو بیٹون علی قلی اور بہادر کے اسکی ملازمت مین آیا تھا۔ قندھار کی تسخیر مین اسنے بہت سے کام کئے تھے جب بادشاہ کابل آیا تو راہ مین اسکے لشکر مین وبا آئی جسمین حیدر سلطان مرگیا علی قلی خان نے کابل مین اور ہندوستان کی فتح مین کارہای نمایان کئے۔

شگرف نامہ و اقبال نامہ مین اسکے کامون کا اور بغاوت کا اور مارے جانے کا حال مفصل لکھا ہے۔

خان زمان امرای پنجہزاری مین نامور اور صاحب شکوہ تھا ہمت وجود و سپاہگری و سرداری مین ممتاز تھا اگرچہ وہ اوزبک تھا مگر اس نے ایران مین نشو و نما پایا تھا اور اسکی مان ایرانی تھی اسلئے اسکا مذہب امامیہ تھا اور وہ ذرا

وہ ذرا التقیہ نہین کرتا تھا طبع اسکی موزون تھی اور سلطان تخلص کرتا تھا۔
زمانیا جہان ایسٹ انڈین ریلوے کا اسٹیشن ہی اس کا آباد کیا ہوا ہی

(۱۴) عبداللہ خان اوزبک - یہ ہمایون بادشاہ کے امرا مین سے تھا ہیمو کی شکست کے بعد اسکو شجاعت خان کا خطاب ملا اقبال نامہ مین مالوہ کی مہمات مین اسکا حال لکھا ہی۔

(۱۵) شمس الدین محمد اتگہ خان ---- اسکے باپ کا نام میر محمد غزنوی تھا - وہ ایک درویش منش دہقان تھا - غزنین مین بیس سال کی عمر مین اس نے خواب دیکھا کہ ماہ اس کی بغل مین آیا جسکی تعبیر صحیح ہوئی کہ دولت عظیم اسکو ہاتھ آئی کہ خاندان کی قسمت سے ہوئی اول وہ مرزا کامران کا نوکر ہوا - وہ قنوج کی لڑائی مین جو شیر شاہ اور ہمایون کے درمیان ہوئی موجود تھا جب ہمایون کو شکست عظیم ہوئی اور وہ ہاتھی پر سوار ہو کر دریا کے پار گیا - دریا کا کنارہ بلند تھا - بادشاہ چڑھ نہین سکتا تھا تو ایک سپاہی نے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر اوپر کھینچ لیا - جب بادشاہ نے اسکا نام پوچھا تو اسنے کہا کہ میرا نام شمس الدین ہی اور مولد میرا غزنین ہی اور مرزا کامران کا نوکر ہون جب وہ بادشاہ کی ملازمت مین لاہور پہنچا اور بادشاہ کی ہمراہ ہوا اور خدمت مذکور کے صلہ مین اسکی بیوی کو شہزادہ اکبر کی انگہ (دایہ) بنایا اور جی جی انگہ کا خطاب اسکو دیا - جب ہمایون ایران گیا تو شہزادہ اکبر کی خدمت مین شمس الدین رہا اور جب ہمایون کو سلطنت پھر ہاتھ آئی تو اسنے اسکو خطاب اتگہ خان کا دیا - جب ہمایون نے شہزادہ اکبر کو جاگیر مین سرکار حصار دی تو شمس الدین کو اس پاس بھیجا۔

جب اکبر تخت نشین ہوا تو اتگہ خان اور امرا کے ساتھ مریم مکانی اور بیگمون کو کابل سے لانے کے لئے مقرر ہوا - جب بادشاہ بیرام خان سے خفا ہوا تو اتگہ خان کو جو اپنی جاگیر بھیرہ و خوشاب مین تھا حکم بھیجا گیا کہ وہ لاہور کو اپنے بڑے بھائی میر محمد خان کو سپرد کرکے اسکے پاس حاضر ہو جب وہ آیا تو بیرام خان کا علم و نقارہ و تومان و توغ اس کو

مرحمت ہوا اور پنجاب کی حکومت اسکو تفویض ہوئی۔ اسی برس ادہم خان کو جالندھر
قریب اس سے پہلے کہ اکبر آئے شکست دی اور بادشاہ کی خدمت مین سرہند مین
آیا۔ بادشاہ نے اسکو اعظم خانی کا خطاب عطا کیا۔ منعم خان اور شہاب الدین نے ادہم خان
کو اکسا کر ۱۲ رمضان سنہ ۹۶۹ھ کو اسکے ہاتھ سے اتگہ خان کو قتل کروا دیا۔ بادشاہ نے
خان کے بیٹون اور بھائیون کی بہت تسلی اور تسکین کی اور انکے درجے بڑے بلند
کر دیئے۔ پنجہزاری سے لیکر صدی تک انکو منصب دئے اس خاندان کا ایک گروہ تھا
جسکو اتگہ خیل کہتے تھے اوسکی برابر کسی اور خاندان کے ارکان بلند درجہ نہین ہوئے

(۱۶) اتگہ خان کلان میر محمد شمس الدین محمد خان اتگہ کا بڑا بھائی ہے اسنے مرزا کامران اور
ہمایون بادشاہ کی بہت عمدہ خدمتین کی ہین اور دور اکبری مین اسکے کارہائے
نمایان کئے۔ وہ مدتون تک مملکت پنجاب مین صاحب صوبہ تھا اور اکثر اس صوبہ کی محالات
اتگہ خیل ہی کے پاس تھین کابل کے معاملات مین اسکا ذکر اقبال نامہ مین کیا گیا۔

پہلے عقلمندون نے بادشاہی کو باغبانی سے نسبت دی ہے جیسے باغبان
باغ کی آرایش کرتا ہے اور درختون کی پیرایش۔ انکو ایک جگہہ سے اکھیڑتا ہے
دوسری جگہہ لگاتا ہے اور انکا انبوہ ایک جگہ نہین ہونے دیتا بلکہ اعتدال انکو
شاداب رکھتا ہے اور بقدر صلاح انکے نشو و نما مین کوشش کرتا ہے اور بدسرشت
درختون کو جڑ پیڑ سے اکھیڑتا اور ناراست اغصان کو تراشتا ہے اور اشجار عظیمہ کی
تفریق کرتا ہے اور بعض کا بعض سے پیوند لگاتا ہے اور میوہائے گوناگون اور
گلہای رنگا رنگ سے متمتع کرتا ہے اور اسی طرح کے کام کرتا ہے جو علم فلاحت مین معروف
ہین ایسے ہی بادشاہان دوربین اپنے ملازمون کے احوال کی تہذیب و تادیب و
سیاست مین مراعات کرکے حکمت کے چراغ کو روشن کرتے ہین جس جگہہ ایک جماعت باہم
یکدل و یکزبان فراہم ہوتی ہے اور کثرت ہجوم و وفور ازدحام ہوتا ہے تو
اول انکے اصلاح احوال کے لئے اور دوم اہل ملک کی رفاہیت کے واسطے

اس اجتماع کو متفرق کرتا ہے کو اس کثرت سے کوئی امر ناملائم معلوم و مظنون نہ ہو اس تفرقہ کو سرمایہ جمعیت جانتے ہین اسلئے کہ دنیا بادہ مرد افگن ہے تنک مشربون کو وہ بدست کرتی ہے اسلئے ایمن نہین ہونا چاہیئے خصوصاً ایسے وقت مین کہ فتنہ اندوز و سخن ساز و تبہ کار بہت سے ہون اس سبب امرائے جلالہ منش اتگہ خیل کو کہ مدت سے پنجاب مین فراہم ہو رہی تھی اور ان حدود مین انتظام نہ تھی سنہ ۱۱ الہی مین معزول کرکے پادشاہ نے حضور مین بلایا وہ ۹۷۴ھ مین دار الخلافہ آگرہ مین آئے پادشاہ نے انمین سے ہر ایک کو جاگیر سیر حاصل ...... عنایت کی سرکار سنبل خان کلان کو مرحمت ہوئی اور حسین قلیخان پنجاب مین مقرر ہوا ۹۸۱ھ مین گجرات کے دوبارہ فتح کرنے کی لئے اکبر نے خان جہان کو بطور منقلا کے بھیجا سفر مین سروہی (اجمیر) مین اسکو ایک راجپوت نے بغیر کسی وجہ کے زخمی کیا مگر وہ پندرہ روز مین اچھا ہو گیا جب گجرات فتح ہو گیا تو وہ پٹن مین کہ نہروالہ مشہور ہے مرزبان مقرر ہوا ۹۸۳ھ مین اسکی روح نے بدن سے تعلق نہ رکھا بدایونی اسکے علم کی بہت تعریف کرتا ہے —

خان کلان صاحب کمال تھا ترکی و فارسی مین شعر کہتا تھا اسکا ایک دیوان مرتب ہے جسمین قصائد و غزلین ہین غزنوی تخلص کرتا تھا موسیقی مین بھی مہارت رکھتا تھا کسی وقت اوسکی مجلس فضلا اور شعرا سے خالی نہین ہوتی تھی رنگین سخنون اور دلنشین نغمون سے وہ اہل ذوق کا حلاوت بخش و طرب افزا تھا اسکا شعر ہے —

در جوانی حاصل عمرم بنادانی گذشت + انچہ باقی بود آنہم در پشیمانی گذشت

اسکا بیٹا فاضل خان ہزاری منصب رکھتا تھا جب مرزا کوکہ احمد نگر مین محصور ہوا ہے تو وہ مارا گیا اور اسکا دوسرا بیٹا فرخ خان تھا اسنے ۴۰ الہی مین پانصدی کا منصب پایا

(۲۶۱) مرزا اشرف الدین احراری ولد خواجہ معین — یہ مرزا بڑا عالی خاندان ہے اسکا باپ خواجہ معین بیٹا خاوند محمود کا تھا جو پسر دوم خواجہ کلان کا تھا۔ جسکا نام خواجہ خواجگان مشہور ہے اور خواجہ کلان بڑا بیٹا خواجہ نصیر الدین

عبید اللہ احرار کا تھا اس سبب سے شرف الدین حسین کو احراری کہتے ہین مرزا کا دادا خاوند محمود ہندوستان مین گیا تھا ہمایون نے اسکی بہت تعظیم و تکریم کی اسنے کابل مین وفات پائی۔

مرزا کا باپ خواجہ معین اپنی باپ کی جہالت مین کاشغر گیا اور عبد اللہ خان والی کاشغر کے ہان اعتبار پیدا کیا اور رود خانہ نشیب کا حاصل اسکو تفویض ہوا وہ علم معاش خوب جانتا تھا وہ بڑا متمول ہو گیا مگر اسکی طبیعت مین بخل و امساک غالب تھا۔ خواجہ معین کا نکاح کیچک بیگم دختر علاء الملک ترمذی سے ہوا تھا اور وہ فخر جہان بیگم صبیہ سلطان ابو سعید مرزا کے بطن سے پیدا ہوئی تھی اسلئے مرزا شرف الدین کے رگون مین خون تیموری بھی تھا۔ باپ سے مرزا کی بنتی نہ تھی اس لئے وہ اکبری خدمت مین آیا ماہم انگہ اور ادھم خان کی سعی سے تھوڑی مدت مین مرتبہ امارت اور منصب ہزاری پر اسکی ترقی ہو گئی اور اجمیر اور ناگور کا تیول دار ہو گیا اپنی شجاعت و کاردانی کی قوة سے اسنے ان اضلاع کے متمردون کو مٹایا۔ پادشاہ نے سنہ ۵ اکبری مین اپنی بہن بخشی بانو بیگم کا نکاح اس سے کیا۔ باقی اور حال اقبال نامہ مین لکھا گیا کہ کیا کیا ناشائستہ حرکتین اس نے کین۔

(۱۴۱) یوسف محمد خان کوکلتاش ۔ یہ خان اعظم اتگہ کا بڑا بیٹا ہے اور شہنشاہ اکبر کا کوکہ یا کوکلتاش ہے اس نے بارہ برس کی عمر مین اپنے باپ کے ساتھ بیرام خان کی خدمت مین لڑائیون مین کارہاے نمایان کئے تھے اسلئے اسکو خانی کا خطاب ملا جب اسکا باپ ادھم خان کے ہاتھ سے مارا گیا تو وہ مسلح ہو کر ادھم و ماہم انگہ سے انتقام لینا چاہتا تھا مگر سیاست شاہی نے اسکی تسلی کر دی باپ کے مرنے کے بعد اسپر اور اسکے بھائی عزیز محمد کوکلتاش پر پادشاہ نے عنایات خسروانی کی اور بزم و رزم مین اپنا مقرب بنایا۔ علی قلی خان زمان و بہادر خان و اسکندر خان کی فتنہ انگیزی مین پادشاہ نے اسکندر خان کی سرکوبی کے لئے لکھنؤ یوسف خان کو بھیجا اسنے پادشاہ کو

عنایت سے ہنجہزاری کا خطاب پایا۔ عین نوجوانی مین بادہ پیمائی کی کثرت سے بیمار ہوا سنہ ۹۹۳ھ مین فنا ہوگیا۔

انتباہ حکمائے آب انگور انسان کی تقویت مزاج کے لئے مناسب تجربے کر کے فوائد کثیر دیکھے اور اسکے استعمال کو جائز رکھا ہے لیکن اسکی مقدار اور تقدیر وقت کی ہے مگر مذہبون مین وہ مزیل عقل جو موجب مورث امراض کثیرہ قرار پائی ہے اسکے پینے کے لئے منع شدید و تہدید بلیغ کی گئی ہے اور بعد مصطفوی نے اسکی بہت نہ تھوڑی پینے کی اجازت

(۱۹) ادہم خان کوکہ۔ یہ چھوٹا بیٹا ماہم انگہ کا ہے اسکی ماں مشہور و معروف تھی مگر باپ اسکا مجہول تھا۔ غالباً وہ بادشاہی نطفہ سے پیدا ہوا تھا۔ ماہم انگہ اکبر کے ساتھ درستی اخلاص مین نسبت قوی رکھتی تھی آسایش گہوارہ سے آرایش تخت تک اسکی ملازمت مین ہمیشہ رہی۔ حرم مین وہ بہت با اعتبار تھی اسکا سب بیان اقبالنامہ مین

(۲۰) پیر محمد خان شروانی۔ اسکے باپ کا حال کچھ معلوم نہین وہ پنجہزاری امرا مین تھا پہلے وہ ملا تھا۔ قندھار مین بیرام خان کا ملازم ہوا۔ اسی کی بدولت مرتبہ امارت پر پہنچا اور اسی کی جانب سے وکالت پر مقرر ہوا۔

پیر محمد خان نے ایسی ثروت بہم پہنچائی کہ اسکے دسترخوان پر پانسو باب چینی جاتی تھیں تبختر و نخوت کے ساتھ کریم و سخی بھی تھا۔ کئی دفعہ اس نے ہر ایک دفعہ مین پانچ پانچ سو گھوڑے انعام مین دیدئے اسمین غرور سپاہ گری اور تعصب ملائی دو نو جمع تھے۔

(۲۱) خان اعظم مرزا عزیز کوکہ۔ یہ چھوٹا بیٹا شمس الدین انگہ کا ہے وہ شہنشاہ اکبر کا ہم عمر تھا اور اسکے ساتھ کھیلا تھا۔ بادشاہ اسپر بہت عنایت کرتا تھا۔ اسکی جی جی بیگم تھی جسکی خاطرداری بادشاہ اپنی سگی ماں سے بھی زیادہ کرتا تھا یہی سبب تھا کہ مرزا ہمیشہ بادشاہ کے ساتھ گستاخیان کرتا تھا اور وہ انپر کچھ خیال نہین کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ میرے اور عزیز کے درمیان جوے شیر ہے جس سے مین گذر نہین سکتا۔ سنہ ۹ ھ مین سلطان مراد نے اسکی بیٹی سے نکاح کیا۔

سنہ [illegible] میں اکبر نے مرزا کوکہ کو اپنے پاس بلایا کئی برس سے وہ اس سے ملا نہ تھا۔ مگر اسکو
پادشاہ کی مذہبی بدعتیں جیسی کہ پادشاہ کو سجدہ کرنا اور داڑھی منڈانا پسند نہ تھا اس لیے
پادشاہ پاس جانا ناگوار تھا جانے میں عذر کئے پادشاہ کو مذہب کی بابت صاف صاف
لکھا کہ عثمان و علی کی جگہہ تو فیضی و ابو الفضل کو آپنے مقرر کیا ہی شیخین کی جگہہ کسکو مقرر فرمائینگے
حاصل یہ ہی کہ الٰہی جہاز میں بیٹھ کر حجاز روانہ ہوا اس نے چھ چھوٹے بیٹے خرم و انور و
عبد اللہ و عبد اللطیف و میر تقی و عبد الغفور اور چھ بیٹیاں اور انکی مائین و سو ملازمین
ساتھ لیئے۔ پادشاہ کو اسکے جانے کا افسوس ہوا اسکے بڑے بیٹوں شمسی اور شادمان کو
منصب و جاگیر عنایت ہوئے شیخ عبد القادر بدایونی نے اسکے حج جانے کی یہ تاریخ کہی

بجائے راستان شد خان اعظم + ولے در زعم شاہنشاہ کج رفت +
چو پرسیدم بدل تاریخ این سال + بگفتا میرزا کوکہ بہ حج رفت ++

کہتے ہیں کہ اسنے حرمین میں بہت روپیہ صرف کیا۔ روضہ مبارک کا خرچ پنجاہ سالہ شریف
کے حوالہ کیا وہان حجرے خرید کر کے وقف کئے جب اسکو اپنے حال پر پادشاہ کی تازہ مہربانی
کا حال معلوم ہوا تو وہ ہندوستان کی طرف آیا اور بندر دیول مین اترا شروع سنہ [illegible]
پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اپنے منصب پر بحال ہوا اور صوبہ بہار کا تیول دار ہوا
سنہ [illegible] مین وکالت کا عہدہ ملا اور مہر پادشاہی عنایت ہوئی اور سنہ [illegible] مین
صوبہ ملتان جاگیر مین ملا سنہ [illegible] مین محاصرہ آسیر مین پادشاہ کے ساتھ تھا انہین
دنون مین مرزا کی والدہ کا انتقال ہوا جسکے تابوت کو پادشاہ نے اپنے کندھون
پر اوٹھایا اور سوگواری مین بھدرا کیا۔ سر و مونچھون کے بال منڈائے اگرچہ یہ کوشش
کی گئی کہ سوائے اسکے فرزندون کے کوئی اور بھدرا نہ کرے مگر بہت آدمیون نے
اپنا بھدرا کرایا۔

سلطان خسرو پسر کلان شاہزادہ سلیم نے کہ راجہ مان سنگہ کا ہمشیرزادہ تھا مرزا
کی بیٹی سے نکاح کیا۔ یہ سلطنت کے دو رکن رکین دولت خسرو ہی کے ارتفاع مین

بڑی کوشش کرتے تھے خصوصاً مرزا کوکہ کو ایسی محبت تھی کہ وہ کہتا تھا کہ مین اس سے خوش ہون کہ میری ایک کان
مین خسرو کی سلطنت کا مژدہ پہنچے اور دوسرے کان مین میری جان نکلجائے جب اکبر بیمار ہو کر مرنیکو ہوا
ہی تو انہون نے خسرو کے بادشاہ بنانے مین سعی کی مگر ناکامیاب ہے ابھی بادشاہ مین رمق جان باقی تھی کہ شیخ فرید بخاری
امیرون نے جہانگیر کو بلا کر شہنشاہ کر دیا۔ مان سنگہ نے آگرہ کے قلعہ سے خسرو کو لیکر بنگالہ چلے جانے کا قصد کیا مرزا عزیز نے بھی اسکے ساتھ
ارادہ کیا اور اپنے سارے کنبے کو راجہ پاس بھیجدیا اور خود بادشاہ کی تجہیز و تکفین مین مصروف ہوا خزانہ کا پہنچانا ضرور تھا
باربرداری موجود نہ تھی راجہ نے بھی عذر کیا ناچار مرزا تنہا قلعہ مین بادشاہ کی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوا۔
جب سال اول جہانگیری مین خسرو باپ سے بغاوت کر کے بھاگا تو یہ گمان تھا کہ مرزا کی اعانت سے ہوئی اسلیے یہ حرکت کی اس لیے مرزا معرض عتاب مین آیا
کہتے ہین کہ مرزا کفن پہنکر دربار مین جاتا تھا اور جانتا تھا کہ مین مارا جاؤنگا زبان اسکے
اختیار مین نہ تھی بیہودہ بکتا تھا امیر الامرا سے بیدھڑک گفتگو کرتا تھا بادشاہ دربار سے
اٹھا خلوت مین مشورہ کیا۔ امیر الامرا نے کہا کہ اسکے مارنے مین ذرا توقف نہین کرنا
چاہیے مہابت خان نے عرض کیا کہ مین مشورہ مین تو کچھ دخل دیتا نہین سپاہی ہون
شمشیر میرے پاس ہی اسکی کمر مین مارتا ہون اگر اسکے دو ٹکڑے نہ ہون تو میرے
ہاتھ کاٹ ڈالیے جب خانجہان لودی پر نوبت آئی تو اسنے کہا مجھے اسکے طالع پر حیرت
ہی کہ جہان حضرت کا نام شہرت رکھتا ہے وہان اسکا نام بھی مشہور ہے بظاہر
کوئی حرکت اسنے ایسی نہین کی کہ وہ واجب القتل ہو اگر وہ مارا جائیگا تو خلق یہ کہیگی کہ
بے گناہ مارا گیا اس سے بادشاہ کا غصہ کچھ فرو ہوا کہ سلیمہ بیگم والدہ بھی بادشاہ
نے پس پردہ فریاد کی کہ ای حضرت مرزا کوکہ کی شفاعت کے لیے سب بیگمین حاضر ہین
اگر آپ تشریف لائین تو بہتر ہی ورنہ ہم سب باہر آتے ہین —— ناچار بادشاہ
محل مین گیا انکے مبالغہ سے اسکی عفو تقصیر کی اور افیون معتاد مرزا نے نہین کھائی
تھی اپنے پاس سے دی اور اسکو اپنے گھر رخصت کیا انہین دنون مین ایک دن
خواجہ ابوالحسن تربتی نے مرزا کوکہ کا خط جو اسنے راجہ علیخان مرزبان خاندیس کو لکھا تھا

اور اس مین اکبر کی نسبت ایسے الفاظ لکھے تھے کہ کوئی نہین لکھتا اور راسیر کی فتح کے
بعد راجہ علیخان کے اسباب مین یہ خط خواجہ کے ہاتھ لگا تھا اور برسون سے اسکے
پاس تھا آخر کو اسکا ضبط نہ کر سکا جہانگیر کی نظر سے گذرانا - بادشاہ نے خان اعظم
کو دیا اسنے بے محابا پڑھنا شروع کیا - باریابان حضور نے ہر جانب سے اوسپر لعن
طعن کی - بادشاہ نے فرمایا کہ اب تک محبت جو میرے باپ کو تیرے ساتھ
تھی وہی مانع تھی کہ مین تیری سر کا بوجھ تیرے کندھون سے ہلکا نہین کرتا مین تجھے
جاگیر و منصب سے معزول کرکے نظر بند کرتا ہون - مگر پھر سنہ ۳ جلوس جہانگیری مین
گجرات کی صوبہ داری اوسکو دی گئی اسکا بڑا بیٹا جہانگیر قلی ملک کی حراست کے
واسطے نائب ہوا جب مہم دکن مین امرا کی بے اتفاقی سے کامیابی نہ ہوئی سنہ خان اعظم
دس ہزار سوارون کے ساتھ کمک کے لئے بھیجا اسنے برہان پور سے رانا کی مہم مین جانے
کی درخواست کی - اور کہا کہ اگر اس جنگ مین مارا جاؤنگا تو شہید ہونگا جب خواہش
اسکی مہم کا سارا سامان اسکے سپرد ہوا جب بر سر کار ہوا تو عرضداشت بھیجی کہ جب تک
بادشاہ خود نہین آئیگا یہ عقدہ دشوار حل نہ ہوگا اس لئے بادشاہ سنہ ۲۳ اجمیر مین آیا
اسکی التماس سے شاہزادہ شاہجہان رانا کی مہم مین مقرر ہوا مگر مدار کار اوسکی صواب دید پر
منحصر رہا - مگر اس شاہزادہ نے اسکے ساتھ ناپسندیدہ سلوک کئے کیونکہ اسکو خسرو کا طرفدار
جانتا تھا مہابت خان بھیجا گیا کہ اسکو اودی پور سے بادشاہ پاس لائے - سنہ مین وہ
آصفخان کے حوالہ ہوا کہ قلعہ گوالیار مین محبوس رکھے - مرزا کی زبانی نقل کرتے ہین کہ آصف خان
نے بادشاہ سے عرض کی مرزا میری مرنے کے لئے دعا مانگتا ہے اور اس دعا کے لئے
خلوت و ترک حیوانات و جماع مشروط ہے اور یہ سب باتین حبس مین موجود ہین اس لئے
حکم ہوا کہ مرزا کے لئے اطعمہ لذیذہ گوشت مرغ و دراج کے لگائے جایا کرین مصرعہ
عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ❊ مرزا کو بالکل اس دعا کی خبر نہ تھی - ایک سال کے
بعد وہ زندان سے پھر آزاد ہوا اور اسے نوشتہ کیا گیا حضور مین کوئی حرف

نا پرسیدہ نہ کہے۔ زبان اسکے اختیار مین نہ تھی۔ اس سبب سے جہانگیر نے کہا کہ بات کا
ضامن ہو۔ اسنے عرض کیا کہ مین باپ کی سب باتون کا ضامن ہوسکتا ہون مگر زبان
کا نہین ہوسکتا جب پادشاہ نے اسکا پنجہزاری منصب بحال کرنا چاہا تو اسنے شاہجہان
سے یہ نقل کی کہ جب عرش آشیانی (اکبر) نے خان اعظم کے منصب مین دوہزاری
کا اضافہ کیا شیخ فرید بخشی وراجہ رامداس کو اوسکے گھر بھیجا کہ مبارکباد دین۔ وہ حمام
مین تھا پہر پہر تک امرا اسکے دروازہ پر بیٹھے رہے بعد ازان وہ دیوانخانہ مین آیا اور
اسکو بلایا۔ انسے مبارکباد سنی اور بیٹھے بیٹھے سر پر ہاتھ رکھا اور انکو بغیر کسی مدارات کے
رخصت کیا۔ یہ بات مجھے یاد ہے مجھے شرم آتی ہے کہ مرزا کوکہ اپنی بحالی منصب کے لئے
کھڑا ہوکر تسلیم کرے اب باتمام اسکی نیابت مین آداب بجالاؤ۔ سنہ ۱۰۳۱ مین داور بخش پسر
خسرو گجرات کی صوبہ داری پر نامزد ہوا مرزا کوکہ اسکا اتالیق مقرر ہوا۔ احمدآباد مین
سنہ ۱۰۳۳ مین اجل طبعی اسکو آئی۔ جودت ذہن وسلاست بیان مین اسکو کمال تھا۔
تاریخ دانی مین مستثنیٰ تھا۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتا تھا۔ خط نستعلیق خوب لکھتا تھا۔ دعا نویسی مین
ید طولیٰ رکھتا تھا۔ عربی زبان نہین جانتا تھا۔ مصاحبت مین بےنظیر تھا۔ سخنہاے رنگین
کہتا تھا۔ اسکا قول تھا جبکوئی شخص کوئی بات کہتا ہے تو مین اسکو سچ جانتا ہون لیکن
جب وہ اسمین مبالغہ کرتا ہے تو مجھے شبہہ ہوتا ہے اور جب وہ سوگند کھاتا ہے تو اسکو دروغ
جانتا ہون۔ اسکے لطائف ظرائف مین سے یہ ایک ہے کہ دولتمند آدمی کو چار بیویان
کرنی لازم ہین ایک عراقی مصاحبت وہمزبانی کے لئے دوم خراسانی سامان خانہ کے
واسطے سوم ہندی زناشوئی کے واسطے چہارم ماوراءالنہری شلاق (تازیانہ زنی)
کے لئے کہ اورون کو عبرت ہو۔ مگر وہ خبث ونفاق ودرشت گوئی مین سب پر
سبقت لے گیا تھا۔ بہت مغلوب الغضب تھا۔ پادشاہ نے جو مذہب الٰہی بنایا تھا اسکو
لغو وبیہودہ جانتا تھا۔
خان اعظم کی اولاد بہت تھی (۱) سب مین بڑا بیٹا شمسی تھا جسکا حال اوپر بیان ہوا

اوسکو جہانگیر کے عہد مین جہانگیر قلی کا خطاب ملا (۲) مرزا شادمان اسکو شادخان کا خطاب ملا (۳) مرزا خورم - اسکو اکبر نے گجرات مین جوناگڈھ کا حاکم مقرر کیا تھا جہانگیر نے اوسکو کامل خان کا خطاب دیا اور وہ شاہزادہ خورم (شاہجہان) کے ساتھ دکن گیا (۴) مرزا عبد اللہ - اسکو جہانگیر نے سردار خان کا خطاب دیا وہ اپنے باپ کے ساتھ گوالیار مین مقید ہوا تھا - (۵) مرزا انور - اسکی شادی زین خان کوکہ کی بیٹی سے ہوئی (۶) ان سب کو منصب پنجہزاری سے لیکر دو ہزاری تک ملے -

مرزا عزیز کی ایک بہن کی شادی عبد الرحیم خانخانان سے ہوئی -

(۲۲) بہادر خان شیبانی - برادر خرد خان زمان - اصل نام اسکا محمد سعید ہے وہ پنجہزاری امرا مین سے ہے طبیعت موزون رکھتا تھا - شعر کہتا تھا - باقی حالات اسکے اقبالنامہ مین لکھے گئے -

(۲۳) راجہ بہاری مل پسر پرتھی راج کچھواہہ - بعض تاریخون مین راجہ بہارا مل لکھا ہے کچھواہہ کی قوم مین دو گروہ ہین - ایک راجاوت - دوسرا سیکھاوت (شیخاوت) یہ راجہ راجاوت تھا - صوبہ اجمیر کے مضاف مین ورمارواڑ کے جنوب مین انبیر اسکے باپ دادا بوم نشین تھے - گو مارواڑ کی برابر انبیر نہ تھا مگر اُس سے سیر حاصل زیادہ تھا -

بہاری مل ہی رجپوتون مین اول ہی جو اکبر کی خدمت مین آیا ہے - اسکا ذکر شگرف نامہ ور اقبالنامہ مین مذکور ہے -

اس سرزمین مین سب سے بڑا وہی تھا - قصبہ سانگانیر مین راجہ اپنے اکثر رشتہ دارون کے ساتھ پادشاہ کا بساط بوس ہوا - پادشاہ نے اسپر مہربانی کرکے اسکی قدر و شرافت کو بڑھایا - راجہ نے یہ چاہا کہ مین زمینداروں کے زمرہ سے نکل کر درگاہ پادشاہی کا مخصوص ہون اسلئے پادشاہ سے درخواست کی کہ اسکی بیٹی سے وہ بیاہ کرے - پادشاہ نے قبول کیا جب .... پادشاہ نے اجمیر سے مراجعت کی ہے تو سانبھر مین راجہ نے اپنی بیٹی کا ڈولا بھجوایا - منزل رتن مین راجہ اپنے بیٹے بھگونت داس

اور پوتے کنور مان سنگھ کے پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ پادشاہ نے ہندوستان کے تمام راجاؤن اور رایون سے راجہ کی اور اسکے فرزندون اور پوتون کی قدر و منزلت بڑھائی اور مراتب بزرگ اور مناصب ارجمند عنایت کیے راجہ کو پنج ہزاری کا منصب دیکر وطن کو رخصت کیا اور راجہ بھگوانداس اور کنور مان سنگھ پادشاہ کے ساتھ آگرہ گئے اور بہ تدریج مدارج اعلی پر سرافراز ہوے۔ راجہ بہاری مل نے آگرہ مین انتقال کیا۔ کہتے ہین کہ سنہ ۹۶۷ھ مین دھولا رائے پسر سوڑا نے انبیر کو آباد کیا تھا۔ بہاری مل اسکی اٹھاہین پیڑھی مین تھا۔

(۲۴) خانجہان حسین قلیخان یا بیگ پسر ولی بیگ ذو القدر۔ یہ بیرام خان کا بھانجا ہے اسکا باپ ولی بیگ ذو القدر تھا کہ بیرام خان کے زمانہ مین سب امرا پر اعتبار مین تفوق و برتری رکھتا تھا۔ خانجہان کے سارے کام اقبالنامہ مین تحریر ہین۔

(۲۵) سعید خان چغتیہ بن یعقوب بیگ بن ابراہیم جابوق۔ مدتون سے اسکے باپ دادا خاندان تیمور کے نامور ملازمون مین چلے آتے ہین اسکا دادا ابراہیم بیگ جابوق امراے ہمایون مین سے تھا جسنے بنگالہ کی یورش مین ناموری حاصل کی جونپور کے قریب اسکے بیٹے یوسف بیگ پر جلال خان (سلیم شاہ) نے حملہ کیا اور مار ڈالا اسکا دوسرا بیٹا یعقوب بیگ جو سعید خان کا باپ تھا۔ ہمایون کے نامور امیرون مین تھا۔ طبقات اکبری مین لکھا ہے کہ ہمایون کے عہد مین جہانگیر قلی بیگ جو حاکم بنگال تھا اسکا بھائی تھا۔

عہد اکبری مین سعید کی ترقی عظیم ہوئی وہ دولت و اعتبار و سرداری اور نام آوری مین اپنے باپ دادا سے بڑھ گیا۔ مدتون تک ملتان کا حاکم رہا سنہ ۲۲ الٰہی مین جو شاہزادہ سلطان دانیال کا اتالیق مقرر ہوا۔ جب پنجاب کے باشندون نے شاہ قلی کی شکایتین متواتر کین وہ اسکی جگہ صوبہ دار پنجاب مین مقرر ہوا پھر راجہ بھگوانداس اسکی جگہ مقرر ہوا اور اسکو سرکار سنبھل تیول مین دی سنہ ۳۰ الٰہی مین پادشاہ نے

اسکو اپنے پاس بلایا اور منصب سہ ہزاری عنایت کیا پھر وہ خواجگی پور مین مرزا کوکہ کی جگہہ مقرر ہوا۔ ۳۲ سنہ الہی مین جب بنگال مین وزیر خان مر گیا تو سعید خان بنگالہ کا صوبہ دار مقرر ہوا اور اس عہدہ پر وہ ۴۹ سنہ الہی تک قائم رہا اسکی ترقی پنجہزاری منصب ہوئی پھر مان سنگہ اسکی جگہہ مقرر ہوا اور وہ درگاہ شاہی مین آیا اور سال آیندہ پھر بہار کا صوبہ دار مقرر ہوا ۴۱ سنہ الہی مین ۱۰۰۵ھ مین مرزا غازی نے اپنے باپ جانی بیگ کے مرنے کے بعد خود سری اختیار کی تو بادشاہ نے جاگیر مین ملتان و بھکر تنخواہ مین دی اسنے یہان کے باغیون کو مطیع کیا۔

جب جہانگیر بادشاہ ہوا تو اسکو پنجاب کی حکومت دی یہ مچلکہ لیکر دی گئی کہ اگر اسکے خواجہ سرا ظلم کرین تو اسکا سر کاٹ لیا جاے مگر موت نے اسکو اپنے اس عہدہ پر پہنچنے نہین دیا۔ سرہند کے باغ مین دفن کر دیا۔

کہتے ہین اسنے اپنی ساری مہمات کا اختیار چتر بھوج کو حوالہ کیا تھا۔ خود خواجہ سراؤن پر شیفتہ تھا بارہ سو خواجہ سرا خوش چہرہ اور مقطع اسنے جمع کیے تھے انمین سب سے زیادہ برگزیدہ تھے وہ چار چار سو خواجہ سراؤن کو زیب و زینت و تحررات کو چوکی دیتے تھے اسکے بھولے پن کی حکایت لکھی ہے کہ جب وہ ملتان مین آیا تھا اسکے خزانہ مین سونا غیر مسکوک و مظروف بہت تھا نوکرون نے عرض کیا کہ بنگالہ کی زمین مین سیلابی تھی اسلئے سونے کا وزن بڑھ گیا تھا۔ ملتان مین آفتاب مین کمال حرارت ہے اسکا وزن دس سیر کم ہو گیا ہے سعید خان نے کہا کہ بہت کم تفاوت ہوا ہمکو اس سے زیادہ کا گمان تھا۔ عہد اکبری مین یہ خیال نہین ہو سکتا کہ اسکے امرا مین جو بتدریج مراتب اعلی پر پہنچے ہون ایسے احمق ہون۔ شاید اسنے اپنی امارت کے سبب سے اغماض کیا ہو اسکے ایک خواجہ سرا ایکدل نے آگرہ سے چھہ کوہ پر قلعہ اور سراے بنا کر ہلال آباد آباد کیا دوسرا خواجہ سرا اسکا اختیار خان اسکا وکیل تھا تیسرا خواجہ سرا اعتبار خان اسکی جاگیر کا فوجدار تھا

(۶) شہاب الدین احمد خان ۔۔۔ وہ سادات نیشاپور سے تھا وہ ماہم انگہ کی

خویشی اور اخلاص رکھتا تھا وہ بیرم خان کا بڑا بیری تھا اسکے تباہ کرنے مین وہ بڑا سرگرم تھا۔

جب شہاب الدین احمد دہلی مین حاکم تھا تو اسنے فیروز شاہ کی نہر جو پرگنہ خضر آباد سے سفیدون تک بنی تھی مرمت کرائی اور اسکا نام نہر شہاب رکھا اس نہر کی دوبارہ مرمت شاہ جہان کے حکم سے اسکے سنہ ۲ جلوس مین مکرمت خان نے کی اور فیض نہر اسکا نام رکھا گیا اورنگ زیب کے عہد مین پھر وہ اٹ گئی تھی پھر اوسکی مرمت انگریزون نے کی۔

(۲۷) راجہ بھگوانداس پسر راجہ بہاری مل کچھواہہ — سنہ ۹۸۰ مین گجرات کی تسخیر کے بعد جنگ سرنال مین اسنے اپنی شجاعت سے شہنشاہ اکبر کی جان بچا دی تھی۔ راجہ نے سنہ ۹۹۳ مین اپنی بیٹی کا بیاہ سلطان سلیم سے کیا۔ بادشاہ خود راجہ کے گھر بیٹے کو بیاہنے گیا۔ بہو کے چوڈول کو خود اور شہزادہ اوٹھا کر لایا۔ سنہ ۹۹۵ مین سلطان خسرو اسکے پیدا ہوا۔ سنہ ۹۹۸ مین پنجہزاری کے منصب پر بلند ہوا۔

وہ راجہ ٹوڈرمل کی ارتھی کے ساتھ گیا تھا جب گھر آیا تو استفراغ کیا۔ جس بول ہوا پانچ روز مین مرگیا اوسکے اعمال خیر مین سے لاہور کی مسجد جامع کی تعمیر ہے اسمین اکثر آدمی نماز جمعہ پڑھتے ہین۔

(۲۸) قطب الدین خان — شمس الدین خان اتگہ کا بھائی ہے۔ پنجاب مین وہ تیولدار تھا یہان اسنے بقاع خیر تعمیر کرائین۔

خاندان تیموریہ مین دا قوز گرم کپڑا ہے زیادہ کوئی خلعت گرانمایہ نہین ہے کلمہ بیگی کا خطاب اعظم القاب مین سے ہے۔ یہ دونو اسکو مرحمت ہوئے اس خوشی مین اسنے ایک جشن عالی ترتیب دیا جسمین بادشاہ خود گیا اور شاہزادہ سلیم کو اپنے ہاتھون سے اسکے کندھے پر سوار کیا۔

قطب الدین خان کے بیٹے نورنگ خان نے مرزا خانخانان کے ماتحت گجرات مین کام کیا

اور مالوہ مین جاگیر پائی اور بعد ازان گجرات مین وہ ۹۹۹ھ مین مر گیا۔ طبقات اکبری مین لکھا ہی کہ نورنگ خان چار ہزاری منصب رکھتا تھا اسنہ امین جونا گڈھ کا حاکم تھا۔
پسر دوم اسکا گوجر خان ہفت صدی تھا اور مرزا اعظم خان کوکہ کے ماتحت کام کرتا تھا اور گجرات مین بتول رکھتا تھا۔
(۲۹) خانخانان مرزا عبد الرحیم پسر بیرام خان - اسکی مان جمال خان میواتی کی بیٹی تھی - جب ملک سندھ سلطنت شاہی مین اسکی کوشش سے شامل ہوا تو ملا شکیبی جو خانخانان کا نوکر تھا فتح سندھ کی بابت ایک مثنوی کہی جس کی ایک بیت نیچے لکھی ہے اس فتح مین حاکم ٹھٹہ مرزا جانی بیگ آزاد ہوا تھا۔

ہمائے کہ بر چرخ کردے خرام + گرفتی و آزاد کردی ز دام

خانخانان نے شعر کے صلہ مین ہزار اشرفی دین اور مرزا جانی نے بھی ملا کو ایک ہزار اشرفی انعام دی اور کہا کہ رحمت خدا مرا ہما گفتی اگر شغال گفتی زبانت کہ می گرفت +
خانخانان قابلیت و استعداد مین یکتای روزگار تھا عربی - فارسی - ترکی - ہندی - (سنسکرت) مین لکھنے پڑھنے کا ملکہ رکھتا تھا - شعر خوب سمجھتا تھا اور کہتا تھا تخلص رحیم کرتا تھا - کہتے ہین کہ بہت سے مروج زبانین وہ بول سکتا تھا - شجاعت مین ضرب المثل تھا اسکی عجیب و غریب حکایتین مشہور ہین کہ ایک دن چٹھیون پر دستخط کرتا تھا کہ ایک پیادہ کی چٹھی مین غلطی سے ہزار ٹنکہ کی جگہ ہزار روپیے لکھے گئے - دستخط کرکے اس چٹھی کو بحال رکھا - کئی دفعہ شعرا کو زر سرخ انکے وزن کی برابر تول کر دیا ملا نظیری نے ایک دفعہ کہا کہ مین نے نہین دیکھا کہ ایک لاکھ روپیہ کا تودہ کتنا بڑا ہوتا ہے - خانخانان نے خزانہ سے ایک لاکھ روپیہ منگا کر اسکا ڈھیر لگایا ملا نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ مین نے آج نواب کی بدولت اس قدر زر کا تودہ دیکھا - خانخانان نے روپیہ اسی کو دیدیا وہ ہمیشہ علما و درویشون کو ظاہر و پوشیدہ بہت روپیہ دیتا تھا - اور دور دور سالیانہ بھیجتا تھا - ہر فن کے اہل کمال کا اجتماع اسکے زمانہ مین ہوا حاصل یہ کہ وہ

سخاوت و شجاعت و دانش و تدبیر مین سرآمد روزگار تھا لیکن کینہ وری اور دنیا دوستی
و زمانہ سازی بہت کیا کرتا تھا اور دشمن کے ساتھ دوستی کے لباس مین دشمنی کرتا تھا
بدفعات تیس برس دکن مین رہا جو کوئی شاہزادون اور امیرون مین سے اسکی
کمک کو آیا اور اسکے ساتھ سلاطین دکن کا اخلاص اسنے دیکھا تو اسکی نسبت نفاق کو منسوب
کرنے لگا۔ شیخ ابوالفضل نے بھی اسکے حق مین فتوی بغاوت دیا۔ عہد جہانگیری مین
ملک عنبر کے ساتھ دوستی مین متہم ہوکر بدنام ہوگیا اسکے نوکر محمد معصوم نے یہ کور نمکی کی کہ
بادشاہ سے عرض کیا کہ مکاتیب ملک عنبر کے شیخ عبدالسلام لکھنوی ملازم خانخانان
پاس ہین۔ مہابت خان نے اسکی بازپرس مین اس بیچارہ پر ایسی تعذیب کی کہ وہ
جہان سے گیا مگر افشائے راز مین لب نکھولا۔

عہد اکبری مین خانخانان کی خدمات شائستہ مین یہ تین کارنمایان تھے (۱) فتح
گجرات (۲) تسخیر سندھ (۳) شکست سہیل خان بیجاپوری۔ مگر جہانگیر کے عہد مین اس نے
کوئی بڑا کام نہین کیا اور باوجود درست دانائی اور فہمید پسندیدہ کے ذلت بھی اٹھائی
مگر جب جاہ سے ہاتھ نہین اوٹھایا ہمیشہ دربار کے اخبار کا جویا رہتا تھا۔ ڈاک چوکی مین
دو تین ہزار آدمی ہر روز روزنامچہ لکھ کر بھیجتے تھے۔ عدالت خانہ کچہری و چبوترہ مین
یہان تک کہ کوچہ و گلی و بازارون مین جاسوس مقرر تھے کہ جو کچھ افواہ عوام مین سنتے تھے
وہ تحریر مین لاتے تھے اور خانخانان پاس بھیجتے تھے وہ شام کو سب کو پڑھکر آگ مین
جلا دیتا تھا۔ باوجودیکہ خانخانان کا باپ امامیہ مذہب رکھتا تھا مگر وہ اپنے تسنن کا
اظہار کرتا تھا لوگ اسپر تقیہ کا گمان کرتے تھے۔ مگر اسکے بیٹے متعصب سنی تھے۔

خانخانان کے عمدہ ملازمون مین میان فہیم تھا۔ اگرچہ کنیزک زادہ یا غلام ہوا
تھا۔ مگر اصل مین وہ ایک راجپوت کا لڑکا تھا اوسکو مثل فرزندون کی خانخانان
نے پالا تھا کمال صلاح و تقوی رکھتا تھا دم واپسین نماز تہجد و چاشت و اشراق
قضا نہین کی۔ درویش دوست تھا سپاہ سے برادرانہ ملاقات کرتا تھا لیکن

تند مزاج تھا۔ کوڑے ہمیشہ بجاتا رہتا تھا۔ ایک دن اُس نے دیکھا کہ شاہجہانی راجہ بکرماجیت و داراب خان کے ساتھ تکیہ لگائے ہوئے ایک مسند پر بیٹھے ہیں۔ تو اُس نے داراب سے کہا کہ بیرام خان کے پوتے کی برابر برہمن بیٹھے۔ کاش مرزا ایرج کی عوض تیرا ہوتا۔ دونوں نے اُس سے عذر خواہی کی۔ آخر خانخانان کی طبیعت اُس سے منحرف ہو گئی تھی اپنے سرکار بیجاگڈھ کا محاسبہ لیا تو اُس نے خانخانان سے بہت درشتی کی اور حافظ نصر اللہ کہ دیوان صاحب اختیار تھا مُنہ پر طمانچہ مارا اور شہر سے باہر نکال دیا۔ کہتے ہیں کہ آدھی رات کو خانخانان خود اسکو منا کر لے آیا۔ وہ شجاعت و تہور میں غضب تھا۔ جب خانخانان کی قید کے فکر میں مہابت خان ہوا تو اول اُس نے یہ چاہا کہ فہیم کو منصب کی طمع دیکر اور وعدے کرکے فریفتہ کرے مگر وہ راضی نہ ہوا۔ مہابت خان نے اُس سے کہا کہ کب تک اپنی سپاہ گری پر ناز کریگا۔ فہیم نے ہر چند خانخانان سے کہا کہ یہاں غدر و مکر معلوم ہوتا ہے مبادا کہیں ذلت و خواری کی نوبت نہ آئے مستعد ہو کر حضور کا عزم کرنا چاہئے مگر اُسنے قبول نہ کیا جب اسکا آقا نظربند ہوا اور مہابت خان نے پہلے بادشاہی آدمی فہیم پاس بھیجے تو اُسنے اپنے بیٹے فیروز خان سے کہا کہ اتنی دیر تک آدمیوں کو روکے رکھ کہ میں وضو کرکے سلامتی ایمان کا دوگانہ پڑھوں۔ اس سے فراغت پاکر اسنے [illegible] حملہ آوروں کے ساتھ جان فدا کی۔

(۳۰) راجہ مان سنگھ ـــ یہ راجہ بھگونت داس کچھواہہ کا بیٹا ہے وہ آنبیر میں پیدا ہوا تھا۔ فرنگستانی مورخ اسکو راجہ بھگونت داس کا متبنےٰ بتاتے ہیں لیکن مسلمان مورخوں نے کہیں اسکا ذکر نہیں کیا شاید اسکا سبب یہ ہو کہ ہندو حقیقی بیٹے اور متبنیٰ میں ذرا فرق بھی نہیں کرتے۔ شہنشاہ اکبر کبھی اسکو فرزند کہتا تھا کبھی مرزا راجہ۔ ہندوؤں کے مذہب میں دریاے سندھ سے پار جانا منع ہے جب راجہ کو اس دریا کے پار جانے کا حکم دیا تو یہ ہندی شعر بادشاہ نے لکھ کر بھیجا۔

ـــ ہ ـــ

سب ہی بھوم ہے گوپال کا جس میں اٹک کیا + جس کا من میں اٹک ہے سو من اٹک ہوئےگا

سال ہم جہانگیری مین راجہ اجل طبیعی سے مر گیا پندرہ سو رانیون مین سے ساٹھ
ستی ہوئین اسکے بہت سے بیٹون مین سے فقط ایک بیٹا بھاؤ سنگہ زندہ تھا۔
راجہ نے حکومت بنگالہ مین عجب ثروت و دولت و طرفہ ساز و سامان بہم پہنچایا تھا اسکے
نوکر سری و سرداری کرتے تھے۔ ایک دفعہ پندرہ پنجہزاری اسکی ماتحتی مین کام کرتے تھے۔
بالاگھاٹ مین غلہ کا قحط ایسا ہوا کہ ایک روپیہ کے آٹے مین بھی آدمی کا پیٹ نہین بھرتا تھا
ایک دن اسنے کچہری سے اوٹھ کر کہا کہ اگر مین مسلمان ہوتا تو ایک وقت طعام ہزار مسلمانون
کے ساتھ کھاتا مگر مین سب کی ریش سفید ہون مجھہ سے سب بھائی برگ تنبول . . .
قبول کرین۔ سب سے اول خان جہان لودی نے ہاتھ سر پر رکھکر کہا کہ مجھے قبول ہے پھر اورون نے
بھی قبول کیا۔ راجہ نے یومیہ ایکسو روپیہ پنجہزاری کا اور اُس حساب سے اورون کا مقرر کیا
ہر رات کو ایک خریطہ مین ہر شخص پاس یہ روپیہ جاتا اسکا نام اسیر لکھا ہوتا تاکہ
سپاہیون کو رسد پہنچنے تک اجناس سستی قیمت پر دے دیتا۔ تین چار مہینے مین یہ سفر
اسی طرح طے ہوا۔ راہ مین مسلمانون کے واسطے حمام و کپڑے کی مسجد بناکر ایستادہ کرتا

(۳۰) محمد قلی خان برلاس — یہ نژاد ترق یا برترق سے ہے ہمایون کی خدمت گذاری
سے اس نے ترقی پائی اور ملتان اسکو جاگیر مین ملا۔ اکبر کی ابتدای سلطنت مین وہ
شمس الدین خان اتگہ کے ساتھ امراء کے اہل و عیال کو کابل سے ہندوستان مین لایا
اسکی جاگیر ناگور مین منتقل ہوئی۔ کچھ تھوڑے دنون تک وہ مالوہ مین بھی حاکم رہا اور اسکے
کام اپنے مقام پر بیان ہوئے ہین ۹۸۲ھ مین اسنے انتقال کیا۔

(۳۲) ترسون محمد خان شاہ محمد خان سیف الملوک کا خواہرزادہ ہے سیف الملوک
غرجستان مضاف خراسان کا خود مختار حاکم تھا مگر شاہ طہماسپ نے اسکو اپنا مطیع بنایا
ابتدا مین ترسون محمد خان بیرام خان کا ملازم ہوا۔ اسکی خدمات کا حال اقبالنامہ مین
لکھا ہے ۹۸۳ھ مین معصوم خان نے اسکو گرفتار کرکے مار ڈالا۔

(۳۳) قیا خان گنگ — قیا کے معنے ترکی زبان مین زیب کے ہین اور گنگ کے معنے فارسی

زبان مین لنگئے گئے ہین) یہ امراء ہمایون مین سے ہے - ہمایون کے آخر عہد مین وہ کول جلالی
کی حدود مین لوازم خدمت بجالایا تھا - وہ بیرام خان کا دوست تھا مگر سب سے اول
وہ اُسے چھوڑکر اکبر سے آن ملا تھا اور وہ ۹۹۹ھ مین مارا گیا - اُسکا بیٹا نذری خان
منصب یکہزار و پانصدی رکھتا تھا وہ شاہزادہ دانیال کے ساتھ دکن گیا وہان وہ
پایۂ اعتبار سے ساقط ہوا مگر ۱۰۱۱ھ مین پھر وہ بحال ہوا اور منصب دو ہزار و پانصدی اور
پانچ لاکھ روپیہ انعام ملا -

امراء چار ہزار و پانصدی

(۳۴) زین خان کوکہ ــ اسکی مان کا نام پیچہ جان تھا اور وہ اکبر شہنشاہ کی ایک انّا
تھی اسکا باپ خواجہ مقصود علی ایک پاک طینت صدق و دیانت کے ساتھ متصف تھا اور مریم مکانی
کا ملازم تھا اور اسکے ہودج کے حوالی سے کبھی جدا نہ ہوتا تھا اسکے بھائی خواجہ حسن یعنی
زین خان کے چچا کی بیٹی سے شاہزادہ سلطان سلیم کا نکاح ہوا جسکے بطن سے ۹۹۸ھ مین
پرویز پیدا ہوا - مہمات یوسف زئی اور سواد و بجور کی مہمات مین زین خان کی خدمتون کا
حال پڑھو - زین خان کی بیٹی پر سلطان سلیم عاشق ہوا اور اسے شادی کرنے کا ارادہ کیا
شاہزادہ کی بیراہی سے بادشاہ راضی نہ تھا - مگر جب اس نے دیکھا کہ بیٹے کا عشق بڑھتا گیا
تو جشن ازدواج انعقاد پایا کامروائی کی کثرت کے ساتھ شاہزادہ پیمائی کی بھی شدت ہوتی
گئی جسے آگرہ مین ۱۰۱۰ھ مین پیمانہ زندگی لبریز ہوا - زین خان کو گیتون اور راگ کا بڑا شوق
تھا اکثر باجے خوب بجاتا تھا شعر بھی کہتا تھا - اسنے ایکدفعہ بادشاہ کو بلا کر ایسے تکلف سے
ضیافت کی کہ سب امیرون کو اُسپر رشک تھا - طوس کی شالین جو اُسوقت بہت کمیاب
تھین انکا چبوترہ - ۲۰ گز طول و عرض مین بنایا اور تین حوضون مین سے ایک کو گلاب سے
دوم کو زعفران سے سوم کو ارگجہ سے بھرا اور طوائف کو کہ ہزار سے زیادہ تھین ان حوضون
مین نہلایا - شیر و شکر کی ندیان بہائین - صحن مین گلاب کا چھڑکاؤ کردیا - پیشکش مین
جواہر و مرصع آلات ہاتھیون کے ساتھ دئے - جیسے قلیج خان گھوڑون کی اور

اور سعید خان خواجہ سرایون کی کثرت مین مشہور تھے ایسے ہی زین خان ہاتھیون کی کثرت مین مشہور تھا

(۳۵) مرزا یوسف خان پسر میر احمد رضوی - مشہد مقدس کے سادات صحیح النسب سے تھا شہنشاہ اکبر اسے بہت چاہتا تھا سنہ مین اسکو دو ہزار پانصدی کا منصب دیا اس کا حال مہمات کشمیر اور دکن مین دیکھو اسکو جالنور مین ۴۶ سنہ جلوس مین جمادی الاخری مین سفر آخرت پیش آیا اسکی نعش مشہد کو روانہ ہوئی - وہ اکثر سلطان پور مین رہا کرتا تھا - ہندوستان مین اس نے اپنا گھر وطن یہین بنایا تھا اوسکی سپاہ مین اکثر ایسے تھے جنکو وہ ماہوار تنخواہ دیتا تھا -

چہار ہزاری منصب دار

(۳۶) مہدی قاسم خان - وہ ابتدا مین عسکری فرزند سوم فردوس مکانی کا نوکر تھا - اور اسکا کوکہ بھی تھا - اسکا بھائی غضنفر تھا اسکا حال ہمنے مرزا عسکری کے احمد آباد کی حکومت مین لکھا ہے جب ہمایون عراق سے واپس آیا ہے تو مہدی قاسم خان آ ملا تھا عہد اکبری کے آغاز مین اسکو منصب چار ہزاری ملا سنہ مین اکبر نے اسکو ... کا حاکم مقرر کیا اور عبد المجید آصف خان کو گرفتار کرنے کے لئے اسکو حکم دیا اسکے تعاقب مین گیا مگر پھر اسکے مزاج مین ایسی وحشت پیدا ہوئی کہ وہ بے اجازت شاہی حج کو تشریف چلا گیا - یہان سے وہ ایران و قندھار مین آیا سنہ مین بادشاہ کی خدمت مین آیا - بادشاہ نے اسکو شوال مین اودھ دیا وہ سنہ مین مرگیا حسین خان ترکیا اسکا بھائی اور داماد تھا - اسنے لاہور مین ایک باغ لگایا - جسکا نام باغ مہدی قاسم خان ہے -

(۳۷) مظفر خان تربتی - تربت خراسان کی ایک الوس (قوم) کا نام ہے اسکا پورا نام خواجہ مظفر علی خان تربتی ہے وہ بیرام خان کا دیوان تھا جب ... دیوانہ نے بیرام خان کے اموال پر قبضہ کر لیا اور اسکے متعلقین کی اہانت کی تو بیرام خان نے اس بار مظفر خان کو اسکی استمالت کے لئے دیپال پور سے بھیجا تھا شیخ محمد دیوانہ

اسکو مقید کرکے پادشاہ پاس بھیجدیا۔ اگرچہ بعض اعیان سلطنت نے بدلائل و وجوہ اسکے
قتل کرنے کی صلاح دی مگر پادشاہ نے اسکو پرگنہ پرسرور کا عملدار بنایا۔ پھر اسکی
حسن کفایت کے سبب سے دیوان بیوتات مقرر کیا۔ جب اسکی کاردانی و بلند استعدادی
پادشاہ کے ذہن نشین ہوئی تو اسکو منصب ہزاری اور لقب مظفر خانی عنایت ہوا۔ راجہ
توڈرمل اسکا ہاتھ تھا۔ بدایونی لکھتا ہے کہ ان دونوں میں ہمیشہ جھگڑا رہتا تھا خلقت یہ
کہتی تھی کہ راجہ کو مال کا کام مظفر سے اچھا آتا ہے۔ لوگون نے مظفر خان کی تاریخ
اس عہدہ پر مقرر ہونے کی ظالم کہی تھی ۔۔

اسنے سنہ ۹۸۳ھ مین قلمرو کی جمع رقمی کو درست کیا۔ بیرام خان کے زمانہ مین آدمیون کی
کثرت اور ولایت کی قلت کے سبب سے جمع کو بڑھا کے نام زیادہ کرکے مزید اعتبار کے لئے
نسخہ مین بیٹھے تھے اسنے اسکو درست کیا اور قانون گویون کا اظہار لیکے ممالک محروسہ
کی جمع کو تشخیص کرکے تجویز کیا اسکا حال آئین اکبری رسالہ مین مفصل لکھا ہے۔ داغ قانون
جاری نہ تھا مظفر خان نے سپاہیون کی تعداد اور امرا اور پادشاہ کے ملازمین کی تعداد
مقرر کی اور سپاہیون کی تنخواہین مقرر کیں۔

سنہ ۹۸۲ھ مین معلوم ہوا کہ قطب پر مظفر عاشق ہوا اس معشوق کو پادشاہ نے زبردستی
جدا کیا تو مظفر فقیر ہو گیا۔ پادشاہ نے پھر اسکے معشوق کو اس پاس بھجوادیا۔

سنہ ۹۸۶ھ مین وہ پادشاہ کے سامنے حساب پیش کر رہا تھا جب بہت سی بازپرس ہار گیا تو حضور
مین نامناسب گفتگو کرنے لگا اسکے سبب پادشاہ نے پایۂ اعتبار سے اسکو ساقط
کرکے رخصت کیا۔ مگر جب پادشاہ سورت کا محاصرہ کر رہا تھا تو وہ پادشاہ کی خدمت
مین آیا۔ پادشاہ نے اسکا قصور معاف کیا وہ کچھ دنون مالوہ مین خدمات کرتا رہا کہ
سنہ ۹۸۷ھ مین وہ وکیل سلطنت مقرر ہوا جملۃ الملک کا خطاب ملا اسکے حسن خدمات کا
بیان مہمات مالوہ مین و بنگال و بہار مین بیان ہوا۔ وہ ربیع الاول سنہ ۹۸۸ھ مین مارا گیا
آگرہ مین اسکی ایک جامع مسجد بنائی ہوئی ہے جو کھنڈر پڑی ہے اور نواب مظفر خان کی

مسجد کھلائی ہے ۔

(۴۸) سیف خان کوکہ ۔ یہ زین خان کا بڑا بھائی ہے کہتے ہین کہ اسکی مان کے ہمیشہ لڑکیان پیدا ہوا کرتی تھین ۔ کابل مین وہ حاملہ تھی تو اسکے باپ نے کہا تھا کہ اگر اس دفعہ لڑکی جنے گی تو خانہ داری و ملاقات سے موقوف ہو گی وہ غصہ مین آنکہ مریم مکانی کی خدمت مین گئی اور یہ حال بیان کیا اور اسقاط حمل کی اجازت چاہی اکبر باوجودیکہ چھوٹی عمر کا تھا اسنے کہا کہ میری خاطر سے یہ کام نہ کر خدا تجھکو بیٹا دیگا ۔ اسنے اس شہزادہ کے کہنے کو مژدۂ غیبی جانا اپنے ارادہ سے باز رہی اتفاقاً سیف خان پیدا ہوا ماباپون کو بہت خوشی ہوئی اوہنون نے شاہزادہ کا شکریہ ادا کیا اکبر اس کے حال پر بہت عنایت کرتا تھا پادشاہ ہوتے ہی سیف خان کو باوجودیکہ آغاز شباب تھا منصب چارہزاری دیدیا وہ جوانمرد بڑا تھا سورت کے محاصرہ مین اسکو گولی لگی ۔ ایک مہینے مین اچھا ہوا ۔ احمد آباد کی لڑائی مین وہ زخم کھاکر پادشاہ کی تلاش مین گیا اور دشمن سے لڑکر ملک بقا کو سدھارا پادشاہ کو ایسے مخلص راسخ قدم کے مرنے کا بڑا افسوس ہوا جب پادشاہ کو معلوم ہوا کہ وہ قرضدار مرا ہے تو اسکا سارا قرض اپنے پاس سے چکا دیا اور اسکے بیٹون شیر افگن خان اور امان اللہ کو اچھے منصب عنایت کئے

(۴۹) راجہ تو ڈرمل کھتری ۔ وہ لاہور مین پیدا ہوا کہتے ہین کہ ابتدا مین اسکو شیر شاہ نے تعلیم کیا تھا ۹۸۰ھ مین وہ مظفر خان کے ماتحت مقرر ہوا ۹۸۲ھ مین وہ پادشاہ کے ساتھ خان زمان کے فسادون کے مٹانے مین پادشاہ کے ہمراہ تھا ۹۸۱ھ مین وہ گجرات کی جمع کی تشخیص کے لئے بھیجا گیا جب پٹنہ فتح ہو گیا تو ۹۸۲ھ مین اسکو علم ونقارہ مرحمت ہوا اور منعم خان کے ساتھ بنگال بھیجا گیا ہرچند سرداری و کارفرمائی خانخانان سے تعلق رکھتی تھی لیکن فوج کشی و دلدہی سپاہ مین مردانہ یورشون مین سرتابون اور مخالفون کی تنبیہ مین

اصل مین وہی اس مہم کی جان تھا جب داؤد خان کررانی کی جنگ مین [illegible]

ور خانخانان زخمی ہوا تو راجہ جنگ مین ایسا ثابت قدم رہا کہ جسسے شکست فتح کی
صورت بن گئی - جب راجہ پاس خانخانان اور خان عالم کی خبر ناخوش اور ناخوشی
پہنچی تو برآشفتہ ہو کر کہا کہ اگر خان عالم مرا تو کیا غم اور اگر خانخانان چلا گیا تو کیا باک
ہے اقبال شاہی ہمارے ساتھ ہے اس ولایت کا بندوبست کرکے حضور مین آیا
اور بدستور سابق مقدمات مالی اور ملکی مین دخیل ہوا جب خانخانان بنگال کو گیا
راجہ کو اسکے ہمراہ جانے کا حکم ہوا - اس دفعہ بھی اسکی یاوری سے گیا ہوا ملک ہاتھ لگا
اور گداؤ د کو پکڑ کر عدم خانہ مین بھیجا اور ۹۸۳ھ مین چارسو ہاتھی اور غنائم کے ساتھ
بادشاہ کی خدمت مین بھیجے - سال آیندہ مین وہ وزیر خان کی جگہہ دوبارہ گجرات بھیجا گیا
جسنے یہان کا کام نہین چلا تھا وہ احمد آباد مین وزیر خان کے ساتھ انتظام کر رہا تھا کہ مظفر
نے مہر علی کولابی کے اغوا سے سرکشی کی وزیر خان چاہتا تھا کہ قلعہ مین جائے مگر راجہ تو ڈرمل
لڑنے پہ آمادہ ہوا اور ۲۲سنہ مین دھولقہ کے حدود مین احمد آباد سے بارہ کوس پر مظفر کو
شکست دیدی - وزیر خان کا قریب تھا کہ کام تمام ہوتا اگر راجہ اوسکی کمک کو نہ آتا -
مظفر اس شکست کے بعد جوناگڈھ کو بھاگ گیا -
اسی سال مین تو ڈرمل وزیر مقرر ہوا - جب بادشاہ اجمیر سے پنجاب کو روانہ ہوا تو
راجہ کے وہ بت جنکی ہر روزہ خاص طرح پر پرستش نہین کر لیتا تھا کوئی اور کام نہین کرتا تھا
گم ہو گئے راجہ نے اس غم مین خواب آشام کو چھوڑا اگر بادشاہ کی نصیحت سے اس
تقلید دوست کی کچھ تسلی نہ ہوتی وار الوزارت کا کام اسکا منافقونے قرار
واقع نہ ہونے دیا -
۹۹۰ھ سنہ مین تو ڈرمل دیوان شرف کا اشراف یعنی وکیل مقرر ہوا اسنے از سر نو ملکی و
مالی معاملات کی بنا تازہ رکھی اور چند نئے ضابطے بنائے جو فرمان شاہی سے جاری
ہوئے - اور جو سکون کے باب مین قطع آئین بنائے تھے آئین اکبری مین انکا ذکر کیا ہے
اور انکے قوانین کا بیان اقبال نامہ مین ہے سب سے بڑی بات اصلاح کی جو تو ڈرمل

داخل کی وہ یہ ہے کہ اسنے مالگذاریون کی زبان اور خط کو بدل دیا پہلے یہ سارے حساب ہندی مین ہندی محرر رکھتے تھے تو ڈرمل نے حکم دیدیا کہ اب سے تمام حسابات فارسی مین لکھی جائین اس سبب سے اسنے ہندؤن کو فارسی زبان سیکھنے پر مجبور کیا۔ فارسی زبان کے داخل ہونے کا حال بعینہ ایسا ہے جیسا کہ برٹش گورمنٹ مین دفترون مین انگریزی زبان کے داخل ہونے کا۔ فارسی زبان کی تحصیل ہندؤن کے لئے سرمایہ دولت ہوئی پہلے ہندو فارسی نہ پڑھنے کے سبب سے مسلمانون کی طرح اعلی عہدے نہین پاتے تھے اب پانے لگے۔ ہندؤن کے فارسی پڑھنے کے سبب اردو زبان پیدا ہو گئی۔

سنہ ۹۲ مین بادشاہ نے راجہ کے گھر جا کر اسکی عزت کو بڑھایا۔ سنہ ۲ مین ایک کھتری نے اپنی ذاتی دشمنی کے سبب رات کو راجہ کو ایک تلوار لگائی اور اپنے ٹکڑے ٹکڑے کرائے جب راجہ بیربر یوسفزئی کی لڑائی مین مارا گیا تو ٹوڈرمل کو مان سنگہ کے ساتھ جو سپہ سالار مقرر ہوا تھا جانے کا حکم ہوا تھا۔

سنہ ۹۹ مین جب بادشاہ کشمیر مین گیا ہے تو لاہور مین اسکو منتظم مقرر کیا۔ جب بادشاہ کابل کو جانے لگا ہے تو راجہ نے بادشاہ پاس عرضداشت بھیجی کہ پیری و بیماری نے مجھپر غلبہ کیا ہے موت قریب آگئی ہے اگر اجازت ہو تو سب چیزون کو چھوڑ کر گنگا کے کنارہ پر خدا کی یاد مین اپنی باقی زندگی بسر کرون۔ بادشاہ نے اسکو اجازت دیدی لاہور سے وہ ہردوار مین آیا کہ بادشاہ کا خط واپسی کے لئے آیا اسمین لکھا تھا کہ کوئی ایزدی پرستش زیردستون کی تیمارداری سے بہتر نہین ہے۔ بہتر ہے کہ وہ آدمیون کے کام مین مشغول ہو۔ ناگزیر وہ واپس آیا مگر جلد ہی سنہ ۹۹۸ کی گیارہوین تاریخ کو زندگی اسکی ختم ہوئی۔ ابوالفضل نے اسکی نسبت لکھا ہے کہ تیز دستی و درستی خدمت گزینی اور بےطمعی اور مہمات کی مردانگی و بےہمتون کی ہمت افزائی و معاملہ شناسی و کارطلبی و سربراہی مین وہ ہندوستان مین یگانہ روزگار تھا مگر کینہ ور اور انتقام کش تھا تھوڑی سی ناملائمی بھی اوسکے دل مین نشوونما پاتی تھی۔ یہ خصلت دوربین خردگزینون کے نزدیک نہایت

اپسندیدہ ہی خصوصًا ریاست ہندی مین جب کہ اہل عالم کی مہمات اسکو سپرد ہون اور
بادشاہ عالم کی وکالت مفوض ہو اگر تعصب دینی اسکے چہرۂ فطرت کا غازہ نہ ہوتا تو اسکی
خصلت مین چندان نکوہیدگی نہ ہوتی سچ یہ ہے کہ اگر تعصب بازی و تقلید دوستی و کینہ توزی
کرتا اور اپنے کیے پر اصرار نہ کرتا تو صورت مین اس معنی کر بزرگون مین سے ہوتا مگر باوجود ان
سب باتون کے وہ بے طمعی کارشناسی مین کم نظیر کیا بے عدیل تھا۔ بادشاہ فرماتا تھا کہ تو ڈرمل
امور مالی و ملکی مین تند و ذہن رسا رکھتا ہے لیکن استغنا و خودپسندی اسکی مجھے خوش نہین معلوم ہوتی
ابوالفضل سے اسکی بنتی نہ تھی۔ ایکدن بادشاہ سے اسنے راجہ کی شکایت کی تو بادشاہ
نے فرمایا کہ نواختہ را نمیتوان انداخت۔

غرض راجہ تو ڈرمل کی سپہ سالاری مین اور باقی کامون مین کمال اکبر کے تمام
امرا مین سبقت لے گئی ہے۔ ابوالفضل و مان سنگہ کی طرح وہ ہندوستان مین مشہور ہے
اسکا بیٹا دھور منصب ہفت صدی رکھتا تھا۔ سندھ کی مہم مین وہ مارا گیا۔ لوگ کہتے ہین کہ
وہ گھوڑون کے نعل سونے چاندی کے لگواتا تھا۔

تو ڈرمل کے نام مین ٹ و ڈ و ڑ کتابون مین لکھی جاتی ہی اور پرانی تاریخون مین اسکا
نام تورل مل لکھا جاتا ہے تفریح الامارات مین لکھا ہے کہ تو ڈرمل کا باپ جب مرا ہے تو
اسکی بہت کم عمر تھی اور اسکی مان بڑی مفلوک الحال تھی۔ کم عمری مین عقل و شعور کے آثار
نمودار تھے۔ اوّل اسنے محرری کا ادنٰے عہدہ قبول کرلیا اور اس کمتر درجہ سے برتر مرتبہ
راجہ تو ڈرمل اپنے مذہب مین بڑا کٹا و پکا تھا اسنے جو دفاتر شاہی مین ہندی کی
جگہ فارسی کو رواج دلوایا۔ ظاہرا اپنے قوم کے خلاف معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت مین یہ کام
اسکا بڑا اپنی قومی خیرخواہی کا تھا۔ ہندؤن مین اسنے فارسی زبان کے سیکھنے کا رواج
دلاکر انکو اہل قلم کے صیغہ ملازمت مین مسلمانون کی برابر کردیا وہ ہندی لیکھک سے
اب اور بڑے بڑے عہدون پر سرافراز ہونے لگے۔

(۰۸) محمد قاسم خان نیشاپوری — وہ اعاظم نیشاپور سے ہے۔ جب ہمایون ایرانیون کی

ہنگامہ شورش برپا کیا تو خان مزبور وطن کو چھوڑ کر بیرام خان کی رفاقت مین آیا اسکندر سور کے ساتھ جنگ مین نیک خدمات کین اور جنگ ہیمو مین علی قلی خان زمان کے ساتھ ہراول مین ناموری حاصل کی۔ اجمیر و ناگور کو فتح کیا۔ کچھ دنون ملتان مین اور کچھ دنون مالوہ کی حکومت پر سرافراز رہا اور سارنگپور مین مرگیا۔

(۲۱۳) وزیرخان برادر عبد المجید آصف خان ہراتی۔ جب ان دونو بھائیون نے خانخانان و بہادر خان سیستانی کی قید سے رہائی پائی تو وہ کڑہ مانک پور مین آگئے۔ مظفر خان کی توسل سے وزیر خان نے اپنا اور اپنے بھائی کا قصور بادشاہ سے معاف کرایا۔ جب مرزا کوکہ ناظم گجرات معرض عتاب مین آیا تو وزیر خان گجرات بھیجا گیا اور وہان سپہ سالار مقرر ہوا۔ پھر ۲۲ سنہ مین تو ڈرمل نے اس سے کام لیا۔ وزیر خان دربار مین بلایا گیا کوئی کام اسنے یہان اچھا نہین کیا پھر وہ ۲۵ سنہ مین اودھ مین حاکم مقرر ہوا۔ پھر مہم بنگال مین وہ کام کرتا رہا ۲۸ سنہ مین وہ اور محب علیخان دونو بنگال کے صوبہ دار مقرر ہوئے۔ ۹۹۵ھ مین وزیر خان نے انتقال کیا۔ اسکے بیٹے محمد صالح کو شہباز خان بخشی فوج نے باپ کی جگہہ مقرر کیا مگر اسنے ایسی سرکشی کی کہ اسکو مقید کرکے بادشاہ پاس بھیجنا پڑا۔

(۲۱۴) قلیچ خان اندجانی۔ اندجان ضلع فرغانہ مین دریائے جیحون کے جنوب مین ہے سلاطین چغتائیہ کی خدمت مین اسکے باپ دادا خدمت کرتے چلے آئے ہین وہ صاحب نسب تھا اسکا دادا سلطان حسین مرزا کے ہان عمدہ عہدہ رکھتا تھا۔ ۱۷ سنہ مین بادشاہ نے قلعہ آہنین بنیاد سورت کو ایک مہینہ سترہ روز مین فتح کیا تھا۔ اس قلعہ کی حراست و صیانت قلیچ خان کے سپرد ہوئی وہ اسی برس کی عمر مین ۲ رمضان ۱۰۲۲ھ مین پشاور مین مرگیا۔ مرنے کے زمانہ مین وہ منصب شش ہزاری رکھتا تھا اور پانچ ہزار سوار کا افسر تھا قلیچ خان صلاح و تقوی بہت رکھتا تھا۔ تسنن مین متعصب تھا۔ درس علوم و افادہ طلاب مین اشتغال کرتا تھا کہتے ہین کہ لاہور کی صوبہ داری مین وہ ایک پھر مدرسہ کے اندر

فقہ و تفسیر و حدیث کے درس میں قیام کرتا تھا علوم شرعیہ کی ترویج میں کمال کوشش کرتا تھا طبع موزون رکھتا تھا الفتی تخلص کرتا تھا اسکے دو بیٹے مرزا سیف اللہ خان و مرزا حسین قلیچ اکبر بادشاہ کے عہد میں مناصب مناسب پر ممتاز ہوئے قلیچ کے . . . . معنے ترکی زبان میں شمشیر کے ہیں پس قلیچ خان ایسا ہی نام ہے جیسے کہ شمشیر خان

(۲۴۳) صادق خان - یہ محمد باقر ہروی کا بیٹا ہے جو قرا خان حاکم خراسان کا نوکر تھا جسنے بادشاہ طہماسپ سے بغاوت کی تھی - صادق خان اول ہندوستان میں آیا - اور بیرام خان کا نوکر ہوا رکاب داری کی خدمت پائی - تھوڑی مدت میں منصب شاہی پایا - بیرام خان کے بعد وہ امیر ہوگیا - بادشاہ کا ہاتھی لعلخان اسکی غفلت سے غرق ہوگیا تھا اسلئے عتاب شاہی میں آیا مگر جب چند ہاتھی جرمانہ کے طور پر بادشاہ کی نذر کیے تو قصور معاف ہوا اور ولایت گڈھہ و ولایت شرق بنگال و ملتان و تیراہ و دکن کی مہمات میں اوس نے خدمات نمایاں کین - دکن میں ۱۰۰۵ھ میں وہ شاہزادہ مراد کا اتالیق مقرر ہوا ۱۰۰۶ھ میں اسنے منصب پنجہزاری پایا - ملک دکن میں سپہ آرا مقرر ہوا - ۱۰۰۵ھ میں شاہ پور میں اسہال کے مرض سے ملک بقا کا مسافر بنا - آگرہ سے آٹھ کروہ پر دھولپور میں اسنے وطن بنایا تھا - یہان اسنے عالی شان سرا عمارت و مقبرہ بنایا اور اسکے گرد وہات آباد کئے - بڑا بیٹا اسکا زاہد خان ہے جسکا ذکر جدا بیان ہوگا اور بیٹے اسکے دوست محمد و یار محمد تھے - انمین سے کوئی شاہجہان کے عہد میں زندہ تھا

(۲۴۴) رائے رائے سنگہ پسر راے کلیان مل - کلیان مل بیکانیر کا زمیندار قوم کا راتھور رجپوت تھا وہ مالدیو کی چوتھی پیڑھی میں تھا - بیرام خان کا دوست تھا ۹۶۰ھ میں اکبر کی خدمت میں وہ مع اپنے بیٹے رائے سنگہ کے اجمیر میں آیا اور اپنی بھتیجی کو بادشاہ سے بیاہا - وہ اپنی چالیس برس کی عمر میں منصب دو ہزاری رکھتا تھا ۹۸۰ھ میں رائے سنگہ نے جودھپور وطن مالدیو میں توقف کرکے گجرات کی راہ روکی کہ باغی ممالک محروسہ میں نہ داخل ہوں ابراہیم حسین کی و محمد حسین مرزا کی و چندرسین پسر راجہ مالدیو کی

لڑائیون مین اور سوانہ کی فتح مین جالور و سروہی و ناڈوت اور کابل بلوچون کی وٹھٹہ و رانا کی مہمات مین اچھی اچھی خدمتین کین بعض اوقات بادشاہی عتاب مین آیا مگر اسکے قصور معاف ہو گئے۔ اکبر کے عہد مین تو اسکو منصب چار ہزاری ملا مگر جہانگیر کے عہد مین وہ پنج ہزاری ہوا۔ جب جہانگیر خسرو کے تعاقب مین پنجاب جاتا تھا تو وہ محل کے ہمراہ مامور ہوا تھا مگر اثناء راہ مین وہ بے حکم اپنے وطن کو بیکانیر چلا گیا۔ شریف خان نے اسکا یہ قصور معاف کرایا۔ ۱۰۲۱ھ مین وہ عدم آباد کو سدھارا۔ اسکے بیٹون کا حال جہانگیر کی سلطنت مین بیان ہوگا

منصب دارِ سہ ہزار و پانصدی

(۵۷) شاہ قلی محرم بہارلو۔ یہ بیرام خان کا عمدہ نوکر تھا۔ ہیمو کو ہاتھی پر سے پکڑ کر اور ساتھ پانو باندھ بادشاہ کے روبرو لایا تھا۔ قبول خان پر عاشق ہوا۔ اسکا بیان اقبالنامہ مین لکھا گیا۔ وہ بیرام خان کا آخر وقت تک دوست رہا۔ بیرم خان کے مرنے کے بعد بہت جلد وہ امیر ہو گیا۔ پنجاب کا حاکم مقرر ہوا۔ وہ بادشاہ کا ایسا منظور نظر تھا کہ اوسکو بادشاہ اپنے محل مین لے گیا۔ شاہ قلی نے اپنے گھر جا کر اپنے تئین مجبوب کیا یعنے فوطے اپنے نکال کر پھینک دیئے۔ جب بادشاہ کو اسپر علم ہوا تو اسکو محرم کا خطاب دیا۔ ۹۸۳ھ مین بادشاہ ایک ہاتھی پر سوار ہوتا تھا کہ ایک بدمست ہاتھی اسپر آن چڑھا۔ جس سے بادشاہ گر کر بیہوش ہو گیا۔ خبر اُڑ گئی کہ بادشاہ مر گیا اسلیئے بہت سے پرگنون مین لوٹ مچ گئی۔ میوات سے ریواڑی تک راجپوتون نے لوٹ لیا۔ شاہ قلی نے خوب ان کی مالش کی۔ ۹۸۴ھ مین منصب چہار ہزاری اُسے ملا پھر منصب پنج ہزاری اور علم و نقارہ ۔ ۱۰۰۰ھ مین دار الخلافہ آگرہ مین عارضہ اسہال مین انتقال کیا۔
بیماری کی حالت مین سپاہ کو دو سال کی تنخواہ پیشگی دی اور مستحقون کو بہت خیرات دی۔ نارنول مین اسنے اپنا وطن بنایا تھا وہان عالی شان عمارتین اور بڑی تالابین

اسکے اولاد نہین تھی اسلئے تمام مال اسکا خزانہ شاہی مین آیا۔

(٤٦) اسماعیل قلیخان برادر خرد خان جہان۔ وہ جالندھر کی لڑائی مین گرفتار ہوا تھا وہ اپنے بھائی کے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین سرافراز ہوا مہم بلوچستان مین کامیاب ہوا زابلستان کی حکومت مین افعال ناسزا کا مرتکب ہوا۔ بھکر سے مکہ روانہ ہونے کا حکم ہوا مگر تضرع وزاری کے سبب سے وہ یوسف زئی کی مالش کے لئے متعین ہوا یہان بھی اُس نے کچھ کام نہین کیا۔ پھر وہ سنہ ... مین مالوہ مین جاگیردار مقرر ہوا پھر کالپی اپنی جاگیر مین گیا اور سنہ ۴۲ مین اسکو منصب پنجہزاری ملا وہ عیش دوست بڑا تھا کھانے پینے لباس و فرش و ظروف مین بہت تکلف کرتا تھا بارہ سو عورتین اسکے پاس تھین جب دربار مین جاتا تو انکے ازاربندون کو قفل لگا جاتا۔ آخران عورتون نے عاجز ہوکر اسکو زہر دیکر مار ڈالا اسکے تین بیٹے (۱) ابراہیم قلی (۲) سلیم قلی (۳) خلیل قلی تھے۔ اول کو منصب سہ صدی اور باقی دو مین سے ہر یک کو منصب دوصدی ملا تھا

منصبداران سہ ہزاری

(٤٧) مرزا جانی بیگ ارغون حاکم ٹھٹھہ۔ ارغون کا حال تاریخ سندھ مین بیان ہوگا۔ سنہ ۱۰۰۰ خانخانان نے مرزا جانی بیگ کو شکستین دیکر مطیع کیا سنہ ۱۰۰۱ وہ بادشاہ پاس آیا منصب سہ ہزاری پایا ملتان کی صوبہ داری کے ساتھ مخصوص ہوا مگر پھر اسکو سندھ مل گیا سنہ ۱۰۰۷ مین منصب سہ ہزار بالفعل پایا مرزا فراست و دانائی سے آراستہ تھا اسکے گفتار و کردار سے راستی و درستی اور شناسائی و آہستگی اسکی نشست و برخاست سے نمایان تھی چھوٹی عمر سے شراب پینے کا شوق تھا مگر اس حالت مین بھی کوئی ناہنجار حرکت نہین کرتا۔ کارکرد و گفتگو مین اپنا پاسبان رہتا مگر شراب کے بڑھنے سے بیمار ہوا رعشہ و سرسام مین گرفتار ہوا سنہ ۱۰۰۸ مین برہانپور مین قلعہ آسیر کی فتح کے بعد فنا ہوا۔

ایک دن بادشاہ کی مجلس مین کہتا تھا کہ آسیر جیسا قلعہ میرے پاس ہوتا تو سال تک

اسکو مین نہ دیتا معاندون نے بادشاہ سے کہا۔ بادشاہ کے دل مین غبار اوسکی طرف سے آیا ہی تھا کہ موت آگئی طبیعت اسکی موزون تھی حلیمی تخلص کرتا تھا۔

مرزا جانی بیگ کا بیٹا مرزا غازی بیگ تھا۔ جب باپ مرا ہے تو اوسکی عمر ۱۷ سال کی تھی بادشاہ نے اسکو ملک سندھ کا حاکم مقرر کر دیا مگر اسکے پاس سپاہ اتنی جمع ہو گئی تھی کہ اسنے بادشاہ سے بغاوت کی مگر سعید خان بھکر جا کر اسکو دربار مین لایا۔ بادشاہ نے اسکو ملک سندھ دیدیا۔

جہانگیر جب تخت پر بیٹھا ہے تو اسکو سوا سندھ کے ملتان بھی اور ہفت ہزاری منصب ملگیا اور قندھار کی کمک کو بھیجا گیا جسکو حسین خان شاملو حاکم ہرات نے گھیر رکھا تھا اسکو فرزند کا خطاب ملا۔ عباس اوسکو اپنی طرف پر جاتا تھا اور کئی دفعہ اسکو خلعت بھیجے تھے۔ وہ سنہ ۱۰۱۸ھ مین ذیقعدہ مر گیا اسکے مرنے کی تاریخ لفظ غازی ہے اسکے کچھ اولاد نہ تھی۔ باپ کی طرح وہ بھی شاعر تھا۔ اپنا تخلص وقاری کرتا تھا سب طرح کے ساز بجاتا تھا۔ شاعرون کو بہت انعام دیتا تھا وہ صرف شراب نہین پیتا تھا بلکہ ہر روز ایک باکرہ عورت سے مباشرت کرتا تھا سب جگہ سے یہ باکرہ اسکے لئے جمع کی جاتی تھین۔ ٹھٹھہ مین کوئی رنڈی باقی نہ تھی جو اسنے اپنا رشتہ نہ بناتی ہو۔

(۹۸) اسکندر خان اوزبک ۔ اوزبک کے سلاطین زادون مین سے تھا اکبر شہنشاہ کی خدمات بجا لایا۔ خانی کا خطاب پایا آگرہ کی حکومت ملی۔ ہیمو کے ساتھ مرکر سرہند کو بادشاہ پاس بھاگا۔ پھر وہ پنجاب مین مظفر خان کی کمک کو گیا۔ پھر اودھ کا تیولدار مقرر ہوا۔ خان زمان کی بغاوت مین شریک ہوا پھر توبہ کر کے بادشاہ کے پاس باریافت کی اور سرکار لکھنؤ کا تیولدار مقرر ہوا جب لکھنؤ مین آیا تو بیمار پڑا اور سنہ ۹۸۰ھ مین دنیا سے گیا

(۹۹) آصف خان خواجہ عبد المجید ہروی ۔ شیخ ابو بکر تائبادی کے فرزندون مین سے ہے جو اپنے زمانہ کے صاحب کمالون مین سے تھا سنہ ۷۸۲ھ مین امیر تیمور ہرات کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا تو ملک غیاث الدین یہان فرمان روا تھا تائباد مین جنبہ

آیا تو اسنے شیخ پاس اپنا آدمی بھیجا کہ آپ کسواسطے تیمور سے ملاقات نہین کرتے تو اونے کہا کہ مجھے امیر سے کیا کام ہے تو امیر خود شیخ پاس گیا اور اس سے کہا کہ آپنے ملک غیاث الدین کو نصیحت کیون نہین کی تو انہون نے جواب دیا کہ مینے نصیحت کی تھی مگر اسنے نہین سنی خداتعالی نے تمکو اسپر مقرر کردیا اب مین تمکو نصیحت کرتا ہون عدل کرو اگر عدل نہ کروگے تو خدا تم پر کسی دوسرے کو مقرر کریگا۔ امیر کہتا تھا کہ مجھے ہر قسم کے درویشون کے ساتھ صحبت کا اتفاق ہوا ہے سبکے دلمین خودغرضی کو دیکھا مگر شیخ کو اس سے خالی پایا۔

خواجہ عبدالمجید کے بھائی وزیر خان کا ذکر اوپر ہوچکا ہے وہ ہمایون کی سرکار کا دیوان تھا اکبر کے عہد مین وہ دیوان سے سردار ہوا اور رہا مع سیف وقلم ہوا۔ اسکو آصف خان خطاب ملا وہین کی حکومت ملی اور بتدریج صاحب علم وطبل ہوا منصب سہ ہزاری ملا چنار اور بھٹہ اور باندھو اور گدھہ کٹنگہ کی مہمات مین جو کام خواجہ نے کیے وہ اقبالنامہ مین مرقوم ہین سنہ مین وہ باغی ہوکر خان زمان کے ساتھ مین گیا پھر اسکے جرائم معاف ہوئے سنہ ۹۸۴ مین وہ رانا اودے سنگہ کی ساتھ لڑائیون مین شائستہ خدمت بجالایا اور جب قلعہ چتور فتح ہوا تو آصف خان کو وہ عنایت ہوا۔ اسکے مرنے کی تاریخ نہ ماثرالامرا مین نہ طبقات مین لکھی ہے۔

(۵۰) مجنون خان قاقشال۔ عہد ہمایون مین وہ نارنول کا تیولدار تھا جہان سے شیرشاہ کے غلام حاجی خان نے اسے نکال دیا عہد اکبری مین وہ کڑہ مانک پور کا جاگیردار ہوا۔ خان زمان اور اسکے بھائی کی بغاوتون مین اسنے کارہائے نمایان کیے۔ کالنجر کو تسخیر کیا گورکھپور کو خلاص کیا۔ گجرات مین کچھ بے عنوانی کی پھر بہار و بنگال کی مہمات مین شائستہ خدمات بجالایا گھوڑا گھاٹ کو فتح کرکے عدم کو سدھارا۔ سہ ہزاری منصب رکھتا تھا۔ طبقات اکبری مین لکھا ہے کہ وہ پنج ہزاری منصب رکھتا تھا اور پانچہزار سوار اسکے نوکر تھے اسکا بیٹا جباری خان

چند سال مراسم نوکری اور کارگذاری مین سرگرم رہا - جب داغ کا آئین جاری ہوا تو گروہ قاقشال اسلیے متوحش ہوئے کہ بغاوت کے آثار ظاہر کرنے لگے وہ بھی اس کام مین شریک ہوا مگر پھر اسکو خانجہان کا خطاب ملا - پھر اسکو مدت تک زندان مین رہنا پڑا پھر ۳۹ھ مین رہا ہوا -

(۵۱) شجاعت خان عرف مقیم خان عرب ــــ یہ تردی بیگ کا بھانجا اور خویش ہے - ہمایون پادشاہ نے اسکو مقیم خان کا خطاب دیا تھا وہ ہمایون کی خدمت چھوڑ کر مرزا عسکری سے جا ملا تھا پھر اسنے پادشاہ سے قصور معاف کرایا منعم خان کے ساتھ شہنشاہ اکبر کی خدمت مین آیا ۹ھ مین مالوہ کی یورش مین شائستہ خدمات بجا لایا - شجاعت خان کا خطاب پایا ۸ھ مین پادشاہ اسکے گھر مین مہمان ہوا ایلغار نہ روزہ مین وہ پادشاہ کے ساتھ تھا - ایک دفعہ بزم شاہی مین اسنے کچھ کلمات نامناسب منعم خان خانان کی نسبت کہے تھے اسکو سرزنش زبانی ہوئی اور خانخانان پاس بھیجا گیا جنسے اسکا قصور معاف کیا ۲۲ھ مین منصب سہ ہزاری اوسکو ملا - ممالک شرقیہ مین وہ سپہ سالار اور حاکم ہوا ۸ھ مین اسکے نوکرون نے شہید کیا اکبر نے اسکے قاتلون کو سخت سزا دی - ایک دفعہ جنگل مین پادشاہ نے اوسکی جان بھی بچادی تھی -

اسکا ایک بیٹا قویم خان باپ کے ساتھ مارا گیا وہ نوجوان تھا علم موسیقی سے خوب ماہر تھا دوسرا بیٹا مقیم خان تھا اسے منصب ہفت صدی ملا تھا -

(۵۲) شاہ بداغ خان وہ اویماق کال کی اولاد مین تھا فرا ترک کی قوم کے دو فرقے اماق یا اویماق کھلاتے تھے وہ ہندوستان مین شہسواری مین مشہور تھے مغلون کے سوخ اماق لکھتے ہیں اور اس سے شہسوار مراد لیتے ہین اس کی لفظ کے معنی ہندوستان مین کچھ سی کچھ ہوگئی (بداغ کے معنی ترکی زبان مین شاخ کے ہین کال کچھے کسی فرقہ کے بانی کے ہین) ہمایون کے عہد مین اپنی خدمات پسندیدہ کے سبب امیر ہوگیا اور عہد اکبری مین بھیجا یا دشمنون سے لڑتا تھا اس کی . . . .

عوض مین پے در پے اسکے منصب اضافہ ہوتے گئے اور وہ امیر ہو گیا اور منصب سہ ہزاری اسکو مل گیا سنہ مین جب بہادر خان سے لشکر شاہی نے شکست پائی تو بداغ خان نہین بھاگا۔ گھوڑے پر سے گر کر گرفتار ہوا۔ پھر اس قید سے رہا ہوا مالوہ مین اسکو حسن خدمات کے سبب سارنگپور تیول مین ملا۔ اسنے مانڈو مین انتقال کیا قلعہ مانڈو مین اسنے عمارت مطبوع اور مستحکم بنائی اور نیل کنٹھ اسکا نام رکھا اور اسپر یہ بیت کندہ کرائی ۔ بیت نتوان کردن تمامی عمر را مصروف آب و گل ۔ کہ شاید یکدمے صاحبدلے آنجا کند منزل اسکے نیچے میر معصوم بھکری نے جسکا تخلص نامی تھا یہ رباعی کندہ کی ۔

رباعی

چندے دیدم شکستہ در صبح گاہ	بر کنگرہ مقبرہ شروان شاہ
فریاد کنان زروی عبرت گفت	کو آن ہمہ حشمت و کجا آن ہمہ جاہ

عہد جہانگیری مین ان عمارات کو رونق تازہ حاصل ہوئی۔

(۵۳) حسین خان ٹکریہ — مہدی قاسم خان کا بھانجا اور داماد تھا اول وہ بیرم خان کا ماہ صفر سنہ ۹۶۵ھ مین لاہور کی حراست اسکے سپرد ہوئی کوئی ہندو لمبی داڑھی والا آیا اوسکو مسلمان سمجھ کر اسنے تعظیم دی جب اسکو معلوم ہوا کہ وہ ہندو ہے تو اسنے حکم دیا کہ کوئی ہندو اس بار جبتک نہ نکلے کہ کاندھے پر نشانہ نہ لگائے۔ غرضکہ ایک زرد کپڑا الگ ہونے کی امتیاز کے واسطے کاندھے پر لگایا کرتے تھے اسکا ہندی نام ٹکریہ تھا گو ٹکڑی ہی ہے اسی لئے اسکے نام کے ساتھ ٹکریہ لگایا جاتا ہے۔ بیرم خان کے ساتھ وہ اور شاہ قلیخان اس وقت تک ساتھ رہے کہ کوئی عزیزوں مین اسکی ہمراہ نہ رہا تھا جب مہدی قاسم خان گڈھہ سے دل برداشتہ ہوکر راہ دکن سے حجاز کو روانہ ہوا تو وہ کچھ دور اسکے ساتھ گیا جب قصبہ ستواس پر آیا تو وہاں مرزاؤں کا غوغا ہو رہا تھا نہ جا سکا وہ قصبہ مذکور مین مقرب خان کے ساتھ کہ یہان کا تیول دار تھا متحصن ہوا جب مقیم خان بھاگ گیا تو حسین خان باہر نکل کر ابراہیم حسین مرزا سے ملا ہر چند اسنے اسکو رفاقت کے لئے کہا مگر اسنے قبول نہین کیا سنہ مین وہ

وہ بادشاہ پاس آیا قدردانی کا بازار گرم تھا تھور و جلادت و خدمت گزینی اور کارطلبی
اسکی بادشاہ کے دلنشین تھی باوجودیکہ وہ سپاہ کشیر کے کسی انتظام کو اچھی طرح نہین
جانتا تھا اس امید پر کہ وہ اس سے شناسا ہو جائیگا اسکو منصب پنجہزاری عنایت ہوا
اپنے بتول محال مین دست تعدی دراز کیا اور اندازہ سے پاؤن باہر نکالا سنہ ۹۱ بادشاہ
شرقی ولایت مین گیا تو وہ بادشاہ کی خدمت مین نہ آیا۔ بادشاہ نے لوگون سے اسکا
سبب پوچھا تو لوگون نے عرض کیا کہ اسکے خشک مزاج پر سودا غالب ہوا ہے اور زبردستون
پر تاخت اور رعایا کو تاراج کرتا ہے بادشاہ نے اسکی جاگیر ضبط کر لی۔ جب پٹنہ فتح کر کے
بادشاہ معاودت کر کے آگرہ مین آیا تو اثنا راہ مین بادشاہ پاس آیا۔ بادشاہ نے اوسکو
مجرے کی اجازت نہ دی اس نے دنیا کو چھوڑ کر قلندری اختیار کی۔ بادشاہ نے پھر تازہ مہربانی
کی کہ اپنی ترکش مین سے ایک تیر دیکر حکم دیا کہ اپنی جاگیر مین جو خالصہ مین داخل ہو گئی تھی جائے
اور سرانجام سپاہ کا سامان کرے جب اس تقریب سے بادشاہ سے رخصت ہوا تو پھر اپنا
وہی شیوہ ناستودہ اختیار کیا اور اس نواح کی غارت و تاراج مین دست جرأت دراز
کیا بسنت پور سرکار کمایون کو غارت کرتا ہوا پہنچا۔ یہان سنا تھا کہ بہت سے دولت
اور جواہر اور سونے کی کانین ہین یہان جنگ بے آئین کر کے شکست پائی ہندوؤن کی
گولی سے زخمی ہوا۔ وہان سے پھر اسکی شورش کے دفع کرنے کے واسطے صادق خان
بادشاہ کی طرف سے روانہ ہو چکا تھا اس سبب سے آدمی جو اُس پاس جمع ہوئے تھے وہ
پراگندہ ہوئے ہوا خواہون نے مصلحت بتلائی کہ منعم خانخان پاس جاکر اسکے وسیلے سے
اپنے جرائم معاف کراؤ مگر اوسکو راہ مین قصبہ بارہ کے نزدیک پکڑ لیا۔ حسب الحکم آگرہ
مین آیا اپنے گھر مین اُترا آتے ہی زخم جانکاہ سے مر گیا۔ اسکا بیٹا یوسف خان عہد
جہانگیری مین امراء کے جرگہ مین داخل ہوا۔

حسین خان عبد القادر بدایونی کا مربی و محسن تھا اسنے اپنی تاریخ مین اس طرح
ستائش کی ہے کہ وہ سنی مذہب پاک اعتقاد تھا ہمت مین بیعدیل و شجاعت مین

یگانہ اور خرد و بزرگ کی تواضع مین یکسان تھا جب وہ لاہور مین تھا تو حضرت ختم النبیین کی متابعت کے سبب سے رونق تھی اسنے ہزارون مساجد و مقبرون کی از سر نو مرمت کرائی ایک دن ایک ہندو مسلمان کی صورت بناکے آیا اسپر اسلام کا گمان کرکے قیام کیا تحقیق حال کے بعد انفعال ہوا جسپر وہ حکم جاری کیا جسکا اوپر مذکور ہوا پھر اسنے حکم دیا کہ ہندو زین سوار نہ ہون پالان پر بیٹھین کبھی چارپائی پر نہ سوتا نشست برخاست مین سادات کا پاس کرتا - جماعت و تہجد کی نماز کبھی اسکی باختیار فوت نہین ہوئی - باوجود لاکھون اور کروڑون کی جاگیر کے اسکے طویلہ مین ایک گھوڑا تھا کبھی وہ بھی دیدیتا تو سفر و حضر مین جب تک غلام و ملازم کوئی اپنا گھوڑا اسے نہ دیتا وہ پیادہ پا پھرتا یہ مصرعہ اسکے حال پر صادق آتا تھا ع خان مفلس غلام باسامان * خزانہ جمع کرنے کی اسنے قسم کھائی تھی روز جنگ مین وہ فاتحہ جو پڑھتا اسکی عبارت یہ تھی یا شہادت یا فتح - لوگ کہتے کہ فتح مقدم کیجیے - یا فتح - یا شہادت کہیے - تو وہ کہتا کہ مجھے اپنے مردہ عزیزون کے دیکھنے کا شوق بہت زیادہ ہی بہ نسبت مخادیم باقی ماندہ کے - بارہا اسنے پندرہ ہزار روپیہ سے چالیس ہزار روپیہ تک کی چٹھی سپاہ کو لکھ دی اسنے یہ نذر کی تھی کہ جو غلام اسکے ملک مین آوے وہ اول ہی دن سے آزاد ہو - جب مرا ہے تو ڈیڑھ لاکھ روپیہ کا قرضدار تھا وہ قرضخواہون کے ساتھ نیک معاملہ ایسا تھا کہ اُنہون نے خوشی سے وصولی دستاویزون کو چاک کرکے قرض معاف کیا اور وارثون سے کچھ دعوی نہین کیا اور سلام و درود اسپر بھیجا عبدالقادر لکھتا ہے کہ خلاصہ عمر کہ عنفوان جوانی ہے بخلاف اسی رذل العمر کے کہ ہنگام رذالت پیری اور سرگردانی ہی مین نے اسکی خدمت مین گذرانی ہی اور اسی کی تقریب التفات سے مستحق نشو و نما یا تاہون شہرہ زمان و انگشت نمائے جہان ہوا ہون اسکے احسان و نعمتون کا شکر نہین ادا کرسکتا -

(۵۴) مراد خان پسر امیر خان مغل بیگ - سنہ ۹۰۰ھ مین اسنے گدھ کٹنکہ کی مہم مین آصف خان کے ماتحت عمدہ خدمات کین سنہ ۹۸۲ھ مین مالوہ اسکو جاگیر ملی اور مرزاؤن سے وہ

شہاب الدین احمد خان کے ماتحت خوب لڑائیاں لڑا مالوہ مین اجین اسکو جاگیر ملی۔
سنہ مین مرزاؤن نے خاندیس پر حملہ کیا قلیچ خان کی مدد سے اُسنے مرزاؤن کو
نربدا پار اُتار دیا سنہ ٩٨١ھ مین پٹن کی لڑائی مین مراد خان کی لڑائی کا تماشا دیکھتا رہا کوئی
(کا معرکہ واقع ہوا اس لئے نہیں گیا۔)
سنہ ٩٨٢ھ مین وہ منعم خان کے ساتھ بنگال کی مہم مین گیا۔ بنگال کے جنوب مشرق مین اُسنے
فتح آباد وسرکار بوگلا کو فتح کیا اور اڑیسہ مین جلیسر (جسیل سورم) مین حاکم مقرر ہوا
سنہ ٩٨٣ھ مین منعم خان خانخانان کی وفات کے بعد وہ ٹانڈہ مین آیا اسنے بنگال
کی آخر مہمات مین کوئی کار نمایان نہین کیا اسکا پردہ فاش ہونے کو تھا کہ سنہ ٩٨٩ھ
وہ اجل طبعی سے مرگیا اسکے مرنے کے بعد فتح آباد کے زمینداروں نے اُسکے بیٹون کو
دعوت مین بلا کر دغا سے مارڈالا۔

(٥٥) حاجی محمد خان سیستانی ۔۔۔ یہ بیرام خان کا عمدہ نوکر تھا وہ ہمیشہ
اسکے ساتھ صحبت و مشاورت رکھتا تھا سنہ ٩٦١ھ مین جب ہمایون قندھار گیا ہے
حاجی محمد خان کو وہان سے اپنے ساتھ لیگیا آدمیون کو اسکی طرف سے یہ گمان تھا
کہ وہ شقہ ہو کر رہیگا۔ ہندوستان میں آ کر بیرام خان کی سفارش سے اسکو خانی
کا خطاب ملا۔ اور مراتب عالی پر ترقی ہوئی۔ اوّل ہی سال جلوس اکبری مین وہ
لاہور کا صوبہ دار مقرر ہوا اسنے ملا عبد اللہ مخدوم الملک کو اس سبب سے شکنجہ مین کھنچوایا
کہ بادشاہ سے وہ بد اخلاص تھا اور افغانون سے وہ سازش رکھتا تھا جب بیرام خان
حج کو روانہ ہوا تو ایک دن بیرام خان نے اس سے کہا مجھے کسی شخص کی مخالفت
سے اس قدر کوفت نہیں حاصل ہوئی کہ جسقدر تیری بیوفائی سے تو نے سارے حقوق
قدیم کو فراموش کر دیا۔
حاجی محمد خان نے جواب دیا کہ تو نے باوجود دعوی اخلاص اور افزونی تربیت
ہمایون اور مراحم و اشفاق اکبری کی بغاوت اختیار کی اور تلوار کھینچی۔
اگر مینے تیری صحبت کو ترک کیا تو کیا برا کیا تب بیرام خان شرمندہ ہو کر چپ ہو رہا

حاجی ہمیشہ پادشاہ کی خدمت مین رہا۔ معارک ہیجا مین مردانہ کام کرتا رہا۔ سہ ہزاری منصب پایا۔ مرزاؤن کی بغاوت دبانے گیا سرکار مانڈو مین جاگیر پائی۔ سنہ ۹۸۲ھ مین منعم خان کا کمکی ہوکر بنگال گیا اور شہر گور مین وبا پھیلی اسی جوشش فنا مین ۹۸۳ھ مین فنا ہوا

(۵۷) افضل خان خواجہ سلطان علی تربتی — ابتدا مین سرکار ہمایون مین مشرف خزانہ تھا۔ ۹۵۶ھ مین اسکی ترقی مشرف بیوتات کے عہدہ پر ہوئی ۹۵۹ھ مین جب کامران نے کابل پر تسلط پایا تو اسکو قید کیا اور اُسسے جبر و تعدی کرکے نقد و جنس بہت لیا۔ جب ہمایون نے ہندوستان کو معاودت کی تو اسکو میر بخشی بنایا۔ جب ہیمو نے دہلی پر حملہ کیا ہے تو خواجہ تردی بیگ کے ساتھ تھا اور قول کا افسر تھا۔ لڑائی مین اپنی جگہ نہین ٹھہر سکا اور اشرف خان زین محمد خان کے ساتھ بھاگ گیا۔ بیرام خان نے تردی بیگ کو ہلاک کیا اور خواجہ اور میر منشی کو نفاق اور زرداری کے سبب سے نظر بند کیا۔ یہ دونو بھاگ کر حج کو چلے گئے۔ ۹۶۸ھ مین اکبر کا آستان بوس ہوا۔ اور مرتبہ امارت اور منصب ہزاری پایا۔ آگے اسکا حال معلوم نہین۔

(۵۸) شاہ بیگ خان ارغون مخاطب بہ خان دوران خان پسر ابراہیم بیگ حربکیا۔ ابتدا مین وہ مرزا محمد حکیم کا نوکر تھا اور پشاور کا حاکم۔ جب مرزا مر گیا اور اسکے ملک وزاد کے لینے کے لئے راجہ مان سنگہ گیا ہے تو وہ مرزا کے بیٹون کو لیکر پادشاہ کی خدمت مین آیا۔ سواد اور بجور مین یوسف زئی کی مالش مین اپنی مردانگی کے سبب سے نام پیدا کیا خوشاب اسکو اقطاع مین ملا۔ ٹھٹھہ کی فتح مین خان خانان کے ساتھ کار ہائے نمایان دکھائے دو ہزار و پانصدی منصب پایا اور ۱۰۰۳ھ مین قندھار مین حاکم مقرر ہوا۔ اور الوس کاکر کو جو اس سرزمین مین مدتون سے رہزنی اور مردم آزاری کر رہے تھے خوب تاخت و تاراج کیا۔ ۱۰۱۲ھ مین منصب سہ ہزاری و پانصدی پایا۔ اول سنہ جہانگیری مین حسین خان شاملو حاکم ہرات نے اکبر کی وفات کے بعد قندھار کا محاصرہ کیا۔ شاہ بیگ خوب دل قوی اور ہمت درست سے دن کو لڑتا

اور رات کو دشمنون کی آنکھون کے سامنے بزم نشاط آراستہ کرتا - ایک دن حسن خان
کا ایلچی قلعہ مین آیا - گو غلہ تمام ہوچکا تھا مگر جسقدر باقی تھا اُسکے توڑے راستہ اور بازار مین
لگوا دیے کہ دشمن کو عبرت ہو - کچھ دنون کے بعد شاہ عباس شاہ ایران کا عتاب حسن خان
پر ہوا کہ کیون ہمارے حکم بغیر قندھار پر حملہ ہوا - اسلئے وہ بے نیل مقصود قندھار سے چلا گیا
سنہ ۱۰۱۲ھ مین حسب الحکم جہانگیر کی خدمت مین قندھار سے کابل مین آیا منصب پنجہزاری اور
خاندوران خان کا خطاب پایا - کابل کا صاحب صوبہ اور افغانستان کا منتظم مقرر ہوا
مدتون تک یہان نظم و نسق کرتا رہا - کبرسنی سے ایسا کم قوت ہوگیا تھا کہ سوار نہین ہوسکتا
تھا - اسلئے بادشاہ نے اُسے بلاکر ٹھٹھہ کا صوبہ دار کیا - سنہ ۱۰۲۸ھ مین پیری و سال خوردگی
سے استعفا دیا - بادشاہ نے پرگنہ خوشاب جو اسکی قدیمی جاگیر تھی اور اسکا حاصل پچیس
ہزار روپیہ بطریق مدد خرچ کے مرحمت کیا -

کہتے ہین جب وہ ٹھٹھہ جاتا تھا تو آصف خان سے رخصت ہونے آیا اس نے ملا محمد ٹھٹھی
کے بھائیون کی جو اسکے مصاحب تھے سفارش کی شاہ بیگ نے سنا تھا کہ ملا کے بھائی . .
آصف خان کی حمایت کے سبب سے حکام کو خاطر مین نہین لاتے ہین تو اسنے جواب مین کہا
کہ اگر وہ سر حساب ہونگے تو بہتر ہوگا - ورنہ مین انکی کھال کھچواؤنگا - اس سے آصف جاہ
نہایت ناخوش ہوا اور اسکے کامون کو ایسا برہم زدہ کیا کہ منصب جاگیر چھوڑکر گوشہ نشین ہوا
شاہ بیگ ایک ترک سادہ سپاہی تھا جب اکبر نے اُسکو علم و نقارہ دیا تو اُس نے
کہا کہ یہ کس کام آئینگے منصب بڑھایا جاے جاگیر دی جاے تو مین بادشاہی کام کے
واسطے عمدہ سوار بہم پہنچاؤن - جہانگیر سے اسنے ایک دفعہ برسر دیوان کہا حضرت
آپکے باپ کے دنگل مین اتنے جوان گھوڑے ہوتے تھے کہ شاہ بیگ انکے آگے
پشم کی برابر تھا اور اب جو جوان گھوڑے ہین وہ شاہ بیگ کی پشم کی برابر نہین
سنہ ۱۰۲۰ھ مین اس نے ایک ہزار سیاہ مغلون کی ایسی آراستہ دکھائی کہ جہانگیر
دیکھکر دنگ رہ گیا - وہ دائم الخمر تھا - بنگ و افیون و کوکنار و شراب ملاکر پیتا تھا

اسکا نام چار مغزا رکھا تھا اسلئے چار مغزا خور اسکا نام مشہور ہو گیا تھا اسکے بیٹون مین [illegible]
اول شاہ محمد خان تھا جسکا خطاب غزنین خان تھا - صاحب کمال تھا - ہزاری کا
منصب پایا تھا کہ مرگیا دوم یعقوب بیگ داماد مرزا جعفر آصف خان کا تھا ازل [illegible]
تھا ترقی نہ ہوئی - اسد بیگ منصب سہ صدی رکھتا تھا - پچاس گھوڑون کا سردار [illegible]

(۵۸) خان عالم چلمہ بیگ پسر ہمدم کوکہ - یہ مرزا کامران کا کوکلتاش تھا - ہمایون کا
سفرچی تھا - سنہ ۹۶۱ھ مین مرزا کامران کی آنکھون مین میل کھینچی گئی اور وہ حج کو روانہ
ہوا تو یہ وفادار اُسکے ساتھ گیا - کامران کی وفات کے بعد وہ اکبر کی خدمت
مین آیا - تھوڑے دنون منصب سہ ہزاری اور خطاب خان عالم پایا - حاجی پور کی
فتح اور بنگال و اڑیسہ کی مہم مین کارہاے نمایان کیے اور سنہ ۹۸۳ھ مین جنگ داؤد افغان
مین مارا گیا کہتے ہین کہ وہ اس جنگ سے پہلے کہتا تھا کہ اس لڑائی مین اپنی جان دیدونگا
دوستون سے توقع ہے کہ وہ میری جانفشانی بادشاہ سے عرض کر دینگے - طبع موزون
تھی شعر کہتا تھا اور ہمدمی تخلص کرتا تھا باپ کے نام کے سبب سے یہ تخلص اس نے اختیار کیا

(۵۹) محمد قاسم خان میر بحر - چمن آراے خراسان —— خاندان تیموریہ کے
قدیمی امرا مین دوست مرزا تھا اسکا یہ بھانجا تھا - سنہ ۹۵۲ھ مین جب مرزا کامران کا
محاصرہ ہمایون نے کوہ عقابین سے کیا ہے تو قاسم حسین مع اپنے چھوٹے بھائی خواجہ
محمد حسین کے قلعہ کے آہنین دروازہ مین سے نکل کر ہمایون کی خدمت مین چلا آیا
پھر اکبر کے عہد مین اُس نے بہ تدریج منصب سہ ہزاری پر ترقی کی اور قلعہ آگرہ کو اسنے
اپنے اہتمام سے آٹھ سال مین سات کروڑ ٹنکے یعنی ۳۵ لاکھ روپیہ مین تعمیر کرایا اور
سنہ ۹۸۲ھ مین آگرہ کا حاکم ہوا پھر سنہ ۹۹۵ھ مین کشمیر کی تسخیر مین کارہاے نمایان کیے کشمیریون
کی شرارت کے سبب سے اسنے یہان کی حکومت سے استعفا دیا سنہ ۱۰۰۲ھ مین وہ
دار الملک کابل کا مرزبان مقرر ہوا اسنے شاہرخ مرزا کے جعلی بیٹے کو اپنے
پاس رکھا تھا جسنے اسکی خوابگاہ مین جاکر اُسے مار ڈالا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اس قاتل کو قاسم خان کے بیٹے نے ہلاک کیا یہ واقعہ سنہ کا ہے۔

(۶۰) باقی خان کوکہ۔ اکبر کا کوکہ اور ادھم خان کا بڑا بھائی اور ماہم انگہ کا بیٹا ہے۔ پادشاہ نے خود اسکی شادی کرائی اور آئین خود گیا سہ ہزاری منصب عنایت کیا تاریخ شیخ عبدالقادر بدایونی سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ مین وہ ولایت گڈھ منڈلہ مین جاگیردار تھا اور وہ یہین مرگیا۔

(۶۱) میر معز الملک موسوی مشہدی — وہ موسوی مشہدی سیدون مین تھا یعنی حضرت موسی رضا امام ہشتم کی اولاد مین۔ انہین سیدون کا ایک شعبہ جو ایک اور مان سے پیدا ہوا ہے رضوی کہلاتا ہے وہ سہ ہزاری منصب رکھتا تھا۔ سنہ مین پادشاہ جونپور روانہ ہوا ہے تو معز الملک کو بہادر اور اسکندر خان سے لڑنے کے لئے بھیجا تھا ان سے لڑ نہ سکا اور بھاگا۔

بہادر کے فتح ہونے کے بعد اسکو پرگنہ آرہ جاگیر مین ملا تھا مگر یہان وہ اور اُس کا بھائی دونو باغی ہوگئے۔ اسد خان اسکو پکڑ کر کشتی مین بٹھا کے پادشاہ پاس لایا تھا کراٹاوہ کے قریب اسکی کشتی ڈوب گئی اور وہ مرگیا۔

(۶۲) میر علی اکبر۔ یہ چھوٹا بھائی میر معز الملک کا ہے اور عہد اکبری مین اسکو سہ ہزاری کا منصب ملا۔ وہ تقادیم خدمات مین اپنے بڑے بھائی کا شریک تھا اُسنے شہنشاہ اکبر کا مولود نامہ لکھا تھا جسکے صلہ مین ایک پرگنہ پادشاہ نے انعام دیا وہ اپنے بھائی کے ساتھ باغی ہوگیا تھا اسلئے مقید ہوا۔

(۶۳) شریف خان پسر اتکہ خان — شمس الدین محمد خان اتکہ کا چھوٹا بھائی تھا سہ ہزاری منصب رکھتا تھا۔ اول پنجاب مین پھر سنہ مین کار تھونٹ مین جاگیر رکھتا تھا تسخیر کوٹھلیر مین بڑی دوڑ دھوپ کی۔ سنہ مین شہزادہ مراد کا اتالیق مقرر ہوا۔ اسی سال مین مالوہ مین حاکم مقرر ہوا۔ گجرات اور دکن مین شائستہ خدمت بجا لایا۔ سنہ مین مالوہ سے پادشاہ کی خدمت مین آیا

اور اپنے وطن مالوف غزنین مین جہان وہ پیدا ہوا تھا قلعہ دار مقرر ہوا۔ شاہ بیگ اسکی جگہ گیا پھر اسکا حال نہین معلوم۔

اُسکا بیٹا نازر بہادر گجرات مین جاگیر رکھتا تھا۔ پھر وہ مالوہ مین بدلا گیا۔ اسیر اور احمدنگر کی لڑائیون مین خدمات بجالایا۔ ۱۰۰۶ھ مین تلنگانہ مین لڑائی مین پکڑا گیا۔ ابوالفضل نے اُسے چھڑا لیا۔

منصب داران دو ہزار و پانصدی

(۶۴) ابراہیم خان اوزبک یا شیبانی۔ امراے ہمایونی مین سے تھا جس سال ہندوستان فتح ہوا ہے وہ شاہ ابوالمعالی کے ساتھ لاہور مین متعین ہوا کہ اگر کوہستان سے نکل کر سکندر سور ملک پر دست انداز ہو تو وہ اسکا تدارک کرے اس کام کو اُسنے احسن وجوہ سے انجام دیا پھر جونپور مین وہ خان زمان کے ساتھ آیا جب خان زمان نے اول دفعہ بغاوت کی ہے تو وہ اسکی معافی قصور کے لئے ضامن ہوا دوسری دفعہ خان زمان کی بغاوت مین وہ خود شریک ہوا پھر اسکا خان خانان کی سفارش سے قصور معاف ہوا۔ اور وہ خان خانان کے معینون مین مقرر ہوا۔ اسکے مرنے کی تاریخ معلوم نہین۔ طبقات اکبری مین اسکا منصب چار ہزاری لکھا ہی۔ اسکا بیٹا اسمٰعیل خان تھا کہ خان زمان نے اسکو سندیلہ جاگیر مین دیا تھا جب بادشاہ کی طرف سے سلطان حسین جلائر کو قصبہ کور ملا تو اسنے وہ لڑا اور شکست پاکر بھاگ گیا۔

(۶۵) خواجہ جلال الدین محمود بجوق (بجوق کے معنے ترکی زبان مین بینی بریدہ کے ہین) جلال الدین مرزا عسکری کا نوکر تھا وہ قندھار اور گرمسیر مین تحصیل مال کے لئے آیا تھا کہ ہمایون کا گذر ایران جانے کے لئے اس ضلع مین ہوا اُسنے اپنا تمام نقد و جنس اُس کو نذر کیا۔ ہمایون نے اوسکو میر سامان کا خطاب دیا۔ جب ہمایون ایران سے پھر کر آیا ہے تو اُسنے شاہزادہ اکبر کے ساتھ غزنین بھیجا کہ وہ اس ولایت مین حکمرانی

کرے - خواجہ پادشاہ قلی تھا وہ کسی کے ساتھ بے تقریب تواضع کے پیش نہین آتا تھا اور ہزل و مزاح سب سے کرتا تھا اسلئے امرا مین سے کوئی اسکا دوست نہ تھا - اکبر کے عہد مین اسکو منصب دو ہزاری پانصدی مل گیا اور غزنین کو رخصت ہوا - بیرام خان اور منعم خان کی عداوت کے سبب سے مقید ہوا آنکھون مین سلائی پھری مگر کچھ بینائی باقی تھی کہ وہان سے بھاگ کر ہندوستان کو بھاگا مگر راہ مین منعم خان نے پکڑوا کے اسکو اور اسکے چھوٹے بھائی مسعود کو مروا دیا منعم خان نے ان بیگناہون کو مار کر بدنامی کا داغ اپنے اوپر لگایا -

(۷۶) حیدر محمد خان اختہ بیگی ـــــ ہمایون پادشاہ کے قدیم نوکرون مین تھا - ایران اُسکے ساتھ گیا تھا - بلخ مین جب گھوڑا اسکا مارا گیا تو اُسنے اپنا گھوڑا دیدیا تھا - جب مرزا کامران نے ہمایون کے لشکر پر شب خون مارا ہے تو حیدر نے زخمی ہو کر بھی اپنی جگہ کو نہ چھوڑا - قندھار اور ہندوستان مین پادشاہ کے ساتھ رہا - بیانہ اسکو جاگیر مین ملا وہان غازی خان پدر سلطان ابراہیم فرمان روا تھا اسنے اس کو دغا سے مار ڈالا پادشاہ اسپر خفا ہوا ہیمو بقال کی لڑائی مین شکست پائی - پھر کسی تقریب سے کابل گیا -

گجرات کی مہم مین شریک ہوا اور دو ہزار پانصدی کا منصب پایا -

جنت آباد گور مین دریا کے زمانہ مین ۹۸۳ھ مین وہ اور اسکا بھائی دونو مر گئے -

(۷۷) اعتماد خان گجراتی - سلطان محمود والی گجرات کا ایک ہندی غلام تھا - سلطان کو اسپر ایسا اعتماد تھا کہ اسنے اپنی حرم کا محرم اسکو بنایا اس نے احتیاطاً کافور کھا کر قطع رجولیت کیا اس سبب سے کہ عقل معاش و متانت و وضع و صلاح ظاہری کی صفت رکھتا تھا وہ گجرات کے امرا کبار مین تھا اور جب اکبر نے گجرات کو فتح کر لیا تو اسکا دو لتخواہ بنا پادشاہ نے اسکو منصب دو ہزار پانصدی دیا طبقات اکبری مین لکھا ہے کہ چار ہزاری منصب دیا - ۹۹۵ھ مین اس دنیا سے رخصت ہوا -

(۷۸) پایندہ خان مغل ـــــ برادر زادہ حاجی محمد خان کوکی - حاجی محمد خان

اور اسکے بھائی شاہ محمد کو ہمایون نے قتل کیا تھا جو جرات مین مفرد تھا ہمایون بادشاہ نے بار بار
یہ کہا کہ بادشاہون کے ایسے خدمتگار ہونے چاہئین سنہ اکبری مین وہ شہنشاہ کی خدمت
مین منعم خان کے ساتھ آیا مالوہ کی فتح مین شریک ہوا سنہ ۹ مین بنگالے بھیجا گیا سنہ ۲۲ مین رانا
کی تنبیہ کو روانہ ہوا۔ پھر مظفر گجراتی کی لڑائی لڑا سنہ ۳۲ مین گھوڑا گھاٹ جاگیر مین ملا۔
سنہ ۱۷ مین پیرانہ سالی کی وجہ سے اسکی پنشن ہو گئی تھی سنہ ۲۴ مین وہ مر گیا۔

(۶۹) جگناتھ پسر راجہ بہارا مل —— وہ شرف الدین حسین (۱۷) کے ہاتھ مین
بطور اوگول کے تھا۔ کچھ مدت کے بعد اسنے رہائی پائی اور بعد ازان اسپر بادشاہ کے
الطاف ہوئے۔ وہ اکثر مان سنگہ کے ساتھ مہمات مین شریک رہا سنہ ۲۱ مین جب رانا
پرتاب سنگہ نے بادشاہی سپاہ کا مقابلہ کیا ہے تو اسنے رامداس پسر جیمل کو کہ مخالفون
نامور تھا اپنے ہاتھ کی ضرب سے مارا تھا سنہ ۲۳ مین پنجاب مین تیول پائی سنہ ۲۵ مین
پنجاب مین مرزا محمد حکیم کے حملہ روکنے کے لئے ہراول مقرر ہوا سنہ ۲۹ مین رانا سے وہ
لڑا پھر مرزا یوسف خان کے ساتھ کشمیر گیا سنہ ۳۳ مین بادشاہ کی خدمت مین آنکر سلطان
مراد کے ساتھ کابل کی طرف گیا سنہ ۴۲ مین شاہزادہ کے ساتھ مالوہ گیا پھر اوسکے
ساتھ دکن کی مہمات مین شریک رہا سنہ ۴۳ مین وہ شاہزادہ کی اجازت بغیر بادشاہ
کی خدمت مین چلا آیا اسلئے کچھ دنون عتاب شاہی مین رہا جب بادشاہ نے دکن سے
مراجعت کی ہے تو رنتنبھور مین وہ بادشاہ سے ملا۔ پھر جہانگیر۔ بہ بحال ہوا اور دکن بھیجا
سال اول جلوس جہانگیری مین شاہزادہ سلطان پرویز کے ہمراہ مہم رانا مین متعین ہوا
اور جب بادشاہ نے خسرو کے ہنگامہ کے سبب سے پرویز کو بلا لیا تو وہی کل سپاہ کا
سپہ سالار تھا اسی سال مین ضلع ناگور مین دلپت ہنگامہ پرداز ہوا تو وہ اسکے دفع کرنے
کے لئے مامور ہوا سنہ ۳ جہانگیری مین اسکو پنجہزاری کا منصب و تین ہزار سوار ملے اور اسکے بیٹے
راجچند کو دو ہزاری منصب و پندرہ سو سوار ملے اور صوبہ دکن کو بھیجا گیا۔
راجچندر کا بیٹا راجہ منروپ تھا جب شاہزادہ شاہجہان نے بغاوت کی ہے تو

تو وہ اُسکے ساتھ رہا اسکی تخت نشینی پر منصب دو ہزاری اور دو ہزار سوار اور علم و سپاہ
بازین نقرہ و فیل اور پانچہزار روپیہ انعام ملا سنہ میں راجہ جگ سنگہ کے ساتھ تعلقہ
نظام الملک کی تخریب کے لئے متعین ہوا اور اسی سال مین عدم کا رستہ لیا۔ گوپال سنگہ
بیٹا چھوڑا۔

(۱۰) مخصوص خان سعید خان کا چھوٹا بھائی ہے ملتان مین اپنے بھائی کے ساتھ سنہ
مین مہم گجرات مین شہباز خان کے ماتحت کام کرتا رہا شاہزادہ مراد کے ساتھ کابل
گیا وہان اکبر جب گیا تو اوسکی خدمت بھی کرتا رہا اسکے بھائی کا قصور بادشاہ نے معاف
کیا شاہزادہ سلیم کی بھی خدمات کرتا رہا وہ جہانگیر کی ابتدائے سلطنت مین زندہ تھا
تاریخ وفات معلوم نہین اسکا بیٹا مقصود باپ سے برگشتہ تھا اسلئے بادشاہ نے اوسکو
منصب نہین دیا۔

(۱۱) شیخ ابو الفضل ۔ شیخ نے جو اپنا حال آئین اکبری مین لکھا ہے پہلے اس سی
خلاصہ کے طور پر لکھتے ہین پھر ماٰثر الامرا اور تاریخ عبد القادر بدایونی مین اور اور مورخون
نے جو اسکی نسبت لکھا ہی اسسے بیان کرینگے۔ وہ لکھتا ہے۔
تہیدستی کے سبب سے نسب سرا ہونا باپ دادا کی ہڈیون کی تجارت کرنی ہے اور
اپنی نادانی کا ظاہر کرنا ہے اور شوریدہ مغزی سے اورون کے ہنر پر نازش کرنی
اور اپنے عیبون کا نہ دیکھنا ہے۔ مین اسباب مین کچھ لکھنا نہین چاہتا تھا اس دنیا مین
سلسلہ خاندان کا پابند مقصد پر نہین پہنچتا اور آبیاری انتساب صوری نرہتگاہ معنوی
مین کام نہین کرتی۔

ابیات

چھونا دانان نہ در بند پدر باش چھو دود از روشنی نبود نشان مند	پدر بگذار فرزند ہنر باش چہ حاصل زانکہ آتش راست فرزند

زمانہ کے محاورہ مین نسب کو تخمہ۔ نژاد۔ ذات۔ اور اسی طرح کے الفاظ سے تعبیر

کرتے ہین اور اسکو عالی وسافل سے پابند کرتے ہین ہشیار دانا جانتا ہو کہ عالی خاندان ہونے
کے معنی یہ ہین کہ اسکے آبا ے سیانی ہین کوئی ظاہری شروت مین یا شناسائی حقیقت مین
غالب ہو گا نام مین لقب مین حرفہ مین مسکن مین شہرت پائی ہوگی۔ وگرنہ عالم حیوانی
کو آدم صفی کی اولاد سمجھتے ہین اور داستان گذارون کی گفت وگو کے سبب سے کوئی
اور احتمال انکو دل نہاد نہین ہے تو خوب ظاہر ہے کہ اس معاملہ مین وہ دوری راہ کے سبب سے
بہک جاتے ہین اور اس گوہر گرامی کا اعتبار نہین کرتے پس بیدار دل کہ اس افسانہ سے خواب
مین آتا ہے اور اسپر بھروسہ کرکے حقیقت پژوہی سے ہاتھ کو اٹھاتا ہے۔ پسر نوح کو
ایزد شناسی پدر سے کیا فائدہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو بت پرستی سے کیا زیان۔

بندۂ عشق شوی ترک نسب کن جامی ۔ کہ درین راہ فلان بن فلان چیزی نیست

لیکن سرنوشت آسمانی سے صورت پرست رسمیون سے کام پڑا اور اس طائفہ
سے آمیزش ہوئی جو نسب کو حسب پر ترجیح دیتا ہے اسلئے کچھہ نسب کا حال
بیان کرکے ان لوگون کے آگے اپنا مائدہ بچھاتا ہون۔

آبا ے کرام کی داستان دراز ہے اسمین کیون وقت اپنا ضائع کرون انمین
بعض لباس ولایت مین ایک گروہ علوم رسمی مین ایک طائفہ عمارت کے جامہ مین ایک
جماعت معاملہ گذاری مین اور ایک طبقہ تجرد و تنہائی مین بسر کرتا تھا۔ مدت سے ان
بزرگون کی وطن گاہ یمن مین تھی شیخ موسی پنجمین جد کو ابتداے حال مین خلق سے
وحشت ہو گئی۔ گھر بار چھوڑ چھاڑ مسافرت اختیار کی علم وعمل کے ساتھہ جہان کی
سیر کی نوین صدی مین ریل مین کہ سیوستان (سندھ) مین ایک نزہتگاہ ہے عزلت
قبول کی۔ خدا کیش حقیقت پژوہون کی صحبت و دوستی مین رہا۔ اگرچہ صحرا سے مدینہ
مین آیا مگر تجرد سے تعلق مین نہین ڈرا وہ اپنے نفس بوقلمون کے آراستہ کرنے
مین مصروف رہا۔ اسکے بیٹے پوتے اسی کی آئین پر چلتے رہے اور تحصیل علم مین رہے
دسوین صدی کے شروع مین شیخ خضر کے دل مین یہ آرزو آئی کہ بعض اولیاے ہند

زیارت کرے اور دیار حجاز مین جائے اور اپنی قوم کو جاکر دیکھے وہ اپنے چند خویشون اور دوستون کے ساتھ ہند مین آیا اور شہر ناگور مین پہنچا۔ یحییٰ سے بخاری اچی مخدوم جہانیان کا جانشین تھا اور ولایت معنوی سے بہرہ رکھتا تھا و شیخ عبدالرزاق قادری بغدادی کہ سید عبدالقادر جیلی کی اولاد مین تھا اور شیخ یوسف سندی جسنے صورت و معنی کی سیر کی تھی اور بہت سے کمالات حقیقی جمع کئے تھے اور خلق کی رہنمائی اور ارشاد مین بسر کرتا تھا اور خلقت اوسکی رہ آورد سے ذخیرے لیتی تھی ان کار آگاہ بزرگون کی گرم خوئی اور دلجوئی کے سبب سے شیخ خضر نے یہان توطن اختیار کیا۔

شیخ خضر کا بڑا بیٹا ۹۱۱ھ مین شیخ مبارک پیدا ہوا۔ چار سال کی عمر مین آگہی کے آثار نمایان تھے نو سال کی عمر مین سرمایہ سترگ اسنے حاصل کیا چودہ سال کی عمر مین علوم متداولہ حاصل کر لیئے۔ ہر علم مین اسکو متن یاد تھے۔ شیخ عطن کی خدمت مین وہ زیادہ رہتا تھا اور اپنے باطن کی پیاس کو اوسسے بجھاتا تھا۔ شیخ ترک نژاد تھا ایک سو بیس برس کی عمر مین مرا۔ سکندر لودی کی سلطنت مین یہان وطن بنایا اور شیخ سالار ناگوری کی خدمت مین علم کا پایہ والا پایا۔ شیخ نے توران اور ایران مین دانش کو حاصل کیا تھا القصہ شیخ خضر سندھ مین اس ارادہ سے گیا کہ وہان سے کچھ اپنے اقربا کو اس دیار مین لے آئے مگر اس سفر مین ہی سفر آخرت پیش آیا۔ ناگور کی حدود مین بڑا قحط پڑا و بائے عام پھیلی اور مادر والدہ کے سوائے سب مر گئے۔

شیخ مبارک (پدر ابوالفضل) کا ارادہ ہمیشہ جہان گردی کا اور ہر سرزمین کے بزرگون کے دیکھنے کا اور فیض ایزدی کی دریوزہ گری کا دل مین جوش کرتا تھا لیکن کدبانوئے خاندان اجازت نہ دیتی تھی اور خاطر سعادتمند مین سرکشی نہ تھی اس کشاکش باطنی مین وہ شیخ فیاضی بخاری سے ملا تو اور دل مین شورش بڑھی۔ پھر خواجہ احرار کے چار مہینے تک سعادت حاصل کی اور دل کو طرح طرح کے حقائق سے پر کیا اسی اثناء مین مادر والدہ کا انتقال ہوا۔ دہی پدر بزرگوار کی تربیت کرتی تھی

مالدیو کا حادثہ برپا ہوا - پھر پدر بزرگوار نے مجردانہ دریاے شور کی طرف کوچ کیا قصد
تھا کہ اس راہ سے معمورۂ عالم کی سیر کیجیے اور طرح طرح کے آدمیون سے فیض حاصل کیجیے -
احمد آباد گجرات مین بڑے بڑے عالمون سے ملاقات ہوئی اور ہر فن بزرگ مین انسے
سند عالی حاصل کی - ابن مالک - شافعی - ابو حنیفہ - حنبل - امامیہ مین اصولاً و فروعاً
طرح طرح کا علم حاصل کیا او سخت تکاپو کرکے اجتہاد کا درجہ حاصل کیا اگرچہ باپ دادا کا طریقہ
ابو حنیفہ کی روش پر تھا لیکن شیخ مبارک تقلید سے کنارہ کرکے دلیل کی بندگی کرتا -
اور علم ظاہر سے حقائق معنوی پر عبور کرتا اور نزہتگاہ صورت سے ملک حقیقت کا رہنما ہوتا
تصوف و اشراق کے اسالیب کو پڑھا اور بہت سی کتابین خاص کر شیخ ابن عربی و شیخ ابن فارض
و شیخ صدر الدین قونوی کا مطالعہ کیا - سب سے بڑی نعمت اسکو یہ ملی کہ خطیب ابو الفضل گازرونی
کی خدمت سے مشرف ہوا اسنے قدردانی اور آدم شناسی کے سبب سے اسکو فرزند بنایا -
اسی شہر مین پدر بزرگوار شیخ عمر ٹھٹوی کہ اکابر اولیاء زمانہ مین تھا اور شیخ یوسف سے کہ
ہوشیاران سرمست و ربودگان آگاہ دل مین تھا ہمنشین ہوا - اسی بزرگ نے شیخ
کو سمجھایا کہ سفر دریا کا دروازہ بند ہے دار الخلافہ آگرہ کی طرف جانا چاہیئے وہان اگر
کارکشائی نہ ہو تو توران و ایران جانا چاہیے حضرت کے اشارہ سے ۶ محرم سنہ ۹۵۰
کو آگرہ مین آیا یہان شیخ علاء الدین مجذوب سے اتفاق صحبت ہوا اسنے اپنی ہستی سے شناسائی ہوری
مین آنکر کہا کہ فرمان ایزدی ایسا ہی کہ اس شہر مین توقف کر - گردش کو ترک کر اور بہت
سی خوشخبریان سنائین اور خاطر جو سفر پر آمادہ تھی اسکو آرام دیا - دریاے جمن کے کنارہ
پر میر رفیع الدین صفوی کے جوار مین وہ فروکش ہوا اور اسی گھرانے مین اسنے اپنا نکاح کیا
جب سنہ ۹۵۴ مین میر کا انتقال ہوا تو والد بزرگوار نے اپنا گوشۂ عافیت اختیار کیا باطن
کی شست و شوی مین اور ظاہر کی پاکیزگی مین ہمت صرف کی - گونا گون علوم کے درس
مین مشغول ہوا کسی سے کچھ نہین مانگتا جو کوئی اہل ارادت برسم اخلاص کچھ لاتا تو بقدر
ضرورت اسمین سے لے لیتا اور آدمیون سے لینے مین عذر کر دیتا تھوڑے دنون مین

اسکی نشستگاہ دانشوروں کی پناہ اور بزرگ و کوچک کی بازگشت ہوگئی لوگوں نے حسد سے انجمنیں اور دوستی سے خلوتیں آراستہ کیں مگر اسکو نہ اول سے کچھ اندوہ ہوا نہ دوسرے سے خوشی۔ شیر خان و سلیم خان (شہنشاہ و سلیم شاہ) اور بزرگوں نے چاہا کہ وجوہ سلطانی سے کوئی تیول مناسب مقرر ہو مگر اس ہمت بلند نے انکار کیا اور اس سے اپنی منزلت کو افزائش دی۔

شیخ مبارک کی نہاد میں رہنمائی سرشت ہوئی تھی اپنی مجلس کے آنیوالوں کو اور آگہی ہونے والوں کو وہ ہدایت کرتا اور بدخواہوں کی سرزنش کرتا۔ ظاہر پرست ہمنشین دوست اس سے رنجیدہ ہوتے اور ناسزا اندیشے کرتے اپنی ہنگامہ آرائی اور معرکہ گیری اور دکانداری اسکے دل کے پاس بھی نہیں آئی تھیں اسلیئے وہ نہ حق سرائی میں نہ بدکاروں کی کوشش میں تخفیف کرتا اور ہر خاص جویوں کی چارہ سگالی پر توجہ کرتا یہی سبب تھا کہ خدا نے اس کو سعادت گزین فرزند عنایت کیئے اگرچہ وہ اپنی اوقات کو علمی گفتگو میں صرف کرتا افغانوں کے زمانہ میں حقیقی دانشمند یہاں کمتر تھے۔ مگر جب ہمایوں پادشاہ ہندوستان میں آیا تو چند ایرانی و تورانی دانشمندوں نے آنکر یہاں انجمن دانائی کو رونق دیدی جب شہنشاہ اکبر تخت پر بیٹھا تو اول ہی سال جلوس میں بڑا قحط پڑا اور تفرقہ آدمیوں میں ہوا اور آبادی کی ویرانی بنی کچھ گھر ہی باقی رہے اور پھر وبای عام نے اور خلقت کا کام تمام کیا اکثر بلاد ہندوستان میں تنگ دستی اور جانگزائی نے پاؤں پھیلائے مگر شیخ مبارک نے اپنے گوشہ عزلت کو نہ چھوڑا۔ جب ابوالفضل پانچویں سال میں تھا اس عمر میں اسکی وہ لیاقت تھی جسکا یقین کسی کو نہیں آئیگا سختی روزگار نے خاندانوں کو پراگندہ کیا اور ہزاروں کو مار ڈالا مگر شیخ مبارک کے گھر میں عشرت مرد چھوٹے بڑے بہتر آدمی رہتے تھے انکی فراخ حالی و نشاط درویشی کو دیکھکر لوگ متحیر ہوتے تھے اور شیخ پر کیمیاگر و سحر خوان ہونے کا گمان کرتے تھے کبھی ایک سیر غلہ بہم پہنچا دو مٹی کی ہنڈیوں میں جوش ہوتا اسکا آب تفسیدہ ان سب آدمیوں میں تقسیم ہوتا

مگراس پربھی روزی کا غم اس گھر مین قدم نہ رکھتا اور سوائے خدا کی عبادت کے کوئی اور خیال دلون مین نہ آتا سختی سے اور شادمانی ہوتی اب شیخ مبارک پر یہ افترا باندھا کہ وہ فرقہ مہدویہ مین ہے اور اس باب مین بہت پریشان داستانین گھڑی گئین۔

ہند مین ایک گروہ ہے کہ میر سید محمد جونپوری کو مہدی موعود سمجھتے ہین اور اسمین مبالغہ کرتے ہین سلیم شاہ کے عہد مین شیخ علائی ایک جوان جسکا ظاہر و باطن آراستہ تھا وہ اس طریق مین پڑا۔ وہ شیخ مبارک سے ملنے آیا۔ فتنہ انگیز بہانہ جو نے ہرزہ سرائی شروع کی۔ زمانہ کے علمائے کہ نادان دانش فروش اور زر پر گیا۔ نوبت تھا مین شیخ علائی کے مارنے پر مستعد ہوے اور فتوی درست کئے شیخ مبارک نے انکے ساتھ موافقت نہین کی اور عقل و نقل کو انکی معاضدت مین نہ پایا۔ ہندوستان کے بادشاہ کے روبرو یہ معرکہ پیش ہوا۔ بادشاہ نے زمانہ کے علمار کو جمع کیا اور حکم شرعی کا استفسار کیا۔ شیخ مبارک کو بھی اسمین بلایا۔ اسنے سب کے برخلاف ارشاد کیا۔ اس دن سے لوگون نے شیخ کو مہدویہ ہونے سے متہم کیا پھر اس سبب سے اسپر شیعہ ہونے کی تہمت لگائی کہ ایک شخص سادات عراق سے آیا تھا وہ یگانۂ زمانہ تھا علم کو عمل کے ساتھ مقرون رکھتا تھا اور گفتگو کو کردار کے ساتھ یکتائی دیتا تھا علمار نے ایک دن اکبر سے کہا کہ میر کا پیش نماز ہونا روا نہین ہے جب اسکی گواہی مردود ہے تو اسکا اقتدا کیسے سزاوار ہو سکتا ہے۔

حنفی کتابون کی چند روائتین استشہاد کے لئے پیش کین کہ عراق کے اشراف کی شہادتین نہین سنی جاہئین مرزا پر بھری بنی مگر شیخ مبارک سے اسکی اخوت تھی اُسنے خوب ان روایتون کو رد کیا اور ثابت کیا کہ اس عراق سے عراق عجم مراد نہین ہے بلکہ عراق عرب مراد ہے اسی سبب سے شیخ پر شیعہ ہونے کی تہمت جھوٹی یہ نہین سمجھ کہ شناسائی اور خیر ہے اور ہرزہ سرائی اور ... ۹۵۰ مین شیخ مبارک گوشۂ انزوا سے باہر آیا اور عجیب سیتون مین مبتلا ہوا جنمین سے کچھ لکھی جاتی ہین اگرچہ بیستہ حسد زنبور زمانہ مین شورش تھی اور مار سوراخ حقد جوش مین تھا اور دوستی کا شب چراغ بیفروغ اور زمانہ کے نیکون کا دل بدی سے لبستہ اور بیگانگی

دروازہ کشادہ تھا لیکن اسوقت مین کہ شیخ مبارک کے پایۂ دانش کی بلندی نے بلندی پائی
اور بزرگان زمانہ اسکے شاگرد ہوئے اور اسکے پاس آدمیون کا ہنگامہ گرم ہوا اور آئین
الہی آئین کے موافق دوستون اور نیک خواہون کو بری عادتون اور خویون سے باز رکھا تو
علمائے زمانہ و مشائخ روزگار کہ وہ شیخ مبارک کو اپنے عیبون کا آئینہ جانتے تھے اسکے
آزار کے درپے ہوئے انکو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر بادشاہ تک اسکی رسائی ہوگئی تو
ہماری قلعی کھلجائیگی اور کچھ آبرو باقی نہین رہیگی غرض اُنھون نے آپسمین صلاح مشورہ کرکے
ایک شخص کو جسکو شیخ مبارک نیک جانتا تھا سکھا پڑھا آدھی رات کو بھیجا وہ اس اندھیری
رات مین کانپتا لرزتا بسورتا روتا ہوا شیخ فیضی پاس آیا اور اسنے اُنسے کہا کہ لوگون
نے ہجوم کر رکھا ہے اور بہت سے مدعی پیدا کر رکھے ہین شیخ پر بہت سے بہتان باندھے
ہین۔ یہ لوگ صاحب اقتدار ہین مین یہ حال دیکھکر آدھی رات کو آیا ہون ایسا نہ ہو کہ دن
ہوجائے اور پھر علاج نہ ہو سکے بہتر یہی ہے کہ کچھ دنون کے لیئے شیخ کو بغیر اسکے
کہ کسی کو خبر ہو ایک گوشہ مین لیجائے اور جب تک کہ دوست جمع ہون اسکو کنارہ کرنا
چاہیئے فیضی بیتاب ہوکر باپ پاس گیا اسنے متوکلانہ صوفیانہ باتین بنائین فیضی کی
عقل و ہوش بجا نہ تھی اسنے کہا کہ معاملہ کی بات اور ہوتی ہے اور داستان تصوف
اور ہے اگر اسوقت آپ نہین جاتے ہین تو مین اپنے تئین مارتا ہون کہ روز کالی کو نہ
دیکھون جب بیٹے نے یہ ٹھانی تو باپنے اسکا کہنا مانا ابوالفضل کو بھی بیدار کیا
پھر اندھیری رات مین باپ اور دونو بیٹے گھر سے پیادہ نکلے نہ کوئی رہبر معین تھا
نہ رفتار کے لئے پانون استوار تھے۔ شیخ صاحب نیرنگی تقدیر کا تماشا دیکھ رہے تھے
بیٹے دونو آپسمین تقریر کرتے تھے جو ایک کہتا تھا دوسرا اسکو رد کرتا تھا ابوالفضل کہتا تھا
کہ گھر چلو باپ اسکے ساتھ اتفاق رائے کرتا تھا مگر فیضی کسی طرح نہین مانتا تھا آخر کو جب دن
ہوا تو شیخ کے دشمنون نے بادشاہ کے سپاہیون کو اسکے گھر بھیجا کہ اوسکو لے آئین جب
یہ سپاہی گھر آئے اور شیخ کو نہ پایا تو شیخ ابوالبرکات کو پکڑ کر لیگئے اور شیخ کی بھاگنے کی داستان

بنا ہو کے پادشاہ سے کہدی پادشاہ نے اس چھوٹے لڑکے کو چھوڑ دیا اور گھر پر سے سپاہیون کو بلا لیا۔ اور کہدیا کہ شیخ کہین سیر و تماشے کو گیا ہوگا ان دشمنون نے شیخ کو گھر سے تو نکالا ہی تھا اب اُسکے درپے ہوئے کہ کسی نہ کسی طرح سے اسکو پادشاہ کے روبرو پکڑ کر بلانا چاہیے پادشاہ کی طرف سے جھوٹی موٹی باتین شیخ کی نسبت مشہور کردین۔

شیخ اور اسکے دونو بیٹے مارے مارے پھرے کوئی انکو گھر مین جگہ نہ دیتا تھا غرض بہت دنون تک مصیبت اُٹھا کر آگرہ مین گئے وہان پادشاہ پاس کچھ ایسے دوست انکے جمع ہو گئے تھے کہ شیخ پادشاہ کی خدمت مین گیا اور وہان اسکی تعظیم و تکریم کی گئی اور اسکے دشمنون کو ذلت ہوئی۔ جب پادشاہ دار السلطنت مین لاہور مین آیا تو اسنے ۹۹۵ھ مین شیخ کو یاد فرمایا وہ پادشاہ پاس گیا جب شیخ وہان سے واپس آیا تو اس دنیا سے رخصت ہوا۔

عبدالقادر بدایونی لکھتا ہے کہ اس مخالفت اور درشتی کا سبب یہ تھا کہ جب اہل بدعت گرفتار ہوتے تھے تو اسنے پہلے میر حبشی اور اسکے سوا شیخ عبد النبی و مخدوم الملک اور سائر علماء نے متفق اللفظ و المعنی ہو کر پادشاہ سے عرض کیا کہ شیخ مبارک مہدوی اہل بدعت سے ضال و مضل ہے یعنی خود گمراہ اور اورون کا گمراہ کرنیوالا ہے پادشاہ سے ایکطرح کی اجازت لیکر اسکے دفع رفع کے درپے ہوئے محتسبون کو شیخ کی حاضری کے لئے بھیجا۔ شیخ اپنے بیٹون سمیت روپوش ہو گیا تھا ان محتسبون نے اوسکی مسجد کا منبر توڑ ڈالا شیخ نے شیخ سلیم چشتی فتحپوری سے کہ جنکا جاہ و جلال اوج پر تھا التجا کی کہ وہ پادشاہ سے اسکی شفاعت کے لئے التماس کرین۔ شیخ نے بعض خلفاء کے ہاتھ کچھ خرچ اس پاس بھجوا دیا اور یہ پیغام دیا کہ تمہارے لئے بڑی مصلحت یہی ہے کہ گجرات چلے جاؤ۔ جب شیخ یون ناامید ہوا تو مرزا عزیز کوکہ کا متوسل ہوا۔ اُس نے شیخ مبارک کی ملائی اور درویشی کا اور اسکی اولاد کی فضیلت کا حال بادشاہ سے عرض کیا اور کہا کہ وہ مرد متوکل ہے کچھ زمین بھی پادشاہی اوسے نہین ملی۔

یہ شہر کیون نجیدہ کیا جاتا ہے۔ بادشاہ اوسکی ایذا سے دست بردار ہوا۔ تھوڑے دنون میں
زمانہ اُسکا موافق آگیا۔
بدایونی اسکا احوال یہ لکھتا ہے کہ وہ روزگار کے علماء کبار مین سے تھا۔ صلاح وتقوی
و توکل مین ابنائے زمان و خلائق دوران سے ممتاز تھا۔ ابتدا حال مین ریاضت و
مجاہدہ بہت کرتا تھا۔ امر معروف و نہی منکر مین اسطرح بجد تھا کہ اگر اسکی مجلس وعظ مین
سونے کی انگوٹھی یا حریر یا سرخ موزہ یا سرخ زرد جامہ کوئی پہنکر آتا تو خود جھڑکتا کہ
اسکو اتارو۔ اور کوئی ازار ٹخنے سے نیچے پہنے ہوئے ہوتا تو فوراً اسکے پائجامہ کترنے
کا حکم دیتا۔ اگر نغمہ کی آواز گلی مین سُنتا تو بھاگ جاتا مگر آخر مین وہ نغمہ مین مشغوف ہوا
کہ ایک دم بے سماع صوت وراگ و سرود و ساز کے آرام نہ لیتا۔ غرض اطوار مختلف
اور اوضاع متلوّن کا سالک تھا۔ کچھ مدت تک افغانون کے عہد مین شیخ علائی کی
صحبت مین رہا۔ اوائل عہد اکبری مین جماعت نقشبندیہ کو استیلا ہوا تو اسنے اپنی
نسبت سلسلہ کے ساتھ درست کی کچھ دنون مشائخ ہمدانیہ مین داخل رہا۔ جب دربار کو عراقیون
نے گھیرا تو انکے رنگ مین ہو گیا کلموا الناس علی قدر عقولھم اسکا شیوہ
تھا۔ بہرحال وہ علوم دینیہ کے درس مین اشتغال رکھتا تھا۔ علم شعر و فنون و سائر
فضائل خصوصاً علم تصوف کو خوب جانتا تھا وہ اور علماء ہند کی طرح نہ تھا شاطبی علم تجوید
مین یعنی قرآن کی قرأت مین ایک کتاب ہے اُسے حفظ تھی حفظ اسکو پڑھاتا تھا قرآن مجید
کو دسون قرأتون مین پڑھ سکتا تھا۔ بادشاہون کے دروازہ پر کبھی نہین جاتا تھا
بہت خوش صحبت تھا آخر عمر مین ضعف بصر ہوا۔ مطالعہ سے باز رہا گوشہ نشین ہوا اُسنے
تفسیر کبیر کی مانند ایک تفسیر لکھی جسکی چار جلدین ضخیم ہین۔ منبع نفائس العیون اسکا نام ہے
جب اس نے تفسیر تمام کی تو وہ قصیدہ فرضی تائیہ کو جسکی سات سو بیتین ہین اور قصیدہ
کعب بن زہیر اور اور قصائد کو حفظ ورد کے طور پر پڑھتا تھا ۱۷ ذی قعدہ سنہ کو
اس جہان سے رخصت ہوا۔ اس جمعیت کے ساتھ کوئی ناز نظر نہین آیا۔ مگر افسوس اس

حب دنیا و جاہ کی شومی سے لباس فقر مین کوئی جگہ ایسی دین اسلام کی نہین چھوڑی - جامع
اوراق یعنی عبد القادر نے عنفوان شباب مین آگرہ مین چند سال اسکی ملازمت مین رہکر اسکے
سبق پڑھا ہی - اسکا بڑا حق مجھ پر ہے لیکن بعض امور دنیاوی اور دینی اور مال و جاہ کی
حرص زمانہ سازی و مکر و فریب اور تغیر مذہب و ملت مین غلو اسسے ایسے ظہور مین آئے کہ
کوئی حق اسکا مجھپر باقی نہین رہا -

یہ حال تو ابو الفضل کے بزرگون کا تھا اب وہ اپنا حال لکھتا ہے کہ ماہ محرم ۹۵۸ھ کو مین پیدا
ہوا ایک سال سے کچھ عمر بڑی تھی کہ مین پیاری پیاری باتین کرنے لگا پانچ سال مین غیر
آگاہی ہوئی اور سواد حاصل ہوا - ساتوین سال مین باپ کے خزانون کا گنجور اور اسکے جواہر
معانی کا پاسدار اور اسکے گنج کا مار بنا - تعجب یہ ہے کہ مین ہمیشہ علوم مکتبی سے اور رسوم
زمانی سے بھاگتا تھا اکثر اوقات مین کتاب کا مطلب نہین سمجھتا تھا - باپ اپنے طور پر ہر فن
مین ایک مختصر کتاب تالیف کرکے سکھاتا اور اس سے میرا علم بڑھتا لیکن کوئی علم کی بات
دلنشین نہین ہوتی بعض باتین مطلقاً مجھ مین نہین آتین بعض وقت اشتباہ مجھے آگے نہ چلنے دیتے
زبان میری یاوری نہ کرتی کہ مین کہہ سکتا اور حجاب لکنت لاتا یا سخن گذاری کی تنومندی
نرکھتا - اس محفلین مین روتا اور اپنے پر نفرین کرتا اس اثنا مین ایک ظاہر کوئی سی علاقہ خاطر پیدا
ہوا وہ مجھے مدرسہ مین لے گیا - دس سال یہان گذرے تحصیل علم مین رات دن مصروف
رہا - علم کے شغل مین ایسا مصروف ہوتا کہ دو دو تین تین روز نہین کھاتا تو لوگون کو تعجب ہوتا
مین نے انسے کہا کہ الفت و عادت سے استبعاد اٹھ جاتا ہے - بیمار کی طبیعت مرض کے معالجہ
مین ایسی پڑتی ہی کہ کھانے سے ہاتھ کھینچتی ہی تو کسی کو تعجب نہین ہوتا اگر توجہ معنوی میں
فراموشی ہو تو کیا تعجب ہے - کتب متداولہ پڑھنے اور سننے سے از بر ہوگئین کتابون
کے پرانے ورقون سے مطالب دل کے صفحہ پر نئے ہوگئے مین متقدمین پر اعتراض کیا کرتا
تو لوگ مجھے لڑکا سمجھ کر کچھ اس پر خیال نہین کرتے تھے جسسے میرا دل جلتا تھا -
ایک دفعہ حاشیہ خواجہ ابو القاسم کا مطول پر میرے پاس لائے مین ملا اور میر پر اعتراض کرتا تھا -

بعض دوست اسکا مسودہ کرتے جاتے تھے وہ بالکل اس حاشیہ مین لکھے گئے تھے تدریس کا
آغاز ہی تھا۔ حاشیہ صفحات کی میری نظر سے گذرا کہ آدھے سے زیادہ دیوک (دیمک)
خوردہ تھا طلبہ اسکے استفادہ سے ناامید تھے۔ مین نے کرم خوردہ کاغذ کو جدا کرایا
اور اسکی جگہ سفید کاغذ لگایا اور صبح کو تامل کرکے مبدا و منتہا کو دریافت کرکے اسکا مسودہ
مربوط کیا اور اسکو سفید کاغذ پر لکھا یا اس اثنا مین درست کتاب ہاتھ لگی جب مقابلہ
کیا گیا تو دو تین جگہہ تغیر بالمرادف اور تین چار جگہہ ایراد بالمقارب ہوا تھا۔ سب کو
دیکھکر تعجب ہوا۔

ابوالفضل کا شہنشاہ کی خدمت مین جانا۔

سنہ ۹۸۱ھ مین ابوالفضل مبارک حضرت شہنشاہ اکبر کا قدمبوس ہوا اسکی خود پرستی نخوت کا
علاج ہوا اس ملاقات کا حال وہ خود اکبرنامہ مین اس طرح لکھتا ہے کہ جب مین پیدا ہوا
تو پانچ سال کی عمر مین ہنر رسمی مجھے حاصل ہوئی۔ پدر صوری و معنوی کی نظر تربیت سے فنون
حکمی و علوم نقلی مین مجھے اطلاع ہوئی۔ اگرچہ مجھ پر دانش کا دروازہ کھلا۔ پیشگاہ حکمت
مین داخل ہوا لیکن ناسا عدی بخت سے خودبین اور خویشتن آرا ہوا کچھ دانون اپنے
ہنگامہ کے رونق دینے مین سرگرم رہا۔ طالب علمون کے ہجوم سے میری رعونت بڑھی اس
گروہ کی بے تمیزی و بے انصافی کی شورش سے تجرد اور اختیار عزلت کا نشہ سر مین چڑھا
اگرچہ دن مین درس علوم مین مشغول رہتا لیکن راتون کو صحرا مین جاکر کوئی طلب کے شوریدون
سے ملتا۔ ان گنجینہ دار تہیدستون سے دریوزۂ ہمت کرتا۔ ظاہر مین دانایون کے اور
صورت پرست تقلیدیون کے رواج بازار سے مین متحیر و سراسیمہ ہوتا۔ نہ چپ رہنے کی
طاقت تھی۔ نہ حرف زنی کرنے کی قوت تھی اگر پدر بزرگوار کے مقدمات موعظت مجھے دشت
دیوانگی مین نہین لیجاتے تھے لیکن خاطر کی شورش کا علاج مفید نہین ہوتا تھا۔ کبھی دل
چاہتا تھا کہ خطہ خطا کے دانایون پاس چلیئے کبھی کوہ لبنان کے مرتاضون کی طرف طبیعت
میل کرتی تھی۔ کبھی جوگیون کے ساتھ ہمزبانی کا شوق ہوتا تھا کبھی پرتگال کے پادریون کی

منفسی کا خیال دامنگیر ہوتا تھا کبھی موبدان فارس کی ہم نشینی اور ژندواستا کی
رموز دانی خاطر کو بےصبر کرتی تھی۔ میرا دل اپنے دیار کے ارباب صحو اور اصحاب سکر سے
شکستہ تھا۔ اگرچہ طلب کی نا ہاربا پ کی تعلیم سے شکستہ ہوتی تھی لیکن میری درد کا درمان
نہین ہوتا تھا اور اپنی نادانی سے نشان ظاہری کو مخالف عقبی جانتا تھا اور یہ وضع طبع
نہایت بیقرار رکھتی تھی اور انکی صحبت سے مین دور رہنا چاہتا تھا نصیبہ کی یاوری سے
بادشاہ کی انجمن مین میری دانش نکتسبی کی شہرت مذکور ہوئی برادر گرامی اور خیر اندیش دوست
اور محبت گزین خویش اور شاگرد سب اسپر ہمزبان ہوئے کہ بادشاہ کی ملازمت سے مین مشرف
ہون۔ مجھے اسکا خیال نہ تھا اور خاطر تجرد گزین کو تعلق کا سودا سراسیمہ کرتا تھا اس لئے
کہ میری چشم دوربین ہلکی نہ تھی اور سلاسل تعقید کے توڑنے مین ہمت مصروف تھی نادانون
کی طرح ظاہر کو باطن کا نقیض اور قید کو اطلاق سے مغائر شمار کرتا تھا یہانتک کہ خدا
مجازی نے پردہ اٹھا کر حقیقت پر رہنمائی کی اور میرے پندار کو سر سے نکالا۔ ناگزیر
اوسکی رضا کو اپنی خواہش پر مقدم جانا۔ گو میری خاطر معانی کی گنجینہ دار تھی لیکن متاع
دنیا سے تہیدست تھی درگاہ والا کی پیشکش کے لئے مین نے آیۃ الکرسی کی تفسیر لکھی اور جب
بادشاہ دارالخلافہ مین آیا تو کورنش بجالایا اور اوس تفسیر کو اپنی تہیدستی کا عذر بنایا۔
بادشاہ نے حسن قبول فرمایا اور خاص نظر سے خوب دیکھا۔ دولت ملازمت سے کہ اکسیر
اہلیت ہے میری شورش خاطر کو تسکین دی بادشاہ کی محبت نے یکبارگی میری دل کو گھیر لیا
بادشاہ دیار شرقی پر یورش کے لئے چلا۔ گو مین نے اس درگاہ کے بزرگون سے توسل مین
ڈھونڈھا۔ ملازمت سے باز رہا لیکن بادشاہ کے ساتھ رابطہ روحانی میرے دل مین ہمیشہ
ناخن زنی کرتا تھا۔

اب تجدید ملازمت کا حال اکبرنامہ مین اسنے یہ خود لکھا ہے کہ ۹۸۲ھ کی شروع مین
دارالخلافہ آگرہ مین سجدۂ خدمت سے ناصیہ افروز ہوا۔ دانش رسمی کی رعونت
اب تک دماغ مین چلی جاتی تھی باوجود فرط اخلاص عقیدت کے دیار شرقی کے سفر سے

پہلو تہی کی۔ اگرچہ سفر کا سامان موجود نہ تھا لیکن دل خود بینی کا بت پرست ایسا تھا
کہ اس نے اس سفر کا ارادہ بھی نہین کیا اور اپنے علم کے بتکدہ مین ایسا رعونت افزا تھا کہ
غربت صوری اور نظارگی کی عزیمت دل مین جوش کرتی تھی لیکن باپ کی اجازت بغیر
مین سفر کو مبارک نہین جانتا تھا اور باپ بھی مجھکو وداع نہین کرتا تھا یہان تک کہ دیار
شرقی سے مرحمت نامہ بڑے بھائی ابوالفیض کا آیا کہ بادشاہ مجھکو یاد کرتا ہے۔ مگر
سامان سفر ایسا نہ تھا کہ خدمت کے ارادہ کو قوہ سے فعل مین لاتا مگر دل مین آرزوے
ملازمت پیدا ہوئی اور سورہ فتح کی تفسیر لکھی کہ اسکو مجلس مقدس کا تحفہ بنائے جب اجمیر مین
بادشاہ آیا تو اسنے دوبارہ یاد فرمایا۔ یہ حال بڑے بھائی کے خط سے معلوم ہوا
اس سے بادشاہ کی قدمبوسی کا شوق اور بڑھا۔ جب بادشاہ فتحپور سیکری مین
آیا تو باپ سے اجازت لیکر فتحپور دوڑا گیا۔ یہان کوئی مہربان نہ تھا کہ مہربانی مجھپر کرتا۔
میری رعونت یہ اجازت نہین دیتی تھی کہ وسیلہ ڈھونڈھتا کوئی گھر نہ تھا کہ وہ اپنی
خلوت کا چراغ مجھ سے روشن کرتا۔ بھائی جو مجھسے عمر مین اور دانش مین بڑا تھا اپنے گھر مین
لیگیا دوسرے روز جامع مسجد مین بادشاہ کی ملازمت حاصل ہوئی۔ توجہ بادشاہی
نے میرے نصیبہ کی یاوری کی ایک مدت تک اس مجمع دین و دنیا مین کہ ہزارون عالم
بحل جمع تھے (عبادت خانہ مین جسکا حال اقبالنامہ مین درج ہے) بادشاہ مجھسے
مخاطب ہوتا اور میرا حال جو مجھے خود بھی نہین معلوم تھا وہ اپنی بزم کے خاصون سے
کہتا بادشاہ کی مہربانی مجھپر روز بروز بتدریج مرتفع کرتی گئی۔ میرا دوسرا جنم تو یہ ہوا
کہ پھر شکم پندار سے بالک نیار مین آیا۔ تیسرا جنم یہ کہ صلح کل کی اطمینان کی بارگاہ مین
صدرنشین ہوا۔ چوتھا جنم یہ کہ صلح کل لے خارستان سے نکل کر محبت کے گلستان
ہمیشہ بہار مین عشرت پیرا ہوا۔ پانچوان جنم تھا کہ مجھے یہ تکاپو ہوئی کہ اس باغستان
بے خار مین ایک غرفہ عالی عمارت کو قبول کرون تاکہ بادشاہ کی نظر عاطفت سے
رضاے کل کی سعادت حاصل ہو جس سے دوئی نیست ہو۔ چھٹا جنم یہ تھا کہ پھر مجھے

یہان نشیمن دلنشین حاصل ہوا کہ بادشاہ کی رہنمونی سے چہار طاق تسلیم کی پیشگاہ مین مربع نشین آگہی ہوا اور ساتوان جنم یہ کہ جب مرون تو بار تعلق کو دوش فطرت سے ڈال کر خلوت کدہ ہستی نیست نما مین عشرت آلودہ ہون کہ فارغ دلی اور کشادہ پیشانی سے بارگاہ فقر الہی مین فرصت تجرید اور رخصت تفرید کا ارمغان لے جاؤن۔ کہ پھر مجھے موطن تناسخی یا موقف حشری مین آٹھوین جنم کی آرزو نہ ہو۔ ان ملاقاتون کا حال عبدالقادر بدایونی اس طرح لکھتا ہے کہ شیخ ابوالفضل خلف شیخ مبارک ناگوری کہ جو علامی لکھا جاتا ہے اُسکے علم کی شہرت جہان مین ہے چراغ صباحیون کو روشن کیا ہے جو روشن دن مین چراغ جلانے کا حکم رکھتا ہے اور بمقتضاے من تخالف تعرف جمیع امم کی مخالفت پر کمر بستہ ہوکر بادشاہ کی ملازمت کی اور تفسیر آیۃ الکرسی کہ جسمین بہت کچھ قرآنی دقائق و نکات درج ہین بادشاہ کی نذر کی کہتے ہین کہ وہ اسکے باپ کی تصنیف سے تھی تفسیر اکبری اسکی تاریخ ہوئی ہی۔ فرعون صفت ملانون کی گوشمالی کے لئے اسکو خطر جو بادشاہ نے پایا بادشاہ کی حمایت سے اور اپنی زور خدمت و زمانہ سازی و بیدیانتی و مزاج شناسی و خوشامد سے وہ اقصی الغایت کو پہنچا اسنے فرصت کے وقت جماعت علماء کی جسنے سعایت و سعی نامشکور کی تھی اقبح وجوہ سے رسوا کیا اور انکے استیصال کا باعث ہوا بلکہ موجب تخریب جمیع عباد و مشائخ و علماء و عوام و صلحا و ضعفاء و ایتام کا ہوا اُنکی مدد معاش اور وظائف کو موقوف کرایا۔ زبان حال و قال سے وہ ہمیشہ کہا کرتا تھا۔

رباعی

یارب بجهانیان دلیلے بفرست / نمرود انرا چو پشہ نیلی بفرست
فرعون وشان دست برآوردہ‌اند / موسی و عصا و رود نیلے بفرست

جب اس وضع سے خلل و فتنے برپا ہوے تو یہ رباعی اکثر اسکی زبان پر تھی۔

رباعی

آتش بدو دست خویش در خرمن خویش / چون خود زدہ ام چہ نالم از دشمن خویش

کس دشمن من نیست منم دشمن خویش   اے واے من و دست من و دامن خویش

اگر بحث کے وقت مجتہدین کا قول اس سے کہا جاتا تو وہ یہ کہتا کہ یہ سخن فلان حلوائی کا
فلان کفش دوز کا فلان چرم گر کا ہے ہمارے لئے حجت مین لاتے ہو۔ تمام مشایخ و
علما کی نفی کرتا تھا۔ ابوالفضل اور اسکے بھائی ابوالفیض فیضی کا اثر جو اکبر کے اور
اور اور آدمیون کے مذہب پہ ہوا اسکا مفصل حال ہمنے اکبر کے مذہب کے بیان
مین لکھا ہے۔ مہمات دکن مین جو اس نے خدمات شائستہ کین اسکا اور اسکے
مارے جانے کا حال ہمنے اقبال نامہ مین بیان کیا ہے۔ مآثر الامرا مین لکھا ہے
کہ خان اعظم نے اسکے فوت ہونے کی تاریخ یہ کہی ہے۔ **تاریخ**۔ تیغ اعجاز نبی اللہ
سر باغی بریاد + کہتے ہین کہ شیخ نے خواب مین آنکر کہا کہ میری تاریخ فوت بندہ
ابوالفضل ہے۔ شاہ ابوالمعالی قادری کہ مشایخ لاہور مین سے تھے نقل کرتے ہین
کہ مجھے ابوالفضل کے کامون سے انکار تھا ایک رات مین نے خواب مین دیکھا کہ مجلس
جناب رسالت مآب مین ابوالفضل کو حاضر کیا حضرت نے جبہ مبارک شیخ کے مُنہ پر
ڈال کر فرمایا کہ یہ مرد حیات چندروزہ مین افعال بد کا مرتکب ہوا تھا مگر مناجات جسکا
شعر اول یہ ہے سہ الٰہی نیکان را بوسیلہ نیکی سرفرازی بخشی + وبدان را بمقتضاے
کرم دلنوازی کنی :۔ اسکی نجات کا سبب ہوئی۔ شیخ کی تکفیر زبان زد خواص و عوام
ہے بعض اسکو ہندو بعض آفتاب پرست بعض دہریہ کہتے ہین غایت درجہ لوگ اسکو
الحاد و زندقہ سے نسبت کرتے ہین مگر جو لوگ انصاف دوست ہین وہ اسکو متصوفہ
کے معتقدون مین صلح کل و وسعت مشرب اور ادعاے ہمہ اوست و خلع ربقہ تقلید
اور التزام طریقہ اباحت سے منسوب کرتے ہین سہ بدنام کنندہ نکو نامے
چند ملا صاحب عالم آراے عباسی نے لکھا ہے کہ شیخ ابوالفضل نقطوی
تھا اور اسکی دلیل یہ لکھی ہے کہ اسنے میر سید احمد کاشی کو منشور لکھا تھا۔ میر مذکور
اس طائفہ کے اکابر مین سے تھا اسنے بہت رسالے علم نقطہ مین لکھے ہین۔

سنہ میں جب ایران میں ملحد کشی ہوئی ہی تو کاشان میں شاہ عباس نے میر کو اپنے
ہاتھ سے قتل کیا ہی۔ علم نقطہ بھی الحاد و زندقہ و اباحت و توسیع مشرب ہی ہمین عالم
کو قدیم مانتا ہے حشر و قیامت و اعمال نیک و بد کی سزا جزا سے انکار کیا ہے دنیا کی
عزت و ذلت کو ہی جنت و دوزخ مانتا ہے ذخیرۃ الخوانین میں لکھا ہے کہ شیخ ابو الفضل
راتون کو درویشون کے گھرون میں جاتا تھا اور اشرفیان نذر دیتا تھا اور التماس
کرتا تھا کہ اُسکی سلامتی ایمان کے لئے دعا کرین - یہ اُسکا تکیہ کلام تھا کہ کیا کرنا چاہیے
وہ ران پر ہاتھ مارتا اور سرد آہ کھینچتا۔ کبھی ناسزا لفظ زبان پر نہین لایا - اس کی
سرکار میں نہ نوکرون پر غیر حاضری پر جرمانہ ہوتا نہ کوئی معطل ہوتا جسکو وہ مقرر
کرتا اوسکو تا مقدور تغیر نہ کرتا اُسکا قول تھا کہ کسی شخص کو نوکر رکھکر موقوف کرنا خفت
عقل پر حمل ہوگا کہ نادانستہ کسواسطے ایسے آدمیون کو تربیت کیا جب آفتاب برج حمل مین
آتا تو اپنے سارے کارخانون کو دیکھتا اور اسکی موجودات لکھکر اپنے پاس رکھتا اور دفاتر
کو جلا دیتا اور کل پوشاک مستعمل کو سوائے پاجامہ کے جسکو وہ اپنے سامنے جلواتا نوروز
کے دن نوکرون میں تقسیم کر دیتا۔ اسکو اشتہا عجیب تھی کہتے ہین کہ سوائے آب و ہیمہ
کے بائیس سیر وزن میں کھانا اُسکے لئے پکتا اسکا بیٹا شیخ عبد الرحمن سفرہ پر بیٹھتا اور
باورچیخانہ کا مشرف سلمان کھڑا رہتا جس کھانے میں شیخ دو مرتبہ ہاتھ ڈالتا وہ
دوسرے روز بھی پکایا جاتا اگر کوئی چیز بد مزہ پکتی تو وہ بیٹے کو کھلاتا بیٹا باورچیون
کو چشم نمائی کرتا مگر وہ خود اُس سے کچھ نہ کہتا - مہم دکن مین شیخ جس تجمل اور ضابطہ
سے کام مین لاتا تھا اُس سے زیادہ تصور مین نہین آسکتا - چالیس راوٹیون مین شیخ کے لئے
مسند بچھتی اور ہر روز ہزار لنگری طعام خاصہ تمام امرا مین تقسیم ہوتا اور باہر نہ
گزی فرش پر پاکر کے ہر شخص کو جو بھوکا ہو کھچڑی پکی پکائی ملتی تھی - کہتے ہین کہ جب شیخ
وکیل مطلق تھا - ایک روز خانخانان مرزا جانی بیگ حاکم ٹھٹھہ کو ساتھ لیکر
اسکی ملاقات کو گیا - شیخ پلنگ پر دراز لیٹا ہوا اکبرنامہ کو دیکھتا تھا اصلا متوجہ نہوا

اسی قدر کہا کہ آئیے بیٹھیے - مرزا جانی بیگ کہ سلطنت کا دماغ رکھتا تھا بہت بیچ و تاب مین آیا - خانخانان نے دوبارہ منت و سماجت کر کے مرزا کو شیخ کے گھر لے گیا تو شیخ نے دروازہ پر آنکر استقبال کیا اور حد سے زیادہ تواضع کی اور مرزا سے کہا کہ مین آپکا ہم شہر ہون - مرزا نے متحیر ہو کر خانخانان سے پوچھا کیا وہ نخوت یا یہ فروتنی - خانخانان نے کہا کہ اس روز وہ توزک وکالت نظر کے سامنے رکھتا تھا سایہ بمثل اصل کام کرتا تھا آج برادرانہ ملاقات ہے قطع نظر تمام چیزون کے شیخ فن انشا طرازی مین طرفہ سحرکاری کرتا تھا باوجودیکہ وہ تکلفات منشیانہ اور تصنیفات مرسلانہ سے عاری ہے - مگر اسکی طرز مین اس قسم کی متانت سخن و استخوان بندی کلمات و نسبت مفردات و تراکیب مستحسنہ و فقرات بیگانہ موجود ہین کہ کوئی دوسرا اسکا تتبع نہایت مشکل سے کرسکتا ہے اس بیان کی صداقت تاریخ اکبری سے ہوتی ہے اسنے التزام کیا ہے کہ الفاظ فارسی کا استعمال زیادہ کرون اس لئے اُسے کہتے ہین کہ شیخ نے خمسۂ نظامی کو نثر مین لکھا ہے اس فن مین اسکا یہ کمال ہے کہ بہت سی مطالب بدیہی البطلان کو بادشاہ کی ستایش کے لئے ایسی چند تمہیدون کے ساتھ تحریر کرتا ہے کہ بغیر غور کے وہ سمجھ مین نہین آتے اس سے زیادہ کیا اسکی تحریر کی تعریف ہوسکتی ہے کہ عبداللہ خان بادشاہ بخارا نے لکھا کہ جیسا مین ابوالفضل کی قلم سے ڈرتا ہون ایسا اکبر کے تیر سے نہین ڈرتا - ہندوستان مین سب جگہ وہ بڑا منشی مشہور ہے اسکے مکتوبات مدرسون اور مکتبون مین پڑھائے جاتے ہین گو مبتدی کو وہ مشکل معلوم ہوتے ہین مگر وہ فارسی زبان کے کامل ہونے مین اگر آدمی فارسی زبان سے خوب ماہر ہو اور ابوالفضل کی طرز تحریر کو بھی جانتا ہو تو اسکی تصنیفات پڑھنے مین عجب لطف آتا ہے اسکی انشا ایسی بے نظیر ہے نہ اسکا تتبع ہوسکتا ہے نہ کسی نے کیا ہے -

ابوالفضل کی کتابون مین مضامین کی پاکیزگی قابل تعریف ہے - اس بات کو وہی سمجھتے ہین کہ جو مشرقی علم ادب سے واقف ہین اسکی ساری تصنیفات مین کہین فحش الفاظ نہین

عورتون کا ذکر بے حرمتی کے ساتھ نہین فضائل و رذائل کا جہان ذکر ہے وہان انکی تعریف اعلی درجہ کی ہی اور بداخلاقی پر لعنت ملامت کی ہے بلوک مین صاحب اور گلیڈون صاحب نے اسکی بڑی تعریف یہ کی ہے کہ وہ سچ کا عاشق ہے اور رائے بڑی بلند و عمدہ رکھتا ہے۔

گو ابو الفضل پر سب مصنف یہ الزام لگاتے ہین کہ اسنے بادشاہ کو دین اسلام اور پیغمبر سے پھیر دیا مگر وہ اس پر ذرا نہین خیال کرتے ہین کہ اسنے بادشاہ کو بتلایا کہ وہ اپنے فرائض کے ادا کرنے کی قدر جانے جب سے وہ اکبر کی ملازمت مین آیا تب سے مختلف المذاہب اقوام پر حکومت کرنے کا وہ اصول قائم کیا جو اسلام نے چند ہی اور ملکون مین قائم کیا تھا جسکا نتیجہ مسالمت مذہبی تھا۔ کین صاحب نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ مشرق اور مغرب مین کوئی مدبر ملکی ابو الفضل سے پہلے ایسا نہین پیدا ہوا جو مسالمت مذہبی کے باب مین رائے اسکی برابر رکھتا ہو۔ اگر اکبر کو اس قانون مسالمت کی ضرورت خود معلوم ہوئی تھی تو ابو الفضل ہی اسکی تشریح کرنے والا اور قلم سے اسکے لئے لڑنے والا تھا اگر خان خانا ؤن کی تلوارون نے ملک فتح کئے تو ابو الفضل کے قلم نے دلون کو فتح کیا اور اہل ملک کو بادشاہ کی رعیت ہونے پر راضی کیا۔ اکبر کا اسلام سے پھر نا سب کو فراموش ہوگیا۔ مگر خاندان مغلیہ مین سے کسی شہنشاہ کا رعایا کا مائی باپ بنا اوسکی برابر یاد نہین اورنگ زیب نے گو اسلام کی طرف معاودت کی اور اسکے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ لکھا جاتا ہے مگر اسکے ساتھ ہی سلطنت کا زوال مذہبی مسالمت کے ترک کرنے سے شروع ہوگیا۔

ابو الفضل کی تصنیفات سے کتب مفصلہ ذیل ہین۔

(۱) اکبرنامہ مع آئین اکبری ۔ اکبرنامہ کی تین جلدین ہین۔ آئین اکبری اسکی چوتھی جلد ہے۔ یہ آئین ۴۲ سنہ اکبری مین ختم ہوئی۔ پھر ۴۳ سنہ مین برار کی فتح کے سبب سے اسمین کچھ ترمیم ہوئی۔ اسمین ۴۶ سال کا حال سلطنت کا لکھا ہے باقی سلطنت کے

حالات کا تتمہ عنایت اللہ محب علی نے لکھا ہے -

(۲) مکتوبات علامی جسکو انشاء ابو الفضل بھی کہتے ہین آئین اور سلاطین و امراء کے نام نامی اور کتابون پر ریویو اور بعض ورسالہ ضامین لکھے ہین اونکو عبد الصمد بن افضل محمد نے جمع کیا ہے وہ ابو الفضل کا بھانجا اور داماد تھا - مدارس کے درس مین یہ انشا جاری ہے اسکے تین دفتر ہین سوانحہ اکبری مین دیباچہ مین امیر حیدر حسین بلگرامی نے لکھا ہے کہ اس کتاب کے چار دفتر ہین - مگر دفتر چہارم کمیاب ہے شاید اس نے ابو الفضل کی انشاء کو جسمین اسنے خاص رشتہ دارون کے نام خط لکھے ہین - چوتھا دفتر سمجھ لیا ہوگا -

(۳) عیار دانش جسکا بیان ہمنے عہد اکبری کی تصنیفات کے اندر لکھا ہے - ابو الفضل کی تصنیفات سے ان کتابون کے سوا اور کتابین ہین - رسالہ مناجات - جامع اللغات کشکول تفسیر آیۃ الکرسی اور تفسیر فاتحہ سورہ فتح یہ دونو تفسیرین بادشاہ کی نذر ہین دین بیان سنسکرت کی کتابون کے ترجمہ مین جو اُس نے حصہ لیا - اسکا بیان عہد اکبری کی تصنیفات کے عنوان مین دیکھو - محمد عسکری بلگرامی نے اپنی در المنثور مین ابو الفضل کے حالات مین یہ لکھا ہے کہ کشمیر کی مسجد پر جو کتابہ ذیل ہے وہ ابو الفضل کی تصنیف سے ہے -

الٰہی بہر خانہ کہ می نگرم جویائے تو اند و بہر زبان کہ می شنوم گویائے تو -

کفر و اسلام در رہت پویان ۔۔۔ وحدہٗ لاشریک لہ گویان

اگر مسجد است بیاد تو نعرۂ قدوس میزنند ۔۔۔ و اگر کلیسا ست بشوق تو ناقوس می جنبانند

گہ معتکف دیرم و گہ ساکن مسجد ÷ یعنی کہ ترا می طلبم خانہ بخانہ ÷

اگر خاصان ترا بہ کفر و اسلام کاری نیست ÷ این ہر دو را در پردۂ اسرار تو ہم بار نیست

کفر کافر را و دین دیندار را ÷ ذرۂ درد دے دل عطار را

این خانہ بنیت ایتلاف قلوب موحدان ہندوستان خصوصاً معبود پرستان عرصۂ کشمیر تعمیر یافتہ -

بغرمان خدیو تخت و افسر ÷ چراغ آفرینش شاہ اکبر ÷ نظام اعتدال ہفت معدن ÷ کمال اثر تربیت ...

ہر کہ نظر صدق نینداختہ این خانہ را خراب سازد باید کہ تخت سعید خود را بنیداز د چہ اگر نظر بر دل است باہمہ ساختنی و اگر چشم بر آب و گل است ہاہمہ بر انداختنی ۔

ابیات

	مدار کار بر نیت نہادی		خداوندا چو دادی کار دادی	
	بہ پیش شاہ داری نیت شاہ		تو ئی بیدار کا د نیت آگاہ	

ابو الفضل نے آئین اکبری مین لکھا ہے کہ آج آخر سال ۴۲ الٰہی کا ہے پھر میرا دل پیوند توڑنے کا ارادہ رکھتا ہے اور باطن مین ایک نئی شورش ہو رہی ہے

شعر

مرغ دل ان نغمۂ داؤد نمیداند آزاد کنندش کہ نہ مرغ قفس است این

مجھے معلوم نہین کہ میرے حال کی نوبت کہان تک پہنچیگی اور میرا کیا انجام ہوگا اور سفر واپسین کس منزل مین پیش آئیگا مگر ابتداے آفرینش سے اب تک متواتر محبت الٰہی کی حمایت مین رہا ہون امید ہے کہ آرامگاہ جاوید مین جاؤن ۔

خدا کی نعمتون کا شمار کرنا ایک طرح کی سپاس گذاری ہے اسلئے اسمین کچھ لکھتا ہون (۱) اول نعمت جو مجھے ملی ہو وہ یہ ہے ۔ نژاد بزرگ رکھتا ہون امید ہے کہ میرے باپ دادا کی پاکی کے سبب میرے گناہ کا بھی چارہ ہو اور شورش درد دلی کا ایسا ہی مداوا ہو جیسے کہ درد کا دارو سے آتش کا پانی سے گرم کا سرد سے عاشق کا دیدار سے ہوتا ہے ۔

(۲) سعادت روزگار اور امینی زمانہ (۳) طالع مسعود کہ مین ایسے مبارک زمانہ مین پیدا ہوا کہ سلطنت کا پاک سایہ مجھپر پڑا (۴) شریف الطرفین (۵) سلامتی اعضا و اعتدال قوی و تناسب اعضا (۶) ماباپون کی امداد ملازمت کہ درونی و بیرونی آفتون کے لئے حصار اور حوادث انفسی و آفاقی کے واسطے پناہ ہے (۷) بہت صحت اور نوشدارو کی تندرستی (۸) منزل شائستہ (۹) روزی سے

بیعنی اور حال سے خرسندی (۱۰) والدین کی رضاجوئی کا شوق روزافزون (۱۱) باپ کی عاطفت حوصلہ سازگار سے زیادہ اور طرح طرح کی عنایتین مجھ وہ ابوالابائی ہون دعا کے ساتھ اختصاص دیتا ہے (۱۲) درگاہ ایزدی کی نیازمندی (۱۳) زاویہ نشینان حق گزین کی اور درست عیار خود پژوہوں سے دریوزہ گری (۱۴) توفیق بردبار (۱۵) اقسام علوم کی کتابون کی فراہمی بے مذلت خواہش کے ہر کیش کا رازدان ہونا اور دل کا کثرت سے بیزار ہونا (۱۶) باپ کا ہمیشہ علم پر تحریص دینا اور خیالات پریشان مین نہ مصروف ہونے دینا (۱۷) سعادت افزا ہمنشین (۱۸) عشق صوری کا میرے لئے منزلگاہ کمال کا رہبر ہونا گو وہ اور خاندانون کی شورش کا سبب ہوتی ہے۔

(۱۹) بادشاہ کی ملازمت کہ جسسے نیا جنم اور تازہ سعادت حاصل ہوئی (۲۰) رعونت سے نکل کر بادشاہ کی ملازمت مین آنا (۲۱) بادشاہ کی برکت سے صلح کل پر رسائی کہنے سے جب مین کچھ آنا ہر طائفہ کے نیکون سے آشتی کی۔ بدون کا عذر قبول کرکے انسے مصالحت کی۔ اللہ تعالی آگہی کی روشنی سے نقش بدی کو دور کرے (۲۲) بادشاہ کے ساتھ ارادت (۲۳) بغیر کسی کے سفارش اور راہی لگاؤ کے بادشاہ کا اعتبار بخشنا (۲۴) دانش آمود سعادت گزین رضاجوے نیکوکار بھائیون کا ہونا۔ اپنے بڑے بھائی کا ذکر کیا کرون اسمین کمالات صوری اور معنوی جمع تھے وہ بغیر میری رضا کے قدم باہر نہین رکھتا تھا۔ اس نے میری دلجوئی مین اپنے تئین وقف کردیا تھا۔ میری سرکردگی مین وہ پامردی کرتا تھا۔ وہ میری نیک اندیشی کو بہت مراد اپنی سمجھتا تھا۔ اپنی تصانیف مین قصیدہ فخریہ مین فرماتا ہے۔

قصیدہ

جائیکہ از بلندی و پستی سخن رود — از آسمان سر آمد و از خاک کمترم
با این چنین پدر کہ نوشتم مکارمش — در فضل مفتخر ز گرامی برادرم
برہان علم و عقل ابوالفضل کردمش — دارد زمانہ مفخر معانی معطرم

صد سالہ رہ میان من و بہت د کمال در چشم باغبان نشود قدر او بلند	در عمر گر از و دو سہ سالے فروں یم گر از درخت گل گذرد شاخ عرعرم	

یہ میرا بھائی ۹۵۸ھ ہجری مین پیدا ہوا تھا۔ دوسرا بھائی شیخ ابوالبرکات ہے وہ ۱۷ شوال ۹۶۰ھ پیدا ہوا تھا گو وہ علم مین پایہ والا نہین رکھتا تھا مگر معاملہ دانی و شمشیر آرائی و کارشناسی مین بیش قدموں مین شمار ہوتا ہے۔ نیک ذاتی و درویش پرستی و خیر سگالی مین ممتاز ہے۔ تیسرا بھائی شیخ ابوالخیر ہے ۲۲ جمادی الاول ۹۶۷ھ کو پیدا ہوا اسکی نو ہی سو دہ مین مکارم اخلاق و شرائف اوصاف تھے۔ زمانہ کے مزاج کو خوب پہچانتا تھا۔ زبان کو مثل و اعضا کے قابو مین رکھتا تھا۔ اکبرنامہ مین لکھا ہی کہ وہ شاہزادہ دانیال کے ساتھ بھیجا گیا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ کا ملازم تھا۔ چوتھا بھائی شیخ ابوالمکارم ۲۳ شوال ۹۷۶ھ کو پیدا ہوا ابتداے عمر مین اسکے مزاج مین شورش تھی۔ مگر باپ کی ہدایت سے وہ راہ پر آگیا اور معقول و منقول کو باپ سے پڑھا۔ علم حکمت کو امیر فتح اللہ شیرازی سے سیکھا دل سے راہ رکھتا ہے امید ہے کہ ساحل مقصود پر پہنچ جائے ان چاروں بھائیوں اور ابوالفضل کی ماں ایک تھی جسکا انتقال ۹۹۵ھ مین ہوا۔

پانچوان بھائی شیخ ابوتراب ۲۳ ذی الحجہ ۹۸۸ھ کو پیدا ہوا۔ اسکی ماں اور تھی وہ دربار مین آیا اور کسب کمال مین مشغول رہتا ان کے سوا دو اور بھائی ہین شیخ ابوالحامد جو ۳ ربیع ۱۰۰۲ھ کو اور شیخ ابوراشد جو غرہ جمادی الاول ۱۰۰۲ھ کو پیدا ہوا۔ اگرچہ وہ حرم سے پیدا ہوئے ہین مگر آثار اصالت انہین ظاہر ہین۔ ان بیٹوں کے پیدا ہونے سے پہلے باپ مر گیا مگر انکے نام وہ مرنے سے پہلے رکھہ گیا تھا۔ اگرچہ بڑا بھائی مر گیا جس کا ایک عالم کو غم ہوا امید ہے کہ اور بھائیون کی عمر دراز ہو اور خیرات صوری و معنوی سے سربلند ہوں (۲۵) کہ خدائی عالی خاندان مین سے جسکی کاشانہ ظاہر کو رونق اور نفس کلبۂ کو بہار لگی۔ مین بیویان یقین جنین سے ایک ہندی۔ دوسری ایرانی تیسری کشمیری تھی (۲۶) گرامی فرزند کا ۱۲ شعبان ۹۷۹ھ کو پیدا ہونا باپ نے پوتے کا نام عبدالرحمن رکھا

اگرچہ ہندوستانی نژاد ہے مگر مشرب یونانی رکھتا ہے۔ علم سکھتا ہے۔ زمانہ کے سود و زیان
سے خوب واقف ہے۔ نیک بختی کے آثار ظاہر ہیں۔ بادشاہ نے اپنے کو کون کے ساتھ
منتسب کیا ہے۔

(۲۷) پوتے کا پیدا ہونا جو ۳ ذی قعدہ سنہ ۹۹۰ کو پیدا ہوا۔ بادشاہ نے اوسکا نام شوتن رکھا
(۲۸) کتب اخلاق کا مطالعہ (۲۹) نفس ناطقہ پر علم ہونا۔ مدتوں تک مقدمات بیانی عیانی
کا طلبگار رہا۔ ان روش کے صاحبوں سے بہت آمیزش کی۔ دلائل ذاتی وشہودی کتابی
نظری نظروں میں آئے مگر شبہ کی راہ نہ بند ہوئی۔ دل کو آرام نہ ہوا عقیدت کی برکت سے یہ
عقدہ حل ہوا اور دلنشین ہوا کہ نفس ناطقہ ایک لطیفہ ربانی سوائے بدن کے ہے اسکو خاص
تعلق پیکر عنصری سے ہے (۳۰) بزرگان صورت کی شکوہ نے مجھے پارسا گوہری کے سبب
گفتار حق سے باز نہیں رکھا میری دانش وبینش ہیں وہ راہزن نہیں ہوئے مالی وجانی
ناموس کی گزند کے خوف نے میری عزیمت میں تفرقہ نہ ڈالا اختیار آب کروا نے اپنی جوئبار
بنائی (۳۱) اعتبارات دنیا کی طرف بے میلی۔ (۳۲) اکبرنامہ کا لکھنا۔ اگرچہ اسمیں
اکبر کا حال لکھا ہے مگر وہ طرح طرح علم کا ایک چشمہ سار ہے اور گروہا گروہ دانش کا معدن
کا گذار جدا جستوں کا رہنمون۔ خندہ فروش ہزل سرایون کو اس سے فائدہ۔ خوردون کے
واسطے سرمایہ نشاط جوانون کے واسطے اسباب عونت۔ بڈھے روزگارون کی تجربون کو
اسمیں ایک جگہ پائیں اور زر وسیم کے بخشنے والے آئین مردمی کو اُسسے پہچانیں گوہر بینائی کے
لئے خرم وزن گاہ۔ آزادی کی گیاہ کے لئے پروردہ زمین۔ کارگاہ ہنر کا بحر۔ صبح سعادت
کا روزن۔ گوہر آفرینش کا دریائے شرف سعادت نہاد۔ ناموس آرا روش اُس سے
سیکھتے ہیں۔ حق پژوہ دیندار نامۂ اعمال کی دیدبانی سے عشرت جمع کرتے ہیں۔
ہر متاع کے سوداگر اُسسے سود حاصل کرتے ہیں۔ پہلوانی کے میدان کا جان نثار ہمت ناموری
کا سبق اُسسے پڑھتے ہیں۔ تن گداز نفس آرا نیکو کاری اُسسے حاصل کرتے ہیں۔ بخشاوزرا اخلاص
طراز اُسسے ذخائر بے منتہی جمع کرتے ہیں نزہتگاہ حقیقت آرا جشن گزین اسکی یاوری سے بنا

مقصد حاصل کرتے ہین۔

ابیات

یکی نامہ ساختم پر شگفت | کہ ہر دانشی زو توان بر گرفت
چنان گفتم این نامۂ نغز را | کہ روشن کند خواندنش مغز را

ان سخنون کے سبب سے یہ مژدہ دل کے کان مین آتا ہے کہ فاتحہ بالخیر ہوا اور ابدی سعادت یاوری کرے۔ اگر یہ پور مبارک (مبارک کا بیٹا) مورد اضداد اور عبرت نامۂ جہانبان ہے اور اسکی مہر وکین کا ہنگامہ شورش کر رہا ہے۔ ایزد پرست حق پژوہ اسکو ابوالاحد کہتے ہین اور داد ریہال کا یگانہ بندہ جانتے ہین۔ عرصہ داوری کے پہلوان اسکو ابوالہمتہ کہتے ہین۔ ہستی دشمن کے بجہاؤن مین خیال کرتے ہین۔ خردمند اسکو ابوالفضل کہتے اور اس دوربان عالی بین منتخب اسکو جانتے ہین۔ دفاتر عوام ہین کہ آشوب خانہ بے تمیزی ہین بعض اسکو پرستاری بینے سے نسبت دیتے ہین اور اس گرداب مین ڈوبا ہوا سمجھتے ہین اور بعض اسکو کفر والحاد مین منہمک گمان کرتے ہین اور اسکی نکوہش و سرزنش کے لئے انجمنین بناتے ہین ؎ صد داستان بوالعجب آید بروے کار + حیران شوند گر دو سہ حرفے رقم کنم + الحمد للہ کہ ان باتون سے اس زمانہ کی شگرف کاری کے تماشے سے باہر نہین جاتا اور برے بہلے کہنے والون کی خیر سگالی نہین چھوڑتا اور زبان و دل کو آفرین و نفرین سے آلودہ نہین کرتا۔

ابیات

شناسندہ گر مست شوریدہ مغز | کہ مہرہ شناسد ز دینار نغز
ہنر تا بد از مردم گوہری | چو نور از مہ و تابش از مشتری

شیخ مبارک کی چار بیٹیون کا ذکر تاریخ مین آتا ہے۔

(۱) ایک بیٹی اوسکی خداوند خان دکھنی سے بیاہی ہوئی تہی جسکو بدایونی رافضی بتلاتا ہے وہ گجرات مین کری کے اندر مر گیا۔

(۲) دوسری بیٹی حسام الدین سے بیاہی گئی۔

(۳) راجہ علیخان حاکم خاندیس سے تیسری بیٹی بیاہی گئی جسکے بیٹے صفدر خان کے

سنہ مین منصب ہزاری پایا۔

(۴) اسلام خان سے چوتھی بیٹی لاڈلی خانم بیاہی گئی وہ سنہ مین خاوند سے پانچ برس پہلے مرگئی اسکے مقبرہ کو روضہ لاڈلی بیگم کہتے ہین وہ اکبر کے مقبرہ سکندرہ خان سے مشرق مین دو میل آگرہ کے قریب ہے سنہ مین وہ تعمیر ختم ہوئی برٹش گورمنٹ نے ایک ہندو کے ہاتھ اس روضہ کو بیچڈالا جسنے سنگ مرمر کی سب قبرین کھود کھاد بیچڈالین۔ احاطہ کے سوا روضہ کا کوئی اور نشان باقی نہین رہا اور دروازہ پر یہ طغرا لکھا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ و بہ نقتی ہذا الروضہ للعالم الربانی والعارف الصمدانی جامع العلوم شیخ مبارک اللہ قدس سرہ قد وقف ببناءہ بحر العلوم شیخ ابو الفضل سلمہ اللہ تعالی فی ظل دولۃ الملک العادل یطلبہ المجد والاقبال والکرام جلال الدنیا والدین اکبر بادشاہ غازی خلد اللہ تعالی ظلال سلطنتہ باہتمام حضرت ابی البرکات فی سنۃ اربع الف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس سنہ مین روضہ بنا اسمین فیضی کا انتقال ہوا تھا شیخ مبارک سنہ مین مرا تھا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آگرہ کے مقابل جمنا کے بائین کنارہ پر دونو شیخ مبارک و فیضی دفن ہوئے جہان وہ اول آباد ہوئے۔ کیونکہ ابو الفضل آئین مین آگرہ کے بیان مین یہ لکھتا ہے کہ دریا کے دوسری طرف حضرت فردوس مکانی (بابر) نے چار باغ لگایا تھا۔ مین اول وہان پیدا ہوا تھا یہین اوسکے باپ بھائی کی خوابگاہ بھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ مبارک کو روضہ مین لیجاکر دفن کیا ہوگا جو روضہ پر یہ طغرا لکھا گیا۔

ابو الفضل کا بیٹا شیخ عبدالرحمن مشہور ہے۔ سنہ اکبری مین وہ بیس برس کا تھا کہ اکبر نے اوسکو سعادت یار کوکہ کے بھائی کی بیٹی سے بیاہا اس سے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام اکبر نے پشوتن رکھا (یہ نام اسفندیار کے بھائی کا تھا جسکا نام شاہنامہ مین اکثر آتا ہے) جب ابو الفضل دکن مین سپہ سالار تھا تو عبدالرحمن باپ کا تیر روے ترکش تھا جسوقت کوئی کام ایسا ہوتا کہ اوسکے کرنے مین اور آدمی تامل کرتے تو وہ کرتا جہان

ضرورت ہوئی۔ عبدالرحمن کو شیخ نے بھیجا وہ اپنی ہوشیاری اور مردانگی سے اس کام کو
انجام دیتا ۱۰۲۶ھ میں ملک عنبر حبشی نے علی مردان خان حاکم تلنگانہ کو لڑکر گرفتار کیا
اور اس ولایت پر متصرف ہوا شیخ نے اسکو شیر خواجہ کے ساتھ اس سے لڑنے کو بھیجا
عبدالرحمن نے نانڈیر اور گوداوری سے عبور کرکے بالاگھاٹ کے قریب ملک عنبر کو شکست دی
عبدالرحمن شجاعت و کاردانی میں درست اندیش تھا۔ گو جہانگیر نے اسکے باپ کو قتل کرایا تھا
مگر بادشاہ کی طرف سے اسکو غبار خاطر نہ تھا اور اپنی زور خدمت و حسن پرستاری سے
افضل خان کا خطاب و منصب دو ہزاری پایا سنہ ۸ جہانگیری میں وہ بہار
میں صاحب صوبہ مقرر ہوا اور گورکھپور کا اسکی جاگیر پر اور اضافہ ہوا اور
سلطان خسرو جعلی جسنے بڑا مفسدہ مچایا تھا زیر کیا۔ اس مہم میں بخشی دیوانی غفلت
کی تھی اسکو بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکے سر اور داڑھی منڈا کر و چادر اوڑھا کر اور
گدھے پر بٹھا کر ہمارے پاس بھیجو اور سر راہ شہر و قصبون میں اسکی تشہیر کرو
دنوںمیں افضل خان بیمار ہوا بادشاہ کے پاس آیا آخر ایک مدت تک
بار سنہ میں دار فنا سے ملک بقا کو گیا۔ اسکے بیٹے بشوتن نے سنہ جہانگیری
میں منصب ہفت صدی کا پایا اور شاہجہان کی سلطنت کے دسوین سال
پانچ سو گھوڑون کا سردار مقرر ہوا اور اسی عہدہ پر سنہ میں انتقال کیا —

دو ہزاری منصب دار

(۲۰۷) اسمٰعیل بیگ دولدی یا اسمٰعیل خان دولدی —

دولدی قوم برلاس کا ایک فرقہ ہے بیگ خان لقب خان کے لقب سے کم درجہ کا ہے
اور بیگلر بیگی کا درجہ خانخانان سے کم ہے —

اسمٰعیل بیگ امرای بابری میں سے ہے اور دلاوری اور مدبری میں مسلم وقت تھا۔
قندہار کے محاصرہ میں مرزا عسکری کے پاس سے بھاگ کر وہ ہمایون بادشاہ کے پاس
آیا تھا۔ فتح قندھار کے بعد وہ زمین داور کا حاکم مقرر ہوا۔ محاصرہ کابل میں اسنے

مرزا کامران کے نوکر شیر علی کیجو قافلہ لوٹنے کے لئے قلعہ سے باہر آیا تھا پھر قلعہ مین جانے
نہین دیا وہ ہمایون بادشاہ سے باغی ہوکر مرزا کامران پاس چلا گیا اور مرزا ہی کے
ساتھ گرفتار ہوا اور منعم خان کی سفارش سے ہندوستان کی یورش مین بادشاہ کے ساتھ

(۳۰) میر بابوس ایغور (ایغور) چغتائیہ کا مشہور فرقہ ہے۔

(۳۱) اشرف خان میر منشی۔ محمد اصغر سبزواری - یہ سادات حسینی مشہد
مقدس سے تھا صاحب طبقات اکبری نے اسکو سادات عرب شاہی سے لکھا ہے یہ بیان
عموم خصوص کی وجہ سے شائد ہوا ہو ابوالفضل نے جو اسکو سبزواری لکھا ہے وہ
کاتبون کی تحریفات سے ہے اصغر علی فن انشا و دقائق سخن مین ید طولی رکھتا تھا
وقت یابی اور موشگافی مین سر مو فرق نہین چھوڑتا تھا۔ خطاطی و خوشنویسی مین ہفت
قلم استاد تھا۔ خصوصاً تعلیق و نسخ مین سرآمد روزگار و یگانہ دھر۔ علم جفر کو عمل کے
ساتھ جانتا تھا۔ ہمایون کا اول ملازم ہوا اُس نے میر منشی کا خطاب پایا ہندوستان کی
فتح کے بعد میر عرض اور میر مالی کا عہدہ ملا۔ بیرام خان نے جس روز تردی بیگ کو قتل کیا
ہی اس میر منشی کو قید کیا تھا پھر وہ حجاز کو چلا گیا۔ وہان سے اکبر شہنشاہ کی خدمت مین
وہ آیا اور اشرف خانی کا خطاب پایا دو ہزاری منصب پایا گور کی وبا مین ۹۸۳ھ
مین دنیا سے سدھارا یہ موزون طبع تھا۔ کبھی کبھی شعر کہتا تھا شاہجہان کے عہد مین اسکا
بیٹا ابوالمظفر پانچ سو سوارون کا افسر تھا۔

(۳۲) سید محمود۔ سادات بارہ مین اول یہی سید ہے جو دولت تیموریہ مین درجہ امارت
پر پہنچا اول وہ بیرام خان کا ملازم ہوا۔ سال اول جلوس اکبر مین علی قلیخان شیبانی
کے ہمراہ ہیمو بقال کے دفع کرنے کے لئے مقرر ہوا۔ وہ بہت سی خدمات شائستہ بجالایا
قلعہ بدھکر اسنے زور شمشیر سے فتح کیا۔ وہ بھولا بھالا سید تھا۔ جب بادشاہ کے روبرو
اس فتح مین اپنے ترددات کا بیان کرنے لگا تو آصف خان نے کہا کہ میرجی یہ فتح
اقبال بادشاہی سے ہوئی ہے اوسنے یہ جانکر کہ اقبال کسی بادشاہ کے امیر کا نام ہوگا

یہ جواب دیا کہ اس جگہ اقبال بادشاہی نہ تھا مین اور میری بھائی تھے جنہون نے
دو مہینے تلوار چلائی بادشاہ نے سکار اکر اسپر بہت طرح کی عنایت کی ایک دن لطیفہ
کنایہ کے اس سے کسی نے پوچھا کہ سادات بارہ کا نسب نامہ کہان تک پہنچا ہے وہ فوراً آگ
مین جو رات کو ملنگون نے روشن کی تھی کود پڑا اور کہنے لگا کہ اگر مین سید ہون
تو آگ ہا مجھپر اثر نہ کریگی اور اگر نہین ہون تو جلجاؤنگا ایک گھنٹہ تک آگ مین کھڑا رہا۔
آدمیون نے منت کرکے نکالا مخملی کفش پہنے ہوئے تھا اسکا خواب تک نہین جلا۔
دو ہزاری منصب رکھتا تھا ۹۸۰ھ پیمانہ عمر اسکا لبریز ہوا۔ سید قاسم و سید ہاشم
اسکے دو بیٹے تھے۔

(۷۶) عبداللہ خان مغل۔ اسکی بیٹی سے اکبر نے شادی کی تھی جس سے بیرام خان
اس سبب سے ناراض ہوا کہ اسکی بہن کا نکاح مرزا کامران سے ہوا تھا۔

(۷۷) شیخ محمد بخاری ـــــ وہ ہندوستانی سید تھا اور شیخ فرید بخاری کا
طغائی یعنی ماموں تھا وہ عقل مین اور بادشاہ کے ساتھ حسن عقیدت مین ممتاز تھا
مدتون اسکی خدمت مین رہا دو ہزاری منصب پایا۔ اجمیر مین درگاہ کی تولیت
اسکو سپرد ہوئی دولقہ کی لڑائی مین زخمی ہوکر ۹۷۹ھ مین دنیا سے سفر کیا۔ اسکے
مرنے کے بعد بادشاہ نے قدرشناسی کرکے اسکا قرض چکا دیا ـــ

(۷۸) سید حامد بخاری ـــ سید میران بن سید مبارک کا بیٹا تھا سلک
امرائے گجرات مین تھا اپنے وطن اوچھہ سے وہ ایک گھوڑا لے کر گجرات مین آیا تھا
ایک دن رستہ مین ایک فیل مست نے اسپر حملہ کیا اسنے ایک تیر اسکی پیشانی پر ایسا
لگایا کہ سوائے سوفار کے کوئی نشان اسکا نہ دکھائی دیتا تھا اس زور سے اہل گجرات
اسکے تیر کی قسم کھاتے ہین اوسکو پیش دولقہ و دوندوقہ مین تیول ملی تھی وہی تیول
اسکے پوتے سید حامد کو ملی اسنے بادشاہ کی بہت جگہ خدمات شائستہ کین منصب دو ہزاری
پایا۔ جلالہ سے بگرام مین ایک سو پچاس اوزبکون کو لیکر لڑا اول ہی اسکے تیر لگا مگر وہ

لڑتا رہا۔ ۹۹۳ھ میں اسکا کام تمام ہوا اور اس لڑائی میں چالیس آدمی اسکے عزیزوں و خویشوں میں ہلاک ہوئے۔

(۹۷) دستم خان پسر رستم ترکستانی — اسکی ماں بخبیہ بیگی یا نجیبہ بیگم ماہم انگہ کی دوست تھی وہ محل شاہی میں آمد و رفت رکھتی تھی۔ بادشاہ کے ساتھ وہ کھیلا تھا۔ ۹۶۰ھ میں رستم خان کے معز الملک نے ساتھ عبداللہ خان اوزبک کے مقابلہ میں خوب کام کیے ۹۸۰ھ میں مرزا عزیز کوکہ کے ساتھ پٹن میں خدمات شائستہ بجالایا کہ علم او نقارہ مرحمت ہوا ۹۸۶ھ میں رنتھنبور اسکو تیول میں ملا اور پھر اجمیر کی ایالت ملی ۹۹۵ھ میں راجہ چندر اور راجہ بہاری مل کے بھائی کے بیٹے موہن۔ سور داس۔ تلوک سی بغیر اجازت کے پنجاب سے اپنے وطن یعنی میں چلے آئے دستم خان کو اُن سے لڑنے کا حکم ہوا اُس نے اُن کو شکست دی مگر خود زخمی ہوکر اس دنیا سے رخصت ہوا اکبر بادشاہ نے اسکی ماں کی تسلی کے لئے کہا کہ وہ تمام عمر میں صرف مجھ سے تین سال جدا رہا اور یہ تجھ سے بہت سالوں تک علیحدہ رہا اسلئے مجھے اسکی مفارقت کا رنج تجھ سے زیادہ ہے۔ مآثر میں لکھا ہے کہ وہ سہ ہزاری منصب رکھتا تھا۔

(۹۸) شہباز خان کنبوہ — قوم کنبوہ کی شان میں یہ ایک شعر زبان زد خاص و عام ہے۔ شعر اگر قحط الرجال افتد ازیشان اُنس کم گیری + یکے افغان دوم کنبوہ سوم بد ذات کشمیری + معلوم ہوتا ہے کہ متاخرین میں سے کسی بے تمیز شاعر نے یہ شعر کہا ہے اکبر جہانگیر کے عہد تک کنبوہ معزز عہدوں پر ممتاز تھے۔

شہباز خان کا جد ششم حاجی جمال ہے کہ مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی کا مرید تھا کہتے ہیں ایک درویش نے مخدوم سے سوال کیا کہ للہ ہر پیغمبر کے نام لینے پر مجھے ایک اشرفی دو۔ مخدوم متفکر ہوا۔ حاجی نے کہا کہ مجھے حوالہ کیجیے وہ اسے گھر لے گیا اور اس سے کہا کہ ہر پیغمبر کا نام لے اور مجھ سے اشرفی لے اُس نے دس بیس پیغمبروں کے نام لیکر اشرفیاں لیں اور کہا کہ اس سے زیادہ نام مجھے یاد نہیں جب مخدوم کو معلوم ہوا تو اسکے حق میں یہ دعا دی کہ تیری قوم کے درمیان کوئی

خفیف العقل ہو چنانچہ اکثر اس فرقہ کے آدمی ہند مین جدت ذہن مین مشہور ہین شہباز خان ابتداے حال مین باپ دادا کی طرح زہد و درویشی مین بسر کرتا تھا۔ پھر کوتوال ہو گیا اور مقدمات مین ایسی احتیاط کی کہ اکبر شہنشاہ کا منظور نظر ہوا ایک صدی منصب سے دو ہزاری منصب پہ نوبت پہنچی میر توزک مقرر ہوا اسکی حسن خدمات کا بیان اقبال نامہ مین اپنی جگہہ لکھا ہوا ہے۔ اجمیر مین ۹۹۸ھ مین اسکا انتقال ہوا اسکی قبر حضرت معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کی قبر کے پاس ہی۔ صلاح و تقوی اوسکا مشہور ہے۔ وہ شریعت کا پاس بہت رکھتا تھا رسم و رواج کے موافق وہ داڑھی نہین کترواتا تھا۔ شراب نہین پیتا تھا۔ تہجد و اشراق و سنت عصر کبھی قضا نہ ہوئی کبھی بے وضو نہ رہتا۔ ہاتھ مین تسبیح رکھتا۔ وظیفہ پڑھتا رہتا عصر و مغرب کے درمیان کسی سے بات نہین کرتا۔ ایک دن عصر کی قریب اکبر بادشاہ فتحپور سیکری کے تالاب پر ہوا کھا رہا تھا اور شہباز خان کا ہاتھ پکڑے ہوئے اس سے باتین کرتا تھا وہ ہر وقت آفتاب کو دیکھتا تھا۔ حکیم علی سے کچھ فرق پر حکیم ابو الفتح کھڑا تھا اُس نے وہ کہنے لگا کہ اگر آج شہباز خان نماز عصر قضا نہ کرے تو ہم جانینگے کہ واقعی دیندار ہے۔ جب نماز کا وقت تنگ ہوا ناچار بادشاہ سے نماز کے لئے عرض کیا بادشاہ نے فرمایا کہ قضا پڑھ لینا ہمکو اکیلا چھوڑ کر کہان جاوگے بے اختیار شہباز خان ہاتھ چھڑا کر اور دوپٹہ بچھا کر نماز پڑھنے لگا۔ نماز کے بعد وظیفہ شروع کیا بادشاہ ہر لحظہ اسکے سر پر ہاتھ لگاتا تھا کہ اٹھو۔ حکیم ابو الفتح نے کہا کہ اس عزیز کے شغل مین خلل ڈالنا انصاف نہین ہے اور آگے بڑھ کر بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور کا لطف انتہا کا بیجا ہے اور یہ آپ کے مراحم کا امیدوار ہے بادشاہ نے اسکو چھوڑ دیا اور ان کی طرف متوجہ ہوا شیخ ابو الفضل اسکے باب مین لکھتا ہے کہ ہر گونہ پرستاری مین اور سپاہ کی سربراہی مین کم ہمتا تھا اگر تقلید پرست نہ ہوتا تو فرو مندگی کا طراز لیتا۔ ہمت و بخشش مین بھی نظیر نہین رکھتا تھا اسکے خرچون کو دیکھ کر لوگ متحیر ہوتے تھے اور جانتے تھے کہ سنگ پارس اُس پاس ہے۔ کہتے ہین کہ اسکے دس نوکر ایسے تھے کہ ایک لاکھ روپیہ سالیانہ

پاتا تھا۔ جنگ برہم پتر مین اس پاس نو ہزار سوار تھے۔ ہر شب جمعہ کو حضرت شاہ
کی فاتحہ دے کر سوا اشرفیون کی شیرینی تقسیم کیا کرتا تھا۔ کنبوہ کی قوم کو اس قدر روپیہ
دیا تھا کہ اس قوم کا کوئی آدمی ہندوستان مین پریشان و بدحال نہ تھا اسکے مرنے
کے بعد بھی پچاس سال تک اشرفیان اور روپئے اسکے دفائن و خزائن مین نکلتی رہے
تعجب یہ ہے کہ سنہ اکبری تک اسکو دو ہزاری سے زیادہ منصب نہین ملا اسکے
بیٹون کی کچھ ترقی نہین ہوئی انعام اللہ اسکا بیٹا بکلانہ کا واقعہ نویس تھا اور آئین
اسکی عمر کٹ گئی اسکا بھائی اکرام اللہ خان سنہ مین بہت رشد رکھتا تھا۔ شروع
سنہ مین اجل طبعی سے مر گیا۔

(۱۸۲) درویش محمد اوزبک — یہ بیرام خان کا دوست تھا جسکو شیر محمد نے پا بزنجیر
اکبر پاس بھیجا تھا پادشاہ نے اسکا قصور معاف کر دیا۔

(۱۸۳) شیخ ابراہیم۔ شیخ سلیم فتحپور سیکری کے بڑے بھائی شیخ موسی کا بیٹا اور اسکا
داماد ہے وہ مدتون تک ڈھائی ہزار دون کی خدمت مین آگرہ کے اندر سرگرم رہا
اور جب اکبر کابل گیا ہے تو آگرہ کا پاسبان اسکو مقرر کیا تھا سنہ ۹۹۹ مین اس نے
انتقال کیا۔

(۱۸۴) عبد المطلب خان پسر شاہ بداغ خان — ابتدا مین وہ مرزا شرف الدین
حسین خان کے ساتھ میرٹھا کی تسخیر مین شریک ہوا مہمات عظیم مین خدمات شائستہ
بجا لایا سنہ مین فتح دوست پسر علی دوست یار بیگی کے قتل کی تہمت مین آن کر
کچھ دنون عتاب شاہی مین گرفتار ہوا سنہ مین کالپی مین پادشاہ اسکے گھر گیا
سنہ مین جلالہ تاریکی کی لڑائی مین فکر و اوہام کی کثرت سے سودائی ہو کر
پادشاہ پاس آیا وقت موعود پر نیستی سرا کو گیا اسکا بیٹا شیرزاد عہد جہانگیری
مین منصب پانصدی اور دو سو سوارون کی افسری پر مامور ہوا۔

(۱۸۵) اعتبار خان ناظر۔ اس خواجہ سرا کا نام خواجہ عنبر تھا وہ بابر کا معتمد تھا

ہمایون پاس عراق کے سفر مین وہ مریم مکانی کو لایا تھا۔ ہمایون کے مرنے کے بعد اکبر نے بھی اسکو کابل کو اپنی والدہ مریم مکانی کے لانے کے لئے بھیجا تھا سنہ جلوس مین وہ اسے لایا۔ کچھ دنون بعد وہ دہلی کی حکومت پر ممتاز ہوا اور وہین مرگیا۔

(۱۹) راجہ بیربر برہمن —— اس راجہ کا نام مہیش داس تھا وہ برہمن اور بھاٹ تھا وہ بے بضاعت کم مایہ تھا پریشان حالی اور خستگی مین گذرانتا تھا۔ لیکن فرہنگ دانش کا مجموعہ تھا۔ رسائی ادراک اور درستی فہم مین اپنے اقران امثال پر ممتاز تھا۔ اکبر کی تخت نشینی پر وہ کالپی سے پادشاہ کی خدمت مین آیا اور اپنی لطیفہ گوئی اور سخن سنجی کے سبب مجلس پادشاہی کے ندیمون اور مخصوصون مین داخل ہوا اور بتدریج تمام ارباب قرب خصوصیت پر سبقت لے گیا۔ پادشاہ اسکو مصاحب دانشور راجہ بیربر کہہ کر مخاطب ہوتا تھا۔ ہندی شعر خوب کہتا تھا اسلئے اسکو خطاب کب رای (ملک الشعرا) کا ملا۔ نگرکوٹ کا حال اور مہم یوسفزائی مین اسکے مارے جانے کا بیان اقبالنامہ مین درج ہے۔ اگرچہ راجہ کو منصب دو ہزاری تھا۔ مگر مصاحبت وخصوصیت کا پندار اسکو بڑا تھا۔ اسکے مرنے کے غم مین پادشاہ نے دو روز کھانا نہین کھایا اور کیف معتاد پر مائل نہین ہوا پادشاہ کا کسی کے مرنے پر ایسا برا حال نہین ہوا جیسا کہ اوسکے مرنے پر۔

ابوالفضل نے مرزا عبدالرحیم خانخانان کو جو فرمان لکھا ہے اس سے ظاہر ہوتا کہ پادشاہ کے دل مین اوسکی جگہ عجیب تھی اور ایک ربط خاص تھا۔ اسکے اظہار عقیدت مین یہ عبارت لکھی ہے کہ بعض سوانح اگر نہ واقع ہوتے تو مین خود جاکر اوسکی نعش کو اپنی آنکھون سے دیکھتا اور اپنی عطوفت و مہربانی کو جو اسکے ساتھ تھی ظاہر کرتا ـــــ کدام دل کہ ازین واقعہ جگر خون نیست + کدام دیدہ ازین واقعہ جگرگون نیست + راجہ بیربر جود و سخاوت مین زمانہ مین یکتا تھا۔ بخشش وانعام مین شہرۂ آفاق ۔ فن موسیقی مین مہارت تمام رکھتا تھا۔ کبت و دوہرے جو اس کے

مشہور ہین اور لطائف و نکات اسکے خلایق کی زبان پر ہین۔ ہر مہینہ مجلس کرتا تھا
اسکا بڑا بیٹا لالہ نام اپنے لایق منصب کہتا تھا بدخوئی و خود کامی سے خرچ اپنے اندازہ
سے زیادہ رکھتا تھا۔ خواہشین فراخ رکھتا تھا جب آمدنی زیادہ نہ ہوئی تو پادشاہ سے سنہ ۴۶
اکبری مین اجازت لیکر جوگی ہوگیا۔ بدایونی اس راجہ کی نسبت یہ لکھتا ہے کہ سنہ ۹۹۵
کی جھوٹی اور واہیاتہ باتون مین سے جو محالات سے بھی ایک قدم بڑھائے ہوئے
ہین بیربر ملعون کے زندہ ہونے کی خبر ہے باوجودیکہ وہ جہنم کے ساتوین طبقے مین پہنچ چکا تھا
اسکا مجمل بیان یہ ہے کہ جب ہندوؤن نے دیکھا کہ اس ناپاک سے پادشاہ کو میلان
خاطر بہت تھا اور اسکی مفارقت سے اضطراب مین تھا تو ہر روز یہ مشہور کرتے تھے کہ
نگرکوٹ مین کوہستان کے اندر جوگیون اور سنیاسیون کے ساتھ وہ سیر کرتا پھرتا ہے
پادشاہ کو اسکا یقین تھا اسلئے کہ اسکو علاقہ دنیا سے مجرد جانتا تھا اور اسکو دور نہین
جانتا تھا کہ اس نے لباس فقیری اختیار کیا ہو اور واقعہ یوسف زئی کی شرمندگی کے مارے
یہان نہ آیا ہو۔ احمقون نے اس خبر کو سچ جان کر لاہور مین اسکی داستانین بنانی شروع
کین اور ایک شخص نے نگرکوٹ مین جاکر حال کی تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ یہ فقط باتین ہی ہین
اصل اسکی کچھ نہین۔ بعد ازان یہ سنا کہ کالنجر مین جو اس کتے کی جاگیر تھی وہ چلا گیا ہے
عامل کالنجر نے اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ ایک حجام نے جو محرم اسرار تھا۔
تیل ملنے کے وقت علامات بدنی کو دیکھ کر بیربر کو پہچانا ہے اور وہ پوشیدہ رہتا
ہے۔ ہندو کروڑی نے یہ جعل کر رکھا تھا کہ ایک بے گناہ مسافر خون گرفتہ کو چھپا رکھا تھا
اور مشہور کر دیا تھا کہ وہ بیربر ہے پادشاہ نے حجام کو اپنے پاس حاضر ہونے کا حکم
دیا کروڑی حجام کو بھیج سکا نہین مگر اس مسافر کو اخفاء حال کے لئے مار ڈالا اور پادشاہ کو
کہلا بھیجا کہ وہ بیربر تھا جسکی اجل آگئی اور پادشاہ کی پابوسی کی سعادت نہ پائی پادشاہ
نے اسکا دوبارہ ماتم کیا۔ کروڑی اور اوروں کو طلب کر کے کچھ دنون شکنجہ مین رکھا کہ
کسواسطے ہم کو پہلے خبر نہ کی اور بہت سا روپیہ ان سے ڈنڈ اس بہانہ سے لیا۔

بدایونی اور شہباز خان اور مسلمانون کو راجہ بیربر سے اس سبب سے نفرت
پیدا ہوئی تھی کہ انکو یقین تھا کہ اسی راجہ نے بادشاہ کو آفتاب پرست بنایا ہے
(٨٦) اخلاص خان اعتبار خواجہ سرا بھی امرای دو ہزاری مین داخل تھا
(٨٧) بہار خان محمد اصغر — ہمایون کا نوکر تھا۔ دو ہزاری منصب رکھتا تھا
سنہ ١١ مین مرگیا۔

(٨٨) شاہ فخر الدین پسر میر قاسم — وہ موسوی سید مشہد کا تھا وہ سنہ ٩٦١ میں
ہمایون کے ساتھ ہندوستان مین آیا وہ سب لڑائیون مین شریک ہوا اکو نقابت خان
کا خطاب پایا۔ اجین کا حاکم مقرر ہوا پھر پٹن کا حاکم مقرر ہوا سنہ ٩٨٦ کے شروع مین مرگیا
(٨٩) راجہ رامچند بگھیلہ — ملک بھٹہ کا زمیندار تھا اور بابر نے جو اپنی واقعات مین
ہندوستان کے تین بڑے راجہ بیان کیے ہین ان مین وہ ایک تھا اسی راجہ
کے دربار مین تانسین کلاونت جو فنون نغمہ سرائی مین لاجواب تھا حسن صورت مین
نازک خیالی مین کوئی اسکی مثل نہین ہوا راجہ کمال قدردانی کرتا تھا اور اس سے انس رکھتا
تھا۔ جب اس کے کمالات کے وصف اکبر شہنشاہ نے سنے تو سنہ ٩٧٠ جلالی مین جلال خان
قورچی کو راجہ کے پاس بھیجا اور تانسین کو اپنے پاس بلایا۔ راجہ انکار نہ کرسکا۔ تانسین کو
ساز و سامان تجمل ہدیون کے ساتھ روانہ کیا۔ بادشاہ کی خدمت مین جب وہ آیا تو اول
ہی روز مین اسکو دو کروڑ دام کہ دو لاکھ روپیے رائج الوقت ہوتے ہین بادشاہ نے
انعام دیئے۔ تقریبون مین بہت کچھ انعام دیتا رہا۔ باقی حال اس راجہ کا مہم گڈھہ اور
قلعہ باندھو کی تسخیر مین اقبال نامہ مین پڑھو۔
(٩٠) لشکر خان محمد حسین خراسانی — وہ میر بخشی و میر ... تھا سنہ ... مین مظفر خان
(٣٧) نے اسکو معزول کیا سنہ ١٦ مین وہ بادشاہ کے دربار مین شراب پی کر آیا۔
بادشاہ نے اسکو گھوڑے کی دم سے بندھوا کر قید خانہ مین بھیجا پھر وہ رہا ہو کر
منعم خان کے ماتحت مہم بنگال مین بھیجا گیا گوڑ کی لڑائی مین زخمی ہوا اور پھر مرگیا

دو ہزار یا ایک ہزار سپاہ اس پاس رہتی تھی۔

(۹۱) سید احمد بارہ —— یہ سید محمود کا چھوٹا بھائی تھا۔ گجرات کی مہمات مین اُس نے کارہاے نمایان کئے ۹۷۵ھ مین وہ مرگیا۔

(۹۲) کاکر علی خان چشتی —— وہ ہمایون کے ساتھ ہندوستان مین آیا۔ گڈھ کٹنگہ اور خیرآباد کی لڑائی مین خدمات شائستہ بجا لایا ۹۸۰ھ مین پٹن کی لڑائی مین مارا گیا۔

(۹۳) راے کلیان مل۔ زمیندار بیکانیر —— راے سنگہ کا بیٹا تھا جسکا بیان (۴۴) مین کیا گیا۔

(۹۴) ظاہر خان میر فراغت پسر میر خورد اتالیق شاہزادہ دانیال —— وہ امراء ہمایون مین تھا۔ اکبر بادشاہ کا مصاحب تھا۔ اس لئے اکبر کے ماموں خواجہ معظم دیوانی کے پکڑنے مین بڑی مدد کی تھی۔

(۹۵) شاہ محمد خان قلاتی —— قلات کا تلفظ اہل قلات کلات کرتے ہین۔ بیرام خان کا دوست تھا جسنے قندھار اسکے بالکل سپرد کیا تھا۔ قندھار مالوہ کی مہمات مین اسنے کام کئے [illegible]ھ مین منصب دو ہزاری پایا۔ [illegible]ھ مین [illegible] کی لڑائی مین زخمی ہوا۔

(۹۶) راے سرجن ہاڈا۔ اکثر اسکو راے ہاڈا لکھتے ہین۔ (ہاڈا چوہانون کے ایک فرقہ کا نام ہے۔ سرکار رنتھنبور کو ہاڈوتی کہتے ہین۔ راے سرجن پہلے رانا کی خدمت مین تھا اسنے رنتھنبور مین محفوظ سمجھ کر مغلون سے لڑا تھا۔ مگر جب اس قلعہ کو اکبر نے فتح کرلیا تو اُس نے بادشاہ کی ملازمت اختیار کی اور خدمات شائستہ مختلف مہمات مین بجا لایا [illegible]ھ مین مرگیا۔

(۹۷) شاہم خان جلایر —— (جلایر ایک چغتائی قوم کا نام ہے) اس کے باپ کا نام بابا بیگ تھا جسکو ہمایون نے جونپور مین حاکم مقرر کیا تھا۔ شاہم خان نے

بنگال اور اڑیسہ کی مہمات اور بعض اور مقامات مین خدمات کین مزاج مین اسکے ظلم تھا
سنہ مین اسکو دو ہزاری منصب ملا تھا ـ

(۹۸) آصف خان (مرزا قوام الدین) جعفر بیگ بدیع الزمان ولد آقاے ملا دوات دار
قزوینی کا بیٹا مشہور ہے ـ شاہ طہماسپ شاہ ایران کے زمانہ مین مرزا بدیع الزمان کاشان
کا وزیر تھا ـ مرزا جعفر بیگ اپنے باپ دادا کے ساتھ مجلس شاہ مین آمد و رفت رکھتا تھا ـ
۹۸۵ سنہ مین نوجوانی کے عالم مین عراق سے ہند مین وارد ہوا اپنے چچا مرزا غیاث الدین علی
آصف خان بخشی کی ہمراہ اکبر بادشاہ کی خدمت مین آیا ـ بادشاہ نے اسکو منصب
بیستی دہ علی آصف خان عنایت کیا اس کم منصبی پر راضی نہین ہوا ـ دربار کے مجرای اور
آمد و رفت کو ترک کیا ـ یہ استغنا بادشاہ کو ناگوار ہوا ـ مگر پھر بادشاہ سے اسنے رجوع
کی اور مہمات عظیم مین شریک ہوا ـ خدمات شائستہ کین ـ گھوڑا گھاٹ مین اپنی اجل طبعی
سے مرگیا ـ صد حیف از آصف خان تاریخ ہے ـ وہ صاحب کمال تھا ـ سب فنون
مین ایک فنی تھا ـ ہر ہنر کو سمجھتا تھا ـ اسکی فطرت بلند کا شہرہ تھا وہ کہا کرتا تھا جس بات
کو مین بدیہہ نہ سمجھون وہ بے معنی ہوگی ـ ایک نگاہ مین تمام سطر پڑھ لیتا تھا فراست و
دانائی و کاردانی و اجراے مہام ملکی و مالی مین اسکو ملکہ تھا ـ ظاہر و باطن آراستہ تھا
اسکے شعر و انشا مین کمال متانت ہوتی تھی ـ گل و گلزار باغ و چمن کا شوق بہت تھا
نخل و نہال اپنے ہاتھ سے لگاتا تھا اور اپنے ہاتھ سے بیل سے دست کاری کرتا ـ بیویان
اسکی بہت تھین ـ بیماری دالپس مین ایک سو سہیلیان اسکے گھر سے برآمد ہوئین ـ اسکے
بیٹے بیٹیان بہت تھین ـ اسکے بیٹون مین کوئی آگے نہین بڑھا ـ

منصب ڈیڑھ ہزار یا پانصدی

(۹۹) شیخ فرید مرتضی خان بخاری ـــــ (۱۰۰) اسماعیل خان پور جیلہ بیگ (اسمان
ترکی زبان مین کاہ کو کہتے ہین ـ سماعیل وہ جو کاہ کی نگہبانی کرے (۱۰۱) تردی خان
پسر قیا خان گنگ (۱۰۲) مہر خان انیس الدین ملازم ہمایون (۱۰۳) راے درگا سی دھنہ

اکبرنامہ مین اسکا نام رائے درگا چندر راوت لکھا ہے - پرگنہ رام پور مین جسکو اسلام
بھی کہتے ہین اور وہ چتور کے پاس ہی اسکے باپ دادا سب ہنتے تھے چالیس برس اکبر
کی خدمت مین رہا (۱۰۴) مادھو سنگہ پسر راجہ بھگوانداس (۱۰۵) سید قاسم

منصبداران یکہزاری دویست و پنجاہی

(۱۰۶) رائے سال درباری شیخاوت اسکے باپ کا نام راجہ سوجا پسر رائے [illegible]
شیخاوت ہی حسن خان سور پدر شیر شاہ اول اُس کا نوکر ہوا تھا - کچھواہہ کے دو فرقے
ہین ایک راجاوت جسمین مرزا راجہ مان سنگہ کا خاندان ہے دوم شیخاوت جسکے راجہ
لونکرن و راجہ رائسال اور انکے اقربا ہین کہتے ہین کہ انکے اسلاف مین سے کسی کے ہان
بیٹا نہین ہوتا تھا - ایک درویش کی دعا سے اسکے ہان بیٹا پیدا ہوا اسکا نام شیخ
رکھا گیا اسلئے یہ خاندان شیخاوت سے منسوب ہوا - پہلے ہزارہ دویست و پنجاہ کا منصب
رکھتا تھا مگر بعد ازان معزول ہوا اور یہ قرار پایا کہ ہزار سے آگے پانصدی سے کم
[illegible] ہے -

منصبداران ہزاری

(۱۰۷) محب علی خان پسر میر خلیفہ — میر خلیفہ سلطنت بابر کا رکن اعظم تھا جس کا
حال اکبرنامہ مین لکھا ہے (۱۰۸) سلطان خواجہ عبد العظیم پسر خواجہ خاوند دوست
(۱۰۹) خواجہ [illegible] پسر خواجہ عبد اللطیف (۱۱۰) خواجہ جہان امین ہرات (۱۱۱)
[illegible] ساقی -
[illegible] پسر عبد الرزاق گیلان - عبد الرزاق بدلون
[illegible] عہدہ [illegible] ممتاز رہا ہے سنہ [illegible] شاہ ایران نے اسکو زندان
[illegible] مین [illegible] ہم اسکا نکل گیا -
[illegible] حکیم ہمام و حکیم نور الدین کے ہندوستان مین آیا
[illegible] ہر ایک جودت طبع و حدت فہم و علوم رسمی و کمالات صوری

ممتاز زمان تھا سنہ [illegible] مین پادشاہ کی خدمت مین آئے۔ بہر پایا اپنی لیاقت کے موافق
سرافراز ہوا ابوالفتح شائستہ زیادہ تھا اور مزاج روزگار سے آشنا تھا اُس نے جلد ترقی
کی سنہ [illegible] مین صدارت و امینی صوبہ بنگالہ پر مقرر ہوا اگرچہ منصب مین ہزاری تھا مگر
رتبے مین وزارت و وکالت سے بڑھا ہوا تھا وہ اجل طبعی سے دمتور کے مضافات مین
مرگیا۔ حسن ابدال مین دفن ہوا جہان پادشاہ اسکی فاتحہ پڑھنے گیا یہ حکیم دقیقہ شناس
ہوشیار مغز بیدار دل عالی فطرت تھا فیضی نے اسکا مرثیہ لکھا۔ کریم الصفات و حسن الخلق انسان
تھا شعرائے وقت کا ممدوح تھا عرفی نے اکثر قصائد اسکی مدح مین کہے ہین۔ اسکا بھائی
حکیم نورالدین قراری تخلص کرتا تھا وہ اکبر کے حکم سے بنگالہ گیا کچھ ترقی نہین کی وہین مرگیا
اسکا مقولہ تھا کہ دوسرے شخص پر اظہار ہمت کرنا اظہار طمع ہی۔ بازاری کو ملازم کرنا
خود اپنے تئین بدخو کرنا ہے۔ جسپر اعتماد کیجیے وہ معتمد ہے۔ وہ حکیم ابوالفتح کو ہمہ دنیا
کہتا۔ حکیم ہمام کو مرد آخرت کہتا اور اپنے تئین دونو سے برکنار سمجھتا۔

(۱۱۳) شیخ جمال پسر محمد بختیار —— اسکی بہن حرم سرائے اکبری کی مہتمم تھی اسی
کی سفارش سے بھائی کو ہزاری منصب ملا تھا شراب نوشی کے سبب پادشاہ نے اسے
قید مین کچھ دنون رکھا تھا مگر اس نے اپنی بُری عادت کو چھوڑا نہین۔

(۱۱۴) جعفر خان پسر قزاق خان (۱۱۵) شاہ فنائی پسر میر نجفی (۱۱۶) اسداللہ خان
تبریزی (۱۱۷) سعادت علیخان بدخشانی (۱۱۸) روپسی بیراگی برادر راجہ بہارمل
(نمبر ۲۳)

(۱۱۹) اعتماد خان خواجہ سرا (۱۲۰) باز بہادر پسر سجاول خان سور (۱۲۱) اودی سنگھ
پسر راے مالدیو۔ اسی راجہ کی بیٹی جگت گسائینی سے جہانگیر کا بیاہ ہوا
تھا جس سے شاہزادہ خرم پیدا ہوا (۱۲۲) خواجہ شاہ منصور شیرازی۔ (۱۲۳) قتلق
قدم خان آختہ بیگی (ترکی زبان مین قتلق کے معنے مبارک کے ہین) (۱۲۴) حلبی قلیخان
اندرابی قندز کے جنوب مین اندراب ایک شہر ہے اگر کابل سے ایک خط مستقیم شمال کی

طرف طالقان تک کھینچا جائے تو وہ اسکے قریب گذرتا ہے (۱۲۵) عادل خان پسر شاہ محمد قلاتی (۵۹) ایک دفعہ شکار میں ایک شیر اکبر پر حملہ کرنے آیا کہ عادل خان نے اسکے مُنہ میں اپنا ایک ہاتھ دیدیا اور دوسرے ہاتھ میں خنجر سے شیر کا مُنہ زخمی کیا مگر اسکے دونو ہاتھ شیر نے پکڑ لئے اور آدمیون نے آنکر شیر کو مارا۔ عادل خان زخمی ہوا اور اسی سبب سے مرگیا۔
(۱۲۶) خواجہ غیاث الدین علی آصف خان قزوینی (۱۲۷) فرخ حسین خان پسر قاسم حسین خان (۱۲۸) معین الدین احمد خان فرنخودی (فرنخود ایک شہر سمرقند کے پاس ہے) (۱۲۹) محمد قلی توقبائی (چغتائی قوم کا ایک فرقہ توقبائی ہے)
(۱۳۰) مہر علیخان سلدوز (سلدوز چغتائی فرقہ کا نام ہے) (۱۳۱) خواجہ ابراہیم بدخشی (۱۳۲) سلیم خان کاکر (۱۳۳) حبیب علیخان (۱۳۴) جگ مل چھوٹا بھائی راجہ بہارمل (۱۳۵) الغ خان حبشی (الغ خان کے معنی ترکی زبان مین خانخانا کے ہین (۱۳۶) مقصود علی خان (۱۳۷) قبول خان —

منصبداران نہ صدی

(۱۳۸) کوچک علیخان کولابی (کولاب ایک شہر بدخشان مین ہے طول ۷۰ درجے عرض ۳۸ درجے (۱۳۹) سعادت خان سنبل ہمایون کا غلام (۱۴۰) شیر محمد میر عدل (امروہہ کا سید) (۱۴۱) رضوی خان مرزا میرک رضوی سید مشہد (۱۴۲) مرزا نجات خان برادر سید میرک (۱۴۳) سید ہاشم پسر سید محمود بارہ —
(۱۴۴) غازی خان بدخشی (اسکا نام قاضی نظام تھا۔ اس کی تصنیف سے بہت کتابین ہین۔ سجدہ جو اکبر کے دربار مین ہوتا تھا اسکا موجد یہی تھا۔ (ابوالفضل کا بہنوئی تھا (۱۴۵) فرحت خان مہتر سکائی غلام ہمایون (۱۴۶) رومی خان استاد جلبیی رومی (۱۴۷) سمانجی خان قورغوجی (۱۴۸) شاہ بیگ خان پسر کوچک علیخان بدخشی (۱۴۹) مرزا حسین خان برادر مرزا نجات خان (۱۵۰) حکیم زنبیل برادر مرزا محمد طبیب سبزواری (۱۵۱) خداوند خان دکنی (ابوالفضل کا بہنوئی ایک دن ابوالفضل

اسکے ضیافت کی اور امراء کو بلایا۔ ہر نوکر کے آگے توقابین کھانے کی اور ایک لنگری
گوسفند بریان اوڑان کی رکھی۔ خداوند خان کے آگے بہت سی رکابیان مرغ و دو
اور طرح طرح کے ساگ و سالن کی چنین تو وہ ناخوش ہو کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ ہمارے
سامنے مرغ کا کباب استہزا اور مسخرا بنانے کے لئے رکھا جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا
تو اُسنے خداوند خان سے کہا کہ یہ چیزین ہندوستان کے معمولی تکلفات مین ہین
مگر اسکا دل ابوالفضل سے صاف نہ ہوا اور پھر اُسکے گھر نہ گیا۔ اسی سبب سے ہندوستان
مین اہل دکن حماقت و سخافت عقل مین مشہور ہوے۔

(۱۵۲) میرزادہ علی خان پسر محترم خان (۱۵۳) سعادت مرزا پسر خواجہ خضر خواجہ خان
(۱۵۴) شمال خان چیلہ (۱۵۵) شاہ غازی خان سید تبریزی (۱۵۶) فاضل خان
پسر خانخانان (۱۵۷) معصوم خان پسر منعم الدین فرنخودی (۱۵۸) تولک خان
قوچین — (۱۵۹) خواجہ شمس الدین خوافی (خواف ایک ضلع خراسان مین ہے
اکثر نقشون مین ہرات کے مغرب مین خاف لکھتے ہین)۔
(۱۶۰) جگت سنگہ پسر کلان راجہ مان سنگہ (۱۶۱) نقیب خان پسر میر عبد اللطیف قزوینی
(۱۶۲) میر مرتضیٰ سبزواری سید (۱۶۳) شمس پسر خان اعظم مرزا کوکہ (۱۶۴) میر جمال الدین
حسین — سید انجوہی (۱۶۵) سید راجو بارہہ (۱۶۶) میر شریف آملی (۱۶۷)
حسین بیگ شیخ عمری (۱۶۸) شیرویہ خان پسر شیر افگن خان (۱۶۹) نظر بے اوزبک
(۱۷۰) جلال خان پسر محمد خان بن سلطان آدم گکھر — (۱۷۱) مبارک خان
پور کمال خان گکھر (۱۷۲) تاش بیگ خان مغل (۱۷۳) شیخ عبد اللہ پسر شیخ محمد غوث
(۱۷۴) راجہ راج سنگہ ولد راجہ اسکرن کچھواہہ (۱۷۵) رائے بھوج پسر رائے
سرجن +

منصب داران ہشت صدی

(۱۷۶) شیر خواجہ (۱۷۷) مرزا خرم . . . . . . پسر خان اعظم مرزا کوکہ

منصب داران ہفت صدی

(۱۷۸) قریش سلطان پسر عبدالرشید خان حاکم کاشغر (۱۷۹) قرا بہادر عم زادہ مرزا حیدر پسر مرزا محمود (۱۸۰) مظفر حسین مرزا پسر ابراہیم حسین مرزا (۱۸۱) قندوق خان اوزبک برادر بیرام او غلان (۱۸۲) سلطان عبداللہ برادر غیر مادری سلطان قریش (۱۸۳) مرزا عبدالرحمن برادر زادہ امیر زا حیدر (۱۸۴) قیا خان پسر صاحب خان ـ (۱۸۵) دربار خان عنایت اللہ پسر تکلتو خان قصہ خوان (۱۸۶) عبدالرحمن خان پسر موئد خان (۱۸۷) قاسم علیخان ـ (۱۸۸) باز بہادر خان پسر شریف خان (۱۸۹) سید عبداللہ خان پسر میر خوانند (۱۹۰) دھارو پسر راجہ تو ڈرمل (۱۹۱) احمد بیگ کابلی (۱۹۲) حکیم علی گیلانی (۱۹۳) گوجر خان پسر قطب الدین خان انگہ (۱۹۴) صدر جہان مفتی (۱۹۵) تختہ بیگ کابلی ـ (۱۹۶) رائے پتر داس کھتری (۱۹۷) شیخ عبدالرحیم لکھنوی ـ (۱۹۸) میدنی رائے چوہان (۱۹۹) ابوالقاسم نمکین (۲۰۰) وزیر بیگ جمیل ـ (۲۰۱) طاہر یوسف الملوک (۲۰۲) بانو نگلی

منصبداران شش صدی

(۲۰۳) محمد قلی ترکمان (۲۰۴) بختیار بیگ گرد شاہ منصور ـ

ابوالفضل نے آئین اکبری میں جس ترتیب سے منصب دارون کے نام اس صدی تک لکھے ہین وہ نقل کئے ـ اگر ہم سب منصبدارون کا مفصل حال لکھتے تو اقبالنامہ ہم کو دوبارہ نقل کرنا پڑتا اس لئے کہ ان کل منصبدارون ہی کے کارہائے عظیم کا مجموعہ اکبر کی سلطنت کی تاریخ ہے اسلئے ہمنے ان منصبدارون کا فقط نام یا جو حال انکا لکھنا ضروری تھا وہ لکھ دیا ہے جنکو انکا حال مفصل دیکھنا ہو وہ اقبالنامہ کے اوراق گردانی کرکے پڑھ لین ابوالفضل نے جو فہرست منصبدارون کی لکھی ہے اُس سے یہ دو بڑی باتین معلوم ہوتی ہین اول یہ ہندوستان کے مسلمان بہت ہی کم منصب دار تھے زیادہ تر ترک و ایرانی اور افغان منصبدار تھے دوم ہندو بھی اعلٰے منصبون پر ممتاز تھے ۵ الی منصبدارون مین ا ۵ ہندو تھے ـ مگر جو منصبدار معزول ہو گئے تھے یا جنھون نے بغاوت کی

انکے نام اکثر اس فہرست سے خارج ہین جیسے شاہ ابوالمعالی خواجہ معظم برادر مادر اکبر
بابا خان قاقشال معصوم خان کابلی عرب بہادر جباری۔ لیکن بعض اور بھی فروگذاشت
ہوئے ہین جیسے خضر خواجہ سلطان حسین جلائر۔ کمال خان گکھر میر غوث۔ لونگ خان
پسر قطب الدین خان۔ مرزا قلی۔ راجہ اسکرن انکے سوائے اور بھی فروگذاشت ہوے
اسکا سبب بتانا کہ کیون فروگذاشت ہوئے مشکل ہے۔ غرض اکبر جو فاتح ہند تھا اس نے
گو اعلے درجہ کے عہدے ترکون اور ایرانیون اور افغانون کو دئے مگر اسنے ہندوستانی
مسلمانون اور ہندؤن کو بھی انکے دینے مین دریغ نہین کیا۔ راجہ ٹوڈرمل کا درجہ بادشاہ
کے بعد تھا۔ مال کے کام کا وہی مختار تھا۔ مان سنگہ۔ بھگوانداس۔ راجہ بیربل جنگی کامون
مین بڑے با اقتدار تھے اول درجہ جو منصب کا پنجہزاری تھا اسمین تیس مین تین ہندو اور
چار ہزاری منصب مین نو مین دو ہندو سہ ہزاری منصب مین سترہ مین ۸ ہندو تھے
غرض تمام اعلے درجہ کے عہدہ دارون مین ستاون ہندو تھے علاوہ انکے ہندوستانی
مسلمان بھی تھے اور شاہجہان کے عہد مین ہندؤن کے اعلی عہدہ دارون کی تعداد
دو چند ہو گئی تھی۔

ٹوڈ صاحب بھی تاریخ راجستان مین لکھتے ہین کہ اکبر کے ۴۱۶ منصبدارون مین ۴۷
رجپوت منصبدار تھے جنکے پاس دو سو سے لیکر دس ہزار تک سپاہ تھی اور کل سپاہ
ان پاس ۵۳ ہزار تھی جو کل منصبدارون کی سپاہ پانچ لاکھ سترہ ہزار کا دسوان
حصہ تھا ان ۴۷ منصبدارون مین ہزاری سے لیکر پنجہزاری تک منصب رکھتے تھی
اور ۴۰ کا دو صدی سے ہزاری تک منصب تھا۔ امبیر (جے پور) و مارواڑ و بیکانیر و
بوندی و جیسلمیر و بوندیل کھنڈ و شیخاوت کے راجاؤن کے منصب تھے۔ امبیر کے راجہ کا
منصب پنجہزاری تھا۔ بیکانیر کا راجہ رائے سنگہ چار ہزاری منصب رکھتا تھا چندیری
و کرولی و دتیا کے خود مختار راجہ اور بڑی بڑی ریاستون اور شیخاوت کے اعلی درجہ
کے زمیندار چار صدی سے لیکر ہفت صدی تک منصب رکھتے تھے ہم اورنگ زیب

سلطنت کے آخر مین ہندو مسلمان کے اعلیٰ عہدون کے پانے پر زیادہ بحث کرینگے
بدایونی نے لکھا ہے کہ صاحب تاریخ نظامی نے امراء اکبری کا ذکر لکھا ہے جنمین سے
اکثر متوفی غیر مرحوم ہین اسلئے انکے بیہودہ حالات کے ذکر سے اپنے قلم کو آلودہ نہین
کرتا مشائخ عصر و علماء و حکماء کا ذکر اسنے خوب لکھا ہے طبقات اکبری مین بعض
اعلیٰ درجہ پر منصب دارون کا ذکر نہایت مختصر لکھا ہے اور اسکے بیان اور ابوالفضل
اور ماثر الامراء کے بیانون مین کہین کہین اختلاف ہی۔

دانش اندوزان جاوید دولت

پادشاہ نے اس گروہ کی پانچ قسمین کی ہین۔ اول ان بزرگون کی ہین جو اپنی خوش
نصیبی سے اسرار بیرونی و اندرونی کی بینائی رکھتے ہین اور اپنی والا فطرتی سے اور فراوانی
حوصلہ سے دونو مین کمال رکھتے اور پادشاہ کے فیض پذیر ہین دوم وہ جو دید
بین صورت پر کمتر نظر رکھتے ہین مگر فروغ دل سے فروان شناسائی رکھتے ہین۔
سوم معقول و منقول دونو پر نظر رکھتے ہین۔ چہارم نقل مین اشتباہ رکھتے برہان کے
سوا کسی کو دستاویز نہین گردانتے۔ پنجم تقلید پیشگی و نقل پرستی کی تنگنا سے باہر
قدم نہین رکھتے ہر ہر قسم کے اور فرقے بہت ہین۔

ظاہر و باطن آشنا

(۱) شیخ مبارک ناگوری جنکا بیان اوپر ابوالفضل کے بیان مین ہو چکا ہے
بدایونی نے جو انکی نسبت لکھا ہے وہ بھی نقل کیا گیا ہے۔
(۲) شیخ نظام امیٹھی وال۔ امیٹھی ایک قصبہ توابع لکھنؤ سے ہی وہ سلوک و جذب
دونو رکھتے تھے ابتداء حال مین علوم مکتسبہ کے طلبہ مین داخل تھے مگر اپنی فطرت
عالی کے سبب سے فتادگی کی طرف رجوع تھے۔ ہمیشہ آنکھ ورق پر بستہ اور
دل حق کے ساتھ پیوستہ رکھتے تھے تھوڑے سے دنون مین پیر سے رخصت
ہوگئے اور تکمیل پاکر قصبہ امیٹھی مین قناعت کرکے گوشہ گزین ہوگئے اور کبھی

اس قصبہ سے سوائے چند خدا دوست دوستون کے ملاقات کو نہ جاتے وہ نماز جمعہ سے پیشتر نماز ظہر کی جماعت کے ساتھ پڑھتے تھے وہ اپنی کسر نفسی کے سبب سے شاذ و نادر مرید کسی کو کرتے تھے وہ ملاقات مین ہر شخص سے مناسب حال اُسکے زبان سے کلمہ نکالتے تھے سوائے قرآن و حدیث اور مشائخ کبار کی سخنون کے اور بات نہ کرتے وہ ہر شخص کو خواہ امیر ہو یا فقیر کچھ نقد یا نمک دیتے تھے وہ نمک کو کہا کرتے تھے کہ بہتر مرضون کی دوا ہے جس کسی کو وہ دشنام دیتے تھے تو پھر تحسین کے قابل وہ کام کرتا جسپر لعنت بھیجتے تھے وہ کار رحمت کرتا۔ ۹۷۹ھ مین اس دار فنا سے رحلت کی۔

(۲) شیخ نظام الدین نارنولی —— سلسلہ چشتیہ مین تھے۔ نارنول ہندوستان کا مشہور شہر ہے چالیس برس تک مسند ارشاد پر استقرار رہا۔ ابتدائے جوانی سے آخر عمر تک دہلی مین حضرت قطب عالم خواجہ قطب الدین بختیاری کے عرس مین پیادہ پا جاتے تھے وہ بے تکلفی و بے تعینی سے فقرا اور اغنیا سے برابر نسبت رکھتے تھے اور سب طرح کے آدمیون کو مرید کرتے تھے وفات انکی ۹۹۷ھ مین ہوئی واہ نظام انکی تاریخ وفات ہے۔

(۳) شیخ ادھن جونپوری —— سلسلہ چشتیہ مین تھے۔ عمر طبعی سے بھی زیادہ عمر پائی انکے بیٹے پوتے پڑپوتے بہت سے تھے انکے سامنے بیٹے ایسے بوڑھے ہوگئے تھے کہ معلوم نہین ہوتا تھا کہ باپ کون ہے اور بیٹا کون شریعت و طریقت و حقیقت سے جوامع الکلم فرماتے تھے کہ نہ عوام ایسی تقریر کرسکین نہ خواص ۹۷۰ھ مین جونپور مین نقاب خفا عالم فنا سے چہرہ پر کھینچی۔ شیخ ادھن تاریخ وفات ہے۔

(۴) میان وجیہ الدین احمد آباد۔ نسبت انکی علوی مگر انہون نے اسکو شہرت نہ دی وہ علماء کبار اور کار شناس سے تھے۔ صاحب صلاح و تقوی و مجاہدہ۔ جادۂ شریعت پر مستقیم۔ گوشہ قناعت مین مقیم۔ ہمیشہ درس علوم مین اشتغال رکھتے تھے جمیع علوم عقلی و نقلی مین انکی قدرت اس مرتبہ پر تھی کہ بہت کتابین ایسی ہین جنکا وہ درس

زدیتے تھے عوض انکے انفاس متبرکہ سے فیض ہر وقت پہنچتا تھا۔ بہت آدمی ان پاس محنت زدہ و بیمار دعا کے لئے آتے تھے۔ کبھی وہ اہل دنیا کے خانہ پر نہین گئے بہت ہی کم خانہ و مسجد سے باہر قدم رکھا۔ موٹا کپڑا پہنتے۔ جو کچھ فتوح ہوتی اسکو تقسیم کر دیتے سنہ ۹۹ھ مین اس سرائے وحشت سے چلدئے شیخ وجیہ الدین نے الف لام کے تاریخ وفات نکالی۔

(۵) شیخ رکن الدین —— ولد رشید شیخ عبد القدوس گنگوہی کے ہین ارباب وقت حال مین سے تھے۔ اہل حشمت و شوکت پاس کبھی نہین جاتے تھے عزلت نشین تھے۔

(۶) شیخ جلال الدین قنوجی —— مجذوب سالک تھے۔ ملتان انکے باپ دادا کا وطن تھا وہ قنوج مین رہتے تھے۔ کبھی جذب کی حالت کو غلبہ ہوتا تھا۔ چارپائی کی ادوان گلے مین ڈال کر بازار مین پھرتے تھے اور مصیبت افزا اور درد انگیز فریادین مچاتے تھے اور یہ ادائین غیر مکرر وقوع مین آتی تھین۔

(۷) شیخ الہدیہ خیرآباد —— علماء متبحرین سے تھے۔ ابتدائے احوال مین برسون درس و افادہ علوم ظاہری مین عمر بسر کی۔ پھر طریقہ صوفیہ پر رجوع کی۔ توکل و تجرید و نثار و ایثار اختیار کیا۔ اہل دنیا کو ترک کیا۔ کسی کی ضیافت بھی قبول نہین کی۔ شیخ سے محمد حسین خان نے ایک دن پوچھا کہ سالار مسعود کہ عوام ہند مین پرستش کرتے ہین کون تھے۔ فرمایا کہ ایک افغان تھا کہ شہید ہو گیا۔ سنہ ۹۹۳ھ مین وفات پائی۔

(۸) شیخ عبد الغفور اعظم پوری —— خاندان چشتیہ مین مرید تھے۔ کمالات صوری و معنوی رکھتے تھے۔ ہر چند طالب مناسبت کم رکھتا مگر شیخ اسکو بے اختیار اہل خدمت بناتا علوم دین کا درس دیتا۔ کلام بلاغت فرجام اسکا شور انگیز دلون کو راحت پہنچاتا اور زبان معجز بیان اسکی مشتاق جانون کی مرہم بنتی اسکی حسن صورت و خوبی سیرت کی شہرت الٰہی تھی۔ علم تصوف مین صاحب تصنیف ہین سنہ ۹۸۵ھ مین دار البقا کو رحلت کی اعظم پور مین مدفون ہوئے۔

(۹) شیخ عبد العزیز دہلوی۔ صاحب مکارم اخلاق تھے۔

(۱۰) مولانا حسام الدین سرخ لاہوری ـــــ وہ علماء لاہور سے اختلاف رکھتے تھے علوم دینیا اور فلسفہ سے ماہر تھے۔

(۱۱) شیخ پنجو۔ انکو لوگ غلطی سے بیجو کہتے تھے وہ سنہ ۹۶۹ مین مرگیا۔

(۱۲) مولانا اسمٰعیل ـــــ وہ اہل عرب مین سے تھے۔ شیخ حسین کے دوست تھے وہ ہمایون کے مدرسہ دہلی مین درس دیتے تھے وہ بڑے دولتمند تھے انکو چورون نے گھر مین داخل ہوکر مار ڈالا۔

(۱۳) مادھوسرستی۔

(۱۴)	مادھوسودھن۔	(۱۸)	رام تیرتھ۔
(۱۵)	میان اسرم۔	(۱۹)	نرسنگہ۔
(۱۶)	ہرجی سور۔	(۲۰)	پرسندر۔
(۱۷)	دامرور بھٹ	(۲۱)	آدات

اہل باطن

(۲۲) شیخ رکن الدین محمود کمانگر۔ (۲۳) امان اللہ

(۲۴) خواجہ عبدالشہید ـــ خواجہ ناصرالدین عبداللہ احرار کے پوتے نہایت بزرگ صاحب کمال تھے ہندوستان مین بادشاہ نے ان کو پرگنہ جمیاری وظیفہ مین دیا۔ خواجہ کے سبب سے دو ہزار فقرا اور مستحقین پرورش پاتے تھے جب مرنے کے دن آئے تو سمرقند چلے گئے اور کہہ گئے کہ مین اپنی ہڈیون کے لئے جاتا ہون سمرقند مین جاکر چھٹے روز رحلت کی۔

(۲۵) شیخ موسیٰ ـــ آہن گر تھے۔ کشف وکرامات مین مشہور تھے اکبر کی اوائل سلطنت مین مرگئے لاہور مین مدفون ہوئے۔

(۲۶) بابی بلاس۔

(۲۷) شیخ علاء الدین مجذوب تھے آگرہ مین رہتے تھے صاحب کمال تھے۔

(۲۸) شیخ یوسف ہرکن ـــــ مجذوب لاہوری کشف و کرامت مین مشہور

(۲۹) شیخ برہان ابن زہد و توکل و تقویٰ۔ ارباب عزلت و تجرید و استغنا مین سے تھے۔ کالپی مین ایک نہایت تنگ و تاریک حجرہ مین رہتے تھے۔ پچاس سال تک ترک حیوان کیا اور اکثر شیر و شیرینی پر بسر کرتے تھے آخر عمر مین پانی پینا چھوڑ دیا تھا طریقہ مہدویہ رکھتے تھے اگرچہ علوم عربیہ نہین پڑھے تھے مگر قرآن کی تفسیر خوب کرتے تھے ۹۷۰ھ مین انتقال کیا۔ سو برس کی عمر تھی اپنے حجرہ مین مدفون ہوئے۔

(۳۰) شیخ گھور بابا مجذوب گوالیاری سادات حسینی سے تھے۔ ابتدائے حال مین سپاہ گری کرتے تھے پھر نوکری کو ترک کرکے سقے بن گئے۔ راتون کو بیوہ عورتون کے گھر مین پانی پہنچاتے تھے اور خلائق کو بے اجرت پانی پلاتے پھر ایسا جذبہ ہوا کہ سب کار و بار کو چھوڑ دیا اور محاورہ کے موافق باتین نہ کرتے۔ گوالیار کے بازار کے ایک محلہ مین کہین رہتے تھے مراقبہ مین سر افگندہ رہتے تھے۔ جو کوئی حاضرین مین سے دل مین سوال لیتا اسکا جواب بطور ہذیان کے دیتے۔ راتون کو ہمیشہ قیام کرتے کبھی روتے کبھی ہنستے ۹۷۲ھ مین رات کو نعرہ زنان اپنے دروازہ پر گر کر جان بحق تسلیم کی فیضی نے تاریخ اونکی گھور مجذوب کہی ہے۔

(۳۱) شیخ ابو اسحاق فرنگ یا مجذوب کالو لاہوری ـــــ انکے باپ کا نام کالو تھا لاہور کے آدمی انکے معتقد تھے وہ دانشمند متبحر و متوکل و متورع تھے۔ ارباب دنیا کے گھر پر کبھی قدم نہ رکھا اور نہ ان سے کچھ چاہا ہمیشہ درس دیتے صوفی مشرب تھے جمیع علوم کے جامع تھے۔ ہمیشہ حق کے ساتھ مشغول رہتے جب تک ان سے کچھ پوچھو نہین وہ بات نہین کرتے تھے پھر ایک مجذوب کے مرید ہونے سے انکا دل نفسانیت سے پاک ہوگیا علماء رسمی سے زیادہ ممتاز ہوگئے ۹۹۶ھ مین انتقال کیا عمر سو سال سے زیادہ تھی۔

(۳۲) شیخ داؤد جھنی وال ـــــ جھنی لاہور کے قریب ایک قصبہ ہے ان کی

باپ داؤد اعوب سے آنکر مقیم ہوئے ستھ پور میں ملتان کے اندر آباد ہوئے اور شیخ داؤد وہین پیدا ہوئے
ماباپون کے جلد مرنے سے وہ یتیم ہوگئے انکے بڑے بھائی رحمۃ اللہ نے انکی پرورش کی
لاہور مین آنکر مولانا اسماعیل اُچہ کی خدمت مین ایسی تحصیل علم کی کہ ایک علامی
ہوگئے۔ حضرت غوث الاعظم کی روح نے انمین حلول کیا۔ شیخ ہر سال کئی دفعہ
جو کچھہ فتوح سے حاصل ہوتا تھا سب کو لٹا دیتے تھے۔ سوائے مٹی کی ہنڈیا اور پرانے
بورئے کے بیوی پاس کچھہ نہ چھوڑتے باوجود اسکے حضرت غوث الاعظم کا میلاد بڑی
دہوم دھام سے کرتے لاکھہ آدمی اسمین جمع ہوتے سب کو خانقاہ کے لنگر سے
کھانے کو ملتا وہ صاحب کشف وکرامات تھے ریاضات شاقہ کرتے تھے۔ علوم
ظاہری کو ابتدا مین تحصیل کیا پھر متوکل وگوشہ نشین ہوکر اہل دنیا کے گھر کبھی نگئے
سلیم شاہ نے بلایا تو عذر کیا کہ دعائے غائبانہ کافی ہے دنیا دارون کی صحبت
سے بھاگتے تھے۔ الفقر فخری انکا شعار تھا۔ ہمیشہ ایثار اور طالبون کو ارشاد
کرتے ۹۸۲ھ مین بارگاہ وصال مین انتقال کیا۔ شیخ داؤد تاریخ وفات ہے

(۲۴) شیخ سلیم چشتی ــــــ شیخ فریدالدین شکر گنج کی اولاد مین سے ہین اصل
انکی دہلی ہے خشکی وتری کی راہ سے دو دفعہ ہندوستان سے حرمین الشریفین
طواف کو وہ گئے۔ روم بغداد شام نجف اشرف اور بلاد مغرب کی سیر کی۔
بائیس حج کئے اول مرتبہ چودہ اور دوسرے مرتبہ چار۔ مکہ معظمہ مین اور مدینہ طیبہ مین
چار سال اقامت کی۔ عرب مین انکا نام شیخ الہند مشہور ہے سلطان سلیم کی پیدائش
اور بادشاہ کی عقیدت انکے ساتھ پہلے بیان ہو چکی ہے۔ عربی عبارت لکھنے مین
بڑی مہارت تھی۔ ایک مکتوب عربی انکا تاریخ بدایونی مین لکھا ہے۔ ۹۷۹ھ
مین انتقال کیا شیخ ہندی تاریخ وفات ہے۔

(۲۵) شیخ محمد غوث گوالیاری ــــــ سلسلہ شطاریہ مین سے ہین شیخ بایزید بسطامی تک
انکو نسبت ہے۔ ابتدائے حال مین بارہ برس چنار کے دامن کوہ مین اور اس

نواحی کے اندر ریاضات شاقہ کھینچین اور غاروں مین مسکن رکھا اور درخت کے پتون کو غذا بنایا - باقی حالات قبالنامہ مین پڑھو -
اسی برس کی عمر مین آگرہ مین رحلت کی اور گوالیار مین مدفون ہوے - لفظ من کبھی زبان پر نہین آیا - لفظ فقیر سے اپنے تئین تعبیر کرتے - غلہ کے دینے کے وقت یہ کہتے کہ فلان شخص کو اسقدر ہیمہ ونون دیدو تاکہ لفظ من زبان پر نہ آئے - ایک کروڑ شاید دام معاش تھی - تواضع ایسی تھی کہ ہندؤن کی تعظیم سر و قد دیتے - اس سبب سے اہل فقر کچھ ان پر ملامت کرتے - مآثر مین لکھا ہے کہ شیخ کی نو لاکھ روپیہ کی جاگیر تھی اور سو ہاتھی انکی سپاہ مین تھی - اکبر انکا مرید تھا -

(۵۳) رام بہادر ——— (۲۷۳) جدروپ - معقول و منقول کے جاننے والے

(۷۵) میر فتح اللہ شیرازی ——— سادات شیراز سے تھا - اپنے زمانہ مین اعلم العلما تھا مدتون تک فارس کے حکام و اکابر کا مقتدا رہا تھا علوم عقلی حکمت و ہیات و ہندسہ و نجوم و رمل و حساب و طلسمات و نیرنجات و جر اثقال خوب جانتا تھا - ان فنون مین اسکی ایسی استعداد تھی کہ اگر بادشاہ رصد بنوانے پر متوجہ ہوتا تو وہ بنا دیتا - علوم عربیہ و حدیث و تفسیر و کلام سے خوب واقف تھا بہت سی اسکی تصانیف ہین جو مستند سمجھی جاتی ہین - میر اگرچہ محاسن مین بغایت خلیق و متواضع نیک خلق تھا - مگر نعوذ باللہ جسوقت وہ پڑھاتا تھا تو شاگردون کو فحش گالیان دیتا اس سبب سے اسکے شاگرد بہت کم تھے اور کوئی شاگرد رشید لائق بھی نہین ہوا - چند سال دکن مین عادل خان پاس رہا وہ اسکا بہت معتقد تھا - پھر شہنشاہ اکبر کی خدمت مین آیا - عضد الملکی کا خطاب پایا - کشمیر مین سنہ ۹۹۷ھ مین وفات پائی تخت سلیمان مین مدفون ہوا - فرشتہ بود و اسکی تاریخ ہے - طبقات مین لکھا ہے کہ اسنے ایک چکی بنائی تھی کہ خود حرکت کرتی تھی - آٹا پیستی تھی - ایک آئینہ بنایا جو دور اور نزدیک کی اشکال غریبہ دکھاتا تھا - ایک چرخ بنایا کہ جس سے بارہ بندوقین سر ہوتی تھین -

بجھنون وہ جہات جدال واشغال دیوانی مین مشغول رہا۔ ابوالفضل اور اس حکیم کے درمیان جو مراسلت ہوئی ہی۔ وہ ایک فتر دانش پڑھنے کے قابل ہے ۔

(۳۸) میر مرتضی ـــــ امیر سید شریف جرجانی کے بنائر مین سے ہے اسنے عالم متبحر ابن حجر مکی سے حدیث پڑھی تھی ۔ ۹۷۰ھ مین وہ ہندوستان مین دکن مین آیا اور دکن سے آگرہ مین گیا اور یہان عطایائے خسروانی سے بہرہ مند ہوا۔ دھلی مین ۹۷۴ھ مین وفات پائی۔ حضرت امیر خسرو کے مقبرہ مین دفن ہوا پھر نعش اوسکی مشہد مین بھیجی گئی۔ علامہ زعالم رفت ۔ تاریخ انتقال ہی۔ علوم عقلی خوب جانتا تھا ریاضیات وحکمت کا درس دیتا تھا۔

(۳۹) مولانا سعید ترکستانی ـــــ اسکو سمرقندی بھی کہتے ہین ۹۸۰ھ مین ماوراالنہر سے ہندوستان مین آیا اور مراحم پادشاہانہ سے ممتاز ہوا اپنے زمانہ کے بڑے دانشمندون مین شمار ہوتا ۔ پادشاہ کو اسکی صحبت بہت پسند تھی۔ درویشی و انکسار طبیعت پر غالب تھا خوش طبع تھا تقریر فصیح و ملیح تھی۔ شاگردون پر مشفق و مہربان تھا۔ ہندوستان سے کابل گیا اور وہان ۹۷۰ھ مین رحمت خداوندی کے ہمسایہ مین آیا۔

(۴۰) حافظ تاشکندی ـــــ جسکو ماوراالنہر مین حافظ کہتے تھے وہ دانشمند متبحر تھا کل علوم کو خوب جانتا تھا خصوصاً عربیت مین کامل تھا۔ علماء ماوراالنہر اسکی بزرگی مانتے تھے۔ سپاہی وضع تھا ہمیشہ ترکون کی طرح ترکش کمر مین باندھ کر سوار ہوتا تھا۔ ۹۷۰ھ مین ہندوستان مین آیا۔ پادشاہی ملازمت سے مشرف ہوا۔ انعامات وافر سے سرافراز ہو کر گجرات کی راہ سے حرمین شریفین کی زیارت کو گیا۔ پھر روم مین گیا جہان اوسکی عزت ہندوستان سے دہ چند ہوئی۔ وزارت کے لیئے اس سے کہا اس نے انکار کیا۔ اپنے وطن کو مراجعت کی اور ملک عدم کی راہ لی ـــ

(۴۱) مولانا شاہ محمد ـــ شاہ محمد ارباب مناصب کی سلک مین داخل تھا۔

شجاعت و شہامت کی صفت سے موصوف تھا کرم و کرامت سے کہ لازمۂ عرب ہے
موسوم حسن ادب و تواضع میں معروف۔ علوم عربیہ و ادبیہ میں مہارت ایسی تھی کہ اسکو
ثانی کسائی کہنا چاہیئے اسکی بہت رقعے تاریخ بدایونی مین لکھے ہین۔

(۲۲۴) مولانا علاؤ الدین ——— وہ لارستان سے آیا تھا اسلئے اسکو لاری کہتے
تھے وہ مولانا کمال الدین حسین کا بیٹا اور مولانا جلال دوانی شافعی کا شاگرد تھا وہ کچھ
مدت تک حضرت شہنشاہی کا استاد بھی رہا۔ دربار مین ایک دفعہ وہ خان اعظم سے آگے
کھڑا ہوگیا تو میر توزک نے اُس سے کہا کہ پیچھے ہٹو یہ کہہ کر کسلئے احمقون سے آگے ایک عالم نہ
کھڑا ہو وہ دربار سے چلا گیا اور پھر کبھی نہین آیا سنبل مین چار ہزار ٹنکہ کی زمین اس کو
سیورغال مین ملی تھی یہین وہ مرگیا۔

(۲۲۵) مولانا شیخ حسین اجمیری مشہور ہے کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین سجزی
چشتی کی اولاد مین سے ہے بعض دشمنون کے مشائخ فتحپوری کی رہنموئی سے جو اپنی
ابنا رجنس کے استیصال مین ساعی جمیل کرتے تھے یہ ثابت کیا کہ حضرت معین الدین چشتی
کی اولاد نہ تھی اسلئے وہ اجمیر کی تولیت سے محروم کیا گیا شیخ کو بڑا مقدور تھا اس صوبہ
مین بادشاہانہ زندگی بسر کرتا تھا اس لئے بادشاہ نے اسکے اخراج کا حکم مکہ معظمہ کی طرف
دیا۔ وہ حج کو گیا اور سفر حجاز سے آنکر پھر بادشاہ کے پاس حاضر ہوا مگر شرائط آداب جو
ایجاد ہوئی تھین وہ نہ بجالایا۔ اِتنے بادشاہ نے اُسسے بے اخلاص جانا قلعہ بکر مین حبس کا
حکم دیا۔ چند سال یہان قید رہا شیخ کے معتمدون کی سفارش سے بکر سے اسکی طلب کا حکم
ہوا وہ اور قیدیون کے ساتھ بادشاہ کے روبرو آیا
اور قیدیون نے بادشاہ کو سجدہ کرکے خلاصی پائی مگر اس پیر معمر ہفتاد سالہ نے بوضع
قدیم تعظیم و تسلیم کی اسلئے پھر بادشاہ نے اسکو بکر بھیجا وہان تین سو بیگہ وجہ معاش مقرر
کردی اسکی لڑکے بڑھاپے مین تھی بیٹے سے ملنے کے لئے بیتاب تھی مگر اس سے ملنے کی بھی اجازت
نہین دی اور کہدیا کہ وہ اسکو اپنے پاس بلالے ہمیشہ اسکی ریاضت و عبادت بہ

گذرتی صائم الدھر و قائم اللیل رہتا۔

(۲۵) مولانا میر کلان ——— ملا خواجہ کہ خراسان کے مشائخ کبار مین سے تھا اسکا پوتا یہ ہی۔ شیخ جلال الدین ہروی کا مرید تھا ۹۸۱ھ مین اسی برس کی عمر مین آگرہ مین مرا اور یہین مدفون ہوا۔ اس خیال سے ساری عمر مجرد رہا کہ مبادا اسکی بیوی اسکی مان کی اطاعت نہ کرے۔ ماں اس کی ایک برس بعد اسکے مرنے سے مری۔ جہانگیر کا اول استاد وہی تھا۔

(۲۶) غازی خان بدخشی ——— اسکا نام قاضی نظام تھا ملا عصام کا شاگرد تھا۔ عقلی و نقلی دانش مین یکتائے روزگار تھا۔ شیخ حسین خوارزمی کا مرید تھا طریقہ صوفیہ صافیہ سے مناسبت تمام رکھتا تھا اپنے ذہن رسا و فکر بلند سے بدخشان مین درجہ امارت حاصل کیا۔ کابل کے محاصرہ مین منعم خان اور مرزا سلیمان کی صلح اسنے کرائی۔ ۹۷۱ھ مین بادشاہ کی خدمت مین جونپور مین آیا ایسی خدمات شائستہ بجالایا کہ ایک ہزاری منصب پایا۔ غازی خان کا خطاب پایا ۹۹۲ھ مین ستر برس کی عمر مین قصبہ اودھ مین سفر واپسین پیش آیا۔ صاحب تصانیف معتبر ہے۔ شیخ علامی نے اسکے حال مین لکھا ہے کہ سپاہ گری سے اپنی دانائی کا چہرہ روشن کیا اور شمشیر سے اپنی قلم کا مرتبہ بڑھایا۔ صوفیان صافی کے علم رسمی مین فرورفتگی کے ساتھ نمایش کرتا اور شائستگی کے ساتھ ظاہری آزادی رکھتا ہمیشہ چشم گریان اور دل تفسیدہ رکھتا کہتے ہین کہ اول جسنے اکبر کے آگے سجدہ کرنے کا طریقہ ایجاد کیا وہی تھا ملا عالم کابلی کہ فضلاء وقت سے تھا اسکو ہمیشہ حسرت رہی کہ کاش مین اس امر کا مخترع ہوتا۔

(۲۷) مولانا صادق حلوائی۔ سمرقندی ہے مکہ سے بادشاہ کی خدمت مین چند سال ہندوستان مین رہ کر کابل گیا اور وہان افادہ سے شغل رکھتا تھا۔ مرزا محمد حکیم کو درس دیتا تھا۔ پھر سمرقند مین چلا آیا ۱۰۰۱ھ مین زندہ تھا۔

(۲۸) حاجی ابراہیم پادشاہ۔ نقلی کلام سے آگاہ اور عقلی کلام کا شناسا۔

(۴۹) مولانا پیر محمد ـــــ نمبر ۲۰ منصب داران کا دیکھو۔

(۵۰) مولانا عبد الباقی ـــــ وہ صدر تھا۔

(۵۱) مرزا مفلس ازبک ـــــ ملا احمد جنید کا شاگرد تھا۔ علوم جدل و مناظرہ میں مستعد و مستحضر مگر تقریر فصیح نہین تھی۔ اثنار درس مین ایسی ادائین کرتا تھا کہ ہنسی آتی تھی بد قیافہ و کوسہ تھا۔ صلاح و تقوی رکھتا تھا۔ ماورالنہر سے ہند مین آیا۔ چار سال تک آگرہ کی مسجد خواجہ معین الدین فرنخودی مین درس دیا اور پھر حج کو گیا دہلی ستر برس کی عمر مین رحلت کی

(۵۲) مولانا زادہ لشکر۔

(۵۳) مولانا محمد ـــــ وہ لاہور مین رہتا تھا ۱۰۰۰ھ مین نوّے برس کی عمر تھی بدایونی اسکو مولانا محمد مفتی لکھتا ہے ـــــ

(۵۴) قاسم بیگ ـــــ وہ واحد العین قندھاری ملا تھا علوم عقلی و نقلی کا درس دیتا۔

(۵۵) مولانا نور الدین ترخان ـــــ جامع اقسام علوم حکمت تھا۔ شاعر تھا مگر آخر عمر مین شعر سے توبہ کی۔ نوری تخلص تھا۔ وہ مدت تک دہلی مین مقبرہ ہمایون کا متولی رہا پہلے وہ مرگیا۔ طبقات مین لکھا ہے کہ ریاضی دان اور نجومی تھا۔ مآثر مین لکھا ہے کہ وہ خراسان مین جام مین پیدا ہوا اور مشہد مین تعلیم پائی۔ وہ بابر کے پاس آیا اور پھر ہمایون کا رفیق رہا اس لئے ان دونو کو اسطرلاب کا شوق تھا۔ وہ ہمایون کے ساتھ عراق گیا اور بیس برس تک اسکی خدمت مین رہا اسکا تخلص نوری تھا اسکو نوری سفیدون بھی کہتے ہین کچھ دنون سفیدون اپنی جاگیر مین رہا تھا اکبر نے اسکو خطاب خان کا دیا پھر ترخان کا اور سمانہ مین اسکو مقرر کیا۔

(۵۶) شرائین (۵۷) مادھو بھٹ (۵۸) سری بھٹ (۵۹) بشن ناتھ (۶۰) رام کشن (۶۱) ببھ دھر مصر (۶۲) باسدیو مصر (۶۳) باھن بھٹ (۶۴) بدیا نواس (۶۵) گوری ناتھ (۶۶) گوپی ناتھ (۶۷) کشن پنڈت (۶۸) بھبا چارج ـــ

(۶۹) بھاگیرت بھٹا جارج (۷۰) کاشی ناتھ بھٹا جارج —

اطبا

(۷۱) حکیم مصری طب مین صاحب علم و عمل - علوم نقلی مین ماہر - علوم عربیہ مین ملل و عوات اسماء علم حروف سے واقف - کشادہ رو و خوش صحبت و میار قدم کبھی کبھی کبھی شعر بھی کہتا تھا - سید ھا سا دھا بغرض بعض معالجات مین مسیحائی کی - برہان پور خاندیس مین عمر پوری ہوئی —

(۷۲) حکیم الملک —— اسکا نام شمس الدین تھا وہ اور اکثر حکیمون کی طرح گیلان سے بادشاہ کی ملازمت کے لئے آیا تھا حکمت و طب مین اپنے وقت کا جالینوس تھا علوم نقلی و رسمی مین سب سے مستثنی و ممتاز - بندگان خدا کا خیر خواہ - اپنے دین مین راسخ و ثابت قدم - آشنا پرور - ہمیشہ طلبہ کا مربی انکو بغیر پڑھائے کھانا نہ کھاتا مشائخ و علما کے معرکہ کی ویرانی ہوئی تو حسب الامکان اسنے مخالفان دین سے جدل کی آخر کو ادسے تائب ہوئی - مکہ معظمہ رخصت لے کر چلا گیا اور وہان ۹۸۳ھ مین فوت ہوا -

(۷۳) ملا میر —— اسکو طبقات مین ملا میر طبیب ہراتی اور ملا عبید الحق یزدی کا پوتا لکھا ہے —

(۷۴) حکیم ابو الفتح گیلانی — نمبر ۱۱۲ منصب دارون کا دیکھو —

(۷۵) حکیم زنبیل بیگ — مرزا محمد طبیب شیرازی کا بھائی ہے - علم مین ممتاز اور بادشاہی مقربون مین سرافراز تھا —

(۷۶) حکیم علی گیلانی علوم و فنون مین خصوصاً طب و ریاضی مین پوری مہارت تھی اپنے وقت مین اطبائے حاذق مین سے تھا - کمال پریشانی و افلاس مین اپنی ولایت سے ہندمین آیا تھا اکبر کے ملازمون مین داخل ہوا ایک دفعہ بادشاہ کو حکم سے بول مریض و صحیح و گاؤ و خر و ان کے قارورہ کو اسکے روبرو لائے اس نے سب کو ٹھیک ٹھیک مطابق واقع کے بتلادیا اس وقت سے اسکا مرتبہ اور اعتبار زیادہ ہوا —

پادشاہی مصاحبت وقرب کے دولت حاصل ہوئی اور ثروت ومکنت مین
اور امراء کے ساتھ ہمسر ومساوی ہوگیا۔ بیجاپور مین بطور سفیر گیا۔ علی عادل شاہ
والی بیجاپور نے اسکا استقبال کیا۔ سامان نفائس تیار کرکے حکیم کو روانہ کرنا چاہتا
تھا کہ ناگہان ۱۰۱۸ھ مین مرگیا۔ حکیم علی نے ایک عجیب حوض بنایا تھا کہ اسکے اندر سے
ہوکر ایک مکان کے اندر راہ جاتی تھی اور تعجب یہ ہو کہ اس راہ سے پانی اس مکان مین نہین جاتا
تھا۔ شہنشاہ اکبر خود حوض مین غوطہ مارکے اور تین زینے اُترکر اس مکان مین گیا جسمین دس
بارہ آدمی سمانے تھے فرش خواب رخت پوشش تھا۔ حاضری طعام موجود۔ چند کتابین
طاق پر رکھی ہوئی۔ ایک قطرہ پانی کا اسکے اندر نہ جاتا تھا۔ پادشاہ وہان کچھ دیر ٹھیرا
آدمیون کا عجب حال جب تک کہ وہ باہر آیا ۱۰۱۳ھ تک منصب ہفت صدی پر وہ
پہنچا۔ جب پادشاہ اسہال کے مرض مین مبتلا ہوا اس نے علاج کیا اسکا حال پادشاہ
کے غلالت کے بیان مین پڑھلو۔
۱۰۳۱ھ مین جہانگیر اس حوض کی سیر کو آیا اور حکیم کو منصب دو ہزاری عنایت کیا۔
اسکے چند روز بعد وہ مرگیا وہ ہرسال چھ ہزار روپیہ کی دوائین اور شربت غریبون کو
مفت تقسیم کرتا تھا۔
(۷۷) حکیم حسن اسکی حذاقت کی شہرت تھی مگر علم اسکو بہت نہ تھا۔ صاحب مکارم اخلاق
ومحامد اوصاف تھا۔

(۷۸) حکیم ارسطو۔
(۷۹) حکیم فتح اللہ ــــــ کچھ کتب طب اسنے پڑھی تھین اور علم ہیأت سے واقف
تھا۔ قانون کی شرح فارسی زبان مین لکھی جہانگیر کی اول سال سلطنت مین منصب ہزاری
تین سو سوار رکھتا تھا۔ پادشاہ نامہ مین لکھا ہے کہ وہ اپنے ملک کو چلا گیا اور خودکشی
کی اسکا پوتا فتح اللہ شاہ جہان کا طبیب تھا۔
(۸۰) حکیم مسیح الملک ــــــ درویش و پاک اعتقاد تھا۔ طبابت مین کامل تھا

دکن سے ہندمین آیا شاہزادہ مرادکے ساتھ گجرات و دکن مین گیا۔ مالوہ مین اجل نے رشتہ اجل کو
کوتاہ کیا۔

(۸۱) حکیم جلال الدین مظفر اردستانی ــــ اردستان ایران مین ایک شہر کاشان
و اصفہان کے درمیان واقع ہے۔ کم عمری مین شاہ طہماسپ کا طبیب بنا اور نوجوانی مین
ہندمین آیا تو اسکی قدر ہوئی۔ اگرچہ علمیت بہت نہین رکھتا مگر تجربہ اسکا پورا تھا مزاج مین
اسکے صلاحیت تھی اور ہاتھ مین شفا ــــ

(۸۲) حکیم لطیف اللہ گیلانی ــــ طب مین اسکی حذاقت مشہور ہے علم اسکا خوب تھا۔
(۸۳) حکیم سیف الملک لنگ ــــ اسکو سیف الملوک بھی اس سبب سے کہتے ہین کہ اس نے
کئی اپنے پادشاہی مریضون کو مارا تھا وہ دماوند کا رہنے والا تھا فضیلت علمی و حکمی کے ساتھ
رذیلت شعر و ہجو کو جمع کیا تھا۔ شجاعت تخلص تھا۔ یہ اتفاقات سے ہے جس مریض کے سر پر وہ
جاتا پیک اجل اُس دردمند کے پاس آتا۔ اس سبب سے ظرفا نے سیف الحکما اسکا نام مشہور
کیا تھا۔ چند سال بیرام خان کے عہد مین ہندمین رہا اور پھر اپنے ملک کو چلا گیا۔

(۸۴) حکیم ہمام ــــ حکیم ابوالفتح گیلانی کا بھائی ہے اسکا نام ہمایون تھا۔ جب اکبر شہنشاہ
کی خدمت مین آیا تو پاس ادب سے اپنا نام ہمایون قلی رکھا پھر پادشاہ نے حکیم ہمام کے
نام سے مشہور کیا۔ خط شناسی و شعر فہمی مین یگانہ تھا طبیعات و طبابت سے بھی اچھا
شگفتہ پیشانی پارسا گوہر شیوا زبان۔ ندیم منش تھا۔ اگرچہ منصب شش صدی اور بکاول بیگی
کی خدمت رکھتا تھا مگر پادشاہی مصاحبت و قرب مین بلند پایہ تھا ۱۰۳۱ھ مین وہ عبداللہ خان
والی توران پاس بھیجا گیا اور والی توران کو پادشاہ نے لکھا کہ حکیم ہمام مخلص راست گفتار اور
مرد درست کردار ہے ابتداے ملازمت سے بساط قرب کا ملازم رہا ہے اسکی دوری کسی حصہ سے
نہین تجویز کی۔ برسم رسالت اسکو بھیجتے ہین ہماری ملازمت مین چونکہ اسکی نسبت تحقق ہے اسلئے
وہ مدعاؤن کو بیواسطہ موقف عرض مین پہنچائیگا اگر آپ کی مجلس شریف مین یہی اسلوب مرعی
ہوگا تو ہم مین اور تم مین مکالمہ بیواسطہ ہوگا۔ اسکی غیبت مین پادشاہ نے کئی دفعہ فرمایا

کہ جب سے حکیم ہمام گیا ہے کھانے کی لذت جاتی رہی ہے۔ حکیم ابوالفتح سے پادشاہ نے کہا کہ تیری
برادری میں حکیم ہمام کی جدائی سے کسی کا دل ایسا نگران نہ ہوگا جیسا ہمارا دل ہے۔ حکیم ہمام
کی مثل کب پیدا ہوتے ہیں سنہ ۹۹۸ھ میں توران سے اسنے معاودت کی۔ ابوالفتح کی موت پر ایک
ماہ گذرا تھا۔ جب وہ پادشاہ پاس آیا تو اسکی تسلی کے لئے پادشاہ نے کہا کہ تیرا تو ایک بھائی
مرا ہے اور میرے دس بھائی۔ سنہ ۱۰۰۴ھ میں تپ دق میں دو مہینے تک مبتلا رہا پھر پیمانۂ عمر
لبریز ہوا اسکے دو بیٹے تھے ایک حکیم حاذق دوم خوشحال۔

(۵۸) حکیم عین الملک — علم میں رتبۂ عالی رکھتا تھا اور صاحب خلاق حمیدہ
تھا۔ ماں کی طرف سے محقق دوانی کے ساتھ اسکو نسبت تھی۔ ابتدا میں وہ پادشاہ کی
بزم و رزم میں شریک مصاحبت ہوتا سنہ ۹ جلوس میں احمد آباد میں چنگیز خان پاس بھیجا گیا وہ
خان مذکور سے پیشکش لیکر واپس آگرہ میں پادشاہ کی خدمت میں آیا سنہ ۱۷ میں اعتماد خان
گجراتی پاس پادشاہ کا دلاسا نامہ لیکر گیا اور اسکو مع ابوتراب کے پادشاہ کی خدمت میں لایا
سنہ ۱۹ میں پادشاہ کے ساتھ دیار مشرقی میں گیا۔ عادل خان حاکم بیجاپوری کی رہنمائی
کے لئے دکن میں گیا سنہ ۲۲ میں وہاں سے واپس آیا پھر حدود سنبل میں فوجدار ہوا سنہ ۲۶
میں عرب بہادر و نیابت خان نے اس نواح میں شورش اٹھائی تو اسنے قلعہ بریلی کو
نہایت مستحکم کیا۔ اپنے حسن تدبیر سے اسنے نیابت خان کو اپنے ساتھ بلا لیا۔ لڑ کر
مخالفوں کو پریشان کیا۔ اسی سال بنگالہ میں صدارت پر سرافراز ہوا سنہ ۳۱ میں صوبہ
آگرہ میں بخشی ہوا پھر وہ خان اعظم کے ہمراہ دکن گیا۔ خان مذکور نے اسکی جاگیر ہنڈیہ کو بدل
دیا تھا اس لئے سنہ ۳۵ میں بے طلب وہ پادشاہ پاس چلا آیا۔ پادشاہ نے دربار بند کیا۔
بعد دریافت کیفیت کورنش کی پروانگی ہوئی اور اپنے پرگنہ پر بحال ہوا سنہ ۳۶ میں عدم آباد
میں گیا۔ شعر کہتا تھا۔ دوائی تخلص کرتا تھا منصب پانصدی رکھتا تھا۔ پرانی بریلی
میں مرزائی محلہ میں ایک مسجد جسکا نام مرزائی یا پادشاہی مسجد ہے تعمیر کی اسکے کتابہ میں سنہ ۹۸۶
لکھے ہیں اس سن میں سنبل کا فوجدار تھا۔

(۸۶) حکیم شفائی — اسکا تخلص شفائی تھا۔ وہ اپنے تئین مظفر ابن محمد الحسینی الشفائی کہتا تھا وہ اصفہان مین پیدا ہوا تھا۔ شاہ عباس صفوی کا دوست تھا ۱۰۳۷ھ مین اسکا انتقال ہوا اسکی تصنیف سے ایک مثنوی ہے۔

(۸۷) حکیم نعمت اللہ (۸۸) حکیم دوائی (۸۹) حکیم طالب علی (۹۰) حکیم عبدالرحیم۔

(۹۱) حکیم روح اللہ (۹۲) حکیم فخرالدین علی (۹۳) حکیم اسحاق (۹۴) شیخ حسن (۹۵) شیخ بینا شیخ حسن طبیب سرہندی کا بیٹا ہے۔ جراحی مین کمال تھا۔ اکبر کو جو زخم شکار مین ہرن نے لگایا تھا اسکا علاج اُس نے خوب کیا تھا۔

(۹۶) مہادیو (۹۷) بھیم ناتھ (۹۸) نارائن (۹۹) سیواجی۔

طبقات مین یہ اور ہندی حکیم لکھے ہین۔ بھیرون۔ جو کابل مین جراح تھا۔ دُرگا ل بڑا کحال تھا دُرگا ل بڑا جراح تھا۔

تقلید پیشہ و نقل پرست

(۱۰۰) میان حاتم سنبلی — عالم جامع معقول و منقول تھا خصوصاً کلام و اصول و فقہ عربیت مین چالیس دفعہ اُس نے مفتاح و مطول کو بسم اللہ سے تا تمت تک پڑھائی۔ شیخ عبدالقادر بدایونی کا استاد تھا۔ ۹۶۸ھ مین عالم فانی کو گیا۔ شیخ عبدالحلیم اسکا لائق بیٹا تھا جو ۹۵۹ھ مین پدر بزرگوار سے جا ملا باقی اور چند پسر ناخلف وارث تھے۔ ۵

چند بناز پرورم مہر بتانِ سنگدل ✦ یاد پدر نمیکند این پسران ناخلف

(۱۰۱) میان جمال خان — دہلی مین مفتی تھا اپنے باپ شیخ نصیرالدین اور اپنے بھائی شیخ لادن کا شاگرد تھا۔ قوم کا کنبو تھا۔ اپنے زمانہ مین اعلم العلمار تھا۔ علوم عقلیہ و نقلیہ مین خصوصاً فقہ و کلام و عربیت و تفسیر مین بے نظیر تھا مفتاح کی دو شرحون پر حاکمہ لکھا ہے۔ عضدی کو کہ انتہا کی کتاب ہے چالیس مرتبہ اول سے آخر تک پڑھایا ہے ہمیشہ درس کہتا۔ افادہ علوم دینی فرماتا ملوک و سلاطین کے گھر کبھی نہین جاتا۔ حکام کے نزدیک معزز و محترم اکثر شاگرد اُسکے دانشمند تھے عمر اسکی نوے برس سے بھی کچھ

کچھ زیادہ تھی ۹۹۸ھ میں دار البقا کو رحلت کی ۔

(۱۰۲) شیخ عبدالقادر ـــــ اچہ کا رہنے والا اور مخدوم شیخ حامد قادری کا بیٹا تھا جو چاند پور ضلع ملتان میں بطور امانت کے مدفون ہوا تھا عبدالقادر اور شیخ موسی کے درمیان سجادہ مشیخت کی بابت منافشہ رہتا تھا۔ شیخ موسی اکثر اوقات لشکر میں برسون رہا کرتا تھا شیخ نے فتحپور میں ایک شب بادشاہ کو کوکنار کھانے کو منع کیا اسلئے بادشاہ کے ساتھ مصاحبت راست آئی ایک دن وہ دیوانخانہ فتحپور میں جماعت سے فارغ ہو کر نفل پڑھتا تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ شیخ نماز نفل اپنے گھر میں پڑھنا ۔ اُسنے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت یہ ملک نہیں ہے کہ اس میں آپ کا حکم ہو۔ بادشاہ نے رنجیدہ ہو کر کہا کہ شیخ کیا جاہل ہے ۔ جب تو ہم سے ملک نہیں چاہتا تو ہمارے ملک میں بھی نہ رہو۔ اسی وقت شیخ باہر آیا مدد معاش چھوڑکر اور اپنے بھائی کے نزاع کو ترک کر کے اچہ میں چلا آیا۔ شیخ موسی نے باپ کے عظام رمیم کو اچہ میں لاکر دفن کیا اور اتباع شریعت کیا۔ فتوحات اتنی ہوتی تھین کہ کسی اور مدد معاش کی حاجت نہ تھی بعد چند سال کے اُسنے بادشاہی نوکری قبول کی امرائے پانصدی میں داخل ہوا شیخ موسی بادشاہ کے حضور میں نماز کے وقت آتا۔ عین دیوانخانہ خاص و عام میں اذان کہکر نماز پڑھتا اور کوئی اسکو کچھ نہ کہتا۔ ملتان میں اسکو جاگیر ملی۔ شیخ عبدالقادر فقر کی عزت وجاہ میں کامیاب ہوئے ۔

(۱۰۳) شیخ احمد ـــــ طبقات میں اسکو شیخ حاجی احمد لاہوری لکھا ہے ۔

(۱۰۴) مخدوم الملک ـــــ یہ خطاب ملا عبداللہ سلطان پوری کا ہے وہ کتب عصمت انبیا اور شمائل النبی کا مصنف ہے۔ ہمایون بادشاہ نے اسکو خطاب مخدوم الملک اور شیخ الاسلام کا دیا تھا وہ بڑا متعصب سُنی تھا۔ ابوالفضل کو ابتدا سے وہ جانتا تھا کہ یہ بڑا مفسد ہے ۔ اکبر کے خیالات کے باب میں اسکا حال پڑھو وہ ۹۹۰ھ میں گجرات میں مکہ معظمہ سے مراجعت کرکے احمد آباد میں فوت ہوا۔ بادشاہ کی عنایت سے اس پاس تنا روپیہ تھا کہ مرنے کے بعد تین کروڑ زر اسکے خزانہ سے نکلا ۔

(۱۰۵) مولانا عبدالسلام ــــ طبقات میں لکھا ہے کہ وہ لاہور میں رہتا تھا اور بڑا عالم تھا
مرآۃ میں لکھا ہے کہ وہ بڑا فقیہ تھا۔ بیضاوی کی شرح اُسنے لکھی ہے نوے برس سے زیادہ عمر میں
شاہجہان کے سال اوّل جلوس میں مرا ہے۔

(۱۰۶) قاضی صدرالدین عالم متبحر تھا اہل التصوف وسلوک کا معتقد تھا بہت خوش طبع و
خوش صحبت تھا۔ شیخ مخدوم الملک کا مشہور شاگرد تھا۔ وسیع المشرب ایسا تھا کہ عوام اُسپر
الحاد کا گمان کرتے تھے اسپر حسن ظن غالب تھا جسکا شیوہ تجرید کا دیکھتا اگرچہ وہ بظاہر بدعتی
ہوتا اس پاس اعتقاداً جاتا اور ہاتھ باندھ کر اسکے سامنے کھڑا ہوتا اور اسکی باتوں کو
سچ جانتا۔ ایک دن ایک بدعتی مجذوب بن کر آیا وہ حسب عادت اسکی تعظیم کے لیے کھڑا
ہوا۔ اس مجذوب مکار نے کہا کہ حضرت خضر میرے ساتھ رہتے ہیں۔ قاضی جی نے اُس سے
کہا کہ میری ملاقات حضرت خضر سے کرا دیجیے اسنے کہا کہ اس وقت تو مجھے اپنی لڑکی کی
کتخدائی کا فکر ہے۔ تنگ تلاش کرتا ہوں بعد فراغ خاطر کے حضرت سے ملاقات کرا دونگا
قاضی جی نے اُسے سات سو تنکہ دیدیئے وہ چند روز بعد آن کر مولانا کو دریا کے کنارہ پر
لے گیا اور ایک شخص لمبے قد آدمی کو دوسرے کنارہ پر دکھایا اور کہا کہ یہ حضرت خضر ہیں ملنے چلو
قاضی کوتاہ قد تھا اس نے کہا کہ مجھے تیرنا نہیں آتا اسنے کہا کہ میں نے آپ کو حضرت خضر کو
بتلا دیا آپ اگر نہیں مل سکتے تو اس میں میرا قصور کیا ہے غرض ایسی ایسی حکایتیں جو قابل
لکھنے کے نہیں بہت مشہور ہیں انسے قاضی کی سادہ لوحی کا قیاس ہو سکتا ہے حکایت
پادشاہ نے بندر بہروچ کا اسے قاضی مقرر کیا وہیں مرگیا۔ قابل بیٹا شیخ محمد
نام اسکا جانشین ہوا ــ لاہور میں بھی کچھ تھوڑے دنوں قاضی صاحب نے قضاوت کی تھی

(۱۰۷) مولانا سعداللہ ــــ پوربی ہے بیانہ میں رہتا تھا۔ اپنے زمانہ میں علم نحو میں
اپنا نظیر نہیں رکھتا تھا۔ نوعمری سے شیخ محمد غوث کی خدمت میں رہتا تھا پھر دعوات
اسما میں مشغول ہوا۔ بیانہ میں ایک خانقاہ بنائی۔ وہاں مدتوں تک طالب العلم
اور اہل سلوک کی تلقین اور ہدایت کرتا رہا۔ ستر برس تک سوائے دودھ و نبات

ومیوون کے افطار نہین کیا بخشش بہت کرتا تھا۔ آخر عمر مین وہ ساکت ہوگیا اور اپنے حجرہ مین تنہا عزلت قبول کی۔ فرزندون تک اپنے پاس نہین آنے دیتا تھا۔ سنہ ۹۸۹ مین اس عالم سے خرامان ہوا اور اپنی خانقاہ مین مدفون۔ اسکی نعش پر ایک چڑیا آن پڑی تھی جسے دیکھنے والون کو بڑا تعجب ہوا۔

(۱۰۸) مولانا اسحاق ——— شیخ کالو کا بیٹا ہے۔ لاہور مین رہتا تھا شیخ سعد اللہ و شیخ منور اور شاگرد اسکے بڑے نامور ہوئے سو برس سے زیادہ عمر کا ہو کر سنہ ۹۹۶ مین مرگیا۔

(۱۰۹) میر عبداللطیف قزوینی ——— سادات حسینی سیفی سے علوم عقلی و نقلی سے بہرہ کافی رکھتا تھا۔ جب شاہ طہماسپ صفوی نے اسکو اور اسکے باپ میر یحیی کو اس سبب سے قید کرنے کا حکم دیا کہ مذہب اہل سنت والجماعت تھا۔ باپ قید مین پڑکر مرگیا مگر بیٹا بھاگ کر گیلان کے پہاڑون مین پڑا پھرا۔ پھر پادشاہ ہند کی خدمت مین آیا اسکے انعام و احسان سے محظوظ ہوا۔ پادشاہ دیوان خواجہ حافظ کے چند سبق اُس سے پڑھے۔ ۵ رجب سنہ ۹۸۱ مین فتحپور مین دار السرور کو انتقال کیا۔ فرزند رشید اسکا مرزا غیاث الدین علی اخوند جسکا لقب نقیب خان تھا علم سیر و تاریخ و اسماء الرجال مین اسکی مثل نہ کوئی عرب مین تھا نہ ہند مین شب و روز پادشاہ کی خدمت مین رہتا۔ اسکو فارسی ہندی تواریخ و قصص حکایات و افسانے سناتا۔ وہ پادشاہ کا جزو حیات بن گیا تھا ایک لحظہ جدا نہ ہوتا تھا تھوڑے عرصہ مین وہ مرگیا

(۱۱۰) میر نور اللہ شوستری ——— وہ شوستر سے آیا تھا حکیم ابوالفتح کی سفارش سے اکبر تک اسکی رسائی ہوئی۔ وہ شیعہ تھا سنیون مین تقیہ کرتا تھا۔ امام ابوحنیفہ کی فقہ سے بھی خوب واقف تھا۔ جب لاہور کے قاضی شیخ معین نے پیرانہ سالی کے سبب سے عہدہ قضا چھوڑا تو اسکی جگہ وہ لاہور کا قاضی مقرر ہوا اس نے رشوت کا دروازہ بالکل بند کردیا اپنے عہدہ قضا مین سوا گواہ کی شہادت کے کچھ نہین لیا کسی گستاخی پر جہانگیر نے اسے قتل کردیا

(۱۱۱) مولانا عبدالقادر ——— مدتون تک شہنشاہ اکبر کا استاد رہا۔ پادشاہ نے حج کا حکم اسکو دیا وہ حج کرکے لاہور مین عبادت مین مشغول ہوا۔

(۱۱۲) قاضی عبد السمیع ـــــ وہ میان کالی تھا۔ میان کال سمرقند اور بخارا کے دو پہاڑوں کے درمیان مین ایک مقام ہے۔ بدایونی نے لکھا ہے کہ وہ روپیہ لیکر شطرنج کھیلتا تھا۔ شراب پیتا تھا۔ اکبر نے سنہ ۹۹۰ھ مین قاضی جلال الدین ملتانی کی جگہ قاضی القضات مقرر کیا تھا

(۱۱۳) مولانا قاسم ـــــ قندھاری وا حد العین تھا علوم عقلی و نقلی کا درس دیتا تھا

(۱۱۴) قاضی حسن قزوین کا رہنے والا تھا اور قلعہ آسیر کے محاصرہ مین خدمات شائستہ بجا لایا۔ صورت آراستہ رکھتا تھا۔

(۱۱۵) ملا کمال طبقات اکبری مین شیخ کمال کوالور کا رہنے والا خلیفہ خویش سلیم چشتی کا

(۱۱۶) شیخ یعقوب مجمع فضائل تھا۔ حاجی تھا شیخ ابن حجر سے حدیث کی سند حاصل کی تھی شیخت کے لباس مین سفر بہت کیا تھا اور اکثر عرب و عجم کے مشائخ اعظم سے ملا تھا اور ارشاد و ہدایت کی اجازت حاصل کی تھی۔ ہند و کشمیر مین اسکے بہت مرید تھے۔ صاحب تصانیف تھا۔ آخر عمر مین ایک تفسیر لکھی تھی پادشاہ اوسکو بہت عزیز رکھتا تھا شعر مین اسکا ذوق دون مرتبہ تھا مگر اسکے فکر سے کبھی اسکا ذہن خالی نہین ہوتا تھا۔ صرفی تخلص کرتا تھا ـــ

(۱۱۷) ملا عالم ـــــ یہ وہی ملا ہین جنکو یہ حسرت رہی کہ مین سجدہ اکبری کا موجد کیون نہ ہوا۔ یہ کابل کا رہنے والا تھا خوش طبع و شگفتہ و بے قید تھا۔ سنہ ۹۹۱ھ مین وفات پائی۔ فواتح الولایت تصنیف کی جسمین حکماء و علماء و شعراء کا احوال لکھا ہے ـــ

(۱۱۸) شیخ عبد النبی ـــــ صدر الصدور تھا وہ شیخ احمد بن شیخ عبد القدوس گنگوہی کا بیٹا تھا۔ چند مرتبہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین گیا اور وہان علم حدیث پڑھا جب پھر کر آیا تو آبا و اجداد کی روش کے برخلاف سماع و غنا سے منکر تھا۔ محدثین کی روش پر چلتا تھا۔ تقویٰ و طہارت و عبادت ظاہری سے اشتغال رکھتا تھا جب منصب صدارت پر پہنچا تو مدد معاش و وظائف و اوقاف خلائق کو ایسے دیے کہ پہلے نہین دیئے گئے تھے۔ پادشاہ کو بھی اس سے ایسا اعتقاد تھا کہ جوتیان اٹھا کر اس کے روبرو رکھی تھین مگر مخدوم الملک اور اور علماء کی مخالفت سے یہ تعظیم و تکریم باقی نہین رہی

ایک شخص کے قتل کرانے پر اپنے عہدہ صدارت سے معزول ہوا سنہ ۹۹۱ھ میں یا سنہ ۹۹۲ھ میں اسکا انتقال ہوا وہ اپنے تئین امام ابوحنیفہ کی اولاد میں بتاتا تھا۔

(۱۱۹) شیخ بھیک ـــــ یہ شیخ کاکوری میں جو لکھنؤ کے قریب ہے رہتا تھا۔ بدایونی اسکو شیخ بھیکن لکھتا ہے۔ وہ اعلم العلماء متورع و متشرع تھا۔ برسوں درس و افادہ خلائق میں مصروف رہا۔ حافظ کلام مجید تھا اور سات قرائت میں پڑھتا تھا۔ تصوف کی کوئی بات مجلس میں نہیں کہتا۔ خلوت میں محرمان راز اور اہل علم سے کہتا۔ سنہ ۹۸۱ھ میں انتقال فرمایا۔

(۱۲۰) شیخ ابوالفتح گجراتی ـــــ میر سید محمود جونپوری کا داماد تھا۔ سلسلہ مہدویہ کی روش پر راسخ و ثابت قدم باستقلال تھا۔ کہ سنطرہ گیا گجرات میں شیخ گدائی کے ساتھ بہت دوستی رکھتا تھا۔ بیرام خان کے زمانہ میں وہ کسی ضرورت کے سبب سے آگرہ میں آیا تھا۔ تھوڑے دنوں میں یہ جلسہ برہم ہوگیا۔ تو وہ گجرات چلاگیا اسکے مرید ہونٹوں پر سرلش لگاتے تھے ہاتھ میں سنگریزہ رکھ لیتے تھے۔

(۱۲۱) شیخ بہاء الدین مفتی ـــ آگرہ میں سکونت تھی عالم و عابد تھا۔

(۱۲۲) قاضی جلال الدین ملتانی ـــــ اصل میں قلعہ بکر کے توابع کا رہنے والا تھا دانشمند متبحر و حق گو و حق پرست تھا۔ ابتدائے حال میں تجارت کرتا تھا۔ اواسط میں درس میں مشغول ہوا۔ چند سال آگرہ میں افادہ فرمائی۔ قاضی یعقوب کے معزول ہونے کے بعد وہ عہدہ جلیل القدر قضا پر مامور ہوا۔ دیانت و امانت کی صفات رکھتا تھا مگر بیٹے کی ناخلفی سے وہ دکن بھیجا گیا۔ وہاں سے حج کو گیا اور وہیں وفات پائی۔

(۱۲۳) شیخ ضیاء الدین یا ضیاء اللہ ـــــ بادشاہ نے شیخ کو آگرہ میں طلب کرکے عبادت خانہ میں جگہ دی تھی۔

(۱۲۴) شیخ عبدالوہاب (۱۲۵) شیخ عمر۔

(۱۲۶) میر سید محمد میر عدل ـــــ امروہہ علاقہ سنبل کے رہنے والا تھا۔ صاحب صلاح و تقوی و ورع تھا۔ بادشاہ کے ملازموں میں داخل ہوکر ایسا اختصاص

حاصل کیا کہ میر عدل کے منصب پر ممتاز ہوا اور اس جلیل القدر منصب میں عدالت انصاف و صداقت
و امانت کا طریق اختیار کیا جب تک وہ اس بار میں تھا دین اسلام میں کسی کو بدعت پیدا کرنے کی
قدرت نہ تھی سنہ ۹۸۳ھ میں بکر کی حکومت اسکو تفویض ہوئی تھی سنہ ۹۸۶ھ میں انتقال کیا۔

(۱۲۷) مولانا جمال ـــــ طبقات میں لکھا ہے مدرس ملتانی تھا۔ بدایونی لاہور کے ایک
محلہ تلہ کا رہنے والا بتاتا ہے۔

(۱۲۸) شیخ احمدی فیاضی امیٹھی وال ـــــ علماء کبار میں سے ہے صاحب تقویٰ و ریاضت
و مجاہدت تھا شیخ نظام الدین امیٹھی وال کا ہمعصر تھا۔ ایسا ضعیف و مسن ہو گیا تھا کہ
چل پھر اٹھ بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ اس حال میں ایک سال میں قرآن شریف حفظ کر لیا۔ کتب
درسیہ اسکو ایسی از بر تھیں کہ اگر شاگرد کتاب غلط پڑھتا تو وہ صحیح کر دیتا تفسیر و حدیث
و سیر و تاریخ خوب جانتا تھا۔

(۱۲۹) شیخ عبد الغنی بدایونی ـــــ بداؤن میں جب طالب علمی کرتا تھا تو حال سے مغلوب
ہوتا تھا اور نغمہ سننے سے بیشعور ہو جاتا تھا۔ روزگار کی تلاش میں دہلی میں آیا۔ یہاں کا
حاکم تاتار خان تھا۔ جو اہل جاہ کے لباس میں اہل اللہ تھا اسکا ملازم ہوا کتب درسیہ کی
تحصیل تمام کی مدتوں درس دیا پھر سب کچھ چھوڑ چھاڑ گوشہ نشین ہوا۔ سنہ ... میں خانخاناں
اسکی ملاقات کو گیا جب اس نے نصیحت کے لئے التماس کیا تو فرمایا کہ اتباع سنت محمدیؐ
کو اپنے اوپر لازم جان۔ اسکو بعض شریروں نے فرمان بھیجکر دہلی سے لاہور بلایا مگر
اس نے عذر کیا۔

(۱۳۰) شیخ عبد الواحد بلگرامی ـــــ بلگرام قنوج کے توابع میں تھا وہ صاحب
فضائل و کمالات و ریاضت و عبادات تھا۔ اخلاق پسندیدہ و صفات رضیہ
رکھتا تھا۔ خود ہندی راگ راگنی بناتا۔ ان پر اسکو حال آتا سب کچھ چھوڑ کر
نزہت الارواح پر شرح محققانہ لکھی اور اصطلاحات صوفیہ میں چند رسائل لکھے ان میں
ایک کا نام سنابل ہے اور اور بھی اسکی تصنیفات ہیں۔

(۱۳۱) میران صدر جہان ——— یہ پہانی مین پیدا ہوا تھا- یہ ایک قصبہ توابع لکھنو یا قنوج سے تھا- وہ مرد فاضل خوش طبع تھا- اکبر شہنشاہ کی خدمت سے وہ شیخ عبدالغنی صدر کی وساطت سے مشرف ہوا تھا- جب عبداللہ خان اوزبک والی توران نے بادشاہ اکبر کو لکھا کہ ارسال رسل مین بڑا موانع یہ تھا کہ دین سے آپکا انحراف زبان زد خلائق تھا بادشاہ نے سنہ [illegible]ھ میران کو حکیم ہمام کے ساتھ ایلچی گری کے لیئے توران روانہ کیا- مذہب کے مقدمہ کی بابت یہ صرف دو شعر اپنے نامہ مین لکھے-

قطعہ

قیل ان الاله ذو ولد — قیل ان الرسول قد کہنا
ما نجا اللہ والرسول معاً — من لسان الوری فکیف انا

سنہ [illegible]ھ مین توران سے میران نے معاودت کی اور کابل مین بادشاہ سے ملا- سنہ [illegible]ھ مین جشن آبان ماہ مین مجلس بادہ پیمائی مین میر صدر جہان مفتی اور میر عبدالحی میر عدل دونون نے ساغر مے پیا تو بادشاہ نے یہ حافظ کا شعر پڑھا ؎

در دور بادشاہِ خطا بخش وجرم پوش + حافظ قرابہ کش شد و مفتی پیالہ نوش

سنہ [illegible]ھ تک ہفتصدی پر پہنچا اور خدمت صدارت پر مقرر ہو بعد ازان ترقی کر کے پایہ امارت اور منصب دو ہزاری پر پہنچا- شیخ عبدالنبی صدر سے چہل حدیث کا سبق لیتا تھا تو میران بطور خلیفہ کے تھا- شاہزادہ سلیم اوسکو بہت دوست رکھتا تھا- اُس نے ایکدن اُس سے وعدہ کیا کہ اگر سلطنت کی نوبت میری آئے تو بتاؤ کہ قرض تمھارا ادا کرون یا جو منصب تم چاہو وہ دون- میران نے ادائے قرض اپنے ذمہ لیا- منصب چار ہزاری کی درخواست کی- جہانگیر نے بادشاہ ہو کر منصب چار ہزاری دیا اور صدارت کو قائم رکھا اور قنوج جاگیر مین دیا- وہ محسن نافع الخلق تھا اُس نے جہانگیر کے عہد مین اپنی صدارت مین مدد معاش آدمیون کو دی کہ آصف خان جعفر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ عرش آشیانی کے عہد مین جو پچاس سال کے عرصہ مین دیا گیا تھا وہ پانچ

برس کے عرصہ مین اسنے دیا۔ ایک سو بیس برس کی عمر تھی اصلا اسکی عقل وحواس مین فتور نہ تھا فقط ہڈیان باقی تھین۔ ہمیشہ ضعف سے بستر پر پڑا رہتا تھا جب بادشاہ کے حضور مین آتا تو حیاہ و برتری سے بے استعانت غیر زینہ پر آمد و رفت کرتا۔ ہے

نیست گاہ نماز از ضعف قدرت بر قیام ٭ لیک پیش بادشاہ ایستادہ تا شب بے عصا

سنہ ۱۰۲۲ مین ودیعت حیات سپرد کی طبع موزون تھی۔ ابتداء حال مین اشعار کہتا۔ جب اسکو خدمت اقبالی کو شریعت غرا کا پاس کرکے پھر شعر کہنا چھوڑ دیا۔ اسکا بڑا بیٹا میر بدر عالم گوشہ نشین تھا۔ پسر دوم سید نظام مرتضیٰ خان امارت کے درجہ پہ پہنچا۔

(۳۲۱) مولانا اسمٰعیل ـــــ ایک وہ مین جنکا اوپر ذکر نمبر ۱۲ مین ہوا طبقات مین ایک لاہور کا مفتی اور دوسرا اودھ کا مفتی اسی نام کا لکھا ہے ـــــ

(۳۲۲) ملا عبد القادر ـــــ عبد القادر بداؤن مین سنہ ۹۴۷ مین پیدا ہوا۔ اپنی سبب سے دو برس اکبر سے پہلے پیدا ہوا اسکے باپ کا نام تھا شیخ ملوک شاہ اور وہ شیخ بہجو سنبلی کا خلیفہ تھا۔ اسنے سنہ ۹۶۹ مین وفات پائی۔ عبد القادر بداؤنی مین اپنی جابجا اپنی تاریخ مین لکھا ہے وہ علوم عقلی ونقلی سے واقف تھا اور بڑے بڑے کامل فاضلون و عابدون سے اس نے ظاہری و باطنی علوم کی تحصیل کی تھی وہ علم موسیقی اور تاریخ اور علم ہیئات سے خوب ماہر تھا۔ خوش آواز بڑا تھا قرأت خوب جانتا تھا۔ اس لیئے وہ بادشاہ کے عبادت خانہ مین امام ہر چہارشنبہ کے لئے مقرر ہوا تھا۔ جلال خان قورچی کی وساطت سے وہ اول اکبر کی خدمت مین پہنچا تھا وہ چالیس برس تک شیخ مبارک و فیضی اور ابو الفضل کے پاس رہا مگر کبھی انمین باطنی اتحاد نہ ہوا۔ وہ ان کو بدعتی جانتا تھا اور مسلمان نہین سمجھتا تھا۔ اس تعصب مذہبی کے سبب سے ہمیشہ جان کا دشمن بھی رہا شہنشاہ اکبر کے حکم سے راماین کا ترجمہ کیا جسکا حال ہمنے تصنیفات عہد اکبری مین لکھا ہے ۲۴ ہزار اشلوکون کا ترجمہ کیا ایک سو بچاس اشرفی اور دس ہزار تنگہ انعام پائے مہابھارت کے ایک حصہ کا ترجمہ کیا۔ تاریخ رشیدی کا انتخاب کیا

اور بحر الاثمار علم حدیث مین اور نجات الرشید ایک اور کتاب تصنیف کی۔ ایک تاریخ
منتخب التواریخ تصنیف کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہنشاہ اکبر کا سخت دشمن تھا۔ اسمین اکبر کی
برائیان بھلائیان بہ نسبت اکبرنامہ اور طبقات اکبری و مآثر رحیمی کے زیادہ لکھی ہین خاص کر
مذہبی خیالات اکبر کے زیادہ توضیح سے بیان کیے ہین مشائخ و فضلا و علماء و شعرا کے حالات
نہایت دلچسپ لکھے ہین ۱۰۰۴ھ کی ابتدا تک یعنی اکبر کے مرنے سے گیارہ برس سے پہلے تک کی
تاریخ ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس سال مین جہان سے رخصت ہوگیا۔ یہ کتاب
مخفی رہی مرآۃ العالم مین لکھا ہے کہ وہ جہانگیر کے عہد مین مشتہر ہوئی۔ جب عبد القادر کی
اولاد نے بادشاہ سے کہا کہ ہمکو اس کتاب کا علم نہ تھا تو وہ نہایت رنجیدہ ہوا۔ تزک جہانگیری
مین اس کتاب کی بابت کچھ نہین لکھا مگر مآثر رحیمی مین جو یہ شکایت لکھی ہے کہ سوا ے
طبقات و اکبرنامہ کے کوئی تاریخ اکبر کے عہد کی موجود نہین ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے
۱۰۲۵ھ تک یہ کتاب مشتہر نہین ہوئی تھی۔

(۱۳۵) شیخ جوہر —

(۱۳۶) شیخ منور وہ لاہور مین پیدا ہوا اسکی قوت حافظہ مشہور تھی۔ نامور عالم تھا۔
اسنے مشارق الانوار (حدیث) بدیع البیان ارشاد قاضی پر شرحین تصنیف کین جب علماء کا
اخراج دربار شاہی سے ہوا تو وہ گوالیار کے قلعہ مین قید ہوا اور ۱۰۱۱ھ مین مرگیا۔
اسکا بیٹا شیخ کبیر ہے بڑا عالم تھا احمد آباد مین ۱۰۲۶ھ مین مرگیا۔

(۱۳۷) قاضی ابراہیم جسکو بدایونی نے حاجی ابراہیم محدث لکھا ہے۔ وہ آگرہ مین زہد و
تقوی و ورع و درس علوم دینی خصوصاً علم حدیث مین بہت توجہ کرتا تھا۔
اسکے شرع و تورع کا تقید آدمیون کے ساتھ اختلاط و ارتباط کا مانع تھا امر معروف
نہی منکر کرتا تھا جب طلب عبادت خانہ مین آیا تو مراسم تکلفات و آداب ملوک کا مقید
نہ ہوا۔ وعظ کہتا و نصیحت کرتا —

(۱۳۸) مولانا جمال (۱۳۹) شیخ حسین (۱۴۰) بھان چند۔ اب تک تو ہمنے ان مشائخ و علماء

فضلاء کا نام لکھا جنکا ذکر آئین اکبری میں ابوالفضل نے تحریر کیا ہے مگر اب ہم بعض مشائخ کا ذکر تاریخ بداؤنی اور طبقات اکبری اور اور کتابون سے کرتے ہین -

شیخ عبدالحق دھلوی — اس عہد کے افضل الفضلاء مشہور محدثون مین سے تھے کعبۃ اللہ مین جاکر بعد ادا ے حج مدت مدید تک محض تحقیق وصحت احادیث کے لیئے وہان مقیم رہے - علوم عقلی ونقلی مین سو کتابین تصنیف کی ہین - شرح مشکاۃ و تاریخ مدینہ جسمین ائمہ طاہرین اور ظلم و تعدی مخالفین کا ذکر کمال حسن عقیدت سے کیا ہے - انکی تصنیفات سے تکمیل الایمان بڑی مشہور کتاب ہے، اسمین عقائد اور مشہور تالیفات کا ذکر ہے - سو سال سے زیادہ عمر ہوئی جہانگیر کے آخر عہد مین انکا انتقال ہوا جو علم با عمل کے لیئے تقوی او صلاح لازم ہین وہ انمین تھے - دم واپسین تک ادا ے فرض وسنن مین کوئی طریقہ فرو گذاشت نہین ہوا - کعبۃ اللہ سے انکو اکثر زبان صدق بیان سے فرماتے تھے کہ بیت اللہ مین جاکر تحقیقات احادیث مین جب تک مین نے اوقات صرف نہین کی مجھے معلوم نہ ہوا کہ بہت سی احادیث ضعیف ہین انکا مقبرہ دہلی مین حضرت خواجہ قطب الدین کے قبر کے پاس ہے -

(۲) خواجہ باقی باللہ —— اس عہد مین مقتدا ے زمان تھے - صفات ذاتی وکسبی وخوارق انکے مشہور ہین گوشہ نشینی مین اکثر اوقات بسر کرتے تھے - مخلوق سے کم ملتے تھے اکثر علوم عقلی ونقلی سے بہرہ تام رکھتے تھے - شاہجہان آباد مین قدم شریف کے متصل جہان آبادی نہ تھی انکی خانقاہ تھی وہین اب آرام کرتے

شعرا ے عہد اکبری

اس گروہ آفرین طراز ونام آرا ے کا ذکر بھی حق گذاری کے لیئے ناگزیر ہے نہانخانہ معنی مین شعر ابرار رکھتے ہین - انکا ضمیر روشن فیض یزدی کی تابش گاہ ہے لیکن وہ اپنے گوہر کی بیش قیمتی سے واقف نہین ہوتے اور اسکو سستا بیچڈالتے ہین - کمینون کی مدح کرتے ہین اشرافون کی ہجو وگرنہ صرف الفاظ کا پیوند

دینا ہی بڑا تعجب خیز ہے چہ جائے کہ معانی والا کی دریافت سے

آنکہ سخن را بہ سخن ضم کند	قطرۂ از خون جگر کم کند	
ہر کہ سخن را بہ سخن باز بست	معجزہ گر نیست کرامات ہست	

تم یہ گمان نہ کرو کہ مین ظاہری ہیؤ دینے کو کہتا ہون۔ حق سے باطل دانا سے نادان گوہر سے خرمہرہ - باوجود بہت دوری کے بظاہر نزدیک ہین پیوند معنوی صورت کی ہم ترازو ہونے کے بغیر نہین پیدا ہوتا۔ اسکا پہچاننا مشکل ہے اور تولنا اسکا اور زیادہ مشکل ہے اس سببسے بادشاہ شاعر و شاعری کی طرف متوجہ نہین ہوا۔ خیالی باتون کی تھوڑی سی بھی قدر نہین کرتا نادان جانتے ہین کہ یہ طرز گفتار بادشاہ کو پسند خاطر نہین اسلئے شاعرون سے دل برداشتہ رہتا ہے باوجود اس حال کے بھی ہزارون قافیہ سنج و نظم آرا ہمیشہ آستانہ پر لگے رہتے ہین اور بہت سے شاعر ایسے ہین جنھون نے دیوان لکھے اور داستان طرازی کی۔ انمین سے صرف ہم ایک شاعر کا حال اور باقی بعض نامی شاعرون کے نام لکھ دیتے ہین۔

(۱) شیخ ابو الفیض فیضی ——— یہ بڑا بیٹا شیخ مبارک ناگوری کا اور بڑا بھائی شیخ ابو الفضل علامی کا ہے۔ اسکے خاندان کا حال ابو الفضل کے بیان مین لکھ چکے ہین وہ سنہ ۹۵۴ھ مین پیدا ہوا اپنے جودت ذہن و دقت طبع سے مجمع علوم سے بہرہ وافر حاصل کیا حکمت و عربیت مین زیادہ توجہ کی۔ طبابت اختیار کی مفلس بیمارون کا علاج شروع کیا۔ فکر معاش سے تنگ حال تھا۔ ایکدن باپکے ساتھ شیخ عبد النبی صدر اکبری پاس گیا اور اپنا حال بیان کیا اور سو بیگہ کی مدد معاش کی استدعا کی شیخ نے تعصب مذہبی کے سببسے اسکو اور اسکے باپکو سرزنش کی اور حقارت کے ساتھ مجلس سے نکال دیا فیضی کو غیرت آئی اور اسنے یہ ارادہ کیا کہ بادشاہ وقت سے روشناسی اور راہ حرف پیدا کیجئے بعض باریابون کی وساطت سے بادشاہ کے سامنے شیخ کے فضل و کمال سخن طرازی و بلاغت گستری کا مذکور ہوا سنہ ۹۷۴ھ مین

جب بادشاہ قلعہ چتوڑ کی فتح کو جاتا تھا اسنے شیخ کی طلب کا حکم دیا ایک طائفہ اہل بد اس کا اس خاندان کا بداندیش تھا اسنے اس طلب عاطفت کو مطالبہ عتابی کا عنوان بنایا۔ حاکم دار الخلافہ کو حکم بھیجا۔ چارشنبہ ۱۷ ربیع الاول کو صبح کو ترکون کی ایک جماعت نے فیضی کے گھر کو گھیر لیا۔ دشمن یہ سمجھے تھے کہ شیخ مبارک اپنے فرزند کو چھپائے گا اور عذرت مین بھیجے گا۔ جس سے اسکو آرام پہنچے گا اُس وقت گھر مین فیضی نہ تھا قریب تھا کہ دشمنون کی شورش کی کشاکش شروع ہو کہ اس اثنا مین فیضی آگیا شورش مٹ گئی۔ اب یہان تنگدستی تھی۔ سفر کا سامان پاس نہ تھا آخر شاگردون کی سعی سے یہ مشکل آسان ہوئی اسکو رخصت کیا سارے گھر کو غم تھا۔ مگر اس سانحۂ غم نما کا انجام نشاط ہوا کہ بادشاہ نے اسپر غریب نوازی کی۔ یہ ایک لطیفہ مشہور ہے معلوم نہین سچ ہی یا جھوٹ کہ جب فیضی بادشاہ کے دربار مین آیا تو وہ چاندی کے کٹہرے سے جسکو لفظ پنجرہ کہتے ہین باہر کھڑا تھا کہ اس وقت اسنے یہ قطعہ پڑھا تو۔

قطعہ

بادشاہا درون پنجرہ ام	از سر لطف خود مرا جا دہ
زانکہ من طوطی شکر خائم	جائے طوطی درون پنجرہ بہ

اس قطعہ کو بادشاہ نے بہت پسند کیا اور اسی روز سے بتدریج قربت مصاحبت پہنچتی گئی۔ اسنے شیخ عبدالنبی صدر کے ایسے عیوب بادشاہ کے دلنشین کیے کہ وہ اپنے منصب اور رتبے سے گرا۔ حجاز کو بھیجا گیا جان اور مال خواری و ذلت کے ساتھ دیئے۔ فیضی نے شعر گوئی کو اعلے مرتبہ پر پہنچایا تھا ۹۹۳ھ مین ملک الشعراء کا خطاب پایا ۱۰۰۳ھ مین اس نے ارادہ کیا کہ خمسہ نظامی کی زمین کو جولانگاہ طبع کرے مخزن اسرار کی برابر مرکز ادوار تین ہزار اشعار کی اور خسرو شیرین کے مقابل سلمان بلقیس ولیلی مجنون کی بجائے نلدمن ہر یک چار چار ہزار اشعار کی اور ہفت پیکر کے وزن پر ہفت کشور اور سکندر نامہ کی جگہ مین اکبر نامہ ہر یک پانچ پانچ ہزار اشعار کا لکھے اور تھوڑے دنون مین اس پنج نامہ کی ہر یک کتاب کی کچھ داستانین لکھین مگر انکے تمام کرنے پر دل نہاد نہ ہوا —

کہتا تھا کہ اب نقش ہستی کے مٹنے کا وقت آیا ہے نہ بلند نامی کے پیشطاق کے نگارین کرنے کا
پادشاہ نے ۹۹۳ھ مین انکے انجام دینے کی اسپر تقید کی اور حکم دیا کہ اول نلدمن افسانہ موزون
ہوا اُسنے اسی سال مین اسکو ختم کرکے پادشاہ کی نظر کے سامنے گذرانا لیکن مدت سے اسکو
تنہائی پسند تھی خموشی اختیار کی تھی دشوار پسندی کے سبب سے وہ اپنی گرامی کالا کو بازار
مین نہ لاتا۔ تارک ہمت پر دست نوازش نہ رکھتا۔ فطرت والا کو شعر کے لئے نیچے
نہ اُتارتا۔ اسلئے خمسہ ختم نہ ہوا۔ ضیق النفس کی بیماری شروع ہوئی اس حال مین یہ
شعر کہے۔

ابیات

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد	مرغ وہم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو می گنجید	تا نیم دمے بر آورم تنگی کرد

ایام بیماری مین باربار یہ شعر پڑھتا تھا

گر ہمہ عالم بہم آیند تنگ ÷ بہ نشود یکے مور لنگ

۱۰ صفر ۱۰۰۴ھ مین انتقال کیا۔ فیاض عجم اُسکی تاریخ وفات ہے چالیس برس کے
قریب فیضی تخلص کرتا تھا۔ بعد ازان علامی کے وزن پر فیاضی تخلص کیا۔ نلدمن میں
وہ لکھتا ہے۔

ابیات

زین پیش کہ سکہ ام سخن بود	فیضی رقم نگین من بود
اکنون کہ شدم بعشق مرتاض	فیاضیم از محیطہ فیاض

شیخ کی تالیف سے ایک سو ایک کتابین ہین جو اسکے فضل پر شاہد قوی ہین
سواطع الالہام بے نقط تفسیر لکھی۔ حیدر معمائی نے سورہ اخلاص سے اسکی تاریخ
نکالی ہے۔ دس ہزار روپیہ اسکو صلا ملا۔ موارد الکلم اخلاق مین بھی بے نقط
لکھی ہے علماء عصر نے اعتراض کیا کہ اب تک کسی بڑے عالم نے علم تفسیر مین
بے نقط نہین لکھا تو شیخ نے کہا کہ جب کلمہ طیبہ جسپر ایمان موقوف ہے بے نقط ہے
اسنے زیادہ اور دلیل اسکی فضیلت کی کیا ہوسکتی ہے۔ شیخ کی چار ہزار تین سو

کتابین صحیح و نفیس سرکار شاہی مین داخل ہوئین۔ پادشاہ کے ساتھ مصاحبت شیخ
کی علم و کمال کے سبب سے تھی۔ شاہزادون کی تعلیم کے لئے اکثر وہ مامور ہوتا۔ حکام دکن
پاس ایک دفعہ سفارت مین بھیجا گیا تھا۔ چارصدی منصب پایا تھا۔
اسنے مال و دولت کی زیادتی کو اپنے نیاز کی افزایش کا دستمایہ بنایا اور روزگار
کی تنگی کو پیرایۂ نشاط۔ اسکا گھر خویش و بیگانہ و دوست و دشمن کے لئے کھلا رہتا تھا اسکے
گھر مین بے سامان آرام پاتے۔ حکمت ناموان کو غور سے پڑھتا اور دیدہ کی راہ سے دل کو
غذا دیتا۔ اکثر طبابت کرتا اور مفلس بیمارون کا علاج کرتا۔ فنون شعر مین و لاو یز سخن اسکی
یادگار ہین ابو الفضل نے اسکے مرنے کے دو برس بعد ان اشعار کو جمع کیا ہے۔ کہتے ہین کہ
جسوقت فیضی کے جان بلب ہونے کی خبر بادشاہ کو پہنچی تو وہ اسی وقت اُس پاس آیا اور
اسکا سر ہاتھ سے اوٹھایا اور کئی دفعہ کہا کہ شیخ جی تم کیون نہین بولتے مگر اس وقت
زبان مین تاب و توان کہان تھی کہ وہ کچھ بولتا۔ اس وقت پادشاہ نے زمین پر اپنی
پگڑی دے مارے اور رونے پیٹنے لگا۔ جب ہوش مین آیا تو گھر نہ گیا بلکہ ابو الفضل پاس جو
ایک جدا مکان مین تھا آیا اور اسکو تسلی تشفی دی۔ شیخ عبد القادر بدوانی جوان دونو
بھائیون کا سخت دشمن تھا جلے بھنے دل کے پھوڑے ہین اور فیضی کا حال یہ لکھا ہے کہ وہ شعر کے
فنون جزئیہ و معما۔ عروض و قافیہ۔ تاریخ۔ لغت طب۔ خط۔ انشا مین زمانہ مین اپنا
عدیل نہین رکھتا تھا۔ وائل مین تخلص فیضی کرتا تھا اور آخر مین اپنے چھوٹے بھائی کو خطاب
علامی کے وزن پر تخلص فیاضی رکھا تھا کہ علو شان معلوم ہو۔ مگر وہ سازگار نہ ہوا۔
ایک دو مہینے کے بعد دنیا سے سفر کیا اور بہت حسرت ساتھ لے گیا۔ وہ جد و ہزل کا
مخترع۔ اور عجب کبر و حقد۔ نفاق۔ خباثت و ریا و حب جاہ و رعونت کا مجمع تھا۔
اہل اسلام سے عناد و عداوت رکھتا۔ اصل اصول دین پر طعن کرتا اصحابہ کرام کے
مذہب کی توہین کرتا۔ تابعین و سلف و خلف متقدمین و متاخرین و مردہ و زندہ
مشائخ کی بےادبی کرتا۔ علماء و صلحاء و فضلاء کو رات دن ظاہر برا بھلا کہتا برخلاف

دین جمیع محرمات کو مباح اور فرائض کو محرم جانتا تھا۔ بے نقط تفسیر بدنامی کے دور کرنے کے لئے عین حالت مستی و جنابت میں لکھی۔ کتے اسکے ورقوں کو پائمال کرتے تھے۔ یہی سبب تھا کہ جب مرنے کا وقت آیا تو وہ کتے کی طرح بھونکتا تھا جب اسکے آخر وقت پادشاہ عیادت کو گیا ہے تو اُسپر بھی وہ بھونکا اس بات کو پادشاہ نے خود بر سر دیوان بیان کیا۔ اسکا مُنہ سُوج گیا تھا اور سارے ہونٹ سیاہ تھے۔ پادشاہ نے ابوالفضل سے پوچھا کہ کیا فیضی مسی ملتا تھا جو یہ ہونٹ کالے ہیں اُس نے جواب دیا کہ خون کی قے آنے سے یہ سیاہی ہوگئی ہے اسکی تاریخیں مرنے کی بھی اُسنے لکھی ہیں ؎

سال تاریخ فیضی مردار		شد مقرر بچار مذہب ما	
سال فوتش چہ سگ پرستی مرد		سال تاریخ خالداً فی النار	

چالیس برس تک شعر کہا مگر درست شعر کہنا نہ آیا۔ استخوان بندی اسکی خوب ہوتی مگر مصالح شعر کا مغز نہوتا۔ وہ سرتا پا بیمزہ ہوتا شطحیات و فخریات وکفریات میں اسکا سلیقہ مشہور تھا لیکن ذوق عشق حقیقت و معرفت و چاشنی روحانی قبول خاطر نہیں رکھتا تھا وہ اپنی تصنیفات کو لکھا کر مفت لوگوں کو دیتا تھا مگر کوئی نہیں لیتا تھا۔ جب وہ دکن میں تھا اور میں نے اوسکو دامن کوہ کشمیر سے خط پادشاہ کی بے التفاتی اور کورنش بند ہونے کا حال لکھا تو اُس نے میری سفارش میں پادشاہ کو یہ خط لکھا کہ وہ اکبرنامہ میں لکھا ہوا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ملا عبدالقادر اہلیت تمام رکھتا ہے اور علوم رسمی جو ہندوستان کے ملا پڑھتے ہیں وہ جانتا ہے میری باپ سے کسب فضیلت کی ہے اور ۳۷ برس سے میں اسکو جانتا ہوں فضیلت علمی کے سوائے طبع نظمی و سلیقہ انشاء عربی و فارسی رکھتا ہے اور کچھ نجوم ہندی و حساب بھی جانتا ہے نغمہ ولایت و ہندی و شطرنج میں بھی وقوف رکھتا ہے۔ باوجود ان تمام فضائل کے بے طمعی و قناعت و کم تردد رکھتا ہے۔ راستی و درستی و ادب آئین میں اکثر رسوم تقلید کو ترک کیا ہے۔ درگاہ پادشاہی سے اخلاص و عقیدت رکھتا ہے۔ جب کو تھل میر کو لشکر متعین ہوا ہے تو وہ التماس کرکے جان جاری

کے لئے گیا اور وہان تردد کرکے زخمی ہوا اور حضور نے اسکا انعام دیا۔ اول مرتبہ اسکو جلال الدین محمود ہی خدمت اقدس مین لایا اور عرض کیا کہ مینے ایک امام حضرت کے لیے پیدا کیا ہے کہ جس سے حضور بہت خوش ہونگے۔ میر فتح اللہ نے بھی اسکا حال عرض کیا تھا اور اسکی آخری خدمت سے بھی وہ مطلع ہے لیکن مشہور ہے کہ ع جوی طالع زخروارے ہنر بہ - مین خود اسکے قصور معاف کرنے کے لئے نہین آسکتا اسلئے عرض رسا ہون کہ اسکی خطا معاف ہو فقط اضعف العباد خود لکھتا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ فیضی کی جانب سے اس قدر اخلاص پھر اسکی یہ مذمت کرنا کس مذہب مین جائز ہے تو یہ مین کہونگا کہ تمام حقوق سے حق دین و حقد عہد برتر ہے آج ہم فیضی کی اس فیاضی اور آشنا پروری پر تحسین کرتے ہین اور بداؤنی کی خباثت پر نفرین اور نامور شاعرون کے نام یہ ہین - خواجہ حسین ثنائی مشہدی - عرفی شیرازی ہیلی ہروی نظیری نیشاپوری - عرفی شیرازی کے ان دو شعرون سے جو نیچے لکھے ہین بعض آدمی یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ وہ ان دونو بھائیون فیضی و ابوالفضل سے ناراض تھا ؎

یوسف نفس مرا از آسیب اخوان دور دار ۔۔۔ کاین حسودان عیب زاین بے گناہ

با فریب غول ہم زادند در راہ سلوک ۔۔۔ با فساد گرگ انبازند ورنہ دیک چاہ

لارڈ ٹینی سن انگلستان کا ملک الشعرا ہے اسنے خواب کے طور پر نظم لکھی اسکا ترجمہ لکھتے ہین۔

خواب ٹینی سن

اکبر اور ابوالفضل — محل فتحپور سیکری کے سامنے —

وقت شب

اکبر کے مورخ نے پوچھا ای قومون کے نور آج شب کو کس بات نے تجھکو پریشان کر رکھا ہے - اکبر نے ستارون کی طرف دیکھ کر ابوالفضل کی طرف سر پھیرا اور کہا - مین نے ایک خواب دیکھا ہے - ممکن ہے کہ وہ غلط ہو لیکن مین نے اپنا دل خدا کی طرف رجوع کیا اور خواب کے خلاف دعا کرتا رہا - دعا کرنی اور

دعا کے موافق عمل کرنا۔ یہ دونوں باتیں اللہ کی عبادت ہین لیکن وہ دعائین جنکے
بعد انکے مطابق اعمال ظاہر نہین ہوتے انکی مثال اُن خوبصورت ماؤن کی سی ہوتی ہے جو
مردہ بچے جننے مین خود مرجاتی ہین مینے خدا کے سامنے اقرار کیا ہے کہ اس عظیم الشان سلطنت
مین جسکو شمشیر نے کہ انسان کو مغلوب کرتی ہے تاکہ اس پر قبضہ ہو فتح کرکے مجھکو دیا ہے
مین راستی اور انصاف سے ہمیشہ کام کرون خواہ مجھ کو کیسے ہی خواب نظر آیا کرین اللہ
میرا ارادہ نباہو ہمیشہ ۔

اے میرے شریف دوست اور اے میرے خیر طلب شہر میرے پہلو مین آکر بیٹھ جبتک
ہم اور تم ایک ہین ہین اس تنہا شخص کی طرح نہین ہوتا جو بادشاہ کے باغ مین جاتا
ہے اور ادھر اُدھر پھر کر ہر خوشنما پودے سے خوبصورت سے خوبصورت پھول چنتا ہے
تاکہ اُن سے ایک تاج سجائے جو بادشاہ ہی کے لیئے صرف ہو بلکہ وقت مناسب ہے
اس جنگ و جدال کی سرزمین ہند مین ہر مسلمان برہمن اور بدھ مسیحی و آتش پرست کے
لیئے ہو۔

تیسرے بھائی نے اللہ کی تعریف مین کیا خوب کہا ہے " اے خدا تیری شان نے عقل کو
حیرت مین ڈال رکھا ہے۔ حکمت کی راہون نے جو تیرے کمال کا رستہ بتلاتی ہین
ہر ریگ بیابان کے ذرون کو اندھا کر دیا ہے۔ ہم تیرے ابجد عشق کا الف تک نہین
پڑھ سکتے ۔ اللہ اپنے تئین جانتا ہے۔ انسان نہ اپنی اور نہ اللہ کی معرفت
حاصل کر سکتا ہے کیونکہ ہر ملت و مذہب کے فرقہ کا چھوٹے سے چھوٹا حصہ یہ ہی دعوی رکھتا
ہے ہم ہی صرف اُس طریقت پر ہون جو کامل ہے باقی جسقدر ہین سب تباہی کے
مستحق ہین ۔ کیا گلاب کنول سے کہیگا کہ تو کوئی پھول نہین ہے۔ کیا کھجور سرو سے
دعوی کریگی کہ مین ہی صرف حسن رکھتی ہون ۔ کیا آم خربوزہ کو ٹھکرا کر یہ کہے گا
کہ صرف میرا ہی وہ پھل ہے جسکو انسان کے لیئے اللہ نے بنایا ہے۔
دیکھو اللہ کی زندہ نبض اس عالم کے ہر جزو مین کس طرح تڑپ رہی ہے اگر آسمان کا

ہر ایک ستارہ یہ دعویٰ کرے کہ بس مین ہی فلک پر ایک انجم ہون تو افلاک پر وہ آسمانی موسیقی پیدا ہو جسکو یونانی فلسفی (فیثا غورث) نے کبھی خواب مین بھی نہ سُنا ہوگا۔

سب مین نور ہے اور نور تھوڑا یا بہت چھانٹون کے ساتھ عبادت کے انسانی طریقون مین ظاہر ہے مگر ہمارے علماء دین جو سبز مسندون پر بیٹھکر ناریون کی ایذاؤن پر غور و فکر فرماتے ہین وہ سب وحشی جانورون کی مانند ہین جو ابھی قفس مین بند کیے گئے ہین جسقدر قفس تنگ ہے اسی قدر انکا غصہ و رسیم و تاب زیادہ ہے یہ لوگ بری گستاخ نظرون سے میرے مقابلہ پر آتے ہین یہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے مین آخر وہی ہون جسنے کہدیا ہے کہ کتا تک پاک ہے۔ لحم خنزیر چکھ سکتے ہین اور شراب پی سکتے ہین وہ یہ بھی بخوبی جانتے ہین کہ جب کبھی ہمارے آزاد قصر مین جہان حکمت کی باتین اور مذہب کے مسائل آزادی کے ساتھ بیان ہوتے ہین انہون نے معمولی شرعی قیل و قال کی ہے تو مین نے انکی باتون مین ایسی ہی موجون کی آواز سُنی جو تنگ نالی مین جوش کھاتی ہین لیکن یہ آواز وہ صوت عظیم نہ تھی جو حقیقی بہتے سمندر کی ہوتی ہے۔ کسی قوم کو اپنے قدیم مذہب کے احاطہ سے خارج کرکے زبردستی اپنے ملت کی حدود مین محصور کرنا عقل و شان سلطانی کے خلاف ہے میرے عہد سلطنت کی نورانی صبح (یعنی ابتدائی زمانہ سلطنت کا) پر اس شرمناک بادل کی سرخی ظاہر مین تھی جب کہ مین نے (نیا مذہب جاری کرنا چاہا) مین لوگون کی حاجات اور مذہب کے جھگڑون سے متنفر ہون لیکن مین لوگونکو انکی مرضی کے موافق عبادت کرنے دیتا ہون — اور کسی طرح کا محصول غیر مذہب والون سے حاصل نہین کرتا۔ مین ہر مذہب اور قوم والون مین بہادر اور شجاع آدمی مشورت اور دوستی کے لئے انتخاب کرتا ہون اور کافر کے لفظ سے نفرت کرتا ہون۔ قرآن اور شمشیر کے نام سے مجھہ مین لغزش آجاتی ہے (ہچکچاتا ہون) مسیحی و صلیب کے الفاظ پر سہم جاتا ہون) لیکن مسیحون کی پاک کتاب بتاتی ہے کہ "اللہ عشق ہے" اور جب کہ گوواکے پادری نے اپنے پیغمبر ابن مریم کا قول نقل کیا کہ "اے بچو ایک دوسرے کو

پیار کرو اور اچھا چاہو انکا بھی جو تم پر ظلم کرتے ہین "، مین نے یہ سنکر خیال کیا کہ اس قول مین ایک بادل کو ہٹا کر وہ نورانی شعاع پیدا ہوئی ہے جو آفتاب اسلام سے بھی نہین نکلتی مجھکو یاد ہوگا کہ غصہ و غضب سے کس طرح اس بوسیدہ مذہب (غالباً اسلام سے مطلب ہے) کے در و دیوار ہل گئے تھے۔ جب اس پیشین گو پادری نے اپنے آقا مسیح کو پاکی اور انصاف کا سورج کہا یعنی اللہ اس روئے زمین پر آیا اور اپنے بندون کو سچائی اور انصاف کی عظمت سے بھر دیا۔ (مذہبی تعصب نے یہ اشعار شاعر سے کہلائے ہین)۔

یہ تو کیا کہتا ہے؟ کیا قدیم ایران مین اللہ کو عشق کا آفتاب اور عشق کو راستی کی مسند نہین کہا گیا ہے۔

کیا یہ قدیم ایران کی آواز تھی۔ نہین بلکہ مین جانتا ہون کہ ضعیف شیخ ابو سعید کا قول تھا شیخ پر عورتین چلاتی تھین کہ یہ ملحد و کافر ہے اور اسکے سر پر چھتون سے غلاظت پھینکی تھی یہ شیخ وہ تھا کہ جو راز الہی کو گاتا تھا اور جسنے خدا کے عشق مین اپنے آپ کو محو کر دیا تھا

اللہ آفتاب ہے جو دنیا مین اس وقت تک دھندلا نظر آتا ہے جبتک زمین پر سب خالق کی عبادت آفتاب نصف النہار کی چمک مین محو نہ ہو جائین۔ یہ وقت وہ ہوگا جب کہ ایک مذہب دوسرے مذہب کے خلاف غلط شہادت نہ دیگا۔

بلکہ نور کی تیزی مین اپنی حدود کو پہچانے اور اپنے سے گذر کر سچائی کی محبت اور محبت کی سچائی مین ازل تک ہمیشہ آسانی سے متحرک رہیگا۔

آفتاب + آفتاب۔ لوگ مجھ زردشتی پر ملامت کرتے ہین۔ آفتاب ہماری زمین کو گرما کر اناج اور پھل دیتا ہے۔ ہمارے کھیتون پر تبسم کرتا ہے۔ اسمین چاہے تیری کھیتی ہو۔ یا میری۔ شیعہ اور سنی دونون کے خون کو حرارت بخشتا ہے۔ اسلئے آفتاب کو ابدی و ازلی نشان مانو۔ جو سلاطین اپنی کل رعایا سے ایک سی محبت اور ایک سا قانون سب کے لئے رکھتے ہین اس بنا پر کیونکر آفتاب کی عظمت نہ کرین اپنے اچھے افعال سے انسان کے حق مین ایسے سلاطین

نور ہوتے ہین ۔

لیکن یہ نور ہماری حضور سے ایک شخص کے چہرہ پر چمکنے نہ پایا تھا کہ کل صبح ہماری پاس وہ آیا دونو آنکھون مین غصہ سے نار جہنم مشتعل تھی وہ آتے ہی چلا آیا !! کیا تو آسمان سے نیا قرآن ہمارے لئے لایا ہے ۔ کیا تو پیغمبر ہے ۔ تو معجزہ دکھا سکتا ہے اسکا وحشیانہ غصہ چاہتا تھا کہ مجھکو اٹھا کر کہین پھینک دے لیکن وہ کامیاب نہ ہوا ۔ معجزہ — کیسا معجزہ ۔ معجزہ نہ مین دکھا سکتا ہون نہ وہ ۔ اور نہ کوئی اور ۔ مین صرف اتنا کر سکتا ہون کہ حیات انسانی کو تاریک حجرہ مین عقل کی مشعل دکھلا دون اور متحیر ہو کر کائنات عالم کے معجزہ کو دیکھون اوسکی عظمت کے خیال مین محو ہو جاؤن ۔ جس نے یہ سب کچھ بنایا اور بنا تا ہے ۔ جو ہے اور جو وہ نہین ہے جسکو مین دیکھ رہا ہون ۔ باقی سب ظاہری صورتین ہین اور خفیف رسوم جو مختلف قومون کے ساتھ اپنا رنگ جدا جدا دکھاتی ہین ۔

لیکن اے دوست تو جانتا ہے کہ یہ ظاہری صورتین ( ) بھی ہمارے نزدیک ضروری ہین ۔ صرف اتنا لازم ہے کہ وہ شخص جو احتیاط اور مہربانی کے ساتھ خلق خدا پر حکومت کرتا ہے اس کو چاہیئے کہ ان ظاہرا صورتون کو ایسے سانچے مین ڈھال دے جو سب کے لئے موزون ہو جاوین ۔

یہ ظاہرا صورتین کیا ہین ۔ خوبصورت لباس ہین ۔ کہین سادے کہین قیمتی چست یا ڈھیلے جو ادھر ادھر اڑتے پھرتے ہین ۔ ان مین جو حرارت ہے وہ دل کی حرارت ہے ان مین جو حرکت ہے وہ ہاتھ پیرون کی حرکت ہے ۔ جب پرانے ہو جاوین تو انکی جگہ نئے بدلے جا سکتے ہین یہ صورتین فطرت کے بازار مین روحانی کھلائی جاتی ہین ۔ یہ انسان مین خدا کے بھولنے کی خاموش ابجد ہین جو بول اٹھتی ہین ۔ یہ علم ہین جو اس قوت کا نشان دیتے ہین ۔ جو نظر نہین آتی لیکن دور سے سب پر حاکم اور قادر ہے ۔

وارث ہے مگر یہ میرا خواب کیسا وحشت ناک ہے میں دیکھتا ہوں کہ سلیم تیری طرف بُری نظروں سے دیکھتا ہے گویا تو وہ ہے جس نے مجھکو صلاح اور مشورہ دینے میں شرک اور لامذہبی کی شراب پلا دی ہے۔

میں نے یہ خواب دیکھا کہ ایک پتھر رکھ کر میں نے ایک مقدس معبد تعمیر کیا ہے جو نہ بت خانہ ہے نہ مسجد نہ کلیسہ۔

یہ عمارت بلند اور سادہ تھی اور اسکے دروازے آسمان کی نسیم کے لیئے ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ راستی۔ امن۔ محبت۔ انصاف۔ اس گھر میں آکر بس گیئے تھے۔ ہم اور تم اس قصر عالیشان کو کھڑے دیکھتے اور خوش ہو رہے تھے کہ دفعتہً ہنسنے کی آواز آئی جیسے کوئی کسی کو چھیڑتا ہے اور یہ الفاظ سُنائی دیئے "نیا قرآن" اسکے بعد دفعتاً سلیم کا نام سُنا اور فوراً تجھ کو دیکھا کہ میرے سامنے مر کر گرا۔ سیاہ پر والے۔ عزرائیل نے مجھہ کو بھی مغلوب کیا لیکن چونکہ موت کے بعد سماعت و بصارت ہے میں نے اپنے فرزند اور اُن کو جو اسکے پیرو تھے دیکھا کہ میری تعمیر کے ایک ایک پتھر کو علحدہ کر کے اسکو کھنڈر کر دیا ہے اور اس کھنڈر سے لاکھوں مظلوموں کی چیخوں اور کوسنوں کی آوازیں اس طرح بلند ہوئی ہیں جیسا کہ پہلے کبھی حال تھا۔ میں اس حالت کو دیکھ کر آہیں بھرتا تھا کہ غرب کی سمت سے ایک اجنبی قوم آئی اور اُس نے میرے قصر کے ایک ایک پتھر کو پھر جمع کیا اور راستی۔ امن۔ محبت۔ انصاف پھر اُس میں آئے اور آباد ہو گیئے۔

میدانوں میں ستی کی آگ پھر نہ نظر آئی اور نہ کم سن بیوی اور بیوہ کی پُر درد آہیں سنائی دیں۔ سب تعریف اللہ کی ہے جسکے ہاتھ سے اوس نے چاہا میرے مقصد کو پورا کروایا۔ لو۔ اب نوبت کی آواز آنے لگی ہے۔ محل میں سب جاگ اُٹھے اور صبح نے رات کی سیاہ پلکوں کو

علامت ہے مگر یہ میرا خواب کیا وحشت ناک ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ مسلم تیری طرف بڑی نظروں سے دیکھتا ہے گویا تو وہ ہے جس نے مجھکو صلاح اور مشورہ دیتے میں شرک اور لامذہبی کی شراب پلا دی ہے۔

میں نے یہ خواب دیکھا کہ ایک پتھر رکھ کر میں نے ایک مقدس معبد تعمیر کیا ہے جو نہ بت خانہ ہے نہ مسجد نہ کلیسہ۔

یہ عمارت بلند اور سادہ تھی اور اسکے دروازے آسمان کی نسیم کے لیئے ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ راستی۔ امن۔ محبت۔ انصاف۔ اس گھر میں آکر بس گئے تھے۔ ہم اور تم اس قصر عالیشان کو کھڑے دیکھتے اور خوش ہو رہے تھے کہ دفعتہً ہنسنے کی آواز آئی جیسے کوئی کسی کو چھیڑتا ہے اور یہ الفاظ سنائی دیئے "نیا قرآن" اسکے بعد دفعتاً سلیم کا نام سنا اور فوراً مجھ کو دیکھا کہ میرے سامنے مر کر گرا۔ سیاہ پر والے۔ عزرائیل نے مجھ کو بھی مغلوب کیا لیکن چونکہ موت کے بعد سماعت و بصارت ہے میں نے اپنے فرزند اور اُن کو جو اُسکے پیرو تھے دیکھا کہ میری تعمیر کے ایک ایک پتھر کو علیحدہ کر کے اسکو کھنڈر کر دیا ہے اور اِس کھنڈر سے لاکھوں مظلوموں کی چیخوں اور کوسنوں کی آوازیں اس طرح بلند ہوئی ہیں جیسا کہ پہلے کبھی حال تھا۔ میں اس حالت کو دیکھ کر آہیں بھرتا تھا کہ مغرب کی سمت سے ایک اجنبی قوم آئی اور اُس نے میرے قصر کے ایک ایک پتھر کو پھر جمع کیا اور راستی۔ امن۔ محبت۔ انصاف پھر اُس میں آئے اور آباد ہو گئے۔

میدانوں میں بستی کی آگ پھر نہ نظر آئی اور نہ کم سن بیوی اور بچوں کی پُر درد آہیں سنائی دیں۔ سب تعریف اللہ کی ہے جسکے ہاتھ سے اوس نے چاہا میرے مقصد کو پورا کروایا۔ لو۔ اب نوبت کی آواز آنے لگی ہے۔ محل میں سب جاگ اُٹھے اور صبح نے رات کی سیاہ پلکوں کو

روز بیدار کے گلابی رخساروں سے اٹھا دیا۔ آؤ سورج کی تعریف گائیں
وہ گا رہے ہیں اب ہم کو بھی چلنا چاہیے۔

سورج کی تعریف

پھر تو آسمان پر چمکتا ہوا بڑھا — پھر تجھ کو میں نے چمکتا ہوا دیکھا۔
ہر صبح تیری پیدائش کا دن ہے۔ انسان کی آنکھ اور دل کو تو خوش کر رہا ہے
ہر صبح ہم تجھ کو یہاں آ کر سلام کرتے ہیں۔ اور تیرے سامنے بہت جھکتے
ہیں۔ تو مثل خدا کی ہے۔ تو نہ بدلنے والا بدلنے والے افلاک پر ہے
تو پرچھائیں کا پیدا کرنے والا اور تو ہی پرچھائیں کا مٹانے والا ہے
ملکوں ملکوں اپنی روشنی کو تیروں کی طرح بھیجتا ہے۔
یہاں تیرے دربار کے لاکھوں شاعر پادشاہ پکار کر تیرے اقبال کو
کھڑے ہیں اور حسین صبح کے راگوں میں تیری تعریف گانے بیٹھے ہیں
پرند گاتے ہیں پھول کھلتے ہیں۔ آدمی اس گنبد نیلگوں
کے سایہ میں جھکتے ہیں اسکی عبادت میں جو ازلی و ابدی
ہے اور جو اس شعلے نور میں موجود ہے
جس سے وقت کو اندازہ
کرتے ہیں۔

۱۲

والنجم ۔ یٰس ۔ للہ ۔ یسر

احوال دوازده صوبہ

بابر کے عہد سے ہندوستان کے انتظام و بندوبست کی ایک نئی صورت پیدا کی اور شیر شاہ نے سلطنت کے تو بالکل صحیح اصول قائم کئے اوسنے ساری قومون اور فرقون کو انتظام سلطنت مین شریک کریا - یہ بیج جو اوسنے بویا تھا وہ اکبر کی آبیاری سے بڑا بارور درخت ہوا - اکبر نے اپنی ابتداء سلطنت میں شیر شاہ کے تمام ضوابط و سرشتے ویسے بدستور قائم رکھے - شیر شاہ و سلیم شاہ کی قابلیتون اور لیاقتون کا شہنشاہ اکبر ایسا قائل تھا کہ اونکو ملاتک السلاطین کہتا تھا - گو شیر شاہ نے ہمایون اوسکے باپ کو ہندوستان سے شکستین دیکر نکالا تھا - ابو الفضل نے جو سلطنت کے آئین و ضوابط بیان کئے تھے اوسکا بیان ہم لکھہ چکے ہیں - اب دوازدہ صوبہ کا حال جو اوسنے لکھا ہے وہ نہایت مختصر بیان کرتے ہین اور اسپر کچھ اضافہ اور ایک نقشہ جو انگریزی تاریخون کے ساتھہ چھاپا جاتا ہے اوسکو بھی اپنے نقشون کی جلد میں چھاپتے ہیں

اکبر کی سلطنت کے بعض صوبے یورپ کی سلطنت کے برابر وسعت رکھتے تھے -

سنہ ۴۰ الٰہی مین شہنشاہ اکبر کی قلمرو مین ۳۲۰۷ قصبے اور ۱۰۵ سرکارین تھیں جب جمع دہ سالہ مقرر ہوئی ہے تو ان صوبون کی جمع ۳ ارب ۶۲ کروڑ ۹۷ لاکھہ ۵۵ ہزار ۲ سو چھیالیس دام تھے یعنے ۹ کروڑ ۷ لاکھہ ۴۳ ہزار ۸ سو اکیاسی روپے - اور ۱۲ ہزار برگ تنبول تھے - بادشاہ نے اپنے ملک کو بارہ حصون مین تقسیم کیا اور ہر حصہ کا نام صوبہ رکھا - اور اوس کو کسی ملک یا شہر کے نام سے موسوم کیا - ان صوبون کی تفصیل یہ ہے

(۱) الہ آباد (۲) آگرہ (۳) اودہ (۴) اجمیر (۵) احمد آباد (۶) بہار (۷) بنگالہ (۸) دہلی (۹) کابل (۱۰) لاہور (۱۱) ملتان (۱۲) مالوہ +

جب دکن مین برار و خاندیس و احمد نگر فتح ہو گئے تو یہ تین صوبے اور بڑہ کر پندرہ صوبے ہو گئے - ہم ان صوبون کا بیان مشرق سے جو پائین ہند ہے شروع کرتے ہیں اور زابلستان پر جو بالائے ہند ہے ختم کرتے ہیں

درازی بندر چاٹگانو سے گڈھی تک چار سو کوس اور پہنا
شمالی کوہ سے سرکار مداران تک دو سو کوس ـــــ جب اس صوبہ پر ملک اڑیسہ
کا اضافہ ہوا تو اس صوبہ کا طول ۴۳ کوس اور عرض ۲۲ کوس بڑھ گیا اسکے مشرق
مین دریاے شور شمال جنوب مین کوہ مغرب مین بہار مشرق مین ایک ولایت بھاٹی
ہے اوسکو بھی اس ملک مین شمار کرتے ہیں۔ اس ولایت کے پہلو مین راجہ آشام
کا ملک ہے۔ اسکی فرد شکوہ کی بُری باتین بنائی جاتی ہیں جب راجہ مرتا ہے تو اوس کے
خاص مرد و زن کشادہ پیشانی سے زندہ درگور ہو جاتے ہیں۔ اسکے پایان تبت
پیوستہ اور اوسکے چپ میں ختا جسے مہا چین مین جاتے ہیں جسکو ماچین کہتے ہیں
دار الملک خان بالغ سے دریاے شور تک چالیس منزل مین ایک نہر کاٹی ہے اور اوسکے
کنارے پتھر و چونہ سے بنائے ہیں مشرق و جنوب کے درمیان ایک فراخ ملک ہے
جسکا نام ارخنگ ہے۔ بندر چاٹگانو اسمین ہے۔ یہان کے آدمیون کا مذہب ہنود
مسلمانون کے مذہب سے نرالا ہے۔ اونکے یہاں سگی ماکے سوا سب سے ازدواج
جائز جانتے ہیں اسکے قریب پیگو ہے جسکو چین کہتے ہیں۔ پرانی کتابون مین اوس کو
دار الملک چین لکھا ہے۔
فلزات کے کانون پر گھ دتیرہ کی قومون مین لڑائی رہتی ہے۔
بنگالہ کا اصلی نام بنگ ہے پہلے فرمانروا ہون نے سارے ملک مین بیس گز چوڑی اور دس گز
اونچی خیابانیں بنائی تھین اور اونکو آل کہتے تھے۔ بنگ و آل ملکر بنگالہ زبان زد
خلائق ہوا۔ ہر مقام مین دریا کی اوس کی افزائش ہے۔ بائین گنگا میں یہ صوبہ واقع ہے۔
یہان کے آدمی سوا دھوتی کے کچھ اور لباس نہیں پہنتے عورتون ہر کاموں کا مدار اونکے ہے
نرسل و بانس کے مکانات بناتے ہیں جنمین سے بعض پانچ پانچ ہزار روپیے کی لاگت
کے ہوتے ہیں وہ بہت دیر پا ہوتے ہیں۔ آمد شد کشتی پر ہوتی ہے خاص کر بارش
مین لڑائی و بار برداری اور تیز روی کے لیے طرح طرح کی کشتیان بناتے ہیں۔

(۱) صوبہ بنگالہ

قلعہ گیری کے لئے ایسی کشتیان تیار کرتے ہیں کہ جب ساحل پر جائیں تو وہ ایسی بلند ہو جائیں کہ قلعہ پر آسانی سے غالب آئیں۔

اس دیار مین خواجہ سرا تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) صندلی۔(۲) بادامی۔ (۳) کافوری۔ اول کے تینون عضو کو جڑ سے کاٹ دیتے ہیں انکو طاسی بھی کہتے ہیں۔ دوسرے مین قدرے آلت فعلی ہوتا ہے سوم خصیتین کو بچپنے سے مل مل کر نابود کر دیتے ہیں یا نکال لیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آدمی کے سوا جس جاندار کو خصی کیجئے اوسکی سرکشی کم ہوجاتی ہے مگر اسے مردم زاد کی سرکشی بڑھ جاتی ہے۔

جنت آباد ایک پرانا شہر ہے کئی دفعہ دار الملک رہ چکا ہے اوسکا نام لکھنوتی زبان خلائق ہے بعض اوسکو گور بھی کہتے ہیں جنت آشیانی ہمایون نے لکھنوتی کا نام یہہ جنت آباد رکھا تھا

چاٹگانو ایک بڑا شہر سمندر کے کنارہ پر ہے وہ ایک عمدہ بندر ہے جہان فرنگی اور اور تاجر آتے جاتے ہیں۔ ساتگانو اور ہگلی دو بندر ہیں جنمین آدہ کوس کا فاصلہ ہے دونو فرنگیون کے پاس ہیں اڑیسہ ایک جدا ملک ہے وہ بنگالہ میں داخل ہے اس میں ایک سو نو پختہ قلعے ہین اس میں ایک عورت کئی کئی خاوند کرتی ہے۔ تاڑ پر لوہے کے قلم کو ہاتھہ میں لے کر لکھتے ہیں۔ کٹک میں ایک سنگین قلعہ ہے اور اس ملک میں جگن ناتھہ کا بڑا مندر ہے +

اس صوبہ بنگال میں ۲۴ سرکارین ہیں، ۷۸۷ محال جمع ۵۹ کروڑ ۸۴ لاکہہ ۵۹ ہزار ۳۱۹ سو دنیس دام سب نقد ہے۔ ۲۳ ہزار ۳۳۰ سو بیش سوار۔ آٹھہ لاکھہ ایک ہزار ایک سو پچاس پیادے ۔۰ ۱۱ ہاتھی ۴۴ ہزار دو سو ساٹھہ توپ چار ہزار چار کشتی۔

(صوبہ بہار) گدھی سے رہتاس تک ۱۲۰ کوس لمبا اور ترہت سے شمالی کہسار تک سو کوس چوڑا مشرق مین بنگالہ مغرب میں الہ آباد و اودھہ شمال وجنوب مین کوہ بزرگ۔ دریا بہت ہیں سرکار بہار مین موضع راج نگر مین سنگ مرمر کی کان ہے اس سنگ مرمر کے زیور بناتے ہیں

یہان گیا کا معبد ہے اوسکو برہما سے منسوب کرتے ہین مینگیر مین دریاے گنگ سے کوہ تک
ایک سنگین دیوار کہنچی ہوئی ہے اوسکو سرحد بنگالہ کہتے ہین ۔ ترہت مدتون سے دار العلم ہے
رہتاس کوہ پر ایک قلعہ ہے ۔ پٹنہ بڑا شہر ہے ۔ بنگال اور بہار دونو ملکر ملک فرانس کی برابر ہین
اس صوبہ میں ۷ سرکار ۱۹۹ پرگنے جمع ۲۲ کروڑ ۹ لاکہہ ۱۹ ہزار ۴ سو
۴ دام ضبطی ۲۳۸ زمین پیمودہ ۲۴ لاکھہ ۴۴ ہزار ایک سو بیس بگہہ ہے
۷ کروڑ ۲۶ لاکہہ ۱۸ ہزار ۷ سو چوہتر دام نقد سے ہے اور اس مین سے ۴ کروڑ ۳۹ لاکھہ ۷۳ ہزار
۶ سو ساڑہے دام سیورغال ۔ لوفی ۱۱ ہزار ۴ سو ۱۵ سوار اور ۴ لاکھہ ۴۹ ہزار ۳ سو پچاس پیادے
اور سو کشتی ان دونو صوبون کی مالگزاری ڈیڑہ کروڑ روپیہ انگریزی تخمینہ ہے ۔

(۲۲) صوبہ الہ آباد

طول مین سنجہولی جونپور سے جنوبی کوہ تک ۱۶۰ کوس عرض مین گذرجوسا سے گھاٹم پور تک
۱۲۲ کوس مشرق مین بہار شمال مین اودہ جنوب مین باندھو غرب مین آگرہ ۔ الہ آباد کا
پہلا نام پیاگ (پریاگ) ہے اکبر شہنشاہ نے اسکا نام الہ آباد یا الہ باس رکھا ہے اس مین
قلعہ بنایا ہے اور عمدہ عمدہ محل اس مین تعمیر کئے ہیں ۔ پریاگ کو ہندو معابد کا بادشاہ
سمجھتے ہین اوس کے قریب گنگا جمنا سرستی آپس مین ملتی ہین سرستی الوپ ہوگئی ہے
ان تینون دریاؤن کے ملاپ کو تربینی کہتے ہین بنارس اصل مین بارانسی ہے ایک
بڑا شہر ہے ۔ برنہ اور اسی ندیون کے درمیان پرانی کتابون مین اوسکو کاسی لکھا ہے
کمان کی شکل کا شہر ہے جسکی زہ گنگا ہے یہان ایک بت خانہ ہندؤن کا کعبہ ہے
جہان جاتری آنکر پرکما کرتے ہین مدتون سے یہہ شہر ہندؤن کا دار العلم ہے اور دور
دور سے تحصیل علم کے لئے یہان طلبا آتے ہیں اور جان و تن کی گدازش کرتے ہیں ۔
جونپور بڑا شہر ہے ۔ کالنجر بڑا قلعہ ہے ۔ کاری بھیرون جسکے اٹھارہ ہاتھ
ہیں کالنجر کی دیبی ہے ۔
اس صوبہ میں ۱۰ سرکار ۱۷۷ پرگنے جمع ۴ کروڑ ۴۳ لاکھہ ۷۲ ہزار ۸ سو ۱۹ دام اور بارہ لاکھہ
پان اوسکے اندر ۱۳۱ ضبطی زمین پیمودہ ۳۹ لاکھہ ۸۶ ہزار ۸ ابگیہہ ۳ بسوہ ۱۰ اسکا زر جمع

۸ کروڑ ۳ لاکھہ ۱۷ ہزار ۲ سو چوبیس دام اور ۴۶ پرگنے نقدی جنگی مال گذاری ۴۰ ۹ لاکھہ ۵۶ ہزار ۵ سو ۹۵ دام ائین سے ایک کروڑ ۱۱ لاکھہ ۵ ۶ ہزار ۴ سو سترہ دام سیورغال بومی ۱۱ ہزار ۳ سو ۵۱ سوار - ۲ لاکھہ ۷ ۳ ہزار ۸ سو ستر پیادے - ۳۲۳ ہاتھی -

سرکار گورکہہ پور سے قنوج تک لمبا ۱۳۵ کوس شمالی کوہ سے سدہ پور صوبہ الہ آباد تک چوڑا ۱۱۵ کوس شرق مین بہار شمال مین کوہ جنوب مین مانک پور غرب مین قنوج اودھ (اجودھیا) ہند کے بڑے شہروںمین سے ہے طول بلد ۱۸؍۱۱؍ ۴ عرض بلد ۲۷ ۲۲ - کسی زمانہ کے پرانے زمانہ مین ۱۴۸ کوس طول میں اور ۳۶ کروہ عرض میں یہ شہر آباد تھا - وہ پرانے معابد میں سے ہے اس شہر کے گرد خاک چھانتے ہیں اور سونا پاتے ہیں یہ شہر راجہ رامچندر کی راجدہانی ہے - اسکے پاس دو قبریں چھہ چھہ سات سات گز کی لمبی ہیں جنکو عوام الناس حضرت شیث و حضرت ایوب کی خوابگاہ جانتے ہیں - فیض آباد کا شہر اوس کے پاس ہے -

بہرایچ بڑا شہر دریائے سرو کے کنارہ پر ہے - سالار مسعود اور رجب سالار کی قبرین مین مسلمانون کو اونسے بہت اعتقاد ہے - موضع دکون مین دار الضرب ہے -

نیمکہار ایک بڑا قلعہ ہے - لکہنو دریا گومتی کے کنارہ پر بڑا شہر ہے - کہیری ایک قصبہ سئی ندی کے کنارہ پر ہے وہان کے آدمی کشتی مین سوار ہو کر نیزہ سے مچھلی کا شکار کرتے ہین بلگرام ایک قصبہ خوش ہوا ہے یہان کے اکثر آدمی خوش فہم و سرود سرا ہوتے ہیں ایک کنواں ہے اگر چالیس دن اوسکا پانی کوئی آدمی پئے تو شناسائی حسن منظر میں زیادہ ہو جاتا ہے -

اس صوبہ میں ۵ سرکار ۱۳۸ پرگنے زمین پیمودہ ایک کروڑ ایک لاکھہ ۱ ہزار ایک سو اسی بیگہہ جمع ۲۰ کروڑ ۱۷ لاکھہ ۵۸ ہزار ایک سو ۷۲ دام اس میں سے ۸۵ لاکھہ ۴۱ ہزار چھہ سو اٹھاون دام سیورغال - بومی ۷ ہزار ۶ سو ۴۰ سوار - ایک لاکھہ ۶۸ ہزار دو سو پچاس پیادے ۵۹ ہاتھی

انگریز مورخ لکھتے ہیں کہ دونو صوبون الہ آباد اودھ مین اکثر صوبہ دار ایک ہی ہوا کرتا تھا

ان دونو کا رقبہ ملک ائرلینڈ سے بڑا ہوگا مالگزاری اوسکی ایک کروڑ ۳۳ لاکھ سے کچھ زیادہ ہی

(۵) صوبہ اکبرآباد یا آگرہ ۵

طول میں گھاٹم پور الہا باس سے بلول دہلی تک ۱۷۵ کوس عرض میں قنوج سے

چندیری مالوہ تک مشرقی حد گھاٹم پور شمالی دریائے گنگ جنوبی چندیری غربی بلول آگرہ

بڑا شہر ہے پانچ کوس تک اسکے درمیان دریا بہتا ہے - اکبر بادشاہ نے سنگ سرخ

سے ایک قلعہ بنوایا ہے پانچسو سے زیادہ اس میں کوشک بنگالہ و گجرات کی وضع

بنوائے ہیں پہلے آگرہ ایک گانون تھا سکندر لودی نے اوسکو پائے تخت بنایا - پھر

اکبر نے اوس کو اور رونق دی اوسکے نام پر اس شہر کا نام اکبرآباد مشہور ہوا -

فتح پور ایک گانون بیانہ کا تھا جسکو سیکری کہتے تھے - وہ دارالخلافہ سے بارہ کوس

پر ہے - شہنشاہ اکبر نے اوسکو ایک عمدہ شہر بنا دیا سنگین قلعہ بنایا اوس کے دروازہ پر

دو سنگین ہاتھی بنوائے -

بیانہ پہلے ایک بڑا شہر تھا اس میں قلعہ تھا بہت سے محل اور تہ خانے تھے اب تک اوسمیں سے

آلات جنگ کھود کر نکالتے ہیں صوبہ آگرہ کو صوبہ بیانہ بھی کہنے لگے ہیں -

متھرا - جمنا کے کنارہ ایک شہر ہے - اسمیں بڑے بڑے تبخانے اور پرستش کدے ہیں

کالپی - ایک بڑا شہر ہے اسمیں بزرگون کی قبریں بہت ہیں -

قنوج - پہلے زمانہ میں ہندوستان کا دارالملک تھا -

گوالیار - نامور قلعون میں سے ہے - دروازے پر سنگین فیل تعجب دلاتے ہیں - پہلے

فرمان دہون کی بڑی بڑی عمارتیں موجود ہیں لوہے کی کان ہے - جابجا نفس غنا گر اور لڑکے

خوبرو پیدا ہوتے ہیں

الور بھی ایک شہر ہے وہان تانبا بہت نکلتا ہے -

اس صوبہ مین ۱۳ سرکاریں ۲۰۳ پرگنے زمین پیمودہ ۲ کروڑ ۷۸ لاکھ ۶۲ ہزار

ایک سو نواسی بگیہ ۱ بسوہ - جمع ۵۴ کروڑ ۶۲ لاکھ ۵۰ ہزار ۳ سو ۴ دام اسمیں سے ایک کروڑ

۲۱ لاکھ ۵ ہزار سو دام سیور غال بومی پچاس ہزار ۶ سو اکیاسی سوار

۵ لاکھ ۷۰ ہزار ۵ سو ۷۰ پیادے ۱۴۳ ہاتھی -

(۶) صوبہ مالوہ + طول مین باپان گدھ سے بانسواڑہ تک ۲۴۵ کوس عرض مین چندیری سے ندربار تک ۲۳۰ کوس مشرقی حد باندھو شمالی نرور جنوبی بگلانہ مغربی گجرات - اجمیر - کوہ جنوبی اوسکی آب وہوا کا اعتدال و زمین کا پیداوار مشہور ہے ضرب المثل ہے کہ مالوہ میں کوئی بھوکا نہیں رہتا ہر قدم پر آب و نان موجود ہے -

اجین ایک بزرگ شہر ساحل سپرا پر ہے ہندوؤن کی بڑی پرستشگاہ ہے -

گدھا ایک ملک جداگانہ پر درخت ہے چندیری پرانا شہر ہے اسمین سنگین قلعہ ہے اوسمین چودہ ہزار سنگین بڑے مکان اور تین سو چوراسی بڑے چوڑے چکلے بازار - اور بارہ ہزار مسجدین ہیں -

منڈو ایک بڑا شہر ہے اوسکے قلعہ کا دور بارہ کروہ ہے اس دیار مین سنگ پارس نکلتا ہے جسکی کہانیان عجیب وغریب مشہور ہیں -

قصبہ دھار راجہ بھوج کی تخت گاہ تھی -

اس صوبہ مین ۱۲ سرکار ۳۰۱ پرگنے - زمین پیمودہ ۴۲ لاکھ ۶۶ ہزار ۲ سو ۱۱ بیگہ ۱۶ بسوہ جمع ۲۴ کروڑ ۶ لاکھ ۹۵ ہزار ۵۲ دام اسمین سے ۱۱ لاکھ ۵ ہزار ۴ سو ۳۳ دام سیورغال ہے بومی ۲۹ ہزار ۶ سو ۶۸ سوار ۴ لاکھ ۷۰ ہزار ۳ سو ۶۱ پیادے ۹۰ ہاتھی - اس صوبہ کا رقبہ بھی صوبہ اودہ کے رقبہ کی برابر ہے -

(۷) صوبہ دانڈیس (خاندیس) اس آباد سرزمین کو خاندیس کہتے ہیں جب قلعہ آسیر فتح ہوا اور شہزادہ دانیال کو ... شہنشاہ اکبر نے عنایت کیا تو شہزادہ کے نام پر اس صوبے کا نام داندیس رکھا طول مین بورگانوے سے جو ہندیہ سے پیوستہ ہے للنگ تک جو ولایت احمدنگر سے متصل ہے ۷۵ کوس عرض مین جامود برار سے پیوستہ ہے پال تک کہ مالوہ سے ملا ہوا ہے ۵۰ کوس کہیں کہیں ۲۵ کوس - مشرقی حد برار شمالی مالوہ جنوبی گالنہ مغربی مالوہ کے کوہ جنوبی رود بار بہت ہیں +

آسیر۔ ایک بہت اونچے پہاڑ پر قلعہ ہے اوسکے گرد اور تین قلعے ہیں جو استواری اور بلندی میں کمتر نظیر رکھتے ہیں اوس کے پیچھے ایک بڑا شہر آباد ہے۔

برہانپور ایک بڑا شہر تاپتی کے کنارہ پر ہے۔

اس صوبے میں ۳۲ پرگنے کشت و کار سے بہت کم خالی ہیں اسکے بہت سے دہات شہروں کی مانند ہیں۔ کشاورز فرمان پذیر و کارگزار بومی کولی و بھیل و گونڈ یہ لوگ شیر کو فرمان پذیر کر لیتے ہیں۔

اسکی جمع ایک کروڑ ۲۶ لاکھ ۴۷ ہزار ۳۰ ٹنکہ برآری ہے جب آسیر فتح ہو گیا تو جمع ڈیوڑھی ہو گئی۔ برآری ہر ٹنکہ میں ۴۴ دام اعتبار کرتے ہیں اسلیئے [۵۴ کروڑ ۵۲ لاکھ ۴۹ ہزار ۲ سو ۳۲ دام اکبری] جمع ہوئی انگریزی تاریخون میں ایک کروڑ تیرہ لاکھ روپیہ کے قریب لکھی جاتی ہے۔

(۷) صوبہ برار

اصل نام اس کا وردا تٹ ہے وردا ندی ہے تٹ کنارہ کو کہتے ہیں طول میں بتالہ سے بیراگڈہ تک ۲۰۰ کوس عرض میں بیدر سے ہنڈیہ تک ۱۸۰ کوس مشرق میں بیراگڈہ پیوستہ بستر شمال میں ہنڈیہ جنوب میں تلنگانہ مغرب میں مہکر آباد۔ یہ ملک دو جنوبی کوہ کے درمیان ہے جنمیں سے ایک کو بندھ کہتے ہیں گاویل نرنالہ میل گڈھ اسپر ہیں دوسرے کو سنہ کہتے ہیں ماہور و رام گڈہ اسپر ہیں آب وہوا۔ زراعت نہایت عمدہ اسمیں بہت سی ندیاں ہیں۔ سب میں اچھی ندی گنگ گوتمی ہے اوسکو گوداوری بھی کہتے ہیں ہندو ستان کی گنگا کو مہادیو سے نسبت دیتے ہیں اور اوسکو گوتم سے اوسکے عجب افسانے بیان ہوتے ہیں اسکی بڑی پرستش ہوتی ہے۔ کوہ سہیا سے ترنبک کے نزدیک سے نکلتی ہے۔ احمد نگر کی ولایت میں گذرتی ہوئی برار میں آتی ہے اور تلنگانہ میں جاتی ہے جب مشتری اسد میں آتا ہے تو آدمی دور دور سے پرستش کے لیے آتے ہیں۔ تالی اور تپتی کی بھی پوجا ہوتی ہے۔ دونوں گانو کے نزدیک سے پورنا ندی نکلتی ہے۔ اس ملک میں چودھری کو دیس مکھ کہتے ہیں اور قانون گو دیس پانڈیہ مقدم کو پٹیل پٹواری کو کلکرنی

ایلچپور - ایک بڑا شہر ہے - - - - - - - - وہ پایہ تخت ہے وہان بنفشہ کا پھول
بڑا خوشبودار ہوتا ہے - بھوبن چنپہ اوسکو کہتے ہین زمین سے ملا ہوا پیدا ہوتا ہے - اس سے
سات کوس پر گاویل ایک بزرگ قلعہ ہے جسکی نظیر کم تر ملتی ہے اس مین ایک چشمہ ہے
جسمین ہتیارون کو آب دیتے ہیں -
بنار - ایک سنگین قلعہ ہے ایک پشتہ پر اوسکے تین طرف دو ندیان ہیں -
کھیرلہ - زمین پر سنگین حصار ہے اوسکے درمیان ایک کوہچہ ہے اوسکی پرستش ہوتی ہے - اوسکے
چار کوس پر ایک چاہ ہے جس جانور کی ہڈیان اوسمین ڈالیں پتھر ہوجاتی ہیں وہ خرمہرہ کی
مانند ہوتی ہیں مگر چھوٹی - اسکے مشرق میں ایک زمیندار ہے چاتوا نام سے ہے پاس
۲ ہزار سوار ۵۰ ہزار پیادون سو سے زیادہ ہاتھیون کا خدیو ہے - اسی کی مانند ایک زمیندار
دادہی رہتی ہے - سو سوار پنج ہزار پیادے اوسکے زیر حکم ہیں - شمال میں ایک راؤ
زمیندار ہے دو سو سوار ۵ ہزار پیادے اس پاس رہتے ہیں پہلے اسکے پاس ایک
زمیندار ھتیا راؤ تھا - اب وسکی زمین کے اور مالک ہوگئے ہیں سب زمیندار قوم کے
گونڈ ہیں اونکی زمین فیل صحرائی بہت پیدا ہوتا ہے رہینہ قسمہ حاکم مالوہ کے متعلق تھے
پہلے مرزبان گڈھہ کے اور اب سرکار ہنڈیہ کے -
سرنالہ پہاڑ پر ایک بڑا قلعہ ہے بہت عمارتین اس میں بنی ہوئی ہیں اسکے پاس بجا راؤ زمیندار
رہتا ہے دو سو سوار اور پانچ ہزار پیادے اس پاس رہتے ہیں دوسرا زمیندار ڈونگر خان ہے
۵۰ سوار اور ۳ ہزار پیادے اس پاس رہتے ہیں - یہ دونوا نوس گونڈے ہیں -
بالاپور کے نزدیک دو ندیاں ہیں اوسکے گرداگرد خوشرنگ پتھر طرح طرح کے ہوتے ہیں
لوگ اونکو تراش کر اپنے پاس رکھتے ہیں اسسے چھہ کوس پر شاہزادہ سلطان مراد نے اپنا
بنگاہ بنایا تھا شاہ پور اسکا نام رکھا تھا جو ایک عمدہ شہر ہوگیا -
پسبل گڈھ کے نزدیک ایک چشمہ ہے کہ عجب ہے اوسکے سوا جو چیز اس میں ڈالو وہ پتھر ہوجاتی
کلم قدیمی عمدہ شہر ونمیں سے ہے - گاؤ میش عمدہ ہوتی ہے اوسکے پاس ایک مین ہے جسکا نام

سب جبیو ہیں وہ الوگ گونڈ سے ہیں چاندا نام سے زبان زد خلائق ہیں ہزار سوار چالیس ہزار پیادے

او سکے پاس ہیں +

نیر اگڈہ میں الماس کی کان ہے ایسی تصویر دار پارچہ اور اور پارچہ بھی خوب بُنا جاتا ہے -

بت جیوا سیر قابض تھا تھوڑا عرصہ گذرا کہ وہ اُس سے چھین گیا فیل صحرائی بہت ہوتے ہیں

باسم کے پاس بعض میاں رہتے ہیں اونکو ھنکران کہتے ہیں ایک لاکھ سوار پانچ ہزار پیادے

ان پاس ہیں انمیں زیادہ نخوت فروش و تمرد گزین آدمی ہوتے ہیں ایک اور زمیندار ہے

جسکو بنجارہ کہتے ہیں سو سوار اور دو ہزار پیادے اس پاس رہتے آج کل ایک عورت

سرداری کرتی ہے دونو قوم کے رجپوت ہیں -

ماہور پہاڑ پر ایک عمدہ قلعہ ہے اوسکے پاس ایک بت خانہ ہے دُرگا سے منسوب ہے - اس ملک

میں اس کو بجگڈ تھا کہتے ہیں گاو میش خوب ہوتا ہے آدھ من یا اوس سے زیادہ دودھ دیتا ہے

بوم یہاں کا اندر جیو راجپوت ہے سو سوار ہزار پیادے اس پاس رہتے ہیں اور اسکو

رانا کہتے ہیں -

مانک درگ پہاڑ پر ایک عمدہ قلعہ ہے اوسکے گرد بڑا جنگل ہے - چاندا کے نزدیک ہے - ابھی

عملداری میں نہیں آیا -

سرکار پاتھری میں جنیتورا ایک قصبہ ہے ہمیشہ جواہر و نفائس کی خرید و فروخت وہاں ہوتی ہے

تلنگانہ قطب الملک کے ملک سے متعلق تھا - کچھ دنوں سے مرزبان برار نے لے لیا ہے

اینداور و زمل میں قمع لاد و غیرہ کی کانیں ہیں نگین آدنہا سے گریں تراشتے ہیں

گاو بہت عمدہ ہوتی ہے تعجب ہے کہ یہاں خروس ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی ہڈیاں اور خون

سیاہ فام ہوتے ہیں - چنپانیری ایک بوی دیس ملکہ ہے اسکے فضائل عمدہ ہیں -

رانگر درا مگر مضبوط قلعہ پہاڑ پر ہے اور اوسکے گرد بہت جنگل ہے صحرائی فیل بہت

ابھی وہاں عمل شاہی نہیں ہوا - لنار مہکر تیپہ ہے - اسکی بڑی پرستش ہوتی ہے

برہمن اوسکو پشن گیا کہتے ہیں - گیا تین جگہ ہیں - جہاں پن کرنے سے باپ دادا کو نجات

ہوتی ہے۔ ایک پہاڑ ہیں گیا برہما سے منسوب ہے ایک اور گیا جسکو رودر سے منسوب کرتے
ہیں وہ بیجاپور کے پاس ہے۔ اور یہ ایک حوض ہے چشمہ دار بہت گہرا۔ لمبان چوڑان
میں ایک کوس اسکے گرد اونچا پہاڑ ہے۔ آب شور اسمیں ہوتا ہے۔ اگر اوسکے اندر کنارہ پر
کھودیں تو شیرین پانی نکلتا ہے۔ آبگینہ وصابون وشورہ کا مایہ اوس سے خوب حاصل ہوتا ہے
بہت محصول اس سے حاصل ہوتا ہے۔ کوہ کے اوپر چشمہ ہے اوسکا دہن گاؤ کی شکل کا ہے
اور تیسری گیا ایک چشمہ کوہ پر ہے۔ اوسکا دہنہ گائے کی شکل کا ہے۔ بندر بہت ہوتے ہیں
بیتالہ۔ ایک استوار قلعہ پہاڑ پر ہے۔ بتال نگری اوسکے مضافات سے ہے ۲۴ تبخانے کمر کوہ میں تراشے
ہین ہر ایک بت نہایت نادر ہے۔

اس صوبہ میں تیرہ سرکار ۲۸ پرگنے ہیں مدت سے یہاں بندوبست ہوا ہے۔ اس دیار کا ٹنکہ دہلی کے
۸ ٹنکہ کی برابر ہوتا ہے۔ اصل میں جمع ساڑھے تین کروڑ ٹنکہ تھی جسکے ۵۶ کروڑ دام ہوتے ہیں کچھ
دکنیوں نے بڑھا کر ۳ کروڑ ۵۰ لاکھ ۵۹ ہزار ۳ سو ۵۰ ٹنکہ کر دئے ہین سلطان مراد کے زمانہ
مین ۲۶ لاکھ ۷۳ ہزار ۴ سو ۴۵ ٹنکہ براری کا اضافہ ہوا تھا یہ سب ۶۴ کروڑ ۶۲ لاکھ ۳ ہزار
۲ سو ۷۰ دام دہلی کے ہوئے۔ انمیں سے ۹ پرگنے سرکار کے حکم سے داخل چاندا کے ہیں
جس کی جمع مقرر نہیں ہوئی اور سرکار کھیرلہ سے ۲۲ پرگنے چاتو اور بعض اور
زمیندار رکھتے ہین +

صوبہ گجرات

طول مین برہانپور سے جگت تک ۳۰۲ کوس عرض مین جالور سے بندر دمن تک ۲۶۰ کوس
اور اندر سے بندر کھمبایت تک ۷۰ کوس۔ مشرق مین خاندیس شمال مین جالور و جنوب
مین بندر دمن و کھمبایت۔ مغرب مین جگت کہ ساحل دریائے شور پر ہے اور کوہ جنوبی عمدہ
رود بار شور دریا۔ سابرمتی۔ ماتر کت مہندری۔ نربدہ۔ تپتی۔ سرستی۔ دو چشمے ہین
جنکو جمنہ و گنگا کہتے ہیں۔ ہوا اعتدال کے نزدیک پیدائش کم ہوتی۔ بیشتر نسقی سے
بندوبست پہلا ہی رہتا ہے کھیتی اور باغ کے گرد زقوم لگاتے ہین جس سے ایک عمدہ حصار

بہنچا تا ہے۔ اس سبب سے یہ ملک بڑا دشوار گذار ہو جاتا ہے بعض آدمی بیش بینی سے چوڑی
چوڑی بنیادین رکھتے ہیں اور ان پر دیوارین جنمین کاواک ہوتے ہیں بناتے ہین اور
اون مین مخفی راہین رکھتے ہیں۔ سوار اکثر بہلی پر ہوتے ہیں بے شمار نقاش خاتم بند
اور پشمینہ ور رہتے ہین صدف کا کام ایسا بناتے ہین کہ خوش خط معلوم ہوتا ہے قلمدان اور
صندوقچے بناتے ہیں۔ روم و فرنگ و ایران کے طرح طرح کے قماش کی تقلید کرتے ہیں۔
شمشیر و جمدھر و کھپوہ و تیر و کمان خوب بناتے ہین جواہر کی خرید فروخت ہوتی ہے
روم و عراق اور اور مقاموں سے نقرہ آتا ہے۔
پہلے اسکا پائے تخت پٹن تھا۔ پھر کچھہ دنون چانپانیر ہوا اور اب احمد آباد ہے۔ یہ ایک بڑا
شہر ہے نہایت عمدہ طرح سے آباد ہوا ہے۔ سابرمتی کے کنارہ پر ہے۔ عرض بلد ۲۳
خوش ہوائی مین اور ساتوین اقلیم کا اسباب عجوبہ رکھنے میں اپنا جواب کم رکھتا ہے اسمیں
دو قلعے ہیں اسکے باہر ۳۶۰ معمورہ ایک خاص منظر ہین ہر ایک کا نام پورہ ہے ہر ایک
پورہ میں جو شہر کے لئے ضروری چیزیں ہوتی ہیں موجود ہیں۔ اب ۸۴ پورے آباد
ہیں اسمیں ہزار سنگین مسجدین ہیں اور ہر مسجد میں دو منارہ اور نادر کتابے۔ رسول آباد کے
پورہ مین شاہ عالم بخاری کا مزار ہے۔ احمد آباد سے تین کوس پر ایک قصبہ بتوہ ہے
قطب عالم پدر شاہ عالم اور بزرگون کی خوابگاہ ہے اور اوسکے پاس نہایت عمدہ باغ
ہین۔ ایک ہاتھہ کی برابر پارچہ قطب عالم کی درگاہ مین ہے جس کا کچھہ حصہ چوب کچھہ
سنگ کچھہ حصہ آہن ہے عجیب عجیب استانین اوسکے باب مین گھڑی جاتی ہیں
تین کوس پر ایک موضع سرکیچ ہے اس مین شیخ احمد کھٹوا کی قبر ہے سلطان احمد کی
جسکے نام پر احمد آباد بسایا گیا ہے اور بہت سے سلاطین کی یہان قبرین ہیں۔ نیل یہان
کا عمدہ ہوتا ہے دوم جاتا ہے۔ بارہ کوس پر محمود آباد ایک شہر ہے سلطان محمود نے اسے آباد
کیا تہا۔ چار کوس مربع مین دلنشین کاغ بنائے ہیں اسکے گرد ایک دیوار کھچی ہے ڈیڑھ آدہ کوس تک
ایک باغ و سر منزل بنایا ہے آہو اور طرح طرح کے شکار اُنمین چھوڑے ہین +

ایدر میں ایک ہیں کارہنے والا مرزبان ہے نراین داس اسکا نام ہے بہت ریاضت کرہے اول غلہ گائی کو کہلاتا ہے اور او سکے گوبر میں سے جو دانے نکلتے ہیں اونکو چنکر اپنی غذا کرتا ہے اور برہمن کو بڑا مقدس سمجہتا ہے۔ اوسکو الوس راٹھور ہین بزرگ سمجھتے ہیں پانچسو سوار اور دس ہزار پیادے اُس پاس ہین بندر گھوگہ و کنبہایت اس سرکار میں ہے کنبہایت بہت بڑا بندرگاہ ہے۔ طرح طرح کے سوداگر اور بہت سی عمارتیں اور اسباب اسمیں ہین گھوگہ سے جہاز روانہ ہوتا ہے اور وہیں آتا ہے بجرے و کشتیاں جنکا نام تادری ہے کنبہایت مین لاتے ہیں

جھالوارہ قدیم زمانہ مین ایک ملک جدا تہا۔ اس مین بارہ سو دیہات آباد تھے طول ہیں کوس عرض میں ۴۰ کوس تھا۔ دس ہزار سوار اور اسی قدر پیادے اسمین رہتے تھے اب اس مین دو ہزار سوار اور ۳ ہزار پیادے رہتے ہین اسکا حاکم حاکم گجرات کا ماتحت رہتا ہے اسکے چار حصوں مین زیادہ تر الوس جھالہ رہتے ہیں اب اسکو سرکار احمد آباد کا ایک پرگنہ شمار کرتے ہین۔ پٹن ہین دو قلعے ہیں ایک سنگین دوسرا خشتی طول بلد ۷۱ ۱۰ عرض بلد ۲۳ ۴۲

سدھپور ایک قصبہ ہے سرستی کے کنارہ پر بڑا معبد ہے۔

بڑنگر قدیمی بڑا شہر ہے تین سو بتخانے اسمین ہیں۔ ہر ایک بتخانہ کے پاس ایک کولاب ہے اور بہت برہمن اس مین بستے ہیں۔

چانپانیر نہایت عمدہ قلعہ بہت اونچے پہاڑ پر ہے۔ ڈہائی کوس تک دشوار گذار ہے کئی جگہ دروازے لگائے ہیں اور ایک جگہ سے کاٹ کر تختہ بند کیا ہے وقت پر اوسکو کام میں لاتے ہیں سورت نامور بندر ہے اور اوسکے قریب دریا تپتی گذرتی ہے۔ سات کوس پر دریا شور سے ملتی ہے۔

رانیر۔ اُس طرف دریا کے ایک بندر اوس کے توابع میں سے پہلے زمانہ مین ایک بڑا شہر تہا بندر کہندویی۔ بلسار بہی اس کے مضافات مین سے ہیں۔ زردشتی کیش آدمیوں نے فارس سے آکر یہاں اپنا گہر بنایا ہے۔ زند و پازند پڑہتے ہیں اور دخمی بناتے ہین۔ بادشاہ کے صلح کل ہونے کے سبب سے ہر طائفہ کامیاب ہوتا ہے۔ بادشاہی کارپردازون کی اور سرحد کے سپہ سالارون کی

بے پروائی سے اس سرکار کا بہت حصہ ابھی سے اہل فرنگ کے ہاتھہ مین ہے جیسے کہ دمن۔
سنجان وتاراپور و ماہم اور بہت سے اور شہر اور بندر اہل فرنگ کے پاس ہین
بہروچ میں ایک عمدہ قلعہ ہے۔آب نربدہ اسکے کنارے جاکر شور دریا مین ملتا ہے اسکے
بڑے بندرون مین شمار کرتے ہین بندر کاوی۔گندھار بھابھوت بھنکورا اسکے توابع مین
اس کے نزدیک قصبہ ہانسوت ایک شکارگاہ ہے۔

سرکار سورٹھ ایک ملک جداگانہ تھا ۵۰ ہزار سوار و ایک لاکھ پیادے اس مین تھے قوم
گہلوت اس مین بزرگی رکھتی تھی۔طول مین بندر گھوگہ سے بندر آرامراے تک ۱۲۵ کوس
اور عرض مین سردھا سے بندر دیو تک ۷۲ کوس شرق مین احمد آباد شمال مین ولایت کچھ
جنوب و غرب مین دریاے شور۔ہوا اسکی سازگار۔میوہ گل فراوان۔اس صوبہ مین
۹ سرکار ۱۹۸ پرگنے اونکے درمیان تیرہ بندر ہین جمع ۴۳ کروڑ ۶۸ لاکھ ۲۲ ہزار
تین سو ایک دام و ایک لاکھ ۶۵ ہزار ۲۸ ٹنکہ محمودی حاصل بنادر زمین پیمودہ سوا سو
کے جو نقدی ہے ایک کروڑ ۶۹ لاکھ ۳۶ ہزار ۳ سو ستر بگیہ ۳ بسوہ۔اس مین سے ۴ لاکھ
۲۰ ہزار ۲ سو چوہتر دام سیورغال بومی ۱۲ ہزار ۴ سو ۴ سوار اکسٹھ ہزار ایک سو پیادے۔
طول مین موضع بھکر و مضافات انبیر سے بیکانیر و جیسلمیر تک ۱۶۸ کوس عرض مین نہایت صوبہ اجمیر (۱۰)
سرکار اجمیر سے بانسواڑہ تک ۱۵۰ کوس۔شرق مین دار الخلافہ شمال مین قصبات دہلی
جنوب مین گجرات مغرب مین دیبالپور ملتان۔زمین ریگستانی۔پانی دور جاکر نکلتا ہے
کشت وکار کا مدار بارش پر ہے زمستان اعتدال کے نزدیک تابستان بہت گرم۔ربیع
کم ہوتی ہے جواری اور لہدرہ موٹھ بہت۔ساتوان آٹھوان حصہ غلہ کا دیوان کو دیتے ہین
اور نقد کم عوام الناس پھوس بانس کے جھونپڑون میں خرگاہ کی طرح رہتے ہین اسمین
کوہ جنوبی اور دشوار گذار جا ہین۔یہ صوبہ میوار و مارواڑ و ہاڑوتی سے بنا ہے صوبہ اجمیر
کو یہ سمجھو کہ وہ راجپوتانہ کے ساتھہ مشترک حدود رکھتا ہے۔ اس صوبہ مین سات سرکار
و ۱۹۷ پرگنے۔زمین پیمودہ دو کروڑ ۱۴ لاکھ ۳۵ ہزار ۹ سو ۱۴ بگیہ ۷ بسوہ جمع نقدی

۸۲ کروڑ ۸۰ لاکھ ایک ہزار ۵ سو پچپن دام اس مین سے ۲۲ لاکھ ۲۶ ہزار ۳۰۰ ۲۳ دام سیورغال
بومی ۸۰۶ ہزار ۵ سو سوار ۳۰ لاکھ ۴ ہزار پیادے راجپوت ۔

صوبہ دہلی

اقلیم سوم سے طول مین پلول سے لودھیانہ تک جو ساحل دریاے ستلج پر واقع ہے ۱۶۵ کوس اور عرض مین سرکار ریواڑی سے کوہ کمایون تک ۱۴۰ کوس اور حصار سے خضر آباد تک ۱۳۰ کوس مشرق مین دار الخلافہ آگرہ مشرق و شمال کے درمیان خیر آباد صوبہ اودھ شمالی کوہستان سے پیوستہ جنوب مین صوبہ آگرہ و اجمیر غرب مین لدھیانہ اسکے عمدہ دریا گنگ و جمن ہین ان دونو دریاؤن کا آغاز اسی صوبہ مین ہوتا ہے گھگھر اور بہت سی ندیان ہین بیشتر کوہ شمالی سے وہ نکلتی ہین ۔ آب و ہوا اعتدال کے نزدیک ۔ زمین بہت سیلاب بعض جگہ زراعت سہ فصلہ ہوتی ہے ۔ ایرانی و تورانی و ہندی میوا اور طرح طرح کے پہول بہت سنگ بست کی عمارت عالی چشم کی فروغ افزا اور دل کی عشرت افروز ساتون ولایتون کا اسباب یہان ایسا موجود رہتا ہے کہ کہیں اور کمتر رہتا ہوگا ۔

دہلی بہت پرانے شہرون مین سے ہے ۔ اول اوسکا نام اندرپت تھا ۔ طول بلد ۱۴۰° و ۲۸′ عرض بلد ۲۸° و ۱۵′ ۔ اوسکو جو اقلیم دوم سے بعض کہتے ہین وہ غلطی کرتے ہین اوس کے عرض بلد کو دیکہیں ۔ کوہ جنوبی (اردلی) کا آغاز پہلے سے ہوتا ہے سلطان قطب الدین اور سلطان شمس الدین قلعہ پتھورا مین رہتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن نے اس قلعہ کو گورستان سمجھا دوسرا قلعہ بنایا ۔ عمارت دل کشا بنائی جو گنہگار اس مین جاتا رہائی پاتا ۔ معز الدین کیقباد نے جون دریا کے کنارہ پر ایک شہر آباد کیا اسکا نام کیلوکھری رکھا قران السعدین مین اس شہر و قصر کی تعریف حضرت امیر خسرو نے لکھی ہے ۔ اب وہان جنت آشیانی کی خوابگاہ ہے یعنی ہمایون کا مقبرہ ہے اور ایک عالیشان عمارت نئی بن گئی سلطان علاء الدین نے ایک اور شہر کی بنیاد رکھی اور ایا قلعہ بنایا اوس کا نام سیری رکھا تغلق آباد تغلق شاہ کی یادگار ہے اوسکے بیٹے سلطان محمد نے ایک شہر بنایا اور بلند

(۱) صوبہ دہلی

ایوان بنائے اور ہزار ستون سنگ رخام کے لگائے اور منازل دل کشا بنائیں سلطان فیروز نے اپنے نام سے ایک شہر فیروزآباد آباد کیا اور دریا جون کو کاٹ کر شہر کے قریب لایا فیروزآباد سے تین کوس پر ایک اور کوشک بنایا اور جہان نما اسکا نام رکھا۔ تین بڑی نقبین بنائین کہ اتمین اہل حرم کے ساتھ سوار ہو کر جاتا۔ وہ ایک دریا کی طرف ۵ جریب۔ دوسری جہان نما کی طرف دو کوس۔ تیسری دہلی قدیم کی طرف پانچ کوس جنت آشیانی (ہمایون) نے قلعہ اندرپت کی تعمیر کرکے دین پناہ نام رکھا۔ شیرشاہ نے دہلی علائی کو ویران کرکے ایک جدید شہر شیر گڈھ آراستہ کیا۔ اکثر اس شہر کے آثار شیوا زبانی کرتے ہیں اور بڑے بڑے اندر زیر پڑھاتے ہیں لیکن اب پچھلی دہلی سب سے زیادہ ویران ہے اور اوسمین گورستان آباد ہین خواجہ قطب الدین اوشی و شیخ نظام الدین اولیا۔ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی و ملک یار پیران شیخ صلاح و ملک کبیر اولیا۔ مولانا محمد۔ حاجی عبدالوہاب۔ شیخ عبداللہ قریشی و شیخ شمس ترک بیابانی و شیخ شمس اوتاد و امیر خسرو اور بہت سے ایزد شناس حق پرست اس سرزمین میں خواب و اپسین مین آرام کرتے ہیں سلطان شہاب الدین غوری سلطان شمس الدین سلطان ناصر الدین غازی و سلطان غیاث الدین۔ و سلطان سکندر لودی کی خوابگاہیں ہیں۔ بہت سے زندہ آدمیون نے خوابگاہ واپسین کے لئے دل گزین جائیں اور باغ بنائے ہیں طبیعت پژمردہ کو سرمایہ شاد خواب عشرت و خرد مندوں کے لئے داروے بیداری۔

کوہ اسلام آباد میں ایک چشمہ بہت گہرا ہے اس میں ہمیشہ گرم پانی جوش کرتا ہے اوسکو پر بھاس کنڈ کہتے ہیں۔ اوسکو ہندو بڑی عبادت گاہ جانتے ہیں سوامتر رکھیسر نے پہاڑ کے تیس بیگہ کو کھود کر ایک عبادت گاہ بنائی تھی آج کے دن وہ پہلی طرح اپنی کہنگی کی داستان کہتی ہے۔

بداؤن ایک بڑا شہر ہے بہت اولیا کی قبریں اس میں ہیں۔

اس صوبہ کے کوہ شمالی کے نزدیک حصہ کو کوہ کمایون کہتے ہیں۔ کان طلا۔ نقرہ۔ کرم پیلہ

وآہن بس - زر ریخ ونگار کی اس میں ہیں - آہو شکیں و گاؤ قطاس - کرم پیلہ - و باز وشاہین - اور شکاری جانور وعسل واسپ گوٹ بہت وہان ہوتے ہیں - سرکار سنبل مین بہت شکار ہوتا ہے کرگدن (گینڈا) بھی ہوتا ہے -

ہانسی ایک بڑا شہر ہے شیخ فرید شکر گنج کے خلیفہ شیخ جمال کی خوابگاہ ہے قصبہ سہنہ کے قریب ایک کولاب پہاڑ پر ہے کہ ہمیشہ اوسمیں گرم پانی جوش کرتا ہے کان گوگرد کی نیرنگی دکھاتا ہے -

حصار سلطان فیروز کا آباد کیا ہوا ہے جمنا سے نہر کاٹ کر اوسکے اندلایا کسی الٰہی پرستار نے اوسکو فرمانروائی کی نوید دی تھی - اوسکی خواہش سے یہ نہر بنائی - تعجب ہے کہ قصبہ سرسا کے پاس ایک کولاب مین یہ نہر داخل ہو کر ناپدید ہوگئی اسی طرح بھد را کہتے ہیں - اس زمین میں سود بار کم اور آب چاہ بہت دور نکلتا ہے -

سہرند - نامور شہرون میں سے ہے حافظ رخنہ کا باغ دیکھنے والون کی نشاط فزائی کرتا ہے - تھانیسر بزرگ معبد ہے - دریا سرستی اوسکے پاس گذرتی ہے - ہندؤون کو اوسکی طرف پرستش کا بہت میل ہے - اوس کے نزدیک کولاب ہے کرکھیت اوسکا نام دور دور سے آدمی نہان اشنان کے لیے یہان آتے ہیں مہا بھارت کی لڑائی یہین ہوئی ہے اس صوبہ مین ۸ سرکار و ۲۳۲ پرگنے ہیں زمین پیمودہ دو کروڑ ۸۵ لاکھ ۶ ہزار ۸ سو ۱۶ ابیگہ ۱۲ بسوہ - جمع ۶۰ کروڑ ۱۶ لاکھ ۱۵ ہزار ۵۵ دام - اس مین سے ۳ کروڑ ۳ لاکھ ۵ ہزار ۷ سو ۳۹ دام سیورغال - بومی ۳۱ ہزار سوار چار سو ۹۰ سوار - ۲ لاکھ ۴۲ ہزار ۳ سو دس پیادے -

طول مین آب ستلج سے دریاے سند تک ۱۸۰ کوس عرض مین بھنبر سے چوکھنڈی مضافات سنگرہ تک ۸۶ کوس مشرق مین سرہند - شمال مین کشمیر - جنوب مین بیکانیر اجمیر - مغرب مین ملتان - چھ عمدہ دریا اس میں ہیں اور سب کوہ شمالی سے نکلتے ہیں ستلج جسکا پرانا نام شتدر ہے اسکا سرچشمہ کوہ کاھلوری - اس دریا کے کنارہ پر - روپڑ

ماچھیوارہ- لودھیانہ ہیں- گذر ہوکر بیاہ اس سے ملتا ہے- بیاہ کا پہلا نام بیپاشا ہے
اوسکا آغاز بیاہ کند سے ہوتا ہے جو کوہ کلو کے نزدیک ہے- سلطانپور اس دریا کے
نزدیک ہے- راوی اسکا پرانا نام ایراوتی ہے- کوہ بھدرال سے نکلتی ہے دار الملک
لاہور اسپر ہے- چناب اسکا پہلا نام چیندر بھاگا ہے- کوہ کھتوار کے اوپر دو خوشگوار
چشمے نکلتے ہیں ایک کو چیندر دوسرے کو بھاگا کہتے ہین اور کہتوار کے نزدیک وہ ملکر اس
دریا کے نام سے مشہور ہیں- بہلول پور سودھرہ و ہزارہ میں وہ گذرتا ہے بہت (جہلم)
پہلے لوگ اسکو بدستا کہتے تہے- اسکا آغاز ایک حوض سے ہوتا ہے جو کشمیر میں پرگنہ ویر
مین ہے- وہ سری نگر دار الملک کشمیر کے درمیان گذر کر ہندوستان مین آتا ہے-
بہیرہ اوسکے کنارہ پر ہے- سندہ کا آغاز کشمیر و کاشغر کے درمیان بتلاتے ہین بعض ختا
مین حدود سواد و اٹک بنارس و چپارہ سے بلوچستان مین گذرتا ہے- شہنشاہ اکبر نے
ستلج و بیاہ کے دو آب کا نام بیت جالندھر رکھا- بیاہ و راوی کے درمیان کا نام باری دوابہ
راوی و چناب کا نام رچنا اور چناب و بہت (جہلم) کے درمیان کا نام چنہٹ رکھا بہت
و سندہ کے درمیان کا نام سندساگر- ستلج سے بیاہ تک ۵۰ کوس کا بیاہ سے راوی تک
۱۷ کوس کا- راوی سے چناب تک ۳۰ کوس کا اوراسی سے بہت تک ۲۰ کوس کا ادہر سے
سندہ تک ۶۸ کوس کا فاصلہ ہے- یہ ملک آباد ہے آب و ہوا اوسکی بہت سازگار ہے [illegible]
مین اپنی نظیر کمتر رکھتا ہے- اکثر حصہ اسکا کنوئن کے پانی سے سرسبز ہوتا ہے ایران
و توران کا سا جاڑا نہیں پڑتا لیکن ہندوستان کے اور مقامات سے زیادہ [illegible]
ہے- بادشاہ کی توجہ سے توران و ایران ہندوستان کا عمدہ اسباب [illegible]
بعض چاریگ شوی کرنے سے طلا و نقرہ و مس و روی و جست و برنج و [illegible]
یہان ہنرمند نادر کار طرح طرح کے ہوتے ہیں- لاہور دوآبہ باری مین ایک بڑا شہر ہے
بزرگی اور انبوہی مردم اوسکی مثل کمتر ہیں پرانی زیچون مین لہاور دیکہا ہے
طول بلد ۱۰۹ ۲۲ عرض بلد ۳۱ ۵۰- شہنشاہ اکبر نے یہان قلعہ و ارک خشت پختہ

بنایا ہے - چونکہ کچھہ دنون وہ اسکا پایۂ تخت رہا اسلیئے عالیشان کاخ بنائے گئے
اور دلکشا باغون سے شاداب کیا گیا - ہر طرح کے آدمی یہان آباد ہوئے اور طرح طرح کے
نادر کام اونہون نے یہان کئے - انبوہی و بزرگی مین اندازہ سے گذر گیا - نگر کوٹ
پہاڑ پر ایک شہر ہے - اسکے قلعہ کو کانگڑہ کہتے ہیں وہ بڑے اونچے پہاڑ پر ہے - شہر کے
نزدیک ایک مہامائی کی زیارت گاہ ہے جسکو ہندو نمودار ایزدی جانتے ہیں - دور دور سے
زیارت کو آتے ہیں اور اپنی مرادین پاتے ہیں - تعجب ہے کہ اپنی خواہش روائی
کے لیئے زبان کاٹتے ہیں بعض کی چند ساعت مین اور بعض کی ایک دو روز مین زبان
درست ہو جاتی ہے - اگرچہ حکمت پیشہ لوگ زبان کو روئیندہ جانتے ہیں لیکن اسطرح
جلدی سے اسکا بڑھہ جانا تعجب خیز ہے - اوسکو افسانون مین ہمخوابہ مہادیو کا ہندو کہتے
ہیں - اور اس گروہ کے دانا اوسکی قدرت کو اس نام کے سبب سے جانتے ہیں - اوسکا حال
یون بیان کرتے ہیں کہ اوسنے اپنے نا ملایم کام دیکھہ کر اپنے تئین ہلاک کیا - اور اوسکی
ہیکل چار جگہ جا کر پڑی - سر اور بعض اعضا شمالی کوہ کشمیر مین کامراج کی طرف اوسکا نام
ساردھا ہے - کچھہ اعضا بیجاپور دکن کے نزدیک اوسکو تلجا بھوانی کہتے ہیں - کچھہ مشرق
مین کامرو کے نزدیک گئے اوسکو کامچھا کہتے ہیں اور جو اپنی جگہ پر ہے اوسکو جالندھری کہتے
ہیں اور اس سرزمین کو اسکا مدار سمجھتے ہین اس کے نزدیک کی جگہہ مشعل کی مانند شعلے
نکلتے ہیں اور بعض مثل لو کے اوٹھتے ہیں - آدمی اونکی زیارت کو جاتے ہیں اور شعلہ پر طرح
طرح کی چیزین چڑھاتے ہیں اور اپنی بخشستگی کی امید رکھتے ہیں اونکے اوپر گنبد بنایا ہے
وہان ایک عجیب ہنگامہ رہتا ہے - تحقیق یہان معدن گوگرد ہے عامہ اوسکو خارق عادت جانتے ہین
سندساگر کے وسط مین شمس آباد کے نزدیک ایک ریاضتکدہ بالناتھہ جوگی کا ہے اسکو
تلہ بالناتھہ کہتے ہین ہندوستان کے اہل ریاضت اوسکو بزرگ سمجھتے ہیں اور اوسکی
زیارت کو جاتے ہین خاصکر جوگی -
اس نواح مین نمک سنگ بھی ہوتا ہے - اوسکا پہاڑ طول مین ۲۰ کوس ہے اوس نمک تراش کر

جدا کرتے ہیں اور بعض اوٹھا کر لاتے ہیں اور اوسے جو کچھ حاصل ہوتا ہی تین حصے اوسکے کھودنے
والون کو دیتے ہین۔ اور ایک حصہ اوسکے لانے والونکی مزدوری ہوتی ہے سوداگر آدہے دام
سے لیکر دو دام تک فی من خریدتے ہیں اور دور دور لیجاتے ہین۔ اور زمیندار ہر مردسے نیم
دس دام لیتا ہی اور سوداگر ہر من پیچھے ایک روپیہ دیوان کو دیتے ہین اور بہت سے ہنرمند اس
نمک کے طبق و سرپوش و رکابی و چراغدان بناتے ہیں۔

اس صوبہ مین پانچ دوآبہ اور ۸۸ (۳۲۳) پرگنے ہین زمین پیمودہ ایک کروڑ ۱۶۱ لاکھہ ۵۵ ہزار
۳سو ۴۳ بگہہ ۳ بسوہ جمع ۵۵ کروڑ ۴۰ لاکھہ ۸۰ ہزار ۴سو ۲۳ دام اوسکے اندر ۹۸ لاکھہ
۶۵ ہزار ۵سو ۹۴ دام سیورغال بومی ۵۴ ہزار ۴سو ۸۰ اسوار و ۴ لاکھہ ۲۶ ہزار ۸۶ پیادے ہیں۔

(۱۵) صوبہ ملتان

اس سے پہلے کہ اس صوبہ مین ٹھٹھہ کا اضافہ ہو طول فیروزپور سے سیوستان تک
۴۰۳ کوس عرض مین خطپور سے جیسلمیر تک ۱۰۸ کوس۔ پیچھے طول کیچ و مکران تک ۶۶۰ کوس
شرق مین سرکار سرہند پیوستہ ہے شمال مین دریا شور جنوب مین صوبہ اجمیر مغرب مین
کیچ و مکران۔ ملتان ہندوستان کے پرانون شہرون مین سے طول مین ۱۰۷° ۳۵
عرض بلد ۲۹° ۵۲ اسمین خشتین قلعہ اور بلند منارے سے شہر کا حسن زیادہ
ہو گیا ہے شیخ بہاءالدین زکریا کی اور بہت اولیا
کی خوابگاہ ہے۔

بھکر ایک عمدہ قلعہ ہے اوسکو پرانی کتابون مین منصورہ لکھتے ہیں۔ جیہون دریا ملکر اوسکے
نیچے سے گذرتے ہین۔

سیوی و بھکر کے درمیان ایک بڑا دشت ہے گرمیون مین تین مہینے اس مین لو چلتی ہے
دریاے سند چند سال مین جنوب سے شمال کو بہنے لگتا ہے اور اوس سے بہت لوگ بہ جاتے ہین اسلیے
وہان مکان خس اور نے اور لکڑی کے بناتے ہیں۔

اس صوبہ مین ۳ سرکار ۸۸ پرگنے ہین سب منبطی۔ زمین پیمودہ ۳۲ لاکھہ ۷۳ ہزار ۹سو ۴۶
بیگہہ ۴ بسوہ جمع ۱۵ کروڑ ۱۴ لاکھہ ۳ ہزار ۶سو ۱۹ دام اس مین سے ۳ لاکھہ ۵۹ ہزار ۵سو ۹۸

صوبہ کابل سرکار کشمیر +

دوام سیور غال ہے۔ بومی ۱۱ ہزار ۲ سو ۵۸ سوار و ایک لاکھ ۵ ۲ ہزار ۲ سو ۵۰ پیادے
کشمیر۔ پکلی۔ بنیر۔ سواد بجور۔ قندہار۔ زابلستان جسکا پائے تخت پہلے غزنہ تھا اور اب
کابل ہے۔ اس صوبہ مین یہ سرکارین ہیں ہر ایک کا حال لکھا جاتا ہے۔
طول مین قنبر و یرسے کشن گنگ تک ۱۲۰ کروہ عرض مین دس کوس سے ۲۵ کوس تک
شرق مین پریستان و دریائے چناب شرق جنوب مین باہال و کوہ جمو شرق شمال مین بہت
کلان۔ مغرب مین پکلی و دریائے کشن گنگ۔ مغرب جنوب مین ولایت گکھر۔ مغرب شمال
مین بہت خرد چارون طرف شمالی کوہ ہندوستان سے ۲۶ راہین کشمیر کو جاتی ہین لیکن راہ
بھنبھر و پکلی سب سے زیادہ عمدہ راہ ہے اسمین زیادہ تر سوار جاسکتے ہیں۔ بھنبھر کی راہ
بہت نزدیک ہی اور اوسکے کئی شعبے ہین اونمین تین عمدہ ہا ۱ ہستی دنتہ پہلے اسی راہ
سے لشکرون کی آمد و رفت تھی۔ دوم پیر پنجال شہنشاہ اکبر تین دفعہ اسی راہ سے
کشمیر کی سیر کو آیا۔ اگر اس کوہسار پر گاؤ گھوڑے کو حلال کرین تو اوسی وقت ابر و باد
کا جوش رہتا ہے برف و بار مینہ برستا ہے سوم تنگ تلہ۔
کشمیر ایک دلکشا ملک ہے اگر اوسکو ایک باغ ہمیشہ بہار مع ایک قلعہ آسمانی کے
کہیں تو بجا ہے۔ اگر اسکو سبک روحون کا عشرتکدہ اور گوشہ نشینون کا خلوت کدہ کہیں تو
سزاوار ہے۔ پانی خوشگوار۔ آبشار سامعہ افروز ہوا سازگار۔ توران و ایران کی طرح
برف و باران۔ ہندوستان کی برسات مین وہان بہی مینہ برستا ہے۔ زمین آبی۔
خشک جنگل روح افزا۔ بنفشہ۔ گل سرخ۔ نرگس کے جنگل کے جنگل خود رو۔ پہولونکی گنتی نہین
ہوسکتی۔ بہار و خزان دونو بہت نادر۔ تمام مکان چوبین جو منزلہ اور اوس سے زیادہ
منزل کے مکان بناتے ہین دیوار بندی کی رسم نہین۔ چہت کے اوپر لالہ بوتے ہیں
بہار مین اوسکی عجیب نمایش ہوتی ہے۔ آشیانہ پائین مین جانور و اسباب رکھتے ہین۔
دوسرے آشیانہ مین آرام کرتے ہیں اور تیسرے اور چوتھے آشیانے مین کچھہ جنت خانہ رکھتے
ہین لکڑی کی افراط ہے اور زلزلے بہی بہت آتے ہیں اسلئے سنگین و خشتی مکان

نہین بنانے مگر پرانے بتخانے جو بنے ہوئے ہیں اونہین دیکھکر تعجب ہوتا ہے کہ کیونکر ان
زلزلون مین قایم رہے۔ آج کل وہ سب خراب پڑے ہین پشمینہ کا کام طرح طرح کا ہوتا ہے
خاص کر شال کا۔ ساتون ولایتون مین شال یہانسے ارمغان کے طور پر جاتی ہے۔ یہان سب سے
بدتر وزبون تر چیز یہان کے آدمی ہین تعجب ہے کہ باوجود آدمیون کے زیادتی اور سامان
زندگی کے کمی کے دزدی و دریوزہ گری بہت کم ہے سوا شفتالو و شاہتوت کے بہت میوے ہوتے
ہین خربوزہ و سیب و شفتالو و آلو و زرد آلو بہت خوب ہوتے ہین۔ انگور اگرچہ بہت ہوتا ہے
لیکن اچھا نہین ہوتا اور زیادہ تر وہ درخت توت پر پھل دیتا ہے توت کم کھاتے
ہین اوسکے پتے کرم پیلہ کے کام آتے ہیں۔ گلگت و تبت سے بیج لا کے بوتے
ہیں تو وہ زیادہ اچھا پھل دیتا ہے زیادہ تر خورش برنج و شراب ماہی اور طرح طرح
کی سبزی ہے۔ سبزی تو خشک کرکے رکھ چھوڑتے ہین برنج پختہ کو رات کو باسی رکھکر
کھاتے ہین۔ شالی بہت ہوتی ہے مگر اچھی میسر نہیں ہوتی۔ گندم چھوٹا و سیاہ فام
کم ہوتا ہے اور کمتر کھاتے ہین نخود و جو تو بالکل ناپدید ہے۔ گدھے کی برابر گوسفند
ہوتی ہے۔ اوسکو ہنڈو کہتے ہین بہت نازک و خوش مزہ و گوارا ہوتی ہے۔ آدمیونکی
زیادہ تر پوشش پشمین ہوتی ہے ایک جامہ کو برسون تک یہان پہنتے ہیں۔ گھوڑا
چھوٹا زور آور گریوہ گذار بہت ہوتا ہے فیل و شیر نہیں ہوتا۔ گاو سیاہ رنگ بد شکل ہوتی
ہے مگر دودہ و روغن بہت عمدہ ہوتا ہے۔ بڑے شہر مین جتنے پیشہ ہوتے ہین وہ
یہان ہیں۔ بازار کی رسم کمتر ہے اپنے گھرون میں خرید و فروخت کا ہنگامہ گرم
ہوتا ہے۔ بچھو اور جانور جان آزار شہر میں نہیں ہوتے۔ ایک پہاڑ مہادیو کے
جہانتک اوسکی چوٹی دیکھی جائے کہین سانپ نظر نہین آتا۔ کبک و سیش و پشہ و مگس
بہت۔ بندوقون کی کثرت کے سبب سے غلیل نہین دکھائی دیتے اوسکو ایک نے کا بناتے
ہین کشتیون مین سوار ہوکر کولابون کی سیر کرتے ہین شکاری جانور ہوا میں مرغابی کو
شکار کرکے کشتیون میں لاتے ہیں اور کبھی پانی کے اندر اپنے پانون کے نیچے سے اوسکو دبا

اوسپر بیٹھہ جاتے ہین تو بہت تعجب ہوتا ہے۔ گوزن و کبک کا بھی شکار ہوتا ہے پلنگ کا
بھی شکار کرتے ہین یا کشتی کا مدار کشتی پر ہے۔ آدمی بھاری بھاری بوجھہ بیٹھہ پر لاد کر پیدہ
نوردی کرتے ہین۔ سلاح اور درودگر کی دکان خوب گرم رہتی ہے۔ برہمن کی قوم بہت ہے۔
اگرچہ اہل ملک کی زبان خاص ہے لیکن علمی کتابین انکی سنسکرت میں ہین اونکا
خط بھی جداگانہ ہے۔ اس مین کتابت کرتے ہیں۔ اور توز ایک درخت کا پوست ہوتا ہے کہ تھوڑی
سی کاریگری سے اوسکے ورق ورق ہو جاتے ہیں اوسپر لکھتے ہیں اور وہ برسون رہتے ہین
پرانی کتابین سب اوسپر لکھی ہوئی ہین سیاہی ایسی بناتے ہیں کہ شست و شو سے
نہیں مٹتی۔ اگرچہ قدیم زمانہ مین یہان سنسکرت کے علم کا رواج تھا لیکن اب
طرح طرح کے علم اور دانائے روزگار یہان موجود ہیں۔ ہند کی مانند طبابت و اختر
شناسی ہے۔ چار دیوار تقلید کی رہنے والے یہان بہت سے شقی اور کچھ امی
و نو بختی ہیں اور دنیں ہمیشہ دشمنی کے سبب سے لڑائیان رہتی ہین زیادہ تر یہان ایرانی
و تورانی آدمی ہیں۔ خنیاگر بہت ہیں لیکن ایک آہنگ مین گاتے ہیں اور اپنی ہر ایک
تال سے ہر ایک جگر پر ناخن لگاتے ہین۔ اس ملک مین سب سے زیادہ شائستہ برہمن ہین
اگر تقلید گزینی و عادت پرستی سے اونکو رہائی نہیں ہوئی مگر خدا تعالی کی عبادت مین
بے ساختگی کے ساتھہ مشغول ہوتے ہیں اور اپنے مخالف مذہب پر طعن و طنز نہیں کرتے
نہ زبان سے سوال کرتے ہیں نہ کسی کا پودے میں پانون رکھتے ہیں میوہ دار درخت لگاتے ہیں
یہی اونکا سرمایہ روزی ہے گوشت نہین کھاتے عورت نہین کرتے دو ہزار
آدمی اوس گروہ کے ہونگے تو لچہ اس ملک مین ۲ ماشہ کا ہوتا ہے ہر ماشہ مین ۶ سرخ
مہر طلا کا وزن ۱۶ دانی اور ہر دانی مین ۶ سرخ دہلی کے متعارف مہرون سے چار سرخ اسمین زیادہ
ہوتے ہیں۔ ساسنو ایک چاندی کا سکہ ۹ ماشہ کا ہے۔ پنجوہوس کا سکہ ہوتا ہی
دام کے چوتھائی حصہ کے برابر اوسکو کسیرہ کہتے ہیں اسے آدھی بارہ کانی ہوتی ہے چوتھائی
حصہ اسکا شکری ہوتا ہے۔ چار کسیرہ کو راہت کہتے ہین۔ ۴۰ کسیرہ کو ساسنو۔ ڈیڑہ ساسنو کو سکہ

وسو سا سنو کو ایک لک شہنشاہی شمار کے موافق وہ ایک ہزار دام ہوتے ہین ساری ولایت
ہندی حکیم پرستش گاہ جانتے ہین انمیں ۴۵ خاص مہادیو کے نام شمار کرتے ہیں ۶۴ بشن
کے نام ۳ برہما کے نام ۲۲ درگا کے نام سات سو جگہ سانپ کی بیکر بنائی ہے اور اوس کو
پوجتے ہین اور اوسکی عجیب عجیب داستانین کہتے ہیں۔

سری نگر دار السلطنت ہے طول مین چار فرسنگ ہے دریا بہت دیار و بچھمہ کل اوسکے اندر گذرتے
ہیں۔ پچھلا دریا خشک ہو جاتا ہے دوسرے میں پانی اتنا کم ہو جاتا ہے کہ کشتی نہیں چل سکتی
مدت سے یہ شہر آباد ہے اور بہت کاریگرون کا گھر ہے۔ شال نہایت عمدہ بنتے ہیں۔ پشمی
سقلات بہت ملائم بناتے ہیں۔ ورمہ و پٹو اور پشمینہ تیار کرتے ہیں لیکن یہ پشمینہ
تبت کا عمدہ ہوتا ہے۔ میر سید علی ہمدانی چند روز اس شہر میں آیا اوسکی خانقاہ یادگار ہے
شرق مین ایک کوہچہ ہے جسکا نام کوہ سلیمان مشہور ہے۔ شہر سے ملے ہوئے دو
بڑے کولاب ہیں سارے سال پر آب رہتے ہیں تعجب یہ ہے کہ با وجود لطافت و گوارائی
آب کے مدتہا اور از سے گندہ نہیں ہوتے۔ تحقیق یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس
مین اکرا وگتا ہے۔ ساری زمین نسقی غلہ بخش ہی ضبط زمین و زر و سیم کی داد و ستد
کی رسم نہیں ہے سارے جہات میں سے ایک جزو نقدینہ ہے۔ نقد و جنس کا حساب خروار
سے کرتے ہیں اگرچہ مدت سے تو دہ کا نام لیا جاتا ہے لیکن دو حصول سے زیادہ اٹھاتے
ہیں۔ بادشاہ کی دادگری کے سبب سے ادھا بازیافت ہوتا ہے قاضی کے قرار کے موافق
۳۰ لاکھ ۶۳ ہزار و ۵۰ خروار ۱۱ ترک جمع تھی ہر خروار مین ۳ من ۸ سیر اکبر شاہی
ایک وزن پل ہے جو ۶ دام کی برابر وزن رکھتا ہے اوسکا آدھا و چوتھائی بھی کام
مین آتا ہے ۷½ آدھے پل کو سیر کہتے ہیں اور دو سیر کو نیم من اور چار سیر کو ایک ترک اور
۱۶ ترک کو ایک خروار۔ اور اکبر شاہی ۸ سیر کا ایک ترک ہوتا ہے۔ قاضی نے چند سالوں کا
نرخ جمع کر کے اوسط نکالا تو خروار کی قیمت ۲۹ دام ہوئی اور خروار نقدی ۱۳⅛ دام آئین
پیشین کے موافق برقرار رکھی لیس جمع مبلغ ۷ کروڑ ۴۶ لاکھ ۷۰ ہزار ۴ سو ۱۱ دام ہوئے اسکے اندر

۹ لاکھ ۱ ہزار ۶ سو ۴۳ خروار اور ۸ ترک جسکے نقدینہ حساب کے موافق ایک کروڑ ۲۰ لاکھ ۲۲ ہزار ایک سو ۳۰ دام ہوا اور آصف خان نے یہ جمع مقرر کی ۳۰ لاکھ ۹ ہزار ۴ سو ۴ خروار منجملہ اوسکے ۱۰ لاکھ ۱۱ ہزار ۳ سو ۳۰ حزوار نقدی - بادشاہ نے زرباج تمغا معاف کردیا اس سبب سے ۶۷ ہزار ۸ سو ۴۲ حزوار کی کمی ہوئی - یا یہ کہو کہ ۸ لاکھ ۹ ہزار ۴ سو دام گھٹ گئے - آسودگی کشاد زر کے لئے ۵ دام خروار کی قیمت مین گھٹادئے گئے اگرچہ حزوار مین جمع آصف خان کی ۶ ہزار ۳ سو ۴۹ خروار ۵ ترک جمع قاضی علی سے زیادہ ہے لیکن بہ سبب بخشش کے حساب نقدی مین ۸ لاکھ ۶ ہزار ۴۳ دام کی کمی ہوئی اسی سبب سے اوسنے حزوار نقدی پر کم بہا سے بہت خیال رکھا - جو جمع قاضی علی نے دفترخانہ کو سپرد کی اسمین ۴۱ پرگنے تھے اور آصف خان کے نسخہ مین ۳۸ پرگنے تھے - اصل مین یہی ۳۸ پرگنے تھے قاضی علی نے پرگنون کی تقسیم کچھ اور طرح سے مواضع کو ادھر ادھر کرکے کی تھی -

پہلے لوگون نے ملک کے دو حصے کئے تھے مشرقی حصہ کو مراج کہتے تھے اور مغربی کو کامراج اب کہ کشمیر سے بہت سی سپاہ نکل آئی ہے اسکا یہ حال ہے کہ بومی ۴ ہزار ۸ سو ۹۲ سوار اور ۹۲ ہزار ۴ سو پیادے -

طول مین ۵۳ کروہ عرض مین ۵۲ کروہ مشرق مین کشمیر - شمال مین کتور جنوب مین بنگاہ الوس گکھر - مغرب مین اٹک بنارس - اسکے کوہستان مین ہمیشہ برف برستی ہے دشت گاہ مین کبھی کبھی گرما سے سرما زیادہ ہوتا ہے - برسات ہندوستان کی سی ہوتی ہے - تین دریا کشن گنگ بہت - سندھ اسمین بہتے ہیں - زبان یہان کی نہ کشمیر کی نہ ہندوستان کی زابلستانی کی مانند ہے -

اس سرکار مین تین ولایت ہین - بنیر - سواد - بجور اول طول مین ۱۶ کروہ عرض مین ۱۲ مشرق مین پکلی - شمال مین کتور وکاشغر - جنوب مین اٹک بنارس غرب مین سواد - ہندوستان سے دو راہ جاتی ہین گریوہ شیرخانی وکوتل ملبندری - اگرچہ دونو دشوارگذار ہین اول

سخت تر ہے۔ دوم طول مین ۴۰ کروہ عرض مین ۵ سے ۱۵ کروہ مشرق مین بنیر شمال مین
کتور کا شغر جنوب مین بگرام مغرب مین بحور بہت سے دیے ہیں۔ درہ ومغارے نزدیک
کر کاشغر سے ملتا ہے قصبہ ننگنو حاکم نشین ہے۔ ہند سے دو راہین جاتی ہین گریوہ بلکنیج
شیر خانہ گرمی سردی بہت نہیں ہوتی برف برستا ہے لیکن دشت مین تین چار روز ہے
زیادہ نہین کہستا مین تمام سال زمستان۔ ہندوستان کی بارش کے موسم مین وہان بہار
ہوتی ہے۔ ریزش ابر ہوتی ہے۔ بہار وخزان دو نو عجیب ہندوستان و توران
کے پھول دونو ہوتے ہین۔ بنفشہ و نرگس کے جنگل کے جنگل خودرو طرح طرح کے میوہ خودرو
باز جرہ شاہین گزیدہ ہوتے ہین لوہے کی کان یہان ہے۔ سوم طول مین ۲۵ کروہ
عرض مین ۵ سے ۱۰ کروہ۔ شرق مین سواد۔ شمال مین کتور و کاشغر جنوب مین بگرام
مغرب مین گنبر۔ نورکل۔ کابل سے زیادہ درے اسمین ہیں۔ کبہ ایک پرانا قلعہ استوار ہے
اور اوسکو حاکم نشین کہتے ہین۔ امیر علی ہمدانی نے یہین انتقال کیا۔ وصیت کے موافق
ختلان مین اسکی لاش گئی۔ اسکی ہوا سواد کی سی ہے لیکن سردی گرمی کچھ زیادہ
ہوتی ہے۔ تین راہون سے زیادہ راہین ہین ایک ہندوستان سے جاتی ہے اوسکو
راہ دوش کول کہتے ہیں اور دو کابل سے جاتی ہیں ایک کو سمج اور دوسری کو کنر
نورکل کہتے ہین۔ زیادہ آسان راہ دوش کول ہے اسکے ایک متصل دشت ہے کوہ و
دریائے کابل و سندھ کے درمیان طول مین ۳۰ کروہ عرض ۲ سے ۲۵ کروہ

اس سرزمین کوہ و دشت ہیں یوسف زئی کی بنگاہ ہے شہنشاہ اکبر کے عہد میں
اس ملک کے بدگوہر کچھ مارے گئے کچھ اسیر ہوئے کچھ تابع ہوگئے۔

ایک ولایت ہے جنوب و مشرق مین کابل سے اسمین افغان رہتے ہیں زیادہ قوم شیرانی
کسرانی۔ وزیری۔

طول مین قلات بجارہ سے غور و غرجستان تک ۳۰ کروہ عرض مین سندہ سے فرہ تک
۲۶ کروہ۔ مشرق مین سند۔ شمال مین غور و غرجستان۔ جنوب مین سیوی۔ مغرب مین فرہ

شرق و شمال کے درمیان کابل و غزنین شہر ہیں برف کم برستا ہے مگر کہسارین ہمیشہ برستا ہے
۱۸ دینار کو تومان کہتے ہیں - ہر تومان ۸۰۰ درم کا ہوتا ہے خراسان کا تومان ۳۰ روپیہ کا
تومان عراق کا ۴۰ روپیہ کا بیشتر جنوب کا خروار سے حساب کرتے ہیں - اس مین ۴۰ من قندہار
کے اور دس من ہندوستان کے ہوتے ہین -

قندھار دار الملک ہے طول بلد ۱۰۷ ۴۰ و عرض ۳۳ ۴۰ - دو قلعے ہین سخت گرم
سرما کم - لیکن دی و بہمن مین یخ و اد لون سے بھر جاتے ہیں تین چار سال کے بعد برف
کی ریزش سے نشاط ہوتی ہے - گل و میوہ بہت گیہون بہت سفید دور دور تک ارمغان میں
جاتا ہے - پانچ کوس پر ایک پہاڑ ہے اوسکو اژدر کوہ کہتے ہیں ——— ایک غار اوسمین غار
جمشید مشہور ہے - چراغ روشن کرکے اوسمین جاتے ہین - دم ایسا گھٹتا ہے کہ اسکا اندازہ
نہیں کر سکتے - قلات سے ۸ کروہ پر ایک بڑا پہاڑ ہے - اوسکی کمر مین ایک غار ہے اوسکو غار شاہ
کہتے ہیں - گندم و جو کو سفید بری کہتے ہیں اور ۶۰ گز جریب سے ناپتے ہین لیکن گز کی جریب کو مجازی اعتبار
کرتے ہین ہر ایک ۴۲ انگشت مجموع ۴۵ گز قندھاری - خالصہ مین دس خروار ت دو دیوان
حیتعال و جہات کو دیتے ہیں اور کشت و کار اسطرح کی ہوتی ہے - دو قریہ مین اعلی کا نشان عین
کرتے ہیں اور ہر جریب کا حاصل ۳ خروار وہان کے ۴۲ من لیتے ہین - اعلی و اوسط کا نشان
عین و طا کرتے ہیں ۲ خروار بیس من لیتے ہیں اور اوسط کا نشان طا کرتے ہین جریب میں ۲ خروار
سولہ من لیتے ہیں اوسط ادنی کا طا و دال نشان کرتے ہین جریب مین ۱½ خروار ضبط کرتے ہیں
بارہ من لیتے ہیں ادنی کو دال سے نشان کرتے ہیں جریب میں ایک خروار خیال کرتے ہیں اور دس من لیتے ہیں
ادنا و ادنا ادنا کا دال اور دالین نشان کرتے ہیں جریب مین بیس من گمان کرتے ہین چھ من لیتے
ہین ادنا ادنی کا دالین نشان کرتے ہین جریب مین ۸ من تصور کرکے ۴ من لیتے ہیں - اگر مزرعہ گو بیرو
ضبط نہین ہوتی تو قبوہ پر عمل کرتے ہیں دو حصے خداوند زراعت کو اور سیوم تین حصے کرتے ہیں ایک
حصہ سرکار دیوان مین دو حصون کو اخراجات حکمی سے متصوالی مین شمار کرتے ہیں -

طول مین اٹک بنارس سے کہ ساحل سندھ پر ہے ہندو کوہ تک ۵۰ کروہ عرض مین قرا باغ قندھار سے

جهان سلرتا سع کروه مغرب مین هندوستان عزب شمال مین کوه وغور اوسکے درمیان شمالی اندرابه وبدخشان
وهندوکوه درمیانه جنوب مین قربلی ونغز آب وهوا کی تعریف نهین هوسکتی اگرچه جاڑا اعتدال
سے باهر هوتا هی مگر گزند نهین پهنچاتا گرم سیر وسردسیر ایسا که ایک هی دن مین ایک عالم سے دوسرے عالم
مین پهنچتا هے - باوجود اس ییدق وقشلاغ کا نشان معموره مین کم هے - دشت وکوه مین یہ برش
برف هوتی هے دشت مین جبکه آفتاب برج قوس مین آتا هے اور کوه مین جب آفتاب برج میزان مین
آتا هے موسم گرما مین بهی میوه طرح طرح کے مگر خربزه بهت اچها نهین هوتا - زراعت بهی زیاده نهین
بڑهتی - هر چارطرف پهاڑ بلند بلند هین که وهان غنیم کا جلد جلد آنا دشوار هے - کابل وبدخشان
وبلخ کے درمیان هندوکوه واسطه هے - سات راهین هین جنمین سے تورانی آمد وشد کرتے هین هندوستان
سے پانچ راهین (۱) کریه دو کوتل طے کرنے کے بعد جلال آباد آتا هے (۲) راه خیبر یه راه ایسی ہی کٹھن
هے که عرابه جاتا هے (۳) بنگش (۴) راه نغز (۵) راه قربل اس ملک مین هرطائفه اپنی بولی بولتا
هے گیاره زبانین مروج هین (۱) ترکی (۲) مغولی (۳) فارسی (۴) هندی (۵) افغانی (۶) پشادری
(۷) براچی (۸) گبری (۹) ترکی (۱۰) المغانی (۱۱) عربی +

پهلے عقلمند کابل قندهار کو هندوستان کا دروازه کہتے هین - ایک سے توران کو جاتے هین اور دوسرے
سے ایران کو - ان دو فراخنایوں کی نگهبانی سے هندوستان بیگانون سے ایمن ره سکتا هے اس پار
مین سمرقند وبخارا کی طرح پرگنه منقسم نهین قریات پر هوتا هی اوسکو تومان کہتے هین -
غزنین اقلیم سوم سے هے - زابل عبارت اسی سے هی وه سلطان محمود وسلطان شهاب الدین اور بادشاهون
کا پائے تخت تها - پہلے اس ولایت کو زابلستان کہتے تهے کچهه قندهار کا حصه بهی اسمین شامل کرتے
تهے - حکیم سنائی اور بہت سے اولیا کی خوابگاه هے - ایک ندی شمال سے جنوب کو جاتی هی زراعت
اسی سے سرسبز هوتی هی - کسان بہت محنت کرتے هین هر سال نئی خاک لاتے هین تاکه زراعت
وه اراضی کابل سے زیاده پهل دیتی هے - روئین یہان بہت هوتا هے هندوستان مین
یہان سے جاتا هے فقط

تمت



کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس رفقاء، مجالس تعلیمات و نصاب پانچ کتابیں ایک ماہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکینگے۔

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیات ملحقہ و گزیدہ عہدہ داران اور اراکین دار الترجمہ دس کتابیں ایک ماہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکینگے۔

۳۔ طلبائے [illegible] ترجمہ شدہ دو کتابیں بی اے، اور انٹرمیڈیٹ کے طلبہ تین کتابیں، ایم اے، ایل ایل بی و تحقیقاتی جماعتوں کے طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکینگے۔

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ سے بحساب ایک آنہ یومیہ فی کتاب دیر انہ لیا جائیگا۔

۵۔ بشرط موقع کتابیں مکرر جاری کی جا سکینگی مگر اس غرض کے لیے کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو مستعیر پر ذمہ داری عائد ہوگی۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے نہ لگایا جائے۔

۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جا سکینگی۔ فقط